بیمن چمن پیرائی کون و مکان کارفرمائی ماشاکا

افسانۂ دلپذیر و قصۂ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر و ہوش ربای جادو
تقریر نوعروس کلام زیبا د نوطرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا یعنے

جلد پنجم حصہ دوم

طلسم ہوش ربا

ترجمہ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

بار سوم

تصنیف نادرہ روزگار زمان داستان گوی شیریں بیان سخن سنج مصاحب خوان
پسندیدۂ امیران رئیسان سرآمد اہل فن رشک اہل ہنر جناب منشی احمد حسین متخلص بہ قمر

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں بحلیۂ طبع محلی ہوئی

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

اطلاع

اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے فہرست [illegible] ہر ایک شائق کو چھاپے خانے سے بلا قیمت مل سکتی ہے جس کے معائنہ و ملاحظہ سے شائقین اصلی [illegible] کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی نہایت مناسب رکھی گئی ہے یہان بعض کتب قصہ [illegible] نثر اردو کے درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانے سے قدر دانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

المشتہر منیجر نولکشور پریس صیغۂ بک ڈپو لکھنؤ

قصہ جات نثر اردو

الف لیلہ بالتصویر۔ ترجمہ سخنور سحر بیان الوناظم مولانا مولوی محمد حامد علی خان حامد کاغذ سفید ۱۲؎ کاغذ خاکی ۸؎

طلسم ہوشربا (جلد اول) ۸؎

" (جلد دوم) ۶؎

" (جلد سوم) ۷؎

" (جلد چہارم) للعہ

" (جلد پنجم) ۸؎

" (جلد ششم) للعہ

" (جلد ہفتم) للعہ

طلسم فصاحت۔ قصۂ عجیب و غریب از سید محمد حسین جاہ ۱۲؎

فسانۂ عجائب متوسط قلم۔ ۷؎

ایضاً باریک قلم بلا تصویر۔ ۴؎

سرور سخن بجواب فسانۂ عجائب از سید [illegible]

باغ و بہار۔ معروف بہ قصۂ چہار درویش بالتصویر ۴؎

آرائش محفل۔ قصۂ حاتم طائی بالتصویر از سید حیدر بخش۔ ۶؎

ایضاً بغیر تصویر۔ ۵؎

داستان امیر حمزہ۔ بالتصویر ۸؎

مقتول جفا۔ ۲؎

نو طرز مرصع ۲؎

بستان حکمت۔ اردو ترجمہ انوار سہیلی ترجمہ فقیر محمد خان گویا۔ ۳؎

جام سرشار بالتصویر۔ مصنفہ پنڈت رتن ناتھ لکھنوی ۱؎

فسانۂ آزاد کامل۔ مصنفہ پنڈت رتن ناتھ در کشمیری ہر چہار جلد۔ ۱۰؎

فسانۂ جمیل۔ ترجمہ منشی حامد حسین قصہ قابل دید ہے۔ ۵؎

منقبت جناب حیدرؑ کرار وصی احمدؐ مختار زوج زہراے نامدار باپ شبیرؑ و شبرؑ کنندۂ باب خیبر مظہر العجائب و مظہر الغرائب غالب کل غالب علی ابن ابی طالبؑ نظم مصنف

ای ساقی آفتاب صورت
دل مین جب لطف می سمایا
حیدر صفدر لقب ہی تیرا
جلوہ ہر رنگ مین دکھایا
جب جمع ہوے تھے جل کے ناری
یوسف کا بھی تذکرہ ہی روشن
نام آیا زبان پر علیؑ کا
کیا کوئی لکھے گا زور حیدرؑ
مرحب سا دیو شوکت پیکر
پیدا ہوے کعبہ مین بصد جاہ
کام آتے ہین مصیبتون مین

ہو شرب شراب مثل شربت
ساقی کوثر کا یاد آیا
اعلیٰ سب سے نسب ہی تیرا
سلمان کو شیر سے بچایا
آفت مین پھنسے خلیل باری
بھائی اُنکے ہوے جو دشمن
تاریک کنوان تھا قعر زیبا
اس باب مین ہی گواہ خیبر
اک حملہ مین دو ہوا برابر
یہ نور ہین کبریا کے واللہ
حیدر ہین شریک آفتون مین

مینائے قلم ہی بر سر جوش
اُس ساقی آفتاب ضو کا
تجھ سا نہوا نہو گا نامی
ظاہر مین ہوے بھی تھے پیدا
اس نام کا دھیان آگیا جب
دل مین اُنکے یہی سمایا
اس درجہ رجوع کی بصد جاہ
زور دست ید اللٰہی پر
شہرے ہین جہان مین طاقتون کے
دوش احمدؐ پہ پانون رکھکر
ای چرخ نبیؐ کے بدر کامل

کردے مستی سر خوشی کسے مدہوش
ہون دل سے مین مبتلا و شیدا
معراج مین تھے نبی کے حامی
جسوقت یہ معجزہ دکھایا
آتش گلزار ہو گئی سب
اُس ماہ کو چاہ مین گرایا
آخر ہوے مصر کے شہنشاہ
آگہ جبرئیلؑ کے ہین شہپر
سکتے ہین تری شجاعتون کے
کعبہ سے کیا بتون کو باہر
آسان ہو قہر کی جلد مشکل

التماس بخدمت ناظرین و مشتاقین والاتمکین حصہ اول جلد پنجم طلسم ہوش رُبا اس مقام پر ختم ہوا کہ صاحبقران زمان قلعۂ آہن حصار کو فتح کرکے طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوے ہین لقا بمقابلہ سعد بن قباد بہ مدد سلیمان عنبرین موے کوہی خرد کش ہی نامۂ افراسیاب جادو کو بہ طلب مدد بھیجا ہی اسد نامدار باغ سیماب سے آوارہ ہوکر ایک جانب جلتے ہین خواجہ عمرو ایک سمت بدحواس پریشان چلے ہین برق و ضرغام آوارۂ دشت مصیبت و محنت افراسیاب خانہ خراب باغ سیماب سے لوح لیے کر ششدر و مضطر طرف کوہ بلور کے جاتا ہی ان سب کے حالات اپنے اپنے مقام پر تحریر ہونگے

آغاز داستان شوکت بیان اوّل ہنر بر دشت جرأت یکہ تاز میدان جلالت برہم زن لشکر ساحران نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی و حال خیریت مآل گوہر بے بہاے قلزم طراری نہنگ بحر زخار عیاری خنجر گزار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کا پہونچنا شہر داؤدیہ مین و عشق ملکہ لالان خوبان دختر خداوند داؤد سے و ذکر حصول لوح بہ عیاری خواجہ عمرو ۔ ساقی نامہ مصنف

[illegible] تو ای ساقی لاجواب	قمر کو ہوئی خواہش آفتاب	ترے میکدے مین جو خواہش ہوئی	شراب مضامین کی خواہش ہوئی

مجھے جام صہبائے گلگون پلا / کھلے غنچۂ باغ حیرت فزا
مئے ارغوانی پلا ساقیا / نیا رنگ مضمون دکھا ساقیا
پلا دے جو اک جام ای گلعذار / کھلے دفتر نظم باغ و بہار
ہر اک حرف ہو غنچۂ دلستان / ہر اک نقطہ خال رُخ مہوشان
چمن سے مشابہ ہون سب سطور / کشش ہو ہر اک حرف کی زلف حور
تجلی طبع قمر دیکھ لین / اب اس بے ہنر کا ہنر دیکھ لین
شراب کہن مین نیا لطف ہی / بھلا میکدے مین یہ کیا لطف ہی
شراب مصفا کی ہی جستجو / پلا جلد اے ساقی ماہرو
عبارات رنگین کا ہو انتظام / ہر اک جا پہ ہون چسپ فقرے تمام
وہ اس گلشن نظم مین گل کھلین / کہ خار الم باغیون کو ملین
دکھاؤن وہ مین نظم کا بوستان / جلین سبز بختان باغ جہان
دکھائین مضامین وہ گلزاریان / ہون خوش ہمصفیران باغ جنان

چہرہ رہ نوردان غریب الوطن وطی کنندگان صحرائے خارستان رنج و محن صعوبت زدگان جادہ مصیبت و گم کردگان راہ منازل محنت حال حیرت مآل مسافر شہراندوہ و حرمان بے سروسامان یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف متانت شعاران فرخندہ پے رہ عشق کرتے ہین یون سر سے طے اول دو کلمۂ افراسیاب بیان ہوتے ہین جبکہ افراسیاب لوح طلسم ہوش رُبا لے کر برسر کوہ بلور پہونچا ملکہ حیرت و مصور و صورت نگار و سرمایہ برف انداز مع ابریق کوہ شگاف وغیرہ چالیس سردار پاس افراسیاب کے پہونچے ملکہ حیرت نے دیکھا افراسیاب گھبرایا ہوا ماتھے پر پسینہ زرہ پارہ پارہ گریبان تا بدامن چاک چہرے پر خاک حیرت کر کے لپٹ گئی کہا ای شہنشاہ جلد حال باغ سیماب بیان کیجیے باغ سیماب مین اسد اُڑ کر پہونچ گیا افراسیاب نے کہا ای ملکہ عالم مخمور و بہار و باغبان مرجلے شکست کراتے ہوئے اس راہ ہول خیز کے بندوبست کرتے ہوے باغ سیماب مین پہونچے ذکر لڑائی کا بہت طول طویل ہی اسکے بیان کرنے کی کیا سبیل ہی سیماب خوب لڑا مخمور و بہار و باغبان و بران وغیرہ کو سحر سے بیہوش کیا کوکب نے آکر سیماب کو مارا طلسم کشا قریب گلدستون کے پہونچ چکا تھا جاکر مین نے لوح کو لیا اس حال کو دیکھ کر مین ایسا گھبرایا طلسم کشا کو ایک ہاتھ تلوار کا نہ مار سکا بالتصریح پھر بیان کرونگا اب سب صاحب یہ بتلائین کہ لوح طلسمی کو کسکے سپرد کرون سیماب ایسا خیرخواہ کہان سے لاؤن سیماب میری محبت مین کشتہ ہوا ایسا دوست صادق کیمیا ہی دنیا کی خاک چھانونگا ایسا ہمہوس محبت نپاؤنگا اپنی اپنی موافق عقل کے سب نے کہا مگر صورت نگار جادوزوجہ مصور نے جواب دیا ای شہنشاہ وہ صلاح تبلاؤن کہ اگر سامری و جمشید قصد کرین لوح نہ پاسکین دیو میرا خداوند داؤد ساحر اتنا بڑا ہی کہ آپ کو کتاب سامری بنا کر دیا ہی اگر وہ قبول کرے اور لوح اپنے پاس رکھ لے خداوند ہی ہمارا ہمارا پیدا کرنے والا ہی اگر اسکے دل مین آجائیگا لوح طلسم کو عرش علی پہ بھیجوا دیگا فرشتون کے پاس رکھے گا سب کچھ اُسکے اختیار مین ہی مسلمان دنیا کی خاک چھانین گے آسمان پر کیونکر جائینگے فرشتون کو کہان سے پائینگے تڑپ تڑپ کے مرجائینگے اس فصاحت و بلاغت سے ملکہ صورت نگار نے سامنے افراسیاب کے بیان کیا کہ افراسیاب نے کہا ای صورت نگار بات تو معقول کہی مگر اسکو امورات خدائی سے کب

مہلت ہے صورت نگار نے کہا آپ اسی مقام پر تشریف رکھیے اوّل عرضی لکھیے اگر وہ قبول فرمائین تو ہم اور آپ لوح لے کر جائین زیارت سے بھی مشرف ہون لوح اُنکے سپرد کرین مدت سے آپ گئے بھی نہین ہین عمر بھی بڑھوالین گے مسلمانون سے لڑائی ہے جان کا خوف بھی رہتا ہے جب خداوند عمر بڑھاکر لوح محفوظ پر وہ سن تحریر کردینگے پھر کوئی مسلمان ہمکو نہ مار سکے گا افراسیاب کو یہ باتین بہت پسند آئین جواب دیا اے قدرت کی بہار وج کیا معقول بات کہی ہے مگر احتیاط واجب و لازم ہے ایسا نہو کہ کسی طور سے سار بان زادہ دربار مین خداوند کے پہونچ جا کے عرضی لیکر عیار پہچان جائین مکرر ایک کے بعد ایک دربار خداوندی کو اچھی طرح دیکھ آئین کہ اُدھر اُس دربار مین کوئی عیار تو نہین پہونچا صورت نگار نے کہا کہ بہت مناسب ہے افراسیاب نے اپنے ہاتھ سے ایک عرضی لکھی اول القاب خداوندی بعد اُسکے یہ تحریر تھا اشعار مصنف

ہو یہ مقبول عرض پردازی
وقت امداد و دستگیری ہے

اپنے بندے کی ہو سرافرازی
آپ کی دی ہوئی امیری ہے

کہ خداوند عرض ہو یہ قبول
اہل اسلام سرکشی پر ہین

بندۂ خاص سامری ہے ملول
آپ ہی اب معین و یاور ہین

یہ عرضی خدمت فیضدرجت مین پہونچتی ہے امیدوار ہون کہ لوح طلسمی قبول فرمائیے اپنی خدمت مین رکھیے مین خود لوح لیکر حاضر ہون زیارت سے مشرف ہون حال مصیبت اپنا بیان کرون آپکا بندۂ قدیم کوکب روشن ضمیر دشمن ہوگیا ہے لونڈیان غلام سب بگڑ گئے طلسم کشا کو تا بہ باغ سیماب پہونچا یا مگر یہ بندہ حقیر آپ کا زور پکڑ کر لوح طلسمی لایا آج دو دن سے کوہ بلور پر حاضر ہون بخوف عیاران لوح لیے بیٹھا ہون مشکل آسان کیجیے مجلس رنج والم سے نجات دیجیے یہ سب مضمون لکھکر صرصر شمشیر زن کو عرضی دی کہا دربار خداوندی مین جاؤ اپنی آنکھ سے وہان کا حال دیکھ آؤ ایک ایک امیر و وزیر مشیر و خدمتگار رجبدار وغیرہ کو دیکھنا عرض کی ایسا ہی ہوگا صرصر شمشیر زن بانہائے عیاری سے آراستہ ہوکر طرف ملک داؤدیہ کے روانہ ہوئی بعد جانے ملکہ شمشیر زن کے افراسیاب نے برائے انتظام و احتیاط صبا رفتار کمند انداز کو بھی اسی مضمون کی عرضی دی زبانی بھی سمجھا دیا کہ بخوبی وہان کا حال دیکھنا صبا رفتار بھی طرف ملک داؤدیہ کے چلی ان دونون کو راہ مین چھوڑیے اب دو کلمۂ داستان اسد عالی وقار و خواجہ عمرو نامدار ملحوظ خاطر ناظرین ہون کہ شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی باغ سیماب سے طعن و تشنیع خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سُنکر مضطر و پریشان آنکھون سے اشک حسرت جاری ایک جانب چل نکلا مگر دل سے کہتا ہے اے اسد نامدار خواجہ عمرو نے بہت بیجا ارشاد فرمایا مین بد اقبال ہون لوح کے سامنے پہونچا افسوس ہے نہ لے سکا افراسیاب کو ہاے مین کیون نہ لپٹ پڑا وہ ساحر تھا مجکو مار ڈالتا مجھ ایسے بدنصیب کا مرنا بہتر تھا اب چلکر کسی مقام پر جان دین اپنا خون اپنی گردن پر لین اب روے سیاہ خواجہ عمرو کو نہ دکھلاؤنگا اے اسد انصاف شرط ہے خواجہ عمرو نے کیا کیا جانبازی کی ہین فتاح طلسم نہین ہون فتح طلسم کی تدبیر تو خواجہ عمرو

کر رہے ہیں ہر مقام پر جان دیدینے کا قصد کیا خدا نے انکو بچایا پروردگار ایسا سامان کرے مجھ بدنصیب کا خاتمہ ہو وہ خدمت میں بابا جان کی پہونچ جائیں یقین ہے مادر مہربان جناب ملکہ زبیدہ شیر گیر دختر بلند اختر امیر با توقیر حق شیر بجل کرونگی دو چار دن رونگی آخر دل بہل جائیگا ای اسد بڑا افسوس یہ ہے کہ ہمارا لخت جگر نور نظر شاہزادہ غضنفر بھی اسی طلسم میں آگیا ہے ہمارے انتقال کی خبر سُنکر افراسیاب سے لڑیگا مگر وہ بیچارہ کم سن کیا کرسکیگا افراسیاب گرگ باران دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ بادشاہ طلسم ہوش رُبا سحر و ساحری میں یکتا فوج لشکر بے انتہا وزیر مشیر سب صاحبان تدبیر خواجہ عمرو کا یہ کلیجہ تھا سالہا سال اُس ملعون سے لڑے کیسے کیسے گھمسان کے معرکے پڑے کسکی مجال ہے کہ افراسیاب سے لڑسکے کون ایسا ساحر ہے جو اسکے سامنے ٹھہر سکے پس وہ بیچارہ غضنفر کیا لڑیگا ہزار مکر و فریب سے افراسیاب پکڑ لیگا ان خیالات میں ملکہ جبین کا بھی خیال آیا بے اختیار یہ اشعار زبان پر لایا

اشعار مصنف

ادبار نے سب طرف سے گھیرا
اقبال نے جب سے منہ کو پھیرا

ہے خوف کہ راستہ نہ بھولون
کب تک چشم فلک مین کھٹکون

جنگل کو بھی ہے غبار ہم سے
گھیرا ہے حصار گرد غم سے

کانٹے تلوون کو چومتے ہین
گرد اپنے بگولے گھومتے ہین

آنکھون مین جہان ہے تیرہ و تار
ہر گام پہ دیتے ہین خلش خار

ایذا سہین کب تلک یہ کیا ہے
کہتا کبھی ای فلک یہ کیا ہے

کب کا یہ عوض لیا ہے ظالم
مین نے ترا کیا کیا ہے ظالم

تنہائی ہے میری حال پریشان
مین صورت زلف ہون پریشان

پس ماندہ کاروان ہون اے شوق
بتلا تو کہ مین کہان ہون اے شوق

ذرے مرے سر چڑھے ہین آکر
خوش ہین مجھے خاک مین ملاکر

دشمن کی بھی دوستی ستم ہے
یہ اور بھی میرے حق مین سم ہے

عریانی ہے بسکہ جامۂ تن
جنگل دیتا ہے اپنا دامن

کیون آسمان مجھے ستا رکھا ہے
کیون دل کو مرے کھا رکھا ہے

خار الم دل مین کھٹکتا ہوا اسو ٹپکتا ہوا ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچا ایک جانب دریائے ذخار ایک سمت کوہ فلک شکوہ کنارے دریا کے یہ آوارۂ دشت مصیبت و سرگشتۂ وادی بلا و محنت زیر سایۂ نخل بیٹھا اس سوچ مین کہ پہاڑ پر چڑھ جاؤن سختی اُٹھاؤن اپنے کو دریا مین گرا دون بحر زخار مین ڈوبون جسکی آبرو ریزی ہو چکی ہو اُسکے واسطے یہی بہتر ہے نہنگان دریا کا طعمہ ہون اس خیال مین اسد غازی کی نظر طرف صحرائے سبزہ زار کے اُٹھ گئی آفت دیدہ ہجران کشیدہ جان سے بیزار مجبور و ناچار دل مین یاد دلدار ملک الموت کا سامنا مونس نہ ہمدم شباب مین جان دینے کا غم دیکھا صنعت باغبان قضا و قدر سے وہ جنگل نمونۂ گلشن ہے کہین لالہ با دل داغدار کہین کوڑیالا کھلا ہوا ہوائے سرد عیسی دم مسیح نفس چل رہی ہے نظم

زاہد کی جو وہ ہوا ہو قسمت
کاہے کو رہے ہوائے جنت

ابر و گل و سبزۂ طرب ریز
افلاک و زمین سرور انگیز

دل مین ہوئی اپنے جائے صحرا
زنجیر بنی ہوائے صحرا

اور اسپہ وفور ابر و باران
ہنگامۂ عید بادہ خواران

کھینچا ہے ہوا نے دامن دل
بھڑکی تپ شوق گلخن دل

رخسار زمین پہ سبزہ ہرسو
ریحان خط عذار گلرو

ازبسکہ ہے سبزہ جلوہ آرا — ہے خاک طلسم چرخ خضرا

ہر مرتبہ شاہزادہ قصد کرتا ہے پہاڑ پر چڑھ جاؤن مگر موت
بھی محافظ و نگہبان ہے زندگی دامن تھامے ہے دام حسرت و یاس مین شاہزادہ مبتلا ہے کبھی روتا ہے کبھی ہنستا ہے سراپا
زخمی باغ سیماب مین انتہا کی تلوار چلی تھی ملول رنجور خانہ ہاے زرہ قطرہ ہاے خون سے معمور مرنے کی خواہش
فراق مہ جبین الماس پوش کی کاہش رنگ رو متغیر متفکر متحیر نالان بیقرار نہ دوست نہ مونس نہ غمگسار بے مادر و پدر
گا ہے یہ خیال دلبر کہ افسوس دریاے طلسم مین اگر گوہر مراد ملا پا شاہزادہ بدیع الزمان اپنے ماموں جان کو نہ چھوڑا یا
یہ حسرت لیکر پردۂ دنیا سے چلے شاہزادہ اس خیال محال مین سر زانوے تفکر پر جھکائے رو رہا ہے کہ دریا مین دور سے ایک
مور پنکھی پیدا ہوئی کنارے کنارے آتی ہے ایک شامیانہ نہایت عمدہ اُسپر استادہ مسند پر ایک پریزاد گرد چند نازنینان جبین
ماہ جبین توم کی بنگالنین زربفت کے لہنگے چُندریان اوڑھے ہوئے زیور عمدہ زیب جسم ڈانڈین سنہری روپہلی ہاتھ میں سے
مور پنکھی کو کھیتی ہوئی چلی آتی ہین صاحب خانہ کی نگاہ جمال خورشید مثال اسد نامدار پر پڑی دیکھا ایک شیر دلیر دریا ہے
خون مین نہایا ہوا زرہ پارہ پارہ جوشنون کے تار کھٹے ہوئے سپر کے پھول مرجھائے ہوئے آئینہ عارض سے حیرانی رنگ لف شگون
سے پریشانی مگر سطوت و صولت رعب و دبدبہ تہور و شجاعت آشکار مثل چاکران کشتہ ملول غمگین ہر سمت نگران ابیات

بیٹھا تھا وہ جانشین مجنون — حیران و ملول و خوار و محزون
یہ جلوہ حسن ناتوانی — زیبا اُسے لاف لن ترانی
لٹکے ہوے سر سے بال اُسکے — تھے ضعف سے کیا و بال اُسکے
بس اک سر مو کو جھاڑ دے گر — پیدا ہووے زمین دیگر
سب حال جبین کی چین سے ظاہر — قسمت کا لکھا جبین سے ظاہر
آنکھین سبب سرشک گلگون — جون جام سر شہید پر خون
اب آنکھون مین اشک جو بھر آئے — وہ گریہ کے ساتھ باہر آئے
ہین ورنہ سیاہ پیرہن کیون — ہین دست ثمرہ سے سینہ زن کیون

کیا تن تہ خاک اللہ اللہ — کیا صورت پاک اللہ اللہ
تشریح کا وہ صفحہ وہ تن زار — ہر ہر رگ و پے غرض نمودار
وہ بال کہ زیب بخش سر تھے — آلودۂ خاک کس قدر تھے
سر پر گل داغ یون نمودار — جون لالہ ہو زیب بخش دستار
حیران سا چہرہ آئینہ وار — مُنھ زرد بہ رنگ زعفران زار
مژگان موے سر شہیدان — یا خار کہ دل مین تھے وہ پنہان
ظاہر رُخ مردمک سے ہے غم — ہے اُنکو مگر کسی کا ماتم
پرغم ہے تو انکو کسکا ہے غم — ماتم ہے تو ہے یہ کس کا ماتم

جاری ہے جو متصل سدا خون — شاید دل زار کا ہوا خون

اس شہنشاہ خوبی رنگ و بوے گل حدیقہ محبوبی کی نگاہ
جو جمال اسد نوجوان پر پڑی بیساختہ مُنھ سے آہ نکلگئی قلب تھرایا حال زار اسد دیکھکر پسینہ آگیا بمشکل ضبط
کیا ناگن جادو نامے وزیرزادی پہلو مین بیٹھی ہے ہمدم ہمراز ساتھ کھیل کر پرورش پائی ہے اسکی جانب دیکھکر کہا
کیون وزیرزادی یہ جو بیچارہ غریب یکہ و تنہا اس صحراے پربلا مین بیٹھا ہے کسی کی تلاش مین گھر سے نکلا ہے نظم

سوچ کہان یہ ماجرا ہے — یون بھی یہ قلق کہین ہوا ہے
اللہ ری نگاہ حسرت آلود — دل خون کن آہ حسرت آلود
ہے کچھ تو کہ ہے کچھ اور ہی طور — انداز نگاہ چشم حیران
کچھ تو ہے کہ ہے نظر ہی کچھ اور — جون طرۂ خم بخم پریشان

وہ کان کہ دو جلا جل غم | دہ کان کہ برگِ نخلِ ماتم
لختِ دل چاک گوشوارہ | صد برگ عذار پارہ پارہ
بینی ہی کہ شمع بزمِ ماتم | لب یا مۂ عشرۂ محرم
سینہ فگار رہی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ دل بھی داغدار ہے

تشنۂ شربت سے مبہوت لبون پر مہر سکوت ایسے کلمات حسرت دیکھکر وہ رشک قمر بیتاب ہوئی دیدروے محبوب جان کو عذاب ہوئی کھینے والیون سے کہا جلد کشتی کنارے لیچلو جب تک ملکہ کشتی سے اُترے یہ حیرتی آئینہ رنج والم گرفتار محبس اندوہ وغم شدت زخمداری سے اُٹھنے کا قصد تھا دل نے کہا بیٹھ بیہوش ہوکے زمین پر گرا وہ نازنین مہ جبین روتی ہوئی سرِبالین اپنے مسیحا کے آئی ساتھ والیان ہان ہان کرتی رہین مگر یہ گھبرا کر فرش خاک پر بیٹھ گئی کہا صاحبو مجھے یہ خیال ہی اس امر کا بڑا ملال ہی یہ جوان رعنا کوئی رئیس جلیل ہی قزاقون کی تیغ بدعت کا قتیل ہی مال کی ہوس مین جلادون نے گھیرا یہ شیر صولت خوب لڑا اسلاح جواہرات کو بچایا نقد جان کو مٹایا یہ بڑی بدعت ہی ہماری عملداری مین ایک رئیس اسقدر زخمی ہو ہم خبر نہ لین اُٹھا کر باغ مین ہمارے لےچلو وہان علاج کرینگے جب اسکو ہوش آئیگا حال پوچھین گے اُن ظالم جلادون کو گرفتار کراکے جن ہاتھون سے بدعت کی ہی اُنکے قلم کرنے کا حکم دینگے اس ظلم وستم کا بدلا لین گے بڑے غضب کا مقام ہی مسافرون پر یہ آفت رئیسون کی یہ کیفیت کنیزون نے سر جھکایا جب ملکہ خود اُٹھانے پر آمادہ ہوئی کنیزون نے بھی ہاتھ لگایا ہاتھون ہاتھ نہنگ بحر صاحبقرانی کو کشتی پر لائین اب ملکہ نے حکم دیا جلد کشتی پھیر و کھینے والیون نے فوراً دریا سے ڈانڈ امیڈی شروع کی مثل ہلال شب اول صفحۂ آب پر چلی باغ اُس رشک چمن کا قریب تھا چند ساعت مین زیر دیوار باغ پہونچین اُسی طرح ہاتھون ہاتھ اسد نامدار کو اُتارا تمام لباس ملکہ کا خون آلود ہو گیا کنیزون نے بہت کہا کہ حضور الگ رہین ہم لیے چلتے ہین ملکہ نے جو دیکھا کہ نوجوانین لپٹی جاتی ہین فرے اُڑاتی ہین ملکہ نے کہا حرافزادیو شفتلو اپنے باپ سے لپٹی جاتی ہو دیکھو اسکے زخم نہ دکھ جائین الگ رہو ہین تو پاس آنے سے مانع ہو یہ کیا بیہودہ بے ادبی ہی زخمدوزی کرکے جن لوگون نے اس بیچارے کو زخمی کیا مسافر کو لوٹ لینے کا قصد کیا دریافت کرکے اُنسے اسکو رخصت کر دینگے اگر دو چار دن مہمان رہیگا تو کیا نقصان ہی ہمارا مہمان ہی لباس مین خون بھر گیا بلا سے بدل ڈالین گے کنیزین خاموش ملکہ کے دل مین محبت اسد کا جوش ہاتھ پاؤن مین رعشہ جسم مین تھر تھری اسی حالت سے قصر عالی مین لاکر اسد نامدار کو پہونچایا چھپر کھٹ پر لٹایا اپنے دست نازنین پنجۂ نگارین سے زخم دھوکے پٹیان مرہم کی چڑھائین کرسی پر آکر سامنے بیٹھی گلچلی گلشن جمال کی کر رہی ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی کبھی سینہ پر ہاتھ رکھدیتی ہی کبھی تنہا پاکر تلوے سہلانے لگتی ہی اشک آنکھون سے ٹپک پڑتے ہین پھر کنیزون کے جو پاؤن کی آہٹ سنتی ہی الگ آکر کھڑی ہوتی ہی گھبرا کر کہتی ہی کیون سمن و یاسمن میری اچھی بو اغنچہ دہن ذرا منھ سے بولو میری بات کا جواب دو تمنے ایسے زخمی کبھی دیکھے ہین یہ زخم اچھے ہو جائین گے صحت پاکے اُٹھین گے چلین گے اس باغ مین مثل سرو خرامان ہونگے زخم بھر آئینگے تمنے تو ایک دن ذکر کیا کہ ہمارے

بھائی کمیدان مین لڑائی مین زخمی ہوئے کیون ہو اس قدر زخمی تھے یہ تو زخم بیشمار ہین تیرون کے تلوار کے نیزون کے صاف نشان ظاہر ہین بڑی لڑائی لڑے بڑا کام کیا ہزارون مین نام کیا کیونکر بچے اپ منہ سے باتین کرین تو ہین جانون صحت پائیگا خوشی خوشی اپنے گھر جائیگا اپنے مان باپ سے جا ملیگا قوم کا تو شریف و رئیس معلوم ہوتا ہے ہمکو دعا دیگا عمر بھر احسان یاد رکھیگا آنے جانے سے تو کچھ کام نہین خط مین سوال و جواب ہوا کریگا جب ہم خط پڑھینگے تم لوگ پوچھوگے کیون یہ کسکا خط ہے ہم تمھین یاد دلائینگے وہ جوان جسے جنگل سے اٹھا لائے تھے صاحبو یہ اسی نے خط لکھا ہے یہ چاہے نہ بھیجے ہم تو بھیجا کرینگے ہمین کیا پروا ہے یہ ایک پیسے مین خبر بھیجیگا ہم نہال کر دینگے یہ بھی اپنے مان باپ سے کہیگا ایک ملکہ عالم ہماری جان بخش ہین انھون نے یہ تحفے بھیجے اسکے عزیز آشنا سب ممنون و مشکور ہونگے یوہین اسی طرح امیرون رئیسون سے ملاقات ٹھہرتی ہے غنچہ دہن نے عرض کی حضور درست ہے یہ بہت جلد شفا پائین گے بہت جلد اچھے ہو جائینگے زخم اچھے ہین ایسے زخمی بہت جلد اچھے ہوتے ہین ملکہ کو دمبدم بیقراری دل سے شتاق کہ یہ شخص آنکھین کھولے منہ سے بولے اسکا حسب و نسب پوچھین آج رات کو ہم اور یہ ساتھ کھانا کھائین اس حیرانی مین کبھی کنیزون کو ہٹا دیتی ہے تنہائی مین جوڑتی ہے پھر بلا لیتی ہے کسی پہلو دل کو آرام نہین آتا کچھ دن باقی تھا کہ اسد غازی نے آنکھ کھولی اسوقت ملکہ سر جھکائے خاموش بیٹھی تھی اول اسد نے قصر کو دیکھا مکان عالیشان اسباب عیش و نشاط سے درست جا بجا نازنینان مہ جبین پھر رہی ہین مگر چالاک چپت دوسری جانب جو نگاہ کی بے اختیار آہ کی ایک پری پیکر سمن بر گلعذار غنچہ دہن سہی قد خورشید خد طرۂ گیسو مشک آگین چہرۂ زیبا رشک ماہ جبین طرز جلالت آئین دریاے حسن کی گوہر یکتا بے مثل و بے نظیر سراپا

اشعار مصنف

نہ تھا رخسہ کا گل کا سایہ پڑا
ہوئی تھی شب وصل دیجور ایک جا

سفیدی چشم اور سیاہی چشم
دکھاتی ہے ہر روز و شب اپنا چشم

دہن اور لبون پر ہو بلبل نثار
کہ تھی غنچہ مین گل کی ساری بہار

وہ گردن نہ تھی شعل طور تھی
حقیقت مین تھی اک ٹھی نور کی

ہلائے کہ سر آسمان جاے اوست
تراشندۂ ناخن پاے اوست

تماشاے قدرت یہ تھا خوب تر
مگر سرو آزاد مین تھے ثمر

بیان کیا کرون مین کمر کی صفت
سمجھ مین نہین آتا ہے یہ لغت

رقم کیا کرون نقطۂ زیر ناف
زبان قلم مین دیا ہے شگاف

بان حباب اسکی لنگیا تھی بس
ابھار سے تھی جسکو ہوا و ہوس

بیان کیا کرون ابرون کا خم
وہ تھے خلخ آہوے چشم صنم

نہین گل سے تشبیہ رخسار کی
یہ گل داغی وہ گل عارضی

زنخدان کی تعریف ہو کیا رقم
کہ یان راہ بھولا ہے خضر قلم

اگر وصف ناخن مین ہو کون بان
تو یاد آئے یہ شعر حسب زبان

قیامت تھا اسکی کچون کا ابھار
جوانی کی تھی اسنے دونی بہار

شکم اسکا شفاف آئینہ دار
نظر آتی تھی قدرت کردگار

محیط ایک ہے صف ہے ناف کا
وہ پیکار قدرت کا تھا دایرا

وہ ساق اسکی تھی پانچہ مین غلاف
کہ تھی شمع فانوس کے درمیان

دریاے جواہر مین غوطہ زن دوپٹہ آب روان کا سر سے ڈھلکا ہوا حسن مین تجلی صبیح ملیح حسین جمیل اسد نامدار بیقرار ہو گیا ٹھنڈی سانسین کھینچکر یہ منہ سے نکل گیا

شعر سبز رنگے بخط سبز مرا کرد اسیر ٭ دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدیم ٭ جب اسد نے آہ کی اور یہ شعر پڑھا
ملکہ نے سر اُٹھا کر دیکھا اس جوان نے آنکھ کھولی میری جانب دیکھ رہا ہے ملکہ نے شرما کے دوپٹہ سے مُنھ ڈھانپ
لیا وزیرزادی کے چٹکی لی کہا ناگن مہمان بیدار ہوا مین تو نہ بات کرونگی جاکر مسند پر بیٹھتی ہون تو حال پوچھ
تو نے سُنا اُنھون نے عاشقی و معشوقی کا شعر پڑھا ان باتون کو سمجھا دے ذرا جو پیچ اپنی ہند رکھین بیان کوئی کسی
بازاری نہین ہو کہدینا جو سب کے خدا خداوند داؤد جادو ہین یہ نورچکیدہ خالص قدرت صدف خداوندی کی
گوہر بے بہا موسوم بہ ملکہ لالان خون قبا ہے جب میرے سامنے آئین تو سجدہ کرین اسکے خلاف ہوگا تو مین
بہت بُری طرح پیش آؤنگی یہ کہکر ملکہ ہنستی ہوئی مسکرا کر پلٹ پلٹ کے دیکھتی ہوئی بارہ دری مین آئی مسند پر
بیٹھکر ہنسنے لگی اور کنیزون سے کہا جاؤ مہمان کو ہوش آیا ہو مہمان کی خاطرداری کرو سب ہمرازین وہان آئین
اسد غازی اُٹھ بیٹھے زخمون کے اکثر ٹانکے بھی ٹوٹ گئے ناگن وزیرزادی قریب آئی جھک کے سلام کیا
عرض کی حضور مزاج کیسا ہو آپکا نام نامی اسم گرامی کیا ہو اسد غازی نے جواب دیا کہ ہم نام و نسب کچھ نہ
بتائینگے اب ہم رخصت ہوتے ہین یہ تو ہم پر ظاہر ہوا کہ جو صاحب کرسی پر جلوہ فرما تھین یقین کامل ہو کہ وہی
صاحب خانہ ہین ہمارے ہوشیار ہوتے ہی وہ تشریف لے گئین پس ہم بار خاطر ہین بموجب مصرع طاقت مہمان
نداشت خانہ بمہمان گذاشت ٭ پس ہمارا ٹھہرنا بیکار ہو یہ کہکر اسد نے خود اُٹھا کر سر پر رکھا زرہ زیب جسم
کی تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا چھپر کھٹ سے اُترے ناگن دوڑی ہوئی ملکہ کے پاس آئی عرض کی واری
مہمان صاحب جاتے ہین آپ کا اُٹھ آنا اُنکو بہت ناگوار ہوا کہتے ہین ہم صاحب خانہ کو بار ہین ملکہ گھبرائی کہا
ناگن جاؤ میرے سر کی قسم دلاؤ کہنا صاحب اگر آپ ہمکو بار ہوتے تو جنگل سے کیون اُٹھا لاتے یہ بھی سمجھا کے کہنا
ملکہ نے تمھارے زخمون کو اپنے ہاتھ سے دھویا شب بھر یہین بیٹھی رہین تم نے وہ شعر پڑھا اس وجہ سے چلی
گئین سمجھا کے یہان بلا لاؤ اپنی طرف سے کہنا اے جوان دختر خداوند کو چل کے سجدہ کرو جن لوگون نے
تمکو زخمی کیا اُنکا حال کہو اپنے حضور سب کو پکڑ بلائین گی ان سب کو دار پر کھنچین گی مرکب مع ساز و یراق
نقد و جنس تمکو دے کر رخصت کرینگی ناگن دوڑی ہوئی آئی اسد نعلین پہن چکے تھے کہ ناگن نے آکر
دامن تھام لیا کہا چلیے حضور آپ کو ملکہ عالم بلاتی ہین ابھی جانے کا قصد نہ کیجیے ملکہ آزردہ ہونگی اُنکی
خوشی بھی آپ پر واجب و لازم ہو انصاف کیجیے کہ ملکہ عالم دختر خداوند نے آپ کی جان بخشی کی آپ
ذرا سی بات پر آزردہ ہوتے ہین چلیے میرے ہمراہ تشریف لے چلیے اسد غازی خود عشق مین اُسکے
بیقرار تھے بموجب مثل اونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ ساتھ چلنے پر ناگن کے آمادہ ہو گئے کہا وزیرزادی صاحب
ہم تمھارے کہنے سے چلتے ہین اب تم نے ملکہ عالم کا احسان بھی جتایا یہ بھی ثابت ہوا کہ دختر خداوند ہین اپنا

تو یہ قول ہی **شعر** کافرم عشق مسلمانی مرا در کار نیست ÷ ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست ÷ حکم ملکہ عالم کا ہماری
آنکھون پر محراب ابروے خدا رین سجدہ بھی کرینگے اُنھین کے نام کی تسبیح جپین گے یہ حقیر آپ کا زند عاشق مذہب
ہی خوشی سے معشوق کی مطلب ہی سب طرح ملکہ عالم کا ہم پر احسان ہی معشوق خوشنود دین و ایمان ہی یہ کہتے
ہوے اسد غازی چلے ناگن دوڑی ہوئی پہلے ملکہ کے پاس آئی کھلکھلا کر ہنسی کہا واری آپکے مہمان
آتے ہین سجدہ کرنے پر بھی راضی ہین اب تو ملکہ خوشی مین پھول گئی دیکھا سامنے سے اسد شیر دل تنتا ہوا قبضہ شمشیر
پر ہاتھ رعب و جلالت ساتھ ساتھ ملکہ بانکپن کی چال دیکھکر بیچین ہو گئی اسد غازی آکر مسند پر بیٹھ گئے
ملکہ نے چاہا ہٹ جاؤن اسد غازی نے دامن تھام کر کہا دیکھو صاحب پھر کچھ ادائی طریقہ دلربائی
ناگن اشارہ کرتی ہی سجدہ کرو اسد غازی نے کچھ جواب نہ دیا اور چند کنیزون ٹرھین چاؤن چاؤن
کرنے لگین کہ میان سجدہ کرو یہ نور چکیدۂ خالص خداوند داؤد ہین جو افراسیاب جادو کو کتاب سامری
بنا کر دیتے ہین ہفت اقلیم کے ساحر انھین کے بندے ہین اسد نے اُنکو جھڑک دیا کہا کیا بیہودہ بکتی ہو اب
ملکہ بھی بول اُٹھی کہا صاحبو چپ رہو کیا اُنکے سجدہ کرنے سے میری کچھ آبرو بڑھ جائیگی بی ناگن بیٹھ جاؤ
نام و نسب وجہ زخمی ہونے کی پوچھو ناگن نے دست بستہ عرض کی اے شہریار جن قزاقون نے آپ کو زخمی کیا
مال چھین لینے کا ارادہ ہوا جس دشت مین تلوار چلی اُس مقام کا نام اپنا حسب و نسب مفصل بیان فرمائیے
اسد غازی نے دُرج دہن کو کھولا گہر ہاے بے بہائے کلام اسطرح پر تقریر مسلسل سامنے ملکہ کے پیش کیے کہ اے
شہنشاہ حسینان والے سر تاج مہ جبینان ہمکو قزاق کیا لوٹین گے فلک کجرفتار گردون غدار نے البتہ لوٹ لیا
سانحہ تو پیش آیا یقین ہی تم نے بھی نام اُس بدبخت کا سنا ہو گا ہر ایک سنگریزہ طلسم ہوش رُبا کا ہمکو
پہچانتا ہی افراسیاب جادو بخوبی جانتا ہی شہسوار عرصۂ یکہ تازی شاہزادہ اسد غازی نبیرۂ صاحبقران
عبد ذلیل رب دوجہان اس حقیر کا نام ہی فتاح طلسم ہوش رُبا لقب اول گنبد نور پر قید رہا میرے ساتھ
اور بھی کوئی ماہ پیکر زندان مصیبت مین تھا بعد عرصۂ دراز گنبد نور سے رہائی پائی باغبان و بہار رو
ملکہ بُرّان شمشیر زن وغیرہ و خواجہ عمرو ہمکو ساتھ لے کر چلے شکست کرتے ہوے تا بہ باغ سیماب آئے
انتہائی جنگ مغلوبہ ہوئی سیماب جادو واصل جہنم ہوا اگرچہ ہم پر ہجوم لشکر رنج و الم ہوا افراسیاب جادو
لوح طلسمی لے گیا ہم آوارہ ہو کر اُس طرف نکل آئے رب اکبر نے تمکو مہربان کیا ہمکو اُٹھا کر یہان لائین ممنون و
مشکور ہوے یہ حال مصیبت جو اسد نامدار نے بتصریح بیان کیا ملکہ لالان خون قبا کی آنکھون سے
آنسو ٹپک پڑے سر اُٹھا کر طرف وزیرزادی کے دیکھا کان مین کہا ناگن یہ کیا غضب ہوا یہ خیرہ وہ شخص ہی
جسکا تمام عالم دشمن افراسیاب رہزن اب کیا کرون ناگن نے کہا جو گزرا وہ گزرا آپکے باغ مین انکا رہنا

مناسب نہین فوراً مرکب وغیرہ دیگر روانہ فرمائیے اگر خداوند داؤد آپ کے والد نامدار کو خبر ہوگئی تو قیامت برپا ہوگی ہم سبھون کی ناک چوٹیان کاٹی جائینگی حضور بھی سزا پائینگی سالہا سال سے یہ دلیر گنبد نور مین قید تھا عمرو عیار نے بڑے زور شور سے رہا کیا اب لوح طلسمی کی فکر مین مصروف ہی قاتل کفار ان اس شیر کا لقب ہی نبیرۂ حمزہ عرب ہی ملکہ ہاتھ پکڑ کر وزیرزادی کا کنارے آئی گلے مین ہاتھ ڈالکر زار زار رونے لگی دریاے اشک چشمۂ چشم سے موج زن ہوا کہا ای رفیق وشفیق ای ہمدم و ہمراز ای صاحب راز دنیا نہ اگر یہ جوان جائیگا روح قالب خاکی سے تڑپ کر نکل جائیگی کسی طور سے بندوبست کرو اسد نامدار کو اسی باغ مین رکھو مجھپر احسان عظیم ہوگا ناگن نے ماتھا کوٹ لیا کہا داری انکے رہنے سے جان و آبرو کا ضرر ہی خیال فساد وشر ہی مین نے پرچۂ اخبار دیکھا تھا تمام مرحلہ جات شکست ہوے غافل و ہوشیار جادو مارے گئے بڑے بڑے ساحران نامدار اسکے ساتھ تھے خداوند داؤد نے بھی ایک نامہ براے حفاظت لوح سیماب جادو کو لکھا نہین معلوم اُس نامہ دار پہ کیا گذری مع بہار و باغبان یہ شیر تریان باغ سیماب مین ہوپنچ گیا سیماب لاکھ تڑپا نہ بچا کوکب کے ہاتھ سے کشتہ ہوا رخصت کرنا کچھ مشکل نہین ہی یہ تو اُنکو ثابت ہوا کہ آپ دختر خداوند ہین ہم سمجھا دینگے کہ صاحب آپ یہان سے نکل جائیے یہ ہمارا احسان کیا کم ہی کہ اگر خداوند سے خبر کر دین لاکھون ساحر خداوند کی خدمت مین ہین ایک حقیر کو اگر روانہ کر دین آپکی مشکین باندھکو لیجائے گا یہان ٹھہرنا آپ کا مناسب نہین ہی خوف جان سے خود بھاگین گے اس طرف کا کبھی رخ نہ کرینگے یہ سُنکر روے رنگ ملکہ متغیر ہوا غش آنے لگا بیٹھ گئی مُنہ سے بیساختہ نکلگیا مصرع واے برما و گرفتاری ما۔ یہ کہکر آہ کی حالت اپنی تباہ کی غش آگیا دانت بیٹھ گئے مردنی چہرے پہ ہاتھ پانون ٹھنڈے سراسر یہ حال زار دیکھکر ناگن گھبرا گئی مُنہ پیٹنے لگی سر اُٹھا کر زانو پہ رکھا گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا عرصہ مین ملکہ کو ہوش آیا ناگن نے کہا داری للہ صبر کیجیے کہا ناگن مین لاکھ دل کو سمجھاتی ہون تپش قلب دمبدم زیادہ پاتی ہون دامن صبر کا دست استقلال سے چھوٹ گیا شیشۂ دل بدعت سنگ عشق سے ٹوٹ گیا لاکھ چاہتی ہون صبر کرون مگر سوزش قلب سے مجبور و ناچار ہون مبدم آتش عشق شعلہ ور ہی پھُکی جاتی ہون دیکھ پنڈا پھیکا ہی کلیجہ جل رہا ہی تونے وہ کلام کیا تیر دلدوز بنکر کلیجہ پہ پڑا تو وہ دل نشانہ ہوا الفت کا اس ظالم کی بہانہ ہوا مین تو اس رسم و راہ سے آگاہ نہ تھی اپنے حسن پہ آپ فریفتہ رہی کسی کی چاہ نہ تھی ای وزیرزادی ابتو یہ حال ہی دلبر غم و ملال ہی بموجب مضمون مسدس مومن

یہ رنگ زرد جو ہی اور اشک آتے ہین لال بیان کرتے ہوے جی سکتے ہی یہ احوال		یہ سب وبال عرض جی کے لگنے کا ہی وبال خدا کے واسطے یارو نہ پوچھو انکا حال	

دل فریفتہ در روے قاتلے دارم

زدست دل بغدابم عجب دلے دارم

تڑپتے گذرے ہی ہر روز جاگتے ہر شب　　یہ کیسی بنگئی مجھپر یہ کیا ہوا یا رب
کسی سے کہہ بھی تو سکتا نہین یہ کیا ہی غضب　　کہ سب عذاب یہ دلکے سبب ہین لکے سبب

دلِ فریفتہ وروے قاتلے دارم
زدست دل بغدابم عجب دلے دارم

نہ شکوۂ فلک و بخت نارسا ہی مجھے　　نہ کچھ شکایت دلدا ربیوفا ہی مجھے
غرض کسی سے نہ شکوہ نہ کچھ گلا ہی مجھے　　اگر گلا بھی ہی تو اپنے دل ہی کا ہی مجھے

دل فریفتہ وروے قاتلے دارم
زدست دل بغدابم عجب دلے دارم

کہان تلک نفس سرد و آہ گرم بھرون　　کہان تلک پئے تسکین جگر پہ ہاتھ دھرون
کہان تلک قلق و اضطراب سے مین مرون　　نہین ہی بس مین مرا ایسے دلکو صدقے کرون

دل فریفتہ وروے قاتلے دارم
زدست دل بغدابم عجب دلے دارم

یہ میرا حال جو ای یارو دیکھتے ہو تباہ　　کہ رنگ منھ کا ہی فق اور بکھری بکھری نگاہ
ہین اشک چشم مین اور لب پہ نالۂ جانکاہ　　یہ سب ہین دلکے سبب مجکو دل نے مارا آہ

دل فریفتہ وروے قاتلے دارم
زدست دل بہ عذابم عجب دلے دارم

قلق مین رکھے ہی مجکو ہمیشہ میرا دل　　مرے تو سینہ مین ای کاشکے نہوتا دل
اگر ہوا بھی محتا تو جیسے اور سب کا دل　　تجھے بھی دینا تھا یا رب مجھی کو ایسا دل

دل فریفتہ وروے قاتلے دارم
زدست دل بہ عذابم عجب دلے دارم

ملا جو مومن غمگین بحال زار سحر　　کہا یہ مین نے کہ کیا حال ہی بیان تو کر
تو کچھ بھی منھ سے نہ دہ دل گرفتہ بولا مگر　　پڑھا یہ شعر عظیم اُسنے ہاتھ دھر دل پر

دل فریفتہ وروے قاتلے دارم
زدست دل بہ عذابم عجب دلے دارم

ان اشعار عشق انگیز محبت خیز کو پڑھکر بلبلک کر روئی ناگن گھبرائی سوچی کہ اب آپ نصیحت سے یہ آتش سرکش نہ بجھے گی نا واقف مذہب عشق دام مسلسل گیسوائے محبت مین پھنس گئی اب رہائی دشوار ہوئی پنجہ عقاب محبت کی شکار ہوئی یہ باتین سوچکر چٹر چٹر چہرۂ زیبا کی بلائین لین ترقی حسن و جمال کی دعائین دین عرض کی واری ہم ہر حال مین آپ کے شریک ہین مگر مقدمہ جانبازی ہی بسم اللہ مین در باغ کا بندوبست کرتی ہون آمد و رفت مین اپنے بیگانے کا خیال رہے جو گذرے گی وہ سہین گے ترک محبت طلسم کشا کو اب نہ کہینگے ملکہ خود ناگن کی بلائین لینے لگی کہا ای وزیرزادی مین تیری کنیز ہون ایسا انتظام کر کہ کسی طرح انکی جان بچ جائے جس طرح تم کہو گی وہی کرونگی ناگن نے ہاتھ تھام لیے کہا واری مین نگوڑی صدقے ہوئی اپنی کنیز خاص کی خوشامد نہ کیجیے مین اسی طرح حاضر ہون آپ کے حال نیک و بد کی ناظر ہون آنکھین ملکہ کی سوج گئین چہرہ تمتمایا ہوا پائینچہ سنبھال کے اٹھی ناگن کا ہاتھ تھامے ہوے مگر ناگن کو پیچ و تاب دل بیتاب لیکن ملکہ نے وہ زہر اگلا کچھ بن نہ پڑا ملکہ لالان خون قبا کو لاکر پہلوے اسد غازی مین جگہ دی اسد غازی نے جو دیکھا ملکہ کی آنکھین سوجی ہوئی گل عارض کملائے ہوے رونے سے آنکھین لال اشک ٹپک پڑتے ہین ضبط کرتی ہی خوف مین اپنے باپ کے ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی اسد نے اپنے دامن سے اشک پاک کرکے کہا ای شہنشاہ خوبی واے سرو باغ محبوبی مین تمکو بہت متغیر پاتا ہون ہم سے مفصل حال بیان کرو ملکہ نے سر جھکا لیا وزیرزادی نے کہا کچھ آپس کی باتین تھین آپ کا ذکر نہین آپ آرام سے بیٹھیے شراب نوش فرمائیے یہ کہکر چند گلابیان پیش کین ملکہ نے جام مئے ارغوانی بھرکر کہا صاحب آپ مہمان عزیز ہین خاطر ہم پر واجب ہی دل آپ کی خوشنودی کا طالب ہی اسد نے ہاتھ رکھدیا ملکہ کا غصہ سے چہرہ سرخ ہو گیا کہا صاحب مین سمجھ گئی حال سے بی مہ جبین صاحب کے باہر ہون عرصہ دراز سے وہ آپ پر عاشق ہین انھون نے عہد و پیمان کرا لیا ہو گا قسم لی ہو گی کہ کسی کے ہاتھ سے شراب نہ پینا مین نے مہمان سمجھ کے آپ کی خاطر کی ہی مین عشق عاشقی کا نام نہین جانتی یہ کہکر سر جھکا لیا دل بھرا ہوا تھا آنسو ٹپک پڑے اسد غازی نے کہا ملکہ بخدا یہ بات نہین ہی جبتک کلمہ نہ پڑھو گی ہم کوئی شی تمھارے ہاتھ کی نہ کھائین گے ناگن نے کہا ای شہریار انکے مذہب کو آپ کیا پوچھتے ہین یہ خداوند کی دختر بلند اختر ہین مرتبہ مین شاہان ہفت اقلیم سے بہتر ہین اسد نے کہا ای ملکہ عالم خدا کے بیٹی بیٹا جورو لڑکے بھی ہوتے ہین باپ تمھارا ساحر زبردست ہی بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی بندگان خدا کو کھٹکتا ہی پروردگار وحدہ لا شریک ہی اعتقاد وحدانیت کر وایسے دغا باز پر لعنت کر وہ معبود یکتا رب دوسرا ہی

نظم

نہان گو کہ ہی پر وہ موجود ہی　　رگ جان سے نزدیک معبود ہی
یہ ہی اسکی قدرت کی ادنی سی بات　　کہ اک کن سے پیدا ہوئی کائنات
بھرے لعل و یاقوت سا بین سنگ　　دکھائے یہ وحدت مین کثرت کے رنگ

اگر اسکی قدرت کا ہو بند و بست　　سلیمان کا لشکر کرے مور پست
کیا خاک سے خلق انسان کو　　تو نا ہی بنایا نبی جان کو
مگر پھر وہ قادر ہی مختار ہی　　وہ دیتا ہی جو جسکو درکار ہی

اس فصاحت و بلاغت سے ثنائے رب اکبر اسد نامور نے بیان کی کہ زنگ کفر آئینہ قلب سے سب کے دور ہوا دیدۂ باطن روشن ہوے دل کو سرور ہوا ملکہ کلمۂ طیبہ پڑھکر مع کنیزون کے صدق دل سے مسلمان ہوئی مگر ناگن نے عرض کی حضور سوائے میرے ان مین کوئی ساحرہ نہین ہی مین دل سے مطیع الاسلام ہوئی اگر کلمہ پڑھونگی تو سحر فراموش ہو جائیگا شاید کسی وقت حضور کے کام آؤن دربار خداوندی مین صبح و شام جاؤنگی وہان کی خبر لاؤنگی یہ کہکر کنیزون سے اشارہ کیا صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی ساقیان گلرخسار جام بادۂ گلنار لیکر حاضر ہوے گائن کو حکم ہوا رقاصۂ ماہ طلعت حور پیکر گلعذار سمن بو خوشخرو صاحب کرشمہ و ناز خوش آواز مصروف رقص ہوئی ساز ملے ہوے سُریلی آواز بتانے کا نیا انداز بصد سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ شروع کی

غزل

ساغر پلا کے بیخبر دو جہان بنا
نکلا جو حرف منہ سے مرے داستان بنا
اُٹھا مرا غبار جو تعظیم یار کو
مجھ سے وہان یار بنا لامکان بنا
ہنسنے کا بس مرے وہین اطلاق ہوگیا
مقتل تمام معرکۂ امتحان بنا

او پیر مے فروش مین بھی جوان بنا
تھا کچھ تو جب بھی یہ سمجھو تم کہ کچھ نہ تھا
ایسا ہوا بلند کہ اک آسمان بنا
بیل و نہار گیسو و رخسار یار مین
جس جا کہین کسی کے قدم سے نشان بنا
بیکار تھی نہ خاک نہ دود جگر نسیم

اللہ رے درازی آغاز مدعا
گر کچھ نہ تھا تو کاہے سے سارا جہان بنا
وہ بے نشان تھا مین کہ ہیا تک ہو لیت
جی چاہتا ہی بیٹھ رہین اک جہان بنا
عشاق جانفروش کے دیکھو تو حوصلے
اُس سے زمین اس سے ہر اک آسمان بنا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا دور دو جام عاشق و معشوق نے پیے لال ڈورے نشیلی آنکھون مین آئے خیال خیر و شر دل سے دفع ہوا اسد نے کہا اے ملکۂ عالم چھوٹے نانا جان خواجہ عمرو نے لوح کی جستجو مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہین کیا مین بدنصیب تھا کہ لوح دستیاب نہوئی اور غصہ مین خواجہ سلامت نے ایسے کلمات طعن و تشنیع کہے کہ مین انکے ساتھ سے چلا آیا جوش مین جان دینے کے قریب دریا آکر بیٹھا تھا چاہتا تھا کہ دریا مین کود پڑون ڈوب مرون مگر نہین معلوم کہ خالق بحر و بر کو کیا منظور ہی کہ تم تک پہونچا کشتۂ تیغ ابرو اسیر طرۂ گیسو ہوا اگر دل مین وہی خیال ہی کہ فضل سے پروردگار کے ذلیل نہون جستجو کرکے لوح طلسمی حاصل کرون انشاء اللہ بوقت سحر تلوار کھینچکر دربار مین داؤد جادو کے گھس جاؤنگا اس مردود کا تخت خدائی اُلٹ دونگا اپنا تو سر ہتھیلی پر رکھ چکا ہون موت کا مزہ چکھ چکا ہون اب موت زندگی ہی جان بچانے مین شرمندگی ہی ہمچشمون سے کیونکر آنکھ ملاؤن گا لشکر مین بڑے نانا کے کیا روے سیاہ لیکر جاؤنگا یہ سُنکر ملکۂ عالم بے اختیار رونے لگی کہا اے شہریار بڑے بڑے شاہان عالی وقار ساحران غدار اسکو سجدہ کرتے ہین کل اہالیان طلسم ہوش ربا اُسکی افسونگری سے ڈرتے ہین آپ کا اُسکے دربار مین جانے کا قصد ہی سحر و ساحری مین آپ کو دخل نہین کوئی تحفۂ طلسمی اب تک ہم نہین پہونچا در دولت تک اسکے جانا محال ہی آپکا بیجا خیال ہی وہ بڑا صاحب جاہ و جلال ہی جسکا ہمسر ناممکن ہی بڑھا ہوا جن ہی مگر اسکی تدبیر کیجائیگی بوا ناگن دونون وقت دربار خداوندی مین جائینگی کسی

صورت سے لوح کا پتا لگائینگی جلدی نہ کیجیے دس پانچ دن یہان تشریف رکھیے اسد نے کہا ایک ایک دم زیر دم شمشیر
ہی نصیحت کسی کی میرے واسطے تبر و تیر ہی کنیزون نے دیکھا کہ عاشق و معشوق مین باتین محبت کی گھاتین ہو رہی
ہین رات زیادہ ہو چکی ملکہ انگڑائیان لے رہی ہی سر کام کے حیلہ سے چمن محفل سے مثل طائر زمزمہ سرا اڑتی جاتی ہین
صحبت گل و بلبل تخلیہ شمع و پروانہ رہگیا دونون شیدا ایکدیگر مست مے محبت بادہ خوار جام مودت جھومتے ہوے چھپر کھٹ
پر آکے گرے آپس کے راز و نیاز باہم کلام سوز و گداز اسکو جوش محبت اسکو شرم و حجاب اسکو ولولہ وصلت اسکی الفین عنبرین
کو خوف سے پیچ و تاب مثل وصلی چسپان دل مین بھرے ہوے ارمان یہ ماہ طلعت وہ مہر صورت یہ شمع انجمن دلبری وہ پروانہ
جمال حور و پری نشہ شباب خمار شراب لپٹ کر دونون نے آرام کیا بوقت سحر کنیزان نامور سو گے سوتے اٹھین سب سے
پہلے نرگس جاگی سنبل بل کرتی ہوئی اٹھی شمشاد بانکپن دکھاتی ہوئی آئی غنچہ دہن آتے ہی مسکرائی سمن و یاسمن
اٹھلاتی ہوئی پہونچین قریب پڑے کے آکر سب جمع ہوئین نرگس نے اشارہ کیا بوا غنچہ دہن کچھ شب کی کیفیت نہ معلوم
ہوئی شاید کہا بدی آپسمین کھسر پھسر ہونے لگی ایک کہتی ہی بوا وہ بات نہین ہوئی ورنہ آواز آہ واہ ضرور آتی دوسری
بولی تو بھی نخی ہی تری ملکہ بھی نادان ہی ہماری اپنے دل کی محبت انھین ٹکا کر لائی ہین اب صورت ہی اور ہی ہم لوگون سے
آنکھ نہین ملاتی یہ باتین کر رہی تھین کہ اسد کے نماز پڑھنے کی آواز آئی ایک نے کہا ای بوا یہ مسلمان بے نہائے نماز بھی
پڑھ لیتے ہین ایکنے کہا بوا کچھ عقل کام نہین کرتی سنا ہی مسلمانون مین طہارت کی بڑی احتیاط ہی رعب و داب ملکہ
سے مردوا ڈر گیا ایکنے کہا دیکھو ابھی دریافت ہوا جاتا ہی حاضر حاضر کہکے سب نوجوانین ہنستی مسکراتی اندر بارہ دری
کے آئین دیکھا اسد غازی وظیفہ پڑھ رہے ہین ملکہ مسند پر مگر کرتی آب رواں کی مسکی ہوئی چہرے پر سرخی
پاندان کھلا ہوا گلوریان بنا رہی ہین سبھون نے سلام کیا سوسن بڑی زبان دراز ہی عہدہ مصاحبت سے سرفراز
ہی بڑھکر عرض کی واری حمام تیار ہی ملکہ نے مسکرا کر کہا استانیو ہم تمھارے اشارے کنائے خوب سمجھتے ہین اے سوسن
یہ لوگ پابند شریعت ہین اسی سے انکو انکے پروردگار نے سرفراز کیا ہی بدون عقد و نکاح امورات باطنی کی جانب توجہ
نہین کرتے اپنے پیدا کرنے والے سے ڈرتے ہین مجھے بھی اسکا خیال تھا ملکہ مہ جبین الماس پوش عرصہ دراز سے
انپر مائل ہی سالہا سال انکے ساتھ گنبد نور مین رہی حق تو یہ ہی کہ بڑی بڑی جفا سہی اب بعد قید سے چھوٹنے
کے بھی ساتھ رہا وصل سے اب تک محروم ہی فرماتے ہین یا افراسیاب جادو مارا جائے یا مسلمان ہو قاضی
نکاح پڑھے تب انکے یہان عورت مرد پر حلال ہوتی ہی ہر ایک کنیز نے اس مسئلہ کو سنکر وجد کیا کہا واہ واہ ان
مقدمات مین ربط و ضبط انھین کا کام ہی اسی وجہ سے ہفت اقلیم مین ان سب صاحبون کا نام ہی اسد غازی
بعد فراغ نماز مسند پر آکر جلوہ فرما ہوئے ملکہ لالان خون قبا نے ناگن وزیر زادی کو حکم دیا کہ آج شب کو
رقص دیکھنے کا سامان کرو ناگن نے کنیزون کو حکم دیا کنیزان کارگذار صاحبان ماہ رخسار آراستگی مین مصروف

ہوئین اسد غازی ملکہ لالان خون قبا کے ساتھ باغ مین مصروف عیش و نشاط ہین انکو تو یہین پر چھوڑو دو کلمہ داستان پہونچنا خواجہ عمرو کا ملک داؤد مین اور عیاری کرنا بشکل افراسیاب اور پہچانے جانا نجم درخشان برج طراری آفتاب عالمتاب چرخ خنجر گذاری نہنگ بحر مکاری ہر بر دشت عیاری مہتر مہتران و بہتر بہتران سرہنگ سرہنگان بلا: نبی آدم مولا نا ئے معظم و مکرم جامع فضل و کرم دو مرۂ بید رنگ قلعہ گیر بے جنگ عیار ذیوقار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کے بیان ہوتے ہین شعر عمرو تیز رو کا بتاؤن نشان: تراشندۂ ریش جادوگران: باغ سیماب سے جو اسد غازی کو طعن و تشنیع کر کے اپنے سے جدا کیا بعد چند ساعت کے غصہ اُترا جیسے کوئی سوتے سوتے اُٹھتا ہی گھبرایا ہوا متردد متوحش دل سے کہتا ہی اے عمرو یہ تو نے کیا کیا نادانی کی اسد شیر دل صاحب غیرت شیر بیشہ جرائت پروردۂ مہد ناز و نعم معزز و مکرم اسکو ایسے کلمات مہملات کہے ایسا نہو غیرت مین اپنی جان دیدے لوح کے مقدمہ مین وہ بیچارہ کیا کرتا سحر سے افراسیاب کے ناچار ہوا جہانتک مقام جرائت تھا ملازمان سیماب سے خوب لڑا مین نے یہ کیا غضب کیا اُسکی جان کا خواہان ہوا ہائے وہ ماہ تلبن صاحبقرانی میری آنکھون سے نہان ہوا اسقدر زخمی تھا کہ تمام بدن پرزے پرزے اُڑ گیا نیزہ و تیر و شمشیر کے زخم کھائے ہائے تیری عقل پر کیا پتھر پڑے کہ پارۂ جگر کے ساتھ یہ سنگدلی کی چہار جانب وڑا اسد کو ڈھونڈھا اس خیال سے کہ اگر اُس شیر کو پاؤن عذر کرون جب اسد شیر دل نہ ملا مجبور و ناچار صورت ایک ساحر کی بنکر ایک جانب چلا و در سے ایک قریہ نظر آیا سوچا کہ اس قریہ مین چلیں دو چار کوڑی کا روز گار کرین یہ بھی دریافت ہو کہ کس ملک کی یہ سرحد ہی لشکر فرخ کتنی دور ہی آخر رنگ روغن عیاری کا لگا کر الگھوری کی شکل بنکر تیار ہوئے ایک کھوپری کسی کی اُٹھالی اسمین کھلی بھر لی ایک ہاتھ مین بوتل شراب کی دھوتی کھلی ہوئی اوکتے ڈانکتے بازار مین آئے جسکی دوکان پر جاتے ہین وہ رام رام کہکے پیسہ پھینک دیتا ہی خوب رقم تحصیلی ایک مقام پر بیٹھ گئے لوگون سے پوچھا یہ قریہ کس شہر سے متعلق ہی ایک نے جواب دیا یہان سے بارہ کوس پر شہر داؤدیہ خداوند داؤد کا تختگاہ ساحری پرستون کی پشت پناہ تخت خدائی پر جلوہ فرما ہین اور بڑے بڑے شاہان ذی وقار برائے زیارت آتے ہین سجدہ کر کے شرف کونین پاتے ہین سال مین دو چار مرتبہ افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوش رُبا بھی حاضر ہوتا ہی کتاب ساحری کو قدرت درست کر دیتے ہین وہ کتاب مثل جام جہان نما ہی تمام عالم کا حال گھر بیٹھے معلوم ہوتا ہی یہ سُنکر عمرو بن امیہ ضمری بیرون قریہ آیا درۂ کوہ مین آکر ٹھہرا غواص عقل کو بحر بے پایان فکر مین غوطہ زن کیا بعد عرصۂ دراز گوہر مراد ہاتھ آیا لیکن اسد غازی کی غربت یاد کر کے وہ بہت رویا آخر دل مین ٹھانی کہ اے عمرو چلکر اپنی جان دیدیا خداوند داؤد کو گرفتار کروا کر آتا ہُر اساحر جلیل دام مکر مین پھنسے کیا عجب ہی کہ اس ذریعہ سے لوح طلسمی بھی ہاتھ آئے یہ سوچ کر جس عیاری کو پسند کیا اُس صورت پر طرف شہر داؤدیہ کے روانہ ہوا ناظرین پر ظاہر ہو جائیگا

جس صورت سے عمرو اپنے کو پاس داؤد جادو کے پہونچائیگا اب دو کلمہ داستان ذکر ملک داؤد و کیفیت
داؤد جادو بیان ہوتے ہین داؤد ایسا ساحر زبردست ہی کہ سامنے اُسکی افسونگری کے رتبہ سامری و جمشید
پست ہی بہ کیفیت تمام شہر داؤدیہ مین خدائی کرتا ہی یکتائی کا دم بھرتا ہی شہر آباد رعایا دلشاد ملک زرریز
زمین حسن خیز آب و ہوا معتدل جب دار الامارۃ شاہی مین آکر تخت خدائی پر جلوہ افروز ہوتا ہی ساحران غدار
و شاہان عالی وقار حاضر ہو کر بخبر اپنا جانکر سجدہ کرتے ہین لاکھون روپیہ بہ طور پیشکش لاتے ہین فوجین لا انتہا
سحر و ساحری مین یکتا اور ناف شہر مین ایک گنبد ہی اُسکا گنبد سامری نام رکھا ہی زیر گنبد ایک حوض کلان
آب صاف و شفاف سے معمور فوارے ہزار کے چڑھے ہوے ہر وقت ساون بھادون کی کیفیت معلوم ہوتی ہی
و دیوارین سیمین و نقرئی پہلوے گنبد سے تا بسر حد حوض درست کرائین ہین اُن دونون دیوارون پر پتلیان
سونے چاندی کی ہزار در ہزار قطار باندھے با ادب تمام استادہ رہتی ہین بوقت سحر داؤد جادو بصورت اصلی
گنبد سامری مین یکہ و تنہا آکر بیٹھتا ہی اُن سونے چاندی کی پتلیون سے باتین کیا کرتا ہی وہ پتلیان خبر آیندہ و
گذشتہ داؤد جادو سے بیان کرتی ہین خصوص صبح کو اُس گنبد مین بیٹھکر پتلیون سے حالات طلسم و غیر طلسم پوچھا کرتا
ہی تمام اہالیان شہر بخوبی جانتے ہین کہ صبح کو خداوند گنبد سامری مین جلوس فرماتے ہین ہزار در ہزار لوگ برائے
زیارت زیر گنبد آتے ہین گھنٹ و ناقوس بجنے کا شور بڑے بڑے برہمن پتمبری دھوتیان باندھے ہوے پوتھیان
ہاتھ مین پوجہ پاٹ مین مصروف رہتے ہین تا برآمد ہونے نیر اعظم داؤد اسی گنبد مین موجود رہتا ہی کبھی پتلیون
کو آواز دی ای کنیزان سامری کچھ حال طلسم ہوشربا بیان کرو ایک اُنمین سے مسکرائی دوسری ہنسی تیسری
بول اُٹھی یا خداوند طلسم ہوشربا مین بڑا غدر ہی آپ کے بندے لاکھون مارے گئے زوال دولت افراسیاب
قریب ہی غرور اُسکا بڑھتا جاتا ہی عیش و عشرت کا پابند حال رعایا سے بیخبر اتفاق سے اسوقت داؤد
جادو اُن پتلیون سے حال باغ سیماب دریافت کر رہا ہی پتلیان بفصاحت بیان کر رہی ہین داؤد
بگوش ہوش سن رہا ہی سر دھن رہا ہی زیر گنبد ہزارہا آدمی جمع ہی اس کرامت پر قدرت کی ہر ایک مبہوت دہن پر
مہر سکوت آپسمین کہتے ہین قدرت خداوندی ظاہر ہی سوا قدرت کے اس بھید سے کون ماہر ہی سونے چاندی کی پتلیان
کیا باتین بناتی ہین ہزارون کوس کا حال بتاتی ہین طرز کلام پتلیون کا یہ ہی جب داؤد کسی بات کو پوچھتا ہی یعنی ای
کنیزان سامری کچھ حال بیابان گلزر بیان کرو ہمارا بندۂ خاص ملک جہاندار شاہ عرصہ سے خدمت ما بدولت
مین نہین آیا صاف بتاؤ اسپر کیا گذری ایک نے کہا عرض کرون دوسری بولی صاحب صاف بتاؤن تیسری یا توجب
تھی قہقہہ مارکر ہنسی چوتھی نے بیان کرنا شروع کیا یا خداوند آج وہ بندۂ خاص آپکا سامان لشکر کشی مین مصروف
ہی جبسے اُسکا سپہ سالار صاحب جرأت یعنی معمار قدرت شریک سلمانان ہوا ملک جہاندار شاہ کو بڑا قلق ہی اسوجہ

سے سامان لشکر کشی کر رہا ہی قصد ہی جاکر مہرخ و بہار کو مارون معمار کو سزا دون ایکنے کہا بُوا انجام کا تو
حال کہو اب معمار قدرت مسلمانون سے جدا نہو گا آجکل قلعہ بے نظیر تیار کر رہا ہی اگر وہ قلعہ بنگیا اُسکا فتح ہونا دشوار
ہی قلعہ بنانے مین اُستاد ہی یہ سحر اُسکو مدت سے یاد ہی بڑا سروار ہی اسی وجہ سے نام اسکا معمار ہی داؤد گوش ہوش
سے سن رہا ہی کبھی جاکر تخت پر بیٹھتا ہی کبھی کھڑا ہوکر زیر گنبد نگاہ ڈالتا ہی اہالیان شہر دادین مانگ رہے ہین کوئی
کہتا ہی یا خداوند اولاد نہین ہوتی کوئی کہتا ہی بیٹی ماندی ہی ایک ایک کو داؤد تسکین دیتا جاتا ہی کبھی کمال خدائی
دکھاتا ہی کچھ بڑبڑاکر سحر کر دیا رعد گرجا برق چمکی کبھی برف کبھی آگ لگ گئی کوتوال شہر کسی وزد یا خونی کو گرفتار کر کے
لایا حال بیان کیا داؤد ہنسا برق تڑپ کر اُس گنہگار پر گری کشت حیات گنہگار جلکر خاک ہوئی عدل و انصاف کے
شہرے خدائی کے ڈنکے بج رہے ہین عجائب و غرائب افسونگری کے دکھا رہا ہی جنکو بندہ قرار دیا ہی وہ وجد مین ہین پکار
رہے ہین یا خداوند تیرے صدقے تیری عدالت و انصاف کے نثار تو خاصہ خلاصہ دودمان سامری ہی تیرے
رگ و ریشہ مین کرامت بھری ہی پونے دوسو خداوند بھی تیرے بندے تھے تونے انکو بنایا جب سرکشی کی مٹا دیا اب دنیا
مین جاگتی جوت کے دو خداوند ہین ایک زرد شاہ باختری جو اپنے بندون کے ہاتھ سے بھاگتا پھرتا ہی
اُسکی خدائی کا بھی حال کھل گیا اگر خداوند ہوتا بندون کے ہاتھ سے شکست نہ کھاتا غصہ کر کے اُنکو مٹاتا تیری
کرامات ظاہر ہی تیری بزرگی سے کون نہین ماہر ہی مشکل مین تو امداد کرتا ہی ہر بندہ تیرا نام لیکر فریاد کرتا ہی
دلون مین تیری یاد لب پر تیرا نام تو خداوند عالی مقام ہی بندے تیرے افراسیاب و کوکب روشنضمیر
و ملک جہاندار شاہ و تنز لنزل بن ازلال مقبول تیری بارگاہ کے اُن سے کون ہمسری کرے دل صحیح
تیرے مطیع مرتبے اُنکے رفیع طلسمات بناکر ان سب کو حاکم کیا کسی کو وزیر کسی کو ناظم کیا کس لطف سے دنیا کو آباد
کیا ہر بندے کو اپنے شاد کیا اتنا بڑا ملک داؤد یہ گدا کی صدا کا یہان نام نہین غربت و فاقہ کشی سے
کسی کو کام نہین ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ داؤد یہ باتین سنکر مغرور تاج خدائی سر پر لباس فاخرہ در بر ہنس ہنسکر
سب کو جواب دے رہا ہی تمام اہالیان شہر کی نگاہین باشتیاق گنبد سامری پر جمال کو داؤد کے دیکھ رہی
ہین یکایک آسمان پر سناٹا ہوا سب نے سر طرف آسمان کے اُٹھاکر دیکھا شہنشاہ طلسم ہوش رُبا
افراسیاب جادو ایک تخت پر سوار تاج شہنشاہی بر سر چار قبہ شہنشاہی در بر موتیون کے مالے کنٹھے
یاقوت احمر کے گلے مین بڑے کروفر سے تخت اُڑاتا ہوا آتا ہی سب کی نگاہ تخت افراسیاب پر پڑی
داؤد جادو نے بھی دیکھا کہ افراسیاب جادو بڑے کروفر سے تخت اُڑاتا ہوا آتا ہی یا شاہنشاہ کا
ہنگامہ ہوا داؤد جادو نے کہا ہمارا بندہ خاص الخاص آتا ہی یا تو تخت مثل ستارہ سحری کے بلند تھا یا مائل بہ پستی ہوا
ناظرین پر یہ ضرور واضح رہے کہ حقیر نے تحریر کیا کہ جس گنبد مین داؤد جادو کھڑا ہی وہ دیوارین سونے و چاندی کی گنبد

کے پہلو مین آراستہ ہین اہنر سونے چاندی کی پتلیان کھڑی ہین مثل طفلان حسین داؤد سے باتین کررہی ہین جیسے ہی تخت افراسیاب جادو آسمان سے نمایان ہوا ایک پتلی مسکرائی دوسری ہنسی تیسری نے کہا ہو اکیا ہنسین چوتھی نے کہا ہو اکیا بتائین پانچوین نے جواب دیا کسی کا حال کہین اپنے کو دراندازِ بنائین چھٹی بولی ہم قدرت کے نگہبان ہین ساتوین ٹھٹھا مارکر ہنسی اور کہا سامری جمشید کے ہم پر احسان ہین آٹھوین نے کہا ہو این پہیلی کہنا نہین جانتی جو بات ہوگی صاف کہدونگی میری بلا پوش چھپائے نوین بولی کون باتین بنائے اس عرصہ مین تخت افراسیاب جادو قریب دیوارون کے آپہونچا داؤد سے آنکھ ملی افراسیاب نے سر واسطے سجدے کے جھکایا برائے تسلیم ہاتھ اٹھایا داؤد نے آواز دی ای بندۂ خاص اخلاص وای طاعت گزار با اخلاص ای شہنشاہ باحیا ای آفتاب عالمتاب طلسم ہوش ربا ہم عرصہ دراز سے تمہارے مشتاق تھے تخت جیسے ہی سرحد مین دیوارون کی آیا دسوین پتلی کہ جس پر اختتام کلام ہوا تھا مغرور خاموش کھڑی تھی بس اسنے قہقہہ مارا آواز دی ای کنیزان سامری ہوشیار ہوجاؤ بڑا غضب ہوا ہماری روح پر صدمہ ہے کوئی بلا چھ آتا ہے خود بخود دل گھبراتا ہے سب پتلیان چاؤن چاؤن کرنے لگین غل مچایا خداوند داؤد آج کیا ستم ہے دل پر ہم سب کے ہجوم لشکر غم والم ہے اب وہ تخت درمیان مین دیوارون کے پہونچ چکا جب پتلیون نے غل مچایا اور بلند ہوکر اپنا عکس تخت اور صاحب تخت پر ڈالا اب جو داؤد نے نگاہ اٹھائی دیکھا افراسیاب کیسا ایک شخص عجیب الخلقت تاڑ سا سر کلیجہ سے گال مثل مردار پید ندان خوشنما زیرہ سی آنکھین مثل جگنو کے چمکتی ہوئی طباق سا پیٹ تاگا سی گردن مثل رسی کے ہاتھ پاؤن چھ گز کا دھڑ تلے کا تین گز کا اوپر کا منہ لا دو گز کا پیادہ قیامت کا پرکالا مگر پیادہ شطرنج کا جو بڑھکر بادشاہ کو مارتا ہے داؤد کے ہوش اڑ گئے پتلیون نے آواز دی یا خداوند عمرو آیا عمرو آیا ایک بوبی لنگوڑے نے غضب کیا سامنے قدرت کے یہ گستاخی واضح رہے ناظرین ہوکر عمرو بن امیہ ضمری افراسیاب کی شکل بنکر چونکہ جان سے اپنی بیزار تھا تخت زبرجدی پر سوار اڑتا ہوا آکر پہونچا یہ نہ سمجھا کہ سایہ مین دیوارون کے رنگ وروغن عیاری کا اڑجائیگا اب جو یہ کیفیت ہم پہونچی داؤد نے بھی دیکھا تخت پر سوار ہے سینہ سپر کیے ہوئے آتا ہے عمرو نے جھک کر حوض مین دیکھا اپنے کو بصورت اصلی پایا داؤد نے ہاتھ اٹھایا کہ سحر کرون عمرو تخت اڑا کر نہ بھاگ سکا تخت زبرجدی اسی مقام پر چھوڑا تخت سے کود پڑا گرتے گرتے ایک حقہ آتش بازی کا داغ دیا کتنون کے منھ جلے کچھ منھ کے بھل زمین پر گرے دامن وگریبان جلنے لگے بیچاؤن کی چشم سے شعلے نکلنے لگے لینا لینا کا ہلڑ ہوا داؤد گنبد سے دیکھ رہا ہے عمرو مثل برق جہندہ کے زمین پر گرا غول مین جادوگرون کے قیامت برپا کرتا ہوا جاتا ہے کسی پر کمند لگائی کسی کے منھ پر حباب بیہوشی مارا کبھی حقہ آتشبازی داغ دیا زبان ہلاتا ہاتھ اٹھاتا ساحرون کو مشکل ہوا ہر چند چاہتے ہین گرفتار کرین مگر برق جہندہ پر کون ہاتھ ڈالے کبھی ظاہر کبھی غائب کبھی لوٹ مارکے

پالٹ کا ہاتھ مارا چار چار کے پاؤن اُڑا دیے پھر جست کرکے نکل بھاگا جس ساحر نے مُنہ کھولا عمرو نے تاک کے تیر مارا گُدی کو توڑ کر پار گذر گیا ہزار ہا جادوگر پامال ہوے داؤد گنبد سے دیکھ رہا ہی ہوش اُڑ گئے خدائی کرنا بھولا لینا لینا کہہ رہا ہی پتلیان قہقہے مار رہی ہین کہتی ہین کیون خداوند آپ نے کیسا بندۂ گستاخ پیدا کیا ہی آپ کے بندون کو مارے ڈالتا ہی جلد تدبیر کیجیے اس بندہ بے ادب کو سنگ سیاہ بنا دیجیے داؤد غصہ مین جواب دیتا ہی تمھین ہماری مشیت مین کیا دخل ہی تم آگاہ ہو کہ کون کون قتل ہو رہا ہی جو دل سے یاد نہین کرتے اعتقاد مین خام ہین بد انجام مین یہ بندہ بے ادب ہمنے بنایا ہی جلاد ساحران اسکو لقب دیا ہی اسکا آقا حمزہ صاحبقران سپہ سالار قدرت ہی لقا ہماری ہمسری کرتا ہی اُسکی بربادی کے لیئے اس صاحب جاہ و جلال کو پیدا کیا ہی اس طرار مکار غدار کو اُسکا عیار بنایا خبردار خاموش رہو بیہودہ نہ بکو اس عرصہ مین عمرو ولٹر بھڑ کر نکل گیا گلیم عیاری اوڑھ کر مخفی ہوا رعایا مین شور گریہ و زاری بلند ہوا کوئی کہتا ہی بیٹا مارا گیا کوئی کہتا ہی فرزند قتل ہوا کوئی کہتا ہی بازو ٹوٹا برابر کا بھائی چھوٹا یا خداوندان سب کو جلا دیجیے کرامت دکھلایے کبھی ملک داؤد مین آفت برپا ہوئی تھی اپنے اپنے گھرون مین پاؤن پھیلا کر سوتے تھے یون نصیبون کو نہ روتے تھے یہ غریو سنکر داؤد جادو جھلایا حکم دیا یہ سب بے ادب ہین مورد قہر و غضب ہین سامنے سے ہٹاؤ ہرگز مردون کو زندہ نہ کرینگے اپنی اپنی جان کی خیر مناؤ سب کو سنگ سیاہ بنا دونگا ابھی سزا دونگا قہر و غضب سے قدرت کے نہین ڈرتے ہو سب روتے پیٹتے اپنے اپنے گھرون کو آئے شہر داؤدیہ مین گھر گھر یہی ہنگامہ عمرو کیا بلا کا عیار ہی قدرت کے سامنے آیا لاکھون کو مار کے نکل گیا کوئی کچھ نہ کر سکا اب دیکھیے کیا ہوتا ہی اس ملک مین بھی اس ظالم کا قدم آیا بعض کہتے ہین اب خرابی درپیش ہی ہم لوگون کو برا پس و پیش ہی سامنے قدرت کے آیا قدرت نے کچھ نہ کیا اب کیا ہوتا ہی ساحرون کے واسطے سراسر خرابی ہی تمام شہر مین یہی ذکر ہی ہر ایک کو اپنی جان کی فکر ہی مگر داؤد جادو غصہ مین گنبد سے اُتر اتخت زبرجدی کو ہوا سے اُتارا اب جو اس تخت کو دیکھا حکمایان اشراقین نے علوم حکمت سے اُسکو بنایا ہی ایک تختی اسمین نصب ہی اسمین کل کیفیت مرقوم ہی جو اسپر سوار ہو اگر بلند ہو تو یہ صورت ہی ٹھہرانے کی یہ کیفیت ہی داؤد جادو کے ہوش اُڑ گئے تخت کو اُٹھوا کر ساتھ لیا دار الامارۃ شاہی مین آیا وزرا امرا حاضر ہوئے تخت سلطنت پر داؤد متمکن ہی مگر قلب پر صدمۂ عظیم شہر داؤدیہ مین کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا تھا خاموش بیٹھا ہی مگر خواجہ عمرو جو شہر داؤدیہ سے بھاگے جنگل مین آکر ایک مقام پر بیٹھے دیکھا آگے آگے ایک ساحر پشت پر چالیس ساحر توڑے روپیون کے کاندھون پر رکھے ہوے چلے آتے ہین عمرو نے جو چالیس توڑے دیکھے مُنہ مین پانی بھر آیا بہ تعجیل تمام رنگ روغن عیاری کا لگا کر ایک برہمن کی صورت بنے گاڑھے کی دھوتی دھوتر کا انگوچھا سر منڈا ہوا لنبی چٹیا ایک سجنہ کندھے پر ڈول لوہے کا برنجی لٹیا لیکر بیٹھا پکارتا

شروع کیا جل ٹھنڈا پیتے جاؤ اس ساحر نے پلٹ کر دیکھا کہا برہمن دیوتا جل پلاؤ مزدور بھی ٹھہر گئے توڑے سب
کنوین پر رکھدیے خواجہ عمرو نے پہلے اس ساحر کو پانی پلایا اُسی موج مین مزدورون نے بھی پانی پیا آبرو ریزی
کا نہ خیال کیا پانی پیتے ہی پناہ پانی مشکل ہوئی موجۂ آب سانپ کی لہر تھا پانی پینا قہر تھا پانی پیتے ہی
لڑکھڑائے رام رام کہکے گرے بیہوش ہوے خواجہ عمرو کنوین سے اُترے چالیسون توڑے اُٹھا کر زنبیل کیے
داداجان لیجیے اور بیٹھکر اس ساحر کے بھی کپڑے اُتار لیے داڑھی موچھین مونڈین موچھ مین ایک بال رہنے دیا
ایک کاغذ لکھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ او داودجا دو منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار
بیبک طرار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار آگاہ ہو کہ قدم ہمارا تیری سرحد مین آیا تخت زبرجدی ہمارا
بہت احتیاط سے رکھنا ایک نگینہ بھی اگر گم ہوگیا نقد جان پر تمھارے بنے گی بہتر یہ ہی کہ غاشیۂ حکم کو دوش ہوش
پر رکھکر مانند غلامان حلقہ بگوش در دولت پر آکر حاضر ہو مذہب اسلام قبول کر دیکتائی کا دعویٰ مناسب نہین
ہی پروردگار برحق کارساز مطلق رب الاربابی بنائے زمین و آسمان پیدا کنندہ انس و جان رحیم و کریم
سمیع و علیم ارحم الراحمین مالک یوم الدین ہمارا خدا ہی بے مثل و یکتا اپنے کو خدا کہوا تا ہی پیدا کرنے والے سے
نہین شرماتا ہی بنجہ اگر گھسکر نہ مارا تو نام اپنا خواجہ عمرو نہ رکھا یہ کلام کر کے خواجہ عمرو نامدار اور صحرا مین جا بیٹھے
بعد عرصۂ دراز اُس ساحر نے چشم باز کی اپنے کو ننگا پایا ساتھ والون کو بیہوش دیکھا روپیہ ندارد اُٹھتے ہی سر
پیٹنے لگا مزدورون کو ساتھ لیکے روتا پیٹتا شہر داؤدیہ مین آیا یہان خداوند داؤد ستانے مین بیٹھے تھے کہ دوہائی
کی آواز آئی داؤد نے سر اُٹھایا پوچھا کیا ہی لوگون نے کہا ایک فریادی آیا ہی داؤد نے اندر بلوایا دیکھا ایک
ساحر ملول رنجور موچھین داڑھی منڈی ہوئین ایک غرقی باندھے ہوے ہی پوچھا ارے کیا ہوا ساحر نے تمام
حال بیان کیا کہا حضور ایک برہمن سے پانی پیا ہم سب سوگئے پھر جو ہوشیار ہوئے نہ روپیہ پایا نہ پانی
پلانے والا ہاتھ آیا یہ کاغذ ہماری موچھ کے بال مین بندھا تھا خداوند داؤد نے وزیرون سے کہا پڑھوا ب
جو وہ پرچہ پڑھا گیا کمال پر داؤد کے حرت آگیا گھبرا گیا کہا یہ کیا ماجرا ہی انشا غلط املا غلط یہ سوچ کے سر
جھکا لیا اُس ساحر کو خزانہ سے چالیس ہزار روپیے دلوائے اس خیال سے کہ خدائی مین فرق نہ آئے کہا سیٹھ جی
روپیہ لیجاؤ مگر ہوشیار رہنا ظاہر مین اس سے کہدیا یہ کارخانے قدرت کے قدرت کی ذات پر موقوف ہین
اسمین دخل دینے والے بیوقوف ہین جب وہ ساحر مہاجن جاچکا خداوند داؤد نے پکار کر کہا اے یارو خواجہ
عمرو نے اس مہاجن کو لوٹ لیا صحرائے داؤدیہ مین موجود ہی جلد ساحران غدار جائین سارہ بان زادے کو
جلد گرفتار کر کے لائین ہزارہا ساحر برائے گرفتاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار چلا شہر مین ہنگامہ
ہوا لو صاحبو آج ایک مہاجن لوٹا گیا خواجہ عمرو نے داڑھی موچھین مونڈ ڈالین روپیہ لے لیا کچھ خداوند کو

لکھکر بھیجدیا خداوند خاموش ہین قضائے کار ناگن وزیرزادی ملکہ لالان خون قبا کی خیرخواہ عاشق زار دونون وقت واسطے خبر کے دربار مین آتی ہے حالات جاکر ملکہ لالان خون قبا کو سناتی ہے یہان آج وقت شب ملکہ نے چاندنی دیکھنے کا سامان کیا مسند پر اسد غازی نامدار کنیزین جوڑے بھاری پہنے ہوے محفل مین گلدستے چوگھرے چنگیر عطردان پاندان گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی فلک پہ ماہ تابان محفل مین ملکہ ایسی مہر درخشان مصاحبین بجائے ثوابت وسیارگان مگر بوستان پہ بھی جوبن تھا

نظم

مگر بوستان پہ تھے جوبن ہزار

وہ جوبڑ کی نہرین چمن کی بہار	جسے دیکھکر کم ہو رنج ومحن	وہ تھے سرو شمشاد زیب چمن	کسی جا ہوا سے شجر باردار
زمین پہ وہ سبزہ اٹھلکے ہون بار بار	شگوفون کی بو سے معطر تھا بن	پرندے سے بھرے ہر طرف باغ وبن	لگا ایکتختہ مین یون لالہ زار
دل عاشقان جیسے ہو داغدار	کہ غنچون کے بس بس کے وہ قہقہے	ہزارون کرین بلبلین چہچہے	ادھر کمسنین عورتین مثل حور
پرے باندھے ہنستی پھرین دور دور	مصاحب تھی آئین کی خواص	مگر اپنے عالم مین سب خاص خاص	تکلف کی پہنے تھی پوشاک وہ

جگت باز چالاک بیباک وہ

ملکہ لالان خون قبا زیب جسم گلنار جوڑا ساتچے مین ڈھلا ہوا سراپا دل مین جوش محبت اسد نامدار مختصر جلسہ پریون کا اکھاڑا اسد شیردل بصد صولت وشوکت پہلو مین ملکہ کے جلوہ فرما کہ ناگن وزیرزادی ہنسی ہوئی سامنے ملکہ لالان خون قبا کے آئی واسطے تسلیم کے خم ہوئی ملکہ نے پوچھا کیون ناگن خیر تو ہے آج کیا کچھ پڑا پایا کچھ زہر اگلو پیچ وتاب کھاکر ناگن وزیرزادی نے کہا اے شہریار آپ کے سننے کی بات ہے جسدن سے حضور تشریف لائے آٹھ پہر یہی خیال ہے ایسا نہو کہ افشائے راز ہو جائے داود جادو سن پائے خدانخواستہ کوئی بلا نازل ہو دونون وقت دربار خداوندی مین جاتی ہون کسی فکر مین کوئی غمازی نہ کرے آج نیا معرکہ درپیش ہوا صبح کو خداوند گنبد سامری مین بیٹھے تھے آپ کے ناناجان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار بصد کروفر بصورت افراسیاب تخت پر سوار تخت ہوا پر اڑاتے ہوے آئے راز سے یہان کے واقف نہ تھے سونے چاندی کی پتلیان بولی تھین عمرو آیا عمرو آیا رنگ روغن بھی چہرے کا خواجہ عمرو کے اڑگیا داؤد نے چاہا پکڑ لون تخت سے کودے ہزارون جادوگرون کو مار کر نکل گئے تخت انکا رہگیا خداوند دارالامارۃ مین جاکر بیٹھے وقت آخر ایک مہاجن کے چالیس ہزار روپیہ خواجہ عمرو نامدار نے لوٹ لیے مہاجن کی داڑھی مونچھین مونڈ ڈالین ایک کاغذ لکھا ہوا خواجہ عمرو نامدار کے ہاتھ کا لیکر دربار خداوندی مین آیا اس کاغذ کو پڑھکر رنگ روے خداوند داؤد متغیر ہو گیا مگر ہزارون ساحر برائے تلاش خواجہ گئے ہین خدا انکی جان دشمنون سے بچائے اے شہریار اگر آپ حکم دین تو مین خواجہ عمرو کو تلاش کرون یہان باغ مین بلالاؤن مگر انکا ملنا دشوار ہے آپ کچھ شناخت بتائین تو کنیز فوراً جائے اسد غازی یہ حال پر ملال سنکر بدحواس ہو گیا کہا او ملکہ تم نے سنا خدا انکو سلامت رکھے باغ سیماب مین مجھپر غصہ تو کیا مگر میری تلاش ہے لوح کی فکر مین یہان آپہونچے اب میرا چھپنا مناسب نہین ہے بہتر یہ ہے کہ مین نکلون دربار مین داؤد کے

جاؤن یا تو اس بدبخت کا تخت اُلٹ دون یا لڑ بھڑ کے مر جاؤن خدانخواستہ اُنکے دشمنون پر زوال آیا یا گرفتار ہوے پھر مین مُنھ دکھانے کے لائق نہ رہونگا اب انکی محبت کیون ملکہ عالم تجھیر ثابت ہوئی بہ لطف و کیفیت تجلو پر ورش کیا عزت و آبرو عطا فرمائی مین کیا سارے لشکر کے محسن ہین ہمارے نانا جان صاحب زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران اُنکے ساتھ کیا کیا کام کیے ہر ملک مین نام کیے یہ تخت زبرجدی جبکو اُڑاتے ہوئے آئے تھے خوف جان سے چھوڑ کر بھاگ گئے ملک زبرجد نگار مین اسکو پایا اسکا قصہ عجیب و غریب ہی عقل انسان دنگ ہوا اگر دیکھے تو افلاطون کا متغیر رنگ ہو دمامہ جادو نے واسطے زبرجد شاہ کے ایک قصر معلق بنایا تھا نہ زمین پر نہ آسمان پر کئی ہزار گز کی بلندی مقرر و کر اس صاحب سحر و افسون نے قرار دیا تھا زبرجد شاہ شب کو اُسی قصر مین جا کر رہتا تھا ہمارے قبلہ و کعبہ خواجہ عمرو شب تیرہ و تار مین جنگ اُڑا کر بر سر قصر معلق پہونچے تصریح اس داستان حیرت بیان کی ایرج نامہ مین موجود ہی اگر مفصل لکھون اصل مطلب کو طول ہونا ظر و مشتاق ملول ہوا اسد غازی فرماتے ہین کہ ای شہنشاہ خوبان افسر محبوبان جب خواجہ عمرو نا مدار قصر معلق پر پہونچے زبرجد شاہ کو گرفتار کیا اس تخت کے اوصاف سے آگاہ ہوے زبرجد شاہ کی شکل بنکر اسی تخت پر سوار ہوے خزانہ زبرجد شاہ کا لوٹ لیا پھر چاہ الماس مین جا کر دمامہ جادو کو مارا تمام لشکر اسلام کو بچایا اگر عیاری ہاے خواجہ عمرو بیان کرون سالہا سال گذر جائین عیاریان تمام نہون بس اگر انکے لیے نوع دگر ہوا از ہوش ربا تا کو عقیق شکست حاصل ہوگی صرصر خ و بہار کا قدم نہ ٹھہر سکے گا ایک دن مین افراسیاب خاتمہ کر دیگا پس میرا نکلنا ضرور ہی ملکہ لالان خون قبا بے اختیار رونے لگی کہا ای شہریار اس بات کو میرا دل کسی طرح قبول نہین کرتا کہ آپ یکہ و تنہا در بار داؤ دین جائین دشمن جا کر ساحرون مین پھنس جائین مین بیدست و پا کیا تدبیر کر سکتی ہون اسد غازی نے کہا ملکہ بڑی مشکل ہی خواجہ عمرو کیا کیا کام کرینگے مین طلسم کشا قرار پایا ہون کد و کوشش ضرور ہی یہ حال سُنکر قلب ناصبور رہی زندگی میرے واسطے موت ہی لطف شادی و عیش دل سے فوت ہی آج تک جو کچھ کیا خواجہ عمرو نے کیا مجھ سے کیا ہو سکا مرجانے مین نام ہی در پے ایذا فلک خود کام ہی اس حسرت سے اسد غازی نے ان کلمات کو بیان کیا ملکہ کا کلیجہ پھٹ گیا کہا صاحب ہمارے حال دل سے تم نہین آگاہ ہو صاف یہ کیفیت ہی شعر ہم نہین واقف کہ کیا الفت کی رسم و راہ ہی ٭ رحم لازم ہی کہ ظالم اپنی پہلی چاہ ہی ٭ یہ شعر پڑھکر ٹھنڈی سانس بھری آنکھون سے آنسو نکلنے لگے چونکہ صاحب عفت و عصمت ہی اشعار بھی زیب النسا مخفی کے یاد آئے رو رو کر پڑھنے لگی

مسدس

	بسر گوشۂ رخسار قسم بشہیدان محبت سوگند		بسرِ آن مہ دلدار قسم بر اسیران مودت سوگند

رنجہ فرما قدم و شادم کن
از ہمہ رنج و غم آزادم کن

بصفاے بر و دوش تو قسم
بہ صفاے گل نسرین سوگند

بحیا گیری ہوش تو قسم
بہ سر ساق بلورین سوگند

نگہے جانب ما باز بکن
شاہبازے سر پرواز بکن

بہ اسیر نظر یار قسم
با داے قد دلجو سوگند

بہ ضیاے مہ رخسار قسم
بہ نسیم سر گیسو سوگند

گوئی از لطف کہ من یار توام
بخدا خستہ و بیمار توام

بہ شکنج شکن یار قسم
بہ دلآویزی گیسو سوگند

بسر نافہ تاتار قسم
بہ کج اندازی ابرو سوگند

ہر دم از شوق وصالت ہر دم
بہ تمناے دو لعلت ہر دم

بہ صفاے ملک العرش قسم
بخدا و بہ حقیقت سوگند

از سما تا بہ سر فرش قسم
بہ سر شمع نبوت سوگند

مدعا خاک رہ جانان است
نظر لطف پئے درمان است

یہ اشعار پڑھکر بہت روئی کہا ای شہنشاہ اقلیم شجاعت ای ہژبر بیشۂ جرأت اگر سایۂ دامن دولت آپ ہمارے سر سے اُٹھاتے ہین یکہ و تنہا دربار مین اتنے بڑے جادوگر کے جاتے ہین ہماری مشکل آسان کرتے جائیے خنجر ابروے خمدار کو جنبش دیجیے یا دست زبردست سے اپنے تلوار لگائیے ہم کشاکش دنیوی سے چھوٹ جائین پھر آپ کو اختیار ہی اسد غازی نے سر ملکہ لالان خون قبا کا سینہ سے لگایا ٹھنڈی سانس بھرکر فرمایا ای ملکہ لالان خون قبا ہمارا حال زار قابل بیان نہین ہی ہمارے ماموں جان شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن فرزند حمزۂ تیغ زن اس طلسم مین مدت سے قید ہین افراسیاب کے صید ہین ہم اُنکو چھڑانے کو آئے خود بلا مین پھنسے عرصۂ دراز تک قید رہے خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے مجھ ایسے اسیر دام سحر و افسونگری کو کس

زور شور سے رہا کیا کیا عیاریان کیا کیا مکاریان کیا کیا جرات دکھائی ساحرون سے لڑے جان پر اپنی کھیلے یہان بھی لڑتے بھڑتے آگئے جگر انکا غم سے پاش پاش ہی مجھ بدبخت کی تلاش ہی ای ملکہ عالم ای عاشق صادق وای یار موافق نظم

کیا کہون جی پہ کیا گذرتی ہی ... یہ ستم کسکو آئے گا باور
ہی یقین یہ کہ خاک ہی مین ملے ... آرزوئے وصال سیمین بر
دیکھو انصاف ہے کہ ظلم ہی ظلم ... کر نہو روئے التفات ادھر
نہ کوئی مایہ دار حسن اتنا ... نہ کوئی مجھسا عاشق بے پر
اپنی حسرت کا کچھ علاج نہین ... یا رہو بخت یا فلک یاور
نکلے ارمان کیا کہ نکلا ہی ہیچ ... نالہ ہای شب و فغان سحر
تاب خسار تیرہ روزی سے ... وہ اگر مہر ہی تو مین ہون قمر
عجب بلا مین مبتلا ہون نہ روے رفتن نہ راہ ماندن

کیونکر جان دینے پر آمادہ نہون خواجہ عمرو نے اپنے کو میرے واسطے یہان تلک پہونچایا ہزارہا جادوگر انکی تلاش مین گیا ہی ہر فرد بشر ڈھونڈھتا پھرتا ہی پس مین جاکر انکے شریک ہون یا لڑ بھڑ کر مر جاؤن اب گوشہ نشینی میرے لیے بہتر نہین ہی ملکہ انصاف کو کام فرماؤ ایسے محسن کامل کے قدمون پر سر کاٹ کے رکھدینا مناسب ہی نچہ انکی امداد واجب ہی اتنے بڑے ملک کے قریب آئے نہ دوست نہ آشنا نہ مونس نہ ہمدم نہ غمگسار برق و ضرغام کو بیہوش کرکے زنبیل مین ڈالکے لائے تھے صحرای سیماب مین ایسا غضب آیا انکو بھی اپنے ساتھ سے جدا کردیا نہین معلوم ان کمبختون پر کیا گذری سب طرح کے مجکو خیال قلب پر ہجوم غم و ملال ہین بموجب رباعی مضمون زیب النسا مخفی رباعی

من زدل تنگ و دل زمن تنگ ست ... صحبت ما چو شیشہ و سنگ است
راہ تاریک و مرکبم لنگ است ... فرد پروانہ نیستم کہ بیکدم عدم شوم
مخفیا کے رسی بمنزل دوست
شمعم کہ جان گدازم ودم بر نیاورم

آجکی شب حکایت و شکایت مین بسر ہو رہی ہی کلمات حسرت انگیز اسد پر ملکہ بلک بلک کے رو رہی ہی ناگن وزیرزادی ہر مرتبہ سمجھاتی ہی ملکہ عالم رنج و ملال کو دفع کیجیے دل کو تسکین دیجیے کبھی اسد نامدار کو اشارہ کرتی ہی ای شہریار جو حضور کو منظور ہو وہ کیجیے گا زبان سے نہ فرمائیے کلمات تسکین سے اس سوختہ بخت کو سمجھائیے انھین باتون مین رات قلیل باقی رہی مگر ناگن وزیرزادی دیکھتی ہی آج خود بخود گل رخسار ملکہ عالم کے مرجھائے ہوئے مین آنکھون سے حسرت پیدا چہرے سے یاس ہویدا ہر چند کہ ناگن نے سمجھا کر عاشق و معشوق کو ایک ایک جام پلایا آب نصیحت آتش شکایت و حکایت پر چھڑکا مگر ملکہ کی حسرت و یاس کو ترقی ہی بلا وجہ گھبرا رہی ہی کہ ناگن وزیرزادی نے عرض کی حضور پشت و پہلو سے ہوشیار رہیے گا دروازہ بند رہے ایسا نہو کوئی در انداز مکر کرے میرے نزدیک تو بہتر یہ ہی کہ اب صبح قریب ہی صحن باغ سے اٹھکر بارہ دری مین جا بیٹھیے شاید صبح کے وقت کوئی جادوگر اڑتا ہوا آسمان پر نکلے اس جلسہ عیش و نشاط کو دیکھ لے فساد برپا ہو راز افشا ہو پھر حضور جان پر بنے گی ہر وقت رنگ انقلاب در پیش ہی ہر طرح کا پس و پیش ہی باغ عالم دمبدم رنگ بدلتا ہی کبھی بہار کبھی خزان گل کے پہلو مین خار ہمراہ راحت رنج اور ایک نکتہ عرض کرون سماعت فرمائیے عشرت اور عسرت کی ایک صورت ہی بقول زیب النسا مخفی غزل

ابر بر رونق چمن گرید
وصل شیرین نصیب خسرو شد
سوخت پروانہ بر ہوائے وصال
بسکہ غفلت ربود در دم را

گل بر ایام زیستن گرید
غم ہجران کوہکن گرید
شمع بر صبح انجمن گرید
چرخ بر حال مرد و زن گرید

دل ز دست فراق نالہ کند
رفت حسن گل و چمن برباد
روز این عمر کوتہ آخر شد
بیوفائی عمر ای مخفی

دیدہ بر حال خویشتن گرید
سرو برباد و یاسمن گرید
شب ز تاریکی وطن گرید
بر شگاف دل کفن گرید

حضور ہر وقت خیالِ انقلاب ہی دلکو کنیز کیسے پیچ و تاب ہی خوب ملکہ کو سمجھا کر ناگن وزیرزادی طرف دربار داؤد جادو کے برائے خبر روانہ ہوئی بیان ستارۂ سحری چمک چکا ہی ہنگامہ سحر برپا ہی طائر آشیانون سے پر کھولکر نکلے منقارین حمد الٰہی مین کھولین چہچہے زن ہوئے قمری نے صدائے حق سرہ ستائی بلبل اڑکر پہلوے گل مین آئی ہر سمت آوازہ عیش و نشاط و سرور جام لالہ صہبائے شبنم سے معمور نسیم سحر مستانہ وار لڑکھڑاتی ہی مینا شجر سے سر ٹکراتی ہی نرگس شہلا نے برائے دیدار شاہدان چمن آنکھین کھولین سنبل نے موئے مشکین مین گرہ دی سوسن صفتِ باغبان قضا و قدر مین پھول اُٹھی سرو لب جو کی آئینہ آب روان مین خوشنمائی اپنے قد دلجو کو دیکھکر اکڑ رہا ہی دونون عاشق و معشوق مسند ناز پر جلوہ فرما شب کے جاگنے کا آنکھون مین خمار ملکہ نے کہا اے شہریار بارہ دری مین اُٹھ چلیے وہان چلکر بھیر و مین سنیے ہماری وزیرزادی سمجھا گئی ہی ہماری خیرخواہ ہی کوئی بات اُسکی نصیحت سے خالی نہین ہی اسد غازی نے کہا ملکہ ذرا روشنی ہوجاے تو اُٹھکر چلین قضائے کار بہ قول ناگن وزیرزادی صبح کو اکثر ساحران غدار ملازمان داؤد جادو برائے سیر نکلتے ہین ایک ساحر موسوم بہ افلاک جادو مصاحب داؤد جادو اُڑا ہوا آسمان پر جاتا ہی طرف سے باغ ملکہ لالان خون قبا کے گذرا کان مین گانے کی آواز آئی طرف باغ ملکہ لالان خون قبا کے متوجہ ہوا نگاہ پڑی اسد نامدار و ملکہ لالان خون قبا کو ایک مسند پر دیکھا چونکہ اسد غازی مشہور طلسم کشا ہی تصویر اُسکی ہر ایک فرد بشر دیکھ چکا ہی نگاہ پڑتے ہی اسد نامدار کو پہچانا بیقرار ہو گیا جلسہ مین کنیزون کے دیکھا فوراً بھاگا کہا کہ خداوند داؤد سے کہونگا اس شوخ دیدہ کو سزائے طلسم کشا قتل کیا جاے ہمارا نام ہو یہ خار طلسم سے نکلے افراسیاب ان جھگڑون سے چھوٹے سرداران افراسیاب سے میل کرینگے یہ سوچتا ہوا دربار مین داؤد جادو کے آیا اُسوقت داؤد جادو دارالامارۃ شاہی مین تخت پر بیٹھا تھا تمام سردار جمع ہین بڑے بڑے شاہان اولوالعزم سجدہ کر رہے ہین مغرور متکبر سجدہ لے کر آواز دیتا ہی سر خود را از سجدہ بر دارید کہ لعنت بر شما نصیب کردیم خورشید جادو وزیر پہلو مین ہر چند کہ بالکل جاہل ہی مگر لقب اُسکا پیغمبر نامرسل ہی اُس سے کہہ رہا ہی خواجہ عمرو کو کوئی گرفتار کرکے نہ لایا خورشید جادو نے دست بستہ عرض کی مین نے خداوند سے عرض نہین کیا خواجہ عمرو نے حوالی ملک داؤدیہ مین غدر ڈالدیا صدہا مسافر مار ڈالے راستہ بند ہیے مہاجن در دمند صدہا مسافر کی خبر غلام

نے پائی جو نکلا وہ لوٹا گیا صد ہا مہاجنون کو گھر پر جا جا کر خواجہ عمرو نے لوٹ لیا کہین چور بنکر گیا چاندی سونے کا مال بیجا وہ تانبے پیتل کا نکلا سبب خجالت غلام کو ملین بخوف حضور ذکر نہین کیا جا بجا غدر پڑا ہی داؤد جادو نے کہا اے پیغمبر مین کیا کرون خود قدرت تلاش مین اُسکی نکلین یا یہان سے بیٹھے بیٹھے تقدیر کرین خورشید جادو نے کہا خداوند قصد نہ کرین غلام خود جائیگا مشکین باندھکر اُس ساربان زادے کی لائیگا میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا داؤد نے کہا تم ہمارے رازدار ہو جا بجا ملک داؤدیہ مین ذکر ہی بندون کے دل مین فرق پڑ گیا کہ قدرت کے سامنے زیر گنبد ساحری لڑا ہزارون کا کھیت ہوا کیسے کیسے ساحر مرے جنکا مثل نا ممکن خورشید جادو نے کہا حضور ایک دن کی جستجو کا کام ہی جس دن قصد کیا فوراً لایا کہان جاسکتا ہی اجل اسکی دامنگیر ہی ایک پیادہ عیار ذلیل وحقیر ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ افلاک جادو پسینے پسینے آیا گھبرایا ہوا سجدہ کرکے سامنے دست بستہ کھڑا ہوا داؤد نے کہا کیون اے بندۂ خاص مصاحب با اخلاص کچھ عرض کرنا منظور ہی افلاک جادو اسکا نام ہی ظلم بدعت کام ہی عاشق ومعشوق کو جو ایک مقام پر دیکھا جلگیا ہمیشہ سے مردم آزار طالب ومطلوب کا دشمن راہ عیش وعشرت کا راہزن کسی کی خوشی منظور نہین رنج وغم دینے مین قصور نہین ہر وقت اسی فکر مین پھرتا ہی کسکو مٹاؤن کسکا گھر برباد کرون کس کو جلاؤن کسکو پھوکون سامان غدر کا جویا ظلم وبدعت مین فرد ہی مردان عالم کا دشمن یہ نامرد ہی بے اختیار عرض پیرا ہوا یا خداوند آج غلام کو بڑا تعجب ہی زبان سے وہ فقرہ نہین نکلتا اس ذکر مین یہی مصرعہ کافی ہی مصرع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ہ حضور کی صاحبزادی نور چکیدۂ خالص کو آج ایسے رنگ مین دیکھا غلام کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا قصد ہوا کہ باغ جلادون ہمراہیان ملکہ کو خاک مین ملادون مگر خائف ہوا شائد حضور کے خلاف ہو داؤد جادو نے کہا صاف کہہ کیا پہیلیان کہتا ہی آخر لالان خون قبا نے کیا کیا اُس سے کون سا قصور ہوا افلاک جادو نے کہا جان کی امان پاؤن تو مفصل کیفیت عرض کرون داؤد جادو نے کہا بیان کر کہا حضور مین بوقت سحر آسمان سے سیر کرتا ہوا آتا تھا طرف سے باغ ملکہ لالان خون قبا کے گذر ہوا طلسم کشا اسد غازی کو پہلو مین ملکہ لالان خون قبا کے بیٹھے دیکھا صحبت عیش ونشاط آراستہ گانے والیان حاضر دور جام شراب دونون کا شباب غلام نے یہ انقلاب دیکھا قلب کانپا غصہ آیا ضبط کیا مگر حضور فوراً انتظام کرین یہ سُنکر داؤد جادو غصہ مین کانپ اُٹھا ایک چیخ ماری تمام قصر تھرایا حاضرین دربار کے رنگ رو متغیر ہر ایک وزیر امیر منتشر متحیر داؤد جادو نے افلاک جادو کو حکم دیا کہ سو ملازمان نمک خوار ساحران غدار ہمراہ لیکر طلسم کشا کا سر لا اُس گیسو بریدہ کو محافہ مین سوار کرکے ہم تک پہونچا ید قدرت سے سزا دینگے مارے کوڑون کے کھال گرا دینگے آتش قہر خداوندی مین جلائینگے ایسی گیسو بریدہ کو خاک مین ملائینگے مگر اے افلاک جادو اگر خلاف نکلا سنگ سیاہ بنادونگا تیری قوم بھر کو مٹادونگا

افلاک جادو نے کہا حضور غلام نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اگر خلاف نکلے گردن از مو باریک مجال ہی کہ خداوند
کے سامنے بقدمہ نور چکیدہ خالص ایسے مہملات حالات فضیحت آیات بیان کرین قدرت کے قہر و غضب سے نہ
ڈرین ابھی ظاہر ہو جائیگا غلام سو ساحر لیے کرجاتا ہی طلسم کشا و ملکہ کو باندھیا ڈالتا ہی یہ کہکر یہ بیچیا باہر نکلا
ساحرون کو جمع کرنے لگا مگر قضائے کار ناگن وزیرزادی دونون وقت برائے دریافت خبر آتی ہی ایک
گوشہ مین حاضر ہی جس قصر مین چند نازنینان مہ جبین جو حوران قدرت کہلاتی ہین اُنسے ناگن بھی باتین کررہی
ہی مگر گوش بر آواز ایک نازنین ہانپتی ہوئی آئی سبھون سے کہنے لگی اے حوران قدرت خداوندا ؤ دیتے کچھ سُنا
بڑا غضب ہوا ابھی مین دربار خداوندی مین حاضر تھی نگوڑا افلاک جادو زشت خو سامنے قدرت کے آیا
کہتا ہی ملکہ لالان خون قبا ہمراہ طلسم کشا باغ مین اپنے اُس باغی کو لیے بیٹھی ہین خداوندا ؤ غصہ
مین کانپ رہے ہین اسی نگوڑے افلاک جادو کو حکم ملا سو ساحر لیکر برائے گرفتاری ملکہ لالان خون قبا
و طلسم کشا جاتا ہی بوا ایسی خبرین سُنکر کلیجہ تھرّاتا ہی اُس قصر مین نازنینان مہ جبین کا جماوڑ ہی ایک بولی بھو سرا سر
بہتان معلوم ہوتا ہی ملکہ لالان خون قبا کو مرد کے نام سے نفرت ہی اُسکے باغ مین مردانہ پھول نہین دوسری
بولی بیٹھ خالا دنیا مین ایک تجکو مرد سے نفرت ہی ایک بی ملکہ صاحب کواری جوانی دیوانی ہوتی ہی شباب مین
مرد کے نام پر رال ٹپک پڑتی ہی ہم بھی ایسا ہی کہتے تھے اب یہی جی چاہتا ہی بازار مین نکلین چار کو دیکھین اپنے
کو دکھائین جوانی کے فرے اڑائین اس کو بُہ عشق و محبت مین بڑے فرے ہین مردون کی بھولی بھولی باتین وقت
پر منتین کرتے ہین ذرا سامنے اپنے کو کھینچا قدمون پر گرتے ہین تصدق نثار ہوتے ہین ذرا مُنہ پھیر لیا زار زار روتے
ہین جان تک مانگو دینے کو حاضر ہین بعض نگوڑے نٹ کھٹ اپنے مطلب کے عاشق یار جا موافق جہان مطلب
نکل گیا پھر کون آتا ہی اگر کہین ملے ہم تو وہی اپنا عاشق سمجھے وہی انکی چکنی چکنی باتین یاد رہین انھون نے
مُنہ پھیرا گویا ان تلون مین تیل ہی نہین بعض نازک مزاج ذرا بیوفائی کی گھبرا کر سنکھیا کھالی بو انجیر تو کوئی زہر
کھا کھا کے مرگئے اب مجکو چاہت کی قدر ہوئی ایک سے کرکے بیٹھ رہی ہمارے ناز اُٹھاتا ہی اُسنے اپنے جورو
بچے چھوڑ دیے میرا کوڑیا غلام ہی اسی طرح جوش جوانی مین ملکہ نے بھی طلسم کشا کو بلا لیا ہوگا نہایت خوبصورت
جوان ہی جری بہادر صاحب حسب نسب بی ملکہ مہ جبین دختر افراسیاب کا معشوق سُنا ہی بڑا خوش مزاج
ہی معشوقان جہان کے سر کا تاج ہی جب تو بی مہ جبین طلسم ہوش رُبا کی حکومت چھوڑ کر صحرائے حیرت سے اُسکو
لے بھاگین قید بھی رہین مگر محبت سے اُسکی ہاتھ نہین اُٹھایا اب اُسکے لشکر مین چین کرتی ہین اُسنے تخت سلطنت
پر بٹھایا ہی شاہان عالم کو اُسکے مرتبے پر رشک ہی یہ باتین جو ناگن وزیرزادی نے سُنین گھبرا کر اُس قصر سے باہر
نکلی جی مین کہتی ہی ہائے بڑا غضب ہوا جس بات کا ہمکو خیال تھا بخت سیاہ نے وہی روز دکھایا مگر پرپرواز

بیدا کر کے طرف باغ کے چلی ساحرہ زبردست ہی بیک چشم زدن کنج باغ مین آکر اُتری دیکھا ملکہ لالان خون قبا
اُسی طرح صحن مین باغ مین مشغول عیش ہین سامنے آکر سلام کیا عرض کی ذرا الگ تو چلیے مجھے کچھ کہنا ہی ملکہ
لالان خون قبا رنگ روے ناگن متغیر دیکھکر گھبرا کر اُٹھی ناگن ہاتھ تھام کر کنج باغ مین لائی چونکہ ملکہ
سے محبت دلی ہی بچپن سے ساتھ کھیل کر پرورش پائی ہی قدمون سے لپٹ کر رونے لگی ہچکی لگ گئی ملکہ گھبرائی ہوا
ناگن جلد بیان کر خیر تو ہی ناگن وزیرزادی نے کہا واری خیر کیسی سراسر شر ہی حضور کو کیا خبر ہی ہم چلتے وقت کہہ گئے
تھے کہ اب صبح ہو چلی ہی اندر بارہ دری کے جا کر بیٹھیے آپ نے ہمارا کہنا نہ مانا افلاک جادو اُڑا ہوا جاتا تھا
آپ کو پہلو مین طلسم کشا کے دیکھ گیا جا کر خداوند لاؤ دے سر دربار اُس بیحیا نے کہا قدرت نے حکم دیا مع فوج
براے گرفتاری طلسم کشا آتا ہی یہ حال مصیبت مآل سُنکر ملکہ لالان خون قبا کا چہرہ زرد ہو گیا ہاتھ پانون
مین رعشہ پیشانی پر ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ بے اختیار رونے لگی کہا اے وزیرزادی اب کیا کرون مین کنوین مین پھاند
پڑون ہیرے کی انگوٹھی چبا لون اُنکو کسی طرح بچا لے مجھے اپنی جان کا خیال نہین ہی وہ بیچارے غریب الوطن
اُنکے بزرگ ہزارہا کوس پر ہین اُن بیچارے کو کون بچائیگا اس آفتاب عالمتاب حسن پر زوال آ جائیگا آتش خو
شعلہ مزاج ہین تلوار کھینچکر لڑائی پر آمادہ ہونگے سحر ساحری کچھ جانتے نہین ہاے کیا کرون کہان اُنکو لے کر
نکلجاؤن مین کیا جانتی تھی آج آفت آسمانی آنے کو ہی فلک گردش دکھلائیگا افلاک جادو یون لیکر جائیگا
ناگن نے کہا اب حضور گھبرائین نہین آئی ہوئی عقل جاتی رہیگی سوچین گے کچھ مُنھ سے بات کچھ اور نکلے گی
بگڑی ہوئی بات تبنا دشوار ہی ابھی تک خیر ہی اُس بیحیا کے آنے مین عرصہ ہی اتنی دیر مین کچھ فکر کیجیے مرنے جینے
کا ذکر نہ کیجیے ملکہ لالان خون قبا نے کہا بوا ناگن تم جو کہو وہ کرون ناگن نے کہا اے ملکہ عالم یہ کوے محبت ہی
اسمین ہزار طرح کی آفت ہی کیسے کیسے جوان اس ظالم نے مٹائے نخل محبت سے کسکو پھل ملا کسکا غنچۂ آرزو کھلا مجنون
دشت نجد مین برباد رہا فرہاد ناشاد مرا لیلی کو کب شب وصل حاصل ہوئی ہمیشہ جفاے فرقت سہی شیرین نے
اپنی جان شیرین دی حضرت یوسف اسی چاہ کی بدعت سے قید ہوے دام الفت زلیخا کے صید ہوئے مگر لونڈی
اپنی جان مٹا ئیگی جہان تک ہو سکے گا آپ کی اور طلسم کشا کی جان بچائیگی مگر اتنا یاد رکھیے خداوند لاکھ آپ پر دعت
کرین سواے نہین مُنھ سے ہان نہ نکلے سر کٹ جائے بات مین فرق نہ آئے انکار بڑی چیز ہی افلاک جادو
حرامزادہ بڑا لچے تمیز ہی اگر میرا فقرہ چل گیا تو آپ کو بچایا اُسکو قتل کرایا ورنہ مین بھی جان حضور کے قدمون پہ
نثار کرونگی مین اس گل سے چہرے کی بلبل شمع رخسار کی پروانہ آنکھین پھوٹین جو حضور کو بے طور دیکھون
یا دشمنون کے رنج و ملال کی خبر سنون اب یہ تدبیر ہی کہ طلسم کشا صاحب جرات و شوکت اپنے زمانہ رستم اگر اس
بات کو سُن پائیگا تلوار کھینچکر سامنے ساحرون کے جائیگا ایک ساحر انکے واسطے کافی ہی ہماری اتنی لیاقت

نہین کہ داؤ وجادو سے ٹر سکین اب مین سحر کر کے طلسم کشا کو چھپاتی ہون آپ محفل عیش آراستہ کر کے بیٹھے دل کو سنبھالیے جو کچھ گذرے دل پر گذرے تغیر ظاہر ہونے پائے جب افلاک جادو آئے جواب صاف دیجیے اور دلیر ہو کر فرمایے کہ ہم طلسم کشا کو نہین جانتے ہرگز نہین پہچانتے خدانخواستہ اگر خداوند کے سامنے بھی پرسش ہو واری سرکٹ جائے بات مین فرق نہ آئے سراسر لونڈی کے کہنے کا خیال رہے بموجب مصرعہ مصرع قدم عشق بشیر بہتر ☆ اس گوشہ مین کھڑے ہو کر ناگن نے ملکہ لالان خون قبا کو خوب سمجھایا ملکہ سن رہی ہے سر دھن رہی ہے ہر بات کا یہی جواب ہے بوا جو کہوگی وہی کرونگی خدا اُنکی جان بچائے اگر

خیر خواہ بلا اشتباہ اپنی جان دینے پر آمادہ ہون غزل

امید وصل کی باشد ز غم دلریش کی مانند
دگر آنرا چو مجنون مکر کار خویش کی مانند
تو خواہی سودہ الماس ریزد خواہ مرہم نہ
چو تخفی ہمقفل عقل و داندیش کی مانند

گدا چون آشنا گردد لشنہ رویش کی مانند
جنون ہر جا سخن بلند سوز دل سر لفے
جراحت چون شود ناسور ہم از ریش گرد دائے

کسی کو شد گرفتار سر زلف پریشانی
مجال گفتگوئے عقل در اندیش کی مانند
کسی کز دست غم ہر دم ز خون دل کشد جامے

ناگن وزیرزادی کی بھی ان باتون سے ہچکی لگ گئی کہا حضور خدا آپ کی جان بچائے انجام اسکا بخیر ہو حقیقت مین کوے عشق مین سوا رنج و مصیبت کے کیا ہے یہ کہکر ملکہ کو ساتھ لیے ہوے جلسہ مین آئی اسد غازی کو بلا کر ایک کمرے مین بیگمی مخفی طور پر سحر کرتے کرتے اُنکو بیہوش کیا ناظرین پر واضح ہو میر احمد علی صاحب نے اس مقام کو اسی طور پر لکھا ہے کہ ناگن نے اسقدر سحر کیا کہ اسد غازی ایک مٹر کا دانہ بنگیا ملکہ لالان خون قبا کی پازیب کے گھنگرو کا منھ کھولکر یہ دانہ مٹر کا اُسی گھنگرو مین رکھکر منھ اسکا بند کر دیا حضور اب اگر سامری جمشید بھی ڈھونڈھین گے نہ پائین گے آپکا معشوق آپ ہی کا پابند رہا اور لونڈی بھی وقت پر کسی طور سے آئیگی یہ تقریر و تدبیر کر کے ناگن تو ایک جانب روانہ ہوئی مگر ملکہ لالان خون قبا مثل زلف پریشان بصورت آئینہ حیران سر جھکائے بارہ دری مین بیٹھی تھی کنیزین بخوف داو د جادو کانپ رہی ہین گوشون مین چھپتی پھرتی ہین ملکہ لالان خون قبا ہر چند منع کرتی ہے دیکھو صاحبو ہوش و حواس درست رکھو انتشار ثابت ہے تم لوگ کیون گھبراتی ہو جو آفت ہوگی میری جان پر گذرے گی تمھارا ڈرنا بیکار ہے بچانے والا پروردگار ہے ملکہ ان باتون مین مصروف ہے کہ دروازے پر ہلڑ ہوا محلدار دوڑی ہوئی آئی کہا واری افلاک جادو سو ساحرون کو لیکر آیا ہے کہتا ہے تمھارے باغ مین طلسم کشا آکر چھپا ہے ملکہ نے کہا آنے دو کہو کہ آؤ تلاشی لو سارے باغ کو چھانو افلاک جادو بلبلاتا ہوا باغ مین گھس پڑا چاہتا ہے باغی کو گرفتار کرون گا ملکہ ایسی گلعذار کو خار دونگا مثل سحر اُٹھائی اکڑتا ہوا ساحران غدار ساتھ مونچھون پر تاؤ دیتا ہوا ملکہ کے سامنے آیا بے ادب نے سلام بھی نہ کیا ملکہ

لالان خون قبا تو نہ بولی مگر کنیزون نے پوچھا میان افلاک کہان چلے کیون خیر تو ہی افلاک جادو نے کہا اوستانیو خوب ملکہ عالم کو بدراہ کیا ہی بتلاؤ طلسم کشا کہان ہی کس مکان مین چھپا دیا صاف صاف بتلاؤ ورنہ مارے کوڑون کے کھال اُڑا دونگا اب ملکہ بول اُٹھی کہ افلاک کچھ دیوانہ ہوا ہی کیا حقیقت مین اسم بامسمیٰ ہی بیشک فلک کا کام گردش ہی ظلم و بدعت مین کوشش ہی مگر ہمارے باپ نے اپنی قدرت سے زمین و آسمان بنایا ہی ہمارے ساتھ کجروی کریگا افلاک جادو نے کہا ملکہ عالم بس اسی مین خیر ہی اپنی جان و آبرو بچایئے طلسم کشا کو بتلایئے مین صبح کو آسمان پر اُڑا ہوا جاتا تھا اپنی آنکھون سے دیکھا طلسم کشا آپ کے پہلو مین بیٹھا تھا شراب چل رہی تھی ملکہ لالان خون قبا نے کہا دیوانہ ہی کیسا طلسم کشا ہمارے باغ مین طلسم کشا کا کیا کام ہی صبح کو ٹھیک جلسہ آراستہ تھا ناچ گانا روز ہوتا ہی کوئی خواص ہماری مردانے کپڑے پہنے بیٹھی ہوگی روز سوانگ بنتے ہین کسی کو مرد بنایا کسی کو شراب پلاکے مُری دیوانہ قرار دیا ہمارے باغ مین مرد کا نام نہین اگر تونے دیکھا ہی تلاش کرلے سارا مکان پڑا ہی خبردار میری کنیزون کے اوپر نگوڑے نگاہ نہ ڈالنا یہ سب ہماری ہمراز ہین عہدۂ مصاحبت سے سرفراز ہین افلاک جادو نے کہا مین ڈھونڈھ لونگا یہ کہکے اشارہ کیا ساحران غدار ہر قصر و مکان مین گھسے تلاش کرنے لگے مثل غول بیابانی ہر طرف دوڑتے پھرتے تھے جس مکان مین جاتے تھے طلسم کشا کو نپاتے تھے بدحواس آکر افلاک جادو سے کہتے تھے اے افسر سب مکان خالی پڑے ہین طلسم کشا کا نشان نہین معلوم ہوتا صحیح فرمایئے آپ نے اپنی آنکھون سے دیکھا تھا افلاک جادو گھبرا گیا صندوق پٹارے کھلوانے لگا ہر چمن مین جاتا ہی روش ٹیری چھانتا پھرتا ہی اُس گل کا کہین پتا نہین ملتا اُس بیچارے کا غنچۂ آرزو نہین کھلتا تمام باغ کی خاک چھانی خاک مراد حاصل نہوئی تسکین دل نہوئی آخر غصہ مین سامنے ملکہ کے آیا کہا آپ نے کہین طلسم کشا کو چھپا دیا خداوند قدرت سے دریافت کرینگے چلیے سوار ہو جیے قدرت نے یاد فرمایا ہی ملکہ لالان خون قبا روتی ہوئی اُٹھی محافہ مین سوار ہوئی کنیزین اشک حسرت بہاتی ہوئی عقب مین محافہ کے افلاک جادو پایہ پر محافہ کے ہاتھ ڈالے ہوے کہتا ہوا دیکھیے ملکہ نہ چھپایئے اب بھی مفصل بتا دیجیے مین قدرت کو سمجھا دونگا کہ مین نے طلسم کشا کو جنگل مین پایا باغ مین ملکہ کے نتھا مین آپ کو بچا لونگا قدرت غصہ مین کوڑا لیے بیٹھے ہین ملکہ کچھ جواب نہین دیتی کنیزین کوستی چلی آتی ہین کہتی ہین یا خداوند نگوڑا افلاک جادو مرجائے بھڑوے کے ہاتھ پانون ٹوٹین دیدے پھوٹین کیا مزا ہو جو خداوند قدرت نمائی کرین دونون دیدے بھڑوے کے چٹم ہو جائین ظالم کے کوڑھ ٹپکے ہماری ملکہ پر تہمت لیتا ہی اسی طور سے محافہ داخل شہر واویلا ہوا شہر مین بھی ہلڑ ہی ہر گھر مین یہی ذکر ہی کہ لوصاحبو ملکہ لالان خون قبا نور چکیدۂ خالص خداوند قید ہو کر آئی ہین نہین معلوم سچ ہی یا جھوٹھ کہتے ہین کہ طلسم کشا اسد غازی باغ مین آکر ملکہ

لالان خون قبا کے چھپا ہی بعض کہتے ہین ملکہ عاشق ہوئی ہی ایک کہتی ہی بُوا بھلا خداوند کی بیٹی کیا عاشق
ہو گی کسی نے تہمت لی ہی عقلمند کہتے ہین مصرع تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا ☆ یہ آوازین کان مین ملکہ کے
آتی ہین محافہ مین رو رہی ہی کبھی ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگتی ہی اے آسمان کے خدا لے نادیدہ میری عزت و آبرو بچانا
پھر باغ مین خیر و عافیت سے پہونچون بیچارہ طلسم کشا مصیبت کا پابند ہی مین تو سحر و ساحری نہین جانتی نہین
معلوم اس حال مین کیا گذر رہی ہو گی ناگن نے غضب کیا مٹر کا دانہ بنا کر گھنگرو مین رکھ دیا ہی ایسا نہو
جرم ثابت ہو جاے بیڑیان پنہائی جائین چھاگل اور کے قبضہ مین آئے کیونکر وہ بیچارہ بچے گا افلاک جادو
دوڑا ہوا جاتا ہی پیشتر محافہ کے دربار مین آیا دیکھا داؤد جادو غصہ مین کانپ رہا ہی کوڑا ہاتھ مین غصہ
بات بات مین جیسے ہی افلاک جادو سامنے آیا کہا کیون طلسم کشا کو لایا افلاک نے کہا یا خداوند معلوم
ہوتا ہی کسی نے ملکہ کو خبر پہونچا دی باغی کو کہین چھپا دیا ہر چند مین نے ڈھونڈھا نہ ملا حضور ملکہ سے پوچھین سزا
پائینگی آپ ہی بتادینگی داؤد جادو تو غصہ مین بھرا بیٹھا تھا کہا گیسو بریدہ کو لاؤ ملکہ کانپتی ہوئی محافہ
سے اُتری داؤد جادو کو سلام کیا مثل شعلہ آتش بھڑک رہا تھا مُنہ پھیر لیا کہا کیون او گیسو بریدہ او ننگ
خاندان بتا طلسم کشا کہان ہی ایسے کانٹے کو اپنے باغ مین جگہ دی ہمارے جاہ و جلال کا خیال نہ آیا سچ بتا
کہان چھپایا خوف کے مارے ملکہ کے مُنہ سے بات نہین نکلتی ڈرتے ڈرتے غنچہ دہن وا کیا اے والد نامدار مین طلسم کشا کو نہین
جانتی نام سے بھی آگاہ نہین کبھی تصویر تک نہین دیکھی داؤد جادو نے کہا میرے سامنے مکرتی ہی میرے
مصاحب کو جھوٹا کرتی ہی افلاک نے اپنی آنکھون سے دیکھا مفصل حال کہہ چکا مجال ہی کہ قدرت
کے سامنے جھوٹ بولتا صاف بتا نہین تو آتش قہر و غضب سے پھونک دونگا دوزخ مین پھکوا دونگا ملکہ
لالان خون قبا نے سر جُھکا لیا جواب نہ دے سکی داؤد جادو نے کہا اسکو ستون سے باندھ دو گیسو بریدہ
یون نہ قبولے گی تمام اُمرا اور وزرا ارکین سلطنت کانپنے لگے ہر ایک خائف ترسان مثل بید لرزان آپس مین
کہتے ہین دیکھو یا روبیٹی پر یہ قیامت ہی اس مقدمہ مین اور کسکا پاس کریگا مسلمانون کے نام سے قدرت
جلتے ہین اس تو ہنے بڑا غضب کیا کہتے ہین خدا لے نادیدہ آسمان پر ہی خداوند داؤد کا مقابل بنایا قدرت
کو کیونکر رشک نہو مگر جب داؤد جادو نے دیکھا کوئی ملکہ کو ہاتھ نہین لگاتا خود تخت سے اُٹھا اُس شہنشاہ خوبی
گلعذار ماہ رخسار سیمین بو خورشید رو کے جسم نازنین پر بدھی پھولون کی بار تھی رسن سے کس کے باندھا کوڑا لیکر کھڑا
ہوا کہا دیکھ او شوخ دیدہ مارے کوڑون کے کھال کرا دونگا ملکہ لالان خون قبا نے جواب دیا مین نہین جانتی
آپ کو اختیار ہی کسکا نام اسد نامدار ہی اب داؤد جادو نے غصہ مین کوڑا مارا قیامت برپا ہوئی لباس بارہ
پارہ خون کے فوارے جسم سے نکلنے لگے گل سا چہرہ کمھلا یا منکا ڈھلا آہ کا نعرہ کیا آتنا مُنہ سے نکلا اے والد نامدار مین

کوڑے کی مستحق نہ تھی خنجر تلوار سے قتل کیجیے آج مجھ بدنصیب کا نام مٹا دیجیے یہ کہکر ضرب کے صدمہ سے پھڑکی تڑپی
سارے جسم کو جنبش ہوئی داؤد جادو کوڑا لیے کھڑا ہی وزیر امیر لپٹ گئے کہتے ہین ای شہریار اب کی کوڑے مین
مرجائیگی پر درد وہ تھہ ناز و نعم اُسپر یہ ظلم و ستم بس اسی قدر سزا کافی ہی رحم کیجیے زیادہ سزا نہ دیجیے اگر یہ بات سچ
ہوتی کیا مجال تھی چھپا سکتی افلاک جادو بھی تھر تھر کانپ رہا ہی اب سب افلاک جادو کو بُرا کہ رہے
ہین کہ اس ملعون نے بڑا غضب کیا ملکہ پر تہمت رکھی اتنی بڑی سزا اُٹھاکر قدرت کے سامنے کیا مکرتی صاف صاف
کہدیتی جب داؤد بڑھتا ہی کہ دوسرا کوڑا ماروں وزیر ہاتھ باندھتے ہین کہتے ہین بس حضور بس مگر قضائے کار کوڑا
کھاکر جو ملکہ لالان خون قبا کے جسم کو جنبش ہوئی ایڑیان زمین مین رگڑین اس گھنگرو کا منھ کھل گیا دانہ مٹر کا
زمین پر گرا پختہ زمین پہ ڈھلکتا ہوا چلا ملکہ لالان خون قبا کی نگاہ پڑی اپنا دُکھ درد بھول گئی ہاتھ بندھے
ہوے بیدست و پا اگر ہاتھ کھلے ہوتے دانہ کو اُٹھا لیتی سر کرانے لگی نگاہ اُسی دانہ پر وہ دانہ آخر ڈھلکتا ہوا
قریب دیوار جاکر ٹھہرا ملکہ لالان خون قبا دیکھ رہی ہی دیوار مین ایک روزن تھا اُس روزن سے
ایک چوہیا نکلی اُسنے دانہ مٹر کا منھ مین لے لیا روزن مین جاکر غائب ہوگئی اب تو ملکہ نے ہاے کا نعرہ مارا ضرب
تازیانے کا صدمہ کم یہ قلق انتہا کا دل ہلگیا کلیجہ مین ناسور قلب ناصبور دل سے کہتی ہی ای لالان خون قبا
جسکے واسطے یہ مصیبت اُٹھائی اُسکو یون ہاتھ سے کھویا ہاے ناگن نے اس اعتراض کو نہ سمجھا کمبخت نے مٹر کا
دانہ بنا دیا چوہیا کھا جائیگی افسوس صد ہزار افسوس اس شیر بیشہ صاحبقرانی کی مفت جان گئی اس خیال مین
قلب کو تڑپن دل مین پھڑکن کلیجہ مین درد رنگ رو زرد ہونٹون پر آہ سرد ستون سے سر دے دے مار رہی ہی
مگر داؤد جادو نہین مانتا چاہتا ہی پھر کوڑا ماروں کہ دروازے سے بارگاہ کے صدا رونے پیٹنے کی آئی کوئی یہ
کہکر روتا ہی ہی ہی اس خدائی مین آگ لگے خداوند داؤد کے ہاتھ مین کوڑھ ٹپکے ابھی شہر داؤدیہ مین آگ
لگجاے آسمان پھٹ پڑے زمین کے طبقے اُڑ جائین کوئی خداوند دنیا مین باقی نہ رہے سب گھبرائے کہ کون زبان
درازہی جو ایسے کلمات کہتا ہی ملکہ لالان خون قبا تو تڑپ تڑپ کے بیہوش ہوگئی دو صدمے کامل قلب کے
پہونچے تاب نہ لاسکی بیہوش مدہوش منکا ڈھل گیا موت کے آثار چہرہ زیبا سے ہویدا ادھر تو داؤد جادو کی نگاہ
اس حال پر ملال پر اپنی دختر بلند اختر کے پڑی غیرت پدری نے جوش مارا کوئی خطاے فاش آنکھ سے نہین دیکھی فقط
افلاک جادو کی زبانی اسقدر صدمۂ عظیم ہوا قریب تھا روح جسم سے نکلجاے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے تھے
اسی حال مین یہ صدا سُنی سر اُٹھاکر دیکھا ناگن جادو وزیرزادی ملکہ لالان خون قبا کی دونون ہاتھون
سے سر پیٹتی ہوئی کلمات گذشتہ زبان پہ جاری سامنے خداوند داؤد کے آکر پہونچی آنکھ ملا کر کہا کیون
خداوند یہ کیا ستم کیا او جلاد اپنے نخل مراد کو اپنے ہاتھ سے قلم کیا اس پھول پر رحم نہ آیا گل سے چہرہ کی حالت

تو دیکھ مگر تو جلاد جفا کار ہے ایسے چمن حسن کو پامال کیا تیرے ہاتھ قلم ہون ایسے نازک بدن کو کیونکر کوڑا مارا اسنے کیا
خطا ہوئی یہ کہکر ایک دو ہتڑ داؤد جادو کے مارا کہا ارے مجکو بھی کوڑا مار تلوار کھینچ نہین تو بوٹیان کاٹ کے
پھینکدونگی مین نے بھی تو یہی خطا کی کبھی دن سے سجدہ کرنے کو نہین آئی جو سجدہ نہ کرے اسکو جلادے خاک
مین ملادے ارے جلاد بتلا تو میری بی بی نے تیری کیا خطا کی جو ایسی سزا دے کاٹ دی داؤد جوش محبت مین
دختر کے بدحواس تو ہوچکا تھا ناگن جادو وزیرزادی نے جو سر دے مارا ایسے کلمات سخت کہے داؤد نے
ہاتھ ناگن وزیرزادی کا پکڑ لیا کہا بٹیا سُن تو کہ کیا معرکہ گذرا میرے کلیجہ کے ٹکڑے ہو گئے ہین اُسکے جسم پر زخم پڑے
میرے قلب مین ناسور ہوا جو کبھی اچھا نہوگا مگر بٹیا حال تو سن لے ناگن نے دامن تھام لیا کہا بتلایئے کسی کی چوری
کی کسی کا گھر لوٹا کسی کو قتل کیا آخر ایسا کون سا گناہ ہوا جسکی یہ سزا ملی سمجھ گئی اس ہفتہ میں باغ مین نیا گل کھلا تھا ہر ایک
گلعذار مردانے کپڑے پہنکر آراستہ ہوئی تھی کوئی جمعدار کوئی کمیدان بنا تھا لڑائی کے سامان ہوئے تھے مٹی کے تیر مٹی کی
کمانین بنائی تھین تلوارین سپرین بانس کی اُسپر چاندی کے ورق لگائے گئے تھے کوئی رستم کوئی سہراب بنا تھا کسی
کا افراسیاب نام رکھا اسی بات پر شاید آفت آئی ہے میان خداوند صاحب ذرا تواریخ دیکھیے وہ افراسیاب
جو رستم سے لڑتا تھا اور بی بی ہماری رستم بنی تھین جسکو افراسیاب بنایا تھا اُسپر نیزے تلوارین پلٹین لگاکر مین
ہاتھ ڈالکے کھینچا تخت سے اُتار لی شہشاہ وا افراسیاب بنی تھین جب تخت سے گرایا تھا بہت روئی تھین انھون نے
شاید آنکر آگ لگائی ہوگی تو حضور آپ کے بندے افراسیاب کا ذکر نہین ہے ذرا تواریخ منگواکر ملاحظہ کیجیے
کجا رستم وا افراسیاب کہان یہ خانہ خراب یہ کہکے چیخین مارکے رونے لگی داؤد نے گلے سے لگایا کہا بی بی بات
تو سنو تم اپنے کو ہلاک نہ کرو ناگن نے کہا میری ملکہ مرے گی مین زندہ رہونگی پہلے تمکو اندھیری گور مین
سلاؤنگی اور مین تو ضرور سنکھیا کھاکے جان دونگی آپ مجکو رونے پیٹنے کو منع کرتے ہین اپنی بی بی کو دیکھکر میرا
کلیجہ پھٹا جاتا ہے داؤد سمجھا کہ حقیقت مین اسنے ملکہ کے ساتھ بڑی مشقت کی ہے ساتھ کھیل کر بڑی ہوئی ہے اُسکی روح
پر صدمہ ہے اسوقت اسکی بات کا بُرا نہ ماننا چاہیے میری بیٹی کی عاشق صادق ہے پیشانی پر بوسہ دے کے کہا بی بی
سنو بڑی قیامت کی خبر سُنی ہے سوانگ نبیے گا اپنے باغ مین تمکو اختیار ہے جس طرح چاہو کھیلو کودو منع نہین
کرتا افلاک جادو نے مجکو خبر دی کہ طلسم کشا اسد غازی پہلو مین ملکہ لالان خون قبا کے بیٹھا ہے
تب مین نے ساحر بھیجکر گرفتار کرکہا منگایا ناگن وزیرزادی نے کہا ایک چمن مین طلسم بنایا تھا مگر شیر کوئی نہین
تھا کُتے بھونکتے تھے کوے بنائے تھے ایکدم جلے پر انھون نے کاکون کاکون کی تھی شیر کا بھٹ بھی نہین بنا یا پہلو مین
کیونکر آتا مین بھیڑیا خوب بنتی ہون لڑکے کوے بھاگتی ہون ایک لڑکا بناتے ہین اُسکے پیٹ مین شہاب بھر دیتے
ہین مین جب اُٹھا لیجاتی ہون پیٹ چاک کرکے الگ ڈالدیتی ہون اُسکے ماں باپ روتے ہوئے آتے ہین پھر محلے والے

اُسکے ماں باپ کو سمجھاتے ہین لڑکے کا لاشہ اُٹھتا ہو یہ بڑا عمدہ سوانگ بنایا جاتا ہو کئی دن مین ختم ہوتا ہو داؤد جادو سوچا یہ تو نام بھی اسد غازی کا نہین جانتی کہا اری ناگن سُن تو کیسا سوانگ اسد غازی پوتا صاحبقران کا جو شہنشاہ طلسم ہوش رُبا افراسیاب جادو سے لڑتا ہو اُسکو کہا کہ باغ مین ملکہ لالان کے موجود ہو یہ سُنکر ناگن پیٹنے لگی کہ خداوند تم پر آسمان پھٹ پڑے گا ہماری ملکہ کے باغ مین مردوا یہ کون صاحب کہتے ہین ذرا اُنکی صورت دکھائیے اُنکی داڑھی مونچھین مونڈ ڈالون ڈائن بنکے کلیجہ کھا جاؤن رات کو جو پاسی بولتا ہو اُسکی آواز سے تو میری بی بی ڈرتی ہین نہ کہ مردوا پاس بیٹھے واسطہ اپنی خدائی کا مجھے کہنے والے کی صورت دکھا دے ہو ایسی بھولی بھالی پر یہ تہمت داؤد چونکہ جھلا یا ہوا تھا جھریری سے بیقرار تھا کہا یہ مصاحب افلاک جادو کہتا ہو کہ مین نے آنکھون سے دیکھا یہ سنتے ہی ناگن لپٹی خوب غور سے افلاک جادو کی صورت دیکھی جھک کر سلام کیا کہا میان افلاک صاحب واہ وا آپ کئی دن سے ہمارے گھر پر نہین آئے مٹھائی میوہ نہین لائے اب ہمارے کپڑے پھٹ گئے تھان نہ منگوا دوگے ملکہ کے ساتھ شادی نہ کروگے یہ کہکے داؤد جادو سے کہنے لگی افسوس افسوس آپ نے ذرا بھی نہ پوچھا یہ بھڑوا کلموہا کئی مہینے سے روز مرہ گھر پر آتا تھا روپیہ اشرفیان میوے مٹھائی لاتا تھا کہتا تھا بی ناگن تم کو لاکھون روپیہ دونگے تنہائی مین ملکہ لالان خون قبا سے ملاقات کرادو اس بات کی خطادار ہون نقد روپیہ مین نے کبھی نہین لیا مٹھائی میوہ کھا لیا مگر ملکہ سے کبھی ذکر نہین کیا دم دلا سے مین اسکو رکھا جب اسکا روپیہ بہت صرف ہو چکا اور کچھ اسنے پھل نہ پایا تب جھلا کے ایک دن کہنے لگا اچھا بی ناگن تم نے ہمارے ساتھ پیچ کیا تمھاری ملکہ کو قتل کراؤنگا مین نے کہا جا بھڑوے وہ دھر خداوند ہین تو کیا کر سکتا ہو ہم اپنی بی بی کو کبھی بدراہ نہ کرینگے ایسا واہیات پیغام نہ پہونچائینگے ہاے جو مین جانتی کہ خداوند ایسے شعلہ مزاج ہین تو لٹنا یا کرتی بلا سے کسی لونڈی باندی کو پھنسا دیتی خیر اب توبہ ہوئی نیکی کرنے والا جوتیان کھاتا ہو مگر یہ تو مجھ تک پہونچا تھا مین نے اسکے ساتھ برائی کی مین نے اسکی مٹھائی میوہ کھایا مجھ پر آشنائی کسی کی جوڑتا تو البتہ ڈر تھا یہ باتین سُنکر داؤد گھبرایا کہا ناگن سچ کہتی ہو میرے سر کی قسم تو کھا ناگن نے کہا خداوند تمھارے سر کی قسم تمھارے باپ دادا کے سر کی سوگند خود اس نگوڑے سے پوچھیے ملکہ کو کوڑے مارے اسکو جوتیان مارے تب قبولے گا داؤد جادو تیغہ کھینچ کے طرف افلاک جادو کے پلٹا کہا کیون رے نمک حرام ہماری نور چلیدہ کہ خالص قدرت پر نگاہ ڈالی بڑی مستی سوار ہوئی افلاک جادو نے گھبرا کر کہا حضور مین تو اس بات کو نہین جانتا ناگن وزیرزادی کے گھر پر کبھی نہین گیا داؤد نے کہا پھر تو نے جرجر سنائی بس طلسم کشا کہان ہو تو آپ ہی کہتا ہو سارا باغ چھان ڈالا کیون نہ ڈھونڈھ کے لایا مجکو ناگن وزیرزادی کا قول سچ معلوم ہوتا ہو

چاہا تھا افلاک نے کچھ جواب دے چونکہ حال پر ملال دختر بلند اختر کا دیکھکر تاب ضبط باقی نہ رہی تھی زمین سے چٹکی خاک کی اُٹھا کر سر پر افلاک نے ڈالدی افلاک نے چیخ ماری ہر سر مو دہر بن مو سے افلاک جادو سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے استخوان مثل شمع کافوری جلنے لگے دم بھر مین جلکر خاک ہوا ناری کا قصہ پاک ہوا فوراً جہنم واصل ہوا شجر بغض و حسد سے یہ ثمر حاصل ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من افلاک جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم اب داؤد جادو نے ناگن سے کہا جیسا اس بیحیا نے کیا ویسی سزا پائی ملکہ لالان خون قبا کو اُٹھا کے باغ مین لیجا علاج کر مگر خبردار کسی غیر کو کبھی اپنے باغ مین نہ آنے دینا لالان خون قبا سے زیادہ مجھے تجھ سے محبت ہی اسوقت قلب پر صدمہ عظیم ہی تو اُسکی وزیر و ندیم ہی ہر امر کا خیال رکھنا ناگن وزیرزادی نے کہا حضور سب کھیل کود سے توبہ کی ایک ایک کتاب خریدینگے مکتب خانہ کا کھیل کھیلین گے مگر اُسمین بھی خرابی ہی مولوی جو بنے گا اُسکو دو دانے کپڑے پہننا ہونگے مگر بڑھیا آ تو بنائینگے خوب خدائی آپ کرتے ہین آج سے اعتقاد کامل ہوا داؤد نے کہا بٹیا اب جاؤ حقیقت مین میرے ہاتھ کاٹنے کے لائق ہین مین بے سمجھے اتنا بڑا کام کر گذرا آج کل بڑے تردد مین تھا اب ناگن نے ہوادار منگا یا ملکہ لالان خون قبا کو اسپر سوار کیا لیکر باغ مین آئی مگر داؤد جادو بیٹی کو کوڑا مار کر بہت شرمندہ ہوا خورشید جادو سے کہا تم اپنا جلال دکھاؤ خواجہ عمرو کو تلاش کر کے پکڑ لاؤ خورشید جادو مع بارہ ہزار جادوگرون کے براے تلاش خواجہ عمرو چلا داؤد جادو رنج مین دوشالہ سے منھ لپیٹ کر پڑ رہا مگر ناگن ملکہ کو لیے ہوے باغ مین آئی زخمون پر پٹیان چڑھائین ملکہ لالا خون قبا کو ہوش آیا اُٹھتے ہی سر پیٹنے لگی کہا ناگن ہم لٹ گئے شاہزادے سے چھٹ گئے کس حسرت سے اُس شیر بیشۂ جرأت کی جان گئی آنکھون کے نیچے وہ مصیبت پھر رہی ہی مین زندہ نہ رہونگی تڑپ کے اپنی جان دونگی ہاے نہ تمکو سوجھا نہ مجھ بدنصیب کو خیال آیا کہ انجام کیا ہوگا جو چاہا کر بیٹھے اشعار

کہ داد خویش ستانم نہ گریہ بار دگر
کہ پیش یار شکایت بود زیار دگر

بہار عمر گذشتہ چو نونہال چمن
ہزار شیشہ تہی کردہ زہوس مخفی

مرا ہمیشہ بود چشم بر بہار دگر
ہنوز از دل من ہست خار خار دگر

دریغ درد دلم چشم اشکبار دگر
نہ یار خویش بود آن نہ یار بیگانہ

ان اشعار کو پڑھکر اسطرح بلبلا کر روئی کہ ناگن کا کلیجہ منھ کو آیا کہا واری ذرا سُن تو لیجیے آپ نے تو بات کرنا مشکل کر دی کس بات کا غم ہی فرمائیے تو ملکہ نے کہا تو نے دانہ مٹر کا اُس دانا ے روزگار کو بنا دیا تھا گھنگرو کا منھ کھولکر اُسمین چھپایا جب اس جلاد نے مجکو مارا جسم کو مجھ بدبخت کے جنبش ہوئی وہ دانہ گھنگرو سے نکل گیا قریب دیوار کے ڈھلکتا ہوا پہونچا وہان روزن سے ایک چوہیا نکلی دانہ منھ مین دبا کر لے گئی مجکو داغ تازہ دے گئی ہاے اس بیکسی بے بسی مین کیا گذری ہوگی ناگن ہنس پڑی کہا حضور پھر کیا کرین آپ کی جان تو بچی دانے دانے کا کون شمار

کرے وہ چوہیا قول سعدی کی پابند ہوئی شعر تمتع زہر گوشۂ یافتم ❊ ز ہر خرمنے خوشۂ یافتم ❊ اُسنے بھی خرمن محبت
سے ایک دانہ پایا کھیتی کریگی تخم الفت طلسم کشا فزرعہ دل مین بوئیگی چوہیا جو فروش گندم نما کیون حضور تلازمہ
کی سب باتین آگئین لیکھا جو چو بخشش سو سو ملکہ نے ایک دو ہزار کہا او ناگن تیری زبان مین سانپ کاٹے
یہ مسخرے پن کا وقت ہی جیلکے منہ مین جانول بھرے ہوتے ہین وہ اس طرح جبا جبا کر باتین کرتا ہی ہمین آب و دانہ
حرام ہی تمکو دل لگی سے کام ہی ناگن نے کہا جلدی کیا ہی دانہ کو چوہیا کھا نہ سکے گی کہین ڈال دے گی مین
جا کر تلاش کرونگی چوہا ہنونگی بی چوہیا کو مارونگی یا پکڑ لاؤنگی ملکہ لالان خون قبا رونے لگی کہا واہ
بی ناگن آج تو تمنے خوب زہر اُگلا ہماری جان پہ بنی ہی للہ جلد تدبیر کرو یہ کہکر خنجر اُٹھایا چاہا اپنے شکم
مین مارے ناگن نے ہاتھ پکڑ لیا کہا نہ گھبرائیے جب آپکی چچا گل سے دانہ گرا مین چوہیا بنکے پہونچی دانہ اُٹھا لائی
پھر آکر بھڑوے افلاک کو قتل کیا سچ لیجیے میان داؤد یہ کیا رنگ جما یا ایسی روئی بیٹھی کہ وہ خود گھبرا گئے
افلاک میان کُتے کی موت قتل ہوئے چلیے ملاحظہ کیجیے طلسم کشا صاحب اس کمرے مین آرام فرما رہے ہین
واری خوشی کی خبر سُنا یک سُنین کہتے ہین کہ انسان کو شادی مرگ ہو جاتا ہی یہ سُنکر ملکہ لالان خون قبا
ناگن کی بلائین لینے لگی ناگن تو نے بڑے احسان کیے کیا شکر یہ ادا کرین ناگن نے ہاتھ تھام لیے
آنکھون مین آنسو بھر لائی کہا حضور ہماری جان تمھارے قدمون پر نثار ہی مین دل سے پیروی مین
مصروف ہون خدا انجام بخیر کرے ملکہ نے کہا ناگن برائے خدا اُنسے آفت کا ذکر نہ کرنا اگر زخمون کو
پوچھین گے مین کہدونگی کہ اندھیرے مین گر پڑی اگر سُن پائینگے آفت برپا کرینگے ہائے ناگن کیا
کرون آٹھ پہر تلوار برساتے ہین ہر وقت خوف ہی یہ کہکے ناگن کا ہاتھ تھامے ہوے اس کمرے مین آئی
دیکھا چھپر کھٹ پر اسد نامدار آرام کر رہے ہین ناگن نے بڑھکر پاؤن پر ہاتھ رکھا سحر اُتارا اسد
بیدار ہوے اب ملکہ نے عہد کیا کہ کمرے سے باہر انکو نہ نکلنے دونگی پردے مین آنکھون کے چھپاؤنگی یہ عاشق
و معشوق مصروف عیش ہوے مگر اس حقیر نے اس داستان شوکت بیان کو اسطرح عرض کیا ہی دانہ مٹر کا
بنانا قلب پر شاق ہوا ناظرین کا دل مشتاق ہوا واضح رائے ناظرین والا تمکین ہو کہ جب ناگن نے
قصد کیا کہ اسد غازی کو مخفی کرون سحر کرکے بصورت شیر بنایا ایک درہ کوہ مین جاکر چھپایا درہ کوہ پر بھی سحر کر دیا
کہ یہان سے کہین جا نہ سکین جو کوئی دور سے شیر کو دیکھے گا آپ بھاگ جائیگا شیر بیشۂ جرأت کے قریب کون
آئیگا بہر نوع اس طرح اسد شیر دل کو بچایا ساتھ ملکہ لالان خون قبا کے مصروف عیش و نشاط ہوے
ہر روز کہتے ہین کہ مین جا کر داؤد جادو کو مارونگا تخت بدبخت کا اُلٹ دونگا ملکہ و وزیر زادی عقل سے
شاہزادے کو روک رہی ہین ذکر اُنکا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان گوہر آبدار قلزم طراری نہنگ بحر زہرہ عالمتاب آسمان خنجر گذاری ماہ درخشان برج بزدباری قاتل مہتر خواجہ عمرو ساقی نامہ مصنف

پھر نکہت زلف یار آئی
یا عطر فشان بہار آئی
پھر دل پہ کھنچی شبیہ ساقی
پھر بادہ کشی کی بار آئی
فرقت کی شبین قہر نے کاٹین
اب نوبت وصل یار آئی
تم آئے تو دیکھنے کو ایجان
آنکھون مین جان زار آئی
لیلی تری نزہت دیکھنے کو
شب نکلے ہزار بار آئی

سابق مین تحریر ہوا کہ مہتر مہتران و بہتر بہتران یعنی خواجہ عمرو نامدار بصورت افراسیاب سامنے داؤد جادو کے آئے کنیزان ساحری نے پہچانا تحفت زبرجدی چھوڑ کر بھاگے گلیم اوڑھ کر نکل گئے صدہا مسافرون کو مارا تون کو جا کر مہاجنون کو لوٹا حوالی شہر داؤدیہ مین غدر ہوگیا اب داؤد جادو نے بعد مقدمہ ملکہ لالان خون قبا خورشید جادو اپنے وزیر اعظم کو برائے گرفتاری خواجہ عمرو روانہ کیا بیان خواجہ عمرو ایک درۂ کوہ مین بہ شکل ساحر تاک لگائے بیٹھے ہین کہ کوئی مسافر نکلے دو چار کوڑی کا روزگار کرون کئی دن سے آب و دانہ کی بھی مشکل ہو دیہات و قریات سے بہ مشکل جمعن ہوتا ہو دیکھا کہ ایک حلوائی گرم گرم پوریان بڑی بڑی برفی کی ڈلیان بہر تجی تھالی ہاتھ پر رکھے کہین جاتا ہو طریقہ سے ثابت ہوتا ہو کہ کسی رئیس کے واسطے صبح کو لے کر چلا ہو خواجہ عمرو بہ تعجیل تمام رنگ روغن عیاری کا لگا کر عمدہ کھانا دیکھکر پانی منہ مین بھر آیا ہو ایک سوداگر نحیف و ضعیف کی صورت بنکر تیار ہوے عصا تلخ بادام کا ہاتھ مین موتیون کے مالے گلے مین جیب مین روپے اشرفیان کھنکھناتے ہوے درۂ کوہ سے باہر نکلے پکارا میان حلوائی پوریان بیچوگے اُسنے کہا گیان ٹھاکر صاحب کے واسطے لیے جاتا ہون یہ بکری کا مال نہین ہو عمرو نے کہا اچھا بھائی جاؤ ہمارے شہر مین اتنی بڑی ایک پوری روپیہ کو بکتی ہو پچاس روپیہ سیر برفی ہو اس شہر مین غضب پڑی ایک پوری دو روپیہ کو بکتی ہوگی برفی کا بھاؤ سو روپیہ سیر کا ہوگا یہ سنکر حلوائی پلٹ پڑا جی مین کہا بڑے سخی داتا کا سامنا ہوا کہا حضور آپ لے لیجیے آپ کے کہنے پر ترس آیا آپ مسافر ہین ہم خدمت گزاری کو حاضر ہین عمرو نے کہا کنارے آؤ درۂ کوہ مین جا کر بیٹھے کہا میان حلوائی صاحب ہمکو گنتی نہین آتی ہمارے شہر مین گھاٹا ضرور لیتے ہین ہم دو روپیہ کھدین پوری بات کرو ایک پوری رکھو ا سیر ایک ڈلی برفی کی رکھتے جاؤ حلوائی نے کہا بہت خوب آپ کی خاطر ضرور ہو سب پوریان مٹھائی شمار کر کے اسی تھال مین رکھین روپے گن کر حلوائی کو دیے کہا بھائی ہم تھال بھی نہ دینگے ہمارے شہر کا یہ دستور نہین ہو حلوائی سوچا ایسا نہو کوئی راہ گیر آ جائے اس بڈھے کو سمجھا دے جلدی روپیہ لیکر ٹینٹ مین رکھے کہا میان سوداگر صاحب آپ کی باتین برفی سے زیادہ میٹھی ہین تھال

کرے وہ جو ہیا قول سعدی بلدی ہو جاکر اور پکاؤں بٹھاکر صاحب کے واسطے لیجاؤں حلوائی کے ہاتھ مین
سے ایک دانہ پایا کھیتی کر ونے کہا کیوں بھائی ایسے کپڑے پانچ اشرفیوں کو ملتے ہین حلوائی نے کہا نہین میان چھ
کو سب باتین آگئین تنے کہا یہ بھی ہمین دیدو چھ اشرفیان لے لو حلوائی نے جلدی سے کپڑے اُتارے پیر و مرشد نے
کپڑے بھی لیے چھ اشرفیان حوالے کین کہا بھائی ہم روز ادھر سیر کو آتے ہین صبح کو لاکر دیجایا کرو حلوائی بہت اچھا
کہکر بھاگا خواجہ عمرو دوسرے پہاڑ پر جا بیٹھے کپڑے اور تھال زنبیل مین رکھ لیے پوریان برفی نوش فرمائین پانی پیکر
شکر کیا پروردگار تو رزاق مطلق ہو اس صحرا مین یہ نعمتین پہونچائین حلوائی دوڑا ہوا گھر پر آیا جورو سے کہا آج بڑے
سخی داتا کا سامنا ہوا روپیہ اشرفیان لایا جورو بھی خوش ہوئی اب ٹینٹ سے روپیہ اشرفیان نکالین تو دیکھا ایک
لڈو بنکر رہ گیا سر پیٹنے لگا جورو نے لڈو مین سے لیکر قلیل سا زبان رکھا مزا جو چکھا عمدہ جورن ہو میان بی بی
روتے پیٹتے چلے کہ جاکر خداوند سے فریاد کرین صحرا مین آکر دیکھا لشکر وزیر اعظم خورشید جادو کا اُترا ہوا ہو خورشید
بجاہ و جلال کرسی پر متمکن ہو حلوائی نے آکر دہائی دی کہا وزیر صاحب ایک بڈھے نے مجکو لوٹ لیا خورشید
جادو حال سُنکر سمجھا یہ کام عمرو عیار کا ہو اسی وقت صدہا ساحر واسطے تلاش خواجہ عمرو کے روانہ کیے خود آکر
بارگاہ مین بیٹھا عمرو نے بھی راہگیروں کی زبانی سُنا کہ وزیر اعظم داؤد ہماری فکر مین آیا ہو ایک ساحر کی شکل
بنکر نکلے جس ملازم کو خورشید کے جہان پایا کسی کو فقیر بنکر مارا کسی کو عورت بنکر دھوکا دیا کبھی بصورت برہمن
کنوین پر جا بیٹھے جو اُدھر سے نکلا پانی پلا کے ٹھنڈا کیا ہر روز صبح کو سامنے خورشید جادو کے دو چار لاشے آتے
ہین جو ساحر برائے تلاش گیا زندہ نہ پلٹا تیسرے دن غصہ مین بیرون بارگاہ آیا کہا صاحبو تم لوگون کے ہاتھ سے
عمرو عیار نہ مارا جائے گا ما بدولت خود جاتے ہین فوراً گرفتار کرکے لاتے ہین قدرت گھبراتے ہونگے امورات
مملکت و انتظام خدائی میری ذات پر موقوف ہو رفقا نے عرض کی آپ کلید عقل خداوند ہین تکلیف
نہ فرمائیے ایک عیار تین روپیہ کا پیادہ ذلیل و خوار مکار غدار اُسکے واسطے آپ ایسا عالی وقار جائے غلام
کوہ و دشت چھانین گے جس طرح بنے گا گرفتار کرکے لائینگے خورشید جادو نے کہا یارو بڑی غیرت کی بات
ہو اس تین دن کے عرصہ مین کئی سو ساحر مارا گیا کوئی اُس ظالم کو گرفتار کرکے نہ لایا مین سارے جنگل کو سحر بند
کردونگا نا چار ہوکے سامنے چلا آئیگا خورشید بیرون بارگاہ یہ باتین کر رہا ہو اسباب سحر جھولی مین
رکھ چکا ہو قصد ہو پر پرواز پیدا کرون تلاش عمرو مین جاؤن کہ صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا ملکہ
صبا رفتار کمند انداز با نہلے عیاری سے آراستہ نیمچہ ہاتھ مین طراری بات بات مین اسی جانب آتی ہو
ہلتی ہوا عیارہ بچی شہنشاہ طلسم ہوش رُبا کی آتی ہو یقین ہو کوئی خبر تازہ لاتی ہو صبا رفتار نے آکر
خورشید جادو کو سلام کیا نامہ افراسیاب کا خورشید جادو کو دیا خورشید جادو نے کھولکر نامہ

پڑھا لکھا تھا ای خورشید جادو مابدولت کو کتاب سامری سے ثابت ہوا کہ عمرو عیار باغ سیماب سے بھاگ کر
صحرائے ملک داؤدیہ مین پہونچا کئی سو ملازمان قدرت ہلاک کیے مابدولت نے صبار فتار کو روانہ کیا عمر بھر
کبھی اسکو نہ پاؤگے اس ہوس مین ہلاک ہوجاؤگے ہمراہ صبار فتار کہ وتنہا صحرا مین جاؤ یہ تبلادیگی تم سحر کرکے
گرفتار کرلینا خورشید کا چہرہ یہ مضمون پڑھکر سرخ ہوگیا صبار فتار سے کہا تم نے بڑا احسان کیا چلو مین تمھارے
ہمراہ چلتا ہون رفقا نے کہا حضور ہم آپ کو تنہا نہ جانے دینگے صبار فتار نے کہا صاحبو جب تم دس بیس ملکر
چلوگے وہ بلاے روزگار ہے منزلون نکل جائیگا کسی کے ہاتھ نہ آئیگا خورشید نے کہا تم سب بیٹھو اپنے مقام پر ٹھہرو
حقیقت مین یہ عیارہ ہے ہر صورت مین اسکو پہچان لیگی سب نے سر جھکا لیا خورشید صبار فتار کے ہمراہ ہوا
صبار فتار نے کہا حضور آپ الگ الگ آئیے مین پہچان کر اشارہ کرونگی آپ سحر کرکے گرفتار کر لیجیے گا
خورشید نے کہا جو مناسب وقت معلوم ہو تمھاری راے پر ہم کاربند ہین اس ساربان زادے نے غضب کیا سامنے
خداوند کے افراسیاب بنکر آیا ہزارون کو قتل کر گیا قدرت کو بڑا قلق ہے ملکہ صبار فتار تمکو بھی انعام
ملین گے قدرت عمر بڑھا دینگے سب کچھ انکے اختیار مین ہے مگر خواجہ عمرو کے نام سے وہ بھی گھبرائے
ہوے ہین فرماتے تھے بڑا بندہ بے ادب ہے ہمنے اسکو جلاد ساحران بنایا ہے مگر اب تقدیر جدید کرینگے
صبار فتار ہان ہان کرتی ہوئی چلی آتی ہے جب صحرا مین پہونچی نخلستان کی آڑ پکڑی ایک طرف دوڑی
پھر گھبرائی ہوئی آئی کہا وزیر اعظم مین نے خواجہ عمرو کو دیکھا ایک جھاڑی مین نخلستان کے بیٹھا ہے کسی عورت
کی صورت بنا چاہتا ہے لنگا پھریا بھی رکھا ہے آپ چلکے سحر کیجیے زمین پر تھام لیگی مین گرفتار کر لاؤنگی خورشید
خوش ہوگیا ہمراہ صبار فتار کے چلا پچاس قدم آگے صبار فتار نے کہا دیکھیے وزیر اعظم وہ سامنے آڑ مین
پتون کی ساربان زادہ بیٹھا ہے جلدی سحر کیجیے خورشید نے کہا مجھکو نہین معلوم ہوتا صبار فتار نے کہا بڑے
آدمیون کو کم سوجھتا ہے روپیہ کا نشہ ہوتا ہے بخوبی نگاہ اُٹھا کر دیکھیے تساہل نہ فرمائیے خورشید جادو
آگے بڑھا ہر چند کہ کچھ معلوم نہین ہوا مگر صبار فتار کے کہنے سے گولا پھینک مارا ادھر متوجہ ہوا صبار فتار
نے گلے مین حلقے کمند کے ڈالدیے کیون میان خورشید اب پہچانا یہ کہکے نعرہ کیا نعرہ عمرو دم کہ کلہ از سر
قیصر ببرم ٭ رنگ از رخ نجنگ بداختر ببرم ٭ در مجلس خسروان چو گردم ساقی ٭ تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم ٭
خورشید زرد ہوگیا ارے کہکے پلٹا عمرو نے تراق سے جاب بیہوشی مارا چرخ کھاکے خورشید زمین پر گرا عمرو
نے خورشید کو اُٹھاکے نذر زنبیل کیا ایک گنہگار کو زنبیل سے نکالا سر اسکا کاٹا اپنے سر کی صورت بنایا سراسر
کمال کیا فرق نہ معلوم ہوتا تھا آپ بصورت خورشید بنکر تیار ہوے سر رومال مین باندھ لیا ہنستے ہوے پلٹے
لشکر والے دوڑے کہا ای وزیر اعظم یہ کسکا سر ہے خواجہ عمرو نے کہا مابدولت کے جانے کی دیر تھی گھیر کے مارا

صبا رفتار رحراقرادی ہوا ہوگئی عمرو کے مقابلے مین نہ ٹھہر سکی لوگ کہتے ہین عمرو ساحر نہ تھا ایسے ساحر زبردست
کو مین نے مارا اُسکے بیر چہار طرف سے مجکو گھیرے ہوے ہین بھائیو میرے ہوش پراگندہ ہین اگر باتین خلاف کرتا
ہون گھبرانا نہین میری حفاظت مین مصروف رہو میرا جی چاہتا ہی اپنا گلا کاٹ لون حیرت کا آئینہ دل پر
جوش ہی سارا کمال سحر کا فراموش ہی جلد خدمت مین خداوند کی مجکو لے چلو یہ کہکر تخت پر سوار ہوے سر آگے
رکھ لیا مصاحبون سے کہا تم سحر سے اُڑا کر لے چلو ساحرون نے فوراً سحر کیا تخت اُڑاتے ہوے چلے مگر باتون
سے خورشید جادو کی سب گھبرا رہے ہین کبھی خائف ہوکے کہتا ہی یارو دیکھو غضب ہوگیا دمامہ جادو آتی ہی
مجکو آنکھین دکھاتی ہی کبھی کہتا ہی لو ساحر مشمش آگیا اب مجکو زندہ نہ چھوڑے گا خنجر اُسکے ہاتھ مین ہی گدھے پر سوار
ہوکر آیا ہی شتر سوار بہت سے ساتھ ہین سب بھوت پلید چلے آتے ہین یارو مجھے چھپاؤ ایسا نہو کہ کھالین یا سر پر
چڑھ بیٹھین برم راکس بھی ہمراہ ہین ساربان زادے کے خیر خواہ ہین یہی پوچھتے ہین عمرو کو کس نے مارا یارو میرا نام
نہ بتانا جلدی مجھے خدمت خداوند مین لیچلو وہ ان شیطانون کے افسر ہین سبھون سے بہتر ہین جان بچائینگے ورنہ
سب بھوت پلید مجکو کھا جائینگے ساتھ والے ان باتون پر رو رہے ہین کہتے ہین ہمارے وزیر اعظم کو کیا ہوا خواجہ عمرو
کو قتل کیا مگر دیوانے ہوگئے کمر سے لپٹے ہوے ہین ایسا نہو اپنے کو تخت سے گرا دین اسی طرح شہر مین آئے ہر کوچہ و
برزن مین ہلڑ ہوا خورشید جادو نے جاہ و جلال دکھایا عمرو کو مارا مگر قلب اُلٹ گیا ہاے واے کرتا ہوا آتا
ہی ہر شخص آکر دیکھتا ہی مُنھ پر مردنی چھائی ہوئی ہوش و حواس پراگندہ باتین خلاف کرتا ہی کبھی ٹھنڈی سانسین
بھرتا ہی آنکھین پھاڑ پھاڑ کر ایک ایک کی طرف دیکھتا ہی بموجب مضمون شعر آنکھ جس پر پڑ گئی دیوانہ بیباک تھا
پھاڑ کر آنکھین جسے دیکھا گریبان چاک تھا۔ غول کے غول تخت کے ساتھ ہین لڑکے دوڑے چلے آتے ہین چہرے
کو میان خورشید کے دیکھ رہے ہین کہ وقت زوال ہی چہرہ کبھی زرد کبھی لال ہی مُنھ پر ہوائیان اُڑ رہی ہین
ہر مرتبہ غل مچاتا ہی دیکھو یارو بچاؤ کالے کالے لوگ پرے باندھ کے آگئے ہین چٹیان سرون پر مُنھ پھیلاتے ہین
مجکو بلاتے ہین ہرکارون نے جو یہ حال دیکھا گھبرائے سامنے داؤد جادو کے آئے کہا یا خداوند آپ نے سُنا
بُرا غضب ہوا خورشید جادو نے عمرو کو تلاش کرکے مارا مگر بڑی دیوانہ ہوگیا عمرو کے قتل کا بہانہ ہوگیا
روتا پیٹتا آتا ہی عجب عجب طرح کے کلمات کہتا ہی ہزارون آدمی بازار مین جمع ہین اُسکی جوانی کا افسوس
کرتے ہین وہ کہتا ہی دمامہ و مشمش پیچھا نہین چھوڑتے طریقہ کلام سے اُسکے ثابت ہوتا ہی کہ پیر عمرو کے
خورشید جادو کو گھیرے ہوے ہین بچنا اُسکا دشوار ہی نہایت نحیف و زار ہی داؤد نے حکم دیا جلد میرے
سامنے لاؤ بڑے شخص کو اُسنے مارا اگر میرے خورشید پر زوال آیا انتظام خدائی مین فرق پڑا بڑا ساحر
کامل ہی عالم عاقل ہی اُسکا بدحواس ہونا خالی از علت نہین داؤد دلگیر ہوگیا تخت سے اُتر ٹہلنے لگا دیکھا

کہ خورشید جادو رومال مین سر عمرو کا باندھے ہوے مگر مضطر بد حواس چہرہ اُداس بلکتا جھلکتا سامنے آیا سر عمرو کا قدمون پر ڈال دیا پھر چیخین مار کر رونے لگا کہتا تھا یا خداوند مجھے ہاتھ سے ان بیحیاؤن کے بچائیے مجھے پکڑنے آئے ہین تمام بارگاہ آپ کی قتاقین لوگون سے بھری ہی آپ کی بھی بوٹیان نوچ کے پھینکدینگے مین آپ کا دامن دولت نہ چھوڑونگا لشکر مین قرنا کرائیے اپنے افسرون کو بلائیے داؤد نے خورشید کو گلے سے لگایا کہا ای وزیر اعظم نہ گھبراؤ کلمات حسرت و یاس زبان پر نہ لاؤ میرے سامنے کون تمھین مار سکتا ہی دمامہ و مشمش کی کیا حقیقت ہی گو گل مرچین جلاؤنگا سب کو پھونک دونگا خورشید نے کہا میرے ساتھ کنارے چلیے تو اپنے دل کا حال کہون آپ کی خدمت کرون عمرو کا سر کہین رکھوا دیجیے ہم اُسکے بیر اسکا سر دیکھ دیکھ کے روتے ہین آمادہ حرب و پیکار ہوتے ہین داؤد نے فوراً سر عمرو صندوق مین بند کیا دل مین بہت خوش ہی کہ آج رکن اعظم اسلام گرا اب مہرخ و بہار کی کیا حقیقت ہی ایکدن مین شکست فاش کھائینگی کیا ٹرسکین گی بھاگ جائینگی یہ شخص اُنکا سرپرست تھا عیار زبردست تھا کوئی اسکا ہمسر نہین ممالک ساحران اسی نے برباد کیے گھر کے گھر مٹا دیے مابدولت کا اقبال تھا کہ ایسا شخص مارا گیا جسکا ہفت اقلیم مین مثل نہ تھا اُسکا سر میرے سامنے آیا مگر خورشید جادو زندہ بچے گا تبرا اپنے وزیر اعظم کا غم ہی ہاتھ تھام لیا ایک کرے مین لایا اور کہا ای خیرخواہ بیٹھ جا کہا حضور علاج میرا نہ کرین رحلنے دین آپ کا ملک تو پاک ہوا مجھپر جو گذرے گی وہ گذرے گی نمک سرکار سے ادا ہوا اپنے خداوند پر فدا ہوا داؤد نے کہا ہم سمجھاتے ہین تم وہی کہے جاتے ہو ہم ایک ایسا سحر کرینگے سب بھوت پلید بھاگ جائینگے اب ہم صبح کو تمھین تدبیر معقول بتائینگے گنبد سامری مین لے چلین گے وہان کوئی بھوت پلید نہ جاسکیگا مگر مفصل بتاؤ تمھارے دل پر کیا گذرتی ہی کہا ایک جام شراب پلوائیے نشہ ہو گذشتہ حال کہون داؤد نے کنٹر شراب کا منہ سے اُتارا کہا لو پیو مگر بھیا مین تمھارے جان کی نگہبانی کرتا ہون خورشید نے جام شراب بھرا ہاتھ پر رکھکر کہا حضور اُلش کر دین کہ برکت ہو میری جان بچنے کی صورت ہو داؤد نے نصف شراب پی پیتے ہی گھبرایا کہا ای خورشید جادو وہی حال میرا بھی ہی بیشک دمامہ لنگا اُٹھائے کھڑی ہی مشمش کے بھی دکھلوئی ہی فوجین چلی آتی ہین خورشید نے کہا یا خداوند مبارک آپ کے سر پر بھی آسیب چڑھا ذرا ٹہلیے داؤد جادو گھبرا کر اُٹھا عمرو نے وہ بیہوشی ڈالی تھی کہ جلو مین اُلو قطرے نہین دیوانہ ہو کر لڑکھڑا کر گرا عمرو نے نعرہ کیا منم تہر سپہر عیاری وقطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو نامدار زبان مین سوزن دبا اُٹھا کر زنذ زمیل کر لیا کہا دادا جان انکو حفاظت سے رکھیے یہ خداوند طلسم ہوش ربا سحر و ساحری مین یکتا اسوقت کی عمرو کی خوشی بند قبا ٹوٹ گئے عرض کی ای کریم کارساز ای مالک بے نیاز مجھ مور ضعیف مشت استخوان کو مرتبہ سلیمانی عطا فرمایا اس ظالم اظلم کو میرے ہاتھ سے گرفتار کرایا عرصہ دراز تک خواجہ عمرو کو وجد

رہا رنگ روغن عیاری کا نکالکر بشکل خداوند داؤد تیار ہوا تاج خداوندی برسر لباس فاخرہ زیب جسم انور خرامان
خرامان پکارتے ہوے آئے ای وزیر اعظم خورشید جادو جاؤ دو ہفتہ بہشت مین رہو بہوشی تمھاری دفع ہو عمرو ایسے
شخص کو تمنے مارا کل وزرا امرا دربار مین حاضر ہین سب نے یہ باتین سنتین دیکھا خداوند آتے ہین بڑھکر سبنے پوچھا
خورشید جادو کہان گیا جواب دیا محققین تقدیرات قدرت مین کیا دخل ہی خورشید نام تھا برج عقرب مین گیا اگھہان
رہتا گردش فلکی سے اسپر زوال آتا قدرت پر بخوبی ثابت ہی ستارہ اسکے طالع کا قمر تھا زمانۂ غروب قریب پہونچا
براے چندے قدرت نے بہشت مین بھیجدیا گردش سیارگان سے محفوظ رہا خوشی خوشی آئیگا پھر ایک دن دربار روشن
ہو جائیگا جلال خداوندی سے خوف کرو خورشید کا نام نہ لو سب نے سر جھکا لیا اب عمرو آکر تخت خدائی پر جلوہ
فرما ہوا گنبد سامری مین جانا موقوف کر دیا حکم دیدیا تازمانے کہ وزیر اعظم نہ آئیگا قدرت گنبد سامری و جمشید
مین داخلہ نہ کرینگے اب خواجہ عمرو نے وزراسے باتین کرنا شروع کین مگر ناگن وزیرزادی ہر روز براے خبر
آتی تھی آج یہ خبر وحشت اثر سنی کہ عمرو مارا گیا خورشید پر بھی زوال آیا گھبرائی ہوئی خدمت مین ملکہ لالان خون قبا
کے آئی علحدہ بلا کر کہا حضور بڑا غضب ہوا خواجہ عمرو کو خورشید جادو نے مارا خورشید جادو کو آپ کے والد نے
کہین چھپا دیا براے خدا طلسم کشا کو خبر نہ کیجیے گا ورنہ سر ٹکرا کے جان دیگا اپنے والد نامدار کے سلام کو چلیے
اب وقت غفلت نہین ہی خداوند کو بربادی مسلمانان کا خیال ہر وقت یہی ذکر آٹھ پہر یہی فکر اشہر جادو
سے آج پوچھتے تھے کہ ہماری صاحبزادی کا مزاج کیسا ہی اشہر جادو نے تہمت افلاک کا حال کہا عرصۂ
دراز تک قدرت نے پوچھا رنگ روے ملکہ لالان خون قبا متغیر ہو گیا کہا کیون ای وزیرزادی اب کیا
کرون بڑے جاہل سے پالا پڑا آٹھ پہر تلوار برساتے ہین ہر روز یہی فرماتے ہین مین جاکر داؤد جادو کو قتل
کرونگا دیکھیے یہ حال کیونکر مخفی رہتا ہی آج آخر وقت مین براے تسلیم والد نامدار جاؤنگی مگر خوف سے دل کانپتا
ہی ناگن وزیرزادی نے کہا حضور جب سامنا ہو اپنے کو سنبھالیے گا ہاتھ پانون مین رعشہ نہو روے زیبا پر تغیر
نہ آنے پاے آپ کے بشرے سے رنگ عشق ٹپک رہا ہی اس خیال سے لونڈی کا کلیجہ پھڑک رہا ہی جب دن قلیل
باقی رہا ملکہ لالان خون قبا نے اسد غازی سے کہا ای شہریار مین براے چند ساعت دربار خداوند داؤد
مین جاتی ہون بہت جلد واپس آتی ہون مگر براے خدا باہر بارہ دری کے تشریف نہ لائیے گا ذکر قتل خواجہ
عمرو تو نہ کیا مگر دبی زبان سے یہ کہا کہ خداوند کو آج کل بڑی فکر ہی وہان کی جو خبر پاؤنگی شب کو عرض
کرونگی مگر شہریار احتیاط شرط ہی بہ مشکل سمجھا کر اسد نامدار کو بارہ دری مین چھوڑا کنیزون کو بخوبی سمجھا دیا
کہ انکو براے سیر باغ نہ نکلنے دینا خدمتگزاری مین فرق نہ آئے کوئی تکلیف شاہزادۂ والا قدر کو نہ پہونچے
یہ فرما کر لباس تبدیل کیا ہوادار پر سوار ہوئی ناگن کو مع چند مصاحبون کے ہمراہ لیا طرف دربار داؤد کے

سوار ہوئی مثل باد بہاری چلی مگر خواجہ عمرو نے اشہر جادو سے تہمت عشق اسد نامدار بمقدمہ ملکہ لالان خون قبا دریافت کیا تھا دل مین بہت خوش ہوا سوچا کہ وہ شیر دل منظور کردہ بزرگان صاحب شوکت و شان یقین کامل ہی یہان تک پہونچا مگر عقل سے دریافت ہوتا ہی کہ ملکہ لالان خون قبا کے ہمراہ کوئی عقلمند ہی اُسنے کسی صورت سے بچایا اس راز کو چھپایا انشاءاللہ حال کھلجائیگا ابتو چندے سلطنت کرو دو چار کوڑی کا روزگار کرلو ایسا وقت پھر نہ ملے گا بیٹھے بیٹھے فرمایا بدولت کو اپنے بندون کے حال پر رحم آتا ہی صرف زیادہ آمد کم اسی وجہ سے ہر ایک کا مزاج برہم رہتا ہی ہماری یاد مین فرق پڑتا ہی مصرع پراگندہ روزی پراگندہ دل پ٭ قدرت چاہتے ہین سب امیر صاحب مال و دولت ہوجائین تکلیف رنج و ملال سے ہمارے بندے چھوٹ جائین جسکو جو میسر ہو روپیہ پیسہ اشرفی جواہر نقد و جنس قصر خداوندی مین جمع کرو شرف کورنش حاصل ہو قدرت کو بدل و جان منظور ہی بعد ایک ہفتہ کے دونا کرکے واپس دینگے خزانہ خداوندی سے فرشتے لاکر بلا دینگے بعد اسکے پھر کامل شہرادو پہ مین ہن برسائینگے دریا دلی دکھائینگے مسلمانون کو ترسائینگے تمہاری امارت دیکھکر تڑپ تڑپ کر مرجائینگے ایکدن مین صاحب زر و دولت ہوجاؤگے مال بیحساب پاؤگے سب وزرا امرا دعا دینے لگے قصر عالی منزلت مین بلا تکلف مال جمع ہونے لگا کسی نے قصور نہ کیا مہاجنون کو جو خبر ہوئی یا تو روپیہ سیکڑا پر قرض دیتے تھے دونا ہونے کا جو غلغلہ سُنا اشرفیون کے توڑے جواہرات کے صندوقچے قصر مین لاکر رکھے اپنے اپنے مال پر اپنے اپنے نام کی چٹھیان لکھکر لگا دین جنکو نہ میسر تھا وہ قرض مانگتے پھرتے ہین عورتین پڑوس مین دوڑتی پھرتی ہین ایک ایک سے کہتی پھرتی ہین بوا اپنے ذرا جوشن اور طوق دینا مین بعد ایک ہفتہ کے دیجاؤنگی اُسنے کہا بی بی ہم خود جاکر خزانہ خداوندی مین جمع کردینگے دونا کرکے لائینگے تمھین بھی وہ زیور دکھائینگے دیکھنے والون کے منھ مین پانی بھر آئینگے ہم آپ اپنی آبرو بنائینگے بعد ایک ہفتہ کے دونا ہو کر ملے گا مانگے نہین دینگے اب دیکھیے ہن کب برستا ہی سونے چاندی کے واسطے دل ترستا ہی مین سونے کی ایک بڑی سی سل بنوا کر گلے مین ڈالونگی دل کے حوصلے نکالونگی ایک کہتی ہی بوا سونے کی چھاگل نہین پہنی پانچ سیر کی چھاگل چھ سیر کا طوق تولہ ماشہ کا کون حساب کرے پتھر کے سیر سے تول کر دینگے سُنار بنا لائیگا سر سے پانؤن تک سونے مین پیلی رہونگی زیور بھی اپنا جمع کر آئی انگوٹھیان چھلے بھی اپنے رکھدیے میان سے چھپا کر جو مین نے پیسے جمع کیے تھے وہ بھی پوٹلی مین باندھ کر ڈال آئی اب روز رتجگے ہونگے مہمان گھر مین بھرے رہینگے بُوا مجکو ڈھول کا بڑا شوق ہی گلگلے بانٹنے کا بھی ذوق ہی اگر اللہ رحم کریگا بڑے دھوم سے رتجگا ہوگا شہر مین ہر کوہ و برزن مین یہی ذکر ہین ہنگامے برپا ہو رہے ہین کہ لو یار و آجکل خداوند داؤد اپنے بندون پر مہربان ہین اہالیان شہر دادو پہ پر سراسر

احسان ہین گھر گھر ہُن برسے گا ایک کا ایک دست نگر رہے گا کوئی رنج و ملال مفلسی نہ سہے گا لیکن شہنشاہ
اوج عیاری قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار ریک طرار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار بشکل اژدر
جادو سر پر جانبازی پر جلوہ فرما جنون ادر جو ہیون کا روپیہ چھکڑون اور ٹھیلون پر لدکر آرہا ہے
خزانہ دار اژدر کو الگ بلایا کہا سب صندوقچے جواہرات کے نظر ثانی کراؤ خزانہ دار صندوقچے لاتا ہے
پیر و مرشد گوشے مین لیجا کر جواہرات لے لیتے ہین کنکر پتھر بھر دیتے ہین کہ ٹبڑھ کر ہرکارے نے خبر دی نور چکیدہ
خالص قدرت برائے زیارت حضور پر نور تشریف لاتی ہین عمرو سنبھلکر بیٹھا تاج کو سر پر کج کیا ایک ایک پر غصہ
کرنے لگا ایک جادوگر نے آکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا سجدہ کرنے کے لیے سر جھکایا خواجہ عمرو نے تلوار کھینچکر ایک
ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے فرمایا بیحیا نہ صبح و شام لونڈی نے سکھا سلام یہ وقت سجدہ کرنے کا تھا اہالیان
دربار تھرا گئے مرد ہا سامنے عصائے مرصع کا رپہ تکیہ کیے کھڑا تھا اسکی جانب سر اٹھا کر دیکھا کہا اس بیحیا کی
ناک کاٹ لو تاکہ اوروں کو کان ہون روبرو قدرت یہ بے ادبی کسی کی ناک کٹی کسی کے قتل کا حکم دیا
دو چار لاشے سامنے لوٹنے لگے تیغہ خون آلود کھنچا ہوا سامنے رکھا ہوا ملکہ لالان خون قبا ہوادار سے اُترکر
جیسے ہی اندر بارگاہ کے آئی وزرا امرا نے سلام کیا کہا اسوقت حضور خداوند قدرت کو بڑا غصہ ہے کئی ساحرون
کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا اور لاشے اٹھانے کا حکم نہین دیا دو چار کی ناکین کٹین دیکھیے کیا ہوتا ہے ملکہ
لالان خون قبا یہ سنکر گھبرا گئی پلٹ کے کہا بوا ناگن پلٹ چلو اس وقت خداوند قدرت کا سامنا نہ کرو ناگن
وزیرزادی نے کہا حضور اب تو آچکے جو خدا کو منظور وہ مالک و مختار ہے بندے کی عقلمندی بالکل بیکار ہے بسم اللہ
بڑھیے اپنے رحیم و کریم کا نام لیجیے خوف نہ کیجیے ناگن کے کہنے سے ملکہ لالان خون قبا آگے بڑھی دربان
سالار نے پردہ اٹھایا چوبدار نے آواز دی نور چکیدہ خالص قدرت نگاہ روبرو خواجہ عمرو نے سر اٹھایا
ملکہ لالان خون قبا ڈرتی ہوئی واسطے تسلیم کے جھکی خواجہ عمرو نے دیکھا رنگ رو متغیر ہے ہونٹون پر خشکی
آنکھون پر تری چونکہ وصل محبوب سے دل بحال ہے چہرہ خوشی سے لال ہے خواجہ عمرو نے نور نظر کہکے دونون ہاتھ
پھیلا دیے سر سینہ سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا پہلوے تخت مین کرسی جواہر نگار پر بیٹھنے کا حکم دیا بی ناگن سے
آنکھ ملائی ناگن نے جلدی پایۂ تخت کو بوسہ دیا پوچھا یہ کون صاحب ہین اشہر جادو نے دست بستہ عرض
کی خاص صاحب ہین پلٹ کر غصہ مین فرمایا بیحیا تو کیون بول اٹھا قدرت سب کو پہچانتے ہین ذرہ
ذرہ کا حال جانتے ہین تیرے بھروسے پر خدائی نہین کرتے اشہر جادو نے گھبرا کر دست بستہ عرض کی غلام
سے قصور ہوا ڈر اہین ہاتھ تلوار کا نہ مار بیٹھین قدرت کا کوئی کیا کریگا یہ تو سر جھکا کر خاموش ہوا بی ناگن
سے آنکھ ملا کر کہا وزیرزادی صاحب مزاج اچھا ہے ناگن تھرا گئی قریب تھا خوف سے غش آجائے اپنے کو

بہ شکل تمام سنبھالا کہا لونڈی دعا مین مصروف رہتی ہو فرمایا آؤ بیٹھو ہم سب کے دل کا حال جانتے ہین مگر تم تمہاری صاحبزادی کی بڑی خیر خواہ ہو کہا ہم تمکو بہت سرفراز کرینگے کیا خوب انتظام ہو مگر اتنا سمجھی رہو کہ ہم سب حال سے ماہر ہین تمام عالم کے حالات ہم پر ظاہر ہین ناگن کا رنگ روم اُڑگیا ساری عقلمندی بھول گئی جی مین کہتی ہو آج تو خداوند صاف صاف فرما رہے ہین صرف نام اسد لینا باقی ہو ای خدای کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے جان بچانا ملکہ لالان خون قبا سے اشارہ کر رہی ہو کہ حضور سنتی ہین آج قدرت کے رمز آمیز کلام ہین اُسکے بدانجام ہین ملکہ لالان خون قبا بھی مثل برگ بید کانپ رہی ہو خواجہ عمرو نے دیکھا مہ جبین نازک مزاج پروردۂ مہد ناز و نعم ہو ایسا نہو خوف سے دم نکلجاے دل مین سمجھ گیا بیشک اسکے باغ مین میرا پھول ہو دریافت ہوجائیگا مگر ملکہ لالان خون قبا کی پشت پر ہاتھ پھیر کہا ایہا الحاضرین ہماری نور چکیدۂ خالص قدرت ماہ تمثال خورشید جمال کا نیر اقبال ساطع و لامع ہو صاف ظاہر ہوتا ہو کہ طلسم ہوش ربا کی حکومت کریگی اٹھارہ سو ملک اس شہنشاہ خوبی سرو باغ محبوبی کے زیر حکم ہو گا آج تک کسی نے ایسی سلطنت نہ کی ہوگی طلسم ہوش ربا عدالت سے معمور ہر خرد و کلان مسرور ہر پنجۂ شاہین و عقاب شانۂ زلف عصفور ہو گا روباہ و شیر ہم پہلو خوف شحنائے عدل سے چور نگہبانی کرینگے کوئی دزدیدہ نگاہ سے کسی کو نہ دیکھے گا قزاقون کو عہدۂ نگہبانی جلادون کو خوف دربانی عدالت مین کوئی نوشیروان کا نام نہ لے گا تام جلسۂ جمشید کا مات جائیگا تمام عالم مین شہرۂ عدل و قبض و سلطنت ہو گا اوج پر آفتاب ہمت ہو گا کل اہالیان دربار زبان گہربار سے کلام فیض انجام سُن رہے ہین سوائے درست و بجا کے کیا کہہ سکتے ہین خوف سے مثل تصویر سب کو سکتے ہین عرصہ دراز تک ایسے کلام کیے ناگن کی عقل و فطرت کی تعریف کی اپنی غیب دانی کی توصیف کی پھر فرمایا اے نور نظر پارۂ جگر اپنے باغ مین جاؤ عیش عشرت مین مصروف ہو ملکہ لالان خون قبا مین جان تازہ آئی ناگن کا ہاتھ تھام کے ہوادار پر سوار ہوئی دار الامارۂ شاہی سے نکلی کہا کیون ناگن آج خداوند نے کیسی باتین کین سراسر رمز کی گھاتین یقین دیکھیے انجام کیا ہوتا ہو ناگن نے کہا حضور میرے کلیجہ پر چھریان پھر رہی ہین ہر کلام سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ ابکی مرتبہ فرمائینگے کہ اسد غازی کو تمنے اپنے باغ مین چھپایا ہو حضور میرے انتظام کی تعریف نہ بھی صاف پایا گیا کہ اُنپر ظاہر ہوگیا ہو کہ مین نے اسد غازی کو بچایا ملکہ لالان خون قبا نے کہا تو ناگن مین گلا کاٹ کے مرجاؤنگی اُنکی خدا جان بچائے بُرا ہی خیال ہو اُسی حالت مین لرزان ترسان باغ مین آئی اسد غازی مسند پر جلوہ فرما تھے کنیزین خدمت مین مصروف بلکہ آکر خاموش بیٹھی ناگن کے بھی ہوش اُڑے ہوئے ظاہر مین اپنے کو شگفتہ کیا اس خوف سے کہ اسد غازی کو نہ ظاہر ہوجائے اسد نے پوچھا کیون ملکہ مین تمکو منتشر پاتا ہون صاف تبلاؤ مین ابھی تلوار کھینچکر دربار مین

داؤد جادو کے جاؤن بیجیا کا تخت اُلٹ دون تم نے ابتک ہمکو اپنی عقلمندی سے روکا اب مین کل صبح کو
ضرور جاؤنگا اِن کلمات شجاعت آیات پر ملکہ لالان خون قبا زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی کہا صاحب
ہمارے دھڑ کون نے ہمکو مار اجسوقت آپ کا جانے کو جی چاہے ایک ہاتھ تلوار کا لگا دیجیے اس بدبخت کا
جھگڑا پاک کیجیے پھر اختیار ہی جہان چاہے جائیے ناگن وزیرزادی بھی قدمون پر گر پڑی کہا حضور ہم سب
کی جان آپ کے قدمون پر نثار ہی یہ کنیز آپ کے ہر مقدمہ کی رازدار ہی جلدی کرنا بیکار ہی مین سمجھکر عرض
کرونگی پھر آپ جائیے گا ابھی دو دن تامل فرمائیے ہم خوب جانتے ہین آپ آفتاب عالمتاب جرأت و شوکت
ہین صاحب ہمت و سخاوت ہین آپ کا چھپکر بیٹھنا بہت مشکل ہی یہ کنیز بھی جاہل نہین ہی ایسے موقع پر عرض
کرونگی کہ کوئی سامان معقول ہو مطلب دلی حضور کا حصول ہو آٹھ پہر یہی دعا کرتے ہین انھین باتون مین
خداوند آسمان چہارم یعنی نیر اعظم عرش تخت مغرب پر جلوہ فرما ہو کر پردۂ حجاب حکم رب اکبر مین مخفی
بصد شوکت ہوا و پیغمبر ماہ تابان اقلیم فلک پر مبعوث برسالت احکام نبوّت فرقہ ثابت و سیارگان
مین مصروف ہدایت ہوا کنیزان ملکہ لالان خون قبا نے سامان روشنی مہیا کیا محفل خلد منزل مین مسند
ناز پر دونون عاشق و معشوق بصد شوکت و ناز متمکن ہوئے جام ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش
و نوشا نوش بلند خیرخواہان محفل خوش دشمن دردمند رقاصۂ حور مثال تانین مار رہی ہی بصد ناز و ادا

یہ غزل حسرت آمیز شروع کی غزل نسیم

بلند یون پر ہی اپنی پستی یہ اوج کس خاکسار مین ہی
پسند آئی فلک پرستی وہ سرفرازی غبار مین ہی

خوشی شب و روز روبرو تھی تبسم انگیز گفتگو تھی
ہمیشہ ہنس دینے کی جو خو تھی وہ بن شگفت ہزار مین ہی

عجب طرح کی پڑی ہی مشکل ہوئی ہین جو آفتین مقابل
بدن کو قید کفن ہی حاصل کفن جو قید مزار مین ہی

بدن سے لپٹا کفن کا جھگڑا بغل مین ڈھیلے ہین سر پہ تختہ
سمجھ کے آئے تھے جائے تنہا سو یہ بکھیڑا مزار مین ہی

فراغ زیر لحد کہان ہی وہان بھی تکلیف امتحان ہی
بدن تو اسد رہ ناتوان ہی زمین امید فشار مین ہی

اسی طرح انتشار مین تھا ہمارے جب اختیار مین تھا
جو عالم اُسکا کنار مین تھا وہ حال اپنا فشار مین ہی

پھرا دے خنجر مٹا دے جھگڑا ستم مین قاتل لحاظ کسکا
دبے ہین زانو کے نیچے اعضا رگ گلو اختیار مین ہی

یہ ساری چھل بل تمھین بھلا دین کبھی نہ دیکھا ہو وہ دکھا دین
جو گو دمین آؤ تو بتا دین کہ یہ مزا اختیار مین ہی

یہ بیخودی کا ہوا ہی عالم کہ سو گیا تھا جو یار کچھ دم
کئی برس ہو چکے ہین ہمیں یقین ہی دلبر کنار مین ہی

نہ پوچھیے لطف زندگی کا ہوا ہی وہ حال زار میرا
کہ جس طرح سے تمھارا وعدہ تزلزل اعتبار مین ہی

بس از فنا فتنین ہم مین نصیبت عزتین بھی کم ہین
زمین کے آغوش مین جو ہم ہین زمین فلک کے کنار مین ہی

تسنیم کیا جستجو سے ہوگا نہین ہے تقدیر مین جو لکھا ۔۔۔ سوائے سرگشتگی بیجا بگولے کے کیا کنارہ مین ہے

لیکن خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بشرہ شناس نیک اساس عیار کامل عاقل علوم عیاری مین فاضل بڑے
بڑے کاملین کی آنکھین دیکھین زبرجد نگار مین گذرے ہوا زبرجد شاہ کی بدعتین اولان اول عزربان خراسانی
پہلوان لاثانی کا برسم ایلچی گری دربار زبرجد شاہ مین جانا اور اُس ملعون کو سجدہ کرنا پھر طبل جنگی بجنا اعراک رعد
آواز کا میدان مین آنا روز اول بدیع الزمان کا زیر ہونا اور جاکر زبرجد شاہ کو سجدہ کرنا اور دربار مین
کل اہل اسلام حیران پریشان مضطر ششدر لیکن اس ارسطو فطرت لقمان حکمت نے اس مشکل کو حل کیا پھر
اعراک رعد آواز کو جاکر مارا اُسکی مان عنظروت کو للکارا لاشۂ اعراک رعد آواز لیکر میدان مین
آئے زبرجد شاہ کو ذلیل کیا اعتقاد خدائی مین اُسکی فرق پڑا شہر فرعونیہ مین کسی قدر اُس سے بڑھکر
قیامتین دیکھین دربند دوم فرعونیہ قلعہ نقرہ کو سکندر شاہ نقرہ کوہی نے بڑے بڑے عجائب غرائب
دکھلائے نقابدار سیہ پوش کو برائے مقابلۂ مسلمانان بھیجا اُسنے سامنے صاحبقران کے بدیع الزمان
اور قاسم کو قتل کیا بڑی بڑی بدعتین کین شوکتین دکھائین آخر خواجہ عمرو نے جاکر طران جادو کو عیاری
کرکے مارا لشکر داران نامی کو چھڑایا نقابدار الفہ پوش بنکر نقابدار سیہ پوش کو ملا اُس روز زمین ملک
سکندریہ کی کانپتی تھی شہناز جادو بڑے کر و فر سے برائے مدد سکندر شاہ آیا خواجہ عمرو سوداگر بنکر
اُسی وقت دربار مین پہونچے سامنے لقا کے تاج شہناز جادو کا لیا اُسنے کہا سوداگر صاحب لائیے دیکھ چلے
خواجہ عمرو نے کہا حضور کیا طلب فرماتے ہین شہناز نے کہا میرا تاج دیجیے عمرو نے کہا حضور مین نہین بیچونگا اب
کم قیمت لگاتے ہین شہناز نے کہا کہ یہ تاج تو میرا ہی خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ سبحان اللہ واہ حضور والا جسکی
چیز اُسکے پاس یون آپ رئیس ہین دربار مین بلاکر لوٹ لیجیے ایک حبہ نہ دیجیے شہناز جادو بگڑا کہ بڈھے تیری
کچھ شامتین آئی ہین میرا تاج ابھی دیکھنے کو لیا اب اپنا بتاتا ہی عمرو اپنے مقام سے اُٹھا کہا ای شہنشاہ مین خداوند
کے کان مین جو اصل بات ہی وہ کہدونگا قدرت کو کان ہو جائینگے شہناز نے کہا کیا مضائقہ لقانے سر جھکایا عمرو
نے کان مین مُنھ لگایا دہنا ہاتھ پھونک کر ایک دھول قدرت کے لگائی تراقے کی آواز آئی بائین ہاتھ سے تاج بھی
لیا نعرہ کرکے نکلے ساحر پکڑنے کو دوڑے راہ مین آکر ناصر جادو کو مارا ساحر بنکر محیط سیہ چشمی پر سوار ہوئے دریا
کے اس پار آئے اگر عیارون کا عمرو کی ذکر ہوتا روز حشر دفتر تمام نہو تعجب ہی ایسا کامل واکمل جہاندیدہ گرم و
سرد عالم چشیدہ اگر کسی شخص کی پیشانی پر شکن پڑے سطر بناکر اس سے حرف پیدا ہون مطلب دل سے آگاہی ہو جائے
خلاصہ کلام باتون سے ملکہ لالان و ناگن کے گمان غالب ہوا تھا کہ اسد نامدار باغ مین ملکہ مذکور کے
ضرور موجود ہی جب رات ہوئی ہوادار منگایا لباس خداوندی زیب جسم فرمایا سوار ہوکر کہا ہم کو در باغ

نور چکیدۂ خالص قدرت پرے چلو چند ساحر ہمراہ لیے وہ رہبری کرتے ہوئے لے چلے باغ مین ملکہ لالان خون قبا
کے بند و بست ہی دروازے پر محلدار ہر وقت بیٹھی رہتی ہے دروازے مین قفل روزن در سے دیکھا خداوند داؤد
ہوادار پر سوار چلے آتے ہین چند ساحر بھی ہمراہ ہین اسی جانب آتے ہین محلدار بد حواس دوڑی ہوئی ملکہ لالان خون قبا
کے سامنے آکر گر پڑی کہا حضور برائے خدا ناچ گانا راگ رنگ موقوف کرو خداوند داؤد آتے ہین یہ سنکر
ملکہ لالان کے ہوش و حواس اُڑ گئے گھبرا گئی چہرے پر اداسی چھاگئی ہاتھ پیرون مین رعشہ آگیا قریب تھا
روح جسم زار سے نکلجائے اسد نامدار بھی مسند پر مسلح و مکمل بیٹھے ہین ملکہ لالان خون قبا کو جو متغیر دیکھا کہا
خیر تو ہے کیون گھبرا گئین دروازہ کھولدو وہ بیچارا آئیگا تو کیا کریگا ساری خدائی کرنا بھلا دونگا ٹانگین
چیر کر پھینکدونگا اُسکی قضا ہی اُسکو یہان کھینچ لائی ہے ملکہ لالان تو مثل تصویر خاموش ہوگئی ناگن قدمون
پر اسد غازی کے گر پڑی کہا حضور برائے خدا و رسول جرأت کو کام نہ فرمایئے ہماری سب کی جان بچایئے جلدی
کمرے مین جاکر بیٹھیے ہم نے آپ سے ذکر نہین کیا آج دربار مین خداوند نے ایسی باتین کی تھین جس سے صاف ثابت
ہوتا تھا کہ کسی نے کہدیا کہ طلسم کشا کو ہم لوگون نے چھپایا ہے آخر ہفت اقلیم پر خدائی کرتے ہین ایکدن میری باتون
مین دھوکا کھایا اب اُسکو بخوبی ثابت ہوگیا ہوگا بمشکل تمام اسد غازی نے مخفی ہونا قبول کیا ناگن نے چاہا تھا
تلوار وغیرہ اسد غازی سے لے لیں اسد نے اس بات کو نہ مانا رونے سے ملکہ لالان خون قبا کے کمرے مین
جا بیٹھا ناگن نے جلدی دروازہ بند کیا اب صحبت عیش و نشاط کیونکر مٹائے کیا کیا چیز اُٹھائے چنگیر چوگھڑے
عطردان پاندان کل سامان عیش و نشاط مہیا سارا قصر اشیائے نادرہ سے بھرا ہوا ہے کسی شے کو اُٹھا نہ سکی
گلابیان تک شراب کی ہٹا نہ سکی ملکہ لالان خون قبا دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے مثل عروس شب
اول عطر سہاگ کی جسم مین بو خوشبو خوشنو اسی طرح بدحواس بالون کو نوچتی ہوئی ہونٹون کو اس قدر چبایا کہ
یاقوت احمر کے ٹکڑے معلوم ہوتے ہین ماتھے سے افشان چھڑائی مگر جلدی مین کیا بن پڑتا ہے وہ بگاڑ بناؤ سے
بہتر خورشید جمال پری پیکر مضطر و ششدر کنیزین آفتان و خیزان حیران و پریشان آپس مین اشارے و کنائے کرتی
ہوئین کہ آج ملکہ لالان خون قبا کے ساتھ ہماری بھی ناک چوٹی کٹی سب کی شامت آئی دیکھیے اب کیا ہوتا
ہے دل دھڑکتا ہے دھگڑے کو باغ مین بٹھایا باپ کا مطلق خیال نہ آیا کوڑے کھائے مگر محبت سے ہاتھ نہ اُٹھایا اب
خریداری کی کیفیت حاصل ہوگی دیکھیے خداوند داؤد کیا کیا قیامتین برپا کرتا ہے آفتین ڈھاتا ہے ایک ایک
سزا کا سزاوار ہوگا سارا باغ آتش بہار ہوگا محلدار نے بڑھ کر قفل کھولا ملکہ سر جھکائے ہوئے کھڑی ہے سفید چادر
محمودی کی اوڑھے ہوئے ناگن وزیرزادی پہلو مین شہنشاہ اوج عیاری ہوادار سے اُترے باغ مین آئے
ساحرون کو باہر چھوڑا جیسے ہی باغ مین قدم رکھا ملکہ لالان نے مؤدب جھک کر سلام کیا خواجہ عمرو نے سراپا

دیکھا دو طھن بنی ہوئی ہی ہاتھ تھام لیا ناگن سے کہا بی وزیرزادی صاحب ہمارے قریب آؤ تمھاری عقل و فطرت پر ہمکو ناز ہی ناگن بھی مارے خوف کے کانپ گئی کہا سراسر حضور کی پرورش حضور کی ایک ادنی کنیز بے تمیز ہون اب خواجہ عمرو سب کے چہرون پر بغور نگاہ ڈال رہے ہین رنگ رُو سب کے متغیر اب یقین کامل ہوا اپنی راے پر آفرین کی اسی طرح دیکھتے بھالتے باغ کو چلے آتے ہین درختون پر جال مقیش کے پڑے ہین لالٹینین مثل قطرہ ہاے

نور روشن جوبن پر نوجوانان چمن نظم
باغبان سمجھے فلک پر کوئی تارا ٹوٹا
سُرخی لالہ دگل ہی شفق صبح سمن

پھول جو چاندنی کا ہی گل مہتاب ہے وہ
ٹوٹ کر کوئی زمین پر جو گرا برگ سمن
چھپ گیا چاندنی کا پھول جو تو نہین کوئی

ہر شجر نور مین ہی غیرت نخل ایمن
ہر چمن نور مین مطلع گل خورشید کا ہی
شمع گلچین کو ہوا صاف کہ ہی چاند گہن

سارا باغ گلہاے رنگا رنگ سے مملو شب کا وقت گلون کی بھینی بھینی خوشبو نسیم اٹکھیلیان کر رہی ہی اُس گلعذار ان کی محبت کا دم بھر رہی ہی تمام کیفیت و آراستگی باغ و رنگ وے گلعذار بنگاہ غور دیکھتا ہوا عمرو بارہ دری مین پہونچا وہان بھی دیکھا کل سامان عیش و عشرت مہیا ثابت ہی کہ ابھی کوئی صاحب صحبت اُٹھ گیا ہی دمبدم یقین بڑھتا جاتا ہی آکر مسند پر خواجہ عمرو بہ شکل داؤد جادو بیٹھے قریب ایک طرف ملکہ لالان خون قبا کو ایک جانب ناگن وزیرزادی کو پہلو مین جگہ دی چہار جانب نگاہ اُٹھا کر دیکھا کہا کیون بی ناگن بدون صاحب صحبت اس محفل مین سناٹا ہی اُن شمع محفل کو ہمارے سامنے بلاؤ بس اب نہ چھپاؤ ہم کیا تمھارے بھروسے پر خدائی کرتے ہین جلد تبلاؤ کہان چھپایا ہی تو نے ہمارے مصاحب افلاک جادو کو ہمارے ہاتھ سے قتل کرایا سب خطائین معاف کین خیر کچھ نہ کہین گے سُنتی ہی کچھ جواب نہین دیتی جب ناگن کچھ نہ بولی طرف ملکہ لالان خون قبا کے متوجہ ہوئے کہا کیون اے نور نظر ہماری بات کا کچھ جواب نہین ملتا تبلاؤ صاحب خانہ کہان ہین لالان نے تھرا کر کہا بابا جان مین صاحب خانہ ہون اور سوا میرے یہان کون مالک ہی خواجہ عمرو نے کہا اپنے مہمان عزیز کو بلاؤ جن صاحب کے واسطے یہ جلسہ آراستہ ہوا ہم اُنکی ملاقات کے شائق ہین جو صاحب نہادون مین فائق ہین ہم بھی دیکھین کیسے بہادر قلزم شوکت کے بہادر مین اپنا نظر کردہ کرین سپہ سالاری کا عہدہ دینگے ملکہ لالان خون قبا نے تھرا کے کہا حضور مین نہین سمجھی میرے یہان کوئی مہمان نہین آیا نہ مین نے کسی کو بُلایا جب تو خواجہ عمرو نے جھولی مین ہاتھ ڈالا بڑا سا فولادی گولا نکالا کہا تم سب صاحبو نے ہمکو نادان سمجھا ہی ابھی سحر کرتا ہون گدھا بنکے جہان ہوگا دوڑا آئیگا پھر عمر بھر آدمی نہ بناؤنگا کسی دھوبی کے سپرد کر دونگا بقول سعدی بیت مسکین خرا گرچہ بے تمیز است چون بار ہمی برد عزیز است یہ کہکر کچھ پڑھنا شروع کیا ناگن سے کہا بی وزیرزادی صاحب کچھ زہر اُگلو ہمارا سحر دفع کرو ناگن نے کہا میری کیا مجال خواجہ عمرو نے کچھ پڑھکر گولہ اُچھالا کہا دیکھو لالان خون قبا ایکی مرتبہ جو گولے کو جنبش دونگا وہ شخص گدھا بنجائیگا قضاے کار اسد نامدار روزن در سے یہ معاملہ دیکھ رہا ہی

سوچا غضب ہوا اب یہ سحر کریگا مین گدھا بنجاؤنگا دن رات دھوبی کے کھونٹے مین بندھا رہونگا اب کچھ تدبیر کرنا ضرور لازم ہی نکل کے اس سے لڑو بھڑو دل کا حوصلہ نکالو یہ تو صاف ظاہر ہی کہ یہ بیچیا بڑا ساحر ہی مگر جب تلوار مردان عالم کی کھنچی برق شمشیر چمکی خدا چاہیگا تو ہونٹھ نہ ہلاسکے گا یہ سوچ کر دروازہ کھولا وہین سے نعرہ کیا نعرہ اسد

اسد شہسوارم کہ ہر روز جنگ ۔ بدرم دل شیر و چرم پلنگ
شہنشاہ نام آور و کامران ۔ اسد شیر دل ابن صاحبقران

او داؤد جادو عورت کو کیا ڈراتا ہی مردون سے آنکھ چار کر قبضہ پہ ہاتھ دھرنا حق ٹر ٹراتا ہی کلوا بیرون کو بلاتا ہی خدا بنکے بیٹھا ہی پیدا کرنے والے سے نہین ڈرتا ہی اب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ اسد نامور شیرانہ تلوار کھینچکر کمرے سے نکلا ملکہ لالان خون قبا و ناگن مثل بید تھرائیین بصورت آئینہ حیران بشکل زلف پریشان مثل نقش پا اسی مقام پر جم گئین اپنے مقام سے ہل نہ سکین مگر خداوند داؤد کو لہا تھ مین لیکر اٹھے کہا تلا ادسرکش برباد کن خانمان ساحران مابدولت کے سامنے جرائت دکھاتا ہی جلا کر سنگ سیاہ بنا دونگا تلوار ہاتھ سے پھینک قدمون کو مابدولت کے بوسہ دے سجدہ کر بیان تیرا دیوانہ پن نہ چلے گا خواجہ عمرو تو گولے کو لیکر بڑھے اسد شیر دل سوچا اگر اسکا سحر مجھپر چل گیا ہاتھ پانون بالکل بیکار ہو جائینگے بہت جلد تلوار کا وار کر کے سر کاٹ لون ہونٹھ اسکا نہ ہلنے پائے مثل برق دار ہمارا چل جاے خرمن حیات اسکا جل جاے سارا سحر کرنے کا حوصلہ نکل جاے پس شاہزادہ شیرانہ جا پڑا خواجہ عمرو تو خالی ڈرا رہے تھے اسد غازی تلوار لے کر سر پر پہونچا اتبو ڈرے کہ ایسا نہو کہ اس شیر صولت کا وار پڑے دو ہی ٹکڑے ہونگے اچک کے الگ جا کر تو دور کھڑے ہوے مگر للکارنے لگے ارے تلوار پھینک دے ورنہ جانور بنا دونگا آنکھین پھوٹ جائینگی قدرت کو نگاہ بد سے دیکھتا ہی اتبو اسد شیر دل اور زیادہ شیر ہوا نعرہ کر کے شیرانہ جھپٹا یہ کہتا ہوا کہ مردان عالم کہین ہاتھ سے تلوار پھینکتے ہین اب ملکہ لالان خون قبا اور ناگن نے دیکھا کہ جب اسد غازی تلوار کھینچے ہوے قریب پہونچا ہی قدرت کو دکے بھاگے جاتے ہین دور ہی سے للکارتے ہین خبردار میرے پاس نہ آنا اسد شیر دل ایسی گیدڑ بھبکیون کو کب مانتا ہی اپنے سامنے شیر کو روباہ جانتا ہی کنیزون نے آپس مین کہا سبحان اللہ یہ نیا مقابلہ ہی طلسم کشا خداوند کو بھگاتا پھرتا ہی گرد ستون بارگاہ کے خواجہ عمرو چرخ مار رہے ہین اسد شیر دل چاہتا ہی جہان پر پاؤن ہاتھ تلوار کا مارون سر کاٹ لون مگر خواجہ عمرو تو شعلۂ جوالہ ہین اسد غازی بھی ہم سردار و ہم عیار تعلیم کردہ انھین پیر مرشد برحق کا ہی بچپن سے فن عیاری کو حاصل کیا ہی طرار فرار دلاور بدلہ صنعت شکن بیغرض صاحب فن و علم محترم و محتشم جنگ دیدہ کار آزمودہ ایک مقام پر جست کھکے اسد شیر دل جا پڑا سایہ مین تلوار کے لے لیا اتبو خواجہ عمرو گھبراے قریب تھا کہ تلوار کا وار پڑے خواجہ عمرو نے جلدی بائین آنکھ کا تل دکھایا کہا کچھ شناسنین آگئی ہین اپنے بیگانے کو نہین پہچانتا بڑے سپاہی بنگئے ہین کان پکڑکے اکھیر

ڈالونگا اسد غازی نے جو خواجہ عمرو کو پہچانا تلوار پھینک کے لپٹ گئے چیخین مار مار کے رونے لگے
لالان خون قبا نے کہا بُوا ناگن بُرا غضب ہوا شاہزادہ اسد سحر مین مبتلا ہوگیا دیکھو وہ چیخین مار مار کے
رو رہے ہین قریب تھا کہ ملکہ لالان کی روح قالب سے نکل جائے اسد غازی نے پکار کر کہا ملکہ قدمبوسی کرو
ہمارے قبلہ و کعبہ خواجہ عمرو بن اُمیہ نامدار ہین ملکہ لالان خون قبا و ناگن وغیرہ کے ہوش و حواس
اُڑ گئے اسد غازی نے کہا حضور ان سبھون کو صورت اصلی دکھائیے اتنے خواجہ عمرو نے زمین پر پانوٗن کی
ٹھیکلی دی ملبند ہوے آواز دی داد آدم درویش از کل عالم بیش یہ کہکر مُنھ پر ہاتھ پھیرا دنیا کی ہوا بدلگئی
بہ صورت اصلی زمین پر ٹھہرے ملکہ لالان خون قبا نے جھک کر مودب سلام کیا کنیزین صورت زیبا دیکھکر بھاگنے
لگین اسد غازی نے کہا دیوانیو کچھ شامتین آئی ہین ہمارے قبلہ و کعبہ ہین ملکہ لالان خون قبا نے کئی
کشتیان جواہرات کی بطور نذر پیش کین اسد غازی سے اشارہ کیا حضور یہ تو پوچھیے کہ داؤد جادو کہان
ہین خواجہ عمرو نے کہا ہماری جیب مین ہین اور تمام کیفیت مفصل سامنے اسد غازی کے بیان کی ملکہ
لالان خون قبا وغیرہ کے ہوش و حواس اُڑ گئے کہا اب مین جاکر تخت خدائی پر بیٹھونگا ای نور نظر اسد
نامور تم اسی باغ مین رہو خدا چاہتا ہی تو اس رنگ مین لوح حاصل ہوگی اب جاکر تدبیر کرونگا مگر ای نور نظر ملکہ
لالان خون قبا تم دونون وقت بموجب قاعدۂ قدیم دربار مین حاضر ہوا کرو گھڑی دو گھڑی بیٹھ کے چلی آیا کرو
ناگن نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری حقیقت مین آپ نے بڑا کام کیا مگر بڑے بڑے ساحر خدمت مین رہتے
ہین انسے ذرا بچے رہیے گا خواجہ عمرو نے کہا خدا مالک ہی وہ سب تابعدار ہین کہو تو آپسمین لڑوا کے خاتمہ کردون
دارالامارۂ شاہی لاشون سے بھر دون داؤد بڑا شخص تھا جسکو مین نے پکڑا افضل پروردگار شریک ہوا
ورنہ میری کیا حقیقت ہی مگر اُسکی عنایت وہ مسبب الاسباب ہی ذرہ ذرہ اُسکی مہر سے کامیاب ہی ابھی اُسکا
زنبیل سے نکالنا مناسب نہین ہی شائد اسلام اختیار نہ کرے مغرور و متکبر ہی طلسم ہوش رُبا ایسے مقام مین خدائی
کی ناگن نے کہا خواجہ عمرو حقیقت مین اگر داؤد جادو آپ کا شریک ہوجائے تو افراسیاب جادو کو
سحر و ساحری مین بڑی مشکل پڑے مگر اسکا ہمارے دل کو اعتبار نہین نہین معلوم کیا فساد برپا کرے مگر آپ خود
ارسطو فطرت لقمان حکمت ہین جالینوس آپ کے خرمن فہم و فراست کا خوشہ چین ہی ارسطا طالیس مکتب علم و ہنر
کا حضور کے طفل ابجد خوان بقراط آپ کے قصر ہمت و لیاقت کا دربان افلاطون اگر موجود ہوتا علم ادب کا
سبق پڑھتا دائرۂ اعتدال سے نہ بڑھتا ای فخر عیاران عالم ای معزز و مکرم اولاد نبی آدم خداوند کریم آپ کو
طلسم ہوش رُبا پر مظفر و منصور کرکے فکر و انتشار دل تیرہ و منزل سے دور کرے دوست شاد دشمن پامال ہون عدو
بر سرکار کے ہجوم لشکر رنج و ملال ہون مین ہر روز دربار مین ملکہ عالم کو ہمراہ لے کر حاضر ہوا کرونگی مگر حضور میری عقل

ناقص مین یہ آتا ہی کہ افراسیاب جادو کو ایک نامہ تحریر فرمائیے کہ لوح طلسمی نے کر ہمارے پاس چلا آئے ہم لوح کو اپنے پاس رکھین گے خواجہ عمرو نے کہا ای ناگن افراسیاب وہ پرفن ہی اگر دہین سے بیٹھے بیٹھے کتاب سامری دیکھے صاف سمجھ لے کہ عمرو نے داؤد کو گرفتار کرلیا وہین سے بیٹھے بیٹھے انتقام کرسکتا ہی اپنی جانب سے تحریک مناسب نہین ہی یہ مقدمہ نہایت غور طلب ہی اپنی کتاب عقل کو انسان بالاے طاق رکھے فراست پرناز نہ کرے رب بے نیاز کی عنایت کا منتظر رہے دیکھو انشاء اللہ پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی یہ مقدمہ لوح طلسمی ہی آسین بڑے بڑے مشورے افراسیاب کریگا مگر میرا پروردگار بہ آسانی پہونچا دیگا غرض چند ساعت خواجہ عمرو باغ مین ملکہ لالان خون قبا کے ٹھہرا پھر اسی طرح صورت داؤد جادو کی بنائی تاج ولباس سے آراستہ ہوکر اسد غازی سے رخصت ہوئے بخوبی سمجھا دیا خبردار ہماری راے کے خلاف نہ کرنا ای نور نظر اگر اس حال مین کوئی فتور پڑا عمر بھر لوح طلسمی حاصل نہ ہوگی افراسیاب ایک دن مین سب کو قتل کریگا ہمسے کچھ نہ ہوسکے گا بخوبی سمجھاتے ہوے کلمات نصیحت فرماتے ہوے ملکہ و ناگن و کنیزین تا بہ در باغ پہونچانے آئین دیکھا بڑے بڑے ساحر در باغ پر دست بستہ حاضر ہین وہ رعب اپنا ڈال دیا ہی ایک سے ایک بات نہین کرسکتا مثل تصویر خاموش دریاے خوف خداوندی کے جوش جیسے ہی بیرون باغ تشریف لائے سب نے قدمون کو بوسے دیے ہوادار پر سوار ہوئے نقیب آگے بڑھے مشیران سلطنت وزیران اہبت نے پایہ ہوادار کے ہاتھ ڈالا اس گرد فرجاہ حشم سے داخل دار الامارۃ شاہی ہوئے مگر آٹھ پہر دل مین یہی خیال کہ خواجہ کیا تدبیر کرون کس حیلہ سے افراسیاب کو بلاؤن پاے فطرت لنگ آئینہ عقل و دنگ ہی کوئی صورت ذہن مین نہین آتی بہر نوع خواجہ عمرو اس فکر و تردد مین بصورت خداوند داؤد و ملک داؤدیہ مین ہین دیکھیے کس طرح لوح حاصل ہو کیونکر تسکین دل ہو

یہ حالات عشرت آیات اپنے مقام پر تحریر ہونگے

دو کلمہ داستان فطرت بیان ملکہ صرصر شمشیر زن وصبا رفتار کمند انداز جنکو افراسیاب جادو نے نامہ دیکر بصلاح ملکہ صورت نگار روانہ کیا ہی و کیفیت آوارگی عیار برق فرنگی و مہتر ضرغام شیر دل راہ مین گرفتار کرنا صرصر وصبا رفتار کو اور لگا کے لانا افراسیاب کو مع لوح طلسمی شہر داؤدیہ مین و دیگر حالات متعلقہ داستان ساقی نامہ

بیا ای ساقی خورشید پیکر ۔ بیا ای راحت جان روح پرور ۔ بیا ای شاہد مست وطناز ۔ بیا ای پردہ دار محرم راز
بیا ای رونق کاشانۂ ما ۔ بیا ای آبروے خانۂ ما ۔ بیا ای باغبان نخل امید ۔ بیا ای آسمان ماہ و خورشید
بیا ای رہبر آشفتہ کاران ۔ بیا ای چارہ ساز دلفگاران ۔ بیا ای آبروے بادہ و جام ۔ بیا ای آرزوے قلب ناکام
بیا ای تاج فرق کج کلاہان ۔ بیا ای خسرو جادو نگاہان ۔ بیا ای عیسے دوران بیاز ود ۔ بیا ای دشمن ایمان بیاز ود

خیال قلب ہاے سردہ ام کن　　علاج خاطر افسردہ ام کن
تماشاے ہجوم بدعا کن　　بیا قفل در میخانہ وا کن
عمل از دل بحکم اشرپوا کن　　پراز مے شیشہ و جام و سبو کن
بیا ای ناخداے کشتی مل　　زجا برخیز و کن نظارہ گل
خدا را کشتی مے را روان کن　　زاحسان خشک لب را تر زبان کن
ببین ہر سو سیہ مست ابر آمد　　بہ بین وقت وداع صبر آمد
گل افشان جابجا باد بہار است　　چہ گلکاری بفرش سبزہ زار است
بیا نظارہ کن ہنگام سیر است　　در رنگ آخر چرا در کار خیر است

دوا اے ساقی بیت العمل آر　　بکف جام و صراحی در بغل آر
بدہ تکلیف چشم مست خود را　　ز رنگ می حنا کن دست خود را
بیا ای کعبہ امید مستان　　بیا ای پیشواے می پرستان
دماغ جان معطر کن ز خوشبو　　روان باد مراد گشت ہر سو
بیفروز آتش بازار خود را　　فروزان کن چراغ کار خود را
خرامان شد صبا در صحن گلشن　　نظر بر میکشان نکہت بدامن
سرور افزا ہواے رنگ الیست　　چہ شد آخر کہ جام از بادہ خالیست

چہرہ محتسبان میخانۂ عقل و فطرت و عیاری و ساقیان ساغر رحیق میکدہ خنجر گذاری جام گلگون شراب مضامین نیرنگ سازی فہم و فراست کو یون پیش کرتے ہین شعر مصنف سخن سنجان نیرنگ و بلاغت بہ رقم کرتے ہین با فہم و فراست بہ سابق مین تحریر ہوا کہ افراسیاب جادو نے بہ صلاح ملکہ صورت نگار زوجہ مصور دو عرضیان خدمت خداوند داؤد مین روانہ کین پیشتر صرصر شمشیر زن بعد صرصر صبا رفتار دونون الگ الگ طرف شہر داؤد دیہ کے جاتی ہین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار خداوند داؤد بنے ہوئے دار الامارۂ خداوندی مین تخت خدائی پر بعد صولت و شوکت جلوہ فرما ہین ہر ساعت ہر وقت یہی تصور ہی کہ اے عمرو آنا بڑا کار نمایان کیا کوئی مطلب حاصل نہ ہوا افراسیاب جادو انتہا کا عقلمند ہی اگر بتحریک طلب لوح کرون فوراً بدگمانی ہو کہ خداوند لوح کیون طلب فرماتے ہین سارا بنا ہوا کھیل بگڑ جائے آخر کہان تلک اس تخت حکومت پر بیٹھے رہین ہزار ہا ساحران بدذات کا روز سامنا ہی اگر انہین سے ایک حقیر ساحر بھی آگاہ ہو جائے جان بچنا دشوار ہو آخر کیا کرون اسد غازی کو ساتھ لے کر طرف لشکر حیرت کے کوچ کرون یہ بات بھی سراسر بیکار ہی حاصل ہونا لوح کا بہت دشوار ہی اس فکر مین عمرو بیٹھا ہی گرد ہزار ہا ساحران غدار دست بستہ حاضر ہین مقدمات عدالت در پیش مگر خواجہ عمرو کو اپنی جان کا پس و پیش کہ ایک مردہا دست بستہ آگے بڑھا عرض کی کہ یا خداوند ملکہ صرصر شمشیر زن عرضی افراسیاب پر فن لیے ہوئے حاضر در دولت ہی امید وار باریابی ہی نام ملکہ صرصر شمشیر زن کا سنکر خواجہ عمرو کے ہوش اُڑے سوچا ایسا نہو یہ ظالم مجکو پہچان لے ساری ہوا بگڑ جائے مشقت برباد ہو نہین معلوم کیا افتاد ہو یہ سوچکر خواجہ عمرو نے وزیر سے فرمایا کہ اب قدرت چہرۂ زیبا ہر کس و ناکس کو نہ دکھائین گے پردۂ حجاب نقاب مین رہا کرینگے جلد نقاب لاؤ وزیر نے نقاب حاضر کی خواجہ عمرو نے نقاب چہرہ پر ڈالی حکم دیا صرصر کو سامنے لاؤ صرصر سامنے آئی خواجہ عمرو نے دیکھا صرصر مثل شعلہ جوالہ ناز کرشمہ

دست بستہ ساتھ چہرۂ زیبا گرد آلود وہ بھی رعنائی سے خالی نہین ہر ذرۂ گرد پیشانی نورانی پر چمکے یا ہو
معلوم ہوتا ہے کہ افشان چنی ہے یا صفحۂ ماہ پہ ہجوم سیارگان بھولی بھولی صورت چہرے پر ملاحت ہونٹون
سے مسیحائی ظاہر آب چاہ ذقن طیب د طاہر سی قد لالہ عذار سمن بر یاقوت لب کافور گوش آنکھین قتال
عاشقان پلکین تیر دلدوز اس سج دہج کو دیکھ کر ادیب بیقرار ہو گیا کلیجہ پہ ہاتھ رکھ لیا قریب تھا کہ مُنہ سے
آہ نکلجائے بہ مشکل تمام ضبط کیا تیر مژگان تو دہ دل پر پڑے لب معشوق ہوئے خنجر ابرو نے ذبح کیا
شمشیر نگاہ نے خون بہایا بیقراری مین یہ اشعار زبان سے نکلے

غزل

بہت بیچین میری خاطر بسمل مین رہتے ہین
کسی سے پوچھ لینا تھا اُنھین کس دل مین رہتے ہین

اشارے مجھ سے تیغ ناز کے بسمل مین رہتے ہین
کہ ہم بھی حسرت نظارۂ قاتل مین رہتے ہین

کسی پر بار از خود رفتگی ہونے نہین دیتے
نہ رہنے کی طرح ہم یار کی محفل مین رہتے ہین

ہمارے نالے ہین یا بات ہی بھولی ہوئی کوئی
کہ آ سکتے نہین جو لبون تک دل مین رہتے ہین

نہ پہونچین گے کہین مثل نگاہ نارسا ہم بھی
جہان سے چلتے ہین پھر کر اُسی منزل مین رہتے ہین

اعانت شوق بیحد کی کشش جبتک نہین کرتی
بہت سے نقص جذب الفت کامل مین رہتے ہین

برابر دید کی باتین ہین جو حسرت دو نون آنکھون مین
شب و روز امتحان شاہد عادل مین رہتے ہین

فراقِ یار مین کہتا ہون استقلال سے اپنے
جو ثابت آشنا ہین ساتھ ہر مشکل مین رہتے ہین

نہ پہونچا دل کبھی آغوش تک اُس بحر خوبی کے
اشارے دور ہی سے کشتی و ساحل مین رہتے ہین

مجھے ڈر ہے دل شیدا کو عقل اکدن نہ بہکا دے
یہ کیسے مشورے ہشیار اور غافل مین رہتے ہین

کسی کی شوخیون کا کچھ پتا ملتا ہے یار دن کو
وہ انداز اضطراب عاشق بسمل مین رہتے ہین

نکلجاتا ہے دم تو سامنے اُنکے بہ آسانی
مگر دم توڑنے والے بڑی مشکل مین رہتے ہین

کسی کی وصل کی شب مختصر کتنی ہی ہو جائے
نکلنے والے ہین جو حوصلے کب دل مین رہتے ہین

کوئی کہدے کہ کھو بیٹھیگا عاشق تمکو بھی اکدن
وہ دل بن بن کے میرے سینۂ بیدل مین رہتے ہین

ادھر مجنون کھائی دے اُدھر لیلی کو لے بھاگین
یہی وعدے ہمیشہ ناقہ و محمل مین رہتے ہین

نہ دے کچھ پھوٹ کر منہ سے گواہی قتل عاشق کی
یہ چھالے کس لیے پھر خنجر قاتل مین رہتے ہین

نہ آنا دل مین تمکو لوٹ لینگے حسرت و ارمان
کہے دیتا ہون مین کچھ ٹھگ بھی اس منزل مین رہتے ہین

قضا کتنی ہی میرے ہین ادا اپنا بتاتی ہے
شہیدون پر بکھیڑے کوچۂ قاتل مین رہتے ہین

تمھارے وصل کے ارمان کتنے بڑھکے ہین مفسد
نکالے جاتے ہین یہ فتنہ گر جس دل مین رہتے ہین

سراپا درد بنجانے کو ہم کیا آکے بیٹھے تھے | اُٹھا دیتا ہے تو پھر بھی تری محفل مین بیٹھے ہین
تڑپ کر کیون نہ آغوش عدو سے وہ نکلجائین | بہت آ آکے یاد عاشق بسمل مین رہتے ہین
جلال آکر طریق عشق مین بہکا نہ دے کوئی | ادھر رُخ بھی نہ کرنا خضر جس منزل مین ہٹتے ہین

ملکہ صرصر شمشیرزن واسطے سجدے کے جھکی پایۂ تخت کو بوسہ دیا عرضی افراسیاب کی ہاتھ پر رکھی عمرو نے کاغذ اُٹھا لیا وزیر کو دیا نامہ کو پڑھو عمرو تو ساعت مین نامہ کے معروف ہوا مگر صرصر عیار بچی ہے اس دربار مین ہزار مرتبہ آچکی ہے ہر رفیق و مصاحب پر نگاہ ڈال رہی ہے افراسیاب نے حکم دیا تھا کہ اے صرصر رنگ دربار خداوند دیکھنا سمجھنا شہرداودیہ کی ہوا تو نہین بگڑی اسوجہ سے نگاہ اُسکی چہار جانب ایک ایک کو میزان عقل مین تول رہی ہے سب سے زیادہ چہرے پر داوُد کے نگاہ ہے زبان سے صفت و ثنا کر رہی ہے سراپا کو بنگاہ غور دیکھ رہی ہے ایک یہی بات نئی ہے کہ خداوند نے نقاب چہرے پر ڈالی ہے دل مین ہے کہ نقاب چہرے سے ہٹے زیارت خداوند سے مشرف ہون اصل جمال پر نگاہ ڈالون کیا سبب ہے کہ خداوند آج نقاب پوش ہین کیون بندون سے حجاب ہے کیا وجہ کہ چہرۂ زیبا پر نقاب ہے اس خیال مین متردد و متحیر جھک جھک کر دیکھتی ہے عمرو خوف سے آنکھ چراتا ہے نگاہ نہین ملاتا قضائے کار چونکہ عمرو عاشق زار صرصر ہے بیتابی دل ترقی پر ہے طرف وزیر اعظم کے متوجہ نامہ بغور سُن رہے ہین اپنے مطلب کی بات نکلی جو خواہش دلی تھی وہ پوری ہوئی خود افراسیاب تحریر کرتا ہے کہ لوح طلسمی اگر قدرت قبول فرمائین عمرو و اسد کے ہاتھ سے میری جان بچائین مین بادشاہ ہون ایک سر ہزار سودے اُسی نامہ مین ایک پرچہ ملکہ صورت نگار کیطرف سے لکھا ہے اُسمین مندرج ہے دیور صاحب مجھپر احسان ہوگا مین نے آپکی محبت کے بھروسے پر شہنشاہ سے اقرار کرلیا اگر عذر کروگے گوشمالی کرونگی راز و نیاز کی باتین یاد کرو ہمیشہ ستاتے ہو اس حسرت مین عمر بھر رہوگے مطالب دلی حاصل نہوگا ہمکو راضی رکھو ہمسے بڑے بڑے کام ہین اس حیلہ سے ہم بھی آئینگے ایک نگاہ دیکھ جائینگے رات کو نہین رہینگے کچھ راز دل کہینگے اس مضمون کو سُنکر خواجہ ہنستے جاتے ہین کبھی فرماتے ہین ہماری بھاوج ہمکو بہت چاہتی ہے اگلی محبت ابتک نباہتی ہے مدت سے قدم بوسی کو نہین آئی اگر آئیگی جوتیان کھائیگی ایک ہفتہ نجانے دونگا اُسکے یہان رہنے سے بڑی کیفیت ہوتی ہے ہنسی مین روتی ہے صرصر شمشیرزن آواز بھی بگوش ہوش سُن رہی ہے دل مین شک آچکا اتفاقات قضا و قدر سے عمرو جو کئی مرتبہ بتحریر صورت نگار ہنسا جسم کو جنبش ہوئی کسیقدر نقاب چہرے سے ہٹی صرصر کی آنکھ سے آنکھ لڑی اتو صرصر نے بخوبی پہچانا مگر ٹال کر مُنھ پھیر لیا خواجہ عمرو سمجھے مجکو نہین پہچانا بند نقاب درست کرلیا جواب مین نامہ کے حکم دیا افراسیاب کو تحریر کرو ہم لوح لیکر کیا کرینگے اگر قدرت کا دل چاہے ایسی ایسی روز تختیان بنا کر پھینکدین مگر بھاوج صاحب کے خط کا جواب

لکھو کیون دیوانی ہوئی ہی بیہودہ بکا کرتی ہی یہ مقدمات طلسم ہین اسمین تجکو کیا دخل ہی اپنی اگلی پچھلی باتین
یاد کر اپنی غرض کو آپ ہی آئیگی آنے نہ آنے کا تجکو اختیار ہی مگر ہمارا دل تیری محبت مین بیقرار ہی فرصت کر کے
آنا ہمارے پاس ہنا خلاف کریگی تو جانے گی تعجیل سوال و جواب ایک ہی جگہ ملفوف کر دیا وزیر نے ہاتھ مین
ملکہ شمشیر زن کے دیا سلام کر کے بھاگی دل سے کہتی ہی نگوڑے نے بڑا غضب کیا خداوند داؤد کو پکڑ لیا قدرت
کی شکل بنا بیٹھا ہی چلکر افراسیاب سے حال کہون وہ آنکر اس بھڑوے کے جنے کو قتل کرے سزا دے یقین
ہی کہ اسد غازی بھی اسی مقام پر ہوگا یہ دل سے سوچتی ہوئی مثل باد صرصر اڑی ہوئی جاتی ہی یہان خواجہ
عمرو اب بہت خوش ہین ایک پہر کا عرصہ گذرا تھا کہ عرض بیگی بڑھ کے آگے آیا عرض کی ملکہ صبا رفتار
کمند انداز مع نامہ افراسیاب و صورت نگار حاضر ہی عمرو جی مین کہتا ہی بیچانے بڑے انتظام کیے ہین بیساختہ
حکم دے دیا لاؤ یہ بھی بانہاے عیاری سے آراستہ سامنے آئی نامہ پیش کیا اسی طرح خداوند نقلی نے وزیر سے پڑھوا لیا
ملکہ صبا رفتار صرصر سے زیادہ تیز ہی حکم نگہداشت افراسیاب جادو سے پا چکی ہی خاص فکر انتظام مین
آئی اسی طرح اسکی بھی نگاہ خواجہ عمرو پر پڑی اور بخوبی خواجہ عمرو کو پہچانا خواجہ عمرو نے
اسی طرح پشت پر نامہ کے جواب لکھوایا صبا رفتار کو بھی دیدیا صبا رفتار آداب و تسلیمات بجا لائی
دعائین بھی دین بڑھکر سراپا کی بلائین لین پشت پھیر کر بارہ دری سے نکلی دل سے کہتی ہی واہ واہ صبا رفتار
نیا تماشا دیکھا خداوند بدل گئے عمرو خداوند بنا ہوا بیٹھا ہی کیا قیامت کا پرکالا ہی جہان کمند وہم و خیال
نہ پہونچے وہان جاکر عیاری کرتا ہی بموجب شعر لا اعلم نہ جہان وہم فرشتہ کسی عنوان پہونچے ❊ الغرض جاکے
وہان حضرت انسان پہونچے تا پاے وہم و خیال تنگ حوصلہ فکر تنگ مگر واہ رے ظالم کیونکر پہونچا خداوند کو نہین
معلوم کیا گیا چلکے جلدی اپنے شہنشاہ سے اطلاع کرون وہ مثل برق جہندہ چشم زدن مین پہونچے گا نگوڑے
کی گردن لے گا نگوڑا بھاگ نہ سکے گا اب ناظرین پر واضح ہو کہ اول ملکہ صرصر شمشیر زن آئی خواجہ عمرو
کو پہچانا نامہ و جواب نامہ پاس آ گئے صرصر شمشیر زن دو چار کوس پیچھے صبا رفتار دونون مکار غدار
خدمت افراسیاب مین جاتی ہین دیکھیے پہونچین یا نہ پہونچین دو کلمہ داستان برق و ضرغام بیان
ہوتے ہین سابق مین تحریر ہوا کہ برق و ضرغام کو عمرو نے صحراے سیابیہ مین اپنے سے جدا کیا دونون
روتے ہوئے جب کوس دو کوس نکل آئے تھک کے ایک نخل کے سایہ مین بیٹھے اپنے حال زار پر رو دئے ایک نے
دوسرے سے کہا بھائی رونا بیکار ہی صبر کرو دل پر جبر کرو اپنے پیدا کرنے والے کو حاضر و ناظر جانو خواجہ عمرو
کی شکایت بھی بیکار وہ بھی مجبور و ناچار ہو کے بیٹا سے نہین معلوم کس آفت مین پھنسے ہوش و حواس بجانہ ہی
وہ غصہ ہم پر اتارا کچھ اسمین بھی بہتر ہوگا مصرع خطاے بزرگان گرفتن خطاست ❊ انکی بدعت سے

انجام مین راحت ہوگی نگاہ خشم آگین صورت فرحت دکھائے گی ہمارے مالک و مختار نے جو مناسب جانا وہ
کیا اسکا پھل پائین گے ہمارے پیر و مرشد آج گوشمالی کرینگے کل گلے سے لگائینگے دل سے عزیز رکھتے ہین اب اپنے
خدا سے رجوع کرو بموجب شعر مشکلے نیست کہ آسان نہ شود ٭ مرد باید کہ ہراسان نہ شود ٭ برق نے کہا بھائی
ضرغام ساتھ رہنا مناسب نہین یہ تو خوب آگاہ ہو کہ طلسم ہوش رُبا کے سنگریزے بھی ہمارے دشمن ہین خضر
راہبر ہمارے رہزن ہین اگر آفت آئے دونون گرفتار ہو جائین ایک قید ہو ایک رہا رہے شاید کچھ تدبیر بن
پڑے ضرغام نے قبول کیا برق الگ چلا ضرغام نے ایک جانب رُخ کیا اول حال برق بیان ہوتا ہے کہ قریہ
قریہ پھرتا ہے مگر ساحر کو جہان پایا راہگیر بنکر مار لیا رات کو کسی نخل کے اوپر چڑھ کے بیٹھ رہا صبح کو پھر چل نکلا اسیطرح
چند عرصہ گذرا ایک دن ایک صحرائے سبزہ زار مین برق فرنگی کا گذر ہوا چشمے پر بیٹھ کے منھ ہاتھ دھویا اپنی
غربت پر بہت رویا دعا کی کہ اے رب اکرم بانی بنائے ہستی آدم اب تیرا بندہ گنہگار بہت بیقرار ہے مدد کر اس بلا
کو رد کر جادۂ عیش و راحت کا نشان ملے یہ غربت زدہ تا بہ منزل مقصد پہونچے مدد اہل اسلام مین جان
مٹائین وقت پر استاد تشنیع مدین زبان طعن نہ کھولین اتنے عرصہ دراز تک مارے پھرے کیا کیا ہمارے ہاتھ
سے کوئی کام ایسا بن پڑے جس سے فتاحی طلسم ہوش رُبا کی صورت نکلے فرزند صاحبقران کو چھوڑ آئین خوشی
خوشی جاکر صاحبقران سے ملین تواریخ مین ہمارے نام لکھے جائین کہ برق فرنگی نے بڑا کام کیا ہو شربا مین کیا کیا
نام کیا شاعر نظم کرین منشی احمد حسین صاحب قمر جلد پنجم طلسم ہوش رُبا ہماری تعریف مین لکھین بعین اہل اسلام
مشہور ہون خاکساری عطا کر قفس غرور سے رہا کر انجام بخیر بعد مردن باغ جنان کی سیر اشعار

آن خانہ کہ آمدش لحد نام	روشن کنیش ز نور اسلام	آن کن کہ نمایدم لب گور	در دیدہ نکوتر از لب حور
از سنگ لحد حصار دین ساز	کز شب رہ معصیت ہم باز	آن چیز کہ بایدم بیاموز	مگذار مرا بہ من دران روز
چیزے کہ رضائے تو در انست	بہبود ہمہ کسان در انست	چیزے کہ دران رضا نداری	بر بندۂ خود روا نداری
روزے کہ شود بہار محشر	چون سبزہ بر آرم از زمین سر	انعام کنی مرا در آن دم	از بہر رسول رب اکرم

اپنی غربت اور تنہائی پر خوب رویا فوراً دریائے رحمت الٰہی جوش مین آیا سامنے سے غبار نمایان ہوا اب جو
بہ نگاہ غور دیکھا ملکہ صرصر شمشیر زن مثل باد صرصر اڑی ہوئی آتی ہے جی مین کہتا ہے ای برق دعا مقبول ہوئی
سعادت کونین حصول ہوئی اُستانی صاحب کو گرفتار کرو انھین کی صورت بنو جیسا مناسب وقت ہوگا کیا جائیگا
انشاء اللہ دریائے فکر سے گوہر مراد ہاتھ آئیگا یہ سوچکر زرغہ نخلستان مین چھپا سر راہ کمندین بچھائین اُنکو
خس پوش کیا دام بکر بچھایا ملکہ صرصر شمشیر زن نادانستہ اس مقام پر آئی جب کہ بیچ مین حلقہ ہائے
کمند کے پہونچی برق نے شیر کی آواز دی صرصر رُکی برق نے کمند کھینچی جھٹکا مارا دونون پاؤن صرصر شمشیر زن

کے پھنسے برق نے ہوا پر قبضہ کیا منھ کے بھل زمین پر گری برق نے تڑپ کے حباب بیہوشی مارا صرصر بیہوش ہوئی گودمین اُٹھا کے گوشہ مین لایا اس سرو قامت کو ایک نخل سے باندھا اب ہوشیار کیا ملکہ صرصر کی آنکھ کھلی برق کو سامنے دیکھا تڑپ گئی برق نے صرصر کو جھک کر سلام کیا کہا اُستانی صاحب آداب و تسلیمات مادر مہربان کہان سے آتی ہو کچھ اپنے بچون کی بھی خبر رکھتی ہو بیدا کرکے پھینکدیا باپ کو تو ہمیشہ کم محبت ہوتی ہی مگر مان ایسی ظالم نہ دیکھی تھی بڑی سنگدل ہو ملکہ صرصر شمشیر زن نے کہا نگوڑے کچھ شامت آئی ہی مجھے ایک کام کو افراسیاب نے بھیجا تھا وہان سے آتی ہون نگوڑے دیوانے تیرے اُستاد کی جورو جو ملکہ سرو سمین تن ہی اُن سے ایسی باتین کیا کر و بھڑوے رانڈ کے سانڈ میرے گرفتار کرنے سے کیا فائدہ ہوگا برق نے کہا اُستانی صاف صاف بتاؤ مین نے جنگل مین بڑی مصیبت اُٹھائی ہی سارا اُستاد کا غصہ تمھین پر اُتارونگا کسی کنوین مین ڈال دونگا کوئی حال سے بھی نہ آگاہ ہوگا ملکہ صرصر شمشیر زن نے کہا تجھے اختیار ہی مار ڈال عوض مین میرے خون کے افراسیاب تجھے قتل کریگا میری عیار بچیان تیری بوٹیان کاٹین گی برق نے کہا جو مجھ پر گذرنا ہوگی گذر جائیگی میرا کوئی کیا کرلےگا خدا اُستاد کو سلامت رکھے انکا البتہ ڈر ہی تم سے بہتر معشوق تلاش کر دونگا اُس وقت اُستانی تمھارے کلام سے بوے صداقت نہین آتی کہین دور سے آتی ہو پسینہ پسینہ ہو رہی ہو اور یہ بھی بشرہ سے صاف ثابت ہی کسی بڑے کام پر گئی تھین ملکہ صرصر شمشیر زن نے لاکھ انکار کیا ہزار طرح سے ٹالا مگر برق نے نہ مانا آخر تلاشی لی تو بڑے سے عیاری کے وہ کاغذ نکلا اُسمین پتہ نشان تحریر ہی طرف سے افراسیاب کے نامہ طرف سے خداوند داؤد کے جواب بمقدمۂ لوح برق خوب ہنسا شادی مرگ ہوگیا کہا اُستانی صاحب یہ تو بڑا مژدہ جان بخش ہاتھ آیا شہنشاہ کوہ بلور پر لوح لیے بیٹھے ہین کوئی خداوند داؤد ہین انکی خدمت مین لوح بھیجی جائیگی ملکہ صرصر شمشیر زن زرد ہوگئی ہوش و حواس پراگندہ جواب دیا اسے کچھ دیوانہ ہوگیا ہی یہ کاغذ کئی سال ہوے جب لکھا تھا تجھے اس حیلہ سے قتل کرنا ہی قتل کر تیرے اُستاد کو بھی یقین ہی ملال ہوگا برق نے کہا اُستانی یہ فقرے کسی لونڈے لاڑے کو سناؤ مین نے خواجہ عمرو کی آنکھین دیکھین ہین قوم کا فرنگی ایسی ایسی دو رنگی بہت دیکھی ہی تم ایسی عیار بچیان میری جیب مین پڑی ہین اب صاف یہ ہی کہ تمھاری صورت بنکر کوہ بلور پر جاؤنگا عیاری کرکے افراسیاب کو بیہوش کر دونگا لوح لیکر اپنے طلسم کشا کو دونگا ایسا مطلب عظیم عنایت رب کریم سے حاصل ہوتا ہی خط مین سب پتہ نشان موجود ہی ہم تمھارے فرزند دلبند ہین صرف اشارہ کافی ہی ملکہ صرصر شمشیر زن خاموش بجز بیقراری کا جوش پراگندہ ہوش اب کیا جواب دے برق نے وہ نامہ کسوت عیاری مین رکھا سامنے صرصر شمشیر زن کے رنگ روغن نکالا صورت صرصر کی بنا پوچھتا جاتا ہی کیون اُستانی صورت اچھی ہی سراپا مین تو فرق نہین ہی افراسیاب تو نہ پہچان

سکے گا اُستانی ہو جو نکتہ رہ گیا ہو تعلیم کرو دیکھو عارض پر تل بناؤن یہی نکتہ باقی تھا صرصر جھلا کر جواب دیتی ہی میری پاپوش جانے آئینہ مین دیکھ لے تیرا اُستاد وہ اُستانی دونون بھاڑ مین پڑین جب برق بخوبی صورت صرصر بن چکا صرصر کو نخل سے کھولا اور گود مین لیکر درخت پر چڑھا شاخین کاٹ کر مچان بنایا اُسپر صرصر شمشیر زن کو بٹھلا دیا کمندون سے ہاتھ پاؤن باندھے کہا کیون اُستانی ہمین کس قدر تمھارا خیال ہی اب چندے اسی حجرہ مین رہو چہکارے مار کر صرصر نے کہا ارے او باجی مین بھوکون کے مارے مرجاؤنگی برق نے کہا واہ اُستانی فرزند مان کو بھوکا رکھیگا یہ کہکے ٹکڑے شیرمال کے نکالے سامنے ملکہ صرصر شمشیر زن کے رکھدیے ایک جام مین پانی بھرا کہا لو استانی یہ ٹکڑے شیرمال کے کھانا پانی پینا آبرو بچانا تم کم خوراک ہو ایک ٹکڑے مین پیٹ بھر جائیگا صرصر شمشیر زن نے کہا ارے بیحیا ہاتھ تو میرے بندھے ہین برق نے کہا استانی بڑی بیوقوف ہو مثل کتے کے مُنہ سے اُٹھا کے کھا لینا زبان نکال کے پانی چاٹنا صرصر چپ ہو گئی جب برق درخت سے اُترنے لگا صرصر شمشیر زن نے کہا ارے او نالایق جانوران صحرائی منقارون سے مجکو ہلاک کرینگے بوٹیان نوچ نوچ کر کھا جائینگے برق نے کہا حقیقت مین جاے استاد خالی مین بھول گیا یہ کہکے اپنی جیب سے ایک بانات کا ٹکڑا نکالا اسمین گھنگرو ٹانکے مثل پٹے کے اسکو بنایا گلے مین ملکہ صرصر کے باندھدیا کہا اُستانی جب کوئی طائر کلان آئے گردن ہلا دینا گھنگرو کی آواز بلند ہوگی طائر بھاگ جائیگا کبھی تمھارے پاس نہ آئیگا صرصر شمشیر زن مجبور و ناچار بصد حال زار نخل پر رہی مگر برق فرنگی بہ صورت صرصر شمشیر زن کوہ بلور کی طرف چلا دو کلمہ داستان ضرغام شیر دل بیان ہوتے ہین یہ جو برق فرنگی کے ساتھ سے علیحدہ ہوا حیران و پریشان ایک صحرا مین آکر ٹھہرا اسی فکر مین کیا کرون کہان جاؤن اسی سوچ مین تھا کہ صبا رفتار کمند انداز کو سامنے سے آتے ہوئے دیکھا بہ طور مذکورہ بالا صبا رفتار کو گرفتار کیا اسی طرح اُسکے پاس سے بھی نامہ نکلا ضرغام شیر دل مثل گل شگفتہ ہوا یہی خیال آیا بہ شکل صبا رفتار بر سر کوہ بلور پاس افراسیاب جادو کے چلو اگر خداوند کریم اپنا فضل شریک حال کرے لوح طلسمی افراسیاب جادو سے لین رہبر کامل نے رہبری کی خضر بیابان کرامت نے راہ بتائی اب تامل کیا اسی طرح صبا رفتار کو درخت پر پتون مین چھپایا آپ بصورت صبا رفتار کمند انداز بصد غمزہ و ناز طرف کوہ بلور کے چلا لیکن افراسیاب خانہ خراب بر سر کوہ بلور لوح لیے ہوئے بیٹھا ہی عیش و آرام ترک کردیا ہی ملکہ حیرت جادو و مصور و صورت نگار و سرپا و ابریق و ملکہ صنعت سحر ساز وغیرہ خدمت مین موجود ہین چونکہ لوح پاس ہی اس وجہ سے کل مقام کی آمد و رفت موقوف رکھی چاہتا ہی لوح مقام محفوظ پر رکھ لون تو جاکر مہرخ و بہار وغیرہ کو سزائے کامل دون دمبدم صورت نگار سے یہی ذکر ہی

آٹھ پہر یہی فکر ہی کہ صرصر و صبا رفتار ابھی تک نہین پلٹین نہین معلوم خداوند نے کیا تجویز کیا صورت نگار
کہتی ہی خداوند مجھ سے بڑی محبت رکھتے ہین سوال و جواب کیسا صرصر آئین یا نہ آئین آپ چلیے مین زبردستی
لوح اُنکے سپرد کرونگی میرے کہنے سے خلاف نہ کرینگے لوح اپنے پاس رکھ لینگے **افراسیاب** کہتا ہی عیار بچیان
پلٹ کے آئین تو تسکین کامل ہو اے صورت نگار مجکو خوف ہی شاید کسی وجہ سے ساربان زادہ شہر داود یہ مین
پہونچ جاے کچھ دام مکر بچھاے یہ مقدمہ لوح طلسمی ای ہر وقت اُسی مین جان لگی ہی صورت نگار نے کہا شہنشاہ عقل
کے ناخون لیجیے ساربان زادہ سامری جمشید سے سوا ہی ملک خداوندی مین جا سکتا ہی مثل ہمارے اور آپ کے
خداوند بھی ہوگئے وہ انکے ملک مین جاوے اور انکو حال معلوم نہو جو ساربان زادہ طرف ملک خداوند کے آنکھ
اُٹھا دیکھے نگوڑے کی آنکھین پٹم ہو جائین دربار خداوندی مین عیاری مکاری کا کیا ذکر ہی اے شہنشاہ آپکے
اعتقاد مین فتور ہی سراسر عقل کا قصور ہی خداوند ایسے ہین کتاب سامری آپ کو بنا کر دیتے ہین **افراسیاب**
کہتا ہی اے **صورت نگار** ان مقدمات مین دم مارنے کی جگہ نہین ہی خداوند لقا کو دیکھو عمرو کے ہاتھ سے
ڈاڑھی منڈوالی اس سے بڑھ کے زحمت کیا ہوگی **صورت نگار** نے کہا لقا کو کیا لیاقت اپنی پشت کی خبر نہین
رکھتا خداوند داؤد ہمہ دان ہمہ گیر سحر و ساحری و علم کتابت مین بے نظیر اگر بگڑ جاے تو تمکو مشکل پڑے
افراسیاب جادو نے کہا خداوند داؤد ایسے ہی ہین مگر عمرو بھی قیامت کا پرکالا ہی اُسکی عیاری نے
مجکو دیوانہ بنا رکھا ہی صاف تو یہ ہی اُسی کے خوف سے یہان آکر بیٹھا ہون لوح ہر وقت اپنی نگاہ کے سامنے
رکھتا ہون یہ راتین کس سختی سے کاٹی ہین نیند اپنے اوپر حرام کردی بدون واپس ہوے صرصر و صبا رفتار
کے مین نہ جاؤنگا یہ ذکر تھا کہ سامنے سے بونڈا گرد کا اُڑا دیکھا ملکہ صرصر شمشیرزن بانداے عیاری سے
آراستہ ہنستی ہوئی آتی ہی صورت نگار نے کہا لو شہنشاہ ملکہ صرصر بھی آپہونچی ہوا زمانے کی معتدل
ہوئی اب تسکین دل ہوئی جہتر برق فرنگی بصورت صرصر بڑھ کر بالاے کوہ آیا پہلے **افراسیاب** نے
یہی پوچھا کہو صرصر دربار خداوندی مین خیر و عافیت ہی **برق فرنگی** نے کہا حضور سب طرح سامری
و جمشید کی عنایت ہی ملک خداوندی آباد رعایا دلشاد شہر زر ریز زمین حسن خیز قدرت کے جاہ و جلال
خورد و کلان مرفہ حال وہان کے قانون مین عورتین صاحب اختیار مرد بالکل بیکار ذرا لڑتے عورت کو
جھڑکی دی اُسنے خداوند قدرت سے فریاد کی کہ حضور مین اپنے مردوے سے راضی نہین قدرت نے فوراً حکم
دیا بس مرد کے حکم سے تو باہر ہوئی جان تیرا جی چاہے بسر کر اچھا وضع دار کوئی شوہر پسند کرلے بازار
مین ہزار ہا مکسنین بیٹھی ہین کسب کر رہی ہین مرد بیچارے پہلے تو جورو کو چھوڑ دیا جب وہ بازار مین جا کر
بیٹھی حسین تھی قدر ہوئی پوچھی گئی زیور بنوا لیا لباس اچھا پہنا اب تو میان بھی دوڑے ہوے گئے جورو سے

ہاتھ جوڑکر خطا معاف کرائی اُسنے کہا میاں پڑے رہو چلمین بھرا کرو جو کوئی پوچھے کہدینا ہماری بھانجی ہی
وقت بیوقت تمکو بھی بلالین گے نگوڑے مرد نے غنیمت جانا ماموں بنکے رہنے لگا ملک داد دیہ مین ایسے
رسوم بہت جاری ہین بدعت سے عورتون کی مرد بہت عادی ہین افراسیاب نے کہا عرضی کا حال کہو
صرصر نے کہا وہ بھی معقول تحریر ہی پڑھ لیجیے نوشتۂ تقدیر ہی حرف حرف سے مطلب دلی آشکار ہی سر دائرہ
خنجر آبدار یہ کہکے نامہ افراسیاب کے ہاتھ مین دیا نامہ تو صلی ہی اول سوال افراسیاب جواب لاجواب
لکھا تھا کہ مین لوح لے کر کیا کرونگا اگر جی چاہے ایسی ایسی لوحین روز بناؤن بازار والون کو تقسیم کردون
آیندہ تو ہمارا بندۂ خاص لخاص ہی دلشکنی تیری قدرت کو گوارا نہ ہوگی صورت نگار نے کہا بس چلیے
قدرت صاف صاف فرماتے ہین حقیقت مین اُنکو کیا ضرورت ہی اُنکے نزدیک اسکی کیا حقیقت ہی افراسیاب
نے کہا کہ دوسری عیار بچی کو بھی آلینے دو تو دل تردد منزل قرار پکڑے اسپر برق فرنگی بہت گھبرایا
متردد ہوا پوچھا ای شہنشاہ بعد میرے کیا اور کسی کو بھی روانہ کیا تھا افراسیاب خانہ خراب نے کہا ای
صرصر جس وقت مسلمان لڑبھڑ کے باغ سیاب مین پہونچے سیاب ایسا معتبر مارا گیا دل تڑپ رہا ہی کہ
سیاب ایسا خیرخواہ کہان سے پاؤن اُسنے جان دیدی اپنی حیات مین لوح کی بخوبی حفاظت کی
اب دل پریشان ہی کہ لوح کہان رکھون تیرے بعد مین نے صبا رفتار کو بھی روانہ کیا سمجھا دیا کہ دربار
خداوندی کو بہ نگاہ غور دیکھنا ایسا نہو کوئی عیار طرار مکار غدار وہان پہونچ گیا ہو صورت نگار نے کہا
ای شہنشاہ آپ کے دماغ مین کچھ فتور آگیا جب مقدمہ مین خداوند کے ایسی ایسی باتین سوچتے ہین اور کسی کی
کیا حقیقت ہی صرصر شمشیر زن اپنی آنکھون سے جو دیکھ کے آئی ہین اب اُسمین آپ شاخین نکالتے ہین
چلیے صبا رفتار بھی ملجائیگی آپ سوار ہوجیے کلام ملکہ صورت نگار کی صرصر نقلی نے بھی تائید کی کہا ای
شہنشاہ ملکہ صورت نگار بہت بجا ارشاد فرماتی ہین آپ بیخوف وخطر چلیے یہ لونڈی بھی ہمراہ چلے گی
ہر بات کا خیال رکھیگی میرے سامنے نگوڑا مکار عیار کیا کرسکتا ہی عمرو وغیرہ سب تباہ ہوئے سنتی ہون
اِدھر اُدھر جا بجا تڑپ تڑپ کے مرے لشکر تہرخ مین رونا پیٹنا پڑا ہی خواجہ عمرو و اسد نامور کا نشان نہین
ملتا نہین معلوم کہان ڈوبے جسدن قصد کیجیے گا ان سب کو بھی مار لیجیے گا برق فرنگی چاہتا ہی صبا رفتار
نہ آنے پائے افراسیاب کو لے نکلون راہ مین عیاری کردن کسی نہ کسی صورت سے لوح لے بھاگون افراسیاب
خانہ خراب اچھا اچھا کر رہا ہی کبھی کہتا ہی لوح کے نام سے میرا دل گھبراتا ہی جی چاہتا ہی اپنے ہی پاس رکھون
کسی کے سپرد نہ کرون مگر مجکو ہر وقت انتظام ملکی ومالی درپیش رہتے ہین کہان لوح کو چھپاتا پھرون ہنوز
یہ باتین ناتمام تھین کہ دیکھا صبا رفتار آتی ہی مگر پسینے پسینے برق فرنگی کے ہوش وحواس اُڑگئے جی مین

کہتا ہی ہی ہی بڑا غضب ہوا مجھکو ضرور پہچانے گی ساری مشقت ضائع ہوئی مگر اب کیا کرون کہان جاؤن آتی
ہی تو آنے دو جان تلک بنے گا اسکو بھی دھوکا دونگا ورنہ لڑ بھڑ کے مرجاؤنگا ای برق فرنگی جہان
ڈر وہان ہمارا گھر ہمارے اُستاد بھی یاد کرینگے کہ ہمارا کوئی شاگرد تھا کارنمایان کرکے مرگیا اپنا نام کرگیا یہ
سوچ سمجھ کے ٹہلنے لگا دوسرے ضرغام نے دیکھا کہ صرصر شمشیرزن بھی موجود ہی یہ بھی گھبرائے ایک طرف دونون
جانب یہ خائف وہ ترسان یہ حیران وہ پریشان یہ مضطر وہ منتشر اسکو شش و پنج وہ ششدر اپنے
مقام پر دونون امید و بیم مین مبتلا دونون کا ایک حال مگر ضرغام شیردل بھی بصورت صبا رفتار سینہ
سپر کیے ہوے مگر مگر آنکھین چوراتا ہوا سینہ پر دوپٹے سے کچھ کچھ چھپاتا ہوا برق فرنگی کو ڈھونڈھتی ضرغام
شیردل کو الجھن ضرغام نے آکر سلام کیا افراسیاب خانہ خراب نے کہا کیون ای خیرخواہ صرصر شمشیرزن
بھی کہتی ہی وہان سب خیر و عافیت ہی تم کہو کیا صورت ہی ضرغام کے منہ سے بخوف ملکہ صرصر شمشیرزن
بات نہین نکلی اپنا سر جھکا کے کہا حضور کا غذ مین سب کچھ لکھا ہی عرض کرنا بیجا ہی مگر برق کے کنکھیون سے
جو دیکھا قد و قامت مین شک ہوا جان بچ کے پلٹ پڑا ضرغام نے بھی نگاہ ملائی دل مین غیرت آئی
ایک عورت سے کیا ڈرتے ہو اگر پہچان لے تو تیور ڈالو دونون کی آنکھین چار ہوئین مثل مشہور ہی آنکھین
ہوئین چار دل مین آیا پیار ایک نے دوسرے کو پہچانا دوڑ کر صبا رفتار اُستانی کہکے لپٹ گئی ملکہ
تم بے مثل و بے نظیر ہو صرصر شمشیرزن نے کہا بوا تم روشن ضمیر ہو آپسمین خوب باتین ہوئین اشارون مین
عیاری کی گھاتین ہوئین ضرغام اشارہ کرتا ہی کہ آگ لگاؤنگا برق فرنگی مسکرا کر کہتا ہی تڑپ تڑپ
کے بجلی گراؤنگا نامہ دیا ہوا صبا رفتار کا پڑھا گیا ملکہ صورت نگار نے کہا لو شہنشاہ ابتو کوئی تردد
دل مین باقی نہین رہا افراسیاب نے کہا ای صورت نگار ابھی دو چار دن تامل کرو اسی پہاڑ
پر تختی بھو بڑے بڑے ساحرون کو بلائین خیرخواہان دولت یہان آئین اس مقدمہ مین انجمن مشاورت
ترتیب دو اس جلسہ مین ہر بعید و قریب بزرگان دین سے صلاح کی جاے تب قلب ناصبور تسکین
پائے افراسیاب خانہ خراب لاکھ حیلہ حوالہ کرتا ہی مگر ملکہ صورت نگار کا یہی قول ہی ای شہنشاہ آپ کو
ناحق ہول ہی اور تائید کلام صورت نگار صرصر و صبا رفتار کر رہی ہین ہوا باندھتی ہین ہر مرتبہ
بڑھ بڑھ کر عرض پیرا ہین ای شہنشاہ شکوک بیجا ہین کیا بزرگان دین قدرت سے بہتر ہین ملکہ صورت نگار
کی رائے سالم بس اُٹھیے سوار ہو جیے دونون لونڈیان ہمراہ چلین مقدمہ لوح سے مہلت پائین اور کام
مین مصروف ہون عیاریان کرین مسلمانون کو گھس گھس کے پکڑین سالہا سال گذرے لڑائی مین آگ لگے
سب مسلمان مارے جائین ملازمان شاہی مہلت پائین افراسیاب کا تو دل نہین چاہتا مگر کہنے سے

ان سب کے ناچار ہوا تخت پر سوار ہوا لوح رومال مین لپیٹ کے اپنی کمر مین رکھی مصور و صورت نگار
دسرہاے برف انداز و ابریق کوہ شگاف و ملکہ حیرت جادو و صرصر و صبار فتار ہمراہ افراسیاب
یہ سب تخت پر سوار ہوے حیرت نے کہا اے شہنشاہ کچھ فوج طلب کر لیجاے افراسیاب نے کہا راہ
مین صدہا ملک ملین گے فوج کی کیا احتیاج ہے کل ہوش رُبا مین دین سامری کا رواج ہے جہان سے فراج
مین آئیگا فوج ہمراہ لے لین گے صورت نگار نے چاہا سحر کرے تخت بلند ہو مصور کو چھینک آئی افراسیاب
خانہ خراب نے کہا اے صورت نگار دیکھ چھینک ہوتی ہے آج کے دن ٹھہر جاؤ کل چلین گے ملک صورت نگار
نے کہا اجی چھینک کیسی اب لتاہل نہ کیجیے اندیشہ کو دل مین راہ نہ دیجیے کئی دن سے اس پہاڑ پر ہین
کہان تک سنگ صبر و شکیبائی دل پر رکھین برق و ضرغام نے ملک صورت نگار سے اشارہ کیا سحر کرو
شہنشاہ کو بکنے دو مصور و صورت نگار نے سحر کیا تخت بلند ہوا الکہ ہاے ابر افراسیاب کے سر پر بعد کر دو
سمت ملک داؤد یہ چلا دو کلمہ داستان حیرت بیان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار بیان کیے جاتے
ہین خواجہ نے یہ دستور قرار دیا ہے دن کو دار الامارۃ شاہی مین بشکل داؤد مصروف عدل و انصاف شب کو
باغ مین ملکہ لالان خون قبا کے آتا ہے شب بھر ملکہ لالان خون قبا و اسد نامدار سے صحبت رہتی ہے
کبھی مرتبہ اسد نے کہا نانا جان زنبیل سے داؤد جادو کو نکالیے اسکو سمجھائین راہ راست پر لائین شاید
مسلمان ہو کر لڑائی کا افراسیاب خانہ خراب سے سامان ہو عمرو نے کہا اے نور نظران مقدمات مین تم
کچھ دخل نہ دو ہماری راے ناقص پر چھوڑ دو جس دن ملکہ صرصر شمشیر زن و صبار فتار آئین شب کو
عمرو نے ملکہ لالان خون قبا سے کہا لو خدا نے سامان اپنی قدرت سے پیدا کیا آج صرصر و صبار فتار
نامہ افراسیاب کا لیکر آئی تھین مراد تحریر یہ تھی کہ لوح کو اپنے پاس رکھیے ہمپر احسان ہوگا مین نے
جو مناسب جانا جواب لکھ بھیجا مسبب الاسباب نے سبب تو پیدا کیا ہے انجام بخیر ہو ضرور افراسیاب
خانہ خراب آئیگا لوح طلسمی میرے پاس لائیگا مین انکار کرونگا کہ مین لوح اپنے پاس نہ رکھونگا اے
لالان خون قبا اُس وقت عقلمندی کو کام فرمانا بہ محبت مجکو لپٹ جانا افراسیاب کی سفارش
کرنا بہت اچھی طرح گذارش کرنا مین لاکھ انکار کرون تم ایک نہ ماننا لوح ہاتھ سے افراسیاب کے
لے کر اپنے گلے مین پہن لینا پھر جو کچھ بن پڑے گا دیکھ لینا اُس وقت کی مشکل کو خدا آسان کرے کہ افراسیاب
لوح دیکر چلا جاے بعد حصول لوح انشاء اللہ میان داؤد جادو صاحب کو زنبیل سے نکالونگا
بخوبی سمجھاؤن گا اگر خداوند کریم نے اپنا فضل کیا اور یہ مطیع الاسلام ہوا پھر بہ کیفیت افراسیاب
جادو سے مقابلے ہونگے اسد شیر دل مرجلات کی جانب جائینگے ہم ملکہ تہرخ وغیرہ کو نامہ لکھکر

بلائین گے بڑی کیفیت سے مقابلے ہونگے یہ خبر فرحت اثر سُنکر خوشی سے ملکہ لالان خون قبا کا چہرہ سُرخ ہوگیا ناگن وزیرزادی نے بھی بڑھ کر مبارکباد دی کہا اے شہنشاہ عیاران آپ کی راے معقول ہی سب کو بدل وجان قبول ہی ملکہ لالان خون قبانے اسد غازی سے اشارہ کیا آج تو خواجہ صاحب بہت خوش ہین آپ فرمایئے آج تو نفیریان بجائین اسد نے کہا میرے کہنے سے نہ بجائینگے ہزارون صلواتین سنائینگے تمھاری خاطر مدنظر ہی کچھ پیشکش کرو مہربانی فرمائینگے اُنکے دل مین آئیگا گائین گے بجائینگے ملکہ لالان خون قبا نے کئی لاکھ روپیہ کا موتیون کا مالا گلے سے اُتار کے کہا نانا جان یہ مالا حضور کے لائق ہی خواجہ عمرو نے جلدی سے لے لیا کہا بیٹیا تمھاری دلشکنی مجکو منظور نہین کیا نئی نوازی کی مشتاق ہو اچھا سازندون سے کہو ساز درست کرین جلسہ عیش و نشاط آراستہ ہوا مسند پر قران السعدین اسد شیردل و ملکہ لالان خون قبا یہ حسن مین بے نظیر وہ جلالت وشوکت مین یکتا ایک ماہ تابان دوسرا مہر درخشان گرد ہجوم سیارگان خواجہ عمرو قریب سازندون کے آئے نفیری بجائی رنگ محفل دگرگون صدائے آہ اور واہ بلند ہوئی ہر ایک نازنین مثل مرغ بسمل تڑپ رہی ہی واقف کاران علم موسیقی فریج ہوگئے ساز بھی خوب ملا ہوا عمرو کا بھی دل لگ گیا مدتین گذرین اپنے آقا سے جدا فراق صاحبقران مین مبتلا صورت پرنور صاحبقران عمرو کی آنکھون مین پھرنے لگی ندی اشکون کی آنکھون سے جاری ہوئی یاد مین اپنے آقاے نامدار معشوق طرحدار کے یہ اشعار آبدار زبان پر جاری ہوئے اشعار

روتے روتے ہجر مین بے نور آنکھین ہوگئین
رفتہ رفتہ صورت ناصور آنکھین ہوگئین

ضعف سے طاقت گئی بے نور آنکھین ہوگئین
دست و پا بیکار ہین معذور آنکھین ہوگئین

فرقت ساقی مین مژگان وابستہ تاک مین
آنسوؤن سے خوشۂ انگور آنکھین ہوگئین

کس نشیلی انکھڑیون سے لڑ گئی گلشن مین آنکھ
نرگس شہلا کی کیون مخمور آنکھین ہوگئین

نوح کی کشتی قد خم گشتہ میرا بنگیا
اشکون سے طوفان اُٹھا تنور آنکھین ہوگئین

دیکھ کر مین گر پڑا غش کھاکے موسی کی طرح
میری خاطر اُسکی برق طور آنکھین ہوگئین

لوٹ لیتی ہین متاع دل ہر اک انسان کا
اس لیے رہزن تری مشہور آنکھین ہوگئین

خانہاے چشم مین یہ سیمبر رہنے لگے
ہم فقیرون کی تو ذی مقدور آنکھین ہوگئین

دیکھکر آنکھین تری پیدا ہوا آزار دید
شکل نرگس میری بھی رنجور آنکھین ہوگئین

شیشۂ دل سنگ الفت نے کیا یان چور چور
تشنہ مے سے جو اُسکی چور آنکھین ہوگئین

تیر مژگان کے تصور نے مشبک کر دیا
صاف شکل خانۂ زنبور آنکھین ہوگئین

ایسی گکین تیغ نگہ نے انہ تون خونریزیان
قاتل عالم تری مشہور آنکھین ہوگئین

ناتوانی نے انھین نظرون سے پنہان کر دیا	دامنِ مژگان مین اب مستور آنکھین ہوگئین
نور افزا حسن ہی اُس حور کا کیا اے قلق	جلوۂ رخسار سے پر نور آنکھین ہوگئین

خواجہ عمرو بھی خود ان اشعار دن کو گا کر اس قدر زار زار روئے کہ غش آگیا اسد غازی و ملکہ لالان خون قبا دونون گھبرا گئے گلاب کیوڑا چھڑک کر ہوشیار کیا ملکہ لالان نے پوچھا کیون حضور اسوقت کیا قلب پر صدمہ پہونچا خواجہ عمرو نے کہا اے بی بی اس اسد کی محبت مین اپنے آقاے نامدار مولاے قدر شناس زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران سے جدا ہوا لاکھ معشوق اُسکے ناخن پا پر نثار معشوق عاشق خصال آقاے باکمال ناز اُٹھانے والے مجھ ایسے ذلیل کو یہ مرتبہ دیا کہ فرزند اُسکے عمرو نامدار پوتے اُسکے جد عالی تبار کہتے ہین کہ ایک شب اگر کہین جا کر رہین رہتا تھا خاصہ نہ نوش فرماتے تھے بہ محبت وشفقت اپنے پہلو مین بٹھاتے تھے سالہا سال گذرے کہ وہ روے زیبا آنکھون سے پنہان ہی زندگی وبال قلب پر ہجوم غم وملال جی چاہتا ہی پر پرواز پیدا کرون زیارت سے مشرف ہون بیان پر خواجہ عمرو کے اسد غازی خوب زار زار مثال ابر نوبہار رو یا کہا نانا جان حقیقت مین آپ نے بہت بجا فرمایا میرے واسطے آپ نے کو رنج دائم سر پر اُٹھایا حضور خوب آگاہ ہین کہ اس حقیر پر تقصیر کو جناب والدہ ماجدہ ملکہ زبیدہ شیر گیر دختر بلند اختر امیر با توقیر نے کس ناز ونعم سے پرورش کیا مگر جب یہ نیاز مند عازم طلسم کشائی ہوکر برائے رخصت حاضر ہوا تو زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا کہ ارے اسد مین تجکو اپنے برادر بجان برابر بدیع الزمان گرد لشکر شکن پر نثار کرتی ہون میرے بھائی کو ہمراہ لے کر آنا تنہا مُنھ نہ دکھانا وہ کلمہ اسوقت تک مجھے یاد ہی رہائی ماموں جان کی حاصل مراد ہی پس حضور کی کوشش سے سب کچھ ہوگا ہم ان مقدمات سحر وساحری مین مجبور ونا چار ہین جب پروردگار عالم اپنا فضل وکرم شریک حال کریگا اور لوح طلسمی حاصل ہوگی اُسوقت تسکین دل ہوگی جو کچھ جانبازی اور سر فروشی میرے لائق ہی حضور ملاحظ فرمائین گے یہ سُنکر خواجہ عمرو نے گلے سے لگایا فرمایا اے اسد شیر دل جراٴت تیری میرے دل پر نقش ہی مگر اس طلسم ہوش رُبا مین ساحران خرس ہیکر افسونگر حیلہ ساز شعبدہ باز شمار سے باہر ہونٹھ ہلاتے مین لشکرون کو تہ وبالا کرتے ہین مکاری پر مرتے ہین حافظ حقیقی مالک تحقیقی انکے شر سے بچائے انھین باتون مین وہ رات تمام ہوئی ستارۂ سحری آسمان پر چمکا فتاح ظلمات عالم یعنی نیر اعظم لوح ضیا وفوج شعاع ہمراہ لیکر مرحلۂ فلک چہارم پر سرگرم فتاحی ومصروف سیاحی ہوا خواجہ عمرو نے بتعجیل صورت اپنی تبدیل کی بصورت داؤد بنکر تیار ہوا تاج سر پر رکھا لباس فاخرہ زیب جسم کرکے ملکہ لالان خون قبا کو بخوبی سمجھایا کہ بعد چند ساعت دربار مین آنا جس طرح کہدیا ہی لوح طلسمی افراسیاب سے لیکر اپنے گلے مین

بہن لینا ناگن کو بخوبی تعلیم کردیا اُسی طرح ہوا دار پر سوار ہو کر مع مشیران سلطنت و وزیران اہبت داخل
دربار خداوندی ہوئے اپنے اپنے مقام پر ساحر آکر بیٹھے دربار عدل و انصاف گرم ہوا بعد چند ساعت
ملکہ لالان خون قبا و ناگن وزیرزادی مع چند کنیزان محرم راز بعد کرشمہ و ناز داخل بارگاہ ہوئین
یکایک ہرکارے دوڑے ہوئے آئے بعد دعاے و ثنا عرض کی وہ لکہ ابر ہفت رنگ آسمان پر چمکا دیکھا
افراسیاب جادو آتا ہے اب عمرو شبھل کے بیٹھا وزیرزادی کو واسطے استقبال کے بھیجا دوسرے ہرکارے
نے عرض کی ہمراہ افراسیاب ملکہ صورت نگار و مجبور و سرما و ابریق و صرصر و صبا رفتار
عیار بچیان بھی تخت پر سوار ہین نام عیار بچیون کا سُنکر خواجہ عمرو کے کلیجہ پر خنجر غم و الم پھر گیا ہاتھ پاؤن
مین رعشہ مگر کلیجہ پر سنگ صبر رکھا پروردگار عالم سے التجا ہے اے معبود حقیقی اس مہم عظیم کو تو سر کرے گا
لوح طلسمی دلوائے گا صرصر و صبا رفتار بھی ساتھ ہین ہر رنگ مین پہچان سکتی ہین مگر تو پردہ پوش عالم حاکم
محکم اُنکی نگاہ سے مجکو بچانا جیسے باطن انکا کور ہے ظاہر مین بھی نابینا بنا نا عمرو پریشانی مین زانو بدل رہا ہے
رہ رہ پر صدمہ افراسیاب جادو بیرون بارگاہ تخت سے اترا برق فرنگی و ضرغام شیر دل پہلو مین
گرسنہ لون مین افسوس کرتے ہوئے کہ راہ مین ہمارا پنجہ قابض نہوا اب بیان ہم کیا کر سکین گے اگر لوح داؤد جادو
کو افراسیاب نے دیدی پھر دستیاب ہونا دشوار ہے سنتے ہین بڑا مکار و غدار ہے آپس مین اشارے کنائے
کرتے ہوئے عقب مین افراسیاب جادو کے داخل بارگاہ ہوئے افراسیاب نے بڑھکر پایۂ تخت
خداوندی کو بوسہ دیا واسطے سجدے کے جُھکا صرصر و صبا رفتار نقلی بھی گرد تخت پھرین اور دن کی پشت
پر عمرو ہاتھ پھیرتا ہے مگر عیار بچیون کے خوف سے آنکھ چراتا ہے دل سے کہتا ہے کہان چھپون ان ظالمون
کے ہاتھ سے کیونکہ بچون ملکہ صورت نگار بلائین لے رہی ہے ہاتھ اُٹھا کر دعائین دے رہی ہے اُسی
پریشانی مین خواجہ عمرو کی نگاہ اُٹھی برق فرنگی سے آنکھ چار ہوئی بھوری بھوری آنکھین دیکھکر
دل باغ باغ ہو گیا فرمایا صرصر مزاج تو اچھا ہے ذرا ہم سے آنکھین چار کرو بڑی بے مروت ہو تمھاری
عیاریون کے بڑے شہرے ہین برق فرنگی نے سر اُٹھایا اپنے اُستاد والا نژاد کو تخت خداوندی پر پایا
ضرغام کے چٹکی لی پکار کر کہا خداوند سے آنکھ ملاؤ دولت حسن و جمال طلب کرو ضرغام نے بھی سر
اُٹھا کر اپنے والد نامدار کو پہچانا خوشی سے جامہ مین نہ سماتے تھے خواجہ عمرو نے بھی عنایت پر اُنکا ریہ
وجد کیا کلاہ فخر کو آسمان پر پہونچایا افراسیاب جادو کو اپنے پہلو مین جگہ دی ملکہ صورت نگار
قریب تخت کے شانے سے شانہ ملا کر بیٹھی صرصر و صبا رفتار نے تعریفین شروع کین یا
خداوند جہان پناہ آپ کے تصدق سے شہنشاہ باغ سیاب مین غالب آئے کو کبہ شہنشاہ ضمیر

سے اڑکر لوح لائے اب حضور اپنے پاس رکھ لیں اپنے بندون کو مہلت دین باغیون کو غارت کیجیے مسلمان
آپ کو اور آپ کے پوتے دوسو بھائیون کو برا کہتے ہین لیکن مشیت ایزدی مین کسکو دخل ہی ظاہر مین تو سراسر
گنہگار ہین باطن مین نہین معلوم کیا اسرار ہین خواجہ عمرو نے کہا کنارے بیٹھو زیادہ گستاخی نہ کرو اب یہ
دونون پہلو مین افراسیاب کے آکے چپکے چپکے کان مین کہہ رہے ہین اے شہنشاہ لوح جلد نظر دیجیے دیر
نہ کیجیے افراسیاب خاموش بیٹھا ہی صورت نگار اٹھی گرد پھری تصدق ہوئی نثار ہوئی شانے پر
ہاتھ رکھکر کہا دیور صاحب مجکو تو گھور گھور کر نگاہون مین کھائے جاتے ہو آنکھین جھکا دو خواجہ عمرو نے مسکرا کر
ہاتھ سر پر رکھدیا کہا کچھ دیوانی ہوئی ہی آج کل تو تجھپر خوب جوبن ہی چراغ حسن روشن ہی آج کسی طرح تمکو
نہ جانے دونگا بھائی مصور سے پوچھ لونگا مصور قہقہہ مار کر ہنسا ہین ہین کرنے لگے کہا بھائی صاحب آپ ہی
انکو خوب راضی کرتے ہین رات کو آپکو یاد کرتی ہی آپکا نام لیکر فریاد کرتی ہی مچلولات مار کر پلنگ کے نیچے گرا دیتی
ہی بڑی زبردست ہی صورت نگار نے کہا تم چپ رہو اپنی چونچ سنبھالو مین اپنے دیور کو سمجھا لونگی کیا مین
اسکی محبت سے انکار رکھتی ہون وہ مجھے راضی کرینگے مین انکو خوش کرونگی یہ کہکے دامن تھام لیا کہا دیور صاحب
آج کہنا میرا ضرور مانو لوح طلسمی اپنے پاس لیکر رکھ لو یا عرش علی پر بھیجدو فرشتون کے پاس حفاظت سے رہیگی
خواجہ عمرو نے کہا بیٹھ شفتل مین لوح لیکر کیا کرونگا ایسی لوحین کہ تو ہزارون بنا دون تیرے ہاتھ سے طلسم
فتح کرا دون تیرا طلسم تو مین نے بنایا ہی یاد ہی تو بھول گئی صورت نگار نے کہا زیادہ نہ بکو مطلب کی بات کہو لائیے
شہنشاہ لوح نکالیے افراسیاب جادو کا دل دھڑک رہا ہی کسی طرح دل گوارا ہی نہین کرتا لیکن مصور و
صورت نگار و صرصر و صبا رفتار و وزیران سب یہی کہہ رہے ہین حضور لوح نذر دیجیے افراسیاب
دلیونہ ہو گیا کس کس کو جواب دے جب افراسیاب نے گھبرا کے سر جھکایا ملکہ صورت نگار نے جیب مین
افراسیاب کے ہاتھ ڈالکے لوح نکال لی افراسیاب سے یہ نہ ہو سکا کہ ہاتھ سے صورت نگار کے لوح چھین لے
سر جھکا لیا کہا بی صورت نگار تمکو اختیار ہی ملکہ صورت نگار نے کہا دیور صاحب لیجیے خواجہ عمرو نے کہا
مین لوح نہ لونگا ملکہ لالان قبا کھڑی ہو گئی دست بستہ عرض کی اے والد نامدار شہنشاہ آپ کے بندۂ خاص
ہین طاعت گزار با اختصاص آپ کو انکی مدد واجب و لازم ہی لوح کی حفاظت سے چشم پوشی آپکی بندہ نوازی
سے دور ہی یہ کہہ کے صورت نگار سے کہا لاؤ حچی امان لاؤ مجھے دو مین قدرت کو سمجھا دونگی فرشتے آکر آسمان
پر لیجائینگے صورت نگار نے فوراً ملکہ لالان خون قبا کو لوح دیدی ملکہ نے گلے مین پہن لی افراسیاب نے
لوح کو نگاہ یاس سے دیکھا اب عمرو طرف افراسیاب جادو کے پلٹا کہا اے افراسیاب لالان خون قبا
نے تمھاری سفارش کی بھابھی صاحب نے گذارش کی اب ہمکو یہ منظور ہوا بالکل جھگڑا پاک کردین بالکل

لگاؤ نہ رہے خاتمہ ہوجائے افراسیاب جادو نے کہا آپ مالک ہین جو مناسب وقت ہو تجویز فرمائیے
اب خواجہ عمرو کا دل بہت مضبوط ہی کہا ای افراسیاب خانہ خراب تیری عیش پسندی نے لاکھون بندے
قتل کرائے اسوقت مشیت مین گذرتا ہی کہ مسلمانون کے ہاتھ سے تجکو بچاؤن آتش قہر و غضب سے
جلادون جہنم مین پھینکدون افراسیاب تھر تھر کانپنے لگا ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوگیا کہا یا خداوندا
الامان کیا مجال جو غرور کو دل مین جگہ دون جاکر مسلمانون کو مارڈالونگا اب طلسم مین فدر نہونے پائیگا
خواجہ عمرو نے کہا اب تجکو موت نزیست مین بھی دخل ہی اگر ہمنے بندگان مغضوب کی موت نہ مقرر کی ہو تو
کیونکر قتل کریگا خود طلسم کشا تیرا قاتل ہی تقدیرات خداوندی مین تو دخل دیتا ہی بڑا جاہل ہی ہمارے نانا دادا
سامری و جمشید تحریر فرما گئے ہین کہ اسد غازی بادشاہ طلسم ہی طلسم کو آکر فتح کریگا ساکنان طلسم کے خون سے
ہاتھ بھریگا اد غافل یہی زمانہ ہی تو نے کتاب سامری مین لکھا دیکھا ہی کہ عمرو کی قضا کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین
ہی وہ جلاد ساحران ہی آفتاب عالمتاب عیاری کل عالم مین تابان و درخشان ہی اب ہمکو تقدیر جدید کرنا
منظور ہی اُن احکام قدیم کو مٹانا منظور ہی تو باتین بناتا ہی غرور مین اپنے جامہ سے باہر ہوا جاتا ہی تجھ ایسا
رازدار بادشاہ عالی وقار ایسا بیوقوف ہی ہر وقت عیش و عشرت مین مصروف ہی دیکھ دیدۂ حقیقت وا کرکان
پہ ہاتھ دھر لا کتاب سامری ہمکو دے اُسکو پھر سے بنا دین اسمین بھی ایک نکتہ ہی حرف حرف اسرار سے معمور ہی
غفلت سراسر قصور ہی جب خداوند نے کتاب کا نام لیا افراسیاب نے کہا یا خداوند کتاب سے ہر وقت کام
رہتا ہی یہ تو جام جہان نما ہی اسکے ملاحظہ سے بڑا مطلب نکلتا ہی حضور کے بیان سے ایک مہینے کے عرصہ مین تیار
ہوکر ملے گی غلام حالات طلسم کس مین دیکھے گا داؤد نے کہا قدرت مہینون کا کام ایک گھنٹے مین کرسکتے ہین اتنے ہی
عرصہ مین بالائے عرش علی جائین گے گردش سیارگان ملاحظہ فرماکر چشم زدن مین آئین گے کتاب ترتیب
کردینگے یہ کیا مشکل ہی آج دریائے رحمت خداوندی جوش مین ہی منظور ہی ہمارے بندے قتل نہون
تکلیف نہ اُٹھائین آٹھ پہر پوجا پاٹ کرین افراسیاب نے شکر سر جھکایا صورت نگار اُٹھ کھڑی
ہوئی کہا ای شہنشاہ سجدۂ شکریہ ادا کرو قدرت پر جان و مال فدا کرو تقدیر تو فرمائینگے کتاب سر نو سے
بنائین گے بغل مین کتاب دبائے بیٹھے ہو پیش کردین ابھی تقاضا کرکے بنوالونگی قدرت کا پیچھا نہ
چھوڑونگی میری بات مین انکار نہین کرسکتے افراسیاب نے کہا ای صورت نگار کتاب مین چھوڑکر
نہ جاؤنگا مشکل پڑیگی مین حالات آیندہ و گذشتہ سے محروم رہونگا صرصر و صبا رفتار آگے بڑھین کہا
ای شہنشاہ طلسم ہوش ربا قدرت تو فرماتے ہین کہ ابھی عرش اعلی پر جاؤنگا کل نسوبات فلکی ملاحظہ
کرکے درج کتاب کردونگا تقدیرہائے آیندہ منسوخ فرمائینگے احکام جدید بنائینگے سامری جمشید کے حکم

خاک مین ملین جو دل مین آیا لکھ گئے ہی ہو نگوڑے اسد غازی کو ہمارے بھولے شہنشاہ کا قاتل قرار دیا وہ
خود ہمارے شہنشاہ کے ہاتھ سے بموت مارا جائیگا ہم خود جہان پائینگے اس ظالم کو قتل کرینگے بی عجبین کے
ٹکڑے اڑائینگے ملکہ مہرخ و بہار کو خاک مین ملائینگے یا خداوند ہم دونون کی پشت پر دست شفقت پھیرے
اپنا نظر کردہ کیجیے پھر کسی کی نظر نہ لگے جو نگاہ بد سے ہمکو دیکھے اندھا ہوجاے خواجہ عمرو کو جانور بنا دیجیے
برق فرنگی پردۂ ابر مین چھپے قیران کا لیا سنگ سیاہ ہوجاے جانسوز کے جسم مین سوزش ہو ضرغام کو شیر
ببر پھاڑ کھاجائین یہ کہکے جو دونون قہقہے مارکے ہنسے کہا تو قدرت کے صدقے دعائین قبول ہوئین امیدین
حصول ہوئین پردہ حجاب ہماری آنکھون سے اٹھ گئے جو ہم نے کہا اسی حال مین سب کو دیکھ رہے ہین عمرو
دیوانہ ہو گیا جنگل مین مارا مارا پھر رہا ہی مگر یہ پردے کی باتین خلالی دیکھے گا حرامی کو کچھ خاک نظر نہ آئیگا
سب دربار والے کہنے لگے ہان ملکہ سچ ہی ہم بھی دیکھ رہے ہین ملکہ صورت نگار نے بغل سے کتاب
افراسیاب جادو کے نکال لی کہا تو بھتیا جلدی تیار کرو و برنگ روے افراسیاب جادو متغیر مگر سامنے
داؤد جادو کے کچھ بول نہین سکتا خاموش حیران حیران ایک ایک کو دیکھتا ہی صرصر صبا رفتار و
صورت نگار کی ایک رایے ہی خواجہ عمرو نے کتاب ہاتھ سے ملکہ صورت نگار کے لی لیتے ہی کھڑا ہو گیا کہا
ہم ابھی بنا کے لاتے ہین اپنی بھاوج کی بڑی خاطر منظور ہی جو کہے گی ہمکو بدل و جان کرنا پڑے گا وہ بھی
ہماری بڑی خاطر و مدارات کرتی ہی ہر چند کہ قدرت کو انتہائی مشقت پڑے گی مگر فوراً تیار کرکے لاتے ہین
وہ تقدیر مضبوط ہو کر ورق الٹ جاے صرف کتاب کا نام باقی رہے آج شیرازہ بندی اجزاے کتاب
زمین و آسمان منظور ہی دشمن کو زیر و زبر کرنے مین سرور ہی خداوند قدرت کی بات لاجواب دشمن ہمارا
بے کتاب شکنجہ مصیبت مین کھینچا جائے گا تقدیر کا لکھا ہوا پیش آئیگا مضمون صلی ورج ہو بس کلام کو
قطع کر دیہ کہکر قدرت ایک کمرے مین تشریف لے گئے دروازے اندر سے بند کر لیے کتاب سامری خواجہ
عمرو کے ہاتھ مین دل سے کہتا ہی کہ اس کتاب کا تو خاتمہ کرو جس وقت جو جی چاہتا ہی اسمین دیکھ لیتا ہی
عیاری کا رنگ نہین جمنے دیتا ہی یہ سوچ سمجھکر ایک کونڈا پانی کا لبریز رکھا تھا حرف حرف کو بیٹھ کر دھویا
نقطہ نقطہ مٹایا بالکل کتاب سامری کو حرفون سے معرا کیا ویسی ہی ایک کتاب جلد بندھی ہوئی اپنے
زنبیل سے نکالی بڑا افسوس ہی کہ کتاب کے بدلے کتاب بنا پڑی ہر چند کہ اس زمانے مین کاغذ کی کل شہر
مین تیار ہوئی کاغذ نہایت ارزان ہی دو آنے دیکر جلد بندھوالی ڈیڑھ آنے کا دستہ کاغذ کا لگا یا جسکا
نقصان ہو وہی جانے اسد بیدرد اسکو کیا سمجھے مگر مجبور دل سے فرمایا وقت صبر و جبر ہی نفع نقصان
ہوتا رہتا ہی سوداگر سب طرح کے جبر سہتا ہی اب خواجہ عمرو نے بیچ مین سے کتاب کو کھولا عمدہ قلم خوشنویس

کے لکھنے کا نکال کر پہلے لکھا یا فتاح العلیم بسم اللہ الرحمن الرحیم بعد اسکے حمد الٰہی و نعت جناب رسالت پناہی
و اوصاف زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران و حالات جرأت و شوکت اسد نوجوان لکھے پھر تحریر
فرمایا مسمم ہنر بر بستۂ طراری گوہر بے بہائے قلزم خنجر گذاری نہنگ بحر زخار عیاری جوہر شمشیر مکاری تیغ غداری
سرہنگ سرہنگان بساط بلاد نبی آدم مولانا معظم و مکرم جامع الفضل و الکرم دوندۂ بے درنگ قاتل کافران
باج گیر ریش سرکشان ستمگران برہم زن صف کافران جہان شہسوار عرصۂ چالاکی شاہباز اوج بیباکی مفتی احکام عقل و
فطرت قاضی مسند شوکت و جرأت مہر آسمان جاہ و وقار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار اے افراسیاب خانہ خراب
لوح طلسم ہوش ربا لے لی کتاب تیری خاک مین ملا دی حرف حرف اُسکا دھویا تیرے بزرگون کا نام ڈبویا او
بے آبرو اب مناسب یہ ہی کہ غاشیۂ حکم کو دوش ہوش پر رکھ کے مثل غلامان حلقہ بگوش در دولت اسد
نامدار پر حاضر ہو سامری و جمشید پر لعنت کر مذہب اسلام کی اطاعت کر ورنہ ایسی بُری طرح پیش آؤنگا
کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال زار پر روئین گے انشاء اللہ اسد نامدار بے فتح مرحلہ جات طلسم ہوش ربا
جائیگا تو اپنی سرکشی کی سزا پائیگا خوب نام کو میرے یاد رکھ تیری کتاب مٹانے والا اگر فقرات نثر
شائد نہ یاد رہین یہ مضمون آبدار تصنیف کردۂ مصنف عالی وقار یاد کرے **نظم**

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
جہان گیر عالم کا عیار ہون

ترا خندہ ریش کفار ہون
اڑا دون چھلکے بھی مین ہوش کو

زمانے کا مکار و قدار ہون
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
ذرا تیز رفتار ہو گر قدم
دوندہ جہان گرد طرار ہون

عمرو نے دو تین ورق کامل مقفی مسجع اشعار آبدار سلسلہ وار تحریر فرمائے
تنبیہ و تادیب کچھ حالات ساحران گذشتہ و کیفیت عنظلی آباد و چاہ ماران دام الجبال وزیر جد نگار وغیرہ
بہ لطف لکھ دیئے کہ اشتیاق ناظرین بڑھے اور افراسیاب محزون و اندوہگین ہو کتاب کو بند کیا
ایک جزدان بہت عمدہ مجدولے زربفت کا اسمین کتاب کو رکھا یہان دارالامارۃ شاہی مین افراسیاب وغیرہ
بیٹھے ہین ملکہ صورت نگار رہی کہہ رہی ہی اب قدرت بروج آسمانی مین پھر رہے ہونگے ملاحظہ گردش
سیارگان سے یقین ہی مہلت حاصل ہو صرصر و صبا رفتار رکھتی ہین بی صورت نگار صاحب تمہارے
اعتقاد مین فتور ہی سراسر عقل کا قصور ہی اتنے عرصہ مین قدرت نے ساتون آسمان طی کیے ہونگے آیا چاہتے ہین
فقط ہم تم لوگون کے دکھانے کو کتاب مین اتنا عرصہ ہوا کل اوراق زمین و آسمان پیدا کرنے والے کے
پیش نگاہ ہین جس نے یک چشم زدن مین تمام عالم کو بنایا اپنے بندون کو کیا کیا تماشا دکھایا اُسکے نزدیک
سب کچھ آسان ہی ہر طرح اُسکا اپنے بندون پر احسان ہی اعتقاد درست رکھو شک کو دل مین راہ نہ دو
خداوند آیا چاہتے ہین افراسیاب خاموش بیٹھا ہی حیران و پریشان مضطر و ششدر سب کی صورت دیکھ رہا

ہے یکایک کمرے مین سے آواز قدرت کی آئی تا ثابت ہوتا ہے کسی سے لڑرہے ہین کبھی غل مچاتے ہین کبھی کسی کو جھڑکتے
ہین کبھی ہنسنے کی آواز کبھی سوز کبھی ساز ناگاہ دروازہ کمرے کا کھلا سب نے دیکھا کہ قدرت کتاب بغل مین دبائے
ہوئے پسینے پسینے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی بڑا سفر عظیم کرکے آئے ہین چہرے پر گرد غبار پڑا ہے لڑکھڑاتے
ہوئے آتے ہین سب کھڑے ہوگئے افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا یا خداوند کتاب تیار ہوگئی قدرت نے کہا او
بندہ بے ادب آج قدرت نے تیرے واسطے بڑی تکلیف اُٹھائی بڑی محنت مین کتاب بنائی مگر کچی رہ گئی ہے
پختگی نہین ہوئی حرفون کو اضطراب ہے سطرون کو مثل زلف مہوشان پیچ و تاب ہے ہر نکتہ خشم قہر و غضب ہے ارے
خنجر آبدار ہے ہر ایک صفحہ دریائے قہار الف نیزۂ جان ستان ساری کتاب مین صفوف قتال و جدال کا
سامان عیان ایک ہفتہ کی تمھارے واسطے تکلیف ہے خبردار ہرگز ہرگز کتاب کھول کر نہ دیکھنا ورنہ
سب وار پھر چل جائینگے استخوان جل جائینگے کتاب کو بغل مین دبائے رہنا خبردار ہوا نہ نکلنے پائے ورنہ صورت
بربادی دیکھوگے زندہ نہ بچوگے تین شبانہ روز جاگتے رہنا سامری و جمشید کا نام جپنا خبردار شراب و
کباب بھی ترک رہے کھانا بھی مزے کا نہ کھانا زور سلطنت نہ دکھلانا یہ مقدمات دین و آئین مین سب
سختیان بادولت نے اپنے اوپر لین چند باتین موافق تمھاری حقیقت کے بتائین سب طرح احتیاط لازم ہے
ذرا فرق نہ پڑے مضمون کتاب خراب ہوجائیگا بلکہ صورت نگار نے کہا نہین خداوند ہم سب شہنشاہ کے
ساتھ جاگین گے سہل و آسانی ایام احکام کو کاٹ دینگے افراسیاب نے کتاب لیکر بغل مین دبائی بڑا خوف
یہی ہے کہ ہوا نہ نکلنے پائے قدرت ہاتھ تھام کے ملکہ لالان خون قبا کا اُٹھ کھڑے ہوئے کہا بس قدرت کو
زیادہ فرصت نہین کلام کرنے کی مہلت نہین ابھی مشقت شاقہ باقی ہے لوح کو لیکر عرش علی پر جائین گے
فرشتون کے سپرد کردینگے افراسیاب نے دست بستہ عرض کی یا خداوند یہی سبب سے بہتر ہے کہ لوح
پردۂ دنیا مین رہے خواجہ عمرو نے تیوری پر بل ڈالکے کہا تجھے آپ کیا دخل ہے جو مناسب وقت ہوگا
وہ کرینگے ارے بیوقوف لوح کو جلاکر خاک سیاہ کردینگے اب ہزار برس تک طلسم کو زوال نہوگا کبھی تجکو
رنج و ملال نہوگا جا عمر بھی تیری بڑھادی کوئی دنیا مین تجھ سے آنکھ نہ ملاسکے گا بادولت خود مسلمانون کے
مٹانے مین مصروف ہونگے سب حال تجھپر کھلجائینگے یہ کہکے عمرو ملکہ لالان خون قبا کا ہاتھ تھامے ہوئے
ہوادار پر سوار ہوا امرا وزرا آکر گرد کھڑے ہوگئے فرمایا کہ ہم باغ مین اپنی دختر بلند اختر کے جائین گے
افراسیاب قدمبوسی کرکے رخصت ہوا جب تخت پر سوار ہونے لگا برق فرنگی و ضرغام نے جو
بصورت صرصر و صبا رفتار ہین افراسیاب خانہ خراب سے عرض کی ای شہنشاہ دوران ہم کو
دو چار دن دربار خداوندی مین ضرور رہنا چاہیے اور تقدیرات معقول کرائینگے شاید بیان کوئی

عیار مکار غدار آئے اُسکا بھی حال قدرت سے عرض کرینگے قدرت کو ہزار طرح کے کام ہین تمام عالم کے
اہتمام ہین داؤدنے بھی پلٹ کے کہا اے بندۂ خاص ملکہ صرصر وصبا رفتار کو ہین چھوڑ جاے عیاران
اسلام کو خوب پہچانتی ہین لشکر مہرخ کا بھی حال بخوبی جانتی ہین ایک ایک کا نام دریافت کرکے پردہ ہاے
غفلت اُنکے دلون سے اُٹھاوینگی پھر کوئی سرکشی نہ کریگا ہر ایک دشمن تیری محبت کا دم بھریگا افراسیاب
خانہ خراب گرد تخت کے پھرا دوبارہ قدمون کو بوسہ دیا ملکہ صرصر وصبا رفتار کو ہین چھوڑا ملکہ صورت نگار
وساحران مذکور کو ہمراہ لیکر تخت پر سوار ہوا طرف کوہ بلور کے چلا راہ مین کہتا ہے اے صورت نگار
اس وقت میرے دل کا عجیب حال ہے خود بخود قلب پر ہجوم لشکر غم وملال ہے قدرت نے یہ بڑی مشکل کی بات بتائی
جلدی ہین کتاب بنائی پہنچی رہگئی بغل مین دبائے ہون بڑا خوف تو یہی ہے کہ ہوا نہ نکلنے پائے تین شبانہ روز
جاگ کر بسر کرنا ہوگا صورت نگار سمجھاتی ہے اے شہنشاہ آپ قدرت کا شکر یہ ادا نہین کرتے کہ اتنے
عرصہ مین بالاے آسمان ہفتم گئے کل بروج سیارگان ملاحظہ کیے احکامات قدیم منسوخ فرمائے نئی تقدیرین
بنا کر لائے قدرت نے اتنی بڑی تکلیف اُٹھا کر مختصر مشقت تمھارے سپرد کی اسپر اسقدر آپ گھبراتے ہین
مجکو ہمیشہ سے آپ جانتے ہین بچپن مین سر پر ہاتھ دھر کے بیاہ کے لائے یہان مصور صاحب ہمیشہ کے مورکھ
ہین انھین کھیل کی پڑی ہوئی ہے برسون اُنکے پہلو مین سوئی کیا میرے اُنکے کسی بات کا پردہ ہے میری خاطر
سے سب کام کیے ورنہ کتاب ساری تین مہینے کے بعد ملا کرتی تھی یا ایک گھنٹہ مین بنا کر دیدی پھر بتلاؤ کیونکر
نہ کبھی رہجاتی ہم بھی آپ کے ساتھ کوہ بلور پر حاضر رہین گے سوتے جاگتے کی حفاظت سہین گے تین دن کی
مشقت عمر بھر کی چین اسپر بھی آپ کو اعتراض ہر بات مین اغماض افراسیاب کہتا ہے مین کیا کرون میرے
دل کو آرام نہین آتا دل بیقرار یہی کہتا ہے پلٹ پڑ دن لوح قدرت سے مانگ لاؤن کیا لوح رکھنے کی مجکو جگہ
نہین ملتی ہزار ہا ملک میرے قبضہ مین ہین کاشکے خدمت مین شہنشاہ توسن کے بھیجدیتا وہان ہوا کا گذر مشکل ہے
جو جو چیز مین مین نے اُسکے سپرد کی ہین اُن سے آج تک کوئی آگاہ نہین ملکہ صورت نگار نے کہا قدرت سے
بڑھ کر کون زیادہ نگہبانی کریگا اب لوح طلسمی دنیا سے معدوم ہوئی خواجہ عمرو واسد سر پٹک پٹک کر مرین
اگر عمر نوح پیدا کرین تو بھی آسمان تک نہ پہونچ سکین افراسیاب جادو نے کہا اے ملکہ صورت نگار تیرے
کلام سب راست ودرست ہین مگر مین اپنے قلب کو کیا کرون دل تردد منزل کسی طرح قرار نہین پکڑتا خود بخود
اُلجھن ہے کسی طرح سے چین نہین آتا مصور وصورت نگار دسرما وابرق کوہ شگاف سب مخاطب
ہوکر سمجھانے لگے اے شہنشاہ عالم چونکہ ہمیشہ رنج وملال بیحد اُٹھاے ہین اسوجہ سے آپ کو تردد وانتشار ہے
اب بہت جلد چلکے کتاب ملاحظہ فرمایئے گا تیسرے دن سب رنج وملال خاطر اقدس سے دور ہوگا مگر افراسیاب

سر جھکائے ہوئے تخت اُڑاتا ہوا اُسی حال پر بلال مین طرف کوہ بلور کے جاتا ہی حال اُسکا آیندہ تحریر ہوگا۔

دو کلمہ داستان خواجہ عمرو سمجھانا داؤد کو اور تائب ہونا اسکا افعال قبیح سے بیان کیے جاتے ہین نظم

کٹتی ہی میری تیغ زبان سے زبان تیغ
کیا دور ہی کہ دم نہ رہے درمیان تیغ
یہ دل خراشیان مرے اشعار طبع کی
پیدا سرنگون سے ہی عجز بیان تیغ
مت پوچھ مجھ سے خون عنادل کا ماجرا
سرگرم لاف و دعوی برش زبان تیغ
اک بات مین تمام ہی یان کار مدعی
ہر خط پہ نکتہ چین کو ہی وہم وگمان تیغ

کیونکر سخن فروش ہون سوداگران تیغ
حتا دسر سے پانون تلک خون مین ڈوب جائین
سینہ پہ منکرون کے ہین لاکھون نشان تیغ
خجلت سے آب تاب سخن کی ہی آب آب
ہر گل زمین شعر پہ ہی آسمان تیغ
کیسی شکست رونق بازار ہو گئی
کسکی بلا ہو بار کش امتحان تیغ
گر شوق زخم عشق کی لذت بیان کرون

میرے نفس کی دیکھ کے معجز نمائیان
جوہر اگر دکھاؤن مین اپنے لسان تیغ
ہرگز نہ کرسکے مرے خامہ سے سرکشی
کیونکر چھپے چھپائے سے شرم ہمان تیغ
ہو وے نہ میری حجت قاطع کے سامنے
ہی تختہ بند وبست قلم سے دکان تیغ
کیا بات میرے حرف پہ انگشت رکھ سکے
ہرگز ہما نہ کھائے بجز استخوان تیغ

گوہر آبدار سخن کو آویزہ گوش حق نیوش ناظرین والا تمکین کرکے جوش طبع گہر بار یون دریا دلی دکھاتا ہی کہ خواجہ خواجگان عالم صاحب جود وکرم محترم ومحتشم یکہ تاز میدان جلالت سرخیل دو ندگان باشوکت ذی وقار خواجہ عمرو نامدار لوح طلسم ہوش رُبا افراسیاب خانہ خراب سے لیکر کتاب سامری کو بے آبرو کرکے دھو دھاکے خاک مین ملایا ملکہ لالان خون قبا کو ہمراہ لیا وزیران سلطنت ومشیران اسبت کو دار الامارہ شاہی مین چھوڑا کہا آپ سب صاحب حاضر رہین مابدولت چند عرصہ مین تشریف لاتے ہین ملکہ لالان خون قبا وملکہ ناگن وکنیزان ملکہ سیمتن خوشی سے خواجہ عمرو کے ہمراہ خرامان خرامان داخل باغ ہوئین سب کے دل باغ باغ رنج والم سے فراغ اسد نامدار گوش برآواز بیٹھے تھے کنیزون سے کہ رہے تھے دیکھیے آج ہمارے نانا جان پر کیا گذرتی ہی افراسیاب ہمہ دان ہمہ گیر سحر وساحری مین بے نظیر ہر رنگ مین ہمارے نانا جان کو پہچان لیتا ہی ایسا نہو خدا نخواستہ کتاب سامری دیکھ لے تو غضب ہو جائے تخت پر خداوند بنے بیٹھے ہین بھاگ بھی نہ سکین گے اگر اس صورت مین پہچان لیا تو آج زندہ نہ چھوڑیگا اس خیال مین اسد نامدار مسلح ومکمل ہتھیلی پر رکھے ہوئے آمادۂ مرگ وجہیائے قضا دروازے پر باغ کے ٹہل رہے ہین کنیزون سے ہر مرتبہ فرماتے ہین برائے خدا جاکر خبر لاؤ دیکھو افراسیاب سے کیا گفتگو ہوتی ہی اگر پہچان لیا ہو تو مجھ سے آکر جلد خبر بیان کردین بھی تلوار کھینچکر جا پڑون ٹر بھڑ کر اپنی جان دون میرے واسطے زندگی موت ہی لطف عیش وآرام فوت ہی کنیزین ابھی جانے نہ پائی تھین کہ باغ مین بہار آئی خواجہ عمرو کی صورت زیبا نظر آئی ملکہ لالان خون قبا کا

خوشی سے چہرہ گلنار ناگن وزیر زادی خوشی سے اکڑتی ہوئی پیچ و تاب ندارد کنیزین خوشی خوشی پھولی
ہوئین ہر ایک کے چہرے سے خوشی آشکار غنچہ ہاے خاطر شگفتہ ملکہ لالان خون قبا کے گلے مین لوح طلسمی مثل
آفتاب تابان یا ماہ درخشان چمک رہی ہی اسد غازی دوڑ کر خواجہ عمرو سے لپٹ گیا کہا نانا جان فرمائیے
خیریت تو ہی لوح طلسمی ملی یا نہین عمرو اس قدر خوش تھا بیساختہ بہ الحان داؤدی یہ اشعار دعائیہ شروع
کیے ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھائے

اشعار دعائیہ

یہ آستانۂ قبلۂ اہلِ وفا رہے
حسنِ ضیاے گوہر دندان کے سامنے
اقدام پاک شاہ پہ ہر دم جھکا رہے
تا ہر رواج عشق گل و عندلیب کا
بطن صدف مین تا کہ دُر بے بہا رہے

صحبت مین عاشقونکا یوہین جمگھٹا رہے
شرمندہ کس طرح نہ دُر بے بہا رہے
یارب ہی تا کہ رقص مین یہ چرخ آسمان
جبتک چمن مین سرو پہ قمری فدا رہے
خطبہ ہو ہر دیار مین میرے حضور کا

ہر ایک محو ابروے شہ جبہہ سا رہے
خوش ان گوالنون مین کنھیا مرا رہے
تائید ایزدی سے سر سرکشان دھر
خورشید و ماہتاب مین جبتک ضیا رہے
فرقِ حباب تا ہو قلم تیغ موج سے
جاری جہان مین سکہ فیض و سخا رہے

اسوقت خواجہ عمرو کی زمزمہ سرائی خوشی مین اسد غازی کو گلے لگانا فرحت مین اشعار آبدار گانا اشعار

جو کھل کر انکا جوڑا بال آئین سر سے پاؤن تک
ہم انکی چال سے پہچان ہین گئے اُنکو برقع مین
یہ جتنے سر چڑھین سب اُسکے قد پر زہر کھاتے ہین
مرا دل ایک ہی دو ن خوش ادا کی کس ادا کو مین
سراپا شوق جائین سر کے بل ہم جنکے جلسے ہین
نہو ن بے پردہ تو بھی دو گھڑی ہو ہو کے شوخی سے
بنایا اس لیے اس خاک کے پتلے کو بھی انسان
سراپا پاک ہین دھوئے جنھون نے ہاتھ دنیا سے
مزا اتنا ہی ذوق افزون ہو جتنے زخم افزون ہون

بلائین آ کے لین سو سو بلائین سر سے پاؤن تک
ہزار اپنے کو وہ ہم سے چھپائین سر سے پاؤن تک
چمن مین سیر کو کیونکر نہ جائین سر سے پاؤن تک
کہ ہین وان تو ادائین ہی ادائین سر سے پاؤن تک
مثالِ شمع وہ ہمکو جلائین سر سے پاؤن تک
پھبن چلمن مین در پردہ دکھائین سر سے پاؤن تک
کہ اُسکو درد کا پتلہ بنائین سر سے پاؤن تک
نہین حاجت کہ وہ پانی بہائین سر سے پاؤن تک
نہ کیون ہم زخم تیغ عشق کھائین سر سے پاؤن تک

گلعذارون کے قہقہے عندلیبان خوش نوا کے چہچہے گلون کا پھولنا غنچون کا مسکرانا سرو چمن اکڑنے لگے
نوجوانان چمن کے پھول کھلے نرگس کے اشارے طائران چمن کے چہکارے سوسن خوش آواز بقصد ناز زبان درازی
کا قصد کرتی ہی محبت باغبان ازل کا دم بھرتی ہی سنبل نے زلفون کو درست کیا نخل چمن نہال بلبلین
خوش حال خواجہ عمرو اسد غازی کو ساتھ لیے ہوے بارہ دری مین آئے فرمایا بسم اللہ یہ لوح طلسم ہوشربا
ہی پروردگار نے اپنا فضل و کرم شریک حال کیا اتنے بڑے بیدار مغز نے دھوکا کھایا لوح اپنے ہاتھ سے

مجھے دے کر چلا گیا اسد نامدار نے خوشی خوشی لوح طلسمی گلے مین پہنی پوچھا کیون نانا جان کتاب سامری کا کیا ذکر ہی خواجہ عمرو نے کہا کتاب سامری مین نے افراسیاب خانہ خراب سے لیکر ڈھونڈ ڈالی ملعون کی بے آبروئی ہوئی انشاء اللہ اب برائے فتاحی طلسم تمھارا جانا ہوگا ہمسر سامان لشکرکشی افراسیاب کرے گا یقین ہی ضرور لڑے گا گھبرا کر ملکہ لالان خون قبا نے عرض کی ای خواجہ عمرو اب مقدمہ مین والد نامدار کے حضور کو کیا منظور ہی خاص اب وقت عیش و سرور ہی خواجہ عمرو نے کہا مجھے اسی کا انتظار تھا طبیعت کو انتشار تھا کہ اتنا ٹرا بادشاہ زبردست اگر بگڑ جائے کون سنبھال سکے اب صاحب لوح موجود ہی کیا زبان ہلا سکتا ہی مگر خدائی کر چکا ہی کیونکر نصیحت وصیت کو مانے گا اسد غازی نے کہا نانا جان اصل تو یہ ہی کہ اب قتل ہونا داؤد جادو کا مجھ پر بہت شاق ہی خدا کرے وہ مسلمان ہو دل اس فرزدہ جان بخش کا مشتاق ہی خواجہ عمرو نے کہا بخدا ورسول مجھے بھی نام سے داؤد کے بہت محبت و نہایت صاحب شوکت و لیاقت ہی یہ فرما کر اسد غازی کو ایک دنگل زرین پر بصد شوکت و حشمت جگہ دی ملکہ لالان خون قبا خوف سے کمرے مین چھپ گئی کنیزین تمام دست بستہ اپنے عہدون پر حاضر ہین مگر رنگ رُو ہر ایک کا متغیر حیران و پریشان ششدر و متحیر ایک سے ایک اشارہ کرتی ہی کہ لو اب خداوند زنبیل سے خواجہ عمرو کی نکلتے ہین دیکھیے کیا قیامت و مصیبت برپا ہوگی مگر خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری نامدار نے اپنی صورت اصلی بنائی داؤد جادو کو زنبیل سے نکالا ستون سے خوب کسکر باندھا مگر زبان مین دو دو سوزن فتیلہ لرفع بیہوشی ناک مین دیا داؤد کو ایک چھینک آئی ہوش آتے ہی آواز دی ای بندگان من جلد حاضر ہو سامنے آؤ قدرت خواب استراحت سے بیدار ہوے خواجہ عمرو نے پکارا ای داؤد جادو چشم خود را واکن حال خود را تماشا کن سامنے پہلوان دوران گرشاسپ جہان غارت کن ساحران سرکوب افراسیاب خانہ خراب اسد عالیجناب موجود ہی اٹھکر قدمبوسی کر تو نے بڑا اپنے نفس پر ظلم کیا معاذ اللہ خداوند بنکر بیٹھا جامۂ خودی سے باہر آ اور چشم بصیرت واکر

اشعار

سفر ہی دشوار خواب کب تک بہت بڑی منزل عدم ہی — نسیم جاگو کمر کو باندھو اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہی

نسیم غفلت کی چل رہی ہی امنڈ رہی ہین قضا کی نیندین — کچھ ایسا سوئے ہین سونیوالے کہ جاگنا حشر تک قسم ہی

جوانی و حسن جاہ و دولت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے — اجل ہی استادہ دست بستہ نوید رخصت ہر ایکدم ہی

بسان دستِ سوال سائل تہی ہون ہر ایک عا سے — نیاز ہی بے نیازیون سے بغل مین دل صورت صنم ہی

مآل کار جہان فانی کبھی نہین ایک قاعدے پر — جو چار دن ہی وفور راحت تو بعد اُسکے غم و الم ہی

دریغ کرنا نہ زور بازو مٹائے ساری کدورتون کو — ہوس نہ رہجائے کوئی قاتل کہ سر تہ خنجر دو دم ہی

زبان وکو بہک رہے ہو سرور دوشینہ جوش پر ہی ۔ لئے وصال شب تمنا ہر ایک لب سے ابھی بسم ہی
یہ مصرعۂ مخبر مصیبت کمال ہمکو پسند آیا ۔ نسیم جاگو کمر کو باندھو اُٹھاؤ بستر کہ رات کم ہی

ہزار ہا بندگان خدا کو برگشت کیا ای برگشتہ راہ ضلالت وای گم کردہ رسم وراہ حقیقت ابھی زبان مین طاقت
کلام ہی اس سرکشی کا بدانجام ہی وقت سکرات کوئی کام نہ آئیگا اعمال قبیح صورت مہیب دکھائیگا اُسکی صورت
ہیبت ناک دیکھکر ڈر جائیگا مسطور ہی کہ جب انتقال انسان قریب آتا ہی صورتین مہیب اشکال عجیب سامنے
ظاہر ہوتی ہین اگر صاحب جاہ وحشم ہی بادشاہ کل عالم ہی وزیر وامیر مشیران باتوقیر پہلوانان وجوانان
شمشیرزن کو یہ کہکر پکارتا ہی کہ یارو آؤ ان لوگون کو میرے سامنے سے ہٹاؤ مجکو ڈراتے ہین بلکہ دھمکاتے ہین
جب کوئی بھی جواب نہین دیتا اس مضطر وبیتاب کی خبر نہین لیتا خوب ظاہر ہی کہ آفت دنیا زر وجواہر دینے
سے ٹلجاتی ہی پس گھبراکر کہتا ہی یارو دروازہ خزانے کا کھولدو ان سبھون کو روپیہ پیسہ دے کر ٹالو مال سے صدا
بلند ہوتی ہی او بدمآل اب ہم سے کیا ہوسکتا ہی یہ وہ وقت ہی کہ ہر چیز کو سکتا ہی ناحق کے لیے پھڑکتا ہی اتنا ممکن
ہی کہ مجھے تجکو دو گز کفن ملے گا اول مجکو خدا کی راہ مین نہ لٹایا زاد آخرت نہ بنایا اب تیرا وقت آخر ہی ہمسے مدد
غیر ممکن ظلم وبدعت کرکے مجکو جمع کیا مار وعقرب بنکر تیرا ساتھ دونگا ہر مقام پر نیش زنی کرونگا جب مال سے یہ
جواب سنتا ہی اور واؤ وجاہ وگوش ہوش سے سُن وہ شخص اور زیادہ سر دھنتا ہی خیال مین آتا ہی کہ مین نے
اپنے اہل وعیال کو پرورش کی وہ ضرور کام آئینگے ان صورت ہاے مہیب سے مجکو بچائینگے گھبراکر بیٹی بیٹا جورو
بھائی قوت بازو کو پکارتا ہی کہ یارو میری مدد کرو اس بلاے ناگہانی کو رد کرو ای داؤد پنبۂ غفلت گوش ہوش
سے نکالکر سُن جنکے واسطے دنیا مین جان لڑائی ذلت اُٹھائی جستجو کرکے انکو پہونچایا وقت فاقہ کشی عیال
امر ونہی الٰہی کو بھول جاتا ہی بار گناہ عظیم اپنے سر پر اُٹھاتا ہی سُن وہ کیا خوب جواب دیتے ہین کیا اچھی طرح
اپنے سرپرست کی خبر لیتے ہین اُنھین کی زبان سے یہ جواب ہی اپنے بزرگ خانہ سے خطاب ہی ای شخص ہم
مجبور ونا چار ہین ہم سے کچھ نہین ہوسکتا ایک کام کرینگے کاندھے پر سوار کرکے مکان تنگ وتاریک مین بند
کردینگے پھر کبھی جاکر تیری خبر بھی نہ لین گے ہمسے زیادہ امید ترکہ ذائقۂ موت چکھ تب وہ شخص مایوس ونا امید
ہوکر درگاہ رب بے نیاز مین بہ گریہ وزاری عرض کرتا ہی کہ اگر ایک سال کی مہلت ملے کل احکام الٰہی ادا
کرون وہ جو سامنے بصورت مہیب ڈرانے والا کھڑا ہی کہتا ہی اب وقت مہلت نہین ہی موت سے فرصت نہین
ہی یہ کہتا ہی چھ مہینے کی مہلت ملے کل اعمال نیک کرونگا وحدانیت پروردگار عالم کا دم بھرونگا جواب دینے
والا کہتا ہی کہ غیر ممکن اب زبان مہلت کہان یہ شخص گھٹاتے گھٹاتے آخر مین عرض رسا ہوتا ہی اگر ایک شب
کی مہلت ملے مین اپنا سارا مال راہ خدا مین لٹا دونگا اطوار بد واعمال قبیح سے توبہ کرونگا جواب دینے والا

کہتا ہے اب مہلت ناممکن مجبور و ناچار ہو کر چند ساعت کی امید کرتا ہے اسوقت بھی جینے پر مرتا ہے مگر قابض ارواح جسم سے روح کو کھینچکر دماغ مین بند کر دیتا ہے تمام اہل و عیال کے رونے کی صدا سن رہا ہے کلام کرنے کی طاقت نہین بولنے کی لیاقت نہین گھبراتا ہے کہ میرے عزیز و اقارب کیون روتے ہین کس واسطے اپنی جان کھوتے ہین اے داؤد جادو جب باب قبر بند ہوا تب راز اصلی کھلا اعمال کی پرسش صدمۂ فراق احباب مکان تنگ و تار یک نکیرین نے کیا پوچھا اُسنے کیا جواب دیا ہوش گم اس برگشتگی و سرگشتگی کا انجام جہنم

نظم

ہے رخصت جان حال مین بتلا نہین سکتا	رہوار سبک تیز ہے ٹھہرا نہین سکتا	وہ ضعف ہے اسدم کہ کہین جا نہین سکتا
مین عمر گذشتہ کی طرح آ نہین سکتا	کچھ خال سے بھی کم ہے کنار لحد تنگ	آرام کہان پاؤن تو پھیلا نہین سکتا
سیاح عدم قید تعلق سے ہین آزاد	دام رگ تن روح کو اُلجھا نہین سکتا	دن رات بھڑکتے ہین مرے جسم کے شعلے
پھاہا کوئی تا زخم جگر آ نہین سکتا	رُکتے نہین سیاح عدم اشک کی صورت	جب آنکھ سے ٹپکا کوئی ٹھہرا نہین سکتا

مشکل ہے نسیم اب کہ بستر ہون وہ راحت مین ‍‍ کھوئے ہوئے آرام بستر پا نہین سکتا

دیگر اشعار آبدار عبرت آمیز

ہر شخص کو ایک دن ہے مرنا	بوڑھا ہو طفل ہو کہ برنا	مٹی مین ملی ہین صورتین سب	مٹنے کو بنی ہین مورتین سب
جانے کے لیے ہے سب کا آنا	گذرا یون ہین اسقدر زمانہ	کیا زور امانت خدا مین	کیا دخل مشیت خدا مین
اک نقش بر آب ہے یہ دنیا	لے دیکھ کہ خواب ہے یہ دنیا	فرصت نہین منہ سے بولنے کی	مہلت نہین آنکھ کھولنے کی
پھر مُرک نہ سکا وہ جسکی آئی	بیٹا ہو کہ باپ ہو کہ بھائی	تا بود اور لفظ بود ہے ایک	سب کا عدم و وجود ہے ایک
جو مانن کے کنار مین پلا ہے	آغوش لحد مین اسکی جا ہے	ہو زیست اگر بصورت نوح	اک دن نکلے گی جسم سے روح
سب کے لیے ایک ہی سبق ہے	مرنا برحق ہے موت حق ہے	یہ بات مگر سمجھنے کی ہے	اچھون کو قضا بھی چاہتی ہے
جس گھر مین تھے حضرت سلیمان	کیا کیا نہ کچھ انتظام تھا وان	پہرا دیتے تھے انس و جن	پہونچی یہ موت ان تک بھی لیکن
سو توف اک آدمی پہ کیا ہے	ہر چیز کے واسطے فنا ہے	اس دم کا اعتبار کیا ہے	اس سانس پہ اختیار کیا ہے
آئے تو خدا کی مہربانی	جائے تو وداع زندگانی	ناحق جینے کی یہ ہوس ہے	اس موت پہ کسکی کا بس ہے

کیون اے داؤد جادو لحد مین پڑے نکیرین کو کوئی جواب سوچا ہے یہی کہو گے مین خدا ہون سحر و ساحری مین یکتا ہون سوچو تو یہ شیاطین ساتھ ہونگے جہنم سے بچا دینگے یہ مسلمات سکرات دا موات و قبر جو بالتصریح خواجہ عمرو نے بیان کیے داؤد مرد عقیل ہے شل بر بید تھرایا تمام جسم پسینے مین ڈوب گیا آہ کا نعرہ کیا کہا خواجہ عمرو بڑے خدا بس مجھکو جلد

کھولدو قدموں پر اس شیر بیشۂ جرات کے گردن عذر عفو تقصیرات کمردن للہ مجکو صورت نجات بتاؤ گم گشتۂ راہ ضلالت کی رہبری کرو جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ داؤد ایسا بیتاب ہوا ستونوں سے سر ٹکرانے لگا خواجہ عمرو گھبرائے کہ کہین ایسا نہو جسم سے اُس کا مرغ روح پرواز کر جائے باپ کی بدحواسی پر ملکہ لالان خون قبا سر پیٹنے لگی کنیزون کی صدائے گریہ وزاری بلند ہر ایک خُرد و کلان دردمند خواجہ عمرو نے جلدی سے بڑھکر زبان سے داؤد کی سوزن نکالا لگمندون کو کاٹا داؤد لڑ کھڑا کر زمین پر گرا کبھی قدمون سے اسد غازی کے لپٹتا تھا کبھی گھبرا کر خواجہ عمرو سے کہتا تھا ای شہنشاہ عیّاران ای صاحب ایمان برائے خدا کلمۂ طیبہ زبان سے جلد فرمائیے اقرار وحدانیت رب اکبر کرون اس سرکشی سے تائب ہون ہر چند عمرو سنبھالتا ہی یا تون مین ٹالتا ہی کہتا ہی ای داؤد ہماری بات تو سنو ابھی کلمہ نہ پڑھو مطیع الاسلام ہوا فراسیاب خانہ خراب سے لڑائی کا سامان کرو اور ہزارون کو صاحب ایمان کرو راہ خدا مین جہاد کرو طلسم کشا کی امداد کرو جہاد کے بڑے بڑے شرف ہین انشاء اللہ سمجھ جاؤگے ایسا وقت پھر کبھی نہ پاؤگے داؤد جادو جواب دیتا ہی ای نظر کردۂ ہفت پیغمبران مین نے کوہ گران معصیت اپنے سر پر اُٹھایا رب اکبر سے ہمسری کا دعویٰ کیا نجات ناممکن اب اور دوسرا بار اُٹھاؤن کیونکر متحمل ہون راہ دور دراز زاد سفر سے ہاتھ خالی منزل بے نشان ایسا بار عظیم سر پر رکھکر کیونکر منزل طی کرونگا یہ جسم خاکی پروردۂ عہد ناز و نعم اسپر یہ بار رنج والم یہ نحیف وضعیف اس بار معصیت کے اُٹھانے کے لائق ہی ہر استخوان پر صدمہ پہونچے گا عیش و آرام کے عادی یکایک یہ بربادی اب یہ بہت بڑا احسان ہی کہ بہت جلد راہ ضلالت سے نکالیے باغ ایمان کی سیر کرائیے شاید کسی پھول کی بو دماغ مین پہونچ جائے غنچۂ پژمردہ خاطر شگفتہ ہو اب آپ کے غلام ناکام سے کوئی کار دنیوی ممکن نہین اپنے گناہون کبیرہ سے قلب مطمئن نہین کلمہ بتائیے عقاید دین مبین تعلیم فرمائیے ایک گوشۂ تنہائی مین بیٹھکر عبادت پروردگار عالم کرون کیا عجب ہی کہ عذاب دوزخ سے رستگار رہون خواجہ عمرو نے کہا ای داؤد وہ رحیم وکریم ہی سمیع وعلیم ہی شعر

ہم حشر مین کہین گے خدائے قدیر سے ٭ کیا کیا گنہ کیے تیری رحمت کے زور پر ٭ اسی شعر پر حقیر مصنف نے مصرع لگا دیے ہین لائق ملاحظہ ناظرین والاتمکین ہین صرف داؤد اور خواجہ عمرو سے کلام تھا اکیلا شعر اس مقام پر لکھا خمسہ

روز نشور قہر سمیع و بصیر سے	کانپین گے جسم دہشت بیس المصیر سے
پلہ قوی ہی ہلکے جناب امیر سے	ہم حشر مین کہینگے خدائے قدیر سے
کیا کیا گنہ کیے تری رحمت کے زور پر	

وہ رحیم وکریم خالق بے نیاز رب کارساز رحمت اُسکا شیوہ ہی گناہگارون کے گناہ بخشتا ہی اُسکی ثنا وصفت مین زبان انسان ضعیف البنیان قاصر ہی ابیات

ہر چہ آفریدی ودستی طراز	نیاز رت نہ ای از ہمہ بے نیاز	چنان آفریدی زمین وزمان	ہمان گردش انجم وآسمان
کہ چند انکہ اندیشہ گردد بلند	سر خود برون نادر واز کمند	نبود آفرینش تو بودی خدای	نباشد ہمہ ہم تو باشی بجای
نہ خلوت بدی کافرنیش نبود	نہ چون کردہ شد بر تو رحمت فزود	ز تعظیم تو بیش تو ہست ونیست	اگر باشد و گر نباشد یکی ست

داؤد نے کہا خواجہ مسلہ سکرات نے آپ کے مجکو مارا روح قالب مین بیچین ہی حقیقت مین وہ رب المشرقین والمغربین ہی ہان رحیمی اُسکی صفت لیکن قہار وجبار بھی نام ہی اُس وقت آنکھون کے آگے تاریکی قبر پھر گئی لذت عیش وعشرت دنیا نگاہون سے گر گئی میری دستگیری فرمایئے زیادہ نہ سمجھایئے عمرو اسد سے اشارہ کرتا ہوا ای نور نظرتم کسی طرح اُسکو سمجھاؤ ابھی کلمہ نہ پڑھے افراسیاب سے اسکا مقابلہ کرائین بڑی مشکل ہی تم برائے طلسم کشائی جاؤ گے ملکہ چہرخ وبہار پر افراسیاب جادو لشکرکشی کریگا وہ ہنگامے ہونگے کہ نہایت مشکل ہوگی آخر کیونکر تسکین دل ہوگی افراسیاب قصد کریگا کہ طلسم کشا کو مٹاؤن مرحلات طلسم پر برسر طلسم کشا لشکرکشی کردن یہ ساحر زبردست جو ہمارے ساتھ ہوگا افراسیاب سے برابر لڑے گا قدم نہ بڑھانے دیگا یقین کامل ہی سوائے طلسم بند ہونے کے اور کسی شرف مین افراسیاب اس سے زیادہ نہین ہی کاہن ساحر زبردست اور ستارہ شناس خوشرو خوش لباس اسد غازی یہ سنکر اُٹھے داؤد جادو کو گلے سے لگایا کہا ای نہنگ محیط افسونگری وای دریے بہائے دریائے ساحری آپ ہمارے بزرگ ہین اب ہر امر مین صلاح نیک دیجیے فتح طلسم کی تدبیر کیجیے آپ اس طلسم کے راز دار ہین صاحب جاہ ووقار ہین آپ کے نام سے ساحران ہوش رُبا تھراتے ہین آپکی ہیبت وشوکت سے مکارون کے دم لبون پر آتے ہین صرف آپ خدا سے توبہ کیجیے مطیع الاسلام ہوجیے آپ کی توبہ قبول ہی سعادت دارین حصول ہی نظم

نہان گو کہ ہی پردہ موجود ہی	رگ جان سے نزدیک معبود ہی	اگر ہی اُسکی قدرت کا ہو بند وبست	سلیمان کا لشکر کرے مور پست
ہین مخلوق اُسی کے زوال وکمال	غرض ہی بھون کا برا خیال	نہین بیان حقیقت مین جائے کلام	ہی لی وصفات اُسکے اُسی پر تمام

یہ کلام نصیحت انجام جو داؤد جادو نے زبان سحر بیان اسد نامدار سے سنے اور زیادہ بیقرار ہوا اسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی قریب تھا کہ دم نکل جائے بمشکل اپنے کو سنبھالا آنتا جواب دیا ای آقائے نامدار وای مولائے قدرشناس ای رہبر راہ حقیقت وای خضر بادیہ طریقت آپ کے کلام فیض انجام صفحۂ دل پر نقش ہوئے روح کو راحت وہ قلب کو فرح بخش ہوئے مگر غلام کی اب رائے یہی ہی کہ تائب ہوکر ایک گوشہ مین بیٹھکر عبادت کرو اُمورات دنیوی مین اب ملوث نہو زیادہ حضور تعویق نفرمائین کلمہ طیبہ بتائین غلام اپنے

گناہانِ کبیرہ کو یاد کرتا ہو سبدم فریاد کرتا ہو کیون شہریار پیدا کرنے والے کا ہمسر بنکر بیٹھا اس خیال مین استخوان
جسم لرزان ہین جیلے کنگرۂ صنعتِ قدرت تاک طائر وہم وخیال نہ پہونچے اُسکا ہمسر بنے اس سے بڑھکر اور کیا
گناہ عظیم ہو وہ رحیم وکریم ہو شاید میری غربت پر رحم کرے جس قدر حضور سمجھاتے ہین عبرت بڑھتی جاتی ہو روح
قفس جسم خاکی مین گھبراتی ہو اب اسد وعمرو مجبور ونا چار ہوے اسد نے کہا نانا جان آپ کے کلمات نصیحت
آیات قلب پر اسکے تاثیر کامل کر چکے یہ نقش اب نہ مٹے گا اسد وعمرو نے حکم دیا داؤد نے طریقہ پر اسلام
کے غسل کیا طریقۂ وضو بتلایا کلمہ پڑھایا داؤد جادو طیّب وطاہر ہوا بصدق دل دائرہ اسلام مین
آیا داؤد کو ایک لمحہ صحبت اسد ناگوار ہو عرض کی حضور دربار مین چلیے کُل سردارون کو مطیع کرادون
جو سرکشی کرے اُسکو سزا دون اسد نامدار لوح گلے مین پہنکر مسلّح ومکمل ہوے خواجہ عمرو بانہاے عیاری
سے آراستہ ہوکر ہمراہ داؤد بیرون باغ آئے وزرا امرا نے دیکھا ایک جوان ماہ طلعت مہر صورت
لیئق متین صاحب شوکت وجرات موافق شعر سعدی علیہ الرحمۃ شعر بالاے سرش ز ہوشمندی ٭
میتافت ستارۂ بلندی ٭ سپر فولادی پشت پر تیغہ برق مثال زیب کمر خود زرّین بر سر زرہ سونے چاندی کے
کڑیون کی زیب جسم انور سرو قد خورشید خد فتح وظفر دست بستہ پہلو مین آثار جلالت وشوکت چہرۂ زیبا سے
ہویدا صدف شکنی صفدری ناصیہ سے پیدا آگے آگے اپنے خداوند کو دیکھا دست بستہ اُسی جوان صاحب
لیاقت کی پشت پر مثل چاکرانِ کمترین ایک شخص دبلا پتلا تانتیا بانہاے عیاری سے آراستہ ساتھ ساتھ چلا آتا
ہو سب حیران پریشان کہ یہ کیا معرکہ ہوا آج تو خداوند کسی کے تابعدار معلوم ہوتے ہین مگر خاموش ہمراہ ہولیے
آکر دارالامارہ مین پہونچے داؤد تخت پر نہ بیٹھا مقام صدر پر بھی نہ بیٹھا مقام صدر پر دنگل اسد غازی
بٹھایا اُسیر شاہزادے کو جگہ دی آپ کرسی پر بیٹھا ایک جانب خواجہ عمرو وزرا امرا دست بستہ حاضر ہین دیدہ
ہین کہ دیکھین قدرت کیا فرماتے ہین داؤد نے سر اُٹھایا پکار کر بہ آواز بلند صدا دی ایہا الحاضرین پہچان لو
شیر بیشۂ وغا فتاح طلسم ہوش رُبا شہسوار عرصۂ یکہ تازی شاہزادۂ اسد بن کرب غازی وہ مہر سپہر عیاری
قطب فلک خنجر گزاری آپہونچے تمکو کیا خبر ہو خواجہ نے ہمکو گرفتار کیا احسان اُنکا کہ نہ قتل کیا اگر قتل کرڈالتے
تمکو خبر بھی نہوتی میری صورت بنکر افراسیاب جادو سے لوح طلسمی لے لی کتاب اُس بے کتاب کی ڈھونڈالی
طلسم کشا کو لوح ملگئی عرصہ دراز تک اُس بیحیا نے اس شیر صولت کو گنبد نور مین قید رکھا مگر قتل نہ کرسکا انکے
خدا نے انکو بچایا اس قید شدید سے چھڑایا یہ مجھکو بخوبی ثابت ہوا ... باطل کیا اچھا اس پیدا
کرنے والے کا ایک حقیر بندہ ہون جن صاحبون کو اطاعت دین اسلام منظور ہو اس شیر صولت کی اطاعت
کرین ورنہ میرے شہر سے نکل جائین یہ بخوبی سمجھ لو اسوقت کی میری بات کو دل مین جگہ دو صفحۂ دل پر ایک ایک

حرف کو نقش کرو طلسم ہوش ربا ضرور فتح ہوگا اسد نامدار قاتل افراسیاب ہی بہت قریب زمانہ انقلاب
ہی جو انکا ساتھ دیگا عزت و آبرو پائے گا ورنہ بحر ذلت مین غوطے کھائیگا آبرو پر بن جائیگی پناہ پانی مشکل
ہوگی دریاے ہوش ربا مین تلاطم ہوگا آمد طوفان قریب ہی محبت مسلمانان کشتی نجات ہی ہم تمھارے افسر تھے
راہ راست بتا دی آیندہ اختیار ہی ہمکو آج سے خداوند کوئی نہ کہے داؤد ذلیل بندہ رب جلیل نام ہی
دیکھو یار و باطل پرستی کا بد انجام ہی ایسے کلمات عبرت آمیز ورد کر داؤد جادو نے جواپنی زبان سے کہے دربار مین
ایک شور بلند ہوا ہر ایک وزیر امیر قدمون سے داؤد جادو کے لپٹ گیا کہا اے شاہنشاہ ہمنے دل و جان
سے اطاعت دین اسلام قبول کی افراسیاب کے باپ سے لڑینگے جان دینگے انکا ساتھ تا بہ حیات نہ
چھوڑینگے محبت سے اس شیر دل کی منہ نہ موڑینگے کیا دولت لازوال پائی نعمت ملت اسلام ہاتھ آئی
داؤد نے سب کو مطیع الاسلام کرایا قدمون پر اسد و عمرو کے گرایا اسی وقت کارگزارون کو بلا کر
حکم دیا بہت جلد ایک عبادت خانہ تیار ہو ہم اس مین بیٹھ کر عبادت کرینگے فوراً ایک قصر مختصر مثل مسجد کے
درست ہوا داؤد محراب عبادت مین صحیفۂ ابراہیمی لیکر بیٹھا چند صحیفہ خوان جمع کیے انکو اپنی صحبت مین
جگہ دی شاہنشاہ داؤد بندۂ خاص معبود کا یہ انجام ہوا کہ ہر وقت عبادت الٰہی مین مصروف لباس کہنہ
پیوند دار جسم نحیف و ضعیف مین جب طاقت عبادت نہ رہتی اسوقت ایک ٹکڑا کھالیتا چند قطرے پانی کے
پیتا کہ قلب کو تسکین رہے مگر شاہنشاہ اوج عیاری نے چاہا پانچ لاکھ ساحرون کا لشکر جمع کیا ایک نامہ مندرج
کل احوال یعنے حصول لوح وغیرہ کا حال درج کرکے ایک ساحر تیز رو کو دیا کہ یہ نامہ جلد ملکہ مہرخ کو پہونچا دو
زبانی بھی ہدایت کرنا کہ شہر داؤدیہ سے طلسم کشا نے کوچ کیا ہی آپ لشکر کو لیکر آئیے انشاء اللہ راہ مین ملاقات
ہوگی نامہ دار اسی طرف چلا عمرو نے کوچ کا قصد کیا ملکہ لالان خون قبا کو حاکم ملک داؤدیہ قرار دیا ملکہ
ناگن کو بخوبی سمجھایا کہ تم ملکہ کی حفاظت کرنا واضح رہے ناظرین ہو کہ خواجہ عمرو و لبصد کرو فر مع اسد
نامور مع لشکر ظفر اثر شہر داؤدیہ سے روانہ ہوئے انکو راہ مین چھوڑیے ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان افراسیاب جادو کا پہونچنا کوہ بلور پر اور کتاب دیکھکر گھبرانا آگاہ ہونا کہ لوح طلسمی ہاتھ سے گئی کتاب سامری پھٹی مٹی نہایت بیقرار ہونا اور طعن کرنا صورت نگار پر اور صورت نگار کا شرمندگی مین روانہ ہونا طرف شہر داؤدیہ کے آمادۂ قتل داؤد ہوکر و دیگر مقدمات متعلق داستان ہذا

ساقی اک جام اور دینا	گرتا ہون میرا ہاتھ لینا	اے میرے شب مراد کے ماہ	دکھلا کہین آفتا
ہوتا ہی سوار نشہ پانی	بس بندہ نواز مہربانی	دم پر اب ضعف سے نبی ہی	ایذاے فراق جا

دل پر مرے پڑ رہی ہے اک چوٹ — ہے پردۂ ہجر بیچ کا اوٹ
اے کشتیٔ دخترِ رز کے ملاح — دے راحتِ روح شیشۂ راح
ہان جلوۂ دخترِ رز دکھا دے — بچھڑے ہوے دوست سے ملا دے
اُلجھن ہے بہت خوش اُسکا دل کر — اب حال بہت چھپا نہ مل کر
پھر دل کی الم سرا ہو آباد — دیدار سے تیرے دوست ہو شاد
ساقی نے یہ سُنکے مے پلائی — دریا کی طرح طبیعت آئی

شیشے کی سُن رہا ہون قلقل — آنکھون سے نہان ہے ساغرِ گُل
چلتے ہین آخری ہے یہ دور — صحبت اب تھوڑی سی ہے اور
کہدے یہ مری طرف سے للہ — آیا ہے ترا فقیر اے ماہ
کچھ ڈر نہلین اب نہدانہ کردہ — کسواسطے پھر کیا ہے پردہ
کر قصۂ غم خوشی سے آغاز — دم بند ہے کھول پردۂ راز
مُنھ مین جو بھر آیا اُسکے پانی — کی خامہ نے یون گہرفشانی

غزل زیب النسا مخفی

تا بادِ صبا را بہ گلستان گذرے ہست — گل را نظرے جانبِ صاحب نظرے ہست
ہشیار ستمگر کہ لبِ نالۂ مظلوم — پوشیدہ ز چشمِ تو خدنگ اثرے ہست
تا ہست بہ بستانِ جہان فیضِ سحابی — از شجرۂ امید امید ثمرے ہست
غم نیست اگر روشنی دیدۂ من رفت — با چشمِ ترم شعلۂ آہ جگرے ہست

سیاحانِ دشتِ پرہولِ معانی درہ نوردانِ جادۂ خوش بیانی اِس داستان شوکت بیان کو یون سحر پر فرماتے ہین بعض محررانِ قصص صاحبانِ ذہن و ذکا رقم یہ کرتے ہین اب داستان ہوش رُبا جبکہ افراسیاب خانہ خراب لوح طلسم خواجہ عمرو کو دیکر کتاب سامری کو بغل مین دبائے ہوے حیران و پریشان لرزان و ترسان اُفتان و خیزان ہر دم یہی کہتا ہوا جاتا ہے ہاے کتاب خام ہے اسکا بد انجام ہے اس زور سے بغل مین دبائے ہون کہ شانہ ٹوٹا جاتا ہے اُسپر ڈر ہے کہ بربادی نہ صورت اپنی آئینہ خیال مین دکھائے کہین ہوا نہ نکل جائے اس انتظام مین گو زندگی مشکل ہے بادِ ہوائی باتون پر طبیعت مائل ہے دیکھو صرصر و صبا رفتار بھی وہین ٹھہر گئین خداوند نے اُنکو کیون روک لیا اب مجھکو یاد آیا اُسوقت تجھکو دیوانہ بنا دیا سواے لوح دینے کے نشیب فراز نہ سوچا اب بڑے بڑے خیال آتے ہین ہوا نکلنے کے خیال سے ہوش اُڑے جاتے ہین کیونکہ ہوا کو رد کون صرصر و صبا رفتار ساتھ ہوتین اسم باسمے ہین کوئی ہوا کے باندھنے کی تدبیر بتاتین اسی حال خراب مین بر سرِ کوہ بلور پہونچا ہزارہا کنیزین آکر حاضر ہوئین [illegible]ت براے افراسیابِ سیہ بخت آراستہ ہوا افراسیاب نے کہا مین تخت پر بیٹھکر کیا کرونگا مین [illegible]ل محال مین مبتلا ہون نام سامری و جمشید جپ رہا ہون کتاب خام دستیاب ہوئی دیکھیے [illegible]لہ ملتی ہوتین شبانہ روز یہی مصیبت ہے سرما و ابرلق وغیرہ باتون مین بہلاتے ہین حیرت [illegible]از دکر خمہ کرکے اپنی جانب متوجہ کرتی ہے لیکن افراسیاب بےچین و بیتاب کتاب بغل مین لیے

بیٹھا ہی حیران حیران ایک ایک کا مُنھ دیکھتا ہی صورت نگار بہت خوش ہی بلکہ حیرت جادو سے کہتی ہی
کیون بُوا حیرت تمنے دیکھا خداوند مجھسے دل لگی کرتے ہین مدت سے مجھپر مرتے ہین تمھارا ساتھ ہوتا تو مین ابھی
دو چار دن نہ آتی ہمارے میان مصوّر وہان رہنے کو نہین منع کرتے صاف تو یہ ہی کہ وہ سب ساحرون کے
خداوند ہین اولاد سامری ہین مرتبے اُنکے بلند ہین اُنسے کسی بات مین انکار کرنا بیکار ہی انھون نے پیدا کیا
ہی ننگا کھُلا دیکھین گے تو کیا ہوگا حیرت کہتی ہی واہ بوا خداوند ہین تو ہوا کرین کیا سب کی آبرو لینگے انھین
باتون مین دو شبانہ روز بہ سختی افراسیاب نے کاٹے جبکہ معلّم علوم آسمانی خوانندۂ کتب نکتہ دانی ادیب
خوش نویس بے نظیر یعنی ماہ منیر طفلان ثابت وسیارگان کو چھُٹی دیکر قصر مغرب مین داخل ہوا اور مجتہد عصر
آفتاب عالمتاب جماعت شجاع ہمراہ لیکر منبر فلک چہارم پر خطبہ خوان ہوا اور روز روشن عیان ہوا
افراسیاب نے کہا کہ صاحبو بڑی سختی سے مین نے دو راتین کاٹین اب تو آج تیسرا دن ہی سب
صاحبون کی طبیعت مطمئن ہی کتاب کھولون پختہ ہوگئی ہوگی صورت نگار نے کہا آج کا دن گذر جانے دیجیے
شب کو ملاحظہ کیجیے افراسیاب نے کہا بادولت کی جان پر بنی ہی تو دن اور رات کا ذکر کرتی ہی اب
بادولت سے صبر نہین ہوسکتا اگر ایک آدھا ورق کچا رہ جائیگا پھر سمجھا جائیگا سلطنت کرتے گو زمانہ گذرا
کتاب کو کچا پکا نہ سُنا تھا ابکی قدرت نے نیا لغت فرمایا ہی دیکھیے انجام بخیر ہو اب کھولتا ہون صبر بادولت سے
نہین ہوسکتا یہ کہکے افراسیاب نے کتاب کو جزدان سے نکالا سب سردار مصاحب گرد گھیرے ہوئے ہین نگاہ
سب کی لڑی ہوئی ہی سب سے زیادہ صورت نگار اُچھل رہی ہی کہتی ہی کیا جلدی قدرت نے میرے خاطر
سے کتاب بنا دی شاہنشاہ صاحب مہینون سرگردان رہتے جب کتاب ملتی مین نے اُسی وقت لڑبھڑ کر
دلوا دی ہان شاہنشاہ کھولو تو حرف حرف پر نگاہ ڈالو ایک ایک سطر مشابہ بہ زلف محبوب ہوگی
عبارت بہت خوش اسلوب ہوگی ہر دائرۂ عشرت فزا نکتہ اسکا خال چہرۂ معشوق دلربا افراسیاب
نے کہا اب خاموش رہو سامری وجمشید کا نام لو کتاب کھولتا ہون سب نے کہا کھول دیجیے
مضامین فرحت آگین پر نگاہ پڑے تسلسل عبارت سے طبیعت لڑے افراسیاب نے ڈرتے ڈرتے
کتاب کو کھولا پہلا صفحہ مُعرا پایا صورت نگار نے کہا دیکھیے حکم کے خلاف ہوگیا حرف اُڑ گئے کاغذ
صاف ہوگیا ہم منع کرتے تھے ہمارا کہنا نہ مانا ہم ناحق خداوند سے شرمندہ ہوئے افراسیاب نے
بصد پیچ وتاب کہا اے صورت نگار تمھاری زبان نہین رکتی میرے کلیجے پر چھُریان چل رہی ہین مجھکو رنگ
دگرگون معلوم ہوتا ہی یہ کہکے جو ورق اُلٹا صاف وشفاف حرف کیسا نقطے کا بھی نام نہین سفیدی اُسکی
جوے شیر سواد سے کام نہین جب دس بیس ورق اُلٹے عبارت ظاہر ہوئی صورت نگار نے کہا لو شاہنشاہ

بہت کچھ لکھا ہی تمھاری تقدیر کا نوشتہ ہی ناحق کو گھبرا گئے کتاب بڑی تھی ایک ورق پیشتر تمنے کھولی کچھی رہگئی تھی اتنے ورق ابھی نہین بنے کل تک بن جائینگے بروقت کاپی جانے کے حرف پسلے چھپ گئے اب تیھر بنانیوالے کا کام ہی ہر طرح قدرت کا نام ہوا افراسیاب نے حرفون پر نگاہ ڈالی کہا اری زبان دراز دیکھ تو کیا لکھا ہی سیاہی حروف دیکھکر میری آنکھون مین اندھیرا آگیا ہی ارے عربی فارسی پڑھنے والون کو لاؤ اس مین عربی لکھا ہی جلد ترجمہ کراؤ اس تحریر پر پیچ کو مترجم صاحب سمجھین گے منشی احمد حسین قمر کو بلاؤ وہ ترجمہ بہت صاف صاف کرینگے مین نے عبارت انکی دیکھی ہی زبان صاف و شفاف ہر طفل و جوان خواندہ ناخواندہ خاص و عام نے انکی زبان کو پسند کیا ہی رو سانے شاہنشاہ سخنوران خطاب دیا ہی ابریق نے کہا حضور مین نے فارسی پڑھی ہی اردو کی کتابین بھی اکثر دیکھی ہین مجھے دیجیے افراسیاب نے کہا میرے پاس آؤ اے بھائی جلد اسکا مطلب سمجھاؤ ساری کتاب معرا مضامین سے مبرا صرف دو ورق لکھے ہین اس مین تمام ہوشربا کا حال کیونکر معلوم ہوگا ابریق نے سر جھکا کے کہا حضور اول کا لفظ مین نے ہجے کرکے نکالا ہی زیر زبر بھی بنے ہین دیکھیے لکھا ہی یا فتاح العلیم اسکے بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم اب آگے مین نہ پڑھونگا شاہنشاہ خفا ہونگے افراسیاب نے کہا تمھاری کیا خطا ہی پڑھنے مین کیون عذر کرتے ہو کہا حضور مین نے دونون ورق پڑھ لیے لفظاً لفظاً پڑھون یا خلاصہ بتلادون افراسیاب نے کہا میان وزیر صاحب تم مجھکو مسخرے سے معلوم ہوتے ہو کتاب کا پڑھنا ہی یا بھانڈون کی نقل ہی ابریق نے کہا زبان سنبھالیے کوئی کلمہ سخت منھ سے نہ نکالیے ہم بھی قوم کے شریف ہین دیکھیے کپڑے بھی عمدہ پہنے ہین باپ دادا جولاہے تھے ہم تو تھان کے ٹھرے ہین اتبو تا نا تمھاری نہین کرتے ہین وزارت کا دم بھرتے ہین یہ سارا مضمون خواجہ عمرو عیار کے ہاتھ کا لکھا ہی لوح اسنے خداوند داؤد بنکر آپ سے لے لی کتاب سامری ڈھونڈ ہی ہوتے دوسو خداوندون کے پرستارون کی آبرو مٹی خوب دریا دلی دکھائی اتبو افراسیاب جادو پیٹنے لگا کہا لو صاحبو غضب ہوگیا لوح طلسمی ہاتھ سے گئی اب طلسم کشا سرکشی کرے گا ایک ایک ملازم سرکشی کرے گا آجتک ما بدولت مسلمانون سے منھ نہ پھیرتے تھے جب قصد کیا شکست دی اب طلسم کشا کے سامنے سے بھاگنا پڑیگا وہ لوح طلسمی چھمکا ئیگا جان کا خوف تو بری چیز ہی اس ناچیز کے سامنے سے منھ پھیر دونگا اگر ایک سحر کردن طنا بین آسمان کی زمین پر پہنچیدون طبقات زمین آسمان پر پہنچاؤن میری افسون گری نے نام سامری و جمشید روشن کیا مگر یار و عمرو نے خداوند داؤد کو کیونکر گرفتار کردیا کیا کرشمہ کیا یہ سارہان زادہ وہان کس طرح پہونچا اب نہین معلوم قدرت پر کیا گذری ہوگی کیون اے صورت نگار تم نے ہمکو ڈبو دیا ارے یہ تو دیکھو صرصر و صبا رفتار کہان ہین کئی دن سے میری آنکھون سے نہان ہین جو کہ میرے ساتھ گئین وہ

صرصر و صبا رفتار نے تھیلیون ارے ہین سے ڈھونڈھکر رقعۂ سامری لاؤ خدمت مین ماہیان زمرد پوش
نانی اماں کے جاؤ انکے پاس اوراق متفرق موجود ہین اول اُس ہین حال صرصر شمشیر زن و صبا رفتار
دیکھکر دریافت کرون ابریق نے کہا غلام ابھی جلد جاتا ہی کوہ بلور پر قیامت برپا ہوئی اب ملکہ صورت نگار
بھی گھبرائی کہتی ہی یہ کیا نقشہ ہوا افراسیاب کہتا ہی اے صورت نگار تونے مجھکو تباہ کیا کسی کام کا نہ رکھا
دربار خداوندی مین ایسی باتین کہین مجھکو گھبرا دیا اے صورت نگار مین لوح تجھے لونگا ہاے مضمون غزل
زیب النسا یاد آیا

غزل

روز نو امیدی چو آید آشنا دشمن شود
غم جدا شادی جدا دولت جدا دشمن شود

ہر کہ پیش از وقت درمان خواہ درد سر بود
گر طبیبش بو علی باشد دوا دشمن شود

چون ز بلبل بخت برگردد بہ رغم باغبان
حسن گل را جنبش باد صبا دشمن شود

رو بسوے ہر کہ آرم رو بگرداند ز من
بخت چون گردد زبون بر تن قبا دشمن شود

بر مراد ما زر و درہم اگر باد مراد
در محیط عافیت ہم نا خدا دشمن شود

نیست مخفی در دل ما با کسے چون دشمنے
ہر کہ با ما دشمن است او را خدا دشمن شود

سراسر میرے ساتھ سب نے دشمنی کی حقیقت مین میری عقل میری دشمن ہی مگر خاص اس راہ مین تو رہزن
ہوئی مشیر وزیر سب ساتھ تھے کسی نے صلاح معقول ندی بیچ دریا مین کشتی ڈبو دی اسی اثنا مین ابریق
وزیر پردۂ ظلمات سے جا کر رقعہ جمشیدی لایا پہلے افراسیاب جادو نے اس مین حال صرصر و
صبا رفتار دیکھا کہا صاحبو وہ بیچاریان فلان صحرا مین درختون پر بندھی پڑی ہین ابریق جلد جاکر
لاؤ ابریق کوہ شگاف گیا صرصر شمشیر زن و صبا رفتار کو اٹھا کر لایا دیکھا وہ بیچاریان
بندھی پڑی ہین پٹیان بیہوشی کی دماغ پر چڑھی ہین بیہوش و بدحواس افراسیاب جادو نے کہا انکو
ہوشیار کرو جب دونون ہوشیار ہوئین دیکھا عجب صحبت ہی شاہنشاہ غصے مین کانپ رہے ہین حیرت جادو
بال کھولے پیٹ رہی ہی صورت نگار بدحواس تمام دربار محفل خاموشان رنج و ملال ہر ایک کے چہرے
سے عیان افراسیاب نے کہا او صرصر و صبا رفتار ہمنے تمکو کہان بھیجا تھا دونون نے کہا او شاہنشاہ
ہم شہر داؤدیہ مین گئے جب دربار خداوند مین پہونچے دیکھا بخوبی پہچانا ساربان زادہ تخت خدائی پر موجود ہی
وہان ہمنے بولنا مناسب نجانا کہ ذرا منھ سے بولین گے سب امیر وزیر اسکی خدمت مین حاضر ہین ہمکو گرفتار کرے گا
اسوجہ سے ٹالا جواب نامہ لیا یہ سوچ کے پلٹے کہ جا کر شاہنشاہ سے عرض کرینگے انتظام ہو جائیگا راہ مین ایکبار
برق نے گرفتار کیا ایک کے لیے جنگل مین شیر بنیٹھا تھا یعنی گویا ضرغام شیر دل چھپا ہوا تھا اُسنے دام تزویر

بچھایا ہمکو پکڑکے درختون پر باندھ دیا کاغذ لے لیے یہ فرمائیے ہمارے بعد کیا ہوا افراسیاب جادو نے کہا
اے صرصر شمشیر زن اب زندگی دشوار ہے بیان کرنا بیکار ہے تم دونون کی صورت بنکر برق و ضرغام
بیان آئے کاغذ تو سند کے انکے پاس موجود تھے مجھکو لگا کر شہر داد دیے مین لیگئے مگر مین نے عیارون کی
بات کا اعتبار نہین کیا جو کچھ کیا صورت نگار کا فعل ہے مین نے اسکے اعتبار پر لوح حوالے کر دی اسنے
آپ سے ناز و نخرے سامنے خداوند داؤ دکھے کیئے ساربان زادے نے خوب سینہ کو ملا دلا چاچٹ بے
لیے دست درازی کی مرشد زادے صاحب ہنسے دیتے تھے ایسے نامرد میری نگاہ سے نہین گذرے جورو
کی یہ گت بنے اور شوہر خوش ہو یہ بھی دم بدم سے کہے جاتی تھی لوح دیدیجیے بعد لوح حاصل ہونے کے
اسنے کتاب ڈھونڈ ڈالی صرصر و صبا رفتار کو سناٹا آگیا کہا اے شاہنشاہ حقیقت مین بڑا ستم ہوا یہ
تازہ غم ہوا کیون بی ملکہ صورت نگار صاحب آپ نے بڑے فریے اڑائے ساربان زادہ ایسی
باتون کی فکر مین رہتا ہے خیر ہوئی اگر تم رات کو رہجاتین وہ نگوڑا بدمعاش عیار مکار تمکو شراب پلا کر
خراب کرتا اب کہیے کیا ہوگا شاہنشاہ جان دینے پر آمادہ ہین اب کچھ تدبیر کرو ناحق کی کائین کائین
سے کیا فائدہ یہ کہکے دونون عیار بچیان اٹھین افراسیاب کے قدمون سے لپٹ گئین کہا اے
شاہنشاہ اپنی جان دینگے عیاری کرینگے عمرو کا جی چھڑا دینگے مگر بی ملکہ صورت نگار صاحب قدرت
کی بہو کہلاتی ہین ساحرہ بھی زبردست ہین ساری آگ بھی انھین کی لگائی ہوئی ہے اب کچھ فکر معقول کرین
لونڈیان تو ہر وقت سر ہتھیلی پر رکھے پھرتی ہین ہم مجبور ہین کہ سحر نہین جانتے عیاریان کرنے مین کمی نہ کرینگے اب
سب نے صورت نگار کو برا کہنا شروع کیا جدھر سر اٹھاتی ہے جس سے آنکھ ملاتی ہے وہ یہی کہتا ہے واہ
بی صورت نگار بڑا احسان کیا لوح کو ہاتھ سے کھو دیا اب طلسم کشا کس سے دبے گا ساحرون کو گھس کے
قتل کریگا فخر رستم و اسفندیار ہے جرأت شمشیر زنی مین صاحب وقار ہے اب اسکی بن پڑی لوح طلسمی ملی بعض
کہتے ہین شاید مشکل مہرخ و بہار و باغبان بی صورت نگار صاحبہ بھی ملگئین لگا کر شاہنشاہ کو لے گئین
اب کسی مقام پر پیرا دھوکا دینگی شاہنشاہ کے جان جانے کی فکر کرینگی اتنا بڑا کام کیا صاحب خوب نام کیا اب
طلسم ہوش ربا کا ہیکو بچے گا بڑے بڑے لوگ طلسم کشا کے دستدار ہین مرحلہ جات کا فتح ہونا کیا مشکل لوح
قدم بقدم رہبری کریگی جو ساحر مکر و حیلہ کرنے کا ارادہ کریگا طلسم کشا لوح دیکھے گا سنا ہے کہ وہی مضمون لوح
مین نکل آئیگا عجب صورت ہے لوح طلسمی بڑی نعمت ہے نگہبان طلسم کشا اگر سامری و جمشید بھی سحر کرین حساب
لوح پر تاثیر ہوا ان باتون کو سنکر یہ نقشہ ہوا کہ صورت نگار سن ہوگئی بے اختیار رونے لگی کہا صاحب
زبان سنبھالو ایسے کلمے زبان سے نہ نکالو مین سامری و جمشید کی بہو ہو کر مسلمانون سے ساز کرونگی اپنے

نانا دادا کو بُرا کہواؤنگی مین کیا آگاہ تھی کہ ساربان زادہ خداوند داؤد بنا بیٹھا ہی مگر خیر اے شاہنشاہ جو کچھ ہوا میری ذات سے ہوا اب یا جا کر جان دونگی یا لوح کی فکر کرونگی اگر داؤد جادو نے اطاعت مسلمانان کی ہی سحر و ساحری مین بیشک مجھسے زیادہ ہی مگر عیاری مکاری جو کچھ مجھسے ہوسکے گی تامل نہ کرونگی میان داؤد کی بوٹیان کاٹونگی اور یا زندہ نہ پلٹونگی اُسوقت مصوّر کی بیقراری زوجہ کے واسطے اشکباری کہا اے ملکہ عالم مین بھی تمھارے ساتھ چلونگا سحر تصویر انکا تیار ہی اُس مغرور بدمست بادۂ غرور کو دیوانہ نکردون تو نام میرا نبیرۂ جمشید نہ رکھنا صورت نگار نے کہا صاحب داؤد کے سامنے سحر و ساحری کا کام نہین اگر ہونسٹھ ہلا دیگا آسمان کو زمین سے ملا دیگا نہین معلوم کیا کیا تدبیر کرونگی کسی کی میرے ساتھ ضرورت نہین اب مجھے طعن و تشنیع نہین سنے جاتے اگر یہ کام میرے ہاتھ سے نہوا مین کسی کو مُنھ نہ دکھاؤنگی اتبو ہر ایک کی زبان پر یہ جاری ہی کہ ملکہ صورت نگار طلسم کشا کی شریک ہوگئی لوح جا کر دلوا دی اب برائے شراکت جاتی ہین یا لوح لیکر آتی ہین جو کچھ ہوگا اظہر من الشمس ہو جائیگا کہنے والون کو بخوبی یقین آئیگا جس طرح شاہنشاہ طلسم ہوش رُبا کی لونڈیان باندیان شریک مسلمانان ہوئین اُسی طرح ہم بھی اسد کا ساتھ دینگے اب شاہنشاہ سے سرمیدان لڑینگے یہ کہکر لباس تبدیل کیا اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا جوش فکر مین گویا دریاے سحر مین غوطہ مارا اُسوقت افراسیاب کو بھی انتشار رہا مصور بہت بیقرار رہا مگر صورت نگار نے کسی کا کہنا نہ مانا ملکہ حیرت جادو نے جو زیادہ کہا صورت نگار نے خنجر کھینچکر گلے پر رکھ لیا کہا اے زوجۂ شاہنشاہ اب کچھ نہ فرمائیے لونڈی بہت ذلیل ہوئی لائق مُنھ دکھانے کے کسی کو نہین رہی ایسی سخت جان ہون کہ موت نہین آتی یہ کلمات کان سے سنکر بی صورت نگار شاہنشاہ کی دشمن ہین اپنے نانا جان دادا جان کے بندون کے لیے رہزن ہین عزت و آبرو بالکل مٹلگئی ملکہ حیرت جادو نے دیکھا اُسکو انتہا کا رنج و غم ہی سامری و جمشید کی بہو کہلاتی ہی خطاے فاش ہوئی بہت شرماتی ہی کہا اچھا بی بی سامری و جمشید کے سپرد کیا صورت نگار آمادۂ قتل شاہنشاہ داؤد جادو ہوکر طرف ملک داؤدیہ کے روانہ ہوئی حسب حال اس معاملہ کے

ناظرین یہ غزل ملاحظہ فرمائین غزل

خطا بجا ئیگی کیا اور کفیل کیا ہوگی
مرے نجات کی یارب سبیل کیا ہوگی

خدا تو ایک ہی کعبہ جو تم بناتے ہو
بنائے کعبۂ دل اے خلیل کیا ہوگی

کسی ہی ایسی کہ ہی تو ن تیغ ابروے یار
اب اس سے بڑھ کے کوئی تیغ اصیل کیا ہوگی

ہرن کی آنکھ کمر چیتے کی لڑے گی اگر
تمھاری چشم و کمر سے ذلیل کیا ہوگی

ہمیشہ فرقت سنگین و لا نکا غم کھایا
غذا کسی کی اب اس سے ثقیل کیا ہوگی

قیامت آئی بھی گذری بھی پر نہ وصل ہوا	اب اُسطرف سے بھلا اور ڈھیل کیا ہوگی
ہے اُنکی آنکھ کی اُلفت کا روگ نرگس کو	غرض جو ہے تو یہی ہے علیل کیا ہوگی
علیؑ کے دوستون کی وہ اگر بنے نہ سبیل	قبول خلد مین تو سلسبیل کیا ہوگی

ملکہ صورت نگار تو اُدھر سے جاتی ہے وقت پر ذکر ہوگا اسد غازی مع فوج ظفر موج شہر داؤدیہ سے کوچ کر کے روانہ ہو گئے یہ بھی حال اپنے مقام پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق اسیر طرۂ گیسو فریح خنجر ابرو حسن و جمال مین یکتا ملکہ لالان خون قبا کے بیان ہوتے ہین

بعد جانے اسد نامور کے وہ باغ جس مین کئی مہینے گل گلزار صاحبقرانی کا گذر رہا آٹھ پہر جلسۂ عیش ونشاط آراستہ رہا اب جو بعد جانے اُس سرو قد کے باغ پر نگاہ پڑی خار فراق دلمین کھٹکا ہر پھول شعلۂ آتش معلوم ہونے لگا نخلہائے باغ دیکھکر آہ کا گمان ہوا سنبل کو دیکھکر اور زیادہ دل پریشان ہوا رعنائی پھولون کی کب آنکھون مین سماتی ہے نرگس بھی غصہ مین آنکھ دکھاتی ہے طائرون کی زمزمہ سرائی سے سر پیٹتا ہے قطرۂ اشک آنکھون سے چنگاری بنکے گرتا ہے یاد گل رخسار اسد نامدار مین گھبراتی ہے سرو چمن کو دیکھکر صورت قامت محبوب آنکھون مین پھر جاتی ہے

نظم مصنف

بیتابی دل جو زار پاتی	سو بار اُسے اُٹھا بٹھاتی	پھوٹی قسمت کو رو کے چھالے	دل کے وہ تمام زخم آلے
برباد حواس مثل نکہت	اُڑتی تھی غبار بنکے رنگت	آنکھون سے تھے زخم تھک جاری	پھولون پہ پڑی تھی وہ بہاری
اللہ رے اضطرار اُسکا	دم رُکتا تھا بار بار اُسکا	سر عقل سے ہو گیا تھا خالی	چہرے پہ ذرا نہ تھی بحالی
تھم جاتی کبھی جو آنکھ رو کر	پھر آتے تھے ڈھیلے خشک ہوکر	تپ چڑھتی سموم کے چلے سے	پڑتے تھے بدن پہ آبلے سے
بھولے سے جو اسطرف کو آتی	ساتھ اُسکے صبا بھی خاک لاتی	رو کے ہوئے اسکو لاغری تھی	تھامے ہاتھون کو بے پری تھی
گہ عقل پہ کچھ عتاب کرنا	گہ غزل تو ان دتاب کرنا	بالین پہ جو شب کو خواب آتا	بیداریون کا ادب بٹھاتا
فریاد نے گر کبھی کیا جوش	کم گوئی یہ کہتی تھی کہ خاموش	پہلو سے اگر کبھی اُٹھا درد	صبر آکے پکار ابیٹھ نامرد
سر کھینچا اگر کبھی فغان نے	کھولا نہ دہن کا در زبان نے	سونے دیتا نہ بخت بیدار	رونے دیتا نہ ضبط زنہار
	راحت پے دل جگر ہے آزار	آزار دہ عشق کا گرفتار	

آٹھ پہر خاموشی سے کام گرفتار رنج و آلام صحبت گذشتہ کی یاد قلب نائل فریاد دل صرف بیقراری آنکھین آشنائے اشکباری خواب و خور حرام تڑپنے سے ہر وقت کام اگر کسی نے کچھ کلام کیا ٹھنڈی سانس بھر کے رہگئی لیکن جواب نہ دیا ناگن وزیرزادی ہر چند بہلاتی ہے دل نہین بہلتا لاکھ لاکھ ضبط کرتی ہے مگر قلب نہین

سنبھلتا جب ایک ہفتہ اسی عالم مین گذرا آب ودانہ بالکل ترک ہوگیا آٹھ پہر غم کھانا خون دل پینا ناگن نے محبت سے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا کیون داری آپ کو چپ لگ گئی ہمارے کلام کا جواب نہین ملتا آخر اسکا انجام کیا ہوگا وہ مرد ہین آمادۂ طلسم کشائی افراسیاب ایسے ظالم سے لڑائی اُنکے واسطے دعا کیجیے کہ خدا دشمن پر مظفر ومنصور کرے آپ کا بلکنا تڑپنا اُنکے واسطے مضر ہے وہ بھی وہان گھبراتے ہونگے اگر اُنکے قلب کو اطمینان نہوا پراگندہ خاطر رہے انتظام جنگ مین فرق آئیگا دشمن کی بن پڑیگی لڑائی مین طبیعت کیونکر لڑیگی خدا نے ایسا فضل شریک حال کیا یا تو بالکل بیدست وپا تھے اب تو اُنکو لوح طلسمی ملی کسی کا سحر بھی تاثیر نہ کریگا جرأت وشوکت مین فرد ہین ساحر تمام واہین شمشیر زنی سے انکی تھرائینگے سب کفار سامنے سے رو بفرار لائینگے اسی ہفتہ عشرے مین انشاء اللہ ضرغام شیر دل عیار اُنکا فتح نامہ لیکر آئیگا سن لیجیے گا افراسیاب خانہ خراب مارا گیا اس ہنگامۂ گیر ودار مین آپ کو کیونکر ساتھ لیجاتے واے بر حال ملکہ حیرت الماس پوش اُنکو بھی تو لشکر مین چھوڑا ہمراہ اپنے نہین لیا بعد فتح طلسم سب ایک مقام پر ہو جائینگے عیش وراحت کے سامان مہیا ہونگے براے خدا صبر کیجیے دل تردد منزل کو اپنے سمجھایئے آٹھ پہر رونا بہتر نہین ہی دشمنون کو بُرا عارضہ نہو جاے قسمت یہ روز سیہ نہ دکھائے جب ناگن نے اس آوارۂ دشت رنج ومحن کو اس طرح سمجھایا ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر جواب دیا مصرعہ کیا بتاؤن کہ جو حالت دل ناشاد کی ہی ہوا خواہی خیر خواہ مین بدنصیب سب کچھ سمجھتی ہون مگر دل بیقرار نہین مانتا آٹھ آٹھ آنسو رولاتا ہی بلحظہ اضطرار بڑھتا جاتا ہی غزل

فراق یار مین مجھپر اذیت بڑھتی جاتی ہی
شب ہجران تو گھٹتی ہی مصیبت بڑھتی جاتی ہی

عروج حسن ہی انکا محبت بڑھتی جاتی ہی
بہار آتی ہی جو جو میری وحشت بڑھتی جاتی ہی

مجھے منظور ہی دم بھر نہ وہ اوجھل ہون آنکھون سے
انھین پروا نہین کچھ اور نفرت بڑھتی جاتی ہی

نبھیگی کس طرح انکی طبیعت مین تلون ہی
خدایا خیر کرنا اب محبت بڑھتی جاتی ہی

غم ورنج والم کی ہجر مین دل پر چڑھائی ہی
غضب کی جا ہی اس لشکر کی کثرت بڑھتی جاتی ہی

ترے گیسو کے سودے مین نکلتے ہین وطن سے بھی
غریبون کی مصیبت پر مصیبت بڑھتی جاتی ہی

نباہ اسکا بہت دشوار ہی اب دیکھیے کیا ہو
وہ کم کرتے ہین اور میری محبت بڑھتی جاتی ہی

دکھایا یاس کو مشق سخن نے رنگ یہ اپنا
خدا کے فضل سے اسکی طبیعت بڑھتی جاتی ہی

اب تو اپنی زندگی سے بیزار ہون شاہد مرگ کی خواستگار ہون تجھسے کیا کہون دل مین آتا ہی کہ اپنی جان دیدون یا کچھ کھا کر سو رہون کہ اس بلاے رنج فراق سے چھوٹون شعر غم فراق کو مین جانون یا خدا جانے ؎

جو میرے دل پر گذرتی ہی کوئی کیا جانے شعر نہ مونسے نہ رفیقے نہ ہمدمے دارم ٭ حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم ٭ ہر وقت خیال خام تصور تھا تمام در پیش ہی آٹھ پہر یہی پس و پیش ہی افراسیاب بڑا بادشاہ جابر و قاہر ہی اُسکے سحر و ساحری کا حال سب پر ظاہر ہی ایسا نہو کہ دھوکا دیکر لوح لے وہ تو سید ھے مسلمان ہین نیک و بد دنیا کا نہین جانتے دوست و دشمن کو نہین پہچانتے ہین اگر ساتھ ہوتی ہر وقت سمجھاتی رہتی کہ صاحب بارگاہ سے باہر نہ جاؤ اس زمانے مین کسی سے نہ ملو دربارگاہ پر پہرے مقرر کرتی غیر اُنکے سامنے نہ آنے پاتا بخوبی انتظام ہوجاتا ناگن وزیرزادی نے جواب دیا جوش محبت مین آپ کو یہ خیال ہی ناحق کا رنج و ملال ہی خواجہ عمرو ایسے عقیل اُنکے بزرگ چاہنے والے اُنکے ساتھ ہین چڑیا اُڑتی ہوئی چڑیا کو پہچانتے ہین ارسطو و لقمان کو طفل مکتب جانتے ہین اُنسے بہتر کیا انتظام کرتین دوست و دشمن کو کیونکر پہچانتین ان خیالات کو دل سے نکالیے رنج و الم کو ٹالیے ملکہ نے کہا ناگن بیراہبت دل گھبراتا ہی کلیجہ مُنھ کو آتا ہی آخر سب کنیزون نے باہم صلاح کرکے کہا بی وزیرزادی صاحب اگر آپ کے نزدیک مناسب ہو تو ملکہ کو واسطے سیر و شکار کے صحرا مین لے چلیے یقین کامل ہی کہ وہان جاکر دل بہل جائیگا طبیعت کو فرحت ہوگی قلب ناصبور آرام پائیگا اس رائے کو ناگن وزیرزادی نے بھی پسند کیا کہا اچھا اچھا جلد واسطے شکار کے انتظام کرو صید گیر بیلیے قراول وغیرہ کو حکم دو کہ جلد در دولت پر حاضر ہون اُسیوقت سب کارگزاران شاہنشاہی انتظام مین مصروف ہوے بیلیے میر شکار کتون کی جوڑیان چیتون کی چارپائیان باز بہری جرہ لگر جھگر وغیرہ رات ہی کو ان سب اشیا کا انتظام ہوگیا جبکہ شہسوار فلک چہارم اعنی آفتاب عالمتاب برائے صید و شکار کمند شعاع ہاتھ مین لیکر صحرائے فلک مین داخل ہوا ناگن وزیرزادی نے ملکہ کے قدمون پر ہاتھ رکھا ملکہ نے کہا اے وزیرزادی کیا مین سوتی ہون اپنی تقدیر کو روتی ہون یہ کہکے آنکھین ملتی ہوئی خوابگاہ سے اُٹھی ناگن نے طشت و آفتابہ منگوایا مُنھ ہاتھ دُھلوایا باتون مین بہلایا ملکہ نے مردانہ لباس پہنا خود زرین سر پر رکھا گُھٹنا چست زرہ جسم پر درست کمان کیانی مثل ہلال پہلوے ماہ تابان مین تیرون کا ترکش مثل دم طاؤس بائین شانے پر جس مین وہ تیر دلدوز جو طائر وہم و خیال کو شکار کرین دل سنگ سے پار گزرین نیمچہ برق مثال زیب کمر سپر پشت پر مثل قرص قمر اس آن بان سے ملکہ بارہ دری سے برآمد ہوئی مادیان عربی برق رفتار صرصر کردار آراستہ ہوکر سامنے آئی دامن زرہ گردان کر پشت مادیان پر سوار ہوئی نیزہ ہاتھ مین لیا مادیان کو کاوے پر لگایا بارہ ہزار نازنینان پری پیکر لباس مردانے پہنکر مرکب ہاے تازی و کبھی دیمنی پر سوار ہوئین اس کروفر سے برائے شکار سمت صحرا چلین ناگن کا توسن برابر ملکہ کے اب جو ہواے سحری چلی فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا ملکہ نے کہا کیون اے وزیرزادی یہ سفر خدا ایسا مبارک کرے کہ ہمارے پردیسی آملین باغ سے کنیزین صحرا مین خبر لیکر آئین

کہ حضور جلد چلیے طلسم کشا طلسم کو فتح کرکے آئے کیون ناگن اگر اسد دلاور ہمارے باغ مین آئین اور ہمکو وہان نپائین یقین تو ہی کہ بہت گبھرائین چلتے وقت بھول گئی کنیزون کو سمجھا دیتی کہ اگر پوچھین ملکہ کہان گئین تو سب کنیزین کہین کہ حضور آپ کے فراق کا صدمہ اُنسے نہ اُٹھ سکا ملکہ کا انتقال ہوا ناگن نے کہا واری ایسی باتین نہ کیجیے وحشت ہوتی ہی یہ فلک بیجا حواس کھوتی ہی دیکھیے صحرائے سبزہ زار ہی ہر گل بوٹے پر تازہ بہار ہی دیکھیے جھاڑیون سے ہرن نکلے تیہو بگلے اپنے مقام سے اُڑے تیر کمان سنبھالیے شکار کیجیے بازدارون نے باز چھوڑے بہری نے طائرون کے کان کھولے باز بھی شکار سے باز نہ آیا ہر پرند کا خون بہایا شکاری کتے ہرنون پر جاپڑے تازی بات ہو منہ زوریان کرنے لگے ناگن نے ملکہ کو شکارگاہ مین بہلایا دن بھر شکار کھیلا شب کو بارگاہ استاد کرائی صحبت عیش آراستہ کی ملکہ لالان خون تھا ہر روز شکار مین مصروف رہتی ہین مگر فراق اسد کا رنج سہتی ہین ان کو تو اس حال مین چھوڑیے دوسرا طائر مضمون شکار کیجیے

دو کلمہ داستان حیرت بیان بدکردار ملکہ صورت نگار کے تحریر ہوتے ہین جلادان کاشتکار زمین طلسم مین تخم غم و الم بوتے مین ساقی نامہ مصنف

ای ساقی جنگجو کہان ہی
مقتل ہی کہ تیر امیکدہ ہی
اس در مین کیا اُمنگ ہوگی
رندون کا یہی کلام ہوگا

کیون بادہ کشو نسے تو نہان ہی
می ہی کہ سبو مین خون بھرا ہی
ظاہر ہی کہ خوب جنگ ہوگی
اس ظلم کا انتقام ہوگا

ہی موج شراب تیغ بران
آیا ہی زمانہ اور ساقی
ہی بادہ کشون کا حال ابتر
کر پھر پلا دے ساقیا جام

کس ند کے قتل کا ہی سامان
بدعت کا ہوا تبو دو ساقی
بیوجہ بہے گا خون زمین پہ
روشن ہی قہر پہ حال انجام

غزل مومن حسب حال مضمون

وہ ہنسے سنکے نالۂ بلبل کا
ہم کسی شاخ مین سے چھپنگے
حال ساقی سے لکے روتا ہون
جلوہ دکھلائے تھا وہ در پردہ

مجھے رونا ہی خندہ گل کا
سبب آشفتگی کا کل کا
کہ محرک ہی خندہ قلقل کا
مین نے دعوی کیا تجمل کا
حیلہ بیخودی سے ہی مومن

دھیان ہی غیر کے تجمل کا
لاش کسکی ہی یہ عدو سے نہ پوچھ
نکہت اہل لف کی صہبا مین ہی
نالۂ شب نے یہ ہوا باندھی
توڑنا ہمکو شیشۂ مل کا

ہوش دیکھا ترے تغافل کا
مین ہون کشتہ ترے تجاہل کا
اُڑ گیا رنگ بوئے سنبل کا
ہوگیا گل چراغ بلبل کا

ظالمان خون خوار و خون خواران تہور شعار حالات مصیبت آیات مکاری ملکہ صورت نگار کے صفحۂ قرطاس پر یون تصویر کھینچتے ہین کہ ملکہ صورت نگار جادو زوجہ مصور زشت رو بقہر و غضب تمام طرف شہر داؤدیہ کے فکر لوح و برائے قتل شاہنشاہ داؤد روانہ ہوئی مگر داؤد پاک باطن کلمات نصیحت آیات خواجہ عمر و نیک صفات سے ایسا خائف و ترسان ہوا کہ تائب ہوکر عبادت خانے مین بیٹھا ہر وقت رکوع و سجود

دل سے یادِ معبود و تسبیح مین اپنے کو تحلیل کیا تقلیل غذا ترک لذات یادِ حمات زندگی سے بیزار مطیع احکام پروردگار سرشار جام عبادت مست الست شراب وحدت مشتاقِ دورِ خمخانۂ ازل مخمور ساغر صہبائے محبت لم یزل صحیفہ خوانِ پاک باطن کی ہر وقت صحبت سحر و ساحری کے نام سے نفرت بہ سبب ہونے ملکۂ لالان خونقبا کے شہر داؤدیہ مین جا بجا سناٹا ہر کوہ و برزن ویران شہر سنسان فوج جنگی مختصر ہر کس و ناکس متردد و متحیر مگر صورت نگار جب قریب شہر داؤدیہ پہونچی بشکل طایر اِک نخل پر ٹھہری دل مین سوچی کہ اے صورت نگار ستم کیا بے سمجھے چلی آئی یہ نہ سمجھی مین داؤد سے کیا مقابلہ کرونگی وہ بلائے روزگار ہی سرگروہ ساحران طلسم ہوش ربا کل علوم شعبدہ بازی مین یکتا اگر بگڑ گیا افراسیاب کو مشکل پڑیگی تو اس سے ساحر و ساحری مین کیا لڑیگی یہ تو خبر پاچکی ہی کہ طلسم کشا مع فوج ظفر موج برائے طلسم کشائی گیا ہی راہ مین آیند و روند سے یہ بھی سنا کہ داؤد جادو شہر مین موجود ہی آخر سوچی کہ طائر بنی ہوئی شہر مین چلون پہلے وہان کا مفصل حال دیکھون جو کچھ کرون سمجھ بوجھ کے کرون ایسا نہو شرمندہ ہوکے پلٹون یہ سوچکر بشکل قمری اُڑی دیوار شہر داؤدیہ پر آکر بیٹھی نگاہ اُٹھا کر کل شہر کو دیکھا بہ سبب نہونے کسی حاکم کے اہالیانِ شہر حیران و پریشان عرصہ دراز تک دیوار قلعہ پر سے بیٹھ کر چہار جانب دیکھا کہین سامانِ معقول نپایا وہان سے اُڑی خدا اسکو اُڑائے پھرتے پھرتے قریب عبادت خانہ ایک قصر پر آکر بیٹھی مسجد کو دیکھکر جلگئی سمجھی کہ یہ مکان نیا تعمیر ہوا ہی بڑا کسی نے قصور کیا ہی اس مقام پر مکان کا محل نہ تھا سمجھی خیر دیکھون اسمین کون رہتا ہی بہ نگاہِ غور اس ملعونہ نے دیکھا ایک شخص نحیف و ضعیف محراب عبادت مین مصروفِ صحیفہ خوانی آئینۂ رخسار سے ظاہر حیرانی مضطر و دلریش حیران سے سراسر پریشان بگوشۂ تنہائی مسرور از خویش و بیگانہ مہجور از شاہراہِ دنیا بیرون مشتاق لیلائے حقیقت بصورت مجنون در جوانی از کثرت اندوہ پیر و در پیری از حسرتِ جوانی دلگیر تمام جسم غبار مین نہان کثرت عبادت سے تمام بدن پر جھریان بوریئے بیریا پر تکیہ فرش سے نفرت کثرتِ سجود سے پیشانی پر گھٹا مثل ستارۂ سحری درخشان رحمتِ پروردگار کا مشتاق گناہون سے بری گرد چند صحیفہ خوان بخورات جا بجا روشن نقوش بوریائے بیریا سے وہ مقام رشکِ گلشن صورت نورانی دیکھکر صورت نگار گھبرائی بصورت تصویر تماموش دل مین حیرت کا جوش دل سے کہتی ہوئی اے صورت نگار یہ کوئی بڑا عابد ہی حقیقت مین کامل اکمل بڑا زاہد ہی نور اسلام سے چہرہ رشکِ آفتاب عالمتاب اس کو ظاہر دکور باطن نے بعد عرصہ دراز پہچانا کہ یہ تو شہنشاہ داؤد ہین اب جو اس ملعونہ نے بخوبی پہچانا غصہ سے تھرائی یہ تو اچھی طرح سمجھ گئی کہ اُسنے سحر سے توبہ کی اسباب سحر کا کہین قصر مین نام نہین ساحرہ بھی کوئی اس مقام پر نہین ہی سمجھ گئی کہ یہ گوشہ نشین ہی مطمئن ہوکر بصورت اصلی تیار ہوئی آواز دی اے مکار ستم ملکہ صورت نگار خاتون معتور جادو نبیرہ خداوند ساحری

یہ کیا جال پھیلایا یا تو سب سے سجدہ کراتا تھا اب تو کسکو سجدہ کرتا ہی کسکی محبت کا دم بھرتا ہو لاڈلی بیٹی نے تمھاری طلسم کشا کو گھر مین جگہ دی لوح تک دلوا دی مگر اب بھی راہ پر آ سامری و جمشید کو خدا جان پوجتے دوسو کو پہچان ورنہ قیامتین برپا کر دونگی آتش قہر و غضب مین پھونک دونگی تیرے سبب سے مین بدنام ہوئی افراسیاب نے وہ کلمات کہے جو کبھی ہماری لونڈیون نے نہ سُنے تھے داؤد جادو نے جواب دیا اے صورت نگار مین تارک دنیا ہوا مجھے ایسے کلام بیکار ہین لوح وغیرہ عمرو نے لی تجھکو دولت دی وہ لشکر کشی کر کے مقابلہ حیرت مین پہونچے ہون گے اگر دعوے ہی تو جاکر مقابلہ کر مہرخ و بہار و باغبان وغیرہ سب وہان موجود ہین تیری سرکشی کا جواب دینگے مین فقیر گوشہ نشین تارک دنیا جو کام کیا اُسکا انجام بُرا تھا تصدق سے اسد نامدار کے راہ ضلالت سے نکلا چشمہ ہدایت پر پہونچا آب نایاب مذہب حقیقت سے سیراب ہوا ان باتون کو سنکر صورت نگار اور تپک گئی آواز دی او زبان دراز ان باتون سے کیا نفع اب آمادۂ مرگ وحیاے قضا ہو مین آتی ہون ملازمان داؤد نے جو بیرون مسجد سے یہ معرکہ دیکھا کہ صورت نگار ایک دیوار پر سے کلمات سخت ہمارے شاہنشاہ کو کہڑی کہہ رہی ہی چند مصاحب چند خدمتگار بیقرار اشکبار دوڑے ہوے سامنے شہنشاہ داؤد کے آئے عرض کی اے شہنشاہ گیتی پناہ یہ فاحشہ کیا بک رہی ہی اسکو سزا دیجیے اسباب سحر ہم حاضر کرین تو بہ شکنی کیجیے یہ حرافزادی شغل آپ سے کیا مقابلہ کریگی ایک ہی دانہ مین ماش کے تپک جائیگی بھاگتے ہوے راستہ نہ ملے گا اسی دن کے لیے خواجہ عمرو آپکو منع کرتے تھے کہ مطیع الاسلام ہو جیے سحر سے توبہ نہ کیجیے جسکو آپ کی کنیزان کمتر سے نگاہ ملانے کی پہلے لیاقت نہ تھی اب بسبب تائب ہونے کے آپ سے کلام کر رہی ہی دم افسونگری کا بھر رہی ہی ہر وقت باب توبہ وا ہی آپ بندۂ معبود حقیقی ہین کیا پروا ہی توبہ کر لیجیے گا جلد اُٹھکر اسکو سزا دیجیے گولہ آہن تیغ و ناریخ لائین اشارہ ابرو مین حضور کے خنجر اسکے گلے پر پھر جائیگا یہ باتین سُنکر شاہنشاہ داؤد نے بہ نگاہ حسرت دیاس طرف مصاحبان نیک اساس کے دیکھا کہا اے خیر خواہان دولت صرف دنیاے ناپائدار مین تم ہمارے ساتھ ہو قبر مین ہمراہ نجاؤگے وہان اعمال کی پرسش ہوگی ایک بار عظیم سر سے نہین اُترا دوسرا پہاڑ سر پر کیونکر اُٹھاؤن پیدا کرنے والے کو کیا جواب دون یہ سب باتین صورت نگار سُن رہی ہی آنکھون سے دیکھتی ہی کہ صدہا مصاحب و ملازم غمخوار داؤد کے قدمون سے لپٹے ہین سحر کرنے کی ترغیب دے رہے ہین مگر داؤد توبہ توبہ کرتا ہی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی ہر ایک سے یہی کلام ہی یارو توبہ شکنی کا بد انجام ہی مصاحب کہتے ہین دیکھیے حضور ایک شعر ہمکو کسی شاعر کا یاد آیا اسکے پابند ہو جیے جان بچائیے شعر زاہد کا دل نہ خواہ مخواہ توڑیے ؎ سو بار توبہ کیجیے سو بار توڑیے ؎ داؤد نے کہا یارو کیا باتین بناتے ہو شاعرون کے کلام سُناتے ہو شاعران

شیرین سخن مضامین نو و کہن کے پابند ہوتے ہین رشتۂ نظم مین موتی پروتے ہین مگر احکام امر و نہی مین یہ مثال ٹھیک نہین ہی رب اکبر کا کوئی شریک نہین ہی مین ہرگز توبہ شکنی نہ کرونگا جب ملکہ صورت نگار نے دیکھا کہ داؤد جادو نے سب کو جھڑک دیا اور آپ اُسی طرح بخضوع و خشوع محراب عبادت مین جا بیٹھا تسبیح و تہلیل مین مصروف ہوا تو صورت نگار دلیر ہوئی قتل پر داؤد کے شیر ہوئی نیمچہ سحر کھینچکر کو دی ملازمان داؤد نے روکا سحر چلنے لگے زمین سے شعلہاے آتش نکلنے لگے مگر یہ ملعونہ زوجہ مصور جادو نبیرۂ سامری ہی سحر و ساحری مین طاق شہرۂ آفاق ان بیچارے ملازمون کے روکے سے کب رُک سکتی ہی جسنے سحر کیا اُسنے اُلٹا پلٹا دیا وہ گولا اُسی بیچارے کے سینہ پر پڑا توڑ کر پشت کو نکل گیا ہزارہا ساحر مطیع الاسلام اس ملعونہ کے ہاتھ سے مارا گیا گولے مار مار کے صدہا قصر گرا دیے نیمچۂ سحر سے دریاے خون بہا دیے صداے الامان الامان بلند سحر سے اس ساحرۂ مکارہ کے ہر شخص دردمند لڑتی ہوئی طرف مسجد کے جاتی ہی اہالیانِ شہر سینے اپنے سپر کرتے ہین مگر کسی کا پنجہ اسپر قابض نہین ہوتا جتنے عمدہ افسر زبردست تھے داؤد جادو نے چھانٹ کر طلسم کشا کے ساتھ کر دیے بیان چند اہالیان فوج باقی رہگئے تھے وہ صورت نگار پر پلوہ کر رہے ہین مگر صورت نگار مثل برق جہندہ نیمچۂ سحر تانے مٹھی بھر بھر کے ماش کے دانے پھینکتی ہی کسی پر برق گرتی کہین آگ بھڑکی کبھی خنجر برسے کبھی آب باران سحر کی طغیانی ہوئی کشتی جات اہالیانِ شہر داؤد یہ طوفانی ہوئی ہزارہا بندگان خدا اس بیحیا کے ہاتھ سے شہید ہوئے سب بیچارے مجبور و ناچار سحر انکا اس ملعونہ پر اثر نہین کرتا آخر جست کر کے در مسجد پر پہونچی در مسجد پر بھی ٹھرا کشت و خون ہوا مگر یہ خونخوار سب کو مار کر صحن مسجد مین در آئی داؤد اسی طرح سے عبادت معبود حقیقی مین مصروف ہی جان کے خوف سے تیور پر بل بھی نہین آیا نہ اپنے مقام سے اُٹھا نہ گھبرایا تسبیح ایک سو ایک دانے کی ہاتھ مین صحیفہ ابراہیمی کھلا ہوا تلاوت کر رہا ہی دم یکتائی معبود کا بھر رہا ہی صورت نگار نے صحن مین آکر للکارا کیون او داؤد اب بھی ہوشیار نہین ہوتا کیسی غفلت ہی خداے نادیدہ سے بڑی محبت ہی داؤد نے اُس ملعونہ کی بات کا کچھ جواب نہ دیا عبادت الٰہی مین مصروف رہا صحیفہ خوان اُٹھکر بھاگے اُن بیگناہون کو بھی اُسنے قتل کیا ہر فرد بشر کو جان بچانا مشکل ہوا یہ بے ادب اندر مسجد کے آئی طرف محراب عبادت کے چلی اسوقت داؤد نے صحیفۂ ابراہیمی کو ہاتھ مین اُٹھا لیا پلٹ کر کہا او صورت نگار مصور عالم سے ڈر مجھ بیگناہ کے خون سے ہاتھ نہ بھر مین تجھے سمجھاتا ہون آتش جہنم سے بچاتا ہون یہ آتش خوا اور زیادہ بھڑکی شعلۂ جوالہ بنگئی لپک کر ہاتھ تلوار کا مارا داؤد نے سر صحیفہ پر رکھدیا اُس ملعونہ خود سر کا ایسا ہاتھ پڑا کہ ذرا فرق نہوا سر اُس افسر کا کٹکر محراب عبادت مین گر گیا عاشق رب اکبر تھا اس سر سے کوئی آگاہ نہوا جسم سے

جدا ہو کر سر نے بھی سجدہ کیا لاشہ اپنے حال پر تڑپا فوارہاے خون دست دعا نکلے دہان زخم سے آواز آئی نظم مصنف

ای خالق بے نیاز میرے	ای مالک کارساز میرے	مجھ عاجز و خستہ کی مدد کر	عصیان کے حجاب سے ہون مضطر
	عصیان کے حجاب سے مفر دے	دامن گل آرزو سے بھر دے	

بندۂ گنہگار امید وار رحمت ہی سر نذر کیا مصرعہ گر قبول افتد زہے عز و شرف پنجتن عجب ہنگامہ برپا ہوا اہالیان شہر بیحساب قتل ہوے جو باقی رہے جان بچا کر شہر سے نکل گئے اب صورت نگار اسی حال مین مسجد سے نکلی باہر آکر دیکھا ہر کوی و برزن مین لاشون کا انبار ابر حسرت و یاس برس رہا ہی سارے شہر مین سناٹا پڑا ہی جو لوگ بھاگے ہوے جاتے ہین انکی زبان پر یہ کلام حسرت انجام ہی چلو یارو شکارگاہ مین چلکر ملکہ لالان خون قبا سے خبر کرین افسوس ہی وہ شکار مین مصروف ہین یہان باپ انکا ہاتھ سے اس وباہ کے شکار ہوا یہ باتین جو سنی اور شہر کو بھی ویران پایا اب صورت نگار بھی گھبرائی عجب نقشہ ہوا انجام اس فعل بد کا سوچی دل سے کہتی ہی ای صورت نگار تو نے یہ کیا غضب کیا مرقعہ شہر داؤدیہ کو مٹا دیا بیگناہ داؤد شاہ کو قتل کیا اب ملکہ لالان خون قبا کو خبر پہونچی طلسم کشا آگاہ ہوگا ساربان زادہ جس وقت اس بدعت کا حال سنیگا سر دھنے لگا اگر لوح طلسم کشا کے پاس ہی جہان جاکر تو چھپے گی تلاش کر کے قتل کریگا تیرے خون سے ضرور ہاتھ بھریگا اسکی بدعت سے کون بچائیگا افراسیاب بھی سامنے سے صاحب لوح کے بھاگ جائیگا سامری و جمشید کی خدائی بخوبی دیکھ چکی اپنے ناز کرنا بیجا ہی ہر ایک سنگدل پتھر کا تلہ ہی اپنی تدبیر مناسب ہی اگر مجھ کو آفت آگئی افراسیاب ہین کہ کے چپ ہو رہین گے ہزارون ساحر مارگئے بڑے بڑے افسر خاک مین ملے شاہنشاہ نے کیا داد دی انکے اہل و عیال کی بھی خبر نہ لی ہزارہا کی ارتھی بھی نہ بنی پانچ پانچ سیر لکڑیان چندن کی بھی نصیب نہوئین لاشون نے ٹھوکرین کھائین طعمۂ زاغ و زغن ہوے یہی ہمارا انجام ہوگا یہ سوچکر بہت گھبرائی خوف طلسم کشا سے جان لبون پر آئی ایک گوشہ مین آکر ٹھہری ایک طائر کی شکل بنکر عیش خانے مین ملکہ لالان خون قبا کے آکر چھپی اسبات کو دل مین جگہ دے لی کہ جب ملکہ لالان خون قبا کو خبر قتل داؤد پہونچے گی روتی پیٹتی ضرور آئیگی اور لاش لیکر خدمت مین اسد کے جائیگی کسی کنیز مصاحب کی صورت بنکر ہمراہ جاؤن تب لوح دستیاب ہو اس خیال سے صورت نگار بشکل طائر قصر لالان خون قبا مین چھپی ہی دیکھیے یہ مکارہ کیا قیامت برپا کرتی اب حال لالان خون قبا بیان ہوتا ہی تحریر ہو چکا ہی کہ ملکہ لالان خون قبا کو ناگن وزیرزادی شکارگاہ مین لائی ہی کئی دن مین آب ہوا صحرا سے ملکہ شگفتہ ہوئی بوقت شب شکارگاہ سے پلٹ کر داخل بارگاہ ہوئی ناگن نے فوراً جلسہ آراستہ کیا گانیوالیان حاضر ہوئین قریب تھا کہ دور جام مے گلفام شروع ہو کہ خود بخود ملکہ کے قلب پر ہجوم غم و الم ہوا دل ترود منزل گھبرایا کہا ناگن خدا خیر کرے فرقت شاہزادہ والا قدر مین قلب کی اور کیفیت تھی اسوقت اور

صورت ہی یا دین شاہزادے کے مُہر خاموشی لب پر تھی اُسوقت دریاے اشک کے چشمہ چشم سے طغیانی ہی آئینہ قلب
پر وفورِ حیرانی ہی جی چاہتا ہی چیخین مار کر روؤن سر ٹکراؤن استخوان آتش غم والم سے جل رہے ہین شعلے دہن
سے بجاے نفس نکل رہے ہین شہزادی دیبہ پہ کوئی بلا نازل ہوئی ناگن جلد خبر منگاؤ ذرا خیال تو کرو جتنے ساحران
نامی عمدہ تھے وہ طلسم کشا کے ساتھ چلے گئے خدمت مین والد بزرگوار کے کوئی ساحر زبردست نہین ہی صرف بیچارے
اہالیانِ فوج قبلہ و کعبہ کو کلام فیض انجام خواجہ عمرو سے وہ عبرت ہوئی کہ سحر و ساحری کے نام سے نفرت ہوئی اگر
وہ آمادہ سحر ہوتے کچھ مقام خوف نہ تھا یہان تو خواجہ عمرو نے دم دیکر لوح لے لی کتاب بھی اس بے کتاب کی دھوڈالی
اب جب کوہ بلور پر پہونچے گا سب حال ظاہر ہوگا عیاری سے عمرو کی ماہر ہوگا کسی ساحر زبردست کو ضرور
بھیجے گا کہ جا کر شہزادی دیبہ کو برباد کرے یہان کون ہی کہ ساحرون کو روکے گا شہر گھر جائیگا وہ بیچارے غریب
مصاحب افراسیاب سے آنکھ بھی نہ ملا سکین گے یا بھاگین گے یا جان دینگے اے ناگن یہ رات مجھکو کاٹے کھاتی
ہی یہ اژدرِ مہیب شب نگل جائیگا یا الٰہی جلد سحر ہو کہ شہزادی دیبہ کی مفصل خبر ملے اس تقریر کو سُنکر ناگن
وزیرزادی بھی گھبرائی کہا حضور نے بہت بجا ارشاد فرمایا حضور حقیقت مین بڑی غفلت ہوئی خداوند کا توبہ کرنا
سحر سے تائب ہونا اگر مشہور ہو گیا ایک ایک ساحر حقیر ذلیل مقابلہ کا قصد کریگا افراسیاب کے تو کلیجہ پر چھریان
چلی ہونگی بی حیرت مثل آئینہ ششدر ہوئی ہونگی بلکہ لونڈی کو خیال ہی کہین افراسیاب دل کباب
اُسی پیچ و تاب مین خود نہ قصد کرے اس ظالم کو کون روکے گا افسوس بروقت روانگی طلسم کشا کو خیال نہ آیا کہ
خواجہ عمرو کو سمجھاتے وہ کوئی اسکی تدبیر بلطف کر دیتے اب صبح ہو تو لونڈی خود جائے وہان کی مفصل خبر لائے
پروردگارا ہالیان شہزادی دیبہ کی جان و آبرو بچانا لونڈی کے بھی عزیز و اقارب وہان موجود ہین
سب کو خدا اپنے حفظ و امان مین رکھے دیکھیے کیسی رات پہاڑ ہو گئی کسی طرح سے نہین کٹتی ہنوز یہی ذکر
تھا کہ یکایک عابد شب زندہ دار ماہ نے سجۂ انجم کو سجادہ فلک پر رکھکر براے اعتکاف قصر مغرب مین
داخل ہوا زاہد معبد فلک چہارم یعنی نیر اعظم گلدستۂ فلک پر براے تسبیح و تہلیل جلوہ فرما ہوا ملکہ
لالان خون قبا کا چہرہ فق دل مین قلق کہا ناگن جلد کسی کو بھیجو شہزادی دیبہ سے خبر لائے کل حال
اپنی آنکھون سے دیکھ آئے قبلہ و کعبہ کو جا کر تسلیمات عرض کرے میری بیقراری کا حال کہے کہ شب سے
کنیز بہت بیقرار ہی اپنے دست حق پرست سے خیر و خوبی ترقیم فرمائیے کہ دل کو تسکین ہو گلعذار نامے
کنیز آمادہ ہوئی جب وہ چلنے کا قصد کرتی ہی ملکہ گھبرا کر کہتی ہی بوا ٹھہر جاؤ خود والدنامدار سے باتین
کرنا خدمتگارون سے پوچھکر نہ چلی آنا ناگن کہتی ہی واری واری اسقدر نہ گھبرائیے دل کو ٹھہرائیے
ملکہ کہتی ہی مین کیا کرون ہر اک موے جسم کو پیچ و تاب ہی دل بہت بیتاب ہی ناگن نے کہا اسقدر

بیقرار نہو جیسے ابھی خبر آتی ہی حضور مین جاؤن اپنی آنکھون سے شہنشاہ کو دیکھ آؤن ملکہ نے کہا میرا ارادہ ہی
کہ مین خود جاؤن اتنو بھی دل چاہتا ہی گریبان چاک کرون منھ پر خاک ملون والد نامدار کی خبر نہین معلوم
ہوتی دیکھئے پھر بے پر کیا گذرتی ہی ناگن نے کہا حضور خدا نخواستہ ایسا تو نہ کہیے لونڈی کو وسواس آتا ہی آپکی
ان باتون سے کلیجہ بیٹھا جاتا ہی سب کو عیش و راحت مین چھوڑکر آئے ہین خدا کے فضل سے سب طرح خیریت ہی
یہ کلام ناگن کا تمام نہونے پایا تھا کہ طرف سے شہر داؤدیہ کے شور گریہ وزاری بلند ہوا دیکھا اہالیان شہر
خستہ و شکستہ زخمدار بیقرار روتے پیٹتے چلے آتے ہین ہزارہا عورتین بامُوے پریشان فریاد کنان کوئی شوہر کا
نام لیکر روتی ہی کوئی فرزند کے غم مین جان کھوتی ہی کوئی کہتی ہی ہاے جوان بھائی چھوٹ گیا بازو ٹوٹ
گیا چھوٹے چھوٹے بچے خاک اڑاتے ہوے ماں کی اُنگلی تھامے ہوے کسی کا سر زخمی کسی کا ہاتھ جھولا ہوا کوئی سرتاپا
دریاے خون مین ڈوبا ہوا ہر خورد و کلان بدحواس جینے سے یاس حیران و پریشان ملکہ لالان خون قبا
نے کہا لو ناگن ہمارے غم و الم کا ظہور ہوا ناگن وزیرزادی گھبرا کر دوڑی پکاری صاحبو براے خدا صبر کرو
دل پر جبر کرو بیان تو کرو کس نے لوٹ لیا کیون دکھ دیا کیا بلا نازل ہوئی شہر داؤدیہ مین ڈانکا پڑا کسکا
گھر لٹا کون بچا چند رئیس بدحواس عالم یاس چہرون پر خاک ملے ہوے فریاد کرتے سر پیٹتے ہوے سامنے
ملکہ کے آئے عرض پیرا ہوے حضور آپ کے والد نیک اساس بصد حسرت و یاس تیار گلشن جنان ہوے
قیامت کے سامان عیان ہوے صورت نگار ریکہ و تنہا آئی اُس ملعون نے وہ تصویر صفحہ ہستی سے مٹائی
ہرچند ہم سب نے بمنت آپ کے والد نامدار کی خدمت مین عرض کیا بہت کچھ سمجھایا مگر اُس ثابت قدم
راہ رضا نے تو بد شگلی نہ گوارا کی محراب عبادت مین اپنی جان دی تمام شہر کو صورت نگار بدکردار نے
قتل و غارت کیا ہر گلی کوچہ لاشون سے بھر دیا آپ کے نمکخوار خوب لڑے مگر وہ زوجہ مصوّر جادو تعلیم
کردہ افراسیاب ہی ہم انسون کے سحر کو کب مانتی ہی ہر ایک کو طفل مکتب جانتی ہی مسجد مین گھس کر
شہنشاہ کو قتل کیا اُس بیگناہ کا خون صحیفۂ ابراہیمی پر بہا انشاءاللہ اس خون کا بہت جلد انتقام ہوگا
اس ظلم و بدعت کا بد انجام ہوگا یہ حال پر ملال سُنکر ملکہ لالان خون قبا نے اپنے کو زمین پر گرا دیا
آہ کا نعرہ مارا ہاے والد نامدار کہکر تڑپنے لگی ناگن وزیرزادی نے فوراً بغلون مین ہاتھ دیکر رو کا
کنیزون مین شور گریہ وزاری بلند ہوا ہر ایک اپنے اپنے عزیز و اقارب کی خبر پوچھتی ہی شہر والے
جواب دیتے تھے صاحبو کسی کا پتہ نہین شہر داؤدیہ مین غدر تھا باپ کو بیٹا بھائی کو بھائی نہ پہچانتا تھا
اُس منحرف نے برق برسائی آگ لگائی شعلے بھڑکے ہزارہا بندگان خدا ڈوبے نہین معلوم کون کس طرف گیا کون
مارا گیا کون جیتا بچا اب جو زندہ بچے ہین مصیبتون مین ہین گے مثل غنچہ سربستہ آزردہ کھلین گے اس کیفیت کو سُنکر

ہر ایک بیقرار رہا ہنگامۂ محشر آشکار ہوا کنیزوں نے ملکہ کو بڑی مشکل سے سنبھالا دیکھا فرط رنج وغم سے آنکھیں پتھرائی ہوئی ہوش و حواس میں خلل بیقراری میں یہ اشعار زبان پر لائی اشعار

اے والد نامدار میرے
اے بلبلِ بوستانِ اسلام
کیا خوب ہوا ہے نیک انجام

اے افسر تاجدار میرے
اے عابد و زاہد خوش انجام
فردوس میں اب کروگے آرام

اے سالک مسلک طریقت
خواہش تھی روم کی نہ ری کی

اے سرو حدیقۂ حقیقت
کیا عشق کی راہ سر سے طی کی

بروقت رخصت بصد حسرت کنیز کو وصیت کی تھی کہ بیٹیا تا دم مرگ راہ اسلام سے منھ نہ موڑنا دامن دولت طلسم کشا نہ چھوڑنا ہماری زیست کا کیا اعتبار ہے آفتاب لب بام و چراغ سحری ہیں ہمارے بعد تم سے نام روشن ہوگا جب زبان سے نام پروردگار کا لوگی ثواب اسکے ہمکو تا روز قیامت پہونچیں گے اے ناگن ایک حسرت بہت بڑی والد نامدار دل میں لیگئے جسدن سے مسلمان ہوئے جب میں برائے تسلیم جاتی تھی فرماتے تھے اے نور نظر دعا کرو کہ صاحبقران زمان کو چک سلیمان افسر مسلمانان ہماری زندگی میں طلسم ہوشربا میں تشریف لائیں کیا روز سعید ہو اسدن ہمکو عید ہو کہ قدموں سے صاحبقران کے لپٹیں وہ دست حق پرست پشت پر رکھکر ہمارے واسطے دعائے مغفرت کریں بابا جان یہ ارمان دل میں لیگئے کیوں اے ناگن ہم گرفتار رنج عظیم ہوے آج سے یتیم ہوے کوئی سرپرست باقی نہ رہا ناگن نے عرض کی واری رونے کو تو میں آپ کو کیا منع کروں مگر بڑی خوشی کی بات ہے کیا جلد امورات قبیح سے تائب ہوے رستم وقت تھے نفس سرکش پر فوراً غالب ہوے جو شخص دعوے ہمسری رب اکبر کرے وہ تائب ہوکر وحدانیت کا دم بھرے حضور اب چلیے اس کشتۂ حسرت و یاس کا لاشہ اُٹھائیں دفن و کفن کا سامان کریں جسوقت اسد شیردل و خواجہ عمرو کو یہ خبر وحشت اثر پہونچے گی یقین کامل ہے قیامت برپا کرینگے صورت نگار کو کسی صورت سے زندہ نہ چھوڑینگے خواجہ کو شاہنشاہ مرحوم سے بڑی محبت تھی وہ مزدوران زن و شوہر کو قتل کرینگے خون ناحق کا بدلا لیں گے ملکہ لالان خون قبا نے کہا اے ناگن خبر پہونچا کیسا چلکے لاش شاہنشاہ کی اُٹھاؤ جہان لشکر طلسم کشا کا ہو وہیں چلو شرف آخرت یہ والد ماجد کو حاصل ہو طلسم کشا و خواجہ عمرو جنازے کو کاندھا دیں اپنے دست حق پرست سے دفن کریں نصیحت کرکے مسلمان کیا تھا وقت آخر بھی وہی تلقین پڑھیں ناگن نے کہا حضور بات مناسب ہے مگر پہلے کنیز جاتی ہے شہر خالی پڑا ہے ایسا نہو کسی ساحر کو حرامزادی چھوڑ نہ گئی ہو میں بخوبی جاکر دیکھ آؤں تب حضور شہر میں تشریف لائیں اب ہمیں آپکی جان کے لالے پڑے ہیں ہزار طرح کا خوف ہے آپ مبتلاے غم و الم آپ کی راے کا اس زمانے میں کیا اعتبار ہے ہزار طرح کا اندیشہ رہی ناگن نے یہ کہکے ملکہ کو تخت پر سوار کیا سب نے لباس سیاہ پہنا کنیزوں کو ساتھ لیکر ملکہ نالان و گریان چلی ناگن بھی بصد رنج و محن

ایک طاؤس پرسوار ہوئی اسباب سحر وات پر آراستہ کیا ملکہ کو بخوبی سمجھا دیا کہ آپ شہر سے دو کوس کے فاصلے پر ٹھہر جایئے گا مین شہر کے نیک و بد کا حال دیکھکر آؤنگی اپنے ہمراہ آپ کو شہر مین لیجاؤنگی ناگن نے سب طرح کا انجام سوچ لیا مگر کیا کرے فلک کجرفتار و غدار ہر وقت درپے آزار ہی طریقۂ ظلم و بدعت مین عقل بیکار ہی ہمیشہ صاحب فراست کو دام مصیبت مین پھنساتا ہی ہر نازک مزاج کو وہ الم سر پر اُٹھاتا ہی بڑے بڑے حکما و عقلا اسکی بدعت سے پامال ہوے جب اسنے گردش دکھائی کچھ عقلمندی نہ چلی مُنہ کے بھل گر پڑے تڑپے پھڑکے سنبھل نہ سکے بڑے بڑے شاہان اولوالعزم کے نام مٹے صاحبان فوج و چتر و علم تھے بڑے جاہ و حشم تھے اب اُن کا کوئی نام بھی نہین لیتا قبر تک کا نشان نہین ملتا نظم

تخت جمشید و خطِ جام ہوا نقش فنا
نہ سکندر رہی نہ آئینہ حیرت افزا

مرتبہ دولتِ قیصر ہی نہ اقلیم قباد
پایہ شوکت سنجر ہی نہ ملک دارا

نفس بادِ سحر سے یہ صدا آتی ہی
کر سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا

سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے
گرد اُڑتے کہین دیکھی نہ سُنی بانگِ درا

کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
جسکو گل کر نہ گئی جنبشِ دامانِ قضا

وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا
ٹھنڈی سانسین نہ بھرے جسکے لیے بادِ صبا

اِس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم
کفِ افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا

لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج اُنکے غبار
جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا

اُنکی صورت کو ترستی ہین نگاہین افسوس
صورتِ نور نظر آنکھون مین ہی وہ نقشا

جنکی آواز مین تھا مایۂ اعجاز مسیح
خواب مین بھی کبھی سُنتے نہین اب اُنکی صدا

ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین
اے مقیمانِ عدم حال کہو کیا گذرا

ہمسر کیا ہوئین چہلین جو ہم رہتی تھین
کیا ہوا ہمنفسو رابطہ صبح و مسا

نہ وہ ہنگامۂ صحبت ہی نہ وہ بزم نشاط
نہ وہ اندازِ سخن ہے نہ زبانِ گویا

ربط و اخلاص جو آپس مین تھے معمول گئے
دفعتہً ہمسفر و ایسا ہمین بھول گئے

انتظام سراسر بیکار عقل و شعور پر ناز بیجا خدا گردش فلکی سے بچائے کچھ انسان کا زور نہین چلتا ناگن نے سب کچھ انتظام کیا مگر کیا معلوم تھا کہ صورت نگار سکارہ طائر ہی ہوئی شہر مین ملکہ لالان خون قبا کے چھپی ہی وقت کی منتظر گوش بر آواز اپنے مکر و غدر و عقل و فطرت پر ناز ناگن بصد رنج و محن نالان گریہ کنان ہر سو نگران شہر مین آئی جہان مین پتا کھڑکا اسکا دل دھڑکا ہوشیار ہوگئی سحر کیا دیکھتی بھالتی آگے بڑھی

دیکھا تمام شہر ویران جابجا لاشوں کے انبار مکانات خالی گلی کوچوں میں سناٹا وہ شہر آباد کہ جس میں آٹھ پہر کھوے سے کھوا کھنکتا تھا گرم بازاریاں رہتی تھیں جابجا یاروں کے جمگھٹے نازنینان مہ جبین کے جماؤ تھے اب ہاں پر خاک اُڑ رہی ہے ویرانہ دیکھکر دل گھبراتا ہے اشعار

ہر اک سو ہر اک سمت اندھیر ہے ۔ غم و یاس و حسرت کا اک ڈھیر ہے
چمن میں یہی کہتی ہے عندلیب ۔ کروں اور کیا عرض میں بدنصیب
وہ کیا ہو گئی اس چمن کی بہار ۔ کہ ہر گل نظر آتا ہے مثل خار
ہر اک سرو ہے خشک حسرت زدہ ۔ ہر اک نہر ہے چشم حیرت زدہ
اسی دن سے لالے کے ہے دل میں داغ ۔ خزان کا ہے مورد اسی دن سے باغ
اسی دن سے ہے خشک نرگس کا جام ۔ اسی دن سے بلبل کا نالہ ہے کام
کلیجہ ہے کیونکر نہ غنچون کا شق ۔ کہ ہوتا ہے بلبل کے غم سے قلق
غرض ایسے گلزار کو نامراد ۔ فلک دیکھکر ہو گیا شاد شاد

یہ بربادی و ویرانہ دیکھکر قریب تھا کہ ناگن کا کلیجہ پھٹ جاوے در و دیوار سے لپٹ لپٹ کر خوب روئی صورت نگار جو عیش خانہ میں چھپی بیٹھی تھی آواز رونے کی اسکے کان میں آئی جھپٹ کر بہ نگاہ غور دیکھا ملکہ ناگن وزیرزادی کو پہچانا اور زیادہ اپنے کو مخفی کیا ناگن بھی بھاتی اشک حسرت چشم پر نم سے بہاتی ہوئی نشۂ غم و الم سے لڑکھڑاتی ہوئی اُس قصر میں آئی دیکھا یہاں بھی صدہا لاشے پڑے ہیں چند عزیزوں کو جو اپنے مردہ پایا غم و الم سے کلیجہ مُنھ کو آیا ہر ایک کی لاش پر خوب پیٹی چیخیں مار کر رونے لگی نام لیکر ہر ایک کا پکارا مردے کیا جواب دیتے اور زیادہ اضطرار بڑھا سکتے کا عالم ہوا صورت نگار نے جو دیکھا کہ وزیرزادی کا یہ نقشہ ہے شکل تصور خاموش دریائے غم و الم کا جوش کبھی اٹھتی کبھی بیٹھتی تڑپی پھڑکی سحر کی جھولی کا بھی کچھ خیال نہ رہا شانے پر سے گر گئی صورت نگار نے جب اسکو مبہوت پایا چپکے چپکے سحر کرنا شروع کیا ناگن غافل از شعبدہ بازی فلک کج رفتار اُسکے تاثیر سحر سے تھرائی زمین پر گری بیہوش ہوئی یہ ملعونہ چھپی اسم سحر کا پڑھکر گولہ مارا ناگن کو غرق زمین کر دیا اب مطمئن ہو کر بیٹھی سحر سے اپنی صورت ناگن کی سی بنائی خوشی سے پیرہن میں نہ سماتی تھی اپنی عقل و فطرت پر نازدل سے کہتی تھی بڑا کام کیا طلسم ہوش رُبا میں نام کیا لوح طلسمی ملتا تھی بڑی بات ہے اتو کل انتظام ملکہ لالان خون قبا میرے ہی ہاتھ ہے اب چلکے ملکہ حیرت کو ترغیب دونگی لشکر میں طلسم کشا کے بیجلونگی رات کو سوتے میں لوح طلسم گلے سے اسد غازی کے اُتار لونگی افراسیاب کو دونگی بہت راضی ہوگا سلطنت طلسم ہوش رُبا اب ہمارے خاندان میں رہیگی داؤد جادو مر چکا عہدۂ خداوندی میرے شوہر منصور کو ملیگا سب طرح کا ہمیں کو اختیار رہیگا بی حیرت جادو بھی میری دست نگر رہینگی جب کبھی بات پڑیگی جواب دونگی میں نے سب کی جان بچائی مذہب سامری میرے ہی دم قدم سے ہے داؤد جادو کو مارا لوح طلسمی لشکر خدا پرستان سے لائی ایسے وقت پر کسی نے جانبازی نہ کی ہمنے

سر ہتیلی پر رکھا زندگی مین موت کا مزا چکھا جب تو لوح طلسمی لائی عمرو ایسے عیار کے چونا لگایا شہرداد دیو کو
مثل نقش قدم مٹایا افراسیاب ہمیشہ دبتا رہیگا ایسے خیالات مُحالات کرکے دل مین بہت خوش ہوئی بصورت
ناگن تیار ہوکر طرف لشکر ملکہ لالان خون قبا کے چلی یہان ملکہ لالان خون قبا دو کوس جب شہر قریب
رہا بموجب فہمایش وزیرزادی کے ٹھہر گئی دیکھا کہ ملکہ ناگن بصد اندوہ و محن آتی ہو مگر بدحواس عالم یاس
خون مُنھ پر ملے ہوئے سر کے بال کھلے ہوئے نالان و گریہ کنان حیران و پریشان ملکہ نے گلے سے لگا لیا پوچھا اے خیرخواہ
جلد بتلا کہ شہر کی کیا صورت ہو اُس مکارہ نے اُسی طرح بلائین لیکے جواب دیا کس زبان سے اُس حال مصیبت مآل کو
بیان کرون حقیقت مین جلاد کا کام کیا اپنے نزدیک بُرا نام کیا تمام گلی کوچہ لاشون سے معمور ہو حسرت و حرمان کا
دفور ہو بڑے بڑے رئیسان عالیوقار صاحب اقتدار اُس مکارہ کے ہاتھ سے بیجان ہوے شہر مین قیامت کے سامان
عیان ہوے اول یہ کنیز مسجد مین گئی لاشہ شاہنشاہ عبادت خانہ مین دیکھا کلیجہ پھٹ گیا عین محراب مین مسجد کے یہ
ثابت قدمی کی جان دی کل صحیفہ خوان بھی مارے گئے اب حضور شہر مین تشریف لے چلین اور سب طرف سے
اطمینان خاطر ہو یہ کنیز خود اپنی آنکھون سے سارے شہر کو دیکھ آئی وہ ملعونہ سب کو قتل کرکے چلی گئی یہ بھی
بخوبی ثابت ہوا کہ کسی اور ساحر کو شہر مین نہین چھوڑا غرض ملکہ کو سمجھاتی ہوئی بہلاتی ہوئی شہر کی طرف لے چلی سب
کنیزین روتی پیٹتی بال سر کے کھلے لباس سیاہ پہنے ہوے ساتھ صورت نگار مکارہ نے سب سے زیادہ اپنا
حال تباہ کیا ایسی ہاے واے کرکے تڑپی کہ خود ملکہ لالان خون قبا سمجھانے لگی کہا اے ناگن اگر تم اپنا حال
ابتر کروگی تڑپ تڑپ کر جان دوگی پھر ہماری دستگیری کون کریگا ہمکو دیکھو کہ باپ کا سایہ ہمارے سر سے
اُٹھ گیا عین کم سنی مین یتیم ہوئی جسکو وارث قرار دیا دامن دولت تھاما وہ ہنوز سفر مین ہین خدا اُنکو دشمنون سے
بچائے اپنے حفظ و امان مین رکھے تمام طلسم ہوش رُبا اُنکا دشمن ہو اب صرف تمھاری محبت و خیرخواہی کا سہارا
ہو تم اپنے ہوش و حواس درست رکھو ہر امر مین صلاح نیک دو صورت نگار نقلی نے کہا حضور مین
جان تک نثار کرنے کو حاضر ہون مگر کیا کرون دل نہین مانتا صبر نہین ہوسکتا آپ کے والد نامدار کی پرورشین
یاد آتی ہین آپ سے زیادہ تر مجھکو چاہتے تھے بجاے فرزند پرورش کیا عزت و آبرو مرحمت فرمائی اسی
طرح کے فقرے بناتی ہوئی ملکہ کو لیکر شہر مین داخل ہوئی ملکہ نے جو ایسے شہر آباد کو ویران پایا ہر مقام پر کھڑی
ہوکر روئی مصاحبین کنیزین اپنے عزیزون کی لاشون پر خوب پیٹین ناگن نقلی نے فوراً سب کے لاشے اُٹھوائے
دفن کرائے لاشہ شاہنشاہ داؤد کے واسطے ایک صندوق سیاہ آراستہ کیا اُس کشتۂ حسرت و یاس کو اُسمین
رکھا مگر لاشے دفن کرانے مین رات ہوگئی آخر یہ صلاح ٹھہری کہ شب کو چلنا مناسب نہین ہو صبح کو طرف
لشکر ظفر اثر طلسم کشا کے روانہ ہونگے آخرکار اُنھین قصرہاے ویران مین آکر مقام کیا لیکن اُس رات کا سناٹا ہر ایک

کے قلب پر ہجوم غم و الم اپنے اپنے عزیزون کے ماتم مین چاک گریبان ملکہ لالان خون قبا مضطر و پریشان ملکہ کی بیقراری و حالت گریہ و زاری دیکھکر صورت نگار مکار بار بار عرض کرتی ہے حضور آرام فرمائین کنیز بیدار رہیگی حضور ہزار طرح کا دل کو وسوسہ ہے ایسا نہو کہ افراسیاب خانہ خراب کسی اور ساحر کو روانہ کرے اور وہ آکر ہماری آپ کی گرفتاری کا قصد کرے مین براے نگہبانی گرد قصر کے پھرونگی ملکہ نے کہا اے مونس و ہمدم تیرے پاس بیٹھنے سے کسی قدر غم غلط ہوتا ہے حقیقت مین مجھکو بھی اسکا خیال ہے کہ خود افراسیاب نہ چلا آئے تو غضب ہو جائے اکثر اُسنے یہ قصد کیا کہ مجھکو اپنے قبضہ مین کرے کنیزون سے تقریر کرائی کہ مین ملکہ لالان خون قبا پر مائل ہون عرصہ دراز سے تیغ ابرو کا گھائل ہون مین نے کبھی جواب نہ دیا ہمیشہ سکوت کیا رُعب و داب سے جناب قبلہ و کعبہ کے اُس خانہ خراب کا کبھی زیادہ کہنے کا حوصلہ نہ پڑا اب ہم یتیم ہوئے اُس کینۂ دیرینہ کو ظاہر کرے گا پس ایسے وقت مین غافل ہو کے سونا مناسب نہین ہے اگر شاید وہ بیحیا بانی مکر و دغا بہ ارادۂ حرام آئے ناکام جائے مین اُسی وقت اپنے کو ہلاک کرون خنجر موجود ہے مجھکو مردہ پائے عمر بھر پچتائے اے ناگن کیا بتاؤن جسدن سے شاہزادہ عالیوقار اسد نامدار رخصت ہو گئے ہین خواب نایاب آٹھ پہر پیچ و تاب شب بھر تارے گن گن کے سحر کرتے ہین رات دن تڑپ تڑپ کے بسر کرتے ہین بقول نواب مہدی علیخان صاحب جنت مخمسہ

ہم کسی کے منتظر جو ہین تو گھبراتی ہے نیند
دیو بنی بنکے شب وحشت مین دھمکاتی ہے نیند
حسب عادت جو اکیلے ہین اُچٹ جاتی ہے نیند
تارے گنتے ہین نہین آتی نہین آتی ہے نیند
دل کو تڑپاتا ہے پھر آنکھون کو تڑپاتی ہے نیند

یان تصور مین بھی کوسون تک نہین آتی ہے نیند
منتظر فرط الم سے سخت گھبراتی ہے نیند
اور اگر آئی بھی تو آکر پلٹ جاتی ہے نیند
گھر مین آنکھون کے قدم رکھنے نہین پاتی ہے نیند
دونون پلکون کے طمانچے رات بھر کھاتی ہے نیند

بوستان دہر مین ایسا کھلا مانند خار
ایک بوسیدہ سا پنجرہ ہے نہین یہ جسم زار
وحشتین مجھپر شب فرقت مین ہوتی ہین ہزار
فرش راحت پر مجھے جو وقت یاد آتا ہے یار
مرغ دل ایسا پھڑکتا ہے کہ اُڑ جاتی ہے نیند

مارے مارے پھرتے ہین جنگل مین گاہے کوہ مین
خاک اُڑاتے ہین کبھی تنہا کبھی انبوہ مین
عمر آخر ہو گئی اے ہمدمو اس ٹوہ مین
کون ہے راحت رسان اپنا شب اندوہ مین
موت بھی آنکھین چُراتی ہے جو شرماتی ہے نیند

اے مسیحا غور سے اِس سمت فرما تو نگاہ
آنکھین پتھرائے ہوئے ہین منتظر بے اشتباہ

بڑھ کے دکھلایا بتون کے عشق نے روز سیاہ	سوؤن کیا آنکھون کے ڈھیلے ہوگئے ہین سنگِ راہ

آکے میری خوابگہ مین ٹھوکرین کھاتی ہی نیند

دیدہ و دانستہ بد ہی دوستداری یار کی ہی مآلِ زندگانی ہمکناری یار کی	پر ہی فرضِ عین ای دل پاسداری یار کی عین راحت ہی تجھے خدمتگذاری یار کی

تلوے آنکھون سے جو سہلاتا ہون آجاتی ہی نیند

ایک غافل کا تصور ہر گھڑی ہی سوؤن کیا بند اپنے شیشۂ دل مین پری ہی سوؤن کیا	سوزِ اُلفت کی بدولت دائمی ہی سوؤن کیا خواہش دیدار آنکھون مین بھری ہی سوؤن کیا

پتلیون مین اپنی جا تل بھر نہین پاتی ہی نیند

عشق مین آزاد او رمجبور دونون ایک ہین دیدہ تر نرگسِ مخمور دونون ایک ہین	فاختہ اور بُلبُل رنجور دونون ایک ہین مرغ بسمل عاشقِ مہجور دونون ایک ہین

اُسکو بھڑکاتی ہی مرگ اور اسکو تڑپاتی ہی نیند

ناتوانی مین غشی کے سے ہمیشہ ہین جو ڈھنگ کیسی راحت کیسی عشرت کس مین باقی ہی اُمنگ	ہوش مین آنے سے دل کو ہی نہایت عار وننگ کیسے تکیے کیسی توشک کیسا ہوتا ہی پلنگ

مین وہ غافل ہون میرے گھر آکے پچھتاتی ہی نیند

ہجر مین آرام ہی تکلیف قلب زار کی مہربانِ من قسم ہی دیدۂ بیدار کی	ایک حالت ہی مری اور نرگس بیمار کی بھول جاتا ہون مین غفلت مین کہانی یار کی

بدلے راحت کے اذیت مجھکو پہونچاتی ہی نیند

شغل نالہ قبر مین کیونکر نہو مجھ زار کو صور کا ہوتا ہی دھوکا خفتہ و بیدار کو	مرکے بھی ہی ہجر کا غم قلبِ حسرت یار کو سوتے سوتے جب پکار اُٹھتا ہون اپنے یار کو

مرقدون کے سونے والونکی اُچٹ جاتی ہی نیند

ای ثمر کچھ خیر ہی وہ لالہ رو دلبر کہان ہی تصور ہی تصور اعتبار اسیر کہان	سیر جنت کی کہان اور تجھسا بداختر کہان یار گل اندام کا زانو کہان اور سر کہان

ہجر مین سوتا ہون مجھکو خواب دکھلاتی ہی نیند

یہ اشعار حسرت خیز مصیبت انگیز پڑھکر ملکہ لالان خون تھیا اسقدر روئی کہ غش آگیا مصاحبان خاص کا قلب بھر آگیا گلاب کیوڑا چھڑکا بہ مشکل اُس آفت رسیدہ ہجران دیدہ کو ہوش آیا اسی طرح بیقراری

و اشکباری مین وہ شب رنج و مصیبت بسر ہوئی تا گاہ مسافر منزل افلاک رہگراے جادۂ آسمان ہوا تاگن نقلی نے بتعجیل تمام سامان سفر آراستہ کیا بارہ ہزار کنیزان ماہ پیکر و رئیسان نیک سیر سیاہ پوش ہر ایک کے قلب پر بحر رنج و الم کا جوش لاشۂ شاہنشاہ داؤد بندۂ خاص معبود بیچ مین شامیانہ سیاہ کھنچا ہوا گریان و نالان
خاک بر سر کنان طرف لشکر ظفر اخر شاہزادہ اسد نامور کے روانہ ہوے

ورود کلمہ داستان شوکت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر باتوقیر گیتی ستان وکیفیت لشکر نکبت اخر زمرد شاہ گمراہ بیان ہوتے ہین ساقی نامۂ مصنف

ساقی جام جہان نما دے / کیفیت دو جہان دکھاوے
اگل ہو مرا خمار غم شتابی / منگوا دے پھول کی گلابی
وہ بادہ پلا جو مست کر دے / وہ مے جو سخن پرست کر دے
جب نشہ مین دونون لب ہلاؤن / فرد مضمون کو جلا دون
کھولون جو زبان مین ہنرمند / بلبل کا ناطقہ کرون بند
صیقل جو ہو بادہ سے مکرر / پھر تیغ زبان کے دیکھ جوہر
ہو ملک سخن کی شہریاری / سکہ مرے نام کا ہو جاری
پھر سوز و گداز کا بیان سن / پھر درد بھری ہوئی فغان سن
گلدستہ بناؤن شاعری کا / پھر سحر دکھاؤن ساحری کا
صرف آمین ہوئی ہے خوش بیانی / حیرت آگین ہے یہ کہانی

عندلیبان خوش الحان بوستان سخنوری و زمزمہ سرایان حدیقۂ افسونگری شاخسار نخل چمستان بیان مین مصروف رنگین طرازی ہین شعر سخن سنج و غواص دریاے ہوش چنین ریخت گوہر بہ دامان گوش پیش سابق مین تحریر ہوا کہ زمرد شاہ باختری نے نامہ بمطلب ساحر طرف طلسم ہوش ربا کے روانہ کیا تھا جس زمانے مین افراسیاب دل کباب بصد اضطراب متردد و مشوش بر سر کوہ بلور غمگین و رنجور فکر حصول لوح مین تھا اُسی تردد مین نامہ لقا بھیجا کا پہونچا افراسیاب نے صیقل جادو کو بلا کر حکم دیا کہ اے صیقل جلد خدمت مین خداوند لقا کی جاؤ لیکن یہ خیال رہے کہ زنگ کبر و نخوت آئینہ خاطر پر نہ آنے پائے مثل آئینہ دل صاف رہے وہ مقام دربار خداوندی ہے قدرت کو کبر و نخوت کسی کا پسند نہین ہے جو بیان سے گیا دو چار دن لڑا مسلمانون سے معرکہ بڑا قدرت نے تقدیر کر کے غالب کرایا پس اُسکے دل مین غرور آیا قدرت نے فوراً عیاران اسلام کو حکم دیا وہ بلاے روزگار تعلیم کردۂ عمرو مکار اُنھون نے چشم زدن مین مار ڈالا پس خبردار خبردار عیارون سے ہوشیار رہنا اُنکے مکر مین نہ پھنسنا صیقل نے دست بستہ عرض کی آپ مالک ہین جو سمجھا یا عنایت و پرورش عیارون کی کیا مجال ہے کہ قریب آپکے نمکخوارون کے آسکین اور غلام کبر و غرور بھی نہ کرے گا جاتے ہی مسلمانون کا خاتمہ کریگا قدرت کو بالاے قیطول پہونچا دیگا غرض صیقل مع بارہ ہزار ساحران غدار طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوا یہان لشکر اسلام مین بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد بارگاہ سلیمانی مین سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین تمام سرداران نامی و پہلوانان گرامی فرزندان

صاحبقران عالیشان اپنے دنگلون پر متمکن ہین مگر بادشاہ کو کمال انتشار کل سردار بیقرار گزارش کر چکا ہون کہ صاحبقران عالیوقار عرصۂ دراز سے لشکر مین نہین ہین بادشاہ نے ہرکارے صاحبقران کی جستجو کے واسطے بھیجے مگر ابھی تک خبر نہین دریافت ہوئی احوال صاحبقران زمان کا ناظرین پر بخوبی واضح ہی تحریر ہو چکا ہے کہ صاحبقران کو اسی حالت زخمداری مین مرکب نکال لے گیا تھا قلعۂ ہوشنگ وزو پر پہونچے وہان سے گذر آہن حصار مین ہوا بڑی بڑی سخت لڑائیان ہوئین اب مع ہوشنگ نوجوان شاہنشاہ زرین علم کے فوج ظفر موج ہمراہ لیکر طرف کوہ عقیق کے آتے ہین اسی وجہ سے بادشاہ اسلام گھبراتے ہین کہ دنگل آصفی پر غاشیہ پڑا ہی نہونے سے صاحبقران کے بارگاہ مین سناٹا ہی عیاران طرز خنجر گذار سات ہتر چودہ سرہنگ بحر عیاری کے نہنگ سامنے بادشاہ کے حاضر ہین بادشاہ نے جواہر بن عمرو سے فرمایا کیون ای جانشین خواجہ عمرو کچھ جد عالی تبار کی کیفیت نہین معلوم ہوئی جواہر نے عرض کی غلام خود بھی گیا جا بجا تلاش کیا کہین پتا نہ ملا آخر مجبور ہوکر واپس آیا مگر چند عیار مین نے بھیجے ہین یقین ہو بہت جلد خبر لائین یہ کلام ہنوز تمام نہونے پایا تھا کہ لشکر لقا سے صدائے طبل شادمانی بلند ہوئی بادشاہ نے فرمایا ای جواہر خبر تو لو لقا کے دربار مین کیا خوشی ہوئی جو شادیانے بجتے ہین کیا کوئی ساحر طرف سے افراسیاب کے آیا عرض کی کہ حضور ہرکارے ہر وقت وہان موجود رہتے ہین خبر لیکر حاضر ہوتے ہونگے کہ یکایک نامیان خیبری وغیرہ حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ صیقل جادو مع بارہ ہزار ساحران غدار طرف سے افراسیاب ناہنجار کے آیا ہو وہ بیجا بیٹھا ہوا بلبلا رہا ہی بادشاہ نے فرمایا مقام انتشار ہو کہ جد عالیوقار موجود نہین ہین ساحر اگر اپنے سحر کی نیرنگیان دکھائیگا بندگان خدا کے سر پر بلائے تازہ لائیگا جواہر نے عرض کی حضور نہ گھبرائین خدا اچھا ہیگا تو دات ہی کو روسیاہ کو قتل کرینگے اپنی جان لڑا دینگے یہان تو یہ ذکر ہو رہا ہی کچھ عیار اُٹھے لشکر سے نکلکر طرف بارگاہ لقا بیجا کے چلے یہان زمردشاہ باختری تاج نخوت بر سر تخت نکبت پر بیٹھا تھا کہ صیقل جادو آکے حاضر ہوا نامۂ افراسیاب پیش کیا واسطے سجدے کے جھکا لقا نے صیقل کو خلعت دیا نامہ پڑھوا کر خاموش ہو رہا افراسیاب نے اپنی تمام مصیبتین تحریر کی تھین حال رہائی اسد نامدار و عیاریان خواجہ عمرو عیار کی شرکت ملکہ ماہرخ زمین کن واسرار جادو وغیرہ بتصریح تحریر کی لقا نے کہا وہ بندہ مغضوب ہمیشہ جوتیان کھائیگا طلسم رفتہ رفتہ فتح ہو جائیگا قدرت کو کئی سال گذرے آجتک برائے زیارت نابدولت نہ آیا قدرت کو بھی غصہ ہی طلسم ہوش رُبا کو خاک مین ملائین گے افراسیاب کو جوتیان کھلوائین گے بڑا بیجا مغرور ہی قدرت کی قدمبوسی نہ کرتا سراسر قصور ہی صیقل منتین کرنے لگا کہ یا خداوند اب معاف فرمائیے مین یہان سے جا کر شہنشاہ کو اپنے ہمراہ لاؤنگا قدرت کے قدمون پر گراؤنگا بختیارک قہقہہ مار کر ہنسا کہا میان صیقل صاحب آپ بلو

یہان سے واپس جانے کی بھی امید ہی یہ دربار قدرت ہی اسمین ٹرا بھید ہی جو ساحر ہوش رُبا سے آیا زندہ پلٹ کر نہ گیا فرزندانِ خواجہ کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا یہی آپ کا بھی حال ہوگا صیقل کانپنے لگا کہا میان شیطان صاحب ذرا زبان سنبھالو ایسے کلماتِ نامبارک مُنھ سے نہ نکالو ابھی تو نئی نئی میری شادی ہوئی ہی جوان جورو کو چھوڑکر آیا ہون جلدی مین ہاتھ بھی نہین لگایا بختیارک نے کہا محلہ مین دو چار جوان ضرور ہونگے میان صیقل صاحب مثل مشہور ہی ہمسایہ مانکا جایا انکا بھی حصہ ضرور ہی ابھی تمھاری جورو باکرہ ہوگی اگر خون محلہ والون کی گردن پر ہو تو بہتر ہی صیقل بہت بگڑا کہا یا خداوندا اس شیطان کو منع کیجیے بختیارک نے کہا جو ہونے والا ہی وہ کہتا ہون اور اگر آپ کو منظور ہی کہ جاکر جورو سے ملین وصل کے فرے اُڑین عیارون سے ہوشیار رہیے طبل جنگی بجوانے مین جلدی کیجیے ایک وجہ سے تو آپ کی تقدیر زبردست معلوم ہوتی ہی کہ جو ساحرون کے واسطے ملک الموت ہین یعنے زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان صاحب اسم اعظم محترم و محتشم سپہ سالار خداوند لقا جرأت و شوکت مین یکتا آج وہ لشکر مین نہین ہین زخمی ہوگئے تھے مرکب نکال لے گیا یہ تو ہم خوب جانتے ہین کہ اکیلے گئے ہین ہزارون کو لیکر آئینگے کسی اور ملک پر آفت برپا ہوگی کسی معشوقہ کو پہلو مین لیے بیٹھے ہونگے فرے اُڑ رہے ہونگے صدہا کافر قتل کیے ہونگے پہلوانون کو بادشاہون کو ساتھ لائینگے اپنا جاہ و حشم دکھائینگے ای صیقل جادو صاحبقران نہ آنے پائین کہ طبل جنگ بجواؤ مسلمانون کا خاتمہ کرو ایک بات اور ہماری یاد رکھو یہ ساحرون کا بہت بُرا دستور ہی ظاہر مین قتل کرتے ہین اصل مین وہ شخص زندہ رہتا ہی جب میان ساحر صاحب مارے جاتے ہین وہ زندہ ہوکر چلے آتے ہین ای صیقل مسلمانون کی صفائی کرو عیارون سے بچتے رہو یہ سُنتے ہی صیقل نے کہا ملک جی مین ایک دن مین کل مسلمانون کو قتل کرونگا دوسرے دن سران سب سرکشون کے لیکر طرف ہوش رُبا کے جاؤنگا ملک جی آپ فوراً طبل جنگی بجوائیے اب تامل نفرمائیے بختیارک تو اسی بات کی آرزو رکھتا تھا حکم دیا نقارۂ رزمی گرگڑایا صدائے طبل جنگ لشکر کفار مین بلند ہوئی جو اسپسان لشکر اسلام جو واسطے خبر کے موجود تھے حال دریافت کرکے طرف لشکر اسلام کے چلے یہان بارگاہ مین بادشاہ جمجاہ جواہر بن عمرو شعبان خنجر گذار پر تاکید کر رہے ہین کہ ای فرزندانِ خواجہ تازمانیکہ تم خود نہ جاؤگے جدعالی تبار کا حال مفصل نہ معلوم ہوگا جواہر نے عرض کی اب غلام کا جانا غیر ممکن ہی صیقل جادو طلسم ہوش رُبا سے آیا ہی سحر کی لڑائی ہوگی ہم ایسے غلامون کا لشکر مین نہونا باعث خرابی ہی مگر خاکسار اور عیارون کو بوقت سحر ضرور روانہ کریگا کہ فوراً جائین منزلون کی خبر لائین یہ سخن ابھی ناتمام تھا کہ نامیان خیبری و تومیان خیبری و سرہنگ ملکی وابوطاہر خونریز آکر حاضر ہوے ہاتھ اُٹھاکر دعاے جاندرازی دی نظم

اے فریدون بارگہ دارا حشم | کاسہ گر ہے تیرے در کا ایک جم
کیقباد و قیصر و نوشیروان | حاکمان ہند و شاہان جہان
دمبدم لب پر ہے یہ اپنی دعا | رکھو انھین تا قیامت جہان مین اے خدا
بلبلائین جبتک کہ ہین گرم فغان | خندۂ گل ہے بہار بوستان
ہے خزان جبتک جہان میں اور بہار | سنبل و ریحان ہے جبتک سوگوار

اور
عشق جب
روشنی جبتک

اے شہنشاہ عالم پناہ بختیارک نے صیقل جادو کو خوب بھڑکایا صاحبقران
بجوایا ہے کل اسکا ارادہ ہے کہ لشکر ظفر اثر سرکار دودستمار سے مقابلہ کرے غلامان جہ
اسکو سحر و ساحری پر بڑا غرور ہے یہ خبر سنکر بادشاہ حجاہ نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی
بجے جواہر بن عمرو نے جاکر قلابہ جنگی و کبابہ جنگی داروغۂ نقارخانۂ سلیمانی و سکنه
چوب پڑی تمام لشکر مین مشہور ہوا طبل جنگی بجا کل لشکر کفار سے مقابلہ ہے مگر سرداران نامی
بیدین سے لڑنا پڑیگا ہمارا حوصلہ نہ نکلے گا اپنی اپنی بارگاہون مین سر جھکائے ہوے ملکر بیٹھے
صاحبقران نامدار کی یاد مین جی ل مائل فریاد مگر جواہر بن عمرو طبل جنگی بجواکر بیرون بارگ
نکالکر صورت تبدیل کی بصورت خدمتگار تیار ہوکر طرف لشکر کفار کے چلا یہان صیقل
بلبلا رہا ہے کہتا ہے ایک مسلمان کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا عیارون کے سر توڑدونگا فرزندان عمرو
بختیارک نے کہا میان صیقل زبان کو روکیے بدلگامی نہ کیجیے مرشدزادون کے مقدمے مین کوئی کہ
کان نہین سن سکتے ہین مین شراب مین آپ کو بیہوشی پلاؤنگا ذبح کرڈالونگا صیقل نے کہا ملک جی کیا بہہ
مسلمانون کی تعریف کر رہے ہو بختیارک نے چپکے سے کہا اے صیقل مجھسے زیادہ مسلمانون کا کون دشمن ہے مگر اے
جادو کیا کرون ڈرتا ہون مرشدزادے یہان موجود ہونگے تمھاری تو گردن ضرور لین گے میرے واسطے بھی باعث خرابی
ہے زندگی دشوار ہوجائیگی اگر فرزندان عمرو عیار قابو پاؤن بوٹیان کاٹ کر کھا جاؤن یہ جو بختیارک نے کہا
خدمتگار سر پر رومال جھل رہا تھا پشت پر ملک جی کے چپکے سے خنجر چبھویا ملک جی نے پلٹ کے دیکھا جواہر بن عمرو
نے جھک کے سلام کیا بختیارک تھر تھر کانپنے لگا جواہر نے چپکے سے کہا کیون ملک جی ہماری بوٹیان کاٹوگے
بختیارک بہت گڑگڑایا ہاتھ باندھنے لگا توبہ کہکر کان پکڑے صیقل نے پلٹ کر دیکھا کہا ملک جی کیون کان
پکڑتے ہو کس واسطے توبہ کرتے ہو کیا خدمت مین خداوند لقا کے کوئی گستاخی کی بات ہوئی بختیارک نے آنکھ سے
اشارہ کیا لقا ہے بقا سے ڈرنا کیا دیکھو ملک الموت سر پر کھڑے ہین بول نہین سکتا صیقل نے کہا کہان بختیارک
بلیا جواہر تو نکل گیا تھا اب بھلا کب ٹھہرتا ہے قضا کے کارا ایک خدمتگار بچارہ مصیبت کا مارا ستون کی آڑ پکڑے

ب سمجھا کہ جواہر بن عمرو ہی صیقل سے کہا لینا یہ عمرو کا
ہاتھ مارا اُس خدمتگار کے دو ٹکڑے ہوئے غل ہوا کہ عمرو کا بیٹا
نکا چلایا یہ کیسی رسوائی ہے حضور یہ تو میرا بھائی ہے ایسی بدعت کو
اپر جادو ہو گیا ہے بختیارک نے جھڑک کر اُسکے بھائی کو ڈھکیل دیا کہا
مرہی جب اُسنے نمانا بھائی کی لاش سے لپٹنے لگا رو رو کے چلایا ہاے میرا
نے دھوکا کھایا صیقل بے عقل سے میرے برادر کو قتل کرایا مین ایسی نوکری
ے دیکھا کہ بیچارہ بھائی کے غم مین جان دیتا ہے کسی کا کہنا نہین سنتا ہے پکار کر کہا ارے
ال کھلے میاں صیقل کی آبرو بڑھے جواہر بن عمرو خلوتخانہ مین آکر ٹھہرا غلغلہ
ٹ کر اندر آیا دیکھا ملک جی صیقل کی تعریف کر رہے ہین کہا صیقل تمھاری تیغ
اک خنجر بدعت سے زائل ہوئی ہمیشہ ہمارے اشارے کا خیال رکھنا ہم عیارانِ اسلام کو
ے کی حقیقت جانتے ہین صیقل کہتا ہے ملک جی دیکھنا گھس کے فرزندان عمرو کو مارونگا
نکالتا بھی تخت پر کھڑا ہو گیا کہ دیکھین کون مارا گیا یہی کہتا ہے جلدی پانی لاؤ اس
پر بختیارک کی پہونچا خدمتگار تو بنا ہوا تھا مصاحب صیقل کے قریب کھڑے ہوئے ہین
ہی خدمتگار کو دیکھا کہ کھڑا ہوا ہے کہا ارے جلدی پانی لا اس مُردے کا مُنھ دھلا جواہر نے
نی لایا جیسے ہی بختیارک نے مُنھ پھیرا جواہر نے ایک دھول سر پر بختیارک کے ماری
دور گرا شمشیر جادو صیقل کا مصاحب برابر کھڑا تھا اُسنے پلٹ کر کہا او خدمتگار یہ کیا کیا جواہر
ما تو بھی کے یہ کہکر فوراً کوکھ پر خنجر مارا شمشیر پر بھی قبضہ کیا وہ جادوگر ہاے کا نعرہ مار گرا جواہر اندھیرے
مین باہر نکلا ملک جی نے کہا لینا صیقل جادو سر پیٹنے لگا ساحر کے مرنے سے تاریکی پھیلی بعد سنگ باری و
برف باری کے آواز آئی کشتی درا نام من شمشیر جادو بود اب صیقل نے دیکھا زنگ حیات شمشیر سے دور ہوا
لاشہ تڑپ رہا ہے صیقل نے کہا واہ ملک جی کیسا فرزند عمرو کو قتل کرایا آپ نے دھول کھائی میرا مصاحب
شمشیر جادو مارا گیا اب مُردے کا جو مُنھ دھلایا جیسی صورت تھی ویسی ہی رہی کچھ تبدیلی نہوئی بختیارک
بہت شرمندہ ہوا کہا میاں صیقل صاحب فرزندانِ عمرو کا نمونہ دیکھا جو کیا تھا اُس سے دونا پایا
صیقل گھبرایا کہا ملک جی مین اب اپنی بارگاہ مین جاتا ہون وہان انتظام کرونگا کسی غیر کو اپنے یہان نہ
آنے دونگا بختیارک نے کہا جائیے مگر ملک الموت آپ کو دیکھ گئے بہت احتیاط کیجیے گا مصروف عیش و نشاط
نہو جیے گا ورنہ جان جائیگی صیقل تھراتا ہوا مصاحبون کو ساتھ لیکر طرف اپنی بارگاہ کے چلا جواہر نے

پیچھا کیا جب صیقل جاکر اپنی بارگاہ مین پہونچا ساتھ والون سے کہا صاحبو خیال رکھنا دیکھو کوئی غیر نہ آنے پائے سب ساحر گھبرائے ہوے کہتے ہین حضور اپنے بیگانے کو کیونکر پہچانین خداوند کے سامنے شیطان درگاہ خداوندی موجود سارا دربار بھرا ہوا قدرت کے خدا وصیغم خون آشام ایسے مقام پر سارا بان زادے کا فرزند بیخوف و خطر شمشیر ایسے صاحب جوہر کو مار کے نکل گیا کوئی کچھ نہ کرسکا بختیارک نے کبھی دھول کھائی صیقل نے کہا چپ رہو ذکر نہ کرو وہ شیطان ہی کچھ دل مین وسوسہ نہ ڈالے ہمکو تمکو آپس مین نہ لڑوا دے یہ باتین ہو رہی تھین کہ خدمتگار نے بڑھکر عرض کی ملک جی دروازے پر کھڑے ہین صیقل دوڑا باہر آکے جو دیکھا تو حقیقت مین ملک جی ٹہل رہے ہین صیقل نے جھک کر سلام کیا کہا ملک جی آئیے سرفراز فرمایئے بختیارک نے کہا اے صیقل جادو مجھے تمھارا بڑا خیال ہی شمشیر جادو کے قتل ہونے کا ملال ہی مین نے خود قصد کیا کہ تمھاری نگہبانی کرون صیقل نے کہا آپ تکلیف نکرین اندر بارگاہ کے چلکر تشریف رکھین بختیارک نے کہا خیر تمھاری خوشی صیقل بختیارک کو اندر لایا مسند پر بٹھایا مصاحبون سے اشارہ کیا شراب کباب لاؤ گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی آئین بختیارک نے کہا اے صیقل تم آزردہ نہو تو مین ایک بات کہون مجھے تمھارے ساقی بچون کا اعتبار نہین مین اپنے ہاتھ سے پیونگا اور تمکو بھی اپنے ہاتھ سے پلاؤنگا ایسا نہو کہ ان لوگون کی صورت بنکر کوئی عیار چلا آئے صیقل نے کہا آپ کو اختیار ہی آپ کی فطرت کے آگے سب کی عقلمندی بیکار ہی آپ کے مہان ہین ہمارے سر پر احسان ہین بختیارک نے گلابی اُٹھائی جام بھر کے پہلے صیقل کو دیا صیقل سلام کرکے پی گیا بختیارک نے سب کو دینا شروع کیا چند عرصہ مین سبکو شراب پلائی تھوڑی دیر مین سب کی آنکھون مین چربی چھائی صیقل بیٹھے بیٹھے گھبرایا کہا ملک جی دیکھیے تخت خداوند اُڑتا ہوا آیا بختیارک نے کہا قدرت کی ٹانگ نیچے پکار کے کہیے خداوند تعالٰی نیچے آیئے صیقل گھبرا کر اُٹھا بیہوشی کام کرچکی تھی لڑکھڑا کر گرا سب مصاحب لینا لینا کہکے اُٹھے چشم زدن مین برلب فرش فرش ہوے نعرہ ہوا منم جواہر بن عمر و صیقل جادو کی زبان مین سوزن دیا مشکین باندھکر پشتارہ پشت پر لگایا سراچہ چاک کرکے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا جواہر بن عمرو صیقل کو لیے جاتا ہی مگر بختیارک جب اپنی بارگاہ مین آیا سوچا اب صیقل جادو کا بچنا دشوار ہوای بختیارک اگر خیر و عافیت سے صبح ہو جائے اور یہ لشکر اسلام سے لڑے کیا عجب ہی فتح حاصل ہو آج کل صاحبقران زمان بھی نہین ہین مین خود جاکر صیقل کی حفاظت کرون اُسکی خبر تو لون یہ سوچا ہوا اُٹھا چند ملازمون کو ساتھ لیکر دربارگاہ صیقل پر آیا دروازے پر دیکھا خادم و خدمتگار بیہوش پڑے ہین گھبرا کر اندر آیا دیکھا صیقل ندارد اور ساحر بیہوش پڑے ہین بختیارک نے سب کو ہوشیار کیا کہا ارے کمبختو مالک کو اپنے ہاتھ سے کھویا کون یہان آیا تھا سب نے کہا میان شیطان صاحب آپ ہی نے تو سب کو شراب پلائی بختیارک

نے کہا میری شکل بنکر عیار آیا ہوگا وہی بیٹا عمرو کا جواہر بڑا مکار ہے حقیقت مین بلائے روزگار ہے مگر ہم سب بلوہ کرکے لشکر اسلام پر جا پڑو جہان تک ہوسکے سحر کرو ہم خداوند کو تخت پر سوار کرکے لاتے ہین ساحرون نے کہا غلام ابھی جاتے ہین اپنے افسر کو ابھی چھڑا کے لاتے ہین بارہ ہزار جادوگر فوراً سوار ہوئے اسباب سحر ہاتھ مین لیکر چلے نجتیارک نے آکر اس خفتہ بخت کو جگایا لقا بیچیا اُٹھا گویا فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا کل لشکر نکبت اثر مین قرنا ہوئی ہر ایک سردار ہشیار ہوا فوجین طرف لشکر اسلام کے چلین جسوقت کہ شاہنشاہ خاور نیر خطوط شعاعی سنبھالکر بارادۂ جنگ و پیکار شبدیز فلک چہارم پر سوار ہوکر داخل میدان کارزار ہوا شاہ انجم سپاہ ہزیمت خوردہ پریشان و مضطر میدان چرخ سے افواج کواکب کو پھیر کر طرف ظلمات مغرب کے رو بفرار لایا ستارۂ سحری فلک پر چمکا

نظم

سحر ترکانہ قصد این چشم کرد
شہ خاور سپہر گرد ہوا

دم گرگ نمود دگلۂ رم کرد
رونق تخت لاجورد ہوا

دیگر

دم صبح کہ فرزندان انجم
شدند از چشم یعقوب فلک گم

علم آفتاب نکلا جب
فوج انجم ہوئی گریزان سب

ہوا میدان چرخ سے اکبار
شہ انجم سپاہ رو بفرار

لشکر اسلام مین صدائے تکبیر بلند ہوئی اپنی بارگاہون سے سرداران نامی و پہلوانان گرامی نکلے طرف در دولت شاہنشاہی کے چلے جلوخانہ مین آکر ٹھہرے ایک جانب سے رستم پیلتن و پیلکن کشندۂ قویل ہندی و دیل ہندی سر فتنۂ ملک فرنگستان علمشاہ نوجوان فرزند رشید صاحبقران بصد عظم و شان آکر ٹھہرے اُنکے بعد دارائے ہند لندھور بن سعدان جانشین امیر گیتی ستان دوسری جانب سے مالک اژدر و صاحب نیزہ دوسر غلام نبی وجاکر حیدر و خاقان ابن الخاقان بہرام گرد بن خاقان چین صاحب تاج و نگین و شاہزادہ خاور سیاہ و ایرج نوجوان و توریج بن بدیع الزمان و ہاشم تیغ زن و خورشید بن ہاشم تیغ زن وغیرہ در دولت شاہنشاہی پر حاضر ہین امیدوار آمد شاہنشاہ گیتی ستان ہین ناگاہ نوبت نے بڑھکر آواز دی بادشاہ جمجاہ برآمد ہونے کو ہین پردہ زنبوری کھنچا غراٹے کی صدا بلند ہوئی دیکھا سعد بن قباد بصورت نورانی تخت سلیمانی پر جلوہ فرما کہاریان گل اندام پری پیکر سمن بر سیمین مہ جبین بصد عشوہ و ناز تخت شاہنشاہی کاندھے پر لیے ہوئے کہارون نے تخت کو بڑھکر کاندھا دیا سرداران صف شکن نے مجرا گاہ پر سے مجرا کیا بادشاہ جمجاہ سب کا مجرا لیتے ہوئے جلوخانہ سے باہر نکلے تھے کہ سامنے سے جواہر بن عمرو بصد کر و فر گردن اٹھا ہوا پشتارہ بدوش نمایان ہوا بادشاہ نے پوچھا اے نور نگاہ شاہنشاہ عیاران کسے گرفتار کرکے لائے عرض کی حضور کا اقبال شریک حال ہوا رات پھر جانبازی کی صیقل جادو کو گرفتار کرکے لایا ہون حضور بارگاہ حشامی مین تشریف لیچلیں اس بیچیا کو دربار مین سمجھائین اگر مطیع الاسلام ہو بہتر ورنہ قتل کیجیے اسکی خود سری کی سزا دیجیے لیکن یہ ملحوظ خاطر رہے کہ

یہ بارہ ہزار ساحرون کا سردار ہے اسکی جستجو مین سب آئینگے آفت ڈھائینگے جلد ہمکار تدبیر فرماوین بادشاہ جمجاہ مع سرداران نامی آکر بارگاہ حشامی مین سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوے سرداران عالیوقار چپ و راست اپنے اپنے مقام پر دنگلہاے زرنگار پر بیٹھے جواہر بن عمرو نے صیقل جادو کا پشتارہ کھولا زبان مین اسکی سوزن دیا ہوا تھا بادشاہ نے فرمایا اسکو ہوشیار کرو جواہر نے بڑھکر فتیلہ رفع بیہوشی ناک مین دیا صیقل کو چھینک آئی اپنے کو اس بارگاہ آسمان جاہ مین پایا نگاہ اٹھا کر جو دیکھا تو تماشا ہوا نظم

عجب بارگاہ و عجب گیر و دار
تو گوئی کہ یک عرش و کرسی ہزار
عجب بارگاہِ معلا اساس
ز قالین و جاجم برون قیاس
قدرت پروردگار کا ظہور

شیرانِ دشت نبرد تاجداران جلیل ہزبران بلتین و سردارانِ صف شکن سے وہ بیشہ معمور صیقل گھبرایا آنکھین بند کر لین سمجھا مین نے خواب پریشان دیکھا جواہر نے آواز دی اے صیقل خیرہ چشم خود را واکن چہ حال خود را تماشا کن دیکھ کل تو اپنے مقام پر کہتا تھا کہ صبح کو مسلمانون کو قتل کرونگا یا اب عنایت سے پروردگار کے پنجۂ شاہباز اجل مین گرفتار ہوا شاہنشاہِ گیتی ستان سامنے موجود ہین سامری و جمشید پر لعنت کر مطیع الاسلام ہو بیشۂ شیران دشت نبرد مین تیرا بھی نام ہو بادشاہ جمجاہ نے خود زبان معجز بیان سے فرمایا اے صیقل جادو سامری و جمشید بھی مثل تیرے ساحر تھے انکو اپنا خدا جانتا ہے کل سے تو دربار لقا مین آیا ہوا ہے اس بحیا کا بھی حال دیکھا اپنی پشت پر کی تو خبر نہین رکھتا بیٹھا تقدیر مین بگھارا کرتا ہے معبود حقیقی اپنے پیدا کرنے والے کو سجدہ کر تو ہی دیکھ کر ملکہ بہار جادو کو کیسے کیسے مرتبے ملے غنچۂ آرزو کھلے ملکہ مخمور سرخ چشم و باغبان قدرت وغیرہ یہ سب ارکین سلطنت طلسم ہوش ربا تھے تو نے اپنی آنکھون سے دیکھا ہوگا خواجہ عمرو کا ساتھ دیا سر ہتیلی پر رکھے ہوے افراسیاب ایسے بادشاہ سے لڑ رہے ہین خدا انکو ہر معرکہ مین مظفر و منصور کرتا ہے اب انصاف کر کہ یہ لوگ قابل مقابلۂ افراسیاب ہین مگر خدا کی قدرت سے کیا کیا کام کر رہے ہین دم وحدانیت پروردگار کا بھر رہے ہین وہ کریم کارساز بمصداق وحدہ لاشریک لہ اکیلا ہے معاذ اللہ ان سگہاے ناپاک و ملعونان حیلہ ساز کو اس بے نیاز کا ہمسر بنایا روز حشر کا کچھ خوف نہ آیا نظم

ہے وہ پیدا کنندۂ دارین
وحدہٗ لاشریک ذات خدا
دیکھو قدرت کی اسکے جلوہ گری
صفتین اسکے ہین بیان سے فزون
بیان اسکے اوصاف مین کیا کرون
کہین لالہ زار اور کہین سبزہ زار

رازق العبد و خالق کونین
کرو لطف و کرم پہ اسکے قیاس
کر دیا ہم کو صورت بشری
ہر بن مو اگر زبان سے بنے
کہ تحریر و تقریر سے ہے فزون
کہین یہ ہے نسرین کہین نسترن

لائق حمد ہین صفات خدا
ہان بجا لاؤ اسکا شکر و سپاس
اسکی کیا نعمتون کا شکر کرون
تب بھی خالق کا شکر ہو نہ سکے
عجب باغ قدرت کی ہے یہ بہار
شگفتہ کسی جا گل یا سمن

کسی جا چمن مین ہی سوسن خموش	کسی جا عنادل کا برپا خروش	کہین پر ہی نرگس کو سکتا ہوا
کوئی گل کھلا ہی مہکتا ہوا	کوئی گل ہی گلزار مین داغدار	ادا سی کسی گل پہ ہی بیشمار

ایک عرصہ تک بادشاہ جمجاہ صیقل روسیاہ کو سمجھایا کیے مگر زنگِ کفر اُسکے دل سے نہ دور ہوا شعر
گلیم بخت کسانیکہ بافتند سیاہ ٭ بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد ٭ اُسوقت سرداران نامی نے عرض
کی ماشاء اللہ اسقدر حضور نے اثباتِ وحدانیت مین کلام کیا فصاحتؐ بلاغت کلام معجز نظام مین ہی مگر
یہ کور ظاہر و کور باطن گم گشتۂ راہِ ضلالت دغولِ بیابانِ جہالت کبھی راہ پر نہ آئیگا حکم دیجیے کہ طائر روح
اسکا طعمۂ شہباز اجل ہو مرنے سے اس بیحیا کے جہنم مین روح سامری و جمشید بیکل ہو بادشاہ نے حکم
فرمایا جلاد لشکر ذوالنخار عادی کو بلاؤ اسکو قتل کرے ذوالنخار عادی فوراً حاضر ہوا ہاتھ پکڑ کر
صیقل جادو کا کھینچا بیرون بارگاہ حشامی لایا بادشاہ جمجاہ بھی باہر نکل آئے تمام سردار مسلح و مکمل
ہمراہ رکاب چونکہ میدان کارزار مین جانے کا قصد تھا کل لشکر بھی تیار ہی کمر بندی ہو چکی ہی پلٹنین
رسالے آگے جمے بادشاہ جمجاہ ابھی فرما رہے ہین اسکو سمجھاؤ راہِ راست پر لگاؤ سب سردار حسب الارشاد
شہریار قریب آئے ہرچند اس سخن ناشنو کو سمجھاتے ہین مگر یہ بیحیا یہی کہے جاتا ہی جان میری نام سامری
و جمشید پر نثار ہر گز خدائے نادیدہ کو سجدہ نہ کرونگا اپنی جان دونگا ذوالنخار عادی تلوار کھینچکر سر پر
صیقل کے آیا بموجب قاعدے کے کہا اے صیقل رشتۂ حیات تیرا منقطع ہوا ساغر عمر لبریز ہو چکا دیکھ
اب بھی بادشاہ جمجاہ سمجھاتے ہین لقا پر لعنت کر اگر یہ نہین قبول ہی ہوس دلی ظاہر کر جو کھانا ہو کھالے
اگر کسی کے دیکھنے کی آرزو ہو بیان کر وہ مغرور چپکا بیٹھا رہا کبر و نخوت سے کچھ جواب نہ دیا گونگا بہرا
بنگیا بادشاہ حکم اول دے چکے ہین اب قصد ہی کہ حکم ثانی برائے گردن زدنی صیقل دین کہ
یکایک لشکر مین ہنگامہ ہوا ہزارہا شعلہ بھڑکا آگ برسنے لگی رسالون مین صدائے فریاد بلند ہوئی
بادشاہ گردون بارگاہ نے سر اُٹھا کر دیکھا مرکب اپنے اپنے سوارون کو پشت پر سے گرا کر بھاگے جاتے
ہین بعضے بدلگامی دکھا رہے ہین صدہا پیدل زمین پر گرے مثل مرغ بسمل تڑپنے لگے ایک جانب سے دریا
جوش مارتا ہوا آتا ہی ہزارہا بندگانِ خدا اُسمین گر کر ڈوب رہے ہین سیاہ آندھی اُٹھی صدہا خیمے گر گئے
جو اسپسان لشکر اسلام نے ٹرھکر تھے دی بارہ ہزار ساحرانِ غدار ہمراہیانِ صیقل ناہنجار آپڑے ہین لشکر پامال
ہو رہا ہی یہ خبر وحشت اثر بادشاہِ عالیوقار سنکر فوراً پشت مرکب پر سوار ہوئے سب سے پہلے سرخیل وفاداران
مقبل وفادار غلام صاحبقرانِ عالی تبار بارہ ہزار تیر اندازون کو لیکر ایک گوشہ مین آیا ساحرون پر تیرون کی
بوچھار گوشون سے کمانون کی کڑک عقاب تیر پر کھول کے اُڑے مرغ روح ساحرون کو شکار کیا سو پچاس

ساحر مرکر گرے اور زیادہ اندھیرا ہوا جو جادوگر مرا اُسکے مرنے کی علامت برپا ہوئی آوازین آئین کشتی مرا
نام من فلان بود اس اثنا مین مقبل نے لڑائی کو رو کا کل سردار گھوڑون پر سوار ہوے نعرے کرکے لشکر ساحران پر
جا پڑے آمادہ سر فروشی ہوے مگر جادوگر سحر کرتے ہوے قریب صیقل کے پہونچے زبان سے سوزن اسکے
نکالا صیقل رہا ہوا غصہ مین تھراتا ہوا اُٹھا زمین سے سنگریزے اُٹھا کر طرف آسمان کے پھینکے لشکر اسلام
پر اُس سنگدل نے پتھر برسائے اب ساحرون نے صیقل کے پاس جھولی سحر کی پہونچا دی صیقل سحر کرتا ہوا
بڑھا جس سردار کو جہان پایا قتل کیا قید ہو کر آیا تھا جھلایا ہوا تھا گولے فولادی مارنا شروع کیے صیقل
چاہتا ہے کہ مین بالکل صفائی کر دون ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑون زیادہ خرابی یہ ہوئی کہ علین پڑا و پر لشکر
اسلام کے یہ معرکہ ٹرا پیچ لشکر مین صیقل کھڑا سحر کر رہا ہے مگر سرداران نامدار و غازیان دیندار و مجاہدان
تہور شعار ہر چند کہ سحر سے مجبور و ناچار بلاے تازہ مین گرفتار ہین لیکن اگر کسی ساحر کو پا گئے یا تو نیزہ
مارا سینہ پُر کینہ پر ساحر کے پڑا ساحر تڑپ تڑپ کے جہنم واصل ہوا اگر اُسکا سحر چلگیا تو یہ گھوڑے سے
گرے وہ غالب آیا اگر کوئی سردار سپاہی یا سوار قریب جادوگر کے پہونچا غصہ مین لپٹ پڑا مثل
کرپاس کہنہ چیر کر پھینکدیا چھاتی پر چڑھ بیٹھا سر اُس خود سر کا کھینچ لیا اس طرح ساحرون سے لڑ رہے
ہین جانبازی مین مشغول ہین مگر مردان عالم کا زور نہین چلتا لشکر پامال ہو رہا ہے بادشاہ
گردون بارگاہ حیران پریشان تاجداران جلیل جابجا سحر مین گرفتار کوئی گھوڑے پر سے گر تا ہے
کسی کی تلوار نیام سے اُگل رہی ہے اپنا حربہ اپنے گلے پر چلتا ہے ہنوز اس مصیبت تازہ مین اہل اسلام
گھرے ہوے ہین کہ یکایک چار سو نقارے پر چوب پڑی دیکھا نمرد شاہ باختری قابو پرست
نشۂ شراب کبر و نخوت سے مست تخت نکبت پر سوار کل لشکر کو ساتھ لیے ہوے آ پہونچا یہ جو بیچا نے
سُن پایا کہ صیقل جادو رہا ہوا سمجھا کہ مسلمان متردد ہو رہے ہین چلکر قتل کرون بختیارک بھی نجوبی
سمجھا چکا ہے کہ یا خداوند آج کل صاحبقران لشکر مین نہین ہین چلکر مسلمانون کو مارلین شکست دین تمام
سنجانی باختری شتری حصاری اس بیچا کے ساتھ بے تکلف تلوارین تولے ہوے یا تو نام سے اہل اسلام
کے بھاگتے تھے آج سینے سپر کیے ہوے للکار رہے ہین لینا لینا کی صدا بلند لقا نے بھی نعرہ کیا بیچا نامرد
پکار اُٹھا منم خداوند نمرد شاہ باختری اے مسلمانو قدرت نوے ہزار برس پیشتر تقدیر کر چکے تھے کہ ہاتھ
سے اپنے بندۂ خاص صیقل جادو کے مسلمانون کو مٹائین گے صیقل کو مشیر قدرت بنائین گے اب بجسم
ملک باختر قدرت جائینگے جب قیطولات پر پہونچین گے تقدیر اسعار نگار رنگ کرکے جسقدر بندے قدرت
کی محبت مین مارے گئے ہین سب کو زندہ کرینگے ایسے کلمات کبر و غرور زبان سے بکتا ہوا لشکر اسلام پر

آپڑا یا تو تخت پرسوار تھا یکایک پکارا قدرت کی سواری کے واسطے مرکب لاؤ قدرت آج اپنے ید قدرت
سے مسلمانون کو قتل کرینگے جوان تو قدر دار ہو تیغہ کھینچکر مسلمانون پر جا پڑا جو لوگ سحر مین مبتلا تھے اُنکو قتل
کرنے لگا اُسوقت سرداران نامی کی بیکسی و بے بسی رنگ فق دل مین قلق عالم یاس چہرے اُداس دیکھتے
ہین کہ وہ نامرد بڑھ بڑھ کر غازیان دیندار کو قتل کرتا ہو رہ رہ کے پیچ وتاب کھاتے ہین سوزش قلبی سے
سینہ مین دل کباب ہورہے ہین دانتون سے بوٹیان چباتے ہین کیسا انقلاب ہو اس سبب سے پیچ وتاب
ہو وہ نامرد کہ جو نام سے ان غازیان دیندار کے فرار کرتے تھے آج قتل کرنے پر آمادہ ہین سنگدلی مین جلاد
سے زیادہ ہین بقول بختیارک جس طرح بن پڑے مسلمانون کو قتل کرو ہزارہا بندگان خدا ان نامردون
کے ہاتھ سے قتل ہورہے ہین لاشے زمین پر پھڑک رہے ہین آتش سحر نے خرمن ہستی مسلمانان جلائی ملازمان
لقا مسلمانون سے جلے ہوے گھوڑے دوڑاتے پھرتے ہین اہل اسلام کی پامالی لشکر کفر وظلام کی بحالی
بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد ایک گوشہ مین کھڑے ہوے یہ قیامت دیکھ رہے ہین مرکب شاہنشاہ کا
بھی بدلگامی کر رہا ہو ہرچند چاہتے ہین روکین نہین رکتا اگر زمین پر پائون رکھتا ہو سم پھکنے جلتے ہین
بدحواس ہوکر طرارے بھرتا ہو بادشاہ تہری جماتے ہین ران نہین لڑتی ہر مرتبہ یقین ہوتا ہو اب مرکب سے
گرکے پڑونگا اور تاجداران جلیل کا بھی یہی حال ہو بادشاہ نے بہ نگاہ حسرت طرف آسمان کے دیکھا فرمایا
بھائیو ساحرون نے قیامت کردی لقا آمادہ بیداد ہو برائے مسلمانان جلاد ہو آج نامردون نے قابو پایا
ہو یہ امان نہ دینگے دیکھو یارو جب اُس صاحب اقبال کا قدم لشکر مین نہین ہوتا جان پر بنجاتی ہو جد
عالی تیار نہین ہین ساحرون کا غیور ہو وہ موجود ہوتے اسم اعظم پڑھکے چشم زدن مین ساحرون کو واصل
جہنم کرتے اب اپنے بے نیاز سے رجوع کرو سب نے ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے بادشاہ جم جاہ نے تاج سر
اُتار احتجاج بدرگاہ قاضی الحاجات ہوکر پکار اُٹھے ای پروردگار اس مصیبت سے اہل اسلام کو بچالے
کبھی بلک کر دعا کرتے ہین کبھی مقبل کو اپنے قریب بلاتے ہین فرماتے ہین ای مقبل وفادار وای غمخوار
قدیم ناموس کے رازدار اب کوئی صورت فتح کی نہین معلوم ہوتی تو میدان کارزار سے نکل جا مجانے ممکن
کرکے ناموس صاحبقران کو جلد سوار کر برائے خدا جس جانب مناسب جان نکلجا بلکہ اگر جاسکے تو اپنے کو
ملک باختر پر پہونچا کل ناموس قلعہ ذوالامان مین موجود ہین مظفر بن صیغم خون آشام کوتوال و
شاہ سلیمان فارسی وہان کا بادشاہ ہو یہ دونون نہایت خیرخواہ ہین ناموس کو وہان پناہ ملے گی
سرداران سنجان سن پائینگے فوراً برائے حفاظت آئینگے یہان ناموس کا ٹھہرنا اب مناسب وقت نہین ہو
ہم یا قتل ہون یا گرفتار ہوجائین کچھ معیوب نہین ہو مستورات کے لیے سب طرح خرابی ہو خیال حرمت

ناموس میں بڑی بیتابی ہی ہمارے ساتھ مرنے سے یہ کام بہتر ہو صاحبقران بھی راضی ہونگے یہ کلمات حسرت آمیز مصیبت خیز سُنکر مقبل چیخین مارکر رو دیا قدموں سے لپٹ گیا عرض کی ای شاہنشاہ اگر غلام اسوقت بدین زندہ نکل گیا تو صاحبقران کو کیا روے سیاہ دکھائیگا صاحبقران فرمائینگے کہ میرے فرزند نور نظر و سرداران خوش سیر میدان کارزار مین مارے گئے تو نے اپنی جان بچائی کیون نامرد شرم نہ آئی اسوقت غلام کیا جواب دیگا یہ خدمت غلام کے سپرد نہ فرمائیے غلام ہرگز نہ جائیگا گستاخی معاف آنکھون سے دیکھ رہا ہون علم شاہ نوجوان و قاسم عالیشان و شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان و ایرج نوجوان وغیرہ مبتلائے بلاے ناگہانی ہین دشمن اُنکے قتل ہوا چاہتے ہین اسوقت کیونکر ہوسکتا ہی کہ غلام خانہ زاد جان بچائے یہ کہکر کمان کیانی دوش سے اُتاری بارہ ہزار تیر اندازون کو آواز دی جو جو سحر سے بچے ہوے تھے اپنے افسر کی آواز سُنکر قریب آئے مقبل تیر اندازی کرتا ہوا بڑھا دریاے لشکر لقا مین ننگانہ غوطہ لگایا صدہا غلام نے اپنی جان دی بادشاہ نگاہ حسرت سے دیکھ رہے ہین ایک مقام پر مقبل بھی لڑتے لڑتے تھم گیا معلوم ہوا کسی کے سحر کی تاثیر ہوئی بادشاہ بلک گئے جانتے تھے کہ صاحبقران نے مقبل کو مثل فرزندون کے پرورش کیا ہی اسکا یہ حال پرملال دیکھکر کلیجہ مُنھ کو آگیا اور یہ بھی دیکھا کہ لقاے بیحیا رستانہ لڑتا ہوا طرف بارگاہ ناموس کے جاتا ہی اب تو کلیجہ مین شعلے بھڑکنے لگے قریب تھا حجاب سے روح جسم خاکی سے نکلجاوے اُدھر محلدارون نے ناموس کو خبر دی حضور سب فرزندان صاحبقران گھر گئے ساحرون نے سحر سے سب کو بیکار کر دیا لقا لڑتا ہوا اسطرف آتا ہی کنیزان جانباز در دولت پر لڑ رہی ہین یہ سُنکر ناموس شاہنشاہی نے بال کھول دیے سجادے بچھائے سب بیبیان دعا مانگنے لگین کنیزین سر پیٹ رہی ہین محل مین شور گریہ و زاری بلند ہر شخص دردمند شاہزادیون نے خنجر کھینچکر سامنے رکھے جام زہر بھرے گئے دو پہر چل رہا ہی کنیزین بڑھ بڑھ کے خبر دے رہی ہین لقا آگے بڑھ آیا ہی کئی ہزار جان نثارون نے جان دی شاہزادیون نے سر زمین پر دے مارا جان دینے پر آمادہ ہوئین رجوع قلب سے طرف درگاہ بے نیاز کریم کارساز کے فریاد کی پروردگارا ہماری ذلت جائز نہ رکھ حکم دے ملک الموت کو قبض روح کرے یہ سب صاحبان عصمت و عفت ہین تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بادشاہ جمجاہ بھی نوبت بجان کار د باستخوان ہین کہ ناگاہ دامن صحرا سے گرد اُڑی **نظم**

از دامن دشت گوہ اور نگ	گرد ے برخاست تو تیا رنگ
از دامن دشت آن غبارے	رخسار نمود شہریارے

اہل اسلام دیکھنے لگے وہ گرد براے تشنہ کامان صحراے مصیبت و آوارگان دشت کربت دعوت ابر رحمت تھی دافع کلفت و کدورت تھی دیکھا آگے آگے ساٹھ علم نشان ساٹھ ہزار سوار کا ہر ایک علم کے پھریرے پر حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم آمد فوج

ظفر موج کی دھوم سب نے دیکھا کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان پشت اشقر پر سوار تخت پر ایک بادشاہ
عالیجاہ پہلو مین ایک پہلوان پشت پر کثرت سپاہ عیاران اسلام پڑے ہوتے تڑپ رہے تھے
کوئی بیہوش کوئی زخمدار صاحبقران زمان کو دیکھکر دوڑے عرض کی ای شہریار جلد تشریف لائیے
لشکر کا خاتمہ ہی دیر نہ لگائیے جادوگرون نے قیامت برپا کردی ہی وہ دیکھیے آگ برس رہی ہی
یہ سنتے ہی صاحبقران نے اشقر دیوزاد بڑھایا نعرہ کیا باشیدای کفاران بیحیا وای نابکاران پر دغا ہر کہ داند
داند و ہر کہ نداند بشناسد منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر گیتی ستان قاتل ساحران نعرہ

امیر عرب ضیغم روزگار یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام	بحکم خدا بستہ شمشیر چار بُن کافران از جہان پاک کرد	یکے تیغ صمصام و قمقام نام سر سرکشان جملہ در خاک کرد

ایک جانب سے ہوشنگ نوجوان ایک سمت سے شہنشاہ زرین علم بصد شوکت و حشم مع فوج قلعۂ
آہن حصار ہوشنگ کے سرداران نامدار تلوارین کھینچکر آپڑے دریاے خون بہادیے جواہر بن عمرو
قریب صاحبقران پہونچا عرض کی ای شہریار سحر سے صیقل کے لشکر اسلام کا خاتمہ ہی ہر ایک بہادر
سحر مین مبتلا ہی اسم اعظم بآواز بلند پڑھیے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا ساحرون کے سحر
پلٹنے لگے نعرۂ صاحبقرانی سے کلیجے پھٹنے لگے سحر مین جو ذرا کمی ہوئی فوج ساحران مین برہمی ہوئی
سرداران صاحبقران بھی سنبھلے ہوش و حواس بھی درست ہوے لڑائی پر چست ہوے بڑھکے نعرہ کیا
اول سب سے علم شاہ نوجوان مثال شیر نر میدان کارزار مین آکر گونجا نعرۂ علم شاہ نوجوان

ارشد اولاد امیر عرب علم شاہ رومی شہ فیل زور	دیگر	کنیت علم شاہ چو رستم لقب کہ بر تخت مرزدق افگندہ شور

دوسری طرف سے آواز آئی نعرۂ لندھور

جزیرہ ہاے دریا را گرفتم تا بہ ہندوستان	اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان

ایک جانب سے نعرہ ہوا نعرۂ مالک اژدر

منم مالک اژدر خشمگین	سپہدار در لشکر اہل دین

نعرۂ بہرام گرد بن خاقان چین

منم گرد بہرام خاقان چین	کہ از ہیبت من بلرزد زمین

بادشاہ جمجاہ نے مرکب جنگ سیاہ قیطاس کو بڑھایا بصد صولت و شوکت نعرہ کیا نعرۂ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم	منم صف شکن صاحب عز و جاہ	ملک نامور سعد عالم پناہ

مگر صاحبقران نے ملاحظہ کیا عین ٹپرا و پر تلوار چل رہی ہی ہزارہا اہل اسلام مارے گئے گھوڑے کوتل پھر رہے
ہین صدہا خیمے گر گئے ہین ملازمان لقا لڑتے ہوے تا بخیمۂ ناموس پہونچ گئے ہین اول اُسی جانب رُخ
کیا کنیزون نے بڑھکر محلات کو خبر دی مُبارک ہو صاحبقران مع فوج ظفر موج آپہونچے دیکھیے سب سردارون
کے نعرے کی آواز آئی اُس شیر کے آتے ہی زمین تھرائی قریب در دولت ضیغم خون آشام لقاے
بیحیا کا خالو بیدین وبدخو لڑائی مین مصروف تھا صداے نعرۂ صاحبقران سُنکر بے لڑے بھڑے مثل
صید خائف بھاگا روتا پیٹتا قریب لقا کے پہونچا لقا نعرے کرتا پھرتا تھا من چہ تقدیر کردم ضیغم نے قریب
آکر کہا ارے بھاگ تیری تقدیر مین آگ لگے صاحبقران زمان آپہونچے جلدی بھاگ جا ورنہ لشکر سے نکلنا
دشوار ہوگا طعمۂ نہنگ شمشیر آبدار ہوگا ساحرون کے دم بند ہین بھاگا چاہتے ہین سرداران حمزہ سنبھل گئے
سنجانی باخترون کے بل نکل گئے بے لڑے بھڑے بھاگے جاتے ہین لقا نے کہا اے خالو بے قدرت آج ما بدولت
تقدیر کر چکے ہین کہ بدون قتل مسلمانان واپس نہونگے ضیغم نے کہا شامت آئی ہی یکایک دیکھا زمین تلے اوپر
ہوئی ساحرون مین بھگدڑ پڑی صاحبقران لڑتے ہوے چلے آتے ہین ساحر لاکھ سحر کرتے ہین صاحبقران پر تاثیر
نہین ہوتی جسکو بڑھکر ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوے ساحر یا سامری یا جمشید پکار رہے ہین کلو ابھیرون کا نام
لیتے ہین مگر نہیب شمشیر صاحبقران سے دوہائی دیتے ہین لقا بیحیا پکارا اے بندۂ خاص الخاص اے صیقل
جادو جلد اپنے کو قدرت تک پہونچا حمزہ لڑتا ہوا آتا ہے ما بدولت کو سرکشی دکھاتا ہے قدرت نے اُسکی قضا
تیرے ہاتھ سے مقرر فرمائی ہے اگر اور کوئی حمزہ کو قتل کریگا تیری لیاقت مین فرق آجائیگا صیقل نے
جو نعرۂ قدرت سُنا سحر کرتا ہوا چلا قریب لقا آکے کہا خداوند کیون غل مچاتے ہو خیر تو ہے لقا نے پکارا
اس بندۂ مغضوب کو لینا صیقل جادو صاحبقران پر سحر کرنے لگا پہلے گولا مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا
گولا پھٹکر زمین پر گرا صیقل جادو نے آواز دی تو بھی کسی گرو کا مونڈا ہے دو چار کچھ جانتا ہے سحر کو میرے
باطل کیا یہ کہکے ماش کے دانے پھینکے وہ بھی صاحبقران پر صدقے ہوکر گر پڑے اتبو اُسنے گینڈا بڑھایا
تیغۂ سحر کمر سے کھینچا قریب آکے ہاتھ مارا امیر نے تیغۂ عقرب سلیمانی کو اسم اعظم پڑھکے چہرے کی پناہ کیا وار کو
اُس نابکار کے رد کیا جیسے ہی وہ تلوار مار کے پلٹا امیر نے خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا اُس روسیاہ نے
سپر سحر کو اُٹھایا تیغہ برق مثال چمک کے گرا اور سپر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا سپر کو کاٹ کر سر پر گری ہر چند
سحر کرتا رہا کچھ نہوا شعلۂ شمشیر نے خرمن ہستی کو اُس بیحیا کی جلاکے خاک کیا اُس نجس کا قصہ پاک کیا
مرتے ہی صیقل کے ساحرون کو آئینۂ شمشیر صاحبقران مین جلوہ عروس مرگ دکھلائی دیا سنگباری
برف باری ہونے لگی آواز آئی کُشتی مرا نام من صیقل جادو بود اتنے مین ایک جانب سے عیاران اسلام

حقہ ہاے آتشبازی لیکر ساحرون پر گرے ساحرون کے دم بند کردیے مگر رستم پیلتن علم شاہ نوجوان فرزند
رشید صاحبقران تیغہ کپتان فرنگی ہاتھ مین کھنچا ہوا اُستر بالا کبود فرنگی پر ٹپری جمی ہوئی گرد انکے سردار آلا گرد
فرنگی وبالا گرد فرنگی دکیبی ابرزال دکیبی زلزال ونہنگ بچہ دریائی وساقط شاہ دربندی
تنبور گرگڑ اتا ہوا بگل بجتا ہوا پلٹنین گوروں کی جمی ہوئی بڑی شوکت وشان سے لڑتے ہوے سامنے لقا
کے پہونچے للکارا او کندۂ ناتراش او بدمعاش او خرس بادیۂ ضلالت او غولِ صحراے جہالت آج تو نہرارہا
مسلمانون کا خون تیری گردن پر ہی لقانے جو علم شاہ کو آتے ہوے دیکھا آواز دی اوپسر حمزہ قدرت کے
جاہ وجلال سے نہین ڈرتا ابھی سنگ سیاہ کر دونگا بھول گیا تیرے ہاتھ سے فرنگستان فتح کرایا سر فتنۂ ملک
فرنگستان لقب دیا قدرت سے یہ بے ادبی جا بھاگ جا قدرت کو رحم آتا ہی ما بدولت کو شوکت دکھاتا ہی
علم شاہ نہایت غصہ مین تھے بے اختیار ہنس پڑے فرمایا اب رحم نہ کیجیے او ٹٹوے یہ مُنھ زوریان ظاہر
ہی کہ تو تھان کا ترا ہی ہمیشہ جوتیان کھاتا ہی پھر بیہودہ بکے جاتا ہی مگر آج تو سنگدلی دکھا مجھکو پتھر کا بنا
لقا بھی غصہ مین تھا جا پڑا خبردار لیکے ہاتھ تلوار کا مارا جوان بڑے قد کا دیو ہی کہ قالب انسان مین سمایا
ہوا ہی دو سومن کا تیغہ لنگر دار جو ہر دار مارا علم شاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا پھر کر تلوار کو
روکا تلوار گھاٹ سے آشنا ہوئی زورق حیات رستم طوفانی ہونے سے بچی اب رستم پیلتن نے اُسی
جوش وخروش مین نہنگا نہ ہاتھ تیغہ کپتان کا مارا نہیب شمشیر علم شاہ نوجوان سے لقا تھرایا سپر کو اُٹھایا
مگر دل سے کہتا ہی نام اسکا سیہا ہی اگر اصل مین ایک پر بھی ہوتا اُڑ جاتا مگر تلوار نہ روکتا
تیغہ تڑپ کے گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے تاج کٹا فرق قدرت شگافتہ ہوا جس سر مین غرور تھا اُسپر زخم آیا غرور
خون بنکے نکلا بے غیرت سمجھا مین سُرخ رو ہوا ایک چیخ ماری ای بندگانِ قدرت دوڑو بیٹا سپہ سالار قدرت
کا قدرت کو مارے ڈالتا ہی تمام اہالیانِ فوج اُس مقام پر آپڑے خوب تلوار چلی لقا کو لیکر کفار بھاگے
لاشہ صیقل لیکر چند ساحر طرف طلسم ہوش رُبا کے چل نکلے بعد مرنے صیقل کے نہ تھم سکے بختیارک نے
دیکھا قدرت زخمی ہوے ساحر لاشہ صیقل لیگئے مگر مسلمان چلے آتے ہین ڈرا دوٹ لیا بارگاہ مین جلا دین
گھبرا کے حکم دیا طبل امان بجے اِدھر اُدھر طبل امان پر چوب پڑی صاحبقران نے حسام انتقام کو نیام مین
کیا سرداران زخمدار کو ہوادارون پر ڈالا کشتے اُٹھوائے میدان کارزار سے واپس آئے بادشاہ جمجاہ کو
سلام کیا ہوشنگ نوجوان وشاہنشاہ زرین علم کو قدمون پر گروایا بادشاہ نے دونون جوانون کو
گلے سے لگایا ہوشنگ نوجوان کو بہت پسند فرمایا آکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے تمام کیفیت اپنی
صاحبقران زمان نے سامنے سرداران تہمتن کے بیان کی فرمایا ہوشنگ نوجوان نے ہماری جان بچائی

پھر اپنا قید ہو کر قلعہ آہن حصار مین جانا وہان کے حالات لفظاً لفظاً بیان کیے مگر جواہر بن عمرو سے فرمایا
کیون ای نور نظر یہ ساحر جو طلسم ہوش ربا سے آئے تھے اُنسے کچھ اسد نامدار کی کیفیت ظاہر ہوئی یا رہ جگر
نور نظر بدیع الزمان گردنکشکن کے چھوٹنے کی خبر پائی اسد نے طلسم فتح کیا کچھ لوح کے ملنے کا
ذکر سُنا جواہر بن عمرو بے اختیار رونے لگا عرض کی ای شہریار جب طلسم سے کوئی ساحر آتا ہی اول اسی
فکر مین جاتے ہین کہ اپنے والد نامدار و شاہزادگان عالیوقار کی کیفیت دریافت کرین مگر ابکی مرتبہ صیقل
جادو زیادہ نہ ٹھہرنے پایا کہ غلام نے جاکر گرفتار کیا ساتھ والے اُسکے یہ کہتے تھے کہ آج کل خواجہ عمرو
اسد نامدار کو ساتھ لیکر تلاش لوح مین نکلے ہین کوئی خداوند واؤ و تھا اُسکو مسلمان کیا لوح ملنے کی تدبیر
ہو رہی ہی ابھی طلسم ظاہر سے مہلت نہین پائی طلسم باطن اس سے بڑا یہ طلسم وسیع ہی افراسیاب بہت بڑا ساحر
ہی علوم شعبدہ بازی سے خوب ماہر ہی خواجہ عمرو ایسے ہی کامل ہین جو ایسے بادشاہ خود سر کو دھوکا دیتے
ہین برق و قران بڑے بڑے کام کر رہے ہین مگر یہ کبھی سُنا ہی کہ بدیع الزمان والاشان کا ابتک پتا نہین ملا
صاحبقران کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے فرمایا مجبور و ناچار ہین ہمارا فرزند اس بلا مین مبتلا ہی اور ہمسے
کچھ نہین ہوتا ہمنے بھی اکثر سُنا ہی کہ طلسم ہوش ربا کا فتح ہونا بہت دشوار ہی دیکھیے اپنی حیات مین پھر ہم انکو
پائینگے یا بعد مرنے کے قبر پر آئینگے صاحبقران کے ان کلمات حسرت آیات پر تمام اہلیان دربار رونے لگے شاہزادہ
نور الدہر قدمون سے صاحبقران کے لپٹ گئے عرض کی ای جدّ عالی تبار غلام کو رخصت فرمایئے جاکر اپنے والد
نامدار کا پتا لگاؤن یا اس جستجو مین اپنی جان دون اگر راہ مین غلام کا کام تمام ہوا مردان عالم مین نام ہوا
اگر رہبر عالم نے رہبری کی منزل مقصود تک پہونچے سعادت دارین حصول ہوئی دعا قبول ہوئی بڑی عمر ہی پہنے ہم
آرام سے سوئین والد نامدار نہین معلوم کس مصیبت مین ہین خواجہ عمرو ایک سر ہزار سودے بیچارہ اسد نامدار
کیا کرے غلام ہر طرح پر اپنے کو تا بہ طلسم ہوش ربا پہونچائیگا حال عجائب و غرائب طلسم کھل جائے گا
صاحبقران نے نور الدہر کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا فرمایا انشاء اللہ ہم تم خود اس بیجا کو
شکست دین ردبراہ لڑتے بھڑتے طرف طلسم ہوش ربا کے چلین خبردار ایسا نہ کرنا خلاف ہمارے حکم کے اس
راہ پرخطر مین قدم نہ دھرنا خوب ہمکو دریافت ہو چکا ہی راستے طلسم ہوش ربا کے بند ہین بیچ مین
بڑے بڑے دربند ہین اگر تم ہماری نظرون سے چھپے پھر ہماری زندگی دشوار ہی نور الدہر کو سمجھا کر
جواہر بن عمرو سے فرمایا بارگاہ لقا مین جاؤ خبر معقول بمقدمۂ طلسم ہوش ربا لاؤ جواہر اُسی وقت
با نہائے عیاری سے آراستہ ہو کر برائے دریافت خبر طرف بارگاہ زمرد شاہ باختری کے روانہ ہوا
یہان لقا شکست خوردہ افتان و خیزان باغ مینا مین آیا مکاران خرس طینت میمون خصلت گرد آکر

جمع ہوے تعریفین کرنے لگے لقانے کہا صیقل جادو بڑا مغرور تھا قدرت نے اُسکو ہاتھ سے اپنے سپہ سالار قدرت کے واصل جہنم کرایا قدرت نے کیا برجستہ تقدیر کی راہ دور دراز سے بلایا صیقل کو مٹایا مگر افراسیاب حرامزادہ بڑا مغرور ہی سراسر اُسی بیحیا کا قصور ہی اگر قدرت کے قدمون پرگرتا ابتک قدرت مسلمانون کو بھی غارت کردیتے غدر ہوش رُبا مٹ جاتا مگر اب قدرت اُس مست بادہ کبر ونخوت کو خاک مین ملائینگے طلسم ہوش رُبا اسد شیردل کے ہاتھ سے فتح کرائینگے وہ ہمارے سپہ سالار قدرت کا نواسا ہی افراسیاب کے خون کا پیاسا ہی اس شیطان درگاہ مین ایک نامہ متضمن بہ تنبیہ و تہدید برائے افراسیاب خانہ خراب جلد تحریر کرو آخر مین یہی لکھو کہ او بیحیا اگر قدرت کی قدمبوسی کو نہ آئیگا بڑی مصیبت اُٹھائیگا قدرت تجھسے بہت خفا ہین طیش مین کوہ ہفت زلازل پر چلے جائینگے اُسکو بادشاہ ہوش ربا بنائینگے تجھیا رکنے نمک مرچ ملا کر نامہ تیار کیا طرف طلسم ہوش رُبا کے روانہ کیا نامہ دار کو راہ مین چھوڑ دیے

دو کلمۂ داستان حیرت بیان لشکر ظفر اثر اسد نامدار راہ مین قلعہ پر لڑنا اور پہونچنا ملکہ لالان خون قبا کا مع لاشۂ داؤد شاہ و ملکہ صورت نگار و عیارئی خواجہ عمرو نامدار گرفتار کرنا ملکہ صورت نگار کو اور آنا مصور جادو کا عمرو کا غصہ مین اسکو بھی گرفتار کرنا زن و شوہر کو کوڑے مارنا اور عین وقت پر آنا افراسیاب خانہ خراب کا اور مقابلہ کو کب روشنضمیر سے ساقی نامہ مصنف

ارے ساقی مجھے دے جام بھر کر	نہ رندان ازل سے شور و شر کر	جفاے دور گردون مین پھنسا ہون
ترے میخانہ مین گھبرا رہا ہون	مہیاے جفا ہی دور گردون	اُٹھے رندون سے کیونکر جور گردون
ہی اک ساغر کے دینے مین تکلف	یہ جام مے ہی یا چشم تاسف	یہ کب تک میکدے مین بادہ خواری
ہی اب فوج اسد کی یادگاری	کوئی ہی فکر عیاری مین حیران	کہین ہی شعبدہ بازی کا سامان
کسی جادو گرہ افسونگری ہی	قمر بزم جہان مین ابتری ہی	نگر ہم بادہ خوران محبت
پھنسے ہین دام اُلفت مین بکلفت	دل آشفتہ پر غمگین اگر ہین	ہم اپنے حال سے خود بیخبر ہین
یہ گیسو ہیت پریشان روزگارم	بہ ابر دیت کہ از بس دلفگارم	بگریہ مثل شبنم چشم نمناک
بسوز دشکل گلخن قلب غمناک	زخم مثل گل صد برگ زر دست	جگر خشک از ہواے آہ سرد است
دماوم شغل آہ و نالہ دارم	بدل داغ دلم چون لالہ دارم	فراق و ہجر زر بس گرانست
نہ بار ہجر فتنش لذت بجانست	مرض دارم علاجے کن خدا را	خدا را کو خود آرا کن مدارا
کشیدم چند مدت انتظارے	ندیدم شکل آن ہجو بہ کارے	کمن از خون من آلودہ دامان

مسلمانم مسلمانم مسلمان
نہان شد آسمان از غرب تا شرق
چہ گویم ہوش بر بود اضطرابم
زمان فرقت بنت العنب رفت

نظر بر عالم ابر و ہوا کن
بہ بین بر گریۂ من خندۂ برق
نظر بر التہاب قلب من کن
سیاہِ صدمہ و رنج و تعب رفت

نگاہے جانب فوق السما کن
چہ سازم در کسوف است آفتابم
بیا برخیز و گلگشت چمن کن
ہنگامہ پروازانِ میدان جانبازی

دسر فروشانِ بازار رزم یکہ تازی اسپ تیز گام کلک کو یون جولان کرتے ہین شعر مصنف منجان و قائق شناس وعقل و شعور۔ اسد کے حال کو کرتے ہین اس طرح مسطور۔ سابق مین تحریر ہوا کہ شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی و مہتر مہتران شاہنشاہ عیارانِ مع لشکر ظفر اثر شہر داؤدیہ سے بقصد کرو فر طرف لشکر ملکہ مہرخ کے روانہ ہوے تھے اول ایک نامہ ایسے مضمون کا کہ لوحِ طلسمی اسد غازی نے پائی اے ملکہ مہرخ اُدھر سے لشکر لیکر تم آؤ ادھر سے ہم آتے ہین اثناے راہ مین بہ کیفیت تمام ملاقات ہو گی اور یہ بھی اسد غازی کا قصد ہی کہ راہ مین جو خارستان ملین اُنھین بھی فتح کرتے چلین خواجہ عمرو ساتھ ساتھ قطع منازل و طے مراحل کرتے ہوے جب دیہ و قریہ کے قریب پہونچے ناظمان افراسیاب کو شکست دی مقام اسلام آباد کیا گرد سکہ نام سے سعد بن قباد کے جاری ہوا تسخیرات کرتے ہوے لشکر دمبدم زیادہ ہوتا جاتا ہی مگر اسی مقام پر ذکر لشکر مہرخ بھی کر دینا واجب و لازم ہی یہ تمام سرداران نامی و ساحران گرامی بارگاہِ آسمان جاہ مین جلوہ فرما ملکہ مہ جبین الماس پوش دختر افراسیاب معشوقہ اسد نامدار تخت سلطنت پر مگر یاد مین اسد نامور کے آٹھ پہر بیقرار اشکبار راتین اختر شماری مین دن بیقراری مین بسر ہوتا ہی ہر کارون پر تاکید کہ حالِ طلسم کشا دریافت کرو اوّل ملکہ بہار و باغبان وغیرہ نے جو سردار تا بہ باغ سیماب ہمراہ اسد عالیجناب گئے واپس آئے تمام کیفیت باغ غافل و ہوشیار و حالات گنبد نور وغیرہ سامنے ملکہ مہ جبین کے بیان کیے کہا ہمارے سامنے کوکب و شنصمیہ باغ سیماب مین آئے یقین ہی اسد غازی کو لوح ملگئی ہی اب تو غالب ہی کہ مرحلہ جات پر ہونگے ملکہ مہ جبین فرماتی ہین آپ لوگون کے مُنھ مین گھی شکر ہمین اُس وقت یقین آئے کہ جس وقت کوئی نامہ فرین پھر خواجہ عمرو ہم تک پہونچے بمقدمہ لوح افراسیاب بڑی کد و کاوش کریگا نہایت کوشش کریگا خدا اُنکی جان اُس ظالم کے ہاتھ سے بچائے آفتاب جمال نظر آئے ملکہ مہرخ فرماتی ہین بی بی اب لوح ملنے مین کیا تامل ہی یہ راہ پر خطر طے ہونے کی امید نہ تھی یہ لوگ باغ سیماب سے آئے ہین کوکب و شنصمیہ نے سیماب کو کشتہ کیا ہوگا اگر اسد نامدار کا داخلہ طلسم باطن مین ہو تو عجب نہین وہان سے نامہ آنا دشوار ہی بی بی سجدہ شکریہ پروردگار کرو وارث تمھارے خیر و عافیت سے ہین بڑی بات تو یہ ہی کہ خود خواجہ عمرو

ساتھ ہین یہ کلام ناتمام تھا کہ ملکہ سُرخ موے کاکل کشا نے آکر عرض کی حضور مبارک ہو نامہ دار لشکر ظفر اثر طلسم کشا سے نامہ لیکر آیا ہی امیدوار باریابی ہی ملکہ مہ جبین نے خوش ہوکے فرمایا جلد بلاؤ نامہ دار اندر آیا واسطے مجرے کے خم ہوا پایۂ تخت شاہنشاہی کو بوسہ دیا نامہ پیش کیا ملکہ مہ جبین نے سر نامہ پر مُہر اسد غازی و خواجہ عمرو دیکھی نامہ کو آنکھون سے لگایا ملکہ سرخ موے کو دیا کہا نانی اماں جلد اسکو پڑھوایئے شاہزادہ شکیل جادو کو وہ نامہ ملا سونے کا منبر بچھایا گیا شکیل نے آواز بلند نامہ پڑھنا شروع کیا اسد نامدار نے اول باغ سیماب سے آوارہ ہونا کوہ و دشت مین پھرنا تحریر کیا تھا اس حالِ مصیبت مآل کو سُنکر دربار مین شور گریہ و زاری بلند ہوا شکیل نے کہا صاحبو صبر کرو خدا کے فضل سے انجام بخیر ہی سب خاموش ہوے اب پہونچنا باغ مین ملکہ لالان خون قبا کے اور عشق پردے مین تحریر کیا تھا بعد اسکے خواجہ عمرو کا بصورت خداوند داؤد جادو لوح طلسمی حاصل کرنا داؤد کا سحر سے تائب ہونا بعد اسکے سامانِ لشکرکشی یہ کیفیت تمام مندرج تھا آخر مین لکھدیا تھا اے سرداران ذیشان ادھر ہم لڑتے بھڑتے آتے ہین بمجرد ملاحظہ نامہ ہذا مع کل لشکر و سرداران نامور کوچ کرکے اس طرف روانہ ہو تاکہ راہ مین ہمارے تمھارے ملاقات ہوگی یہ مژدہ فرحت و مسرت افزا سُنکر نوبت و نقارے بجنے لگے ملکہ مہ جبین کو نذرین گذرنے لگین ملکہ سرخ موے نے فرمایا کیون بی بی کیا جلد پروردگار نے فضل اپنا شریک حال کیا نامہ دار کو خلعت فاخرہ عطا فرمایا ملکہ سرخ مو نے اُسی وقت لشکر مین ڈھنڈھورا پھروا دی منادی نے ندا کی اے ملازمانِ طلسم کشا و اے جان نثاران کوے وفا آگاہ ہو کہ تمھارے آقاے نامدار و مولاے قدرشناس اسد نامدار فلک اساس نے لوح طلسمی پائی لشکر کشی کا سامان ہوچکا سجدۂ شکر پروردگار کرو بتعجیل تمام سامان سفر آراستہ ہو سلاح سحر سے پیراستہ ہو چلکے اپنے آقاے نامدار سے ملین غنچۂ باغ مراد کھلین تمام لشکر مین سامان خوشی مہیا ہوے سفر کی تیاری ہونے لگی اُسی دن ملکہ نے لشکر تیار کیا ملکہ مہ جبین الماس پوش کو تختِ سلطنت پر سوار کیا نقارے پر چوب پڑی نقیب بلند آواز آگے بڑھے ایک طرف ملکہ بہار جادو ایک جانب ملکہ مخمور خوشخو صاحب سطوت و صولت ایک جانب باغبان قدرت و شاہزادہ خورشید زرین سحر تیغ زن صف شکن ملکہ ہلال سحر افگن افسونگری مین یکتا ملکہ سرخ موے کاکل کشا و ملکہ ماران زمین کن و ملکہ اسرار جادو و گلزار چشم و زنبور چشم وغیرہ بصد جاہ و حشم دو منزلہ سہ منزلہ کرتے ہوے جاتے ہین جب دو تین منزلین طے ہوئین ملکہ بہار جادو نے ملکہ سرخ مو سے کہا اگر آپکی خوشی ہو ہم آگے بڑھین پہلے جاکر لشکر طلسم کشا سے ملین آپ کے ساتھ لشکر بحساب پانچ کوس سے زیادہ سفر ناممکن باغبان قدرت و ملکہ مخمور سرخ چشم کی بھی راے ہوئی کہ ہمارا آگے رہنا مناسب ہی شاید راہ مین کوئی بادشاہ جلیل طلسم کشا

کورو کے لڑائی سحر و ساحری کی پڑے تو کیا وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی کیا کریگا کوئی ساحر نامی و گرامی ہمراہ نہین ہے ہم لوگ رازدار طلسم ہین ہر ایک بادشاہ کو پہچانتے ہین ہر ایک ادنیٰ اور اعلیٰ کا مرتبہ جانتے ہین جیسا موقع ہوگا ویسا عرض کرینگے حالات اس طلسم کے قابل عبرت ہین خدا نخواستہ کوئی ساحر دام مکر نہ پھیلا کے دھوکے مین لوح طلسمی ہاتھ سے جائے ملکہ مہرخ نے فرمایا اے آپ سب صاحبون کی ہمت سالم ہے بسم اللہ آگے بڑھیے ہم بھی جلدی کرتے ہین اسی وقت ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و ملکہ مخمور سرخ چشم یہ تینون سردار عالی وقار پانچ ہزار فوج جرار اپنے ہمراہ لیکر طاؤسان زرین بال و مرکب ہائے صبا تمثال پر سوار ہوے سحر کرکے مثل باد صرصر طرف لشکر شاہزادہ اسد نامور کے روانہ ہوے ملکہ مہرخ نے بھی کل سردارون کو حکم دیا کہ شباشب اٹھا کر بارگاہ کا لدے لشکر ظفر اثر بہ تعجیل چلے انکا حال بھی وقت پر تحریر ہوگا لیکن اسد عالیوقار مع چار لاکھ ساحران نامدار راہ کو طے کرتے ہوے آتے ہین کسی مقام پر لڑائی پڑی برکت سے لوح محفوظ کے سر ہوئی اب ساحرون مین جا بجا یہی فکر ہے اسد نامدار کو طلسم کشائی کی فکر ہے ایک دن وہ آفتاب عالمتاب صاحبقرانی ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچا وہ بھی اس جنگل کو طے کیا زوال آفتاب ہو چکا ہے کہ دور سے ایک ریتی کا میدان نظر آیا کارگزاران شاہنشاہی نے بڑھکر عرض کی اے شہریار آج اسی جگہ پر مقام کیجیے فرمایا کوس دو کوس اور آگے بڑھو خیمے بارگاہین نصب کروا لیا فوج آگے بڑھے یکایک دور سے ایک دریاے قہار و زخار مثل طلسم آفت نظر آیا جہانتک نگاہ کام کرتی ہے دوسرا کنارہ نہین معلوم ہوتا غوطے سے دریا کے گوش گردون کر پانی اس دریا کا مکدر موجہ در کو دیکھکر خوف آتا ہے صورت وہ مہیب ناک کہ قلب تھراتا ہے نظم

عجب بحر قہار و زخار تھا
وہ گرداب اسکی مصیبت کا گھر
نہان چشم انسان سے وہ پاٹ تھا
ہر اکدم یہ موجون سے تھا آشکار

قیامت کا سامان نمودار تھا
ہر اک لہر قہر و غضب تھی مگر
ہر اک گھاٹ تلوار کا گھاٹ تھا
کہ ہے تیغۂ خونفشان آبدار

نہنگان دریا کا وہ شور و شر
پھڑک کر ابھرتی تھین جب مچھلیان
نہ کشتی نہ بیڑونکا ہین نشان
یہ روشن ہے دریا سے حال ابتر

ابھرتے تھے کشتی مین جانور
نہ ہوتی تھی ماہیت انکی عیان
قیامت کے آثار سارے عیان
کہ ہے جوش مین اژدر فتنہ گر

اسد غازی قلب فوج مین ہے پہلوانان و سرداران نامدار مرکبہاے صبا رفتار سے اترے خواجہ عمرو قریب آئے پوچھا کیون نورنظر آج اس صحراے ریگستان مین مقام ہوگا اسد نے جواب دیا حضور سنتا ہون دریاے قہار حائل ہے راستہ اسطرف کا کسی نے بند کیا ہے انشاء اللہ ظاہر ہو جائیگا یہ باتین ہو رہی تھین کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا اسد شیر دل نے گھبرا کر پوچھا خیر تو ہے ضرغام گھبرایا ہوا ناگاہ سامنے آیا عرض کی اے شہریار لشکر آپکا قریب دریا فروکش ہونے کو تھا کہ دریا سے طوفان اٹھا مچھلیان تڑپ کر نکلین ہزارہا بندگان خدا کو کھینچکر دریا مین لیگئین نہنگان خون آشام صدہا کو نگل گئے موجہ آب بلند آفت ہے کل اہالیان لشکر کشاکش مین ہین ہزارہا

بندگان خدا کو کھینچکر دریا مین غرق کیا جو ڈوبا پھر نہ اُبھرا دیکھیے دریا بڑھتا چلا آتا ہی پانی زور و شور دکھاتا ہی عمرو نے کہا ای نورِ نظر معلوم ہوتا ہی کسی ساحر نے مکر کیا دریا بنایا پناہ پانی مشکل ہوئی بندگان خدا کی آبرو کا خواستگار ہی کوئی بڑا مکار و غدار ہی جلد لوح کو دیکھو آگے بڑھو ہالیانِ لشکر کو بچاؤ تم طلسم کشا ہو دریا دلی دکھاؤ اسد کو سمجھا کر خواجہ عمرو ایک جانب بھاگے صحرا مین ایک نخل کلان تھا اُسپر چڑھ گئے اب جو عمرو نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا حقیقت مین ساحران لشکر اسد ہزار ہا اُس بحر مصیبت خیز مین ڈوب گئے بڑے بڑے ساحر لڑ رہے ہین گولے ترنج و نارنج دریا پر مارتے ہین کوئی مطلب نہین حاصل ہوتا ماہیان دریا کا ہنگامہ تڑپ کر دریا سے نکلین مثل پیکان تیر جیسے سینہ پر پڑین پشت کو توڑ کر پار نکل گئین کبھی نہنگ نکلا مُنھ مثل قعر بلا کے کھولکر دو چار کو نگل گیا تڑپ کر دریا مین گرا غوطہ مار کر غائب ہو گیا کسی سونس نے اپنی مونچھ بڑھائی مثل کمند پاؤن مین کسی کے لپٹی کھینچکر لیگئی ساحر ہر چند سحر کرتے ہین مگر اُن جانورانِ دریائی پر سحر تاثیر نہین کرتا جوش و خروش دریا کا بڑھتا جاتا ہی عمرو تو نخل کے پتون مین چھپا ہوا دیکھ رہا ہی اسد نے بڑھکر لوح طلسمی کو گلے سے اُتارا ملاحظہ کیا اُسمین یہ مضمون نکلا ای فتاح طلسم ہوش رُبا آگاہ ہو کہ لوح طلسم بدون حصول مہرۂ آبدار سلیمانی کے بیکار ہی طلسم کشا پر واجب و لازم ہی کہ مہرۂ مذکور کی جستجو کرے جب عکس مُہرے کا لوح پر پڑیگا حالاتِ طلسم باطن روشن ہونگے لیکن اگر راہ مین کوئی دریاے قہار و زخار ملے اور اہالیانِ لشکر پر صدمہ پہونچے یہ مرحلہ طلسم نہین ہی **نہنگ جادو** اِس مقام کا حاکم ہی اس صحرا و دریا کا ناظم ہی جب تک وہ نہ قتل ہوگا گذر لشکر ظفر اثر کا اس بحر ناپیدا کنار سے دشوار ہی مگر فتاح طلسم پر واضح ہو کہ اپنے کو بالاے کوہِ فلک شکوہ پہونچائے اُسمین حاشیۂ لوح پڑھا جائے اگر اپنے زمانے کا صاحبقران ہی جرأت طلسم کشا مثل آفتابِ عالمتاب عیان ہی دریا سے خوف نہ کرے اس بحر قہار و زخار مین پھاند پڑے برکت سے لوح کے سامنے قلعۂ **نہنگ خونخوار** کے پہونچے گا مقابلہ اُس سے ہو نا زور و قوت پر موقوف ہی اسد نے یہ حال دریافت کر کے ساحرون کو آواز دی بچائیو آگے بڑھنے کا ارادہ نہ کرو آب سحر **نہنگ خونخوار** سے آبرو بچاؤ یہ کہتا ہوا وہ نہنگ بحر جرأت بصد صولت و شوکت بہ سختی پہاڑ پر آیا اسمین حاشیۂ لوح پڑھکر بیخوف و خطر دریا مین پھاند پڑا بے اختیار زبان سے نکل گیا **شعر** درین دریاے بے پایان درین طوفان شور افزا ٭ دلِ افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرساہا ٭ عمرو نے اور تمام سرداران لشکر نے دیکھا کہ اسد نامدار دریا مین کود کر غائب ہوے لشکر کنارے سے بھاگ کر الگ جا کر ٹھہرا مگر اسد جو پہاڑ سے کودے پاؤن زمین پر قائم ہوے دیکھا سامنے ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ برج وغیرہ آراستہ دروازہ قلعہ کا بند خندق مین پانی جوش مار رہا ہی صدہا توپین چڑھی ہوئی گولہ انداز ٹہل رہے ہین ایک ساحر بصورت مہیب بشکل عجیب سر قلعہ پر بیٹھا ہی اسد نے سامنے

قلعہ کے جاکر نعرہ کیا نعرہ اسد

اسد شہسوار کہ در روزِ جنگ	ابد رم دل شیر و چرم پلنگ	شہنشاہِ نام آور و کامران	اسد شیر دل ابن صاحبقران

نہنگ خونخوار نے بالاے قلعہ سے دیکھا کہ طلسم کشا سامنے قلعہ کے آپہونچا گولہ اندازون کو اشارہ کیا گولہ
ٹپرنے لگا مگر اسد نے نیا معرکہ دیکھا مثل آسمان وہ دریاے قہار سر پر موجود ہی یہان اہالیان لشکر نعرہ اسد
نامور کی صدا سُن رہے ہین توپون کی بھی آواز آرہی ہی مگر وہ دریا بیچ مین حائل اسوجہ سے اہالیان لشکر کو
طلسم کشا اور قلعہ وغیرہ معلوم نہین ہوتا اسد نامدار نے جب دیکھا کہ قلعہ سے گولے چلنے لگا گرز گران سنگ
آسمان رنگ ہشت پہلو ہاتھ مین لیا مثل سمندر اس دریاے آتش کو طے کرتا ہوا طرف قلعہ کے چلا جاتا ہی
ایسا ہی دل وگردہ ہی کہ اپنے کو گولون سے بچاتا بر لب خندق پہونچ کر نعرہ کیا ادہنگ خونخوار کیون
مال خراب کرتا ہی ستم شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی قلعہ مین کھل بلی پڑ گئی نہنگ خونخوار
نے کہا یارو غضب ہوا طلسم کشا زیر قلعہ آپہونچا گولہ اندازون سے اشارہ کیا ہاتھ کو روکو نعرہ طلسم کشا کی
آواز آئی زمین قلعہ تھرائی اب جو ہاتھ روکا دھنوان برطرف ہوا سب نے دیکھا کہ طلسم کشا گرز کاندھے پر
رکھے بر لب خندق کھڑا ہی قصد ہی کہ جست کرکے خندق کو پھاندون نہنگ خونخوار نے آواز دی یارو اس
جوان کو قلعہ مین نہ آنے دو پھاٹک کھولکر نکل پڑو تیر و تلوار و نیزہ سے لڑو یہ کہکر ساحران خرس پیکر
بلوہ کرکے آپڑے قلعہ سے نکلے پل تختہ پڑ گیا ایک ساحر زبردست دور کا بے مرکب پر سوار قریب اسد نامدار آیا نیزہ
ہلاتا ہوا گھوڑا جھمکاتا ہوا بڑی آن بان سے نیزہ مارا اسد نے سنان نیزہ کو بچا کر گلوگاہ پر نیزے کے ہاتھ ڈالدیا ایک
مارا یون چھین لیا جیسے کسی طفل کے ہاتھ سے نیشکر کو بدر کیا اُس بیچارے نے جھلا کر ہاتھ تلوار کا مارا اسد شیر دل نے بار دہ
بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مارا وہ سوار بدکردار منھ کے بھل زمین پر آیا اسد نے قبضہ تلوار کا مارا کہ سر اُسکا
پھٹ گیا اُسی کے گھوڑے پر سوار ہوا نعرہ کرکے دریاے فوج مین غوطہ مارا کافرون نے سحر کرنا شروع کیا لوح کے
سبب سے سحر تو تاثیر نہین کرتا ٹپر جھکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیا کسی کی بیاض گردن پر ہاتھ مارا صفحہ ہستی سے مٹا دیا
کسی کو جنیوا کا ہاتھ مارا کسی کے سر پر تلوار پڑی مع راکب و مرکب چار ہر کالے ہوے کس زور و شور سے شاہزادہ
لڑ رہا ہی شعر ترکِ خنجر دار گردون ہر دم از چرخ برین ٭ رزم او میدید و میگفت آفرین صد آفرین ٭ کیا عجب ہی
زبان تیر و کلہ عمود سے صداے احسنت و آفرین بلند ہو نہنگ خونخوار پکار رہا ہی یارو سحر نہ کرو صاحب
لوح پر سحر تاثیر نہ کریگا اسد للکارتے آتے ہین و نامرد اتر نہین آتا کیسا افسر لشکر ہی مقابلے سے منھ چھپایا ہے
مردان عالم کے سامنے نہ آیا اُستادان سخنور نے تحریر کیا ہی کہ آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب افروز
شمش جہت جہانداری شاہزادہ اسد نامدار کو لڑتے لڑتے دن تمام ہوا آفتاب عالمتاب لرزان

قہرمان نہیب شمشیر اسد نامدار سے کا شانۂ مغرب مین جاکر مخفی ہوا ماہ تابان مع فوج ثابت وسیارگان برائے تماشائے جنگ اسد نوجوان میدان جہان مین جلوہ فرما ہوا ہرچند کہ پردۂ شب حائل مگر پردۂ اس شیر بیشۂ جرأت کا نہ ہا اُسی طرح ہنگامہ گیرودار بلند ہو قلعہ سے برابر ساحر چلے آتے ہین نہنگ خونخوار غیب دے رہا ہو پکار پکار کے کہہ رہا ہو ارے یارو طلسم کشا کو قتل کر دیکیے نامرد ہوا ایک شخص کو نہین گرفتار کر سکتے ہر طرف سے ساحر بلوہ کرتے ہین مگر یہ رستم دقت ہمہ تن چشم بنا ہوا ہرچند کہ تمام جسم چھنا ہوا قطرات خون جسم سے جاری مگر صولت وشوکت جرأت وہمت مین فرق نہین اک عجب عالم یاس ہو دل سے کہہ رہا ہو کہ اے اسد پہلی ہی بسم اللہ غلط ہوئی لوح خبر دے چکی ہو کہ برورصاجقرانی نہنگ خونخوار کو قتل کرو یہان ہنگامہ بشیار دمبدم ساحران غدار قلعہ سے چلے آتے ہین اگر دس قتل ہوے ہزار آگئے کس طرح اپنے کوتاہ نہنگ جادو پہونچاؤن چھلاوا کیونکر بنجاؤن وہ بیحیا بالائے قلعہ ہین زیر قلعہ زمین وآسمان کا فرق ہو اے پروردگار کوئی توسامان پیدا کر ظاہرا تو اس خونخوار کا قتل ہونا دشوار ہو مگر تو ستار وغفار ہو اے عیب پوش عالم واے خالق اکرم اس بلائے ناگہانی سے نجات دے یہ مرحلہ طلسم نہین ہو اُسپر یہ سختی واقف کاران طلسم جو کہتے تھے وہ ظاہر ہوا کہ طلسم ہوش رُبا کا فتح ہونا دشوار ہو اے خالق بے نیاز واے کریم کارساز تیرے نزدیک سب آسان ہو سراسر تیرا احسان ہو اسی طرح لڑتے بھڑتے وہ رات بھی نہیب شمشیر اسد نامدار سے کٹی شاہ زرین آفتاب نے سپر زرین کو پشت پر لگا کر نیزۂ خطوط شعاعی کو ہاتھ مین لیا تیغۂ مہر کو حائل کرکے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا **اشعار**

روز دیگر کاین جہان پر غرور	یافت از سرچشمۂ خورشید نور
ہندوی شب را بہ تیغ افگندہ سر	ترک روز آخر باین زرین سپر

قلعۂ نہنگ خونخوار مین گھنٹے ناقوس بجنے لگے یا سامری وجمشید کی صدائین آئین پوجا پاٹ کرکے نامردون نے کمرین باندھین پھر آکر شریک جنگ ہوے اس آٹھ پہر مین اسد نے کئی مرکب تبدیل کیے ساحر بڑھکر مرکب ہی کو زخمی کرتے ہین اب نہنگ خونخوار نے ساحرون کو حکم دیا یارو آٹھ پہر گذرے تم لاکھون آدمی لڑ رہے ہو مگر طلسم کشا پر پنجہ قابض نہین ہوتا کمندون مین گرفتار کرو دام مکر پھیلاؤ کسی طرح اس کو پھنساؤ یہان تو یہ سامان درپیش ہین اسد نامدار کو برے پس وپیش ہین لیکن یہان لشکر مین اسد نامور کے سب متردد متفکرات عمرو لعرہ اسد کی صدا اُسی کان لگائے ہین جب صدا آجاتی ہو خوش ہو جاتے ہین اگر پہر چار گھڑی آواز نہ آئی طبیعت گھبرائی ہر ایک سردار بیقرار ہوتا ہو چیخین مار کر روتا ہو خواجہ عمرو اُن سب کو سمجھا رہے ہین کہ یارو نہ گھبراؤ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ ہمارا آقا کافرون پر مظفر ومنصور

ہو رنج والم دل پُر غم سے دور ہو اگر دریا بیچ مین حائل نہوتا اپنے کو تا بہ اسد پہونچاتے جان اپنی مٹاتے
مگر دریا سد راہ ہی حاکم بحر د بر سے دعا کرو اسقدر بیقرار نہو ہر چند کہ خواجہ عمرو بظاہر سب کو سمجھا رہے ہین
مگر کلیجہ پر چھری چل رہی ہی کہ یکایک آسمان پر برق چمکی عمرو نے دیکھا کہ ملکہ بہار جادو باغبان قدرت
و ملکہ مخمور سُرخ چشم طاؤسان زرین بال پر سوار آکر پہونچے دیکھا خواجہ عمرو سر برہنہ کھڑے ہین
اہالیانِ لشکر سر پیٹ رہے ہین خیمے جابجا سر نگون بارگاہین ہر مقام پر چھٹی ہین سامانِ حزن و ملال
مُہیا عیش و راحت عنقا گھبرا کر خواجہ عمرو سے پوچھا اے شاہنشاہ اوج عیاری خیر تو ہی ہمارے آقائے
نامدار کہان ہین دیدار فرحت آثار کے مشتاق ہو کر آئے راہ مین بڑے صدمے اُٹھائے عمرو نے کہا اے
سرداران نامدار واے ملکہ بہار فلک کجرفتار درپے آزار ہی مین نے کس وقت سے مصیبت اُٹھا کر داؤد کو گرفتار
کیا لوح طلسمی افراسیاب سے لی جب اس مقام پر پہونچا صدہا اہالیانِ لشکر اس دریا مین ایسے
ڈوبے کہ ابتک نہ اُبھرے اسد نے لوح مین دیکھا وہ شیر دلیر جوش قہر و غضب مین پھاند پڑا آٹھ پہر
گذرے صد الغرے کی شیر دلیر کے آ رہی ہی دریا بیچ مین حائل ہی ان ساحرون مین جو کوئی جاتا ہی موج دریا
کمند بنکے کھینچ لیتی ہی یہ بیچارے سرداران نامی کیا کرین ہر طرح مصروف جانبازی ہین ہزارون نے اپنی
جان دی کوئی مطلب حاصل نہوا یہ سنتے کے ساتھ ہی باغبان قدرت ہنسا طرف ملکہ بہار کے متوجہ
ہوا کہا اے گُل باغ افسونگری واے سرو ریاض سحر و ساحری تم نے حال دریا کا سُنا نہنگ خونخوار
اس مقام کا حاکم ہی اُس بچہ کو سحر کس نے سکھایا شعبدے کے بھی لائق ہوا ہے آبرو نے دریا بنایا اے
شاہنشاہ عیاران عالم ابھی جاتے ہین دریا اُسکا دیکھین کیونکر روکتا ہی یہ کہتا ہوا باغبان قدرت
گیند پھولون کا ہاتھ مین لیکر آگے بڑھا ملکہ بہار نے گلدستہ سنبھالا ملکہ مخمور سُرخ چشم نے دانہ یاقوت
احمر کا کنٹھے سے نکالا تینون سردار طرف دریاے قہار کے بڑھے اوّل باغبان قدرت نے بڑھ کے
گیند پھولون دریا پر مارا بہار کا گلدستہ چلا مخمور نے دانہ یاقوت پھینکا لب لعلین کو جنبش ہوئی
نگاہِ سحر آگین ڈالی بہار مسکرائین پھول برسنے لگے باغبان نے دریا کو بہ نگاہ قہر دیکھا برق چمکی
آسمان سے آگ برسنے لگی دریا سے شعلے پیدا ہوے یا تو حبابون سے دریا آنکھین نکال رہا تھا یا آنکھین
بند ہوئین پتھرائین ورم آگیا موجون نے براے فریاد ہاتھ بلند کیے برق سحر باغبان نے دستگیری
کی کلائیان کاٹین گرداب جو تہِ مصیبت تھے اُسکی دیوارین گرنے لگین غرّاٹا کم ہوا خوف سے ان
ساحرون کے مزاج دریا کا برہم ہوا کنارے کنارے غار پیدا ہوے پانی کو پناہ پانی مشکل جابجا
خشکی پیدا ہوئی ٹاپو ظاہر ہوے خاک اُڑنے لگی عمرو دُور سے کھڑا ہوا تعریف سحر بہار و باغبان

وقحمور کر رہا ہے پلٹ کر باغبان نے آواز دی اے سرفروشان لشکر اسلام وای جوانانِ خوش نجام جلد کمر بندی کرو حربہائے سحر سنبھالو یہ کہکر باغبان و بہار و مخمور اُس دریاے سحر مین پھاند پڑے عمرو نے دیکھا وربا بالکل غائب ہوا قلعۂ نہنگ خونخوار سامنے لاکھون جادوگر دریچ مین اسد نامدار کا یہ وقار تھو رشعار مصروف کارزار اتنے عرصہ مین بہار و باغبان و مخمور جا پہونچے جاتے ہی سحر کرنے لگے باغبان نے گیند مارا صدہا کو جلا دیا بہار نے گلدستہ مارا پھول برسے ہزارہا جادوگر جھومنے لگے آنکھین سُرخ ہوئین نگاہِ محبت سے ملکہ بہار کو دیکھا آواز دی اے سرو باغ حسن و جمال ہم تجھپر مرتے ہین ملکہ نے مسکرا کر فرمایا شعر ایسے چودہ ہزار مرتے ہین ٭ کہین ہم لوگ رحم کرتے ہین سامری پرست ظاہرا تو معلوم ہوتا ہے کہ فاقہ مست ہو بھوک سے مرتے ہو کیون اپنے کو بدنام کرتے ہو اگر عشق صادق رکھتے ہو تلوار کھینچو جانبازی دکھاؤ بعد مرنے کے عاشق کا نام روشن ہوتا ہے اپنے اُستاد قیس و فرہاد کے طریقے یاد کرو بیجانہ فریاد کرو ان بیحیاؤن نے بہ نگاہ حسرت دیکھا دانت نکال دیے کہا اے گل بوستان خوبی وای بلبل چمنستان محبوبی تیرے بہار عارض حسن پر نثار تیرے سودائے زلف معنبر کے خریدار ہین واسطہ سامری کا آنکھ تو چار کر اتنا نہ بیقرار کر ایک ہاتھ تیغ ابرو کا بڑھکر لگا عاشقانِ جانباز کا جھگڑا چکا ہم تو بجان و دل سے تجھی پر نثار ہونے پر تیار ہین تیری ہی اُلفت کا دم بھرتے ہین سودائے محبت مین سرفروشی پر فخر کرتے ہین لیجیے خنجر گلے پر دھرتے ہین شعر تمھین پر ہون عاشق تمھین پر ہون شیدا ٭ مریجان تمھین پر مری جان فدا ہے ٭ ملکہ نے مسکرا کر فرمایا بسم اللہ کیجیے بیکار کرکا نہ راندھیے اسقدر نہ گڑگڑائیے جلوہ عروس مرگ ملاحظہ فرمائیے سرخرو ہو جیے آپ کے خون سے صحرا لالہ زار ہو خزان مین نئی بہار ہو اُن کشتگان تیغ ابرو نے دم شمشیر پر گلے رکھے ہائے کہکر جان دی ہزارہا ناری جہنم واصل ہوئے مخمور کا جب دانۂ یاقوت احمر چلا ہزارہا کا خون ہوا لشکر ظفر اثر شاہزادہ اسد نامدار بھی پہونچ گیا اب دونون لشکر مل گئے نظم

افغان و غریو کوس بر خاست	شد قلب و جناح ہر دو صف راست	ہر سو دم تیز نائے زرین	افروختہ گشت آتش کین
خورشید برین سپہر اخضر	از نالۂ کرنائے شد کر	بر پا دیلان آہنی تن	گردید ز کوہ کوہ آہن
کوس از غم سروران لشکر	میزد بہ رخ دست بر سر	مرگ آمدہ در کمین جانہا	جا کردہ بگوشۂ کمانہا
باران شدہ تیغ و تیر کینہ	آن و خشت داین ربد سینہ	در خون یلان و گردِ لشکر	گم گشتہ زمین و چرخ خضر
	سرہائے سران فتادہ بر خاک	پہلوئے دلاوران شدہ چاک	

اب جو اسد نے اتنی مہلت پائی لڑتا بھڑتا اندر قلعہ کے داخل ہوا ایک پہلو پر باغبان قدرت سحر کرتا ہوا ایک جانب ملکہ بہار بہار حسن دکھاتی ہوئی پھول برساتی ہوئی کشت پر ملکہ مخمور ایک جانب خواجہ عمرو

لڑائی مین مصروف جو ساحر مر کر گرا اُسکی کمر ٹٹولنے لگے ہمیانی کاٹ لی کپڑے اُتار لیے تلوارین ٹوٹی چنٹے پھرتے ہین اگر کوئی جادوگر سامنے آگیا اُسنے قصد کیا سحر کرے جست کرکے حلقہ کمند کا لگایا گرتے گرتے خنجر مارا سرتن سے اُتارا ساحرون کے مرنے سے صدا آہی ہو لیکن اسد نامدار شیر بیشہ جرأت نہنگ دریائے ہمت سامنے نہنگ خونخوار کے پہونچا نہنگ نے سحر کرنا شروع کیا اسد لوح کو سامنے کر دیتا ہو سحر باطل ہوجاتا ہو بڑے بڑے سحر اُسن بچانے کیلیے مگر کچھ نہ ہوسکا اسد قریب پہونچ گیا مجبور ہو کر اُس بد اختر نے ہاتھ تیغہ سحر کا مارا اسد نامدار نے تیغۂ خون آلود پر رو کا اُلجھا وے سے ہاتھ نکالکر نعرۂ تکبیر کیا ہاتھ تلوار کا مارا برق شمشیر چمک کر گری خرمن حیات نہنگ بد صفات کو پھونکدیا مع گینڈے بچیا کے چار ٹکڑے ہوے آندھی سیاہ اُٹھی قلعہ تیرہ و تار ہو گیا سنگ باری و برف باری ہوئی بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من نہنگ خونخوار جادو بود افسوس مُردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم تمام ساحران قلعہ لڑائی سے عاجز ہوچکے تھے چادر ہلنے لگی آواز الامان بلند ہوئی اسد نامدار نے تلوار کو روکا نیام انتقام مین کیا رئیسان شہر نے آکر طلسم کشا کی قدمبوسی کی ملکہ بہار و باغبان انتظام مین مصروف ہوے لشکر ظفر اثر اندر قلعہ کے نہ سما سکا بیرون قلعہ خیمے بارگاہین استادہ ہوے لیکن اسد غازی مع سرداران نامی و ساحران گرامی آکر داخل بارگاہ ہوے باغبان و ملکہ بہار و ملکہ مخمور سرخ چشم آکر طلسم کشا سے قدمبوس ہوے اسد غازی نے پوچھا اسکا کیا سبب ہو کہ آپ تینون صاحب پیشتر پہونچے اور کل لشکر تو بخیریت ہو بادشاہ لشکر اسلام کا مزاج کیسا ہو نہ تشریف آوری کا سبب کیا ہو بہار نے دست بستہ عرض کی کہ فرمان حضور کا پہونچا جیسی خوشی ہوئی اسکو زبان سے نہین عرض کر سکتے ہین ملکہ مہ جبین الماس پوش بہت بیقرار تھین یا تو اُنکو حضور کی خیر و عافیت نہ دریافت ہونے کا تردد تھا جب مژدۂ فرحت افزا ملا لوح دستیاب ہونے کا حال سُنا اب یہ جلدی ہوئی کہ کوچ کر و اُسی شب کو لشکر تیار کیا کئی منزل ہم لوگ ہمراہ رہے خود بخود یہ دل مین خیال آیا کہ لوح حضور کو دستیاب ہوئی یہان کے قواعد مین کچھ تردد ہو آپسمین صلاح کرکے آگے بڑھ آئے یقین ہو لشکر بھی قریب ہو ملکہ مہرخ کو بھی قدمبوسی کی بڑی تعجیل ہو پروردگار ان سب کا کفیل ہو یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر پہونچے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی

نظم

الٰہی آب یہ تا ہو زمین زمین کو ثبات	زمین پہ تا ہو فلک اور فلک کو ہو تدویر	فلک بھی چھوڑے نہ تا دامن مسیح حیات
زمین پہ خضر کی تا ہو فنا نہ دامنگیر	عطا کرے تجھے عالم مین قادر قیوم	بجاہ و دولت و اقبال و عزت و توقیر
تن قوی و فراج صحیح و عمر طویل	سپاہ وافر و ملک وسیع و گنج خطیر	یہ جلسہ آباد رہے دشمن پامال

و دوست دل شاد رہین لشکر ظفر اثر حضور کا آپہونچا علمہائے لشکر معلوم ہوتے ہین اسد نام لشکر کا سنکر

اشتیاقِ دیدار ملکہ مہ جبین الماس پوش مین باہر نکل آئے دیکھا آمد لشکر بصد کروفر آگے آگے علمدار
اُنکے عقب مین سردار قلب فوج مین مثل دل کے تخت ملکہ مہ جبین الماس پوش کا ملکہ مہرخ ونافرمان
وشکیل و رعد و برق جادو و برق لامع وغیرہ پایۂ تخت شاہنشاہی پر ہاتھ رکھے ہوے سواری شاہنشاہ
کی مثل باد بہاری آتی ہے ملکہ مہ جبین الماس پوش نے دور سے جمال اسد نامدار بہتیال دیکھا تخت رکھوا دیا
اِدھر سے اسد نامدار باشتیاق بڑھے ملکہ مہ جبین قریب آئین دونون مین اشتیاق بھرے ہوے آپس مین آنکھین
چار ہوئین مہ جبین کی آنکھون سے اشکِ حسرت جاری ہوے ملکہ مہرخ نے بڑھ کر کہا بی بی سجدۂ شکر یہ
پروردگار کرو ہنگامۂ عظیم سے کریم کارساز نے طلسم کشا کو بچایا تمھارے وارث کو تم سے ملایا وقت خوش
ہونے کا ہے اسد استقبال کرکے ملکہ مہ جبین کو بارگاہ مین لائے ملکہ بہار و باغبان نے تمام کیفیت
ننگ خونخوار بدکردار کی بیان کی کہا حضور اگر ہم لوگ نہ پہونچ جاتے آٹھ پہر لڑتے ہوے طلسم کشا کو
گذرے تھے خدا نے عین وقت پر ہمکو پہونچایا ماشاء اللہ کس زور وشور سے اس معرکہ مین لڑے ننگ خونخوار
کو عین گرمی جنگ مین قتل کیا مکار نے بڑا شعبدہ بنایا نقارہ مین جو ریا حائل کردیا تھا ہر نوع لڑائی فتح ہوئی
ملکہ مہ جبین نے حکم دیا سامان عیش ونشاط مہیا ہو سردارانِ نامی کو خلعت ہاے فاخرہ سے سرفراز کیا عنایت
رب اکبر پر ناز کیا خواجہ عمر منھ پھلائے بیٹھے ہین ملکہ مہ جبین نے نانا جان کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے
پوچھا کیون حضور مزاج کیسا ہے خواجہ نے فرمایا بی بی تمھین سلطنت مبارک ہو سب مطلب ہوگئے لوح طلسمی
ملی اب ہم رخصت ہوتے ہین لشکر مین اپنے آقا کے جائین گے ایک بات کا بڑا افسوس ہے لڑکے بالے پوچھین گے
کہان گئے تھے تو کیا کہین گے یہ مثل ہمارے حق مین اہل ہے۔ بارہ برس دہلی مین رہے بھاڑ جھونکا کیے سچ تو یہ
ہے کہ ٹکڑے کھائے دن بہلائے کپڑے پھٹے گھر کو آئے بی بی کہین گی نگوڑا نکھٹو کس ناقدرشناس کے ساتھ
تھا کہ ٹکا لیکر گھر کو نہ آیا اسوقت کیسی شرمندگی ہوگی زادِ سفر تک ممکن نہین مانگتے کھاتے گھر کو چلے جائینگے
میان اسد صاحب دولت وجاہ ہین آپ لشکر کی بادشاہ ہین ہم کس شمار وکس قطار مین ہین اسد نے کہا
نانا جان آپ نے سارے شہر داؤدیہ کو لوٹ لیا مگر آپکا پیٹ نہ بھرا یہ سنکر عمر وغصہ مین پلٹا کہا بیٹا وہ مال
تمھارے باپ کا تھا ملنا ہمارا یاد رہا صرف کا خیال نہ کیا لاکھون روپے مصاحبان داؤد کو دیے
قرضدار ہوگئے شہر داؤدیہ مین منھ دکھانے کے لائق نہین ہین مہاجن ڈھونڈھتے پھرتے ہین علاوہ لڑائی
کے اب ہمارا کیا کام ہے جس حال مین ہین شکر خداے کارساز ہے اپنے آقا کی خدمت مین پہونچ جائینگے
وہان بھی غیر حاضری لکھی ہوگی وہ بھی پوچھین گے طلسم ہوش ربا سے ہمارے واسطے کیا تحفہ لائے یہان پیسہ
میسر نہین کیا تحفہ لیجائین آقا کو بھی نفرت ہوگی بموجب مضمون چھوچھا تجھے کن پوچھا۔ یہ کہکے کرسی سے

اُٹھے ملکہ مہ جبین نے دامن تھام لیا کہا سب کچھ حاضر ہی یہ کہکر خلعت پر زر طلب فرما کر دیا جملہ سرداروں نے بقدر ہمت خواجہ کے نذر کیا ملکہ نے پچاس ہزار روپیہ اور حاضر کیے اور کہا مین حضور کو نہین جانے دونگی عمرو نے گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا کہا ای نور نظر وای پارۂ جگر مجھے تجھسے محبت ہی بی بی تجھکو چھوڑکر کہان جاؤنگا مرغ زرین بنکر کرسی پر بیٹھے ساقیان ماہ پیکر جام و صراحی لیکر حاضر ہوے ملکہ مہ جبین نے کہا آج تو ہم اپنے نانا جان کی نئ نوازی سُنین گے طائفون کو منع کرو خواجہ نے کہا ای نور نظر مین تو صرف تمھارے دم سے اس لشکر مین ہون بسم اللہ مین تو خود کہنے کو تھا کہ آج ہمارا جی چاہتا ہی ایک غزل عاشقانہ تمکو سنائین نئے طور سے آج نئ بجائین یہ تو خوب یقین ہی کہ تمھارا باپ بادشاہ طلسم ہوش رُبا سطوت و صولت و لیاقت مین یکتا لئیق و خلیق غُربا کا کفیل اُسکے گھر مین تمنے پرورش پائی ہی ہمت و سخاوت تمھارے گھر کے غلام آج سرفرازی منظور ہوئی تم سے ہمین کیا انکار ہی اسد نے کہا پھر حضور نے پانون پھیلائے خواجہ نے جھڑک کر فرمایا او دیوانے تو دخل نہ دے بادشاہون کے دربار مین دراندازضرور ہوتے ہین مگر ہماری ملکہ تمھاری بات کب سُنین گی بس بی بی تم تو اب متوجہ ہو ان کو بکنے دو یہ فرماکر خواجہ نے نئ نکالی آنکھ ملاکر ملکہ مہ جبین سے یہ غزل گائی

غزل

چُرا کر لے گیا دل کو وہ ہم بیدار کیسے تھے
کیا بیخود دکھا کر آنکھ ہم ہشیار کیسے تھے

ہوے واعظ بھی آخر عشق مین اُس بت کے سرگردان
بھلا بیدین ہمتو تھے یہ سب دیندار کیسے تھے

اُسے آتے جو دیکھا اُٹھکے دوڑا بستر غم سے
وہ ہنسکر بولا شوخی سے کہ تم بیمار کیسے تھے

وہ کہتا ہی کہ رو پر وصل مین قطرہ نہین بہتا
ہمارے ہجر مین دیدے یہ دریا بار کیسے تھے

ہوا یہ طول فرقت کو کہ دل سے پوچھتا ہون مین
جبین کیسی تھی میرے یار کے رُخسار کیسے تھے

مجھے ای برہمن اودو پھنسایا اپنی اُلفت مین
یہ کیا دام بلا تھے رشتۂ زنار کیسے تھے

تمھارے گیسوؤن نے کیون نہ جھاڑا میری تربت کو
سیہ پوشی یہ کیسی تھی یہ ماتمدار کیسے تھے

وہی مین ہون کہ ای گل خار ہون ہر سو چمن مین
دگر نہ آگئے تم میرے گلے کا ہار کیسے تھے

وطن کے باغ سیر سبزۂ صحرا سے مین بھولا
چمن ہین کس کے روشن کے ای جنون گلزار کیسے تھے

عہد مہر و وفا کے اب جفا و جور مجھپر ہی
مجھے حیرت ہی تیرے وعدہ و اقرار کیسے تھے

اُلجھکر مرگئے ہم تو بھی یہ سیدھے نہین ہوتے
پریشان مجھسے تیرے گیسوے خمدار کیسے تھے

لپٹ کر یار سے تا صبح سوئے وصل کی شب مین
سحر تک شام سے فرقت مین ہم بیدار کیسے تھے

نہ اک قطرہ لہو کا جسم مین باقی رہا میرے
لہو کے پیاسے ای قاتل لب سوفار کیسے تھے

غزل کہنا نہ آیا حیف تجھکو ای قبول ابتک		مزا پایا نہ کچھ بھی یہ تیرے اشعار کیسے تھے

خواجہ عمرو نے جو یہ غزل گائی عاشق مزاجون کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے دل سب کے بھرآئے
شب بھر خواجہ نے نی بجائی بوقت سحر اسی طور سے وہ جلسۂ عیش وعشرت آراستہ ہی دماغ سب کے تر
دنگل زرین پر اسد ایسا افسر تخت پر ملکہ مہ جبین الماس پوش ایسی شاہزادی صاحب ہمت وسخاوت
حسن مین بے نظیر صاحب جاہ وتوقیر سب عیاران نامدار خنجر گذار اپنے اپنے مقام پر متمکن بارہ کوس کے
گرد مین لشکر ظفر اثر فروکش ہی ہر مقام پر دورہ جام بے دغدغہ خیال انجام گردش مین پردے بارگاہون
کے اُٹھے ہوے افسران فوج اپنی اپنی بارگاہون مین ناچ دیکھ رہے ہین جوش عیش وعشرت مین ہاتھ
اُٹھا کر شاہزادۂ عالیوقار اسد نامدار کو دعائین دے رہے ہین کہ پروردگار اہمارے افسر کو سلامت رکھنا
جسکے دم سے یہ سارا جلسہ ہی کیا لشکر ظفر اثر ہی جرأت ومردانگی مین ایک سے ایک بہتر ہی سب جانباز و
سرفروش کہیع ہین انشاء اللہ طلسم ہوش رُبا فتح کرینگے جان لڑا دینگے جہان پائینگے **افراسیاب** خانہ خراب
کو قتل کرینگے نامرد کو للکارینگے کیا لڑسکے گا ہمارے آقاے نامدار کے سامنے سے بھاگ جائیگا شکست فاش
کھائیگا اگر مقابلہ کریگا تو ذلت اُٹھائیگا لشکر کیا ماشاء اللہ کسی شہر آباد معلوم ہوتے ہین جس جانب نظر جاتی ہی
بجز آبادی کچھ نظر نہین آتا ہر کوچہ وبازار آراستہ وپیراستہ پُر راستہ ہی وہ مصفا جو کوچہ ہی وہ پر فضا
اس طرح کا جلسۂ عیش ونشاط جو آراستہ ہوا افلاک کجرفتار کو رشک آیا دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی سنگ تفرقہ پھینکا
چاہتا ہی شعر یہ دو دل کو یکجا بٹھاتا نہین ٭ کسی کا اسے وصل بھاتا نہین ٭ اس سنگدل کو ہر وقت یہی فکر ہی
اسکی محفل مین کج خلقی کا آٹھ پہر ذکر ہی کسی کو مثل نقش قدم مٹائے رہرو جادۂ عیش کو راہ بھلائے کوئی برباد
ہو فلک کجرفتار شاد ہو ہر فرد بشر کو شادمان دیکھکر رشک کرتا ہی دمبدم درپے آزار رنج رسانی مین اصرار
بانی بناے ظلم وفساد آمادۂ بدعت وبیداد اسد نامدار نے کیا کیا ظلم سہے گنبد نور برسا لہا سال قید رہے جب
قید سے چھوٹے باغ سیماب مین جاکر کیا مصیبت اُٹھائی صورت ملک الموت نظر آتی ایسی مصیبت مین گرفتار
ہوئے جان دینا قبول تھا قلب حزین ملول تھا اب ایک شب کی راحت نصیب ہوئی پہلو مین معشوق خورشید
جلسۂ جام وسبو رنج ومصیبت مین مبتلا تھے دریاے آفت کے آشنا تھے یہ بانی بیداد خوش تھا اس محفل
عیش ونشاط کو دیکھکر فکر مین ہی کہ سنگ تفرقہ پھینکون کسی مصیبت تازہ مین مبتلا کرون دیکھیے نیرنگی فلک
کی کیا رنگ دکھلاتی ہی ظاہر ہوا کہ ایک خبر وحشت اثر آتی ہی اسد نامدار نے تیسرے دن جلسۂ عیش ونشاط
کو موقوف کیا سردارون سے صلاح ہوئی **باغبان قدرت** نے کہا اول حضور کو دریا دلی دکھانا چاہیے
دریاے نیل تک جانا چاہیے ملکہ بہار و مخمور نے بھی یہی کہا مشورہ کامل قرار پایا ایک بارگاہ عالی

واسطے ملکہ مہ جبین کی نصب ہوئی اُسمین ملکہ مہ جبین کا داخلہ ہوا اسی مضمون فرحت آئین کا ایک نامہ طرف کوکب روشن ضمیر کے روانہ کیا خواجہ نے اُسمین تحریر فرمایا کہ ای برادر بجان برابر عنایت سے پروردگار کے لوح طلسمی حاصل ہوئی کسیقدر تسکین دل ہوئی اسد نامدار پس فردا صرف باغبان کو ہمراہ لیکر واسطے مٹانے خارستان اہ کے طرف دریاے نیل کے جائینگے کل لشکر دامنہ قلعہ نہنگ خونخوار مین فرودکش ہی مین بھی عقب مین طلسم کشا کے ضرور جاؤنگا یقین ہوا افراسیاب جادو بسر مہرخ وغیرہ لشکرکشی کرے بعد جانے طلسم کشا کے ان سرداروں جانباز سے سرکشی کرے اطلاعاً تحریر کیا اس لشکر کا خیال رکھنا واجب ولازم ہی وہ مالک بے نیاز حاکم ہی والسلام والاکرام ساحر تیز رو نامہ لیکر اُدھر گیا یہان لشکر مین منادی نے ندا کی کہ کل بوقت سحر اسد نامدار طرف دریاے نیل کے توجہ فرمائینگے باغبان قدرت نے ساٹھ ہزار جوانان شیر دل منتخب کیے کہ ہمراہ اسد نامدار رہین اب سب سردار اپنی اپنی بارگاہ مین جلوہ فرما ہین خواجہ واسطے بالا دستی کے گئے ہین برق وچالاک وغیرہ حفاظت لشکر کر رہے ہین

دو کلمہ داستان حیرت بیان لاشۂ داؤد لیکر ہوپنچنا ملکہ لالان خون قبا کا وچند اشعار آبدار ذوق موافق مقام کے بیان ہوتے ہین

ہین مرے آبلۂ دل کے تماشا گوہر
تہ دریا سے بھی جا ڈھونڈھ نکالا گوہر
پاک نیلے ہین جو نیا مین ہین گویاک شرت
کر پرکھتا ہین جز دیدۂ بینا گوہر
صدق اور کذب پہ ہر نکتہ کے ہی غور نظر
توکبھی کان سے باہر نہ نکلتا گوہر
دل عاشق مین کرے کیونکہ نہ آنسو سوراخ
آگے تقدیر سے خرمہرہ ملے یا گوہر

اک گہر ٹوٹے تو ہوجائین کتنے ہی پیدا گوہر
رزق تو در خور خواہش ہی پہونچتا سکو
غرق ہی آب مین پر تر نہین ہوتا گوہر
ربط نا جنس سے کرتے ہین کوئی پاک نہاد
کور کیا جانے یہ جا ہی کہ جھوٹا گوہر
خاش خار جنون سے ہو پردا کیا کیا
اسی الماس سے جاتا ہی یہ بیدھا گوہر

نظر خلق سے چھپ سکتے نہین اہل صفا
مرغ کو دانہ ملا ہنس نے پایا گوہر
کور باطن کو ہو کیا جوہر دانش کی شناخت
ہو نہ ہم صحبت تار رگ خارا گوہر
ہوتی غربت پہ اگر قدر نہ خوش جوہر کی
ہر قدم پر ہی قدم آبلہ فرسا گوہر
غوطہ دریاے سخن مین ہین لگاتا بہتر

غزل دیگر مومن خان دہلوی حسب حال مقام ہذا

گلشن مین لالہ مین ہون کہ ہی دل مین جاے داغ
کیا دُکھ نہ دیکھے عشق مین کیا کیا نہ پاے داغ
کیا کیجے گرمیان دل بیتاب کی کہ ہی
کرنا ہی سخت ناخن غمزہ خراشیان
اُس رشک مہر ومہ کی نشانی ہی دیکھنا

اپنے تو دلنشین نہین کچھ بھی سواے داغ
زخمون پہ زخم جھیلے ہین داغون پہ کھاے داغ
سینہ ہی ایک شعلۂ جوالہ جاے داغ
دل کو یہ کیسے چہرے کیے چیچک کے بجاے داغ
ای چشم اشکبار کہین بہ نجاسے داغ

چھوڑا نہ لالہ زار مین ساتھ اُسنے غیر کا
دوزخ مین کچھ عذاب نہ پایا زبسکہ مین
رہ تو بغل مین غیر کے سینہ سے لگ کے یان
تارون کے بدلے گن کے شب تار کاٹ دی
جلتا ہون اہل نار کی تبدیل جلد سے

سو بار سینہ چیر کے مین نے دکھائے داغ
خوکردہ تھا بہ تابِ تب شعلہ ہائے داغ
پہلو برائے زخم ہی سینہ برائے داغ
ایام ہجر مین مرے کیا کام آئے داغ
مومن غضب ہی آتش لذت فزائے داغ

رائے ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ ملکہ لالان خون قبا رنج و مصیبت مین مبتلا صورت نگار جادو صورت ناگن وزیرزادی کی نبی ہوئی مکر کی باتین منزل بمنزل سمجھاتی ہوئی قریب لشکر اسلام پہونچین ملکہ لالان خون قبا نے چاہا کہ مین داخل لشکر ہون اسد غازی سے جاکر ملاقات کرون صورت نگار نے منع کیا اور کہا آپ خداوند طلسم کی دختر ہین بی مہ جبین الماس پوش کی افسر پہ سوت کے سامنے جانا کیا ضرور ہی ایسا نہو وہ بی جھلو ٹوٹکے ٹامڑے کرنے لگین کچھ میری بھولی شاہزادی کو کھلا دین تو مین کیا کرون اسی مقام پر اُتریے ایک کنیز روانہ کیجیے صرف ایک کاغذ پر لکھ بھیجیے کہ والد نامدار آپ کی محبت مین مارے گئے سیار گلشن جنان ہوئے لاش اپنے باپ کی لیکر آئی ہون اُنکی وصیت تھی کہ طلسم کشا جنازے کو کاندھا دین تا بہ قبر پہونچا دین اسمین محبت کا حال بھی کھل جائیگا اگر عاشق صادق ہین کلیجہ تھام کے دوڑے آئینگے اور یہ لونڈی مکرر عرض کرتی ہی کہ بی مہ جبین کا بھی سامنا نہ کیجیے گا اگر طلسم کشا کہین تو اقرار نامہ اُنسے لیجیے کہ بی مہ جبین استقبال کو آئین سلام کرین اُنکا باپ آپ کے در دولت پر ناصیہ فرسائی کیا کرتا تھا اُنکی کیا حقیقت ہی سلام کرنا اُنکے واسطے شرف حاصل ہوگا ملکہ تو اپنی وزیرزادی کی رائے کی پابند ہین اسی طرح ایک کاغذ لکھکر ایک کنیز کو روانہ کیا اُسوقت اسد نامدار کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوئے ٹہل رہے ہین لوح طلسمی گلے مین سرداران سرفروش کے خیمون پر نظر ہی ملاحظہ کر رہے ہین اپنے اپنے مقام پر سب مصروف سحر خوانی مسلح مکمل ہر وقت تیار آمادۂ حرب پیکار رنگ جنگ افراسیاب سے ماہر ہین بخوبی حال ظاہر ہین جسوقت اُسکا جی چاہتا ہی لشکر اسلام پر آپڑتا ہی بقہر و غضب لڑتا ہی مدت مدید عہد بعید سے یہ جفائین اُٹھا رہے ہین اسوجہ سے ہر وقت آراستہ و پیراستہ رہتے ہین اسد تعریفین سب سردارون کی جانبازی کی کرتے ہین کہ صحرا سے رونے کی آواز آئی اسد نے پلٹ کر دیکھا چند کنیزان سیہ پوش خاک اُڑاتی ہوئی آتی ہین اسد گھبرا کر آگے بڑھے کنیزان ملکہ لالان خون قبا کو پہچانا فرمایا کیون نرگس خیر تو ہی نرگس دوڑ کر لپٹ گئی کہا اے شہریار ملکہ لالان خون قبا یتیم ہوگئین شہنشاہ داؤد سیار گلشن جنان ہوے ملکہ عالم جنازہ اُس یزدان پرست کا لیکر آئی ہین اسد نامدار نے

گریبان پھاڑ ڈالا طرف صحرا کے کنیزون کو ساتھ لیکر چلے اُسوقت وہان چند خدمتگار حاضر تھے وہی ساتھ
ہو لیے اُس بیقراری مین اسد نے کسی افسر کو خبر نہ کی کنیزون سے حال پوچھتے ہوئے کہ بیان کرو کیا لڑائی پڑی
افراسیاب خود چڑھ آیا فلک نے عجب روز سیہ دکھایا کنیزین عرض کرتی ہین کہ شہریار سامان لشکر کشی
کہان ہوا صرف صورت نگار جادو آئی شہنشاہ حق پرست نے تو جنبش نہ کی راہ خدا مین جان دی اُس
کافرہ نے عین محراب عبادت مین مرد مومن کا خون بہایا انکی لیاقت اور غربت پر سنگدل کو رحم نہ آیا اسد
نامدار نے پوچھا ملکہ کیونکر بچین کنیزون نے عرض کی حضور حافظ حقیقی نے اُنکو بچایا کئی دن پیشتر سے آپ کے
فراق مین نہایت بیقرار تھین ناگن وزیرزادی نے سمجھایا بخرب زبانی سے واسطے شکار کے لگا کے لے گئی
شکار گاہ مین یہ خبر وحشت اثر سُنی وہ حرامزادی سارے شہر کو مٹا کر مکانون کو گرا کر صحیح و سالم چلی گئی جب
ملکہ کو خبر ہوئی لاش اُس ثابت قدم کوے حق پرستی کی لیکر کوچ کیا وہ شہر ویران اب لائق رہنے کے
نہین رہا یہ حال مصیبت مآل سُنکر اسد کا رومال پر رومال تر ہو رہا ہے دل اُنکی مصیبت پر رو رہا ہے
جب قریب لشکر ملکہ لالان خون قبا پہونچے دیکھا خیمہ ہاے سیاہ بر پا ہین اسد غازی کا کلیجہ پھٹ گیا
ملکہ سر برہنہ سیاہ پوش خیمہ سے روتی ہوئی نکلی صورت نگار مکارہ ساتھ ساتھ چلاتی ہوئی مکر کے
ڈھکوسلے دکھاتی ہوئی جیسے ہی اسد کی نگاہ اُس ریشمہ پر پڑی ملکہ بین کرتی ہوئی بڑھی کہا اے
شہریار ہم یتیم ہوگئے

نظم

ضبط بیہم کی توانائی نہین — طاقت صبر و شکیبائی نہین — ماجرا ہے سخت مشکل کیا کرون — کیا کرون کچھ بتا نہین دل کیا کرون
بس چلے تاب و توان کا کب تلک — پاس ہے دراز ہجران کا کب تلک — پھر سرشک لالہ گون غماز ہے — رنگ رخ دیکھو مائل پرواز ہے
پھر ہوا ہے ناخن غم جانخراش — پارہ پارہ دل جگر ہے پاش پاش — جان پر اللہ کیسی آ بنی — حال بگڑا جاے ہے یہ کیا بنی
چارہ و تدبیر کا امکان نہین — درد اپنا قابل درمان نہین — حال ابتر کو دکھاؤن کس طرح — ماجراے غم سناؤن کس طرح

اسد غازی نے اپنے دامن سے اشک ملکہ پاک کیے فرمایا ملکہ بخدا یہ معلوم ہوا کہ میرے قبلہ و کعبہ گھر بیٹھے مارے
قتل ہوے مگر انشاء اللہ یہ خون پامال نہ جائیگا خون بیگناہ سر چڑھیگا جسوقت خواجہ عمر دیکھینگے وہ اس
خون ناحق کا بدلہ لینگے صورت نگار نے اپنے واسطے کانٹے بوئے اس سرو باغ حقیقت کو قلم کیا انشاء اللہ جو
ظہور ہوگا آنکھون سے دیکھو گی اے ملکہ عالم اب صبر کرو دل پر جبر کرو بہت جلد دفن کرنا مناسب ہے راہ مین بھی
کئی دن گذرے ہونگے صورت نگار تو بظاہر دل سے کہتی ہے اے صورت نگار جو خوف تھا اُسکا سامنا
ہوا میری جان بچنا مشکل ہے اب یہی علاج ہے کہ طلسم کشا سے لوح لو اگر لوح اُسکے پاس رہگئی تجھکو ڈھونڈھکے
مارے گا یہ سوچکر قدمون سے اسد غازی کے لپٹ گئی مکر سے خوب روئی کہا حضور اب دیر نہ لگایئے اس

مردِ موحد کا لاشہ اُٹھائیے رونا تو عمر بھر ہی اسد نامدار نے آکر جنازہ اُٹھوایا خود کاندھا دیا تا بہ منزل اول پہونچایا اپنے دستِ حق پرست سے دفن کیا خود تلقین پڑھی صورت نگار دیکھ رہی ہی دل سے کہتی ہو عقائد مسلمانون کے بُرے کاہل ہین کلمات تلقین سُنکر وجد ہوا ملکہ لالان خون قبا نے اپنا حال ابتر کیا صورت نگار نے اشارہ کیا حضور ایسا نہو باپ کے غم مین تڑپ کر روح جسم سے نکل جائے اسد نے ملکہ لالان خون قبا کو سمجھایا قبر سے داؤد کی اُٹھایا فرمایا صاحب صبر کرو دنیا کا یہ طریقہ ہی بموجب شعر حضرت شیخ سعدی شعر ہر کہ آمد عمارتِ نو ساخت ٭ رفت و منزل بدیگرے پرداخت ٭ ملکہ یہ دُنیا مقام عبرت ہی حضرت آدم ابوالبشر جنکو رب اکبر نے خلیفہ روے زمین قرار دیا مسجود ملایک کیا واسطے فرحت کے کہ دوسرا انیس ممکن ہو پہلوے چپ سے حضرت مذکور کے جناب حوا کو پیدا کیا اُنکے جمال مہر تمثال پر حضرت آدم کو شیدا کیا دنیا کو اُنکے ذریعہ سے آباد کیا آخر کیا ہوے چشم زدن مین مثل نقش قدم مٹگئے بزرگان دین ہادی رہبر بندگان خدا کے افسر صاحبان اعجاز و کرامات جن صاحبون نے مردون کو زندہ کیا کلیم اللہ و روح اللہ لقب پائے اور دون کے مردون کو زندہ کیا اپنا وقت موت نہ ٹال سکے گردش گردون دون و انقلاب سپہر بوقلمون ہر دم نیا رنگ دکھاتا ہی بیت ہر دم از ین باغ برے میرسد ٭ تازہ تر از تازہ ترے میرسد ٭ دیگر اشعار آبدار الاعلم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش
خاک جب ہو گئے قدِ رعنا
جب مٹے میکشان محفل درد
مر گئے جب ہزار غنچہ دہان
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین
عندلیبون کے ہین یہی الحان
دیکھکر بے ثباتی عالم
اسی اندوہ مین کرو جو قیاس

جسکو دیکھو وہ ہی پریشان شمشاد
تب ہوا سروِ خوشنما پیدا
جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
چشم نرگس جھکی ہی سوے زمین
غافلو کل من علیہا فان
ہمہ تن اشک ہوگئی شبنم
گل سوسن کا ہی کبود لباس

اس چمن کی ہوا ہے ہمین دوئے
لالہ دل پہ لیگئے جب داغ
جب ہوئے خاکِ صاحب کاکل
گل ہوا جب چراغ عارض یار
شاخ پر ہی جو سیبِ چمن
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین
جب ہوا صرصرِ خزان کا ڈر
یہ گلستان نہین ہی قابل سیر

آتشین زن چراغ عقل پہ ہی
تب ہوا لالہ زیبِ محفل باغ
تب نظر آئے گیسوے سنبل
تب گلستان مین گل ہوا اظہار
کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
باغ مین آبشار روتے ہین
خاک اُڑانے لگی نسیم سحر
کرے اللہ خاتمہ بالخیر

ان اشعار عبرت آثار کو سُنکر ہر خورد و کلان کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوئے بے ثباتی عالم کا نقشہ آنکھون مین پھر گیا لطفِ عیش دل سے گر گیا نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین بدحواس ہو گئین کہتی تھین ای شہریار آپ کے کلمات حسرت آیات سے چھُریان کلیجہ پر چل گئین حسرتین آنسو بنکر آنکھون سے نکل گئین کوئی حسرت دل مین باقی نہ رہی بس موت کی یاد ہی دنیاے فانی ایسا مختصر مقام ہی مسافر

کو آرام سے کیا کام ہے معلوم ہوا دنیا عبرت سرا ہے اسکا طالب مطلوب جور و جفا ہے ہرچند کہ صورت نگار
کافرہ بت پرست ہے بادہ ظلم و بدعت سے مست ہے مگر اسوقت یہ بھی گھبرا گئی قلب پر بدلی غم و الم کی چھا گئی
بہ مشکل ضبط کیا ملکہ کو سمجھایا ارشارے مین کہا آج طلسم کشا کو جانے نہ دیجیے اپنی بارگاہ مین لیچلیے ملکہ نے
اسد نامدار کا ہاتھ تھام لیا کہا اے شہریار اب بارگاہ مین تشریف لے چلیے جو قضا و قدر کو منظور تھا وہ
ہوا آپ رنجیدہ نہون والد نامدار کو بڑا شرف حاصل ہوا دامن اُنکا غبار گناہ سے آلودہ نہوا تو بہ شکستی
نہ کی راہ خدا مین جان دی انجام بھی بخیر ہوا آپ کے دست حق پرست سے دفن و کفن کا سامان ہوا
اُنکی روح کو آپ نے شاد کیا اسد نامدار ہمراہ ملکہ لالان خون قبا بارگاہ مین آئے صورت نگار
نے چھپر کھٹ آراستہ کیا دسترخوان لاکر بچھایا کہا حضور ملکہ کئی روز سے بے آب و طعام ہین اپنے ہمراہ کھانا
کھلائیے اپنی زبان معجز بیان سے سمجھائیے اسد نے ملکہ کو خاصہ کھلایا آپ بھی نوش کیا اس عرصہ مین
مسافر روز باجگر پرسوز سیاحی عالم بے ثبات کرکے داخل سرائے مغرب ہوا شہنشاہ بردہ ظلمات تخت
جلالت آیات فلک پر تمکن ہوا فوج ثابت و سیارگان کی کمربندی ہوئی صورت نگار نے بہ تعجیل بارگاہ
مین روشنی کی اسد غازی نے فرمایا ملکہ اب تم لشکر ظفر اثر مین چلو ملکہ مہ جبین سے بھی ملاقات کرو ملکہ چہرخ
و بہار وغیرہ بھی تمھارے دیدار فرحت آثار کی مشتاق ہین یہ نہ سمجھنا تم سے یہ لوگ آمادہ نفاق ہین ہین
صبح کو طرف دریائے نیل کے سفر کرونگا صرف باغبان قدرت کو ہمراہ لونگا مضمون لوح سے ثابت ہوا
کہ ابھی لوح بیکار ہے مہرہ طلسمی کی ضرورت ہے راز داران طلسم کہتے ہین جب تک دریائے نیل قبضہ مین نہ آئیگا
اس مرحلہ سخت و صعب کا طے ہونا دشوار ہے ملکہ تو شاہزادے کا منھ دیکھنے لگی لیکن صورت نگار نے
بڑھکے عرض کی اے شہریار آج کی شب اس حسرت دیدہ مصیبت کشیدہ کو سمجھانا ضرور ہے حضور کی
فراست سے دور ہے میرے نزدیک تو یہ بہتر ہے کہ آجکی شب یہین آرام فرمائیے بوقت سحر انکو لشکر مین
پہونچا دیجیے گا آپ طلسم کشائی پر کمر باندھیے ہر نوع صبر کرینگی حضور کے لیے دعائے فتح و ظفر مین مصروف
رہینگی اسد کے بھی خیال مین آیا کہ سچ کہتی ہے اس شب کو جانا میرا باعث بیقراری لالان خون قبا
ہوگا ملکہ لالان نام فراق سُنکر روتی تھی اسد نے اشک اپنے دامن سے پاک کیے کہا اے شہنشاہ خوبی
اے رنگ و بوے گل حدیقہ محبوبی اس شب کو ہم اسی مقام پر آرام کرینگے سفر و حضر تمھاری رائے پر ہوگا
صورت نگار نے فوراً مختصر سا جلسہ آراستہ کیا لباس سیہ سب کا تبدیل کرایا بیان تو اسد غازی آمادہ
ہو چلے کہ شب کو اسی مقام پر رہین صورت نگار اس فکر مین کہ یہ دونون عاشق و معشوق آرام کرین
جس طرح بنے لوح طلسمی لون طلسم کشا کو قتل کردن لالان خون قبا کا خون بہاؤن مثل شہداد دیہ انکو

بھی مٹاؤن لوح لیکر بخدمت افراسیاب پہونچون عہدہ ہاے جلیل سے مشرف ہون لیکن دو کلمے حال خواجہ عمرو و ملکہ مہ جبین الماس پوش کے گذارش ہوتے ہین خواجہ عمرو و ملکہ مہ جبین بارگاہ آسمان جاہ مین داخل ہین ساٹھ ہزار کنیزان زرین پوش حاضر خدمت فیض درجت ہین تین دن لشکر مین جشن نوروزی ہا اب خیال سفر طلسم کشا مین متردد و متفکر تھین کہ کنیز بے تمیز گھبرائی ہوئی آئی عرض کی حضور نے کچھ سُنا بی لالان خون قبا دختر شہنشاہ داؤد یہان بھی آکے موجود ہوئین پہلے خبر سُنی تھی کہ طلسم کشا کو کچھ ناز نخرے دکھلا کے اُس بھولے شاہزادے کو لگا کے اپنے باغ مین لے گئین وہ حضور کے اشتیاق مین چلے آئے کسی وجہ مین اُنکے باپ مارے گئے نیا ڈھکوسلا بنایا لاش کو یہان لاکے پہونچایا بی بی اِن عورتون کے چلتر سے ڈرنا چاہیے آپ کے خوف سے دو کوس ہٹ کے اُتری ہین ایک کاغذ لکھکر بھیجا کہ میرے باپ کو آکر دفن کیجیے آپ کی محبت مین مارے گئے وہ یہ خبر سُنکر دوڑے جب وہان پہونچے یقین ہے مرد کے سامنے ٹسوے بہائے ہونگے نہین معلوم کیا دام تزویر پھیلایا اُس شہریار کو آج کی شب روک لیا اب خاصہ وغیرہ نوش فرمایئے مرچے کی زبانی ابھی معلوم ہوا شب کو وہین تشریف رکھین گے اب سفر کیسا جستجوے طلسم کشائی کجا واری ہمکو ڈر ہے کچھ کھلا پلا نہ دین عورتین بڑی چلتر باز ہوتی ہین مردون کو دیوانہ بنا دیتی ہین میرے شوہر سے مجھ سے لڑائی رہا کرتی تھی پڑوسن نے مجکو ایک ٹوٹکا بتلا دیا کہ بوا جوتی سے آٹا تولکر ٹکیا پکاؤ اندھیرے پاکھ مین میان کو کھلاؤ ہمیشہ جوتی کے نیچے رہین گے مین نے یہی کیا اب کبھی سر نہین اُٹھاتے بھگو بھگو کے جوتیان مارتی ہون حضور ایسی باتون کا ڈر ہے بعض ٹوٹکا پلٹ پڑتا ہے مرد کی جان جاتی ہے اِن خیالات مین لونڈی بہت گھبراتی ہے جلد کچھ تدبیر کیجیے مین جاؤن ہاتھ پکڑ کے کھینچ لاؤن مجھسے بی لالان نہین بول سکین گی مین آپکی خدمتگزار ہون اگر بولین تو سو صلواتین سُناؤنگی صاف کہدونگی ہماری بی بی بیاہتا ہین تم اُڑھری ہو میان سلامت رہین ایسے ایسے معاملے بہت سے ہونگے بہتا پانی رہجائیگا بہتا پانی بہ جائیگا یہ سُنکر ملکہ مہ جبین رونے لگی کہا بوا سُنو تم دخل نہ دو مین اُنکے مزاج سے ڈرتی ہون ذرا مین بگڑ جاتے ہین تلوار چمکاتے ہین مجھے کسی شغل سے کیا کام گنبد نور پر کوئی آشنائی کرنے نہ آیا تا م خدا اب قید سے رہا ہوئے اب سب طرح کے لوگ جمع ہونگے مجھے چھوٹے نانا جان خواجہ عمرو سے کام ہے جلد اُنکو بلا کر لاؤ مجھے سوار کراکے خدمت مین میرے ابا جان کرب غازی کے بھیجدین اپنی مادر مہربان ملکہ زبیدہ شیر گیر کے زیر سایہ دامن دولت بسر کرونگی عمر بھر اُنکو صورت نہ دکھاؤنگی بی لالان خون قبا کو لیکر بیٹھین مزے اُڑائین مین کچھ اُنکی عاشق نہین ہون سنئے لوگ اپنا عشق جتائین بس اب میری بارگاہ مین کبھی نہ آئین ملکہ مہ جبین کا غصہ مین چہرہ سُرخ جوش محبت مین آنکھون سے آنسو جاری ہچکی لگی ہوئی بات مُنھ سے نہین نکلتی سوت کا نام جو سُنا

ضبط نہین ہوسکتا کبھی غصہ مین الماس کی انگوٹھی اُتاری کہا اسکو چبا جاؤن کلیجہ کٹکے مُنھ سے نکلجائے
ابھی میرا خاتمہ ہو مگر مین وصیت کرتی ہون میرے جنازے پر نہ آئین میرا مردہ خواجہ عمرو اُٹھائین دلارام
وزیرزادی نے ہاتھ تھام لیا کہا وارثی آپکے دشمن جان دین ایسی کیا دشمنون کو مصیبت ہی مین نے کنیز
کو بھیجا ہی خواجہ عمرو آتے ہونگے اُنسے شکایت کیجیے وہ بخوبی سمجھا دینگے آپ کے سامنے کسی کی حقیقت نہین ہی
خدا وارث کو سلامت رکھے ایسی ایسی بہت آئینگی انصاف یہ ہی کہ آپ کی محبت کا طلسم کشا کے بھی دل پر
نقش ہی اس مقدمہ مین جو کچھ سچ ہوگا کھلجائیگا خواجہ عمرو ہی اس بات کا فیصلہ کرینگے اُسوقت باتون
پر ملکہ مہ جبین و دلارام کے محل مین ہنگامہ جہان چار ملکر بیٹھین یہی کھسر پھسر ہو رہی ہی دیکھو لو طلسم کشا
نے کیا غضب کیا اب جو قید سے چھوٹے رنڈی بازی کرنے لگے بی لالان خون قبا کی بارگاہ مین گئے
ہین مردوے کے دل مین ڈر نہین ایک کہتی ہی لو ہماری بی بی صاحب نے اپنی محبت ظاہر کردی یہ
بڑی خرابی ہوئی جہان مردوے کو معلوم ہوا کہ یہ عورت چاہتی ہی بھول جاتے ہین اپنے آپ مین نہین
رہتے یارون مین بیٹھکر ذکر کرتے ہین کہ فلان عورت ہم پر مرتی ہی دیکھیے اب کیا ہوتا ہی ہماری ملکہ بہت
بگڑی ہوئی ہین بڑی ضد مین ہین بُرا مانا مُنھ پھلایا ہی سوت کا نام سُنکر غصہ آیا ہی ایک نے کہا لو اچھو
کچھ بھی اب نہوگا اُنکے سر پر کود ون دلینگے ملکہ کو اس مقدمہ مین بہت بگڑنا چاہیے ضد کرین کھانا
نہ کھائین ایک پلنگ پر نہ سوئین اچھی طرح بات نہ کرین پہلا مقدمہ ہی ہوا مین پڑھی لکھی ہون دیکھو
سعدی نے کہا ہی مثل گربہ کشتن روز اول ٭ اگر یہ نہ کرینگی پچھتائینگی بار فراق اُٹھائینگی یہ باتین
جو کنیزون کی ملکہ نے سُنین فرمایا صاحبو مین تمھاری بات کا جواب نہین دیسکتی دل کی جو کیفیت
ہی کیونکر دکھاؤن اس بیقرار کو کیا کہکے سمجھاؤن اشعار

یاران غم یار من مپرسید
برکندہ دل ز دیار و یارم
بیٹھی بسر از زمین پے زیارت
اب کرتی ہی سانس بھی گرانی

درد دل زار من مپرسید
از صبر و قرار من مپرسید
جز راہ مزار من مپرسید
سب خاک مین ملگئی جوانی

در من نہ قرار ہست نے صبر
ترسم کہ شود نہ تیرہ عالم
ہر دم ہی کچھ اضطراب دلکو

از یار و دیار من مپرسید
حال شب تار من مپرسید
طاقت نے دیا جواب دلکو

اے دلارام واے مصاحبان قدیم اب ہمکو نہ سمجھاؤ

دل ہمارا نہ دکھاؤ صاحبو مین سخت جان نہین ہون ایک آہ مین جان دونگی یقین ہی شکے تشریف لائین
کہدینا آپ کے ظلم و بدعت نے ہمکو ہلاک کیا آہ جگر سوز نے جلا کر خاک کیا ایک جنازہ دفن کر چکیے اس
کشتۂ حسرت و یاس کی بھی لاش اُٹھایئے تا بہ قبر پہونچایئے دلارام ہماری جانب سے سمجھا کے کہنا کہ اے
گلِ باغ خوبی کانٹا نکل گیا ہمراہ معشوق سرو سہی قد لبصد شد و مد باغون مین چلین کیجیے باغی نرہا عین

بہار مین گلشن حیات پر خزان آئی صیاد و گلچین کی بن آئی یہ باتین حسرت آمیز کرکے زار زار مثل ابر نو بہار رونے لگی ہچکی لگ گئی بات مُنھ سے نہ نکلتی تھی کہ خواجہ عمرو پھرتے پھراتے در بارگاہ ملکہ مہ جبین پر آئے محلدار نے پکار کر کہا خواجہ سلامت اندر جائیے عرصۂ دراز سے ملکۂ عالم آپ کو یاد کر رہی ہین دیکھیے تو محل مین کیا رنگ اُچھل رہا ہی آتش غم و الم سے ہم سب کا کلیجہ جل رہا ہی عمرو نے گھبرا کر پوچھا خیر تو ہی محلدار نے کہا آپ اندر تشریف لیجائیے آپ کو خود معلوم ہو جائیگا میرے عرض کرنے کی ضرورت نہین ہی عمرو بھی گھبرایا بیقرار ہو کر محل مین آیا دیکھا وہ بارگاہ محل رنج و الم ہی ہر ایک کے قلب پر ہجوم غم ہی ملکہ مہ جبین الماس پوش کو دیکھا تمام کنیزین گھیرے بیٹھی ہین ہچکی لگی ہی رنگ رو متغیر ہی ترددو متحیر خواجہ عمرو کو دیکھا ملکہ مہ جبین نے اُٹھکر خواجہ عمرو کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے چیخ مار کر روئی عمرو نے دامن سے اشک پاک کیے پیشانی کے بوسے لیے کہا کیون نور نظر خیر تو ہی دشمنون کو کیا ایسا صدمہ پہونچا یہ کیا حال ہی مجھ سے مفصل کہو اے مہ جبین مجھے چالاک سے زیادہ تجھسے محبت ہی اگر کسی نے آنکھ دکھائی ہو اندھا کر دون مہ جبین تو فرط گریہ وزاری سے جواب نہ دیسکی دلارام نے ہاتھ خواجہ کا تھام لیا کہا حضور تجھسے سنین آپ کے نواسے صاحب نے اور معشوق کی آنکھون سے دور تھی کوئی نہ جانتا تھا بی لالان خون قبا کے والد مارے گئے وہ لاش لیکر آئین طلسم کشا صاحب فوراً تشریف لے گئے میان داؤد کو دفن کیا ابھی چوبدار نے آکر خبر دی ہی کہ آج شب کو وہین تشریف رکھین گے انصاف فرمائیے اُنکو یہ مناسب تھا کہ ملکہ کا کچھ خوف نہ کرین سوت کے خیمہ مین چلے جائین یہ مضمون سُنکر عمرو کے ہوش اُڑ گئے مگر ضبط کر کے کہا اے نور نظر مہ جبین لالان خون قبا کے مقدمہ مین ملال نہ کرو انصاف شرط ہی اُسی کی وجہ سے اسد کی جان بچی اُسکے باپ کی وجہ سے لوح ملی عشق مین اسد کے لالان خون قبا نے کوڑے کھائے یقین تھا روح جسم سے نکل جائے لیکن اُسنے نہ بتایا اگرچہ اُسکا باپ مارا گیا بڑا غضب ہوا لیکن بیٹیا اُسکا خیال رکھنا تیرے برابر کسی کا مرتبہ نہین ہی نہ ہو سکے گا اگر سو معشوقین اسد کی ہونگی سب کو تمھاری اطاعت کرنی پڑیگی تم اسکا ملال نہ کرو ملکہ دعا مین مصروف ہو خدا اسد کی وہان جان بچائے لوح پر کوئی افتاد نہ پڑ جائے تم کھانا کھاؤ عیش کرو دلارام تو نہین ملکہ کو سمجھاتی یہ فرزندان صاحبقران ہین ان باتون کی تاکید نہ پرنا ممکن ہی اگر اُنسے ملکہ کو محبت ہی رشک و حسد کو دل مین جگہ نہ دین یہ کہکر عمرو گھبرایا ہوا باہر آیا چھتر برق فرنگی کو بلا کے کہا تو نے سُنا اسد نامور ملکہ لالان خون قبا کے خیمے مین لوح پہنے گیا ہی دل میرا تڑپ رہا ہی ایسا نہو کوئی عیار بچی اُنکے لشکر مین ملی ہوئی چلی آئی ہو لوح کی فکر ہو گی جا کر بیٹیا تدبیر کرو ملکہ زیر پلنگ اسد نامور کے آرام کرو تو بہتر ہی مین بھی وقت پر آؤنگا بڑا مجکو تردد ہوا دل مثل ماہی بے آب

تڑپ رہا ہی یہ بھی امر سبب سے خالی نہین ہی اسد نامدار وہان شب کو کبھی رہنے کا ارادہ نہ کرتا
لالان خون قبا کی یہ لیاقت نہین ہی کہ باتون مین روک لیتی یہ بھی کسی مکار کا کام ہی رات کو اُسکو روک
لیا یہی امر کافی تھا کہ بعد دفن شہنشاہ داؤد ملکہ لالان خون قبا کو لشکر ظفر اثر مین لاتے ملکہ
مہ جبین سے ملواتے ان آئینہ رخسارون مین صفائی ہو جاتی غبار خاطر دفع ہوتا اور اے برق بخدا
مجکو قتل ہونے کا داؤد کے بڑا قلق ہی صورت نگار مصورہ سے سمجھ لونگا اگر ان زن و شوہر پر
پنجہ قابض ہو فوراً مجکو خبر دینا مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا خون ناحق داؤد کا بخوبی بدلہ لونگا
برق نے کہا اُستاد مین ابھی جاتا ہون خوب سمجھ گیا غلام کو بھی انتہا کا قلق ہوا اُس مرد خدا پرست کو بیکس و
بے بس کر کے مار ڈالا مگر کیا ثابت قدم کوے یزدان پرستی تھا تو بشگفتگی ہنس کی اپنی جان دی اگر ذرا ہونٹھ ہلا دیتا
آسمان کو زمین سے ملا دیتا آپ کے کلام معجز نظام نے اُسکے قلب پر تاثیر کی حضور نے ایسی مسلسل تقریر کی
خوف خدا سے ڈرایا صفت قہاری کا قائل ہوا دل و جان سے اپنے پیدا کرنے والے پر مائل ہوا اُستاد
شاگرد دیر تک سرگوشی کیا کیے برق نے بہت بہت کہا کہ اُستاد آپ بھی چلیے عمرو نے کہا تم جاؤ مین وقت
پر آؤنگا برق فرنگی بانہاے عیاری سے آراستہ ہوا تڑپ کر طرف بارگاہ ملکہ لالان خون قبا کے روانہ
ہوا بعد جانے برق فرنگی کے خواجہ عمرو بھی لشکر مین پھرتے ہوے جا بجا اہالیان طلایہ کو جگاتا یا
ہر ایک سے یہی فرمایا بھائیو ہوشیار رہنا یہ راتین سونے کی نہین ہین خوف آمد افراسیاب ہی لشکر کشی ہوا
چاہتی ہی تمام طلسم ہوش رُبا مین لڑائی کے سامان ہین کمال افراسیاب کے تم سب صاحبون پر بخوبی
عیان ہین پھرتے پھراتے خواجہ بھی فکر حفاظت اسد غازی مین روانہ ہوے لیکن وہان بارگاہ
لالان خون قبا کا حال سنیے صورت نگار مکارہ نے دونون عاشق و معشوق کو شراب پلائی
جب رات زیادہ آئی صورت نگار نے اسد نامدار سے اشارہ کیا اے شہریار راہ مین ملکہ لالان
خون قبا نے بڑی مصیبتین اُٹھائین خیال فرمائیے باپ کا لاشہ ہمراہ تھا اب تک آب و دانہ بھی ترک رہا
آج آپ کے تشریف رکھنے سے غنچہ خاطر انکا شگفتہ ہوا اب رات زیادہ آچکی آرام فرمائیے تنہائی مین
بھی معشوق کو سمجھائیے آپ کا سمجھانا بہت بہتر ہوگا عاشق کے سامنے اگر معشوق جھوٹ بھی کہے اُسکو
بمنزلہ حدیث و آیہ ہوتا ہی یہ کہکر صورت نگار سامنے سے ہٹ گئی پردہ کھینچ دیا کنیزون سے کہا باہر
چلو اپنے اپنے مقام پر آرام کرو یہ تخلیہ کا مقام ہی صحبت گل و بلبل مین گلچین کا کیا کام ہی اب عاشق
و معشوق تنہا رہے اسد غازی نے ہاتھ ملکہ لالان خون قبا کا تھاما چھپر کھٹ پر آئے ملکہ بیتاب
ہو رہی تھی باپ کی یاد نہ بھولتی تھی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے اسد نے کہا ملکہ اب غم و الم کو خانۂ

دل مین جگہ نہ دو صبر کرو تمکو اگر ملول و حزین چھوڑ کر جائینگے سفر مین بھی تمھاری یاد رہیگی دل کو چین نہ آئیگا لالان خون قبا نے کہا حضور جہان جائیے مجکو اپنے ساتھ رکھیے میرے لشکر مین کون ہی ایسا نہو بی جبین میرے ساتھ دشمنی کرین سب سردار اُنکے مطیع ہین اسد نے کہا اے ملکہ عالم کیا مجال ملکہ مہ جبین سے تمھین ملوا کر جاؤنگا ہر ایک کو بخوبی سمجھا دونگا سب سردار تمھارے تابعدار ہین دل و جان سے خدمتگزار ہین دونون کو نشۂ شراب تھا باتین کرتے کرتے سو گئے فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا صورت نگار اُٹھی پردے سے دیکھ رہی تھی دیکھا عاشق و معشوق نے آرام کیا نغیر خواب بلند ہی پردہ اُٹھا کر قریب پلنگ کے آئی دیکھا لوح گلے مین اسد نامدار کے پڑی ہی شاہزادہ غافل سو رہا ہی خوف سے اُس شیر دل کے کانپ رہی ہی جانتی ہی اگر بیدار ہوا ایک طمانچے مین تیرا کام تمام ہو جائیگا اُس شیر کے پنجہ سے کون بچائیگا کانپتی تھراتی قریب پلنگ کے آئی جھولی سے مقراض نکالی ڈورا لوح کا کاٹا عکس سے لوح کے بھی گھبراتی ہی سحر بھولی جاتی ہی مُنہ پھیر کر ہاتھ بڑھا لوح کو اُٹھایا رومال مین لپیٹ کر لوح کو جھولی مین رکھا اب منظور ہوا طلسم کشا کو بھی لیچلو اُس ظالم کو کیون چھوڑو اب بخوبی اطمینان ہی لوح قبضہ سے طلسم کشا کے لیلی اب بیدار بھی ہوگا تو کیا کریگا اس خیال سے پنجہ کمر مین اسد نامدار کے ڈالا سحر کر کے قصد کیا قبہ بارگاہ توڑ کے نکل جاؤن قضا کار مہتر برق فرنگی بموجب حکم خواجہ عمرو چھپ کر آیا زیر پلنگ سو رہا تھا آہٹ سے پاؤن کے آنکھ کھلی دیکھا صورت نگار جادو بصورت ہملی اسد غازی کو پنجہ مین دبا چکی ہی چاہتی ہی کہ سحر کر کے بلند ہون برق تڑپ کر اُٹھا جی مین کہتا ہی ہاے بڑا غضب ہوا یہ ملعونہ کہان سے آئی صرصر وغیرہ کا البتہ خیال تھا یہ کیا نقشہ ہوا یہ تو زوجہ مصور ہی پلنگ کے نیچے سے دبا ہوا نکلا الشت پر صورت نگار کے پہونچا صورت نگار کا قصد تھا کہ بلند ہون برق نے چودہ حلقے کمند کے مارے تڑپکر نعرہ کیا نعرہ برق شعر منم برق رفتار و خنجر گزار بہ پنجہ پلنگ لیکن گران بہنزار اے ملعونہ کہان جاتی ہی حلقہاے کمند گلے مین صورت نگار کے پڑے برق نے جھٹکا مارا اسد غازی پنجہ سے چھوٹ کے صورت نگار کے الگ گرا صورت نگار گرتے گرتے سنبھلی لفظ اُف مُنہ سے نکل گئی فوراً کمند جل گئی صورت نگار نے گیر کھکے دو تڑ مارا برق زمین پر گرا مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا صورت نگار نے کہا او لنگوڑے پاجی بھوریئے اب کہہ کہان جائیگا افراسیاب تجکو دار پر کھنچے گا برق کی زبان بند مجبور درد مند زبان صورت نگار نے اُسکی بند کر دی اس خیال سے کہ غل نہ مچائے بڑھکر برق و اسد نامدار دونون کو پنجہ مین دبا یا سحر کر کے بلند ہوئی تا بہ قبہ بارگاہ پہونچی تھی لیکن آفتاب عالمتاب آسمان عیاری کوکب درخشان خنجر گذاری خواجہ عمرو بھی آکر اس بارگاہ مین ٹھہرے ایک قنات گوشہ بارگاہ مین لپٹی کھڑی تھی اُسمین گھسکر سو رہے جب برق نے صورت نگار پر

کمند ماری نعرہ کیا اسد کے گرنے کا دھما کا ہوا عمرو کی آنکھ کھلی قنات سے گھبرا کر نکلا دیکھا صورت نگار
بلند ہو کر قریب قبۂ بارگاہ پہونچ چکی ہے قصد ہے سحر کرکے قبۂ بارگاہ توڑ دون عمرو گھبرایا فوراً خیال مین آیا
جال الیاسی نکالا نعرہ کیا او مکارہ کہان جاتی ہے نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
مرا تیز رفتار ہو کر قدم
دوندہ جہانگرد طرار ہون

ڈرے مکر سے کانپتا ہے جہان
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
جہانگیر عالم کا عیار ہون

تراشندۂ ریش کفار ہون
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو

زمانہ کا مکار و غدار ہون
بنائے حری گرد پاپوش کو

صورت نگار سحر کرکے بلند ہوئی تھی عمرو جست کرکے
برابر پہونچا جال مارا صورت نگار و برق و اسد جال مین پھنسے اُسی طرح تڑپ کر عمرو زمین پر آیا
جیسے ہی صورت نگار پھسکر گری عمرو نے حباب بیہوشی مارا صورت نگار کا منکا ڈھل گیا بیہوش ہوئی
عمرو نے اسد غازی کو اور برق فرنگی کو جال مین سے نکال لیا صورت نگار کی زبان مین سوزن دیا
کھینچتا ہوا لیکر باہر آیا ملکہ لالان خون قبا بیدار ہوئین پٹنے لگین عمرو نے کہا بیٹیا کیون روتی ہو سب طرح
خیر ہے مین نے اپنے دوست صادق محب واثق کے قاتل کو گرفتار کیا معاوضۂ خون بیگناہ لیتا ہون یہ خبر
لشکر اسلام مین پہونچی باغبان وبہار و مہرخ و معمار قدرت و ہلال سحر افگن و سُرخ موے کاکلشا وغیرہ
دوڑے غول کے غول لشکر سے آنے لگے آکر دیکھا کہ صورت نگار کو خواجہ عمرو نے ایک ستون سے باندھا ہے
ہوشیار کر دیا ہے تازیانہ حضرت اسحٰق کا لیکر کھڑا ہوا ہے صورت نگار کی صورت دیکھکر کانپ رہا ہے کف مُنھ
سے عمرو کے جاری دیوانہ وار وحشی مثال للکار رہا ہے او حرامزادی فاحشہ تو نے اُس مومن دیندار کو بیچھا
مارا کچھ خوف خدا نہ آیا بتلا کہ اسوقت اثر اسباب کیا ہوا وہ گُرا تیرا مصور کدھر گیا او مکارہ عیارہ تو نے
مثل عیارون کے عیاری کی اور ملکہ لالان خون قبا فرما رہی ہین کہ چھوٹے نانا جان یہ تو اس سے پوچھیے
کہ میری وزیرزادی ناگن کو اس حرامزادی نے کیا کیا عمرو نے کہا مین اس حرامزادی سے کیا پوچھون
ناگن کو مار کے اسکی صورت بنی صاف ظاہر ہے سب اُمورات کا معاوضہ ہوا جاتا ہے کل اہالیان شہزادہ دیم
کا خون اس حرامزادی کی گردن پر ہے یہ ملعونہ جلادون کی افسر ہے ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ سترہ سو سردار
گرد عمرو جمع ہین لگر کہ رہے ہین کہ ایسے غصہ مین ہمنے کبھی خواجہ کو نہین دیکھا چاہتے ہین شفاعت کرین
مگر حوصلہ نہین پڑتا عمرو نے برق و ضرغام کو آواز دی دونون کانپتے ہوے سامنے آئے ایک ایک
کوڑا عمرو نے دونون کے ہاتھ مین دیا ضرغام سے کہا تو میرا فرزند ہے صاحب ہمت جرأت ہے دیکھون
کس قدر تیرے جسم مین طاقت ہے اور برق سے کہا او بے انگریز کوڑے لگا تم دونون مین سے اگر
ایک کا ہاتھ رُک گیا تو بسر صاحبقران یہی حال تمھارا کرونگا برق و ضرغام جھپٹے صورت نگار

پر کوڑے پڑنے لگے شرائے خون کے بلند ہوئے بوٹیان اُڑنے لگین جب ذرا ان دونون کے ہاتھ رُکتے ہین عمرو تازیانہ حضرت اسحٰق کا لیکر بڑھتا ہی ایک ضرغام پر ایک برق پر ایک سڑا کا صورت نگار پر پڑتا ہی صورت نگار دوہائی دینے لگی تمام لباس پارہ پارہ چھاتیان کھلی ہوئین تمام جسم خون مین لال صورت نگار کا عجیب حال پکارتی ہی اے عمرو توبہ کرتی ہون اب کبھی ایسی حرکت نہوگی تیری لونڈی بنکے رہونگی عمرو کہتا ہی اے مکارہ تیرے قول وفعل کا کیا اعتبار ہی تجکو اُس مرد خدا پرست پر رحم نہ آیا خدا کا خوف نہ کیا محراب عبادت مین اُسکا خون بہایا اُسی کے خون نے جوش مارا ہی مین تیری توبہ کو قبول نہ کرونگا اگر وہ مطیع احکام امرونہی نہوتا تیری یہ مجال تھی کہ اُسکے سامنے زبان کھولتی آنکھون کے نیچے اُسکی لیاقت پھر رہی ہی میرے کلمات نے اُسکے قلب پر ایسی تاثیر کی دُنیاے دون کو ہیچ جانا راہ خدا مین جان دی وہ داخل بہشت عنبر سرشت ہوا تیرے اعمال زشت نے تجکو بتلاے بلا کرایا اب مین تجکو زندہ نہ چھوڑونگا تڑپا تڑپا کر مارونگا ایک مرتبہ نہین قتل کرونگا جب باغبان قدرت نے دیکھا صورت نگار قریب برگ ہی ایسا نہو وہ چار کوڑون مین اسکا دم نکل جائے دوڑ کر باغبان نے خواجہ کا ہاتھ تھام لیا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری بس یہ بڑے جلیل کی زوجہ ہی سزاے کامل ہوچکی عمرو کی آنکھون مین آنسو بھرے تھے نام شہنشاہ داؤد کا لیکر رو رہا تھا ہر مرتبہ یہ زبان پر جاری ہوتا تھا اے برادر بجان برابر افسوس وقت انتقال تمھارے ہم قریب نہوے کچھ وصیت ونصیحت کرتے کس حسرت ویاس سے تیری جان گئی اس حال مین جو باغبان نے ہاتھ تھام لیا عمرو اپنے ہوش مین نہ تھا ایک کوڑا باغبان پر مارا کہا اے باغی اس ملعونہ جہنمی کی سفارش کرتا ہی مین اسکے زخمہائے جسم پر نمک پاشی کرونگا بلبلا کر باغبان پیچھے ہٹا عمرو کا غصہ دیکھکر اسد نامدار ایک ایک سے کہتا ہی خبردار اسوقت نانا جان کے قریب نہ جاؤ بخدا مین نے کبھی ایسا بیقرار نہین دیکھا اسوقت کوئی نانا جان کو نہ سمجھائے اور نہ قریب جائے اسوقت کسی کا کہنا نہ مانینگے مہرخ وبہار بھی بڑھ بڑھکر عذر کرتی ہین مگر خواجہ کا غصہ ہر ایک پر اُسی طور کا ہی جو باغبان کے ساتھ کیا فرماتے ہین برائے خدا اسوقت میرے پاس کوئی نہ آوے اسوقت مجھے اُس مرد خدا پرست کی حسرت ویاس کا خیال ہی قلب پہ ہجوم غم وملال ہی مین اپنے ہوش مین نہین ہون اب ناظرین پہ واضح ہو کہ صورت نگار پر تو یہان کوڑے پڑ رہے ہین سترہ سو سردار نامدار واسد عالی وقار غصہ کو عمرو کے دیکھکر کانپ رہے ہین ہر چند سردار سمجھاتے ہین مگر عمرو نہین مانتا کہتا ہی اسکی ہڈیان تک شکست کر ڈالونگا زندہ اسکو نہ چھوڑونگا یہان تو یہ ہنگامہ ہی۔

دو کلمہ افراسیاب و مصوّر و چند اشعار آبدار حسب حال مقام فرحت انجام برائے کفار مصیبت و آلام بیان کیے جاتے ہین

ابر دیکھا تو کہا دل نے بخار اپنا ہی
داغ داغ اپنا یہ سارا تن زار اپنا ہی
ساقیا ہمسے زیادہ کوئی میخوار نہین
آگے جاتے ہو کہان تم یہ مزار اپنا ہی
سیکڑون پھول ہیے ہین غم داغ حسرت
دھیان زلفون ہی مین اب لیل و نہار اپنا ہی
اس سے سینہ مین خلش آٹھ پہر ہی اے گل
خو تمھاری جو وہ ہی تو یہ شعار اپنا ہی
سینہ اپنا نہین داغون سے گلستان ہی یہ
ایک مدت ہوئی سنسان دیار اپنا ہی
پڑھکے اشعار مرے ہوتی ہین پریان بیخود
اندنون کوچۂ جانان مین گذار اپنا ہی

برق چمکی تو صدا دی یہ شرار اپنا ہی
تجھپہ مرجائینگے ہم ہمسے بچیگا نہ رقیب
بیخودی کہتے ہین جسکو وہ خمار اپنا ہی
اے صنم کس لیے دامن سے چھڑاتا ہی تو
دل نہین سینہ مین یہ باغ و بہار اپنا ہی
جان لی ینکے محب پر نہ اُٹھایا لاشہ
غنچۂ دل نہین پہلو مین یہ خار اپنا ہی
نظر یار مین ہوتی ہی زیادہ توقیر
نالہ کش دل جو ہی سینے مین ہزار اپنا ہی
حرص دنیا کو جدا کب وسے کیجیے
خامہ جادو رقم سحر نگار اپنا ہی

بسکہ سرگرم ستم لالہ عذار اپنا ہی
ہم ترے صید ہین لیکن وہ شکار اپنا ہی
تھامتا ہی پنجۂ حسرت نے تمھارا دامن
بیوفا ایسا نہ بنجا یہ غبار اپنا ہی
دن ہو یا رات ہو آنکھون مین ہی عالم اندھیر
جان لون پھر اُسے کس طرح کہ یار اپنا ہی
دل سے توڑوگے تو ہم مُنہ نہ کبھی موڑینگے
جسقدر عشق مین لذت ہو وقار اپنا ہی
کبھی دلمین بھی ہوتا نہین وہ جلوہ نما
اب ٹپکیے اسے ناچیز سوار اپنا ہی
دل بہت خوش ہی مرا خوب گذرتی ہی قبول

بر سر کوہ بلور افراسیاب مغرور و مصور جادو چند سردار انتظار مین صورت نگار کے مصور ہر مرتبہ گھبرا گھبرا کر کہتا ہی اے شہنشاہ جورو میری بڑے کام پر گئی ہی ایسا نہو کسی بلا مین پھنس جاے اس فکر مین کہ آسمان سے ایک طائر زمین پر اُتر آ گلے مین اُسکے نامہ بندھا ہوا تھا افراسیاب کے کاندھے پر آکر وہ طائر بیٹھا افراسیاب نے جلدی وہ نامہ کھولا سر نامہ پر مُہر صورت نگار کی پائی تصویر فرحت آئینہ خیال مین نظر آئی افراسیاب نے خوشی مین نامہ کھولا کہا اے فرشندادے صاحب سماعت فرمایے آپ کی گھر والی نے لکھا ہی مصور متوجہ ہوا افراسیاب نے پڑھنا شروع کیا صورت نگار نے جنگ شہر داؤدیہ کا نقشہ کھینچا تھا لکھا ہی کہ مین نے خداوند داؤد کو لڑ بھڑ کے مارا شہر کو تباہ و برباد کیا ایسا شہر کو مٹایا کہ کبھی آباد نہوگا اب مین بصورت ناگن وزیرزادی ساتھ ملکہ لالان خون قبا کے طرف لشکر اسد غازی کے لوح کی فکر مین جاتی ہون اے شہنشاہ نہ گھبرائیے گا لوح لیکر آؤنگی طلسم کشا کا نقشہ خاک مین ملاؤنگی اب میرے ہاتھ سے وہ کیونکر بچین گے انجام جنگ میرے ہاتھ پر موقوف تھا پھر اگر کوئی ضرورت ہوگی نامہ روانہ ہوگا ورنہ خود ہی لوح لیکر آؤنگی یہ مژدہ فرحت افزا سنکر مصور اپنے جامہ سے باہر ہوگیا کہا کیون شہنشاہ میری جورو نے کیا کام کیا داؤد ایسے ساحر زبردست کو کس طوم

سے قتل کیا خدائی کرتے تھے مگر میری جورو سے نہ لڑ سکے اب عیاری کرکے گئی ہو بڑا کلیجہ رکھتی ہو مہرخ و بہار
وغیرہ سب کو ماریگی ایک اُسکے ہاتھ سے زندہ نہ بچے گا اب طلسم کی سلطنت کا ہمکو اختیار ہو جسکو چاہین بادشاہ
کرین جسکو چاہین وزیر بنائین افراسیاب جادو نے اِن غرور کی باتون پر حیرت سے اشارہ کیا اسوقت
تو مرشدزادے آپ سے باہر ہوگئے سفلے پن کے طریقے سب ظاہر ہوگئے ای حیرت مقام حیرت ہو داؤد
پر صورت نگار کیونکر غالب آئی اُسکے سحر سے تو مین خائف تھا کسی غفلت مین اسکو مارا جو کچھ کیا بڑا کام کیا
خوب نام کیا مگر کان ہین کہا ای حیرت اگر انکی وجہ سے لڑائی فتح ہوئی بہت بلبلائینگے مین خاطر کرتا ہون
اسوجہ سے خاموش ہون کان پکڑ کے طلسم سے نکال دونگا نہین معلوم کیا سمجھے ہین بیہودہ بکتے ہین حیرت نے
کہا اب اسوقت خاموش رہیے کسی طرح لوح طلسمی ملے پھر سمجھا جائیگا مگر افراسیاب نے مصوّر سے کہا
مرشدزادے ہین تعجب تردد مین ہون یہ رقعہ جمشیدی لیجیے اسمین حال اپنی زوجہ صاحب کا دیکھتے رہیے نگہداشت
کرنا واجب ولازم ہو تیرے کاربزرگ پر اُسنے کمر باندھی ہو لشکر قیامت اثر طلسم کشا مین گئی ہو وہان عیاران
اسلام موجود ہین ایک ایک انمین اپنے وقت کا بقراط وجالینوس ہو ایسا نہو کہ پہچانی جائے مصیبت اُٹھائے
مصور نے رقعہ جمشیدی ہاتھ مین لیا افراسیاب تو سردارون سے باتون مین مصروف ہوا مصوّر رقعہ
دیکھ رہا ہو کبھی ہنسے کبھی خوش ہوکر کھڑے ہوگئے ناچنے لگے افراسیاب نے کہا مرشدزادے کچھ خوشخبری
سُنائیے کیا معرکہ گذرا مصور کہتا ہو منرلون کا حال دیکھ رہا ہون صورت نگار صورت پرنائین کے
ہمراہ ملکہ لالان خون قبا کارگزاری مین مصروف ہو بڑی صاحب وقوف ہو قضائے کار افراسیاب نے
سر اُٹھا کر دیکھا مصور نے غم کی صورت بنائی سر پیٹنے لگا ہو ہو میری جورو کہکر پچھاڑ کھائی تڑپنے لگا
ہرچند افراسیاب نے پوچھا مرشدزادے کچھ بیان تو کرو کیا ہوا بدحواسی مین کچھ نہ کہہ سکا اتنا منھ سے
نکلا اس رقعہ مین پڑھیے اپنی بی بی کی مدد کو جاتا ہون رقعہ پھینک کر تڑپا مثل برق جہندہ بلند ہوا
چشم زدن مین آنکھون سے مخفی ہوگیا افراسیاب تو حیران کہا ای حیرت مرشدزادے بھی عجب اُلّو کے پٹھے ہین جورو
جورو کرتے ہوئے بھاگے کچھ مجھسے حال صاف نہ کہا حیرت نے کہا صورت نگار ہمیشہ سے حسن پرست ہو کسی کے
لپٹ گئی ہوگی یہ ناحق دوڑے گئے ہین جوتیان کھائینگے داڑھی نچوا کے آئینگے حیرت تو مسخرے پن کی باتین
کرنے لگی افراسیاب نے کہا مین طائر سحر روانہ کرتا ہون وہ تھوڑے عرصہ مین پلٹ آئیگا مفصل حال سُنائیگا یہکہکر
افراسیاب نے ماش کے آٹے کا ایک جانور بنایا ساحری کیلئے اُسکو اُڑا دیا لیکن یہان صورت نگار پر کوڑے
پڑ رہے ہین کہ مصور آسمان پر چمکا دیکھا تمام لشکر کا جماؤ ہو سب سردار عمرو کی منتین کر رہے ہین عمرو نہین مانتا
یہ حال پُرملال دیکھکر مصوّر جادو نے نعرہ کیا کہا یا شیدا ہو مسلمانان ساحری وجمشید کی بہو پر یہ ستم یہکہکر بہت سے

ماش کے دانے طرف مہرخ و بہار کے پھینکے عمرو تو سایۂ مصوّر دیکھکر ایک غار مین گر پڑا اپنے کو چھپایا مگر
مصوّر نے ایسا سحر کیا لشکر اسلام پر اندھیرا چھا گیا مہرخ و بہار سحر دفع کرنے لگین مصوّر اسی اندھیرے
مین گرا وہ ستون جسمین صورت نگار بندھی تھی سحر کر کے اُسے اُکھیڑا زوجہ کو جلدی مین کھول نہ سکا لیکن
ستون کو کاندھے پر رکھکر بلند ہوا عمرو نے غار مین سے دیکھا مہرخ و بہار وغیرہ سے کچھ نہین ہو سکتا تاریکی
دفع کر رہی ہین کئی سو ساحرون کے سر کٹ کر گر پڑے بس عمرو اسی جوش مین غار سے نکلا وہی جال الیاسی
کاندھے پر رکھکر نعرہ کیا او مصوّر کہان جاتا ہی میرے صید کو نہ لیجانا یہ کہکر مثل برق کے تڑپا جست کر کے
پچاس گز کی بلندی پر پہونچا وہی جال مصوّر کو مارا مصوّر و صورت نگار ومیل آہنی سب جال مین پھنسے
عمرو نے اسی طرح جھٹکا مارا زمین پر آتے آتے حباب مار کر بیہوش کیا لشکر مین ہنگامہ ہوا خواجہ عمرو
سبحان اللہ اب اور زیادہ سب کے ہوش اُڑ گئے مصوّر کو بھی مثل صورت نگار کے ستون سے باندھا
زن و شوہر دونون باندھے گئے سوزن زبان مین دیکر مصوّر کو ہوشیار کیا مصوّر نے دیکھا زوجہ کے
جسم سے خون بہ رہا ہی عمرو مثل جلاد کھڑا ہوا گالیان دے رہا ہی اور کہتا ہی کیون او بیحیا تو میرے صید کو
لیچلا تھا قدرت پروردگار کو دیکھا آج عمرو کو پہچانا مصوّر نے للکارا او ساربان زادے تو نے میری
زوجہ کے ساتھ یہ بدعت کی اگر چھوٹونگا تو قیامتین برپا کرونگا عمرو نے کہا جب تم زندہ بچکے جاؤ گے
جو بن پڑیگا وہ کرنا یہ کہکر عمرو نے ضرغام کو اشارہ کیا فرمایا ہان انکو بھی لینا مثل زوجہ کے انکا بھی حال
بناؤ بلکہ شوہر کا مرتبہ زوجہ سے زیادہ ہی یہ نبیرۂ ساحری ہی انکی خدمتگزاری اچھی طرح چاہیے ضرغام نے
جھپٹ کر مصوّر کے کوڑا مارا اسکی بھی بوٹیان اُڑنے لگین چار پانچ کوڑے پڑے تھے کہ مصوّر چیخنے لگا پکارتا
ہی او ساربان زادے جورو میری مر جائیگی تو یہ کرتا ہون اب کبھی تجھسے نہ لڑونگا کبھی جورو کو گالیان دیتا ہی
کہتا ہی او مردار تو نے داؤد جادو کو مار کر اپنی اور میری جان پر یہ آفت لی اب اس ظالم کے ہاتھ سے کون بچائے
افراسیاب نالائق کہان ہی طلسم ہوش رُبا مین آگ لگے ہم قوم کے برہمن ہین ڈفلی لیکر مانگ کھائین گے
جبکے دروازے پر جائینگے چٹکی آٹا پائینگے اب کبھی سلطنت کا نام نہ لین گے کنارے دریا کے چلکر بیٹھین گے
نہانے والے جو آئینگے سیر دو سیر اناج دیجائینگے عمرو کہتا ہی ابے او نالائق اب مین تجکو زندہ نہ چھوڑونگا تیری
زوجہ نے کام جلادون کا کیا وحید عصر کو مارا تمام گناہ اُسکے اِس فاحشہ کے ذمے ہوے ذرا تو مین دل ٹھنڈا
کر لون جی چاہتا ہی اسکی بوٹیان کاٹ کر چیل کوّون کو کھلاؤن آنکھین اسکی نکالکر پانؤن کے نیچے ملون اُسوقت
کا لشکر کا ہنگامہ لوح تو عمرو نے صورت نگار کی جھولی سے نکالکر اسد کے گلے مین پہنادی ہی یہ خبر مسلح کھڑا
ہوا ہی اشارون سے سردارون کے بڑھکر عرض کرتا ہی نانا جان بس معاف فرمایئے انکو قید کیجیے آپ کے

مذہب مین اس قدر بدعت درست نہین عمرو کوڑا لیکر کے طرف اسد کے چلا کہا او دیوانے تو مذہب کو کیا جانے یہ کافر اکفر قاتل مرد خدا پرست اس لائق ہین کہ انکو بورےمین لپیٹ کر پھونکدین جب عمرو نے اسد پر بھی کوڑا اُٹھایا اسد الامان کہکر پیچھے ہٹا کہا حضور کو اختیار ہو مجھے کیا دخل جو مناسب ہو وہ کیجیے اور کسی سردار کی کیا مجال ہو جو اسوقت عمرو سے بول سکے سب سناٹے مین ہین لیکن افراسیاب خانہ خراب بر سر کوہ بطور بعد چلے آنے مصور کے تھوڑی دیر تو مسخراپن کرتا رہا کسی نے کہا مرشدزادے جورو کو بچانے گئے ہین کسی نے کہا بیٹھے بیٹھے گھر لگ گئے تھے سیر کرینگے لیکن حیرت نے کہا صاحب ذرا رقعۂ جمشیدی مین دیکھو وہ روتے پیٹتے گئے ہین کوئی تو بلا ایسی نازل ہوئی کہ کچھ کہہ نہ سکا سحر کرتا ہوا بھاگا ہاے میری جورو اتنا کلمہ زبان سے نکلا تھا افراسیاب نے رقعہ جمشیدی اُٹھایا حیرت نے دیکھا کہ شہنشاہ کی بھی رنگت متغیر ہوئی واے رسوائی کہکر چھاتی پر ہاتھ مارا ریش فش کو نوچنے لگا حیرت نے پوچھا شہنشاہ خیر تو ہو افراسیاب اُٹھا کہا یار دغا کر گئی صورت نگار و مصور ایک ستون مین بندھے ہوئے کوڑے اُنپر پڑ رہے ہین حقیقت مین صورت نگار نے بڑا کام کیا تھا مگر ساربان زادہ جہان دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ اُسکے سامنے کسکا مکر چل سکتا ہو پیر فلک کو بھلی شعبدہ بازی سے سکتا ہو دونون زن و شوہر پکڑے گئے ایسی ذلت کبھی کسی کے واسطے نہین ہوئی خبردار میرے پیچھے نہ آنا یہ کہکر نعرے کرو فر سے ملبند ہوا مشل بلاے مبرم چلا یہان وہ وقت ہو کہ ضرغام و برق نے اس قدر کوڑے دونون کو مارے کہ تڑپتے تڑپتے زن و شوہر دونون بیہوش ہوگئے عمرو کہتا ہو اے ضرغام و برق ان دونون کو پھر ہوشیار کردو یہ مرے نہین مکارون نے دم چُرالیے ہین مجکو دھوکا دیتے ہین جب تک انکی ہڈیان باقی رہینگی جب تک مین منہا نونگا اسی طرح انکو جہنم واصل کرونگا کہ آسمان سے نعرہ ہوا باشیاے سلمانان غضب کیا مرشدزادے پر یہ بدعت آواز سنتے ہی افراسیاب کی عمرو و برق و ضرغام ایک جانب بھاگے عمرو نے گلیم اوڑھ لی سردار سنبھلے ملکہ مہرخ و بہار و باغبان قدرت وغیرہ نے دیکھا کہ افراسیاب اس غصہ مین آتا ہو کہ دیکھنے والون کا قلب تھراتا ہو اُن سبھون نے چاہا سحر کرین افراسیاب نے آتے ہی بہ نگاہ گرم لشکر اسلام کو دیکھا آگ برسنے لگی صداے فریاد و واالغیاث بلند ہوئی مگر اسد نامدار نے نعرہ کیا نعرہ اسد

اسد شہسوار مرکز در روز جنگ | بدرم دل شیر و چرم پلنگ
شہنشاہ نام آور و کامران | اسد شیر دل ابن صاحبقران

افراسیاب نے جو اسد غازی کو لوح پہنے ہوئے دیکھا قلب تھرا گیا کلیجہ مُنھ کو آیا مگر طرف سے اسد کے مُنھ پھیرا اتنی تو آواز دی یا سامری جمشید مجکو اس غیر ساحر کے سامنے سے بھاگنا پڑا اگر زبان ہلاؤن آگ برساؤن لاکھون کو دریاے سحر مین ڈبودون مجکو ایک کس سے یہ خوف یہ کہتا ہوا کف مُنھ سے جاری تاج ڈھلکا ہوا برابر ستون کے آکر گرا ہاتھ ڈالکر ستون کو اُکھیڑا مصور و صورت نگار اُسمین بندھے تھے اُنکو

جلدی مین کھول نہ سکا مگر یہ بادشاہ طلسم ہوش رُبا زور مین بھی یکتا ہی بائین ہاتھ مین ستون لیا داہنے ہاتھ
سے سنگریزے اُٹھاکر طرف مہرخ و بہار کے پھینکتا ہوا طرف صحرا کے چلا سرداران اسلام نے پیچھا کیا لیکن اُنکے
سحر کو وہ کب مانتا ہی ایک ایک کو حقیر جانتا ہی جسکو جھڑک دیتا ہی وہ خائف ہوکر تھم جاتا ہی مثل نقش پا زمین
پر جم جاتا ہی سوا اسد غازی کے اورکسی سے نہین ڈرتا ہزارہا بندگان خدا کو پامال کیا کبھی سنگدلی کی پتھر
برسائے کبھی شعلہ خوئی دکھاتا ہی آگ برساتا ہی عجائب غرائب سے مملو شعلہ مزاج آتشخو عمرو نے بھی گلیم سر سے
اُتاری ہی چاہتا ہی کوئی عیاری کرون مگر مہلت نہین ملتی افراسیاب مثل باد صرصر چھپا ہوا جاتا ہی سرداران
اسلام کو قریب نہین آنے دیتا عمرو نے کئی مرتبہ آواز دی اے ملکہ مہرخ و بہار اب اس ناہنجار کو نکل جانے دو
پیچھا نہ کرو وہ جواب دیتی ہین خواجہ ہم خود مجبور و ناچار ہین اس ملعون کے سامنے بالکل بیکار ہین ہزارہا بندگان
خدا پامال ہوئے یہ سحر کرتا ہی اگر اپنے کو نہ بچائین آتش سحر سے اس جہنمی کے جل جائین کس طرح اس تک پہنچین کیونکر
جان بچائین اسد نامدار ہر مرتبہ چاہتا ہی مین قریب افراسیاب جادو کے پہونچون مگر افراسیاب مثل ہوا کے
جاتا ہی پیک وہم وخیال کا اُس تک پہونچنا دشوار ہی بادشاہ طلسم ہوش رُبا بلاے روزگار ہی پلٹ کر اسد غازی
سے کہتا ہی او جوان یہ لوح طلسمی بیکار ہی امروز فردا مین تجھسے لونگا مین کیا چھوڑتا ہون اسکی بھی فکر ہو جائیگی
مین نے غفلت کی اسوجہ سے یہ دن تجکو نصیب ہوا اب مابدولت نے بیدار مغزی پر کمر باندھی ہی دیکھو تو کیا آفتین
برپا کرتا ہون اور وہ مکار کہان ہی جسنے مرشدزادے اور قدرت کی بہو کا یہ حال کیا ہی دیکھنا تو اسکا بدلہ کیسا
لیتا ہون اس طرح للکارتا ہوا نعرے مارتا ہوا افراسیاب جادو اُس ستون کو کاندھے پر رکھے ہوئے جیسے کوئی
پھول کو اُٹھائے ہوے رواروی مین جاتا ہی دیکھنے والون کا اِس قوت پر اُسکے قلب تھراتا ہی اُسوقت
عمرو کی بیقراری غُل مچاتا ہی یارو افراسیاب نکلا جاتا ہی اے مہرخ و بہار اگر تم بڑھکر سحر کرو ذرا
افراسیاب اُلجھے مین بڑھکر عیاری کرون اس حرامزادے کو دام عیاری مین پھنساؤن یارو اب مصور
وصورت نگار بگڑ جائین گے قیامتین برپا کرینگے تصویرین کھینچے گا نہین معلوم کیا نقشہ کریگا سرداران
نامی جواب دیتے ہین خواجہ کس پر سحر کرین کسکو دکھین بلاے روزگار شعلہ جوالہ علم سحر و ساحری مین مشاق فنونِ
شعبدہ مین طاق ہماری اُس بیجا کے سامنے کیا حقیقت ہی یہ اُس قوی و توانا کی قوت ہی کہ ہم اس ظالم کے
ہاتھ سے بچ جاتے ہین دیکھیے نعرہ سے اُسکے پہاڑ تھراتے ہین ہرچند کہ سرداران اہل اسلام کے سحر کو نہین مانتا
مگر یہ سب لپٹے ہوے چلے جاتے ہین بڑھ بڑھکے اپنی جرات دکھاتے ہین اب افراسیاب نے پلٹ کے
دیکھا کہ تین چار کوس مین پیدل آیا لیکن سردار پیچھا نہین چھوڑتے خیال مین آیا زمین کا راستہ چھوڑ دون
سحر کرکے بلند ہو جاؤن اب ٹھہرنا مناسب نہین ہی یہ سوچکر افراسیاب نے موتیون کا مالا گلے سے توڑ کر

طرف ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ کے پھینکا آبرو موتیون کی ظاہر ہوئی جس پر جو دانہ پڑا دانائی افراسیاب
ثابت وہ گر کر بیہوش ہوا کسی کے سینہ پر موتی پڑا توڑ کر پشت کو پار نکل گیا کوئی لڑکھڑا کر گرا کوئی بیہوش ہوا اس
حال مین سب کو مبتلا کرکے جھک کر افراسیاب نے خاک اُٹھانے کا قصد کیا شانون پر خاک ڈالون پر پرواز پیدا
کرون اُڑکر نکل جاؤن عمرو نے گوشہ سے دیکھا کہ اب افراسیاب سردارون کو بیکار کر چکا نکل جائیگا کچھ بن نہ پڑا یہ
سمجھا جو چاہتا ہے کر گذرتا ہے خدا ہی اسکی بدعت سے بچائے دل مین عمرو حیران ہے کہ آتنا بڑا معرکہ پڑا گیا کوکب روشن‌ضمیر
کا ستارہ گردش مین آگیا وہ خورشید آسمان جانبازی ماہ فلک شعبدہ بازی ہر حال مین ہمارا خیال رکھتا تھا آج کیا باعث
ہوا کہ ہمارے حال مصیبت مآل کی خبر نہ پائی عمرو نے یہ خیال کیا تھا کہ آسمان پر برق چمکی لکۂ ابر سفید پیدا ہوا مگر
ابر سفید سے جلالت آشکار رعد کی گرج برق کی چمک ابر ہیبت ناک بہ تعجیل اسی جانب آتا ہے قریب آکر لکۂ ابر
شق ہوا آفتاب عالمتاب طلسم نور افشان آسمان عز و شرف کا ماہ منیر شہنشاہ کوکب روشن‌ضمیر بسطوت شاہانہ بتمکنت
ابر سے ظاہر ہوا وہین سے نعرہ کیا باش اے افراسیاب خانہ خراب مین آپہونچا خواجہ نے کیا کارنمایان کیا خوب
میان مصور کی تصویر کھینچی خوب کوڑے مارے مین نے قصر جمشیدی سے سب حال دیکھا مراتب واقعہ مین ملاحظہ کیا
یہ سب حال مجھپر آئینہ تھا آنے مین البتہ عرصہ ہوا آج افراسیاب کو مین کب زندہ چھوڑتا ہون دیر کرنے مین
کچھ تو سبب ہے یہ بیحیا بے ادب ہے آج غرور اسکے دماغ سے نکل جائیگا یہ کہکر افراسیاب پر نعرہ کیا کمان جاتا
ہے نعرۂ کوکب تصنیف قمر

منم مالک ملک افسون گری
منم گوہر بحر جاہ و جلال
شہنشاہ کوکب شہ بے نظیر

منم رائج سکۂ ساحری
منم آفتاب سپہر کمال
ملقب بالقاب روشن‌ضمیر

منم صاحب شوکت و عز و جاہ
جلالت شعار و فریدون حشم

دلیر و قوی پنجہ انجم سپاہ
قوی دست بازو و رستم شیم

جیسے ہی افراسیاب نے کوکب روشن‌ضمیر کو آتے ہوئے
دیکھا فوراً زمین پر دونون پانون مارے ایک غار ظاہر ہوا اُسمین افراسیاب کود پڑا کوکب بھی مثل شیر
غضبناک اُس غار مین پھاند الپشت پر ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ اب افراسیاب نے سحر کرکے زمین کو
مثل نقب کے بنایا ہاتھ بڑھا کر سحر کرتا ہے نقب بنتی جاتی ہے افراسیاب جادو کوکب روشن‌ضمیر کی چوٹین
روکتا ہوا مصور و صورت نگار کے ستون کو کلیجے سے لگائے ہوئے چلا جاتا ہے اُنکو بھی بچاتا ہے سحر بھی
روکتا ہے اب ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ اُس نقب مین دور رہ گئین کوکب سو قدم آگے بڑھا ہوا کوئی
شے سرخ مثل یاقوت احمر کے ہاتھ مین ہر مرتبہ قصد کرتا ہے کہ افراسیاب پر پھینک مارون لیکن افراسیاب
زد پر نہین ٹھہرتا جس طرح مار سیاہ زمین کو کاٹتا ہوا جاتا ہے اور زمین جگہ دیتی ہے اسی طرح یہ اژدر عیب زمین
کے طبقے کو ہٹاتا ہوا راہ کو طے کر رہا ہے مگر گھبرایا ہوا کہ آج بے طرح کوکب نے گھیرا ہے در حقیقت مین کوکب نے

ایک ہفتہ مشقت کر کے لعل بے بہا سحر کا بنایا ہی وہ لعل بے بہا گویا کلیجہ کا ٹکڑا ہی خون اپنا اس سحر بنانے مین
صرف کیا ہی کوکب کو اس سحر پر دعوی ہی کہ اگر افراسیاب پر ماردونگا مرنا تو اس سخت جان کا مشکل
ہی لیکن کوئی اعضا ضرور بیکار رہو جائیگا آج یہ بیحیا سزاے کامل پائیگا افراسیاب جادو اس لعل بے بہا
کو مٹھی مین کوکب کی دیکھکر کچھ سمجھ گیا ہی اس وجہ سے نہین ٹھہرتا ہی دو مشکلین افراسیاب کو درپیش ہین
اسی سبب سے پس و پیش ہین اول تو وہ لعل بے بہا دیکھ لیا ہی دوسرے مصور و صورت نگار کا ستون
ہاتھ مین یہ بھی خوف ہی کہ اسپر کوئی زوال نہ آجاے ورنہ یہ بادشاہ طلسم ہوش رُبا ہی سحر و ساحری مین
یکتا ہی کوکب کے آگے سے کیون بھاگتا کیون مُنھ چھپاتا سحر و ساحری مین کوکب و شنضیر پر غالب ہی
اٹھارہ سو ملک کا بادشاہ عالیجاہ تیرنج و شعبدہ و سحر و کہانت مین بیمثل ہی لیکن آج بڑے دباؤ مین پڑ گیا ہی
اس وجہ سے کچھ بن نہین پڑتا کوکب اسی کا منتظر ہی کہ کسی مقام پر ٹھہرے تو مین یہ لعل بے بہا پھینک ماروں
ایک آدھ اعضا اس بیحیا کا بیکار کر دون افراسیاب اس پہلو پر کب آتا ہی بڑے قیامت کے آپس مین
دونون کے سحر ہو رہے ہین کوکب وہ لعل بے بہا نہین مارتا مگر اور سحر کر رہا ہی افراسیاب اُنکو دفع کر دیتا
ہی مُرخ و بہار وغیرہ عقب سے سحر کرتی جاتی ہین اُس جادو کو افراسیاب بد خو کب مانتا ہی ایک اشارے
مین دفع کر دیتا ہی صرف کوکب کا خیال ہی سب سے زیادہ یہ خوف ہی خداوند داؤد تو دنیا سے اُٹھ گئے
اگر یہ مرشد زادہ قتل ہوا زمین طلسم ہوش رُبا مین برکت کسکے دم سے ہوگی یا کوہ ہفت رنگ پر صراط ہفت رنگ
نبیرۂ سامری و جمشید ہی کہ جسکے قدم کی برکت سے انتظام دریاے نیل ہی یہ ہمارے اُمورات مشکلات مین کفیل ہی
ہی افراسیاب اب لڑنا مناسب نہین رایے بیضا ضیاے ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ یہ داستان شوکت
بیان عجب طرح کے پیچ سے واقع ہوئی تھی مگر حقیر پر تقصیر نے گنجلک آسکی نکالی مضمون حلالت مشحون کو مثل آئینہ
صاف و شفاف کیا مآل یہ ہی کہ افراسیاب جادو علم شعبدہ و تیرنج مین کامل و اکمل لشکر سحر سامری
و جمشید کا ہراول ہی یکایک کوکب و شنضیر نے دیکھا کہ افراسیاب نے اپنے ہاتھ کی جانب سحر کیا طبقہ
زمین کا ٹوٹا اُسی جانب پلٹ پڑا نہین معلوم وہان کیا شعبدہ کیا جب کوکب اُس مقام پر پہونچا دیکھا کہ
افراسیاب جادو مصور و صورت نگار کو مع ستون پہلو مین چھپائے ہوئے گوشۂ دیوار سے
لپٹا ہوا کھڑا ہی کوکب سمجھا افراسیاب یہان آکے چھپا اب میری زد پر ہی وہ دانہ لعل بے بہا نکالا
جو منظور تھا وہ اسم پڑھا افراسیاب پر کھینچ مارا پیشانی پر افراسیاب کے پڑا سر پھٹ گیا ہر سر مو
و ہر بن مو سے شعلے آتش کے نکلنے لگے استخوان افراسیاب جلنے لگے کوکب نے جھوم کر نعرہ کیا
وہ مارا لو خواجہ مین نے نام افراسیاب مٹا دیا اتنے بڑے سرکش کو خاک مین ملا دیا یہ کہکے سحر کر کے

طبقہ زمین کا اُڑا دیا اب تو تمام لشکر نے دیکھا کہ لاشہ **افراسیاب** مثل ہیمۂ خشک جل رہا ہی نوبت نقارے بجنے لگے **کوکب** تو اپنے جامہ سے باہر ہوگئے ایک ایک سردار سے فرماتے ہین یہ دانہ بے بہا چالیس وز مشقت کرکے مین نے بنا رکھا تھا استاد نور افشان بھی اس مین شریک تھے چھوٹے اُستاد صفدر صف شکن برہمن روئین تن کی بھی ہدایت تھی کہ اس سحر سے افراسیاب پر غالب آؤ گے مگر سحر کے طریقہ سے صرف کرنا بھی بہت دشوار ہی کس زور وشور سے مین نے حرامزادے کو گھیرا کس دانائی سے دانہ مارا اُس دانۂ زد کو مٹا یا کس جنس کا ساحر تھا ہر طرف سے تعریفین ہین کہ اے شہنشاہ سبحان اللہ بڑے شخص کو مارا چراغ ہوش رُبا گل کردیا **کوکب روشن ضمیر** لقب ہی اسد نے بھی دوڑ کر گلے سے لگا لیا **خواجہ عمرو** سے خود کوکب بغلگیر ہوا کہا خواجہ تم پر عیاری کا خاتمہ ہوا مین نے انجام سحر دکھایا سب تعریفین کوکب کی کر رہے ہین اور **کوکب** بھی پھولے ہوے ہین یکایک وہ لاشہ جلکر خاک ہوا ایک غبار تاریک اُٹھا اسمین سے برق چمکی آواز آئی او کوکب تو ابھی سفلہ ہی چند دن سحر سیکھ تب اہالیان ہوش رُبا سے مقابلہ کرنا یہ طلسم ہوش رُبا ہی منم ملکہ **ماہیان زمرد پوش** تمھاری مہینون کی مشقت خاک مین ملائی او نادان **افراسیاب** کہان یہ اُسکی تصویر تھی تھین دھوکا دینے کی یہ تدبیر تھی وہ مثل برق چمک کر آسمان پر غائب ہوئی اب تو سب کے کان کھڑے ہوئے عمرو نے کہا اے **کوکب** یہ کیا ہوا کوکب نے کہا خواجہ بڑا غضب ہوا یہ سحر مین نے بڑی مشکل سے تیار کیا تھا بڑا دھوکا کھایا کاشکے وہ لڑ بھڑ کے نکل جاتا تو اسقدر افسوس نہوتا اُستاد نور افشان نے کہدیا تھا کہ اس سحر سے کوئی اعضا **افراسیاب** جادو کا ضرور بیکار ہوگا کسی معرکۂ بزرگ مین اس سے کام لینا یہ سحر بڑی مشکل مین درست ہوا ہی دو کوس تک مین نے پیچھا کیا گرتے گرتے پھینک مارتا وہ پریشان ہورہا تھا ضرور مطلب نکلتا مگر خیر اگر حیات باقی ہی تو ایسے ایسے سحر بہت تیار ہونگے مگر یہ فاحشہ ماہیان زمرد پوش **افراسیاب** کی نانی علم شعبدہ مین کامل واکمل ہی ہر وقت فکر **افراسیاب** مین رہتی ہی وہی آکر دھوکا دیگئی تصویر بنا کر چھوڑ دی وہی اُسکو لیگئی **اسد غازی** نے کہا اے شہنشاہ اب بارگاہ مین چلیے انشاءاللہ میرے ہاتھ سے اسکی موت ہی اب سرداران نامی وساحران گرامی بارگاہ آسمان جاہ مین آئے **اسد** نامدار دنگل زرین پر جلوہ فرما ہوئے **کوکب** کو اپنے پہلو مین جگہ دی ملکہ **مہرخ** و **بہار گلعذار** و **باغبان ذیشان** و **سُرخ موے** و **خوشخو** و **ہلال** باکمال و **شکیل** و **بعدیل** و **رعد** و **برق لامع** و **ملکہ یاقوت** و **یاقوت پوش** و **خورشید زرین** و **سحر** و معمار قدرت وغیرہ اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوئے اُسوقت فلک بارگاہ سیارگان سرداران سے روشن ومنور ہوا بیچ مین آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شمش جہت جہانداری ماہ آسمان سرفرازی

شاہزادہ اسد بن کرب غازی بصد صولت و شوکت جلوہ فرما خواجہ کرسی جواہر نگار پر رونق افزا ملکہ مہرخ نے حکم دیا سامان عیش و نشاط مہیا کرو ساقیان پریچہرہ جام و سبو لیکر حاضر ہوئے جلسہ گرم ہوا رقاصان ماہ جبین مہر تمکین بصد ناز و انداز با ہزاران کرشمہ و ناز مصروف رقص و سرود ادل خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے مآل اس جلسہ کا یہ تجویز فرمایا ملکہ مہرخ و بہار سے کہا ایک شب مین یہ قیامت برپا ہوئی لوح طلسمی پروردگار نے بچائی اسد کی جان کی خیر ہوئی ملکہ لالان خون قبا کا بیرون لشکر رہنا مناسب نہین ہے وہ بھی معشوقہ طلسم کشا ہے بار غم و الم اُٹھایا باپ اُسکا محبت اسلام مین نثار گلشن جنان ہوا آپ سب صاحب جائین ملکہ لالان خون قبا کو باعزاز و اکرام لشکر مین لائین ملکہ مہ جبین الماس پوش سے ملوا دین و بخوبی ملکہ مہ جبین کو سمجھا دین کہ معشوق عاشق خصال ہے آسمان جاہ و جلال کی بدر کمال ہے باپ اُسکا کل کا حاکم تھا طلسم ہوش ربا کا ناظم تھا علاوہ دعوی خداوندی بادشاہ جلیل فہیم عقیل دانائے روزگار صاحب لیاقت و ذی وقار تھا انجام اُسکا پروردگار نے بخیر کیا ثابت قدم کوے محبت رہرو جادہ وحدت عابد وزاہد تسبیح مین تحلیل ہوا پروردگار اسکا کفیل ہوا ایسی موت کسکو ملتی ہے با وضو مصروف عبادت ہاتھ مین صحیفہ ابراہیمی ہاتھ سے ایسی کافرہ الکفر کے جان بحق تسلیم ہوا یہ رائے خواجہ کی سب نے پسند کی ملکہ مہرخ سرداران ذیشان کو ساتھ لیکر مع فوج ظفر موج محافہ زرین درست کر کے چلین یہان ملکہ لالان خون قبا اس ہنگامہ عظیم کو دیکھکر غم مین مبتلا ناگن وزیرزادی سے مایوس ہوتا بلک بلک کے رونا کنیزین سمجھا رہی ہین واری خدا نے خیر کی لوح طلسمی بچی یکایک یہ بھی خبر آئی کہ افراسیاب کو کوکب و شمشہ ضمیر نے مارا لڑائی فتح ہوئی سب سردار کوکب کو لیکر بارگاہ مین گئے ہین ملکہ گھبرا کر کہتی تھی اب اسد نامدار یہان کا ہیکو آئینگے میری بارگاہ مین رہنا نامبارک ہوا خدا نے اُنکی جان بچائی ورنہ مہ جبین فرمائین اپنی بارگاہ مین لوح چھنوادی کوئی کہتا افراسیاب سے ملگئین صورت نگار کو صورت پر اپنی وزیرزادی کے ساتھ لائین کنیزین کہتی ہین واری آپ کو یہ کون کہ سکتا ہے کسکی مجال ہے جو ایسے کلمات کہے طلسم کشا اُسکی زبان کاٹ ڈالین آپ کے حالات سے خواجہ عمرو نجومی ماہر ہین کیفیتین آپ کے جاہ و جلال کی کما حقہ ظاہر ہین ملکہ فرماتی ہین بوا کوئی کہنے والے کی زبان نہین پکڑتا دیکھو تو یکایک کیا انقلاب ہوا والد نامدار یون قتل ہوئے حرافہ ادی مکار صورت نگار ناگن وزیرزادی کو مار کر اُسکی صورت بنکر آئی اگر کوئی سوچے تو صاف یہ مضمون پیدا ہوتا ہے کہ ہماری ذات سے یہ فساد برپا ہوا اگر خدا نے فضل اپنا شریک حال کیا اب ہمارا رہنا یہان بہتر نہین ہے اپنے اُسی شہر ویران سنسان مین جاکر رہینگے بی مہ جبین کی یہان سلطنت ہے بی مہرخ صاحب جو منتظم کل لشکر ہین وہ اُنکی نانی ہین بہار وغیرہ انکے باپ تک ملازم ہزار طرح کے فساد برپا ہونگے مجھسے کسی کی بات نہ سُنی جائیگی طلسم کشا صاحب جہان رہین اپنی جان سے اچھے

رہین نامہ و پیام سے خبر منگالین گے ہر طرح دل تردد منزل کو تسکین دینگے باپ کے مرنے سے سب حسرت وارمان خاک مین ملے چند دن زندگی کے باقی ہین بسر ہو جائینگے تقدیر نے برباد کیا کون ہمکو آباد کرسکتا ہے آج بے اعتدالی ظاہر ہوئی لڑائی کو فتح کرکے ہمارے پاس آتے کہتے لو صاحب مُبارک ہو ہمنے لڑائی فتح کی ہم بھی خوش ہو جاتے مہرخ کے ساتھ خوشی خوشی چلے گئے یہ باتین تھین کہ ضرغام شیر دل حاضر ہوا کہا ملکۂ عالم سب سردار آپ کے استقبال کو آتے ہین یہ کہکے ضرغام باہر گیا کنیزون نے کہا کیون حضور آپ گھبراتی تھین دیکھیے کل سردار آپ کے لینے کو آتے ہین آپ کے مراتب سے تمام عالم آگاہ ہے کسکی مجال ہے جو سرنیاز آپ کے دردولت پر نہ جھکائے اُسوقت طلسم کشا نہ آسکے بسبب حجاب کے ساتھ کوکب کے چلے گئے یہ کلام ناتمام تھا کہ کئی ہزار نقارہ بجا گا ذرین تھرا گئی یہ صدائین سُنکر ملکہ لالان خون قبا کا چہرہ سُرخ ہوگیا بتعجیل لباس بتدیل کیا دریاے جواہر مین غوطہ مارا یکایک پردہ بارگاہ کا اُٹھا آگے سب کے ملکہ مہرخ عقب مین ملکہ بہار و نافرمان وہلال و سُرخ مو چارسو شاہزادیان اندر آئین مہرخ واسطے تسلیم کے خم ہوئین ہاتھ بڑھا کر بلائین لین ترقی عمر و دولت کی دعائین دین دست بستہ عرض کی بسم اللہ حضور سوار ہون یہان صحرا مین رہنے کی کیا ضرورت ہے ملکہ مہ جبین الماس پوش ملاقات فرحت آیات کی مشتاق ہین ملکہ لالان خون قبا نے سب سے خوشی خوشی ملاقات کی ایک ایک کو گلے لگایا زبان معجز بیان سے فرمایا آپ لوگون نے مہربانی فرمائی مین خود ملکۂ عالم کی زیارت کی تمنا رکھتی ہون سب شاہزادیون نے بڑے اعزاز و اکرام سے ملکہ لالان خونقبا کو محافۂ زرین مین سوار کیا کہاریان حور شکل حسین مہ جبین وردیان عمدہ پہنے ہوئے محافہ کو اُٹھایا ملکہ مہرخ نے پائے پر محافہ کے ہاتھ رکھا سب شاہزادیان گرد آگئین اِس شوکت وشان سے سواری مثل باد بہاری کے چلی خواجہ عمرو نے بارگاہ سے نکلکر دیکھا سواری ملکہ لالان خون قبا کی قریب آپہونچی اسد غازی سے کہا لو اب خوب فساد ہوگا ملکہ مہ جبین کو سلطنت کا غرور ملکہ لالان خون کو شراب حکومت کا سرور خوب دونون مین جھونٹم جھوٹا ہوگی لالان خون قبا قتل ہو جائیگی مہ جبین کے زیر حکومت سب سردار یہ بیچاری بیکس وبے یار بی مہرخ اُنکی نانی صاحبہ ایک سحر کردینگی بدن مین آگ لگ جائیگی افسوس مفت مین بیچاری لالان خون قبا کا خون ہوا بی مہ جبین نے صبح سے سامان کر رکھا ہے ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر کوس رہی تھین بی بہار اُنکی خالا مان صاحبہ نے اقرار کیا ہے کہ مین پھولون کی بدھی بنا کر پہنا دونگی سارا بدن پھول جائیگا کلیجہ مین درد اُٹھے گا دیوانی ہو کر مرینگی یہ سُنکر اسد غازی گھبرا گیا کہا چھوٹے نانا جان برائے خدا جلد جاکر اُسکا انتظام کیجیے عمرو نے کہا مین کیا انتظام کردون مہ جبین میرے باپ کا کہنا نہین مانینگی وہ کہتی تھین میرے

سر پر سوت لائے ہین سب سردار میرے تابعدار ہین اسد غازی بولین گے تو لوح چھنوا لونگی شب کو روتی تھی
میرا دامن تھام لیا اور کہا کیون خواجہ ہماری ثابت قدمی کا خوب بدلہ ملا ابھی طلسم ہوش رُبا نہین فتح ہوا
اُسپر یہ رنگ ہین ہم اپنی جان سے تنگ ہین بی لالان خون قبا کو ضرور قتل کرونگی آنکھین نکلوا کر تلوون
سے ملونگی اور بیٹا صاف تو یہ ہی کہ سردارون کے بھی تیور بدلے ہوئے ہین بی بہار سیدھی بات نہین کرتین
مین کس کس سے مقابلہ کرونگا مگر اے نور نظر اے پارۂ جگر انتظام ضروری ہی خزانہ کی کنجی مجھے دو مین جا کے سب کی
مُنھ بھرائی کرون مہرخ و بہار وغیرہ کو رشوت دون بیچاری لالان خون قبا کی جان بچاؤن اسد نے
گھبرا کر کہا نانا جان مین دو لاکھ روپے دونگا مہ جبین و لالان سے فساد ہونے پائے عمرو نے کہا دو لاکھ مین کیا ہوگا
سب شاہزادیان ہین اُنکے مُنھ بڑے ہین بھلا بی مہرخ لاکھ دو لاکھ پر نگاہ ڈالین گی بی بہار ہزارون مانگین گی
اس گھبراہٹ مین اسد غازی سے عمرو نے پانچ لاکھ روپے کا رقعہ لکھوا لیا یہ بھی کہدیا خیر لڑکا ایک حرکت کر گذرا
اب ہمکو سنبھالنا مناسب ہی ہم بھی کچھ قرض دام لیکر ملا دینگے ہر نوع راضی کرینگے یہ کہکر پیٹ پکڑے ہوئے دوڑے
اندر بارگاہ مہ جبین الماس پوش کے آئے ملکہ مہ جبین کو خبر پہونچ گئی تھی کہ طلسم کشا نے سب سردارون کو
برائے استقبال ملکہ لالان خون قبا کے بھیجا ہی سواری بڑی دھوم سے آتی ہی مہ جبین بگڑی ہوئی بیٹھی ہی
ساتھ والون سے کہ رہی بُرے وقت پر کوئی شریک نہوا میری بارگاہ مین وہ آئینگی بڑا ملال اُٹھائینگی ہان صاحبو
تیار ہو ساٹھ ہزار کنیزین نیچے ہاتھ مین صف جمائے کھڑی ہین خواجہ عمرو کو جو آتے دیکھا ملکہ مہ جبین واسطے
تعظیم کے اُٹھین اب جو نگاہ خواجہ پر پڑی دیکھا عجیب حال زار سے آتے ہین چہرہ اُداس عالم یاس آنکھون مین آنسو
بھرے ہوئے تھر تھر کانپتے ہوئے مہ جبین نے کہا نانا جان خدا کے واسطے کچھ حال تو کہیے طلسم کشا کی جان کی تو خیر
ہی عمرو نے کہا بیٹیا اُس نالائق کا نام نہ لو کمبخت بدنصیب بیہودہ دیوانہ آشنائی کر بیٹھا آغاز مین انجام نہ سوچا
اب بڑا غضب ہوا طلسم کشا کی بھی جان گئی ہم سب بے موت مرے تمھاری کم ہمتی کا بڑا ملال ہی ہاے یہ بھولی بھولی صورت
یہ عالم شباب موت کا سامنا کیون بی بی ہمارا تمھارا جنازہ کون اُٹھائیگا میرا فرزند چالاک بھی مارا جائیگا اب تو
مہ جبین گھبرا گئی کہا خواجہ کیا افراسیاب آگیا لشکر کشی ہوئی عمرو نے کہا افراسیاب بھڑوا کیا ہی ملکہ
لالان خون قبا غصہ مین آتی ہی میان اسد نے بر وقت آشنائی کے جوش محبت مین کہدیا تھا کہ ہوش رُبا
مین میرے پاس کوئی عورت نہین ہی اب اُسنے تمھارا نام سُنا غصہ مین آتی ہی بی مہرخ و بہار اپنی جان کے خوف
سے مثل کنیزون کے ہمراہ ہین وہ کہتی ہی کہ پہلے بی مہ جبین کو قتل کرونگی سارے لشکر کو سزا دونگی اسد کو
اپنے شہر مین لیجاؤنگی طلسم مین آپ فتح کرا دونگی اُسکا باب سب اُسکو حال بتلا گیا ہی شاید کسی نے یہ بھی خبر اُسکو
پہونچائی کہ ملکہ لالان خون قبا کو اپنی محفل مین بی مہ جبین نے کلمات سخت و سُست کہے کوستی ہین

کہ یہاں کیون آئی یہ حالات مصیبت آیات سنکر ملکہ مہ جبین کے منھ پر ہوائیان اڑنے لگین دامن سے
خواجہ کے لپٹ گئی کہا نانا جان برائے خدا کچھ تدبیر کیجیے مین سحر و ساحری کا ایک حرف نہین جانتی اور
خالہ امان ملکہ بہار جادو نے بھی ہمارا خیال نہ کیا انسے ساز کیا عمرو نے کہا بی بی جان سب کو عزیز ہی ہمارا
کیا مثل تمھارے بے تمیز ہی مثل مشہور ہی جو اسپر عمل نہ کرے سراسر عقل کا قصور ہی مثل جسکے ہاتھ ہنڈیا ڈوئی
اُسکا سب کوئی دیگر مثل جسکی تیغ اُسکی دیگ۔ اُن سبنے دیکھا یہ دختر خداوند ہی فراج بدعت پسند ہی دیکھو
قریب پردے کے چلکر پائے پر محافہ کے ہاتھ رکھے ہوئے سب صاحب ساتھ ہین اہالیان فوج بھی پہونچ گئے
صاف ظاہر ہی کسی بادشاہ جلیل کی سواری آتی ہی جسکا بڑا بھروسا ہی مشہور ہی کہ طلسم کشا ہی وہ بارگاہ
مین بیٹھے ہین اٹھتے ہین لیکن ای نور نظر اب ایک تدبیر ہی کہ سب کنیزون کو آراستہ کرو قریب پردے کے چلکر
ٹھہرو جسوقت وہ خونخوار محافہ سے اُترے بہن کہکے لپٹ جاؤ اور کہو کہ ہمشیرہ ہم تمھارے دیدار فرحت آثار
کے مشتاق تھے افسوس تمھارے والد نامدار عجب حسرت سے قتل ہوئے بڑے عابد و زاہد تھے بیشک راہ خدا
کے مجاہد تھے ہمکو اُنکا نہایت قلق ہی آپ کا ہمپر بڑا حق ہی سب کی جان آپ کے سبب سے بچی لوح طلسمی
آپ کی کوشش سے ملی ایسی ایسی باتین خوشامد کی کرو اشک حسرت بھی آنکھون سے ٹپکاؤ مثل
مشہور ہی مصرع خوشامد کرد ہر کس را خوش آمد ٭ شاید اُسکو رحم آجائے سر جھکانے والے کو کوئی قتل
نہین کرتا اور روپیہ بھی کسی قدر دو کہ اُسکی کنیزون کو رشوت پہونچا دون مہ جبین نے کئی لاکھ روپیہ
کا زیور اُتار کے خواجہ کو دیدیا عمرو نے لیکے زنبیل مین رکھ لیا کہا بیٹیا اسد سے یہ ذکر نہ کرنا کلمۂ رشوت
زبان سے نہ نکالنا رشوت کا بڑا جرم ہی لینے والا دینے والا دونون گرفتار ہوتے ہین خوب مہ جبین کو
سمجھا کر خواجہ تو بارگاہ سے باہر گئے یہ آراستہ ہوکر قریب دربارگاہ آکر ٹھہرین کنیزون نے صفین باندھین
اُدھر ملکہ لالان خون قبا امید و بیم مین محافہ سے کانپتی ہوئی اُترین دیکھا ملکہ مہ جبین دربارگاہ پر برائے
استقبال حاضر ہین اُترتے ہی ادھر سے مہ جبین نے ہاتھ بڑھائے ہمشیرہ کہکر اُدھر سے ملکہ لالان خون قبا
نے بہن بہن کہکے سر جھکایا بہار وغیرہ نے خوشی خوشی دونون کو بغلگیر کرایا مہ جبین نے ہاتھ تھام لیا لاکر مسند پر
پہونچایا دونون شاہزادیان ایک مسند پر جلوہ فرما ہوئین اجماع نیرین و قران السعدین ظاہر ہوا دو ماہ تابان
ایک برج مین دو گوہر بے بہاے قلزم حسن ایک درج مین دو گل رعنائی ایک چمن مین جو دسر زیبائی ایک گلشن مین
گرد تمام شاہزادیان آفتاب جمال حور تمثال مہ جبینون کا جمگھٹا پریون کا اکھاڑا ملکہ مہ جبین نے گل
مصاحبان ملکہ لالان خون قبا کو خلعت فاخرہ سے مخلع کیا جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ساقیان شوخ و شنگ
جام مئے گلرنگ لیکر حاضر ہوئے دور جام گردش مین آیا دونون معشوقان طناز بعد کرشمہ و ناز آپسمین باتین

کر رہی ہین خوف دونون کے دل سے دور ہوا قلب مضطرب کو سرور ہوا یہان اسد نامدار بارگاہ مین منتشر
بیٹھے تھے کہ خواجہ آکر پہونچے اسد نے پوچھا حضور آپسین دونون سے بخیر ملاقات ہوئی عمرو نے کہا بیٹا
مین نے جان لڑا دی بڑی کوشش کی لیکن روپیہ بہت صرف ہوا ایک ایک کو رشوت دی مگر لیا انتقام
مین نے کیا کہ دونون برابر سے ملین اب جلسۂ عیش آراستہ ہوگا ناٹھما ہی اسد نے کہا نانا جان مین اندر جاؤن عمرو نے کہا
ابھی دونون کو غصہ آجائیگا ابھی سب کام بنا ہوا بگڑ جائیگا اسد نے کہا نانا جان میرا دل اسوقت بیقرار ہی عمرو نے کہا لاکھ
روپیہ صرف کرو تو مین یہ تدبیر کرون اسد نے خوشی مین یہ بھی منگا کر حاضر کیا عمرو اُٹھا بارگاہ مہ جبین مین گیا
دیکھا نہایت محبت سے دونون مسند پر جلوہ فرما ہین عمرو کو دیکھکر سب اُٹھے مہ جبین نے کہا نانا جان سب حضور
کی ذرہ نوازی کے مشتاق ہین عمرو نے کہا صاحبو برات تو جمع ہی مگر دولہا بغیر یہ برات سونی ہی اجی خرخ وسیار
جاکر اسد نامدار کو بھی لاؤ سب نے کہا بہت مناسب ہی جملہ شاہزادیان جاکر اسد نامدار کو استقبال کرکے
لائین اب تو بیچ مین یہ ماہ رخسار رستم خصال دو نجم درخشان دونون جانب اسد نے دیکھا لالان قمر مہ جبین
کے دماغ تر آپس مین شیر و شکر رہے پر خواجہ کے آفرین کی کہا نانا جان آج تو آپ کی ذرہ نوازی کا دن ہی شکر
ہی کہ آج ہر ایک مطمئن ہی عمرو نے بھی جو اسد نامدار کو اس شان و شوکت سے دیکھا نقشہ اپنے آقاے نامدار
صاحبقران عالی وقار کا آنکھون کے نیچے پھر گیا ترقی کی اسد کو دعا دے کر نئے طور سے بجائی صداے
ذی شکر ہر ایک کی طبیعت بھر آئی عمرو نے جوش بیقراری مین بہ الحان داؤدی یہ غزل شروع کی غزل

پی جا ذوق نگہ پیش نہ پس جام شراب
بنگیا خالی لب اُسکا مگس جام شراب
دست بدمست سے لی لوٹ کے فریاد بہت
گرچہ ٹوٹا دل آتش نفس جام شراب
مرغ دل نرگس میگون کی ہی قمر کانین اسیر
راہ پھر گشت کرے گر عسس جام شراب
بیخبر قافلۂ عیش گذر جاتا ہی
ورنہ اب تک نہ سنا تھا جرس جام شراب
بادۂ صاف مین آیا ہی کہان سے تنکا
لب نازک کو ہی اُسکے ہوس جام شراب

لب پہ توبہ ترے دل مین ہوس جام شراب
بازگشت اپنی ہی یون جانب قسام ازل
نہوا کوئی بھی فریادرس جام شراب
رات میخانے مین ساقی جو نشہ مین بہکا
تازہ مضمون ہی جو باندھون قفس جام شراب
نوشدارو سے بھی بہتر ہی دم صبح خمار
بے زبان ہی جو وہان جرس جام شراب
سمجھے میخانے کی عظمت تو نہ بیٹھے ہرگز
عکس مژگان تیرا میکش ہی خس جام شراب

لب تک اُسکے جو ہوئی دسترس جام شراب
جیسے ساقی کی نظر باز و پس جام شراب
محتسب شعلہ آواز سے جل جاؤنگا
خس شیشہ کو لگا کہنے خس جام شراب
ساقی اس دور مین کب آنکھ چرا سکتا ہی
ساقیا شربت فریادرس جام شراب
ابلق چشم سیہ مست کو تیرے دیکھا
سر جمشید پہ اُڑ کر مگس جام شراب
ذوق جلدی مئے گلرنگ سے بھر ساغر گل

خواجہ عمرو نے اس لطف سے ذرہ نوازی کی کہ سامعین کی زبان سے
صداے احسنت و آفرین بلند ہوئی اگر جمشید جم ہوتا اس محفل خلد منزل کو دیکھکر رشک کرتا راجہ اندر پریون کے

اکھاڑے کی جانب متوجہ نہو تا دو شبانہ روز یہ جلسہ آراستہ رہا غم دین و دنیا فراموش کل لشکر اسلام مین دریاے عیش و عشرت کا جوش بعد دو دن کے جلسہ برخاست ہوا ملکہ لالان مہ جبین سے رخصت ہوئین آپس مین دو پٹہ بدلہ گیا بہنا پا ہوا پہلوے بارگاہ ملکہ مہ جبین مین بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ لالان خون قبا استادہ ہوئی اب بارگاہ مین اسد نامدار آکر داخل ہوا شہنشاہ کوکب روشنضمیر و سرداران خوش تدبیر جمع ہوئے کوکب نے کہا اے شہریار افراسیاب نابکار رنجیدہ ہوکر گیا ہے اب اس مقدمہ مین غفلت نہ کریگا سامان لشکرکشی ہوتو عجب نہین ہے یا خود وہ فکر لوح مین آئے یا کسی مکار و غدار کو بھیجے اب بہت جلد سامان سفر تیار ہوا ایسا ہو کہ مشفقت خواجہ عمرو بیکار ہو آپ دریا دلی دکھائین طرف دریاے نیل کے مع لشکر ظفر اثر جائین آپ کی کنیز ملکہ بران شمشیر زن کو روانہ کرتا ہون انشاءاللہ مین بھی وقت پر پہونچونگا یہ صلاح نیک سب کو پسند آئی کوکب تو بخوبی سمجھا کر طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوا اسد نامدار نے باغبان قدرت کو حکم دیا اے خیر خواہ بلا اشتباہ تم اپنے جوانان صف شکن و سرداران تیغ زن آراستہ کرو ہم سے ایک روز پیشتر اٹھا لو بارگاہ کا لیکر بڑھو صرف راہبری کی ضرورت ہے باغبان قدرت نے عرض کی دو دن کی مہلت ملے جو سامان سفر مہیا کیا تھا آمد افراسیاب مین نیاز مند کو بڑا انتشار ہوا کل انتظام بیکار ہوا باغبان کو مہلت ملی اب تمام لشکر مین مشہور ہوا ایس فرد طلسم کشا براے طلسم کشائی تشریف لیجائینگے لوح طلسمی مل چکی مہرۂ طلسمی کی ضرورت ہے اب دریاے نیل پر لشکرکشی ہے اب قریب دریاے نیل خون کے دریا بہینگے انشاءاللہ مرحلہ جات بھی فتح ہونگے لیکن حقیقت مین افراسیاب خانہ خراب بڑی بڑی کوشش کریگا ناظمان دربند طلب ہونگے خواجہ عمرو نے بھی بلاکر مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو و مہتر برق فرنگی و مہتر قران و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل کو حکم دیا کہ آپ سب صاحب لشکر اسلام کی حفاظت کرین مین ہمراہ طلسم کشا ضرور جاؤنگا میرے قلب کو کیونکر تسکین ہو کہ اسد غازی معرکۂ عظیم پر جاتا ہے نام دریاے نیل سنکر قلب تھراتا ہے اب لشکر ظفر اثر مع اسد کے روانہ ہونے کی تدبیر ہو رہی ہے انکو اس حال عشرت مآل مین چھوڑیے وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان افراسیاب جادو و عیاری ملکہ صرصر شمشیر زن تدبیر لوح طلسمی مین یہ مضامین دلنشین لائق ملاحظۂ ناظرین فصاحت آئین ہین بیان ہوتے ہین ساقی نامہ تصنیف مصنف

اے ساقی مہوش کدھر ہے اب لطف شراب ناب کیا ہے	کچھ تجھکو بسنت کی خبر ہے کیا محفل عیش مین فرا ہے	آمادۂ ظلم دور گردون سامان مصیبت و بلا ہین	فریاد ز دست جور گردون کس رنگ مین آہ مبتلا ہین

اے ساقی بے خبر خبر لے
رندوں میں نہیں ہے ہوش باقی
ہر جام ہے شکل چشم حیرت
رندوں سے یہ مکر اے ہنرمند
کیا دور میں گردشیں دکھائے

ساغر مے بیخودی سے بھر دے
مجھکو یہ عبث ہے جوش ساقی
ہے موج شراب تیغ عبرت
ہے قصر زبان کا صاف دربند
کس مکر و دغا سے پیش آئے
دیکھیں کیونکر مہم یہ سر ہو

کیسا یہ انقلاب آیا
مے خانے میں آج غدر سا ہے
ہے بنت عنب بھی ڈر سے لرزان
دیکھیں یہ آسمان کج باز
آمادۂ بدعت و جفا ہے
انجام بخیر اے قسمت ہو

ہے ابر غم و الم کا چھایا
لو پیر مغان بھی گھورتا ہے
مے خانے میں حشر کا ہے سامان
مکار و محیل و شعبدہ ساز
عیاری کی چال چل رہا ہے

غزل بہ مضمون غم انگیز چونکہ یہ داستان مصیبت خیز ہے موافق مقام غم انجام

ہوئی بلند جو اپنی شرر فشان فریاد ٭ کریگا صورت اسپند آسمان فریاد
وہ دل جلا ہون اگر ہو پہنچے تا زمان فریاد ٭ فغان کرے ابھی صیاد باغبان فریاد
اگر یہی رہے بعد فنا بھی جور بتان ٭ کرینگے صورت ناقوس استخوان فریاد
نہ نیند آتی ہے مجھکو نہ موت آتی ہے ٭ خیال زلف میں کیا ہے بلائے جان فریاد
تمہارے اس دل بے رحم کو دکھا دیگی ٭ ابھی سنی نہیں عاشق کی مہربان فریاد
چمن کی سیر مبارک ہو ہمصفیروں کو ٭ یہاں قفس میں ہے ورد زبان فغان فریاد
جلائیو نہ اسے اے فروغ آتش گل ٭ کرینگے مرغ چمن بہر آشیان فریاد
یہ ضعف ہے انھیں تو بھی نظر نہیں آتا ٭ بتا رہی ہے تن زار کا نشان فریاد
یہ ضعف ہے کہ دہن سے نکل نہیں سکتی ٭ زبان تک آپ کو لائی کشان کشان فریاد
تمہارے ظلم سے ہے کون جو نہیں نالان ٭ دہن دہن کی فغان اور زبان زبان فریاد
چلے ابھی قفس جسم مرغ جان ہو رہا ٭ کرون جو صورت ققنس شرر فشان فریاد
ہمارے سوگ نشین اتنے ہیں ہمارے بعد ٭ فلک کو تھی قلق و درد و غم فغان فریاد

چہرہ راقمان داستان دلستان عیاری و محرران فسانہ شعبدہ و مکاری حالات فراست آیات قصص رنگین کو یون مسطور فرماتے ہین شعر جو ہین راقمان جلالت نشان ٭ وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان ٭ جبکہ افراسیاب خانہ خراب با دل کباب حیران پریشان لرزان ترسان مصور و صورت نگار کو لیے ہوئے بر سر کوہ بلور پہونچا بلکہ حیرت نے حواس خرابی مین افراسیاب کو دیکھا اور مصور و صورت نگار کو اس کیفیت مین ملاحظہ کیا کہ تمام جسم پاش پاش ہلکے دھجلے ہوئے بیہوش و بدہوش افراسیاب کا لباس پارہ پارہ تاج سر پر ندارد حیرت نے بال کھولدیے پیٹنے لگی کمر سے لپٹ گئی

پوچھا ای شہنشاہ یہ کیا حال ہو مرشدزادے پر یہ کیا معرکہ گذرا تمام کیفیت افراسیاب نے سامنے حیرت
کے بیان کی اور کہا صاحبو اصل تو یہ ہو کہ آج ناک کٹگئی بنیرہ سامری کے لیے یہ ذلت قدرت کی ہو یہ
یہ مصیبت عمرو نے ستون سے باندھکر مارے کوڑون کے دونون زن وشوہر کی سربازار کھال گرا دی
مابدولت وقت پر پہونچے ورنہ اُس ساربان زادے تین روپیہ کے پیادے کو بڑا غصہ تھا حقیقت مین
صورت نگار نے بڑا غضب کیا کہ شہنشاہ داؤد کو بحسرت مسجد مین قتل کیا ای حیرت اگر داؤد
سحر کرتا زبان ہلا دیتا زمین کو آسمان پر پہونچاتا مگر اُسنے جان دی زبان نہ ہلائی تو پھکنی نہ کی سُنا ہو کہ
مذہب مسلمانان مین مسئلہ ہو کہ بعد توبہ کرنے کے وہ شخص پاک وصاف ہو جاتا ہو گناہ گذشتہ اُسکے باقی نہین رہتے
توبہ شکنی جرم عظیم ہو وہ احکام خدا ئے نادیدہ کا پابند حق پسند رہا مجکو بڑا خوف تھا کہ اگر ہمراہ لشکر مسلمانان
داؤد دلیر نے آئیگا طبقات زمین ہلائیگا ایک تقدیر خداوند لقا نے معقول کی کہ داؤد پر اتنی بڑی افتاد
پڑی عمرو کو نہایت غصہ تھا اگر مین نہ پہونچتا وہ انکو زندہ نہ چھوڑتا جلد تدبیر کرو اب اُنکی مرہم پٹی ہو تمام طلسم
مین مشہور ہوا مرشدزادے پیٹے گئے کوڑے کھائے کاشکے کسی ہمسر کے ساتھ ایسا معاملہ گذرتا بڑی آبروریزی ہوئی
حیرت نے فوراً حکم دیا جراح آکر موجود ہوے زخم دوزی ہوئی تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ ماہیان زمردپوش
آکر پہونچی افراسیاب نے کہا نانی اماں دیکھا تمنے کیا غضب ہوا مرشدزادے پر کیا افتاد پڑی عمرو نے مارے
کوڑون کے کھال گرا دی ماہیان نے کہا ای افراسیاب تیرے غرور نے اس درجہ کو پہونچایا ذلت پر ذلت
ہو رہی ہی اگر مین نہ پہونچتی آج کوکب کے ہاتھ سے تمھارا بچنا دشوار تھا نورافشان جادو نے انتہائی مشقت
کرکے ایک لعل بے بہا کوکب کو بنا دیا تھا اُس لعل کے بنانے مین خون جگر صرف کیا گویا اُسکے کلیجے کا ٹکڑا تھا
کوکب اُس سحر کو توڑ نہ کرسکا ورنہ ایک عضو تمھارا بیکار ہو جاتا بیٹھے بیٹھے پردۂ ظلمات مین مین نے یہ
اندھیر دیکھا تاب نہ آئی آخر پہونچی کوکب کو دھوکا دیا تمکو نکال لائی سحر اُسکا بگڑوا یا چلتے چلتے آواز دے آئی
کہ ای کوکب ابھی چندے سحر حاصل کر افراسیاب نے کہا نانی اماں بتائیے اب کیا ہوگا لوح طلسم کشا کے پاس ہی
ہر چند کہ مہرۂ درخشان سلیمانی کا ملنا دشوار ہی بدون ہمراہی مہرہ لوح بیکار رہیگی مرحلہ جات کا راستہ نہ ملے گا مگر یہ
یہ بات کیا کم ہے کہ اسعد غازی اپنے زمانے کا رستم جری بہادر صف شکن تیغ زن فنون سپاہگری مین یکتا رہا حیران
غدار اُسکا کیا کرسکینگے اور جب عمرو اُن نے لوح کا مقام بتایا تا بہ باغ سیماب پہونچایا وہ اُب بھی رہبری کرینگے
مابدولت کا قصد ہی کہ خود جاکر مقابلہ کرین لشکر کو اُسکے تباہ کرین طلسم کشا اکیلا رہجائیگا لوح کے چھین لینے کی تدبیر
کرینگے ماہیان کو بھی سناٹا آگیا کہا ای افراسیاب حقیقت مین بڑی خرابی ہوئی فلک درپے آزار ہے
کدو کاوش بیکار رہی بڑے بڑے شاہان اولوالعزم اسی طرح خاک مین ملے جب وقت زوال آتا ہی سب تدبیر

الٹی ہو جاتی ہی تیری غفلت نے برباد کیا بے انتظامی نے مسلمانون کو آباد کیا اب جو کچھ کرنا سمجھکے کرنا یہ
خیال سراسر بیکار ہی کہ چہرۂ درخشان سلیمانی کا ملنا دشوار ہی رکن طلسم تو تے پہلے ہی گرا دیا باغبان ایسا
وزیر اعظم منتظم خوشنخو زینت پہلو نمک حلال صاحب جاہ و جلال طلسم کا رکن دار عقیل فہیم جری نامدار اسکو
ستایا آخر جاکر شریک مسلمانان ہوا اگر وہ باغی نہوتا باغ غافل و ہوشیار کا رنگ نہ ملتا باغ غبان مین
جو جاتا ہاتھ پانؤن پھولتے دام رگ گل مین گرفتار ہوتا معوج ہوا باغ کی شمشیر خونریز ہر برگ نخل اسکا خنجر
سے زیادہ تیز ہر سر و نیزۂ جانستان شاخون پر تیرون کا گمان اُسکے بزرگون نے یہ رنگ جمایا کس مشقت سے
اُس باغ کو بنایا اُس باغی نے محبت مسلمانان مین ایک چشم زدن مین اُسکو مٹایا مسلمانون کو راستہ ملا
غنچۂ آرزو کھلا اگر تو آمادۂ حرب و پیکار ہی مین بھی تیرے ساتھ موجود ہون مگر اسمین صلاح واجب و لازم
ہی مشیران سلطنت و وزیران اُبہت ناظمان طلسم ہوش ربا درویشان باصفا حکمایان اشراقین ندیمان
فصاحت آئین ان سب کا جمع ہونا پر ضرور ہی ان سب سے صلاح ہو یقین ہے اس مقدمہ مین فلاح ہو یہ کلام
حسرت انجام تمام نہونے پائے تھے دیکھا سامنے سے ملکہ صرصر شمشیر زن مثل باد صرصر اڑتی ہوئی آتی ہی مگر بد حواس
عالم یاس گرد و غبار چہرے پر پڑا ہوا آکر سامنے افراسیاب کے پہونچی زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ
دیا ہاتھ اُٹھاکر یہ قطعہ پڑھا قطعہ

اے سرت سبز تا خزان بچرند	شکست طبل تا سگان بدرند	گرز آتش ہزار رنگ	بر سر تو موکلان بزنند

ابریق کوہ شگاف نے کہا بیش باد کہو ملکہ عالم کیا خبرین لیکر آئین صرصر نے سر پیٹ لیا کہا اے شہنشاہ ہوا
طلسم کی بگڑ گئی آپ جب لڑ بھڑ کے چلے آئے تین دن جشن رہا بی لالان خون قبا و ملکہ مہ جبین الماس پوش
سے ساربان زادے نے ملاپ کرایا سامان عیش و نشاط مہیا رہا بعد تین دن کے انجمن مشاورت منعقد ہوئی سب طرح
کے لوگ لشکر طلسم کشا مین موجود ہین سب مکارون کا اُستاد بانی بنائے ظلم و بیداد ساربان زادہ سے کبھی
دن صلاح رہی اب یہ امر قرار پایا کہ طرف دریائے نیل کے کوچ کرو نہین معلوم یہ راز کس نے بتایا یقین ہی بی بہار
دلمخمور اس صلاح کی بانی ہون کل طلسم کشا مع باغبان قدرت سمت دریائے نیل روانہ
ہو جاینگے حفاظت لشکر کا انتظام سپرد شہنشاہ کوکب روشن ضمیر ہوا وہ یہ فرما کر رخصت ہوے کہ مین ملکہ
بہار و شمشیر زن کو با فواج جرار روانہ کرتا ہون وہ بھی دریائے نیل پر پہونچ گی اور اپنے کو فرمایا ہے کہ
وقتاً فوقتاً لشکر اسلام کی خبر لیتا رہونگا عمرو بھی ساتھ اسد غازی کے جائیگا چالاک کو اپنا نائب قرار دیا
مہتر قران منتظم بن برق کو عمرو نے اپنے ساتھ لیا ہی اُسکی عیاری پر عمرو کو بڑا ناز ہے مشہور ہے کہ شاگرد رشید
عمرو ہی بڑا ماہر ہی یہ خبر وحشت اثر سنکر رنگ رو سے افراسیاب متغیر ہو گیا کہا نانی امان آپنے سنا

دریائے نیل پر جانے کی کس سے بخت نے صلاح دی ماہیان زمرد پوش سے کچھ آپسمین اشارے کنائے ہوئے ماہیان نے کہا ای افراسیاب اب راز کا چھپنا دشوار ہی عمرو ٹرامکار و غدار ہی باغبان ومخمور و بہار نے کہا ہوگا لڑتے بھڑتے بیجوش وخروش طرف دریاے نیل کے جائیے مسلمانون کے لیے سامان غیب سے پیدا ہوتا ہی کوئی نمکحرام ملجائیگا سارا حال تبلا دیگا اب تو ماہیان زمرد پوش بھی گھبرائی کہا ای افراسیاب غضب ہوا اگر مسلمان لڑ بھڑ کر دریاے نیل پر پہونچ گئے پھر طلسم کا بچنا دشوار ہی کوہ بلور پر شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر کوئی دمہ درد مند ہوا ماہیان زمرد پوش نے کہا اس فریاد و اغیاث سے کیا فائدہ ہوگا کچھ تدبیر کرنا مناسب ہی افراسیاب غصہ مین تھرایا کہا نانی امان آپ تو پردۂ ظلمات مین جائیے مین ابھی جاکر دریاے خون بہاتا ہون اُنکو تا بہ دریائے نیل نہ جانے دونگا جب آبرو مین فرق آیا لطف زندگی باقی نرہا یہ کہکر تاج سر پر رکھا زرہ پہنی اسباب جنگ سے اپنے کو آراستہ کیا تیغ و تاراج چند باش کے دانے کار سحر وغیرہ جیب مین رکھے غصہ مین دستک دی دیکھا سب نے صحرا سے گرد اڑی ایک مشکین پرند کلائیان مارتا ہوا مثل باد صرصر اڑا ہوا آتا ہی سر باد ابرق مرکب کو دیکھکر بیچین ہوگئے دور کا بہ مرکب چوٹیان گندھی ہوئین تھوتھنی مثل غنچۂ گل زنجیر سلسل کاکل کوہ سرین کوہ کفل چال مین چھل بل ناز سے قدم اٹھاتا ہی مثل طاؤس طناز اڑا ہوا آتا ہی نظم در صفت مرکب

وہ جو مرکب عجب برق یا بادے	طرفہ دیو اور پری زادے	خوش نحرامے ز آب نازک تر	تیز گامے ز برق چابک تر
	نرمی گوش و نرمی کاکل	دستہ بید و دستۂ سنبل	

چشم زدن مین بالائے کوہ آیا جھکا کر سامنے افراسیاب کے ٹھہرا افراسیاب نے غصہ مین قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا سپر فولادی سیہ رو نے اٹھائی پشت نجس پر لگائی بخت سیاہ کا سامنا ہوا یا نیل کا ٹیکا ماتھے پر دیا گیا کمان کیانی حلقہ جانگزا ترکش پر دہمن اژدر کی مثال آنکھین غصہ سے لال دامن گرداں کر قصد کیا کہ پشت مرکب پر سوار ہون مسلمانون سے جاکر صرف کارزار ہون اُسوقت حیرت نے پریشان ہوکر بال کھولدیے پیٹنے لگی رکاب سے لپٹی کہا ای شہنشاہ مین آپ کو لشکر مسلمانان مین نہ جانے دونگی یہ بڑی خرابی ہی اسد غازی کو لوح مل گئی ہی اور کوئی سردار آپ کا سامنا نہ کرسکیگا اسد غازی سر چڑھے گا اگر آپ مقابلہ کرینگے سحر اُسپر تاثیر نہوگا پھر کیا تدبیر ہوگی اگر سامنے جاکر فرار پر قرار کیا کیسی ذلت ہی طلسم کشا اور زیادہ شیر ہوگا حوصلہ بڑھے گا جرأت دکھائے گا باغ سیب مین گھس آئیگا ماہیان زمرد پوش نے کہا ای افراسیاب حقیقت مین بزرگون نے کہا ہی سخن شنیدن بیخ دولت بقول سعدی شیرازی شعر دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد ٭ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ٭ ای افراسیاب غفلت کا یہ مآل ہوا

آخر یہ حال ہوا جو ایسا حقیر تھا جسدن تو نے قصد کیا اُسی دن طلسم کشا کو پکڑ لایا سالہا سال قید رہا قتل کرنا
دشوار ہوا آخر عمرو نے رہا کر لیا شہر داؤدیہ مین جاکر لوح اپنے ہاتھ سے دیگر کتاب حوالے کی اتنا نہو سکا
جام جہان نما ہاتھ مین تھا اُسپر نگاہ ڈالے کہ دیکھین کرنے والا کیا کہتا ہے روتے پیٹتے چلے آئے اب یہ غصہ بیکار ہے
جب تک لوح طلسمی اسد کے قبضہ مین رہے اُس سے سامنا کرنے کا قصد نہ کرو اور کچھ فکر نکرو افراسیاب نے
گھبرا کر جواب دیا کہ پھر نانی امان کیا کرون خاموش ہو کے بیٹھ رہون اُس نہنگ بحر جرات کو دریائے نیل
پہ جانے دون اتنی بڑی تدبیر سے کنارہ کش ہون ہر ایک مشیر و وزیر اس مقدمہ مین حیران سب گرد افراسیاب
مثل تصویر خاموش کھڑے ہین جب افراسیاب نے ایسے مجبوری کے کلام کیے اسوقت بیقرار ہو کر ملکہ صرصر
سامنے آئی عرض کی اے شہنشاہ گردون بارگاہ یہ خیر خواہ کچھ عرض کیا چاہتی ہے شعر یکے عرض حال من
گوش کن * دگر خوش نہ آید فراموش کن * ایک شب حضور اور تامل فرمائین کنیز جاتی ہے اگر نتیجہ قابض ہوا
لوح لیکر خدمت مین آتی ہے پھر شہنشاہ کو اختیار ہے جس طرح جی چاہیگا جاکر مقابلہ کیجیے گا ایک چشم زدن مین شکست
دیجیے گا آپ سے وہ لوگ کیا لڑ سکین گے صرصر نے جو اس طرح سمجھا کر کہا حیرت جادو نے صرصر کو گلے سے
سے لگا لیا کہا بوا صرصر اسوقت مین دستگیری ضرور ہے مین تجکو دولت دنیا سے نہال کر دونگی صرصر نے
عرض کی لونڈی کی جان قدم اقدس پر نثار ہے مال کی کیا حقیقت ہے ہماری آبرو و عزت آپکی بدولت ہے سب
صرصر کی تعریفین کرنے لگے کہ حقیقت مین صرصر صاحب عقل و ہوش جانباز سر فروش ہے سب نے سمجھا کے
افراسیاب کو بٹھایا کہا حضور نمکخوار خیر خواہ جو عرض کرتی ہے قبول فرمائیے آٹھ روز ٹھہر جائیے بیشک دل
گواہی دیتا ہے کہ یہ لوح لیکر آئیگی اس عیاری مین اپنی جان لڑائیگی افراسیاب نے کہا جو سب صاحبون
کی خوشی اتنے صرصر نے باندھے عیاری جسم پر آراستہ کیے ملکہ صبا رفتار کمنداندز بھی آ پہونچی صرصر کو جو
اتنے بڑے کام پر آمادہ دیکھا صبا رفتار نے کہا آپ ہماری افسر ہین اسوقت مین ہمارا ساتھ چلنا ضرور
ہے آپ تنہا نہ تشریف لے جائین اسوقت مین ہم سب آپکا ساتھ دینگے بڑے بڑے عیار وہان موجود ہین
ایک ایک اُن مین ارسطو فطرت لقمان حکمت ایسا نہو آپ کے دشمن کسی بلا مین مبتلا ہون اگر ہم موجود ہونگے
خبر تو شہنشاہ کو پہونچائین گے لڑائی مین اپنی جان لڑائینگے صرصر نے کہا اے صبا رفتار تم سے زیادہ کسکو
محبت ہوگی ایک ساتھ کھیل کر بڑے ہوئے ایک سرکار مین ملازم ہم تم ایک روح و دو قالب ہین لیکن
اس عیاری مین ہمارے ہمراہ چلنا مناسب نہین ہے بلکہ تنہا جاؤنگی کسی گوشہ مین جاکر پڑ رہونگی جسوقت موقع
پاؤنگی عیاری کر گذرونگی اور اگر موت قریب ہے یہ بھی خوشی کی بات ہے جسکے نمکخوار ہین اسپر جان نثار ہے چند
افراسیاب نے بھی کہا مگر صرصر نے قبول نہ کیا بلکہ تنہا طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی موافق مقام غزل قبول

بزم ہی صورت مین ہر زہرہ شمائل ایک ہے
دل مین سب رکھنے کے قابل ہین مگر دل ایک ہے

جائے سلطان تخت پر اور خاک پر ہے خاکسار
جب سفر دونون کا ہوتا ہے تو منزل ایک ہے

چودھوین شب شرم سے تا صبح نکلے گا نہ چاند
تیرے دور رخسار تابان ماہ کامل ایک ہے

ابتدائے بحر الفت مین وہ ڈوبے ہین بہت
یہ وہ دریا ہے کہ دھارا اور ساحل ایک ہے

عشق مین کامل ہون مین وہ دشمنی مین لاجواب
دل سے ضد ہو دور تو دونون کا حاصل ایک ہے

ابرو و مژگان و زلف و خط الفت ہے شروع
سامنا ہے لاکھ داغون کا مرا دل ایک ہے

جب ترے جلتے ہی دل مین اسقدر ہے بغض غیر
یون بھی چلتا ہون کہ گیون دونون کی منزل ایک ہے

کرکے کیسکے خون کا دعوے سُنے پروردگار
حشر مین مقتول تو لاکھون ہین قاتل ایک ہے

گرم بازاری قضا ہے پھر رہی ہے تیغ یار
ایک عاشق ہے اگر ٹھنڈا تو بسمل ایک ہے

شکوۂ ظلم و جفائے اہل دُنیا کچھ نہ کر
لاکھ ظالم ہون تو ہون غالب وہ عادل ایک ہے

نذر تیرے کیا کرون اے دلربا دل کے سوا
سیکڑون ہین عضو لیکن تیرے قابل ایک ہے

چاہتا ہے زخم کاری سے تڑپتا ہی رہون
ہائے دو ٹکڑے نہین کرتا وہ قاتل ایک ہے

جس طرح چہرہ ترا یکتا ہے رنگ و حسن مین
اُس طرح اے دلربا چہرے کا بھی تل ایک ہے

جسطرف سب متفق ہین مین اُدھر ہون اے قبول
لاکھ ناقص ہین زمانے مین تو کامل ایک ہے

لشکر اسلام مین تیاری روانگی اسد نامدار مین تمام سردار مصروف ہین کوئی ملول کوئی حزین کوئی رنجیدہ کوئی غمگین بعض کا قول ہے کہ یارو ن کیا صاحب نصیب ہین کہ جو ساتھ طلسم کشا کے جائینگے سفر کے مزے اُڑائینگے ملک فتح ہونگے حاکمان دربند طلسم ہوش ربا ہر منزل پر طلسم کشا سے قدمبوس ہونگے سامان دعوت و ضیافت مطیعان اسلام کرینگے علاوہ ازین بعد جانے طلسم کشا کے افراسیاب خانہ خراب اس فوج پر لشکر کشی کریگا ایک ایک ساحر سرکشی کریگا ہر ایک کو یہ خیال ہوگا کہ لشکر بے افسر ہے چلکر لوٹ لین یہان بڑی بڑی لڑائیان پڑینگی دوسرے نے جواب دیا بھائی یہ خیال خام تصور ناتمام دل سے دور کرو ایک زمانہ قید مین طلسم کشا کو گذرا افراسیاب نے کیا کیا کد و کاوش کی مٹا دینے مین لشکر کے کیسی کیسی کوشش کی آخر کیا کر سکا خواجہ نے اسد غازی کو رہا کر لیا جسکی اس حیلہ سے موت آئی ہے اسکو کون بچائیگا نوشتۂ پیشانی پیش آئیگا ایک جانب جو ہمراہ جانے کو اسد نامدار کے قرار پائے ہین اُنھین کمربندی کے سامان مین خاص بارگاہ باغبان قدرت پر ساٹھ ہزار جوانان تیغ زن سر فروش بادۂ جرأت سے مدہوش ترے ہوے ہین اسباب سحر تیار کر رہے ہین سر شام صرصر شمشیر زن پھرتی پھراتی داخل لشکر اسلام ہوئی صورت

تبدیل کرکے ایک ضعیفہ فقیرنی بنی دیکھتی بھالتی سامنے بارگاہ ملکہ لالان خونقبا و بارگاہ ملکہ مہ جبین
الماس پوش کے آئی دیکھا دربارگاہ ملکہ مہ جبین الماس پوش پر سرداروں کے جاؤ حاجب و دربان بصد
شوکت و شان دست بستہ حاضر ہین عرصۂ دراز تک وہان ٹھہری سمت بارگاہ ملکہ لالان خون قبا آئی
دیکھا یہان بھی انتہا کا بندوبست ہی لیکن ایک مرکب باد رفتار باساز و یراق مرصع کار کو ایک سائیس
باگ مین ہاتھ ڈالے ہوئے ٹہلا رہا ہی صرصر نے ایک سپاہی سے سوال کیا لشکر اسد نامدار مین ایک ایک
فیاض سخی بہادر جری جیسے آقا ویسے ملازم بھی ہین اُس مرد سپاہی نے ایک دوانی نکالکر صرصر کو دی اور کہا
بڑی بی ٹھہری رہو طلسم کشا اس محل مین گئے ہین تھوڑی دیر مین برآمد ہونگے ہم کہدینگے ایسا کچھ ملجائیگا اپنے
بال بچون مین بیٹھکر کھانا اس بڑھاپے مین گھڑی گھڑی نہ آنا صرصر تو ایک عیارہ مکارہ آنا سہارا لیجو پایا لٹھیا
رکھکے وہین پر بیٹھ گئی کہا میان سپاہی صاحب اس بارگاہ مین کون سی بی بی ہین سُنا ہی کہ میان طلسم کشا کے دو
محل ہین ایک بادشاہ کی بیٹی اور ایک خداوندزادی سپاہی نے جواب دیا بڑی بی حماقت ہی کوئی خداوند
نہین اُسکا شہنشاہ داؤد لقب ہی خداوند کہنے والا بے ادب ہی جناب افصح الفصحا وابلغ البلغا مداح بنیظیر
فلک سریر مرزا دبیر صاحب اعلی اللہ مقامہ اس مضمون بلاغت مشحون کو کس لطف سے نظم فرما گئے ہین رباعی
نادان کہون دل کو خردمند کہون ✽ یا سلسلۂ وضع کا پابند کہون ✽ اک روز خدا کو منھ دکھانا ہی دبیر ✽
کس منھ سے مین بندے کو خداوند کہون ✽ بڑھیا نے کہا میان سپاہی صاحب توبہ ہوئی ہم ان باتون کو نہین جانتے
دختر شہنشاہ داؤد کی بارگاہ مین ہین شب کو یہین آرام فرمائینگے سپاہی نے کہا کل بوقت سحر وہ آفتاب
عالمتاب سپہر جلالت یکہ تاز میدان جرأت ہمارے شہریار اسد نامدار کوچ کرینگے آمادۂ سفر ہین دوپہر یہان
تشریف رکھین گے بعد دوپہر بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ مہ جبین مین تشریف لیجائین گے بوقت سحر آمادہ سفر
ہونگے یہ خبر جو اڑتی ہوئی صرصر نے پائی پیر رات گئے گرتی پڑتی وہان سے اُٹھی سامنے بارگاہ ملکہ مہ جبین
کے آئی دیکھا اکثر کنیزین گھبرائی ہوئی باہر آتی ہین جو بدارون سے کچھ پوچھکے چلی جاتی ہین بعد عرصۂ دراز
ایک ماہ پارہ بصد ناز اندر سے نکلی پکارتی ہوئی میان مردہے صاحب ذرا بڑھکے دیکھو تو تشریف لانے
مین طلسم کشا کے عرصہ کیا ہی معرفت محلدارین پڑے تو کہلا بھیجو کہ وقت خاصہ تناول فرمانے کا قریب ہی ملکہ
عالم بکاول کو حکم دے چلین دسترخوان اب بچھا چاہتا ہی ملکہ ہماری انتظاری مین ہین یہ سُنکر مردہا آگے
بڑھا واسطے خبر کے چلا وہ کنیز نوجوان طرار طراق خوش مزاج ایک ایک پر کھڑی پھبتیان کہہ رہی ہی کسی
کا منھ چڑھا دیتی ہی کبھی کسی سپاہی کو پکارتی ہی بڈھے میان کیا پہرا دیتے ہو بیٹھے ہوے اونگھ رہے ہو
آمد طلسم کشا کا وقت قریب ہی کل خانصاحب کی وردی چھین جکی کیدان پر جرمانہ ہوا رسالہ اسکی بدلی

ہوئی تم کیسے بیخبر ہو ہوشیار نہین بیٹھتے اگر کوئی نوجوان سامنے آیا اُسپر پان کا اوگال پھینک مارا اُسنے پلٹ کے دیکھا یہ قہقہہ مار کے ہنسی وہ بھی ظریف تھا مسکرا کر کہا کون ڈھیلے پھینکتا ہی یہ طرار و طرار ہنسکر جواب دیا میان جسکے یہان بیری ہوتی ہی اُسکے یہان ڈھیلے آتے ہین تمھاری ظرافت پر تھوک ہی صرصر نے جو اس کنیز کو بیقرار پایا چند قدم وہ بارگاہ سے باہر بھی نکل آئی صرصر نے بڑھ کے سوال کیا بی بی حسن و جمال کی ترقی رہے چاہنے والون کی بڑھتی رہے یہ بڑھیا بھوکی ہی کچھ کھلوا دیجیے کنیز نے انگیا مین سے چونی نکالی کہا لے بڑھیا صرصر نے کہا داری مین بھوکی ہون یہ لیکر کیا کرونگی ایک رکابی پلاؤ کی دو روٹیان خمیری دلوا دیجیے اپنی کچھ چھوٹن چاٹن مرحمت ہو کنیز نے کہا او بڑھیا ٹھہری رہ مین تیرے لیے لاتی ہون یہ کہکے دھڑ دھڑ دوڑی ہوئی اندر گئی ایک طباق پلاؤ کا لیکر نکلی وہین سے پکارتی ہوئی اڈ بڑھیا کہان گئی صرصر نے دعائین دین کہا حضور اس درخت کے نیچے چلی آئیے میری نواسی بیٹھی ہی کنیز طباق لیے ہوے دس قدم آگے بڑھی تھی کہ صرصر نے حلقہ کمند کا مارا گرتے گرتے بیہوش کیا ٹانگ پکڑ کر کنارے کھینچ لائی لباس اور زیور اُتار لیا رنگ روغن عیاری کا نکالکر اسی کنیز کی صورت بنکے تیار ہوئی دوڑتی ہوئی طرف بارگاہ کے چلی مگر دل مین سوچتی ہی کہ جسکی صورت بنی اُسکا نام نہ دریافت کیا جیسے ہی قریب دروازہ کے آئی اس سے سب سپاہی ہنستے ہین جمعدار نے کہا بی غنچہ دہن کم سخن کہان گئی تھین اب تو تمھاری آنکھ نہین ملتی صرصر نے کہا جمعدار صاحب ذرا اپنے ہوش درست کیجیے مین کسی کی لونڈی باندی نہین ہون یہ کیا آپ نے کہا کہ آنکھ نہین ملتی مین نین مٹکا کرنے والی نہین ہون ایک کوتے مین بیٹھی رہتی ہون بی نرگس کی طرح نظارہ بازی میرا شیوہ نہین ہی میرا نام غنچہ دہن ہی مین ایسے ویسے سے بات نہین کرتی اُسی طرح تڑاک پڑاق لڑتی بھڑتی ایک ایک پر پھبتیان کہتی ہوئی اپنی ہوا باندھتی ہوئی صرصر اندر پہونچی دیکھا بارگاہ آسمان جاہ ملکہ مہ جبین کی کس حسن و خوبی سے آراستہ ہی جا بجا جھاڑ کنول قندیلین مثل قطرہا ے نور لٹک رہی ہین سامنے مسند جواہر نگار فرش دیباے رومی پر ملکہ مہ جبین گرد پریزادان دُر در گوش ایک ایک سرو قد غنچہ دہن گل پیرہن شیرین عذار ماہ رخسار صاف ثابت ہی کہ بیچ مین ماہ تابان گرد ہجوم سیارگان مگر ملکہ مہ جبین نے پوچھا کیون غنچہ دہن کچھ دریافت ہوا آنے مین طلسم کشا کے کیا دیر ہی معلوم ہوا یہ بھی ہماری تقدیر کا پھیر ہی خاصہ ٹھنڈا ہوتا ہی بوقت سحر قصد سفر ہی آج کی شب نہین معلوم کیا مد نظر ہی غنچہ دہن کو اتنا جو ملکہ نے منہ لگایا طریقہ کلام کرنے کا ہاتھ آیا کہا داری مین ابھی وہین سے آتی ہون مجکو ایک چوبدار نے خبر دی طلسم کشا نہین ٹھہرتے تھے بی لالان خونقبا نے دامن تھام لیا رونے لگین کہا آج ہماری بارگاہ سے نہ جائیے خاصہ ہمارے ساتھ نوش فرمائیے اسوجہ سے شاید طلسم کشا ٹھہر گئے لیکن یہ انکار کیا کہ میرے خاصے کا وقت نہین ہی آپکا اُنکو بڑا خیال ہی مگر

عورت اگر ایسی ہو مرد کیا کرے رونے لگین دامن نہین چھوڑتین ٹسوے بہاتی ہین ناز و نخرے دکھاتی ہین ہزار طرح مرد کا دل بہلاتی ہین مہ جبین نے کہا بوا مین ان باتون کو کیا جانون انکا جی چاہے آئین خواہ وہین تشریف رکھین مجھے اُنکی خوشی سے کام ہے یہی خوف ہے ایک مرتبہ لوح پر افتاد پڑ چکی کچھ اور خرابی نہ ہو یہ کہکر دوسری کنیز کو آواز دی اے گلرخسار دیکھ تو خواجہ عمرو کہان تشریف رکھتے ہین وہ کنیز عمرو کو بلانے چلی صرصر گھبرائی وہان سے اُٹھکر ایک گوشہ مین آئی دیکھا تو عمرو سامنے سے آتا ہے ایک ایک کنیز پر نگاہ ڈالتا ہوا صرصر نے جلدی سے لوٹا پانی کا بھر لیا پاکھانے مین گھس گئی ملکہ مہ جبین نے اُٹھکر سلام کیا تو خواجہ نے سر سینہ سے لگا لیا مہ جبین نے سر جھکا کر کہا دیکھیے نانا جان ابھی تک آپ کے صاحبزادے تشریف نہین لائے ہین گھبرا رہی ہون ہول کھا رہی ہون ایسا نہو دشمنون کو کوئی صدمہ پہونچے آپ ہی فرماتے تھے کہ افراسیاب باغ سیب مین نہین گیا کوہ بلور پر ٹھہرا ہوا ہے لوح کی اُسکو بڑی فکر ہے آٹھ پہر صحبت مین یہی ذکر ہے مناسب ہو تو آپ تشریف لیجائین اُنکو سمجھائین کہ آج کی شب احتیاط لازم ہے آپ یہان تشریف لائین خاصہ نوش کر کے آرام کرین سفر دور و دراز درپیش ہے نانا جان مجکو بڑا اندیشہ ہے عمرو نے کہا بیٹا شام سے مجکو پھرتے پھرتے لشکر مین یہ وقت آیا سارا لشکر چھانتا پھرتا ہون اسی خیال مین کہ کوئی عیار کہین نہ آئے چالاک وغیرہ بھی بازار مین موجود ہین راہین لشکر کی مسدود ہین انشاءاللہ کل ضرور سفر ہوگا عمرو بخوبی سمجھا کر مہ جبین کو باہر گیا اب عمرو کو بخوبی اطمینان ہو گیا اس خیال سے کہ اسوقت تک مین بارگاہ مہ جبین مین ہو آیا سب کنیزون کو دیکھ لیا بعد جانے خواجہ عمرو کے صرصر پاکھانے سے نکلی جی مین کہتی ہے اگر اسوقت کچھ کام نہ کیا پھر غضب ہے پھر کچھ نہو سکیگا کلیجہ پر پتھر رکھکے سامنے ملکہ مہ جبین کے آئی کہا واری اُسوقت مین بھول گئی تھی اب اور ایک بات یاد آئی ہے ایک چیز آپکی مین نے پائی ہے یہان عرض کرنے کے لائق نہین حضور تخلیہ مین چلین تو مین عرض کرون مہ جبین اُٹھ کھڑی ہوئی صرصر کو اپنی کنیز خاص ہمدم باختصاص جانکر ہاتھ تھام لیا پردہ اُٹھا کے اس خیمہ مین آئی کہ جہان چھپر کھٹ لگا ہوا ہے صرصر نے کہا حضور بیٹھ جائیے ابھی ایک کمیدان کہتا تھا لالان خون قبا کو سفر مین ساتھ لیجا ئینگے فرماتے ہین اُسکا باپ تک انتقال کر چکا وہ یہان دشمنون مین کسکے پاس رہیگی صدمہ تنہائی اُسے ہیگی یہ سنکر ملکہ مہ جبین غصہ مین کانپنے لگی کہا اے بیچہ ذہن مین اس سلطنت کو خاک مین ملا دونگی تو نے مجھے پہلے نہ کہا خواجہ عمرو تشریف لائے تھے مین اُن سے کہتی کہ حضور مین یہان رہ کر کیا کرونگی مجکو میرے وارثون مین طرف کوہ عقیق کے روانہ کر دیجیے اگر بی لالان کو ساتھ لیجائینگے تو بہت سچ اُٹھائینگے مجکو زندہ نہ پائینگے صرصر نے جب دیکھا ملکہ کو غصہ آ چکا چہرہ سُرخ ہو گیا رگ رگ سے ہونٹھ کانپ رہے ہین خاصدان سے گلوری نکالکر کہا حضور غصہ نہ کیجیے کہنے والے جھوٹ سچ بات اُڑا دیتے

ہین طلسم کشا آپ کے نام کے عاشق ہین لا لان کو کبھی ساتھ نہ لیجا ئیگے یہان تشریف لائینگے ہم لوگ بھی بخوبی سمجھا ئینگے غصہ مین منھ خشک ہو گیا گلوری نوش فرمائیے ملکہ نے گلوری کھائی پان کھاتے ہی کلیجہ خون ہو گیا گھبرا کر کہا ارے میرے کلیجہ مین آگ لگی غنچہ دہن یہ کیسی گلوری تھی ہڈیان جلنے لگین ایک سلاخ آہن کلیجہ مین پڑ گئی صرصر نے کہا اُٹھکے ٹہلیے ملکہ اُٹھی بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر بیہوش ہوئی صرصر کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ عیاری تو کی مگر ہوش اُڑے ہوئے دل سے کہتی ہی ایسا نہو ساربان زادہ آجائے فوراً پہچان لیگا لیکن اب جو کچھ ہو سو ہو اس عیاری مین سر ہتیلی پر رکھا موت کا مزہ چکھا اگر لوح ہتیلی ساربان زادہ عمر بھر یاد کریگا یہ سوچکر ملکہ مہ جبین کو گود مین اُٹھایا چھپر کھٹ کے نیچے سلا دیا پٹی بیہوشی کی دماغ پر چڑھا دی اوپر چاندنی وغیرہ ڈالکر چھپا دیا رنگ روغن عیاری کا نکالکر بشکل ملکہ مہ جبین الماس پوش تیار ہوئی ہنستی ہوئی باہر نکلی کنیزین سب حاضر ہین کسی نے پوچھا حضور غنچہ دہن کہان گئی صرصر نے تیور بدلکر کہا تم ہماری اتالیق ہو ہمنے کہین بھیجا آئیگی وقت پر یا نہ آئیگی تمھین کیا فکر پڑی ہی اب گفتگو زبان ہلانا دشوار ہوئی جو منا سب جانتے ہین وہ کرتے ہین مصرع امور مملکتِ خویش خسروان دانند ؎ سب خاموش ہو رہین اب صرصر مسند پر آکر بیٹھی لیکن عمرو کے خوف سے دل کانپ رہا ہی خیال مین ہی کہ ای صرصر دیکھیے آج کیونکر جان بچتی ہی لیکن ابھی عمرو آیا تھا چلا گیا یقین ہی کہ انتظام مین مصروف ہوا اپنے نزدیک بہ صورت نگار نے بڑا کام کیا اس مقام پر ہوتین تو معلوم ہوتا دیکھیے فلک کیا دکھاتا ہی کس طرح کا معرکہ پیش آتا ہی طلسم کشا بھی تعلیم کردۂ عمرو ہی صاحب شوکت افسر ہی فخر شاہان روزگار تمیز دار وہم عیار اس فکر مین بیٹھی تھی کہ کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی کہ حضور طلسم کشا صاحب آتے ہین صرصر نے حکم دیا کہ باول کو بلاؤ جلد دسترخوان آراستہ کرے فوراً دسترخوان بچھا کھانا عمدہ چنا گیا آپ سر جھکا کر بیٹھی عطر کی روئی آنکھون مین لگا لی آنسو بھر آئے یکایک در دولت پر بسم اللہ الرحمن الرحیم کی صدا بلند ہوئی روح سامری وجمشید دردمند ہوئی کنیزین واسطے استقبال کے دوڑین دو چار نے عرض کی حضور برائے استقبال چلیے طلسم کشا بارگاہ مین آگئے صرصر نے کہا مین تو دسترخوان پر بیٹھ چکی دسترخوان سے اُٹھنا بڑا گناہ ہی آتے ہین تو آنے دو آپ چلے آئینگے کہ دیکھا سامنے سے یکہ تاز میدان جلالت شہسوار معرکہ شوکت وہمت آفتاب عالمتاب آسمان جرات ماہ تابان فلک سطوت وصولت شاہباز اوج جانبازی اسد بن کرب غازی مسلح مکمل آگئے ہین صرصر نے دیکھا ماہ حسن اسد غازی کا کمال پر ہی حقیقت مین جادۂ جرات ولیاقت کا رہبر ہی جاہ وجلال دیکھکر تھرا گئی لیکن سر جھکائے بیٹھی رہی اپنے مقام سے جنبش نہ کی اسد غازی نے دیکھا ملکہ سر خم کیے بیٹھی ہین آنسو بھی آنکھون مین بھرے ہوئے سمجھے کہ ملکہ رنجیدہ ہین قریب آکے بیٹھے کہا کیون ملکہ عالم خیر تو ہی مزاج کیسا ہی صرصر نے آنکھ

چارنہ کی کہا صاحب خاصہ نوش فرمائیے مجھے زیادہ نہ ستائیے مین نے آپ کے ساتھ کھانے کی ناحق عادت
کی بھوک کے مارے دم نکلا جاتا ہی مگر ناچار دسترخوان لیے بیٹھے ہین آپ تو خاصہ نوش فرماکے آئے ہونگے ہم
ناحق اپنی جان دیتے ہین اُنکے یہان کھانا بھی عمدہ پکتا ہوگا وہ خداوندزادی ہین یہان روکھا پھیکا آپ
کاہیکو کھایا جائیگا اسد نے دامن سے اشک پاک کیے کہا ملکہ تمھین ناحق کو ملال ہوتا ہی مین نے تو ابھی کھانا
نہین کھایا کہو کھائین کہو نہ کھائین ملکہ نے کہا ہان صاحب بہانہ منظور ہی میرا اتنا کہنا تو ٹکا ہوگیا اب ہاتھ بڑھائیے
باتین نہ بنائیے اسد نے خاصہ نوش کیا صرصر ہر بات مین ٹالتی گئی بعد خاصہ کے صرصر نے کہا ہمکو نیند آتی
ہی اسد نے کہا ملکہ گانا نسنوگی یہ شب غنیمت ہی کل روز فرقت ہی تمھاری یادمین بیقرار رہینگے صدمہ ہجر سہینگے
صرصر تو ایک بلاے روزگار ہی جواب دیا صاحب صبح کو جو کچھ ہوگا ہو جائیگا ان دھڑکون مین جان گئی یہ کہکر
طرف تخلیہ کے چلی اسد غازی ہمراہ کنیزین ٹھہر گئین اس خیال سے کہ عاشق و معشوق جاتے ہین کنیزون مین
جابجا چرچا ہی شاہزادے کے دم قدم سے بڑی آبادی تھی کل اس بارگاہ مین سناٹا ہو جائیگا خدا اس سفر کا
مآل نیک کرے دیکھو صاحبو آج ہی سے اُداسی پائی جاتی ہی خود بخود طبیعت گھبراتی ہی مگر صرصر ربط و ضبط
دکھاتی ہوئی شرماتی ہوئی ساتھ اسد غازی کے تخلیہ مین آئی چھپر کھٹ پر بیٹھ گئی اسد نے چاہا گلے مین ہاتھ
ڈالے صرصر نے کہا صاحب بیٹھو ایک جام شراب کا نوش فرماؤ آرام کرو دوپہر سے زیادہ شب گذر چکی ہی
صبح کو تیاری سفر ہی ہزار طرح کا خوف و خطر ہی اسد سمجھے ملکہ کا جی چاہتا ہی گلابی کھینچی جام لبریز کیا ملکہ کو
دیا صرصر نے دو قطرے پیے گھاتی سے پڑیا بیہوشی کی ڈالی کہا لیجیے حضور آپ نوش کیجیے اسد نے بلا تکلف
جام پی لیا نہ سمجھا کہ یہ جام زہر ہی موج شراب سانپ کی لہر ہی پی گیا پیتے ہی دم گھبرایا کہا ملکہ یہ کیسی شراب
ہی پیتے ہی کلیجہ کباب ہوگیا دل بیتاب ہوگیا صرصر نے کہا صاحب گرمی مین آئے ہو ذرا اُٹھکر ٹہلو فرحت
تازہ سرور بے اندازہ حاصل ہو تسکین دل ہو اسد یہ کہکر اُٹھے خدا خیر کرے دشمن کا دور ہی رنگ بطور ہی قصد
کیا تھا کہ مہ جبین کا ہاتھ تھام لون یہ دل کو یقین ہو چکا تھا کہ اسی شراب مین فتور ہی بے سمجھے پی لیا عقل کا
قصور ہی یہ کہتے کہتے شاہزادہ لڑکھڑایا چھپر کھٹ پر گرکر بیہوش ہوا اسوقت صرصر کی خوشی پھولون نہ سماتی
تھی جامہ سے باہر ہوئی جاتی تھی مگر خوف جان لرزان ترسان باہر بارگاہ کے نرسنگھا پھنک رہا ہی حاضرباش ناظرباش
کی صدا آتی ہی صرصر نے لوح گلے سے اسد غازی کے اُتاری باجتیاط رومال مین لپیٹکر اپنے پاس رکھی قصد
ہوا کہ طلسم کشا کو بھی لیچلون بارگاہ مین روزن کرکے دیکھا ناموس طلسم کشا کی بارگاہ ہی ہزارہا ساحر گرد پھر رہا ہی
پرندہ پر نہین مار سکتا دوندے کی کیا لیاقت ہی کھڑی ہوکے سوچنے لگی دل سے کہتی ہی اے صرصر طلسم کشا کا
لیجانا دشوار ہی کدھر سے جاؤن تابہ کوہ بلور کیونکر پہونچون اگر کسی نے دیکھ لیا زندہ بچنا مشکل ہوگا گھبرا کے

صحن بارگاہ مین آئی ستارون پر نگاہ ڈالی صاف ثابت ہوا کہ ستارۂ سحری چمکا چاہتا ہی یہ خیال ہوا کہ شب
اسی مقام پر بسر کیجیے گوشۂ بارگاہ مین چھپ رہیے مگر سوچی عیار طلسم کشا کا ضرغام شیر دل واسطے جگانے نماز
کے آئیگا جب اسد کو بیہوش پائیگا فوراً ہنگامہ برپا ہو جائیگا پھر نکل نہ سکونگی آخرہ جوڑی خنجر کی نکالی
ایک گوشہ مین بیٹھکر نقب لگانا شروع کی انگلیون سے قطرے خون کے ٹپکنے لگے لیکن جان دیے ہوئے کھودرہی
ہی چند عرصہ مین زیر سایۂ نخل وہنہ نقب کا توڑا سر نکالا دیکھا معلوم ہوا یہان سناٹا ہی گرد مین اٹی ہوئی نقب
سے نکلی صحرا کا راستہ لیا طرف کوہ بلور کے روانہ ہوئی یہان اسد غازی چھپر کھٹ پر بیہوش پڑے ہین کہ صدائے مرغ
سحر بلند ہوئی عمرو پہر رات رہے تک لشکر مین پھرا قلیل رات باقی تھی کہ جاکر لیٹا لیٹتے ہی خواب پریشان دیکھا گھبرا
کے اٹھا باہر اپنے خیمے کے آیا دیکھا ستارۂ سحری چمک چکا ہی پیالیان طلایہ پلٹ رہے ہین سجانے جا بجا بجے ہین
سرداران لشکر وضو کر رہے ہین عمرو کو دیکھکر سردارون نے سلام کیا عمرو نے کہا یارو خدا خیر کرے مین نے ایسا
خواب پریشان دیکھا کہ بہت رویا ایک خدمتگار سے اشارہ کیا برق فرنگی و ضرغام شیر دل و جانسوز
بن قران و چالاک کو جلد لاؤ مین جبتک واجب خدا کو ادا کرون دو رکعت نماز پڑھون عمرو نے بہ تعجیل
نماز سے فراغت کی پانچون عیار سامنے آئے عمرو نے کہا ای خوش انجام بیٹا ضرغام شب کہان بسر کی ضرغام نے
عرض کی مین در دولت ملکہ مہ جبین پر تھا عمرو نے کہا اچھا اقتادہ بڑی جلد بارگاہ ملکہ مہ جبین پر چلو پانچون
عیارون کو ساتھ لیکر بارگاہ ملکہ مہ جبین پر آیا دیکھا چوبدار یساول کمیدان رسالدار بڑے بڑے سردار
حاضر ہین باغبان قدرت بصد صولت و شوکت مسلح مکمل اسباب سحر سے درست چالاک و چست ٹہل رہا ہی
منتظر ہی کہ اسد غازی برآمد ہو سویرے سے نکل چلین دس بارہ کوس پر جاکر مقام کرین کہ عمرو سامنے سے آیا
باغبان واسطے تسلیم کے خم ہوا دست بستہ عرض کی حضور جاکر طلسم کشا کو جلد بیدار کرین زبانی محلدار کے ثابت
ہوا وہ ماہ تابان برج تجلیہ سے ساطع و لامع نہین ہوے عمرو نے کہا ای باغبان دیکھون فلک کیا دکھاتا ہی صورت
اسد نامدار دیکھون تو دل کو قرار آئے باغبان نے کہا کیون خواجہ کیا ہوا عمرو نے کہا خواب مین بخت خوابیدہ
بیدار ہوا گھبرا کے جاگ اٹھا یہ کہتا ہوا عمرو اندر بارگاہ کے پہونچا دیکھا انیسین جلیسین کنیزین پرے باندھے
کھڑی ہین عمرو نے دلارام وزیرزادی سے پوچھا آج کیا ہی شاہزادہ بیدار نہین ہوتا ملکہ سب سے سویرے
اٹھتی ہین دلارام نے عرض کی رات کم باقی تھی جب آرام فرمایا ہی جدائی کا شاہزادے کی ملکہ کو خیال تھا
قلب پر ہجوم غم و ملال تھا عمرو قریب پردے کے آیا اول آواز دی جب صدا نہ آئی عمرو پردہ اٹھاکر
اندر آیا دیکھا صورت مصیبت ظاہر ہی اکیلے اسد نامدار چھپر کھٹ پر بیہوش پڑے ہین عمرو نے ایک
چیخ ماری مہرخ و بہار کو خبر پہونچی دوڑی ہوئی آئین اسد غازی کو ہوشیار کیا اسد گھبرایا ہوا اٹھا چلے

عمرو نے لوح کو پوچھا اسد نے گلے پر ہاتھ ڈالا لوح کہاں اتبو ہلڑ ہوا فرش پر عمرو نے پتھر اصرصر کا پچھاڑا ملکہ مہرخ رونے لگیں بیقرار ہوکر کہا خواجہ اپنی کنیز کو تو تلاش کرو عمرو نے کہا غضب ہوا شاید مہ جبین کو بھی لیگئی کسی کنیز کی نگاہ پڑی کہا حضور دیکھیے چھپر کھٹ کے نیچے کیا ہے اب جو دیکھا ملکہ مہ جبین کو بیہوش پایا مہ جبین کو بھی ہوشیار کیا گھبرا کر پوچھا بی بی یہ کیا حال ہے مہ جبین گھبرا گئی چہار جانب دیکھتی دلارام نے کہا داری طلسم کشا کے ساتھ خاصہ نوش کیا تھا مہ جبین نے کہا مجھے نہیں معلوم عمرو نے کہا صاحب یہ پوچھو جب میں بارگاہ میں آیا تھا اسوقت مہ جبین اصلی تھیں مگر صرصر کسی صورت پر بارگاہ میں آچکی تھی مجلس دیکھکر چھپ گئی ہوگی بعد میرے جانے کے یہ آفت برپا ہوئی اُسنے تخلیہ میں لیجا کر مہ جبین کو بیہوش کیا اسد غازی کے ساتھ خاصہ نوش کیا لیکن کس طرف سے وہ نکل گئی ہوگی کسی نے نہ دیکھا مہتر قران کی نگاہ نقب پر پڑی کہا استاد دیکھیے نقب موجود ہے اسد غازی کو نہ لیجا سکی لوح ملنا غنیمت ہوا اب یہ

تمام سرداردں میں ہنگامہ عظیم برپا ہوا نظم مصنف

کسی نے کہا آہ و داغ تبا ۔۔۔ فلک پر سر ظلم و بدعت ہوا
سموم الم کیسی چلنے لگی ۔۔۔ ہر اک شاخ پر میوہ جلنے لگی
لڑائی کے آفات جھیلینگے ہم ۔۔۔ بس اب جان پر اپنی کھیلینگے ہم
گئی لوح اب نزد افراسیاب ۔۔۔ خوشی اسکو پائی لگو ہیچ و تاب
بہار اولو العزم نے جھوم کر ۔۔۔ کہا باغبان سے کہ ای نامور
عجب داغ باغی ہمیں دے گیا ۔۔۔ گل لوح اس باغ سے لے گیا
دیا باغبان نے یہ رو کر جواب ۔۔۔ نہیں کیا جو ہے قلب کو اضطراب

خزان کا ہوا اس چمن میں گذر ۔۔۔ نہاں مصیبت ہوا بار ور
کہا رو کے مہرخ نے کیا خوف ہے ۔۔۔ ابھی منزل جنگ کرتے ہیں طے
مصیبت کے اب ننگ درپیش ہیں ۔۔۔ نہایت قلق میں بیش و بیش ہیں
بھلا دینگے لڑ کر اسے سرکشی ۔۔۔ بہ تعجیل لازم ہے لشکر کشی
ہوائے خزان نے کیا زرد رد ۔۔۔ گل عیش کی ہم نے صورت کبھی نہ دیکھی ہو
بس اب جان دینے پر آمادہ ہو ۔۔۔ ملے لوح تدبیر ایسی کرو
بجز جان دینے کے کیا اختیار ۔۔۔ جو مرضی خلاق لیل و نہار

مگر ای ملکہ عالم زندگی بیکار ہے لشکر میں مقرر جاہو کر بندی کرا دو لڑ بھڑ کر مر جاینگے طلسم ہوش رُبا میں نام کر جاینگے جملہ سرداران نامی و ساحران گرامی اسی بات پر آمادہ ہیں کہ آج لڑ بھڑ کر مر جاؤ ایک جانب سے ملکہ مہرخ معہ سوے کاکل کشا ایک سمت سے ملکہ ہلال سحر افگن و خورشید زرین سحر و رعد و برق لامع و معمار قدرت و ملکہ گلزار چشم وزیر و چشم و ملکہ مخمور سرخ چشم سب سلاح جنگ سے آراستہ ہوکر آمادہ مرگ مہیائے قضا ہوئے ہر چند عمرو غل مچاتا ہے کوئی نہیں سُنتا ہر ایک کا یہی قول ہے کہ خواجہ اب آپ دخل نہ دیجیے جو آپ کا کام تھا بجا نیازی بہ سر فروشی بہ عیاری بجرأت اُسکو پورا کیا ہم لوگ سب بدنصیب آپکا کیا اختیار اب اسد نامدار کو بیہوش کر کے زنبیل میں رکھ لیجیے طرف کوہ عقیق کے چلے جائیے ہم سب لڑ بھڑ کے جان دینگے اب ہم مایوس ہوے لوح طلسمی گئی ایسے مقام پر افراسیاب رکھے گا کہ طائر وہم و خیال

نہ پہونچ سکے گا کیونکر ہمارے دل کو یاس نہو باغ سیاب سے لوح گئی آپ شہنشاہ داؤد بنگر یا شاہ بتہ کس تدبیر دلپذیر سے لوح لائے اب اُسپر افتاد ٹری آپ کی کیا خطا ہمارے بخت واژگون و طالع نگون نے یہ روز سیہ دکھایا اگر ہم نہ جائینگے افراسیاب جادو لوح مقام محفوظ پر رکھکے خود لشکر کشی کریگا ہم اسکے لشکر کا بار سنبھال سکینگے خود تقدم کرنا بہتر ہے عمرو نے ایک ایک سردار کو گلے سے لگایا کہا تم جان نثار دسر فروش ہو آمنا تامل کرو کہ مین جا کر واپس آؤن اگر بن ٹپرا تو لوح لیکر آتا ہون جب مجھسے کچھ نہو سکے اسوقت مین تمکو اختیار ہے مہتر چالاک مہتر برق فرنگی نے بھی جملہ سردارون سے دست بستہ کہا حقیقت مین اُستاد بہت معقول فرماتے ہین ابھی صرصر لوح لیکر گئی ہے ہم سب جاتے ہین کیا عجب کہ راہ مین مل جائے ورنہ انشاء اللہ سامنے افراسیاب کے عیاری کرینگے از کوہ بلور تا بہ باغ سیب جائینگے لوح کے واسطے پیچھا نہ چھوڑینگے جب سن لینا ہمارے عیار جانباز مارے گئے جو مناسب ہو کر گذرنا ہم خوب جانتے ہین آپ سب صاحب نام پر مرتے ہین اب سب سے زیادہ کام یہ ہے کہ طلسم کشا کو بہلائیے سمجھائیے ایسا نہو وہ شیر دلیر اپنی جان ضائع کرے یہ لڑائی ہے کبھی فتح کبھی شکست عقل سے بندوبست ضرور ہے جہالت کرنا سراسر قصور ہے سردار ناچار ہوے ملکہ مہرخ اسد غازی کو سمجھاتی ہوئی سب سردارون کو لیکر داخل بارگاہ ہوئین خواجہ نے فوراً صورت بدلی عیارون سے اشارہ کیا اپنی اپنی صورتین نئے طور سے تبدیل کرکے طرف کوہ بلور کے چلو دو کلمہ افراسیاب جادو کے بیان ہوتے ہین غزل میان جلال صاحب

گھر ہو وحشت کا دل دیوانہ ایسا چاہیے
یار ایسے گھر کو صاحب خانہ ایسا چاہیے
زندہ ہو جائے تغافل کا ترے مارا ہوا
بت جسے سجدہ کرین بتخانہ ایسا چاہیے
رات فرقت کی بُری ہوتی ہے اے افسانہ گو
کھو دے میرے دلکی الجھن شانہ ایسا چاہیے
یون کسی پردہ نشین کی کھینچے پردہ دری
مے پرستو خندۂ مستانہ ایسا چاہیے
جو شرر اُٹھا دل سوزان سے دل ہی پر گرا
برہمن مجکو بت بیگانہ ایسا چاہیے
دیکھکر دل آنکھ کو کہتا ہے دل کو چشم یار

خاک ہی اُڑتی رہے ویرانہ ایسا چاہیے
آنکھ اُدھر اُسکی رہے یارانہ ایسا چاہیے
یار کو بھی ناز معشوقانہ ایسا چاہیے
آپ چشم مست ساقی اپنے بوسے دے مجھے
اُسکو کم کردے کوئی افسانہ ایسا چاہیے
سرزمین کوے جانان سے نہ اُٹھے بیٹھے شخص
خود کہے دست جنون دیوانہ ایسا چاہیے
ڈھیر سے عاشق کے بجکر طور پر بجلی گری
شمع ایسی چاہیے پروانہ ایسا چاہیے
ہجر کی شب تیرہ بختی کو ہماری اے فلک
مست ایسا چاہیے دیوانہ ایسا چاہیے

دل مین تو ہو رونق کا شانہ ایسا چاہیے
رام آہو کو کرے دیوانہ ایسا چاہیے
قبلۂ خوبان عالم ہو وہ دل اللہ دے
لب بلب شیخ و جھک کے پیمانہ ایسا چاہیے
یار کی زلفون کو مشاطہ نے سلجھایا تو کیا
عاشق گریان کو آب دانہ ایسا چاہیے
دست ساقی ہے اشارہ کر رہا ہے لیکے جام
کیون تجھے اے جلوہ جانانہ ایسا چاہیے
کا فرو مومن جسے دونون ٹھکانا کر سکین
دیکھکر عکس دے چراغ خانہ ایسا چاہیے
گر پڑے بجلی رقیب روسیہ پر کو ترپ

کاش کوئی دوست ہو کہتا نہ ایسا چاہیے	ہائے کیون اس جان کے دشمن کو دل دیتا بھلا	کوئی تو اندازِ بیجا پا نہ ایسا چاہیے

افراسیاب جادو رنجور برسر کوہ بطور انتظار مین ملکہ صرصر شمشیر زن مع حیرت جادو بیٹھا ہی حیرت کہہ رہی ہی اے شہنشاہ صرصر بیچاری کیا کریگی بڑے بڑے ارسطو فطرت لقمان حکمت عمرو کے نام سے عاجز ہوئے وہ عورت کم حقیقت کیونکر دست انداز ہو گی اگر آپ حکم دین مین اپنے کو پہونچاؤن صرصر کی مدد کرون اگر اسکا ہاتھ تا بہ لوح پہونچے اور عیاران طرار اسکو گھیر لین مین اسکو بچاؤنگی عیارون کو پکڑ لاؤنگی میرے ہاتھ سے لنگوڑے بچکے کہان جائینگے حکم سے سامری کے ذلت اُٹھائینگے اگر شاید اُسنے عیاری کی اور ہنگامہ مین عیارون کے پھنس گئی ہمکو سنکر بڑا ملال ہوگا افراسیاب نے کہا اے حیرت جادو تیرا جانا لشکر اسلام مین مناسب نہین ابھی صورت نگار و مصور پر کیا معرکہ گذر چکا ہی سامری و جمشید کی خدائی مین آگ لگی خداوند لقا بے بقا جو جی چاہتا ہی تقدیر کر بیٹھے ہین نہ کسی کی بُرائی سے مطلب نہ بھلائی سے کام اگر کوئی افتاد تجھپر پڑے یا عمرو ظالم اظلم گرفتار کرے کیسی ذلت و رسوائی ہی ابھی تک میری آنکھون کے نیچے پھر رہا ہی رشد زادے پر کس قیامت کے کوڑے پڑے ہرچند مین نے اس خبر کو بہت چھپایا مگر پرچہ اخبار ہفتہ وار جو مطبع نامی و گرامی موسوم بہ اودھ اخبار منتظم جس کے منشی نولکشور صاحب عالی وقار ہین اُس پرچہ مین مفصلاً و مشروحاً لفظاً لفظاً یہ اخبار مصیبت آثار درج کئے اخبار کی صحت اس مطبع نامی گرامی پر ختم ہی مہتمم مطبع کا حکم ہی کہ جس خبر کو مفصل سُنو تصحیح درج کرو مہتمم صاحب لیئق کارگذاران مطبع فہیم اپنے مالک کے خیرخواہ صاحبان علم و فضل کا مطبع موصوف مین مجمع ہی مطبع نہین نگارخانہ چین کا مرقع ہی اے حیرت اب خبر مخفی نہین رہ سکتی تجھکو حکم دون اور ذلت اُٹھاؤن مگر دل میرا کہہ رہا ہی کہ صرصر خاک چھانے گی ہماری بربادی کا اُسکو بڑا غم ہی عمرو کی کاوہی جواب دیتی ہی یقین ہی کہ لوح لیکر آتی سرمایہ برق انداز و ابریق کوہ شگاف ملکہ صنعت سحر ساز وغیرہ حاضر ہین قول افراسیاب کی تصدیق کر رہے ہین مصور و صورت نگار کے بھی ہوش درست ہوئے ہین مصور کہتا ہی اے شہنشاہ اب عمرو کی میرے ہاتھ سے قضا ہی صحت پا جاؤن تو اس بدعت کا مزہ چکھاؤن اگر دیوانہ کرکے نہ مارا تو نام اپنا مصور نبیرہ سامری نہ رکھا افراسیاب کہتا ہی رشد زادے اب تمکو برسون قصر سے نہ نکلنے دونگا تمھاری ذات سے بڑی برکت ہی جب خیال آتا ہی فلک تھرا جاتا ہی کیا مذہب تباہ و برباد ہوا دادو جادو کو ہمنے کا حق سجدہ کیا ہفت اقلیم مین مشہور ہو جائیگا کہ سامری پرستون کے خداوند مسلمان ہو کر مارے گئے مسلمان اپنے مذہب کا اور زیادہ شرف بیان کرینگے آپسمین کہتے ہونگے سامری پرستون کا کیا بُرا مذہب ہی جو بڑے خداوند لقا مین وہ جا گتے پھرتے ہین ایک خداوند مسلمان ہو گئے مصور نے کہا ہمارے گھر کا غلام تھا صرف خداوند نام تھا مین نے خود اسکو بدو عادی تھی اُسی کا یہ انجام ہوا افراسیاب نے کہا ساری خرابیان خداوند لقا کر رہے ہین ہم انکو یہ سب گوارا ہوا

کہ مین براے قدمبوسی نہین گیا مرشدزادے آپ گواہ رہیے مین اقرار کرتا ہون اگر صرصر شمشیرزن لوح لیکر آئے
خداوند لقا کا پوجا پاٹ کرونگا خدمت مین اُسکی جاؤنگا طلسم ہوش رُبا مین قدرت کو بڑی دھوم سے لاؤنگا
سارے طلسم کی سیر کراؤنگا قدرت کو بڑی ہوس ہی کہ ابھی قبطولات پر پہونچین یہ کام میری کوشش پر موقوف ہی
جبدن مقصد کرونگا اُسی دن تخت ہوا پر سوار کرکے قدرت کو لیجاؤنگا قدرت کا قول ہی جبدن بالاے قبطول
جاؤنگا تقدیرات رنگا رنگ کرکے مردون کو جلاؤنگا افراسیاب یہ باتین کر رہا ہے طرف لشکر اسلام کے نگاہ
ہی یکایک دیکھا دور سے بونڈلا گرد کا اُڑا افراسیاب نے کہا کیا عجب ہی کہ صرصر شمشیرزن آتی ہو لیکن یہاں
مین یہ معرکہ گذرا عمرو جو چلا تھا پانچ کوس لشکر اسلام سے نکل کے ایک پہاڑ پر آیا دور سے دیکھا صرصر بھاگی
ہوئی جاتی ہی عمرو سمجھا کہ ابھی لوح اُسکے پاس ہی پہاڑ سے کود کر دوڑا لیکن صرصر اتنا بڑا کام کرکے آتی ہی
پشت پہلو سے ہوشیار رہا ان پیہ کھڑا ہا نیچے کھینچکر سنبھل گئی چہار جانب دیکھنے لگی اسنے جو پلٹ کے دیکھا عیار
معلوم ہوا دل سے کہتی ہو اے صرصر یقین کامل ہی کہ عمرو آپہونچا اب تو صرصر تیر چلی عمرو چاہتا ہی کہ اسکے
برابر پہونچون ہزار دو ہزار قدم کا فاصلہ ہی نہین پہونچ سکتا یہانتک کہ صرصر سامنے کوہ بلور کے پہونچی کھلا تو
اسکو ہو چکا تھا دور سے آواز دی اے شہنشاہ مین لوح لائی مگر اتنا کی تھک گئی ہون پاؤن سوج گئے میرے
پیچھے عیار آتے ہین یہ سنکر افراسیاب اُٹھ کھڑا ہوا خود جست کرکے پہونچا صرصر کو گود مین اُٹھا لیا کہا اے صرصر
بڑا کام کیا لوح طلسمی لائی صرصر نے کہا لونڈی نے جان لڑا دی افراسیاب نے لاکر پہاڑ پر صرصر کو اُتار دیا ملکہ
حیرت کی آمین جلیسین صنعت کی ہمراہ والیان صاحبان سرما و ابریق سب نے آکر صرصر کو گھیر لیا عمرو
نے دور سے دیکھا کہ صرصر کو افراسیاب گود مین اُٹھا کر لے گیا نخل کی آڑ پکڑ کر دیکھا کوہ بلور پر ہنگامہ ہو تعجیل
صورت تبدیل کرکے ایک ساحرہ حسین کی شکل بنکر تیار ہوا قریب پہاڑ کے آیا افغان و خیزان مبارک مبارک کہتا
ہوا بالاے کوہ پہونچا ایک کنیز نے پوچھا تو کون ہو ہنسکر کہا خیلا دیوانی ہوئی ہی تیری آنکھون مین چربی چھاگئی
ہی شمع رخسار میرا نام ہی محفل افروزی ہمارا کام ہی ہم نہون تو محفل مین اندھیرا ہے ہزارون اس شمع جمال
کے پروانے ہین سودا ے زلف عنبرین مین دیوانے ہین ہمیشہ ہمارا تمہارا بستر قریب رہتا ہی اسوقت ایسی گھبرائین
عمرو یہ کہتا ہوا غول مین ملگیا پہلے تو عرصہ دراز تک ہنگامہ رہا افراسیاب نے کہا یاروغل نہ مچاؤ ایسا نہو
عیاران اسلام آپہونچین صرصر نے کہا حضور سب عیار چل چکے ہین صحرا مین مین نے عمرو کو دور سے دیکھا تھا
جب تو مین نے غل مچایا وہ ضرور آگیا ہوگا نگوڑا چھلاوہ ہی ہوا کا تپکہ ہی پیچھے لوح تو اپنے پاس کیجیے عمرو
نے دیکھا کہ صرصر نے کمر سے لوح نکالی ہاتھ پر رکھکے افراسیاب کو نذر دی افراسیاب نے لوح کو رومال
مین لپیٹا تخت پر اپنے سامنے رکھ لیا صرصر سے حال پوچھ رہا ہی صرصر کیفیت عیاری عرض کرتی ہی عمرو بھی

داہنے کبھی بائین حیران کہ کیونکر لوح طلسمی لون کون سی عیاری کرون افراسیاب ایسا ساحر زبردست گرد وزیر وشیر گھیرے ہوے بیٹھے ہین افراسیاب نے فوراً ایک کاغذ اپنے ہاتھ سے لکھا جیب سے سونے کی تیلی نکالی اُسکے ہاتھ مین کاغذ دیا عمرو بشکل کنیز کھڑا دیکھ رہا ہو وہ تیلی کاغذ لیکر مثل برق آسمان مین ڈوب گئی کوئی نہ سمجھا کہ افراسیاب نے یہ کیا جعل کیا عمرو چاہتا ہو کہ جان جائے مگر لوح ہاتھ آئے کبھی قصد کرتا ہو تخت پر لوح رکھی ہو منھ کے بھل گر پڑون لوح اُٹھا لون مگر افراسیاب کا خوف دل سے کہتا ہو اے عمرو افراسیاب جلاکے خاک کردے گا زندہ نہ جانے دیگا اس خوف سے عمرو کھڑا ہوا دیکھ رہا ہو مگر یہ خیال ہو کہ دو چار پہر یہ یہان رہیگا کچھ عیاری کرونگا لوح نہ لیجانے دونگا عمرو دل سے یہ باتین کر رہا ہو کہ سامنے سے ایک زمیندار کو دیکھا انگوچھا سر پر دوہری مرزائی مارکین کی دھوتی آڑا جینو گلے مین پڑا ہوا کمبخت کے پنام کی تلوار چاندی کے تار کا اسپر کام کیا ہوا کوٹھی سنہری اُسٹی گٹوری کا قبضہ ٹیری سی سپر پشت پر چمر و دھا جوتا پہنے ہوئے پہاڑ پر چڑھ کر آیا غل مچاتا ہوا اے شہنشاہ دوہائی ہو تحصیلدار کی بدعت سے آپکی رعایا تباہ ہوتی ہو غلہ کی مہنگی خشک سالی ہو چکی ہو دانہ پیدا نہین ہوا اسٹر پر پالا ٹپڑا تحصیلدار ظالم سے پالا ٹپڑا اسامیان بھاگی جاتی ہین گوئیان بیل کی بک گئین کسی گھر مین لُٹیا باقی نہین تحصیلدار صاحب نے وارنٹ مع قرقی بھیجا ہو صبح سے آفت برپا ہو زمیندار نے یہ باتین تمام نہ کی تھین کہ چپراسی بھی آکر پہونچا پٹہ چپراس کا گلے مین اونچی کمر باندھے ہوئے کڑ ٹیری داڑھی غل مچاتا ہوا ارے کہان بھاگا جاتا ہو ٹھہر جا زمیندار نے کہا خداوند گسیان ملاحظہ کیجیے گھر بار کی تھلیا لٹیا قرق ہو گئی اب فقط جان باقی ہو اُسکے بھی لینے کے طاک ہین چپراسی نے آتے ہی کمر مین ہاتھ ڈالدیا کہا حضور یہ گنہگار سرکاری ہو تحصیلدار کے سامنے سے بھاگا ربیع کی ادھکڑی باقی ہو ہنیوت تو خریف کا بھی روپیہ ادا نہین کیا یہ بڑا سرکش ہو کئی مرتبہ قیدخانہ سے بھاگا وارنٹ سے نکل گیا جمعدار اتبک بیچارے قید ہین دونون مین جا نون جا تو ن ہونے لگی افراسیاب ہان ہان کرتا ہو چپراسی کہتا ہو حضور مین لیجاؤنگا آپ کون ہین جو دخل دیتے ہین زمیندار نے کہا ہمرے گسیان بادشاہ ان داتا دونون مین لڑائی موقوف نہین ہوتی افراسیاب نے کہا تامل کرو ہم فیصلہ کیے دیتے ہین دونون جا کر کنارے بیٹھے عمرو نے نگاہ ملائی زمیندار مہتر قران نامدار چپراسی عیار کامل مہتر ضرغام شیر دل آپسین نگاہین ملائین عمرو بشکل کنیز ہو بڑھکر کہا زمیندار صاحب بیٹھو ہاتھ اُٹھا کر طرف افراسیاب کے کہا ہم فیصلہ کرا دینگے اب دونون سر جھکا کے بیٹھے قران سے ضرغام شیر دل نے اشارہ کیا قبلہ و کعبہ آ پہونچے خلیفہ کچھ تدبیر کرو قران نے کہا بیٹا کیا تدبیر کرون افراسیاب چست و چالاک بیٹھا ہو لوح کو دیکھ رہا ہو کیا آنکھون مین خاک ڈالون کہو تو جاکر چھاتی پر چڑھ بیٹھون ایک بغدا مارون کہ سر پھٹ جائے ضرغام نے کہا خلیفہ یہ بیجا طلسم بند ہو بدون دست زبردست طلسم کشا قتل اسکا ناممکن ہو قران کہتے ہین شب تو ہونے دو

تاریکی میں اندھیر مچائینگے ایک پہلو سے عمرو نے جشن کو دیکھا کالے کالے موٹے موٹے ہونٹھ گٹھنا جسم بڑے
بڑے چوتڑ چلنے میں ہلتے ہیں گویا دو ٹکڑے پہاڑ کے آپس میں ٹکراتے ہیں تیغہ ہاتھ میں سپر پشت پر افراسیاب
کو جھک کے سلام کیا ملکہ حیرت سے عرض کی لونڈی کا پہرا نہ بدلا جائیگا حیرت نے کہا نقشہ آئے تو بدلوا دیا جائے
وہ جشن پہلو میں حیرت کے ٹہلنے لگی عمرو نے آنکھ ملا کے دیکھا دل میں خوش ہوئے کہ بکھیڑا ابھی آپ ہو بچا ہاتھ پھیلا پھیلا کے
افراسیاب سے باتیں کر رہا ہے یکایک حیرت نے پکارا گلشن ہماری خواص کہاں ہے کنیزیں دوڑیں عمرو نے دیکھا
سامنے سے ایک مہ جبین سرو قد غنچہ دہن تمکین بوٹا سا قد بھولی بھولی صورت واسطے مجرے کے خم ہوئی افراسیاب
نے جو نگاہ اٹھائی اسنے سینہ ابھار کے سلام کیا افراسیاب آن بان کو گلشن کی دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوا
گلچینی گلشن حسن و جمال کی کرنے لگا تیر دلدوز مژگان تو دہ دل پر پڑے افراسیاب بیچین ہو گیا کہا گلشن
کیوں مزاج کیسا ہے تیلی آنکھیں جھپکا کے شرما کے جواب دیا شہنشاہ سر میں میرے خلل ہے بند اچھا ہے کئی دن سے
ہڈیوں میں بخار رہتا ہے یہ کہکر ہاتھ بڑھایا افراسیاب نے ہاتھ تھام لیا نبض دیکھنے لگا آنکھ سے اشارہ کیا گلشن نے
مسکرا کر منھ چڑھا دیا انگوٹھا دکھایا بائیں ہاتھ سے زانو میں افراسیاب کے چٹکی لے لی افراسیاب اس ناز و ادا
پر تڑپ گیا قریب اپنے بٹھا لیا گلشن بیٹھو ہم تمھارا علاج کرینگے حکیم سے نسخہ لکھوائینگے مسکرا کر جواب دیا بیٹھے آپ
میرا علاج کیا کیجیے گا اشارہ طرف حیرت کے کیا کہ اپنی جورو کے سودے کی دوا کرو نیم حکیم خطرہ جان نیم ملا خوف
ایمان افراسیاب گلشن کو دیکھکر باغ باغ ہو رہا ہے جو بات کرتا ہے موزوں جواب ملتا ہے گلشن کے منھ سے
پھول جھڑ رہے ہیں افراسیاب نہال ہوا جاتا ہے گلشن بھی زانو دبا کے بیٹھی عمرو نے جو بہ نگاہ غور دیکھا
گل گلشن عیاری سرو بوستان طراری نامی و نامور بہترین بہتر چالاک بن عمرو زانو دبائے افراسیاب کا
بیٹھا ہے عمرو بشکل کنیز ہنستا ہوا بڑھا پکار کر کہا بی گلشن اب تو مقرب شہنشاہی ہو ذرا ہمارا بھی خیال رکھنا
چالاک نے خواجہ کو پہچانا مسکرا کر جواب دیا ہمیں سب کا خیال ہے اپنے کام میں مصروف ہو ہمارے سر میں درد ہے
ہم سے بات نہ کرو عمرو پیچھے ہٹ آیا پانچوں عیار عیاری میں طاق محفل میں افراسیاب کی پہونچ گئے ہیں
باعث یہ ہے کہ صرصر جھکی ماندی آئی لوح افراسیاب کو دیکر قصر میں جا کر سو رہی افراسیاب نے کئی مرتبہ
پوچھا صرصر کہاں ہے حیرت نے کہا صاحب اسکا گردہ دیکھو رات بھر لشکر اسلام میں رہی بیچاری نے نقب
کھودی کس مشکل سے لوح لیکر آئی اب جو لیٹی بیہوش ہو گئی گلشن نے دست بستہ عرض کی اسوقت حضور ایک طائفہ کو
حکم دیجیے جلسہ آراستہ کرلیجیے آنکھوں کو گردش دیکر کہا دور جام بھی ہو اسوقت شراب پینے کو دل چاہتا ہے افراسیاب
نے کہا اے گلشن چند ساعت تامل کرو لوح طلسمی کا انتظام کر لیں پھر کا ماسنو جلسہ آراستہ ہو آج شب بھر اسی مقام پر
رہینگے گلشن ہر بات میں تمھاری خوشی کرینگے گلشن نے تنلا کے کہا اے شہنشاہ لوح ملگئی اب انتظام کیسا آپ سے کون

بہتر ہی اپنے پاس رکھیے یا ملکہ حیرت کے سپرد کر دیجیے ایک بڑے سے صندوق مین رکھکر بھاری لوہے کا قفل لگا دیا جائے وہ قفل کوئی نہ توڑ سکے گا افراسیاب ان بھولی باتون پر ہنس پڑا کہا بی گلشن سو منزل پر لوح تھی ہر ملات طلسمی پیچ مین بندھے ہوئے تھے وہان تو مسلمان لوٹتے پھرتے جا پہونچے یہ چیزین صندوق مین رکھنے کی ہین گلشن نے کہا واہ شہنشاہ مجھکو دیجیے مین اپنے پاندان کی ڈبیا مین رکھ چھوڑون میری اشرفیان بڑی رہتی ہین وہ قفل کیسے کھولے سے نہین کھلسکتا دن رات جسوقت آپ مانگین گے امانت حاضر کرونگی افراسیاب نے کہا تو کیا جانے یہ بہت بڑی چیز ہی جان سے زیادہ عزیز ہی ایسے مقام پر بھیجون کہ طائر وہم و خیال بھی نہ جا سکے ایک ایک لمحہ مجھے شاق ہی ایک شخص کو بلایا ہی آیا چاہتا ہی گلشن نے کہا شہنشاہ وہ کون شخص ہی کہان سے آئیگا نام کیا ہی کوئی بڑا بادشاہ ہو گا افراسیاب نے کہا اُسکا نام و نشان میرے دل مین ہی جانثاری سرفروشی اُسکے آب و گل مین ہی اور وقت پر نام بتا وینگے ہر چند چالاک چاہتا ہی کہ دام تزویر مین پھنساؤن نام و نشان پوچھون کوئی عیاری کر گذرون لیکن افراسیاب چاق و چوبند ہوشیار چوکنا ہر طرف دیکھ رہا ہی کبھی چالاک کو جھڑک دیتا ہی کہتا ہی اے گلشن! دو باتین کرو لوح کا نام نہ لو ان باتون سے تجھے کیا کام ہی تو تو ایسا کھود کھود کے پوچھتی ہی جیسے کوئی عیار پتہ لگاتا ہی مجھے تیری باتون سے خوف آتا ہی یہ کلمات سنکر چالاک گھبرا گیا نہایت خائف ہوا اپنے مقام سے اُٹھا مسکرا کے کہا شہنشاہ آپ تو ہر ایک کو عیار جانتے ہین اپنی کنیز ان قدیم کو نہین پہچانتے ہین یہ کہکر پشت پر کھڑا ہو کر مگس رانی کرنے لگا عمرو سے آنکھ ملائی اشارہ کیا حضور سنتے ہین جو کچھ تدبیر کرنا ہو کیجیے لوح جایا چاہتی ہی عمرو گھبرایا مسکراتا ہوا آگے بڑھا برق بھی تڑپا قران و ضرغام یہ کہتے ہوئے اُٹھے حضور ہمارا فیصلہ کرا دین تحصیلدار صاحب گاؤن مین آفت مچا رہے ہونگے اب یہ سوچکر مہتر قران بڑھا کہ چالاک تو مایوس ہوا بشکل گلشن سر پر موجود ہی مگر رنگ نہین جمتا اب مجبوری کو نیست پڑ دیا تو اپنی جان دو یا لوح لیکر بھاگو پردہ رنگ بچانے والا ہی شاید کوئی سامان بن پڑے اب چھوٹون عیار اپنے اپنے طور سے آگے بڑھے اپنی اپنی کہہ رہے ہین افراسیاب کسی کو جواب نہین دیتا لوح پر ہاتھ رکھے بیٹھا ہی ہر چند کہ اسوقت صورت زیبائے گلشن پر مائل ہوا لیکن اب بات کا گلشن کے بھی جواب نہین دیتا محفل مین ذکر شراب و کباب ناچ رنگ کا نام نہین اب عیاری کیا کرین آمادۂ مرگ ہین کھیائے قضا مین حواس پراگندہ کچھ بن نہین پڑتا دن قلیل باقی ہی افراسیاب طرف صبح کے دیکھ رہا ہی کبھی لوح ہاتھ مین لیکر ٹہلتا ہی کبھی بیٹھا کبھی اُٹھا متحیر متردد کبھی حیرت سے کہتا ہی بڑا عرصہ ہوا حیرت جواب دیتی ہی مجھکو حکم ہو مین جاؤن جسکو فرمایئے بلا لاؤن افراسیاب نے کہا کسی کے جانے کا کام نہین ہی اے حیرت جادو وای زینت پہلو کوئی لفظ زبان سے نکال نہین سکتا جانتا ہون کہ دیوار در ہم گوش دارد و یقین کامل ہی اس جلسہ مین عیار ضرور موجود ہون اب کسی طرح پر دل کو اطمینان نہین آب و دانہ حرام ہی جسکو بلایا ہی وہ

گمنام ہی حیرت نے سر جھکالیا افراسیاب پھر ٹہلنے لگا یکایک صحرا سے گرد اُڑی افراسیاب دیکھنے لگا
ہر ایک کی نگاہ اسی جانب اُٹھی دیکھا کہ ایک نرہ گاو برابر فیل مست کے دم اُٹھائے ہوئے آتا ہی نزیر کوہ آکر جست
کی مثل برق پہاڑ پر آیا مُنھ اُٹھا کر سامنے افراسیاب کے کھڑا ہوا اُس زبان مین باتین کین کہ کوئی نہ سمجھا
افراسیاب سر ہلاتا جاتا ہی پشت پر نرگاو کے ہاتھ پھیرتا جاتا ہی اب اُسوقت عیارون کی بیقراری چاہتے
ہین افراسیاب سے لپٹ جائین اپنی جان مٹائین کیونکہ ہاتھ سے افراسیاب کے لوح لین گدھے نے بیل کہان
سے بلایا مگر کچھ چارہ نہین ہی افراسیاب نے چند باتین کر کے لوح اُٹھائی بیل نے مُنھ کھولا افراسیاب نے
بیل کے مُنھ مین لوح ڈالدی نرگاو نے مُنھ بند کر لیا جھم سے پہاڑ پر سے کودا اردوی کرتا ہوا طرف صحرا کے جاکر
چشم زدن مین غائب ہوگیا عیار بدحواس ہوکر پہاڑ سے کودے کئی کوس تک گئے مگر بیل کا نشان نہ ملا نقش پا تک
نہ پایا روتے پیٹتے خاک اُڑاتے طرف لشکر اسلام کے پلٹے زیر کوہ آکر دیکھا افراسیاب تخت زرین پر بیٹھا ہوا
مونچھون پر تاؤ پھیر رہا ہی اب سامان عیش و نشاط مہیا ہو رہا ہی عمرو نے کہا اب بالاے کوہ جاکر کیا کرین چلکر
سرداران لشکر سے اطلاع کرین دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی اب لوح کا کاہیکو پتہ ملے گا پانچون عیار خاموش و ملول حزین
چلے یہان لشکر اسلام مین ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ انتظار مین خواجہ و عیارون کے بارگاہ مین بیٹھی ہین اسد نامدار سر جھکائے ہوئے
اپنی غفلت پر نادم و پشیمان کہ ہرکارون نے بڑھکر خبر دی چھوٗون عیار آتے ہین اسد نامدار خواجہ عمرو کو دیکھکر براے تعظیم
اُٹھے مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے عمرو نے سر اسد نامدار کا سینہ سے لگا یا دامن سے اشک پاک کیے کہا اے نور نظر نہ گھبراؤ
انشاء اللہ لوح کی فکر ہوگی ملکہ مہرخ وغیرہ نے جو یہ سُنا گھبرا کر پوچھا کیون خواجہ انجام لوح کا کیا ہوا عمرو نے کہا کیا کہون ہم سب
عیار پہونچ گئے تھے مگر افراسیاب اپنے ہاتھ مین لوح لیے بیٹھا رہا آخر ہم کیا کرتے صحرا سے ایک بیل آیا افراسیاب نے اسکے مُنھ مین
لوح ڈالدی وہ مثل برق چمک کر غائب ہوگیا رنگ بہار متغیر باغبان کے جسم مین رعشہ مہرخ مو پریشان رعد و برق تڑپے
ہلال سحر افگن کا ہیدہ اُسوقت لشکر اسلام مین ہنگامہ عظیم برپا ہوا ہر سردار کو یاس ہر ایک کی زبان پر یہی
کلمہ جاری ہی اب طلسم ہوش رُبا کا فتح ہونا مشکل ہی اب لوح کیونکر ملے گی اسوقت باغبان قدرت سب
سرداروں کے قریب آیا کہا صاحبو ایسے کلمات حسرت آیات زبان سے نہ نکالو جس طرح ابکی ملی تھی اسی طرح پروردگار
پھر دلوائیگا اے شہنشاہ اوج عیاری اب ہماری راے یہ ہی کہ انجمن مشاورت منعقد کیجیے شمع راے روشن ہو چراغ
عقل گل نہ کیجیے ہوش و حواس درست رہین جنگ پر چست رہین جو ہونا تھا ہوا عمرو نے کہا میری راے بھی یہی ہی
چالیس سردار ایک مقام پر بیٹھین اس مقدمہ خاص مین صلاح کرین اگر آپ لوگ بتلائین کہ فلان مقام پر لوح
گئی اگر وہ ساحر آسمان پر رہتا ہوگا اپنے کو مثل دعاے مظلوم پہونچاؤنگا اگر تحت الثریٰ مین ہوگا تو مثل
قطرہ آب جذب ہو جاؤنگا سب سے زیادہ ملکہ بہار جادو کو افسوس ہی اپنی بارگاہ مین سر جھکائے ہوئے آئی

چھپر کھٹ پر لیٹی ذرا آنکھ بند ہوئی تھی کہ سعد بن قباد کو عالم خواب مین دیکھا چاہا کچھ کلام کرین بخت خوابیدہ نے مدد نہ کی آنکھ کھل گئی گھبرا کے چار جانب دیکھنے لگی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ اُداس عالم یاس کبھی خیال مین آتا ہی ای بہار افراسیاب در پے قتل دل خانہ خراب در پے آزار کس امر کی فکر کرین کیا کر کے دل کو بہلائین ایسے خیالات محالات مین طبیعت کو اُلجھن سروسہی قد وزیرزادی اُٹھکر آئی دیکھا ملکہ بہار حال پر ملال مین بیٹھی ہین گل سا چہرہ کملایا نرگسی آنکھون مین اشک حسرت آئینہ رخسار پر غبار حیرت گیسوان عنبرین مائل بہ پریشانی سراپا سے ہویدا ہے سروسامانی سروسہی قد نے بڑھکر بلائین لین پوچھا کیون واری اسوقت کیا تردد ہی کیا انتشار ہی اسوقت حضور کو بہت متوحش پاتی ہون رنجیدہ دیکھکر بہت گھبراتی ہون کون ایسا رنج تازہ درپیش ہوا کا ہے کا پس و پیش ہوا ملکہ نے ٹھنڈھی سانس بھر کر کہا ای سروسہی قد مین اپنے حال سے آپ بیخبر ہون ظاہرا نہ کوئی غم ہی نہ الم ہی فلک کجرفتار در پے ظلم و ستم ہی یہ فرما کر طرف آسمان کے سر اُٹھایا یہ اشعار حسب حال مخفی زبان سے نکلے اشعار

یارب این پرتو خورشید زرکاشانہ کیست
بزم آرائے کہ او بادہ پیمانہ کیست
گفت افسانہ بسیار رندانست کسے
تا گرفتار کہ او ملتمس جانانہ کیست
شد بامید ہمین خانہ عمرم ویران
گفت مخفی چہ کسم عاشق دیوانہ کیست

یارب این آفت جان ہمدم ہمخانہ کیست
یارب آن شاہ رخ و بادشہ کشور حسن
کہ درین انجمن آن مائل افسانہ کیست
عندلیبان بہ نگاہے دل خود باختہ اند
گر سر لطف بہ پرسی کہ تو دیوانہ کیست

بادہ لعل لبت را کہ بجا الفت نیست
دوش بر دوش بہ او گوہر یکدانہ کیست
دارو امروز بمن گرچہ نگاہے کرمے
یارب این لبرے از نرگس مستانہ کیست
گفتمش مخفی سودا زدہ دیوانہ لست

اس حسرت و یاس سے ملکہ نے یہ اشعار عاشقانہ پڑھے سروسہی قد بے اختیار رونے لگی کہا حضور حقیقت مین آپ نے آتش عشق کو خوب کانون سینہ مین چھپایا چپکے چپکے کلیجے کو جلایا للہ حال بیان کیجیے ضبط کو اسقدر کام نفرمائیے کہا ای سروسہی قد ہائے وائے کرنے سے کیا نفع ہوگا جو دل پر گذرتی ہی وہ گذرتی ہی کس سے کہین کدھر نکل جائین دمبدم سر پر بلائے تازہ نازل ہی جان بچانا مشکل ہی سروسہی قد نے کہا واری مین سمجھی جس وجہ سے آپ کی بیقراری ترقی پر ہی آج کل لشکر مین تلاطم ہی مین کسی سے ذکر نہ کرونگی آپ دو چار دن کے واسطے طرف کوہ عقیق کے تشریف لیجائیے شہنشاہ گیتی ستان کو دیکھ آئیے شاید کوئی ساحر زبردست گیا ہو اُسنے دشمنون کو رنج و ملال پہونچایا ہو اس وجہ سے حضور کی طبیعت کو بھی انتشار ہی دل تمردد منزل بیقرار ہی مشہور ہی شعر

دل زرا بدل ہیبت درین گنبد سپہر ٭ از سوے کینہ وا ز سوے مہر مہر ٭ اگر پانون مین معشوق کے کانٹا گڑا

قلب عاشق مین خلش پیدا ہوئی اگر گلرخسار معشوق جھونکے سے ہوائے گرم کے کمھلایا عاشق زار مثل بلبل نالان و زار ہوگا حضور دل کو دل سے راہ ہی کیا عجب ہی کہ کوئی صدمہ شہنشاہ گیتی ستان کو پہونچا ہو بڑے بڑے ساحر یہان سے جاتے ہین زمین سر پر اُٹھاتے مین ماشاء اللہ کیا صاحب لیاقت بندگان درگاہ والا ہین انکی

شان و شوکت کا ذکر کیا ہزارہا ساحران نامی اُنکے مطیع ہین سحر و ساحری مین جنکے مرتبے رفیع ہین اگر حکم دین مثل چاکران کمترین خدمت مین حاضر رہین مگر زبانی خواجہ عمرو کے سنا شہنشاہ نے ساحرون کا ساتھ رہنا قبول نہین فرمایا مکلل خان جادو بادشاہ طلسم گوہر بار سلیمانی فتح کردۂ نورالدہر بن بدیع الزمان شہنشاہ شہریار جادو ساحران خوشخو شاہان طلسم ہزار اسپ یہ تینون خداوند ساحران کہلاتے ہین مگر انپر تاکید ہے کہ ہماری مدد کو نہ آنا ورنہ اُنکی تمنائے دلی ہے کہ ہمراہ لشکر ظفر اثر جہاد کرین مگر حضور نے نہین قبول کیا اور ظل اللہ نے سلطنت بزور شمشیر لی نقابدار بنکے ایسے ایسے مقام پر مدد کی کہ صاحبقران نے خوشی ہوکر سلطنت دی تعریفین بادشاہ کی جو ملکہ سرو سہی قد نے کین ملکہ بہار جادو مثل گل شگفتہ ہوگئین یا تو آنکھون مین آنسو بھرے تھے یا ہنس پڑین کہا اے مونس و ہمدم تونے زبانی خواجہ عمرو مختصر مختصر سُنا ہے تاریخ تو اُٹھاکے دیکھ مین مقام و نشان بتادون جس مقام پر کہ صاحبقران کو فرامرز بن قارن عدلی نے عالم نفر مین گرفتار کیا تھا مین پہنچی شہنشاہ گیتی ستان نقابدار سیہ پوش بنکر برائے مدد لشکر اہل اسلام آتے تھے اور سیہ پوشی کا باعث یہ تھا کہ یہ غم مادر مین تھے انکے والد نامدار قباد شہریار عین شباب مین قتل ہوئے ہمارے شہریار بڑے صاحب حسب و نسب ہین والدہ ماجدہ انکی ملکہ ماہ مغربی دختر بلند اختر سکندر بن ہیکلان والد نامدار قباد شہریار نبیرۂ نوشیروان بچپن سے صاحب شوکت و لیاقت و جرأت ہین سرو سہی قد نے دیکھا ملکہ نے خوشی خوشی حالات تولد سعد شہریار و کیفیت حصول سلطنت بیان کی ذکر سے معشوق کے رنج و غم دفع ہوگیا چہرے پر سرخی آگئی سرو سہی قد بھی چھیڑ چھیڑ کے حال پوچھ رہی ہے اس ذکر مین ملکہ نے گلوری کھائی مُنہ ہاتھ دھویا کہ کنیز نے عرض کی مہتر برق فرنگی آپ کو بلانے آئے ہین ملکہ نے کہا بلالو برق فرنگی سامنے آیا برائے تسلیم خم ہوا ملکہ بہار نے پوچھا کہو مہتر صاحب خیر تو ہے تڑپ گیا کہا ملکہ کیا عرض کرون جو جفا درپیش ہوئی آپ کو بخوبی معلوم ہی نہین معلوم ہوا افراسیاب نے لوح کہان بھیجدی اب باغبان قدرت نے صلاح دی ہے کچھ نشان ملکہ محمور بتائینگی وہ بھی رازدار طلسم ہین کہ سب صاحب بیٹھکر صلاح کرین اب اسمین دیر مناسب نہین ہے ایسا نہو افراسیاب لشکرکشی کرکے آجائے آپ لوگ طلسم کشا کو ساتھ لیکر برائے لوح لشکر سے نکل جائین یہان جو لشکر پر گذرے گی جھیلین گے مرنے والے اپنی جان پر کھیلین گے ملکہ بہار اُٹھین ہمراہ مہتر برق فرنگی بارگاہ آسمانجاہ مین آئین دیکھا سترہ سو سردار جمع ہین خواجہ عمرو فرما رہے ہین یارو جو کام کرنا ہو کرلو پہر دو پہر مین آفت آیا چاہتی ہے افراسیاب جادو نے مقدمہ لوح سے فرصت پائی اب وہ خود لشکر لیکر آئیگا اُسکے سحر و ساحری کا کون بار اُٹھائیگا آخر باغبان قدرت و ملکہ بہار نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آپ کی ذہانت و متانت کو کیا ہم کہہ سکتے ہین مگر آپ سرور بار فرماتے ہین یہ سب خبرین افراسیاب جادو کو پہونچین گی جس انتظام کا قصد کیجیے گا اُسکے دفعیہ کا وہان انتظام

ہوگا ایک خیمہ بطور تخلیہ الگ استادہ کرائیے جس جس مشیران سلطنت و امیران اُبہت کو ہمراہ لیجیے وہان بیٹھکر پہر دو پہر مین صلاح معقول کیجیے اُسپر سب صاحب کاربند ہون اس رائے کو عمرو نے پسند کیا ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ ایک خیمہ کنارے پر لشکر اسلام کے استادہ ہوا عمرو و اسد نامدار و مہر برق فرنگی و ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و ملکہ مخمور سرخ چشم و رعد و برق و ملکہ برق لامع و شاہزادہ خورشید زرین سحر و شکیل جادو و نور نگار مہرخ خوشخو یہ بارہ سردار و خواجہ عمرو و نامدار اس خیمہ مین تخلیہ مین آکر بیٹھے اسد غازی مقام صدر پر گرد یہ سب خیرخواہان دولت صاحبان فطرت ولیاقت جمع ہین صلاحین بمقدمہ لوح طلسمی ہونے لگین ملکہ بہار جادو نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری کیا عجب ہے کہ یہ لوح افراسیاب نے دربند مہر و ماہ پر بھیجدی ہو اگر حقیقت مین لوح وہان گئی تو بیچ مین مقام طلسم صندل خاص رہگذر ہے لکھوا لیا در دسر ہے کہ اول طلسم صندل کو فتح کرے تب تا بہ دربند مہر و ماہ پہونچے یہ راستہ مدت مدید سے بند ہے مخمور نے کہا یہ صلاح ناپسند ہے ہم بارہ سردار قصد کرین رہبر کامل پہونچائیگا نشان لوح عنایت سے پروردگار کی ملجائیگا عمرو نے کہا ان سب سردارون کا لشکر سے نکلنا مین مناسب نہین جانتا اگر ملکہ مہرخ و بہار و باغبان قدرت لشکر ظفر اثر مین نہونگے لشکر کا تھمنا دشوار ہے یہ صلاح بالکل بیکار ہے اسد نامدار نے فرمایا ایسے ایسے اعتراضات بیکار ہین جستجوے لوح منظور ہے اسی طرح کی صلاحین مختلف ہو رہی ہین کوئی امر ابھی قرار نہین پایا خواجہ و اسد نامدار اسی تخلیہ مین موجود ہین دیکھیے فلک کیا سامان دکھاتا ہے گردش ناہنجار سے کیا پیش آتا ہے انکو اس حال مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان حیرت بیان افراسیاب خانہ خراب کے کہ لوح کو روانہ کرکے بر سر کوہ بلور مصروف عیش و سرور بڑے قہر و غضب مین آنا لشکر اسلام پر اور گرفتار کرکے سب کو لیجانا اور رہا ہونا مدبران سے و عیاری خواجہ عمرو بصورت حیرت اور دریافت ہونا مقام لوح کا افراسیاب سے اور روانہ ہونا طرف طلسم صندل کے بیان ہوتے ہین ساقی نامہ قمر

کوئی اب تو ساغر پلا ساقیا / شراب غم انگیز لا ساقیا
عجب رنگ پر تیرا میخانہ ہے / یہ ہے میکدہ یا عزاخانہ ہے
مصیبت کا سامان ہے ظاہر تمام / خمیدہ ہین خم منقلب ہین جام
کوئی آفت تازہ آنے کو ہے / فلک تنگ غم کا جانے کو ہے
کریگا کوئی آکے پھر سرکشی / عبث ہے غریبون پہ لشکر کشی
اُٹھا ساقیا جام مل بے خطر / تباہی کا ہے دور پیش نظر
نہ اسوقت کر ساقیا تو درنگ / کہ رندون سے لازم نہین غم کی جنگ
ترے ساقیا آج تیور ہین اور / کہ بدمستون کا میکدے مین ہے دور
بیچارون پر ظلم و جور و ستم / کرم کر کرم کر کرم کر کرم
عبث ساقیا مست مدہوش ہے / کہ مینائے مے پنبہ در گوش ہے
سنے کون فریاد رندان دہر / مئے عیش ہے صورت جام زہر
تلاطم ہے میخانہ مین دمبدم / تجھے ساقیا جام مے کی قسم

تجھے اپنی ناز و ادا کی قسم بدہ جام مے تا شود رفع غدر	بلا خیز زلف دوتا کی قسم قدیان خود را بیفزائے قدر	تجھے بادۂ ارغوان کی قسم فلک پر ہے جبتک کہ ماہ منیر	تجھے مہر پیر مغان کی قسم قمر اختر نظم ہوا وج گیر

اشعار مصحفی موافق مقام

در دیکہ در آئین وفا ہمرہ جان نیست
روز دل ما ہمچو شب ماتمیان نیست
گر قدر شناسی ز در اُفکنک سحری را
کین قاعدہ در سلسلۂ پیر و جوان نیست
خوش باش دلا تا ہمہ غمہا کہ درین دہر
ہر چند کہ از منزل مقصود نشان نیست

دردیست کہ این قابل پیدا و نہان نیست
ای خاک بران سر کہ براہ تو نشد خاک
زین گونہ دُرے در صدف سینۂ کان نیست
تا چند زنی تیر نگہ از خم ابرو
شہ را و گدا را ز دم مرگ امان نیست

از نجت سینہ شکوہ ام اینست کہ چون نیست
ای وائے بر آن دل کہ ز دردت فغان نیست
با زلف دل آشوب زبا سلسلہ تگسل
مجروح ترا حوصلۂ تیر و کمان نیست
نومید مشو مصحفی و در رانہ قدم نہ

چہرہ گرفتاران مجلس ظلم و جفا اسیران دام حسرت وانجام محنت و بلا خانہ زنجیر بیان مین یون نقل کرتے ہین شعر مصنف فصیحان جادو بیان دمبدم رقم کرتے ہین حال اندوہ وغم افراسیاب جادو بعد روانہ کرنے لوح طلسمی کے فرحان و شادان بر سر کوہ بلور بصد سرور مصروف عیش و نشاط ہوا حیرت جادو سے کہہ رہا ہے ای خاتون محل لوح مین نے ایسے مقام پر بھیجی ہے اگر تمام عالم جستجو کرے سایہ نشان لوح مین نہ پہونچ سکے ملکہ حیرت کے بے اختیار منہ سے نکل گیا ای شہنشاہ کیا طلسم مین لوح کو روانہ کیا افراسیاب نے ہنسکر کہا ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان ای سرو باغ خوبی ای غنچۂ حدیقۂ محبوبی جان و مال تیرے نام پر نثار ہے مگر اس مقدمہ مین تفتیش بیکار ہے سب صاحب اس بات کو بگوش ہوش سن لین مقدمہ لوح مین کبھی کوئی صاحب کلام نہ کرین مجھسے نہ پوچھین ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کو مین نے آگاہ نہین کیا اس گوہر آبدار کو صدف قلب مین چھپایا جب مین نے ملکہ حیرت کو آگاہ نہ کیا اور کسی کی کیا حقیقت ہے اب کل کام ماہ دولت اپنے ہاتھ سے کرینگے مسلمانون نے بڑے صدمے پہونچائے اب ماہدولت کے پنجۂ ظلم سے بچکر کہان جائینگے اب ماہدولت کسی کا پاس ولحاظ نہ کرینگے بی حیرت جادو اپنی ہمشیرہ صاحبہ کو لکھ بھیجیے کہ رومال سے ہاتھ باندھ کے چلی آئین ورنہ اب جان بچنا دشوار ہے کسی سردار کو نہ بھیجونگا اپنے دست زبردست سے جا کر سحر کرونگا میرے حربے کو کون روک سکیگا اگر سامری و جمشید ہوتے ماہدولت کو بخدائی مانتے مین خداوند طلسم ہون میری وجہ سے نام سامری و جمشید روشن ہوا کون انکو جانتا تھا یہ مذہب تو ہمیشہ سے بے گانٹھ کا کونڈا ہے خداوند لقا بھگوڑے بندون کے ہاتھ سے بھاگتے پھرتے ہین سامری و جمشید جو چولہے لگے آگ مین جل گئے لات و منات کا اب تک کچھ پتہ نہین ملتا پھر کسکو خداوند جانون مین اپنے طلسم کا خداوند ہون کسکی مجال ہے جو مجھسے لڑ سکے اشارے مین سحر تیار کرتا ہون چونکہ اب دماغ افراسیاب گرم ہے نشہ مین بلبلا

رہا ہی شان وشوکت دکھا رہا ہی حیرت جادو ایسی معشوقہ پہلو مین نشۂ شراب سے مست بادۂ دولت سے
سرشار ساغر صہبائے مکنت وحشمت سے اپنے جامہ سے باہر ہی رات اسی عیش مین بسر کی نازنینان ماہ رخسار کی
اُداسی رنگ سفید وقت صبح امید فرش پر تارے مثل انجم درخشان لباس سے نازنینانِ ماہ پیکر کے گرے ہین وہ فرش
رشک آسمان ہو رہا ہی شمع ہائے مومی و کافوری لہرا گئین لگن مین پروانون کا انبار درختون پر طائران
خوش الحان مصروف ثنائے رب دوجہان شراب کے نشہ کا اُتار آنکھون مین معشوقون کے نیند کا خمار افراسیاب
نے چاہا دربار برخاست کرے کہ حیرت جادو نے دیکھکر کہا ای شہنشاہ اب مین سامان لشکر کشی کرون مقابلہ
مین مسلمانان کے جاؤن جاتے ہی جنگ آغاز کردون میدان جنگ لاشہ ہائے مسلمانان سے بھردون افراسیاب
نے کہا ای ملکہ عالم میرا یہ قصد ہی کہ ابکی مرتبہ اس طرح کی لشکر کشی کرون کہ ایک ہی مرتبہ خاتمہ ہو جائے
لڑائی کو بہت طول ہوا تو مسلمان کو مرتبہ جاہ وحشم حصول ہوا ما بدولت نے بھی غفلت کی انتظام کا خیال نہوا
بس اب کی مقابلہ مین خاتمہ ہی حیرت جادو نے کہا رقعہ جمشیدی مین ملاحظہ تو فرمایئن کہ اب مسلمان کس حال مین
ہین ایسا نہو کہ اسد غازی کو ہمراہ لیکر فرار پر قرار کرین طرف کوہ عقیق کے چلے جائین بڑے بڑے کارگزار سرداران
عالی وقار ہمراہ طلسم کشا موجود ہین لوح طلسمی کے تو لینے سے اب مایوس ہوئے جان بچا کر نکل جائینگے اُنکا روکنا
ضرور ہی آیندہ فساد برپا کرینگے جاکر لشکر حمزہ سے ملین گے پھر آپ پر پنجہ قابض ہونا دشوار ہوگا وزرا نے بھی
کلام لیاقت انجام حیرت کی تائید کی کہا ای شہنشاہ حقیقت مین ملکہ نے بہت بجا ارشاد فرمایا یہ خبر تو آئی تھی
لوح طلسمی نکل جانے سے مسلمان بہت بدحواس ہین لوح طلسمی ملنے سے بہت بلبلاتے تھے جامہ سے باہر ہوئے جاتے
تھے اُن سب کو یقین مرگ ہی خبر لینا واجب لازم ہی افراسیاب نے پوچھا یہ سب سچ کہتے ہین بڑا خیال ملکہ
مخمور و بہار جادو کا ہی یاد بہار جو آئی رنگ رو متغیر یاد مخمور مین نشہ اُتر گیا ساغر دل شراب غم و الم سے
بھر گیا گھبرا کر رقعہ جمشیدی اُٹھایا مضمون لشکر مسلمانان دیکھنے لگا چند سطرین پڑھکر بہت خوش ہوا رقعہ کتاب
مین رکھدیا تاج ہین کے لباس جسم پر آراستہ کیا کہا ای حیرت لو آج تمھاری آرزو دل پوری ہوئی دو عیار گیارہ
سردار ایک خیمہ مین بیٹھے ہوئے صلاح کر رہے ہین تم کہتی تھین وہ بھاگ جائینگے وہ آمادۂ حرب و پیکار ہین یہی صلاح
ہی کہ لڑین بھڑین لوح طلسمی کی جستجو کرین طلسم کشا بھی اُسی خیمہ مین ہی ساربان زادہ بھی موجود ہی بہار و مخمور
باغبان روح رعدان لشکر ہین رعد و برق و برق لامع کلان افسر ہین اسطرح یہ جملہ سردار ایک خیمہ مین
ایک جا ہوئے ہین مین جاکر ان سب کو لاتا ہون ایسے مقام پر قید کرون عمر بھر رہائی نہو تڑپ تڑپ کے مرین موت
مانگین اور موت نہ آئے حیرت جادو نے کہا مین بھی چلون سرمانے عرض کی مین سبکو جاکر ٹھنڈا کردون برق
نے کہا حضور جاتے ہی پتھر برساؤن افراسیاب ہنس پڑا کہا ای وزیر اعظم ملکہ بہار و مخمور و باغبان وغیرہ

اُس جلسہ مین موجود ہین کیا کسی کی مجال ہی جو انکے سامنے جائے یا سحر کرکے ہونٹ ہلائے ما بدولت کے تعلیم کردہ
ہین تم لوگون سے برابر مقابلہ کرینگے اور کہین بہار کا گلدستہ چل گیا تنکے چنوادیگی مخمور شرابی بنادیگی بیہوش
کرکے قتل کریگی جو اُسکے مقابلہ مین جائے سحر اُتر جائے تم لوگ جاکر کیا کروگے ما بدولت جاتے ہین یہ کہکر افراسیاب
جادو بقہر و غضب تمام سمت لشکر اسلام چلا ستارہ تھا کہ چمک کر آسمان مین ڈوب گیا بعد جانے افراسیاب
کے حیرت کو بھی تاب نہ آئی بیقرار ہوگئی وزیرزادیون سے کہا شہنشاہ یکہ و تنہا گئے ہین سار بان زادہ
دوسرا انگوڑا بھوریا دونون مکار جعلساز اُس جلسہ مین موجود ہین ایسا نہو کسی دام مکر مین ہمارے شہنشاہ کو پھنسائین
اپنے کو خداوند بنائین ساری سحر و ساحری بھول جائین لہذا میرا جانا واجب و لازم ہی جس طرح بنے مین اپنے
کو پہونچاؤن وزیرزادی نے عرض کی لونڈیان غلام بھی ساتھ چلین آج کی لڑائی بھی دیکھنے کے لائق ہی شہنشاہ
پر سحر مین کون فائق ہی خوب سحر ہونگے ہم لوگ بھی چلکر شراکت کرین جنگ سحر و ساحری کا تماشا بھی دیکھین
حیرت نے کہا نہین شہنشاہ منع کر چکے ہین تمھارا چلنا مناسب نہین مین یکہ و تنہا جاتی ہون وزیران سلطنت
مشیران ابہت کو روک کر آپ خود یکہ و تنہا طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی
لیکن یہان خواجہ کو شب بھر اسی مشورے مین گذری کہ رائے ہر ایک کی مختلف ہی باغبان المیا راز دار بھی
معترف ہی کہ ای شہنشاہ عیاران داے افسر خنجر گذاران حقیقت مین ابکی افراسیاب نے ایسے مقام پر لوح
بھیجدی کہ ہم مین سے کوئی اُس مقام کا نشان نہین سمجھ سکتا توکلت علی اللہ سفر کیجیے شاید گوہر مراد دستیاب ہو عمرو
نے کہا ای باغبان عالیشان سفر کی کیا احتیاج ہی اسی مقام پر جنگ شروع ہوجائیگی کوئی سردار ایسا بھی آئیگا
کہ لوح طلسمی کا بھی حال کھل جائیگا جب اس مقدمہ مین آپ سب صاحب حیران ہین پھر سفر و حضر دونون یکسان ہین
ایسی ایسی صلاحین بیکار ہو رہی ہین کل لشکر اسلام چند قدم ہٹکر فرد کش ہی میدان ورسالدار اپنے اپنے خیمون مین بیٹھے
ہوئے دیکھ رہے ہین یعنی ہمارے آقاے نامدار اس خیمہ مین جلوہ فرما ہین دور سے ہم لوگ نگاہبان ہین یکایک سب نے
دیکھا کہ آسمان سے ایک ابر سیاہ مثل اژدر مہیب شعلہ زن پیدا ہوا اسمین برق کی چشمک زنی اسقدر جلد زمین پر
گرا کہ آنکھین سب کی جھپک گئین لیکن اب جو آنکھین کھولکر دیکھا افراسیاب جادو بصد قہر و غضب دروازے پر
اُس خیمہ کے کھڑا ہی غصہ مین کانپ رہا ہی سبھون نے چاہا غل مچائین کہ ای فرخ و بہار وغیرہ ہوشیار ہو جاؤ
دشمن آ پہونچا افراسیاب نے طرف لشکر کے کچھ اشارہ کیا سب پر پتھر برسنے لگے لشکر کو اس بلا مین پھنسا کر
پردۂ خیمہ کا اُٹھایا دیکھا سرداران مذکور بیٹھے مشورہ کر رہے ہین اُسوقت بہار کے مُنھ سے یہ نکلا تھا کہ خواجہ
نہ گھبرائیے باغ عالم مین کبھی خزان کبھی بہار ہی باغبان قضا و قدر مالک و مختار ہی انشاء اللہ پتہ لوح کا ملے گا
غنچۂ آرزو کھلے گا یہ سنکے افراسیاب نے نعرہ کیا او بہار دیکھ غنچہ آرزو کھلتا ہی تیرا گل حیات خاک مین ملتا ہی

افراسیاب کو دیکھکر سرداروں کے ہوش اُڑ گئے قصد کیا اپنے اپنے مقام سے اُٹھین افراسیاب نے زبان ہلانے کی مہلت نہ دی یا سامری کہکر ایک دو ہتڑ زمین پر مارا شعلہ ہاے آتش اس ناری کے منھ سے نکلے کل بارگاہ مین نام دود کے سحر سے دھوان چھاگیا ہر ایک کا قلب تھرا گیا سب گر کر بیہوش سحر فراموش ہوا دامن گرداتا ہوا آستین چڑھاتا ہوا باہر خیمہ کے آیا تیجوا اشارہ کیا آندھی سیاہ چلی خیمہ مثل تنکے کے اُڑ گیا دور سے اہالیان لشکر نے دیکھا کہ سب سردار مع خواجہ برق بیہوش پڑے ہین افراسیاب دونون پانون مار کر غرق زمین ہوا بعد تھوڑے عرصہ کے طبقہ زمین کو ہاتھ پر رکھکر اُبھرا پھر غصہ مین نعرہ کیا سامری جمشید کو پکارا اتنے طبقہ زمین کو لیکر مع سردارون وخواجہ وغیرہ کے بلند ہوا معلوم ہوتا تھا کہ ایک تنکا اُٹھا لیا طبقہ زمین ہاتھ پر تاج شاہی بر سر بند قبا ٹوٹے ہوئے کڑیان زرہ کی اُلجھی ہوئے نعرے کرتا ہوا طرف آسمان کے زمین سے کئی سو گز بلند وہ خود پسند روانہ ہوگیا لشکر مین فریاد والغیاث کا شور ہوا مہترین مہتر چالاک بن عمرو پڑا ہوا سو رہا تھا غلغلہ جو ہوا آنکھ کھل گئی دیکھا صدہا آدمی مرے پڑے ہین کسی کا سر پھٹ گیا کسی کا ہاتھ ٹوٹ گیا پوچھا صاحبو خیر تو یہ کیا بلا نازل ہوئی سردارون نے کہا اے نور نگاہ خواجہ عمرو بڑا غضب ہوا ہے افراسیاب جادو آیا تھا لشکر کو پامال کیا پتھر برسا سنگدل نے صدہا کو مارا خواجہ عمرو و اسد وغیرہ کو مع طبقہ زمین اُٹھا کرے گیا وہ دیکھو آسمان پر گرکتا ہوا جاتا ہے چالاک کے ہوش اُڑ گئے بتعجیل سُرخ موے کا کلکشا وہلال سحر افگن وغیرہ چند سردارون سے بلا کر کہا صاحبو کارگذاری کرو لشکر کو روکو ایسا نہو گھبراہٹ مین بخوف جان بھاگ کر نکل جائین پھر لشکر کا جمع ہونا دشوار ہوگا مین جاکر دیکھون کہ ان سب کو کہان لیگیا اگر موقع پاؤنگا دیکھکر واپس آؤنگا آپ لوگون کو خبر کرونگا جیسا موقع ہو آپ لوگ نامہ مندرج مضامین حال گذشتہ لکھکر طرف طلسم نور افشان کے روانہ کر دین کوکب وبران اس حال مصیبت مآل سے آگاہ ہو جائین آیندہ جو منظور پروردگار ہے یہ کہکے چالاک نے فوراً با نہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے جس طرف افراسیاب جادو گیا تھا اُسی سمت یہ بھی پاے شاطری مارتا ہوا چلا مگر دل سے کہتا ہے اے چالاک راہ مین عیاری کرنا افراسیاب پر دشوار ہے کہ دگا دشمن کیا ہے کیا تدبیر کرون افسوس لشکر کا کوئی سرپرست باقی نرہا اگر اسد غازی کو لے گیا تھا قبلہ وکعبہ ہا رہتے سب طرح کا انتظام کر لیتے اب کون فریاد کو پہونچے مہرخ وبہار وباغبان وغیرہ بھی گرفتار ہوگئے مایوس رہتا ہوا چالاک ادھر جاتا ہے لیکن افراسیاب طبقہ کو لیے ہوئے سناٹا بھرے ہوئے جاتا ہے باغبان وغیرہ بیہوش ہین آنکھین پتھرائی ہوئین اگر موج ہوا سے آنکھ کھل گئی اپنے حال زار کو دیکھ رہے ہین کہ طبقہ پر زمین کے پڑے ہین افراسیاب نہین معلوم کہان لیے جاتا ہے دل سے کہتے ہین کہ کچھ اور نہ کرے صرف اس مقام سے چھوڑ دے استخوان ریزہ ریزہ ہو جائین نہ ہاتھ پانون مین طاقت نہ آنکھون مین بصارت ساتھ والے

سب بیکار خواجہ عمرو ہم سے زیادہ مجبور و ناچار آج افراسیاب کو ہم پر غصہ قیامت کا آیا اب
زندہ نہ چھوڑیگا مثل نقش پا مٹا دیگا قضائے کار افراسیاب آتے آتے سرحد زعفران کوہ مین پہونچا
ملکہ زعفران زعفران پوش اپنے کوہ فلک شکوہ پر بصد ناز و ادا مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہے کئی ہزار
کنیزان خوش رو ہمتن با ہوش نیکخو حاضر ہین ایک کنیز نے پکار کر کہا حضور دیکھیے آسمان سے کیا بلا آتی ہے زعفران
نے سر اُٹھا کر دیکھا وہ کیفیت نظر آئی کہ زعفران کا چہرہ زرد ہو گیا بہ نگاہ غور دیکھکر پہچانا کہ افراسیاب
جادو طبقہ زمین کا ہاتھ پر لیے ہوئے چند ستارے اُس طبقہ پر چمک رہے ہین کئی مرد بھی بیہوش پڑے ہین اب افراسیاب
مائل بہ پستی ہوا زعفران یہ دیکھکر اُٹھ کھڑی ہوئی اور کہا جلد جلد آراستہ ہو جاؤ محفل کو بھی درست کرو شہنشاہ
افراسیاب کچھ گنہگارون کو پکڑ لائے ہین زمین پر آتا ہے میری سرحد مین انکو قتل کریگا گنہگارون کے خون سے
ہاتھ بھریگا مین جاکر استقبال کرون ورنہ باعث خرابی ہوگا یہ کہکر زعفران جادو کوہ سے اُتری آراستگی محفل کو حکم
دیا آپ خرامان خرامان چلی مگر افراسیاب زمین پر اُتر رہا ہے اُدھر سے چالاک بن عمرو افتان و خیزان آکر پہونچا
نخل کی آڑ پکڑ کر اسنے بھی دیکھا کہ افراسیاب قریب آکر ایک چشمہ کے پاس جوش مین اُتر رہا ہے ادھر سے چالاک پسینہ پسینہ
تاج ڈھلکا ہوا تیور پر بل زمین پر آتے اُترتے چشمہ کو نگاہ قہر سے دیکھا وہ چشمہ جوش مار کر اُبلا افراسیاب نے وہ
طبقہ زمین کا جسپر سرداران نامی خواجہ عمرو و اسد نامور وغیرہ بیہوش پڑے ہین چرخ دیکر چشمہ پر پھینک مارا
چالاک دور سے دیکھ رہا ہے اُس آب سحر مین ایک جوش و خروش پیدا ہوا عرصہ دراز تک موجین بلند کبھی
مچھلیان نکلتی تھین کبھی نہنگان خون آشام نکر گھبرائے ہوئے لب دریا سے سر ٹکراتے تھے کبھی پانی سے دھوان نکلا
دیر تک صدائے ہا ہو بلند رہی بعد عرصہ دراز پانی کو سکوت ہوا جوش و خروش موقوف ہو گیا چالاک نے دیکھا
اب وہ آب نایاب مثل آب گوہر صاف شفاف موج مار رہا ہے تیرہ حباب سطح آب مین قائم ہین صاف اُن حبابون سے
ظاہر ہے کہ چشمہ کی آنکھین پتھرا گئین اب افراسیاب نے چند سنگریزے اُٹھا کر دریا مین پھینکے وہ سنگریزے دریا مین
ٹکڑے ہوئے اب چالاک نے دیکھا تیرہ پیر کوے جو دریا کے کنارے پر ہوتے ہین اکثر ناظرین نے دیکھا ہوگا سیاہ
رنگت قد مین ہنس سے کمتر پیدا ہوئے یہ تیرہ پیر کوے ظاہر ہو کر مثل شعلہ جوالہ طرف اُن حبابون کے جھپٹے ایک ایک
پیر کوا ایک ایک حباب سے لپٹ گیا کبھی زبان سے اس حباب کو چاٹتے ہین کبھی گرد چرخ مارتے ہین افراسیاب
اسطرح اُن غریقان دریائے مصیبت و گرفتاران لطمۂ آفت کو بلائے سحر مین پھنسا کر پلٹا ملکہ زعفران زعفران پوش
یہ کیفیت دیکھکر بد حواس کھڑی کانپ رہی ہے مُنہ سے آواز نہ نکلتی تھی جب افراسیاب پلٹا ملکہ زعفران
نے جھک کر سلام کیا افراسیاب کی نگاہ جمال جہان آرائے زعفران پر پڑی ہنسنے لگا پوچھا اے ملکہ عالم
تم کہان عرض کی سامنے کوہ زعفران ہے سرحد کنیز مین حضور تشریف لائے یہ کسکو حضور نے قید کیا یہ کون لوگ تھے

افراسیاب نے زعفران کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا سراپا پر نگاہ کبھی آہ کبھی واہ صورت زعفران کی بہت
پسند آئی جواب دیا مسلمانون نے بہت سر اُٹھایا تھا عیارون نے بڑا ہنگامہ مچایا تھا لوح بھی لیلی نژادہ طلسم کشائی
کا رکھتے تھے مابدولت کو جب خیال آیا لوح چھین لی سب کو لاکر اس تالاب مین قید کیا ای زعفران یہ سحر
ساختہ سامری ہی اس سحر کے طریقے مین افسونگری بھری ہی یہ سحر آبرو دار ہی دریا پر کرتے ہین مابدولت نے تالاب پر
کیا اب یہ سحر نایاب ہوا دیکھنے والا آب آب ہوجائے آبرو ریزی ہو اس آب سحر کی ایک ایک موج سنان جانستان یا خنجر
بران گرداب محیط آفت کنارہ اسکا کنارہ صحرائے قیامت یہ پیرکوے جو مقرر کیے ہین چشم دشمنون کے چاٹ رہے ہین چالیس دن
مین گھلکر پانی پانی ہوجائینگے اب پناہ پانی مشکل ہی ہر ایک پیر کو ابیر ہی دشمن کے مٹانے کی کامل تدبیر ہی برائے استقبال
افراسیاب ہزارہا کنیزین بھی کوہ سے اُتر آئی ہین چالاک بھی پلٹا ہوا آیا ہی ایک کنیز کی شکل پر مجمع عام مین ملا ہوا
چلا آتا ہی یہ سب باتین سنرہا ہی مصیبت پر اپنے سردارون کی سُر دھن رہا ہی افراسیاب بالاے کوہ آیا زعفران نے تخت
آراستہ کیا افراسیاب آکے تخت پر بیٹھا گرداگرد کنیزان زرین پوش جمال زعفران پر ہر وقت افراسیاب نگاہ
حیرت سے دیکھتا نشیلی انکھڑیون پر جو نگاہ پڑی نشہ ہوگیا جھومنے لگا دل سے کہتا ہی زلف عنبرین کو اگر سنبل سے
مثال دون سراسر خطا ہی پیشانی نورانی پر ماہ عالم افروز کا دھوکا ہی خال کو کس سے تشبیہ دون ستارہ سحری کہون یہ مثال
بہت سعید ہی ابرو ہلال عید ہی آنکھون کو چشم غزال سے مثال دینے مین دل کو وحشت ہی اسکے نظارہ سے دیدۂ دلکو
فرحت ہی گردش چشمان دلربا سے لیل ونہار کو حیرت ہی نرگس خود آنکھین چراتی ہی ان سے کب آنکھ ملاتی ہی
لب غنچہ سوسن دندان دُر عدن بات مین مسیحائی کلام معجز نظام مین دلربائی سینہ پر نار پستان میوۂ باغ
رضوان موے میان نازک معدوم عنقا کی جستجو غیر مفہوم آگے مقام حجاب ہی آداب حُسن دورباش کہتا ہی شگاف
کلک وزبان کا نشان ملا یا صدف بحر خوبی کہون غنچہ ناشگفتہ سے مثال دون ساق بلورین شمع انجمن
زیبائی کف پا سے مثال پنجہ مرجان ہاتھ آکے سراپا حسن سے معمور حور کہنا عقل کا قصور ایک جانب صحراے
سبزہ زار کوہ فلک شکوہ پر چمنستان کی بہار چمن ہاے طولانی ایک ایک نخل سرسبز وشاداب ولاثانی جب
شمیم گل آئی ہی صبا عطر مجموعہ لاکر سنگھاتی ہی افراسیاب نے جو کچھ رنج وملال اُٹھایا اس مقام پر بہار
کو دیکھکر غنچہ خاطر شگفتہ ہوا پہلو مین معشوقہ زعفران ایسی خوشخو گرداگرد کنیزان ماہرو سامنے باغ پر بہار
لپٹین پھولون کی آرہی ہین کنیزان گلعذار جوبن اپنا دکھارہی ہین جوانان چمن اکڑ رہے ہین عندلیبان
خوشنوا شاخ گل پر نہال فاختاؤن کو کو کو وہان

نظم

غیرت طائر زرین ہی ہر اک مرغ چمن
باغبان سمجھے فلک سے کوئی تارہ ٹوٹا

پھول جو چاندنی کا ہی گل مہتاب ہی وہ
ٹوٹ کر کوئی زمین پر جو گرا برگ سمن

نور پر آئی ہی امثال بہار گلشن
ہر شجر نور مین ہی غیرت نخل ایمن
گل کے تختے جو شگفتہ ہین گئی اسکے پاس

باغبان کہتے ہین سب پی ہی شام سوسن
چھپ گیا چاندنی کا پھول جو پیچ سین کوئی
سنقلون کی روش یک زیبت تماشائے چمن
طرب انگیز ہی ایک ایک ہوا کا جھونکا
رنگ گل کھیلتے ہین سارے جوانان چمن

ہر چمن نور مین مطلع گل خورشید کا ہی
شبہہ گلچین کو ہوا صاف کہ ہی چاند گہن
آب و تاب ایسی ہی اس رنگ کی شادابی ہے
شورش برگ درختان ہی صدائے ارغن
باغبان مست صبا مست شمیم گل مست

سرخی لالہ و گل ہی شفق صبح سمن
آتش گل کو صبا اور بھی بھڑکاتی ہی
جوہری ہوتے تو جانتے ہین دُرِّ عدن
فصل گل آئی ہی کیا باغ مین اک ہولی ہی
بلبلین نغمہ سرا کبک دری قہقہہ زن

افراسیاب کی بھی چمنستان پہ نگاہ کبھی گلچینی گلشن حسن ملکہ زعفران پوش محبت کا دل مین جوش حسن دلفریب دیکھکر بھول گیا کس کام کو مین آیا تھا وہ بھی بھول گیا یہ حال پر ملال جو چالاک نے دیکھا دل مین سوچا کہ ای چالاک اگر عیاری کی کل اہالیان جلسہ کو مع افراسیاب بیہوش کیا کیا مراد حاصل ہوگی رہائی سرداران نامی کی غیر ممکن اب کیا تدبیر کرون آنکھون مین آنسو بھرے ہوے افراسیاب کو جو دیکھا مصروف عیش و نشاط و مجلس فرحت و انبساط چالاک کا غنچہ خاطر پژمردہ ہوا روتا ہوا پہاڑ سے اُترا ایک نخل کے سایہ مین آکر ٹھہرا تختہ عقل پر قرعہ تفکر کو پھینکا شکلین بے انتہا سامنے آئی ہین خانہ فرح و انبساط کی صورت نہین دکھاتی ہین ستارہ گردش مین فلک بربادی کی کوشش مین کبھی سوچتا ہی جاکر لشکر مین خبر کرون افراسیاب جادو یہان مصروف عیش رہے وہ لوگ سحر کرکے قیدیان بلا کو رہا کرین تالاب کو خاک مین ملا دین لیکن پھر کہتا ہی وہ سحر خانہ خراب افراسیاب کا ہی کسکی تاب ہی کہ جو اُس تالاب پر دست انداز ہو کوئی اسکا ہمسر ہو تو اسکو یہ شرف میسر ہو بعد چند ساعت کے اُٹھے گا طرف باغ سیب کے چلا جائیگا ہمارے کیا ہاتھ آئیگا اگر جاکر پہاڑ پر سختی اٹھاؤن افراسیاب کو بیہوش کرون سراسر عقل کے خلاف ہی اسکے بیہوش ہونے سے سحر نہ اُتریگا جب یہ قتل ہو تب سحر مٹے قتل ہونا اس بیحیا کا دشوار ایسے مقام پر کوشش بیکار جب کچھ عقل نے کام نہ کیا روتا ہوا قریب اُس چشمہ کے آیا دیکھا وہ پیر کوے جا بجا یون سے لپٹے ہوے ہین کراہنے کی سردارون کے آواز آتی ہی ایسی دردآمیز صدا ہی کہ شکر دل کٹتا ہی کبھی صدائے بہار آتی ہی کبھی آواز مخمور کبھی اپنے قبلہ و کعبہ کی صدا سنتا ہی کہ آہ آہ کر رہے ہین کبھی صدائے اسد شیر دل ایسی دردآمیز مصیبت خیز آتی ہی کہ جی چاہتا ہی اپنا گلا کاٹ ڈالون مگر یہ صدائے وحشت انگیز نہ سنون افراسیاب کی زبان سے سن چکا تھا کہ یہ پیر کوے جاٹتے چاٹتے جسم ان سب کے کھا جائینگے اندر چالیس دن کے استخوان پانی ہوکر بہ جائینگے ان خیالات سے اور زیادہ دل بیقرار ہوتا ہی کبھی بلکتا ہی کبھی روتا ہی کبھی قصد کرتا ہی کہ مین بھی اس دریا مین پھاند پڑون اپنے باپ کے ساتھ ڈوب جاؤن جان جائے ای چالاک حام نہ ڈوبے بحر مصیبت کا جوش پراگندہ عقل و ہوش کوئی تدبیر نہین سوجھتی دل سے کہتا ہی اگر اپنے کو تالاب مین گرایا ڈوب کر مرے گو ہر مراد دستیاب نہوگا ایسی جگہ مرد ہزار دو ہزار کو لے ڈوبا آخر

خیال مین آیا کہ طرف قصر جمشیدی کے چلو چلکر کوکب روشن ضمیر کو خبر کردو افراسیاب کا ہم بزم ہو حقیقت مین یہ بانی اصلی پاپوش کی گردہی بیشک وہ رہا کریگا افراسیاب کو خبر بھی ہوگی یہ سوچکر طرف طلسم نورافشان کے چل نکلا وہ کلمہ ملکہ بران شمشیر زن کے سُنیے کہ انکا داخلہ باغ نگارین مین ہی یہ خبر بخوبی سُن چکی تھی کہ طلسم کشا کو لوح ملی اب طلسم کشا واسطے طلسم کشائی کے جائینگے افراسیاب لشکر کشی کریگا بڑے بڑے مقابلے پڑینگے باغ نگارین مین مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہی ملکہ مجلس و ملکہ عمران جادو و ملکہ شگوفہ سحرساز کئی سو شاہزادیان دست بستہ حاضر ہین ملکہ بران نے اُن سب سے بیان کیا کہ اب جو یقین ہی طلسم کشا برائے طلسم کشائی گئے ہون افراسیاب لشکر جرخ پر قیامت برپا کریگا خبر لینا واجب لازم ہی ملکہ شگوفہ نے عرض کی کسی ساحر کو روانہ کردن ابھی خبر منگاؤ مجلس نے دست بستہ عرض کی ابھی جاؤن مین جاؤن وہان کا حال اپنی آنکھون سے دیکھ آؤن ملکہ بران نے فرمایا اسوقت خود بخود دل کو انتشار ہی خدا خیر کرے ایسا نہو افراسیاب نے فساد عظیم برپا کیا ہو جب تک کوئی یہان سے پہونچے کوئی خرابی نہ درپیش ہوجائے شگوفہ نے قریب آکر عرض کی کہ حضور تو خیر اپنے والد نامدار کی زبان سے سن چکین کہ افراسیاب آیا آپ کے والد سے مقابلہ ہوا بدون حصول لوح پلٹ گیا مرف مصور و صورت نگار کو زخمداری مین لے گیا اب سب طرح خیر و عافیت ہی ملکہ بران نے کہا ای شگوفہ ابھی جو میری آنکھ لگی شاہزادہ ایرج نوجوان کو عالم خواب مین دیکھا فرماتے تھے کہ ملکہ اسد غازی کی خبر لو ہمارے بھائی پر بڑی مصیبت ہی غفلت تمکو مناسب نہین ہی ای شگوفہ مین نے چاہا اور کچھ پوچھون بخت بیدار سوگیا آنکھ کھل گئی کیا دل کی کیفیت کہون نظم

بس گریہ کہ در گلو گرہ شد	خوناب دل از کنار برگشت
صد رہ بنصیحتم غم دل	باز آمد و شرمسار برگشت
از آتش دیدہ دانۂ اشک	اندر دیدۂ اشکبار برگشت
کے غنچۂ دل شگفتہ گردد	ہرگز کہ زما بہار برگشت
صد شکر کہ دردمند عشقم	کہ از دل من قرار برگشت

از من رخ روزگار برگشت	برگشت ز من چو یار برگشت
گفتم رخ آرزو بہ بینم	آئینۂ اختیار برگشت
از دیدہ خیال دست مغبب	تا دیدہ مرا ز عار برگشت
پندار کہ خون دل بریزد	صیاد کہ از شکار برگشت
در کوچۂ عشق خار میزد	آنکس کہ ز کوے یار برگشت
بنشینم و صبر را کنم یار	تا یار مرا شود خریدار

ای شگوفہ عجب کشاکش مین ہون کچھ بن نہین پڑتا مگر یہ خواب میرا رویائے صادقہ ہی اس حسرت سے فرمایا کہ ملکہ ہمارے بھائی کی خبر لو اسوقت تک یہ نقشہ آنکھون کے نیچے پھر رہا ہی حقیقت مین اسد نامدار سے وہ انتہا کی محبت رکھتے ہین مدتون ساتھ رہا فرماتے تھے کہ مجکو طلسم ہوشربا مین لیچلو مین چلکر اپنے بھائی کو رہا کرون یا جان دون مین نے جواب دیا تھا ای شہریار طلسم ہوشربا ہوشربا ہی افراسیاب ساحر

یکتا ہی کد دکا دش بیکار ہی دہان جاناں دشوار ہوا ہی شگوفہ کیا کہون کیسا دہ شیر دل تڑپتا تھا اسد غازی کے گرفتاری کا حال سُنکر کلیجہ اُن کا دھڑکتا تھا اگر مین ان کو یہان لاتی کسی بلا مین مبتلا ہو جاتے سیدھے سپاہی ہین یہ نہین جانتے کہ طلسم کیا چیز ہی کہتے تھے کہ جاتے ہی افراسیاب کو قتل کرونگا اے شگوفہ مین نے اکثر کہا کہ افراسیاب سحر بند ہی اُسکا قتل ہونا نا ممکن تو جواب دیا کہ جب تلوار کھینچ گئی کوئی سحر طلسم سامنے نہین آتا بھلا ایسے جاہلون کی بات کا کیا جواب مگر آج مین نے انکو بہت پریشان پایا خواب مین بیقرار ہو کر فرمایا کہ ہمارے بھائی کی خبر لینا بیشک اسد غازی پر کچھ افتاد پڑی ایک ہفتہ سے کچھ احوال نہین معلوم مین خود جاؤنگی دیکھون کیا ہنگامہ درپیش ہی یہ باتین تھین کہ آسمان پہ برق چمکی دیکھا ماہ رخسار نامے کنیز ملکہ مہرخ کی بال کھولے ہوے گریان و نالان موے سر سراسر پریشان آگے پہونچی ملکہ بران نے کہا ماہ رخسار خیر تو ہی قدمون سے لپٹ گئی اور رونے لگی کہا حضور چشم زدن مین گلزار لشکر مین خزان آئی فلک کجرفتار نے عجیب کیفیت دکھائی اسقدر بیقرار ہی کہ کلام کرنا دشوار ہی اور روتے روتے ہچکی لگ گئی رونے پر ماہ رخسار کے سب اہالیان دربار رونے لگے ملکہ بران نے اپنے ہاتھون سے ماہ رخسار کے آنسو پونچھے کہا ماہ رخسار للہ مفصل حال بیان کرو کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہی ہمارے دلکو پہلے خبر ہو چکی ہی ہم ابھی اسی ذکر مین مصروف تھے آخر وہ خواب و خیال ہمارا ظاہر ہوا رویاے صادقہ تھا ماہ رخسار نے ضبط کر کے کہا حضور اول لوح طلسمی قبضہ سے گئی اب آج گیارہ سردار دو عیار ایک خیمہ مین صلاح کر رہے تھے افراسیاب آکر پہونچا سب کو گرفتار کر کے لے گیا اب لشکر کا کوئی دستگیر نہین ہی فوج کے تھمنے کی کوئی تدبیر نہین ہی لشکر مین تلاطم ہی فوج والے بھاگے جاتے ہین تین افسران نامی خواجہ عمرو و اسد نامور و ملکہ مہرخ خوش سیر یہ بھی گرفتار ہوئے اب لشکر کو کون سنبھالے جو سرداران نامدار ہین اُنکی کون سُنتا ہی اگر دو چار دن یہ لوگ لشکر مین نہ آئے پڑاؤ چھوٹ جائیگا یہ حال مصیبت مآل سُنکر ملکہ بران بیقرار ہوگئی شگوفہ سے اشارہ کر کے کہا دیکھا نیا گل کھلا یہ فرما کر اسیوقت اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا اختر مروارید جوڑے سے نکالکر چمکایا فرمایا یہ بھی دریافت ہی کہ افراسیاب ان سب صاحبون کو لیکر کہان گیا کہین قید کیا یا خدانخواستہ سامان قتل مین مصروف ہی ماہ رخسار نے عرض کی چالاک بن عمرو براے جستجو خبر سب صاحبون کو سمجھا کر گئے ہین واپس نہین آئے ہین اول حضور لشکر اسلام مین چلین اہالیان فوج جو گھبرائے ہوئے ہین اُنکو تسکین دیجیے یقین ہی چالاک بن عمرو خبر لیکر آئینگے جیسا مناسب وقت ہو انتظام کیجیے بران نے کہا بیشک پہلے لشکر ہی مین جانا مناسب ہی یہ فرما کر طاؤس زرین بال پہ سوار ہو کر یکہ و تنہا چلین مگر صورت شاہزادہ ایرج نوجوان آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی اُس بیقراری مین یہ اشعار زبان پر جاری ہین

اشعار

بجاے اشک آنکھون سے لہو پیہم نکلتا ہے | میرے سینہ مین شاید حسرتون کا دم نکلتا ہے
دلِ ناشاد سے یون نالۂ پرغم نکلتا ہے | عزاخانہ سے جیسے صاحبِ ماتم نکلتا ہے
بہت اُس شوخ کا آنکھین لڑانا یاد آتا ہے | کوئی یا دام مین یا دام جب لوام نکلتا ہے
جگہ دینا بہت دل مین نہ یارو نوکِ مژگان کو | یہ وہ کانٹا ہے جو پاے جگر سے کم نکلتا ہے
یہ رعبِ حسن ہے جب وہ مخاطب ہم سے ہوتا ہے | جواب اُسکے حضور اپنی زبان سے کم نکلتا ہے
گذرتا ہے جہان سے جب تمھارے دید کا کشتہ | تو اُسکا آنکھون کے رستہ سے اکثر دم نکلتا ہے
ادا پر اُس ستمگر کے نہ تلوارین چلین کیونکر | کہ اُسکے بانکپن پر اور ہی عالم نکلتا ہے
اُلجھتا ہے عبث ہردم یہ کہدے کوئی شانہ سے | نکالے سے کہین اُن گیسوؤن کا خم نکلتا ہے
تلاش رازدانِ عشق کرتا ہون جو پہلو مین | سواے دردِ دل کوئی نہین محرم نکلتا ہے
وہ بد قسمت ہون جب ہر دوا تجویز کرتے ہین | زہر مین اے قلق تریاق مثلِ سم نکلتا ہے

اِس حال پر لال ہین بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان یا دابروے دلدار مین چھری کلیجے پر چل رہی ہے آہ آتشناک قلب سے نکل رہی ہے کبھی خیال آتا ہے اگر کوئی محبوب قریب ہوتا جاکر نظارۂ جمال کرکے عرض کرتی اے شہنشاہ خوبی واے سروِ باغ محبوبی آپ نے جو فرمایا جان نثار حاضر ہے جستجو مین آپکے بھائی صاحب کے نکلنے ہین دعا کیجیے مقام اُنکا دستیاب ہوجائے لڑائین اُنکو قید سے چھوڑائین لیکن یہ بھی خیال خام تصور ناتمام ایسے خوش نصیب نہین ہین کہ کوے محبوب مین گذر ہو سیر بہشت مین عمر بسر ہو مگر سابق تحریر ہوا کہ کوہ بلور سے جب افراسیاب جادو چلا تھا حیرت جادو بیقرار ہوکر جستجو مین اپنے شوہر کے روانہ ہوئی اتفاقات قضا و قدر سے ادھر حیرت جادو آئی ہے ادھر سے یہ مبہوت عشق گرفتار مجلس محبت اسیر زندان ہیبت سوختہ تن ملکہ بران شمشیر زن جستجوے اسد نوجوان مین نکلی ہے حیرت جادو سے سامنا ہوا اُسنے ملکہ بران کو دیکھا شاید حیرت کو کچھ خبر معلوم بھی ہوچکی ہے کہ افراسیاب نے کچھ کار نمایان کیا دیکھتے ہی بران کو مثل شعلہ جوالہ بھڑکی وہین سے للکارا چھوکری کہان جاتی ہے تمھارے مددگار سب خاک مین ملے لوح طلسمی شہنشاہ نے چھین لی تمھاری قضا دامنگیر ہوئی اب مجھسے بچکر کہان جائیگی بڑے بڑے صدمے اٹھا لیان ہوش رُبا کو ہو بچائے ہین کس جوش مین تونے پل بریزادان توڑا دریاے خون روان خشک کیا آجتک اُسکا ملال ہے اب آج تمھارا بچنا محال ہے ملکہ بران شمشیر زن اسوقت ساغر بادہ محبت ایرج نوجوان مین مدہوش غم دین و دنیا فراموش سر جھکائے ہوئے جاتی ہے حیرت نے جو آواز دی صداے حیرت کان مین آئی پلٹ کر دیکھا فرمایا اے حیرت تو بڑی بے غیرت ہے تونے اور تیرے دھگڑے نے کیا کیا ذلت اُٹھائی لیکن شرم نہ آئی پھر منہ چڑھی

ہی سحر چلنے لگے نخل صحرا جلنے لگے کبھی آگ برسی کبھی بارش آب دونون حسین جمیل یہ حور پیکر وہ سیم بر یہ سرو باغ خوبی وہ رنگ و بوے گل حدیقۂ محبوبی یہ سحر و ساحری مین طاق وہ فن افسونگری مین شہرۂ آفاق بجلیان چمک رہی ہین رعد کی گرج برق کی تڑپ حیرت نے سحر کیا بران لہرائی کبھی بران نے اختر دوارید چمکایا حیرت گھبرائی ایک کا پنجہ دوسرے پر قابض نہین ہوتا ایک نے آگ برسائی اُسنے باران سحر برساکر ٹھنڈا کیا اسنے گولہ مارا اُسنے رد کیا سوال جواب آپسمین ہو رہے ہین تقضاے کار مہتر بن مہتر چالاک بن عمر وکوہ زعفران سے یہ حال پر ملال اسد وغیرہ کا دیکھکر چلا تھا اس خیال مین کہ اپنے کو تابہ قصر جمشید پہونچاؤن کیفیت گرفتاری طلسم کشا سناؤن اس مقام پر آکر پہونچا دور سے دیکھا صحرا مین ہنگامہ گیر و دار بلند ہی گھبراگیا خداوندا یہ کیا معرکہ ہی کون لڑرہا ہی جھپٹ کے قریب آیا دیکھا ملکہ بران شمشیرزن و حیرت بر فن دونون آپسمین سحر و ساحری مین مصروف ہین دو بلبلین ہین کہ گتھی ہوئی ہین دو ستارے چمک رہے ہین دو برقین تڑپ رہی ہین حیران کہ ای چالاک یہ کیا معرکہ ہی شاید یہ خبر وحشت اثر سنکر ملکہ بران چلی تھین راہ مین حیرت نے روکا دونون سحر و ساحری مین بے نظیر ہین غالب و مغلوب ہونا دشوار ہی تدبیر مناسب ہی کنارے آکر رنگ روغن عیاری کا نکالا صورت ملکہ صرصر شمشیرزن کی بنکر تیار ہوا گوشہ سے نکلکر آوازدی ای خاتون محل شہنشاہ ای ملکہ حیرت عالیجاہ آج یہ دختر کوکب نہ جانے پائے شہنشاہ نے کل کا خاتمہ کیا اسد وغیرہ کو قید کرلیا بس آج لڑائی کا خاتمہ ہی مین بھی آپہونچی اس چھوکری کو گرفتار کیجیے مہلت نہ دیجیے حیرت نے جو صرصر کو آتے ہوے دیکھا خوش ہوگئی کہا صرصر قریب نہ آنا یہ دختر کوکب ہی عرصۂ دراز سے مجھسے لڑرہی ہی مین کیا اب اسکو جانے دونگی تو تماشا دیکھ صرصر نقلی نے کہا واری مین آئی یہ شوخ دیدہ گیسو بریدہ میرا کیا کرسکے گی یہ کہتا ہوا چالاک برابر حیرت کے پہونچا پہلو مین آکر آوازدی ای ملکہ عالم بچیے دیکھیے اُسنے گولہ پھینکا اختر دوارید نکالا حیرت ادھر پلٹی چالاک قریب پہونچ چکا تھا حلقۂ کمند مارے گلے مین پڑے ارے اُسکر پلٹی چالاک نے جھٹکا مارکر گرتے گرتے حباب بیہوشی ماردیا حیرت گرکر بیہوش ہوئی اب نعرہ کیا نعرہ چالاک

بعیاری منم چست و چالاک | بجیبم دشمن اندازم کف خاک | نہ آید باد گرد تیز گامم | خلیفہ اولم چالاک نامم

ملکہ بران نے دوڑکر چالاک کو گلے سے لگالیا کہا ای چالاک کیا کام کیا عرصہ دراز سے اس سے مقابلہ ہورہا تھا حرامزادی چھوٹ نہ تھاتی تھی چالاک چیخ مارکر رودیا کہا ای ملکہ عالم ہمارے برابر کون نالائق ہوگا قبلہ و کعبہ گرفتار ہوے سب معاملہ آنکھون سے دیکھا افراسیاب طبقے کا طبقہ زمین کا اٹھا کرلے گیا سرحد زعفران کوہ ایک تالاب پر لیجاکر سب کو پھینکدیا ایسا سحر بنایا مین نے کبھی آنکھون سے یہ شعبدہ نہین دیکھا مگر اب اسوقت ایک صلاح مین بڑی فلاح ہی حیرت کو گرفتار کیا آج افراسیاب کو وہ داغ دو کہ عمر بھر یاد رکھے

حیرت جادو کو اپنی شکل بناؤ تم بشکل حیرت بنو اور اس ملعونہ کی زبان مین سوزن دو گرفتار کرکے بر سر کوہ
زعفران لیجاؤ افراسیاب سے کہنا مین نے راہ مین لڑکر بیران دختر کوکب کو گرفتار کیا چونکہ یہ دختر کوکب
ہی اسکے قتل ہونے سے بڑا مطلب ہی میرے قتل کرنے سے یہ بہتر ہی آپ سحر کرکے اسکو قتل کیجیے کوکب کو داغ
تازہ دیجیے باتون مین سمجھانا یہ کلمات سنانا کہ روح روان نور افشان یعنی ماہ وجلال اسکا مثل آفتاب عالمتاب
درخشان ہی کوکب کی کمر ٹوٹ جائیگی داغ اولاد نوجوان مین ساری سحر و ساحری بھول جائیگی لیکن مین
چلکر طلسم نور افشان پر قبضہ کر لیجیے جب افراسیاب خوش ہوکر اسکو قتل کریگا مین تمھارے عقب مین
آتا ہون جسطرح بن پڑیگا زعفران کو بیہوش کرکے افراسیاب کو بیہوش کرینگے یہ تو ظاہر ہی کہ اسکا قتل ہونا
ناممکن بس اسکو بیہوش کرکے وہین پڑا رہنے دینگے زعفران زرد رو کو بھی قتل کرینگے وہان سے پلٹو
جوش مین تالاب پر گرد مثل دریاے خون روان خشک کرو سرداروں کو اپنے چھڑاؤ جب افراسیاب
بیدار ہوگا لاشہ اپنی پہلوٹھیں کا دیکھکر سر ٹکرا ٹکرا کر جان دیگا اسکی بدحواسی مین لوح طلسمی کی فکر کرینگے
بجیستی وچالاکی جو چالاک نے سامنے ملکہ بران کے بیان کیا بران خوش ہوگئی مثل گل شگفتہ ہوئی کہا ای
چالاک کیا خوب بات سوچی ہی مین بڑے لطف سے اس حرامزادی کو اپنی شکل بناؤنگی آپ اسکی شکل بنکے اسکو
لیجاؤنگی بیشک ہاتھ سے افراسیاب کے قتل کراؤنگی مگر تم اپنے کو جلد پہونچانا دیر نہ لگانا چالاک نے کہا مین
برابر تمھارے پہونچونگا آتے ہی زعفران کو پکڑ لونگا دیکھو تو کس خوبصورتی سے حرامزادی کو بیہوش کرتا ہون
ای ملکہ عالم اس عیاری سے بڑا لطف ہوگا قبلہ وکعبہ بہت تعریف کرینگے تمام طلسم ہوشربا مین مشہور ہوجائیگا
کہ ملکہ بران ذی شان و چالاک جلالت نشان نے ملکہ حیرت جادو ایسی ساحرہ کو مارا ملکہ بران بھی
گھبرائی ہوئی چالاک بھی متنفر ناظرین پر واضح ہو کہ اس عیاری مین بہت بڑا عیب ہی مگر چالاک نے
اسوقت اسکے عیب و ہنر کو نہین سمجھا چونکہ اپنے والد نامدار و سرداران عالی وقار کو مبتلاے سحر مصیبت
دیکھکر آیا ہی راے سالم نہین ہی معیوبی اس عیاری کی دقت پر تحریر ہوگی موافق راے نکتہ سنجان عالی وقار
تقریر ہوگی جو کچھ چالاک نے کہا بران نے قبول کیا حیرت کو بشکل بران و بران کو بشکل حیرت آراستہ
کیا زبان مین حیرت کے سوزن دیا بران نے ایک تخت سحر تیار کیا حیرت کی مشکین باندھکر اسی تخت پر
ڈال لیا سحر بھی صورت کا حیرت کی تیار کیا چالاک سے کہا ای بہتر نامور تمھارے حکم کے بموجب مین بر سر
زعفران کوہ جاتی ہون مگر تم عرصہ نہ کرنا بہت جلد آنا چالاک نے عرض کی کہ ای ملکہ عالم میرے دلکو لگی ہوئی
ہی سر کو پاؤن بناؤنگا مثل باد صرصر اڑا ہوا آؤنگا اس حال پر ملال مین سرداران نامدار و والد عالی وقار
کو دیکھا ہی میرے دل کو صبر آئیگا ای ملکہ عالم جب پیر کو سجیا بون کو چاٹتے ہین کراہنے کی آواز آتی ہی کہ نہین

تھراتی ہی میرے کلیجے پر چھریان چل رہی ہین کبھی ایسا سحر نگاہ سے نہین گذرا ملکہ بران نے کہا افراسیاب کا ہفت اقلیم مین مثل نہین ہی ای چالاک قبلہ وکعبہ مرد سپاہی ہین جرأت کے جوش مین افراسیاب پر جا پڑتے ہین ورنہ کوئی اُسکا ہم نبرد نہین ہی بخوبی آپسمین صلاح کرکے بران شمشیرزن نے بصورت حیرت تخت اُڑایا چالاک بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر مثل ہواکے اُڑتا ہوا طرف زعفران کوہ کے چلا ان دونون کو راہ مین چھوڑیے دو کلمہ حال افراسیاب کے بیان کیے جاتے ہین خمسہ موافق مقام

عنادلِ گل روے تو گلعذارانند
اسیر دام بلاے تو دل فگارانند
غبار راہِ وفاے تو شہسوارانند
غلام نرگس مست تو تاجدارانند
خراب بادۂ لعل تو ہوشیارانند

ہمارے مدنظر تھے بہت نشیب و فراز
نہ کوئی واقف اسرار تھا نہ محرم راز
یہ کیا کرے کہ یہ ہی اقتضاے راز و نیاز
ترا حیا و مرا آب دیدہ شد غماز
دگر نہ عاشق و معشوق رازدارانند

خرام ناز سے پامال ہی جہان یکسر
ولے نہین تجھے احوال پر کسی کے نظر
ہی عاشقون کا ترے ساتھ ساتھ اک لشکر
بہ زیر زلف دو تا چون گذر کنی بنگر
کہ در یمین و یسارت چہ بیقرارانند

ہمارے جلنے سے کیا تجکو کیون لگی ہی تو
یہان نہین کوئی دیوانہ جو کرے تگ و دو
سنے نہ ایک تری تو بنائین باتین سو
نصیب ماست بہشت ای خدا شناس برو
کہ مستحق کرامت گناہگارانند

کہے ہی پیر مغان دیکھنا یہ رنگ سخن
لکھے ہی تیرہ درونی اعظم اسکی بات نہ سُن
ہی تازہ توبہ ابھی یاد کر شراب کہن
بیا بہ میکدہ و چہرہ ارغوانی کن
مرو بصومعہ کانجا سیاہ کارانند

وہ کون ہی کہ نہین پاے بند دام ہوس
پڑا ہی شور زمانے مین ای نسیم نفس
ہوے ہین زمزمہ سنج وفا کس و ناکس
بہ فن بران گل عارض غزل سرایم و بس
کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزارانند

سیاہ پوش ہی اک خلق اک جہان غمگین
ہمارے کہنے کا تجکو اگر نہ آئے یقین
وہ کون ہی کہ پریشان و خستہ حال نہین
گذار کن چو صبا بر بنفشہ زار و ببین

کہ از تطاول الفت چہ سوگوارانند

ہین اور چند ہوسناک عاشقی دشمن ہین خار ہای تہ پادان ہین زیر ران توسن	ہوئے ہین راہبر جلوہ گاہ رشک چمن تو دستگیر شوای خضر پے خجستہ کہ من

پیادہ میروم وہمرہان سوارانند

ہین امید رہائی نہ آرزوے خلاص ہی ناگوار بلا جی کو گفتگوے خلاص	نہ چھوٹنے کی تگ و دو نہ جستجوے خلاص ز دام زلف تو دل را سبا دو رے خلاص

کہ بستگان کمند تو رستگارانند

ہی سر پہ خاک کلہ گرد ہی لباس بدن غبار فرق سے آئینہ جبین روشن	کدورت دل غمگین غبیر پیراہن ز نقش چہرۂ حافظ ہمی توان دیدن

کہ ساکنان در دوست خاکسارانند

محرران جادو تقریر و کاتبان فصاحت تحریر اس داستان حیرت بیان کو بعبارت سلیس و بکیفیت ظریف یون تسطیر فرماتے ہین کہ افراسیاب جادو بصد شکوہ بر سر زعفران کو وہ پر جوش بیٹھا ہی ناچ سامنے ہو رہا ہی پری رخساران حور طلعت و معشوقان خوبصورت سامنے حاضر ہین زعفران زعفران پوش ایسی غنچہ دہن یاسمن بو خوشخو حسین چھل بل بصد ناز و ادا اشکین جام ارغوانی گردش مین نشہ دولت سے بدست ساغر بادہ کبر و نخوت کا خمار کبھی غافل کبھی ہشیار چاہتا ہی زعفران کو تخلیہ مین لیجاؤن اُس زردرو سے مُنھ کالا کرون مگر زعفران اپنے کو بچا رہی ہی کبھی تیور پر بل آیا کبھی منت کبھی خوشامد افراسیاب نشہ مین کہتا ہی اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان ہمارا کہنا مان لو تمھارا مرتبہ بڑھائینگے بادشاہ طلسم ہوشربا بنائینگے حیرت جادو کیا شفتل ہی تیری محبت مین دل بیکل ہی تنہائی مین چلو تم سے ہمین کچھ کہنا ہی زعفران گھبرا گئی جواب دیا اے شہنشاہ مین تو حاضر ہون ارشاد فرمایئے سب کنیزین حاضر ہین بدمستی نہ کیجیے ہاتھ دیدہ دم نہ بڑھایئے دست درازی ہمکو ناگوار ہی زبردستی بیکار ہی دیکھو مجھکو ہاتھ نہ لگاؤ سلیقہ سے بیٹھو مین بدنام ہو جاؤنگی تمھارا یہی کام ہی ایک کو سائی ایک کو بدھائی حیرت ایسی معشوقہ کو شفتل بناتے ہو حسن بی بی زیفر صاحب تحریر و تقریر سحر ذین زبردست شراب حسن سے مست صاحب جسب بیٹی حیات جادو کی جسکا گھر مین ڈنکا ہی قلب پر ساحر کے اُسکے نام کا سکہ ہی دونون بھائی اُسکے نیرنگ عشق صورت گیر نمک عشق صورت شاہزادگان والا قدر دایہ اُسکی ملکہ سوسن زبان دراز خود سحر و ساحری مین یکتا مسلمانون سے کیسا کیسا لڑ رہی ہی اسوقت جوش مین آپ ایسا فرماتے ہین مین کیا امید کرون گھڑی بھر کے لیے بدنام ہون

لبس معاف فرمائیے افراسیاب نشہ مین کہتا ہی اے زعفران تم سے ہمیشہ یہی رسم و راسم رہیگا اس بہار کو مثل گلدستہ آراستہ کرو دنگا تختگاہ ہوش ربا قرار پائیگا ہر ایک بادشاہ تمھاری قدمبوسی کو آئیگا یہ کہکر افراسیاب نے یہ اشعار عشق آمیز محبت انگیز سامنے زعفران زعفران پوش کے پڑھے کہا اے ملکہ عالم ان اشعار کو بگوش ہوش سنو نظم دل پذیر

ہے تیرے کان زلف معنبر لگی ہوئی
پھر کیا کرین کہ مہر ہے منہ پر لگی ہوئی
میت کو غسل دیجیو نہ اس خاکسار کی
ہے پھانس سی کلیجے کے اندر لگی ہوئی
بیٹھے ہین دکھے بیٹھنے والے ہزار ہا
آنکھ اپنی ہے لفافہ کے اوپر لگی ہوئی
اے ذوق دیکھ دختر رز کو نہ منہ لگا

رکھے گی پینہ بال برابر لگی ہوئی
چاٹے بغیر خون کوئی رہتی ہی تیری تیغ
ہے تن پہ خاک کوچۂ دلبر لگی ہوئی
کرتی ہے زیر برقع فانوس تاک جھانک
گذرے ہے اسکی راہ گذر پر لگی ہوئی
منہ سے لگا ہوا ہے اگر جام مے تو کیا
چھٹتی نہین ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

بیٹھے بھرے ہوئے ہین خم مے کیطرح ہم
ہے یہ تو چاٹ اسکو ستمگر لگی ہوئی
نکلے ہے کب گلی سے کہ اسکی مژہ کی نوک
پروانہ سے ہے شمع مقرر لگی ہوئی
یہ چاہتا ہے شوق کہ قاصد بجائے مہر
ہے دل سے یاد ساقی کوثر لگی ہوئی

زعفران زعفران پوش ان اشعار کو سُنکر ہنس پڑی کہا اے شہنشاہ آپکو تو پورے دیوان شاعرون کے یاد ہین آپ خود بھی شاعر ہین نظم و نثر سے باہر ہین اس لگی ہوئی کو بجھائیے ایسے اشعار زبان پر نہ لائیے ہر چند زعفران زعفران پوش اپنے کو بچاتی ہی مگر افراسیاب نہین مانتا کبھی غصہ کرتا ہے کہتا ہے اے زعفران تم ہماری بات کو ہنسی سمجھین اگر سوہنی پرحہ دون مجھسے زیادہ تمکو محبت ہوا بھی ہاتھ پھیلاکے لپٹ جاؤ مقدمہ وصل کی خود خواہش کرو زعفران ہاتھ باندھنے لگی کہا اے شہنشاہ واسطہ ساحری کا ایسا ارادہ نہ کیجیے اگر آپ نے سحر سے میرا دل اُلٹ دیا اور باعث میری رسوائی کا ہوا جب ہوش آئیگا اپنے کو ہلاک کر دونگی مصیبت مین میری جان جائیگی افراسیاب اور زعفران سے یہ باتین ہین عشق و محبت کی گھاتے ہین یکایک آسمان پر بجلی چمکی دیکھا ملکہ حیرت جادو براں شمشیر زن کی شکین باندھے ہوئے تخت اُڑاتی ہوئی آتی ہے زعفران شرماکر کھڑی ہو گئی افراسیاب بھی حیرت کو دیکھکر ذرا پہلو تہی کرنے لگا اس خیال سے کہ حیرت آزردہ ہوگی سنبھلکر بیٹھا ناچ وغیرہ موقوف ہوا حقیر نے جو خدمت ناظرین مین عرض کیا تھا کہ اس عیاری مین بڑا امر معیوب واقع ہوا اب وہ خرابی ناظرین پر واضح ہوتی ہے یعنی جیسے ہی تخت حیرت قریب آیا افراسیاب بطور خوشامد کھڑا ہو گیا بے اختیار پکار اُٹھا صاحب آؤ مین تمھارا نہایت مشتاق تھا اے ملکہ عالم تمھارا اسوقت کیونکر آنا ہوا اس دختر کوکب کو کہان پایا میری آنکھین تمکو ڈھونڈھتی تھین یہ کہکے بے اختیار اشعار شوقیہ پڑھنے لگا اشعار شوقیہ

کیا ہو زبان خامہ سے شرح کلام شوق
دفتر ہو گر لکھون سخن نا تمام شوق
یہ آج سے نہین ہے یہان انتظام شوق

مدت سے ہی علاقہ دل بائے نام شوق
کہتا چلا جو نامہ بروں سے پیام شوق
در ہائے خاک دل پہ ہی یا دن عام شوق
ترساؤن اسکو ترک ملاقات یار سے
مملو شراب عشق سے رہتا ہی جام شوق
تا زیست عشق زلف سے چھٹنا محال ہی
بنتا ہی لاکھ ہونٹوں پہ تنگ کلام شوق
دیتا نہ جان البتہ چشمان یار پر
داغ دل و جگر ہین تعلق نقش گام شوق

ظاہر ہی قدر و منزلت احترام شوق
گھر تک بھی یار کے ہوا احتشام شوق
دکھلائے کیون سپہر طلسم جمال یار
جی چاہتا ہی دل سے ہین لون انتقام شوق
چھوڑا نہ کوے یار کو دیوانگی مین بھی
مرغ دل حزین ہی گرفتار دام شوق
رکھتا ہی راہ عشق مین ہی کبک گر قدم
ہوتی نہ اختیار مین میرے لگام شوق

زاہد میان کعبہ دل ہی مقام شوق
روکے نہ کوئی حسرت و اندوہ و یاس کو
جام جہان نما سے زیادہ ہی جام شوق
رہتی ہی دل مین یاد تری چشم مست کی
مجنون کے بعد ہم پہ ہوا اختتام شوق
زینت کے وقت کرتے ہین حب کو ذوق وصل
بسمل سے پہلے سیکھ لے طرز خرام شوق
باقی ہی عشق رفتہ کا پیری مین بھی نشان

یہ اشعار عشق آمیز جو افراسیاب نے آنکھ ملا کر ملکہ بران سے پڑھے یہ
معشوق نا تنحذا ان کلمات ذوق شوق سے گوش حق نیوش نا آشنا صاحب شرم و حیا خالی از ناز و ادا حسین بے پروا
دختر کوکب روشن ضمیر عالی جاہ صاحب حکومت و ثروت گل گلزار حدیقہ سلطنت یکتا ز میدان جرأت شہسوار
عرصہ شوکت عاشق جمال ایرج نوجوان معشوق دلستان یہ کلمات سنکر ہوش و حواس پراگندہ ہوگئے دل
دھڑکنے لگا کلیجہ خیال عصمت مین پھڑکنے لگا دل سے کہا او خانہ خراب یہ کیا کیا بیٹھے بٹھائے اپنے کو رسوا کیا اس بیحیا
سے کیونکر آبرو بچیگی مرد شرابی جاہل اجہل بدزبانی کا عادی نشہ نخوت سے چور مست و مغرور ایسے ایسے جو خیال محال
دل مین آئے تخت تو زمین پر اُتار الیکن رنگ متغیر چہرہ اداس عالم یاس خیال آبروریزی و رپش جان جانے کا
پس و پیش شرمندہ از کردہ خویش مغموم و مہموم دل ریش بشکل تصویر عاشق خاموش دریائے قہر و غضب کا جوش سر جھکا کر
کرسی پر بیٹھی بات کا افراسیاب کے جواب بھی نہ دیکی افراسیاب کیا سمجھا کہ حیرت کو غصہ ہی زعفران
جادوجو میرے پہلو مین بیٹھی تھی حیرت کو انتہا کا ناگوار ہوا زعفران سے کہا دختر کوکب کو
ستون سے باندھ دو زعفران نے اُسی عالم مین حیرت کو جو بشکل بران ہی ستون سے باندھ دیا اب
افراسیاب طرف ملکہ بران کے اپنی زوجہ جان کے یکتا عذر کرنے لگا کہ ملکہ حال تو کہو دختر کوکب کو
کہان پکڑا کیونکر معرکہ پڑا ملکہ بران نے ڈرتے ڈرتے سر جھکا کر اتنا جواب دیا کہ مین راہ مین آتی تھی
وہان یہ ملی لڑائی پڑی مین سحر مین غالب آئی گرفتار کرکے لے آئی اتنا نہین کہہ سکتی کہ اسکو قتل کیجیے یا
سزا دیجیے دل سے کہتی ہی بران یہ کیا غضب ہوا نگوڑے چالاک مکار نے مجھکو عجیب بلا مین
پھنسایا دیکھون تقدیر کیا دکھاتی ہی کیسی پیش آتی ہی کبھی آنکھین پھاڑ پھاڑ کے چار جانب دیکھتی ہی کہ
چالاک کمبخت نہ آیا اور آئیگا تو مین کیونکر بچا تو نگی جسقدر افراسیاب عذر کرتا جاتا ہی یہان

شرم و حیا کو ترقی ہی حیرت کو غیرت بڑھتی جاتی ہی زعفران جادو اس خوف مین کنارے آکر ٹھہری ہی کہ
حیرت جادو نے مجکو پہلو سے افراسیاب مین دیکھ لیا دیکھیے کیا قیامت برپا کریگی کبھی سراپا کو حیرت نقلی
کے دیکھتی ہی چہرے سے حقیقت مین قہر و غضب آشکار ہی ماتھے پر غصہ سے پسینہ چہرۂ گلنار ابر و رشک خنجر آبدار
زعفران خوف کے مارے ڈری جاتی ہی دل سے کہتی ہی کہ اے زعفران افراسیاب ہرچند کہ صاحب تخت و تاج
ہی مگر سفلہ مزاج ہی بیوجہ مین بدنام ہوئی حیرت اپنے دل مین سمجھی ہوگی یہ میری سوت ہی یہ خیال محال میرے
واسطے موت ہی کہان چلی جاؤن اگر میرا گھر ہوتا کسی حیلہ سے چلی جاتی منھ چھپاتی اب ٹل جانا بھی باعث خرابی ہی
اپنے اوپر الزام آئیگا حیرت کو کون سمجھائیگا کیونکر اسکے دل سے خیال نکلے زعفران اس تردد مین کھڑی ہوئی
کانپ رہی ہی حیران اس مصیبت مین افراسیاب حیرت مین مگر مہتر ین مہتر چالاک بن عمرو راہ طے کر کے بشکل
ساحرہ سختیان اُٹھا کے پہاڑ پر پہونچا دل پر پتھر رکھ لیا ہی کنیزون مین آکر شریک ہوا اس محفل خانہ خراب کو دیکھا اب
یہ بھی گھبرایا یہ دیکھا کہ افراسیاب ملکہ حیران سے بنتین کر رہا ہی دم محبت کا بھر رہا ہی یہ بیچاری آفت کی ماری
نوگرفتار دام عیاری اسیر مجلس مکاری سر جھکائے بیٹھی ہی گل سا چہرہ کمھلایا کچھ غصہ کچھ حجاب ؔ مین الجھن لفظون
کو پیچ و تاب خاموش سر جھکائے ہان ہان کیے جاتی ہی اب چالاک آل کو سمجھا دل سے کہتا ہی اے چالاک یہ
تو نے کیا کیا یہ مقدمہ عیاری ہی افراسیاب کی زوجہ کی شکل بنا کر حیران کو بھیجدیا ہائے تجھسے بڑی نادانی ہوئی
کاشکے مین صورت حیرت بنکر آتا ایسی باتین بناتا افراسیاب کے ہاتھ سے حیرت کو قتل کراتا بھلا اس بیچاری
سے کیا ہوسکے گا جسکو بات کرنا دشوار ہی اگر اسپر کوئی افتاد پڑی یا افراسیاب نے ہاتھ لگایا یہ صاحب عفت و
عصمت اپنی جان دیدیگی بدنامی میرے ذمے رہیگی اس عیاری پر سب تمکو نادان بنائینگے زمرۂ عیاران سے نام
نکل جائیگا ایسی ایسی باتین سوچکر چالاک کا قصد ہوا مین اپنے کو خنجر ماردون پھر دلکو مضبوط کیا کہا اے چالاک
اپنے کو سنبھالو اس حماقت کا دفعیہ کرو یہ سوچکر بشکل ساحرہ قریب زعفران زعفران پوش کے آیا بلا تکلف ہاتھ
تھام لیا کہا ملکہ آپ کیون حیران کھڑی ہین ایسے ایسے مہمان آپکے گھر مین آئے ہین شراب کباب کا سامان کیجیے گویون کو بلائیے
زعفران نے گھبرا کر کہا بوا مین کیا کرون اسوقت عجب مصیبت مین ہون افراسیاب تو بیغیرت ہی مجھکو حیرت کے آنے سے
بڑی حیرت ہی مین اُسکے پاس بیٹھی تھی حیرت نے مجھکو دیکھ لیا اب ناحق کو منھ لگائے بیٹھی ہی نہ منھ سے بولتی ہی نہ سر سے
کھیلتی ہی مین ناحق گنہگار بنی نہ لینا نہ دینا مجھے اس بیہودہ سے کیا مطلب بے سبب مجھسے پھولی ہی اپنی سلطنت پر بھولی
ہی چالاک نے کہا ملکہ وہ کیا کریگی تم کیا کسی کی لونڈی باندی ہو کیا کسی کا دیا کھاتی ہو کنارے چلو مین ایک تدبیر
بتلاؤن ابھی صفائی ہوجائے مطلب کی بات نکل آئے زعفران تو گھبرائی ہوئی تھی کہا بوا برائے سامری بتلا
چالاک زعفران کو تنہائی کے خیمہ مین لے گھا بوا لوا کے گھرا دیا جیسے ہی زعفران بیٹھی چالاک نے جھٹ پٹ

گلوری مین بیہوشی ملائی کہا ملکہ گلوری تو کھائیے پھر مین سب کچھ عرض کرونگی زعفران نے گلوری کھائی یکایک حلق سے اُتری گھبراکر کھڑی ہوگئی کہا یہ اس گلوری مین کیا تھا چالاک نے کہا سنکھیا زہر زعفران ارے کہکے چلی لڑکھڑاکر بیہوش ہوئی چالاک نے لباس اسکا اُتار زیور لیا چٹائی مین لپیٹ کر گوشہ بارگاہ مین چھپا دیا آپ بہ تعجیل تمام رنگ و روغن عیاری کا لگاکر صورت زعفران جادوئی بنکر جیا ہوا باہر نکلا نکلتے ہی چالاک نے رنگ جما دیا کنیزون پر غصہ مصاحبون پر آفت کسی سے کہا او خنقل کیسی بے قرینے کھڑی ہی دیکھہ دھانپ جب دیکھو کمبخت کا جھنڈا سا سر کھلا ہوا ہی جوانی پھٹ پڑی دھگڑے کو ڈھونڈھتی ہوگی نوکری کرنا کیا ضرور ہی کہ دو مہینے چار مہینے مونڈھے پر بیٹھہ بازار کی ہوا کھا جب دیکھو کسی وقت ہوش درست نہین کمبختون نے میری زبان خراب کردی ہین اول فول بکنے لگی کسی کے کوڑا مارا کسی کی چوٹی پکڑ کے کھینچ لی ساقی بچے کے بٹے پکڑ کر پانچ جوتیان برابر بار مین کہا نگوڑے بدذات یا جی شہنشاہ آئے ہین ذرا سی مسی لگائے آنکھون مین کاجل دیئے اجڑا بجڑا کھڑا ہی ارے نگوڑے شہنشاہ مردم شناس بھی ہین اگر پسند کیا عمر دبھر کو فرصت ہی محفل مین ہنگامہ ہو گیا سب کو مارتا پیٹتا بکتا جھکتا سامنے افراسیاب کے آیا کہا ای شہنشاہ اسوقت ملکۂ عالم کو ادھر کچھ خیال ہی انکے مزاج پر چھوڑ دیجیے دم بھر نہ کلام کیجیے یہ کہکر بیچ مین افراسیاب اور حیرت نقلی کے کھڑا ہوا بران کے کاندھے پر ہاتھ رکھکر کہا ای ملکۂ عالم آپ کا مطلب سمجھی بادشاہون کی بات کا خیال بیکار ہی بقول سعدی گاہے بسلامے برنجند وگاہے بہ دشنامے خلعت دہند اسطرح کی باتین کرتے کرتے جھکی کان مین کہا ای ملکہ بران نہ گھبراؤ مین چالاک بن عمرو ابھی حیرت جادو کو قتل کرواتا ہون بران مین جان آگئی بہ نگاہ حیرت دیکھکر کہا بھیا چالاک خدا کے واسطے میری عزت و آبرو بچالے یہ ملعون بیحیا مجھکو ہاتھ نہ لگانے پائے چالاک نے کہا کہ کیا مجال بران کو مطمئن کرکے پھر طرف افراسیاب کے پلٹا کہا شہنشاہ ملکہ کی خفگی کا باعث بھی آپ سمجھے وہ تو کس مصیبت سے بران کو گرفتار کرکے لائین آپ نے صرف ستون سے باندھ دیا ہی نہ سزا نہ جزا اسنے تو بڑے بڑے رنج وملال آپ کو پہونچائے بڑے بڑے ساحران نامی مارے پل پر تیرا دان توڑا دریائے خون روان کو خشک کیا اسی کی وجہ سے آپ کے استاد عشاق سبزہ رنگ مارے گئے بیٹی بادشاہ عالیجاہ کی ہی سوائے آپ کے اسکو کون قتل کریگا سحر کامل پڑھکر ایک گولہ ماریے سر پھٹ جائے طلسم نورافشان مین قیامت برپا ہو کوکب زندہ نہ بچے گا غم مین بیٹی کے جان دیگا اب آپ کیون دیر کرتے ہین ایسا صید کسکو ملتا ہی مگر خبردار کشتہ سحر نہ سمجھیے گا تیر تلوار سے ماریے ایسا دن پھر کبھی نصیب نہو گا افراسیاب نے کہا ای زعفران حقیقت مین رنج ملکۂ عالم کا صاحب ہی بران ثانی کوکب ہی اسکو دھوکے گرفتار کیا بڑا کام کیا مین ابھی اسکو اپنے ہاتھ سے قتل کرتا ہون مرے دل پر بھی روشن ہی کہ ماہ آسمان طلسم نورافشان کوکب کی روح روان ہی کوکب دیوانہ ہوکر نکل جائیگا تاج و تخت سے

ہاتھ اُٹھائیگا یہ کہکر افراسیاب نے کہا ملکہ ہٹو مین تلوار سے اسکو قتل کرون کشتۂ سحر کرنا حقیقت مین بہتر نہین ہی
یہ کہکر افراسیاب جادو تخت سے کودا اُڈورا کھولنے لگا تیغہ تولنے لگا بران سے کہا او ملکہ تمھاری خاطر سے اُسکو
قتل کرتا ہون بران نے اسپر بھی کچھ جواب نہ دیا بات بات پر خون خشک ہوا جاتا ہی کلیجہ پر خنجر غم والم پھر رہا ہی
چالاک الگ ہوا یہ بھی خیال آیا ای چالاک جب حیرت مریگی اسکے مرنے کی علامت برپا ہوگی بڑا غل مچا نیگے
حیرت کے نام کی آوازین سُنائینگے سب طرح خرابی ہی دیکھیے اس بیوقوفی کا کیا انجام ہوتا ہی ایسی حماقت کبھی
سرزد نہین ہوئی یہ سوچ رہا ہی خوف مین ہوش درست نہین مگر قضائے کار افراسیاب جب تخت سے کودا
تیغہ کھینچکر دم شمشیر پر ہاتھ رکھا ایک جھونکا ہوا کا چلا نخل سے پتہ ٹوٹکر گود مین افراسیاب کے گرا افراسیاب نے
نگاہ ڈالی صاف تحریر تھا گویا نوشتۂ تقدیر تھا طرف سے ماہیان زہر دپوش کے مرقوم ہوا دغا فل جورو کو
قتل کرتا ہی آنکھ سے نہین سوجھتا ہی بران بشکل حیرت کھڑی ہوئی ہی آج آبرو اسکی مٹا دے پھر کبھی کوئی ایسی
گستاخی نہ کرے یہ مضمون پڑھکر افراسیاب کے ہوش اُڑ گئے فوراً بران کا ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ ذرا کنارے چلو
تجھسے کچھ کہنا ہی ملکہ نے ہاتھ تو چھڑا لیا مُنھ پر ہوائیان اُڑنے لگین ہاتھ باندھکر کہا حضور تنہائی مین کیا کام
ہی افراسیاب نے کہا کچھ ضرورت ہی یہ کہکر آگے بڑھا چاہا ہاتھ ڈالون بران خوف آبرو سے خود آگے بڑھی
کہتی ہوئی حضور مین چلتی ہون ہاتھ نہ لگائیے اب بران کو کچھ بن نہین پڑتا آگے آگے افراسیاب کے چلی
جاتی ہی افراسیاب چاق وچوبند اس امر پر آمادہ کہ آج بران کی آبرو مٹا دون چالاک تو بشکل
زعفران باہر آیا افراسیاب جادو نے پلٹ کر کہا خبردار کوئی میرے ساتھ نہ آئے مین اپنی بی بی سے
کچھ باتین کرونگا کنیزون کی تو کیا مجال جو قدم آگے بڑھائین یا ساتھ مالک کے تخلیہ مین جائین مگر
چالاک کئی مرتبہ حضور حضور کہکے بڑھا کہتا جاتا تھا شہنشاہ سُنیے تو افراسیاب نے زعفران کو تو پہچانا نہین
پلٹ کے جھڑک دیا کہا او زعفران ہمارے تخلیہ مین نہ آنا یہ کہکر غصہ سے نگاہ ڈالی چالاک نے دیکھا جسم سے
چنگاریان نکلنے لگین خائف ہوا ایسا نہو کہ آتش قہر وغضب افراسیاب سے جل جاؤن گھبراکر یہ تو پیچھے ہٹا
افراسیاب پردہ اُٹھا کر خیمے کے اندر آیا اُسوقت تک بران آگے تھی لیکن چونکہ کئی پردے پڑے ہوئے تھے
وہان پر اندھیرا تھا بران جھجک کر پیچھے ہٹی افراسیاب آگے بڑھ گیا جانتا ہی کہ بران میرے آگے جاتی ہی پیاری
کہتا جاتا ہی کبھی کہتا میرا جان وہال تجھپر نثار ہی تو معشوق گلعذار ہی یہ کہتا ہوا افراسیاب چند قدم آگے
بڑھا تھا اب بران کو اپنے قریب نہ پایا گھبرا کر پلٹا پکارا جان جہان کہان ٹھہر گئین اب آج تمکو نہ چھوڑونگا
دیکھا پردے سے لپٹی ہوئی بران کھڑی ہی اندھیرے مین اچھی طرح صورت نہین معلوم ہوتی ہاتھ پکڑکے کھینچا گلے
مین ہاتھ ڈالدیے تڑاق سے بوسہ لیا جسکا بوسہ لیا اُسنے آواز دی ابا جان مجھے تنہائی مین کہان لائے کچھ

دیوانے ہو گیا دختر کو مخجل بناؤ گے بدنام ہو جاؤ گے اب جو افراسیاب نے بہ نگاہ غور دیکھا خوبصورت
اپنی بیٹی کو پایا افراسیاب نے جھلا کے دھکیل دیا کہا حرامزادی تو یہان کہان آئی گھبرا کے گرتے وہ عورت
پانی ہو کے بہ گئی افراسیاب شرم سے آب آب دریائے خجالت مین غرق گرفتار محیط غیرت پابند زنجیر موج حیرت
دل سے کہا افراسیاب یہ کیا ہوا فوراً گود مین ایک پرچہ گرا اسکو جو پڑھا طرف سے ماہیان مرد پوش
کے لکھا تھا او بھڑوے گدھے الو کے پٹھے جتنی دیر مین تو آگے بڑھا اتنے عرصہ مین برہمن دشمن تن بران
شمشیر زن کو لے گیا جلد جا خبر لے وہ تالاب پر پہونچی ہو گی سب کو رہا کریگی افراسیاب گھبرا گیا شرم سے
پسینہ آ گیا اب اسوقت قید حیرت کو بھی چھوڑا سحر کیا مثل شعلہ جوالہ بھڑکا چالاک باہر کھڑا ہوا کانپ
رہا ہے دل مین سوچتا تھا کہ ارے بڑا غضب ہوا اس گوہر بے بہا کی آبرو گئی کیا روسیاہ کسی کو دکھاؤنگا
یکایک دیکھا کہ افراسیاب خیمہ سے کڑک کر نکلا آتش خور گرگ ریشہ سحر و ساحری سے حملہ و نگاہ قہر جو ڈالی
خیمہ جلنے لگا یہ معاملہ عجیب و غریب دیکھکر کنیزین چیخین مار کر بھاگین چالاک بھی بخوف جان پہاڑ سے
کود کر بھاگا حیرت اسی طرح ستون سے بندھی رہگئی بھاگڑ پڑ سناٹا ہو گیا حیرت بیہوش اسی عالم مین ستون سے
بندھی ہوئی نہ یار ہے نہ مددگار ہے پہاڑ پر نہ انسان نہ حیوان چالاک عجب زیر کوہ آیا حیران کہ خداوندا یہ کیا
شعبدہ ہوا افراسیاب شرارہ بنکر کہان گیا بران پر کیا گذری کہین پیٹ مین خنجر مار کے مر تو نہین گئی لیکن
اگر بران نے جان دی افراسیاب غصہ مین کیون بھاگا چلو چلکر تالاب پر تو دیکھین چالاک تو اسی طرح
با نہایے عیاری سے آراستہ اپنی صورت اصلی پر مگر بدحواس عالم یاس کبھی سوچتا ہے شاید افراسیاب قیدیان بلا
کو قتل تو کرنے نہین گیا افسوس نہ لشکر مین جا سکتا ہون نہ کوئی تدبیر ممکن دمبدم ترقی حیرت اس پریشانی
حیرانی مین چالاک آخر مجبور و ناچار ہو کر طرف تالاب کے چلا اسکو راہ مین چھوڑیے دو کلمہ حال حیرت آل

ملکہ بران شمشیر زن کے سنیے نظم

از جیب بمونہ الست با من — وان ہم شدہ چاک تا بدامن
زان پیش کہ چہرہ کہربائی — بودم بہ غم تو آشنا من

دار ستگیم محال عشق ست — از عشق کجا شوم جدا من
میرفت غم و محبت از پیش — چون بادۂ و آتش از صفا من

صد تیر غمت با متحان زد — زانہا ہمہ بود مدعا من
تا گفت دعا اثر ندارد — شرمندہ گشتم از دعا من

از جذبۂ عشق گشتم آخر — سرگشتہ و زار و بینوا من
در راہ عدم چو انتہا نیست — برگشتہ زدم با بتدا من

من قوت طلبی ندارم — بیہودہ روم رہ دعا من
بنشینم و صبر را کنم یاد — تا یاد مرا شود خریدار

دیگر اشعار آبدار ذوق

نشہ دولت کا بد اطوار کو جس آن چڑھا — سر پہ شیطان کے اک اور بھی شیطان چڑھا

عشق کے ڈھب پہ نہ کوئی بھی خبر انسان چڑھا ۔ اسکے قابو پہ چڑھا تو یہی نادان چڑھا
چڑھ گیا جبکہ زمین توسن وحشت اپنا ۔ دینگے افلاک پہ ہم خاک بیابان چڑھا
مین نے دیکھا مہ نو کو تو اُس ابرو کا خیال ۔ لیکے خنجر مری چھاتی پہ وہ مین آن چڑھا
دیکھیے ملت و دین کتنے کرے گا برباد ۔ باد کے گھوڑے پہ وہ دشمن ایمان چڑھا
مصحف رُخ پہ ترے رنگ سنہرا اُٹھرا ۔ واہ کیا خوب ہی سونا سر قرآن چڑھا
جب لڑی آنکھ تری کوئی مرے دیکھے سوا ۔ فوج مژگان کے نہ منہ بر سر میدان چڑھا
ناز سے تان کے ابرو سے لگا تیر نگاہ ۔ چلہ جلد اپنی کمان پر ترے قربان چڑھا
دیکھو قسمت کا لکھا اُسنے پڑھا خط سو بار ۔ دھیان پر میرا نہ مضمون کسی عنوان چڑھا
غمزۂ یار کو دے سونپ متاع دل و جان ۔ چور تھا پر نظر اپنی نہ نگہبان چڑھا
اشک آتے نہین مژگان پہ کہ یارون نے بھی ۔ پانی سو نیزے دیا باندھ کے طوفان چڑھا
حضرت عشق کی درگاہ مین آکر اے ذوق ۔ دل و دین دیتے ہین سب گبر و مسلمان چڑھا

اُستادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی کہ جسوقت افراسیاب جادو بخیال خام و بہ تصور ناتمام بڑے ابرو ریزی ملکہ بران شمشیر زن کو لیکر خیمہ مین گھسا اور چاہا کہ دست انداز ہو یہ نکتہ تحریر کر چکا ہون کہ اُس خیمہ مین اندھیرا تھا افراسیاب آگے بڑھا بران پیچھے رہ گئی اُسوقت عاشق صادق کوکب ستارہ شناس فلک اساس صفدر و صف شکن برہمن روئین تن نقشہ جات ملاحظہ کر رہا تھا بروج فلک پر نگاہ تھی یکایک ثابت ہوا کہ بران شمشیر زن کا ستارہ گردش مین آیا افراسیاب جادو درپے آبرو ہی ایسے بطف سے سحر کر کے غرق زمین ہوا چشم زدن مین اُس خیمہ مین پہونچا بران کو اُٹھا لیا ایک چیلہ بصورت دختر افراسیاب ڈالدیا بران کو لاکر ایک پہاڑ پر پہونچایا ہوشیار کیا دیکھا رنگ روے بران متغیر خوف آبرو ریزی مین متردد متحیر استاد کو اپنے دیکھکر لپٹ گئی رونے لگی برہمن نے گوشمالی کر کے کہا او نادان بیوقوف عیارون کا کام تو نے کیا یہ کام عیارون کا ہی کسی کی زوجہ کسی کی معشوق بنتے ہین چونکہ عیار مکار ہوتے ہین جو صورت بنائی اس وضع کو بناہ لے گئے تو ان باتون کو کیا جانے جو دوا افراسیاب کی بنکر دوڑ پڑی اگر مجھ ایسا جانباز نہوتا شیر کے پنجے سے کیونکر رہائی پاتی بران کہے بجلی لگ گئی کہا استاد مین ان باتون کو کیا جانون جو چالاک نے کہا وہ مین نے کیا برہمن نے کہا ای بران حقیقت مین چالاک بلا کا عیار ہی ہمسر خواجہ نامدار ہی مگر داے بہر حال عیاران ایک سر ہزار سودے سر فروشی کرتے ہین اسنے بھی اپنے سردارون کو مع خواجہ اہل کمال پر ملال مین دیکھا ہوش اسکے درست نہ تھے خیر مصرع رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت :: افراسیاب

ابھی تک وہ زعفران پر موجود ہی تو اپنے کو جلد بر سر تالاب پہونچا ئیگو ہر ہدف قلزم فسونگری دامی گل شاداب حدیقہ ساحری مثل دریائے خون روان اس چشمہ کو بھی جا کر مٹانا دریا دلی دکھانا مگر جوش جرات مین آبرو کا خیال رہے افراسیاب بھی ضرور آئیگا میرا ٹھہرنا مناسب نہین ہی یہ کہکر بہمن رخصت ہوکر طرف اپنے قصر کے روانہ ہوا افراسیاب کا حال عرض کر چکا ہون کہ غصہ مین قید حیرت کو بھی بھول گیا مگر می مین ذلت کی مثل شعلہ جوالہ جل چکا ہی بران شمشیر زن اسباب سحر سے آراستہ ہوئی پر بہ پرواز سیلا کر کے جوش و خروش مین طرف اس چشمہ کے چلی مثل ستارہ سحری آکر آسمان پر چمکی چشمہ مین وہی کیفیت دیکھی چشمہ آب جوش مار رہا ہی تیرہ حباب بر سر آب نایاب تیرہ پیر گوے حبابون سے لپٹے ہوئے چاٹ رہے ہین صدائے آہ آہ بلند ہی اس صدائے دردناک کو سنکر ہر ایک طائر صحرا دردمند ہی گھبرا کر طائر قریب چشمہ آتے ہین صدائے آہ سنکر بیتاب ہو جاتے ہین پانی نہین پیتے سیراب نہین ہوتے آنکھون سے طائران صحرا کے آنسو جاری ہر شاخ نخل تپون سے سر پیٹ رہے ہین درختون پر بار غم و الم سر صحرائی پر آرہ غم و مصیبت چل رہا ہی بلبلان نغمہ سرا کا بیقراری سے دم نکل رہا ہی بونڈے گرد کے اُٹھتے ہین مگر دل بیٹھا جاتا ہی صحرا خاک اُڑاتا ہی پانی کنارے سے سر ٹکرا رہا ہی مقام ویران جنگل سنسان عجیب حال ہیبت ناک ہی موجین نہین چشمے کا وحشت سے گریبان چاک ہی بران نے جو یہ حال پر ملال دیکھا غم سے کلیجہ پھٹ گیا آسمان پر مثل برق جہندہ کے نہنگ بحر جرات بنکر پانی مین گری وہ پیر گوے شعلے بنکر ملکہ بران پر گرے بران نے ایک ایک ماش کا دانہ مار کر جلایا اُن پیر کوون کو خاک مین ملایا چار جانب سے بران کو مچھلیون نے گھیر لیا نہنگ بنکر بران نے مچھلیون کو نگلنا شروع کیا کبھی تڑپ کر بلند ہو جاتی ہی یہ ماہی دریائے حسن اپنے کو مچھلیون سے بچاتی ہی مگر تمام جانوران دریا نے بران پر بلوہ کیا مگر سونس گھڑیال لپٹے جاتے ہین زخم جو بران نے کھائے صدمات شب فراق یاد آئے دل سے کہا جوش محبت اسرح نوجوان مین یہ سب کچھ ہوا کونسی ساعت بد تھی کہ اُس ظالم پر مائل ہوئی ایسے بیوفا کے تیغ ابرو سے گھائل ہوئی اُس بیتابی مین یہ اشعار مصیبت آثار پڑھنے لگی اشعار

راحت کے نام سے بھی نہین آشنا نصیب
ہمسے کجی فلک کی ہمیشہ چلی گئی
حور و پری کو کب ہین یہ ناز و ادا نصیب
کن حسرتون سے کہتے ہین فرقت زدہ ترے
سمجھا نہین جہان مین کوئی ہی بلا نصیب
چھپکر وہ شب کو آئے ہین جب ہو گئی سحر

صدمہ جو ہمکو ہجر بتان کا ہوا نصیب
اکروز بھی ہمارا نہ سیدھا ہوا نصیب
اکبار اُنسے اور کرونگا سوال وصل
جنکی بغل مین یار ہی اُنکا خوشا نصیب
کرتا ہی بیوفائی دلبر کا کیا گلہ
بنکر بگڑ گیا ہی مرا بارہا نصیب

ہمکو ازل سے آج تلک غم رہا نصیب
دشمن کو بھی یہ رنج نہوا ہی خدا نصیب
ختم اُس نگار پر ہی سب انداز دلبری
ہنجائے اسمین کچھ کہ بگڑ جائے یا نصیب
محبوس زلف یار ہی مدت سے مرغ دل
ہوتے ہین قیمتون سے شفیق آشنا نصیب
جس سے لگایا دل ہوئے رنج اُسکی ذات سے

ہم آزما چکے ہین قلق یار ہا نصیب

ان اشعار فراق آمیز کو ملکہ بران شمشیر زن پڑھتی جاتی ہی اور لڑتی جاتی ہی یاد معشوق جو آگئی اور جرات بڑھگئی تڑپ تڑپ کے گرنا شروع کیا کبھی حباب توڑے کبھی موجون کے ہاتھ کاٹے کبھی سپر گرداب کو قلم کیا فوج ماہیان کو درہم و برہم کیا کس زور و شور سے ملکہ بران استلا لاب لڑ رہی ہی یاد ابروے خمدار محبوب مین ہر چند کہ خنجر کلیجہ پر چل رہا ہی مگر جرات بڑھتی جاتی ہی صد ہا نہنگان آشام کو چیر کر پھینک دیا ہر مرتبہ نہنگ مُنھ پھیلا کر آتے ہین سامنے سے ملکہ بران کے بھاگ جاتے ہین کبھی مچھلیون سے لڑائی ہوتی ہی کبھی کسی سونس نے منھ نکالا چاہا بران کو نگل جائے اس صاحب سطوت و صولت نے دونون کلون مین ہاتھ ڈالکے چیر کے پھینک دیا کبھی تڑپ کے تہ پر چشمہ کے پہونچتی ہی جب مچھلیان زیادہ گھیرتی ہین برق بنکر آسمان پر اُڑ جاتی ہی پھر تڑپ کر زمین پر آتی ہی اس آمد و رفت مین فوج ماہیان کو پامال کیا اور نہنگان دریا سر کشی بھولے جل جلکر خاک ہوئے تھوڑے عرصے مین تاریکی چھائی صداے ہیبت ناک آئی کشتی ہرا تام من نہنگ خونخوار و ماہی آتشبار بود افسوس مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نرسیدیم عرصہ دراز تک اندھیر رہا آندھی اُٹھی سنگ باری و برف باری ہوئی ملکہ بران نے جو انتہا کا اندھیرا دیکھا مشعل سحر کو روشن کیا دیکھا تمام سردار فرش زمین پر بیہوش پڑے ہین ایک جانب خواجہ عمرو و برق ایک سمت اسد نامدار ایک طرف ملکہ مہرخ و بہار و باغبان قدرت و رعد و برق و برق لامع پڑے ہین زمین پر تڑپ رہے ہین بران نے بڑھکر اپنی پیشانی پر نشتر مارا خون چلو مین لیکر سبھون پر چھڑکا پہلے سب سے خواجہ عمرو و برق و اسد نامدار کو ہوشیار کیا عمرو اُٹھ کھڑا ہوا ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ بھی اُٹھی ہین مگر سحر افراسیاب سے لڑکھڑا رہی ہین بران ایک ایک کے مُنھ پر چھینٹے دیتی ہی یہ ملحوظ رہے کہ عمرو و اسد و برق اچھی طرح ہوشیار ہو چکے ہین اور سب پر کسی قدر غنودگی باقی ہی ملکہ بران چاہتی ہین کہ سب سحر سے بخوبی نجات پائین یہان سے سب کو لے جائین بہار وغیرہ خود ساحرہ زبردست ہین اپنے اپنے سحر آپ اُتار رہی ہین مگر چونکہ سحر افراسیاب ہی دفع ہونے مین کد و کوشش ہی یکایک صحرا سے گرد اُڑی عمرو نے دیکھا نور نظر پارہ جگر چالاک بھاگا ہوا آتا ہی مگر بدحواس پراگندہ پریشان مضطر و حیران جیسے ہی خواجہ عمرو کو کھڑے ہوئے دیکھا بیقرار ہو کر دوڑا آکے قدمون سے لپٹ گیا چیخ مار کے رویا عمرو نے کہا اے نور نظر خیر تو ہی عرض کی حضور کو اس حال زار مین دیکھا قریب تھا کلیجہ پھٹ جائے مگر افراسیاب آیا چاہتا ہی بڑے زور شور سے چلا ہی عمرو نے چاہا چالاک سے سب حال پوچھے اتنا چالاک کے مُنھ سے نکلا کہ ملکہ حیرت جادو بر سر کوہ زعفران مضطر و حیران ستون سے بندھی کھڑی ہی زیادہ عمرو نہ پوچھنے پایا کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا منم شہنشاہ طلسم ہوش رُبا بران کو دیکھکر جل گیا وہین سے ڈانٹا او چھوکری تونے غضب کیا میرے قیدیون کو چھڑا لیا آج تیری قضا دامن گیر ہی اب

تیرے قتل کی تدبیر ہے بران نے بہار وغیرہ کو آواز دی لو جلاد آپہونچا ملک الموت سے سامنا ہے ہم کہتے تھے
جھٹ پٹ نکل چلو ہمارا کہنا نہ مانا آخر اسی مصیبت کا سامنا ہوا رنگ روے بہار متغیر ہوا باغبان کانپنے لگا برق
و رعد تڑپ گئے مگر سب نے حربہاے سحر سنبھالے سب سے پہلے خواجہ عمرو نے جیسے ہی افراسیاب کو آتے ہوئے دیکھا
گلیم اوڑھکر کنارے چھپا برق فرنگی بھی عیار تیز رو ہے یہ بھی ایک طرف چھپا سامنے سے ہٹ گیا مگر ہٹتے ہٹتے
حقہ آتش بازی داغ دیا چرخ و بہار و باغبان وغیرہ نے گولے ترنج و نارنج کے افراسیاب پر مارے
افراسیاب ایسے سحر کو کب مانتا ہے ان سب کو حقیر جانتا ہے زمین پر کو داسب کے سحر کو دفع کیا
اسد نامدار نے جو افراسیاب کو دیکھا جوش جرائت میں قبضہ پر ہاتھ ڈالا بڑھکر نعرہ کیا نعرہ اسد

اسد شہسوار رزم گردون و جنگ
بدرزم دل شیر و چرم پلنگ
شہنشاہ نام آور و کامران
اسد شیر دل ابن صاحبقران

اسد نے جو نعرہ کیا افراسیاب نے پلٹ کر دیکھا چل گیا طرف اسد کے جھپٹا بران نے دیکھا غضب ہوا اگر
اسد نامدار کو پائیگا آتش قہر و غضب میں جلا دیگا اگر خدانخواستہ اس شیر دلیر پر کوئی افتاد پڑی ای بران ملک ری
کدو کاوش بیکار ہو جائیگی دولہا کے دم سے برات ہے چولی دامن کا ہمارا اسکا ساتھ ہے کتب ہاے معتبر میں یہ تصریح لکھا
ہے کہ یہ شیر دل طلسم کشا ہے یہ سوچکر جھپٹی بیچ میں آگئی افراسیاب پر گرا کھینچ مارا افراسیاب ضرب سے گرے کی
زمین پر گرا مگر پیشتر منہ کا گرا پھر غصہ میں اُٹھا ملکہ بران نے آواز دی ای اسد شیر دل ہٹیے ایسا نہو یہ بجیا آپکو
گرفتار کرلے یہ دیکھکر سب سردار افراسیاب سے لڑنے لگے آتش سحر برسا دی برق فرنگی نے جو دیکھا کہ افراسیاب
چاہتا ہے کہ بڑھکر اسد کو پکڑ لوں برق فرنگی نے بھی نکلکر ایک حقہ آتشبازی کا داغ کر افراسیاب پر مارا
افراسیاب طرف برق کے پلٹا اور ڈانٹا او بھورے خبردار کیوں تیری قضا آئی ہے اب عمرو نے دیکھا کہ اسد و برق
گرفتار ہوا چاہتے ہیں عمرو بیقرار ہو کر دوڑا سوچا کہ ایسا غضب نہو کہ یہ سردار تہمتن گر گرفتار ہوا سارا لشکر بھاگ
جائیگا اگر خدانخواستہ برق پکڑا گیا بازو ٹوٹا یہ سوچکر عمرو نے زنبیل سے جال الیاسی نکالا برق و اسد پر
جال مارا وہ دونوں جال میں پھنسے دونوں کو کھینچکر عمرو نے زنبیل میں ڈال لیا اور ایک جانب بھاگا اب عمرو
کے خیال میں آیا کہ حیرت جادو زعفران کوہ پر بندھی ہوئی ہے اُسکو چلکر لینا چاہیے یہ سوچکر عمرو تو
طرف زعفران کوہ کے چلا یہاں افراسیاب جادو سے بہار وغیرہ سے جنگ سحر ہو رہی ہے مگر افراسیاب
نے ایسے ایسے سحر کیے چار طرف سے گھیر لیا باغبان وغیرہ کا نکلنا مشکل ہے کبھی بران سینہ سپر کرکے
لڑتی ہے کبھی ملکہ بہار بڑھکر گلدستہ مار دیتی ہے کبھی تڑپ کر برق لامع گرتی کبھی رعد نے غصہ میں آکر
چیخ ماردی باغبان قدرت نے کئی زخم کاری ہاتھ سے افراسیاب کے کھائے لیکن افراسیاب حیران
ہے کہ اسد غازی تلوار کھینچے کھڑا تھا کہاں غائب ہوا برق عیار کہاں گیا اندھیرے میں کچھ سوجھتا نہیں

ہرچند یہ جملہ سردار افراسیاب پر غالب نہین آسکتے مگر دیوانہ کردیا ارکین طلسم ہوش ربا ہین شہرۂ آفاق
فنون افسونگری مین طاق آخر افراسیاب جھلا یا اس ہنگامۂ سحر مین سے نکلکر الگ ہوا بہار نے کہا کہ
باغبان بچنا افراسیاب اور کچھ تدبیر کرتا ہے مگر اسکے سحر سے کون ہوشیار رہ سکتا ہے بلکہ چھپکانا دشوار ہے
پیچھے ہٹ کر افراسیاب نے ایک دوہتر زمین پر مارا یا ساحری کا نعرہ کیا زمین سے شعلے آگ کے نکلنے لگے غبار زرد
بلند ہوا سب سے بیشتر باغبان دردمند ہوا لڑکھڑا کے زمین پر گرا بران نے چاہا اپنے کو سنبھالون نہو سکا
یہ بھی زمین پر گری بہار کا گل سا چہرہ کمھلایا باغبان پر زوال آیا اب بہار کب بچ سکتی ہے برق لامع کو
تڑپین رعد کو اُلجھن مخمور کو غشی طاری ہوئی نشۂ بادۂ سحر نے مست کر دیا سب گر کر بیکار ہوے افراسیاب نے
تیغہ کھینچا چاہا جا کر ان سب کے سر کاٹ لون بران کی بوٹیان اُڑا دون اسوقت ان سردارون کا بیقرار ہونا
بلک بلک کے رونا اپنے معبود حقیقی رب تحقیقی سے رجوع کی تڑپ کر آواز دی شعر بادشاہا تو کریمی و رحیمی و غفور
دست ما گیر کہ درماندہ و بے بال و پریم کبھی اوصاف رب اکبر بیان کیے اے رب دو جہان اے خالق کون و مکان
تو خالق یکتا صانع مہر و ماہ بادشاہ عالیجاہ نظم مصنف

درخت و گیاہ و ثمر ساختی
توئی ساخت بر چرخ سیارگان
بیک قطرہ تو گہر ساختی
بہ آواز کُن خلق کردی جہان
خدایا توئی ہست شاہ جہان
کنی ذرہ را آفتاب از نظر
زمین را تو بر آب دادی مقام
بنا کردہ تو زمین و زمان
سفیدی بہ شب میدہی از سحر
بدانجم فلک را چہ کردی قیام

یہ تو سب بلک رہے ہین تڑپ رہے ہین اپنے پیدا کرنے والے کے دل سے یاد بیقراری کی فریاد افراسیاب
تیغہ کھینچے ہوئے چلا آتا ہے اس بے حیا کو کب رحم آتا ہے مگر ان بیکسون کا تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا آسمان سے
نعرہ ہوا خبردار او بیحیا کیا کرتا ہے سنم صاحب جاہ و توقیر اعنی شہنشاہ کوکب روشن ضمیر دیکھا افراسیاب نے
کوکب تلوار کھینچے ہوے نعرہ کرتا ہوا آتا ہے مثل برق تڑپ کر زمین پر گرا ایک گولا مارا افراسیاب کی
چھاتی پر پڑا افراسیاب اس سحر کو دفع کرنے لگا کوکب نے پلٹ کر اشارہ کیا سب پر سے سحر اُتارا آواز دی
جلد نکل جاؤ مین اس بیحیا سے سمجھ لونگا بران سے آنکھ ملائی کہا اے نور نظر لڑائی مین اُڑنا کیا لڑے بھڑے
چلدیے ایسے خوک صحرائی کے سامنے کھڑے ہوکر سحر کرنا سراسر حماقت ہے جاؤ طرف قصر جمشیدی کسیکا خیال نہ کرنا
فوراً ملکہ بران و بہار و باغبان وغیرہ اُٹھ اُٹھ کے بھاگے افراسیاب نے چاہا ان سبھون کو روکے کوکب
سینہ سپر کر کے سامنے آیا کہا او نمک حرام دازلی دابدی اُدھر کہان جاتا ہے مردان عالم سے آنکھ چار کر ہمیں وار کر نرم
چارہ ڈھونڈھتا ہے افراسیاب طرف کوکب کے پلٹا کوکب نے دور ہی سے دو تین گولے مارے افراسیاب
بر جائے در گلنار گہری گنبد خونی مین چھپا کوکب سوچا اب ٹھہرنے سے کیا فائدہ اب یہ سحر دفع کر کے نکلے گا فساد
برپا کریگا قتل ہونا اسکا ناممکن بس اس سے مقابلہ کیا ضرور ہے عقل سے یہ بات دور ہے یہ سوچکر دونون پانون

زمین مین مارے غرق زمین ہوکر غائب ہوا افراسیاب نے بعد عرصہ دراز اس چادر خونی کو دفع کیا اب جو نگاہ اٹھاکر دیکھا کسی حریف کا نشان معلوم نہین ہوتا مثل غول صحرائی کے جنگل مین دوڑنے لگا اب ناظرین اس داستان حیرت بیان کو ملاحظہ فرمائین

خمسہ مومن حافظ

کسے بہ غمکدہ تا کے بصد محن باشد
ز داغ رشک عدو گرم سوختن باشد
بگوشۂ جگر افشان و نالہ زن باشد
خوش ست خلوت اگر یار یار من باشد
نہ من بسوزم و او شمع انجمن باشد

تنگ آئے ہین اب تجھکو چھوڑ دینگے ہم
ہمین پسند نہین ہیوفا یہ لطف و کرم
کہ غیر سے بھی ملاقات ہے اگرچہ کم
من آن نگین سلیمان بہیچ نستانم
کہ گاہ گاہ برو دست اہرمن باشد

کہان تلک ہے خاطر مین حزن و رنج و ملال
کہان تلک ستم رشک سے ہو جان پامال
بس اسکی محفل دلچسپ سے عدو کو نکال
روا مدار خدایا کہ در حریم وصال
رقیب محرم و حرمان نصیب من باشد

عدو کی بات بھلی اور برے مرے اشعار
پسند نالۂ زاغ اور درد نوائے ہزار
کہان ہے جلد ہی بھیج ہدہد صبا رفتار
ہمائے کو مفگن سایۂ شرف زنہار
دران دیار کہ طوطی کم از زغن باشد

وفور وحشت جوش قلق ہے روز افزون
نہین ہے صبر و شکیب و قرار و تاب و سکون
اگرچہ خوار و زبون دشت دشت پھرتا ہون
ہوائے کوے تو از سر نمی رود بیرون
غریب را دل آوارہ با وطن باشد

مین کیونکہ وہ بات کرون جس سے ہو وہ شوخ خجل
وفور ولولہ کے التماس سے حاصل
ہر ایک حرف ہے یہان دل شگاف تا بگسل
بیان شوق چہ حاجت کہ شرح آتش دل
توان شناخت ز سوزی کہ در سخن باشد

ہے مومن آگے ترے کیا ہے دم بخود حافظ
مجال ہے جو کرے تجھسے جد و کد حافظ
تو رہنمائے سخن اور نابلد حافظ
لبان سوسن اگر دہ زبان شود حافظ
چو غنچہ پیش تواش مہر بر دہن باشد

مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار بیک طرار عمرو بن امیہ نامدار قید سحر تالاب

رہا ہو کر طرف کوہ زعفران کے قطرہ زن ہوے دریاے عیاری جوش مین قلزم مکاری خروش مین کوہ زعفران پر پہونچے دیکھا حقیقت مین حیرت زر د ر دستون سے بندھی ہی بیہوش و مدہوش زبان مین سوزن بال لاکھون روپے کا پہاڑ پر پڑا ہی پہلے خواجہ نے سب مال اُٹھاکر نذر زنبیل کیا سب چیزین اُٹھاتے جاتے ہین لو دادا جان کہکے دیتے جاتے ہین خیمے تک اُکھیڑ لیے اب قریب حیرت کے آئے حیرت کی زبان مین سوزن بیہوشی و مدہوشی عمرو نے اُٹھاکر حیرت کو نذر زنبیل کیا پکار کر کہا دادا جان اسکو اچھی طرح رکھیے گا زوجہ بادشاہ طلسم ہوش رُبا ہی سحر و ساحری مین یہ بھی یکتا ہی اسپر کوئی زوال نہ آنے پائے حفاظت سے رہے ورنہ افراسیاب بری طرح پیش آئیگا یہ کہکے رنگ و روغن عیاری کا نکالا کلیجہ پر پتھر رکھا صورت حیرت کی بنکر تیار ہوا ویسا ہی لباس ویسا ہی زیور زیب جسم کیا مگر خوف سے ہاتھ پاؤن مین رعشہ دل سے کہتا ہی ای عمرو اگر یہ عیاری خالی گئی تو پھر عمر بھر لوح کا پتہ نہ ملے گا یا تو موت نے یہ راستہ بتایا ہی یا دستیاب ہونے لوح کا وقت قریب آیا ہی عنایت پروردگار پر نگاہ کی نہ واہ کی نہ آہ کی کوہ زعفران سے اُترے بصورت حیرت روتے پیٹتے ایک جانب چلے یہ کہتے ہوے خواجہ جاتے ہین یا سامری جمشید طلسم ہوش رُبا مین آگ لگے افراسیاب نگوڑا مارا جائے اب بھیک مانگ کر بسر کرونگی سلطنت کا نام نہ لونگی اگر کوئی عیار آکر قتل کرڈالتا کون بچاتے والا تھا اب جوگن بنکر قبر سامری پر جاؤنگی داغہاے دل کے پھول چڑھاؤنگی اشکون سے چھڑکا کرونگی سامری کی چیری بنکر وہین رہونگی دنیا دارون سے اب نہ ملونگی سب اپنے مطلب کے خواہان ہین ای حیرت ابھی نوجوان ہون جہان جاؤنگی وہ خاطر کریگا بڑھاپے کا کون ٹھکانا افراسیاب ٹھڑو اُسکا منہ نہ لگائیگا نانی خالا بنائیگا بلبلا کر جو حیرت نقلی نے بین کیے افراسیاب خانہ خراب بعد جانے کوکب روشن ضمیر کے جنگل مین دیوانہ وار وحشی مثال دوڑتا پھرتا ہی لباس پارہ پارہ تاج ڈھلکا ہوا تیغہ خون آلود کھنچا ہوا ہاتھ مین لختے خون کے زرہ پر جمے ہوے گھبرا کر زیر نخل ٹھہرا کان مین حیرت کے بین کرنیکی آواز آئی صدا اپنی معشوقہ کی سُنکر طبیعت گھبرائی صدا پر جھپٹا نخلستان سے نکلکر دیکھا حیرت جا دو باموے پریشان کھڑی سر پیٹ رہی کلمات مذکور زبان پر افراسیاب کا کلیجہ پھٹ گیا بیقرار ہوکر آواز دی ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان خیر تو ہی افراسیاب کو دیکھکر حیرت تڑپی ایک چیخ ماری ہاے کا نعرہ کر کے زمین پر گری بیہوش ہوگئی آنکھین پتھرا گئین منکا ڈھلکگیا آثار موت کے چہرے پر افراسیاب پیٹنے لگا ہاے بی بی یہ کیا غضب ہوا تو نے بڑا صدمہ عظیم اُٹھایا ہاے مسلمانون نے بہت ستایا نازک مزاج شاہزادی نے کیسے کیسے رنج و ملال اُٹھائے تقدیر نے مصیبت کے دن دکھائے مگر چونکہ شاہراہ ہی آیندو روند کو دیکھکر سوچا یا خیال مین گذرا یہان ٹھہرنا بہتر نہین ہی اب اسکو اسی حال مین اُٹھاکر کسی مقام معقول پر لیچلو وہان چلکر سب حال دریافت کرونگا حقیقت مین مجھسے بڑی خطا ہوئی نکلجانے سے بران کے ایسا گھبرایا کوہ زعفران پر اسکو چھوڑ کے چلا آیا ای افراسیاب کیا کیا رنج و ملال پہونچے

ہین مسلمانون نے دیوانہ کر دیا جورو بچون کو بھولا یہ سوچکر بہت بیقرار ہوا اُسی خیال مین حیرت کی کمر مین پنجہ دبا
ایک تخت سحر تیار کیا اسپر سوار ہوکر تخت اُڑاتا ہوا چلا ایک کوہ ہی کہ اُسکو کوہ نیرنگ کہتے ہین ملکہ نیرنگ جادو
مع ہزار نازنینان مہ جبین کے مسند جواہر نگار پر بیٹھی ہی اور کوہ فلک شکوہ پر قصر عالی نہایت تکلف
سے تعمیر یہ کوہ نیرنگ عیش گاہ افراسیاب مشہور ہی ملکہ نیرنگ جادو نے دیکھا افراسیاب
تخت پر سوار ملکہ حیرت کا سر زانو پر رکھے ہوے رنجیدہ و کبیدہ آتا ہی نیرنگ براے
استقبال اُٹھ کھڑی ہوئی براے تسلیم جھکی سحر سے بلند ہوکر پایہ تخت پر ہاتھ ڈالدیا کہا اے
شہنشاہ گردون پناہ اسوقت کیا حال ہی لباس پارہ پارہ کڑیان زرہ کی نمارد چہرے سے رنج و ملال
ہویدا افراسیاب نے کہا اے نیرنگ کیا کہون جسدن سے یہ مسلمان میرے طلسم مین آئے ایسے ایسے رنج و ملال
پہونچاے جنکے بیان کرنے سے حجاب آتا ہی نیرنگ نے کہا مین ضرور پوچھونگی مگر قصر مین تشریف لیچلیے یہ تو عیش گاہ
حضور ہی تخت شہنشاہی بھی اس مقام پر رہتا ہی کل سامان عیش و نشاط مہیا ہی افراسیاب چونکہ گھبرایا ہوا
تھا یہ بھی منظور ہی کہ حیرت کو ہوشیار کرون کلام عذر سے تسکین دون ملکہ نیرنگ سے کہا حیرت جادو کو اندر
لے چلو نیرنگ جادو مع چند کنیزون کے حیرت کو لپٹ گئی باحتیاط اندر بارہ دری کے لیکر آئی افراسیاب
تخت پر بیٹھا حیرت کا سر زانو پر رکھ لیا خوشامد سے تلوے سہلانے لگا اس عرصہ مین سیاح جہان گرد آفتاب منزل
عالم کو طی کرکے سراے مغرب مین پہونچا مسافرانہ شب بسر کرنے کو اُترا شام تیرہ فام نے اپنا چہرہ دکھایا شہنشاہ
ماہ عالم افروز کی عملداری ہوئی افواج انجم نے صف باندھی تخت فلک زبرجدی پر ماہ تابان جلوہ فرما ہوا
ملکہ نیرنگ جادو نے براے روشنی حکم دیا کنیزون نے فوراً جھاڑ وغیرہ روشن کیے افراسیاب نے
نیرنگ سے اشارہ کیا کیا غضب ہی ملکہ کو ہوش نہین آتا ایسا صدمہ عظیم اُٹھایا دیکھو تو دانت بیٹھ گئے
ہین دشمنون کے چہرے پر مردنی چھائی ہی نیرنگ نے پوچھا آخر اے شہنشاہ یہ کیا معرکہ ہوا کنیز کو تو آگاہ کیجیے
افراسیاب نے کہا اے نیرنگ حقیقت مین مجھسے بڑی خطا ہوئی عیاران اسلام ملکہ کو گرفتار کرکے
برسر کوہ زعفران لے گئے صورت بر ملکہ بران کی بنایا مین کمبخت نہ سمجھا بران حیرت بنکر گئی اب تجھی بران
بھی عیاریان کرتی ہین اے نیرنگ سامری جمشید نے خیر کی ورنہ مین گولہ تیار کرچکا تھا اگر مابدولت کے
ہاتھ کا گولہ چل جاتا حیرت جلکر خاک ہوتی مین پھر ایسی جورو کہان سے پاتا نانی امان کا میرے پاس پرچہ پہونچا
جب آگاہ ہوا ورنہ سامان بربادی درپیش تھا تب مین نے قصد کیا کہ آج بران کی آبرو لیلون اس کو
برہمن لے گیا عجیب ظالم نے شعبدہ کیا میری بیٹی کی شکل بنا کر ایک پتلہ چھوڑ گیا اس غصہ مین مابدولت کے ہوش
درست نہ رہے طرف تالاب کے دوڑ پڑا یہ پہاڑ پر بندھی رہ گئی شاید ملکہ زعفران نے رہا کیا ہوگا بمشکل صحرا مین

پہونچی بیچاری روتی پھرتی تھی مجکو دیکھکر بیہوش ہوگئی اُسوقت سے ہوشیار نہین ہوئی عجب صدمۂ عظیم قلب پر
پہونچا نیرنگ جادو بیٹھکر تلوے سہلانے لگی اور حال پر ملال حیرت دیکھکر رونے لگی کہا اے شہنشاہ حقیقت
مین آپنے بڑا ستم کیا اپنی جورو کا خیال نرکھا اگر بران کی آبرو لیتے تو کیا نفع ہوتا یہ نہ آپ سمجھے کہ
کوکب اتنا بڑا بادشاہ عالیجاہ آفتین برپا کریگا ایک تو آپ کے اور اُنکے دشمنی چلی آتی ہے اور زیادہ بغاوت
بڑھتی آپ ہٹ جایئے مین ابھی ہوشیار کرتی ہون ہائے غضب میری بی بی کا پھول سا چہرہ کمھلا گیا پروردہ مہد
ناز و نعم اسیر یہ ستم بیٹی شہنشاہ حیات جادو کی وہان سے بھی سلطنت کرتی ہوئی آئی آپ کے یہان اور ترقی ہوئی
اٹھارہ سو ملک کی سلطنت کی آپ ایسے گھبرائے ایسی جلیل القدر کو چھوڑ کر چلے آئے جسقدر رنج و ملال کرے
زیبندہ اور سزاوار ہے بُری ساعت بدبختی جو ایسی مہ جبین آپکو بیاہی گئی جبھی تو حیرت کہتی ہے کہ مین افراسیاب
کو چھوڑ دونگی بازار مین جا بیٹھونگی افراسیاب نے کہا اے نیرنگ جو کچھ چاہے سو کہے مین آج معقول ہون اُسکے
رنج و الم سے خود ملول ہون اب نیرنگ نے تلوے سہلانا شروع کیے ملکۂ عالم کہکے پکارا حضور آنکھین کھولیے ملکہ حیرت
نقلی نے آنکھین کھولین گھبرا کے چہار جانب دیکھا ہائے کا نعرہ کرکے پھر آنکھین بند کین افراسیاب نے جلدی قریب
آکر کہا اے ملکۂ عالم خیر تو ہے حیرت نقلی نے کہا ہے ہے مین ڈر کے مارے مری جاتی ہون وہ سامنے دیو آتا ہے مجکو کھا جائیگا
مجھ بے دالی و وارث بیوہ کی کون خبر لیگا نیرنگ نے کہا واری اسقدر نہ گھبرایئے ایسا کلمہ زبان پر نہ لایئے سامری جمشید آپکے وارث
کو سلامت رکھین آپ سہاگن ہین نتھ چوڑیان قائم رہین دیکھیے شہنشاہ بیٹھے ہین آپکو پکار رہے ہین جب حال اپنا
کیا ہے گردش فلکی سے سب طرح کے سامان ہو جاتے ہین آپ میرے قصر کوہ نیرنگ مین آئی ہین یو بھوت پلید کیسا
یہان کون آسکتا ہے جب اسطرح بالتصریح نیرنگ نے بیان کیا تب حیرت گھبرا کر اُٹھی افراسیاب کے گلے مین
ہاتھ ڈالدیے ابا جان کہکے رونے لگی نیرنگ کو امی جان افراسیاب کو ابا آبا کہہ رہی ہے افراسیاب
ہر مرتبہ گلے لگا کر کہتا ہے بی بی نہ گھبراؤ مین تمھارا میان ہون نیرنگ کہتی ہے حضور مین تو آپ کی کنیز ہون
امی جان کہان ہوش مین آیئے ایسے کلمات اپنی زبان پر نہ لایئے حضور میرا نیرنگ جادو نام ہے افراسیاب
نے کہا اے نیرنگ بران نے سحر کیے چالاک نے نہین معلوم کیا کھلا دیا روغن چنبیلی کا لاؤ دماغ پر ڈالو اُس
پاپی نے بیہوشی کھلائی ہوگی دماغ مین فتور آگیا کنیزان نیرنگ روغن لائین افراسیاب نے اپنا ہاتھ دماغ پر
حیرت نقلی کے پھیرا نیرنگ تلوون مین ملنے لگی حیرت نقلی لڑکھڑا کر پھر گری بیہوش ہوگئی جب خوب تلوے
سہلائے گئے رات بھی زیادہ آچکی ہے بڑی مشکل سے حیرت کو ہوش آیا مگر حیران پریشان چونکنی چہار طرف دیکھا
افراسیاب کے چہرہ پر نگاہ ڈالی پوچھا اب مین کہا ہون افراسیاب نے کہا بی بی تمکو تخت پر سوار کرکے
کوہ نیرنگ پر لایا ہون نیرنگ جادو تمھاری مصاحب و سب کنیزان خاص حاضر ہین قصر عیش گاہ ہے

اکثر یہان آنے کا اتفاق ہوا ہی تم کہا کرتی ہقین کوہ نیرنگ نہایت فرحت افزا ہی اسی واسطے تمکو لیکر آیا
ہون کہ رنج و ملال دفع ہو سرور تازہ فرحت بے اندازہ حاصل ہو بوجہ احسن تسکین دل ہو ملکہ حقیقت مین
تمنے آج بڑا رنج و ملال اُٹھایا معاف کرو اب کبھی ایسی خطا نہو گی ایسا ہی سبب کامل تھا جو مین تمکو دشمنون مین
چھوڑکر چلا آیا یہ کہکر افراسیاب نے چاہا کہ سر قدمون پر حیرت نقلی کے رکھے حیرت نے ایک لات ماری
اور سرا پنا زمین پر دے مارا پچھاڑ کھائی بال نوچے انگیا کرتی کے ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دیے اپنے کو زمین پر گرا یا یہ کہکے
پیٹنا شروع کیا یا سامری تمھاری خدائی مین آگ لگے پونے دوسو بھڑوون کی خدائی مٹے لقا نگوڑا غول
صحرائی مسلمانون کے ہاتھ سے جوتیان کھائے ذلیل ہوکر مارا جائے کیسی ان سب بھڑوون نے ملکر تقدیر کی
کہ مین ایسے ناقدرے کے ساتھ بیاہی گئی کاشکے کسی گھسیارے کے ساتھ شادی ہوتی چین تو کرتی پاؤن
پھیلا کر سوتی ان مصیبتون مین تو نہ مبتلا ہوتی یہ کہکر سر پیٹنے لگی افراسیاب بڑھا کہ مین ہاتھ تھامون
کہا خبردار او جلاد اگر مجکو ہاتھ لگائیگا تو خون پانی ایک کرونگی سنکھیا کھا لونگی کنوین مین ڈوب مرونگی
جب تمکو میرا اعتبار نہین تو جورو شوہر کیسے بی نیرنگ تم نے سُنا مجھے مونڈی کاٹا نگوڑا دشمن جانتا ہی راز
کی باتین مجھسے چھپائین کہتے ہین جورو خصم کی راز دار ہوتی ہی اگر چور اُچکا جواری ہو بیبیان گھر کی بیٹھنے والیان
اپنے شوہر کا عیب و ہنر چھپاتی ہین جب یہ مجکو دشمن جانتا ہی تو اس گھر مین رہکر کیا کرونگی باہر نکل جاؤنگی
اور تیرے منھ مین کالک لگاؤنگی دیکھ تو سہی تجھے چار آدمیون مین کیسا بدنام کرتی ہون اسنے سب طرح مجکو
دبا لیا کسی بات سے ہمکو کام نہین جو چاہتا ہی کر گذرتا ہی علاوہ اسکے یہ مسخرہ رند شرابخوار ہی اسکو کسی کی
ضرورت ہی کیا ہی ایک نگوڑے گڑریے کا لونڈا اب بھی اسکا آشنا ہی اُسکو جنگل سے اُٹھا لایا فرزند کیطرح
گود مین پالا اب اُسکا خورشید تاج بخش نام رکھا ہی مجھسے چھپکے وہان جاتا ہی وہ نگوڑا زنان مشتری جوب
اُسکو ناز و کرشمہ دکھاتا ہی وہان سے بہت خوشی خوشی آتا ہی ہمارے پہلو مین راتون کو نگوڑا ٹھنڈی
سانسین بھرتا ہی میری طرف سے پیٹھ موڑکے سوتا ہی سنو بوا اسکی ہمین پرواہ نہین ماں باپ کی بیٹیان
ہین اور بات خواہ ہو یا نہو نگاہ تو سیدھی رکھے راز تو ہم سے نہ چھپائے افراسیاب نے کہا رو و بیٹو نہین
یہی خطا مجھسے ہوئی کہ تمکو چھوڑکر چلا آیا مجکو یقین کامل تھا کہ وہان زعفران جادو اور کنیزین اُسکی موجود
ہین رہا کرونگی ورنہ مین کاہیکو آتا حیرت نے کہا میرے قریب نہ آیئے مجھے ہاتھ نہ لگائیے جو بات چھپائی
ہی صاف صاف کہونگی تو مر جین لگین گی بس یہی بہتر ہی کہ مجکو دو انگل کا پرزا طلاق کا لکھکر دیدو میکے
ٹھنڈے ٹھنڈے میکے مین اپنے ماں باپ کے گھر مین جا بیٹھون یہ تو مین نے غصہ مین کہا کہ بازار مین بیٹھونگی
ارے او نگوڑے مورکھ تجکو چھوڑکے اور مردوا کیا کرونگی تجھسے دنیا مین کون بہتر ہی بادشاہ طلسم ہوشربا

جتنی دولت حشمت اور مال تیرے گھر مین ہی دنیا مین کہین نہ ہوگی اگر مین یہ سب چھوڑکر چلی جاؤنگی تو راتین فراق کی تڑپ تڑپ کے کاٹونگی تیری یاد مین یہ اشعار پڑھا کرونگی یہ کہکے دلکو بہلاؤنگی نظم قلق

ہجر مین رونے سے ای دیدۂ تر کیا ہوگا
اسمین حاصل تجھے ای دیدۂ تر کیا ہوگا
دشمنی کی کبھی امید نہ کھ دوست سے تو
سفر گور مین بے زاد سفر کیا ہوگا
دل فرقت زدہ ٹکڑون سے بہلتا ہی کوئی
بعد تیرے یہ زر ای صاحب زر کیا ہوگا
ایک ڈھیتا ہی تو دس غیب سے ملتے مین اسے
اور اس خاک کی شکلی مین اثر کیا ہوگا
کبھی چشمک کبھی غمزہ کبھی عشوہ کبھی ناز
سنگ مرماسے نمودار شرر کیا ہوگا

ایسے چھینٹون سے فرو سوز جگر کیا ہوگا
آبرو ہوگی نہ دنیا مین کبھی موذی کی
برق انداز بھلا ابر سپر کیا ہوگا
دل نہین معرکۂ عشق مین منت کش داغ
غم غلط تکون سے ای دیدۂ تر کیا ہوگا
جب چلی تیغ خزان باغ مین کُنے کی نہین
اہل ہمت کا تہی کیسۂ زر کیا ہوگا
خانۂ دلمین نہ اُتریگی تری تیغ ای ترک
چشم جانان سے کوئی شعبدہ گر کیا ہوگا
کوچ کے وقت قلق ہی عمل نیک کا دھیان

خرمن ہستی عاشق کو نہ کر خاک سیاہ
آبلہ سانپ کے تالو کا گہر کیا ہوگا
اتنی بھی فکر نہین بیٹھے ہین گویا بر کاب
شور بختی مند کا احسان سپر کیا ہوگا
بند مٹھی کو نہ اس باغ مین کھ غنچہ صفت
گل کا داغ پر طاؤس سپر کیا ہوگا
دہن گور کو بھر دیتا ہی جسم لاغر
اس پری کا دل شیشہ مین گذر کیا ہوگا
کوکب بخت نہ چمکے کا سیہ بختی سے
ایسے ہنگام مین سامان سفر کیا ہوگا

یہ کہکے حیرت نقلی منھ ڈھانپ ڈھانپ کے خوب روئی دریاے محبت افراسیاب نے جوش مارا ایک ایک اشک حیرت تیر بنکر کلیجہ پر پڑا تیر بھی آبدار تھے تو وہ دل کے پار تھے دامن صبر وست استقلال سے افراسیاب کے چھوٹ گیا شیشۂ دل سنگ بدرخت محبت حیرت سے ٹوٹ گیا نیر نگ نے کہا ای شہنشاہ ایسی چاہنے والی بیبیان کسکو ملتی ہین کلمات حسرت آیات سُننے سے کلیجہ کے ٹکڑے ہوتے ہین آپ شوہر یہ زوجہ ہم باہر جائین تخلیہ کردین حضور تنہائی مین سمجھائین یہ کہکر نیرنگ وغیرہ باہر گئین افراسیاب نے بیقراری مین سر پاؤن پر حیرت جادوگر کے رکھدیا گلے مین ہاتھ ڈالے چاہا گلے لگائے حیرت نقلی نے ڈاڑھی نوچ ڈالی کہا بس الگ سے بات کیجیے اور دل سے کہتے ہین ای خواجہ عیاری کیا بُری چیز ہی جورو اسکی بنکر آئے خدا آبرو بچائے آج تک کبھی ایسا اتفاق نہین ہوا ہمپر یہ نئی مصیبت پڑی ہی اللہ مالک ہی افراسیاب نے کہا ملکہ یہ بتاؤ وہ راز مین نے تمسے کون سا چھپایا جسپر تمکو غصہ آیا حیرت نے کہا ای شہنشاہ آپ نا انصاف ہین آپ کے سامنے کہنا نہ کہنا دونون بیکار ہین افراسیاب نے کہا ملکہ بیان کرو جان و مال سب تمھارے سپرد ہی خواجہ نے کہا اذنا منصف مین چاہتی تھی اس راز مخفی کو تو اپنے دل مین رکھون جب کسی دن برادری جمع ہو چودھری سے کہکر تمھارا حقہ پانی بند کراؤن کہ تمکو کچی پکی دونون دینا پڑین یہ کہکے افراسیاب کے گریبان مین ہاتھ ڈالا کہا کیون او ظالم ساری آفتین تو ہمارے سر پر ہین ہماری بہار نکل گئی ہمین تم سے محبت نہ ہوتی تو ہم بیان کیون

رہتے لشکر مسلمانان مین جاتے سو مرتبہ بوا بہار نے پیغام دیا کہ تم یہان چلی آؤ ہم تمھین بادشاہ
کرین ہمیشہ یہی جواب دیا کہ ہم اپنے وارث کے قاتل نہین ایسی سلطنت مین آگ لگے اگر
ہمارے شہنشاہ کی سلطنت مٹ جائے گی ہم ماں باپ کی بیٹیان ہین سوئی مار کے بسر
کرینگے چرخہ کاتین گے اپنے شوہر کو چیلا بنا کے نکالین گے مگر تو نے خوب اسکا بدلہ کیا
کیون صاحب لوح طلسمی کا حال ہم سے چھپایا ہم لوح طلسمی کو لے کر کیا کرتے اگر ہم کو
حال معلوم ہوتا ہم جا کر طلسم کشا کو آگاہ کرتے جسدن سے تمنے لوح طلسمی روانہ کی اور حال ہم سے نہ کہا
آٹھ آٹھ آنسو روتی ہون لخت جگر کھاتی ہون خون جگر پیتی ہون حیرت مین ہون کہ کیونکر جیتی ہون غم
کھاتے کھاتے ایکدن مرجاؤنگی تجکو کیا ہے تو اور ڈھیر بیچہ کر لیگا شاہزادیون مین ذکر ہوا کہ افراسیاب
اپنی جورو کو دشمن جانتا ہے مین شرم سے کٹ گئی بموجب مثل اپنی ماری کس سے کہون ÷ پیٹ مسوسا
دیے رہون ÷ تجھ ایسا ناخلف اگر ہمکو نہ ملتا تو یہ باتین کاہیکو سنتی اب آج اپنی تمھاری جان ایک
کرونگی سنو صاحب دو باتون مین فیصلہ ہے اگر مین دشمن ہون تو بس مجکو جانے دو مین اپنے میکے جاؤن تمکو
شیطان کے حوالہ کیا اگر دشمن نہین ہون تیری جورو وفادار ہون کوئی آج تک تیرا اجلا کرم نہین کیا تو
صاف بتلا لوح طلسمی کسکے پاس ہے اور کہان ہے ورنہ اپنی جان دونگی جن شاہزادیون نے مجکو طعنہ دیا ہے
اُنکے سامنے سرخرو ہوئی تو زندگی ہے ورنہ مجھ ایسی کا مرنا بہتر چار عورتون مین ذکر ہو چکا کہ حیرت کو افراسیاب
دوست نہین جانتا افراسیاب نے کہا ملکہ ذراسی بات کا تو نے تبنگڑ باندھا ہے مین نے تم سے اسواسطے
نہین کہا کہ سابق مین مین نے مخمور و بہار و باغبان کو راز دار کیا تھا وہ لوگ طلسم کشا کو تا بہ باغ سیماب
لے پہونچے اب مین نے لوح طلسمی بڑی مشکل سے پائی اسوجہ سے لوح چھپائی حیرت نے اپنا منھ پیٹ لیا
کہا او ظالم بے مروت مجکو بہار و مخمور سے مثال دیتا ہے وہ لونڈیان باندیان نین مٹکا کر نکل گئین تیلا تو
مین کہان جاؤنگی اگر تو مریگا تو تیرے ساتھ ستی ہونگی جہنم تک تیرا ساتھ نہ چھوڑونگی بس اب جلدی صاف
بتاؤ ورنہ یہ الماس کی انگوٹھی چبا جاؤنگی افراسیاب نے ہاتھ تھام کیا کہا ملکہ ایسا ارادہ نہ کرنا مین حال بیان
کرتا ہون مگر اسکا کسی سے ذکر نہ کرنا خواجہ نے ہنسکر کہا مین تو عمرو سے کہدونگی اسد غازی کو ساتھ
لیکر جاؤنگی لوح دلواؤنگی طلسم فتح کراؤنگی تمھارا جی چاہے تو بیان کرو نہ جی چاہے نہ کہو مین تو دشمن
دشمن دشمن یہ کہکے اُلٹے ہاتھ سے طمانچہ مارا افراسیاب گال سہلا کر رہ گیا خواجہ نے کہا اب بیان کرو
جلدی افراسیاب نے کہا اے ملکہ عالم بگوش ہوش سنو اگر کوئی قصد کرے کہ تا بہ لوح طلسمی جائے جس
قصر مین تم بیٹھی ہو اول مجکو بیہوش کرے میرے جوڑے مین ڈبیا ہے اس ڈبیا کو کھولے کلید نکالے یہ تحفت

جو سامنے بچھا ہے جسپر بادولت جلوہ فرما ہوتے ہین تخت کو اُٹھائے فرش ہٹائے دہنہ نقب ظاہر ہوگا اُسمین
داخل ہو کئی سو سیڑھیان طے کرکے باہر نکلے صحرائے حیرت خیز وحشت انگیز ملیگا اے جان جہان اس صحرا کا طے کرنا
نہایت دشوار ہے آب و دانہ ممکن نہین انسان و حیوان کا نام نہین ایسا ہی سخت جان ہو تو اُس صحرا کو طے کرے
بعد کئی دن کے طلسم صندل ملیگا جب اس طلسم کو فتح کرے تب راستہ کھلے کیونکہ اے ملکہ عالم کسکو ایسا درد سر ہے کہ
طلسم صندل کو فتح کرے بادشاہ طلسم صندل ملکہ صندل جادو ساحرہ بے نظیر فلک افسونگری کی ماہ منیر
سامری و جمشید بھی اُسکو قتل نہین کرسکتے لیکن بہر تقدیر اگر طلسم صندل فتح ہوا اور راستہ کھلے بعد کئی منزل
کے ایک دربند ہے اسکو دربند مہر و ماہ کہتے ہین مہر و ماہ جادو وہان کے حاکم و ناظم ہین تین لاکھ
فوج کی مالک جادۂ افسونگری کی سالک مین نے اُسکے پاس لوح بھیجدی ہے کیونکہ اے ملکہ اب کسکی لیاقت
ہے کہ مجکو اسی قصر مین بیہوش کرکے کنجی پائے نقب مین جائے طلسم صندل فتح کرے مہر و ماہ جادو قتل ہون لوح طلسمی
دستیاب ہو خواجہ نے مسکراکر محبت سے ایک طمانچہ مارا کہا ارے نگوڑے جو ہونا تھا ہو چکا اب کیا لوح بچیگی بس اب
چلو آرام کرو نیند کے مارے بُرا حال ہے مگر میری ہڈیان چور چور ہو رہی ہین مجکو ہاتھ نہ لگانا بس چپکے چلکے سو رہو
صبح کو جو کچھ ہوگا سمجھا جائیگا افراسیاب نے دیکھا اب ملکہ کے چہرے پر بحالی آئی حیرت نے کہا نگوڑے شیطان
پر لعنت ہے ناحق مین اپنے شوہر سے اُلجھی نہین معلوم تمنے کیا بکا مین سمجھی بھی نہین تم لوح لوح بکا کیے مین نے نیند مین
سُنا بھی نہین کیون شہنشاہ تمنے تو یہی کہا کہ تخت کے نیچے صندوق مین لوح رکھی ہے افراسیاب اپنے دل مین
خوش ہوا کہ خوب ہوا نیند مین حیرت کچھ نہین سمجھی کہا ہان ملکہ انھین صندوقون مین لوح رکھی ہے یہ کہکے
نیرنگ کو آواز دی کہ ایک گلابی و پیالہ و کباب حاضر کرو حیرت نقلی نے کہا شراب کیا ہوگی مین اسوقت
تمکو نہین پینے دونگی شراب پی کے دھاچوکڑی مچاؤ گے مجھ مین اسوقت طاقت نہین اور یون تمھاری خوشی
کیا مین تیری دلشکنی کرونگی یہ کہکے خود دوڑی گلابی اُٹھاکے لائی جام لبریز کیا کھائی سے پڑیا بیہوشی کی
ڈالی کہا لو جام بیو گے یہ کہکے ہاتھ کو روکا مسکراکر یہ اشعار پڑھے اشعار

قسمت سے ملگیا مجھے ساغر شراب کا
مہتاب سے مقابلہ ہے آفتاب کا
انصاف پر کچھ آپس مین دن تو باغبان
عالم ہے اپنے خواب مین گونگے کے خواب کا
مجھ رند بادہ خوار پہ سایہ پری کا ہے
لبریز ہو چکا ہے پیالہ گلاب کا

چھینا ہے نجم بخت نے برج آفتاب کا
ہر سال قبر پیر مغان پر چڑھاتے ہین
دے قبر عندلیب مین تختہ گلاب کا
سیخ خرہ پہ دیکھکے لخت جگر مرا
صدقے مین میرے دیکھو تیلہ شراب کا
غش آگیا ہے دیکھتے ہی حسن وے گل

اُس مہ کے ہاتھ مین ہے مین ساغر شراب کا
شیشہ شراب ناب کا دونا کباب کا
رو یائے وصل کہہ نہین سکتا مین شرم سے
کیا کیا جلا بھنا ہے کلیجہ کباب کا
بیجا نہین ہے گریۂ شبنم دم سحر
بلبل کے مُنھ پہ دے کوئی چھینٹا گلاب کا

پر نور میکدہ ہی یہ ساقی کے حسن سے　　جام شراب پر ہی گمان آفتاب کا
بے وجہ شغل شیشہ زنی یہ نہین قلق　　پیری مین کر رہا ہون مین ماتم شباب کا

ہنس ہنس کے جو یہ شعر ملکہ حیرت نقلی نے پڑھے افراسیاب مست ہو گیا دل
مین سوچا کہ اسکا بھی اسوقت یہی چاہتا ہی جام ہاتھ سے لے لیا بدون رد و قدح پی گیا اب افراسیاب جھومتا
ہوا اٹھا پلنگ پر لیٹتے ہی بیہوش ہوا خواجہ عمرو نے سجدہ شکر پروردگار کیا کنجی جوڑے سے افراسیاب کے
نکالی اب کھڑے ہو کر سوچنے لگے کہ ای عمرو حیرت کا زنبیل مین رہنا اچھا نہین افراسیاب بہت پیچھا
کریگا تا بہ طلسم صندل جانا مشکل پڑیگا یہ سوچکر حیرت جادو کو زنبیل سے نکالا پہلو مین افراسیاب کے سلا دیا
دونون کو بیہوشی اتنی دی کہ صبح تک ہوشیار نہون اب یہ بھی خیال ہی جب افراسیاب صبح کو اٹھتے ہی جوڑے
مین کنجی نہ دیکھے گا اسی وقت دوڑ پڑیگا ایسی تدبیر کرو کہ یہ دونون دوپہر تک تو غافل رہین حال ہمارے
جانے کا ثابت نہو سوچے کہ برق بھی تو میری زنبیل مین ہی بہروپیے کو بھی نکالکر یہین چھوڑ دو ہمارے روانہ
ہونے کی لشکر مین خبر بھی کردیگا باغبان وغیرہ اگر مناسب جانین گے ہمارے پاس آپہنچینگے آگا تو
ہو جائینگے یہ سوچکر برق کو نکالا ہوشیار کیا برق کی آنکھ کھلی دیکھا استاد کھڑے ہین ایک قصر عالی
اسباب تجمل سے آراستہ چھپر کھٹ پر افراسیاب و حیرت سو رہے ہین برق تڑپ گیا جھک کے سلام کیا
کہا استاد یہ کیا مقام ہی فرمایا بیٹا برق بڑا عیاری کا دم بھرتے ہو دیکھو کس تدبیر سے یہان پہونچے ہم
اب دہن اژدر مین جاتے ہین حافظ حقیقی مالک ہی مگر تم ایک کام کرنا تخت اسی طرح بچھانا کنجی جوڑے مین
افراسیاب کے رکھنا کنیز کی شکل بنکر ساتھ افراسیاب کے چلے جانا ملکہ مہرخ و بہار کو خبر پہونچانا ای
برق حال ہمارا بیان کرنا کہ افراسیاب سے لوح کا حال پوچھا بیٹا بڑی سختیان ہین اول راہ مین طلسم
صندل ملیگا جب وہ فتح ہوگا تب راستہ کھلے گا در بند مہر و ماہ پر لوح طلسمی ہی برق تڑپ گئے رونے لگا
کہا استاد راہ سخت و صعب مین غلام کو بھی ساتھ لیجیے حضور کے کام آؤنگا عمرو نے کہا میرے ساتھ
چلنے سے یہ کام بہتر ہی دوپہر افراسیاب غفلت مین رہیگا مین دس بیس کوس کو نکل جاؤن ورنہ
نقب سے نکلتے نکلتے روک ٹوک شروع ہو جائیگی تا بہ طلسم صندل پہونچنا دشوار ہو جائیگا رہبر کامل
منزل مقصد تک پہونچا دیگا ای نور نظر بہت حفاظت کے ساتھ اس کام کو کرنا بلکہ جہانتک ہوسکے جب
تکو خدا خیر و خوبی سے لشکر مین پہونچائے ملکہ بران شمشیر زن کو بھی ایک نامہ لکھنا میری جانب سے
اتنی تاکید مندرج ہو کہ ای برخوردار نور نظر پارہ جگر خواجہ عمرو صرف اسد کو لیکر طرف طلسم صندل کے
گئے ہین مقدمہ طلسم ہی اگر ہوسکے تو اپنے کو ضرور پہونچانا اسد نامدار کے پاس کوئی تحفہ طلسم کو جو نہین ہی
بڑی مشکل پڑیگی اور بہار و مخمور و باغبان پر بھی تاکید کرنا کہ اپنے کو جلد پہونچاؤ ایسا نہو خدانخواستہ

اسد نامدار کسی بلا مین مبتلا ہو جائے تم لوگ رازدار ہو ساحران نامدار ہو اس سفر کا پروردگا انجام
بخیر کرے برق نے کہا اُستادمین سب کچھ سمجھ گیا خدا انجام بخیر کرے حضور جلدی کیجے رات بہت کم
باقی ہے ایسا نہو یہ بچا خواب خرگوش سے بیدار ہو جان بچانا بھی دشوار ہو کُنجی تو خواجہ کے ہاتھ مین
اب عمرو و برق نے ملکر تخت اُٹھایا فرش بہ کیفیت تمام ہٹایا دیکھا ایک تختہ سنگ لیشب کا ہے
برق نے زور کر کے بہ شراکت خواجہ سنگ کو بھی ہٹایا حقیقت مین بہرہ نقب ظاہر ہوا مگر اندر نقب
کے اندھیرا نمونۂ پردۂ ظلمات شب فراق اُسکی تاریکی سے مات عمرو نے چاہا نقب مین اُترے برق
لپٹ گیا کہا استاد نہین معلوم اس اندھیرے مین کیا بلا ہے کہ آپ اُترتے ہی پھنس جائین افراسیاب
بادشاہ طلسم ہوش رُبا ہے شعبدہ بازی اُسکا کام ہے حرامزادے نے بیان مین دھوکا نہ دیا ہو عمرو نے
کہا بیٹا اب تو قصد کر چکے مصرع قدم عشق پیشتر بہتر ہمہاری مصیبت و حسرت پر جائے عبرت ہے
سالہا سال گذرے اس طلسم مین آئے جو اصل مطلب ہے اس سے اتبک خبردار نہوے یعنی شاہزادہ انجم
گروہ رستم شکوہ سرفتنۂ ملک باختر پہلوان تہمتن بدیع الزمان اگر دلشکر شکن زینت آغوش صاحبقران
تیغ زن قید ہو کر یہان آئے اسقدر لڑے ہزارون ساحر مارے اسد غازی کو گنبد نور سے چھڑایا لیکن
آجتک یہ ثابت نہوا کہ بدیع الزمان زندہ ہین یا مردہ کتنے رازداران طلسم ہمارے شریک ہین لیکن
کسی کی زبان سے اتنا نہ سنا کہ بدیع الزمان فلان مقام پر قید ہین جستجو کر کے اس جگہ جاتے شیر بیشۂ
صاحبقرانی کو چھڑاتے سامنے اپنے آقاے نامدار کے سرخرو ہوتے ایسے کلمات مصیبت خیز غم انگیز عمرو
نے اُسوقت کہے کہ برق کا کلیجہ پھٹ گیا غربت پر اپنے اُستاد کی بہت رویا کہا بسم اللہ پروردگار آپ
کو مظفر و منصور کرے رنج و غم دل تردد منزل سے دور کرے جو آپ نے فرمایا بہت بجا ارشاد ہوا حافظ حقیقی
کے سپرد کیا شعر بسفر رفتنت مبارکباد ٭ بہ سلامت روی و باز آئی ٭ برق پیچھے ہٹا خواجہ عمرو روتے
ہوے اس نقب تنگ و تاریک مین فتیلۂ عیاری روشن کر کے داخل ہوے برق غم مین اپنے استاد کے
تڑپتا ہوا پلٹا اول وہ پتھر دہن نقب پر رکھا فرش بچھایا تخت اسی طرح آراستہ کر دیا کنجی کو لیکر قریب
چھپر کھٹ کے آیا ڈبیا مین بند کر کے اُسکو بھی اسی طرح جوڑتے مین افراسیاب کے رکھدیا اب اپنی فکر
مین ہوے کہ مین کیا تدبیر کرون کسی حسین مہ جبین کی صورت بنون دیکھا ایک گوشہ مین کنیزان ملکہ نیرنگ
سو رہی ہین ایک حسین نوجوان کو تاکا اُسکے دماغ پر مٹی بیہوشی کی چڑھائی گو دمین اٹھالا اُس کنیز کو
علیحدہ لایا لباس اور زیور اُتار لیا اُس ننگی ننگ خاندان کو ایک غار مین ڈالدیا آپ رنگ روغن عیاری
کا لگا کر صورت اُس کنیز کی بنکر تیار ہوا جہان سب کنیزین سو رہی تھین دولائی اوڑھ کر لیٹ رہا مگر

افراسیاب و حیرت کو تاک رہا ہی استاد کے تنہا جانے کا خیال قلب پر ہجوم غم و ملال دل سے باتین کرتا ہی اے برق حقیقت مین اُستاد نے بڑا کمال کیا خدا انکو خیر و عافیت سے لائے یہ نقب تنگ و تاریک ہی آمین یکہ و تنہا جانا طلسم کا پتہ لگانا انھین کی ذات پر موقوف ہی جو پتھر کا کلیجہ بنائے تب عیاری کا نام لے خدا وہ دن کرے کہ پھر اپنے استاد کو صحیح و سالم دیکھین قدمبوسی حاصل کرین دیکھیے طلسم صندل میں حاکم کیا ہوتا ہی پھر دل سے کہتا ہی اے برق تجکو بھی مشکل ہی اگر کہین افراسیاب نے تجکو پہچان لیا سارا غصہ استاد کا مجھپر نکالیگا آپ تو چلے گئے تجکو یہان چھوڑ گئے تا بہ لشکر عمرو جادو جانا دشوار ہی نہین معلوم یہ قصر کہان ہی وسعت طلسم بیابان ہی اگر یون بھاگ کے چلا جاؤنگا لشکر مین کیونکر پہونچونگا اسی تردد مین پڑا تڑپ رہا ہی یکایک گریبان گیسو چاک ہوا افراسیاب آنکھین ملتا ہوا اُٹھا حیرت کو پہلو مین دیکھا پڑی سو رہی ہی دل مین اپنے شرمندہ ہوا کہا ای افراسیاب کس محبت سے شراب پلائی اور بادہ پیمائی کے لطف اُٹھائے لیکن شراب کا انجام خراب ہی اسوقت دل کباب ہوا ناحق کا پیچ و تاب ہوا شراب کا نشہ ایسا ہوا کہ مین غافل سو گیا پھر آنکھ نہ کھلی حیرت کو بڑا رنج ہوا ہوگا حیرت کو جگانے لگا ملکہ عالم اُٹھو دن چڑھ آیا دھوپ نکل آئی برق اپنی آنکھین ملتا ہوا تڑپ کے اُٹھا دوپٹہ سنبھالتا ہوا اچھوٹے کپڑون کو درست کرتا ہوا افراسیاب کو جھک کے سلام کیا افراسیاب نے سراپا دیکھا جانتا ہی کہ ملکہ نیرنگ کی کنیز خاص ہی پوچھا بی سمن عذار مزاج تو اچھا ہی کہا حضور کی جان و مال کو دعا کرتی ہون ای شہنشاہ آپ ایسے غافل سوئے کہ پھر کروٹ بھی نہ لی پہر رات رہے مین نے سُنا کہ ملکہ حیرت آپ کو جگاتی تھین عورت بیچاری کیا کرے یہی کہتی تھی کہ صاحب ذرا ہوشیار ہو مین پانی پیونگی پیاسی ہون نہایت بیچین تھین اور سمجھیے تو طعنہ دے رہی تھین آپ کے دشمنون کو بھی خبر نہ تھی آپ نے کروٹ بھی نہ لی مین تو ان باتون سے آگاہ نہین لوگون سے سنتی ہون کہ اگر مردوے نشہ مین بھی ہوتے تو اسقدر غافل نہیں ہوتے خدا جانے آپ کو کل کہان کی نیند آگئی تھی مین تو جانتی ہون کہ شراب بڑی تیز تھی مین نے دیکھا حیرت پکارتی تھین آپ جواب بھی نہین دیتے تھے آخر مین نے دیکھا کہ ملکہ نے اپنا مُنہ پیٹ لیا یہ کہکے پڑ رہین کہ ایسے مردوے سے کبھی بات نہ کرونگی ہم پیاسے ہین نگوڑا مردہ بنا ہوا پڑا ہی افراسیاب نے کہا ای سمن عذار مین خود شرمندہ ہون شراب ایسی تیز تھی کہ پھر آنکھ نہ کھلی حقیقت مین حیرت بہت رنجیدہ ہوئی ہوگی اس عرصہ مین ملکہ نیرنگ جادو مع کل مصاحبون کے اُٹھی سامنے آئی برائے تسلیم خم ہوئی افراسیاب نے کہا ملکہ نیرنگ جادو حیرت کو جگاؤ ہم سے آج بہت خفا ہین نیرنگ جادو قریب آئی تلوون سے آنکھین ملین ملکہ حیرت نے چشم نرگسی وا کی گھبرا کر آنکھ کھولی حیران چہار جانب

نگران نہایت انتشار دل بیقرار دمبدم ترقی حیرت اپنے حال پر ملال پر عبرت کرا ای حیرت مین تو زنبیل مین عمرو کے تھی کیا کیا عجائب دیکھے پھر تقدیر نہ دکھائے عمرو نے تاکید کردی تھی کہ زد جۂ افراسیاب ہی اسکو کوئی نہ ستائے اُسیر ہزارون لونڈیان چانؤن چانؤن کرتی تھین ہزارون گالیان دین ہاتھ پھیلا پھیلا کر کوستی تھین کہتی تھین اس کمبخت نالائق کو خدا غارت کرے اسکا ستیاناس جائے اسکا دھگڑا ہمارے شہنشاہ سے لڑتا ہی ان حالات کو یاد کر کے حیرت کی دمبدم حیرت بڑھتی جاتی تھی اُٹھتے ہی سر جھکا لیا افراسیاب کی جانب سے مُنھ پھیر کے بیٹھی افراسیاب سمجھا ملکہ میرے سو رہنے پر آزردہ ہی آج دن کو راضی کرونگا اس خیال سے افراسیاب بھی چپ ہو رہا لیکن نیرنگ جادو بلائین لے رہی ہی آفتابہ لیے کھڑی ہی کہ حضور مُنھ دھوئین گلوری نوش فرمائین کیون نصیب اعدا مزاج کیسا ہی آج چہرہ بھی حضور کا اُترا ہی ہر چند نیرنگ نے کہا حیرت نے کچھ جواب نہ دیا غصہ مین یہ بولی بوا مین منھ ہاتھ دھو کے کیا کرونگی مین تو زندگی سے ہاتھ دھوئے بیٹھی ہون مجھسے کوئی صاحب کلام نہ کرین مین نہین معلوم کہان ہون برق گھبرایا ایسا نہو کہ باتون مین راز کھلے تڑپ کے سامنے افراسیاب کے آیا اشارہ کیا کان مین جھک کے کہا دیکھیے یہ آپ پر آ دازہ ہی غم بلکہ حیرت کا اُسی طرح تازہ ہی ملکہ نیرنگ کو منع کیجیے اُنکو نہ ستائین جس طرح بیٹھی ہین بیٹھا رہنے دین اب جلدی کیجیے ملکہ کو سوار کر کے لشکر مین لے چلیے اُنکے صحبت کی شاہزادیان وزیرزادیان کنیزان خاص موجود ہونگی وہ بہلالینگی یہان اور غم بڑھیگا اس چھیر کھٹ کو دیکھکر جھلاتی ہونگی یہ چھپر کھٹ نامبارک ہوا قصر بھی بُرا ہی اب یہان دیر نہ لگائیے افراسیاب سمجھا سمن غدار سچ کہتی ہی کہا اے سمن غدار ناحق کا غصہ ہی بس اب غصہ کو تھوک دو کبھی ایسا ہوتا ہی برق نے کہا ملکہ مجھسے بہت مانوس ہین جب کبھی اس کوہ پر آتی تھین دل کا حال مجھسے بیان ہوتا تھا اکثر یہ بھی فرمایا کہ سمن غدار ہمارے پاس رہا کرو تمھین اپنا مصاحب کرینگے مین نے حضور کہانیان بہت یاد کی ہین انکو سنین گی بہت خوش ہونگی افراسیاب نے کہا ای سمن غدار اسوقت تو تمکو ضرور ساتھ لے چلین گے مگر ہماری خدمت مین رہنا برق نے ماتھا کوٹ لیا کہا نہین شہنشاہ مین بی بی کے ساتھ رہونگی آپ سے کبھی بات نہ کرونگی آپ مجھسے بے رُخی کرین تو مین کیا کرون میرا یہان کون بیٹھا ہی جو حمایتی بنے گا اور آپ سے بدلا لیگا مین بی بی کے ساتھ رہونگی مجھے ساتھ لے چلنے مین آپ کا کوئی فائدہ نہین بلکہ اسمین ہر طرح کی آپ ہی کی بُرائی ہی دیکھو مین پھر کہتی ہون کہ آپ مجھے ساتھ نہ لے چلین آپ لاکھ کہینگے مین ہرگز نہ مانونگی برق نے ایسی بھولی بھولی باتین کین کہ افراسیاب بیقرار ہو گیا کہا سمن غدار تمکو ضرور اپنے ساتھ لے چلین گے برق نے چٹکی لے کے کہا بس اب نیرنگ کو منع کیجیے زیادہ ملکہ کو نہ ستائین کیون بیہودہ باتین بنائین افراسیاب نے کہا ای

نیرنگ ملکہ کو چپکا بٹھا رہنے دو طبیعت اُنکی سُست ہی اب مین جاکر علاج کر دونگا تخت تیار کرد
ما بدولت ملکہ کو ساتھ لے کے لشکر مین جا ئینگے وہان مصاحبان خاص کنیزان قدیم موجود ہونگی وہ موافق
فراج کے بہلا لینگی افراسیاب یہ سب طرح کی باتین کرتا ہی مگر حیرت مثل تصویر خاموش نیرنگ جادو
فوراً تخت لائی سامنے افراسیاب جادو کے حاضر کیا گلدستے تخت پر آراستہ کردیے افراسیاب
جادو اُٹھا حیرت کا ہاتھ تھام کر کہا ملکہ چلو لشکر مین تمھارے سب سردار گھبرائے ہونگے شاید چہرخ د
ہمار نے طبل جنگی بجوایا ہو اس لشکر کا انتظام تمھاری ہی ذات خاص پر موقوف ہی ملکہ حیرت نے
بنگاہ حیرت چہرے کو افراسیاب کے دیکھا کچھ زبان سے نہ کہا خاموش اُٹھ کھڑی ہوئی افراسیاب
تخت پر سوار ہوا حیرت کو پہلو مین بٹھالیا اب برق تڑپا کہ ایسا نہو مین یہین رہجاون ننتا ہوا
قریب آیا افراسیاب سے اشارہ کیا ہمین بھی ساتھ لیتے چلیے آپ ہم سے وعدہ کرچکے افراسیاب نے
فوراً نیرنگ جادو کو بلایا کہا اے نیرنگ ہم تمھاری کنیز ماہ رخسار سمن غدار کو ساتھ لیے جائین
پھر چلی آئیگی نیرنگ نے کہا شہنشاہ کیا مضائقہ ہی ہر چند کہ یہ مجکو بہت عزیز ہی مگر حضور کی کنیز ہی
افراسیاب نے کہا بی سمن غدار آؤ برق اُچک کر تخت پر بیٹھا افراسیاب سے باتین بناتا ہوا چلا
مگر حیرت مُنھ سے نہین بولتی افراسیاب بھی برق سے اشارے کنائے مین کہتا تھا سنو بی سمن غدار
مین بادشاہ طلسم ہوش رُبا ہون ایک سر ہزار سودا نمک حرامون نے سر اُٹھایا ہی صدہا مصاحبان
جانباز وزیران ہمراز مسلمانون کے جاکر شریک ہوگئے کبھی سامان لڑائی کا لوح بچانے کی فکر آٹھ پہر یہی ذکر
تھکا ماندا آیا سوگیا جگانے سے بھی بیدار نہوا ہر چند افراسیاب ایسی باتین کرتا ہی حیرت جادو جواب
نہین دیتی اُسی طرح خاموش بحر غیرت و حیرت کا جوش زمین و آسمان حیران حیران تکتی ہی دل مین دھڑکن
خوف آبرو ریزی مضطر دلریش ہزار طرح کا پس و پیش افراسیاب کا اب غصہ بڑھتا جاتا ہی کہا اے
سمن غدار کیا عورت ناقص العقل ہوتی ہی اتنی بڑی سلطنت معرض زوال مین افسوس ہی کہ اسکا
بالکل خیال نہو دنیا کے لہو و لعب بعد انتظام سلطنت دیکھے جاتے ہین آٹھ پہر اگر بادشاہ مبتلاے دام
لہو و لعب ہو وہ سلطنت خراب ہوگی سمن غدار درست و بجا کہکر عرض کرتی ہی جو حضور ارشاد
فرماتے ہین اُسمین دخل دینا عبث ہی لیکن اپنی پہلو نشین کی خاطر بھی واجب لازم ہی دلشکنی نہ کرنا شیوۂ
صاحبان وفا ہی آپس مین وہ قلح افراسیاب سے اور سمن غدار سے ہو رہے ہین یہان دربار مین ملکہ
حیرت کے مصور و صورت نگار و ملکہ صنعت سحر ساز و سرہاسے برف انداز و ابرق
کوہ شگاف وغیرہ انتظار مین بیٹھے ہین کہ نہین معلوم شہنشاہ پر کیا گذری قیدیان بلا کو قتل کیا

یار ہا ہو گئے یکایک ہرکارون نے بڑھکر خبر دی کہ شہنشاہ تشریف لاتے ہین سب سردار واسطے استقبال کے دوڑے وہان لشکر ملکہ مہرخ مین ملکہ سرخ موے کاکل کشا وغیرہ جو سردار قید ہونے سے بچے تھے بارگاہ مین موجود ہین اتنے سردار اسد نامدار و خواجہ عمرو و مہرخ و بہار کے واسطے بیقرار ہین جانسوز بن قہران و ضرغام شیردل سے کہہ رہے ہین کہ چالاک پلٹ کر نہ آیا کچھ احوال مفصل نہ ثابت ہوا کہ ہمارے آقاے نامدار مولاے قدرشناس پر کیا معرکہ گذرا سواے پروردگار کے کون رہا کریگا افراسیاب کون لڑ سکتا ہے اب بڑا غضب ہوا کہ افراسیاب نے خود کمر ہمت چست باندھی ہے اب بڑی مشکل ہے روز ساحر آتے تھے اُسنے برابر کے مقابلے ہوتے تھے اب جب یہ خود آئیگا کون روک سکے گا لشکر مین آکر طبقہ زمین اُٹھا کر لے گیا کوئی اسکا کیا کرسکیگا چالاک ہم سب کو منع کر گئے تم ہمارے عقب مین نہ آؤ ورنہ جاکر اپنی جان دیتے حقیقت مین ہم اسپر غالب نہ آتے اپنے سردار کے ساتھ لڑ بھڑ کر مر جاتے ذلت تو نہ اُٹھاتے اب کیسی مصیبت ہے کہ خبر تک بلند نہ ہوئی اس حسرت مین سب کے سب پریشان تھے کہ آسمان پر برق چمکی برق کو دیکھکر سب دوڑے دیکھا ملکہ مہرخ و بہار و باغبان و رعد و برق و برق لامع و ملکہ بران شمشیرزن چلی آتی ہین سب نے بڑھکر استقبال کیا ہمراہ لیکر سرداران مذکور کو بارگاہ مین آئے اضطرار مین پوچھا ہے ملکہ عالم اسد نامدار و خواجہ عمرو و برق فرنگی کہان ہین ملکہ مہرخ کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا صاحبو کیا بیان کرین حال مصیبت کیونکر عیان کرین افراسیاب خانہ خراب نے اپنے نزدیک ہم سب کو مار ڈالا تھا مگر حافظ حقیقی نے ہم سب کو زندہ کیا چالاک نے بڑا کار نمایان کیا ملکہ بران کو لایا تالاب پر لڑ دیا مگر خواجہ عمرو و اسد و برق غائب ہوئے نہین معلوم افراسیاب جادوگر فتار کر کے لے گیا یا اور کوئی ساحر غدار پہونچا اُسنے اُٹھا لیا کچھ حال نہ کھلا کیا معرکہ ہوا ہم چھوٹے مگر قید غم و الم سے رہائی نہوئی فلک کجرفتار گردون غدار ہر وقت درپے آزار ہے ایک لمحہ آرام نہین ملتا اب کیونکر دریافت کرین کس سے پوچھین چالاک بھی واپس نہ آئے خدانخواستہ وہ بھی نہ گرفتار ہو گیا ہو باپ کے واسطے بہت بیقرار تھا مگر صاحبو سبحان اللہ باپ ایسے کامل بیٹا ایسا عیار زبردست اتنے عرصہ مین قیامت برپا کر دی نہین معلوم کیا کیا عیاری کی ہمین مفصل نہین دریافت ہے یہ باتین تھین ملکہ مہرخ کو خبر دی کہ حضور چالاک تو آتے ہین سب سردار باہر نکل آئے زیر سائبان دلفتح ٹھہرے سامنے دیکھا کہ چالاک آتا ہے ملکہ مہرخ نے فرمایا برائے خدا جلد ظاہر کرو کہ اسد غازی برق فرنگی و خواجہ عمرو پر کیا گذری چالاک نے کہا کیا عرض کرون مین نے عیاری کر کے حیرت کو گرفتار کیا ملکہ حیرت کو بران شمشیرزن بنا کر برسر زعفران کوہ پہونچا وہان کی حماقت کا عرض کرنا کچھ ضرور نہین ہے پھر تو ملکہ بران نے آکر آپ لوگون کو رہا کیا عین گرمی جنگ سے قبلہ و کعبہ و اسد نامدار و برق عالی وقار غائب

ہوئے نہین معلوم افراسیاب نے سحر کردیا پھر مین نے ان صاحبون کو نہ دیکھا ساری مشقت خاک ہوئی وہ معاملہ سب مین نے آنکھون سے دیکھا تھا میرے سامنے افراسیاب نے تالاب بنایا سبکو قید کرکے بر سر کوہ زعفران ٹھہرا تھا مین بر آن کو لیے پہونچا اب نہین معلوم کہان گیا کدھر جا کے تلاش کرون کس سے پوچھون یہ خبر وحشت اثر محل مین پہونچی ملکہ مہ جبین الماس پوش سنکر پیٹنے لگین مع مصاحبان نامدار روتی ہوئی باہر نکل آئین سب سردار واسطے تعظیم کے اٹھے ملکہ مہ جبین تخت پر بیٹھین ملکہ مہرخ کی جانب متوجہ ہوئین کہا نانی اماں اور سب صاحبون سے تو مین کیا کہون مگر آپ سے ہمکو بڑی شکایت ہے اپنی جان بچالی انکا خیال نہ رہا آپ خوب جانتی ہین کہ وہ سیدھے سپاہی ہین مکاری غداری انکی بلا جانے تلوار کھینچکے افراسیاب پر جا پڑے ہونگے وہ کیا جانین کہ یہ ساحر ہے یا غیر ساحر ہے ہر مرتبہ انکے مزاج کا ہے نے امتحان کیا اثر کر جانے کو شرف جانتے ہین دوست دشمن کو نہین پہچانتے ہین کیا ہماری بدنصیبی ہے کا نکے ہم سحر جانتے ہوتے اپنا سر انکے قدم پر نثار کرتے بیکس بے بس دست و پاشکستہ نیارے نہ مددگار رہے کہنے کو بادشاہ ہین اپنی جان کے سوا ہماری کس پر حکومت ہے کہ بیکار سلطنت ہے سب صاحب اپنی جان بچا کر چلے آئے انکو سامنے دشمن کے چھوڑ دیا اتنا تو آپ سب صاحبون نے سمجھا ہوتا کہ سیدھے سپاہی سحر و ساحری نہین جانتے افراسیاب سے کیونکر لڑینگے جن صاحب کے مزاج مین آتا پنجہ مین دبا کے انکو اٹھا لیتے اگر یہ کہیے کہ وہ اس حرکت پر خفا ہوتے یہان آکے ہم سمجھا لیتے اپنے ملازم کا کیا سر کاٹتے مگر افسوس دنیا مین کوئی کسی کا نہین ہمتو اب تاج و تخت ترک کرینگے انکے نام پر جان دینگے یہ کہکر آنکھون سے اشک حسرت ٹپکے بیقراری مین یہ اشعار مخفی پڑھے

همتے ارباب همت کز پے غم مے روم — گیسوئے آہ پریشان بہر ماتم میروم
روزگارم گر زند رخمے بہر تار رگے — کافرم گر یک قدم دنبال مرہم میروم
بر سر راہ اجل بنشستہ ہیم مرگ چیست — خلق و عالم رفتہ اند این راہ من ہم میروم
گرچہ دنبالم ز ہجران زین رہ باک نیست — میروم گر چند گامے بیش یا کم میروم
در غم و اندوہ محنت چیست این بیتابی — مخفیا امروز فردا چون زعالم میروم

دیگر نظم

اے آسمان مجھکے ذرا کچھ ملال دے — کیونکر کسی کے دل مین کوئی دلکو ڈالدے
ظالم ہماری حسرت دل تو نکالدے — للہ کوئی رہ صحراے درد و غم
جتنی محبت اتنے ہی ہمکو انہین نہین — کانٹا ہمارے پاے جگر سے نکال دے

ان اشعار کو پڑھکر دوپٹہ منھ پر رکھلیا ایسی بیقرار ہوکر روئین کہ بارگاہ مین شور گریہ و زاری بلند ہوا ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ سب کانپ گئین ہاتھ باندھنے لگین کہا حضور ہم سب آپکے ملازم ہین بیشک ہم سے

خطا ہوگئی معاف فرمایئے ابھی ہم سب جاتے ہین انکو تلاش کرینگے یا حضور کو خبر پہونچیگی کہ ہمارے نمکخوار
لڑبھڑ کر مرگئے اور حضور جو معرکہ گذرا اُسکو نہین عرض کرسکتے عین گرمی جنگ تھی اس طرح وہ غائب
ہوئے کہ ہملوگ نہ سمجھ سکے کسی نے اُٹھا لیا سانحہ گذرا چالاک نے کہا مجکو یقین کامل ہی قبلہ وکعبہ نے لیکر
اسد نامدار کو زنبیل مین ڈال لیا ہوگا وہ کیا نادان ہین سمجھتے نہین کہ افراسیاب کے سامنے اسد غازی
کا تلوار کھینچنا بالکل بیکار ہی ملکہ مہ جبین نے فرمایا بھیا چالاک جسطرح چاہو مجکو سمجھا لو مین کیا کرون میرا
دل نہین مانتا یہ باتین تھین کہ آسمان سے ابر سرخ رنگ پیدا ہوا چرند و پرند نے بڑھکر عرض کی حضور
افراسیاب آتا ہی حیرت بھی ساتھ ہی سردار استقبال کے واسطے گئے ہین داخل بارگاہ ہوا چاہتا ہی
یہ سنتے ہی چالاک نے کہا ای شہنشاہ گیتی ستان حضور چند ساعت صبر کرین مین ابھی مفصل خبر لاتا ہون یہ
بڑی بات ہی کہ حیرت جادو بھی ساتھ ہی صنعت وغیرہ بھی موجود ہین ضرور انسے احوال اپنا بیان
کریگا اگر خدانخواستہ وہ تینون صاحب قید ہوگئے تو بھی ظاہر ہو جائیگا اُسکی جستجو ہوگی حضور کے گھبرانے
سے سب نمکخوار پریشان ہونگے ملکہ مہ جبین نے گھبرا کر دوپٹہ مُنھ سے ہٹا دیا کہا بھیا چالاک مین نہین روتی
بسم اللہ جاؤ مگر اپنے تئین دشمن سے بچانا یون یکایک سامنے نہ چلے جانا تمھارے دم سے بڑی ڈھارس ہی
چالاک نے عرض کی ہم غلام جانباز ہین اگر ہماری جان جائے شرف کونین حاصل ہو یہ کہکر چالاک نے
بانہائے عیاری ذات پر آراستہ کیے بارگاہ سے نکلکر طرف لشکر افراسیاب کے روانہ ہوا یہان ملکہ
صنعت وسرمائے برف انداز وابریق کوہ شگاف وغیرہ استقبال کرکے افراسیاب کو
بارگاہ مین لائے میان برق بھی ساتھ ساتھ ہین ہنستے ہوئے چلے آتے ہین ابریق کی جو نگاہ پڑی سراپا
دیکھنے لگا پوچھا ای سمن غدار مزاج تو اچھا ہی برق نے تیوری چڑھا کے کہا صاحب تمھین کیا مجھے گھور گھور
کے نہ دیکھو میرا خون بہت ہلکا ہی کس نگاہ سے دیکھا کہ میرا پنڈا گرم ہوگیا یہ ترچھی آنکھین پٹم ہوجائین جو
ہمین بُری نگاہ سے دیکھے وہ اندھا ہو سرما نے کہا ای سمن غدار آجکل زبان بہت کھل گئی ہی ملکہ نیرنگ
کی مصاحب خاص ہو اب وہین آکر تم سے باتین کرینگے برق نے کہا وہان آنے کی کیا ضرورت ہی مین کسی سے
بات نہین کرتی ایک ایک سے پھکڑ لڑتا ہوا ہنستا ہوا کھیلتا ہوا چلا آتا ہی ملکہ صنعت نے دیکھا کہ ملکہ
حیرت کی رنگت متغیر خاموش سر جھکائے ساتھ ساتھ افراسیاب کے چلی آتی ہی جب بارگاہ مین پہونچی
صنعت وغیرہ نے کہا ملکہ تخت پر قدم رنجہ فرمایئے ملکہ حیرت نے حیران ہوکر صنعت کو دیکھا کبھی
وزیرزادیون کی جانب متوجہ ہوئی آنکھون مین آنسو بھر لائی خاموش سر جھکا کر تخت پر بیٹھ گئی صنعت نے
افراسیاب سے کہا کیون ای شہنشاہ آج ملکہ بہت رنجیدہ معلوم ہوتی ہین افراسیاب نے کہا ای

صنعت یعنی بات ایسی ہی بموجب مصرع گویم مشکل و گرنہ گویم مشکل ٭ صنعت نے کہا فرمائیے لونڈیون سے کہا پردہ ہی افراسیاب نے کہا رات سے ملکہ کا فراج بگڑا ہوا ہی ذراسی بات مین یہ فساد برپا ہوا کہتی مین کہ مجھسے راز کو چھپاتے ہو خیر مین نے اس راز کو بھی تبلا دیا سارا غصہ یہ ہی کہ رات کو مین نشہ مین شراب کے سوگیا اُنھون نے شاید جگا یا میری آنکھ نہ کھلی اُسپر لائق سزا و جزا ہون اب اسوقت سے ساری ات موجود ہون یہ سُنکر حیرت مثل شعلۂ جوالہ بھڑکی پہلے تو چیخ مارکر رو دی پھر کہا یا رو یہ تو تبلاؤ مین زندہ ہون یا مردہ ارے یہ سب میرے ملازم ہین مین اپنی بارگاہ مین آئی افراسیاب نے کہا اور نیا جملہ سُنیئے صنعت نے کہا شہنشاہ خاموش رہیے ایسا ملکہ کو مین نے بدحواس نہین پایا نہایت صاحب فہم و فراست مالک سریر سلطنت منتظم کاروان ہین اسوقت کیا گذری کہ مثل آئینہ حیران ہین یہ کہکر صنعت نے بلائین لین کہا ملکہ مین حضور کی لونڈی صنعت سحر ساز ہون سب کنیزان حضور موجود ہین کس مقدمہ مین حیرت ہی دل تردد منزل کی کیا کیفیت ہی حیرت نے کہا ای صنعت جب شہنشاہ طرف لشکر مسلمانان روان ہوے میرے دل کو قرار نہ آیا مین بھی انکے پیچھے چلی راہ مین بران سے مقابلہ ہوا مین لڑ رہی تھی کہ یکایک صرصر پہونچی نہین معلوم اُسنے کیا کردیا مین بیہوش ہوگئی پھر جو آنکھ کھلی ہی ای صنعت کیا کہون دیکھ میرا کلیجہ کانپتا ہی اپنے کو عمرو کی زنبیل مین پایا یہ بھی مین نے آواز سُنی کہ عمر نے پکارکر کہا ای ملازمان من یہ زوجہ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی دریاے حسن و جمال کی گوہر بے بہا ہی اسکو احتیاط سے رکھنا ای صنعت کیا کہون کہ کیا کیا چیزین دیکھین کالے کالے مردودے میرے سامنے آتے تھے کوئی کہتا تھا یہ ساحرہ ہی اگر ہمکو ملے تو جیتا نہ چھوڑین خوب برزے اڑائین مین سحر یاد کرتی تھی ایک لفظ تک یاد نہ آتی تھی لونڈیون کا تانتا لگا گوری کالی سانولی ہزارون پھر رہی ہین کوئی کہتی ہی دیکھو یہ عورت گھور گھور کر دیکھ رہی ہی اسکی آنکھین نکال لو ایک ڈوئی اُٹھائی تھی ایک جلتا ہوا سوختہ لیکر آتی تھی ایک کہتی تھی ہمارے شہنشاہ کی دشمن ہی ساحرہ پرفن ہی اسکا دوپٹہ چھین لو میلی چادر اُڑھاؤ ایک کہتی تھی اسکا مُنھ جلا دو اسی زبان سے ہمارے استاد کو کوستی ہوگی کیا کہون جو میری جان پر آفت تھی اُسی ہنگامہ مین ایک شاہزادی آئی عمدہ تاج سر پر لباس معقول زیب جسم انور زیور بیش قیمت حسین جمیل ماہ پیکر سیمبر آنکھین رشک غزال ابرو غیرت ہلال سینہ پر اُبھار باغ حسن مین بہار گلعذار سرو سہی قد خلیق فراج مین ملائمت کلام مین لیاقت اُس ماہ جبین نے آکر سب کو منع کیا کہ نالائقو دور ہو ہرچند کہ ہمارے شہنشاہ کی دشمن ہی مگر بڑے ملک کی شاہزادی ہی قید مین آکر پھنس گئی تم جو اسکو زیادہ ستاؤ گی ہمارے شاہ کے ساتھ دشمنی کریگی اتفاق ہی شاہان جلیل پر مصیبت پڑتی ہی اپنے ملک و مال پر لڑتی ہی اسمین خطا کیا ان سب کو میرے پاس سے دور کیا یہ محبت میرے پاس بیٹھی فرمایا

اے ملکہ عالم نہ گھبراؤ ہمارے اُستاد ظالم نہین ہین تمکو کچھ تکلیف نہ پہونچیگی اُس بیچاری نے مجکو گلوری کھلائی
پیاس کے مارے میرا دم نکلتا تھا پانی پلایا تسکین دی دلاسا دیا اے صنعت اگر وہ نہ آجاتی دو نفقتلین
کاٹین کاٹین کرکے میرا دماغ کھا جاتین ایک ایک انمین شوخ وشنگ آمادۂ جنگ ہواسے لڑتیان ہین
اُسنے کون بولے نہین معلوم عمرو نے کہان سے لیکر بھر لیا ہے ایک گوشہ مین نے دیکھا سنتی ہون بری سعت
ہے اس نگورے ساربان زادے کی بڑی لیاقت ہے شہنشاہ اپنی بگھارتے ہین پھر جو میری آنکھ کھلی صبح
ہوچکی تھی یہ فرماتے ہین مین سوگیا جاگ اُٹھا مین ان مہملات کو کیا سمجھون کیسی شراب کیسے کباب افراسیاب
نے گھبراکر کہا اے ملکہ عالم اول شب مجھسے کس نے ضد کی تھی کون اپنا گلا کاٹتا تھا الماس کی انگوٹھی کس نے
اُتاری یہ کس نے کہا مجھے طلاق دیدو مین نکل جاؤنگی تیرے گھر مین رہکر کیا کرونگی مین نے لوح کا حال کس سے
بیان کیا حیرت نے کہا میری بلا پوش جانے جب تم کوہ بلور پر کہہ چکے تھے کہ خبردار کوئی مجھسے لوح کا حال نہ پوچھے
پھر مجھے کیا ضرورت تھی مین کیون پوچھتی افراسیاب نے کہا ہے ہے بڑا غضب ہوا آخر وہ کون تھا صرصر بھی موجود
ہے اُسنے کہا اے شہنشاہ معلوم ہوتا ہے وہ عمرو تھا جب حال دریافت کرچکا انکو سلا دیا آپ جیتے جی لوح مین
گیا افراسیاب نے کہا تو کیا جانے بیہودہ بکتی ہے ملکہ نے شب کو وہ ضد کی میری ناک مین دم آگیا گلا کاٹنے ڈالتی
تھین کہ حال لوح کا بتلاؤ مین نے لفظاً لفظاً سب احوال بتا دیا یہ کہکے جوڑے پر ہاتھ ڈالا کہا توڑ دیا تو میرے
جوڑے مین موجود ہے کنجی اُسمین رکھی ہے حیرت نے کہا اے شہنشاہ کنجی ہو یا نہو مین رات کو آپ کے سامنے
نہ تھی سحر سے مجکو حیرت ہے آپ ہی صبح سے بکتے تھے کہ سوگیا جاگ اُٹھا شراب بڑی تیز تھی مین حیران حیران سنتی
تھی دل ہی دل مین جلی جاتی تھی اب جب اپنی بارگاہ مین آئی تو میری طبیعت کھلی اتبک تو مین جانتی تھی
مین عمرو کی زنبیل مین بیٹھی ہون جب صنعت نے کلام کیے تب مین سمجھی مین نے آپ سے لوح کا پتہ نہین پوچھا
آپ ناحق مجھے متہم کرتے ہین اب اسوقت بارگاہ مین عجیب غریب ہے برق فرنگی کھڑا اسن رہا ہے کوئی
کہتی ہے ہے ہے میری بی بی زنبیل مین قید ہوئین ایک کہتی ہے نہین معلوم نگوڑے عمرو نے کیا کردیا پھول سا
چہرہ کمھلا گیا اب افراسیاب کو ایک وحشت ہوئی کہتا ہے صاحبو غل نہ کرو بات تو سمجھنے دو اس وقت
برق فرنگی تڑپ کر آگے بڑھا یہ تو ناظرین پر واضح ہے کہ صورت سمن غدار کی بنا ہوا ہے ایک سمٹا سا
جادوگر تاک کے اسکو تو اپنے پاس ٹھہرایا کہا بھیا میرے پاس کھڑے رہو اسوقت جو باتین شہنشاہ کے
دربار مین ہو رہی ہین بھیا میرا دل کانپ رہا ہے مجھے خوف معلوم ہوتا ہے جادوگر جب قریب آچکا برق نے
تدبیر کامل کرلی تب پکار کر آواز دی شہنشاہ سنیے سب حال لونڈی کو معلوم ہے ناحق سب صاحب ہلڑ
کرتے ہین سب کو خاموش کیجیے بگوش ہوش سماعت فرمائیے لفظاً لفظاً بیان کردون افراسیاب پکارا

خبردار خاموش رہو سب اہالیان دربار خاموش ہوئے سمن غدار کا منھ دیکھنے لگے افراسیاب نے کہا ہان بی سمن غدار تبلاؤ یہ کیا معرکہ گذرا برق نے کہا حضور سماعت فرمائے

نظم

سہ چیز آمد مسلّم نزد شاہان
ہنر یا مال یا مرد سخندان
من از مال و ہنر چیزے ندارم
یکے فضل سخن دارم بیارم
بیایم بار دیگر من بگفتار
درون سینہ دارم قصہ بسیار

سنو صاحبو کانون کی سنی نہین کہتی ہون عرض کرتی ہون آنکھون کی دیکھی ہوئی بات ہے یہ بیان معجزات و کرامات ہے شب کو لونڈی نے دیکھا ساربان زادہ اول ملکہ حیرت بنا ہوا تھا آپ سے لوح کا حال پوچھا جب آپ لوح کا حال بیان کر چکے تب آپ کو شراب پلا کے بیہوش کیا ملکہ حیرت کو نکالکر آپ کے پہلو مین سلایا اپنے شاگرد برق فرنگی کو زنبیل سے نکالا اس سے کہا اے فرزند مین اسد کو لیکر جستجوے لوح مین جاتا ہون تو افراسیاب کے ساتھ کنیز بنکے جانا ملکہ مہرخ و بہار کو خبر ہوئی تا حضور مین چلے دیکھا کہ عمرو و برق نے تخت کو اُٹھایا فرش ہٹایا نقب ظاہر ہوا عمرو نقب مین گیا انہین اسیر کیا گذری برق کنیز کی شکل بنکر سو رہا آپ کے ساتھ اس دربار مین آیا اصل یہ حقیقت ہے ملکہ بہت بجا ارشاد فرماتی ہین مین نے سارا حال اپنی آنکھون سے دیکھا افراسیاب نے کہا حرامزادی تو دیکھا کی غل کیون نہ مچایا مجکو کیون نہ جگا دیا کہا حضور اس مین باعث تھا بچپن سے مجکو نانی جان نے پڑھانے مین سمجھا دیا تھا کہ خبردار کسی کی غیبت نہ کرنا غیبت بہت بُری چیز ہے اسوجہ سے مین چپکی دیکھا کی مین نے حضور کو نہ جگایا بزرگون کی بات یاد رکھی افراسیاب نے کہا ارے غیبت کیسی ہمارا گھر برباد ہوتا ہے تجکو غیبت سوجھی ہے اگر تو مجکو جگا دیتی مین عمرو کو گرفتار کر لیتا برق نے کہا یہ مجکو منظور نہ تھا کہ ایک بیچارہ غریب تین روپیہ کا پیادہ پکڑا جائے آپ اُسکو قتل کرتے خون کسکی گردن پر ہوتا نانی امان مجکو گھر سے نکال دیتین افراسیاب نے کہا اس حرامزادی کے جوتیان مارو ابھی کہے جاتی ہے معلوم ہوتا ہے عمرو سے ملگئی برق نے کہا او بیوقوف مین اپنے استاد کو کاہیکو گرفتار کراتا مین صاف صاف کہتا ہون نہین پہچانتا یہ کہکے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ برق فرنگی منم برق رفتار دخنجر گذار ؎ منم یکہ بیلن گران بر ہزار ؎ نعرہ کرکے جس جادوگر کو پہلو مین کھڑا کیا تھا اُسکو خنجر مارا وہ لڑکھڑا کے گرا دستور ہے کہ ساحر کے مرنے سے تاریکی ہوتی ہے صداہاے مختلف بلند ہوئین اس اندھیرے مین برق اور دو چار کو مار کر نکل گیا بعد عرصہ کے آواز آئی کشتی ہوا نام من سر ہنگ جادو بود اب روشنی ہوئی افراسیاب نے سر پیٹ لیا کہا لو صاحبو غضب ہوا عمرو عیار جستجوے لوح مین روانہ ہوا مین جانتا تھا یہ راز کبھی نہ کھلے گا ساربان زادہ بلاے روزگار حیرت پیٹنے لگی کہا اے شہنشاہ جلد تدبیر کیجیے افراسیاب نے کہا وہان ساربان زادہ جائیگا تو کیا کریگا

طلسم صندل کا فتح ہونا دشوار ہے مین ابھی نامہ پاس ملکہ صندل جادو بادشاہ طلسم صندل کے روانہ کرتا ہون وہ ہوشیار ہو جائیگی عمرو کو ہونچے ہونچتے گرفتار کریگی رسائی تا بہ دربند مہرو ماہ دشوار ہے ناحق کا تردد و انتشار ہے یہ کہکے ایک نامہ بنام صندل جادو اس مضمون کا لکھا کہ ای ملکہ صندل ساربان زادہ عمرو عیار طرف تمہارے طلسم کے طلسم کشا کو لیکر آتا ہے بہت ہشیار رہنا آتے ہی اُسکو گرفتار کرنا یہ نامہ لکھکر کاسک جادو کہ ساحر تیز پر ہے اُسکو نامہ دیا کہا یہ جاکر خدمت مین صندل جادو کے پیش کرنا اور آنکھون سے جو کچھ دیکھا ہے زبانی بھی تاکید کرنا یہ جادوگر نامہ لیکر طرف طلسم صندل کے روانہ ہوا اسکا حال وقت پر عرض کیا جائیگا مہتر برق فرنگی افراسیاب سے کلامہای مذکور کرکے بارگاہ ملکہ مہرخ مین آیا تمام کیفیت گذشتہ ظاہر کی اور کہا خواجہ عمرو نے فرمایا ہے کہ مین یکہ و تنہا اسد غازی کو لیکر طرف طلسم صندل کے جاتا ہون اگر مناسب ہو تو تم سب صاحب آنے کا قصد کرو اپنے کو ہم تک پہونچاؤ باغبان نے کہا اتبک ہم راہ سے ناواقف تھے اس وجہ سے کوئی تدبیر نہ کرسکے اب احوال مفصل ثابت ہوا ہمکو جانا واجب لازم ہے اسی وقت ایک نامہ حالات خواجہ عمرو کا لکھکر ملکہ بران شمشیر زن کے پاس روانہ کیا مطلب یہ تھا کہ وہ بھی آگاہ ہو جائین بعد نامہ روانہ کرنے کے مہتر قران نامدار بارگاہ مین آئے تمام کیفیت سُنی کہا ای ملکہ عالم مین تلاش مین اپنے اُستاد کے جاؤنگا جس طرح سے بنے گا اُن تک اپنے کو پہونچاؤنگا کیون ادبھو ریے تو کیون نہ گیا یہان باتین بنانے کو چلا آیا برق نے کہا مین اگر جاتا تو خبر تمکو کون پہونچاتا پھڑک پھڑک کے سب صاحب رہتے قران نے کہا اب حفاظت لشکر آپ کے سپرد ہوتی ہے مین جاتا ہون برق نے کہا مین بیچارہ کیا ہے مین ہون مرشد زادے میان چالاک صاحب نائب اُستاد کے جانشین موجود ہین اُنسے بہتر کون ہے جو مجکو حکم دیجئے بجالاؤنگا قران نے کہا تو بڑا تقریریا ہے برق نے جواب دیا کیا مین گونگا ہون بات کا جواب نہ دون جو مرشد زادے حکم دیجئے بجالاؤنگا بارگاہ کے دروازہ پر پہرہ دیا کرونگا مہتر قران نے کہا کہ بجائی تمکو اختیار ہے یہ کہکر اُسی وقت مہتر قران نامدار ملکہ مہرخ سے رخصت ہوے برای تلاش خواجہ چلے بعد جانے مہتر قران کے باغبان قدرت و ملکہ مخمور سرخ چشم و ملکہ بہار جادو و رعد و برق و برق لامع اپنے مقام سے اُٹھے ملکہ مہ جبین کے پایہ تخت کو بوسہ دیا عرض کی کہ ہم خدمت فیضدرجت سے رخصت ہوتے ہین اسوقت دربار مین شور گریہ و زاری بلند ہوا ملکہ مہ جبین نے اُن سب کو خلعت فاخرہ سے مخلع کیا دامن بہار گلعذار تھا مگر غنچہ دہن کو وا کیا فرمایا میری گستاخی آپ لوگ معاف فرمائیے گا شہریار نامدار کی خبر وحشت اثر سنکر دل قابو مین نہ تھا ملکہ بہار نے دست بستہ عرض کی آپ ہماری بادشاہ عالیجاہ ہین سرداران نامی کی پشت و پناہ ہین بہت بجا ارشاد ہوا حقیقت مین ہملوگون نے اپنی جان بچائی اپنے آقا کی فکر نہ کی خطاے

فاش ہے انشاء اللہ اب جا کر فتح طلسم صندل کی تدبیر کرینگے ورد سر سنا ئینگے ملکہ مہ جبین نے فرمایا جسوقت کوئی صورت بہبودی پیدا ہو خدا اپنا فضل شریک حال کرے شاید آپ لوگ نہ آسکین خط مسرت نمط سے یاد فرمائیے گا لفظاً لفظاً تحریر کرنا جس سے تسکین دل ناصبور کی تدبیر ہو باغبان وغیرہ نے عرض کی انشاء اللہ پہونچتے ہی عرضی پہونچے گی مگر چالاک سے باغبان نے کہا مرشدزادے خواجہ عمرو لشکر مین نہین ہین ہم لوگون کا جانا دشمنون پر ظاہر نہو حیرت ہمارے حال سے واقف نہو ورنہ افراسیاب راہ مین روکے گا چالاک نے اسی وقت ایک ساحر کو بصورت باغبان ایک بصورت رعد ایک کنیز کو بصورت برق ایک خواص گل اندام بشکل بہار جادو ایک حسین کو بصورت ملکہ برق لامع بنا کے انکے مقامات پر جگہ دی یہ سرداران مذکور اہالیان دربار سے رخصت ہوئے علیحدہ علیحدہ سحر کرکے تلاش مین خواجہ عمرو کے روانہ ہوے اب ملحوظ خاطر ناظرین ہو خواجہ عمرو نامدار نقب مین داخل ہوئے ہین نامہ دارا افراسیاب نامہ لیکر چلا ہے یہ سردار نامی بہ جستجوے اسد غازی و خواجہ عمرو جاتے ہین مہتر قران نامدار بھی چل چکے ہین ان سب کو راہ مین چھوڑیے انشاء اللہ وقت پر ہر ایک کا حال تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان طلسم اسکندریہ جسکا نام جلد چہارم مین طلسم آئینہ مرقوم ہے نزدیک حقیر کے اس طلسم کا نام نامی اسکندریہ ہی ہو بجنسہ یہ نوجوان کا برانے فاتحی طلسم مذکور و دیگر داستان متعلق طلسم ہذا بیان ہوتے ہین ساقی نامہ

ساقیا دے شراب آتش رنگ ۔ گرم دو روز زمانہ سے ہون تنگ ۔ نالۂ آتشین ہو تف پرورد ۔ کرہ زمہریر ہے دم سرد
ہے طبیب وان محزون ہی ۔ خم بادہ جو خم فلاطون ہے ۔ یہ اگر التفات فرما ہو ۔ باد صرصر دم مسیحا ہو
گرم تدبیر گر ذرا ہو جائے ۔ تپ غم نار عنصری ہو جائے ۔ گر عرق ریز فکر دربان ہو ۔ گریۂ ماتم آب حیوان ہو
اس سے ممکن علاج عاشق ہے ۔ گرم و تر بس مزاج عاشق ہے ۔ کھو دے یہ رشک شربت اعجاز ۔ نزلۂ اشک چشم اہل نیاز
مین بھی ممتاز چارہ سازی ہون ۔ خستۂ ناز بے نیازی ہون ۔ ہے حواسون مین انتشا بہت ۔ خم کے خم لاکے ہے خمار بہت
جوش الفت ہو اسقدر مجھے دے ۔ نہ صراحی سبو پیالہ دے ۔ پاس ناموس ننگ اڑ جائے ۔ ہوش مانند رنگ اڑ جائے
مثل قلقل خروش مین آؤن ۔ صورت بادہ جوش مین آؤن ۔ دامن تر طلسم باران ہو ۔ رعد سوز سیاہ کاران ہو
خم سے خم متصل کرون خالی ۔ جی بھرے یہ کہ دل کرون خالی ۔ قلقل مے ہو سوز مستانہ ۔ کھو دون ہوشیون مین افسانہ
جوش دل کو جو لب پہ لے آئے ۔ راز پنہان زبان تک آئے ۔ یعنی طفلی مین ہو مین پیر مغان ۔ ملت راہ گمرہان جہان

چہرہ طلسم سازان آئینہ خیال و صیقل کنندگان مرآت حسن و جمال آئینہ صورت نمائے مضامین کو زنگ کدورت سے بعد جلاء طبع ارسطو فطرت یون منجلی فرماتے ہین شعر راویان حکایت شیرین * زر رقم بر بیاض صفحہ چنین

سابق مین تحریر کیا ہی کہ ایرج نوجوان و قاسم عالیشان طلسم سکندریہ سے قید ہوکر اس طرح آئے تھے کہ ملکہ ہرائت جادو نے طوفان جادو کو بھیجکر انکو گرفتار کرایا اور لکھہ بھیجا کہ طلسم کشا کو خدمت مین خداوند لقا کے لیجاؤ وہ تقدیر کرکے قتل کرینگے یہ لوگ قریب لشکر آکر بہ عیاری شاپور رہا ہوئے طوفان قتل ہوا ایرج نوجوان رہا ہوکر لشکر مین رہے شورش ساحران طلسم ہوش رباد کو ہیان پر جفا سے آجتک مہلت نہین پائی کہ طرف طلسم مذکور کے توجہ فرماتے مگر محبت ملکہ شیشہ می نوش دختر ہرائت جادو کا کانٹا دل مین کھٹک رہا ہی اکثر شاپور سے فرمایا ای برادر کچھ اس گرفتار محبس رنج و مصیبت کا حال معلوم نہوا شاپور نے عرض کی انشاء اللہ مہلت پاکر اپنے جد عالی تبار سے عرض کیجیے اور طلسم سکندریہ کی لوح لیکر مفتوح فرمائیے اگر پنجہ قابض ہوا تو غلام عیاری کرکے ہرائت کو ماریگا طلسم ٹھوکوین کھاتا رہ جائیگا اور ایرج نوجوان قصد کرتے ہین کہ صاحبقران زمان سے عرض کرون مہلت لون شکار کے حیلے سے طرف طلسم سکندریہ کے جاؤن اپنی معشوقہ ملکہ شیشہ می نوش کو رہا کرون مگر جنگ کو ہیان سے مہلت نہین ملتی ہر روز طبل جنگی بجتا ہی مقابلہ مین اکثر زخمدار ہوئے صحت کے منتظر رہے مگر جب یاد اس معشوق باوفا کی آتی ہی طبیعت گھبراتی ہی راتون کو کراہتے ہین شاپور سمجھاتا ہی ای شہریار صبر کیجیے ایرج نوجوان فرماتے ہین ای برادر شاپور ہمارا عشق حقیقی تو ساتھ اس صفدر صف شکن ملکہ بران شمشیر زن کے ہی انکے بعد معشوق مغرب جمیل الملاقات کا طالب یقین ہی انکو بھی ہماری یاد ہوگی وہ مجبور ہم ناچار وہ بیکس ہم بے بس وہ رنجور ہم مہجور وہ بصورت آئینہ حیران ہم مثل زلف پریشان انکو غم ہمکو الم انکو حسرت ہمکو عبرت انکو خواہش ہمکو کاہش اس طلسم مین جو داخلہ ہوا اس محبوب جانی نے خود محبت کی اپنی جان پر آفت لی سمجھے تھے ملکہ شیشہ مے نوش سے دل بہلا یئنگے دل لگی رہیگی یہ نہ سمجھے وہ ہمارے واسطے یہ جفا سہیگی ای شاپور میرے دل کا عجب حال ہی سنبھالے سے نہین سنبھلتا خمسہ

تمکو اندیشۂ انجام نہین تم جانو
کہ چلے ہم یہ کچھ الزام نہین تم جانو
ہم کبھی ہونے کے بدنام نہین تم جانو
جاؤ اس بن اگر آرام نہین تم جانو
حضرت دل ہمین کچھ کام نہین تم جانو

دیدۂ دل مین تمھارے نہین غیرت کا گذر
ہمکو جز بانکی سے مطلب نہین کچھ غم ہی مگر
آنکھین ہر دم سے لڑا یا نہ کرو آٹھ پہر
جی بھتے نظر دن مین ہو لگجاے کسی کی نہ نظر
جیتا خوب لب بام نہین تم جانو

لیکے آئے تو جو پیغام مسرت مشحون
شیش دل کے سبب دائرۂ فکر مین ہون

روشناسی نہین کچھ انکو لکھون کیا مضمون ۔ قاصدو مین نہ کرون منع نہ تمکو بھیجون
مجھسے اُس سے خط و پیغام نہین تم جانو

تم بتاؤ یہ کہ اے جان ہے تمہین کیا منظور ۔ صاف کہدو کہ ہے منظور نہین یا منظور
تو جو لینا ہو کہ مجھکو تو ہے دینا منظور ۔ دل تو موجود ہے کرنا ہے جو سودا منظور
گرہ زلف مین گر دام نہین تم جانو

جو جفا چاہے کرو ہم پہ جناب عالی ۔ ہمتو عاشق ہین ہمارا نہین کوئی والی
بدزبانی سے نہین بات تمھاری خالی ۔ طلب بوسہ پہ کہتے ہو کہ دینگے گالی
بات تو قابل دشنام نہین تم جانو

ٹھہر ہو عاشق جانباز سے کہنا ساقی ۔ ہے غضب ترمی آواز سے کہنا ساقی
بولنا ہے بزن انداز سے کہنا ساقی ۔ قتل کرنا ہے ترا ناز سے کہنا ساقی
کوئی پیتے ہو تو دو جام نہین تم جانو

مان لو باقی کے کہنے کو نہ سمجھو نادان ۔ باقی رہنے کا نہین مذہب فی بین وایمان
سوچ لو رشتۂ زنار مین پھنستے ہو کہان ۔ تم مسلمان ہو ظفر خوب نہین عشق بتان
اور اگر یہ ہے تو اسلام نہین تم جانو

دیگر۔ ما در واکہ زقید ستم آزاد نہ گشتیم ۔ محتاج دم تیشۂ فرہاد نہ گشتیم
تا پائے طلب در رہ عشاق نہادیم ۔ شرمندہ زشاگردی استاد نہ گشتیم
یک لحظہ بغم ہائے جہان شاد نہ گشتیم ۔ تا خوے بویرانہ گرفتیم درین دہر
سرگشتہ درین بادیہ چون باد نہ گشتیم ۔ تا شیفتۂ سلسلۂ زلف تو گشتیم
تا بود خنگا فندۂ خار از رہ ما ۔ نزدیک درین خانۂ آباد نہ گشتیم
ہر جا کہ درآمد سخن درس محبت ۔ پابند سر زلف تو آزاد نہ گشتیم
ما بلبل خستیم کہ بے واسطہ مخفی ۔ صید قفس و حیلۂ صیاد نہ گشتیم

شاپور نے کہا اے شہریار انشاء اللہ ملکہ بران کے وصل سے بھی کامیاب ہو جیے گا اس مرحلہ کو بھی خدا طے کرا دیگا ایرج نامدار تو اکثر یہ ذکر کیا کرتے ہین لیکن دو کلمہ داستان طلسم اسکندریہ کے ذکر ہوتے ہین کہ ملکہ ہوائت جادو بادشاہ اسکندریہ بعد روانہ کرنے قید ایرج نوجوان کے مطمئن ہو کر بیٹھی مگر اس خیال سے کہ طلسم کشا وہان قتل ہو گیا ہوگا لیکن کہتی ہے کہ کیا سبب ہوا کہ طوفان جادو پلٹ کر نہ آیا مصاحبون نے عرض کی حضور وہ دربار خداوندی ہے وہان جا کر مصروف عیش ہوا ہوگا آٹھ پہر دربار قدرت شب و روز عیش و عشرت سامنا خداوند کا ذرا طبیعت گھبرائی قدرت سے تقدیر کرائی صحبت پا گئے قدرت نے

حضور تقصیر عطا فرمائی ہو گی اُس سے آٹھ پہر صحبت دربار خداوندی مین ملال کہان باغ بہشت کو زوال کہان ملکہ ہرائت نے کہا یہ تو سب کچھ ہمنے قبول کیا لیکن نمکحرام اتنا تو لکھ بھیجتا کہ طلسم کشا قتل ہوا اہالیان طلسم جو پریشان رہتے ہین شادیان کرین غارمٹ گیا ہر شخص باغ باغ ہو دل کو رنج والم سے فراغ ہو مین ایک عرضی برائے دریافت حال قتل طلسم کشا قدرت کو رقم کرون کیون صاحبو جواب آئیگا مصاحبون نے کہا حضور وہ دربار خداوندی ہے بندون کی عرضی کون پہونچائیگا فرشتے وہان چوکی پہرہ بھی دیتے ہونگے ملک الموت سامنے حاضر رہتا ہوگا ہرائت جادو کو حیرت ہے کہ پھر آخر کیا کرون کیونکر حال دریافت ہو دربار مین یہ ذکر ہو رہا تھا کہ آسمان پر برق چمکی کنیزون نے بڑھکر عرض کی اے ملکہ عالم آپ کی ہمشیرہ صاحبہ ملکۂ انور جادو مصاحب شہنشاہ طلسم ہوش رُبا تشریف لاتی ہین ہرائت جادو کھڑی ہو گئی واسطے استقبال کے باہر آئی دیکھا انور جادو مع چند کنیزان مرصع پوش تخت سے اتری ہرائت جادو کو جھک کر سلام کیا ملکہ ہرائت نے سر سینہ سے لگایا کہا بوا انور تم سے ملاقات مشکل ہو گئی بعد عرصہ دراز آئی ہو ملکہ انور نے عرض کی نہین بہن اس زمانے مین ایک سر ہزار سودے طلسم ہوش رُبا مین آفتین برپا مین طلسم کشا جو گنبد نور مین قید تھا اُسنے رہائی پائی لاکھون جادوگر مارا گیا روز رہائی طلسم کشا شہر ناپرسان مین تباہی تھی دریاے مرگ ساحران کی طغیانی تھی اب طلسم کشا کو لوح کی تلاش ہے ہم خدمت مین ملکہ حیرت جادو کے رہتے ہین لمحہ بھر فرصت نہین ملتی سر پیٹنے کی جگہ ہے ملکہ حیرت جادو زوجہ بادشاہ طلسم ہوش رُبا سحر و ساحری مین بے نظیر صاحب جاہ و توقیر دختر حیات جادو ہمشیرۂ نیرنگ عنقا صورت و گیر نگ عنقا صورت اور زیادہ انکی شوکت کیا بیان کرون انکی لیاقت پر یہی تقریر وال ہے خورشید خاوری سے بڑھکر اُنکا جاہ و جلال ہے اُنکو ایک عیار نے پکڑ لیا اُنکی صورت بنکے افراسیاب سے سارا حال لوح کا دریافت کر لیا طلسم کشا کو لیکر واسطے فتاحی طلسم صندل کے آیا زن و شوہر سے ناحق کو کئی دن تک فساد رہا مطبخ سرد پڑا تھا ہم لوگون کو آب و دانہ حرام تھا کئی دن تک رونے پیٹنے سے کام تھا پھر ہمشیرہ صاحبہ ہمکو فرصت کیونکر ملتی تمھارے یہان تو خیر و عافیت ہے میری بھانجی ملکہ شیشہ مے نوش کہان ہے مین اُسی کے دیکھنے کو آئی ہون آنکھین ڈھونڈھ رہی ہین کہین چھوکری کی شادی بھی ٹھہرائی کسی رقعہ میرے پاس آئے کسی شاہزادے کا پیغام ہے کوئی تاجر نیکنام ہے کوئی وزیر اعظم کوئی صاحب جاہ و حشم حسن تمہیری بچی کا رشک ماہ تابان ہے اکثر افراسیاب جادو نے بھی پوچھا کہ اے ملکہ انور جادو دختر بادشاہ طلسم سکندریہ کی شاہزادی تمھاری بھانجی یہان کبھی نہین آتی مین نے کہدیا حضور وہ مان کی لاڈلی ہین ہماری ہمشیرہ گھر سے اُسکو نہین نکلنے دیتین اب کی میرا ارادہ ہے کہ چھوکری کو ساتھ لیتی جاؤن افراسیاب مردہ اشتیاق ہین

ٹرا تماشہ ہین ہی اگر کہین نگاہ ڈیرگئی سلطنت طلسم ہوش رُبا ہمارے گھر مین آئی مچھر اکثر یہ کہے مین نے مناسب
نہین جانا مگر صدقے سے سامری کے اُنکا زمانہ ہی میرے سامنے بلاؤ مین اُسکی بلائین لون یہ سُنکر مرائت
جادو چیخ مار کر روئی کہا بوا انور جادو کیا پوچھتی ہو خداوند سامری و جمشید نے مجکو عجیب بلا مین
مبتلا کیا نگوڑے مسلمانون کا قدم منحوس اس طلسم مین آیا پردتا حمزہ کا ایرج نو جوان لڑتا بھڑتا یہونچا بہت
سے قلعے ویران ہوئے ہزارہا جادوگر مارے گئے بھانجی صاحب آپ کی اس جوان کے حسن ملیح پر عاشق ہوئین
گھر برباد کرانا شروع کیا آخر مین نے غصہ مین چھوکری کو گرفتار کر کے قید کیا طوفان جادو کو روانہ کر دیا
اُسنے جاکر سب کو پکڑا طوفان نے مجکو لکھا مین نے حکم دیا خدمت مین خداوندی لیجاؤ وہ تقدیر کر کے
قتل کرینگے یونڈیا اب تک قید ہی جب کبھی کنیزدن کو بھیجا سُنا وہ دیوانہ دار کلام کرتی ہی اُسی کی محبت کا دم
بھرتی ہی میرا گھر برباد ہوا مگر وہ بھی نگوڑا حسرت دیا اس سے قتل ہو گیا ہو گا قدرت نے سنگ سیاہ بنا کے
جہنم مین پھنکوایا ہو تو عجب نہین مین نے عرضی مین بد عتین اسکی لکھدی تھین کہ آپ کے ہزارون بندون کو
بیخطا اسنے مارا وہ بھی اُسکا باپ بھی گرفتار ہو کر گیا لیکن طوفان جادو نے ابتک جواب بھی نہین لکھا دربار
خداوندی مین جاکر بیٹھ رہا چلو اچھا ہی دریاے لشکر خداوندی مین طوفان رہے ہماری کشتی عیش عشرت گرداب
مصیبت مین رہے چھوکری کی جان بچتی نہین معلوم ہوتی اب تک تو اُسکو خبر نہین کہ وہ جوان قتل ہوا اس
امید مین مرہتی ہی کہ میرا دھگڑا طلسم فتح کر کے آئیگا مجھکو چھڑا لیجائیگا کسی طرح سر سے اسکے سحر اُس مسلمان کا نہین اُترتا
یہ حال سُنکر انور جادو نے حال اپنا تباہ کیا کہا بوا خاک تمھارے منھ مین ہاتھ تمھارے ٹوٹین جن ہاتھون سے
تمنے اس بھولی چھوکری کو سزا دی وہ نگوڑی عشق و عاشقی کیا جانے چھ مہینے ہوئے مین آئی تھی اُسوقت تک وہ کے
روٹی مانگتی تھی ساتھ والیان جوان مستانیان بازار کی بیٹھنے والیان یہ اُنکی صحبت کا اثر ہی اور تمنے قیدی کو وہان
کیون بھیجا یا بقول شخصے پیر خود درماندہ شفاعت کسی کی کیا کریگا وہ خود مسلمانون کے ہاتھ سے بھاگے بھاگے
پھرتے ہین مین ہوش رُبا مین ہمیشہ انکے فرمان دیکھا کرتی ہون یہان سے جادوگر براے مدد جاتے ہین جو گیا
جہنم واصل ہوا بڑے بڑے ساحران نامی گئے کوئی پلٹ کے نہ آیا یہ بھی مجھے خوب معلوم ہی کوئی بیٹا پوتا حمزہ کا
قتل نہین ہوا اور جسکو تم ایرج کہتی ہو وہ طلسم نور افشان مین بھی آیا تھا جہانگیر بن صاحبقران سے
لڑا اسپر میان کوکب بی بران نے بڑی مہربانی کی اگر وہ قتل ہوتا زمین طلسم سکندریہ کی کانپ جاتی خود
کوکب کلیجہ پکڑے آتے بران آفتین برپا کرتی خیر اسکی تدبیر مین کرونگی ذرا چھوکری کو بلواؤ ذرا مین اُس سے
بات تو کرون سامری و جمشید اسکو زندہ رکھین تم سے زیادہ وہ مجھسے محبت رکھتی ہی ہاے مین جب کبھی آتی
تھی خالہ امان کہکہ چار چار دن نہ جانے دیتی تھی اُسپر تمنے یہ بدعت کی جلد بلاؤ ورنہ مین اپنے کو ہلاک

کرونگی ہرائت جادو نے کہا بوا مین ابھی بلواتی ہون تمھاری لڑکی ہی جاہے قتل کرو چاہے بخشو لیکن اتنا سمجھ لو وہ نگوڑی سامنے آئیگی سامری و جمشید کو دس صلواتین سُنائیگی اور مین بیچاری کس کھیت کی مولی ہون مجھے تو بالکل دشمن جانتی ہی انور نے کہا بوا تم خفا نہو تو مین ایک بات کہون تمھین بات بھی کرنا نہین آتی تم بات کرتی ہو کہ ڈھیلے مارتی ہو ایسی سختی سے اُس سے کلام کیا ہوگا اسکو ناگوار ہوا اسکو جواب سخت دیا تم اسکو دشمن جانگئین ہاے وہ تو بچپن سے ضدن تھی ذراسی بات مین دو دو دن کھانا نہ کھاتی تھی نو مہینے تم نے پیٹ مین رکھا لیکن اُسکے مزاج کو نہ پہچانا ہم اُسکے رگ و ریشہ کے حال سے واقف ہین ہرائت جادو نے کہا ہان بوا میرا دل تو آئینہ ہی مین اس زمانہ کے مکر و فریب کو کیا جانون یہ کہکے حکم دیا شجر جادو کو بلاؤ ایک سیہ فام ساحر سامنے آیا ملکہ ہرائت نے کہا بھیا شجر جادو مین تمکو نہال کرونگی تمھاری قید مین ملکہ شیشہ می نوش ہی صاف تبلاؤ اب بھی اسکو اسیطرح عشق کا جوش ہی یا کچھ راہ پر آئی شجر جادو نے کہا حضور ہر وقت خداے نادیدہ کا نام لیکر دعائین کرتی ہین طلسم کشا کے نام پر مرتی ہین سارے طلسم والون کو کوستی ہین مین نے اکثر سمجھایا اُن کے خیال مین نہ آیا میرے اوپر غصہ رہتا ہی فرماتی ہین یا اللہ اس شجر پر تبر بدعت تیرا چلے یہ نہ پھولے نہ پھلے عین بہار مین قلم ہو جو بات کہتا ہون اسمین شاخ نکالتی ہین جڑ کی بات نہین سمجھتین انور نے کہا نگوڑے شجر تجھپر بجلی گرے تو بھی چھیڑ کری کا دشمن ہوگیا جا باحتیاط ہمارے پاس لیکر شجر جادو گیا انور جادو نے رو کر جل تھل بھر دیے ہرائت جادو کوئی دو ہتڑ مارے کہ بوا تمنے بڑا غضب کیا میری گلعذار پہ یہ جفائین اب مین تمھارے پاس نہ چھوڑونگی طلسم ہوش ربا مین اپنے ساتھ لیجاؤنگی میرے ساتھ حیرت جادو کی خدمت مین رہیگی پڑھے گی لکھے گی مین اسکا بر ڈھونڈھ کے دہمین شادی بھی کرونگی تمھارے پاس رقعہ بھی نہ بھیجونگی دشمن کے ملنے سے کیا کام ہرائت کہتی ہی بوا تمھین اختیار ہی اب ذرا اسے آنے تو دو ذرا اس فتنہ انگیز کی باتین تو سنو بہت خوش ہوگی انور نے کہا بوا تمھاری بلا سے ہمین چار باتین کہیگی ہمین گوارا ہی یہ ذکر تھا کہ کنیزین دوڑی ہوئی آئین کہا حضور شجر جادو ملکہ شیشہ می نوش کو لیکر آیا کنیزین جوان جوان کوئی کھلکھل ہنستی ہی کوئی کہتی ہی مجھے صاحبزادی کے حال پر رونا آتا ہی وارے انکا تو عجیب حال ہی ہوش مین نہین شعر پڑھتی ہین گانے والی غزلین بہت سی یاد ہین انور جادو نے جو یہ باتین سُنین کہا بھلا حرامزادیو مین سب کی باتین سُن رہی ہون کیا تمھاری طرح پردہ جاہل ہی گلستان بوستان سب پڑھ چکی تھی اسی مین کا کوئی شعر پڑھا ہوگا یکایک پردہ بارگاہ کا اُٹھا انور جادو نے دیکھا ملکہ شیشہ می نوش مست بادۂ محبت سرشار ساغر مودت جھومتی ہوئی بال کھلے ہوئے گل سا چہرہ کمھلایا ہوا آنکھین مثل نرگس بیمار سر جھکائے ہوے کچھ شرم کچھ حجاب

دل ہی دل مین پیچ و تاب ہر چند کہ لباس میلا جسم مین ہی اُس سے بھی ایک بناؤ ظاہر بقول میر حسن صاحب مغفور شعر یہ نیکون کا دیکھا ہی ہم نے سبھاؤ ❊ کہ بگڑے سے دونا ہوا انکا بناؤ ❊ ہونٹھ خشک پیشانی پر شکن مثل غزال صحرائی چوکنا گریبان تا بہ دامن چاک چہرۂ نورانی پر خاک آکر فرش خاک پر بیٹھ گئی انور جادو نے جو اس حال پر ملال مین دیکھا دوڑکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے پیشانی پر بوسے دیے پوچھا کیون بی بی یہ کیا حال ہوا مجھسے دل کا حال کہو مجھے بتاؤ میری بچی پر بی مرائت جادو نے یہ ستم کیا اسی کا غصہ ہو گا غصہ تھوک ڈالو چلو میرے پاس چل کے بیٹھو زمین پر کیون بیٹھی ہو ہر چند انور جادو نے کہا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا مرائت جادو کے مُنھ سے نکلا بوا تم کس سے باتین کرتی ہو لاتون کا آدمی کہین باتون سے مانتا ہی یہ سنکر ملکہ نے سر اُٹھایا ٹھنڈی سانسین بھر کے جواب دیا شعر ہم خاک نشینون کا ستانا نہین اچھا ❊ ہل جائینگے افلاک جو فریاد کرینگے ❊ یہ شعر پڑھکر آنکھون سے آنسو جاری ہوئے طرف انور جادو کے متوجہ ہوکر کہا خالہ امان ہم کیا جواب دین یہ اشعار ہمارے حسب حال ہین

نظم

بیمار عشق اور تو سب کر چکا علاج
ہر دم غم فراق طبیبو ہی لا علاج
کیا کیجیے معالجہ شرم چشم یار
اپنے مریض عشق کا اچھا کیا علاج
اکدن ہماری جان کو لیکر یہ جائیگا
ایسے جنون زدہ کا کرے کوئی کیا علاج
جراح کو جنون ہی کھوا نہی فصد لے
ہی یہ مریض چشم و لب یار کا علاج

باقی فقط ہی اک ملک الموت کا علاج
آئے تھے کرنے تو ترے دیوانے کا علاج
کرتا ہی کون نرگس بیمار کا علاج
کیونکر کہون امید شفا تو نہین مجھے
درد جگر ہی اے طبیبو ہی لا علاج
جا بر مریض عشق کو ہوتے نہین سنا
تیغ نگاہ ناز کا زخمی ہی لا علاج
صحت پذیر عشق کا آزار ہی نہ تھا

جز وصل یار اور ہی بے فائدہ علاج
اپنا ہر اک طبیب کو کرنا پڑا علاج
پھر عیادت آئے تو ہمراہ غیر کے
عیسی کرینگے عشق کے آزار کا علاج
خود میرا دل ہی دل دیوانہ ناصحا
کوئی کریگا کیا مرض الموت کا علاج
عتاب سب ہو شربت دیدار مین شریک
ورنہ قلق علاج سا میرا ہوا علاج

یہ ولولہ دیکھکر بی انور جادو کے بھی ہوش آڑے کہا ہی ہی بچی یہ باتین تجکو کس نے سکھادین بس بس بی بی چپ رہو سامری و جمشید کا نام لو اُنکے نام کی برکت سے مسلمانون کا سحر اُتر جائیگا مین ابھی بتا دونگی میری بچی کو کسی نے کچھ کھلا دیا کسی نے ٹوٹکا کیا آنکھین تو اسکی دیکھو صاف ظاہر ہی نظر کسی کی ہو گئی یہ کہکے تصویر سامری جمشید کی گلے سے اُتاری چاہا گلے مین ملکہ نوش کے ڈالے ملکہ نے اُلٹا ہاتھ مارا کہا خالہ امان ہٹاؤ یہ کیا ڈھکوسلا ہی مین تو ان نگوڑون پر لعنت کرتی ہون گو مثل تمھارے یہ بھی جادوگر تھے خدا کیسے پروردگار وحدہ لاشریک ہی رب اکبر صانع شمس و قمر سمیع و بصیر بادشاہ بے وزیر جس نے ہمکو پیدا کیا اُسکے مطیع ہین مطیعان اہل اسلام کے مرتبے رفیع ہین یہ دلیل سنکر انور جادو

گھبرا گئی کہا ہوا مرات تم سچ کہتی تھین اسپر رعب مسلمانون کا غالب ہے یہ تو جان دینے کی طالب ہے
ہوش و حواس کہان دیکھو ہم ابھی تدبیر کرتے ہین ہمین سب حال لشکر مسلمانون کا بخوبی معلوم ہی مگر آخر ہوا
مرات طوفان جادو ابھی نہین پلٹا اُسکے ساتھ والا کوئی واپس آیا شجر جادو نے کہا اکثر لوگ آئے
دربار شہنشاہی مین نہین حاضر ہوئے حکم ہوا کسی کو لاؤ ایک ساحر کو شجر لایا ملکہ انور جادو نے اُس سے پوچھا
قدرت نے ایرج و قاسم کے ساتھ کیا کیا مجھے معلوم ہی کہ قتل ہوئے یا قید ہین اُسنے کہا حضور کون کسکو قتل
کرتا ہر چند کہ مقام صدر ہی مگر قدرت کے لشکر مین ایک غدر ہی قریب لشکر خداوند جا کر ہم لوگ اُترے
اُسی رات کو قدرت نے تقدیر کر دی یکایک لشکر مین تلاطم ہوا غل ہوا طوفان جادو مارا گیا حمزہ
نے خبر سنی وہ آپ ڑا خداوند تخت پر سوار ہو کر آئے ہم نے قدرت کو آنکھون سے دیکھا ایسے بدصورت
ہین جنگل کے ریچھ معلوم ہوتے ہین بڑی سی داڑھی کالی کالی صورت چھوٹی چھوٹی آنکھین سر جیسے کچی گڑھی کا
برج داڑھی کے بالون مین موتی پروئے ہین ظریفون کے ذہن خوب لڑے ہین کہتے ہین کہ کملی برا دے
بڑے ہین قد بہت بڑا ہی یا تاڑ کا درخت یا ساکھو کا لٹھا ایک دل لگی باز نے کہا تھا کہ الو کا پٹھا ہی شاعر نے
نظم کیا کہ بولے کا گٹھا ہی غلام تعریف قدرت کی نہین کر سکتا یہ تو غلام نے آنکھون سے دیکھا کہ اسی
جوان قیدی نے جا کر تلوار چمکائی قدرت تخت سے کود کے بھاگے ہم بھی حضور عزت و آبرو سے اپنے گھر چلے آئے
یہ سنکر مرات جادو کے ہوش اُڑ گئے کہا او بدزبان چپ رہ جا کتنی جوت کے خداوند کو تو ایسی بات
کہتا ہی اُسنے کہا مین نے سب حقیقت حضور سے نہین بیان کی قدرت پر بڑی بڑی پھبتیان ہوتی تھین
وہ سب مجھکو نہین یاد رہین کوئی کہتا تھا غول صحرائی ہی ایک کہتا تھا عوج بن عوق کا بھائی ہی یہ مثال تو
غلام کو بھی بھائی ہی زیادہ عرض کرنے مین مذہب کی رسوائی ہی ہر چند کہ تک بازون نے بڑے بڑے
تک جوڑے ہین لیکن یہ ہم ہمہ بخوبی ظاہر ہوا بڑے لشکور ہین چیختے ہین چلاتے ہین مسلمانون کا نام سنکے بھاگے
جاتے ہین انور جادو نے کہا اس نگوڑے کی گردن مین ہاتھ دو ہمارے دربار سے نکالو اُسنے کہا حضور مین
خود جاتا ہون جب سے وہان سے پھر کے آیا ہون سوچا کرتا ہون آخر کسکو سجدہ کرون مین مسلمانون سے
مل جاؤنگا انور نے کہا بڈھے کو جوتیان مارو اس ساحر کو تو نکال دیا یہ بڑبڑاتا ہوا چلا مرات جادو نے
کہا ہوا سب حال سُنا ملکہ شیشہ می نوش بھی بیٹھی سن رہی ہی سر اُٹھا کے کہا خالہ امان تسلیم کیا اچھا آپکا مذہب ہے
ہمپر غصہ کرتی ہو انور نے کہا بی بی تم کلام نہ کرو مسلمانون کے سحر مین مبتلا ہو وہی سحر بول رہا ہی ہم سحر اتار دینگے
دستور ہی جو سحر کرتا ہی جب وہ مارا جاتا ہی سحر کی تاثیر جاتی رہتی ہی ہم اس نوجوان کو ابھی گرفتار کرا منگاتے
ہین تمھارے سامنے دار پر چڑھاتے ہین ملکہ شیشہ می نوش نے کہا اُنکا خدا نگہبان ہی ظاہر ہوا اسباطلسم کے

فتح ہونے کا سامان ہی انشاء اللہ اُنکا قدم آیا اور یہ طلسم برباد ہوا انور جادو نے غصہ مین حکم دیا ای شجر
اُسی اپنے باغ مین ملکہ کو لیجاؤ اپنی کنیزون کی جانب پلٹی سوزن جادو سے کہا بوا سوزن تمھارا سینا
اچھا ہی تم لباس حیات اُسکا قطع کرو گی تمھاری زبان مثل قینچی کی چلے گی جاکر نگوڑے کی دامنگیر ہو ہمارا
تمھارا چولی دامن کا ساتھ ہی مسلمانون کا گریبان ہی ہمارا ہاتھ ہی سوزن جادو اُٹھی کہا واری ابھی جاکر
لاتی ہون یہ کہکر اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا پر پرواز پیدا کر کے سوزن جادو طرف لشکر اسلام کے روانہ
ہوئی یہان لشکر مین نقد روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان بارگاہ سلیمانی سے اُٹھے شاپور
شیر دل ساتھ فرماتے ہوئے ای برادر شاپور آج بہت دل گھبراتا ہی ملکہ شیشہ مو نوش کی جاکر خبر لاؤ یا
دادا جان سے مہلت شکار کی لین اس حیلہ سے نکل چلین ای شاپور اُسکی گرفتاری کا بڑا ملال ہی شاپور
کہتا ہی حضور آپ کو اُسنے گرفتار کرا کے بدست طوفان جادو یہان بھیجدیا اُسکے نزدیک آپکے دشمن قتل
ہوئے بس بیٹی کو قید سے چھوڑ دیا ہوگا ایرج نے کہا ای شاپور یہ غیر ممکن ہی وہ اُنکے خداوندون کو برا کہتی
ہوگی جفائے فراق سہتی ہوگی وہ اُنکے خداوندون کی اطاعت نہ کریگی یقین تو یہی ہی اور آئندہ مقدرات ہی
کسی بلا مین پھنس جائے مگر وہ ثابت قدم ان کو سے محبت سے ہی بڑی مصیبت مین مبتلا ہوگی ضرور اسیر جفا ہوگی
خدا اُسکی جان بچائے ای شاپور آج تو دربار سے ہم اُٹھکے جد عالی تبار کی بارگاہ مین داخل ہو چکے کل انشاءاللہ
رخصت شکار کی لین گے طرف طلسم اسکندریہ کے چلین گے شاپور نے عرض کی حضور ابھی تکلیف نہ فرمائیں غلام
جاکر خبر لائیگا ایرج نے کہا مقامات طلسم مین کئی طرح کی مشکل ہی ہر شخص طلسم مین جا نہین سکتا جب تک لوح طلسم
دستیاب نہو ہمکو بھی مشکل ہی تم دربند پر نہ جاسکوگے خاص طلسم کی خبر ملنا دشوار ہی کدو کاوش سراسر بیکار ہی
انشاءاللہ ہم تم ہمراہ چلین گے ای برادر اول فکر لوح مناسب ہی دل تردد منزل اُسکی رہائی کا طالب ہی
شاپور نے کہا اُس طلسم مین داخلہ حضور کا بے قاعدہ ہوا اسی وجہ سے فتح نہو سکا اول یہان سے تشریف
لے چلیے علامت کے قریب عبادت خانہ استادہ ہو اپنے رب اکبر سے رجوع کیجیے یقین کامل ہی کہ ضرور ہدایت ہو
لوح دستیاب ہو پھر سب طرح آسانی ہی ایرج نوجوان طرف اپنی بارگاہ کے جاتے ہین اسی وقت سوزن جادو
آسمان پر چلی جمال بے مثال ایرج نوجوان پر نگاہ ڈالی جرائت جادو نے تقریر مین تصویر ایرج نوجوان
دکھائی تھی دیکھتے ہی اُسنے پہچانا تڑپ کے جوگری کمر مین ایرج نوجوان کے پنجہ دیا لے اُڑی ایرج نوجوان
تموج ہوا سے بیہوش ہو گئے لشکر مین غل ہوا قاسم اپنی بارگاہ سے نکل آئے صاحبقران زمان کو خبر پہونچی
آکے دیکھا شاپور تڑپ رہا ہی سرداران ایرج نوجوان بیقرار امیر نے پوچھا شاپور کیا ہوا عرض کی ای
شہریار اک ساحرہ ابھی آسمان سے اُتری شاہزادے کو اُٹھا کر لیگئی فرمایا کچھ تمکو اُسکا حال دریافت ہی شاپور نے

نے عرض کی کیا گذارش کرون ذہن مین غلام کے نہین آتا طلسم سکندری مین جاکر عرصہ دراز تک ٹہرے وہ
طلسم فتح نہوا طوفان جادوگر گرفتار کرکے یہان لایا مین نے عیاری کرکے طوفان کو مارا دختر بادشاہ طلسم
اسیر عاشق ہوئی ہے ہمرات جادو نے اُسکو قید کیا ابھی یہی ذکر کر رہے تھے کہ مین برائے فتاحی طلسم جاؤنگا
اُس گرفتار رنج و مصیبت کو قید سے چھڑاؤنگا اسی ذکر مین یہ سانحہ درپیش ہوا کیا عجب ہے وہین سے کوئی آکر
لے گیا ہو قاسم نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہ غلام ابھی جاتا ہے جاکر طلسم کو درہم و برہم کرونگا
صاحبقران زمان نے قاسم کو روکا فرمایا ہم ابھی خواجہ زادون سے دریافت کرتے ہین
یہ فرماکر بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے فرزندان خواجہ بزرجمہر کو یاد فرمایا اُن سے
حکم ہوا مقدمہ ایرج نوجوان ملاحظہ فرمائیے کون لے گیا سرداران اسلام کو داغ دے گیا
فوراً خواجہ زادون نے تختہ تعقل پر قرعہ تفکر کو پھینکا آواز دی پروردگار غیب کا حال جاننے والا تو ہے سولہ
شکلون پر نظر ڈال کے یون ثابت کرنے لگے بعد عرصہ دراز سر اُٹھایا عرض کی شاہزادہ والا قدر کو کوئی ساحرہ
لیگئی ہر چند کہ ساحران بیحیا کو آپ کے فرزندون سے بیر ہے مگر انجام بخیر ہے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ شاہزادہ
والا قدر منازل عجائب و غرائب کا سیاح ہے اس طلسم کا وہی شیر فتاح ہے اول رنج و ملال انجام مین ترقی
جاہ و جلال اول کوچہ گردی و دشت پیمائی آخر مین تا بہ گوہر مراد رسائی یقین ہے کہ راہ مین صورت رہائی ہو
کوئی نازنین حور وش مائل ہو کر تجسس تجویز لوح مین قدم مارے کوئی تدبیر معقول نکلے مگر البتہ اُنکے عیار شاپور شیردل
کا جانا واجب و لازم ہے اور جو کوئی بہادر اُنکے تعاقب مین جائیگا رنج و ملال اُٹھائیگا صاحبقران نے
قاسم سے فرمایا اے نور نظر تم نے سُنا تمھارا جانا بہتر نہین خدا کو یاد کرو اپنے بے نیاز سے فریاد کرو
جامع المتفرقین پھر ملا دیگا لیکن اے شاپور اگر کوئی افتاد پڑے فوراً ہمکو خبر پہونچانا شاپور نے عرض کی
غلام اسی حکم کا پابند رہیگا اب جلد غلام کو رخصت کیجیے خدا بدراہ مین کوئی تدبیر بہتر نکل آئے بیجانے والا
ملجائے صاحبقران نے فرمایا حافظ حقیقی مالک تحقیقی کے تمکو سپرد کیا خوشخبری لیکر آنا خواجہ عمرو نے
تمکو فخر دودمان عیاران لقب دیا ہے سب طرح کا خیال رکھنا مزاج سے ایرج کے بخوبی آگاہ ہوا آتشخو شعلہ مزاج
جاہلون کے سر کا تاج اُنکے حکم کا خیال نہ کرنا فوراً ہمارے پاس چلے آنا جیسا مناسب ہوگا ویسی تدبیر کیجائیگی
شاپور بہت خوب کہکر بانہاے عیاری سے آراستہ ہوا قدمون سے صاحبقران کے لپٹ گئے رویا صاحبقران
نے سر سینہ سے لگایا شاپور شیردل کو رخصت کیا شاپور شیردل اسیوقت تلاش مین اپنے آقاے نامدار کے چل نکلا

	دو کلمہ داستان ایرج نوجوان کے بیان ہوتے ہین جسکا بطور ترجیع بند	

	من زپیش آمد اغیار چو رفتم رفتم		مرد ازراہ کہ بیزار چو رفتم رفتم	

یا چنین رنجش و آزار چو رفتیم رفتیم
از جفائے تو من زار چو رفتیم رفتیم
لطف کن لطف کہ این بار چو رفتیم رفتیم

جبکہ جی بیٹھ گیا ناز اٹھانا معلوم
آبنی جان پہ جس دم تو بچانا معلوم
اٹھ گیا دل تو سماجت سے بٹھانا معلوم
پھر گئی تجھ سے طبیعت تو پھر آنا معلوم
لطف کن لطف کہ این بار چو رفتیم رفتیم

کس لیے کوئی حریف غم و حرمان ہو گا
تختۂ مشق جفا ہائے نمایان ہو گا
پائمال ستم رشک رقیبان ہو گا
چھوڑ دے جو نہیں دیکھ پشیمان ہو گا
لطف کن لطف کہ این بار چو رفتیم رفتیم

خبر آئی جو عدو کو بھی ستائے تو کبھی
جی میں ہی جاؤں وہاں اب کہ آئے تو کبھی
نہ لگے آگ جو اسکو بھی جلائے تو کبھی
گم کروں آپ کو ایسا کہ نہ پائے تو کبھی
لطف کن لطف کہ این بار چو رفتیم رفتیم

رحم ہرگز نہیں آتا تجھے ہم پر ظالم
تری محفل سے چلے سخت مکدر ظالم
دل ٹھہرتا نہیں ٹھہرے کوئی کیونکر ظالم
اے دل آزار جفا کیش و ستمگر ظالم
لطف کن لطف کہ این بار چو رفتیم رفتیم

کیوں نہ آزردہ ہوں کچھ حال سے بیزار نہیں
جس سے ہو جاتی ہے صحبت یہ وہ آزار نہیں
مجھ میں تاب ستم غیرت اغیار نہیں
اب کی ہو ترک وفا ہم سے تو دشوار نہیں
لطف کن لطف کہ این بار چو رفتیم رفتیم

کیا ترے عشق میں پائی ہے سراسر رنجش
بسکہ ہوتی گئی ہر بار فزوں تر رنجش
یعنی موجود ہے ملنے کو برابر رنجش
اب کی بے حد و نہایت ہے ستمگر رنجش
لطف کن لطف کہ این بار چو رفتیم رفتیم

لاعلاج آنا جب آزار کو اپنے پایا
تو سمجھ یا نہ سمجھ میں نے تجھے سمجھایا
عدم آباد کو ناچار سفر ٹھہرایا
یہ نہو گھر کر گیا اور مجھے لے آیا
لطف کن لطف کہ این بار چو رفتیم رفتیم

اے صنم رشک سے کب تک کوئی ناشاد رہے
دیر ویران سے کعبہ مرا آباد رہے
مثل ناقوس سدا ہمدم فریاد رہے
یعنی مومن ہوں چلا جاؤنگا یہ یاد رہے

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

سوزن جادو شاہزادہ ایرج نوجوان کو لیکر بلند ہوئی اُڑی ہوئی جاتی ہی ایرج نوجوان ایسا شیر دل
پنجہ مین دبا ہوا ہر مرتبہ اپنے کو سنبھالتی ہی پہر بہر کا مل اُڑی ہوئی گئی اب خیال مین سوزن کے یہ ہی کہ کوئی
جگہ ملے تو گھڑی دو گھڑی ٹھہر جاؤن قضائے کار ایک قلعہ ہی کہ اُسکو قلعہ انجم حصار کہتے ہین علمداری مین
طلسم اسکندریہ کے ہی ملکہ انجم ماہ رخسار حاکم و ناظم سریر جہانبانی پر متمکن ہی انیسین جلیسین ہمدم ہمراز مین
حاضر صحبت عیش و نشاط آراستہ کسی مصاحب نے ذکر طلسم اسکندریہ کیا اور یہہ بھی کہا اے ملکہ عالم آپ نے سنا
طلسم مین بڑا ہنگامہ ہوا کوئی نوجوان نبیرہ حمزہ صاحبقران جاکر طلسم مین پہونچا ہی ہم نے خبر پائی کہ ملکہ
شیشہ محی نوش دختر مرأت جادو اس نوجوان پر عاشق ہوئین خوب اپنے گھر کو برباد کیا عزیز ایسے صدہا
قتل ہوئے طلسم مین ہنگامہ پڑ گئے اب چندے سے نہین معلوم کہ کیا سانحہ گذرا مگر یہ بخوبی ہمکو معلوم ہی کہ
مرأت جادو نے اپنی بیٹی کو جرم عشق طلسم کشا مین قید کیا اُسپر بڑی بڑی عتین کین لیکن وہ ایسی بہوت ہی
کہ ماں کا کہنا نہین مانتی نہین معلوم اب طلسم کشا پر کیا گذری آیا بانی طلسم نے قتل کیا یا جان بچا کر نکل گیا یا
دشمنون کے کان بہرے طلسم فتح ہوا یہ سنکر ملکہ انجم ماہ رخسار نے فرمایا اگر اس طلسم پر آفت آئی تو ہم کیونکر بچین گے
اسی وقت ایک ساحر تیز رو کو خدمت مین مرأت جادو کے روانہ کرو کہ کل حالات اپنی آنکھ سے دیکھ آوے
ہماری جانب سے آداب تسلیمات بھی جاکر عرض کرے بخوبی مفصل حال دریافت ہو کہ اب کیا انجام ہوا اگر طلسم کشا
زندہ موجود ہو تو چلکر ہم بھی اپنے بادشاہ کی مدد کرین لڑین بھڑین مصاحبون نے عرض کی حضور ابھی جاتے
ہین مفصل خبر لاتے ہین ملکہ انجم ماہ رخسار نے قصد کیا کہ واسطے مرأت جادو کے عرضی تحریر کرون کہ چوبدار
نے بڑھکر عرض کی کہ ملکہ سوزن جادو ایک شخص کو گرفتار کر کے لیکر آئی ہین امیدوار باریابی ہین ملکہ
انجم ماہ رخسار نے گھبرا کر پوچھا گرفتار کر کے کسکو ملکہ سوزن لائی ہین کہا حضور کیا عرض کرون ایک
جوان نوخاستہ مین نے تو کبھی ایسی صورت نہین دیکھی اسکو سحر مین گرفتار کیا ہی وہ بالکل بیہوش و مدہوش
ہی اب حضور کے سامنے آئینگی دریافت کر لیجیے گا ملکہ انجم نے حکم دیا بلاؤ کنیزون نے آکر سوزن
سے کہا سوزن جادو نے ایرج کو کاندھے سے اُتار ازمین پر قایم کیا سحر سے ہتکڑیان بیڑیان پہنائین
ایرج نوجوان بن قاسم کو ہشیار کیا ایرج نوجوان اپنے حال زار کو دیکھکر حیران و پریشان کہ کس آفت
مین مبتلا ہوا کس مقام پر پہونچا مگر خاموش سوزن جادو نے سر زنجیر کو ہاتھ مین تھاما کشان کشان ایرج
نوجوان کو لیکر بارگاہ مین داخل ہوئی سوزن جادو نے جھک کر سلام کیا انجم ماہ رخسار نے سر
اُٹھا کر دیکھا ہژبر بیشہ جرائت نہنگ دریائے ہمت کو پابند غل و زنجیر پایا لیکن فر و شوکت چہرے سے

عیان موے سر سراسر پریشان رعب و دبدبہ تہور و شجاعت چہرے سے ٹپک رہی ہے غصہ مین بل ابروے خمدار پر شیر کے تیور نگاہ مین رستی فراخ مین بہی مگر حیران حیران چہار جانب نگران لیکن بارگاہ مین قدم رکھتے ہی بطور اہل اسلام صاحب سلامت کی ساحران غدار بگڑنے لگے ملکہ انجم ماہ رخسار اس آن بان کو دیکھکر تڑپ گئی تیر مژگان ایرج نوجوان تودہ دل پر پڑے تیغ ابروسے کلیجہ فگار دل بیقرار اہالیان دربار کو منع کیا صاحبو کیون بگڑتے ہو اپنے مذہب کی تعریف کرتا ہی جسکا مذہب ہی وہ اسکو اچھا جانتا ہی شاید یہ جوان خوش خو خدا شناو یدہ کو مانتا ہو یہ آواز جو کان مین ایرج نوجوان کے آئی سر اٹھاکر ایک حور وش پری نژاد کو سریر جہانبانی پر دیکھا کہ نہایت حسین کمسن خوبصورت نظم

پری پیکرے رشک حور بہشت
خمیر وجودش بلا ایک سرشت
دیگر اشعار مصنف
قدش سرو گلزار راز نہان
دو رخسار مانند شمس و قمر
دو گیسو دو مار سیہ سر بسر
بہار لبساماں صد بوستان
دہن غنچہ گلشن اتیانہ
چہ دام بلا بہر مرغ نظر
خط و خال طاؤس ہندوستان
جبینش منور چو نظم سحر
سراپا مین نزاکت متانت لیے

ایرج نوجوان نے کلیجہ پر ہاتھ رکھا ملکہ انجم ماہ رخسار تو پھڑک گئی ضبط نہ کرسکتی تھی جی چاہتا ہی اٹھکر لپٹ جاؤن سوزن جادو کو کرسی پر جگہ دی کہا یہ کس بیگناہ کو پکڑ لائین کیا پیشہ جلادی اختیار کیا یہ جوان کس خاندان عالی سے ہی کیا تمہارا گناہ کیا اسکے ہاتھ سے کسی کا خون ہوا جو اسطرح بیدردی سے گرفتار کیا ہی یا کوئی ساحر زبردست ہی تمنے سراپا سحر مین مبتلا کردیا گلے مین بیچارے کے سانپ لپٹے ہتکڑیان اتنی بھاری بیڑیان دوہری یوا کچہ ساحری جمشید کا بھی خوف ہی تم تو جلاد بیکسین ہو اوزن تم تو کلیجہ مین چٹکیان اسم بامسمے ہو گئین درزی کی سوئی کبھی گاڑھے مین کبھی زربفت مین قطع و برید تم پر ختم ہوئی سوزن نے کہا ملکہ عالم آپ ناحق خفا ہوتی ہین مین گھڑی بھر کے واسطے آئی ہون اپنے قیدی کو لیکر چلی جاؤنگی یہ شخص قاتل ساحران طلسم اسکندری ہی اسکے رگ و ریشہ مین جرات بھری ہی اس جوان نے جاکر طلسم مین ہزارون کو قتل کیا ملکہ شیشہ نوش دختر ملکہ ہرات اسکے آئینہ رخسار کی شیفتہ ہوئین صفائی پر جمال کے فریفتہ ہوئین دھگڑے کی محبت مین ہزارون کو قتل کرایا آخر مین طوفان جادو نے گرفتار کیا ملکہ نے حکم دیا خدمت مین خداوند کے لیجاؤ اسکے عیار نے طوفان جادو کو مارا لگر بچر کر یہ جوان اپنے دادا کے لشکر مین پہونچ گیا بی شیشہ سے نوش اب تک اس کی محبت مین مدہوش ہین دل پر نہین معلوم کیا گذرتی ہے ظاہر مین خاموش ہین ملکہ ہرات نے مجھکو حکم دیا کہ جاکر اس جوان کو پکڑ لاؤ قتل کرین اہالیان طلسم کو اطمینان ہو مین یہان سے گئی اسکے لشکر سے گرفتار کرکے لائی ہون طلسم اسکندریہ مین لیجاؤنگی مین تھک گئی تھی لمحہ بھر کے واسطے ٹھہر گئی یہ سنکر ملکہ انجم ماہ رخسار کے ہوش اڑگئے کہا اے سوزن جرات و شوکت مین یکتا ہی جوان طلسم کتنا ہے سوزن

نے کہا حضور مین مفصل نہین عرض کر سکتی طول طویل داستان ہی اگر مفصل عرض کرون ہوش و حواس اُڑ جاتے ہین عیار اسکا بلاے روزگار آنکھ ملتے ہی جادوگر کو مارتا ہی اس جوان کو سحر نہین آتا مگر ساحر کش ہی ملکہ مرأت جادو نام سے اسکے جلتی ہین جاتے ہی قتل کرینگی تمام اہالیان طلسم اسکے نام کے دشمن ہین وزیران سلطنت اسکے واسطے رہزن ہین بڑے بڑے سرداروں کو اس ظالم نے مارا ہی اسکی بوٹیان کاٹی جائینگی کل اہالیان طلسم جمع ہونگے اسوقت یہ جوان قتل کیا جائیگا کہ ناظرین کو عبرت ہو پھر کوئی ایسی حرکت نہ کرے یہ باتین سُنکر ملکہ انجم ماہ رخسار کا غصہ سے چہرہ سُرخ ہوگیا کہا بی بس ہیچ سنبھالو جلادی کی باتین زبان سے نہ نکالو ہزارون ساحرون کو قتل کیا یہ بڑی شکایت ہی ناحق کی حکایت ہی اُن لوگون کے ہاتھ مین مہندی لگی تھی لڑنے آئے تھے اچھا ہوا مارے گئے بڑی خطا تجویز کی بی شیشہ می نوش کیون عاشق ہوئین اپنی بیٹی کو سمجھائین جلائین اس بیچارے کی خطا کیا جوان خوبصورت پایا ایک پڑین ہاے واے کرنے لگین مان صاحب کو ناگوار ہوا بیٹی کو گھر مین بٹھائین اور پرکیون ہاتھ اُٹھائین بی سوزن بتنے تو تار باندھ دیا قتل کرینگی قتل کرینگی ابھی انھین کے لشکر کا ذکر ہو رہا تھا اس غیر کا نام تو بتاؤ بی سوزن جادو نے کہا کہ ایرج تو جوان فرزند قاسم عالیشان ہفت ملک باخراج اسکا لقب ہی ملکہ انجم ماہ رخسار کی مصاحب نے جواب دیا حضور یہ خداوند کے نواسے ہین ملکہ گیتی افروز نور چکیدۂ خالص قدرت انکے والد نامدار قاسم صف شکن پر مائل ہو کر نکل گئین یہ انکے بطن سے ہین ملکہ انجم ماہ رخسار خوب قہقہہ مارکر ہنسی کہا لو بی سوزن سنو بی شیشہ می نوش کی خطا کیا ان نوجوانون کی عشق و عاشقی خداوند لقا نے اپنے گھر مین جائز رکھی تو بندون کا کیا ذکر قدرت اس امر پر راضی ہوے جب تو بی گیتی افروز نکل گئین اگر قدرت چاہتے سنگ سیاہ کردیتے بیٹی کو کبھی نہ روکا انکو نہ غارت کیا پس ثابت ہوا کہ یہ خداوند کے پیارے بندے ہین جو انکے ساتھ دشمنی کریگا اسکی شامت ہی باعث خوشنودی قدرت انکی محبت ہی یہ بندگان مقبول ہین انکے دشمن ہمیشہ ملول ہین اب بی سوزن صاحب آپ تشریف لیجائیے قدرت کے نواسے کو نہ ستائیے جیسا مناسب وقت ہوگا دیا کیا جائیگا اور مرأت سے کہیے گا اگر آپ کو ناگوار ہی تو صاحبزادی کو سنبھالیے قدرت کے نواسے پر بدعت کرنے مین خرابی ہی سوزن نے کہا کہ آپ کو اس سے کیا کام مین جاکر بہ مشقت پکڑ کر لائی تھک گئی یہان ٹھہر گئی جسطرح لائی تھی اُسی طرح لیجاؤنگی مین دشمن کو یہان نہ چھوڑونگی ملکہ ماہ رخسار نے کہا تمھاری کیا طاقت ہی سہیل جادو وزیرزادی سے حکم ہوا نبیرۂ قدرت کے جسم سے قید سحر دور کرو ہمارے باغ مین لیچلو جیسے ہی ملکہ سہیل اُٹھی سوزن جادو نے کہا دیکھو بی سہیل ہمارے قیدی کے قریب نہ جانا گنہگار ہو بادشاہ کے ہاتھ نہ لگانا سہیل نے کہا جو ہمارے مالک کا حکم ہی وہ کرینگے سوزن نے اُٹھکر گولہ مارا سہیل نے اشارہ کیا سوزن کا گولہ لٹک کے گرا سوزن

نے دوسرا سحر کیا سہیل بیہوش ہوکے گری ملکہ انجم ماہ رخسار غصہ مین یہ کہتی ہوئی اٹھی رہ تو شقفل ہمارے سامنے
یہ گستاخی یہ دربردہ سمجھاتے ہین سمجھ مین نہین آتا ہم قدرت کے نواسے کے قتل ہونے کی کیونکر اجازت دین سوزن سہیل
کو بیہوش کر کے ایرج نوجوان پر جا پڑی ایسا سحر کیا کہ ایرج بیہوش ہو کے گرے قصد ہوا پھر کمر مین پکڑ کے نکلون تو ملکہ
انجم چمک کر اٹھی چہرۂ آفتاب عالمتاب دونون عارض ماہ تابان محبت مین ایرج کے مبہوت غصہ آیا کہ سامنے ہمارے
معشوق پر یہ بدعت ایرج جو زمین پر گرا بیہوش ہو کر ایڑیان زمین پر رگڑنے لگا ملکہ کی آنکھون مین اندھیرا آگیا قلب
ٹھہر گیا نیمچہ کھینچ کے سوزن پر جا پڑی اسنے کئی سحر کیے سب سحر رد کرتی ہوئی قریب سوزن کے پہونچی نیمچہ مارا اسنے گھبرا کر سپر
سحر کو چہرے کی پناہ کیا نیمچہ گرا سپر کٹی سوزن کے دو ٹکڑے ہوئے لاشہ سوزن کا جلنے لگا آواز آئی کشتی ہوا نام من
سوزن جادو بود رشتہ حیات سوزن قطع ہوا ایرج بیہوش پڑے ہین سہیل بھی بخیا رہوئی دربار مین سب کانپنے لگے ملکہ نے
فرمایا اے سہیل نبیرۂ قدرت کو باغ مین لیجاؤ ہم بھی آتے ہین ہماری مراد صرف یہ ہے کہ قدرت نہ آزردہ ہو اور جس نے ان
لوگون کو ستایا ہلاک ہوا کوئی نانا چاہیگا کہ نواسا مارا جائے عقل پر سمجھتون کے پتھر پڑے قدرت کے نواسے سے لڑے
کیونکر فتح نصیب ہو اسی وجہ سے لاک کے ملک برباد ہوئے کیا قدرت کو اختیار نہین کہ ان سبکو مٹا دین اگر یہ کوئی کھٹک
لڑائی ہوتی ہو اس امر کو قدرت جانے ہمین کیا دخل ہے ملکہ سہیل وزیرزادی نے ایرج نوجوان کو عالم غشی مین ہوادار پر سوار
کیا چند کنیزین ساتھ ہوئین باغ مین داخل کیا سامان عیش و نشاط آراستہ ہوا یہان ملکہ انجم ماہ رخسار نے دربار مین سب سے کہا
کیون صاحبو تم لوگ سمجھے مین نے برا کیا کہ قدرت کے نواسے کو بچا لیا دو ایک روز انکی دعوت کرونگی پھر بشوکت و فر بخدمت
مین انکے نانا جان خداوند لقا کے روانہ کر دونگی میرے سامنے انکے نواسے پر یہ مصیبت تھی مین خاموش ہو رہتی
اگر قدرت دامنگیر ہوتے فرماتے ہمارے نبیرۂ خاص قرابت دار با اختصاص کو نہ بچایا کیا جواب دیتی سب نے
کہا آپ نے بہت خوب کیا اب آپ بھی تشریف لیجائیے ملکہ نے سب کو رضامند کر کے بھاری جوڑا نکال کر پہنا
دریاے جواہر مین غوطہ مار اگرد کنیزان ماہ رخسار آگے آگے یہ گلعذار داخل باغ ہوئی دیکھا سہیل نے وسط
باغ مین شامیانہ عمدہ استادہ کرایا مسند بچھائی جلسہ کی تیاری ہو رہی ہے ایرج اب تک صدمۂ سحر سے بیہوش ہے
ملکہ نے آتے ہی ایرج نوجوان کو مسند پر بٹھایا آپ پہلو دبا کر بیٹھی آب دمیدہ سحر کے چھینٹے دیے ایرج نوجوان
کی آنکھ کھلی دیکھا پہلو مین وہی ماہ تمثال حورپیکر سمن عذار سہی قد سر جھکائے ہوئے جلوہ فرما ہے سامنے باغ
بہشت آئین گلہاے رنگا رنگ شگوفہ ہاے بوقلمون ہر نخل سرسبز و شاداب زلف سنبل پیچان کو پیچ و تاب غنچے
مسکراتے ہین پھول خوشی سے کھلے جاتے ہین نوجوانان چمن اکڑ رہے ہین گلچین و باغبان اپنی سبز بختی پر لڑ رہے ہین
نرگس شہلا دیدہ بازی مین مصروف سوسن کو اپنی زبان درازی مین دلو قت اُس باغ بہشت آئین پر جوش
بہار ہے زلف سنبل عطر بیز و مشکبار ہے نظم

برشتگی ہی نگہہ مین یہ گرم ہی جوبن
کہ ہر طرف ہی گل افشان عالم گلخن
گھرا ہوا ہی جو ابر بہار صورت شام
ہوا سمند کا ہر سمت گرم ہی توسن
ہجوم شوق مین وسعت نہین ہی بجد و تن
ہر ایک غنچہ تو خنجر کا کھلا ہی دہن
نہین ہی ایک گھڑی بھی فراغ ہم نفسی
کہ آجکل ہی فراموش عادت دودن

فروغ عارض گل ہی فتیلۂ روشن
عجیب طرح سے ہوتے ہین منعقد غنچے
جبین شاخ پہ گل کیھو سے کنول روشن
پڑے ہین عکس جو رخسار گل کے ہر جانب
نصیب ہی سر بلبل کو آشیان چمن
صبانے سحر محبت سے کر لیا اشتاق
چمن مین نالۂ بلبل ہی دل ربا شور چمن

بہت نمون مین قدم رنجگی بہار نے کی
اڑا رہی ہی مزے نو عروسی گلشن
نہال جھوم رہے ہین وفور مستی مین
زمین باغ کا رنگین ہی جا بجا دامن
ہوائے خندۂ پیہم جو گدگدا تی ہی
امیدوار ہی بوسون کا عارض گلشن
اجل کشاکش امید مین پریشان ہی

ایرج نوجوان رسائی پر اپنے بخت رسا کے نازان ہوا نیر اقبال پر آفتاب عالمتاب کا گمان ہوا باغ ایسا خوشنما پہلو مین ماہ سیما باغ مین جوش بہار پہلو مین گلعذار یا وہ مصیبت یا یہ محفل عیش و عشرت طرف ملکۂ انجم ماہ رخسار کے شاہزادہ متوجہ ہوا فرمایا اے ماہ آسمان خوبی و اختر تابان برج فلک محبوبی اپنے نام و نسب سے ماہر کر دیہ تو ثابت ہوا کہ مہمان نواز ہو تاج و تخت سلطنت سے سرفراز ہو گوہر ریزی زبان معجز بیان کے مشتاق ہین صاف ظاہر ہی کہ آپ صاحب مذاق ہین ملکہ نے مسکرا کر غنچہ دہن وا کیا منہہ سے پھول جھڑنے لگے فرمایا صاحب سلطنت و لیاقت کا کیا ذکر ہی سوزن جادو آپ کو گرفتار کر کے لیے جاتی تھین ہمکو معلوم ہوا کہ آپ خداوند لقا کے نواسے ہین مذہب کے خیال سے بچا لیا سوزن جادو کو قتل کیا ایرج نے فرمایا مین تو خداوند لقا پر لعنت کرتا ہون وہ بچیا بھگوڑا ہمارے ہاتھ سے مارا مارا پھرتا ہی ہماری رشتہ داری سے اسکو شرف حاصل ہی وہ ایک مرد دروغ گو جاہل ہی ملکہ ماہ رخسار نے سہیل جادو کی جانب اشارہ کیا فرمایا لو بوا سہیل جادو شاہزادے صاحب اپنے نانا خداوند لقا کو برا کہتے ہین انسے ڈرنا چاہیے بموجب قول شیخ سعدی کی شعر ہر کہ عیب دگران پیش تو آورد و شمرد ؛ بیگمان عیب تو پیش دگران خواہد برد ؛ ایرج نے کہا ملکہ برا کہنے کا یہ سبب ہی وہ بچیا بڑا بے ادب ہی دعوی خدائی کرتا ہی اپنی یکتائی پر مرتا ہی اے ملکہ تصور تو کرو انسان دعوے خدائی کا کرے کیونکر اسپر لعن تعزین نہو اگر ہمکو مہمان کیا ہی مہربانی فرمائیے ہم دولت کونین سے تمکو شاد کرتے ہین مذہب بڑی چیز ہی جو اس سے واقف نہو وہ بڑا بے تمیز ہی لقا کی حماقت ظاہر ہی ہر فرد بشر اسکی حماقت سے ماہر ہی اگر باتبر تا بہ کوہ عقیق ہمارے بزرگون کے ہاتھ سے بھاگتا ہوا آیا مگر اپنے افعال قبیح سے تائب نہ ہوا اس طرح چند کلمات ایرج نوجوان نے صفت رب اکبر مین بیان کیے اور مذہب لقا مین کچھ فقرات کہے ملکہ انجم ماہ رخسار نے فرمایا صاحب اس دلیل طول و طویل سے کیا فائدہ ثابت ہوا کہ آپ کا مذہب برحق ہی خداے نادیدہ خداے مطلق ہی آپ مہمان ہین خاطر داری

ضرور ہی ہم نے دل وجان سے اطاعت دین اسلام ملت بیضا قبول کی انکی وجہ سے یہ سعادت حصول کی
ملکہ سہیل سے اشارہ کیا کہ گائن کو بلاؤ سامان عیش ونشاط مہیا ہو کنیزون نے فوراً گلابیان شراب کی
کشتیان کباب کی حاضر کین یہان تو سامان عیش ونشاط مہیا ہو رہا ہی مگر مہتر شاپور شیر دل جستجو مین جوشاہزادہ
والا قدر کے نکلا بقدرت باغبان قضا وقدر زیر دیوار اسی باغ کے آکر پہونچا رات ہو چکی ہی خیال مین گذرا اگر
جنگل مین کہین پڑ رہینگے کوئی جانور درندہ گزند شاید آزار پہونچائے آج کی شب اس باغ مین بسر کرین صبح کو پھر
اپنے گل حدیقہ جرائت کی جستجو مین مصروف ہون یہ سوچکر شاپور نے کمند پھینکی جست کرکے دیوار پر آیا شاخ
نخل تھام کر اترا دور سے دیکھا وسط باغ مین جلسہ آراستہ ہی صدہا نازنینان مہ جبین کا جماؤ طبیعت تو
مزیدار ہی حیران ہین کہ اس محفل عیش منزل مین رات بسر کرنا ضرور ہی سامان محفل عیش وسرور ہی شراکت کرنا واجب
ولازم ہی یہ سوچ رہے تھے کہ ایکبارگی ایک نازنین شوخ وشنگ سانولا رنگ بوٹی بوٹی پھڑکتی ہوئی آفتابہ ہاتھ مین
تھرکتی ہوئی ایک نخل کے سایہ مین پائجامہ کھولکر بیٹھ گئی شاپور نے منھ پھیر لیا خیال مین آیا کیا عجب ہی کہ
گانے والی ہو اسی کی صورت بنکر چلو قریب آکر اسکو بیہوش کیا کنارے لاکر اسی کا لباس اور زیور اتارا اسی
کی صورت بنکر تیار ہوے پائنچے سنبھال کر مسکراتے ہوئے چلے مگر حیران کہ ای شاپور جسکی صورت بنے ہو اسکا
نام کیا ہی یہ سوچتے ہوے محفل مین آئے نگاہ اٹھا کر دیکھا آفتاب عالمتاب شوکت وماہ آسمان ہمت وجرأت
اپنے آقائے نامدار مولائے قدرشناس سخاوت اساس ایرج نوجوان بہ فر وحشمت مسند پر جلوہ فرما ہین پہلو مین
ایک شاہزادی حسین جمیل دوسری جانب ایک ماہ پارہ عقل وشکیل استادہ پہلوے ماہ مین دست بستہ حاضر
ہی یعنی سہیل وزیرزادی کو دیکھکر شاپور محو مطلق ہوے جی مین کہتا ہی ہمارا آقا کیا صاحب اقبال ہی گرفتار
ہو کر آئے معشوق ماہ لقا کو لیے ہوے پہلو مین بیٹھے ہین اس حیرانی مین کھڑا ہوا جمال سہیل پر نگاہ کبھی
واہ کبھی آہ سراپا پر نظر ہی گویا تصویر تصور ہی سہیل نے جو سر اٹھا یا دیکھا گلبدن گائن بہ نگاہ حیرت
تجکو دیکھ رہی ہی مسکراکر فرمایا بی گلبدن تمھین کسی وقت فرصت بھی ہوتی ہی بے ٹھسہ کیے ابھی بیچھی سے
نہین نکلتی ہو عرصہ سے ملکہ عالم یاد فرمارہی ہین صحبت عیش دیر سے آراستہ ہی اب آئی ہو تو خاموشی کا کیا
باعث کچھ مجھسے کہو گی تنخواہ تمھاری دیدی گئی تمھارے سارنگی والے آئے تھے صبح کو اسی کے سپرد کی تمھارے
پاؤن مین ہمیشہ مہندی لگی رہتی ہی تمھاری حاضری ناممکن اتنا اشارہ جو شاپور نے پایا قریب ملکہ
سہیل کے بیٹھ گئی ہاتھ بڑھا کر بلائین لے چپکے سے کہا مین صدقے ان انکھڑیون پر قربان کیا سراپا ہی
قادر مطلق نے جسم انور نور کے سانچے مین ڈھالا ہی مین تو اس شمع جمال کا پروانہ ہون ملکہ سہیل نے ہنسکر
کہا دیوانی کیا بیہودہ بکتی ہی دیکھ مین آزردہ ہونگی اپنا کچھ کمال دکھاؤ آج مہمان عزیز آئے ہین انکو رجھاؤ

سر جھکا کر چپکے سے کان مین کہا گلبیرہ ہن یہ رنگ بیتنے دیکھا ملکہ نے جوش محبت مین ایرج نوجوان کے سوزن جادو ملازم بادشاہ طلسم کو مارا اب معشوق کو پہلو مین لیے ہوئے بیخوف بیٹھی ہین دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی شاپور نے کہا حضور جوان بھی تو رشک یوسف کنعان صاحب شوکت و شان حسن و جرائت مین بے نظیر کیونکر عاشق نہون ایسے معشوق کسکو ملتے ہین سہیل نے کہا گلبیرہ ہن انجام اسکا برا ہی شاپور نے کئی مرتبہ ہنستے ہنستے ملکہ سہیل جادو کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے سینہ پر ہاتھ رکھا سہیل نے اری ہٹ کہکے ہاتھ اُسکا جھٹک دیا ملکہ انجم ماہ رخسار نے فرمایا بی گلبیرہ ہن آج ہماری وزیرزادی سے کیا پھر پھر باتین کر رہی ہو کیا گاے کو دل نہین چاہتا تمھاری بہن کو بلا بھیجین شاپور نے کہا حاضر سامنے ایرج نوجوان سے آکے جھک کے سلام کیا سازندون کو اشارہ ہوا شاپور بھی تو خنجر ابرو سے سہیل کے گھائل ہوے ہین ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین سامنے اپنے مالک سے آنکھ ملا کر یہ خمسہ عاشقانہ شروع کیا

خمسہ

فزون چمن سے بہار آج یار راہ مین ہی
سکون راحت صبر و قرار راہ مین ہی
شجر کا شور یہی بار بار راہ مین ہی
ہواے دور تے خوشگوار راہ مین ہی
خزان چمن سے ہی جاتی بہار راہ مین ہی

ہزارون گل ہین نہین ایک خار راہ مین ہی
دو چند باغ جہان سے بہار راہ مین ہی
غریب آدہی اب بیکار راہ مین ہی
گدا نواز کوئی شہسوار راہ مین ہی
بلند آج نہایت غبار راہ مین ہی

ہین اُسکو دیکھکے بیہوش یوسف و عیسی
خجل ہین روے منور سے اسکے حور و پری
ابھی سے جان تصدق ہی اسیر ہر اک کی
شباب تک نہین پہونچا ہی عالم طفلی
ہنوز حسن و جوانی یار راہ مین ہی

بشر کو خوب ہی تدبیر اوج پستی مین
رکھے تمیز ثواب و عذاب مستی مین
ضرور چاہیے صحرا کا خوف بستی مین
عدم کے کوچ کی لازم ہی فکر ہستی مین
نہ کوئی شہر نہ کوئی دیار راہ مین ہی

مسافرون کو سفر مین خیال راہ ہی شرط
رفیق یکدل و یکرنگ خیر خواہ ہی شرط
ہر ایک کام مین انجام پر نگاہ ہی شرط
طریق عشق مین ہی دل عصاے آہ ہی شرط
کہین چڑھاؤ کسی جا اُتار راہ مین ہی

حسین ہی حد سے ہی خورشید ہی پری رخسار
ہلال برق ہی اعجاز ہی پری رفتار

جلاتا مر دے ہی تو دمبدم ہزار ہزار … جگہ ہی رحم کی اسکو بھی ایک ٹھوکر بار

شہید ناز کا تیرے مزار راہ مین ہی

نہ فکر کھانے کی اسکو نہ آب کی خواہش … نہ زینت اسکو ہی منظور اور نہ آرایش

قدم قدم پہ ہی نیرنگی اُسکی افزایش … سمند عمر کو اللہ شوق آسایش

عنان گسستہ و بے اختیار راہ مین ہی

یہ راہ سخت ہی اسمین ہزار ہین کھٹکے … یہ مجھسے کہتے ہین جتنے ہین ہمنشین میرے

جواب مین یہی کہتا ہون مین تو ان سبسے … نہ بدرقہ ہی نہ کوئی رفیق ساتھ اپنے

فقط عنایت پروردگار راہ مین ہی

کمال دھوپ پڑے دوپہر ہی گرمی کی … زیادہ لو وہ بھی ہی دوپہر ہی گرمی کی

زمین ہی آگ ابھی دوپہر ہی گرمی کی … نہ جائین آپ ابھی دوپہر ہی گرمی کی

بہت سی گرد بہت سا غبار راہ مین ہی

یہ راہ وہ ہی نڈر اسمین ہی سبھی کا ساتھ … جگر کا اشک کا نالے کا دل کا جی کا ساتھ

نہ ہمکو چاہیے اب خضر سے نبی کا ساتھ … تلاش یار مین کیا ڈھونڈھیے کسی کا ساتھ

ہمارا سایہ ہمین ناگوار راہ مین ہی

ہزار رنج اٹھاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے … نہین وہ جاتا ہی آتا ہی ساتھ ساتھ اپنے

ہراک کی ٹھوکرین کھاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے … جنون مین خاک اڑاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے

شریک حال ہمارا غبار راہ مین ہی

سفر جو کرنے مین آتا ہی دل مین یہ تیرے … رفیق ہین نہ ملازم ہین ور نہ ہین ڈیرے

خیال ہی یہی اے ہمنشین تجھے گھیرے … سفر ہی شرط مسافر نواز بہتیرے

ہزارہا شجر سایہ دار راہ مین ہی

یہان یہ ہنگامہ عیش ونشاط گرم ہی فلک کج رفتار کی کج رفتاری ظاہر ہی اسکے بغض و حسد سے ہر عقیل و فہیم ماہر ہی بقول جناب میر حسن مغفور و مرحوم شعر یہ دو دل کو اکجا بٹھاتا نہین ✣ کسی کا اسے وصل بھاتا نہین ✣ شاپور کی گرمیان ساتھ ملکہ سنبل کے ابھی تک اپنا حال اسنے ظاہر نہین کیا اب حال دربار مرائت جادو ساعت فرمایے مرات جادو تخت پر پہلو مین انور جادو وملکہ شیشہ مے نوش کو شجر جادو کے سپرد کرکے طرف باغ کے روانہ کردیا جب عرصہ ہوا کہ سوزن جادو

واپس نہ آئی تو انور جادو نے ہرائت سے کہا بوا زیادہ مجھے فرصت نہین ہی ملکہ حیرت جادو مجھے
یاد کرتی ہونگی اُنکی مصاحبت مین آٹھ پہر حاضر رہتی ہون علاوہ ازین زمانہ انقلاب ہر وقت جھگڑا فساد
مسلمانون سے مقابلہ عیارون سے مجادلہ مصاحبان ملکہ کو آرام نہین عیش و راحت سے کام نہین کیا سبب
ہوا مین نے سوزن جادو کو اسواسطے روانہ کیا تھا کہ وہ نہایت تیزرو ہی میری تعلیم کردہ نامہ و پیام لیکر
صدہا کوس جاتی ہی بہت جلد واپس آتی ہی میرا دل گھبراتا ہی ہرائت جادو نے کہا بوا مجھپر تو سب حال آئینہ
ہی تم نے جلدی مین اُسکو روانہ کیا لشکر حمزہ مین ایک ساحرہ کا جانا عین دربار سے اتنے بڑے جلیل کا
لانا سو دو سو جادوگر ساتھ جاتے تو شاید وہ جوان گرفتار ہوتا انور نے کہا مین خود جاتی ہون ہرائت جادو
نے ہرچند منع کیا انور نے کہا بوا تمھین کچھ خبر ہی مجھے تساہل کرنے سے بیر ہی مین اس مقدمہ کا فیصلہ کرکے
جاؤنگی چھوکری کا حال دیکھکر میرا کلیجہ پھٹ گیا اس نگوڑی کمبخت کا آب و دانہ ترک ہی میرے دلکو قرار
کیونکر آئے مین اُسکو فوراً پکڑ لاؤنگی سامنے لونڈیا کے قتل کرونگی جب تک وہ قتل نہوگا یہ ہوش مین آئیگی
میرا ہوش رُبا مین دل نہ لگے گا آٹھ پہر یہی دھڑکا رہیگا مین اب شیشہ مے نوش کو یہان نہ چھوڑونگی
ہرچند کہ طلسم ہوش رُبا مین غدر ہی لیکن مقام صدر ہی اس جوان کے قتل کرنے سے شہنشاہ خوش ہونگے
حقیقت مین میری عقل نے کمی کی مزاج مین برہمی تھی غصہ مین خیال نہ رہا سوزن کو اکیلا بھیجا تھا یہ کہکر
تخت پر سوار ہوئی سو جادوگرنیان ساتھ لیکر چلی یہ ادھر سے جاتی تھی وہان ایرج نوجوان نے قلعہ انجم
حصار مین ملکہ انجم ماہ رخسار کے ساتھ عیش مین رات بسر کی جب رات قلیل باقی رہی ایرج نوجوان ساتھ
ملکہ انجم کے اُٹھے چھپر کھٹ پر آکے عاشق و معشوق نے آرام کیا شاپور شیر دل بہ شکل گلچہرہ مین گانے قریب
ملکہ سہیل وزیرزادی کے آیا سہیل گانے پر شاپور کے چونکہ مائل ہو چکی تھی جب وہ عاشق و معشوق
اپنے مقام پر گئے سہیل نے ہاتھ شاپور کا تھام لیا گلچہرہ ہماری کنجی مین چلو اب تو شاپور نے نخرے
کرنا شروع کیے کہا اے وزیرزادی مجھے نیند آتی ہی ہمین مہلت کہان جو تمھاری کنجی مین چلین اے ملکہ عالم غزل

وقت پیری شباب کی باتین	ایسی ہین جیسی خواب کی باتین	اُسکے گھر لے چلا مجھے دیکھو	دل خانہ خراب کی باتین
واعظا چھوڑ ذکر نعمت خلد	کر شراب و کباب کی باتین	حرف آیا جو آبرو پہ مری	ہین یہ چشم پر آب کی باتین
یاد رہتی ہین مہ جبین کہ بھول گئے	وہ شب ماہتاب کی باتین	تجھکو رسوا کرینگی خوب اے دل	تیری یہ اضطراب کی باتین
جائے ہوتا ہی اور بھی خفقان	سن کے ناصح جناب کی باتین	جام کو لب سے لے لگا اپنے	چھوڑ شرم و حجاب کی باتین
سنتے ہین اسکو چھیڑ چھیڑ کے ہم	کس مزے سے عتاب کی باتین	دیکھ اے دل نہ چھیڑ قصہ زلف	کہ ہین پیچ و تاب کی باتین
ذکر کیا جوش عشق مین اے ذوق	ہمسے ہین صبر و تاب کی باتین	سہیل نے کہا تجھے تو دیوان کے دیوان یاد ہین چل خیلیہ	

آج وہین آرام کرین شاپور نے کہا خوشی تمھاری سہیل کے ساتھ اُسکے کمرے مین آیا سہیل چھپرکھٹ پر
لیٹ گئی کہا او کلمہ ہین میرے پیر و باؤ شاپور نے کہا مین خود تھک گئی ہون ناچتے ناچتے ابھی فرصت
پائی تم خود میرے پیر و باؤ یہ کہکے پاس لیٹ گیا چونکہ سہیل بھی جاگی ہوئی تھی لیٹتے ہی سو گئی شاپور
نے دروازے کمرے کے کھولدیے بصورت اصلی بنکر گلے مین ہاتھ ڈالکر اپنی معشوقہ کے ساتھ چین سے سو یا
ذراسی بیہوشی بھی دماغ مین سہیل کے دیدی کہ بعد عرصہ دراز آنکھ کھلنے مین تو مزے اڑاؤن معشوقہ پری پیکر
کو خوب گلے لگاؤن اس خیال مین یہ بھی سو رہا یہان شاہزادہ ایرج نوجوان بوقت سحر بیدار ہوئے
ملکہ انجم ماہ رخسار نے اٹھکر ہاتھ منھ دھویا ایرج نے نماز پڑھی وظیفہ پڑھ رہے ہین دو چار خواصین
جو صبح کو اٹھین ٹہلتی ہوئی طرف کمرے کے آئین دیکھا بی سہیل وزیرزادی ایک مردوے کے ساتھ
بلا تکلف سو رہی ہین دروازے تک کمرے کے کھلے ہوئے ہین اور تو سب چپ ہین مگر سوسن زبان دراز نے اسے
کہا واہ بی سہیل کی بڑی عصمت داری مشہور تھی کیا بےخوف دھڑکے کو لیے پڑی ہین نہ مالک کا خوف
نہ ساتھ والون کا لحاظ شمشاد سیدھی بھاگی کہ مین جاکر ملکہ سے کہون ملکہ ماہ رخسار بیٹھی گلوریان
بنا رہی ہین کہ غنچہ دہن خاموش سوسن باتین بناتی ہوئی غل مچاتی ہوئی چلی آتی ہے ملکہ نے کہا
بی سوسن آج کیا کچھ پڑا پایا کہا حضور کیا عرض کرون ملکہ غنچہ دہن سے متوجہ ہوئین کچھ تو بولی مسکرا کے
رہ گئی شمشاد اکڑنے لگی کہا حضور ہم سے سنیے آپ کی وزیرزادی صاحب ایک مردوے کو لیے پہلو مین
سو رہی ہین دروازے بھی کمرے کے نہین بند کیے ایسی بلبلائین کہ بند وبست بھی نہ کیا ملکہ نے کہا کیا بیہودہ
بکتی ہو سہیل ایسی نہین ہے نرگس نے کہا چلکے اپنی آنکھون سے دیکھ لیجیے دیدے پھوٹین جو مین جھوٹ کہون
ملکہ اٹھین کہا حرامزادیو جو جھوٹ ہو گا مارے کوڑون کے کھال گرادونگی ایرج نے اشارے سے
پوچھا کیا ہے ملکہ نے کہا کچھ نہین مین ابھی آتی ہون یہ کہکر چلین دروازے پر خواصون کا جمگھٹا ہو رہا ہے میان شاپور جاگ رہے ہین مگر آنکھین بند کیے پڑے ہین اور اچھی طرح پر گلے مین ہاتھ
ڈالدیے خواصین کہہ رہی ہین لو مردوا لپٹ لپٹ کے مزے اڑاتا ہے ملکہ انجم ماہ رخسار کمرے تک قریب
نہ پہونچنے پائی تھین کہ خواصون کی آواز سنکر سہیل کی آنکھ کھلی دیکھا ایک مردوا مجھے لپٹا ہوا ہے خواصین
ٹھٹھے مار رہی ہین اور غل کرتی ہین کہ ملکہ جلدی آیئے سہیل نے اٹھتے ہی ایک چیخ ماری ارے یہ کون ارے
ہاجو دوڑو یہ مردوا کہان سے آیا اور ایک دوہتڑ شاپور پر مارا ارے او بیحیا چوٹٹے آٹھائی گیرے تو
کہان سے آیا شاپور کود کر بھاگا سہیل اٹھکر دوڑی خواصون سے کہتی ہے ارے اسے پکڑو شاپور
دوڑتا پھرتا ہے ہر چند سہیل چیختی ہے بھلا شاپور کو کب پا سکتی ہین ملکہ نے آکے دیکھا کہ ایک شخص دبلا پتلا

تماشیا باغ مین دوڑا دوڑا پھرتا ہی اور سہیل پیٹ رہی ہی ملکہ نے پکار کر کہا او سہیل یہ کیا معرکہ ہی
سہیل نے چیخ مار کر کہا حضور مین لٹ گئی نہین معلوم یہ نگوڑا مردوا کہان سے آیا مجھ سے لپٹ کے سو رہا
للہ حکم دیجیے اسکو گرفتار کرائیے سزاے معقول اسکو ملے یہ کوئی چوٹا اٹھائی گیرا ہی حضور مین پہچانتی بھی
نہین شاپور نے کہا ملکہ عالم دوہائی ہی آپ ہی مجکو بلایا اپنے کمرے مین سلایا اب کہتی ہین مین نہین
پہچانتی ملکہ نے کہا تو ہی کون شاپور نے کہا حضور کا غلام ہون میرے انکے مدت سے آشنائی ہی آج انکار
کرتی ہین حضور انصاف کرین سہیل پیٹ رہی ہی کہتی ہی حضور کے سر کی قسم مین اس بھڑوے کو نہین پہچانتی
ہلڑ جو ہوا ایرج نوجوان قبضہ پر ہاتھ ڈالکر اٹھے بارہ دری کے باہر آئے دیکھا ہمارا عیار وفادار ہونس و
غمگسار شاپور نامدار نخل کی آڑ پکڑے ہوئے کھڑا ہی ملکہ انجم ماہ رخسار غصہ کر رہی ہین سہیل پیٹ رہی ہی بھی
کہہ کہکے روتی ہی کہا ہے میری آبرو گئی یقین ہی کہ اپنی جان دیدے جیسے ہی اپنے آقا کو آتے ہوے دیکھا شاپور
نے جھک کر سلام کیا ملکہ نے کہا اے شہریار یہ موا موئنڈی کاٹا نہین معلوم کہان سے آیا ہی میری وزیرزادی کو
اسی نے رولایا ہی آپکو سلام کرتا ہی نگوڑے کو ایک تلوار ماریے کہ اس کا سر اڑجائے ایرج نے کہا ملکہ یہ
تمہارا غلام ہی اور قریب آکر کان مین کہا ملکہ یہ میرا عیار فرزند عمرو نامدار ہی سہیل کو سمجھاؤ اسپر عاشق ہوا
ہی ان کمبختون کا یہی طریقہ ہی جسپر عاشق ہونگے اسے رسوا ضرور کرینگے شاپور آکے قدمون سے لپٹ گیا
ایرج نے سر سینہ سے لگایا ملکہ نے ترچھی نگاہون سے شاپور کو دیکھا سہیل وزیرزادی روتی ہوئی
قریب آئی کہا حضور میری داد نہ ملے گی آپ اس نگوڑے بدمعاش کو کیا پہچانتی ہین شاپور نے کہا وہ
نہین پہچانتین تم نے اچھی طرح پہچانا یا نہین رات کو نتین کرکے اپنے کمرے مین لائین وہی گلبدن ہون
ملکہ نے کہا صاحب یہ تو اس سے پوچھیے میری گائن کو کہان چھپا دیا شاپور نے کہا ایک نخل کے نیچے پڑی ہی
اٹھوا منگوائیے کنیزین گئین دیکھا گلبدن ننگی پڑی ہی کنیزین اسکو لباس پہنا کر لائین جب قریب ایرج کے
شاپور گھل ملکے کھڑا ہوا باتین لشکر صاحبقران کی کرنے لگا قاسم کے غصہ کا حال بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ
حضور مین رہبری سے خواجہ زادون کے اسطرف آیا شکر ہی کہ حضور کو بہ عیش وکامرانی پایا ایرج نے کہا ہی
شاپور سوزن جادو طلسم اسکندری سے آئی تھی ملکہ انجم ماہ رخسار نے اسکو مارا ہی نہین رہا کیا مگر وہ
بیان کرتی تھی کہ ملکہ شیشہ رعنی نوش اسی طرح ساغر بادۂ محبت سے مست ہی آٹھ پہر گریہ وزاری سے کام
اسی کی شورش کی وجہ سے ملکہ حیرت نے اس ساحرہ کو روانہ کیا مگر قضا نے اس ملعونہ کو تیر کا نشانہ کیا ای
شاپور بڑے حیف کی بات ہی کہ وہ سوختہ آتش دوری وافروختہ شعلۂ مہجوری اس حال پر ملال مین ہو
اور ہم خبر نہ لین اگر تڑپ تڑپ کے مرگئی کیسی بدنامی ہی دفتر عاشقان ثابت قدم سے نام نکل جائیگا ذکر

عشق و محبت ہمارے نام سے معشوقان طناز کو حجاب آئیگا سہیل نے جو دیکھا اسی نگوڑے اٹھائی گیرے
سے شاہزادہ ایرج نوجوان باتین کر رہے ہین کبھی گلے لگا لیتے ہین کبھی فرماتے ہین کہ اے شاپور اب یہان سے
طرف طلسم سکندریہ کے چلو یا تو چلکر ملکہ شیشہ مے نوش کو رہا کرین یا اُڑ بھڑ کر جان دین شاپور کہتا
ہے اے شہریار تا بہ طلسم رسائی دشوار ہے بے پتے نشان کوشش بیکار ہے حضور یہان ٹھہرین غلام جا کر
پتہ لگائے اور اگر پہونچ گیا رسائی ہوگئی تو ملکہ شیشہ مے نوش کو ضرور نکال لاؤنگا ایرج نے کہا اے
شاپور یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہے ہر چند کہ ملکہ انجم ماہ رخسار نے ایکروز مین اپنی محبت صرف کی طبیعت
بہل گئی مگر کسی طرح کے خیال ہین لشکر پر بھی آٹھ پہر یورش ساحران دل یا و زرنفت ملکہ بہار مین پریشان اس
تہمور کا بھی خیال سب طرح مشکل ہے سہیل وزیرزادی یہ حالات دیکھکر ہنستی ہوئی سامنے شاہزادے کے آئی
دامن تھام کر کہا اے شہریار میری داد نہ دیجیے گا اس نگوڑے کو قید کیجیے ایرج نے کہا ملکہ سہیل خفا ہو
تو مین کہون یہ تو عیار ہے گلبرہن بنکر آیا گا نام تم نے سنا اپنے کرے ہین کیون نہ گئین سہیل نے کہا حضور مین
اپنی گائن جانکر لیگئی یہ نہ سمجھی تھی کہ یہ نگوڑا لوٹھا ہے حضور فریاد نہ سنین گے تو مین اپنی جان دونگی سنکھیا
کھا لونگی آپ بھی مجھی کو قائل کرتے ہین ایسے چوٹٹے اٹھائی گیرے کو نوکری سے چھڑا دیجیے یہ حضور کو
بدنام کرے گا ایرج نوجوان نے ملکہ سہیل کو گلے سے لگا لیا کہا ملکہ یہ ہمارا بھائی ہے آج سے ہماری بھاوج
کہلاؤ گی شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم ہمارے قبلہ و کعبہ کی بہو کہلاؤ گی اب ہماری خاطر کر دو
سہیل شاپور کے گانے سے عاشق تو ہو چکی تھی شرما کے سر جھکا لیا کہا حضور خوب زبردستی ہوتا لیا انکھیون
سے شاپور کو بھی دیکھ رہی ہے شاپور ہاتھ بلند کیے کھڑا ہے کہہ رہا ہے ملکہ خطا معاف فرمائیے مین تابعدار
ہون آپ کا گنہگار ہون سہیل غصہ مین کچھ جواب نہین دیتی دل مین تو مزا لگانے کا بھرا ہوا ہے ظاہر مین ابرو پر
خمدار پر بل لیکن جی کمال کے خیال مین بیکل اب ملحوظ خاطر سامعین ہو کہ ملکہ انجم ماہ رخسار و کنیزون نامدار
و ایرج ذیوقار و شاپور شیردل عیار سب صحن باغ مین کھڑے ملکہ انجم بھی وزیرزادی کو سمجھا رہی ہین کہ
ایرج نوجوان نے کہا اے ملکہ عالم اب برائے چندے رنج مفارقت سہو ہم کو رخصت کرو ہم طرف طلسم
اسکندری کے جائینگے نام طلسم سنکر ملکہ رونے لگی کہا اے شہریار مین بھی آپ واسطے ملکہ شیشہ مے نوش کے
بیقرار ہین مجھ بدنصیب نے ناحق آپ سے دل لگایا بیٹھے بٹھلائے سودائے محبت مول لیا ہمکو قتل
کر کے جائیے جا کر طلسم مین ملکہ شیشہ مے نوش سے دل بہلائیے ہماری محبت بیکار رہ مرات جادو
کی دختر بلند اختر ہین طلسم مین آپ کی عملداری کرا دینگی یہ کہکر رونے لگی کہ ہار اشک صدف چشم سے نکلکر
عارض رشک ماہ تابان پر گرے صاف ثابت ہوا شب ماہ مین ستارے چھلکے کنیزین بھی یہ حال دیکھکر

ملول ہوئین ایک ایک کنیز شاہزادے سے منت کرتی ہی کہتی ہو شہریار ہماری ملکہ کو چھوڑ کر نہ جائیے آپ کی
محبت مین ہمنے ملکہ مرأت جادو سے دشمنی پیدا کی یہ خبر ضرور وہان پہونچے گی بموجب ارشاد فیض بنیاد
صائب نامدار شعر و دست دشمن بیشود آخر بوقت عاجزی ؛ چون زرخم آہوان رہ می برد صیاد را ؛
ایرج نے کہا صاحبو آخر تمکو ہم سے کیا امید ہوگی ملکہ نے کہا آپ لوگ نہ روکیے جانے دیجیے مصرع
دا ہے بربا و گرفتاری ما ؛ یہ کہکے دامن ایرج کا تھام لیا یہ اشعار پڑھے اشعار

ہائے نصیب کھینچ کے بیداد کی طرف
دی جان دیکھ دیکھ کے صیاد کی طرف
ہین خفیہ قفس سے تجھسے اجنبی
کیون کھینچتا ہی مجکو تو صیاد کی طرف
دیکھی جو مین نے روز جزا اسکی بیکسی
گردن جھکائے جاتا ہون جلاد کی طرف
شوق نیاز ہون کبھی نہر نگاہ ہون
منھ بھی کیا نہ عالم ایجاد کی طرف
فرہ دہ کسی طرح کا شانا ہی گر کوئی
تکتے ہین باغبان مری فریاد کی طرف

دن بھر پھرا پھر آیا تو صیاد کی طرف
کیا اضطراب ہی کہ برابر ہین گر نشین
وہ مجکو دیکھتا ہی مین صیاد کی طرف
کہتا ہی دل کچھا دہی یہ طرہ لطف ہے
شرما کے ہو گیا اُسی جلاد کی طرف
رو کو خدا کے واسطے یارو کہ جوش شوق
اپنی طرف ہو نہین کبھی جلاد کی طرف
عاشق کا دل ہی امین خوشی کا گذر کہان
ہین دیکھا ہون تجلا نا شاد کی طرف
غنچے کھلے ہوئے ہین چلو سیر کو نسیم

پاس وفا سے منھ نہ پھرا دقت ذبح بھی
سوئے چمن کبھی کبھی صیاد کی طرف
اے دام رو نہ گا رہین نجیت عندلیب
میری طرف نہ اس ستم ایجاد کی طرف
ہی مجکو جوش شوق شہادت حیا کے ساتھ
پھر مجھکو لیچلا اُسی جلاد کی طرف
ایسے مسافران عدم تنگدل گئے
آتا ہی کون خانہ برباد کی طرف
انکو شگون آمد فصل بہار ہی
جاتے ہین دام بلبل ناشاد کی طرف

اس طرح ملکہ نے یہ اشعار عشق انگیز پڑھے یہ تو خود چوٹ کھائے ہوئے ہین اسی محبوب جانی کا فراق شب روز
ملاقات کا اشتیاق یعنی یاد مین ملکہ بران شمشیر زن کے مصروف رہتے ہین وصل سے نا امید مبتلائے
دام بلائے ہجران آشفتہ سری مین بے سروسامان ہر دم یہی خیال ہی کہ کیونکر اس محبوب جانی یار جادوانی
سے ملین کیونکر غنچۂ آرزو کھلین بقول فردوسی شعر صبا بہ گلشن آن گلعذار میگذری ؛ اذا لقیت حبیبی فقل لہ
خبری ؛ اس خیال مین ملکہ کے اشک حسرت پاک کیے سمجھے جو ہمپر گذرتی ہی وہی اس تو گرفتار کو بھی سامنا
ہی کہا اے ملکہ عالم سوائے صبر کے کیا چارہ نہ جانے مین بڑی بدنامی ہی وفاداری مین خامی ہی انشاء اللہ ہم
جس وقت جہاں اطمینان کامل پائینگے فوراً لکھکر تمھین بلائین گے ملکہ نے کہا اے شہریار مین آپ کے بلانے کو
نہین منع کرتی مجھے بھی ساتھ لیجیے درد فراق مین مبتلا نہ کیجیے ہم سے یہ بار نہ اُٹھے گا خدا کی عنایت سے چند
الفاظ سحر بھی جانتی ہون مرأت جادو سے تو نہین لڑ سکتی کہ وہ بادشاہ طلسم ہی اور کوئی آپ پر دست دراز
نہ ہو سکے گا مین دروازے پر آپ کو قلعۂ طلسم سکندریہ کے پہونچا دونگی اور یہ بھی وعدہ کرتی ہون

جس باغ میں ملکہ شیشہ می نوش قید ہیں وہیں جلکر اُتریے پہلے انھیں کو چھڑا لیجیے آیندہ عجائب و غرائب طلسم میں مجھکو دخل نہیں جو کچھ ہو ملکہ شیشہ می نوش بادشاہ طلسم کی دختر بلند اختر ہیں وہ حال لوح کا بتا سکیں گی اور مجھسے کچھ نہو سکے گا تو لڑ بھڑ کے مر جاؤنگی مگر جفاے فراق نہ ہم اُٹھاؤنگی ایرج فرماتے ہیں ملکہ یہ بھی بہتر نہیں ہی غیر کا طلسم میں گذر نہیں ہی مجھے نہیں معلوم میرے نام طلسم کشائی ہی یا بخت کی نارسائی ہی یہ باتیں ہجر انگیز وحشت خیز عاشق و معشوق میں ہو رہی ہیں کہنے میں اپنے مالک کو دیکھلے اور ہی ہیں مگر انور جادو بدخو شعلہ مزاج سو جادوگر نیون کو لیے ہوے طرف لشکر اسلام کے جاتی تھی تخت برروے ہوا خود غصہ میں ساتھ والیاں باز و لیط و قرقر پر سوار نگاہ ملکہ انور جادو کی باغ کی جانب گئی ملکہ انجم ماہ رخسار اسی طلسم کی خراج گزار ہی تصویر طلسم کشا دیکھلے آئی پس اسکی جو آنکھ پڑی دیکھا باغ میں صدہا نازنینان گلعذار بیچ میں یہ سرو حدیقۂ خوبی بلبل گلزار محبوبی یعنی ملکہ انجم ماہ رخسار اسوقت یہ بھی ذکر ہوتا ہی کہ سوزن جادو کو میں نے مار کر آپ کو رہا کیا لیکن افسوس میں نے کیا کیا شعر نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوے ؂ تجھے چاہ کے ہمتو خدا کی قسم نہ ادھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوے ؂ یہ حال زار و نیاز دیکھا اور قتل سوزن کا بھی اپنے کانون سے سُنا انور جادو نے للکارا او شوخ دیدہ گیسو بریدہ انجم ماہ رخسار میں نے سب حال تیری سرکشی کا سُنا ہماری مصاحب کو مار قیدی کو چھین لیا ہمارے دشمن سے یہ راز و نیاز دھگڑے گئے یہ انداز یہ کہتی ہوئی مثل شعلۂ جوالہ آسمان سے اُتری انجم نے جو انور جادو کو دیکھا کہا او شہریار غضب ہوا امرائت جادو کی بہن پر سب حال آئینہ ہوا اب اس ملعونہ نے معائنہ کیا ایرج نوجوان نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا بڑھکر نعرہ کیا نعرہ ایرج نوجوان صف شکن

ملک ایرج آن آفتاب منیر
کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
ہنر پروران و ہنر آزما
جری صف شکن شیر دشت وغا
ستم فارس عرصۂ کارزار
گل گلشن قاسم نامدار

لقا نور نے بھی ہمت سنبھالی جھپٹ کر ایک ساحرہ کو حباب مار الپٹ کے خنجر بھی مار دیا انور نے سحر کیا آگ برسنے لگی ایک ساحر کو ایرج نے تیر مار احلق کو اُسکے توڑ کے پار نکلا ملکہ انجم بھی چلکی باران سحر برسا کر آگ بجھا دی کئی جادوگرنیون کو ٹھنڈا کیا دس پانچ کنیزیں ملکہ انجم ماہ رخسار کی بھی جلیں بعض بیہوش ہو گئیں ہنگامہ سحر گرم ہوا برق لپٹی رعد گرجا ملکہ انجم ماہ رخسار مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہی جس ساحرہ پر جا پڑی اُسنے سحر کیا انجم نے ماش کا دانہ مار کر اسکو پھونک دیا ایرج نے دو تین جادوگرنیون کو مار اتھا کہ انور جادو طرف ایرج کے جھپٹی آواز دی خبردار اے مسلمان تجکو یہ لیاقت ہوئی تلوار کھینچکر آیا کیون قضا آئی ہی ساحران طلسم اسلئے ری کا خون تیری گردن پر ہی اب تیری قضا قریب ہی ایرج نے چاہا جا پڑون اس ملعونہ کو زباندرازی کی سزا دون انور جادو نے بہ تعجیل سحر کیا تلوار ہاتھ سے ایرج کے گر پڑی زمین نے پاؤن تھام لیے پنجہ پکڑ کر چڑھی

کہ قتل کرون انجم کی نگاہ بڑی بیقرار ہو کر چھیٹی لغرہ کیا او ملعونہ کیا کرتی ہو وہ سحر نہین جانتے انبردست
بدعت دراز نہ کرنا یہ کہکے گولہ مارا انور جادو نے گولے کو کاٹا گولے سے دھوان نکلا برق چمکی سر انور جادو
کا اس برق سے زخمی ہوا ایرج وشاپور تو سحر مین انور جادو کے مبتلا ہو کر گرے مگر انجم ماہ رخسار نے
خوب خوب سحر کیے انور جادو بھی زخمی ہوئی قریب تھا کہ جادوگرنیان اُسکی بھاگین انجم ماہ رخسار
نیمچہ کھینچکے جا پڑی چاہا کہ انور جادو کا سر کاٹ لون اسوقت انور جادو گھبرائی جلدی مین کچھ ادر تو
بن نہ پڑا اُس ملعونہ کو خیال آیا کہ میری جھولی مین دبیا خاک قبر جمشید کی ہی یہ بات بڑی بعید کی ہی اکثر
گزارش کیا ہی کہ خاک قبر جمشید اگر کوئی شخص افراسیاب پر مار دے تو اسکے بھی قلب پر غبار الم چھائے
چند ساعت کو بیہوش ہو جائے پس انور جادو نے بہ تعجیل تمام انجم ماہ رخسار کی زبان مین سوزن دیا
کنیزین کچھ بھاگ گئین کچھ قتل ہوئین انور جادو نے ایرج وشاپور و ملکہ انجم کو مع چند کنیزدن کے
گرفتار کر لیا سر پر اپنے ایک پٹی مرہم جمشیدی کی چڑھائی سو جادوگرنیان لیکر آئی تھی پچاس قتل ہوئین
ملکہ انجم و ایرج وشاپور کو تخت پر ڈال لیا لیکر طرف طلسم اسکندریہ کے روانہ ہوئی ایرج کو مسلسل
و مطوق کر لیا ہی اب جو ایرج نوجوان کی آنکھ کھلی اپنے کو غل و زنجیر مین گرفتار پایا ایک جانب شاپور
ایک جانب ملکہ ماہ رخسار کو دیکھا کہ زبان مین سوزن بیقرار و اشکبار انور جادو تخت اُڑائے ہوئے لیے
جاتی ہی ایرج نوجوان نے ملکہ انجم کو بہ نگاہ حسرت دیکھا اشارہ کیا ای ملکہ عالم تم ہماری محبت مین مبتلا ہوئین
ہوئین عذر کرکے اپنے کو بچاؤ ہم پر جو گذریگی سمجھا جائیگا رب اکبر ہمکو بھی قید سے چھڑائیگا انجم نے کہا ای
شہریار کیا اپنی جان مجکو ایسی عزیز ہی کچھ کنیز کا خیال نہ کیجیے یہ قید رہائی سے بہتر ہی اسوقت شاپور کی
بیقراری ایرج کی اشکباری انور نے جو عاشق و معشوق کے اشارے دیکھے جل گئی کہا کیون ای انجم
تمہارا بھی ستارا گردش مین آیا ہمارے دشمن کو گھر مین جگہ دی مصاحب کو ہمارے قتل کیا مرائے جادو
نے قصور کیا ہی مین دشمن کو قید نہین کرونگی بھیجتے ہی دار پر کھینچ دونگی سر انکا لیکر خدمت مین شہنشاہ
طلسم ہوش رُبا کے پہونچاؤنگی اس نگوڑے کے سحر مین چھوکری مبتلا ہی اسکے قتل سے اُسکا بھی علاج ہوگا
انجم نے کچھ جواب نہ دیا شرما کے سر جھکا لیا مگر ایرج نے جواب دیا او ملعونہ کیا بکتی ہی ساحران طلسم ہمارے
ہاتھ سے قتل ہوے ہین تیرا گنہگار ہون اس بیچاری کی کیا خطا اسکو رہا کر دے ہم سے بدلہ لے یہ بالکل بے خطا
ہی اور سحر کیسا ہم سحر و ساحری کو بُرا جانتے ہین وہ شاہزادی سحر محبت مین مبتلا ہی سر بیچکر اُسنے یہ سودا
خریدا ہی انشاء اللہ اُسکا بھی وقت رہائی قریب ہی تو ہمین کیا قتل کر سکے گی انور کنیزون سے کہتی ہی دیکھو
تو اس جوان کا دیدہ دلیر ہی حقیقت مین بیشۂ جرات کا شیر ہی خوف نہین کرتا مرنے سے نہین ڈرتا اسطرح ہم

باتین کرتی ہوئی انور جادو قید ایرج و شاپور وا نجم طرف اسکندریہ کے لیے جاتی ہے

دو کلمہ داستان گرفتار دام محنت اسیر محبس محبت فراق دیدہ ہجران کشیدہ وارد مہمانسراے رنج و محن اعنی ملکہ بران شمشیر زن کے تحریر ہوتے ہین حسبہ مومن

در بزم یار ہمرہ دشمن گذر کنم — شویم چو بنگرد بسوے دیگر نظر کنم
گر گریہ سر دہم گلہ درد سر کنم — ترسم کہ از محبت خویشش خبر کنم

با خویش سرگرانی او بیشتر کنم

کیا کیا امید تھی ترے ہاتھون سے قتل کی — تھی جی مین آرزو کہ ملے آرزو میری
پھر کیا کرون نزاکت دل یاد آ گئی — ترسم ز بیوفائی خود منفعل شوی

گر از امیدواری خویشت خبر کنم

دیکھا جو میرے حال پہ ہنستے ہین شیخ و شاب — کھائی قسم پھر آنے کی اے جوش اضطراب
پردہ نشین ہو آئے نہ کسطرح سے حجاب — وقت وداع او من دیوانہ خراب

با ہر کہ رو برو شوم و گریہ سر کنم

کیسا طلوع صبح کہان ہے نمود روز — ہے گھر مین جلوہ گر ابھی وہ آہ دلفروز
کیا کیجیے ہمنشین گلہ جوش تاب سوز — بے طاقتی شوق بہ بین کز برم ہنوز

نگذشتہ یار در دے براہ دگر کنم

ناصح ذلیل گننے لگے مجلس شیخ و شاب — ملنے سے میرے کرنے لگی خلق اجتناب
اب مجھکو یاد آ گئی مری خانمان خراب — رسوائیم رسید بجائے کہ از حجاب

دیگر بہ پیش او نتوانم گذر کنم

مومن کی طرح جس مین پھرتا ہون کو بکو — شوق نظارہ سے ہوئی برباد آبرو
افسوس کامیاب نہین ہو سکا کبھو — میلی ز شرم عشق بجانم کہ سوے او

باشوق این چنین نتوانم نظر کنم

اس زمانہ مین ملکہ بران شمشیر زن باغ نگارین مین داخل ہین کنیزون کو براے خبر خواجہ عمرو و اسد نامور روانہ کیا ہے بوقت سحر بیٹھے بیٹھے خود بخود دل گھبرایا بارہ دری سے اٹھکر کمرے مین آ گئی ٹہلنے لگی ہر چند دل کو بہلاتی ہے مگر طپش قلب زیادہ پاتی ہے یون جونگاہ اٹھائی تصویر ایرج نامدار رکھی تھی اٹھالی تصویر کو گلے سے لگایا جوش محبت مین عارض پہ عارض رکھدیا شکایت آغاز کی

بیساختہ منہہ سے نکل گیا کہ ای شہریار کبھی ہمارا بھی خیال آتا ہی اب کی تو آپ بعد عرصۂ دراز تشریف لائے مزاج کیسا ہی کیا آجکل کسی ساحر سے مقابلہ ہی طلسم ہوش ربا مین تو ہنگامہ برپا ہی دیکھیے افراسیاب کے پنجہ سے کیونکر بچتے ہین لب سامان لشکرکشی ہی افراسیاب برسر کشی ہی آپ طلسم ہوش ربا سے تشریف لیجایئے اب بڑے غضب کے سحر ہونگے یہان کی خبر ہم آپکو لکھ بھیجین گے جوش محبت مین دوچار باتین جو کین ایسی محو حیرت تھی سمجھی کہ مین اصل شاہزادہ والا قدر سے باتین کر رہی ہون جب جواب نہ ملا جیسے کوئی سوتے سوتے جاگتا ہی اب جو دیکھا سر بسر بیجا ہماری تقریر ہی ہمارے ہاتھ مین اس ظالم کی تصویر ہی دلا جنون کا جوش آیا اب بیہوشی سے ہوش آیا قلب تڑپا دل پھڑکا قلب سے شعلے نکلنے لگے استخوان مثل شمع کافوری جلنے لگے سانسے باغ دل داغ داغ ہی نخل نخل آہ غم سے حال تباہ اشعار

گلبرگ کہین جو دیکھ پایا ۔ خونناب دل آنکھون نے بہایا
یاد آ گیا وہ غنچۂ گل رنگ ۔ دل غنچہ سے بیشتر ہوا تنگ
رنگینی بزم کا بندھا دھیان ۔ جون بو بے گل اڑ گئے بس اوسان

وحشت کی ترقی ہوئی دل سے کہتی ہو طرف صحرا کے چلو یاد چشم محبوب مین آہوان صحرا سے دل بہلائین تا بہ دشت نجد جائین قیس مجنون سے پوچھین کیون بدنصیب تو نے عمر کیونکر کاٹی شب فرقت کیونکر بسر ہوتی ہی یہ تو ظاہر ہی کہ تڑپ تڑپ کے سحر ہوتی ہی کیا کھایا کیا پیا اتنی مدت تک کیونکر جیا یہان تو زندگی دشوار ہی دل ترددمنزل بہت بیقرار ہی نظم دیگر

اب عشق ہوا ہے مہربان پھر
پھر ہو چکا ہی اب پیام الم کا
پھر چشم ہی خونفشان و خونبار
پھر آتے ہین غش پہ غش جو پیہم
پھر داغ جنون سے سر پہ ہی گل
پھر ہمدم و ہمنفس ہوئی آہ
غم کرنے لگا ہی غمگساری
پھر آنکھون سے خون دل بہے ہے

بیتاب ہی جان ناتوان پھر
پھر آنے لگا سلام غم کا
پھر چہرہ بنا ہی زعفرانی زار
پھر ہی وہی بیخودی کا عالم
پھر نالہ ہی ہمنوائے بلبل
دمساز ہی نالۂ سحرگاہ
دیتی ہی قرار بیقراری
پھر سینہ بھی گرم سا رہے ہے

پھر دل کو طپش سی ہو رہی ہے
پھر داغ کہن ہی تازہ دم تر
پھر دیدۂ تر ہی دجلہ دامان
پھر ناوک درد دل خلش ہی
پھر ہی وہی پیچ و تاب دلکو
گستاخ ہی آہ خونچکان پھر
پھر کوچۂ یار کی ہوس ہے

سینہ مین خلش سی ہو رہی ہے
پھر زخم جگر ہنسے ہی گل پر
پھر ہاتھ ہی مائل گریبان
پھر سینہ کا زخم خندہ زن ہی
پھر ہی وہی اضطراب دلکو
منہ تکنے لگا ہی کچھ فغان پھر
پھر گھر مرے واسطے قفس ہے

ان اشعار کو پڑھکر بیقرار ہوکر رودی دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت ہجر معشوق سے ٹوٹا دوپٹہ منہ پر رکھکر چیخین مار کر رودی ملکہ شگوفہ سحرساز وزیرزادی کے کان مین آواز رونے کی ملکہ کے پہنچی گھبرا کے دوڑی کمرے مین آکے دیکھا تصویر ایرج نوجوان ہاتھ مین رنگ رو متغیر صدف چشم سے گوہر بہاے اشک پیہم جاری ہین ہچکی لگ گئی تھی منہہ سے بات نہین نکلتی شگوفہ دوڑکر قدمون سے لپٹ گئی بلائین لینے لگی کہا حضور برائے خدا خیر تو ہی ہر چند

شگوفہ پوچھتی ہے ملکہ کے مُنھ سے بات نہین نکلتی گل سا چہرہ کمھلایا ہوا ہاتھ پانون ٹھنڈے آہ مین گرمی قریب ہے روح قالب سے نکلجائے جب تو شگوفہ نے کہا واری مین بھی اپنے کو ہلاک کرونگی جلد مجھ سے کلام کیجیے بات کا جواب دیجیے پھر آپ پچھتائینگی کو سا ایسا مقدمہ ہے کہ جسکا انتظام لونڈی سے نہین ہوسکتا حضور نے سحر اسقدر تعلیم کیا ہمسر اپنا کہلوایا پروردگار نے اپنی عنایت سے روپیہ پیسہ سب کچھ مرحمت فرمایا ہے لونڈی سمجھ چکی ہے ابتک مین اس مقدمہ مین تامل کرتی تھی چاہتی تھی حضور بہل جائین جب دشمنون کا یہ حال ہے پھر ہمین جستجو مین کیا عذر ہے مفصل فرمائیے آپ ہم سے کیون چھپاتی ہین لونڈی تو اسمین ابتدا سے راز دار ہے جب شگوفہ نے اس طور سے کہا ملکہ برّان نے ضبط کرکے فرمایا کیا بیان کرین ناحق کی وحشت ہے محبت مین عقل کی حماقت ہے آج شام سے طبیعت ایسی گھبرائی انکی یاد آئی مین سوختہ بخت آپ ہی آپ راز و نیاز کرتی ہون زندگی کے دن مر مرکے بھرتی ہون اسی پریشانی مین کمرے سے تصویر اُٹھالی حضرت عشق کے نیرنگ آشکار ہین صاف یہ ثابت ہوا کہ خود وہ سامنے موجود ہین وہ جو دل مین حماقتین بڑی تھین وہی باتین کین اب جو ہوش آیا تصویر کو ہاتھ مین پایا اب یہ ضرور خیال ہے کہ دشمنون پر غم و ملال ہے یا خیر کسی نے نگاہ ڈالی میری داہنی آنکھ پھڑکتی ہے یا خدانخواستہ کچھ ہاتھون پر اُنکے صدمہ پہونچا ہاتھ پانون مین اینٹھن ہے قلب مین جلن ہے آٹھ پہر لڑائی انکا کام ہے اسی کا بد انجام ہے یہ سیدھے سادھے سپاہی کفار مکار غدار ہر وقت درپے آزار نگوڑے مکر کرین عیارون سے کام لین ساحرون کو بہر مدد لائین چھپ کے قتل کرین چاہتے ہین راہ مین کنوئین کھودین حافظ حقیقی انکا مالک ہے اے شگوفہ دل تو یہ چاہتا ہے کہ مین خود جاؤن ایک نگاہ دیکھ آؤن لیکن اس زمانے مین خواجہ عمرو برائے تلاش لوح گئے ہین قبلہ و کعبہ قصر مرات مین اکثر جاتے ہین مجھکو بھی جستجو ہے خواجہ عمرو ضرور ہے اگر جاؤن رنج و ملال اُٹھاؤن قبلہ و کعبہ کی نگاہ پڑجاتے ستارہ شناسی سے ثابت ہو اپنی جان کا کیا خوف زیادہ غصہ کرینگے قتل کرڈالینگے ہم خود چاہتے ہین زندگی بیکار ہے سر جسم پر سر اسر بار ہے مگر قلق یہ ہے کہ قبلہ و کعبہ کہین آبزرنہ دست انداز ہون اور بیشک قبلہ و کعبہ کبھی گوارہ نہ کرینگے صاحبقران سے فساد ہوگا ایک ایک مسلمان کو جان بچانا مشکل ہوجائیگی پھر ہماری طبیعت کیونکر تسکین پائیگی اے شگوفہ اگر ممکن ہو تو تم تکلیف کرو اپنی آنکھون سے دیکھ آؤ مین اپنی طبیعت کا امتحان کر چکی کئی مہینہ ہوے اسی طرح گھبرائی سبز پتلی پیرزن کو واسطے دیکھنے کے چلی سختی اُٹھا کر ایک پہاڑ پر پہونچی حقیقت مین وہ قید ہوگئے ایک کنیز شوخ چشم جادو گی نامہ لیے جاتی تھی میں نے اسکو قتل کیا جاکر انکو قید سے چھڑایا وہی آج بھی طبیعت کا حال ہے دیکھو رات کیسی بہاڑ ہوگئی شگوفہ نے کہا حضور لونڈی ضرور جائیگی مفصل خبر لائیگی ملکہ کو سمجھا کے بہلانا شروع کیا شگوفہ نے یہ بھی

کہا اتنی رات بسر ہو بہت جلد جاؤنگی حکم سے پروردگار کے خبر لیکر آؤنگی ملکہ نے جو شگوفہ کو
مہربان پایا ذکر اسطرح شروع کیا نظم مصنف ۔ گہ روتی تھی اپنی بے کسی پر

گہ کڑھتی تھی اپنی بے بسی پر
تکلیف اٹھائی انتہا کی
انزل وہ غضب تھی امتحان کی
چھپنے لگے نجم جھلملا کر

جیون تیون شب ہجر کی بسر وہ
وہ نصف شب ایکسال کی تھی
ناگاہ ہوئی سحر نمودار

تڑپی بستر پہ تا سحر وہ
افراط غم و ملال کی تھی
گل ہو گئی شمع ماہ اکبار

فرقت کی وہ رات تھی بلا کی
گویا وہ شب تھی امتحان کی
نکلا گل صبح کھلکھلا کر

وہ سحر فراق دل میں معشوق سے ملنے کا اشتیاق طائروں کی
نغمہ سرائی سے سر پھرنے لگا اور زیادہ دل گھبرایا کہا شگوفہ دیکھ تو آج صبح کو باغ میں نیا گل
کھلا ہے بالکل ویرانہ معلوم ہوتا ہے نظم مصنف

صورت اسکی بگڑ گئی ہے
کس بل اپنا دکھا رہی ہے
خوشبو سے ہے اپنے مست ہر پھول
سیوتی خوشبو اڑا رہی ہے
غم سے نہیں ہیں کوئی خالی

سوسن نہیں لب تلک ہلاتی
سرکش ہے ہر ایک سرو و شمشاد
پتے ہیں تالیاں بجاتے
شببو دم صبح بھر رہی ہے
کس سے کہوں حال زار اپنا

نرگس نہیں آنکھ بھی ملاتی
سنتا ہے وہ کب کسی کی فریاد
طوطے ہاتھوں کے ہیں اڑاتے
سجدہ ہر شاخ کر رہی ہے
یا کون ہے دوستدار اپنا

شبنم پہ تو اوس پڑ گئی ہے
سنبل کچھ پیچ کھا رہی ہے
بلبل ہے دید گل میں مشغول
چنپا تیری دکھا رہی ہے
تیے پھل پھول شاخ ڈالی
شگوفہ نے فوراً لباس

سحر ذات پر آراستہ کیا قدموں سے لپٹ کر کہا بیبی آپ کیوں گھبراتی ہیں دل کو تسکین دیجیے لونڈی تیز روی
سے جائیگی بحکم جامع المتفرقین خبر انکی لیکر آئیگی آپ کو حقیقت میں یہی چاہئیے کہ قصر جمشیدی میں جاکر خبر خواجہ عمرو
دریا کرین ابکی مرتبہ مقام سخت و صعب پر گئے ہیں خدا خواجہ کی جان بچائے اس مطلب سے دل مطمئن کیجیے یہ میں بھی
خوبی آگاہ ہوں کہ وہ منتظم لشکر اسلام ہیں انھیں کے دم سے سرداران ذیشان کو آرام ہے ہر جنگ میں اپنا سینہ سپر
کرتے ہیں دور دور جاکر لڑتے کہاں کہاں کیسے کیسے پڑے اگر لشکر میں نہ ہونگے میں صورت بدل کے کسی عیار سے حال پوچھونگی
جس ملک پر جانا انکا ثابت ہوگا وہیں اسکے پیچھے پہونچ جاؤنگی ایسی دلدہی کرکے شگوفہ نے سمجھایا کسی قدر دل کو اطمینان ہوا
کہا یو تمکو خدا کے سپرد کیا شگوفہ ایک طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر برائے جستجوئے پہلوان نوجوان چلی جب شگوفہ
چاہتی ہے کہ طاؤس کو اڑاؤں ملکہ کہتی ہے شگوفہ ٹھہر جا ہماری طرف سے بہت بہت مزاج پرسی کرنا مگر اسطرح
نہ پوچھنا کہ اشتیاق ہمارا ثابت ہو نہیں پھول جائینگے اور راگ لائینگے سمجھینگے بر ان ہم پر مرتی ہے بلکہ یہ کہنا کہ
رمال نے بیان کیا کہ جسکے نام میں دال الف ہو اسکے لیے زمانہ خلاف ہے اس وجہ سے ملکہ نے فرمایا ہمیں خواجہ کی
خاطر داری ہے بطور گردش فلکی انکے لیے کچھ ضرر ہے خبر لے آؤ کسی مصیبت میں ہوں تو بچاؤ کہنا اس وجہ سے میرا آنا ہوا
شگوفہ نے کہا حضور میں سمجھ گئی اسی طور سے کہونگی یہ کہکر شگوفہ نے قصد کیا چند قدم چلی تھی ملکہ نے کہا

شگوفہ ایک بات اور سن لو شگوفہ پلٹ آئی کہا حضور فرمائیے کہا شگوفہ اگر تمھاری صلاح ہو تو ایک نامہ بھی لکھدین
مین نے ایکدن چند شعر نظم بھی کیئے تھے مسودہ رکھا ہی مین ابھی صاف کردون زبانی تو کہوگی وہ پڑھ بھی دیدینا پڑھکر
خوش ہو جاینگے انھین کے پاس وہ کاغذ رہیگا ہر چند کہ ہرجائی ہین لیکن اس کاغذ کو بہت احتیاط سے رکھینگے آنکھون سے
لگا لینگے اور اُنکے ہرجائی پن سے مجھے کیا کام ہی جس سے چاہین دل لگائین اپنے کو بہلائین یہ مین خوب جانتی ہون
اگر خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا اور طلسم ہوشربا فتح ہوا اور خواجہ نے صاحبقران سے کہکر اس شادی کی
تقریب کرائی اور یہ بات راس آئی جسدن مین جا دھمکونگی سب حرامزادیون کو نکالدونگی وہ خود بھی کسی محل مین جا نہ سکینگے
خود میرے والد اقرار نامہ لینگے مین تمکو سمجھا دونگی پہلی شرط یہی لکھوانا کہ رات کو کہین نہ رہین شگوفہ نے کہا واری وہ دن
تو خدا دکھائے شہنشاہ پر کیا موقوف ہی کیا یہ لونڈی آپ کی بیوقوف ہی بڑا لکھا لکھوا دینگے وکیلون سے صلاح کرکے
پانچسو روپیہ کے اسٹامپ پر اقرار نامہ ہوگا رجسٹری بھی کرادونگی دولھا میان کو بڑے کنوین جھنکاؤنگی وہ شرطین
لکھی جائین کہ میان اُو کس نہ سکین یہ جو شگوفہ نے کہا خوشی سے ملکہ بران کا چہرہ سرخ ہوگیا کہا شگوفہ یہ تو سب کچھ
سچ ہی مگر وہ بڑے نازک مزاج ہین واہیات شرطین نہون ورنہ کاغذ پھاڑ کے پھینکدینگے تنہائی مین مجھسے شکایت
کرینگے ای وزیرزادی کیسا اقرار نامہ سارا دل کا اقرار و مدار ہی لکھنا پڑھنا بالکل بیکار ہی شگوفہ دل مین کہتی ہی کہ اللہ رے
جوش محبت دریاے الفت کی طغیانی ہی خدا اسکا انجام بخیر کرے کہا حضور سب باتین ہوچکین لائیے نامہ مرحمت
فرمائیے کہا ای شگوفہ ان باتون سے دل بہلتا ہے روح کو لطف ملتا ہی یہ فرماکر اُٹھین قلمدان مرصع کار لائین
کلک جواہر سلک پنجہ نگارین مین لیا بجاے روشنائی سواد چشم کو صرف تحریر کیا یہ مضمون بلاغت مشحون پڑھا

نامۂ اشتیاق از طرف ملکہ بران شمشیرزن براے ایرج صف شکن

اے کشتۂ تیغ دل ربائی
آوارۂ دشت رنج فرقت
اے بلبل گلشن محبت
مجسا کوئی باوفا نہ دیکھا
گر یاد رہے یہ بات تجھکو
تو جان لو اسمین موت آئی
گر ہاتھ ہوے کسی کے پابوس
رکھنا مری یاد سے سروکار

دے ظلم رسیدۂ جدائی
اے ماہ منیر عشقبازی
اے قمری سرو باغ محنت
اس بات پہ ہو نہین ترے عاشق
گر دور کہین سمجھ کے مجھکو
دلمین اگر آرزو کچھ آئی
برسون ہی ملوگے دست افسوس

اے آہوے وادی مودت
اے یکہ سوار ترکتازی
تجھسا کوئی بے زبانہ دیکھا
سچ سمجھو اسکو میرے عاشق
وان آنکھ کسی سے گر لگائی
تو تیر ہے خنجر جدائی
فرقت مین ہمارے تو خبردار

اسکی ہمکو کیا ضرورت ہی جھگڑون سے طبیعت کو نفرت ہی تمھاری
خیر و عافیت سے کام ہی کچھ دل مین خیال آیا اسوجہ سے شگوفہ کو روانہ کیا اگر مہلت ہو جواب

ضرور تحریر فرمائیے گا الخط نصف الملاقات ہی زیادہ آرزوے ملاقات مسرت آیات راقم الحروف مجبور پر محن
ملکہ بران شمشیر زن آفتاب جرأت وہمت ہمیشہ تابان و درخشان رہے دوست شاد دشمن پامال ہون جنگ
مین ظفر حاصل ہو شکر خدا ہم بھی خیر عافیت سے ہین جو گذرتی ہی اُسکا لکھنا مناسب نہین عریضۂ دراز مین نامہ
تحریر فرمایا ملفوف کر کے سرنامہ پر مہر کر کے کہا لو ہوا شگوفہ تمکو حافظ حقیقی کے سپرد کیا بہ تعجیل جانا بہت جلد واپس
آنا شگوفہ نے نامہ لیکر جھولی مین رکھا طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر بہ جستجوے ایرج نوجوان روانہ ہوئی تحریر
کر چکا ہون کہ انور جادو ایرج وشاپور شیر دل وانجم ماہ رخسار کو قلعہ انجم حصار سے گرفتار کر کے لیکر چلی چونکہ
طلسم کی راہ دور ہی ایک پہاڑ پر اُترکر ٹھہری دم لینے لگی پچاس جادوگرنیان ساتھ ہین جب اس کوہ فلک شکوہ پر اُتری تھی
ایرج وشاپور زنجیر ہاے سحر مین مسلسل ہین انجم ماہ رخسار کی زبان مین سوزن انور جادو کو بڑا غصہ ہی کہا کیون بی انجم
تم ہماری صاحبزادی کی سوت ہین کچھ مالک کا خوف نہ آیا تم جانتی ہو مرات جادو آتشخو شعلہ مزاج ہی فوراً تمکو
قتل کریگی وراس نگوڑے کی بوٹیان کاٹی جائینگی جب تک یہ قتل نہو گا سر سے لڑکی کے بھوت کیونکر اُترے گا خیر تو
قدمون پر گر نذہب سے خداے نادیدہ کے تائب ہو اب کبھی ایسی حرکت نہ کرنا انجم نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہی ہمین اپنے
دل کا اختیار ہی سامری جمشید کیا کتے تھے تیرے سگے ہونگے انکو کیا کوئی خدا جانے لائق لعنت ہین کندۂ
جہنم ناری باغی طاغی دشمن خداے عالم یہ کلمات غصہ مین جو انجم نے کہے انور جادو نے حکم دیا اس زبان
دراز کا سر کاٹ لو ہمارے سامنے یہ باتین کنیز نیمچہ کھینچکر چلی ایرج نوجوان کو تاب نہ آئی کہا او انور جادو
اس بیچاری کی کیا خطا ہی مجکو قتل کر میرے ہاتھ سے طلسم اسکندری کے ہزارون جادوگر مارے گئے اُنکے
خون کا بدلہ لے اُسنے کسکو مارا کسکو قتل کیا سوزن کا رشتہ حیات قطع ہو چکا تھا جہنم واصل ہوئی انور جادو
نے غصہ مین دوسری کنیز سے اشارہ کیا کہ اسکا بھی سر کاٹ لے مین مطمئن ہوکر ہوا کے پاس جاؤن اپنی صاحبزادی
شیفتہ مے نوش کو بعیش و فرحت دیکھون دوسری کنیز طرف ایرج نوجوان کے تلوار کھینچکر بڑھی شاپور تڑپ گیا آواز
دی ولعونہ یہ میرا آقا ہی مین اسکا نمک خوار ہون پہلے مجکو قتل کر انور نے کہا موئے مونڈھی کاٹے کیا مین تجکو
زندہ چھوڑونگی اسوقت اُس کوہ فلک شکوہ پر عجب طرح کا غلغلہ ہوا ایرج نوجوان نے عالم یاس
مین دعا کی پروردگارا ملکہ انجم ماہ رخسار بے سبب ہماری محبت مین قتل ہوتی ہی ہم نے تو راہ
حیا دین مین قدم رکھا جب تیغہ پہ ہاتھ ڈالا موت کا مزہ چکھا مرنا جینا یکسان ہی ہر حال مین تیرا احسان
ہی وقت بیکسی و بے بسی مین تو معین و مددگار ہی سب طرح کا تجکو اختیار رہے بیقرار ہوکر ایرج نے
دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا غنچہ آرزو کھلا نخل تمنا سرسبز ہوا باغ رنج وملال مین ہواے
عیش چلی گل تر مژدۂ خاطر کھلا ملکہ شگوفہ سحر ساز مثل نسیم بہار آکر پہونچی صداے نوحہ وشیون

گوش زد ہوئی نگاہ اُٹھا کر دیکھا شاہزادہ ایرج کو زیر شمشیر پایا ایک ساحرہ کلمات سخت و سست کہہ رہی ہے
آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا جی مین کہتی ہے ای شگوفہ حقیقت مین دل سے دل کو راہ ہے وہ جو ملکۂ عالم فرماتی تھین
شاہزادے پر کوئی افتاد پڑی وہی حال پُر ملال آنکھون سے دیکھا وہین سے نعرہ کیا او ملعونہ خبردار اگر شاہزادے
کا ایک موے جسم کم ہوا تو مہر کو تیری قتل کرونگی نہین جانتی کہ ہمارے شہنشاہ گیتی ستان صاحب جاہ و توقیر
یعنی کوکب روشن ضمیر ان سب صاحبون سے تعلق رکھتے ہین سر اُٹھا کر جو انور جادو نے ملکہ شگوفہ وزیر
زادی کو دیکھا یہ تو بخوبی آگاہ ہے کہ کوکب سے اور مسلمانون سے رسم و راہ ہے ترنج و نارنج ہاتھ مین لیکر اُٹھی
شگوفہ پر سحر کئے اپنے نزدیک آگ برسائی شگوفہ ہنس پڑی شعلہ پھول بنکر گرنے لگے شگوفہ نے ایرج
پر سے قید سحر دور کی شاپور کو بھی رہا کیا ایرج نے آواز دی ای شگوفہ ملکہ انجم ماہ رخسار کو بچانا شگوفہ نے
جو پلٹ کر کمسن حسین کو دیکھا مسکرا کر کہا حضور یہ کون صاحب ہین انکو کیون رہا کرون اسی طرح قید مین انکو سامنے
اپنے مالک کے لیجاؤنگی اگر وہ سمجھ لینگی کہ گنہگار نہین ہے خود ہی رہا کر دینگی ورنہ سزائے معقول ملیگی ایرج نے کہا ملکہ شگوفہ
یہ ہماری خیر خواہ ہے اسنے ہماری جان بچائی شگوفہ نے کہا خیر خواہی کم کی خطا اس سے زیادہ ہے ایرج نے خود بڑھکر
ملکہ انجم ماہ رخسار کی زبان سے سوزن نکالا اب تو انجم بھی لڑنے لگی مگر شگوفہ کسی کے سحر کی کب محتاج ہے تعلیم کردہ
ملکہ بران ہے مثل شعلہ جوالہ لڑتی پھرتی سحر کرتی انور جادو پر جا پڑی انور نے کیسے کیسے سحر کئے شگوفہ نے سب
دفع کیے آخر پنجہ کھینچکر شگوفہ پر آئی ہاتھ مارا اسنے سپر سحر کو اُٹھا دیا زبان سے کچھ اسم پڑھا تلوار اسکی سپر مین
اُلجھکے ٹوٹی پہلی یہی شکست ہوئی اب شگوفہ نے نعرہ کرکے پنجہ سحر مارا انور جادو نے چاہا ہٹون جان بچاؤن
مگر شگوفہ کب جانے دیتی ہے پنجہ سے کب پناہ ملتی ہے انور کے دو ٹکڑے ہوے اندھیرا ہو گیا آگ برسنے لگی بعد عرصہ دراز
آواز آئی کشتی مرا نام من انور جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم
دس کنیزین قتل ہوئین چالیس کنیزین الامان کہتی ہوئی ایرج کے قدمون پر گرین
مطیع الاسلام ہوئین ملکہ شگوفہ نے اس کوہ فلک شکوہ پر فرش پر تکلف آراستہ کیا
ایرج نوجوان کو لاکر بٹھایا ملکہ انجم ماہ رخسار پر جو ظاہر ہوا کہ ملکہ بران شمشیر زن
کی وزیر زادی ہے شرمائی ہوئی آکر بیٹھی مگر خائف کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے اب شگوفہ نے
ایرج نوجوان کی سر سے پاؤن تک بلائین لین ترقی جاہ و حشم کی دعائین
دین ایرج نوجوان شگوفہ کو دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوے مسکرا کر فرمایا کیون شگوفہ کیونکر آنے کا اتفاق ہوا
عرض کی ای شہریار کیا گذارش کرون دیکھیے اس نامہ کو پڑھیے اور جواب بھی ضرور تحریر فرمائیے دو دن سے
ملکہ عالم کو انتشار ہوا فرمایا تھا کہ ای شگوفہ کوئی خرابی وہان ضرور ہے وہی آکے دیکھا حقیقت مین دختر روشن ضمیر ہے

ایرج نے نامہ کو لیکر کھولا آنکھوں سے لگایا پھاہا زخم دل کا جانکر کلیجے پر رکھا مضمون کو پڑھا انجم دیکھ رہی ہی کہ نامہ پڑھنے مین شاہزادے کے ہوش درست نہین ہین کبھی آہ کبھی واہ فرماتے ہین شعر من دانم و دل داند گر نامہ چہا دیدم × صد بار ز بیتابی وا کردم و پیچیدم × یہ شعر کبھی بیقراری مین ورد زبان ہی شعر قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید × در حیرتم کہ جان بکدامی کنم نثار × اللہ رے جوش نامہ پڑھنا دشوار ہوا اور انجم ماہ رخسار کا خیال ہی معشوق کے بدنام ہونے کا ملال ہی اسوجہ سے ضبط کر رہے ہین مگر ضبط ممکن نہین عرصۂ دراز مین نامہ ختم کیا شگوفہ نے کہا اب یہ ارشاد فرمایئے کہ آپ کا کیا قصد ہی ایرج نے کہا مین طلسم اسکندری کی جانب جاؤنگا شگوفہ نے کہا اے شہریار بدون حصول لوح کیونکر رسائی ہوگی ایرج نے کہا تم ملکہ اسمین دخل نہ دو مجھے وہانتک جانا ضرور ہی نہ جانے مین فتور ہے شگوفہ نے کہا اتنا اب تامل فرمایئے کہ مین جاکر ملکہ عالم سے عرض کرون مراۃ جادو بھی وہان کی خراج گذار ہے کیا حکم سے گردن تابی کر سکتی ہی ہزار طرح سے تدبیر لوح ہو جائیگا ایرج نے کہا اے شگوفہ یہ غیر ممکن ہے اگر حیات مستعار باقی ہے پروردگار پہونچائے گا طلسم بھی فتح ہو جائیگا شگوفہ سوچی یہ سپاہی جاہل ہین آسمان جرأت کے ماہ کامل ہین انکو آگاہ نہ کرو وہان چلکے تدبیر کیجائیگی کہا اے شہریار آپ کو اختیار ہی جواب نامہ مرحمت ہو یہ کنیز خدمت سے رخصت ہو ایرج نوجوان نے اسی پیشانی مین قلم فراق رقم کو دست گریبان گیر عشق سے اٹھایا بکمال اشتیاق لکھا

نامہ اشتیاق آمیز ایرج نوجوان برائے معشوق مہربان

اے نوگل باغ شادمانی　تو بادۂ گلشن جوانی　　شاہنشہ ملک کامرانی　اے نزہت باغ زندگانی
اے تازگی دماغ عاشق　پرسازی ایاغ عاشق　　اے تارہ شمیم گلشن عشق　اے نور چراغ روشن عشق
اے موجۂ نکہت گل عشق　اے سوزش مستی دل عشق　　اے تاب و شکیب بیقراران　کافور قلوب دلفگاران
اے شعلۂ ناز فتنہ بازی　تاثیر فنون سحرسازی　　اے نیر آسمان تمکنت　اے گوہر بحر درج حشمت
خورشید سپہر جاہ و اقبال　آسائش قلب مضطر حال　　اے ماہ سپہر عشوہ و ناز　بیباک زمانہ شوخ و طناز
اے نور جمال ماہ رویان　زیبائش تاج مشکبویان　　سرحلقۂ زمرۂ حسینان　سرکردۂ بزم نازنینان
سرمایۂ عیش و کامرانی　بخشندۂ عمر جاودانی　　اے صحبت جان آزار　ہوجائے شفا جو ہووے بیمار
ہو بعد سلام شوق دیدار　اے جان جہان یہ ہم یہ اظہار　　ہی دن کو قرار اور نہ شب کو　ہی فکر یہی کہ وصل کب ہو
دن بھر رہتی ہی بیقراری　ہی رات کو شغل اشکباری　　گاہی لب جو بحالت زار　گاہی سر کو بشکل بیمار
پایا گر باغ مین ٹھکانا　جاکر وہین اشک کو بہانا　　اکے سر و سے خوب سا لپٹنا　دامن سے بھی اداس کے لپٹنا

گذری جو نظر بسوے سنبل
توڑا کوئی پھول بھی چمن کا
بلبل کو قرین گل جو دیکھا

آیا سر مین خیال کاکل
کھٹکا جی مین یہ اپنے کانٹا
اک نالہ سرو دل سے کھینچا

دیکھا شمشاد کو جو بارے
لائی ہے نسیم نگہت بو
نرگس کرتی ہے یہ اشارا

چلنے لگے دل پہ غم کے آرے
گل پھولے ہین جب سے یان ہے سو
ہے سحر نگاہ کا یہ مارا

منھ کرکے بسوے چرخ ہر بار
پڑھتا ہون جی ولولے مین اشعار

مسدس

فراق مین یہ غم بحساب ہے دل کو
کہ زندگی کی طرف سے جواب ہے دل کو
نہ دن کو چین نہ راتون کو خواب ہے دل کو
خیال یار مین کیا اضطراب ہے دل کو
نہ اسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

جدائی اسکی خدایا بہت ستاتی ہے
علاج کیجیے کیا کچھ نہین بن آتی ہے
اجل بھی ہجر مین صورت نہین دکھاتی ہے
نہ یار آتا ہے مجھ تک نہ جان جاتی ہے
نہ اسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

کرون جو ضبط تو دل کی طپش سے گھبراؤن
خلاف وضع ہے گر کچھ زبان پہ لاؤن
فراق یار مین جی کسطرح سے بہلاؤن
غضب مین جان ہے کس سے کہون کہان جاؤن
نہ اسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

فراق یار نے کیا کر رکھا ہے حال تباہ
کوئی نہین مری فریاد کو پہونچتا آہ
تڑپتا رہتا ہون بسمل کیطرح شام وپگاہ
پڑی ہے جان حزین کس بلا مین یا اللہ
نہ اسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

فراق یار کا صدمہ غضب ستاتا ہے
سدا وصال کا شوق اپنی جان کھاتا ہے
جو اسکو کہئے تو وہ گالیان سناتا ہے
خموش رہیے تو منھ کو کلیجہ آتا ہے
نہ اسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

ای غنچہ باغ مہرو وفا وای رنگ وبوے گل حدیقہ شرم وحیا اگر حال فراق تحریر کردن قلم سے شعلے

نکلین آتش فراق دست و پا کو جلا دے آرزوے دل کو خاک مین ملا دے اس شعر پر خاتمہ کیا

قلم بشکن سیاہی ریز کاغذ سوز دم درکش	حسن این قصۂ عشق ست در دفتر نمی گنجد

یہ نامہ ملفوف کر کے ملکہ شگوفہ کو دیا شگوفہ نے کہا ایک ہفتہ تو اس جگہ پر مقام کیجیے مین بہت جلد نامہ لیکر حاضر ہونگی ایرج نے کہا آب و دانہ کے اختیار ہے انسان مجبور نا چار ہے شگوفہ تو نامہ لیکر روانہ ہوئی بعد جانے شگوفہ کے چالیس کنیزون نے جو اطاعت کی خدمت مین حاضر ہین مگر سموم جادو کہ مصاحب بی انور کی تھی میٹھے بیٹھے سوچی کہ بچپن سے ہم نے نمک ملکہ انور جادو کا کھایا انجم ماہ رخسار ایرج نے ہماری ملکہ کو قتل کرایا افسوس ہے کہ اپنی جان بچائین بیٹھکر دشمنون کے ساتھ چین کرین انسانیت کے خلاف ہے چلکر ملکہ مرأت جادو کو خبر کرنا چاہئیے کہ لاشہ ہماری بی بی کا جنگل مین پڑا ہے تھی بھی نصیب نہوئی دس سیر لکڑیان نہ ممکن تھین کہ بی بی کو اپنی جلاتے کریا کرم بھی نہوا کٹھے برہمن بھی نہ اسکے ہم اپنے مالک کا مردہ نہ اٹھا سکے یہ سوچکر کسی حیلہ سے پہاڑ سے اتری طرف طلسم اسکندریہ کے روانہ ہوئی بعد اسکے جانے کے شاہزادے نے ملکہ انجم سے کہا کہ ہم زیر کوہ جا کر ایک آہو شکار کرین اسکے کباب لگائین انجم نے کہا آپ کیون تکلیف کرین مین ابھی جا کر سحر سے جتنے جانور فرمائیے گرفتار کر لاؤن ایرج نے کہا نہین وہ جانور ذبح کرنیکے لائق نہ ہونگے مین ابھی لایا شاپور نے شاہزادے کے واسطے مرکب حاضر کیا باقی کنیزین جو دل سے مطیع ملکہ انجم ہو چکی ہین وہ خدمت مین حاضر رہین ایرج واسطے شکار کے چلے شاپور ساتھ ہو لیا ملکہ نے کہا اے شہریار دور نہ جائیے گا ایرج نے کہا سامنے صحراے سبزہ زار ہے دل مین ہواے شکار ہے بہت جلد واپس آؤنگا ملکہ انجم نے شراب وغیرہ ممکن کی انتظار مین شاہزادے کے بیٹھی ایرج براے شکار صحرا مین آئے تھوڑی دور چلے تھے دیکھا ایک آہو چرنے مین مصروف ہے ایرج نے چاہا تیر مارین آہو کنوتیان بدل کے بھاگا ایرج نے گھوڑے کو کوڑا مارا گھوڑے نے طرارہ بھرا آگے آگے آہو عقب مین یہ جوان خوش رو تھوڑے عرصہ مین شاپور کی نگاہ سے ایرج نوجوان مخفی ہوے ڈھونڈھتا ہوا شاپور چلا مگر ایرج نے دو گھڑی اس آہو کا پیچھا کیا قریب ایک باغ کے وہ آہو آکر پہونچا آہو نے جست کی دیوار باغ کو پھاند گیا ایرج کو غصہ از حد تھا گھوڑے کو زانوؤن مین مسلا چارون پتلیان جھاڑ کر مرکب بھی دیوار کو فرا گیا باغ مین داخل ہوے ایک گوشہ مین لا کر مرکب کو ٹھہرایا دیکھا آہو چھلانگین مارتا ہوا جاتا ہے صحن باغ مین پہونچا ہے ایرج گھوڑے سے کود پڑے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بجر کمان مین پیوست کیا تاک کے مارا اُسکے پٹھے پر پڑا توڑ کے پار گذر را آہو چورا کے گرا ایرج جھپٹے ایسا نہو تڑپ کے مرجاے قرولی کھینچکر چاہا پہ آتے ہی بقربانی پہونچایا چاہا کہ اُسکو لیکر پلٹین پہلو سے آواز آئی او بے ادب تو کون ہے ایرج نے دیکھا ایک سلحرہ

مع چالیس جادوگرنیون کے بیٹھی شراب خواری کر رہی ہی اُسنے للکارا ہی اب جو اُسکی نگاہ جمال
ایرج پر پڑی عاشق ہوگئی کہا ای جوان تونے خوب کیا آؤ صحبت مین بیٹھو اسکے کباب تیار کرین شراب
بھی حاضر ہی ٹھہر ٹھہر کے پیو جوانی کے مزے ہون یہ کہکے اُٹھ کھڑی ہوئی ایرج حیران حیران دیکھ رہا ہی کہ
یہ ملعونہ کیا بکتی ہی وہ چبوترے سے کود کے قریب آئی ایرج کا ہاتھ تھامنے لگی ایرج نے کہا او فاحشہ
تماشتین آئی ہین اُسنے کہا ای جوان ثمرات جادو میرا نام ہی اس صحرا کی مالک ہون سحر و ساحری
مین یکتا صاحب مہر و وفا مال و اسباب بے حساب جمع ہی مرکب و اسلحہ معقول جو تاجر ادھر سے نکلا اُسکو
لوٹ لیا بیٹھکر سلطنت کر سارا مال و اسباب تیرے ہی واسطے جمع کیا ہی یہ کہکر چاہا لپٹ جائے بوسہ لے
ایرج نے ایک طمانچہ مارا اس زور سے منھ پر ثمرات کے پڑا کہ زمین پر گری گال اُسکا سوج گیا مثل مرغ
بسمل تڑپی اب جو اُٹھی غصہ مین کہتی ہوئی او موے مونڈی کاٹے تیرے ہاتھ کاٹون تونے تو مار ہی ڈالا ہوتا
سامری جمشید نے بچا لیا ایرج نے چاہا تلوار کھینچکر جا پڑون اُسکو قتل کرون اب بھلا وہ تلوار کب کھاتی ہی اُٹھتے ہی
ایک دانہ ماش کا مارا ایرج زمین پر گرے ہاتھ پاؤن بیکار ہوگئے ثمرات جادو نے آواز دی اس نگوڑے کو
گرفتار کرو جادوگرنیان کشان کشان ایرج کو لیکر چبوترے پر آئین ثمرات تو آنکر مسند پر بیٹھی مگر کلہ سوجا ہوا
غصہ مین کانپ رہی ہی ایرج کے ہاتھ پاؤن بیکار سامنے جادوگرنیون نے لاکر بٹھا دیا اب ثمرات جادو
اپنے گال سینک سانک کے سنبھلی متوجہ ہوئی کہا او نوجوان نامنصف مجھ ایسی حسین روپے والی تجھسے خواہان
وصل ہی اب تو تیرا ناز بھی اُٹھا چکی اب کیا تامل ہی کہنا میرا مان لے ورنہ قسم ہی سامری جمشید کی بوٹیان
کاٹ کر تیرے کباب کھاؤنگی اگر تونے عاشق جان کر طمانچہ مارا مین نے معاف کیا ایرج نے غصہ مین کچھ جواب
نہ دیا اسنے کنیزون سے اشارہ کیا ارے ظالم کو سمجھاؤ ظاہر مین تو کم سن ہی مگر بالکل ٹھنڈا مزاج مین گرمی کا
نام نہین کنیزین ایرج کو سمجھانے لگین ایک نے قریب آکے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا ای جوان میرا سمن بر نام
ہی لیکن اسکی مصاحب قدیم ہون اسنے ہزارہا بندگان خدا کو ہلاک کیا ہزارہا قید مین تڑپتے پھڑکتے ہین اسکو
رحم نہین آتا اپنی جان بچاؤ ایرج نے کچھ جواب نہ دیا مگر علاوہ سب خواصون کے یہ نازنین بہت بیقرار
ہی ثمرات جادو کے قریب آکر کہا ملکہ عالم ابھی یہ بیچارہ تازہ وارد ہی ہوش و حواس درست نہین ہین
اسوجہ سے ایسے کلام کرتا ہی ورنہ ایسا کور ظاہر کور باطن کون ہوگا کہ آپ کی صورت زیبا طلعت جہان آرا
پر مائل نہو ثمرات نے کہا ای سمن بر مین کیا کرون میرا دل بیقرار ہی ہرچند کہ اسنے طمانچہ مارا جی چاہتا ہی
قتل کرون مگر دل نہین مانتا تو اس ظالم کو سمجھا مین بہت سرفراز کرونگی آخر یہ ظالم کیا کہتا ہی کیون جفائے
قید سہتا ہی سمن بر نے کہا آتے ہی آپ نے ایسی بدعت کی ظاہرا ابھی خرابی معلوم ہوتی ہی معشوق پر کوئی

بدعت کرتا ہی ثمرات جادو یہ باتین کر رہی ہی جوش محبت مین ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی اُٹھکر ٹہلنے لگی سمن بر سے کہا تم سمجھاؤ ہمارے وصل پر آمادہ کرو اب ٹہلتے ٹہلتے اسی وحشت جوش محبت مین قریب در باغ پہونچی قلب پر ہاتھ رکھے ہوے خیال ابروے خمدار ایرج نوجوان مین دل زخمی تیر مژگان کلیجہ پیاتیر کرچکے ہین بیتاب یاد زلف مین پیچ و تاب ناگاہ رونے کی آواز کان مین آئی ثمرات نے سر اُٹھاکر دیکھا ایک ضعیفہ گوری صورت جھریان پڑی ہوئین کمر مین خم محمودی کی چادر اوڑھے ہوے سفید اطلس کا پائجامہ لٹھیا ہاتھ مین گرتی پڑتی نخل کے نیچے بیٹھکے چیخین مار مار رونے لگی اس رونے مین بین کرتی ہی کہ کیون بی بی آج تین دن گذرے کہ خواب مین بھی نہ آئین بڑھیا مان کو رونے کے لیے چھوڑا ہماری محبت سے منھ موڑا مین تو تم سے کبھی بیٹھے پھرکے نہ سوتی تھی بڑھیا مان سے کیا خطا ہوئی کہ کفن مین منھ چھپایا اسطرح بلک کے یہ بڑھیا روئی کہ ثمرات کا قلب تھرا گیا کلیجہ مُنھ کو آگیا دروازے سے نکلکر دوڑی قریب جاکے بڑھیا سے لپٹ گئی آنسو پونچھے بڑھیا نے جو منھ کھولا تو دیکھا رونے سے آنکھین سُرخ مین چہرہ تمتمایا ہوا ثمرات نے کہا کیون اماں کیون روتی ہو کیا غضب ہی تمھارے بین سے کلیجہ پھٹتا ہی بڑھیا نے سر اُٹھاتے ہی ثمرات جادو کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے اسقدر روئی کہ روتے روتے بیہوش ہوگئی ثمرات نے دیکھا کہ اس بڑھیا کا دم نہ نکلجائے کنیزون کو آواز دی دو تین کنیزین دوڑکر آئین کہا اس بڑھیا کو اُٹھا کے اندر لے چلو صاحبو یا تو یہ رو رہی تھی یا مجکو دیکھکے بیہوش ہوگئی کنیزون نے اُٹھایا لاکر ایک کمرے مین لٹایا پنکھا جھلا تلوے سہلائے بڑھیا کا حال زار دیکھکر ایرج نوجوان کو بھول گئی کنیزون سے کہتی جاتی ہی اسکے رونے نے دل میرا بیقرار کردیا خانہ چشم کو غم و الم سے بھردیا لخلخہ سنگھاؤ اسے جلد ہوش مین لاؤ جب عطر وغیرہ سنگھایا بڑھیا کو ہوش آیا اُٹھتے ہی ثمرات سے پھر لپٹ گئی ثمرات نے بھی گلے لگالیا پوچھا بڑی بی اپنے کو سنبھالو ایسا نہو دم نکلجائے مفصل حال بیان کرو کیا کسی نے لوٹ لیا یا کوئی صدمہ پہونچا مین نے تمھارے تلووں کہا ہی میرے دل کو بڑا اختلاج ہی جلد بیان کرو مین ابھی اُس درد کا علاج کرون میرے کیے سے سب کچھ ہوسکتا ہی مین ساحرہ ہون مجھے بھی سامری جمشید نے بہت دیا ہی لات و منات نے صاحب مقدور کیا ہی بڑھیا نے کہا بیٹی لات و منات تجھکو سلامت رکھین ہزار برس کا سن ہو دودھون نہاؤ پوتون پھلو پوتے والی کہلاؤ کیا کہون کس مصیبت مین ہون آج تیسرا دن ہی جنگل مین ماری ماری پھرتی ہون میرا چاند کا ٹکڑا میری آنکھون سے مخفی ہی آج تین دن کے بعد سامری نام کے درمیان کچھ نقشہ دیکھا ہی دیکھو بی بی کلیجہ دھڑکتا ہی ثمرات نے کہا مفصل بیان کیجیے بڑھیا نے ثمرات کی سر سے پاؤن تک بلائین لین کہا بی بی اصل کیفیت یہ ہی کہ لات منات نے ایک بیٹی عطا کی تھی جوان خوبصورت تیسرا دن ہی اُسنے انتقال کیا سامری جمشید کی خدائی مین آگ لگ گئی بد دون میری بچی کے نگوڑون کا گھر خالی تھا اب بھرا کیا ہوگا یہ بڑھیا تین دن سے جنگلون مین ماری ماری پھرتی ہی اپنے ماہ تابان کو کہین نہ پایا اسی جوش وحشت مین

ادھر نکل آئی درخت کے نیچے بیٹھکر رونے لگی شاید اُس گل کی دماغ مین بو آئے میری بلبل اپنی آواز مجکو
سنائے لیکن سامری جمشید کے تصدق ہو جاؤن روتے روتے جو آنکھ کھلی تجکو دیکھا تیرے مان باپ کا کلیجہ
ٹھنڈا رہے آج اپنی بچی کی صورت کا نقشہ دیکھا کلیجہ ٹھنڈا ہوگیا ہی پتلے پتلے ہونٹ ہین چاند سا چہرہ ہی
نخل چمن خوبی ہی قد و قامت ہی بھولی بھولی صورت ہی میٹھی میٹھی باتین ہین محبت کی گھاتین اُس کمبخت مین بھی
تھین جس طرح امان جان کہکے تم دوڑ کر لپٹ گئین اسی طرح وہ مرنے والی بھی چمٹی تھی بی بی محتاج نہین ہن
سامری جمشید نے سب کچھ دیا ہی محبت کی بھوکی ہون یہ کہکے ایک بٹوہ نکالا اسکو کھولا اسمین اشرفیان دس پانچ
جواہرات کے نگینے سامنے ثمرات کے پیش کیے کہا لو بی بی اپنی صندوقچی مین رکھ چھوڑو کل ضرور ساتھ کر دینا
اسباب اُٹھوا لاؤنگی تیری صورت دیکھکے شاد رہونگی اپنا پکاؤنگی کھاؤنگی دو چار لونڈیان غلام بھی ہین یہان
تمھارے باغ مین میرا بھی دل بہل جائیگا سب اسباب تیرے نام لکھ دونگی ثمرات نے کہا امان جان مال
اسباب میرے پاس بہت ہی تمھارا گھر ہی رہو مین آنکھون پر رکھونگی بڑھیا نے کہا بنّو یہ تو بتاؤ اس چاند سے چہرے
پر سہرا بندھا یا ابھی کوارا پنڈا ہی مین سب امیرون رئیسون مین جاتی ہون اچھے کسی نوجوان بانکے ترچھے
کے ساتھ اپنی بچی کی دھوم سے شادی کر دونگی اتنا جہیز دونگی کہ گلیان بند ہو جائین ثمرات نے شرما کے سر جھکا لیا
کہا امان جان شادی تو نہین ہوئی دو چار ٹھر نیچے کیا اب آجکل کسی سے لگا سکا نہین ہی بڑھیا نے کہا بیٹا یہ تو
بُری بات ہی ہمارے پیچھے اس سن مین پلٹنین پھرتی تھین دو چار کا روز خون ہوتا تھا کئی سنکھیا کھا کے مر گئے کئیون نے
گلے کاٹ ڈالے بہت سے نگوڑے فقیر ہو کے نکل گئے یہ جوانی دیوانی ہی یہ زمانہ کھیلنے کھانے کا ہی پھر بڑھاپے مین
کون پوچھتا ہی مگر سن نگوڑی خفا نہو تو مین ایک بات کہون اپنے کو بگاڑے ہوئی ہو دو انگلیان مسی کی ملو ہونٹون
پہ لاکھ جماؤ یاقوت کو نیلم بناؤ آنکھون مین سرمہ دو تیغ نگاہ پر باڑھ رکھو کرتی آستینون دار نہ پہنو چھوٹے
کپڑے مین سجی دونگی اس نگوڑی ساری کو کھول کے پھینکو بڑے پائنچون کا پائجامہ پہنو دن ڈھلے بن ٹھن کے
کوٹھے پر کھڑی ہو دیکھو کتنے مرتے ہین پھر اور تدبیرین بتلاؤنگی جو ایک دفعہ تجکو چھو لے گا تڑپ تڑپ کے مرے گا
تمھاری زلفون کے دام سے نہ نکل سکے گا اب ہم تمکو ناز کرشمے بتائینگے رو رہی دل مین قاتل بنائینگے یہ سنکے ثمرات
رونے لگی کہا امان جان مین نے کبھی کسی مرد سے محبت نہین کی سیکڑون کو قید مین رکھا رات کو اپنا
مطلب نکالا پھر قید خانے مین ڈال دیا مگر آج دام زلف مین ایک ظالم کے پھنسی ہون کلیجہ پر چھری چلتی ہی
ہی وہ نگوڑا انکار کرتا ہی گالیان دیتا ہی نہین معلوم کون ظالم ہی شکار کھیلتا ہوا اس طرف آ نکلا آہو کو
میرے باغ مین آکر شکار کیا وہ تیر میرے کلیجہ پر پڑا کیا کہون امی جان کیسا نکیلا سجیلا جوان ہی حسین جمیل
سپاہی عقیل خوبصورت نیک سیرت چاند سے رخسار محجوب گلعذار مین نے اسکو بلا کر اپنے پاس بٹھایا

ہر چند چاہا شراب پلاؤن اُس کمبخت سے دل لگاؤن وہ تو پھرا جاتا ہی لاکھون صلواتین سناتا ہی کہتا ہی
تیری کالی صورت ہی اب مین نے قید کیا ہی قتل کرنے کا قصد کیا تھا کہ تمھارے رونے کی آواز آئی مین ادھر
چلی آئی امی جان اس غم مین مین نہ جیونگی اُسکو قتل کرکے مین اپنے کو بھی ہلاک کرونگی یہ سنکر بڑھیا نے
اُسکے ہاتھ سے طمانچہ مارا کہا بیٹھ نگوڑی ذرا مجھے تو اس نامنصف کی صورت دکھا تجھ ایسی پر کون مائل نہو گا مگر
تو خیلہ طویلہ ہی بنو چاہت کے کوچے الگ ہین مردون کو جوتی کے نیچے رکھتے ہین تو نے اپنی چاہت ظاہر کردی
ہوگی وہ مورکھ پھول گیا مجھے دکھا دے مین ابھی قدمون پر گرا دونگی ناک رگڑیگا ذرا خوب ترساتا یکایک
اُسکے دم مین نہ آجانا جب مین دخل دونگی کہ تم میری رائے پر کام کرو اری سیکڑون ہمنے گلے کٹوا دیے یہ کون
ہی جو تجھپر توجہ نہین کرتا دیکھ ثابت ہوجائیگا تیرے ہی حماقت ہوگی مین ابھی سب حال کھول لونگی قند کیطرح
نگوڑے کو باتون مین گھول لونگی ثمرات خوشی مین پھول گئی کہا امی جان تمھارے صدقے تمھارے قربان جاؤن وہ
بارہ دری مین بیٹھا ہی بڑھیا پائنچے سنبھال کے بڑبڑاتی ہوئی چلی ثمرات نے کہا امی جان مین بھی چلون کان پکڑکے
ایک طمانچہ مارا کہا بیٹھ نگوڑی تو وہان جاکے کیا کریگی اب مین اُس نگوڑے کو ترساؤنگی دو دو پہر تیری صورت
اُسکو نہ دکھاؤنگی ثمرات کو وہان ٹھہرا کر بڑھیا بارہ دری مین آئی سیمن بر بیچاری بیٹھا رہی ہی ہاتھ باندھے
کھڑی ہی کہتی ہی اے شہریار اپنی جان بچائیے اب جو وہ پلٹ کر آئیگی آپکو قتل کرڈالیگی ایرج نوجوان فرماتے ہین
اری سیمن بر تو دخل نہ دے مین اس کمبخت کی جانب کبھی نہ تھوکونگا کہ اتنے مین بڑھیا آنکر پہونچی سیمن بر کو آواز
دی او نفقل ہٹ جا تو کون ہی سمجھانے والی کیا تو نے وہ لڑکے کو پسند کیا ثمرات سے کہدونگی کہ تیرے معشوق
پر بی سیمن بر نگاہ ڈالتی ہین سیمن بر تھراتی ہوئی بارہ دری کے باہر نکل آئی بڑھیا ایرج کے پاس بیٹھی سر سے پاتک
بلائین لین کہا میان بنے صاحبزادے کیا ثمرات مین برائی ہی جو قبول نہین کرتے ابھی تو صاحبزادے ہو مٹی
کی عورت ملے اُسکو بھی نہ چھوڑو وہ تمکو ملائی پراٹھے کھلائیگی لباس اچھا پہنائیگی گھوڑا خرید دیگی خدمتگار مصاحب
نوکر رکھو بازار مین ہٹو بچو کرتے پھرو دوسرے بڑا نفع یہ کہ ساحرہ با اختیار ہی بڑے تمھارے مرتبے ہو جائینگے بیٹا
چاہنے والے کہین ملتے ہین جادوگرنیون مین بڑے مزے ہوتے ہین کبھی بڑھیا بنے گی کبھی جوان کبھی پانچ
برس کی بنکر تمھاری گود مین کھیلنے لگے گی بس غصہ تھوک ڈالو تخلیہ کراؤن ثمرات کو بلاؤن اُسکا مطلب دلی
حاصل کردو سر جھکا کر نہ بیٹھو ایرج نے کہا او بڑھیا کیا بیہودہ بکتی ہی کمبخت فاحشہ جادوگرنی نہین معلوم کے سو
برس کا سن ہی منھ سے گوہ کی بو آتی ہی تو اُلٹا ہمکو سمجھاتی ہی جا دور ہو میرے سامنے سے بڑھیا نے
کہا واہ میان تمنے تو اپنی چھپر آنکھین نکالین مین کچھ آپ کی چاہنے والی نہین ہوں ہی نگوڑی تمھارے پیلے
چہرہ پر مرتی ہی مین تو کبھی پاخانے مین لوٹا نہ رکھواؤن ایرج نے کہا او بڑھیا تجھسے کون بات کرتا ہی جب تو

بڑھیا نے بھی آنکھیں نیلی پیلی کین کہا میاں اپنی جان بچاؤ ابھی آکر قتل کر ڈالیگی لاشہ زمین پر تڑپے گا کوئی کفن بھی نہ دیگا ایرج نے کہا تیری بلا سے جب بڑھیا نے قریب آکر کہا ای سفہر یاد آپ کی جہالت نے مارا بچپن سے آپ کو خواجہ عمر نے تعلیم کیا مگر آپ کچھ خاک نہ سمجھے اکثر انھون نے ارشاد فرمایا کہ جادوگرنی کو زور دکھانا اپنی جان کا نہ بچانا عین حماقت ہے اپنے غلام کو حضور نے اب بھی نہین پہچانا منم مہتر شاپور شیر دل یہ سنکر ایرج نوجوان مثل گل کے شگفتہ ہوگئے فرمایا بھائی تو نے بڑا کمال کیا عجب بلا مین گرفتار ہوا اشکار کو آیا تھا خود شکار ہوا اس ملعونہ نے اس بلا مین پھنسایا بھائی شاپور جلد اس کمبخت کو قتل کرو ملکہ انجم ماہ رخسار بہار پر انتظار کر رہی ہوگی کہتی ہوگی مجھے حیلہ کر کے کہان چلے گئے ہماری محبت مین اس سے ملک و مال چھوٹا نہایت پریشان ہوگی شاپور نے کہا جو مین کہون وہ حضور کہدین مین ابھی اس فاحشہ کو مار لیتا ہون حقیقت مین ملکہ انجم ماہ رخسار بہت گھبراتی ہونگی غلام ابھی آتا ہے یہ کہکے اُٹھے پائون پلٹا ثمرات کے پاس آیا ایک دو ہتڑ مار کہا او چھوکری تو تو کہتی تھی کہ وہ راضی نہین ہوتا وہ تو تیرے نام پر جان دیتا ہے لیکن اسنے یہ کہا کہ آتے ہی مجھپر بدعت شروع کر دی قید کر لیا قتل کا ارادہ ہوا کہتا تھا اب مین اپنی جان دونگا مگر ملکہ عالم کا وصل نہ قبول کرونگا یہ بھی کہتا تھا کہ اگر شاید زندہ بچ گیا تو یہ کالی راتین ہجر کی کیونکر کٹینگی ملکہ ثمرات کی انکھڑیون نے مجھکو ذبح کیا لو اب جلد مزے اڑاؤ اتنا کہدینا مجھسے خطا ہوئی مین نشہ مین شراب کے تھی کہ تیرے قتل کا ارادہ کیا ثمرات نے کہا امی جان میرے سر کی قسم وہ مجھکو ملاتا ہے شاپور نے کہا تمھارے باپ کے سر کی قسم چلو ابھی حال کھلجائیگا دم بھر مین پردہ اُٹھ جائیگا مگر لباس تبدیل کرلو خلاز یور عمدہ پہن لے ہر چند بقول سعدی۔ حاجت مشاطہ نیست روے دل آرام را۔ مگر دنیا کی ظاہر داری ضرور ہے ان نوجوانون کو ظاہر داری بہت پسند آتی ہے ثمرات نے فوراً صندوق پٹارے کھلوائے بہت بھاری جوڑا پہنا دریاے جواہر مین غوطہ مارا شاپور اپنے ساتھ لیکر چلا مگر سمجھاتا ہوا کہ چلتے ہی سحر اُتارنا نہین کرنا ثمرات نے کہا مین قدمون پہ گر پڑونگی شاپور نے کہا نہین تمھارا زبان سے کہنا کافی ہے معشوق اگر جھوٹ کہتا ہے عاشق کو بمنزلہ حدیث و آیہ ہوتا ہے ثمرات نہال ہوئی بارہ دری مین آکر بیٹھی آتے ہی ایرج نوجوان پر سے سحر اُتارا مگر شاپور نے ایسا سمجھایا ہے کہ گھونگھٹ نکالکر بیٹھی شاپور نے گلابیان قمطائین ایک مین بیہوشی ملائی جام بھر کر ایرج سے اشارہ کیا کہ اپنے ہاتھ سے پلا دیجیے ایرج نے چپکے سے کہا بھائی مجھے محروم رکھو تم اپنے ہاتھ سے شراب پلا دو ہماری جان بچاؤ اور جو زیادہ ہمکو ستاؤ گے تو ہم ثمرات جادو سے کہدینگے کہ یہ شاپور فرزند عمر و تجھکو قتل کرنے آیا ہے اپنی جان سے ہم بیزار ہین شاپور نے پکار کے کہا بھلا دیکھو کرے بڑے غمزے نخرے تجھکو آتے ہین ثمرات جادو خود شراب

نوش فرمائیگی تجھکو ترسائیگی یہ کہکر جام منھ سے ثمرات جادو کے لگا دیا کئی شعر پڑھے شعر ساقی بنور بادہ برافروز جام ما ٭ مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما ٭ ثمرات جوش مین جام پی گئی کنیزون سے کہا اری لوٹو کبھی یہ میری چھوکری کو نظر نہ لگانا اسکا خون بہت ہلکا ہی جو اسکو کچھ ہو جائیگا تو سب کی ناک چوٹی کاٹونگی علاوہ اسکے عاشق و معشوق ایک مقام پر بیٹھے ہین منھ پھیر کے بیٹھو یہ کیا بے غیرتی ہی دیدے مین دیدہ ڈالے بیٹھی ہو یہ کہکے پڑھیا نے اشعار عاشقانہ پڑھے مخمسہ

پرتو پڑے جو اسکے رخ بے حجاب کا — پیدا ہو رنگ سنگ مین لعل خوشاب کا
پردہ مین تو یہ جلوہ ہے اس رخ کی تاب کا — جب پردہ رخ سے دور کرے وہ نقاب کا
جلوہ ہر ایک ذرہ مین ہو آفتاب کا

شب بزم مے تھی اور تھے سب ہیچ آشنا — اک زندہ پرست نے مذکور یون کیا
یعنی عجیب نقل ہی اور طرفہ ماجرا — کل بیٹھکے شیخ مجتہد عصر ساقیا
دکھلاکے ایک باغ عذاب و ثواب کا

دینے لگا وہ رنج و تکلیف مجھے بہ طرز — یعنی جتایا اپنا تفاخر مجھے بہ طرز
جب دیکھا خوب محو تحیر مجھے بہ طرز — کہنے لگا زراہ تمسخر مجھے بہ طرز
معلوم ہوگا حشر مین پینا شراب کا

جب اس طرح سے پند و نصیحت وہ کر چکے — مین بیٹھا چپکا سنتا رہا وہ بکے گئے
جانا یہ مین نے یون تو یہ چپکے نہو نگے — مین نے کہا کہ ہم بھی ہین یہ خوب جانتے
پر کیا کرین کہ ہی ابھی عالم شباب کا

جو کچھ کہ آپ کہتے ہین سب سچ ہی ہی تو یون — لیکن تمھارا زہد ہی یہ مکر اور فسون
دعوی جو آپ کرتے ہین باطل ہی اور جنون — گستاخی ہو معاف تو اک عرض مین کرون
مجھکو اگر نہ کیجیے مورد عتاب کا

جو طعن بیکسون پہ کرو تم بجا درست — ایسا ہی ظاہر آپ نے اپنا کیا درست
لیکن صلاح و زہد کا دعوی ہی نا درست — تقوی ہمارے آگے جب ہو آپ کا درست
پھر تب یقین ہو آپکے اس اجتناب کا

جسدن کہ روز بزم ہوا ور سارے بادہ کش — پیاسے پکارین ہاتھ سے ساقی کے العطش
جسدن یہ جلسہ سب ہو تو ہو جاؤ تم بھی غش — مے اور کنج باغ ہو ساقی ہو ماہوش

اور واں تخجل نہ ہو کوئی باعث حجاب کا

مدہوش کردے باتوں میں تم کو لگا کے منھ
اور جب از روے طنز ہنسی کا بنا کے منھ
پھر دیکھیے کہ بیٹھے کدھر تم چھپا کے منھ
کھینچے ہنسی ہنسی میں وہ منھ سے ملا کے منھ
یہ ریش جیسے جلوہ ہو رنگ خضاب کا

اک مست ناز حور شمائل پری لقا
از روے لطف بوسہ کہے یوں کہ تمہیں عطا
مستی میں جس کو پاس نہ ہو کچھ بھی شرم کا
گردن میں ہاتھ ڈال کے وہ شوخ بیحیا
دے ذائقہ دہن کو زبان کے لعاب کا

پھر دیکھیں کیونکہ بچتی ہے ہیبت دین دل دیے
گر ہم نے مر کے پینے میں کچھ عذر بھی کیے
جب وہ حریف ہاتھ میں اک جام مے لیے
منت سے یوں کہے کہ ہمارا لہو پیے
گر پی نہ جائے جلد یہ ساغر شراب کا

جس وقت اس طرح سر و سامان عیش ہو
اور وہ بھی خندہ ہو کے کرے ایسی گفتگو
اور مے پلانے والا بھی ایسا ہو خوبرو
اس وقت میں سلام کروں قبلہ آپ کو
گر آپ خوف کیجیے روز حساب کا

اور یوں تو ہم بھی جانتے ہیں بادہ ہے حرام
پر اعتقاد ہوگا اسی وقت لا کلام
اور آپ کو بھی بادہ سے انکار ہو مدام
اور امتحان بغیر تو یہ آپ کا غلام
قائل نہیں ہے بندہ کسی شیخ و شاب کا

کرتے ہیں مومنوں کے لیے سب نشان پاک
یاں رہ کر تو بھی کہہ دے بیک آہ دردناک
کیا کیا دعائیں دل سے بوقت امید و باک
یارب بحق حسین ہیں سو دا ہو جبکہ خاک
سایہ اسے ملے قدم بو تراب کا

یہ اشعار جو شاپور نے بہ خوش الحانی پڑھے ملکہ خزرات جادو مست ہو کر جھومنے لگی بیہوشی نے بھی تاثیر کی اور سب کنیزوں نے بھی پی خزرات گھبرا کے اٹھی کہا امی جان اب میں اپنے میاں کے ساتھ جا کر آرام کروں شاپور نے کہا اچھا جم جاؤ ذرے اڑاؤ خزرات جوش میں نشہ کے اٹھی بیہوشی بجز بی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گری گرتے ہی بیہوش ہوئی شاپور نے نعرہ کیا ایرج نے ہاتھ تھام لیا کہا ہاں بھائی سوتے میں نہ قتل کرو شاپور نے کہا اے شہریار آپ کی جرأت نے تو ہلاک کیا ساحرہ کو ہر طرح سے قتل کرنا چاہیے اگر کہیں بیدار ہو جائیگی جان بچانا مشکل ہوگا ایرج نے کہا سمن بر کو نہ قتل کرنا یہ ہماری خیر خواہ ہے خدا چاہے گا تو

مطیع اسلام ہوگی شاپور نے کہا کیا مضائقہ یہ کہکے ثمرات کے خنجر مارا اس ملعونہ کا شکم چاک قصہ پاک ہوا آندھی اُٹھی تمام باغ آتش بہار ہوگیا بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من ثمرات جادو بود اب شاپور نے سمن بر کی زبان بین سوزن و یا ستون بین باندھکر ہوشیار کیا سمن بر کی آنکھ کھلی دیکھا ثمرات کا لاشہ تڑپ رہا ہی وہ شاہزادہ کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہی ایک عیار دبلا پتلا نیچے کھنچے کھڑا ہی مگر وہ شاہزادہ فرما رہا ہی اے سمن بر حقیقت بین تمنے ہمارے ساتھ خیر خواہی کی دیکھو ہمارے عیار نے بڑھیا بنکر ثمرات جادو کو واصل جہنم کیا یہ فرزند خواجہ عمرو ہین ہزار ہا جادوگرنیان قتل کر ڈالین انکے باپ کا سر برندہ جادوگران لقب ہی شاپور نے کہا ای سمن بر یہ نبیرہ زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران ہین اطاعت دین اسلام قبول کرو پروردگار اکیلا ہی سمن بر نے اشارہ کیا مجھے پہلے ہی سے حضور سے محبت ہوئی ہی اطاعت کو حاضر ہون شاپور نے زبان سے سمن بر کے سوزن نکالا وہ قدمون پر شاہزادے کے گری سمن بر سب جادوگرنیون کی افسر تھی سب نے اطاعت قبول کی سعادت دارین حصول کی اب ایرج نوجوان و شاپور بخوشی مسند پر بیٹھے سمن بر سے پوچھا یہ ثمرات جادو کون تھی اُسنے عرض کی طلسم اسکندری کے بادشاہ کی ملازم تھی اسکے مزاج مین ظلم انتہا کا تھا جو جوان ادھر سے نکلا تاجر رئیس جلیل اسکو لوٹ لیا پکڑ لائی پہلے اُس سے اپنا منھ کالا کیا پھر قیدخانہ مین ڈال دیا کئی ہزار بندگان خدا قید ہین اس باغ مین لاکھون روپیہ کا مال ہی یہ لونڈی نے دیکھا کہ ملکہ ثمرات جادو بادشاہ طلسم اسکندری کبھی کبھی آتی تھین اسکی بڑی خاطر کرتی تھین اکثر یہ کلمہ کہا کہ ہماری جان تمھارے پاس ہی ای ثمرات تم باغ سے کہین جایا نہ کرو پہلے حضور بندگان خدا کو قید سے رہا کرین پھر خزانہ نکلوائین کل جواہرات ملاحظہ فرمائین ایرج اُٹھے ایک جانب باغ کے قصر تھا اُس کو کھولا دیکھا دو ہزار بندگان خدا رئیس جلیل صاحبان لیاقت قید ہین ایرج کو دیکھکر فریاد کرنے لگے کسی نے کہا تاجر ہون اس راہ سے میرا کاروان نکلا ثمرات نے مال لوٹ لیا ہمکو قید کیا بیگناہ قید ہین کوئی کہتا ہی مین شاہزادہ ہون بیکسی سے مرنے پر آمادہ ہون یہ رہزن پکڑ لائی اس راہ مین آنے کی سزا پائی ایرج نے سب کو قید سے رہا کیا سب جوان کلمہ پڑھکے بصدق دل مسلمان ہوئے ممنون احسان ہوے ایرج کو بڑی خوشی حاصل ہوئی دو ہزار جوان صاحبان لیاقت جری بہادر صف شکن تیغزن انکو ہمراہ لیکر باغ مین آئے سمن بر نے کنجیان خزانہ کی حاضر کین کہا بسم اللہ ان کوٹھون کو کھولیے ایرج نے کوٹھا کھولا تلواریں سپرین خود چار آئینہ نیزے بہت نکلے دوسرا کوٹھا کھولا اسمین صندوقچے جواہرات کے نکلے ایک صندوقچہ اسپر غلاف مخمل کاشانی کا چڑھا ہوا ایرج نے اُسی صندوقچہ کو اپنے دست حق پرست مین اُٹھایا غلاف اُتارا دیکھا اسپر لکھا ہی کہ

اس صندوقچہ مین عجیب نعمت ہی جو اسکو پائے کلاہ فخر اپنی آسمان پر پہونچائے یعنی بانیان طلسم اسکندری نے ایک تختی الماس کی بنائی اسپر حروف لکھے اُنکی تاثیر یہ ہی کہ وہ تختی جسکے گلے مین ہو اگر ساحری جمشید قبر سے اُٹھ آئین اور سحر کرین اُس شخص پر بالکل تاثیر نہو کوئی ساحر اسکا مقابلہ نہ کر سکے ایرج نے شاپور کو اپنے پاس بلایا کہا دیکھو برادر خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا اپنی عنایت سے دور دل کا ملال کیا یعنی اسمین لوح محفوظ ہی اسوقت طبیعت بہت محظوظ ہی شاپور نے کہا آپ صاحب اقبال ہین بسم اللہ جلد کھولیے خدا نے یہ تحفہ اپنے خزانہ غیب سے دلوایا جب حضور ارشاد فرماتے تھے کہ مین طلسم مین جاؤنگا بہت خوب کہتا تھا لیکن دل تھراتا تھا کہ حضور مقدمہ طلسم مین ہزارون خرابیان ہونگی کوئی تحفہ پاس ہوتا اب عنایت پروردگار سے یہ ہوگا کہ سحر ساحران تو حضور پر تاثیر نہ کریگا وہی بے نیاز کارسانہ لوح طلسمی بھی دلوائیگا اب شاہزادہ ایرج نوجوان نے لوح محفوظ کو بخوشی گلے مین پہنا سمن بر سامنے موجود ہی اسکو جو حال لوح محفوظ ثابت ہوا بہ خطر عرض کی ای شہریار اسی وجہ سے ملکہ مرآت جادو یہان اکثر آتی تھین بہ عنایت و شفقت فرماتی تھین کہ اے ثمرات ہماری جان تمھارے سپرد ہے تم ہر کس و ناکس کو اس باغ مین نہ آنے دیا کرو لیکن یہ وہ جلاد صاحب بیداد تھی کہ ہر روز دس پانچ بندگان خدا کو گرفتار کر کے لاتی تھی اُنسے مزے اُڑاتی تھی جب وہ مرد کمزور ہو جاتا تھا اسکو قید خانہ مین بھیجدیتی تھی پھر خبر نہ لیتی تھی آج اُس بدعت کا ملعونہ کو ثمر حاصل ہوا لیکن امیدوار ہون کہ کنیز کو بھی ہمراہ لیجیے ایرج نے کہا ہم احسان فراموش نہین ہین انشاء اللہ تم کو جادوگرونکا افسر بنائینگے تا بہ طلسم اسکندری سے چلینگے استادان سخنور نے اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرمایا ہے کہ اب ہمراہ ایرج نوجوان چار نامور صف شکن شاہ و شہریار زادے کہ جنکو قید سے رہا کیا موجود ہین چالیس جادوگرنیون کی افسر ملکہ سمن بر کو قرار دیا مال و اسباب کو بار کرایا ملکہ انجم ماہ رخسار کا طرز خیال ہی دوسرے دن اس شوکت و شان سے طرف اُسی کوہ فلک شکوہ کے روانہ ہوے

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ مرآت جادو بادشاہ طلسم اسکندریہ کے بیان ہوتے ہین خمسہ

طبع سنبل کدہ کا ہست پریشان از من
گہ کدورت بدل کوہ و بیابان از من

چہ کنم من کہ نہ صحرا نہ گلستان از من
نہ ہمین می رہدان نوگل خندان از من

میکشد خار ہمین بادیہ دلان از من

لطف ہی یہ ستم آلودہ کرم ہین آزار
دل کہین اور ہی بیٹھا ہے بغل مین ناچار

ایکدم بھی تو نہین شوخی بیجا سے قرار
با من آمیزش او الفت موج ست کنار

روز و شب با من و پیوستہ گریزان از من

کسکو ڈھونڈھوں کہان جاؤن کہ باقی نہین دم — کیا کرون اُٹھ نہین سکتا ترے کوچے سے قدم
وقت رحم و دم الطاف ہی ہنگام کرم — قمری ریختہ بالم بہ پناہے کہ ردم

تا بہ کے سرکشی ای سرو خرامان از من

اب تلک صدمۂ الفت سے نہین ہون آگاہ — کچھ بھی دشوار نہین میری گرفتاری آہ
کوئی دلدار ہوا ورکوئی ادا سے دلخواہ — بہ تکلم بہ خموشی بہ تبسم بہ نگاہ

میتوان کرد بہر شیوہ دل آسان از من

کرتے ہین رند قدح کش مری صحبت سے حذر — ایسے ناکام کے جینے سے تو مرتا بہتر
جل رہا ہون مجھے کیا آتش دوزخ سے ضرر — نیست پرہیز من از زہد کہ خاکم بہ سر

ترسم آلودہ شود دامن عصیان از من

کف کشادہ ہی پر افسوس نہین دست کرم — ہین گدا لیک شہنشاہ اقالیم ہمم
گر کوئی لے تو ہین جان دینے تلک حاضر ہم — گرچہ مورم ولے آن حوصلہ با خود دارم

کہ بہ بخشم بود ار ملک سلیمان از من

قابل چارہ نہیں ہی مرا احوال سقیم — رہ گئے سر پیھر کے سارے اطبائے فہیم
تجکو مومن کی سی لفعہ ہی نہ دلیا تو حکیم — اشک بیہودہ مریز این ہمہ از دیدہ کلیم

گرد غم را نتوان شست بہ طوفان از من

واضح ہو کہ ملکہ مرأت جادو بعد روانہ ہونے ملکہ انور جادو کے حیران و پریشان غم مین دختر کے اشک ریزان تخت پر متمکن ہی ساتھ والیون سے کہہ رہی ہی کہ صاحبو کیا قیامت کا دن ہی کہ اول سوزن جادو کو روانہ کیا وہ واپس نہ آئی ہمشیرہ صاحبہ ملکہ انور جادو چمک کر گئین انکو بھی گئے ہوئے عرصہ ہوا واپس نہ آئین اب دل بیتاب ہی نہایت پیچ و تاب ہی سُننے والون کے کان بہرے اگر انپر کوئی افتاد پڑگئی برادری کے سامنے منھ کالا ہوگا ہر ایک طعن کریگا کہ بہن کو قتل کروا ڈالا اپنی بیٹی کا کچھ نہ کر سکین بہن کا پاس نہ کیا کیسی مصیبت مین پڑی ہون اور حالات مسلمانان جو تواریخ مین ملاحظہ سے گذرے اُنکو پڑھکر قلب تھراتا ہی جس ملک پر ان لوگون نے لشکرکشی کی اُسکو مٹایا خاک مین ملایا ملک عظلی آباد مشہور ہی کہ سترہ لاکھ ساحران زبردست وہان رہتے تھے بادشاہ مالک بن زردشت منتظم ساحرون کا عاقل اپنے مذہب کے علم مین فاضل اسکا بھی گھر دختر بلند اختر نے تباہ کیا وہ جوان نبیرہ حمزہ صاحب فوج و لشکر مالک تیغ و سپر اُسکو ہمت ہارے خیال مین نہ آیا بہن کو بھیجدیا وہان بڑے بڑے لوگ موجود ہین کیا کھیل ہی کہ اتنے بڑے لشکر سے ان

کو پکڑ لائین اور ہم ملکے عزیز خلل نہ دین یہ ناممکن ہے کیون صاحبو تمھاری کیا صلاح ہو اس تدبیر مین کیا فلاح ہو
کہ مین خود جاؤن اُس نگوڑے جلاد کو خود پکڑ لاؤن سب نے کہا حضور ہم کیونکر کہین لشکر حمزہ مین بڑا انتظام ہو
جب وہ لوگ خداوند سے برابر لڑتے ہین کیسے کیسے معرکے پڑتے ہین وہ اور کسی سے دبین گے ہر ایک سے سرکشی کرینگے
اگر دشمن وہان گرفتار ہو جائین تو طلسم کی تباہی ہو اب حضور تدارک نہ کرین خاموش ہو رہین ہم مین سے کوئی
جائیگا مفصل خبر لائیگا جو مناسب ہوگا تدبیر کیجائیگی طبیعت تسکین پائیگی مرأت جادو نے کہا آئینہ دل پر
غبار ہی صاف آئینہ ہی کہ اُسپر کوئی افتاد پڑی ساتھ والیان بڑی بڑی جادوگرنیان ہین اگر ایک بھی واپس آتی
دل تردد منزل کو تسکین ہوتی اب مجھکو کچھ نہین بن پڑتا مین خود جاؤنگی بہن کی خبر لاؤنگی یہ باتین ناتمام تھین
کہ سموم جادو بدحواس ہوا کی طرح اُڑتی ہوئی آئی سامنے ملکہ مرأت کے گر پڑی مرأت نے کہا خیر تو ہی سموم نے کہا
ساری ہوا بگڑ گئی ملکہ انور جادو قتل ہوئین اول سوزن نے بڑا کام کیا عین لشکر مسلمانان سے جاکر
ایرج نوجوان کو گرفتار کر لائی شاہزادی قلعہ انجم حصار ملکہ انجم ماہ رخسار نے سوزن کا رشتۂ حیات
قطع کیا نگوڑے مسلمان کی پہلو مین لیکر بیٹھی وہان آپ کی ہمشیرہ پہونچین انجم و ایرج و شاپور عیار کو
پکڑ لیا ایک پہاڑ پر آکے ٹھہرین قصد کیا طلسم کشا کو قتل کرین عین وقت پر وزیرزادی ملکہ تبران کی
شگوفہ سحرساز آئی ملکہ انور کو قتل کیا آپ بی انجم دھگڑے کو لیے ہوے بالاے کوہ صحبت آرا ہین سب
کنیزین نمک حرام شریک ہوئین مجھکو تاب نہ آئی چھپکر بھاگی کہ جاکر حضور کو خبر کرون یہ سنتے ہی مرأت
جادو غصہ مین تھرائی کہا صاحبو غضب ہوا بی ماہ رخسار کو یہ دن نصیب ہوا کہ طلسم کشا کو پہلو مین
لیکر بیٹھی ہین دھگڑے کی محبت مین ملکہ انور جادو کو قتل کرایا ہمارا خیال نہ آیا ابھی جاکر دیکھو تو کیا
حال کرتی ہون قلعہ انجم حصار مین آگ لگا دونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی سموم جادو نے عرض کی
حضور وہ قلعہ مین نہین ہین اُسی کوہ فلک شکوہ پر جہان ملکہ انور جادو قتل ہوئین وہین سامان
عیش و نشاط مہیا کیا ہی پہلو مین طلسم کشا کے بیٹھی بیخوف و خطر مالک کا خیال نہ حضور کا ڈر مرأت نے کہا
اب سب خوف ہو جائیگا یہ کہکر فوراً تخت سحر پر سوار ہوئی آمادۂ حرب و پیکار ہوئی بارہ ہزار جادوگرنیان
ہمراہ ہین سموم جادو سے کہا چل بتلا دے اُس باغی کیصورت کھا دے سموم آگے بڑھی گویا آندھی چلی
ہوا مین بھری ہوئی بجلی جھلکتی بارہ ہزار کا لشکر پشت پر روارویی کرکے سب تلاش مین ملکہ انجم ماہ رخسار
و ایرج عالی وقار کے چلین لیکن ملکہ انجم ماہ رخسار ہی کوہ فلک شکوہ پر جہان انور جادو قتل ہوئی تھی
بیٹھی ہی چالیس کنیزین ہمراہ یاد مین ایرج نوجوان کے حال تباہ تحریر کر چکا ہون کہ ایرج نوجوان شکار
کا وعدہ کرکے یہان سے گئے باغ مین مرأت جادو کے پہونچے وہان سے کوچ کر چکے ہین مگر ملکہ انجم

بیقرار ساتھ والیون سے کہہ رہی ہے فلک نے گرفتاری دکھائی نہین معلوم شاہزادے پر کیا گذری ایسا نہو راہ مین کوئی اور ملازم ملکہ حرائت کا ملجاے دشمنون کو گرفتار کرے تو کیفیت مشکل ہو کس طرح تسکین دل ہو اگر مین برائے تلاش جاؤن ایسا نہو وہ اسطرف آئین مجھکو نہ پائین تو پھر کیسے گھبرائین کچھ بن نہین پڑتا کنیزین کہتی ہین حضور وہ خوبصورت ہین صاحب لیاقت و شوکت ہین کسی اور سے دل لگا لیا ہوگا اب اُنکا آنا دشوار ہے تردد بیکار ہے انجم نے کہا ظاہرا تو بیوفا نہین ہین آیندہ ہماری تقدیر اُنکی محبت مین بادشاہ ظالم کو اپنا دشمن کیا اب بھی ہمارا خیال نہو تو مقام تعجب ہے یہ باتین کر رہی ہے دم محبت کا شاہزادے کے بھر رہی ہے شب ہجر دور دراز ہوتی ہے تڑپ تڑپ کر کاٹی جب صبح لبون پر آیا تب سحر فراق نے منھ دکھایا انجم کے مُنھ پر ہوائیان آنکھون مین حلقے چہرہ زرد ہونٹھون پر آہ سرد دل مین درد بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان اب انجم کو یقین کامل ہوا کہ ہمارا ستارہ گردش مین آیا فلک نے اس ماہ اوج صاحبقرانی سے جدا کیا آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے آنچل دوپٹہ کا مُنھ پر رکھکے بیقراری مین چیخ مار کر روئی کنیزین سمجھانے لگین حضور اسقدر بیقرار نہو جیے شاید شکار کی جستجو مین راہ فراموش کی ہو یہان کی رسم وراہ سے وہ ماہر نہ تھے بیشک وہ راستہ بھولے ہم لوگ جائین تلاش کر کے لائین حضور کے رونے سے کلیجہ پھٹتا ہے ملکہ انجم نے کہا ہماری تقدیر کی خوبی گھر بار چھوٹا سختی اُٹھائی اس پہاڑ پر شب بسر کی ہم آپ جاکر تلاش کرینگے تلوے تپکسا رہے ہین پاؤن لیک رہے ہین آنکھین اشارے کرتی ہین وہ صورت زیبا دکھاؤ ہاتھ دستگیری چھوڑتے ہین گریبان چاک کرنے پر آمادہ ہین حقیقت مین

نظم مصنف

تنگ جامہ دری دپاس عزیزان کیسا	دامن یار سے چھوٹے تو گریبان کیسا
پاؤن پر پڑکے مجھے دشت مین بہلایا ہے	میرا مشتاق تھا ہر خار مغیلان کیسا

دیگر

زلف رخ کی عاشقون کو فکر صبح وشام کیا	رند مشرب ہین ہمارا کفر کیا اسلام کیا
اپنی ہستی مٹ گئی ہمکو دوئی سے کام کیا	ہے انا المحبوب لب پر نامہ و پیغام کیا
کچھ خبر دیتا نہین اُسکی دل آگہ مجھے	وحی کیسا بند اب موقوف ہے الہام کیا
ہم سبکدوش کو لا سکتا نہین تو دام مین	طائر نکہت ہون اے صیاد اسیر دام کیا
میرے دل کی طرح سے جلجائے تو آوے قرار	کروٹین لیتا ہے تابے پر کباب خام کیا
یا د چشم یار نے تو ہمکو اندھا کر دیا	یہ بھی ہم واقف نہین ہین صبح کیا اور شام کیا
سنتے ہی پیغام برسے مین تڑپ کر مر گیا	تھا قلق پیغام جانان موت کا پیغام کیا

ان اشعار نے اور آگ بھڑکائی جان بیقرار لبون پر آگئی قریب تھا کہ انجم ماہ رخسار اپنے کو ہلاک کرے کہ آسمان سے

ہرات جادو مع بارہ ہزار ساحرہ آگے آگے سموم جادو چلی وہین سے للکارتی ہوئی بی انجم اب کہان جاؤگی ملکہ انور کو قتل کرایا کچھ ملکہ عالم کا خوف نہ آیا انجم ماہ رخسار نے جوان سب کو آتے ہوئے دیکھا آمادۂ مرگ وہیاے قضا ہوکر اُٹھی چہار طرف سے ملازمان ہرات نے آکر گھیرا سحر چلنے لگا انجم لڑتی بھڑتی پہاڑ سے اُترنی چاہتی ہے نکل جاؤن لیکن ہرات بادشاہ طلسم اسکندریہ ہے سب جال اُسپر کمینہ ہوچکا زمین کو ہلا دیا چاہتی ہے انجم کو گرفتار کرون لیکن چہار جانب دیکھ رہی ہے بڑی حیرت ہے کہ وہ جوان قاتل ساحران صاحب شوکت وشان کیا ہوا وہ چھپنے والا نہین کنیزین ملکہ انور جادو کی بھاگ بھاگ کر سامنے ملکہ ہرات کے آئین عرض کر رہی ہین حضور ہم واسطے خبر دینے کے حاضر ہونے کو تھے لیکن بی انجم نے ہمکو نہ آنے دیا بی سموم تو ہوا خواہ ہین مثل آندھی کے نکل گئین اگر وہ ہم سے اطلاع کرتین ہم بھی اُنکے ساتھ جاتے اب ہم حضور کے تابعدار ہین یہ کہکے انجم پر وہ سب سحر کرنے لگین چہار جانب سے اس اکیلی پر بلوہ ہوا ہرات جب سحر کرتی ہے انجم کو دفع کرنا مشکل ہو جاتا ہے قلب تھراتا ہے ایک طرف سے کنیزون کی جاؤن جاؤن جادوگرنیون کی کائون کائون ساحران غدار کا بلوہ یہ بیچاری بیکس وتنہا مونس نہ غمگسار نہ یار نہ مددگار اکیلی سب کے سحر دفع کر رہی ہے ہرات جادو سے بھی بچنے کی تدبیر کرتی ہے مگر کئی زخم کھا چکی سر سے خون جاری ہے شانہ زخمی آگ برس رہی ہے ابر چھایا ہوا تنہائی کا خیال شاہزادۂ والاقدر کے گم ہونے کا ملال عجب مصیبت مین انجم ماہ رخسار مبتلا ہے ہرات جادو آواز دیتی ہے اسکو جلد گرفتار کرو اس گیسو بریدہ نے ہمارا پاس نہ کیا سوزن جادو کو تنہا پاکر مارا جلد اسکی مشکین باندھ لو گرفتار کرکے کشان کشان لیچلو بکرا و انجم اپنے دھگڑے کو کہان چھپایا انجم ماہ رخسار بادشاہ قلعہ انجم حصار غصہ مین کچھ جواب نہین دیتی زخم کھا رہی ہے لڑکھڑا رہی ہے کس کسکو روکے ہرات کو کیونکر ٹوکے حیران پریشان لرزان ترسان موت کا سامنا فراق محبوب ہجر مطلوب دل کو یقین موت خوشی فوت عقل کو زوال یادِ زلف بس جان وبال آخر مجبور ایک نخل کے سایہ مین آکر ٹھہری سحر کر رہی ہے مگر یقین ہے گرفتار ہوجاؤنگی ای انجم افسوس بوقت آخر جمال بے مثال اُس شیر بیشۂ جرأت کا نہ دیکھا اگر سامنا ہوتا کہدیتی کہ حضور ہمارا خیال نہ کیجیو گا ہوسکے تو لاش کو دفن کرانا جنازے کو کاندھا دینا قبر پہ ہاتھ رکھکر فاتحہ پڑھنا جب کبھی آے نام ہمارا لیکر یاد کرنا اس حسرت مین ایسے کلمات زبان پر جاری عالم بیقراری مین طرف آسمان کے دیکھا دل کو رجوع کیا عرض کی اے

معبود حقیقی ای رب حقیقی خالق کارساز اس مصیبت سے بچائے نظم		الٰہی من ترا دائم دگر ہیچ
زبان چون خط ترسا مپیچ در ہیچ	ترا خواندن نہ حد ہر زبان است	اگر خورشید تابانش دہانست
نہ عالم میشود داندام بے درد	نہ بادم مے برد خاکستر سرد	نسیمی میکند ز آلودگی پاک
مگر لطفت کہ دربانست بیباک	ز آب و تاب عکسش کافی است	دل مردم ز تابش داغ یابست

پس مژگان کمین گاه دلم بود	که مژگان تیر جان غافلم بود	گرفتم طفل اشکے برزخم جست

کہ غم در منزلست و پاسبان ست بیقرار ہو کر روئی دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا دیکھا ملکہ انجم ماہ رخسار نے صحرا سے گرد اڑی مگر گرد عظیم تمام صحرا تاریک ہو گیا روے آفتاب مخفی ہوا نظم

از دامن دشت کوه اورنگ	گردے برخاست تو بتا رنگ	از دامن دشت آن غبارے

رخساره نمود شہریارے

لقد روح روان قاسم عالیشان نور نگاه صاحبقران شاہزادہ ایرج نوجوان مرکب بادرفتار پر سوار پشت پر تین ہزار جوانان جرار ایک جانب ایک ساحرہ حسین مع چالیس جادوگرنیون کے سامنے سے نمایان ہوئی شاپور نے دیکھا زیر کوه آگ بھڑک رہی شعلے چمک رہے ہین ہزارہا نخل جلے ہوے پڑے ہین ایرج نوجوان نے فرمایا اے برادر شاپور دیکھو تو یہ کیسا ہنگامہ ہے ملکہ انجم ماہ رخسار اس کوه سے اتر کے کہان گئین شاپور نے بلندی سے دیکھا ملکہ انجم ماہ رخسار دریاے خون مین نہائی ہوئی یکہ وتنہا ایک نخل کے سایہ مین کھڑی ہوئی جھوم رہی ہے اور شاپور شیر دل نے ملکہ مرأت جادو بادشاه طلسم اسکندریہ کو بھی پہچانا عرض کی کہ اے شہریار ملکہ انجم کو مرأت جادو کے لشکر نے گھیر لیا ہے دشمن اس کے قتل ہوا چاہتے ہین ہمارے آپ کے جانے کے بعد یہ آفت برپا ہوئی کسی نے خبر پہونچا دی ہوگی آکر اس نے گھیر لیا ایرج نے وہین سے مرکب بڑھایا نعرہ کیا او مرأت جادو خبردار ملکہ انجم ماہ رخسار پر دست انداز نہ ہونا سمن بر نے پوچھا حضور یہ کیا معرکہ ہے ایرج نے کہا اے سمن بر ملکہ انجم ماہ رخسار بادشاه قلعہ انجم حصار ہماری دوست صادق محب واثق یہان ٹھہری ہوئی تھین کفار نے گھیرا ہے نہین معلوم ان کو کیونکر معلوم ہوا ہمین جستجو کرنا واجب ولازم ہے یہ کہکے تلوار کھینچکر لشکر ساحران غدار پر جا پڑے سمن بر بعد کروفر چالیس جادوگرنیون کو لیکر سحر کرنے لگی ایرج نوجوان کے گلے مین لوح محفوظ پڑی ہوئی اسکے سبب سے کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا جس نے بڑھکر سحر کیا ایرج نے تختی کو چمکا دیا سحر الٹا پلٹا سینہ پر اسی کے جا پڑا توڑ کر پار گذرا دوسری طرف بھی ایرج نے ہاتھ تلوار کا مارا اسنے سپر سحر کو چہرے کی پناه کیا تیغہ دودمہ اسکندری تڑپ کر گرا سپر کٹی ساحر نے چاہا بھاگون موت دامنگیر تھی جہنم واصل ہونیکی ناریکے یہی تدبیر تھی تلوار گری دو ٹکڑے ہوے لاشہ چلا آواز اسکے مرنیکی آئی دو چار کو سمن بر نے مارا اسکو شاپور نے للکارا تھوڑے عرصہ مین سو جادوگر مرأت کے مارے گئے حیران کہ یہ کیا معرکہ ہے اس جوان پر سحر نہین تاثیر کرتا پھر سوچی جن لوگون نے سحر کئے اس سے بھی ایرج کو ضرر نہ ہوا لڑتی بھڑتی سمن بر پر جا پڑی سمن بر نے کئی سحر دفع کئے مگر وہ بادشاه طلسم مرأت نیچہ کھینچکر قریب پہونچی ہاتھ مارا سمن بر نے ہر چند چاہا روکون مگر نیچہ چمک کے سر پر گرا سر بچی زخمی ہوا چاہا اس ملعونہ نے کہ سر کاٹ لون ایرج نوجوان نے دور سے دیکھا نعره کیا مین آپہونچا او مرأت ایک موے جسم سمن بر کا اگر کم ہوا قیامت

برپا کرونگا یہ فرما کر گھوڑے کو کوڑا کیا مرکب طرارہ بھر کے سامنے مرات کے آیا سمن بر لوہٹ گئی مگر ساحران مرات
نے ایرج نوجوان پر بلوہ کیا کئی افسران فوج ہاتھ سے شاہزادے کے واصل جہنم ہوئے مرات نے بھی خوب خوب
سحر کئے مگر ایرج پر تاثیر نہوئی گھبرا گئی ای مرات یہ کیا ماجرا ہے سحر کسی کا اس جوان پر تاثیر نہین کرتا اس عرصہ مین ایرج
کئی سردارون کو مار کر قریب مرات پہونچا مرات نے تیغہ سحر کا ہاتھ لگایا ایرج نے سپر پر روکا نیام انتقام سے تیغہ برق
مثال کھینچا مرات کو آئینہ شمشیر مین جلوہ عروس مرگ دکھائی دیا گھبرائی ہے ہے کیا کرون کیونکر بچون مگر سپر سحر کو اٹھا دیا
کلواچھیرون کو یاد کیا تلوار تڑپ کر گری سپر سحر کے دو ٹکڑے کرتی ہوئی سر پر مرات کے پڑی زخم کاری کھایا تڑپ
کر اپنے کو زمین پر گرا دیا ایرج نے چاہا چھاتی پر چڑھ بیٹھون چیر کر پھینکدون مگر یہ ساحرہ زبردست ہے تڑپ کر نکل گئی
سر سے خون بہتا ہوا چمک کر بلند ہوئی ساحرون کو آواز دی صاحبو نکل چلو اس ظالم جلاد سے جان بچاؤ نہین معلوم کیا
سبب ہے سحر تاثیر نہین کرتا تیرھوین صدی کا زمانہ سہ رات کا بہانہ ہے ساحر فرداً فرداً اڑے چشم زدن مین بازو
عقاب بنکر ہمراہ مرات نکل گئے ایرج نے چاہا پیچھا کرین ممکن نہوا بہت جلد ساتھ والے نکل گئے ایرج پلٹے دیکھا ملکہ انجم
ماہ رخسار زخمون مین چور ایک نخل کے سایہ مین پڑی ہے ایرج نے بازو تھام کے اٹھایا انجم نے آنکھین
کھولین ماہ برج صاحبقرانی کو اپنے سر پر پایا آنکھون مین نور قلب کو سرور شاہزادے نے
حکم دیا بہت جلد بارگاہ استادہ کرو فوراً بارگاہ استادہ ہوئی سمن بر کو حکم ہوا باحتیاط تمام
ملکہ انجم کو بارگاہ مین داخل کیا زخم بندیان ہوئین سرداران تہمتن آکر فروکش ہوئے ایرج نوجوان
سے ملکہ انجم نے تمام کیفیت پوچھی شاہزادے نے تمام حال لوح محفوظ کے ملنے کا بیان کیا انجم
کو بڑی خوشی ہوئی کہا آپ صاحب اقبال ہین لیکن حضور بدون حصول لوح طلسمی طلسم کا فتح ہونا دشوار
ہے یہ لوح محفوظ ہے کنیز نے اپنے بزرگون سے اس کے حالات سنے ہین جس کے پاس یہ لوح ہوگی
اس پر کوئی سحر تاثیر نہ کر سکے گا مرحلہ جات پر یہ کام نہ کریگی ایرج نے فرمایا اے انجم تم لوگ عقل کی قائل ہو ہم
تکیہ اپنے رب اکبر پر رکھتے ہین جو اسکے نزدیک مناسب ہوگا اپنے بندہ کے واسطے سوائے بہتری سے
خلاف نہ کرے گا ماں باپ سے ستر درجہ مہربان ہے ہر حال مین اسی کا احسان ہے کس فکر مین تھے کہ لوح
محفوظ ہاتھ آئی لوح طلسمی بھی ملیگی اگر ہم طلسم اسکندری کے فتاح ہین اس راہ عجائب و غرائب کے سیاح ہین
فتح کر لینگے ورنہ اسی حیلہ مین جان دینگے ملکہ انجم نے کہا تمھارا اچھا ہوا جلد سامان لشکر کشی کرو تا بہ طلسم جلد پہونچین
زخمی ہو کر گئی ہے فساد برپا کریگی مطمئن نہ ہونے پاوے کہ ہم پہونچ جائین انجم نے عرض کی دو روز کی حضور مہلت دین
مین انجم حصار سے فوج بھی طلب کرون ایرج نے کہا جو کچھ منظور ہو جلدی واجب و لازم ہے انجم
نے اسی وقت ایک کنیز کو نامہ دیکر طرف انجم حصار کے روانہ کیا چونکہ ملکہ انجم وہان سے قید ہو کر آئی تھی

قلعہ مین کھلبلی ہی یہ مشہور ہوا کہ ملکہ انور جادو بادشاہ کو اور جہان تازہ وارد کو گرفتار کر لے گئی خلقت پریشان دار الامارۃ شاہی مین سناٹا ہر ایک کو خوف جان ہر مقام پر یہی ذکر ہو رہا ہی کہ مرأت جادو ہم سب کو قتل کریگی کیونکر ہم سبھون کی جان بچے گی اس تردد مین سب تھے کہ اس کنیز نے آکر مژدہ فرحت افزا پہونچایا کہ ملکہ نے مع شاہزادہ ایرج نوجوان کے رہائی پائی خود مرأت لڑتی بھڑتی آئی تھی اُسنے بھی شکست کھائی مثل صید خائف بھاگی اب ملکہ نے اہالیان لشکر کو طلب فرمایا ہی طلسم پر لشکر کشی منظور ہی افسران فوج مخفی ہوے تھے وزرا امرا موجود نہ تھے سب کی یہی صلاح ہی کہ ملکہ کو عرضی لکھو کہ آپ یہان آکر ایک ہفتہ مقام کیجیے سامان فوج و لشکر کا ہو جاے ہر ایک کی یہی خواہش ہی حضور کے ہمراہ رہین قدم اقدس پر جان نثار کرین یہ جواب اہالیان شہر سے جب ملکہ کو پہونچا انجم نے ایرج نوجوان سے عرض کی حضور مین قید ہو کے آئی تھی اہالیان شہر بہت بیقرار ہین حضور وہان تشریف لے چلین بعد ایک ہفتہ کے سامان لشکر کشی ہوا ایرج نوجوان بموجب کہنے انجم کے قلعہ انجم حصار پر آکر پہونچے بیرون شہر بارگاہ استادہ ہوئی اہالیان شہر کو یہ خبر پہونچی جو بخوف جان وہان سے بھاگ گئے تھے خیل خیل آکر حاضر ہوئے ایرج نے تمام مردان عالم کو سرفراز فرمایا اب صلاح ہوئی بعد ایک ہفتہ کے برسر طلسم اسکندری لشکر کشی ہوگی تیاریان ہونے لگین یہان تو سب تیاریون مین مصروف ہین

دو کلمہ داستان شوکت بیان ملکہ مرأت جادو و ملکہ بران شمشیر زن کے بیان ہوتے ہین خمسہ

خار صحرا جو چبھے خار چمن بھول گئے — تیر جو کھاتے تھے ای تیر فگن بھول گئے
تیغ سے تیر جو لگتے تھے سخن بھول گئے — تیرے جور و ستم ای عہد شکن بھول گئے
لیکے غربت مین یہ پالے کہ وطن بھول گئے

اد چھپے زخمون سے ابھی جان ہی باقی ہم مین — نہ تو مرتے ہین نہ جیتے ہین پھنسے ہین غم مین
اب وہ آتے نہین جو فیصلہ ہوا کٹ مر مین — جان کیا مفت گئی صید کہ عالم مین
نیم جان کرکے ہمین صید فگن بھول گئے

تری آنکھون نے کیا آہوؤن کو بھی برباد — بند ہو گئے رشتہ نظارہ سے سب ای جلاد
پاون کیا اُٹھین اُٹھین دشت ختن ہی نہین یاد — ہاے کیا ہوش ربا ہین تری آنکھیں صیاد
چوکڑی کیا کہ ہرن راہ ختن بھول گئے

باغبان پھولا ہی کہ اس فصل مین ایسا گلزار — سیر کرتے ہی مرے دل سے گیا صبر و قرار
لیک اس دم جو مرے ہاتھ جنون مین اک بار — چاک کرتے ہی رہے سینے کو تا فصل بہار

دست وحشت مرا پیراہن تن بھول گئے

کیوں خفا ہمسے ہوا ای جان ادھر تو دیکھو
کی جو توبہ شکنی وجہ بھی اسکی سن لو
نشہ میں ہوش کہاں رہتے ہیں تم سوچو تو
ہم جو میخانہ سے مستی میں گئے مسجد کو
توبہ ای شیخ توبہ شکن بھول گئے

محو تجھ گل پہ جوانان چمن ہیں بالکل
روے گل زرد پریشان ہے غم سے سنبل
تیرے جوبن سے غرض حال گیا سب کا کھل
ہنسکے چلتے ہیں تری راہ میں کلیلیں ای گل
تیرے کوچہ میں ہزاروں کو چمن بھول گئے

سمجھے زخموں کا مرے بھید نہ اصلا جراح
آج بیفائدہ ہو جائینگے رسوا جراح
زخمی زلف ہوں میں کرتے ہیں یہ کیا جراح
کاشغر سے جو منگاتے ہیں سپیدا جراح
میرے زخموں کے لیے مشک ختن بھول گئے

نہ دہن ہونے کی تیری جو ہوئی ہے شہرت
سچ ہے اس بات میں لوگوں کو عبث ہے حیرت
کھنچی جب شکل تری ای صنم خوش قسمت
محو اس درجہ ہوئے دیکھکے تیری صورت
چہرہ پرداز ازل نقش دہن بھول گئے

جب تلک پاس کھڑا اسکے گلستان میں ہیں
سب یہ تسبیح رہی بزم سخندان میں ہیں
قید حسبدن سے کیا خانۂ زندان میں ہیں
اس قدر مشق رہی نالہ و افغان میں ہیں
یاد محبوب میں ہم طرز سخن بھول گئے

لوز دندان بسل اب نہیں کچھ یاد ہمیں
لب رنگین سے عقیقوں کو بھی کیا نسبت ہیں
ہمتو عاشق ہیں ترے ہمکو وہ کیا یاد رہیں
دانت ہونٹوں سے نظر آ جو گئے ہنسنے میں
تو سہیل اور عقیق اہل یمن بھول گئے

ترے عشاق ہوے تیغ پہ جس دم مائل
ہوے فردوس میں سب پاکے شہادت داخل
کھل چلا تھا چمن خلد میں کچھ غنچۂ دل
چمن جوہر تیغ آئے جو یاد اے قاتل
شہدا کو وہاں جنت کے چمن بھول گئے

پیرہن زیست میں جو چاک کیے حد سے فزون
ہاتھ شل ہو گئے ہیہات میں اس رنج میں ہوں
امتحان کام مرے زور ترا اب دیکھوں
دم خفا زیر زمین ہے مدد ای دست جنون
اتنا چاک گریبان کفن بھول گئے

ای جنون دشت مین یاد آتے ہین وہ دن ہر دم
لیتے تھے بوسۂ سیب ذقن اسکا پیہم
گر وطن پہونچے تو جانینگے مزہ پھر بھی ہم
دشت غربت مین رہی ہی جو غذا حنظل غم
ای جنون ہم مزۂ سیب ذقن بھول گئے

آتش افروز بیان انکی نہین یاد ای دلبر
داغ تو مجھکو جلاتے ہین مگر شام و سحر
جھوٹ ہرگز نہین انصاف ذرا تو ہی کر
ایک مجمر ہی یہ دل کتنے سمائین اخگر
داغ تازہ جو ملے داغ کہن بھول گئے

ساقیو مین تحریر ہوا کہ ملکہ شگوفہ سحر ساز نامہ راز و نیاز عاشق جانباز لیکر طرف ملکہ بران کے روانہ ہوئی مرائت جادو شکست کھاکر قلعۂ طلسمی مین پہونچی کارگزاردن کو بلاکر حکم دیا کہ اہالیان لشکر جابجا ہیار رہین ساحران نامی آمادۂ حرب و پیکار رہین آمد طلسم کشا قریب ہی یہ معاملہ عجیب و غریب ہی سابق مین طوفان جادو گیا اسنے طوفان اٹھاکر طلسم کشا کو گرفتار کیا اب کیا باعث ہوا کہ طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین کرتا انتہا یہ کہ بدولت نے شکست کھائی بات سمجھ مین نہ آئی یہ ذکر تھا کہ طائران طلسمی آکر پہونچے عرض کی ای ملکہ عالم ثمرات جادو کو طلسم کشا نے باغ مین قتل کیا لوح محفوظ اسکے قبضہ مین گئی تمام مال لدوا کر باغ ثمرات سے لیگیا بی سمن بر طلسم کشا کے ساتھ گئین یہ سنتے ہی مرائت جادو کا چہرہ فق ہو گیا آئینہ رخسار پر گرد ملال غصہ سے رنگ چہرے کا لال کیا پوچھا جو ثابت ہوا طلسم کشا پر سحر نہ تاثیر ہونے کا یہ باعث تھا ارے یہ تبلاؤ باغ ثمرات مین طلسم کشا کیونکر پہونچا ہرکاردن نے عرض کی کہ برائے شکار آیا تھا بی ثمرات عاشق ہوئین اسی عاشقی مین یہ آفت برپا ہوئی شاپور شیر دل عیار اس شیر دلیر کا بڑھیا بنکر آیا بی ثمرات کو مارا خزانہ سے وہ صندوقچہ بھی نکل آیا جسمین لوح محفوظ تھی تین ہزار جوان معتقد تھے انھون نے بھی غلامی اختیار کی وہ لشکر طلسم کشا قرار پایا آپ نے جاکر ملکہ انجم کو گھیرا تھا طلسم کشا باغ سے جاکر شریک جنگ ہوا جب تو حضور کے ساتھ والون پر حوصلۂ جنگ تنگ ہوا اب قلعۂ انجم حصار پر لشکر طلسم کشا کا جاۂ ہی کوچ کرنے کی تیاری ہی یہ سنکر ملکہ مرائت جادو نے ساحرون کو حکم دیا کہ تم مین کوئی ایسا ہی کہ اپنے کو تا بہ قلعۂ انجم حصار پہونچائے لوح محفوظ قبضہ سے طلسم کشا کے نکال لائے اسوقت بہت سے ساحران غدار حاضر ہین ہر ایک نے کانون پر ہاتھ رکھا کہ حضور طلسم کشا تک جانا اور لوح محفوظ کا چھینکر لانا بہت دشوار ہی لیکن سموم جادو جو خبر لیکر آئی تھی یہ جلی ہوئی بیٹھی ہی مجمع ساحران سے اٹھی کہا حضور ایک ہفتہ کی مہلت ملے تو یہ لونڈی جاکر طلسم کشا کو مع لوح محفوظ لائے بعد قتل انور جادو کئی دن خدمت طلسم کشا مین رہی اوقات نشست برخاست سے ماہر ہو چکی ہون مرائت نے کہا ای سموم اگر تو جاکر لوح محفوظ طلسم کشا کو لائے وزیر اعظم اپنا مقرر کرونگی دولت دنیا سے مالا مال کردونگی سموم نے عرض کی حضور کی

سلطنت قائم رہے ہمیں سب طرح کی امید ہے یہ کہکر اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا طرف لشکر طلسم کشا کے
چلی لیکن مہجور فراق دیدہ آفت کشیدہ گرفتار محبس رنج و الم مقید سلسلہ زنجیر اندوہ و غم غزال عزا بر دوش
یعنی ملکہ شیشہ می نوش باغ میں شجر جادو کے دس بیس کنیزیں دل بہلانے کو سمجھانے کو مرات مقرر
کر دی ہیں گویا بطور نظر بند ہے شجر جادو نگہبان رہتا ہے سر کس کے جانے کا حکم نہیں ہے مگر کنیزیں ملکہ کی حاضر
رہتی ہیں ایک کنیز گلشن نامے بہت شگفتہ مزاج یکایک دوڑی ہوئی آئی شیشہ می نوش کا یہ حال دیکھا
کہ جانتک ذکر ایرج نوجوان ہوتا ہے دل دیکھے سکتی ہے نہیں تو سر دھنتی ہے گریہ وزاری بیقراری کر گلشن
دوڑی ہوئی آئی ہے انسے عرض کی حضور ایک خبر فرحت اثر سناتی ہوں ابھی ابھی لونڈی نے مفصل خبر سنی ہے ملکہ
شیشہ می نوش نے پوچھا گلشن کچھ ہمارے مطلب کی بات ہے عرض کی حضور بڑی خوشی کی جگہ ہے دشمنوں پر
آفت آئی فلک نے ساعت نیک دکھائی بی انور جادو آپ کی خالہ امان لڑائی میں قتل ہوئیں مادر مہر
آپ کی گئی تھیں لڑیں شکست کھاکے آئیں طلسم کشا کو لوح محفوظ ملگئی بی مرات بھی عاشق ہوگئی تھیں مگر شکار کر
شیر دل نے بڑھیا نکلے مارا باغ مرات سے لشکر لیکے آئے بی مرات کو شکست دی اب بی مرات پر سب الٹا
اب حضور سموم جادو طرام اٹھا کر گئی ہے کہ میں لوح محفوظ چھین لاؤنگی اور طلسم کشا کو بھی گرفتار کر دونگی یہ سنکر
ملکہ شیشہ می نوش بے اختیار رونے لگی کہا گلشن میں تو قید میں بیٹھی ہوں میں کیا تدبیر کروں دست و پا شکستہ
طائر پر بستہ ہوں یہ تو ظاہر ہے کہ ملکہ بران شمشیر زن انکی معین و مددگار رہیں یا عاشق زار ہیں فنون سحر و ساحری
میں کامل و اکمل انکی وزیرزادی نے آکر بی انور کو قتل کیا اب انکو کسی طور سے خبر ملتی کہ وہ انکی حفاظت کی
کوشش کریں اگر خدا نخواستہ یہ حرافزادی سموم جادو پہونچی اور جاکے اسنے کسی عیاری بیکاری سے لوح ایسی
تو جان انکی بچنا دشوار ہوگی بارہ چہار دہ خواصیں اسوقت خیر خواہ نمک حلال حاضر تھیں سنتے ہی کہا کہ
حضور آپ ملکہ بران کو آگاہ کیجیے ایسا نہو کہ یہ حرافزادی جاکر ہوا بگاڑ دے اگر لوح محفوظ قبضہ سے نکل گئی
پھر بڑی مشکل ہوگی گلشن نے کہا حضور اگر خط دیں میں تا بطلسم نور افشاں خط حضور کا پہونچا دوں ملکہ
شیشہ می نوش نے کہا اے گلشن میں تیری لونڈی ہو جاؤنگی تو جلد خط پاس ملکہ کے پہونچا یہ کہکر قلم دوات منگا لیا
واسطے ملکہ بران کے القاب شاہانہ لکھا بعدہ مرقوم تھا یہ کنیز بے تمیز گرفتار پنجہ تقدیر ذلیل حقیر ہجران
دیدہ آفت کشیدہ از خود فراموش ملکہ شیشہ می نوش کی عرضی خدمت میں پہونچتی ہے مرات جادو نے
سموم جادو حرافزادی کو برائے گرفتن لوح محفوظ سمت قلعہ انجم حصار روانہ کیا ہے برائے خدا جاکر
ہوائے گرم طلسم کشا کے جسم تا نازنین تک نہ پہونچنے دیجیے اگر سموم کا عکس پڑا گل سا چہرہ کمھلا جائے گا
سوائے حضور کے کون دستگیر ہے اس سے بہتر کیا تدبیر ہے جس طرح ہوسکے حضور اپنے کو تا بہ انجم حصار

پہونچا مین خواہ نامہ لکھ بھیجین اس گل گلزار صاحبقرانی سرو بوستان جہانبانی کو ہوائے گرم حوادث روزگار ناہنجار سے بچانا واجب ولازم ہی چند فقرات ایسے لکھکر یہ غزل عاشقانہ تحریر کی غزل نسیم

پابند زلیست تھا نہ اسیر مزار تھا
وہ دن کی بات ہی کہ شریک بہار تھا
وہ دن سے شرمسار رہا اضطراب مین
کچھ دم کو بعکس مہ جو ردائے قرار تھا
ہیبت سے تجھے گرگئے مری جان نکلگئی
جو زخم تھا بشکل شگاف مزار تھا
ای جوش شوق تونے کیا بیہ امیدوار
مین سینہ مزار کا اپنے غبار تھا
منت بھی کی مگر نہ کسی نے مری سنی
میدان مین زبان نکالے جو خار تھا
مشغل خیال یار رہین گردشین مجھے
مین روز بازپرس بھی ننگ شمار تھا
آئے لحد مین بالش ومسند سے ای نسیم

تھا جوش اشتیاق قدبوسی یار تھا
کیون جانتا تھا حسن پریشانیان مری
پاس کفن مجھے نہ لحاظ مزار تھا
اس جسم پر ذلیل کیا تونے ای ہوس
ہر ہر وہان زخم وہان مزار تھا
پاتے تھے اہل درد خبر سرگذشت کی
ورنہ مجھے تہیۂ خواب مزار تھا
برسون رہا زبان صغیر وکبیر پر
مانند قول یار مین بے اعتبار تھا
ای روزگار مجھسے دورنگی تھی کیا ضرور
آیا اسی کے دل مین جو امیدوار تھا
ثابت ہوا کشاکش دنیا سے یہ مین
انجام عیش دہر یہ کنج مزار تھا

کیا پوچھتے ہو اب تو اسیر قفس ہو مین
ای روزگار مین بھی مگر زلف یار تھا
وہ بھی مٹا خیال سیاہی زلف سے
دو استخوان کے واسطے شوق مزار تھا
کرتی تھی مرگ باز دئے قاتل پہ فخر مین
مین بعد مرگ خط جبین مزار تھا
کھٹکا کیا ہون خاک کو بھی خاک ہوگئے مین
میرا فسانہ بھی ستم روزگار تھا
مین نے دہان آبلہ مین اسکو لے لیا
مین حسرت خزان نہ امید بہار تھا
پوچھی نہ مجھسے یار نے کچھ میری سرگذشت
تھے ہیچ چند نام فقط روزگار تھا
ماجرائے فراق انگیز مصیبت خیز

تحریر فرماکر ملفوف کیا سرنامہ پر مہر ثبت کی آخر مین یہ بھی تحریر تھا کنیز از خود فراموش ملکہ شیشہ فریب گلشن کو نامہ دیا کہا جلد لیجا ملکہ بران کی خدمت مین پہونچا گلشن نے نامہ جھولی مین رکھا طرف قصر جمشیدی کے روانہ ہوئی یہان ملکہ بران شمشیرزن باغ نگارین مین داخل ہین شاہزادہ ایرج نوجوان کی خبر کا اشتیاق کہ شگوفہ سحرساز آکر پہونچی مگر ہنستی ہوئی ملکہ بران نے گھبراکر پوچھا کہو لو اکیا خبر لائین عرض کی کہ حضور نے جو کچھ ارشاد فرمایا سب آنکھون سے دیکھا شاہزادہ والا قدر گرفتار ہوگئے تھے لونڈی وقت پر پہونچی انور جادو گرفتار کرکے لیچلی تھی اس سے مقابلہ پڑا آپکے تصدق سے حرامزادی کو قتل کیا مگر حضور مقدمۂ مظلوم سکندری درپیش ہی ابھی ٹیراپس وپیش ہی وہ جانے پر تیار ہین پاس کوئی تحفۂ طلسمی موجود نہین دیکھیے کیا ہوتا ہی دل انکی مصیبت پر روتا ہی ملکہ بران نے کہا ای شگوفہ چلکر مین قبلہ وکعبہ سے کہون فرمان انکا مہری دلواؤن وہ لیکر تم پاس مرات جادو کے جاؤ جس طرح بن پڑے اس لعونہ سے کہو لوح طلسمی شاہزادہ ایرج نوجوان کے حوالے کرے اگر انکے دشمنون کو کسی طرح کا ملال پہونچا مین خود جاکر بی مرات کو سزائے کامل دونگی وہ اس

طلسم کی تاجدار ہین لیکن ہماری خراج گزار ہین ہمکو سب طرح کے اختیار ہین اگر بیحکم ہمارے حکم کے خلاف کیا تو بی مرائت بہت پچھتائینگی ملکہ بران شمشیر زن یہ باتین کر رہی ہین اور قصد ہی کہ جاکر کوکب روشن ضمیر سے اطلاع کرون نام سے ایرج کے دل بیقرار ہو رہا ہی کبھی گھبرا کر فرماتی ہین ای شگوفہ بڑی خرابی تو یہ ہی کہ اُنکے مزاج مین جہالت ہی جو تو نے کہا ہی یقین کامل ہی کہ وہ اُسکے خلاف کرینگے یعنی پہاڑ پر نہ ٹھہر نیکے ہر چند کہ سفلہ مزاجی انکی بہت ناگوار ہی تمھارے کلام سے ثابت ہوتا ہی کہ بی انجم سے بھی محبت ہو گئی آخر انور جادو اُسکے باغ مین گئی انکی تو دشمن تھی مگر انجم کو گرفتار کر لائی نہین معلوم کس طور سے سمجھے ہونگے شگوفہ نے کہا انجم نے تو بڑا کام کیا پہلے تو سوزن جادو جاکر ہمارے شہریار کو لشکر سے پکڑ لائی تھی انجم نے سوزن کو قتل کیا انکو چھین لیا ایک شب وہان گذری تھی کہ انور جادو پہونچی انجم اور انور سے خوب خوب سحر چلے لیکن انور تو مصاحب حیرت تھی سحر و ساحری سے بڑی رغبت تھی انجم گرفتار ہوئی یا تو حضور محبت ہوئی یا رحم دلی کو کام فرمایا ملکہ بران نے کہا یوا شگوفہ ایک تم دنیا مین رحم دل ہو ایک وہ بے حیا بے نصیب اپنے کو کیون مصیبت مین ڈالتی صورت زیبا دیکھکر پھسل پڑی اور انکے مزاج کی تو مین کیا شکایت کرون خیر کبھی سامنا ہوگا تو پوچھین گے وہ کیا جواب دینگے ہمنے اپنے کو مصیبت مین پھنسایا آٹھ پہر انھین کا خیال ہی ہمارے عیش و آرام مین فرق آیا تو انی مین اپنے پیچھے روگ لگایا ٹھنڈی سانس بھرکے زبان پر یہ اشعار آبدار جاری کیے

اشعار مخفی

دلم ز نالہ فرو ماند آہ من باقیست
بہار رفتہ و سبزی چمن باقیست

بپیش شمع رخت سوختم ز پروانہ
ہنوز طعنۂ ارباب انجمن باقیست

مقیم کوے تو جانان کجا روم چہ کنند
کہ گر بخلد روم لذت وطن باقیست

اگرچہ گرگ صفت چرخ یوسف عمرم
ربودہ از کف من بوے پیرہن باقیست

ز زخم ناوک مژگان مثال ای مخفی
کہ تیغ غمزۂ جادو بصف شکن باقیست

دیگر

زمزمہ کس کی زبان پر بدل شاد آیا
منہ نہ کھولا تھا کہ پر باندھنے صیاد آیا

قد جو بوٹا سا ترا سرو روان یاد آیا
غش پہ غش مجکو چمن مین تہ شمشاد آیا

جسنے نظارہ کیا صل علےٰ یاد آیا
تیرے حصہ مین صنم حسن خدا داد آیا

بلبلین جام مئے شوق سے کیا مست ہوئین
دام لے کر جو گلابی مرا صیاد آیا

خوش قدون سے دل وحشی کو تعلق نہوا
سرو کی طرح مین اس باغ مین آزاد آیا

چالین رفتار کی سیکھا ہی وہ گل ای قمری
ٹھوکرون مین کوئی دن کو ترا شمشاد آیا

توڑ نے اے دیوانہ اجل اسکو نہ ماری تھی
رعب سے زرد ہوا چہرۂ مریخ فلک
فصل گل آتے ہی گلچین کو لیا پھندے میں
تونے اے دست جنون پانون نکالے یا تنگ
سلے آڑی دل کو سوئے دشتہ ہوائے وحشت
دل پھنسانے کو لکھا اُسنے مہا جال پہ خط
قید خانے کا بندھا ہے چمن دہر مین رنگ
دم چرایا یہ قفس مین کہ کیا اس نے رہا
روند کر لائے کہسار کو شیرین نے کہا

پر آڑا نے مرے مقراض سے صیاد آیا
سرخ جوڑا جو پہن کر مرا جلاد آیا
جال پھیلانے کو گلزار مین صیاد آیا
ہتکڑی ہاتھ مین پہنانے کو حداد آیا
پھر یہ جھونکا مجھے کر دینے کو برباد آیا
جلسازی کی طرف پھر مرا صیاد آیا
پھبتیون کے لیے کیون باغ مین شمشاد آیا
جعلسازی سے مرے دام مین صیاد آیا
میری پابوسی کو خون کسر فرہاد آیا

یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے ہی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوئے ہچکی لگ گئی غش آنے لگا شگوفہ نے آنسو پونچھے کہا حضور باتون مین یہ جوش وخروش للہ صبر کیجیے دشمنون کی جان پر بنجائیگی پہلے اس مقدمہ کا انتظام کیجیے پھر جو مناسب ہوگا اسکی تدبیر کیجائیگی معقول تقریر کیجائیگی فضل خدا سے ابتو میری آمد ورفت کا سلسلہ کھلگیا ہر ہفتہ عشرہ مین جاکر خبر لا دیا کرونگی ملکہ بران شمشیر زن نے کہا اے شگوفہ یہ صدمہ جدائی ہمین زندہ نہ چھوڑے گا ہماری جان بچنا دشوار ہے ہمارے مقدمہ مین کد وکاوش بیکار رہا اب قصد ہوا کہ طرف قصر جمشیدی کے جائین کہ مخلدار نے آکر عرض کی حضور در باغ پر ایک ساحرہ کمسن حاضر ہو کہتی ہے کہ طلسم اسکندری سے ایک کاغذ لائی ہون مگر ملکہ بران کے ہاتھ مین دونگی ملکہ بران نے فرمایا اے شگوفہ جلد بلاؤ دیکھو کس نے نامہ بھیجا ہے مخلداری سے حکم ہوا اپنے ساتھ گلشن کو لیکر سامنے ملکہ بران کے آئی گلشن نے سلام کیا قدمون کو بوسہ دیکر گرد پھری تصدق ہوئی نثار ہوئی ملکہ نے گھبرا کر کہا اے نیک بخت تیرا کیا نام ہے کسکا نامہ لیکر آئی ہے گلشن نے نامہ ملکہ شیشہ مے نوش جھولی سے نکالا ہاتھ پر رکھکر بطور نذر ملکہ کو دیا ملکہ نے جلدی سے کھولا طرف سے ملکہ شیشۂ مے نوش کے غدر تقصیرات اپنی مصیبت کے حالات تحریر تھے بعد اُسکے لکھا تھا اے شہنشاہ اقلیم ہمت وسخاوت داور تاجدار ممالک جرات وشجاعت اے دستگیر بیکسان وائے مادر غریبان واضح رائے عالی ہو کہ کنیز جرم محبت شہریار ایرج نامدار مین قید ہے فلک کجرفتار وگردون غدار آمادۂ مکر وکید ہے اس کنیز کی رہائی دشوار ہے اس عبارت کے بعد یہ اشعار تحریر تھے اشعار

چند دلا آزردہ دیدن گلزار را	صحن قفس گلشن ہست مرغ گرفتار را
دل گرفتہ لجش از غم ہجران جانکہ	

وعدہ قیامت بود طالب دیدار را
لازمۂ عاشقی ست بر سر دار آمدن
بند گران زینت ست پاے گرفتار را
ہر نفس از خون دل مرد طلبگار عشق
باعث افزونی است رونق بازار را

کم ز برہمن مشو در روش عاشقی
شاد ز خود ساختن خاطر اغیار را
کوہکن از بیدلی تیشہ بکار از زند
رشک گلستان کند معرکۂ خار را
مخفی اگر نیست ست رہ بگلستان غم

گر ز رگ جان کنی رشتۂ زنار را
سلسلہ دریا چہ شد نالہ زبونی کند
نالہ بود در پے سینۂ افگار را
رشتہ بگردن کشان از پے جلاد عشق
کس نشناسد زمین سایۂ دیوار را

ملکہ بران اشعار پڑھ پڑھ کے روتی جاتی ہین کبھی فرماتی ہین کیا کلام مین شیشہ می نوش کے سوز و گداز ہی ہمیشہ سے عاشق و معشوق مین راز و نیاز ہی تحریر پڑھنے سے کلیجہ منہ کو آتا ہی قلب تھراتا ہی لکھتے ہین جا بجا اشک خونی ٹپکے ہین صاف ثابت ہی کہ شنجرف کے نقطے دیے ہین شگوفہ نے کہا حضور اصل مطلب کو تو ملاحظہ فرمائیے اپنے کو دام تحریر مسلسل مین نہ پھنسائیے آخر مین وہی کیفیت تحریر تھی کہ سموم جادو براے گرفتاری ایرج نوجوان طرف قلعہ انجم حصار کے گئی ہی اس گلعذار کو اس ہواے گرم کے جھونکے سے باغبان قضا و قدر بچائے گلشن جاہ و جلال مین خزان نہ آئے آفتاب اقبال روشن رہے ظل خداے کارساز اس شہریار پر تو فگن رہے ماہ جرائت ساطع اختر شوکت لامع دوست شاد ہوا خواہان گلشن عیش و راحت آباد بحق رب العباد اسکے بعد دعاے ترقی حسن و جمال ملکہ عالم مین بہت کچھ تحریر کیا تھا ملکہ فقرات پر ہنستی جاتی ہی فرمایا کیون شگوفہ دعائین نہین تمام ہوتی ہین مجھے تو دعا یہ خوشامد سے دی ہی نام ہی سے ہمارے جلتی ہوگی شگوفہ نے کہا واری آپ سے کیا رشک کرینگی آپ کو مرتبہ پروردگار نے دیا ہی بران نے کہا کیون صاحب دل مین تو یہی سمجھتی ہونگی کہ ہم مین اور ملکہ بران مین کیا فرق ہی خیر اگر زندگی ہی تو فرق بتا دونگی سب صاحبون کو سمجھا دونگی یہ فرما کر نامہ ہاتھ سے رکھا کہا شگوفہ یہ بڑی مشکل ہوئی سموم جادو بلاے روزگار ہی ضرور جا کر دھوکا دیگی وہ تو بھولے بھالے ہی ہین کسی فقرے سے لوح مانگ لیگی اے شگوفہ مین خود جاتی ہون بے میرے گئے اب نہ بن پڑیگا مگر قبلہ و کعبہ کو اطلاع دینی ضرور ہی اے شگوفہ ہم ایک عرضی لکھکر تمھین دیتے ہین تم خدمت مین قبلہ و کعبہ کے پہونچا دینا وہ بھی تدبیر کرینگے میری جانب سے بدگمانی تو نہ رہیگی یہ فرما کر چند فقرات لکھکر شگوفہ کو دیے اور آپ فوراً طاؤس زرین بال پر سوار ہوئین اور گلشن کو ساتھ لیکر طرف طلسم سکندری کے روانہ ہوئین

دو کلمہ داستان ملکہ مرائت جادو کے بیان ہوتے ہین

مرائت بعد روانہ کرنے سموم جادو کے تخت پر بیٹھی ہی مگر نہایت پریشان و متخوف ہی کہ ایسا نہو طلسم کشا لشکر کشی کرے لوح محفوظ پا چکا اسکا روکنا دشوار ہوگا سب سردار کہہ رہے ہین بہت بجا ارشاد ہوا

بدون تحفہ اس جوان نے صدہا ساحران غدار مارے اب تو لوح محفوظ پاس ہی یہ ذکر نا تمام تھا کہ آسمان سے برق چمکی ایک جادوگرنی نامہ لیے ہوے حاضر خدمت ہوئی پایۂ تخت کو بوسہ دیا ملکہ مرات نے پوچھا کیون اے ساحرہ کہان سے آنے کا اتفاق ہوا اُسنے کہا حضور مجھکو ملکہ حیرت جادو نے بھیجا ہی انور جادو کئی مہینے سے مہلت لیکر آئی تھی ملکہ عالم نے یاد فرمایا ہی اپنی مصاحب خاص کو بلایا ہی ملکہ انور کا جو اُس ساحرہ نے نام لیا ملکہ مرات جادو نے کلیجہ تھام لیا چیخ مار کر رو دی کہا ہماری ہمشیرہ صاحبہ کو سامری جمشید نے اپنی خدمت مین بلا لیا اُس کنیز کا گلرنگ جادو نام تھا مرات کو روتے دیکھکر پیٹنے لگی گھبرا کر پوچھا واری یہ تو بتائیے مصاحب خاص ہماری بی بی کو کس نے قتل کیا کسکی شامت آئی ہی کیا نام سے شہنشاہ افراسیاب کے باہر نہ تھا ہماری ملکۂ عالم کا جادو چشم اسپر ظاہر نہ تھا علاوہ ازین کس سے مقابلہ ہوا کہان لڑائی ہوئی ملکہ انور ایسی نہ تھین کہ ہر کس و ناکس کی پر دست انداز ہوتا ملکہ حیرت زوجہ شہنشاہ افراسیاب کی تعلیم کردہ خود سحر مین طاق افسونگری مین شہرہ آفاق مرات نے کہا بی بہران شمشیر زن دختر کوکب روشن ضمیر آجکل اُنکے بڑے زور دشور ہین شہنشاہ ہمارے عیش پسند یہ لوگ زور دن پر چڑھے ہوے ہین گویا سامری جمشید سے بھی بڑھے ہین اُنکی وزیرزادی شگوفہ نے یہ گل کھلایا تنہا پاکر گھیر لیا سحر مین بھی شگوفہ بلاے روزگار ہی سامری جمشید کا گھر ویران پڑا تھا خدائی مین آگ لگے میری بہن کو بلا لیا بازو میرا ٹوٹ گیا گلرنگ بھی بلک بلک کر رو دی اور کہا اے ملکہ مرات جاکر مین ملکہ حیرت کو خبر کرون مرات نے کہا یہ مقدمہ طول طویل بدون تحریر ملکہ کو ثابت نہوگا سمجھ نہ سکینگی مین لفظاً لفظاً تحریر کرتی ہون مرات نے اُسوقت پرچہ کاغذ اُٹھا لیا القاب و آداب ملکہ حیرت کو بہت تکلف سے لکھا اُسکے بعد تمام کیفیت طلسم اسکندری یعنی آنا ایرج نوجوان کا اور پھر قید ہوکے جانا اور اب دوبارہ یہ ہنگامہ ہونا انجم ماہ رخسار کی شرارت سوزن جادو کی مصیبت انور جادو کا غصہ مین جانا شگوفہ کا اُسکو قتل کرنا سب لفظاً لفظاً تحریر کیا آخر مین لکھا تھا اے ملکہ عالم آپ ہماری بادشاہ عالیجاہ ہین جلد خبر لیجیے دشمنون کو سزا دیجیے طلسم کشا قلعہ انجم حصار پر مع فوج ظفر موج فروکش ہی مین نے ایک کنیز کو روانہ کیا ہی اگر اُسکا پنجہ قابض ہوگا کسی حیلہ سے لوح لیلے گی میرا بھی ارادہ ہی کہ لشکر کشی کرون سب کیفیت لکھکر نامہ کو ملفوف کیا گلرنگ کو نامہ دیا کہا جلد خدمت مین ملکہ حیرت جادو کے پہونچا گلرنگ نامے کو لے کر روانہ ہوئی سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ ملکہ حیرت جادو رنج و ملال اُٹھاکے لشکر مین آئی ہی پر یہ خیال ہی کہ عمرو طلسم کشا کو لیکر طرف طلسم صندل کے گیا ہی دیکھیے یہ درد سر کب ٹلتا ہی وزیرزادیان عرض کرتی ہین حضور شہنشاہ نے نامہ روانہ کر دیا ساربان زادہ گرفتار ہوکے آتا ہوگا طلسم صندل تک پہونچنا کیا

کھیل ہے صندل جادو بڑی منتظم ہے اگر وہان کوئی جائیے تو کیا ہاتھ آئیگا حیرت نے کہا صاحب جو اس
ساربان زادے نے دریافت کر لیا وہ سب بیکار لوح کا مقدمہ ایسا تھا کہ شہنشاہ صاف صاف
کہدیتے یہ مقدمہ لوح ہے عمرو کو قضا لیگئی ہے سر آتا ہوگا یہ باتین تھین گلرنگ گھبرائی ہوئی آکے
پہونچی حیرت جادو نے پوچھا کہ انور جادو کے آنے مین کیا عرصہ ہے گلرنگ رونے لگی کہا حضور کس زبان سے
عرض کرون ملکہ انور جادو کو دشمنون نے قتل کیا اس نامہ مین سب کچھ لکھا ہے حیرت نے نامہ کھولا دراثت
جادو نے سب کیفیت تحریر کی ہے حیرت جادو پڑھکر مثل شعلۂ سرکش بھڑکی منھ سے دھوان نکلنے لگا
غصہ مین کہا گلرنگ بیٹھ جا دیکھو ابھی انتظام کرتی ہون سب کو مشکین بندھوا کر بلواتی ہون یہ
کہکر ایک پرچہ کاغذ کا لکھا آواز دی ای طیران فلک سیر جلد حاضر ہو جیسے ہی حیرت نے آواز دی آسمان سے
ایک طائر اترتا ہوا آیا حیرت کے کاندھے پر آکر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا چہکار رہا تھا صاف ثابت ہوتا
تھا کہ چہکار سے اسکے یہ آواز آتی تھی شعر بلبلو اتنا اثر پیدا کرو فریاد مین نہ چاہیے منقار چبھکی بے دل صیاد مین ؎
حیرت جادو نے کہا نگوڑے کیون چیخین مارتا ہے جلد جا اپنے کو صحرائے حیرت مین پہونچا پہلوے صحرائے حیرت
مین کوہ فلک شکوہ ہے وہان پر کھڑے ہوکر آواز دینا ای ملکہ سہمناک جادو جلد چلو میرا نام لینا کہ بلایا ہے
یہ سنکر طائر چلا گیا سب کے ہوش اڑ گئے کہ حقیقت مین یہ خاتون محل افراسیاب ہے عرصہ نہ گذرا تھا کہ
آسمان سے لکۂ ابر سیاہ پیدا ہوا ایک ساحرہ تخت پر سوار بصورت مہیب بشکل عجیب کریہ منظر خرس ہیکل پشت
پر چار ہزار جادوگرنیان ہر برہانے آتشین پر سوار وہ ساحرہ آکر اتری ملکہ حیرت کے قدمون کو بوسہ دیا
دست بستہ سامنے کھڑی ہوئی کہا کیون حضور کیا حکم ہوتا ہے ملکہ حیرت نے کہا ای سہمناک جادو جلد
اپنے کو طلسم سکندری مین پہونچا و انجم ماہ رخسار حاکم بادشاہ قلعہ انجم حصار نے طلسم کشا کو اپنے گھر مین جگہ
دی ہے مگر لوح محفوظ اسکے پاس موجود ہے کسی ترکیب سے پہلے لوح محفوظ لینا پھر اسکی مشکین باندھکر
اس سرکش کو کنیزون کے سپرد کرنا مگر بی انجم ماہ رخسار کا علاج بہت اچھی طرح پر ہوا ہا لیان قلعہ کے
آبادی کی تدبیر واجب و لازم ہے ملک ویران نہونے پائے سہمناک نے عرض کی لونڈی سمجھ کے اس
کام کو کریگی یہ کہکر فوراً تخت پر سوار ہوئی اپنے ساتھ والیون کو لیکر طرف قلعہ انجم حصار کے چلی لیکن
ایرج نوجوان بیرون قلعہ انجم حصار فرو کش ہین ملکہ انجم نے لشکر گران مرتب کیا ہے لشکر مین چرچا ہے
کہ امروز فردا مین کوچ ہوگا بارگاہین استادہین وردیان تقسیم ہوچکین افسرون پر حکم قضا نسیم
صادر ہوچکا کہ کل صبح کو اٹھالہ بارگاہ کا لدے گا لشکر تیار رہے اسی شب کو سموم جادو آکر پہونچی صورت
تبدیل کرکے داخل لشکر ایرج نوجوان ہوئی فقیرنی بنکے پھرنے لگی بیچ لشکر مین بارگاہ کلان استادہ ہے

اُسمین ایرج نوجوان و ملکہ انجم ماہ رخسار و چند سردار داخل ہین خدمتگار آتے جاتے ہین سموم جادو کھڑی دیکھا کی ایک خدمتگار کسی کام کو نکلا سموم نے گوشۂ لشکر مین جا کر اُسکو دانہ ماش کا مارا وہ بیچارہ گرا اس ملعونہ نے اُس خدمتگار کو کنارے ڈالدیا آپ سحر سے اُسکی شکل بنکر تیار ہوئی اُس صورت سے اندر بارگاہ کے پہونچی دیکھا شاہزادہ ایرج نوجوان مقام صدر پر جلوہ فرما ہین کرسی جواہر نگار پر ملکہ انجم ماہ رخسار ایک جانب ملکہ سمن برادر تمام سرداران نامی پہلوانان گرامی غازیان صف شکن تہور شعاران شمشیر زن اپنے اپنے مقام پر بعد کرد فر بیٹھے ہین مہتر شاپور شیردل بھی خدمت مین حاضر ہی مگر کل امورات کا انتظام اسی کی ذات سے متعلق ہی سموم جادو ساتھ والیون مین ملکر ٹھہری رنگ بارگاہ دیکھہ رہی ہی کہ ایرج نے فرمایا برادر شاپور کل رات رہے سے اثالہ بارگاہ کا لدے بہیر وغیرہ روانہ ہوجاے ہم دن نکلتے نکلتے انشاء اللہ سوار ہونگے عازم کوے دلدار ہونگے شاپور نے عرض کی خدا خیر کرے انجام بخیر ہو آج شام سے غلام کو تردد ہی انور جادو ہمشیرہ مرات مصاحب حیرت قتل ہوئی اسکا تدارک ہوگا یقین ہی کہ حیرت جادو کو خبر پہونچے اور وہ خود قصد کرے تو عجب نہین اور اے شہریار آج ہمارے لشکر مین کوئی آپکی فکر مین آیا ہی دل کو یقین کامل ہی شام سے غلام کو یہی فکر ہی کہ آپ کے پاس سے جدا نہون ایرج نے فرمایا بھائی یہ فقرا محبت کا باعث ہی جسکو جس سے زیادہ محبت ہی اُسکو ایسے ایسے خیال بہت آتے ہین یہان کون آئیگا اور جو کوئی آئیگا تو سزا پائیگا شاپور نے کہا ایک خیال ہی غلام کو ایک سر ہزار سودے میرا ہر وقت قریب رہنا ممکن نہین حضور خود بھی سب کچھ جانتے ہین اپنی حفاظت ضرور ہی ایرج نے کہا ہمکو بخوبی خیال ہی آپ سامان سفر مین مصروف رہین یہ سنکر شاپور بیرون بارگاہ آیا سموم جادو نے یہ سب باتین سنین جی مین کہتی ہی کہ ساحری جمشید ہاتھ سے اس موذی فرزند عمرو کے بچا یہین کیا فہم و فراست ہی عقل سے کہتا ہی آپ کی فکر مین کوئی آیا ہی یونہین جادوگرون مین لگی رہی دو پہر رات گئے دربار برخاست ہوا بعد خاصہ وغیرہ نوش کرنے کے ایرج نوجوان اُس خیمہ مین آئے جہان آرام فرماتے ہین اب شاپور شیردل اسوقت حاضر نہو سکا مصروف انتظام ہی طلایہ وغیرہ مقرر کر رہا ہی آب و آذوقے کی فکر بوقت سحر سفر کا ذکر سموم جادو ایک گوشہ مین جا کر لیٹ رہی شاپور شیردل کو کب آرام آتا ہی جب اُسنے خبر پائی کہ شاہزادے نے آرام کیا ہر کام سے اپنے کو علحدہ کر کے صورت بدلے ہوے بشکل ایک ساحر کے اندر بارگاہ کے آیا ایک سمت آکر بیٹھ گیا نگاہ طرف اپنے آقا کے چھپرکھٹ کے ہی مگر سموم جادو جب رات کم باقی رہی اپنے مقام سے اُٹھی سر اُٹھا کر چہار جانب دیکھا عقل سے دریافت کیا کہ سب سو رہے ہین یہ ملعونہ اُٹھی شاپور بھی رات بھر جاگا تھا جب فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا یہ بھی سو گیا سموم اُٹھکر چلی پردہ اُٹھا کر

اندر آئی دیکھا ملکہ انجم ماہ رخسار غافل سو رہی ہے ایرج نوجوان کا بھی نقیر خواب بلند ہے پہلو سے شاہزادے مین
لوح مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہے سموم تختی کو دیکھکر بیقرار ہو گئی سوچی اسکو لینا واجب لازم ہے اگر قبضہ
سے اس جوان کے نکل جائیگی پھر اسکی کیا حقیقت ہے ملکہ مرات جادو ایک سحر مین اسکو دیوانہ کر دیگی تمام
قلعہ انجم حصار لاشون سے بھر دیگی پس اسنے مقراض جھولی سے نکالی ڈورا لوح محفوظ کا کاٹا تختی کو ہاتھ
مین لیا رومال مین لپیٹا اب قصد ہوا کہ سحر کر کے اس جوان کو بیکار کر دون پنجہ کمر مین دیکے لے اڑ دن لیکن ایرج
نوجوان کے دیدۂ ظاہری بند ہین دیدۂ باطنی کھلے ہین اسی عالم خواب مین معشوق گلعذار سرو قد غنچہ دہن
شمع انجمن عاشق خصال حسین باکمال کو دیکھا کہ دربارگاہ سے تشریف لاتی ہین ایرج نے مسکرا کر فرمایا اے
شہنشاہ اقلیم خوبی واے تاجدار ممالک محبوبی اسوقت کیونکر اتفاق ہوا سر جھکا کر فرمایا تمھارے دیدار
فرحت آثار کا قلب مشتاق تھا مگر صاحب ذرا ہوشیار ہو جاؤ لوح محفوظ کو کھویا جان تو بچاؤ دیکھو تو سر پر
کون کھڑا ہے ایرج نے گھبرا کر آنکھ کھولدی حقیقت مین ایک جادوگرنی کو دیکھا کہ سرہانے موجود ہے کچھ سحر پڑھا
چاہتی ہے پس ایرج نے نعرہ کیا او ملعونہ خبردار تو کون ہے نعرہ کر کے ایرج نے چاہا اٹھون سموم جادو نے
سحر کیا ایرج اٹھتے اٹھتے گر پڑے انجم ماہ رخسار کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ایک ساحرہ نے سحر کیا شاہزادہ زمین
پر گرا سموم نے جھپٹکر کمر مین پنجہ دیا چاہا ایرج کو لے نکلون انجم نے نعرہ کیا گو اسے سحر کا مارا ایرج کو چھوڑ کر یہ الگ
ہوئی مگر بسبب لوح محفوظ سحر نے اسپر تاثیر نہ کی انجم سنبھلکے اٹھی کہ جا پڑون سموم جانتی ہے یہ شاہزادی
مین کنیز یہ عقل مین بدتمیز اسکے سحر کو کیونکر رد کرونگی لوح محفوظ نکالکر چھپا دی انجم ماہ رخسار کی آنکھین جھپکین
سموم جادو سوچی کہ اب میرا نکل جانا بہتر ہے پلٹی کہ نکل جاؤن یہ تو ملحوظ خاطر نہین ہے کہ انجم لوح محفوظ کو
دیکھکر گری ایرج مبتلائے سحر سموم جادو اب سموم کو کون روکے لیکن شاپور شیر دل جو بہ شکل کنیز پڑا ہوا
سو رہا تھا اس ہنگامہ کو سنکر آنکھ کھلی ایک جادوگرنی کو دیکھا کہ ایرج پر سحر کر چکی ہے انجم زمین پر گری پڑی
ہے لوح محفوظ اسکے ہاتھ مین چاہتی ہے پرپرواز پیدا کر کے نکل جاؤن شاپور یہ حال مصیبت مآل دیکھکر
اپنی جگہ سے اٹھا اٹھتے اٹھتے سموم پر حلقے کمند کے مارے گردن مین اس ملعونہ کے پڑے ادہر کھینچے لپٹی
شاپور نے جھٹکا مارا سموم خم ہوئی شاپور نے جاب مار دیا یہ ملعونہ لڑکھڑا کر گری نعرہ ہوا منم شاپور
شیر دل لپٹ کے خنجر مارا سموم کے خنجر دو سار ہوا صدائے گیرودار بلند ہوئی ایرج کے حواس درست ہونے
انجم ماہ رخسار اٹھی آواز دی بھیا شاپور لوح محفوظ اس ملعونہ کے پاس ہے آواز آئی کشتی مرا نام
سموم جادو بود انجم نے کہا یہ وہی کنیز بدتمیز ہے پہاڑ پر سے تختی اٹھا کے بھاگی تھی مرنے سے اسکے اندھیرا
چھایا ہوا ہے شاپور کا قصد ہوا کہ دیکھون لوح محفوظ کہاں ہے اسوقت ستارۂ سحری چمک چکا ہے لشکر مین

بھی ہلڑ ہوا سرداروں میں برائے سفر کمر بندی ہو چلی تھی یہ ہنگامہ سنکر سب ڈرے قضائے کار ابھی تک لوح محفوظ
قبضۂ ایرج میں نہیں آنے پائی شاپور چاہتا ہے تلاش کروں چونکہ علامت مرنے کی جادوگرنی کے برپا ہے
اس وجہ سے نہیں سوجھتا کہ لوح کس مقام پر ہے اُسی وقت سہمناک جادو فرستادۂ ملکہ حیرت جادو بارہ ہزار
ساحران غدار کو ہمراہ لیے ہوئے بررو ہے ہوا چلی آ سکے بھی کان میں آواز آئی کہ کشتی مرا نام سموم جادو یود
وہیں سے نعرہ کرکے گرج سحر کرتی ہوئی عین بارگاہ میں ایرج کے اُتری شاپور تو اس ملعونہ کو دیکھکر بٹھا لوح
نہ اُٹھا سکا اُسنے گرتے گرتے ایرج پر ہاتھ ڈالا ایرج کے پاس لوح محفوظ تو موجود نہیں ہے سحر نے اُسکے بجوبی
تاثیر کی دس پانچ جادوگرنیاں ہلکی گر پڑیں ایرج کو قبضہ میں کر لیا سہمناک جادو نے لوح محفوظ کو
قریب لاشۂ سموم کے پڑے ہوئے دیکھا اسنے اپنے قبضہ میں کیا انجم ماہ رخسار اُٹھنے لگی اب دیکھا شاہزادہ ایرج
نوجوان غیروں کے قبضہ میں ہو گیا کلیجہ منھ کو آیا کنیزوں کو جھپٹ کے مار اب تو سب سردار پہونچ گئے
ایرج نوجوان قبضہ میں سہمناک جادو کے آ گئے انجم ماہ رخسار لڑ رہی ہے شاپور نے کئی جادوگرنیاں حلقہائے
کمند سے ماریں دو چار کو حباب بیہوشی سے بیہوش کیا کسی کو خنجر سے قتل کیا کبھی حقۂ روغن نفط مارا جسپر قطرہ
پڑا جل گیا کبھی جنگلی بان داغ دیا شاپور سب کچھ فطرتیں کر رہا ہے جان دینے پر آمادہ لیکن کسی طرح ایرج نوجوان پر
قبضہ نہیں ہوتا سہمناک جادو اپنے پاس کسی کو نہیں آنے دیتی لوح محفوظ چونکہ پا چکی ہے ایرج بھی قبضہ میں ہے چاہتی
ہے لڑ بھر کر نکل جاؤں ملکہ انجم ماہ رخسار روک رہی ہے تمام جادوگرنیاں قلعہ انجم حصار کی آمادہ مرگ مہیائے
قضا چار جانب یہی ہلڑ ہے کہ طلسم کشا کو سہمناک جادو نے گرفتار کر لیا لوح محفوظ اس ملعونہ کے قبضہ میں ہے
خدا شاہزادے کو بچائے پروردگار اُسکے شر سے محفوظ رکھے یہ بھی ثابت ہوا کہ ملکہ حیرت جادو نے بحکم افراسیاب
مدد بھیجی ہے سہمناک جادو آتی ہے دیکھیے اب کیا ہوتا ہے شاپور نے بڑا کام کیا سموم جادو کو مار لیکن جلدی
میں لوح محفوظ کو قبضہ میں نہ کر سکا اب سہمناک جادو نے شاہزادے کو گرفتار کر لیا مگر ملکہ انجم ماہ رخسار
جانبازی کر رہی ہے سہمناک جادو رہنے والی طلسم ہوشربا کی یہ کسکو مانتی ہے انجم کو ذرہ سے بھی کمتر جانتی ہے
یہاں تو لڑائی کی یہ صورت ہے کہ سہمناک جادو ایرج کو قبضہ میں کر کے لڑ بھڑ کے کنارہ لشکر تک آ پہونچی ہے
چاہتی ہے کہ نکل جاؤں انجم ماہ رخسار جانبازی میں مصروف ہے مگر گلشن کنیز سہمناک جادو کو ادھر روانہ
کرکے خدمت میں مرائت جادو کی پہونچی عرض کی حضور قتل ہونا ملکہ انور جادو کا ملکہ حیرت کو بہت ناگوار
گذرا سہمناک جادو کو فوراً برلئے گرفتاری طلسم کشا روانہ کیا یقین ہے وہ پہونچ گئی ہوں اے ملکہ عالم اگر آپکو
لڑائی فتح کرنا منظور ہو تو فوراً سوار ہو جیسے مرائت نے حکم دیا لشکر میں قرنا ہوا اُسی وقت لشکر تیار ہوا ڈیڑھ لاکھ
فوج لیکر چلی مرائت جادو بادشاہ طلسم سکندری فنون سحر میں طاق شہرۂ آفاق گولے ترنج نارنج ہاتھ

مین لیے کل ساحر لپشت پر ایک ایک ساحری عہد جمشید زمان اس شوکت وشان سے طرف قلعہ انجم حصار کے چلی یہان سہمناک جادو نے قیامت برپا کی ہی انجم کو زخمی کیا آگ برساوی صدہا کو قتل کرڈالا اب کوئی جادوگر منھ پر نہین چڑھتا صف سے آگے نہین بڑھتا ایرج نوجوان کو اراپے پر سوار کر لیا لوح محفوظ رومال مین لپیٹ کر جھولی مین رکھ لی جب سحر کرتی ہی کبھی آگ برسائی کبھی آندھی سیاہ چلی سیکڑون بندگان خدا سر ٹکرا کے مر گئے اب لشکر ایرج مین ہنگامہ برپا ہی سردارون کے پانون اُٹھ چلے انجم بھی زخم ار بیقرار ہی کہ یکا یک نقارے پر چوب پڑی زمین تھرائی آسمان سے آواز آئی منم ملکہ مرائت جادو بادشاہ طلسم اسکندری شاپور ایک گوشہ پر کھڑا ہوا مگر مقدمہ سحر وساحری کنارے کنارے تدبیر کرتا پھرتا ہی ڈرتا ہی ایسا نہو کہ مین بھی گرفتار ہو جاؤن اب جو شاپور نے سر اٹھا کر دیکھا مرائت کا حال بخوبی آئینہ ہوا فرزند عمرو صاف باطن خیر خواہ نے آقا پر سنائے گئے نام پر جان دینے کو شرف کونین جانا مرائت جادو کو عرصہ دراز سے پہچانتا ہی اب شاپور بدحواس ہوا یقین کامل ہوا کہ سہمناک جادو پر کوئی عیاری کرتے شاید آقا کو چھوڑا لیتے گو ہرا دیا تے لیکن اب غالب ہونا دشوار ہی لڑنا بھی بیکار ہی بلکہ چلکر اپنے جد عالی تبار سے اطلاع کر دوہ مالک اسم اعظم صاحب شوکت وحشم وہ اگر وقت پر پہونچ گئے تو انسے کوئی ساحر مقابلہ نہ کر سکے گا مگر اے شاپور تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود جب تک ہم جائین صاحبقران کو یہان تک لائین گھڑی بھر مین خاتمہ ہی لوح محفوظ قبضہ سے جا چکی جسپر دار و مدار تھا وہ گرفتار ہوئے اب ٹلنا بیکار ہی نہین لڑ بھڑ کر جان دو اپنے کو ظاہر کر دو اس سوچ مین تھا کہ ملکہ انجم ماہ رخسار پر نگاہ پڑی دیکھا انتہا کی زخمی ہو چکی ہی زمین پر گرا چاہتی ہی شاپور ایک ساحرہ کی شکل بنکر قریب انجم ماہ رخسار کے آیا ہر چند کہ اس مقام پر غیر ساحر کا ٹھہرنا ممکن نہین ایک نخل کی آڑ میں کھڑے کھڑا ہوا شانے پر انجم کے ہاتھ رکھا انجم نے پلٹ کے دیکھا شاپور رونے لگا اپنا حال ظاہر کیا کہا کیون اے ملکہ انجم ماہ رخسار اب کیا تدبیر کرین انجم شاپور کو پہچان کر رونے لگی کہا اے برادر شاپور غضب ہوا شاہزادہ گرفتار ہوا لوح محفوظ پروردگار نے اپنی قدرت سے پہونچائی تھی اُٹھ یہ انجام ہوا اور یہ ملعونہ سہمناک جادو طلسم ہوش ربا سے آئی ہی نہایت زبردست ہی اے برادر دوسری خرابی یہ پڑی کہ مرائت جادو بھی آپہونچی ہم ایسی لڑائی کا بار نہین اُٹھا سکتے اسکو کون جواب دیگا مین تو زندہ نہ بچونگی تم نکل جاؤ جا کر انکے قبلہ وکعبہ جد عالی تبار وغیرہ کو خبر کر نایا اور جو انتظام ممکن ہو بہر نوع اے شاپور ہمارا سحر جواب دیتا ہی یکا یک شاپور نے دیکھا کہ اب فوج مرائت جادو بھی زمین مین اترنے لگی اور انتہا کا جلوہ ہوا مرائت کا تخت ایک مقام پر ٹھہرا آواز دی اے انجم ماہ رخسار نمکحرام تو نے ہمارا کچھ پاس نہ کیا ہمارے گنہگار کو چھین لیا ہمارے مرتبہ کو تو نے دیکھا شہنشاہ ہوش ربا نے کیسا تدارک کیا اگر مین غافل پروا ہوتی

خود شہنشاہ تشریف لاتے اور کیا کوئی بات رہجائیگی کل مسلمانون کی تباہی کا وقت قریب آیا کوہ عقیق پر جاکر ایک دن مین سب کا خاتمہ کردونگی یا اُن سب کو گرفتار کرکے خدمت مین آقاے نامدار افراسیاب عالی وقار کے بھیجدونگی انجم ماہ رخسار نے اپنے کو سنبھال کر جواب دیا کیا بیہودہ بکتی ہی کیسی نمکحرامی جو تجھ سے ہوسکے ہرگز قصور نہ کرو ہماری ہزار جان نام پر شاہزادہ والا قدر کے نثار ہی ملکہ انجم ماہ رخسار نے جو اسطرح کا جواب دیا ملکہ مرائت جادو غصہ مین کانپنے لگی آواز دی اے ملکہ سہمناک جادو ذرا ٹھہر جاؤ مین ابھی اس حرامزادی کی ناک چوٹی کاٹے لیتی ہون یہ کہتی ہوئی مرائت تخت سے کودی یہ تو ناظرین پر واضح ہی کہ لوح محفوظ سہمناک جادو کے پاس ہی اور ایسے نوجوان کو اپنے قبضہ مین کرچکی مرائت جادو نے قصد کیا ہی کہ اپنی جرائت آئینہ کرے وہ کلمہ ملکہ شیشہ می نوش کے شیشے کیے گرفتار محبس رنج و مصیبت اسیر زندان صعوبت از خود فراموش ملکہ شیشہ می نوش باغ مین شجر جادو کے قید ہی کنیز کو نامہ دیکر خدمت مین ملکہ مہران کے روانہ کیا جب سے یہ بیچاری قید تھی شجر جادو بھیجا یا تو ملکہ سے بات نہ کرسکتا تھا یا قصد کرتا ہی کہ مین اس محبوب جانی یار جادوانی پر دست اندازی کردن چونکہ چند کنیزان خاص ملکہ کی ہر وقت حاضر رہتی ہین اسوجہ سے شجر جادو جڑ کی بات نہین کہ سکتا تھا مگر صورت زیبا دیکھ دیکھ کر آٹھ پہر محو حیرت رہتا ہی ملکہ نے جو حالات قلعہ انجم حصار سنے ہین سر جھکائے بیٹھی رو رہی ہی یکایک گلرنگ کنیز طلسم نور افشان سے پھر کر خدمت مین آئی چونکہ یہ بات راز و نیاز کی تھی اشارے مین کچھ باتین ہوئین ملکہ نے حیلے سے قریب بلایا جب ملکہ گلرنگ پاس آئی پوچھا کیون ملکہ مہران شمشیر زن سے ملاقات ہوئی گلرنگ ہنس پڑی کہا انکا دربار گہر بار دیکھا کنیزان شاہی کا عز و وقار دیکھا حضور نامہ پڑھتے ہی انکو بڑا غصہ آیا فرماتی تھین ہم سلطنت طلسم اسکندری حرامزادی سے چھین لینگے اور کیا عجب ہی کہ خود سوار ہوکر قلعہ انجم حصار پر جائین یہان طلسم مین بھی آنے کا قصد ہی بڑے قیامت کے مقابلے پڑینگے خود شہنشاہ کوکب روشن ضمیر اس شیر بیشۂ جرائت کے نام کے عاشق ہین وہان بھی جاکر یہ لڑ چکے کوکب ممنون و مشکور ہی خدا نخواستہ انکے دشمنون کا کوئی ایک موے جسم کم کریگا کل اہالیان طلسم نور افشان سامان لشکر کشی کرینگے دشمن کو زندہ نہ چھوڑینگے بی مرائت کو جان بچانا مشکل ہوگی یہ ذکر تھا کہ نقارے بجنے لگے گھنٹ و ناقوس کی صدائین بلند ہوئین ملکہ نے گھبراکر پوچھا دیکھو آج شہر مین کیا قیامت ہی کیا بلا نازل ہوئی کسکا گھر لوٹا گیا گلرنگ گئی ہانپتی کانپتی آئی عرض کی حضور ملکہ مرائت جادو آپ کی مادر خونخوار بڑے کر و فر سے طرف قلعہ انجم حصار کے جاتی ہین طلسم کشا کے قتل کی فکر ہی ہر وقت یہی ذکر ہی سُنا ہی بادشاہ ہوش رُبا نے ابھی کچھ فوج براے گرفتاری طلسم کشا روانہ کی ہی پس یہ بھی بحکم شہنشاہ مع لشکر روانہ

ہوئی ہین یہ حال مصیبت مآل سُنکر ملکہ شیشہ می نوش رونے لگی کہا کیون گلرنگ ہمارے واسطے
تمام عالم انکا دشمن ہوا ایک جان کے لاکھون گاہک اگر مین بدنصیب یہان قید نہوتی وہ ادھر کا قصد
کیون کرتے ابھی بی مرات کو شکست دی زخمی ہوکر آئین اسی طرح وہ لڑتے بھڑتے اپنے لشکر مین چلے جاتے
اس اقلیم مین کیون ٹھہرتے یہ تو خبر تمکو ملی کہ فرماتے تھے کہ اس بےنصیب کو مین بے رہا کیے نہ پلٹونگا اسی
وجہ سے قلعہ انجم حصار پر مقام کیا کیون گلرنگ کوئی ایسی تدبیر ہو کہ ہم بھی اس ہنگامہ مین اپنے کو
پہونچائین اپنی جان اُنکے قدمون پر نثار کرین انجم ماہ رخسار نے کیا کیا کارنمایان کیے اول سوزن کو
مارا قید سے اُنکو چھڑایا انور جادو سے مقابلہ ہوا اب خدمتگزاری مین مصروف ہی کیون اے گلرنگ کوئی
جادوگرنی ہوش رُبا سے آئی ہوگی اُدھر سے ڈیڑھ لاکھ فوج لیکر یہ بھیجا جاتی ہی جسکی فوج کی روانگی مین
زمین تھراتی ہی گلرنگ نے کہا حضور شجر جادو آپکی والدہ ماجدہ کا رازدار ہی لیکن آپ کے نام نامی اسم گرامی
کا عاشق زار ہی کئی مرتبہ مجھسے کہا کہ ملکہ کو راضی کردو ہم قید سے چھڑوا دین جان طلسم ہمارے قبضہ مین ہی حضور
دلدہی کرکے دریافت تو کیجیے کہ کیا شی اُس ملعون کے پاس ہی مین کہون کہ مین نے ملکہ کو راضی کیا آپ ذرا منھ
لگائیے فوراً حال دل کہدیگا حضور میرے خیال مین یہ ہی کہ لوح طلسمی اسکے قبضہ مین ہی شہر بھی آج خالی پڑا
ہی اگر خدا فضل کرے لوح طلسمی ملے غنچۂ آرزو دکھلے ہم آپ سب ملکر چلین سامنے بی انجم کے پہونچکر لوح طلسمی پیش
کرین اسوقت شہرہ ہو کہ شیشہ می نوش چونکہ دختر بادشاہ طلسم ہی اتنا بڑا کام کیا یعنی لوح طلسمی لاکر دی ملکہ
نے کہا مین تو کچھ کلام نہ کرونگی گلرنگ تم رنگ جماؤ میرا تو اس سے بات کرتے کلیجہ کانپتا ہی اُنکھین کی صورت
زیبا آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی گلرنگ نے کہا واری مین ایسے طور سے باتین کرون کہ حواس اڑا دے کے
ہوش درست نہ رہین جو دل مین ہی سب ظاہر کردے آپ میری بات مین ہان مین ہان ملاتی جائیے مین سمجھ
لونگی ملکہ نے کہا گلرنگ تمکو اختیار ہی گلرنگ اپنے مقام سے اُٹھی شجر جادو اپنے قصر مین بیٹھا ہوا نظارۂ
گل وریحان مین مصروف گلرنگ نے آن کر سلام کیا شجر نے پوچھا کیون اسوقت کہان آئین گلرنگ نے
کہا بیٹھ بھڑوے تجھے ہماری کیا قدر ہی تمنے ہمسے کچھ کہا تھا ہمنے اُسکی فکر کی شجر خوشی مین آکر جھومنے لگا کہا
گلرنگ اگر انکو راضی کردے تو تجھے نہال کردونگا اُسنے کہا ہمنے راضی کرایا لیکن آہوے وحشی ہی کمسن ناتجربہ
نام سنے مرد کے نا آشنا چلکر صحبت شراب کباب آراستہ کرو باتون مین یہ پہلو بھی نکل آئینگے تم مردوے ہو
راضی کرلینا لیکن اتنا خیال رہے جس دن تیزی سے جس بات کو کہے فوراً کہنا حضور سہی حاضر ہی شجر خوشی خوشی
اُٹھا گلرنگ نے کہا بھڑوے گدھے لباس تو عمدہ پہن لے چنبیلی کا تیل تو میسر نہوگا چراغ کا لیکر لگا لے
داڑھی کے بال کھلے ہین خضاب کرلے نہ ممکن ہو تو منڈوا ڈال شجر جادو ان باتون سے پھولا نہین

سمجھا تا بہت بھاری عمدہ لباس نکالکر پہنا منڈے سر پر تاج رکھا گلرنگ سے کہا تم جاکر فرش وغیرہ آراستہ
کرو گلرنگ دوڑی ہوئی کھل کھل ہنستی ہوئی آئی ملکہ نے پوچھا گلرنگ کیا کچھ پڑا پایا عرض کی حضور
اپنا رنگ جما یا دیکھیے پھیر دا بن ٹھن کے آتا ہی بحکم باغبان قضا و قدر آج اس شجر ملعون کو قلم کیجیے سرکشی کی
سزا دیجیے یہ باتین تھین کہ شجر جادو اکڑتا ہوا آکر مسند پر بیٹھا پوچھا ملکہ مزاج کیسا ہی ملکہ نے تو کچھ جواب
نہ دیا مگر گلرنگ نے کہا ملکہ فرماتی ہین تمھین ہمارے مزاج سے کیا کام شجر نہال ہو گیا کہا ملکہ عالم مین تو
تابعدار ہون پھر گلرنگ نے جواب دیا ملکہ فرماتی ہین اپنی جورو کے تابعدار ہو گے اب گلرنگ نے
باتون مین لیا چرچا شراب کا بھی شروع ہوا ایک دو جام جو شجر جادو نے پیے نشہ مین بلبلانے لگا ملکہ
شیشہ مے نوش کا ہاتھ تھام لیا ملکہ توڑ نے لگی مگر گلرنگ نے ملکہ کا ہاتھ چھڑا کر شجر جادو کو ایک طمانچہ
مارا کہا او نالائق معشوق پر کوئی ظلم کرتا ہی ملکہ فرماتی ہین کہ یہ تو پہلے بتلا کہ ہماری قید سے کیونکر رہائی ہوگی
مرائت جادو تو کہتی ہین کہ قید مین مار ڈالونگی اب کون حاکم ہی شجر جادو نشہ مین بول اٹھا بی گلرنگ
اگر بی مرائت میرا کہنا نہ مانین گی بہت پچھتا ئینگی دم بھر مین طلسم کو برباد کر ادونگا سلطنت کو غنیمت جانین
مجھ سے بگڑنا مناسب نہین گلرنگ نے کہا میان شجر سنو تو ملکہ تمھارے قبضے مین ہین اب انکو قید سے چھڑا کے
اپنے محل مین لیجاؤگے خاص محل بناؤگے شجر نے کہا ای گلرنگ ملکہ عالم کو مین اپنی آنکھون کے پردے
مین رکھونگا گلرنگ نے کہا تو برا گدھا بیوقوف ہی آخر دریافت ہوگا ملکہ باغ سے کیا ہوئی تم کیا جواب دوگے
شجر نے کہا مین صاف کہدونگا دوول راضی تو کیا کریگا قاضی ای ملکہ مرائت اس مقدمہ مین دخل نہ دیجیے
صاحبزادی آپکی میرے گھر مین ہین آپکا داماد ہو اگر انتظام کرلونگا یقین تو ہی کہ اس بات کو سنکر
خوش ہو جائین اگر کچھ ناراض ہوئین اسی وقت طلسم فتح کرونگا گلرنگ نے کہا آخر وہ کون ایسی صورت
ہی کہ طلسم فتح ہو جائے شجر نے کہا ملکہ لوح طلسمی میرے پاس موجود ہی پھر طلسم کا کیا عدم وجود اب تو ملکہ
شیشہ مے نوش بھی بول اٹھی کہا وہ لوح کہان ہی اسنے کہا وہ سامنے جو صندوق کلان رکھا ہی بجائے قفل
جسمین مار سیاہ لپٹا ہی اسمین لوح طلسم اسکندری ہی کہ جسپر نگاہ ڈالنے سے ساحرون کے ہوش گم ہوتے ہین
گلرنگ نے کہا پھر اس صندوق سے لوح کیونکر نکلے شجر جادو نے کہا ملکہ اگر کوئی شخص مجکو قتل کرے تب یہ
قفل مار سیاہ ٹوٹے اندر اسکے لوح طلسمی ہی کسکی مجال ہی جو مجھ سے آنکھ ملائے مگر تمھارے واسطے
بی مرائت سے لڑونگا مین خود طلسم فتح کرونگا گلرنگ نے کہا صاحب پھر متے کیا انکار ہی ملکہ کو اشارہ کیا
گلرنگ نے گوشہ مین جاکر انگشتری الماس کو ٹکڑے ٹکڑے کیا سو وہ الماس شراب مین ملا یا خوب اس شراب
کو خراب کرکے جام لبالب کیا وہ جام ہاتھ مین ملکہ شیشہ مے نوش کے دیا کہا لو شجر ملکہ عالم اپنے ہاتھ

سے جام مرحمت فرماتی ہین شجر باغ باغ ہوگیا اُٹھ اُٹھ کے سلام کرنے لگا کہتا جاتا تھا کہ مین غلام ہون عمر بھر خدمتگزاری کرونگا گلرنگ نے کہا میان شجر اب تمکو اختیار رہی ہمنے تمھارا کام تمام کیا جس فکر مین تھے اُسکا آج انجام ہوگیا بس اب چین کرو کبھی تکلیف نہو گی ٹانگ پھیلا کے سونا اپنے نصیب کو نہ رونا ہم ایسا خیر خواہ نپاؤگے ہماری قدر نہ کی تو بہت پچھتاؤگے شجر ہین ہین کرتے کرتے وہ جام پی گیا گلرنگ نے جلدی کباب وغیرہ پیش کیے گلوریان کھلائین لمحہ بھر مین گھبرا کر اُٹھا کہا ملکہ میرا کلیجہ کوئی کاٹے ڈالتا ہی دم نکلا جاتا ہی گلرنگ تو نہایت عقیل ہی اُسنے کہا ای شجر ہمارا بھی یہی حال ہی دم گھبراتا ہی کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی شجر گھبرا کر اُٹھا اُٹھتے اُٹھتے قی ہوئی کلیجہ کے ٹکرے کٹ کٹ کے گرنے لگے شجر ادھر رہا ہی ٹانک رہا ہی گلرنگ نے قریب آکے ہاتھ تھاما کہا ای شجر ہوشیار ہو شجر نے کہا ای گلرنگ اب دم نکلا چاہتا ہی کلیجہ کے ٹکڑے کٹ کٹ کے گر رہے ہین یہ کہ کے اُٹھا ایک چمن مین جاکر منھ کے بھل گرا ایڑیان رگڑنے لگا تبو گلرنگ نے دل کو مضبوط کرکے اسکے شکم مین ایک خنجر مارا شکم چاک شجر کا قصہ پاک بیخ ظلم و بدعت کھدی شاخ بغض و حسد کٹی شجر کبر و نخوت سے یہ شجر کو ثمر حاصل ہوا ذلت و رسوائی سے جہنم واصل ہوا باغ مین اندھیرا ہو گیا نخل جلنے لگے پتے کف افسوس ملنے لگے شاخین جھوم کر سر زمین پر ٹپکتی تھین کلیان خوف سے نہ چٹکتی تھین پھولون کے رنگ متغیر گل لالہ کے قلب پر داغ سوسن نے نیلی چادر سر پر کھینچی نرگس ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی تھی آنکھ لڑانا بھولی شبنم پر اوس پڑی گل اشرفی کی رنگت زرد پھیچہ مین ورد گلاب عرق عرق دریائے خجالت مین غرق آندھی سیاہ اُٹھی دیوارین باغ کی گرین اس طرح کی صدائے مہیب آئی کہ شیشہ می نوش گھبرانے لگی گلرنگ جلدی بڑھکر قریب اس صندوق کے آئی دیکھا قفل مار سیاہ ٹوٹا پڑا ہی کہا حضور جلدی یہان تشریف لائیے ملکہ قریب آئی گلرنگ نے صندوق کھولا ملکہ شیشہ می نوش نے دیکھا ایک چاند کا ٹکڑا تڑپ رہا ہی یا ستارہ سحری یا آفتاب عالمتاب گلرنگ نے کہا ملکہ عالم اُٹھائیے ظاہرا ثابت ہوتا ہی کہ یہی لوح طلسم ہی ملکہ نے اس تختی کو اُٹھایا خوشی خوشی رومال مین لپیٹا کہا ای گلرنگ جلدی چلو گلرنگ نے فوراً سحر سے تخت تیار کیا ملکہ کو اسپر سوار کیا چالیس کنیزین اس مقام پر موجود تھین وہ ہمراہ ہوئین اب جو تخت ملکہ کا باہر نکلا جنے ملکہ کو دیکھا وہ ساتھ ہوا گلرنگ اقرار دیتی ہوئی جاتی ہی کہ جو ملکہ عالم کا ساتھ دیگا امان پائیگا ورنہ کتے کی موت مارا جائیگا بارہ ہزار ساحران غدار ساتھ ہو لیے یہ بھی خبر اُڑ گئی کہ شجر جادو واصل جہنم ہوا شجر بغض و حسد قلم ہوا قلعہ سے نکلتے نکلتے بارہ ہزار ساحران نامی اور ہمراہ ہوے رہبری کرکے طرف قلعہ انجم حصار کے چلے اب ناظرین حال قلعہ انجم حصار سماعت فرمائین وہ وقت ہی کہ سہمناک جادو وہ رات بدخشنے

قیامتیں برپا کردین ملکہ انجم ماہ رخسار زخمون مین چور چور قریب ہی کہ گرفتار ہو جائے شاپور سایئے
مین نخل کے کھڑا سر پیٹتا ہی کبھی اپنے پیدا کرنے والے کو پکارتا ہی عرض کرتا ہی ای رب دو جہان ای خالق
انس و جان میرے آقا کو بچالے اس مصیبت سے نجات دے ادھر انجم ماہ رخسار زندگی سے ناامید
اہالیان فوج بھاگے جاتے ہین شہر والے خاک اڑاتے ہین یکایک آسمان پر برق چمکی سب کی آنکھین
جھپک گئین دیکھا پہلوے کوہ سے چودھوین رات کا چاند جسکی تڑپ سے ضیاے نیر اعظم ماند سب حیران ہو کر
دیکھنے لگے کہ دن کو ماہ کامل پہلوے کوہ سے کیونکر پیدا ہوا وہ چاند بلند ہوا جسپر عکس ماہ کامل پڑا مثل ہیمہ
خشک جلنے لگا جب کئی ہزار ساحر جلکر مرے مرائت جادو کو حیرانی دریاے آتش کی طغیانی اٹھا کر ایک گولہ
مرائت جادو نے مارا چاند کے دو ٹکڑے ہوئے جھناٹے کی آواز بلند ہوئی وہ ٹکڑے چاند کے زمین پر گرے
کئی ہزار ساحر جلکر خاک ہوئے چاند نے آفتاب تابان کی تابش دکھائی زمین تھرائی تارون کا ستارہ گردش مین
آیا چاند نے خود برج عقرب کا اثر دکھایا انتہا کا انقلاب ہوا بجیاؤن کو پیچ و تاب ہوا چاند کے ٹوٹنے سے
عرصہ دراز تک اندھیرا رہا صدا یہ ہوئی ہا ہو کی بلند زمین تنزلزل آسمان متحرک بعد عرصہ دراز گردش زمین کو
سکون ہوا اب سب نے دیکھا ماہتابان فلک حسن و جمال بدر درخشان آسمان جاہ و جلال نیر برج جلالت آفتاب
عالمتاب سپہاب منزلت صفدر صف شکن ملکہ بران شمشیر زن طاؤس زرین بال پر سوار فوج جاہ و حشم
یمین و یسار سطوت صولت دبدبہ چہرہ بے نظیر سے آشکار نامی نامدار القہر و غضب تمام نعرہ کیا نعرہ بران

منم دختر کوکب ذی وقار	منم ذی حشم صف شکن نامدار	امثال جوانمرد لشکر شکن	القب گشت بران شمشیر زن

سہمناک جادو و مرائت جادو نے دیکھا کہ ملکہ بران شمشیر زن نے گرتے گرتے دس ہزار ساحران غدار
قتل کیے ملکہ انجم ماہ رخسار کا بازو تھاما انجم کہتی ہی یا تو مجھپر غش طاری تھا یا کسی نے دستگیری کی قلب
مین قوت آئی روح کو راحت ہوئی آنکھون مین بصارت ہوئی سر اٹھا کر دیکھا ملکہ بران فرما رہی ہین
ای انجم ایسی گھبراہٹ ہوشیار ہو جاؤ انجم نے جھک کے مسکرا کے فرمایا صاحب مین تمکو کیا جواب دون
ماشاء اللہ خوب لڑین کیا کہنا بڑا کام کیا لڑنے والون مین خوب نام کیا انجم ماہ رخسار نے عرض کی یہی
تقریب تھی کہ حضور ہماری خبر لینگی ان بجیاؤن کے ہاتھ سے بچائینگی عین وقت پر آئین سرفراز کیا آپ کی
حالت پر ہر دانا عالم نے ناز کیا ملکہ بران شمشیر زن نے مسکرا کر فرمایا بس اب زیادہ تعریف کی ضرورت
نہین ہی لڑائی مین مصروف ہو ملکہ انجم ماہ رخسار بھی سحر کرنے لگی خوف سے ملکہ بران کی سہمناک
جادو تھرائی سحر کرتی ہوئی قریب مرائت جادو کے آئی کہا ای ملکہ عالم ای حاکم طلسم اسکندری اب
ایرج نوجوان کے گرد ساحران زبردست مقرر کیجیے دختر کوکب آپہونچی سحر کا اسکے ہوش ربا مین

شہرہ ہی نہنگ بحر جرأت نام ہی برائے ماہیان سحر دام ہی کس زور شور سے اُسنے دریاے خونریز دان کو
مٹایا پل پریزاد ان کو توڑا اس جوان سے شائد کسی طرح کا لگاؤ ہی کہ طلسم نور افشان سے یہان تلک
آتا ہمکو اپنی جرأت دکھاتا دیکھو اسی جانب لڑتی ہوئی آتی ہی ایرج کی قید کو چھپاؤ مین بڑھکر دختر
کوکب کو روکتی ہون تم قیدیون کو لیکر نکلجاؤ مین بھی لڑ بھڑ کر چلی آؤنگی یا اس نہنگ بحر جرأت کو
دام مکر مین پھنساؤنگی لیکن حقیقت مین بلاے روزگار ہی اسیر پنجہ قابض ہونا دشوار ہی اب مرأت و
سہمناک نے بڑھکر صفین باندھین گرد ایرج نوجوان کے کئی ہزار جادوگر مقرر کیے سحر ہونے لگے ملکہ
بران شمشیر زن کے پہونچتے ہی اہالیان انجم حصار کے قدم جمے بھاگتے بھاگتے پھر تھمے نقباے فوج
آوازین دے رہے ہین ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید شعر روز جنگ ست جنگ باید کرد ؎
کوشش نام و ننگ باید کرد ؎ مرنے والے آوازین دیتے تھے شعر آن منم باشم کہ روز جنگ بینی پشت من
آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے ؎ زمین و آسمان سے خون برس رہا ہی ہواے گرم چل رہی ہی
آتش سحر جل رہی ہی ملکہ بران کے ہاتھ مین اختر مرد اربد جو تھا کھینچ مارا دس دس کے سینون کو
توڑ کے نکلگیا اس ماہ تابان کا اختر بصد کر و فر چل رہا ہی سہمناک و مرأت بھی اسی فکر مین ہین کہ
کسی تدبیر سے ملکہ بران شمشیر زن کو گرفتار کرین کشان کشان سامنے افراسیاب کے لے جائین
برق جہندہ پر کون ہاتھ ڈالے جو قریب آیا مارا گیا ملکہ بران ہر چند کد و کوشش کرتی ہین کہ سہمناک کو
گرفتار کرون ایرج عالی وقار کو قید سے چھڑا دون وہان تک رسائی نا ممکن گرد شاہزادے کے ہزارون دشمن
اژدران سحر ماران سیاہ ہیبت اپنی دکھا رہے ہین تختے زمین کے تھراتے ہین ناگاہ آسمان پر برق چمکی سب
دیکھ رہے ہین کہ نوبت نقارے کی آواز آئی مرأت جادو حیران کہ یہ کون آتا ہی ابر تیرہ و تار شق ہوا سب نے
دیکھا ملکہ شیشہ می نوش بصد جوش و خروش مع بارہ ہزار ساحران غدار نوبت نقارہ بجتا ہوا آکر پہونچین
مرأت جادو اپنی دختر بلند اختر کو دیکھکر گھبرائی حیران تھی کہ یہ کیونکر یہان پہونچی لیکن یہ تعجیل تمام تخت ملکہ
شیشہ می نوش اُترا مرأت جادو نے آواز دی کہ بی بی یہان کیونکر آئین شجر جادو کہان ہی ملکہ شیشہ می نوش
نے جواب دیا ای مادر مہربان شجر ظلم و بدعت کو مین نے قتل کیا مین نے کہا دیکھیا میری مادر مہربان لڑنے گئی
ہین یہ میرے دل کو گوارا نہین کہ مادر مہربان کو صدمۂ عظیم پہونچے مین زندہ رہون مجھے بھی لے چل اسنے جواب
سخت دیا حال میرے دل کا حضور پر آئینہ ہی وہ میری آبرو کا بھی خواہان تھا مین نے اس نامرد کو قتل کیا اب
آئی ہون کہ حضور کی شراکت کرون طلسم کشا کہان ہین مجھے بتائیے اپنے ہاتھ سے مار ڈالون کہ میری بدنامی مٹے
لوگون کے کہنے سے مجکو بھی ضد ہوگئی ہی کسکو گوارا ہوگا کہ مان باپ پر صدمہ پہونچے ملکہ مرأت جادو نے

جو یہ باتین ملکہ شیشہ می نوش کی سنین مست ہوگئی پکار کر کہا مین صدقے ہینے بھی تو تمھارے واسطے کیا کیا صدمے اُٹھائے نو مہینے پیٹ مین رکھا بارہ بہر درد کھائے موت کی لذت زبان پر رہی صدقے سے ساحری کے جوان ہوئین تم نہ خیال رکھو تو کسکو خیال ہوگا ہماری شفقت کا کسکو ملال ہوگا وہ دیکھو سامنے قیدی موجود ہی تمھین قتل اور غیر قتل کا اختیار ہی میرے بعد تمھین وارث سلطنت ہو گھر کو سنبھالو خزانہ دیکھو شیشہ می نوش بہت اچھا کہتی ہوئی نیمچہ کھینچے ہوے طرف ایرج نوجوان کے چلی لوگ سمجھے واسطے قتل کے جاتی ہی جسوقت کہ شیشہ می نوش مع لشکر پہونچی تو ملکہ بران شمشیر زن نے پوچھا تھا یہ کسکی سواری آئی ملکہ انجم ماہ رخسار نے کہا تھا کہ حضور یہ دختر مرائت جادو ہی مگر تعجب یہ ہی کہ جرم عشق ایرج نوجوان مین قید تھی یا اب آمادۂ قتل ایرج نامدار ہی ملکہ بران شمشیر زن نے فرمایا اسمین بھی کچھ اسرار ہی یہ تو بخوبی آگاہ ہین کہ اُسنے مجکو اطلاع دی ورنہ یہان خاتمہ ہوگیا ہوتا یہ دیکھکر ملکہ بران نے بھی دباؤ ڈالا سحر کرتی ہوئی بڑھین انجم سے کہا یہ وقت جنگ وجدل ہی مصیبت طلسم کشا مین ڈال رکھی ہی شیشہ می نوش قتل کرنے جاتی ہی انجم نے بھی اپنے لشکر کو بڑھایا لیکن ملکہ شیشہ می نوش قریب ایرج نوجوان پہونچی یہ سحر مین سہمناک کے مبتلا حیران پریشان اراب پر بیہوش پڑے ہین ملکہ شیشہ می نوش نے آتے ہی کنیزون کو اپنی اشارہ کیا سب زیادہ گلرنگ مصروف جانبازی شہنشاہ اقلیم سحر کرنے لگی شیشہ می نوش نے پھر حکر لوح طلسمی نکالی گلے مین ایرج نوجوان کے پہنائی مرائت نے دور سے دیکھا کہ شیشہ می نوش یا تو قتل کرنے کے لیے گئی تھی یہ کیا ستم ہوا وہ شیر بیشۂ جرات اپنے مقام سے اُٹھا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا صدائے شمشیر آئی زمین تھرائی نعرہ ایرج نوجوان × ملک ایرج آن آفتاب منیر × کہ صاحبقران نیم وآفاق گیر × ہنر پرور دمان نبرد آزما × جری صف شکن شیر دشت دغا × منم فارس عرصۂ کارزار × گل گلشن قاسم نامدار × نعرہ کرکے شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہوا ہنر بر بیشۂ جرات آمادۂ حرب وپیکار ہوا اسب نے دیکھا لوح طلسمی گلے مین مثل ستارہ سحری چہرہ آفتاب عالمتاب دست زبردست مین تیغہ برق تاب زیر ران مرکب برشک عقاب ایرج لڑتے ہوے آگے بڑھے ملکہ شیشہ می نوش مع بارہ ہزار ساحران ہمراہ رکاب ایرج یہ دیکھ مرائت نے سر پیٹ لیا کنیزون نے بڑھکر خبر دی حضور صاحبزادی لوح طلسمی لیکر آئین طلسم کشا کو پہنا دی لوح محفوظ کی کیا حقیقت ہی اب طلسم کشا کا کون سامنا کریگا نعرہ ایرج نوجوان کی صدا جو بلند ہوئی ملکہ بران شمشیر زن نے سر اُٹھا کر دیکھا آفتاب عالمتاب شہر یاری دکوکب شمشیر حبست افروز جانداری کو پشت مرکب پر دیکھا آپسین نگاہین چار ہوئین سنان ہاے مژگان دلون کے پار ہوئین ایرج نوجوان کو حیرت ملکہ بران کو غیرت ایرج نوجوان چاہتے ہین کہ لڑبھڑ کے اپنے کو قریب ملکہ بران شمشیر زن کے پہونچا ہین مگر لوہے کی دیوارین بنی ہوئی ہین ہر صف پر تلوار چل رہی ہی ملکہ

شیشہ می نوش کو جادوگرون نے چار جانب سے گھیرا ہی جرأت جادو کی آنکھون مین اندھیرا ہی دل سے کہتی ہی ارے یہ کیا معرکہ ہی کیونکر طلسم کشا چھوٹا اب اس بدبخت نے لوح کیونکر پائی شجر جادو پر کیا آفت آئی اب اس ہنگامہ مین کون سمجھائے یہ مشہور ہوگیا کہ لوح طلسمی طلسم کشا کو شیشہ می نوش نے حوالہ کردی آتے ہی قید سے اپنے عاشق کو چھڑا لیا وہان ایرج نوجوان و ملکہ بران شمشیر زن سے پردہ بہ پردہ اشارے ہو رہے ہین ایرج نوجوان نے کلیجہ پر ہاتھ رکھکر عین گرمی جنگ مین یہ اشعار صداقت شعار پڑھے اشعار مخفی

آتش عشق تو بلبل در دل پروانہ را
عاقبت کردی بپا زنجیر این دیوانہ را
بعد ازین مخفی ترا باید در آتش زیستن
اشعار جاری ہوئے اشعار
سحر کو غنچہ کھلا دوپہر کو تھا سو کھا
ت یہ کہتے تھے دلمین غبار تھوڑا ہی
بچھوے سیکڑون قلب نوبری مین پڑے
مری نظر مین بھی دل کا وقار تھوڑا ہی

بادۂ شوق تو بر لب ساغر و پیمانہ را
دیدہ را از لخت دل گنجائش شکہا نہ
کاش غنشا کردہ از راہ شفقت جانہ را
کمال شوق ہی دیدار یار تھوڑا ہی
عروج و وقفہ جوش بہار تھوڑا ہی
شب وصال بس اب کم ہی پوچھتے کیا ہو
وہ سر دیکھ کے کہتا ہی بار تھوڑا ہی
تڑپ تڑپ کے وہ کاٹا ہی روز ہجر قبول

از شکنج زلف او حاصل نشد آرام دل
تا بکی لبریز خون دارم من این پیمانہ را
کبھی ایرج کی زبان سے یہ
زیادہ جبر ہی اور اختیار تھوڑا ہی
ہماری خاک کے کرتے ہو بند آنکھوں کو
کہ میرے سینہ مین دم اک نگار تھوڑا ہی
نگاہ کم سے جو دیکھا ہی یار سرکش نے
کہ اب نگاہ مین روز شمار تھوڑا ہی

اس طرح کے اشعار جو ایرج نوجوان نے پڑھے ملکہ بران شمشیر زن مسکرائین ملکہ شیشہ می نوش کی جانب اشارہ کیا شیشہ می نوش شرمائی جاتی ہی ملکہ بران کے جاہ و جلال حسن و جمال کو دیکھکر جسم مین تھرتھری پڑی دل مین کہتی ہی سبحان اللہ کیا پروردگار عالم نے صورت زیبا طلعت جہان آرا رحمت فرمائی ہی نقاش ازل نے یہ تصویر دلپذیر اپنے دست حق پرست سے بنائی ہی مگر ملکہ بران و ایرج نوجوان سے آپسمین اشارے کنائے ہونے لگے اب اس شیر بیشۂ جرأت سے کون لڑ سکتا ہی ایک جانب سے ملکہ انجم ماہ رخسار سنبھلی ملکہ بران شمشیر زن نے طبقے زمین کے ہلا دیے باغ سحر و افسونگری کے گل دکھلا دیے ایرج نوجوان جس غول پر جا پڑے جس ساحر نے سحر کیا انھون نے لوح کو سامنے کر دیا سحر اُسکا باطل ہوگیا ضرب تیغ بیدریغ سے وہ ملعون جہنم واصل ہوا سہمناک جادو سہمی ہوئی لوح محفوظ اُسکے پاس موجود ہی یہ اسپر ثابت ہوا کہ لوح طلسمی طلسم کشا کے گلے مین ہی اب وہ شیر دشت نبرد لڑتا بھڑتا آتا ہی سحر تاثیر نہ کریگا لمحہ بھر مین یہ جوان دفتر ساحران کو اُلٹ دیگا چہرے کٹ گئے لاکھون نفری ہو چکے تنخواہ بیباقی بٹ رہی ہی شاخ نخل حیات ساحران چھٹ رہی ہی ملک الموت جائزہ لے رہا ہی جہنم مین بھرتی کا ارادہ ہی اتنے ہی عرصہ مین ساحر بھاگنے لگے نعرے سے اس صاحب سطوت و صولت کے زمین کانپی سہمناک خائف ہوکر سوچی کہ مین نکل جاؤن جاکر ملکہ حیرت

کو خبر پہونچاؤن اب ٹھہرنا بہتر نہین ہوش رُبا سے زیادہ آج بیان کا طور دیکھا یا تو یہ مصیبت چشم زدن
مین در عیش و فرحت کھل گیا مسلمانون کی مدد غیب سے ہوتی ہی کس خوبصورتی سے لوح طلسمی پہونچی ہی یہ
سوچکر سحر کرتی ہوئی بڑھی اس طرف سے ملکہ بران شمشیر زن لڑتی ہوئی آتی تھین سہمناک جادو پر
نگاہ پڑی کہ اُسنے فوج انجم ماہ رخسار کو ستھراؤ کر دیا ملکہ بران نعرہ کرکے جا پڑی کئی ہزار ساحر اُف کرکے
پھونک دیے سہمناک جادو نے ملکہ بران شمشیر زن پر سحر کیے ملکہ بران نے مسکرا کر برق چمکائی سر پر اس
ملعونہ کے پڑی ہر چند چاہا رد کون نہو سکا سر زخمی ہوا ملکہ بران جھپٹ کر قریب پہنچین چاہا کہ اسن بیحیا کا سر
کاٹ لون اُسنے گولہ اُٹھا کر ملکہ بران پر مارا ملکہ اُس سحر کو دفع کرنے لگین سہمناک جادو چرخ مار کر
اُڑی کہ نکل جاؤن شیشہ می نوش نے شاہزادے کی جانب اشارہ کیا انجم ماہ رخسار نے بھی آواز دی
کہ حضور وہ ملعونہ لوح محفوظ لیے جاتی ہی شاہزادہ والا قدر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری مین بھال
کا تیر ترکش سے نکالا سیسر کمان کا کرکا عقاب تیر پر تولتا ہوا چلا چونکہ سہمناک جادو پر تولتی ہوئی
تھی تیر نے دوسرا ترکش تلاش کیا بر سے بمقام پر پڑا گندہی کو توڑ کر پار گذرا زمین پر گری لاش ملعونہ کی جلنے لگی ملکہ
شیشہ می نوش نے بڑھکر لوح جھولی سے نکال لی سامنے ایرج نوجوان کے بطور نذر پیشکش کی آندھی سیاہ
چلی آواز آئی کشتی مرا نام من سہمناک جادو بود افسوس بردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم ہرات
جادو یہ ہنگامہ دیکھکر گھبرائی ثابت ہوا کہ ہاتھ سے بران شمشیر زن و ایرج نوجوان کے بچنا دشوار ہی
اب چلکے اپنے قلعہ مین داخلہ کر دون بڑے بڑے پہلوان بھی میرے خراج گزار ہین ساحر بھی بڑے بڑے مکار ہین
کسی تدبیر سے لوح طلسمی لے لینگے تب انکو شکست دینگے اب لڑنا سراسر بیکار ہی یہ سوچکر تخت اُڑاتی ہوئی
بھاگی تمام فوج سہمناک جادو بھی اسی کے ساتھ ہوئی ایرج نوجوان نے پیچھا کیا ملکہ بران شمشیر زن نے
دیکھا کہ اب میرا ٹھہرنا مناسب نہین ہی دل کی بیقراری سے مجمع عام مین آنے کا اتفاق ہوا کلام کرنے کا بھی
موقع محل نہین ہی یہ سوچ کر دور سے کچھ ایسین اشارے کنائے ہوے ایرج کا تڑپ کے اشارہ کرنا کہ آج کی شب
رہجاؤ ملکہ کا اُنگلی دانت کے نیچے دبا کر چلکے کنایہ سے صاف ظاہر تھا کہ ٹھہرنے مین بدنامی ہی دام محبت مین
اسیر ہین قفس مصیبت مین پھنس چکے آپ بڑے خوش تقدیر ہین دو دو چاہنے والے ساتھ ہین جو مخل صحبت ہو
اُسکا ٹھہرنا اچھا نہین ہی پھر جا مع المتفرقین کسی حیلہ سے ملائیگا اس لڑائی کا ذکر جا کر ہم اپنے والد نامدار
سے بھی کر دینگے شاید کسی وقت کوئی ضرورت ہو فلک ہر دم در پی سرکشی ہی ہوش ربا مین بھی سامان لشکر کشی
ہی وہان کی خبر لینا بھی ضرور ہی وقت مین سر پھرنا بڑا قصور ہی ایسے ایسے اشارے کرکے سنگ صبر دل پر رکھا
طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوئین ہرات جادو نے شکست کھائی

طرف قلعہ طلسمی کے بھاگی ایرج نوجوان نے پوچھا کیا انجم نے بھی کہا اب تامل کرنا بہتر نہین ہی اسی جوش و
خروش مین مرحلہ جات طلسم بھی فتح ہون ورنہ یہ طلسم وسیع ہی اگر لشکر جمع کریگی مشکل پڑیگی اسکے طلسم مین
بڑے بڑے نامی پہلوان ہین اُنکو بھی آپ کے مقابلہ کے واسطے بھیجے گی سب طرح کی تدبیرین کریگی اسکی سلطنت
مٹتی ہی مرات جادو تخت اُڑا کر نکل گئی فوج والے کچھ بھاگے کچھ لشکر ایرج مین گرفتار ہوے بعد جانے
مرات جادو کے ایرج نوجوان نے قصد کیا اور آگے لشکر بڑھاؤن ملکہ سمن بر و ملکہ شیشہ مے نوش
و ملکہ انجم ماہ رخسار وغیرہ نے آکر گھیر لیا عرض کی اے شہریار بہتر تو یہی تھا کہ اسی لگاؤ مین لڑتے بھڑتے چلے
لیکن سب ملازمان جانباز حضور کے زخمدار ہین ایسا نہو کسی خرابی کا سامنا ہو خدا نے بڑا فضل اپنا شریک حال
کیا اب حضور کو اختیار ہی بعد دو چار دن کے سفر ہوگا اب یہ سلسلہ نہین چھوٹے گا بہت سامان لشکر کشی ہوگا
آخر ایک صحراے سبزہ زار مقام خوشگوار کو دیکھکر لشکر فروکش ہوا ملکہ انجم ماہ رخسار نے نہایت تکلف سے
لشکر کو اتارا بارگاہین استادہ ہوئین غازیون نے کمرین کھولین ایرج نوجوان و شاپور شیر دل و ملکہ
انجم ماہ رخسار و ملکہ سمن بر و ملکہ شیشہ مے نوش وغیرہ داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے زخمیون
کی زخمبند و زیان ہونے لگین اب یہی قصد ہی کہ اندر اسی ہفتہ کے طرف طلسم اسکندریہ کے کوچ کرین
مرات جادو سے معرکے پڑین اس شیر بیشہ جرأت کو اس حال مین چھوڑیے وقت پر حال خیریت مآل تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان دُر بے بہاے صدف قلزم عیاری و نہنگ دریاے زخار طراری ہنر بر دشت جرات رستم رزمگاہ فطرت سرکوب ساحران غدار یعنی خواجہ عمرو نامدار تحریر ہوتے ہین کہ افراسیاب سے حال لوح پوچھکر نقب مین داخل ہوے پہونچنا تا بہ طلسم صندل ساقی نامہ

ساقی کوئی جام مے پلا دے ۔ بیتاب ہون درد سر مٹا دے
لانا بنت العنب کو لانا ۔ جتنی ہو شراب سب پلانا
کچھ کم کی نہ سال بھر کی دنیا ۔ دس پانچ برس کی دھر کی دنیا
جو سرخی روے یار کی دے ۔ جو بوے عرق بہار کی دے
وہ مہر کہ جسکا برج ہی جام ۔ وہ زہرہ کہ جسکا ہی دوا نام
ہی نشہ سرور جسکا وہ مے ۔ ستوا لا ہی سرور جسکا وہ مے
شیشہ ہی جس پری کا مسکن ۔ جس پھول کا میکدہ ہی گلشن
جسکا ایوان ہی شیشۂ دل ۔ آنکھین ہین جسکی سیر منزل

ساقی لانا شراب سر جوش ۔ پھر آ ہوپنچے ہین حضرت ہوش
دریا نوشون کا سامنا ہی ۔ دو چار خمون کی اصل کیا ہی
وہ مے جو ہو ہمثال سب مین ۔ وہ مے کہ جو ہو حلال سب مین
جسکا مارا دے تڑپ کے ۔ جسپر زاہد کی رال ٹپکے
جسکا اک نام ہی ادا مست ۔ جسکا دیوانہ ہی سدا مست
تابان ہی جو آفتاب کی طرح ۔ دیتی ہی مہک گلاب کی طرح
جسپر میری طبیعت آئی ۔ جو ہی مرے قلب مین سمائی
رکھتی ہی ہنسی خوشی جو ہمکو ۔ کھوتی ہی جو فکر و وہم و غم کو

ساقی سے ابھی یہ کہتے تھے ہم
وہ آئی کیا مُراد آئی
پھر تو تن تن کے یان نلک پی

آ پہونچی چہ دخت زر بری جھم
مطلب نکلا مراد آئی
خالی ہو سبغرف بھر گیا جی

کیا جھرنے ذرہ پروری کی
بے منت خلق و خوف انجام
جب نغمہ اپنا رنگ لایا

آمد ہوئی بزم مین پری کی
ملنے لگا لب سے لب بجام
لکھنے بیٹھے قلم اُٹھایا

چہرہ سیاحان صحراے طلسمات تحریر و تقریر و رفتاحان مرحلجات تسطیر دلپذیر منازل پر خار مضامین فرحت آئین کو یون طی کرتے ہین شعر سعدی برمن کہ سبوحی زدہ ام خرقہ حرام است ؛ ای مجلسیان راہ خرابات حرام است

دیگر قطعہ

از ہوش ربود ند لکین ہر زہ درایان
شور زغن و زاغ بلند ست درین باغ

خیر است چرا این ہمہ بیہوش نشستی
ای بلبل خوش لہجہ چہ خاموش نشستی

دیگر شعر مصنف سخن سنج داناے رفر بیان ؛ نویسند این قصۂ دلستان ؛ سابق مین تحریر ہو چکا کہ خواجہ عمرو نے صورت حیرت زوجہ افراسیاب کی بنکر حال لوح دریافت کیا برق کو زنبیل سے نکالکر سب کیفیت سمجھائی آپ داخل نقب ہوئے برق کا انجام گذارش کر چکا کہ داخل لشکر اسلام ہوا چند سردار جستجوے خواجہ عمرو مین روانہ ہوے افراسیاب جادو نے نامہ بنام صندل جادو تحریر کر کے اپنے ملازم کلنگ جادو کو دیا کلنگ جادو طرف طلسم صندل کے چلا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار لرزان و ترسان حیران و پریشان نقب مین داخل ہوئے اسقدر نقب مین اندھیرا تھا کہ تاریکی مین دم گھبرایا قریب تھا کہ روح قالب سے نکلجاے خواجہ عمرو نے فتیلۂ عیاری روشن کیا اسکی روشنی سے نقب کو طی کرتا ہوا مگر خائف کہ ای عمرو اگر افراسیاب بیدار ہو کر آگاہ ہو جائے ابھی آکر گرفتار کرے سواے پروردگار کے کون معین و مددگار ہی مگر معبود حقیقی سر پرست ہی ہمارا معین و مددگار برار بردست ہی مصیبت مین وہی پروردگار مدد کرے گا وہی اس بلا کو رد کریگا ٹھنڈی سانسین بھرتا ہوا عمرو بدحواس چلا جاتا ہی ہر قدم پر پانون لڑکھڑاتا ہی اپنے معبود کا نام لیکر سنبھل جاتا ہی افتان و خیزان راہ تیرہ و تار جھیلتا ہوا بمشکل تمام نقب سے نکلا عجب مقامات عجائب و غرائب ہین کہ طائر وہم و خیال کے پانون تھکتے ہین طی کنندگان منازل مصیبت کو سکتے ہین چند قدم رہبری کی تھی پلٹ کے دیکھا اُس قصر و عمارت کو پھر نہ پایا دل سے کہتا ہی ای عمرو یہ کیا صورت اتنی بڑی عمارت کیا ہوئی خواجہ بیحد ہرا کیا اس نقب تنگ و تاریک مین اپنے کو گرا دیا انجام نہ سوچے اسد غازی کو زنبیل مین ڈالکر چلے آتے ہمتو ہر مقام پر بسر کر لینگے مگر اسد غازی کو کیون لائے چاہیے تھا ہمراہ ملکہ مہرخ و بہار چھوڑتے جب نشان لوح دریافت ہوتا بلوا لیتے اب کیا پلٹ جاؤن ہاے کسکو جا کر دے سیاہ دکھاؤن سردار

کہین گئے عمرو کا جی چھوٹ گیا ساری شفقتین خاک مین ملائینگے اس سوچ مین عمرو راہ کو طی کرتا ہوا جاتا ہی دن چڑھا نیر اعظم بلند ہوا گرمی صحرا مین شروع ہوئی جنگل نے کرۂ نار کی کیفیت دکھائی ہوائے گرم چلنے لگی ہر جھونکے سے منھ پھنکا جاتا ہی نقیب گرد باد دورباش کی صدائین دیتے ہین کہ اے آیندہ و روندہ کیون اپنی جان دیتا ہی اس صحرا سے گذرنا دشوار ہی ہمسے انس بیکار ہی ہم بھی کسی خوش رفتار کی خاک ہین لیکن تباہ و برباد زیر افلاک ہین برباد کین ناموس و ننگ لباس خاکساری سے تنگ اس منزل جادۂ فنا سے نہ بچ سکے آخر بیابان مرگ ہوے عمرو بونڈلون کو دیکھکر گھبراتا ہی ہر چند کہ وہ انکی تعظیم کو اٹھتے ہین انکا دل بیٹھا جاتا ہی قلب تھراتا ہی موت کا سامنا تشنگی کا جوش پراگندہ ہوش رہ رہی مین مصروف ہی مگر دل سے کہتا ہی اے عمرو افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا مکار غدار نیرنج باز شعبدہ ساز یہ بھی تم اسنے ایک فقرہ کیا مجکو بیچا نا مگر تساہل کیا حرامزادے نے ہمکو ابھی راستہ بتلایا اب اس صحرائے آفت خیز مصیبت انگیز سے نکلنا دشوار ہی موت لیکر آئی ہی دمبدم حدت نیر اعظم بڑھتی جاتی ہی خون گھٹ رہا ہی کوئی نخل سایہ دار معلوم نہین ہوتا ہی ہر شجر بے برگ و بار سایہ مثل طائر عنقا دھوپ کی شدت آفتاب کی حدت عمرو تلاش آب مین دوڑتا ہوا پھرتا ہی شدت تشنگی سے جابجا گرتا ہی کسی مقام پر کھڑے ہو کر نگاہ اٹھائی یک نظر کو دوڑایا دور سے دریا موجزن نظر آیا عمرو گھبرا کر دوڑا جب اس مقام پر پہونچا سوائے خاک وہان کیا تھا موجۂ ریگ روان نے دھوکا دیا پانی کیسا کسی چشمہ کا کہین نشان نہ ملا جھیل کا گمان نہین بیقراری کو اسپر قرار ہوا کہ تڑپ تڑپ کے اسی صحرا مین مرے بیابان مرگ ہوئے کون پیاسے کو پانی پہونچائیگا سوائے پروردگار عالم کے کون مدد کو آئیگا سامنے ایک درۂ کوہ تھا سختی اٹھا کر اس درہ مین آکر بیٹھا اپنی بیکسی پر خوب رویا آنسو بھی خشک ہو گئے ڈھیلے آنکھون کے نکلے پڑتے ہین مردمان چشم پیاس کی شدت سے لڑتے ہین صحرا تپ رہا ہی ڈر ہی کہ اے عمرو پہاڑ نہ جل کر گر پڑے خیر کسی قدر سایہ تو ہی اب کدھر جاؤن اس سوچ مین عمرو بن امیہ ضمری نامدار بیٹھا ہوا دعا کر رہا ہی اشعار مصنف

اے خالق بے نیاز میرے
عصیان کے حجاب سے مفر دے
ہین جور فلک سے لب پہ نالے

اے مالک کارساز میرے
دامن گل آرزو سے بھر دے
اے رب کریم تو بچالے

مجھ عاجز و خستہ کی مدد کر
دام غم و رنج مین پھنسا ہون

عصیان کے حجاب سے ہون مضطر
زندان بلا مین مبتلا ہون

یہ تو عمرو بخوبی جانتا ہی کہ تمام ہوشربا مین مجکو سب پہچانتے ہین صورت اپنی بدل لی ہی ایک ساحر کی شکل بنکر بیٹھا ہوا بلبلا رہا ہی تڑپ رہا ہی صحرا کی حرارت دیکھ کر دل کانپتا ہی ہوش اڑے جاتے ہین کہ عمرو نے دور سے دیکھا ایک ساحر بدحواس پسینے پسینے گھبرایا ہوا دوڑتا چلا آتا ہی پیاس مین زبان منھ سے نکل آئی ہی تمازت و حرارت آفتاب عالمتاب

سے پانون مین آبلے منھ مین چھالے پریشان و مضطر ہر طرف بیک نگاہ دوڑ آتا ہے کہین پانی کا نشان نہین
پاتا اگر کسی چشمہ کو دیکھا جستجوے آب مین دوڑا جب قریب پہونچا دیکھا پانی کا کہین نشان نہین اگر کسی قدر
پانی پایا اور ہاتھ ڈال دیا چنگاریون کا لطف پایا ہاتھ جل گیا پھر وہان سے بھاگا اب خواجہ عمرو نے دیکھا
کہ اسی درہ کوہ کی جانب وہ ساحر بھی آتا ہے عمرو نے اپنے ہوش و حواس درست کیے اٹھ کر ٹہلنے لگا اس
ساحر کو آواز دی اے بھائی جانے والے یہان آو اس دھوپ مین کہان مارے مارے پھرتے ہو
ٹھیک دوپہر کا وقت ہے ٹھہر جاو لون لگ جائیگی اور دو گنوار تڑپ تڑپ کے مرے انکے بھائی بند اٹھا لیگئے
تم تو اپنی جان بچاو یہان سایہ مین چلے آو وہ ساحر اپنی زندگی سے بیزار پیاس سے مجبور وناچار اپنے ہمجنس
کو دیکھا کہا بھائی تہین آیا خواجہ عمرو نے کہا اے برادر یہ وقت منزل چلنے کا ہے دیکھو تو آفتاب کی حرارت سے
صحرا تپ رہا ہے اس نے کہا اے برادر نوکری بری چیز ہے حکم حاکم سے مجبور وناچار خواجہ عمرو نے پوچھا
بھائی کس کے نوکر ہو کون ایسا جلاد صاحب پیدا ہے جسنے اس دھوپ مین تمکو دوڑایا سامری جمشید سے
خوف نہ آیا اسنے کہا اے برادر شہنشاہ طلسم ہوشربا کے ملازم ہین حوالی طلسم صندل کے عازم ہین
خواجہ عمرو نے کہا اے برادر طلسم صندل پر جانے مین کیا سر ہے کیا وہان کوئی بڑا زبردست ساحر ہے
اسنے کہا ان باتون مین شہنشاہ کو دخل ہے ہم کیا جانین حکم ہوا کہ یہ نامہ لیکر دروازہ طلسم صندل پر جاو
ملکہ صندل جادو کو یہ نامہ پہونچاو عمرو عیار آتا ہے اسکو گرفتار کرکے ہمارے پاس روانہ کرو عمرو
نے کہا بھائی عمرو عیار کون ہے اسنے جواب دیا اے برادر ایسا ظالم ہے کہ شہنشاہ نے لوح طلسمی کا حال چھپایا عمرو
نے ملکہ حیرت کی صورت بنکے شہنشاہ سے تمام حال لوح طلسمی دریافت کرلیا اب اسی فکر مین گیا ہے شہنشاہ
چاہتے ہین عمرو طلسم صندل مین نجانے پائے ملکہ صندل جادو آگاہ ہوجائے انتظام کرلے اسواسطے ہمکو حکم ہوا ہے
کہ جلد نامہ پہونچاو کلنگ جادو نے کہا جو تیر نشان شہنشاہ نے بتلائے ہین اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دس پانچ
کوس اور باقی ہے عمرو نے باتون مین گھلا ملا کے کلنگ جادو کو پانی پلایا انکے ہاتھ کا پانی پینا تھا کہ تباہ پانی مشکل
ہوئی کلنگ جادو گھبرایا جوش مین اٹھا بیہوشی اپنا کام کرچکی تھی اٹھتے اٹھتے گرا خواجہ عمرو نے گردن پکڑ کے
کلنگ جادو کو ایک گوشہ مین ڈالدیا رنگ روغن عیاری کا لگا کر صورت کلنگ جادو کی بنکر تیار ہوے
نشان تو دریافت کرچکے تھے نامہ سر سے باندھکر بشکل کلنگ جست وخیز کرتے ہوے طرف طلسم صندل کے
روانہ ہوے بعد تھوڑے عرصہ کے صحراے سبزہ زار و چشمہ ہاے آب خوشگوار جابجا ملے کسی مقام پر درخت بار اثمار
سے سربسجود پھولون کے انبار نخل ہر ایک سایہ دار طائران زمزمہ سرا صفت مین صناع ازل کے مصروف
عندلیبان نغمہ سرا گویا عیان ازل کی تعریف کا وقوف خواجہ عمرو کیفیت صحرا کی دیکھتے بھالتے اس راہ قیامت خیز کو

طے کرتے بعد کئی دن کے سامنے قلعہ طلسم صندل کے پہونچے خواجہ عمرو نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ برجہائے کلان آراستہ پہلوے قلعہ مین ایک برج رفیع و وسیع نہایت تکلف سے صناعان چابک دست نے درست کیا ہے اُس برج پر ایک پریزاد نہایت حسین و مہ جبین گلنار پوش غارت گر عقل و ہوش ایک طبق مروارید کی پنجہ نگارین مین لیے ہوے خاموش صاف ثابت ہوتا ہے کہ اُس گوہر یکتاے حسن و جمال کی نگاہ مروارید ہاے طبق سے لڑی ہوئی جب نگاہ مہر و وفاے موتیون کو دیکھتی ہے ایک بجلی چمک جاتی ہے چند مروارید شکست ہوتے ہین ایک ابر مروارید کی سر پر اس لعل بے بہاے بدخشان حسن و جمال کے سایہ افگن ہے صاف ثابت ہوتا ہے کہ سیارگان مروارید کا وہ ابر مسکن ہے لڑیان موتیون کی از ابر تا بہ طبق گوہر بے بہا سلسلہ آمد و رفت گہرہاے نایاب سے شکست نہین ہوتا ابر سے کبھی پانی برستا ہے کبھی شعلہ ہاے آتش بھڑک کر غائب ہوجاتے ہین وہ سحاب شعبدہ و نیرنج عجائب و غرائب تماشے دکھاتا ہے اس کیفیت کو دیکھکر دیکھنے والے کی آبرو پر حرف آتا ہے قلعہ کا رنگ صندلی بہت وسیع قلعہ ہے بلندی تک دیوارون کی کمند وہم و خیال نہین پہونچتی جہان تک نگاہ کام کرتی ہے اُسی قلعہ کی عمارت معلوم ہوتی عرصۂ دراز تک خواجہ عمرو حیران حیران اس قلعہ کو دیکھا کیے سامنے قلعہ کے خندق آب روان آب صاف و شفاف سے معمور تھا لب بند خواجہ عمرو متردد ہین کہ مین اس قلعہ مین کیونکر داخل کرون سواے اس پریزاد کے اور کوئی ذی حیات مثل انسان یا حیوان نہین موجود ہے جسکو آواز دین اُسکی معرفت قلعہ مین جائین آخر خواجہ عمرو نے اپنے دل کو خوب مضبوط کیا بہ شکل کلتنگ جادو سامنے قلعہ کے آئے پکار کر آواز دی اے ساکنان قلعہ طلسم صندل نام میرا کلتنگ جادو فرستادہ شہنشاہ طلسم ہوش ربا یہ نامہ حاضر ہے پاس ملکہ صندل جادو کے پہونچاؤ خواجہ عمرو نے کئی آوازین دین کچھ جواب نہین ملتا وہ پریزاد حسین و جمیل حسن مین بے عدیل گوشہ چشم سے خواجہ عمرو کو دیکھ رہی ہے کبھی مسکرا دیتی ہے برق خندہ خرمن ہوش و حواس عمرو کو جلا دیتی ہے کبھی ابروے خمدار ہلا یا نیچی نیچی نظرون سے مسکرانا عاشق کے قتل کا بیڑا اٹھانا شعر

جنبش تیغ نگہ سے جب کیا بسمل مجھے ہنس کے قاتل نے کہا یہ ناز معشوقانہ تھا

دیگر

سرنگین آنکھین شرم آلودہ خاک مین ہمکو ملائینگی کیا یہ نگاہین نیچی نیچی اوپر اوپر جائینگی

اُسکے مسکرانے پر عمرو ذبح ہوا جاتا ہے حیران جمال محو دیدار ہو کر یہ اشعار آبدار بے اختیار زبان سے نکل گئے اشعار نظمی

کوئی عشق ست بناموس سلام است اینجا صد چو محمود بہر گوشہ غلام است اینجا
طالب دانہ درین دام در افتاد بدام دانہ گر خال بود دانہ و دام است اینجا

آنکھین نشیلی مثل جام گردش مین نگاہون کی چھریان قتل عاشق کی کوشش مین اُن نشیلی آنکھون پر

خواجہ عمرو کی نگاہ پڑی بے اختیار پکار اٹھا اشعار

باده درکش که درین بزم گہ حادثہ خیز
ہر چہ جز بادہ بود جملہ حرام است اینجا
زہر غم نوش کن و لب بہ شکایت مکشا

کہ شکایت ز ظالم شیوهٔ عام است اینجا
موسیا لاف مزن طاقت دیدار نیست
پرتو نور تجلی چو تمام است اینجا

در پے مستی ہر شام خمار سحر است
مخفیا بزم فرحناک کدام است اینجا

جب عمرو آواز دیتا ہے کہ اے ساکنان طلسم صندل ہم سرکش نہین ہین شہنشاہ ہوش ربا نے بھیجا ہے کسی کی آواز نہین آتی وہ نازنین جبین خواجہ عمرو سے نگاہ ملاکے مسکرا دیتی ہے خواجہ عمرو کو آنکھ ملتے ہی کیفیت حاصل ہوتی ہے بیقرار ہوکر یہ اشعار زبان سے خواجہ عمرو کی نکل گئے غزل مومن خان دہلوی

مجھ مین ستم اٹھانے کی طاقت کہان ہے اب
سجدے پہ سر قلم تو دعا پر زبان کٹی
لب پر ہمارے غلغلۂ الامان ہے اب
کہدین رقیب نے تری بے التفاتیان
تیرا مریض عشق بہت ناتوان ہے اب
بیطاقتی سے مجھ مین نہین تاب التفات
مومن ہلاک خنجر ناز بتان ہے اب

وحشت سے میری سارے احباب چلے گئے
گویا نہ وہ زمین ہے نہ وہ آسمان ہے اب
پیری مین وصل غیرت یوسف ہوا نصیب
ناصح ہمارے حال پہ کچھ مہربان ہے اب
چشم غضب سے مشورۂ قتل کھل گیا
بیہودہ فکر جور دسر امتحان ہے اب

قتل عدو مین عذر نزاکت گران ہے اب
آنا ہے گر تو آؤ کہ خالی مکان ہے اب
قتل عدو نے شوق شہادت مٹا دیا
بخت وفا مثال زلیخا جوان ہے اب
رکھ لے سر اپنے زانوے نازک پہ شوق سے
جو بات دل مین ہے سو نظر سے عیان ہے اب
وہ دن گئے کہ لاف و گزاف جہان تھا

خواجہ عمرو کبھی گھبراتے ہین کبھی گلچینی گلشن جمال اس پری پیکر کی کرتے ہین کبھی دل پر درد سے ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین کبھی پھر چنختے ہین کہ کیون یارو مین پلٹ جاؤن شہنشاہ سے جاکر کہدون کہ اہالیان طلسم صندل ہماری بات کا جواب نہین دیتے وہ بلائے روزگار ہے ابھی قلعہ مین آکر آگ لگا دیگا سب کا درد سر مٹا دیگا جب عمرو بہت چیخا پیٹا اور کسی طرح جواب نہ ملا پھر تو عمرو نے گالیان دینا شروع کین اور پکار کر کہا کہ لو اب جاتا ہون تمھارے باپ افراسیاب جادو کو لے کر آتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو نے قصد کیا کہ چلا جاؤن دل مین کہتا ہے سمجھا تھا کہ نامے کے ذریعہ سے یہ کیفیت تمام اندر قلعہ کے رسائی ہوگی یہان کوئی جواب تک نہین دیتا یا الٰہی اب کہان جاؤن کیا کرون اس حیرانی و تشویش و پیچ مین عمرو کھڑا تھا ملحوظ خاطر ناظرین والاتمکین ہو کہ جسوقت عمرو کھڑا پکار رہا ہے دن بہت قلیل باقی ہے طائر درختون پر بسیرا لے رہے ہین دھوپ مائل بزردی سامنے صحرائے سبزہ زار ایک جانب قلعہ طلسمی نمودار بالائے قلعہ ایک نازنین ماہ رخسار سر پر اسکے سایہ ابر گوہر بار دمبدم مروارید بے بہا کی بارش اس نازنین گلنار پوش کی نگاہون کی سازش عمرو اپنی جان سے بیزار مثل بلبل نوبہار چیخ مار مار کر رو رہا ہے کہ یکایک صحرا سے گرد اڑی عمرو سر اٹھاکے دیکھنے لگا کہ ایک جوان صندلی پوش بصد جوش و خروش مرکب باد رفتار پر سوار دریائے سلاح

مین غوطہ مارے ہوے پشت پر بارہ ہزار سوار جوانان جرار لباس صندلی رنگ سے آراستہ اُس جوان نے
آتے آتے حکم دیا کہ دامنۂ قلعہ مین بارگاہ استادکرو کارگزار جو ساتھ تھے انھون نے فوراً بارگاہ صندلی
استاد کی وہ لشکر صندلی پوشان پشت مرکب سے اُترکر خرامان خرامان قریب خواجہ عمرو کے آیا خواجہ عمرو
نے سلام کیا اس جوان نے ہاتھ خواجہ عمرو کا تھام لیا کہا آپ میرے ساتھ آئیے بارگاہ مین چلکر تشریف رکھیے
اسم نامہ کا جواب ابھی تمکو منگوا دینگے ہمین سرفراز کیجیے یہان آپ کسے پکارتے ہین کون جواب دیگا کون
نامہ لینے آئیگا خواجہ عمرو نے سر جھکا لیا اُس جوان کے ساتھ چلے آتے آتے بارگاہ صندلی مین پہونچے بارگاہ
مین دنگلہاے زرین کرسیان مکلل بجواہر موجود مین سامان شاہی مہیا وہ جوان صندلی پوش مقام صدر پر
آکر بیٹھا سرداران تہمتن جوانان صف شکن دنگلہاے جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوے خواجہ عمرو کو اس جوان فسر
نے اپنے پہلو مین جواہر نگار کرسی پر جگہ دی ساقی بچون کو اشارہ کیا جام و سبو لیکر حاضر ہوئے جب کل سامان
عیش و نشاط مہیا ہوچکا وہ جوان خوشتر و خوش کلام نیک انجام رستم وقت سہراب زمان خواجہ عمرو سے
متوجہ ہوا کہا اے شہنشاہ ارج عیاری و اے قطب فلک خنجر گذاری مین عرصۂ دراز سے آپ کا مشتاق تھا
آج قدمبوسی حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی لیکن یہ مقام طلسم صندل ہے دشمنون نے قصد کیا کہ آپ کو آکر
قتل کرین مین مانع ہوا اور یہی جواب دیا کہ ایک شخص کے قتل ہونے سے کیا لڑائی فتح ہو جائیگی مگر آپ بہت
بدنام ہین اور میرا نام شاہزادہ صندلان صندلی پوش ہے ہمیشہ سے محبت اہل اسلام کا دل مین جوش ہے
آپ براے خدا جان بچا کر چلے جائیے اپنے کو ساحران مکار و غدار سے بچائیے صندلان صندلی پوش
نے جو اس طرح کہا عمرو ولیلٹ کے چہار جانب دیکھنے لگا گھبرا کر جواب دیا آپ کس سے کہتے ہین میرا تو یہان
کوئی بھی یار دوست نہین ہے یکہ و تنہا آیا ہون بس اب مین رخصت ہوتا ہون مین شہنشاہ سے جاکر
کہدونگا وہ اور کسی کے ہاتھ نامہ بھیجدینگے صندلان صندلی پوش ہنسا کہا آپ مجھ سے کیون چھپاتے
ہین ناحق عیاری کی باتین بناتے ہین مین آپ کے لیے درپے آزار نہین ہون مجھ سے نہ چھپائیے اس خیالی
کی منتظم ملکہ گوہر جادو اس حقیر پر آپ کے عاشق ہین مجھے بچپن سے فنون سپاہگری کا شوق بڑے بڑے پہلوان
زیر کیے اکثر مین نے ملکہ گوہر جادو سے کہا کہ صاحبقران زمان کے مقابلے کا مشتاق ہون مجھکو مہلت دو
لشکر کشی کرکے جاؤن صاحبقران اور فرزندان صاحبقران سے مقابلہ کرون تب مجھکو یقین ہو کہ اب مین
پہلوان زمانے کا ہوا ملکہ عالم نے ہمیشہ منع کیا رخصت نہ دی آج بیٹھے بیٹھے فرمایا کہ خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری نامدار کلنگ کی شکل بنکر تشریف لائے ہین مین جاکر ابھی قتل کرتی ہون جب اُنھنے
یہ قصد کیا تو مین مانع ہوا کہ اے ملکہ جو شخص یکہ و تنہا آوے اُسکا قتل کرنا مناسب نہین ہے مین جاکے

سمجھائیے دیتا ہون تو اے شہنشاہ اوج عیاری مجکو دشمن نجانیے اپنے کو ظاہر کیجیے مین آپ کو گرفتاری سے بچالونگا قلعہ طلسم صندل مین جانا بہت دشوار ہے آپ نے امتحان بھی کرلیا اتنی حضور نے آواز مین دین کسی نے بھی کچھ جواب باصواب دیا اگر مین اسوقت موجود نہ ہوتا آپ کے لیے ضرر کامل تھا گوہر جادو اگر تمکو بے آبرو کرتی گرفتار کر کے بیجاتی صندل جادو بادشاہ طلسم صندل بلائے روزگار ساحرہ غدار اہل اسلام کے نام کی دشمن جب اس طرح پر اُس جوان فصیح و بلیغ نے خواجہ عمرو کو سمجھایا تب کسی قدر خوف دل سے دور ہوا خیال آیا اے عمرو حقیقت مین یہ جوان رعنا مکار نہین معلوم ہوتا جری بہادر صاحبان سپر و شمشیر مکار نہین ہوتے یہ سوچ کر خواجہ عمرو نے کہا اے پہلوان دوران واے گرشاسپ جہان حقیقت مین کلنگ جادو کو مین نے گرفتار کیا مین اُسکی شکل بنکر آیا صندلان نے کہا کہ اب آپ ذرا صورت اصلی دکھائیے مین عرصۂ دراز سے زیارت کا مشتاق ہون سوائے پیچ کے اب خواجہ عمرو کو چارہ نہین ہوا رنگ روغن عیاری کا دفع کیا صورت اصلی دکھائی اہالیان دربار کو ہنسی آئی صندلان صندلی پوش مانع ہوا ہر ایک کو اشارہ کیا خبردار یہ امر سراسر لیاقت کے خلاف ہے برائے تعظیم اُٹھا بڑے تکلف سے خواجہ عمرو کو جگہ دی عطر وغیرہ حاضر کیا ایک ساقی بچے کو بلا کر کہا کہ خواجہ اس سے کلمہ پڑھوا لیجیے تب اُسکے ہاتھ سے جام نوش کیجیے خواجہ عمرو نے کہنے سے صندلان صندلی پوش کے جام شراب پیا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا صندلان صندلی پوش نے کہا اے شہنشاہ عیاران دا اے افسر خنجر گذاران ایسا ممکن ہے کہ ذکر فرزندان صاحبقران زمان سے سرفراز ہون سنا ہے مین نے کہ آج کل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان بریم زندگی زمرد لے ایمان نور دیدۂ صاحبقران بن بدیع الزمان و تقدیر روح دوران قاسم عالیشان ایرج نوجوان ان دونون شیرون کے سکے ہین بڑے بڑے دونون شیرون نے کارہائے نمایان کیے ہین تواریخ دیکھا کرتا ہون بعض کتابین ممکن بعض ابھی تک ممکن نہین ہوئین انکی تلاش ہے اور آپ زندہ تاریخ ہین آپ کی آنکھون کا یہ معرکہ دیکھا ہوا ہے صحیح صحیح بیان ہو عمرو نے کہا اے شیر بیشہ جرات واے یکہ تاز میدان شوکت اس حالات جلالت آیات کے بیان مین سالہا سال صرف ہون تو ایک لڑائی کا ذکر زلزلہ قاف ثانی سلیمان کا ختم ہو کس کس کا حال بیان کرون بارگاہ صاحبقران مین مجمع شیران صحبت دلیران جوانان پیلتن و سرداران صف شکن غازیان جلالت شعار دینداران نامدار شہسواران معرکہ شجاعت سرفرشان عرصۂ ہمت و سخاوت ایک ایک واناے روزگار نامی گرامی سرفروش مخمور بادۂ جانبازی رند میکدۂ سرفرازی جانشین حمزہ صاحبقران دارائے ہند لندھور بن سعدان قوت بازو و زینت پہلو مالک اشتر صاحب نیزہ دوسر غلام نبی چالاک

حیدر صف شکن و صفدر قالب عزت کی جان صاحبقران نیزہ باز ان وہ فخر ہندوستان یہ ہزبر بیشہ عربستان یہ دونون جانشین صاحبقران ہین اے شیر دل سالہا سال صحبت ہو صبح سے تا بہ شام و از شام تا بہ صبح ان حالات کا ذکر کرون اور آٹھ پہر یہی فکر کرون کہ اس حال خیریت مآل کو تمام کرون تو بھی ناممکن ہے میرے آقائے نامدار صاحبقران عالی وقار کرور سوار سے بادشاہ سے ہمیشہ لڑے کیسے کیسے معرکے پڑے تو شیروان کی سلطنت سرداروں کے اسکی شوکت اگر رستم ہوتا آمد فوج دیکھکر کلیجہ پھٹ جاتا مگر ہمارے آقائے نامدار کی کبھی ابرو پربل نہین آیا بڑھ بڑھ کے علم توح قلم کیا فرزند اول امیر حمزہ صاحبقران گل گلزار صاحبقرانی شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی بارہ برس کے سن مین سرداران شہر خوارزم سے پگڑی الجھی بادشاہ خوارزم تشنکل بن تشنکا دہ بدمست فیل زور خوارزمی رستم خوارزم کہلاتا تھا ستر لاکھ فوج کا مالک جادہ جرات کا سالک اپنی تیغزنی پر گھمنڈ تھا ستر اسیج کا قد و قامت دیو خصال مریخ فعال یہ شیر بیشہ صاحبقرانی بارہ برس کے سن مین اسکے شہر مین گھس گیا بارہ ہزار سے ستر لاکھ فوج کو روکا بارگاہ مین اسکی خون کا دریا بہادیا تخت پر چڑھ کر اس دیو کو للکارا ایک ضرب شمشیر دو پرکالے کیے شہر کو تسخیر کیا اسکی جورو تاج بخش جادو سے معرکہ پڑا اس شیر نے بہ سطوت و صولت اس طلسم کو فتح کیا اہالیان خوارزم و طلسم تاریخ اس شیر کے نام سے تھراتے ہین لہراسپ تیرانداز و ہزبر خوارزمی و سہیل شیر شکار و شاہباز یکہ تاز مشرقی و ابوالفرح فرنگی دلالان ترنگی یہ اس صاحب شوکت کے سردار ہین نامی نامور ذی وقار ہین دوسرا شیر بیشہ آقائے نامدار کا رستم پیلتن و پیکلن کشندہ قویل ہندی و دویل ہندی و قاتل کپیتان فرنگی سرفتنہ ملک فرنگستان صاحب شوکت و شان علم شاہ نوجوان ایک جرات اس شیر کی یہ ہے کہ دو پہلوان ہندوستان کے قویل ہندی و دویل ہندی برائے مدد نوشیروان آئے تھے اے جوان شیر دل یہ معرکہ لائق سماعت ہے کہ ہمارے آقائے نامدار و جملہ سرداران ذی وقار تپ محرقہ مین مبتلا ہوئے ایسی ہوا چلی کسی کے حواس درست نہ تھے مین نحیف و ضعیف کل امورات کا منتظم تھا سب کو اس علالت مین لے کر بھاگا راہ مین قلعہ قضا و قدر ملا اسمین لے کر سب شیرون کو چھپا دوسرے دن نوشیروان قویل و دویل کو لیکر چڑھ آیا طبل جنگی بجوادیا مین کبھی بیمارون کے حلق مین پانی ٹپکاتا تھا کبھی بالائے قلعہ جاتا تھا توپین درست کرنے مین مصروف کبھی بیمارون کے علاج کا وقوف اس مصیبت مین وہ رات کٹی کہ پروردگار کسی اپنے بندہ کو نہ دکھائے اس ہنگامے کو دیکھکر رستم کا قلب تھراتا کرور سوار و پیدل نے چہار جانب سے آکر قلعہ کو گھیر لیا وہ دونون پہلوان تشنہ خون دشمن جان صبح کو فوج مثل مور و ملخ کے ہمراہ لیکر قلعہ پر چڑھ آئے ہین آپ ہی اکیلا استادل گروہ کہان کہ سب تپ یون کو فکر کرتا دوچار فیر کرکے خاموش ہو رہا ہوائی کو ہاتھ سے پھینک دیا پروردگار

پر تکیہ کیا یقین کامل ہوا کہ اب یہ قلعہ مین گھس آئینگے صاحبان فراش کو قتل کرینگے وہ دونون پہلوان
مست ہاتھیون پر سوار خود ہائے آہنی بر بر زرہ موٹی گرُیون کی جسم پر کس مین پہنے ہوئے سات سات
سومن کے گرز دونون کے ہاتھ مین علاوہ قد و قامت اسقدر بار لادے ہوئے میدان کو طی کرکے قریب
خندق کے پہونچے اہالیان قلعہ تڑپے صحرا سے گرد اُڑی یہی جوان شیر دل رستم لقب فرزند حمزہ عرب
نقاب دار یاقوت پوش بنا ہوا آکر پہونچا دونون نے گرز مارے گھوڑا اس شیر کا ہلاک ہوا اسے
صندلان صندلی پوش اسنے دونون جوانون کو مع ہاتھی اُٹھایا سات قدم اُٹھا کرلے گیا خندق قلعہ
قضا و قدر مین مارا دونون بیچا سرکش ہاروت وار چاہ ضلالت مین غرق ہوئے اتنا بڑا زور کرنے کے
بعد اُنکی فوج پر جا پڑا کرور سوار کے بادشاہ کو شکست دی اُسدن سے کشندۂ فویل ہندی و دویل ہندی
لقب ہوا کپتان فرنگی بٹیا مرزوق شاہ بادشاہ فرنگستان کا سات سومن کے تیغے سے بروز مصاف کام
لیتا تھا اُسکے نانا کے ملک پر چڑھ آیا قلعہ پر قبضہ کرلیا اس شیر دل کو جب خبر ہوئی چار جوان سے لشکر
کپتان مین گھس گیا ساٹھ لاکھ پر شبخون مارا فوج مین گھسکر کپتان کو للکارا اُسنے تیغے کا وار کیا اُسی کی
تلوار چھینکر اُسی تیغہ سے اُسکے دو ٹکڑے کیے قاتل کپتان نام ہوا اس جرات کا یہ انجام ہوا پھر ملک
فرنگستان مین لڑائی ٹھیری یہی شیر دل دربار مرزوق شاہ مین گھس پڑا چونسٹھ لاکھ فرنگیون مین لڑا تخت سے
اُسے اُٹھا لیا واصل جہنم کیا سرفتنہ ملک فرنگستان لقب پایا اس شیر کا فرزند شاہزادہ خاور سیاہ اُسنے
سات برس کے سن مین خروج کیا بارہ برس کے سن مین ترک توسن ایسے پہلوان کو بارگاہ جمشیدی مین
مارا فرزند امیر شیر گیر بدیع الزمان گرد لشکر شکن فن کشتی مین بے نظیر حسن و جمال مین رشک ماہ منیر تیغزن
صف شکن ملک سنجان مین جاکر گنجاب بن گنجور بن ملک حرمان دیوکش کو شکست دی بیٹی اسکی گوہر ملک
کو نکال لائے ہم اُسکے بطن سے شاہزادہ نور الدہر قاسم کا فرزند ارجمند ایرج نوجوان بدیع الزمان
کا نور نظر نور الدہر والا شان پیدا ہوئے ان دونون شیرون کی دھاک ہے دا ما و ہمارے آقائے نامدار
کا قبۂ دین ستون اسلام کرب نامدار انکا نور نظر نبیرۂ صاحبقران شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن
کرب غازی جو برائے فتاحی طلسم ہوش ربا آیا ہے زمین ہوش رُبا کو ہلا دیا سرکوب افراسیاب
جرأت و جلالت مین نایاب اے صندلان صندلی پوش او نے جرأت اس شیر دل کی یہ ہے کہ بارہ ہزار
فوج سے افراسیاب پر چڑھ آیا کچھ خیال نہ کیا اکیلا لاکھون مین لڑا بڑے بڑے پہلوانون سے
معرکہ پڑا قلعہ جات فتح کیے جرأت کے جھنڈے گاڑ دیے باختر مین اُسکے نام سے بڑے بڑے پہلتن تھراتے
ہین اسد شیر دل کے نام سے خواب مین ڈراتے ہین کم سنی مین کیا کیا کام کیے لڑ بھڑ کے اپنے نام کیے

جوہر تیغ صاحبقرانی دکھائے بڑے بڑے پہلوان صف شکن بڑے بڑے پیل پچھاڑے ہر ملک مین اس شیر کی دھاک ہی دیوان قاف سے لڑا افراسیاب جادو پر چڑھائی ہی سن لینا انشاء اللہ لوح حاصل ہونے کی دیر ہی ٹوک کر افراسیاب جادو کو مار یگا یہ حالات جرأت فرزندان صاحبقران زبان سنکر صندلان صندلی پوش بادۂ جرأت سے مست ہو گیا جھومنے لگا کہا خواجہ عمرو اسوقت تم نے مبہوت کر دیا خانۂ دل کو مضامین جنگ خونریزی سے بھر دیا جی چاہتا ہی طرف کوہ عقیق کے کوچ کرون فرزندان صاحبقران سے لڑون یا زیر کر کے انکو اپنا تاج سر بناؤن یا انکا غلام حلقہ بگوش ہون مثل چاکران کمترین خدمت مین حاضر رہون امورات جرأت کا ناظر رہون خواجہ عمرو نے دیکھکر آواز دی ای صندلان صندلی پوش جو بات کہنا آغاز انجام سمجھ لینا تجکو فرزندان حمزہ سے مقابلہ کی ہوس ہی صندلان نے کہا خواجہ بہت بیقرار ہون عرصہ دراز سے گوہر جادو جو اس جرانی کی مالک ہی اسکو مجھ سے نہایت محبت ہی مگر مجکو فنون سپاہگری کا ذوق ہی جہان پہلوان سنا گیا جا کر لڑا زیر کر کے لایا اپنا رفیق بنایا یہ ساٹھ ہزار جوانان صندلی پوش جمع کیے یہ سب سرداران زبردست ہین یہ سب صاحب میرے سر پرست ہین مجکو ان صاحبون کی صحبت پر ناز ہی یہ نیازمند آپ کا ان شیرون کی قدمبوسی سے سرفراز ہی دولت دنیا کیا چیز ہی جسکو اسکا غرور ہو وہ بدتمیز ہی آپ اگر رہبری کرین اور تا بہ لشکر اسد نامدار لے چلین بیشک تم لشکے امتحان کرونگا اگر وہ مجکو زیر کرینگے حلقہ غلامی کان مین ڈالونگا اور شاید اگر مین غالب آیا لشکر کا اپنے بادشاہ کرونگا خواجہ عمرو نے کہا کہ ای صندلان صندلی پوش گر اسد غازی فوج لے کر آئے تو کوئی زمین بار نہ اٹھا سکے آب و آفت تو ممکن نہو لیکن کسی کی تکلیف اس شیر کو گوارا نہین ہی بلکہ وہ تنہا تمھارے مقابلے مین آئیگا خبردار شب کو طبل جنگی بجوانا قول مین مردان عالم کے فرق نہ آئے گا بوقت سحر آمد سے اس شیر کی طبقہ زمین کا تھرائے گا صندلان صندلی پوش خواجہ عمرو کی باتین سنکر حیران حیران ساتھ والون سے اشارے کر رہا ہی کہ کیون یار و سنتے ہو تمھاری کچھ سمجھ مین آتا ہی سردار چپکے سے جواب دیتے ہین حضور یہ شخص عیار ہی اپنی جان بچانے کی تدبیر کر رہا ہی یہان سے جائیگا پھر واپس نہ آئیگا اسکو قید کیجیے ملکہ گوہر جادو کے حوالہ کیجیے وہ خدمت مین صندل جادو کے بھیجے بادشاہ عالیجاہ کو اختیار ہی خواہ قتل کرے خواہ بخشے صندلان نے کہا یارو یہ مجھ اگر آئیگا اسد نامدار کو بمقابلہ لائیگا بہتر ہی اگر جان بچا کر بیٹھ رہے اختیار ہی بلکہ جان بخشی کا احسان ہی یہ تو تم سب صاحب سمجھ لو مین مجمع شیران دشت نبرد ہی یہ انکا کیا رجانا ز صاحبون

ممنون و مشکور ہوگا اتنے کے واسطے سرداران نامی شاہان گرامی کیا کیا کام کرتے ہین اور پھر بھی نام گرامی ساتھ نیکی کے نہین لیا جاتا شعر ہر کہ آمد عمارت نو ساخت * رفت و منزل بدیگرے پرداخت * سب نے سر جھکا لیا حضور کو اختیار ہے ہمسے پوچھنا بیکار ہے عرصۂ دراز تک صندلان صندلی پوش خاطر و مدارات مین خواجہ عمرو کی مصروف رہا کشتیان جواہرات کی نہایت بیش بہا منگا کر پیش کین خواجہ عمرو نہ لیتے تھے صندلان صندلی پوش نے عرض کی کہ یہ آپ کی رونمائی ہے خواجہ عمرو نے سر جھکا کر کہا اے فرزند ارجمند مین تمھاری دلشکنی نہین چاہتا ہون یہ کہکے کشتیان اٹھا مین نذر زنبیل کر لین جب شام قریب ہوئی خواجہ عمرو نیچے ٹیک کر اٹھے صندلان سے کہا لو اے فرزند خدا حافظ اب ہم رخصت ہوتے ہین کل وقت سحر مع شاہزادہ اسد نامدار یہ احقر تمھارے مقابلہ کے لیے آئیگا اسد غازی سے اور تمسے سامنا ہوجائیگا صندلان خوش ہوگیا خواجہ عمرو رخصت ہوکر ایک طرف نکل گئے مگر صندلان نے بعد جانے خواجہ عمرو کے چونکہ وعدہ کرچکا تھا سرداروں کو حکم دیا کہ طبل جنگی بجے سرداران صندلان حیران کہ ہمارے آقا کو کیا وحشت ہے ایک عیار طرار جسنے تمام عالم کو دھوکا دیا چار پایتین بنا کر چلا گیا اُسنے اس تدبیر سے اپنی جان بچائی انکو یہ کیفیت ہاتھ آئی مگر حکم حاکم کبسر وچشم بجالانا چاہیے نقارۂ رزمی پر چوب پڑی لشکر مین مشہور ہوا کہ کل صندلان صندلی پوش اور اسد غازی سے مقابلہ ہوگا ساتھ والون نے صندلان کے تردد آرایک ایک کہتا ہے بار و اگر یہ مقدمہ حقیقت مین سچ ہے یعنی عمرو عیار اسد نامدار کو لے کر آیا ہمارا آقا زیر کر لیگا آج حوالی طلسم صندل مین ہمارے آقا کا مثل نہین ہے اُسے کون مقابلہ کرسکتا ہے یہان یہ چرچے ہورہے ہین خوابیدہ و اپنی فکر مین تشریف لیگئے ناظرین پر حال ظاہر ہوجائیگا اس جنگ سے لطف ملیگا خمسہ مومن

خانہ زاد شغم واندوہ ہمراز من است
از جفاے طالع من اوج بیداد من است

پاس و محرومی ز عشرت طبع ناشاد من است
آنکہ رحم از دل ببرد تا غیر فریاد من است

دانہ نسیان آورد خاصیت یاد من است

ہم کبھی تھے مے پرست اور گاہ تھے شاہد پرست
اُلفت بت تھے کبھی گر محو معشوق الست

گہ حزین و مضطرب گہ بیخود و بیہوش مست
نیست در عالم تمناے کہ از قیدم نجست

ہر کجا بینی ہواے عید آزاد من است

[illegible] آتشکدہ [illegible]
[illegible]

شوق کہتا ہے کہ گرد اگر آتش بیت الحزن
ساختن ممنون دیدار دبحسرت نفین

[illegible] ے ہرپان خداداد من است

دیکھے سے ہسا تد بکہا ہوئیگا الفت پرست
ہیں خموش اس جور پر اے ترک چشم نیم مست
جی کبھی ایسا ہی بھر آیا تو کاٹی پشت دست
حرف عاشق بے زبانی شکوۂ دل عاجز است

آنچہ ہرگز آشنا با لب نشد داؤ من ست

ایک مشت استخوان ہے بلکہ کچھ اُس سے بھی کم
جو کمیں ہیں اپنی ہمت سمجھ تو یہ ہے اسکا کرم
قتل گہ میں سر نگون خجلت زدہ بیٹھے ہیں ہم
آن شکارم من کہ لائق ہم بکشتن نیستم

شرم مے آید مرا آنکس کہ جلاد من ست

جو ہو خود ہر کام میں واماندۂ اصلاح جو
اُس سے مطلب نکلے کیا وہ ہے فریب آرزو
جا ہی رونے کی ہے مومن شادی کو دیکھ تو
کار دشواری نظر بے گربہ من آردکہ او

شاد از تدبیر ہائے سست بنیاد کس است

لیکن مہتر مہتران و بہتر بہتران خواجہ عمرو بن امیہ نامدار صندلان صندلی پوش سے وعدہ کرکے آئے درہ کوہ میں آکر آرام کیا بوقت سحر نماز سے فراغت حاصل کرکے اسد نامدار کو زنبیل سے نکالا اسد نامدار حیران ایک صحرائے سبزہ زار میں خواجہ عمرو جادہ فرما ہیں پوچھا نانا جان یہ کیا مقام ہے خواجہ عمرو نے کہا اے نور نظر قصر بیرنگ سے نقب میں اُترے اب یہاں آکر پہونچے ایک پہلوان سے مقابلہ ہے لڑو گے اسد نامدار نے کہا حضور ہوشربا میں نام پہلوان کا بھول گئے مفصل فرمائیے کہ کیا کیفیت ہے خواجہ عمرو نے کہا ایک جوان ہے شاہزادہ صندلان صندلی پوش اُسکو اپنی جرأت کا بڑا دعویٰ ہے فرزندان حمزہ سے مقابلے کا قصد رکھتا ہے اس حوالی میں آپ چلیے اسد نے سر جھکایا عرض کی کہ من آنم کہ من دانم آئندہ جیسا ارشاد فیض بنیاد اگر آپ کا حکم ہو تو بہرام فلک سے مقابلہ کروں رستم و سہراب سے منھ نہ پھیروں دریائے آتش ہو تو کود پڑوں خواجہ عمرو نے کہا آپ زیادہ باتیں نہ بنائیے چلنے کی تدبیر کیجیے وعدہ ہو چکا ہے اُسنے طبل جنگی بجوایا ہوگا اسد غازی نے عرض کی کہ میں حاضر ہوں لیکن ایک مرکب تو کہیں سے لائیے خواجہ عمرو نے کہا اس ملک میں گھوڑوں کی تجارت نہیں ہوتی اگر کہیں ہیں تو پیسے کے سولہ پیسے مانگتے ہیں اسد غازی نے کہا جو مزاج میں آئے وہ کیجیے ہم پیدل بھی چلنے کو موجود ہیں آخر ہمارا ہم نبرد مرکب پر سوار ہو کر آئیگا پہلے یہی فکر ہوگی کہ مرکب اُس سے کسی طرح سے لیں پھر مقابلہ کریں خواجہ عمرو نے کہا آپ ایسے ہی ہیں مجھے یہ خوف ہے کہ اُس جوان کے سامنے خائف و ترساں ہونا بزرگوں کی آبرو ڈبونا ہیں گھوڑے کی فکر میں جاتا ہوں یہ کہکر خواجہ عمرو ایک طرف چلے اتفاق سے ایک سائیس کسی رئیس کا مرکب لیکر ٹہلانے کو جاتا تھا خواجہ عمرو نے دور سے دیکھا رنگ روغن عیاری کا لگا کر ایک سائیس

کی شکل بنے جاکر صاحب سلامت کی پوچھا بھائی کسکے نوکر ہو ہمین بھی نوکر رکھا دو باتین کرتے کرتے ایک حباب مار کر بیہوش کیا مرکب پر سوار ہو کر سامنے اسد غازی کے گئے کہا لو ای نور نظر یا پنج ہزار کو یہ گھوڑا اللہ ہی ساز وغیرہ اپنے پاس سے درست کر دونگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے مرکب آراستہ کیا سلاح سامنے اسد غازی کے پیش کیے اسد غازی نے ذات پر آراستہ کیے پشت مرکب باد رفتار پر سوار ہوے خواجہ عمرو نے رکاب پر ہاتھ رکھا مرکب صبا رفتار رم اڑتا ہوا چلا وہان صندلان مع بارہ ہزار جوانان شیر دل آراستہ ہو کر میدان کارزار مین آکر ٹھہرا انتظار کر رہا ہی خواجہ عمرو کی محبت کا دم بھر رہا ہی یکایک سب نے دیکھا کہ صحرا سے گرد اڑی وہ شخص دبلا پتلا آتا ہی ہمراہ ایک جوان شیر صولت رستم ہیبت پشت مرکب پر سوار چہرہ آفتاب عالمتاب رعب و داب ہمراہ رکاب سطوت و صولت غاشیہ بردار مرکب کلانچیان مارتا ہوا مثل غزال صحرا وہ اشہب باد پا طرارے بھرتا ہوا آتا ہی نظم

ترا سمند ہی وہ تیز رو کہ وقت خرام کہ اُسکا شرق سے تا غرب عرصہ گاہ مسیر	نظر سے تیز ہی جسکا نہیں جہاں میں نظیر وہ پھرتیاں ہین وہ چھل بل ہین جسکی تیز تیرے	کہ سیر گاہ دو عالم ہی راہ یک روزہ کہ حسن کبک دری کا ہی شرم دامن گیر

سلاح عمدہ ذات پر آراستہ تیغ برق تاب زیب کمر

وہ برق قہر خدا تیری تیغ آتش دم تو ہی تفنگ کا تیری حائل عدو تخمیر	کہ جسکے قہر سے ہو دشمنوں کو بار شعیر جو تیر نکلے کمان سے تیری وہ ہو جاوے	جو ہی خدنگ کا تیرے نشانہ جسم حسود طلب میں جان عدو کے رواں قضا کا سفیر

عجیب رعب و دبدبہ چہرے پر اس شہریار کے دیکھا ہر چند کہ اکیلا ہے مگر فوج جلال وحشم ہمراہ ہی اشعار

شہ بلند نگہ شہریار والا جاہ فلک مؤید و اختر معین بخت نصیر	خدیو مہر کلہ خسرو سپہر سریر زمین ہو سبز جو تیرے سحاب بخشش سے	جہان مسخر و عالم مطیع و خلق مطاع تو بوٹی بوٹی سے ہر خاک کی بنے اکسیر

صندلان صندلی پوش حیران جمال محو دیدار تمام سرداران نامدار حیرت مین تھے کہ یہ عیار اس سردار عالی وقار کو لیکر آیا ہی صاف ظاہر ہی کہ آسمان چرخ نہین مارتا ہی سر پر اس شہریار کے بلا گردان ہو رہا ہی رواروی مین گھوڑے کی خاک نہین اڑتی خاک رستم و اسفندیار کی اُٹھ اُٹھ کر قدم اقدس کو بوسہ دے رہی ہی ہمراہیان صندلان صندلی پوش بے اختیار ہو کر پکار اُٹھے اشعار

آج وہ دن ہی کہ ای خسرو والا گوہر سیم سے زر تلک اس لعل سے لیتا گوہر مشتری کہتے ہین جسکو وہ اٹھا لایا چرخ جو ترا طرہ دستار کا چمکا گوہر	کوہ دے نذر تجھے لعل تو دریا گوہر ہو ترے فیض قدم سے جو زمین گوہر خیز ٹوٹ کر جو تری گردن سے گرا تھا گوہر حلب خلق مین ہی سینہ ترا آئینہ	بحر و بر مین ہی شہا تیرے بہانے ختار ہو نصیب صدف نقش کف پا گوہر صبح اقبال و سعادت کا ستارہ چمکا عدن علم مین ہی قلب مصفا گوہر

پرورش دیوے چمن کو جو ترا ابر کرم	موتیا مین عوض غنچہ ہویدا گوہر	ہر شخص صفت مین اس شہسوار

عالی مقدار کی مصروف ہی اور صندلان کی تو یہ کیفیت ہی کہ جیسے کوئی معشوق کو دیکھکے مبہوت
ہوتا ہی گھوڑے کو بڑھایا ساتھ والون کو آواز دی کہ یارو برائے استقبال بڑھو ایسے شیر صولت سہراب
ہیبت آفتاب طلعت ہنر بر بیشۂ جرأت پردۂ دنیا مین موجود ہین کہ برائی عملداری مین بلکہ تنہا برائے
مقابلہ تشریف لائے دیکھو تیوری پر بل نہین ہراس نہین عالم یاس نہین یہ کہکر مرکب کو بڑھایا بارہ ہزار
جوان اسکے عقب مین چلے سو قدم آگے بڑھ کر گھوڑے سے کود پڑا چاہا رکاب پر ہاتھ رکھون اسد نامدار
خود خلق مجسم ہین صاحب جاہ و حشم ہین بہ تعجیل گھوڑے سے کود پڑے صندلان نے چاہا کہ گرد پھرون اسد
نے گلے سے لگایا کہا ای برادر گھوڑے پر سوار ہو صندلان کہنے سے اسد غازی کے پشت مرکب پر سوار
ہوا ہمراہ اسد نامدار چلا آتا ہی گرد اسکے سوار پیدل گلچینی گلشن جمال کرتے ہوے داخل قلعہ صندلی رنگ
مین آکر ٹھہرے اسد غازی نے مرکب کو تھمبر کیا پکار کر آواز دی ای پہلوان دوران ای فخر سام نریمان ہم
تجھ سے امتحان کے مشتاق تھے صندلان صندلی پوش نے آواز دی ای آفتاب عالمتاب آسمان جرأت
وای نیّر تابان برج شوکت ولیاقت آپ میرے مہمان عزیز ہین سرفراز فرمایئے جو کچھ حصہ آتش اس ذرہ بیمقدار
کو میسر ہو نوش فرمایئے پھر میرے آپ کے امتحان ہو جائیگا اسد نامور نے فرمایا کہ ای برادر بدون امتحان
لطف صحبت نہوگا تمکو خیال ہوگا کہ اگر مقابلہ ہوتا مین غالب آتا ایسا ہی کچھ مجکو بھی تصور ہوگا بس
لطف صحبت کہان صندلان صندلی پوش نے کہا مین تو بے لڑے بدون مقابلہ غلام حلقہ بگوش ہو چکا
آیندہ جو رائے عالی اسد غازی نے فرمایا ہمنے زبانی نانا جان کے سنا کہ تمکو فرزندان حمزہ صاحبقران جگر گوشگان
ثانی سلیمان سے مقابلہ کی حسرت ہی انمین سے کوئی شیر یہان موجود نہین ہی مگر یہ حقیر خوشہ چین خرمن شجاعت
و ہمت ذرۂ خاک در دولت صاحبقران حاضر ہی امتحان کا مشتاق تمھاری ملاقات کا اشتیاق نانا جان
نے جو بیان کیا آخر یہان تک آنا پڑا اب یہ میدان کارزار ہی یہ عبد ذلیل رب جلیل بھی آمادۂ حرب و
پیکار ہی بعد امتحان جلسۂ عیش دیگر آراستہ و پیراستہ ہوگا بہ فصاحت و بلاغت تقریر دلپذیر اسد نامدار
سنکر صندلان صندلی پوش بھی آمادہ ہوا کہا ای شہریار سراسر بے ادبی ہی دل یہی چاہتا ہی کہ
آنکھین قدم اقدس پر ملون خاک پائے حضور توتیائے چشم بناؤن امتحان مین آپکی خوشی ہی کیا مضائقہ
حربہ کیجیے حوصلۂ دل کا نکال لیجیے پھر اس عاشق زار کی بھی کیفیت کھلجائیگی اسد غازی ہنسے فرمایا ای
صندلان صندلی پوش ہمارے مذہب کا قاعدہ کلیہ ہی جب تمھارے حربہ سے پروردگار بچا لیگا
تب حربہ کرینگے پیشدستی غیر ممکن صندلان کو اور زیادہ وجد ہوا جی مین کہتا ہی کہ جانکہ جرأت برائے

مسلمانان قطع ہوا ہی خیر اب کھلجائیگا یہ سوچکر نیزہ اُٹھایا مثل آہ عاشقان دکاکل معشوقان پیچ د
تاب دیتا ہوا تاک کر سینۂ بے کینۂ اسد نامدار پر نیزہ لگایا اسد غازی نے سنان نیزہ کو سنان پر لیا
خواجہ عمرو ملاحظہ فرمارہے ہین ایک نخل کے سایہ مین کھڑے ہوے تعریفین کررہے ہین وہ چار جوڑ توڑ
جو صرف ہوے اب صندلان کو ثابت ہوا کہ فنون سپاہگری مین بے مثل و بے نظیر ہین صندلان
کو چونکہ اپنی سپاہگری پر بڑا ناز ہی جان دیے ہوے نیزہ بازی کررہا ہی شعر دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر
تو گوئی کہ بودند دو نرہ شیر ٭ ایک مقام پر اسد غازی نے نیزہ صندلان کا تھام کر کے کو آڑا کر
ہلہ مارا صاف نیزہ ہاتھ سے صندلان کے نکل گیا چونکہ جوان صاحب غیرت تھا یہ معلوم ہوا کہ نیزہ سینہ
کو توڑ کر نکل گیا حجاب سے پسینہ آگیا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا آواز دی ای شہریار آپ نے غضب کیا نیزہ
میرے ہاتھ سے نکالا مجھے اور ہی کچھ منظور تھا مگر قضا ہی لیکر یہان آپ کو آئی تھی یہ تیغہ برق مثال
جب تڑپ کر گریگا خرمن ہستی کو پھونک دیگا اگر پہاڑ پر ہاتھ ماردون تا بہ بیخ کاٹون نیزہ بازی
مردان عالم کا کھیل ہی اسپر ناز نہ کیجیے گا غصہ مین تیغہ کھینچکر جا پڑا اسد غازی نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا
مگر حرکات جرات جو پسند آئی ہین خیال مین ہی کہ تلوار نہ چلے جب تیغہ قریب سر آکر چمکا دم شمشیر پر دستانہ
مارا تیغہ اچٹ پڑا اسد غازی نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا قصد ہوا کہ تلوار چھین لون صندلان صندلی پوش
نے گریبان مین ہاتھ ڈال دیا غصہ سے کف منھ مین بھر آیا کہا اے شہریار کہین قبضہ سے مردان عالم کے تلوار
نکلتی ہی اسد نامدار نے فرمایا ای برادر نیزہ نکلنے سے تمکو غصہ آیا ہمتو کہتے تھے ہمسے کہ اپنے لشکر کا بادشاہ
کرینگے محبت کا دم بھرینگے تلوار کی لڑائی مین تو جان بچنا دشوار ہی اسواسطے کہ ہمارے تمھارے امتحان
کا اقرار ہی صندلان صندلی پوش نے شرماکر سر جھکا لیا تلوار کو ہاتھ سے چھوڑ دیا صندلان گھوڑے
سے کود پڑا اسد غازی بھی مرکب سے اُترے بارہ ہزار جوان ملازمان صندلان بہ نگاہ غور دیکھ
رہے ہین دونون جوانون مین کشتی شروع ہوئی اسد نامدار کا چہرہ مثل گل شگفتہ صندلان صندلی پوش
مرجھایا ہوا دستیان ساتھ زبردستی کے چلنے لگین سامنے کے داؤ پیچ ہو رہے ہین جو پیچ صندلان نے
باندھا فوراً اسد نامدار نے توڑ کیا سلسلہ بندھا ہوا ہی شیر سر ٹکرا رہے ہین جس مقام پر گھڑی دو گھڑی تھم کر
لڑے اسقدر پسینہ جاری ہوتا ہی کہ تلے بہجاتے ہین دن بھر ایک طور سے شاہزادہ صندلان اسد نامدار
سے لڑا شام کو روک کر ٹھہرا کہا ای شہریار آپ مجھ سے خوب لڑے اب شب کو چلیے آرام کیجیے جو کچھ ماحضر ہی
تناول فرمائیے صبح کو پھر مقابلہ ہوگا اسد غازی نے کہا ای برادر اسطور مین عرصہ دراز تک فیصلہ نہوگا
روشنی کو حکم دو صندلان صندلی پوش نے جواب دیا کیا مین دب کر بات کرتا ہون ابھی سامان

روشنی فگن ہو یہ کہکے اپنے سرداروں کو آواز دی سامان روشنی آراستہ ہونے لگا اسد غازی نے بہ نگاہ
یاس طرف خواجہ عمرو کے دیکھا خواجہ عمرو نے جوش محبت اسد غازی مین جھاڑ بیلمانی زنبیل سے
نکالکر درختون مین لٹکا دیے بس ہا لیان لشکر صندلان کے ہوش اُڑ گئے کہ اسقدر سامان ایک
شخص کیونکر لایا آسمان پیر کو بھی ان شیران دشت نبرد کی کشتی دیکھنے کی انتہا کی خوشی تھی مشعل مہتاب
چراغان و سیارگان روشن کر کے مصروف تماشاے جوانان شیر دل ہوا نہایت لطف حاصل ہوا چار پہر
رات بڑے زور شور سے کشتی ہوئی ہمراہیان صندلان صندلی پوش جرات اسد نامور کی تعریفین
کر رہے ہین ہر ایک کا آپسمین قول ہے کہ یارو فنون سپاہگری مین یہ جوان انتخاب ہے حقیقت مین سرکوب
افراسیاب ہے اسی ہنگامہ مین وہ شب بھی بسر ہوئی آفتاب عالمتاب بصد پیچ و تاب چرخ نیلی پر
جلوہ فرما ہوا تماشا کشتی کا دیکھنے لگا یکایک صندلان صندلی پوش اسد غازی کو لے دوڑا
شاہزادہ دم کے بھروسے پر قدم کے شمار پر ہٹا چلا جاتا ہے نو دس قدم اسد نامدار کو صندلان
صندلی پوش ریل کر لایا وہان پر آکر پکہ مارا بایان گھٹنا ماہ اوج صاحبقرانی کا جھکا غصہ مین آکر
لنگر مارا صندلان اوپر آکر چھایا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر ایسے ایسے زور کیے کہ اگر پہاڑ پر قصد کرتا بیخ سے
اکھاڑ کر پھینکدیتا لیکن لنگر مین اُس کوہ وقار کے حس و حرکت بھی نہ ہوئی قریب تھا کہ صندلان کی
کنپٹیان شق ہون انگلیون سے قطرے خون کے ٹپک پڑین آنکھین حدقۂ چشم سے نکل جائین تھک کر
ہاتھ اٹھا لیا کہا اب آپ کے زور کا مشتاق ہون اسد نامدار مثل شیر غضبناک جست و چالاک اپنے مقام سے
اُٹھا دونون مونڈھے صندلان کے تھامے شیرانہ ریل کر لے چلا ہر چند صندلان چاہتا ہے نیچے پٹھون
قدم گاڑدون مگر وہ بُرا وقت ہے کہ زمین پانون کے نیچے سے نکلی جاتی ہے خوف سے تھراتی ہے یحبس قدم اسد
نامدار ریل کر لایا پہکا مارا صندلان کے دونون گھٹنے آشنائے زمین ہوئے چاہا تڑپکر لنگر قائم کرے حریف زبردست
کب لنگر قایم ہونے دیتا ہے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرۂ تکبیر کی صدا بلند کی پہلے زور مین تابہ گھٹنا دوسرے زور مین
تابہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا چاہا زمین پر دے مارون صندلان نے آواز دی اے شہریار الامان آپنے
سر سے بلند کیا سر عزت نیاز مند عرش اعلے پر پہونچا اب زمین ذلت سے بچائیے اسد غازی نے فوراً ہاتھ
سے رکھدیا صندلان قدمون سے لپٹ گیا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا پلٹ کر ساتھ والون کو آواز دی صاحبو
مین نے تو بدل و جان اطاعت طلسم کشا قبول کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو دین اسلام قبول کرے
ورنہ اپنے فعل کا اختیار ہے سب نے عرض کی ہم حضور کے مطیع ہین جسوقت سے اس آفتاب آسمان
اقبال کو دیکھا خواہش تھی کہ قدم بوسی کرین سب سردار دائرہ اسلام مین آئے ایک ایک سردار کو

لاکر صندلان قدم پر اسد غازی کے گراتا ہی خواجہ عمرو کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہیں صندلان صندلی پوش کو محبت اسد نامدار کا جوش حکم دے رہا ہی بارگاہ استادکرو سامان عیش ونشاط مہیا ہوا کبھی بارگاہیں استاد نہیں ہونے پائی تھیں بیچ میں ماہ اوج صاحبقرانی گرد تمام سرداران صف شکن جوانان تیغزن صندلان نے آکر دامن تھاما کہ حضور بارگاہ میں تشریف لے چلیں آج یہ نیاز مند سرفراز ہوا اب تجکو اپنی جرائت پر ناز ہوا اسد غازی نے قصد کیا کہ صندلان کے ساتھ طرف بارگاہ کے چلیں کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او صندلان غضب کیا ہمنے تجکو کس واسطے بھیجا تھا عمرو تو آواز سنکر ایک جانب بھاگا گلیم اوڑھ کر مخفی ہوا مگر وہ برق چمک کر صندلان و اسد غازی و کل لشکر پر گری آنکھیں سب کی جھپک گئیں بعد عرصہ دراز دیکھا سب سردار مسلسل و مطوق گوہر جادو جادوگر نیوں کو لیے کھڑی ہی صندلان پر خفا ہو رہی ہی کہتی ہی تو نے میری محبت کو فراموش کیا سامری جمشید کو برا کہا طلسم کشا کا مطیع ہوگیا افراسیاب سے نہ ڈرا خیر جو گذرا جو گذرا اب تو یہ طلسم کشا کا سر کاٹ کر خدمت میں صندل جادو کے روانہ کرونگی تمکو بچالونگی محبت سے اسکی ہاتھ اٹھا یہ سنکر صندلان نے کہا اے گوہر جادو میں نے اطاعت دین اسلام ملت بیضا قبول کی سعادت دارین حصول کی اگر تجکو مجھ سے محبت ہی طلسم کشا کا ساتھ دے یہ کلام حسرت انجام صندلان کے سنکر گوہر جادو رونے لگی کہا اے صندلان میں تیری عاشق صادق ہوں مجھے کیوں تباہ کرتا ہی طلسم کشا کی دوستی میں خرابی ہی ملکہ صندل جادو کے قہر و غضب سے نہیں واقف کسکی مجال ہی کہ طلسم صندل پر دست انداز ہو کیوں اپنے کو خرابی میں ڈالتا ہوا اے صندلان تیری محبت میں میں نے سلطنت چھوڑی اس حوالی کے انتظام پر اکتفا کیا تیرے ہجر میں تڑپ تڑپ کے مرجاؤنگی مجھسا عاشق صادق دنیا میں اب نہوگا یہ کہکے گوہر جادو روئی دامن صندلان کا تھام لیا بیساختہ یہ اشعار آبدار پڑھنے لگی اشعار

نہاں راز محبت تمنے رکھا مثل جاں برسوں
بہینوں دم نہیں مارا کیا ضبط فغاں برسوں

مٹاتا ہی جو مجکو دیکھنا پچھتائے گا ایسا
کہ سر پر خاک اڑائیگا مرے بعد آسماں برسوں

دُکھے کیونکر نہ دل صیاد کا اب انکے نالوں سے
سنی ہی عندلیبوں نے ہماری داستاں برسوں

رہا ہی ایسا سودائے تلاش یار مٹ کر بھی
پھری ہی خاک میری صورت ریگ رواں برسوں

بیان سوز دل اک دن کیا تھا دیکھنا سوزش
دہن گلخن بنا اپنا رہی شعلہ زباں برسوں

مقیم کوچہ جاناں کبھی ہم بھی تھے اے بلبل
ہمارا بھی رہا ہی اس چمن میں آشیاں برسوں

کفن کی اس سے رکھے خاک امید آپکا کشتہ
رہا دو گز زمیں کے واسطے کج آسماں برسوں

وہ دیوانہ ہون وحشی جانور تک سننے آگے ہین
مری وحشت کی مجنون نے کہی ہی داستان برسون

وہن میرے جبیب کم سخن کا تنگ ایسا ہے
رہے ہین جستجو مین جسکی عاجز غیب دان برسون

مراقبضہ ہوا ہی میرے دل پر اب کئی دن سے
رہا ہی عہد وحشت مین نزولی یہ مکان برسون

سبک روحی نے رکھا خانہ بردوش ایک مدت تک
رہے یہ اپنے بال و پر بھی مثل آشیان برسون

مزے مستی مین کیا کیا دختر رز سے اُڑائے ہین
جوانی مین رہی ہی صحبت پیر مغان برسون

مٹے پر بھی رہی ہی جستجو یہ اپنے یوسف کی
غبار اپنا رہا ہی ستدراہ کاروان برسون

قلق پاجاتا ہی نادار کا زخم اندمال اکثر
مگر بھرتا نہین ہی زخم شمشیر زبان برسون

صندلان صندلی پوش نے جواب دیا ای گوہر جادو مجھے تجھ سے زیادہ محبت ہی مگر اب عشق مین اسد غازی کے مبہوت ہون اگر میرا پاس ہی اس شیر دل کی اطاعت کر گوہر جادو نے ان سب کو گرفتار کیا آہنگرون کو بلا کر حکم دیا ہتکڑیان بیریان پہنا و سب کو مسلسل مطوق کر کے لا کے ایک بارگاہ مین داخل کیا ہمراہیان صندلان کو قید کیا اسد غازی و صندلان کو الگ الگ خیمہ مین رکھا آپ آکر بارگاہ مین بیٹھی مگر بہت بیقرار کنیزون سے کہتی ہی صاحبو جا کر صندلان کو سمجھاؤ مین اب عرضی خدمت مین ملکہ صندل جادو کے روانہ کرتی ہون اگر وہان سے حکم قتل آگیا پھر میرا زور کچھ نہ چلیگا کنیزین قید خانہ مین جاتی ہین صندلان صندلی پوش کو سمجھاتی ہین یہ کہتا ہی جا کر ملکہ سے کہو مردان عالم نے جو کہا وہ کیا قول مردان جان دارد سخن مردان اعتبار جب کنیزین آکر یہ جواب دیتی ہین ملکہ گوہر جادو گھبرا جاتی ہی جب بالکل جواب صاف پایا تب ناچار ہو کر عرضی لکھی کہ اے ملکہ صندل جادو عمرو عیار مع اسد نامدار حوالی طلسم صندل مین پہونچا طلسم کشا کو گرفتار کیا عمرو بھاگ کر نکل گیا لیکن ایک مصیبت تازہ مین گرفتار ہون یعنی شاہزادہ صندلان معشوق میرا طلسم کشا سے لڑا نہین معلوم طلسم کشا نے کیا طلسم کر دیا میرے نام سے اُسکو نفرت ہوئی جان دینے پر آمادہ ہمراہ طلسم کشا قید ہی لیکن عمرو کی تلاش ہی جیسا مناسب ہو تحریر فرمائیے یہ عرضی لکھکر ایک کنیز کو دی وہ لیکر طرف قلعہ کے روانہ ہوئی ملکہ گوہر جادو نے اس رات فراق محبوب مین شغل شراب کباب ترک کیا کبھی گھبراتی ہی کبھی در زندان پر آتی ہی نامہ کا انتظار کبھی اشکبار دیکھیے ملکہ صندل جادو کیا تحریر فرماتی ہین کنیزین عرض کرتی ہین حضور آپ کو اختیار ہی خواہ قتل کیجیے خواہ جان بخشی فرمائیے گوہر جادو نے آہ کی کنیزین گھبرا گئین عرض کی حضور اسوقت تو حضور کی آہ نے دل کو بیقرار کر دیا ایسا نہو کہ بجلی گرے خرمن حیات جلکر خاک ہو ملکہ گوہر جادو نے کہا صاحبو دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی مین ہر چند سمجھاتی ہون دل خانہ خراب نہین مانتا اُس سنگدل کے دل پر ہماری آہ آتش فشان تاثیر نہین کرتی بے اختیار یہ اشعار پڑھے اشعار

کرینگے ہم سے وہ کیونکر نباہ دیکھتے ہین
کبھی جو کوئی کبوتر تباہ دیکھتے ہین
ترے اڑالے زمانہ کے بس نہ وعظ کی
پھری ہوئی جو تمھاری نگاہ دیکھتے ہین
ترے ستائے ہوے ہین جو ای شب فرقت
وہ لوگ کب طرف بادشاہ دیکھتے ہین
ملال کس کو ہوا ہی منائین ہم یا وہ
وہ آئین راہ پہ بس اتنی راہ دیکھتے ہین
ہم انکی تصور سے دونون درجاہ دیکھتے ہین
تمھاری آنکھون کے کشتے تری مقبر ہین
کہین کہ ہم بھی ایدل گناہ دیکھتے ہین
رقیب چالین چلا کرتے ہین قیامت کی
تمام عمر وہ روز سیاہ دیکھتے ہین
امید صبح تو ہمکو کہان مگر ہر دم
خود آئین یا کہ بلائین یہ راہ دیکھتے ہین
عدم کا کوچ تو درپیش ہی تعلق لیکن
گمان تھا قاصد گم گشتہ ہمکو ہوتا ہی
یہ خوب اصالت تیغ نگاہ دیکھتے ہین
یقین ہوتا ہی برگشتگی قسمت کا
حب آپ نسے ہمسے بہت رسم وراہ دیکھتے ہین
فقیر ہوکے جو بیٹھے ہین آپکے در پر
اجل کی ہم شب فرقت مین راہ دیکھتے ہین
نکال لین گے کوئی راہ وصل کی لیکن
نہ توشہ پاس نہ کچھ زاد راہ دیکھتے ہین

اسی حال پرملال مین شب بسر کررہی ہی کسی مرتبہ قید خانہ مین آئی یہ بھی اطلاع کی اے صندلان مین نامہ روانہ کرچکی اب حکم قتل آیا چاہتا ہی دیکھ اپنی جان بچا اپنی جوانی پر رحم کھا مسلمان کا ساتھ چھوڑ مفت مین قتل ہو جائیگا پھر ہیرے بنائے کچھ نہ بن پڑیگا ابھی تک خیر ہی صندلان نے کچھ جواب بھی نہ دیا بلکہ اسد غازی کی مصیبت پر روتا ہی کہتا ہی ای شہریار گرفتاری حضور کی غلام پر بہت شاق ہی اسد غازی فرماتے ہین ای برادر تم اپنی جان بچاؤ گوہر جادو سے ملجاؤ تمام طلسم ہوش ربا ہمارا دشمن ہی کس کس سے ہمین بچائینگے خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے وہ بھاگ کر نکل گئے ہین یقین کامل ہی وہ کچھ ہماری رہائی کی فکر کرینگے شب یون ہی تڑپ تڑپ کے بسر ہوئی صبح کو گوہر جادو کے پاس طرف سے صندل جادو کے جواب نامہ پہونچا مضمون اسکا یہ تھا کہ طلسم کشا کو قتل کرو عمرو بھی ملجائیگا تلاش کرنا واجب لازم ہی یہ جواب پاکر گوہر جادو نے حکم دیا میدان خونی کی تیاری ہو گوہر صدف قلزم صاحبقرانی دہنک دریاے جہانبانی دار پر کھینچا جائیگا سزا سرکشی کی پائیگا سب سمجھے کہ مسلسل تقریر ہی دو سر مٹانے کی تدبیر ہی کشان کشان صندلان صندلی پوش کو مع اسد نامدار و سرداران شورشعار لیکر میدان خونی مین حاضر ہوے دارین استادہ ہونے لگین جلادون نے شلنگین لگائین آرہ کش تسمہ کش چشم کن سب طرح کا اسباب سیاست موجود ہی اسوقت ملکہ گوہر جادو روتی ہوئی سامنے صندلان صندلی پوش کے آئی کہا مرنے ہین تیرے واسطے اتنی دیر لگائی دیکھ اب طلسم سے سردارون کا تانتا لگا ہی تمام جادو مقیم جادو کو ملکہ صندل جادو نے بھیجا نامہ مین بھی لکھدیا ہی کہ فورا طلسم کشا کو قتل کرو خواجہ عمرو کی جستجو مین مصروف رہو اور ایک کیفیت ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ گوہر جادو نے میدان خونی کی تیاری زیر دیوار قلعہ صندلی قرار دی ہی وہ برج زرنگار عاشق کش معشوق فریب محفل ساحران کی زیب بہ نگاہ حیرت

اس میدان خونی کو دیکھ رہی ہو وہی مروارید بے بہا کی لڑیان از طبق تا بہ ابر مرواریدی بندھی ہوئی ہین حسن مین دمبدم ترقی مگاہ مین افسونگری اشارے کنائے چھریان کٹاریان اب اسوقت صندلان اسد غازی کو حال زار مین دیکھ کر رونے لگا کہا آقا آپ کسی طور سے اپنے کو بچایئے اسد غازی نے کہا ای برادر کیون گھبراتے ہو اگر ہماری قضا نہین ہی تو ہمکو کون قتل کر سکتا ہی شعر اگر تیغ عالم بجنبد زجاے نہ برد رگے تا نخواہد خداے ۔ اور اگر موت قریب ہی تو یہ بھی ایک حیلہ ہی پھر حکم مالک حقیقی سے گردن تابی کیا ای صندلان اپنے پیدا کرنے والے کو یاد کرو اسی سے فریاد کرو اپنا تو یہ اعتقاد ہی بموجب خمسہ

رہے وہ لب کہ ہی جس لب پہ گفتگو تیری
رہے وہ جان کہ جویا ہو چار سو تیری
رہے وہ چشم کہ ہی جسکو جستجو تیری
خوشا وہ دل کہ ہو جس دل مین آرزو تیری
خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بو تیری

لہو کا نام بھی باقی نہین رہا تن مین
مقام ہوگا کئی دن کے بعد مدفن مین
مگر ہی داغ محبت کا قلب روشن مین
یقین ہی اٹکے گی جان اپنی اسکے گردن مین
سنا ہی جا ہی قریب رگ گلو تیری

جو تو ہی پاک تو عاشق کا دل بھی طاہر ہی
وہ ناتوان ہون جسے پھول بار خاطر ہی
دوئی کا دخل نہین اک زمانہ ماہر ہی
وہ گل ہون مین کہ ترا رنگ جس سے ظاہر ہی
وہ غنچہ ہون کہ بغل مین ہی جسکے بو تیری

ہوا ہی چار عناصر سے اجتماع محال
ترے فراق مین برسون رہی ہی فکر وصال
کیا ہی زر ہوا نکلے شش جہت مین خیال
پھرے ہین مشرق و مغرب سے تا جنوب و شمال
تلاش کی ہی صنم ہمنے چار سو تیری

عدم سے جانب ہستی بحال زار آیا
خیال جلوۂ عارض کا لاکھ بار آیا
تجھی کو ڈھونڈھنے تیرا گناہگار آیا
شب فراق مین اک دم نہین قرار آیا
خدا گواہ ہی شاہد ہی آرزو تیری

چمک ہی دل مین ہمارے بھی نور عرفان کی
ان آیتون کی صفت کیا مجال انسان کی
کہ یہ بھی ایک نشانی ہی دین و ایمان کی
پڑھا ہی ہمنے بھی قران قسم ہی قران کی
جواب ہی نہین رکھتی ہی گفتگو تیری

پہونچے حال مرا کہیو میرے یوسف سے
ہزار جان فدا کہیو میرے یوسف سے

نہ کھول بند قبا کہیو میرے یوسف سے
دری طرف سے صبا کہیو میرے یوسف سے
نکل چلی ہی بہت پیرہن سے بو تیری

مآل کار نہ تقریر سے ہوا ثابت
مگر ستارون کی تاثیر سے ہوا ثابت
نہ کوششون سے نہ تدبیر سے ہوا ثابت
یہ گردش فلک پیر سے ہوا ثابت
قوی ضعیف گو کرتی ہی جستجو تیری

بہائے آنکھ سے آنسو برنگ شبنم صبح
وہ طول رات کا وہ انتظار وہ غم صبح
سفیدی آنکھونکی دکھلا رہی ہی عالم صبح
شب فراق مین اے روز وصل تا دم صبح
چراغ ہاتھ مین ہی اور جستجو تیری

شبیہ عاشق و معشوق ہی فلک پہ عیان
یہ حسن و عشق کے جلوے ہین دیکھ اے نادان
ہی آسمان و زمین مین یہ شعلہ نور افشان
جو ابر گریہ کنان ہی تو برق خندہ زنان
کسی مین خو ہی ہماری کسی مین بو تیری

تعجب اسکا ہی کیا گر چمن معطر ہی
فقط نہ غنچہ کا نازک بدن معطر ہی
کہ ذکر یار سے ہر انجمن معطر ہی
دماغ اپنا بھی اے گلبدن معطر ہی
صبا ہی کے نہین حصے مین آئی بو تیری

مثال طبع ذکی تو ہی رستم میدان
جو کند ذہن ہین کہتے ہین سُنکے تیر ابیان
مقابلہ کرے تجھ سے کوئی مجال کہان
زمانے مین کوئی تجھسا نہین ہی سیف زبان
رہیگی معرکہ مین آتش آبرو تیری

ان اشعار دعائیہ کو سُنکر صندلان صندلی پوش نے بھی طرف آسمان کے نگاہ کی دعائین مانگ رہا ہی
ایسے کلام بلاغت نظام زبان سے اسد غازی کے نکلے کہ صندلان کے قلب کو بھی تقویت ہوئی مگر ملکہ
گوہر جادو سامنے آکر کھڑی اشارہ ہوا جلاد نے اسد نامدار کو زیر تیغ بٹھایا آواز دی اے ملکہ عالم
وقت قتل طلسم کشا ہی یہ جوان حور مثال آفتاب جمال زور و جرائت مین یکتا ہی اسکے قتل کا حکم سمجھکے دیجیےگا
قتل کرنا میرا کام ہی جلانا پیدا کرنے والے کے اختیار مین ہی اس مقام پر یہ جوان یکہ و تنہا مجبور و ناچار ہی
ہزارہا شیر دلیر اسکے خون کا دعوی کرینگے ملکہ گوہر جادو نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی جلد قتل کر جلاد نے
کونلے کا خط گردن پر کھینچا تیغ برق مثال چمکا کے برسر اسد نامدار آیا اس مجمع عام مین ایک گنوار وضع
فقیر گاڑھے کی مرزائی شنجرفی دھوتی پڑیا مین رنگی ہوئی تسمہ بغل مار سیاہ کمر مین لپٹا ہوا سر برہنہ پانون

مین کھڑا ادن پہنے ہوے ہاتھ مین تیتر کا پنجڑا ایک گوشہ مین یہ فقیر بھی کھڑا ہی معبود موجود کی صدا دیتا ہی ملکہ
گوہر جادو نے جلاد کو حکم دیا جلاد نے ہاتھ تیغہ کا مارا اُسنے دیکھا ایک سناٹے کی آواز آئی جلاد کا سر پھٹا
پڑا ہی طلسم کشا بہ اطمینان تمام بیٹھا ہی لوگون نے کہا جلاد دیوانہ تھا خنجر پھراکے اپنے سر مین مار لیا ملکہ گوہر جادو
نے کہا کیا مضائقہ ہی قول ہمارے بادشاہ صندل جادو کا تحت نشین ہوا کہا دوسرے جلاد کو بلاؤ فوراً
دوسرا جلاد تلوار کھینچے ہوئے آیا ملکہ گوہر جادو نے اشارہ کیا کہ خواجہ عمرو نقیر بنے سامنے کھڑے ہوئے ہین
کیونکر دل کو اطمینان ہو نور نگاہ زبیدہ شیر گیر قتل ہوتا ہی کلیجے پر چھریان چل رہی ہین گودیون مین پرورش
کیا ہی کیونکر دل قبول کرے کہ آنکھون کے سامنے وہ شخص قتل ہو جاے ادھر جلاد نے تیغہ مارا ادھر خواجہ عمرو نے
سر سے گوپھن کھولا سنگ تراشیدہ دخراشیدہ کلہ گوپھن مین دیا جلاد نے ایک ہاتھ مارا جلاد کا سر ہٹا دہ پریزاد
قلعہ سے ٹکرائی ایک موتی ٹوٹا اسمین سے ایک پتلہ پیدا ہوا خواجہ عمرو کی گردن پر چڑھ بیٹھا خواجہ عمرو
کون ہی کون ہی کہتے ہین بھلا وہ پتلہ سحر کا کب مانتا ہی منہ پر ہاتھ کو پھیر دیا رنگ روغن چہرے کا اُڑ گیا
ہلاک ہوا خواجہ عمرو گرفتار ہوئے ملکہ گوہر جادو نے کہا میرے سامنے کھینچے ہوے لاؤ ملکہ صندل جادو نے تحریر
فرمایا تھا کہ جب قصد قتل طلسم کشا کرینگے وقت پر عمرو بیقرار ہو کر آئیگا یہی پریزاد جو علامت طلسم ہی گرفتار کریگی
وہی ہوا اسد غازی نے پلٹ کر دیکھا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سلسل مطوق چلے آتے ہین اسد غازی
نے جھک کر سلام کیا خواجہ عمرو نے کہا اے نور نظر فلک درپے بدعت ہی جو تدبیر کرتے ہین اُلٹی ہو جاتی ہی اچھا
کیا اختیار ہی وہ مالک و مختار ہی صندلان صندلی پوش کو بھی اب یاس ہوئی کہا اے شہنشاہ اوج
عیاری آپ کے گرفتار ہونے سے امید زیست منقطع ہوئی خواجہ عمرو نے کہا اے شیر بیشہ جرات و شجاعت
کیون اسقدر بیتاب ہی وہ بڑا مسبب الاسباب ہی ملکہ گوہر جادو نے اُسی وقت ایک تخت پر اسد غازی
و خواجہ عمرو کو سوار کیا قیام جادو و مقیم جادو کو حکم دیا کہ انکو اندر قلعہ کے سامنے ملکہ صندل جادو کے
لیجاؤ قتل اور غیر قتل کا انکو اختیار رہی قیام جادو و مقیم جادو نے اشارہ کیا چند جادوگرون نے تخت
کو دوش پر لیا صندلان صندلی پوش تڑپتا رہ گیا پکارتا تھا کہ او گوہر جادو میرے آقا سے نامدار
سے مجکو جدا نہ کر ملکہ گوہر جادو نے کچھ جواب نہ دیا اُسکے خیال مین ہی کہ وہان جا کر اسد غازی و خواجہ
عمرو دونون قتل ہو جائینگے صندلان میری شراکت کریگا مگر صندلان ہتکڑیون سے سر ٹکرا رہا ہی

اور یہ اشعار آبدار زبان پر جاری ہین اشعار

آشیانہ نہ قفس مین نہ چمن یاد آیا
کرم پیر خرابات تجھے یاد آیا

آنکھ کھلتے بھی نہ پائی تھی کہ صیاد آیا
نہ کہو فصل بہار آئی ہی بلبل نہ سنے

رو دیا ابر بہاری جو برستے دیکھا
چپ ہو چپ ہو ہنگامہ فریاد آیا

قطعہ امید ہوئی رحم بھی آجانے کی
شادمان یان سے گیا جب کوئی ناشاد آیا
ذبح کرنے مجھے منہ پھیر کے جلاد آیا
در گہ یار مرادون کا محل ہی آتش

صندلان صندلی پوش کو بہت بیقراری ہی دیکھ رہا ہی کہ تخت شاہزادے کا قیام جادو و مقیم جادو دونون لیکر بلند ہوے اب خواجہ عمرو کو بھی یقین کامل ہوا کہ قلعے کے اندر سے جاکر رہائی غیر ممکن قلعہ طلسمی ہی اگر کسی عیاری سے وہان جاکر رہا بھی ہوے تو قلعہ طلسمی سے نکلنا دشوار ہی اس خیال محال مین آنکھون سے آنسو جاری ہین جیون جیون تخت بلند ہوتا ہی خواجہ عمرو دلگور جوع کررہا ہی پکار رہا ہی قطعہ

ہر چند نیم لائق بخشایش تو
شاہا زکرم برمن دردکش نگر
برمن منگر بہ کرم خویش نگر
برحال من خستہ دلریش نگر
اسد غازی کو بھی معشوقان

پریچہرہ کی یاد سب سے زیادہ مہ جبین الماس پوش کا خیال ملکہ لالان خون قبا کی جدائی کا ملال اپنی گرفتاری کا الم دل پر ہجوم لشکر غم دعا مین مصروف ہی کہ آسمان سے برق چمکی لپٹین پھولون کی آئین صاف سب کو ثابت ہوا کہ آمد فصل بہار ہی ملکہ کو ہر جادو نے دیکھا یکایک ہواے سرد عیسیٰ دم مسیح نفس چلی نخل جھومنے لگے پتے جو زرد تھے وہ سبز ہوگئے نوجوانان چمن کے بخت نے رسائی کی عندلیبان خوش نوا نے زیر شجر گل جبہہ سائی کی غنچے چٹک کر گل ہوے پھول فرط خوشی سے پھولے نہین سماتے تھے سرو کو ہوس دامنگیر ہوئی کہ اکڑتا پھرون سارے باغ کی سیر کرون ہر شخص حیران کہ طائرون نے یہ کیسا غل مچایا ہی ہر نخل کیون وجد مین آیا ہی شاخون کے وجد سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ کسی گل پیرہن کی آمد کے مشتاق ہین گل و بلبل ہین اسوقت عجب طرح کے مذاق ہین نظم

فصل گل آئی زمانہ ہی جنون کے جوش کا
دیکھکر روزن گمان ہوتا ہی مجکو گوش کا
کیا ہوا ہی جو میرے دلکی طرح وہ چھپے ہا
وہ ستارہ غیرت خورشید ہی یا پوش کا
ہاتھ اٹھاکر دوسرے کو تہدیدعائین ہال
اپنے کانون پر گمان ہی مجکو گل کے گوش کا
سر اٹھا احسان قاتل کے کہانتک شکر ہون
رخصت اے زاہد زمانہ ہی وداع ہوش کا
ایک چپ سنے سے لاکھون اجتنب ہجو دہین
پیچ گیسو بنگیا آخر تو حلقہ گوش کا

ہمت اے ساقی یہی ہی وقت نوشا نوش کا
چھپ نہین سکتا کبھی انکار سے تو بہ شکن
حال کھل کر پوچھیے کچھ دلبر دیوش کا
تنگ آکر دوست اٹھ جاتے ہین میرے پاس سے
تیر آنا ہوگیا ہی مجھ مین آنا ہوش کا
مثل خسم بلا چلا آتا ہی دل ناصح معاف
بعد مدت آج اترا بار میرے دوش کا
صبر کر سکتا نہین ملتا ہی سب کچھ گواسے
مٹ گئے جھگڑے ہوا احسان لب خاموش کا
ایک دو ساغر سے ٹھہکا ہی کیا ساقی مجھے

بات کر سکتا نہین دیوار کے بھی سامنے
خود بخود بو دینے لگتا ہی دہن مینوش کا
کس غضب کی روغنی دیتا تھا شکوا ہی یہی
اب وہان زخم بھی منہ ہوگیا مینوش کا
نالہ بلبل سنا کرتا ہون مین آٹھون پہر
غیر ممکن ہی سنبھلنا خاطر پر جوش کا
پھر سبو اہلے جھلکے شیشے ہوے لبریز جام
بھول جاتا ہی بشر سامان ذوق و دش کا
بے بنائے بھی ہوا کرتی ہین اکثر زینتین
خم اٹھا پھر دیکھنا دل مجھ سے دریا نوش کا

مین توکیا ہون کاروان کیسے کاروان ہوگئے بسر | بندہ لاکھون کو کریگا آج بندہ گوش کا | سنجر رکھتا ہی مجکو جوش وحشت ای نسیم

بد تمین گذرین نہین رکھتا تعلق ہوش کا | حوالی طلسم صندل مین عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہی زمین سے غبار زرد اٹھنے

لگے صاف ظاہر ہوا کہ بونڈلے بھی کسی کے استقبال کو اٹھے ہین جس تخت پر اسد وعمرو کو سوار کیا تھا وہ بھی چلتے چلتے رک گیا ہر چند کہ قیام جادو ومقیم جادو دونون سحر کرتے ہین تخت آگے نہین بڑھتا ساتھ والے اسکے جھومنے لگے کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم ملکہ بہار جادو خبردار ہمارے آقا نامدار کو لیکر آگے نہ بڑھنا کنیزانکی آپہونچی ملکہ گوہر جادو نے دیکھا کہ قیام جادو ومقیم جادو الٹے پھر پڑے گھر ملکہ گوہر جادو نے جھپٹ کر قیدیون کو سنبھالا قیام ومقیم کے ہوش وحواس درست نہ رہے ساتھ والے اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے کوئی کہتا ہی ای ملکہ ہم تیرے گلشن جمال کے گلچین ہین ت کے عاشق زار ہین

نرگس شہلا کے بیمار ہین نظم
کسی نے آپ کو دیکھا نہوگا
کوئی ہمتا بھی بے پروا نہ ہوگا
کہ اس سن مین بھی پھرت نہوگا
وہان کیا آپ کا چرچا نہ ہوگا
نہ سمجھو یہ کہ کچھ سمجھا نہ ہوگا

زمانہ مین کوئی ایسا نہوگا
اٹھاتا ہی ندامت کیلیے تو
لگے دیتی ہین یہ نیچی نگاہین
قیامت جسکو کہتے ہین وہ ہی یہ
نئی دھمکی ہی یہ تو بندہ پرور
نسیم اب انکی باتون پر نجاؤ

جو تیرے حسن پر شیدا نہوگا
یہ دروا ہی چارہ گر اچھا نہوگا
کہ بالائے زمین کیا کیا ہوگا
کنار قبر مین مردانہ ہوگا
نہ دوگے دل تو پھر اچھا نہوگا
بھلا کل وعدۂ فردا نہ ہوگا

ازل سے ہی یہی عصمت مآبی
ہزارون مرگئے لیکن نہ دیکھا
وہ جس رستے سے نکلے دیکھ لینا
اگر خادم کو کی جنت مین پہنچا
بنا کر حضرت واعظ کو ناحق
آپسین ملازمان قیام و

مقیم لڑنے لگے گوہر جادو کی آبرو پر بنی بقول شخصے یہ تو موتی کی آب ہی سراسر سلسلۂ پیچ وتاب ہی صندلان صندلی پوش قید مین یہ سب دیکھ رہا ہی اسد غازی کا تخت یا تو بلند ہوگیا تھا یا زمین پر قائم ہوا ملازمان قیام جادو ومقیم جادو دیوانہ وار وحشی مثال گریبان چاک چہرے پر خاک سحر بہار کی تاثیر کافرون کے قتل کی تدبیر بھولے ہوئے اپنے کو بھولے ہوئے اب زمین پر تو یہ ہنگامہ ہی مگر ملکہ بہار جادو آسمان پر ظاہر ہوئی ملازمون کے قلب تو الٹ دیے یہان کے حال سے آگاہ نہ تھی کہ مقدمۂ طلسم ہی ورنہ اسکی بھی تدبیر کرتی چاہا کہ زمین پر گردن اسد غازی وخواجہ عمرو کو چھڑاوے وہ پریزاد جھکے ہاتھ مین طبق مروارید ہی اسنے بہار پر نگاہ ڈالی اور مسکرائی غنچہ دہن کھلا ابر مروارید مین تلاطم پیدا ہوا کہ موتی برسنے لگے ملکہ بہار دفع سحر کرتی ہی موتیون کا توڑتا بیکار آبرو بچانا دشوار یہ گوہر صدف بحر حسن وجمال بصد جاہ وجلال اس پریزاد پر جا پڑی ملکہ بہار تو تعلیم کردہ افراسیاب جادو ہی سمجھ گئی کہ یہ سحر اس صاحب علامت کا ہی اسد غازی کا رہا ہونا دشوار کدو کاوش محض بیکار رکئی گلدستے بڑھکر اس ملعونہ پر مارے مگر مطلق تاثیر نہوئی وہ پریزاد ہر مرتبہ ہنستی ہی ہنس ہنس کے

سحر دفع کرتی ہی ملکہ بہار کا غصہ بڑھتا جاتا ہی مگر زور نہین چلتا جب ملکہ بہار خوب سحر کر چکی تب
اُس پریزاد نے ابر پر نگاہ ڈالی تڑاقا ہوا وہ ابر پھٹا کچھ دھوان نکلا اُس دھوین کو دیکھکر بدن
سے چنگاریان نکلنے لگین معلوم ہوا کہ استخوان جل جائینگے آہ کا نعرہ مُنھ سے ملکہ بہار کے نکلا رنگ رو متغیر
ہوا ہاتھ پاؤن پھولے سحر فراموش ہاتھ پاؤن مین رعشہ حجاب سے پیشانی پر پسینہ قریب تھا کہ لڑکھڑا کر
زمین پر گرے کہ دوسری جانب سے نعرہ ہوا منم باغبان قدرت آتے ہی باغبان نے بہار کو
سنبھالا چاہا کہ لے نکلون اس پریزاد نے وہی لکۂ ابر سیاہ جو سر پر سایہ فگن ہی شاید اُسمین کوئی ساحر
پر فن ہی اشارہ کیا کچھ شعلے اُسی ابر سے نکلے بھڑکتے ہوے سامنے باغبان کے آئے یہ جوان شیر دل بھی
مبہوت ہوا سحر کرتے کرتے سکوت ہوا قریب تھا کہ زمین پر گرے کہ آسمان سے برق چمکی رعد و برق مان بیٹے
دونون آکر پہونچے رعد نے باغبان و بہار کو سنبھالا برق تڑپ کے گرنے لگی اُس پریزاد نے ہنس ہنس
کے برق کو بھی بیکار کیا برق لامع تڑپکر گری ابر مرواریدی کے ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دیے ابر کو توڑ کر
جب قریب پریزاد کے پہونچی چاہا تڑپکر گردن اسکے بھی دو ٹکڑے کرون مُسنے طبق کو گردش دی
مروارید بے بہا ٹوٹ کر برق لامع پر گرا یہ بھی بیکار ہوئی قریب تھا کہ یہ سب کے سب زمین پر گرین
کہ آسمان نعرہ ہوا کہ منم ملکہ مجلس جادو سب نے دیکھا مجلس جادو گر تاب ردان کا پہنے ہوے مرکب
گلی پر سوار نیچہ گلی ہاتھ مین آتے ہی نعرہ کر کے گری نیچہ گلی طبق زرین پر مارا مروارید بے بہا ٹوٹ کر
مجلس جادو پر گرے یہ بھی بیکار ہوئی قریب تھا کہ سب سرداران ندکور بیکار ہو کر زمین پر گرین ہاتھ
پاؤن لوٹین خواجہ عمر نے جو یہ حال اپنے سرداران نامی کا دیکھا دعائین مانگنے لگے ای پروردگار
آج لشکر اسلام پر یہ بلا نازل ہوئی بہار و باغبان وغیرہ قتل ہوتے ہین اس آفت سے ان سب کو
بچا لے اسد نامدار بھی بیقرار ہو گیا صندلان صندلی پوش برق لامع کی جرأت دیکھ کر
تڑپ گیا عظیم و شان بہار دیکھکر روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی تھی جب بہار جادو مبتلائے
بلا ہوئی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا بے اختیار ریکار اُٹھا پروردگار ان سب کو بچا لے بیتاب ہو کر ان
سب کا دعا کرنا کہ دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا صحرا مین روشنی ہوئی ابر سیاہ وسط سما پر لہرایا
ابر فوراً شق ہوا چودھوین رات کا چاند یعنی بدر کامل اُس ابر تیرہ تار سے ظاہر ہوا اب عکس ماہ کامل
طبق مرواریدی پر پڑا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ایک مروارید ٹوٹ کر ماہ تابان پر پڑا دو ٹکڑے ہو گئے اب
سب نے دیکھا کہ دختر کوکب صف شکن ملکہ بران شمشیر زن بصد سطوت و صولت لڑنے لگین
سحر کرنے لگین اُس پریزاد نے بھی ایسے ایسے سحر کیے قریب تھا کہ ملکہ بران قتل ہون ملکہ بران شمشیر زن

نے جوڑے سے اپنے اختر مروارید نکالا اُسکا عکس ڈالا کئی مرتبہ سحر دفع کیا جب ملکہ برّان نے ابر مرواریدی کو توڑا طبق کے ٹکڑے اُڑا دیئے اسوقت اُس پریزاد نے اپنے مقام پر سے جنبش کی تلوار کھینچکر ملکہ بران پر جا پڑی قریب آکے ہاتھ مارا ملکہ بران نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا نتیجہ اُس پریزاد کا پڑا سپر کٹی سر ملکہ بران کا زخمی ہوا اعجوبہ ملعونہ برس پڑی کئی زخم ملکہ بران نے کھائے ہر مرتبہ وہ پریزاد چاہتی ہے کہ لپٹ جاؤن ملکہ بران شمشیر زن سحر کر رہی ہین اپنے کو بچاتی ہین مگر قیامت کا ہنگامہ ہے دونون مین تیغ چل رہا ہے آخر کو ملکہ بران نے جب دیکھا کہ اُسکے ہاتھ سے رہائی میری بہت دشوار ہے اختر مروارید جھلا کر کھینچ مارا سینہ پر اس پریزاد کے پڑا پشت کو توڑ کر پار گذر گیا اندھیرا چھا گیا آندھی سیاہ اُٹھی برف باری سنگباری ہونے لگی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من مریخ جادو صاحب علامت طلسم صندل بود افسوس مردیم دجان ادیم وطلب خود نرسیدیم پہر بہر کامل اندھیرا رہا سرداران نامی وگرامی ملکہ بہار وباغبان وبران وغیرہ لشکر قیام جادو مقیم جادو پر آپڑے سب سے پہلے خواجہ عمرو کو ملکہ بران شمشیر زن نے رہا کیا خواجہ اُٹھتے اُٹھتے گلیم اوڑھ کر غائب ہوئے ہنگامہ مین لوٹ شروع کر دی ملکہ بہار لڑتے لڑتے قریب اسد نامدار پہونچی سحر سے رہا کیا قیام ومقیم نے ہر چند چاہا ملکہ بہار وباغبان کو تابہ طلسم کشانہ آنے دین لیکن باغبان رستم وقت یہ شاہزادی شمشیر زن کب کسی بچیا کے روکے سے رکتی ہے گلدستہ چل رہا ہے اسد شیر دل کو مرکب پر سوار کر لیا اسد کا بھی نعرہ ہوا نعرہ اسد

اسد شیر دل ابن صاحبقران	شہنشاہ نام آور دکامران	بدرم دل شیر وچیرم پلنگ	اسد شہسوارم کہ در روز جنگ

اسد غازی نے رہا ہوتے ہی ہمراہیان صندلان کو چھوڑانا شروع کیا قریب آکر صندلان کے کود پڑے صندلان کی ہتھکڑی کاٹی یہ قدمون سے لپٹ گیا اور کہا اے آقاے نامدار اپنے کو ساحران غدار سے بچایئے ہنگامۂ سحر وساحری گرم ہے اسد غازی نے اپنا مرکب صندلان کے سامنے کیا صندلان بھی پشت مرکب پر سوار ہوا لیکن اسد غازی ہنگامہ دریاے فوج ساحران مین ڈوبے ہوئے لڑ رہے ہین ملکہ بران نے قیامتین برپا کر دین باغبان نے بڑھکے قیام ومقیم جادو کو گرفتار کر لیا ملکہ گوہر جادو لڑ رہی ہے بہار نے کہا دیکھو مین اسکو تنکے چنوا کے مارتی ہون یہ سنکر صندلان صندلی پوش رونے لگا اسد غازی سے بڑھکر عرض کی حضور مجھکو گوہر جادو کا بڑا خیال ہے کہ میری عاشق صادق یار موافق ہے انتہا کی خدمتگذاری کرتی تھی مسلمان ہونا اُسکو ناگوار ہوا اسوجہ سے یہ بدعت کی اسد غازی نے بڑھکر ملکہ بہار سے کہا کہ صندلان صندلی پوش واسطے ملکہ گوہر جادو کے بہت بیتاب ہے جہانتک ہوسکے اُسکو گرفتار کرو جملہ سردارون نے قبول کیا بہار وباغبان نے گوہر جادو کو بیہوش کیا زبان مین سوزن چبھایا ساتھ والون نے صداے الامان الامان بلند کی ملکہ بران شمشیر زن نے تلوار کو نیام انتقام مین رکھا سب کو منع کیا اسد نامدار آگے خواجہ عمرو ہمراہ بارگاہ مین آکر جلوہ فرما ہوئے ملکہ گوہر جادو کو ہوشیار کیا

صندلان نے اٹھکر سمجھایا کہا ای ملکہ عالم تم نے قدرت پروردگار کو دیکھا چشم زدن مین کیا ہوا سرداران تہمتن دو جان نثاران صف شکن کیا وقت پر آئے مرنج جادو کا قتل ہوتا کیا آسان تھا ماشاء اللہ ملکہ بران نے کس زور شور سے قتل کیا کیا کمال دکھایا لات منات پر لعنت کرو اطاعت دین اسلام ملت بیضا قبول کرو گوہر جادو اس طور کو دیکھکر خود وجد مین تھی اشارہ کیا خواجہ عمرو نے زبان سے سوزن نکال لیا گوہر جادو اسد غازی کے قدمون سے لپٹ گئی اسد غازی نے دست حق پرست پشت پر رکھا ملکہ گوہر جادو صدق دل سے مطیع الاسلام ہوئی اسی وقت انتظام لشکر ظفر اثر کرنے لگی اسباب عیش ونشاط مہیا ہوا سردارون نے خواجہ عمرو سے تمام کیفیت دریافت کی عمرو نے سب حال ظاہر کیا کہا کہ مین نے افراسیاب جادو سے حیرت بنکر حال لوح دریافت کیا تا بہ طلسم صندل پروردگار عالم نے پہونچایا کیون ای ملکہ گوہر جادو اب طلسم صندل مین داخل ہونے کی کیا صورت ہی عرض کی مین حوالی طلسم کی منتظم ہون مجھے حال طلسم کا نہین معلوم یہ بزرگون سے دریافت کیا کہ لوح طلسم صندل معدوم ہی یا نہین کنیز کو اس مقدمہ مین بالکل دخل نہین ہی ملکہ بران شمشیر زن نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری ہم لوگون نے راستہ اسطرف آنے کا دریافت کر لیا جسوقت کوئی آپ کے دشمنون پر سختی ہوگی فوراً اپنے کو پہونچائینگے جو آپ کے مذہب کا قاعدہ ہی اسی طرح اسد غازی کو برائے عبادت حکم دیجیے اپنے مالک حقیقی رب تحقیقی سے رجوع کرین کیفیت لوح طلسم دریافت ہوگی قبلہ وکعبہ نے بھی بعد آداب وتسلیمات عرض کیا ہی اول طلسم کشا کو مناسب ہی کہ لوح طلسم صندل کی تلاش کرین تب فتح مرحلہ جات کی تدبیر ہوگی مگر یہ بھی عرض کیا کہ اول سامان قتل صندل جادو مہیا ہو لوح طلسم سے صندل جادو قتل ہوگی خواجہ عمرو نے کہا ای ملکہ بران لوح سے سب مشکل آسان ہوتی ہی ملکہ بران نے جواب یا جو قبلہ وکعبہ نے کہا مین نے عرض کی آیندہ جو مناسب وقت ہو اب آپ عبادتخانہ تو آراستہ کرائیے ہم لوگون کا زیادہ ٹھہرنا بہتر نہین ہی ملکہ بہار وباغبان نے بھی کہا ملکہ چہرخ وغیرہ لشکر مین منتشر ہین اپنے کو جلد وہان پہونچائیے ایسا نہو افراسیاب جادو انکی تدبیر کرے یہ کہکر باغبان وبہار وبران وغیرہ سب اٹھے اسد غازی سے قدمبوس ہوکر تخت پر سوار ہوے آمادہ قطع منازل صحرا پرخار ہوے یہ سب سردار ہمراہ ہوکر جاتے ہین ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا بعد جانے ان سرداران مذکور کے ملکہ گوہر جادو نے خدمت مین خواجہ عمرو کے عرض کی ای شہنشاہ اوج عیاری اب آپ بھی طلسم کشا کو لیکر نکلجائیے فکر حصول لوح مین مصروف ہو جیے مین جا کر اپنے کو کسی مقام محفوظ پر مخفی کرونگی جسوقت آپ کو لوح وغیرہ دستیاب ہوگی ہم خدمت مین حاضر ہونگے اپنے کو آپکی خدمت مین پہونچائینگے اب اس جا چشم سے یہان ٹھہرنا بہتر نہین ہی ایسا نہو کہ صندل جادو کو خبر ہو جاے مشقت آپکی ضائع ہو صندل جادو سے لڑنا بہت دشوار ہی ساحرہ قدیم جہاندیدہ گرم وسرد عالم چشیدہ انتظام سلطنت پر ایسا ناز ہی کہ مشہور کیا کہ ملکہ

صندل جادو کی موت کسی چیز سے نہین ہی خواجہ عمرو نے کہا سب سامان پروردگار مہیا کریگا اسی وقت خواجہ عمرو نے ہاتھ اسد غازی کا تھاما کہا ای نورِ نظر کسی گوشہ عافیت مین چلکر رب اکبر سے رجوع کرو ابھی تابہ دربند ٹھہر و راہ جانا ہی اصل لوح طلسم ہوش ربا کا پتا لگاتا ہی ابھی برائے لوح طلسم صندل یہ دردِ سر اس منزل سخت و صعب مین پڑا چکمہ ہوا ملکہ گوہر جادو تو اسی وقت بارگاہ مین مع غیرہ الدو اکر طرف صحرا کے روانہ ہوئی صندلان صندلی پوش کو اپنے ہمراہ لیگئی خواجہ عمرو مع اسد نامور ایک صحرائے سبزہ زار مین آکر پہونچے سامنے ایک درہ کوہ فلک شکوہ ہی عمرو نے اسد نامدار سے تاکید کی کہ ای نورِ نظر و ای شیر بیشہ جرأت و ہمت اپنے بے نیاز کارساز سے رجوع کرو دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی اسد نامور تو اس درہ کوہ پر بیٹھکر مصروف عبادت ہوے دیکھیے پردۂ غیب سے انکو کیا ہدایت ہو خواجہ عمرو کنارے صحرا مین جا کر ٹھہرے اسد غازی بصد خضوع و خشوع درہ کوہ مین مصروف عبادت رب بے نیاز ہوے انکو اس حال مین چھوڑ دو وقت پر ذکر انکا تحریر ہوگا۔

دو کلمہ داستان ملکہ بہار و باغبان وغیرہ کہ خواجہ عمرو سے رخصت ہو کر طرف لشکر اسلام کے جاتے ہین بیان ہوتے ہین

فزون چمن سے بہار آج یار راہ مین ہی — سکونِ راحت صبر و قرار راہ مین ہی
سحر سے شور یہی بار بار راہ مین ہی — ہوائے دور ہیئے خوشگوار راہ مین ہی
خزان چمن سے ہی جاتی بہار راہ مین ہی

ہزار دن گل ہین نہین ایک خار راہ مین ہی — دو چند باغ جہان سے بہار راہ مین ہی
غریبو آؤ یہی اب پکار راہ مین ہے — گدا نواز کوئی شہسوار راہ مین ہی
بلند آج نہایت غبار راہ مین ہی

ہین اسکو دیکھ کے بیہوش یوسف و عیسی — خجل ہین روے منور سے اسکے حور و پری
ابھی سے جان تصدق ہوا سیر ہر اک کی — شباب تک نہین پہونچا ہی عالم طفلی
ہنوز حسن جوانی یار راہ مین ہی

بشر کو خوب ہی تدبیر اوج پستی مین — رکھے تمیز ثواب و عذاب ہستی مین
ضرور چاہیے صحرا کا خوف بستی مین — عدم کے کوچ کی لازم ہی فکر ہستی مین
نہ کوئی شہر نہ کوئی دیار راہ مین ہی

مسافرون کو سفر مین خیال راہ ہی شرط — رفیق یکدل و یکرنگ خیر خواہ ہی شرط
ہر ایک کام مین انجام پر نگاہ ہی شرط — طریق عشق مین ای دل عصائے آہ ہی شرط

کہین چڑھاؤ کسی جا اُتار راہ مین ہے

حسین ہین حور ہین خورشید ہین ترے رخسار	ہلال برق ہی اعجاز ہی تیری رفتار
جلاتا مردے ہی تو دمبدم ہزار ہزار	جگہ ہی جسم کی اسکو بھی ایک ٹھوکر مار

شہید ناز کا تیرے مزار راہ مین ہی

نہ فکر کھانے کی اُسکو نہ آب کی خواہش	نہ زینت اُسکو ہی منظور اور نہ آرایش
قدم قدم پہ ہی نیرنگی اُسکی افزایش	سمند عمر کو اللہ رے شوق آسا کش

عنان گسستہ و بے اختیار راہ مین ہی

یہ راہ سخت ہی اسمین ہزار ہین کھٹکے	یہ مجھ سے کہتے ہین جتنے ہین ہمنشین میرے
جواب مین یہی کہتا ہون مین تو اُن سب سے	نہ بدرقہ ہی نہ کوئی رفیق ساتھ اپنے

فقط عنایت پروردگار راہ مین ہی

کمال دھوپ پڑی دوپہر ہی گرمی کی	زیادہ لو بھی ہی دوپہر ہی گرمی کی
زمین ہی آگ ابھی دوپہر ہی گرمی کی	نہ جائیے آپ ابھی دوپہر ہی گرمی کی

بہت سی گرد بہت سا غبار راہ مین ہے

یہ راہ وہ ہی کہ بد اسمین ہی سبھی کا ساتھ	جگر کا اشک کا نالے کا دل کا جی کا ساتھ
نہ ہمکو چاہیے اب خضر سے نبی کا ساتھ	تلاش یار مین کیا ڈھونڈھیے کسی کا ساتھ

ہمارا سایہ ہمین ناگوار راہ مین ہی

ہزار رنج اُٹھاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے	نہین وہ جاتا ہی آتا ہی ساتھ ساتھ اپنے
ہر اک کی ٹھوکرین کھاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے	جنون مین خاک اُڑاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے

شریک حال ہمارا غبار راہ مین ہی

سفر جو کرنے مین آتا ہی دل مین یہ تیرے	رفیق ہی نہ ملازم ہین اور نہ ہین ڈیرے
خیال خام یہ ہی ہمنشین تجھے گھیرے	سفر ہی شرط مسافر نواز بہتیرے

ہزار ہا شجر سایہ دار راہ مین ہی

افراسیاب جادو باغ سیب مین داخل ہی تحریر کر چکا ہون کہ جب مفصل اُسکو معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو نے صورت حیرت جادو کی بنکر مجھسے حال لوح طلسمی دریافت کیا اور برائے تلاش لوح روانہ ہو گیا افراسیاب جادو نے کلنگ جادو کو نامہ دیکر روانہ کیا تھا اُسکو راہ مین عمرو نے مارا افراسیاب جادو نے بر وقت

روانہ کرنے کالنگ جادو کے اسکے ہاتھ سے ایک گلدستہ سحر بنوا کر اسواسطے رکھ لیا تھا کہ اگر اسپر کوئی اُفتاد پڑے
ہمکو فوراً معلوم ہو جائے جب افراسیاب جادو کو رقعہ جمشیدی سے دریافت ہوا کہ عمرو عیار اسد نامدار کو
لیکر تا بہ طلسم صندل پہونچا اور رقعہ جمشیدی سے یہ بھی دریافت ہوا کہ برآن وغیرہ برائے مدد پہنچین مرنج
جادو صاحب علامت طلسم صندل کو مارا اور سرداران مذکور جو حوالی طلسم صندل سے واپس ہوے اور فلان جا سے
آتے ہین بہت جھلایا قبضہ پر ہاتھ ڈالکے اُٹھا یہ کہتا ہوا کہ بران وغیرہ کی قضا دامنگیر ہے آج ایک کو زندہ
نہ چھوڑونگا اسد غازی کی مدد کرکے چلتے ہین اب مابدولت کے ہاتھ سے بچکر کہان جائینگے ہر چند وزرانے منع کیا
اور کہا کہ شہنشاہ تکلیف نہ فرمائین غلامان جانباز جائین جس جس باغی کو حکم دیجیے فوراً گرفتار کر لائین اگر
حکم ہو سر حاضر کرین افراسیاب جادو نے کہا اس سرسے کوئی آگاہ نہین ذخر کو کب ایسی نہین ہے کہ
نرگس کے روکے سے رُک جائے یہ وہی ہے جسنے دریاے خون روان کو خشک کیا پل پر یزدان کو توڑا اسکے سبب سے
مابدولت نے کیا کیا رنج و ملال نہین اُٹھائے مگر آج اسکی قضا آئی ہے یون بیفکر چلی آتی ہے کوئی آگاہ نہ ہوگا
مابدولت کو بیٹھے بیٹھے کیفیت کل طلسم دریافت ہوسکتی ہے اور عمرو جو فکر لوح مین گیا ہے سراسر اسکی حماقت ہے
مین نے سب کچھ اُس سے کہدیا شکر ہے سامری جمشید کا جو امر اصلی تھا وہ نہین بیان کیا لوح کا ملنا دشوار
ہے مگر ساربان زادہ بڑا مکار ہے طلسم صندل پر اسکی قضا اسکو لیگئی ہے صندل جادو ہماری قوت بازو نامی
و نامور اُسپر کوئی دست انداز نہین ہوسکتا اکیلی لاکھون سے لڑسکتی ہے لوح طلسم صندل بھی ملنا غیر ممکن اتنو
مین جاکر بہار وغیرہ کی خدمت کردن بعد اُسکے مقدمہ اسد مین بھی دیکھا جائیگا صندل جادو اُنکا درد
سر کھونے کو کیا کم ہے یہ کہکے افراسیاب جادو اُٹھا باغ سیب کے باہر آیا سحر سے ایک مرکب تیار کرکے اُڑتا ہوا
جستجوئے بہار وغیرہ مین چلا عجائب و غرائب اپنے دکھاتا ہوا مرکب جھکاتا ہوا اگر کوئی کوہ فلک شکوہ راہ مین
ملا مرکب کو پیچھے ہٹا کر پڑی جمائی مرکب کو اشارہ کیا مرکب کوہ کو خر آگیا ٹاپ ماردی پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے اگر نخل
دکھائی دیا ہاتھ سے اشارہ کیا نخل کے دو ٹکڑے ہوے اسطرح نخل ہاے تر و تازہ قلم کرتا ہوا جاتا ہے سبزہ صحرا کا
پامال غصہ مین چہرہ لال دس بیس کوس راستہ طے کرکے ایک مقام پر آکے افراسیاب جادو ٹھہرا سوچ رہا ہے
کہ مسلمان کدھر سے آئینگے کہ یکایک ایک ابر سبزا فراسیاب کو معلوم ہوا حیران ہوا کہ یہ ابر سبز کیسا ہے یا تیری
آنکھون مین سرسون پھولی سبز بختی پھولی یا بموجب مثل ساون کے اندھے کو ہرا ہی ہرا معلوم ہوتا ہے بنگاہ
غور دیکھا زیر ابر ہزارہا طائر زمزمہ سرا ابر سے پر ملاے ہوے زیر ابر زمزمہ سرائی مین مصروف ہین ایک نہر کلان
جوش مارتی ہوئی نمایان ہوئی اب جو افراسیاب جادو نے بہ نگاہ غور دیکھا تخت زبرجدی پر ایک ساحر
نحیف و ضعیف باریش سفید تاج یاقوت احمر سر پر گرداگرد چند کنیزان خوشرو جام و سبو لیے حاضر ہین وہ تخت

زیر ابر جرخ مار رہا ہے اب جو بنگاہ غور افراسیاب نے دیکھا اپنے اُستاد والا نژاد خضران سبز پوش صحرا نشین کو پہچانا بڑھکر سلام کیا خضران نے جو افراسیاب کو آتے دیکھا فوراً تخت سے کود پڑا پکارتا ہوا دوڑا اے نور نظر اے بادشاہ نامور فخر جمشید و سامری اے زینت محفل افسونگری اسوقت یکہ و تنہا اس مقام پر کیونکر آنے کا اتفاق ہوا پسینے پسینے ہو رہے ہو کوئی ملازم نمکخوار ہمراہ رکاب سعادت انتساب کیون نہ آیا افراسیاب جادو نے کہا اُستاد کیا عرض کرون ایک ضرورت سے آیا ہون خضران نے اُسی وقت بارگاہ استاد کرائی افراسیاب جادو کو بارگاہ مین لے کر آیا دنگل زرین پر جلوہ دی نازنینان پریچہرہ کو اشارہ کیا جام مے گلنار لیکر فوراً حاضر ہوئین جب دو چار جام افراسیاب جادو نے پیے خضران نے زبان ساتھ تسکین کے کھولی اور کہا افراسیاب ایسی کون سی ضرورت تھی جو تو یکہ و تنہا آیا مابدولت سے بیان کر افراسیاب جادو نے کہا اُستاد حالات آپ نے سُنے ہونگے بوندیان غلام میرے مجھ سے بگڑ گئے ذرا سی غفلت مین اسد غازی گنبد نور سے رہا ہو گیا ساربان زادے نے عیاری کر کے حال لوح دریافت کیا طرف طلسم صندل کے روانہ ہوا ملکہ بہار و باغبان وغیرہ پلٹے ہوے آتے ہین اُنکی فکر مین نکلا ہون کہ آج سب کو گرفتار کرون خبر کو کب برّان شمشیر زن بھی ہمراہ ہے سب سے زیادہ مجھے اُس گیسو بریدہ کی فکر ہے اُسنے بڑے بڑے صدمے پہونچائے ہین لیکن اس بات کا مجھکو خیال ہے کہ یہ سب روح روان طلسم ہوش رُبا ہین اگر ذرا بھی آگاہ ہو جائینگے دست اندازی اُنپر دشوار ہوگی اسی خیال مین آکر یہان ٹھہرا ہون اسی راستے سے اُنکا گذر ہوگا خضران سبز پوش نے کہا اے افراسیاب جادو حقیقت مین جن سردارون کا تو نے نام لیا یعنے باغبان و بہار وغیرہ اُنکے سحر سے زمین تھراتی ہے لیکن ہم بہت آسانی سے اُنکو گرفتار کر لینگے اے فرزند تو نے آج تک مابدولت کو اطلاع نہ کی ورنہ لڑائی طول نہ کھینچتی افراسیاب جادو نے کہا اُستاد آپ نے سنا ہوگا استاد کلان فخر ظلماتی پہلو نشین سامری کہ جنکا پردہ ظلمات سے طلسم باطن تک شل نہین ہوا ہے اہل اسلام کے مارے گئے حمزہ صاحب اسم اعظم بڑا محترم و محتشم ہے اسکا خیال نہ کیا کل لشکر کو سحر مین پھنسا لیا اگر قصد کرتے سدّ باب اسم اعظم اُنکے نزدیک کتنی بڑی بات تھی لیکن ایسا دھوکا کھایا ہاتھ سے حمزہ کے مارے گئے ایسے ایسے جلیل القدر قتل ہوے کہ آبرو بے طلسم ہوش رُبا باقی نہ رہی خضران صحرا نشین نے کہا اے نور نظر فخر ظلماتی کیا تھا ملکہ تاریک شکل کش نے اپنا داماد بنا کر اسکو فخر دیا اُسنے جا بجا اندھیر مچا یا ہر ایک سے کہتا پھرتا تھا مین استادون کا استاد ہون ملکہ تاریک شکل کش کا داماد ہون اسی غرور نے اُسکو پامال کرایا اے افراسیاب

شجر بارور کو جھکنا چاہیے جب سرکشی کریگا جفاے تبر اُٹھائیگا آج تو تماشا سحر کا دیکھنا ملکہ برّان شمشیرزن کو اپنے کمال پر بڑا دعوی ہی یون پھنسے کہ جیسے دام مین جانور کو صیاد پھنساتا ہی جنکے تونے نام لیے ان سب مین بران صاحب لیاقت ہی لیکن بابدولت کے سامنے کیا حقیقت ہی اگر کوکب روشنضمیر بابدولت کے مقابلہ مین آئے تو ایک دم مین بھاگ جائے مین اُسکی کیا حقیقت جانتا ہون وہ چھوکری کیا ہی ایک اشارہ اُسکے واسطے کافی ہی یہ باتین کرتا ہوا افراسیاب جادو کو ساتھ لیکر ایک صحراے سبزہ زار مین وہ سبز قدم آیا کوس بھر کے گرد مین ایک حصار کیا کھڑا ہو کر سحر پڑھنے لگا ایک غبار بلند ہوا ابر تیرہ و تار چھا گیا برقین تڑپ کے اُس مقام پر گرنے لگین افراسیاب جادو کا ہاتھ تھام لیا ایک گوشہ مین ٹھہرایا کہا اب تماشا دیکھو باغی آتے ہی سزا پائین دام موج رگ گل مین گرفتار ہو جائین ایک ایک نخل انکے واسطے اژدہا جانگزا اس باغ کی بہار ہی ایک ایک پھول آنکھین نکالے گا رنگ گل شرارۂ آتش بنجائیگا ہوا پیان کی تیر دلدوز ہر چمن آتش پر سوز یہ کہکر افراسیاب جادو کو لیکر ایک کنارے بیٹھا انتظار آمد ملکہ بران مین مصروف یہان تو خضران سبزہ پوش صحرا نشین نے یہ دام مکر پھیلایا یعنی باغ سحر بنایا لیکن ملکہ بران شمشیرزن و باغبان صف شکن و بہار رنگین غدار وغیرہ تخت پر چلی تھین صحرا ہاے خارستان ہاے چشمۂ آب روان ان منزلون مین نایاب کانٹون کے جنگل اس منزل پرخار کے مسافر مضمحل راہ خطرناک جادہ منزل آتشناک ہوائین مختلف فصل گرمی کی دھوپ پڑ رہی ہی چہرے کمہلا گئے ہر ایک کو یہی خواہش ہی کہ کوئی مقام فرحت افزا ملے چند ساعت وہان ٹھہرین دل کو تسکین دین ناگاہ دور سے ایک باغ پر بہار پر نگاہ پڑی سرسبز و شاداب ہر چمن نایاب بار اشمار سے شاخین جھوم رہی ہین طائر زمزمہ سرا گلشن فرح افزا نظم

کسی تختے مین لالۂ داغدار
کسی جا گل اشرفی کی بہار
کسی جا پہ جوہی کہین کیتکی
کسی جا پہ بیلا کہین سیوتی
کسی جا پہ نرگس کے گل ہوشیار
کسی جا پہ صد برگ کی وہ بہار
کہین جعفری اور شبو کہین
شگوفے کی اور چنبیلی کی بو کہین
کسی جا پہ سوسن کہین ٹہ سے بیل
ہراک نال مین شان قدرت کے کھیل
کسی جا پہ باہم انار و بہی
کسی جا مقابل تھے سرو سہی
مسلسل وہ سنبل کا عالم جدا
کہ مصداق ہی زلف محبوب کا
روش ٹھریان صاف آئینہ دار
کٹہرا سیہ منقش ہے تار تار
نہی اس صفائی سے چوپڑ کی نہر
کہ دیکھے سے آئے جوانی کی لہر
کھڑے اسپہ پانی پہ بین قرقرے
بط و مرغ کی صورت لبون سے پرے
اُگا تھا لب جو ہراک سرو یون
کھڑے خضر جیسے آب حیوان پہ یون
مگر دیکھے سے اُسکے بے ساختہ
کرین چہچہے قمری و فاختہ
کہین بگلے بیٹھے کہین اڑتے مور
چمن مین کہین دوڑتے ہین چکور
لگے ہین ہراک جا جو بھونرے وصد
وہان مانتین ہین لگائی جنگیہ
چمن مین کوئی پھول چنتی پھرے
کوئی کوک کوئل کی سنتی پھرے
مصاحب کی انمین کوئی خواص
مگر اپنے عالم مین سب خاص خاص
ہراک رنگ کی پہنے پوشاک وہ
جگت رنگ چالاک بیباک وہ

ہمہ جا کنیزان زرین لباس بصد جوش و خروش اُس باغ جنت نظیر مین پھر رہی ہین ایک نازنین گل کی افسر تاج بے بہا سر پر حسن مین

رشکِ شمش و قمر دریاے جواہر مین غوطہ زن گلعذار گلپیرہن جواہر نگار کرسی پر لصدزیب و زینت گلشن بیخزان نگران گرد مصاحبان عالیشان ملکہ بہار نے جو یہ تماشا دیکھا ایسا باغ پرفضا نظر آیا گھبرا کر کہا لو صاحبو بانی بناے باغ عالم نے اپنا فضل شریک حال کیا غنچۂ آرزو کھلا چلو اس باغ مین چل کر دم لین آب صاف و شفاف بھی موجود ہی سب طرح کا سامان عیش و عشرت مہیا ہی اسکی قدرت کا تماشا ہی باغبان قدرت وغیرہ تو گھبرائے ہوے راہ دور و دراز کو طی کر کے آئے تھے پیاس کی شدت دھوپ کی حدت آنکھون مین دم انتشار کا عالم سب نے کہا بہتر مگر مجلس جادو سب مین کمسن بلائے روزگار ہی اسنے سر جھکا لیا کہا اے ملکہ عالم یہ باغ نیا معلوم ہوتا ہی جب ادھر آئے تھے اِس باغ پر بہار کو نہ دیکھا تھا یا تو نو تعمیر ہی یا ہمارے آپ کے پھنسانے کی تدبیر ہی ملکہ بران نے غصہ مین کہا اے چھوکری تو کیون بولتی ہی تجھے کیا دخل ہی ملکہ بہار اس ملک کی واقف کار باغبان قدرت طلسم کے رازدار کیا ہمارے یہ سب لوگ دشمن ہین کہ ہمکو بلا مین پھنسا دینگے یہ ہمارے دل کو کبھی یقین نہین ہی باغبان نے کہا اگر باغ نیا یا پرانا ہوگا تو ہمارا کیا کر سکتا ہی چند عورتین یہان موجود ہین انکے بھی کان پکڑ کے اپنے ساتھ لیتے چلین گے اور ہمارا یہ کیا کر سکتی ہین باغبان نے جو اسطرح کہا اور زیادہ سبکو اطمینان ہوا جب تخت ان سبھون کا اُڑتا ہوا قریب دیوار باغ پہونچا وہ نازنین تاجدار کرسی سے براے تعظیم اٹھی ملکہ بہار و ملکہ بران شمشیرزن کو جھک کے سلام کیا دست بستہ عرض کی اے ملکہ عالم آئیے تشریف لا کے کنیز کو سرفراز فرمائیے ہمتو عرصہ دراز سے حضور کی قدمبوسی کے مشتاق ہین یہ بھی اتفاق ہی کہ آپ نے ادھر قدم رنجہ فرمایا کنیز قدیم کو آپ نہین پہچانتی ہین گل اندام میرا نام ہی عرصہ دراز سے میرا قصد تھا کہ خدمت مین حاضر ہون مگر آج اختر اقبال چمکا کہ حضور کا جمال آفتاب مثال نظر آیا اسطرح خوشامد سے جو اُس نازنین مہ جبین نے کہا یارھون سردار تخت سے اُترے اُس نازنین نے بڑھکر ملکہ بہار کے قدمون کو بوسہ دیا کنیزون کو حکم ہوا جلد بارہ دری آراستہ کرو سامان عیش و نشاط مہیا ہوا استقبال کر کے سب کو لے چلی ناز کرتی ہوئی کہ آج میرے واسطے روز سعید ہی ملکہ بہار نے سرفراز فرمایا اسطرح پر استقبال کر کے پھول لٹاتی ہوئی مسکراتی ہوئی کنیزون پر تاکید کی گلدستہ ہاے گل تیار کرو ملکہ بہار کے واسطے بدھیان طرہ یہ کہ زیور گل بھی اسوقت تیار نہین ہی کنیزین بھی خوشی مین عرض کرتی ہین لونڈیان ابھی حاضر کرینگی گلدستہ ہاے گل تیار ہین اس سامان سے بڑی عظم و شان سے نازنین گل اندام ملکہ بہار وغیرہ کو لیکر بارہ دری مین آئی مسندین آراستہ کر دین ملکہ بران و بہار وغیرہ کو بٹھلایا دست بستہ ہو کر عرض کی کہ جو کچھ حچہ آتش اس کنیز کو میسر ہی حاضر کرون باغبان نے کہا اے گل اندام یہ باغ تمھارے بزرگون کے وقت کا ہی یا افراسیاب نے بنوا کر مرحمت فرمایا گل اندام نے عرض کی حضور یہ باغ نو تعمیر ہی خاک

یہان کی اکسیر پھولون مین یہان کے تارون کی تنویر گل مہتاب رشک ماہ منیر ہو گل شہنشاہ نے حکم دیا
تھا ای گل اندام پر سر لشکر خدا پرستان لشکر کشی کر و حضور مین نے جو آپ لوگون کا نام سنا دل مین خود بخود
محبت پیدا ہوئی نام پر دین اسلام کے شیدا ہوئی ہر روز قصد کرتی تھی کہ خدمت فیضدرجت مین جاؤن
مگر آب و دانہ نے نہ چاہا اب حضور کے ہمراہ چلونگی مدت سے مطیع اسلام ہو چکی ہون یہ جو سردارون نے
سنا ملکہ بہار پھول کی خوشی مین آکر حکم دیا کہ میوہ خشک و تر حاضر ہو دو دو جام شراب کے بھی سب نے پیے
جام پیکر آنکھون مین نشہ آیا جام شراب پینے کا یہ مآل ہوا آفتاب عقل کو زوال ہوا چہرون پر اُداسی
چھائی خود بخود طبیعت گھبرائی **باغبان** نے گھبرا کر طرف ملکہ بہار کے دیکھا ملکہ بہار نے اشارہ کیا
باغبان کا رنگ دگرگون ہے خدا خیر کرے **مجلس** جادو نے کہا ہم پہلے ہی کہتے تھے ہمارا کہنا نہ مانا اس
گل اندام نے دام زلف مسلسل مین پھنسایا یاد تو کیجیے سحر فراموش ملکہ عنبران نے اشارہ کیا چھوکری سچ
کہتی ہو ای **باغبان** یہان آکر کس بلا مین پھنسے اگر ہو سکے نکل چلو یہ جو آپس مین اشارے کنائے ہوئے
گل اندام قہقہہ مار کر ہنسی کہا ای دشمنان شہنشاہ طلسم ہوشربا وای گرفتاران مجلس رنج و بلا اب اس
باغ عبرت خیز سے نکلنا دشوار کدو کا دش بیکار مصرعہ چون قضا آید طبیب ابلہ شود **باغبان** ایسا
بختہ مغربی بران آتشی کا مل بی مخمور و بہار ایسی زبردست یکا یک یون پست ہون اقبال شہنشاہی
دشمنون کی تباہی شہنشاہ بھی اب آتے ہین آپ سب صاحبون کی دعوت کرینگے سب سامان مہیا ہے
افراسیاب کا قول ہے مخمور و بہار میری منظور نظر ہین اُنکی ظلم و بدعت کے ہم خوگر ہین آپ کو بھی مناسب
ہے کہ شہنشاہ سے عذر کرین خطا معاف کرا دونگی ان باتون کا گل اندام کی کون جواب دے آپس مین اشارے
کنائے ہو رہے ہین اپنی زندگی سے بیزار موت کے امیدوار بخوبی آگاہ ہو چکے ہین کہ سحر فراموش ہوا اقبال ہم سے
روپوش ہوا جلاد کا سامنا دیکھین تقدیر کیا دکھائے اُٹھنے کا قصد کرتے ہین دل بیٹھا جاتا ہے طائر ہوش پران
زلف عنبرین سراسر پریشان اس حال زار مین سب بیٹھے ہین گل اندام ہنس رہی ہے جو کنیزین خدمتگزاری
مین مصروف تھین وہ مضحکہ کرتی ہین کہ سب کو دار پہ کھینچین گے ایک کہتی ہے کہ ہمارے استاد خضران سبز پوش کا
سحر ہے دوہی جام پیے شیشۂ دل شراب عقل سے خالی ہوے اب گویا نشہ کا اُتار ہے جام شراب مرگ کا خمار ہے
ملکہ بہار حیران ہر سمت دیکھتی ہے کبھی مخمور سے اشارہ کیا اری کمبخت سحر یاد کر کسی طرح سے نکل چلین مخمور کا
اشارہ ہے کہ ای بہار بڑی خرابی ہوئی مین بھی سحر بھولی تمھاری حماقت پر بھولی یہ نجانتی تھی کہ تم یہان کے
حال سے ناواقف ہو ورنہ پہلے ہی تدبیر ہوتی اب سحر اسکا رگ و ریشہ مین تاثیر کر چکا اب رہائی ناممکن یہ
کلام ابھی تمام نہونے پایا تھا کہ سامنے سے دیکھا **افراسیاب** جادو تیغہ کاندھے پر رکھے ہوے ابرو پر بل

اکڑتا ہوا ظاہر ہوا ایک جانب خضران سبز پوش صحرانشین چلاکے کہتا ہوا کیون افراسیاب جادو ہمارے سحر نایاب کی تر و تازگی دیکھی کیا باغ بنایا بڑا لطف یہ ہو کہ ملکہ بہار کو پھنسایا باغبان کو دیوانہ بنایا بی بران سرکشی بھولین بکھیے اپنے ہوش سے باہر ہین بی مخلس کیسی خاموش بیٹھی ہین ابھی سحر یاد آئے تو تڑپکے ہم پر آپڑین مگر کیا کرسکتی ہین افراسیاب جادو نے خضران سبز پوش صحرانشین کو ان باتون کا جواب نہ دیا مخمور و بہار کو دیکھکر گھبرایا یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا آگے بڑھا اشعار

بلبل سے کرتی کب ہے عروس چمن حجاب
کب تک رہیگا او بت پیمان شکن حجاب
ہر بزم مین نثار ہین پروانے شمع پر
پھیری ہین ہر بشر کے لیے بانکپن حجاب
نافہ نہین یہ پردہ غیرت ہے ادیری
ہوتی اگر نہ چادر چرخ کہن حجاب
دیکھ آنکھ اٹھا کے یار کہ عالم شکار ہو
ہمسے ہے کسلیے تجھے اے گلبدن حجاب
حسن برہنگی کے مزے اٹھاتے ترے مزے
عاشق کے واسطے نہین کچھ انجمن حجاب
دنیا کا ترک بعد فنا بھی نہین حصول
رکھتا ہے تیری زلف سے مشک ختن حجاب
برسون ہوئے کہ عاشق خدمت گزار ہون
کسکا تجھے ہے ظالم ناوک فگن حجاب
کرنے لگی خزان سے بہار چمن حجاب
افسوس خرم باعث تسخیر ہو چکا
ہوتا نہ روح کو جو لباس بدن حجاب
کج بازیون کے لطف جوانی مین جب نہین
اس شرم سے ہے لاش پہ شر کفن حجاب
بے پردہ دیکھتے ترے نور جمال کو
مجھ سے بچا ہے تجھے اے سیمتن حجاب
آخر کدورت آ ہی گئی اتحاد مین

یہ اشعار جو افراسیاب جادو نے پڑھے ملکہ بہار و مخمور کو بہت ناگوار ہوا سر جھکا کر کہا او بیحیا کیا بیہودہ بکتا ہے اگر قضا ہماری آچکی ہے کون بچانیوالا ہے اور اگر ایام حیات باقی ہین کون قتل کرسکتا ہے دیکھا تو نے خواجہ نے اسعد نامدار کو گنبد نور سے کیونکر رہا کرلیا تو کیا کرسکا انشاء اللہ اب لوح لیکر آئینگے حال کھلجائیگا ہمارے مرنے اور قتل ہونے سے طلسم کشا کا کیا بگڑتا ہے اس طرح کے کلمات سخت سرداروں نے جواب مین کہے شہنشاہ تو سر جھکاکر خاموش ہوئے مگر خضران سبز پوش غصہ مین کانپتا ہوا آگے بڑھا کہا اے بہار و باغبان و اے ملکہ بران تم سب میرے گنہگار ہو مین اپنے طور پر قتل کردونگا تابکوہ عقیق اڑتا ہوا جاؤنگا حمزہ کو بھی گرفتار کرکے لاؤنگا اب تو باغبان کو تاب نہ آئی کہا او مرد صحرائی کیا بیہودہ بکتا ہے مکر کرکے ہمکو سحر بھلا دیے اب کیا ناز کرتا ہے اگر سحر یاد آجائے تو تجھکو مزا چکھائین اب تیرے بس مین ہین جو ہوسکے وہ کر زبان سے کیون کہتا ہے انشاء اللہ بدلہ اسکا ہوجائیگا خضران سبز پوش صحرائی یہ کلمات سنکر بہت جھلایا ابر جو سر پر سایہ فگن تھا اسکی جانب دیکھکر اشارہ کیا وہ ابر سیاہ برسنے لگا تمام باغ آتش بار صحن چمن تیرہ و تار ہوا ملکہ بہار و باغبان وغیرہ چھپ گئے بعد عرصہ دراز کے افراسیاب جادو نے دیکھا ملکہ بہار عندلیب خوش نوا کی صورت بنگئی باغبان ایک عقاب بلند پرواز ملکہ بران شمشیر زن بصورت طوطی زرین بال اسی طرح سب سوار بصورت ہمائے غیر بکر بنگئے اڑکر اسی جگہ

کے سر پر سایہ فگن ہوئے باغ وغیرہ تمام معدوم خضران سبز پوش نے افراسیاب سے کہا اب میں ان سبکو بیجا کر
ایک صحرائے ہولناک میں قتل کر دونگا وہان سے طرف کوہ عقیق کے سفر ہو تو جا کر لشکر مہرخ کی فکر کرنا ان سبکو گرفتار
کر کے ایک ہی دن میں خاتمہ کیا جائے افراسیاب نے کہا استاد جسطرح آپنے ارشاد فرمایا اُسی طور سے انتظام ہوگا میں ابھی جا کر
ایک ساحر ایسا زبردست بلاتا ہوں کہ مسلمانوں کو بذلت قتل کرے طلسم استاد و شاگرد میں خوب صلاحیں ہوئیں
خضران نے سرداران مذکور کو جو بشکل قمری وعندلیب و خر و قفنوس و عقاب و طوطی زرین بال تھے اسی برہت
مخفی کر لیا زیر ابر اور ہزار ہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہیں یہ طائر بیکس دبے پر ٹھنڈی سانسیں بھرتے ہیں
جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی مصیبت کا مارا اپنے حال زار پر روتا ہے خضران تو اسیطرح سیر و شکار
کرتا ہوا تخت پر سوار بشکل طائران مقیدان سحر و دیگر طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے عیش و عشرت میں مشغول
غم دین و دنیا فراموش ایک جانب روانہ ہوا افراسیاب جادو خوشی خوشی طرف لشکر حیرت کے چلا

دو کلمہ داستان لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم کے بیان ہوتے ہیں اشعار

یاس ہوکر کچھ دنوں ہم چشم بسمل میں ہے
جو ہمارے منھ سے نکلے سب بے دلیلیں ہے
اسکو نیند آئی نہ اپنی آنکھ جھپکی یکدم
تا سحر ہم انتظار عہد باطل میں رہے
خنجر قاتل کی ایذا میں اجل کی سختیاں
وہ مسافر تھے کبھی آکر نہ منزل میں رہے
تھی بیجا حجت بے سود تقریر فضول
داغ ہوکر ہم کنار ماہ کامل میں ہے
خشم ناصح طعنۂ احباب تکلیف فراق
اشک جو ٹپکے رہے امان ساحل میں ہے
اُسکے گانے کے تھے ہم مشتاق بر سوتے نسیم

داغ جگر بدتوں داماں قاتل میں ہے
خاطر گل عاشقوں کو تھی جو منظور مزاج
ذکر ہوکر رات بھر ارباب محفل میں ہے
کثرت تکلیف سے ہم آب نالے ہو گئے
روح بسمل کی طرح ہر وقت مشکل میں ہے
خوب ہی سوجھی ہوا اچھا آفرین ہمکو ہو
جوش گریہ کے فراخ مرد جاہل میں ہے
نام آزادی زبان پر آگیا تھا اسلیے
زندگی جبتک رہی کیا کیا قلق دل میں ہے
نقش کی امید نے نقشہ دگرگون کر دیا
اسلیے شب بھر رقیبوں کی بھی محفل میں ہے

اُسنے شکوے طعنے بے سود اقرار دروغ
بے اثر ہوکر اثر شور عنادل میں رہے
سادہ لوحی دیکھنا وعدہ جو ظالم نے کیا
لب پر آئے یا کبھی بیمار کے دل میں رہے
اشک ناطاقت کی صورت ہر قدم پر گر پڑے
ہم خیال یار بنکر یار کے دل میں رہے
تیرہ بختی نے کبھی دکھلایا ہمیں آخر فروغ
یا تو ان میرے عدو قید سلاسل میں ہے
دیدۂ گریاں کی عزت کسقدر دریا نے کی
تا فراق روح دشمن ہم فکر عاجل میں ہے

افراسیاب جادو خضران سبز پوش سے رخصت ہوکر خوشی خوشی تخت پر سوار ہوا طرف لشکر حیرت جادو کے چلا یہاں ملکہ حیرت
جادو مقابلہ میں لشکر ملکہ مہرخ کے فروکش ہے مگر ہر وقت یہی خیال ہے کہ ای حیرت جادو کچھ کیفیت خواجہ عمرو
و اسد نہ معلوم ہوئی یقین ہے ساربان زادہ تا بہ طلسم صندل پہونچ گیا ہو یقین ہے نامہ ضرور آئے
وہان ملکہ مہرخ نے چالاک سے کہا کہ ای سر ہنگ کمر دار ہمارے برائے مدد اسد نامدار و خواجہ عمرو

گئے ہین کچھ احوال دریافت نہوا لشکر حیرت جادو سے جاکر دریافت کیجیے اپنے جان نثارون کی خبر
لیجیے چالاک بہ شکل خدمتگار بارگاہ ملکہ حیرت مین آیا نگاہ پڑی جمال جہان آرائے حیرت جادو پر کہ
تخت سلطنت پر جلوہ فرما بصد ناز و ادا و اگرد کنیزین بیچ مین یہ ماہ تابان بصد عظم و شان چالاک
چونکہ عاشق صادق ہی گلچینی گلشن جمال محبوب مین مصروف ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی
شہنشاہ تشریف لاتے ہین حیرت جادو واسطے استقبال کے اُٹھی افراسیاب کا تخت آکر اُترا حیرت
جادو نے سلام کیا افراسیاب نے خوشی مین کہا ملکہ مبارک ہو دشمنون کا کام تمام کیا حیرت نے کہا
مفصل ارشاد فرمائیے افراسیاب نے کہا دریافت ہو جائیگا بی مہرخ نے بڑا دام مکر پھیلایا ہی لشکر مین بہار
جادو و باغبان و رعد و برق لامع و محمور نہین ہین مگر کیا انتظام ہی کہ آج تک کسی پر ثابت نہوا
بایدولت نے جاکر اُن سبکو مار ڈالا اُنکی بھی فکر کرتا ہون حیرت نے ہرچند پوچھا کہ شہنشاہ کہان گرفتار کیا
کس مقام پر قتل ہوئے افراسیاب نے کچھ نہ تبلایا ایک پرچہ لکھکر ہوا پر اُڑا دیا تھوڑا عرصہ نہ گذرا
تھا کہ ایک ساحر آسمان سے ظاہر ہوا سامنے افراسیاب کے اُترا ہاتھ باندھ کے عرض کی کیا ارشاد
ہوتا ہی افراسیاب نے کہا ای سیلان جادو ملکہ مہرخ کو مع لشکر ڈبو ڈبو کے ہلاک کر ان مقامات
پر سامری و جمشید نے اسی دن کے واسطے قصور بلند و مرتفع تیار کرائے تھے کہ دشمن ہمارے اسمین ہین اور
دوست جفا سہین خبردار عرصہ نہ کرنا سیلان نے عرض کی غلام جاتے ہی اس جوش و خروش مین سحر کریگا
کہ ایک بچ کر نہ نکلنے پائے جہاز حیات مسلمانان غرق ہو جائے افراسیاب نے کہا ای سیلان جادو
بایدولت سامنے آکر تمھاری جانبازی و بہادری ملاحظہ فرمائینگے یہ سنکر سیلان جادو نے دونون
پانون زمین پر مارے غرق ہو کر غائب ہوا افراسیاب جادو تماشا دیکھنے چلا چالاک یہ خبر
وحشت اثر لیکر بھاگا سامنے ملکہ مہرخ کے آیا عرض کی ای ملکہ عالم ہوشیار ہو جاؤ لشکر افراسیاب آتا
ہی ملکہ مہرخ گھبرا کر اُٹھین جبتک باہر آئین لشکر مین تلاطم برپا ہوا ظاہر ہوتا تھا طوفان اُٹھا باہر نکل کر
دیکھا پانی کا جوش و خروش دریا موج مارتا ہوا چلا آتا ہی صدہا خیمے بارگاہین ڈوبین خیمے سے مثل
حباب بہتے پھرتے ہین ملکہ مہرخ نے سحر کرنا شروع کیا لیکن دریا مین کمی نہین دمبدم دریائے قہار کی
طغیانی ملکہ مہرخ موے کا کلکشا و ملکہ ہلال سحر افگن و خورشید زرین سحر و لرزان و زلزلہ وغیرہ
جانبازی مین مصروف ہین لیکن موجہ دریا کم نہین ہوتا اُسوقت اہل اسلام مین صدائے فریاد بلند ہر کہ
و مہ دردمند یہ جو سرداران زبردست ہین سحر کرکے اپنے کو بچاتے ہین فوج والے بیدست و پا ڈوبے جاتے
ہین مالک بحر و بر کو پکار رہے ہین نا خدائے عالم سے فریاد سیلان کنارے پر کھڑا ہوا ہی کبھی ملکہ مہرخ کو

آواز دیتا ہوا ای مہرخ دیکھو سامنے شہنشاہ لڑائی کو ملاحظہ فرما رہے ہین چلو تمھاری خطا معاف
کرا دون تمھارے ساتھ والے بھی غرق محیط بلا ہوے سرکشی کرنے والے کیا ہوئے اب تسائل مین خرابی
ہی اب مین تامل نکرو نگاہ اب کی سحر مین غرق دریاے فنا ہو جاؤ گی اُس سحر جانگداز سے مہلت نپاؤ گی مہرخ
نے جواب دیا او ملعون تیری کیا طاقت ہی افراسیاب کی کیا لیاقت ہی جو ہمکو قتل کر سکے وہ جو راہ
مین ہین اُنکا بھی پروردگار نگہبان ہی یہان بھی اُسی کا احسان ہی ایسے جواب سُنکر سیلان جادو
بجوش غضب مین سحر کرکے دریا کو زور دیتا ہی حقیقت مین ہزار ہا بندگان خدا ڈوبے کوئی چارہ نہین ہو
اسوقت ملکہ مہرخ کو عالم یاس چہرہ اُداس اپنے بے نیاز کارساز سے مصروف دعا سرداران خاص سے
حکم ہی جہان تک ہو سکے لشکر کو بچاؤ اپنر کوئی زوال نہ آنے پاے وہ جواب دیتے ہین ملکہ عالم ہمارا سحر
جواب دیتا ہی ساتھ والے ہزار ہا ڈوبے اگر چند کس بچے تو بیکار مرگ انبوہ جشنے دارد بھائی کا داغ بھائی
نہ دیکھے بڑی مشکل ہی یہ صدمہ دل سے نہ اُٹھے گا دیکھین آج کیا انجام ہوتا ہی افراسیاب کو بڑا
غصہ ہی بہار و باغبان وغیرہ کو کسی آفت مین پھنسا کے آیا ہی بہت بلبلا رہا ہی سیلان جادو ملعون
زورون پر چڑھا ہی اطاعت کا خواہان ہی یہان جان جائیگی لیکن اب حرف اطاعت کجا کیا منہ لیکر
مسیحا کے سامنے جائین رومال سے ہاتھ باندھین دستگیر عالم مددگار ہی لشکر مہرخ مین عجب تلاطم ہوش سرداران
کے گم موت کا سامنا دریاے سحر جوش پر قریب تھا کہ لشکر مہرخ اُس دریاے پُر بلا مین غرق ہو کہ آسمان سے
لکہ ابر گلنار رسیدا ہوا افراسیاب حیرت جادو سے باتون مین مصروف ہی کہ وہ لکہ ابر گلنار قریب آیا
لشکر اسلام پر پہونچ کے محیط ہوا ابر سے شعلے گرنے لگے دیکھا سب نے دریا خشک ہونے لگا کچھ پانی زمین مین
جذب ہو کر غائب ہوتا ہی کچھ کنارے غار ظاہر ہوے اُسمین پانی جاکر چھپتا ہی ابر گلنار کو دیکھکر دریاے
تہار ر روپوش سیلان جادو کو سحر فراموش تہی جو مہلت لشکر اسلام نے پائی سحر کرتے ہوے دوڑے سیلان جادو
گھبرایا یہ کیا ماجرا ہی ابر کیسا آکر محیط ہوا ابر سے شعلہ ہاے آتش کا تار بندھا ہوا ہی ہر مرتبہ شعلے گرنے مین دریا
مین کمی میرے سحر مین برہمی ہو رہی ہی یکایک ابر پھٹا اُسمین سے سب نے دیکھا بھتیجی کوکب روشن ضمیر کی ملکہ
اختر بن سہیلان فیل زور شمشیر زن طاؤس زرین بال پر سوار سحر کرتی ہوئی ظاہر ہوئی وہین سے نعرہ کیا
او سیلان جادو بہتری اسی مین ہی کہ اطاعت دین اسلام کر تونے غضب کیا بہت سے مسلمانون کو مارا سب کا
خون تیری گردن پر ہی ملکہ اختر کو دیکھکر سیلان جل گیا کہا او چھوکری تجکو بھی یہ دن نصیب ہوا ہم لوگ
ارکین طلسم ہوش رُبا صاحبان مہر و وفا جرأت و شوکت مین یکتا ہین اختر نے آواز دی کیا بیہودہ بکتا ہی
گڑے ہوے مُردے نہ اُکھیڑ کچھ کمال دکھلا سیلان جادو نے بڑھکر سحر کیا ملکہ اختر پر بھی شعلہ ہاے آتش

گرے اُس آفتاب عالمتاب آسمان افسونگری نے ہنسکر شعلون کو بجھایا اب غصہ آیا ابروؤن پر بل پڑا
نیمچہ ہلالی کمر سے کھینچا سیلان جادو پر جا پڑی مثل رعد گرجی بصورت برق چمکی وہ سحر کیے سیلان پر برس
پڑی نیمچہ چمکا کے آواز دی او سیلان جادو یہ حربہ اخیر ہی تیرے بھگانے کو دلم جوہر شمشیرہا سیلان جادو نے
بہت سحر کیے اختر نے سب دفع کر دیے قریب پہونچ کے نیمچہ ہلالی کا ہاتھ مارا اُسنے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا نیمچہ
سحر اختر چمک کے گرا خرمن حیات سیلان جلادیا ناری کو خاک مین ملا دیا اندھیرا چھا گیا سنگ باری برف
باری ہونے لگی پلٹ کے افراسیاب نے دیکھا کہ ملکہ اختر نے سیلان کو ٹھنڈا کیا واصل جہنم ہوا غصہ مین خود اُٹھا
اتنے عرصہ مین آواز آئی کشتی مرا نام من سیلان جادو بود افراسیاب نے نعرہ کیا اختر سامنے سے بھاگی
افراسیاب نے پیچھا کیا جب افراسیاب قریب پہونچتا ہی ملکہ اختر افراسیاب پر سحر کرتی ہی آپ ہی
بھاگتی ہی افراسیاب اُسکو دفع کرکے پھر دوڑ پڑتا ہی اختر کو جب کچھ نہین بن پڑتا ہی زیور سے سحر کر رہی ہی
یعنی بجلی اُتار کر کھینچ ماری افراسیاب پر برق گری یہ بیچا ایسے شعبدون کو کب مانتا ہی پھر آکے تڑپتا ہی
اختر جادو بھاگتی ہوئی افتان و خیزان جاتی ہی لیکن افراسیاب تعاقب نہین چھوڑتا دو کوس تک اختر
بھاگی افراسیاب ساتھ ساتھ آیا ایک مقام پر اختر نے سب اسباب سحر بھی افراسیاب پر پھینک مارا
تلوار خنجر شعلہ ہائے آتش افراسیاب پر گرے اختر نے چاہا نکلجاؤن کہ پشت پر سے ایک ساحر پیدا ہوا
افراسیاب کے مُنھ سے بے اختیار نکلگیا کہ اے محفوظ جادو اس گیسو بریدہ کو لینا بڑے ساحر کو اُسنے مارا ہی
نابدولت کو صدمہ عظیم پہونچایا جب ملکہ اختر پلٹی اُس ملعون نے دام جمشیدی ملکہ اختر پر مارا غفلت مین یہ
پھنسی چاہا کہ تڑپ کر جال کو توڑون دام سے اُس بیچا کے نکلجاؤن مگر اُسنے ڈبیا خاک قبر جمشیدی کی نکالی وہ
خاک اُڑادی غبار الم قلب پر چھایا اُس نیر سپہر حسن و جمال کو غش آیا محفوظ نے فوراً ملکہ اختر کو بیچ قفس
مین بند کر لیا اُس ماہ تابان و مہر درخشان کو بہ مصیبت لکرسے اُس بیچا نے گرفتار کیا افراسیاب نے کہا اے محفوظ
جادو اُستاد ہمارے خضران سبز پوش صحرا نشین گنہگارون کو لیے ہوئے فلان صحرا مین خرکش ہین یہ قید
جا کر اُنکے حوالے کر دے وہ سمجھ کر قتل کرینگے یہ کہکے افراسیاب پلٹا کہ حیرت کو جا کر مطمئن کرون مہرخ وغیرہ
نے سحر سیلان کے وہ صدمے اُٹھائے تھے کہ آبرو بچانا دشوار تھی جب اختر جادو نے آکر سیلان جادو کو مارا
اور افراسیاب نے تعاقب اختر کا کیا ملکہ مہرخ نے مہلت پائی سرداران زخمدار کو لیکر بارگاہ مین آئی ملحوظ
خاطر ناظرین ہو کہ زخمداری ان سب کی ہو رہی ہی افراسیاب جادو بارگاہ حیرت مین آیا یہ مژدہ فرحت آگین
سُنایا لو ملکہ مبارک ہو بدست محفوظ جادو اختر کو بھی مین نے خدمت مین اُستاد کے روانہ کر دیا حیرت
بہت خوش ہوئی برائے افراسیاب صحبت عیش آراستہ کی

دو کلمہ داستان حیرت بیان پرورد کا جہد رعنائی حاکم اقلیم زیبائی گرفتار قفس رنج ومحن یعنی ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور شمشیر زن بیان کیے جاتے ہیں اشعار

اپنی ہستی پر نہو کیونکر مثال سپار درد
باعث راحت مجھے ہی کہ ہی غمخوار درد
صبح سے تا شام نالہ شام سے تا صبح آہ
مٹ گیا ای جان زیبائے دلوار درد
صورت معشوق ہی اسکی جدائی ناگوار
دل میں کچھ پیدا کرے ہی عجب اشعار درد
عاشقوں کے حال کی معشوق کو پروا نہیں
کیا عجب پیدا کریں وہ اہیں ہر سے اشعار درد
کثرت تکلیف سے آتے ہیں نالے تا زبان
کسقدر رکھتا ہی شور بلبل گلزار درد
بات منھ سے کس طرح نکلے کہ عالم غیر ہی

جانتا ہی دشمن اپنا صاحب آزار درد
ایک جانب چارہ گر ہیں ایک جانب غیر دوست
کسقدر رکھتا ہی دل میں عاشق بیمار درد
ضعف سے طاقت نہیں زیادہ کیا باقی رہی
دوست رکھتا ہی نہایت زخم جسم زار درد
زخم دل چاک جگر سینہ سراسر داغدار
تجھکو کیا معلوم ہی رکھتے ہیں کیا بیمار درد
ہمنفس کیا پوچھتا ہی نالے میں کرتا ہوں
غیر ممکن ہی کہ ہووے کاوش آزار درد
کم نہیں ہی زخم سے ایذا کلام تلخ کی
آج رکھتا ہی نسیم اپنا دل افگار درد

وہ کبھی آجاتے ہیں گر تو پوچھنے کے واسطے
ہمکو دکھلاتا ہی کیا کیا گرمی بازار درد
صورت حرف غلط بیمار ہجران کا ترے
دل میں ہی میرے بشکل لذت بیکار درد
بے مصیبت دوستی کے عشق ہوتا نہیں
کیا کہے رکھتا ہی کیا کیا عاشق ناچار درد
نظم ہی کیفیت حال مصیبت خیز عشق
آج کی شب ہیر پہلو میں ہی بے دلدار درد
چاک کرتا ہی دم فریاد ہر گل پیرہن
کرتی ہی پیدا جگر میں بات کی تلوار درد

محفوظ جادو نے اس عندلیب گلشن حسن وجمال کو قفس آہنی میں بند کیا اور لے کر طرف خضران کے چلا متوجہ ہوا سے اختر کی آنکھ کھلی اپنے کو اس مصیبت میں مبتلا دیکھا ایک ساحر سیہ فام قفس میں بند کرکے لیجاتا ہی ملکہ اختر فرماتی ہیں منظم

ایک میری ہی نہ تھی واں چشم تر
ہیچو اشک از دیدہ پر خون چکید
اور ثریا عقد گوہر بار تھی
روتا تھا با دیدہ ہاے خونفشان
صبح صادق نے کیا سینہ کو شق

روتی تھی شبنم بھی میرے حال پر
چشم انجم سے گرے پڑتے تھے اشک
چشم پر خون اشک خون افشار تھی
اک تو اس غم سے دل شب تھا دو نیم
خون دل پینے لگا اپنا شفق

قطرۂ شبنم کہ از گردون چکید
جیون گہر افلاک سے جھڑتے تھے اشک
آستین رکھ منھ کے اوپر کہکشان
تپ آہ سرد بھرتی تھی نسیم
ملکہ اختر اپنی جان سے بیزار

اس سیہ رو نے اس ماہ عالم افروز کو بوقت شب گرفتار کیا تھا اب جو سحر ہوئی آفتاب جمال ملکہ اختر پر اس بیحیا کی نگاہ پڑی بیقرار ہوگیا ایک کوہ پر آکر ٹھہرا قفس سامنے رکھدیا آپ دست بستہ عرض کرنے لگا اے شہنشاہ ملک خوبی واے سرو باغ محبوبی اے ماہ آسمان حسن وجمال اے نیر تابان برج جاہ وجلال افراسیاب نے حکم دیا ہی کہ جاکر قتل کرو لیکن ٹوٹیں وہ ہاتھ جو تم پر بدعت اٹھیں پھوٹیں وہ آنکھیں جو تمکو بہ نگاہ قہر وغضب دیکھیں غلام اسواسطے اس مقام پر ٹھہر گیا میرے چمڑے کی جوتیاں بنا کر

پہنیے غلامی مین اپنی مجکو قبول کیجیے یہ کلمہ جو محفوظ جادو نے کہا ملکہ اختر صاحب شرم وحیا گوہر دریائے مہر ووفا پروردۂ مہد ناز ونعم تاجدار اقلیم جاہ وحشم تھر تھر کانپنے لگی آنکھون مین آنسو بھر آئے کلیجہ پر چھُری چلی خرمن ہوش وحواس پر بجلی گری بے اختیار زار زار مثل ابر بہار روئی ضبط کرکے کہا او بیحیا یہ کیا تونے جھک مارا بطور گنہگاران ہمکو گرفتار کیا ہی قتل کر ہمارے خون سے ہاتھ بھر ایسی بات کوئی صاحب لیاقت مُنھ سے نکالتا ہی ہر چند کہ بے بس ہون لیکن یہ تیری مجال نہین ہی کہ میرے دامن عصمت پر دست انداز ہو عمر نامدار شہنشاہ کوکب روشنضمیر بادشاہ طلسم نور افشان ہمشیرہ میری ملکہ بران شمشیرزن برادر بجان برابر صاحبقران چتر دار افسر شیر بیشۂ قہر وغضب شاہزادہ جمشید بن کوکب علاوہ ان سب کے مہتر مہتران دہتر بہتر سرہنگ فیصرنگار وافسر عیاران بساط بلاد نبی آدم مولانائے معظم ومکرم صاحب جاہ ووقار خواجہ عمرو نامدار کشندۂ ساحران باج ستانندہ ریش کا فران جسوقت سُنین گے کہ ہماری کنیز کو فلان شخص نے ستایا درپے آبرو ہوا الیقین تو یہی ہی کہ اگر وہ شخص آسمان پر ہوگا ہو انکو جائینگے اُسن بیحیا کو واقرنز دو زمین مین پھنسا ئینگے زندہ نہ بچیگا عنایت سے پروردگار کے طلسم کشانے بھی رہائی پائی برائے تلاش لوح تشریف لیگئے ہین وہ بھی ہمارے خون کے دعویدار ہین ہمارے افسر نامدار ہین بس او بیحیا خبردار اگر ایسا خیال کیا بہت پچھتائیگا اس طرح جو ملکہ اختر نے بہ قہر وغضب جواب دیا محفوظ جادو کی حقیقت کیا تھی خوف سے کانپنے لگا لیکن دل کو کیا کرے شیطان غالب دل تردد منزل وصل کا طالب ہین ہین کرنے لگا یہ جواب ناشائستہ دیا کہ ملکہ مین تو قربان ہون میری جان بچایے اور تو مجھ سے کیا ہو سکے ایک سحر مجکو آتا ہی عطر پر پڑھکے آپ کو سونگھا دونگا اُسکی بو دماغ تر دتازہ کریگی مثل میرے آپ کو بھی محبت ہوجائیگی اب ملکہ اختر گھبرائین محفوظ جادو کمر اپنی ٹٹولنے لگا اختر نے ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے اور پکاری اے بانی بنائے شمس وقمر اے مالک بحر وبر اے رزاق مطلق و اے کارساز برحق میری عصمت اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے بیقرار ہوکر جو ملکہ اختر تڑپی محفوظ جادو نے قصد کیا کہ مین دست اندازی کرون قفس سے نکالون اختر نے دیکھا اب ستارہ گردش مین آیا قفس مین سر ٹپکنے لگی مثل مرغ بسمل تڑپی ناگاہ آسمان پر ایک روشنی ہوئی تمام صحرا نمونہ وادی ایمن معلوم ہوتا تھا دن کو عالم شب مہتاب ظاہر ہوا طائرون کے چہچہے تدرو خوش رفتار کے قہقہے محفوظ بھی سر اُٹھاکے دیکھنے لگا کہ یہ کیسی روشنی ہوئی دیکھا کہ آفتاب جادو مرکب پرند پر سوار نعرے کرتا ہوا کہ او بیحیا خبردار منم آفتاب جادو وزیر اعظم شہنشاہ کوکب روشنضمیر محفوظ جادو نے جو آفتاب جادو کو آتے دیکھا اسباب سحر لے کر اُٹھا اور آفتاب جادو نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ ماہ فلک کوکب روشنضمیر یعنے ملکہ اختر خوش ہدیر پر دست انداز ہونے کا اُس بے حیا نے ارادہ کیا تھا آفتاب جادو کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا

تیغہ برق تاب بصد کہر و عتاب نیام سے کھینچ لیا اپنے کو زمین سے گرلیا غصہ مین کف منھ مین بھر آیا محفوظ
جادو نے ایک گولہ فولاد کا جھولی سے نکالا آفتاب جادو پر کھینچ مارا آفتاب نے آواز دی او بیحیا تیرا ابھی
اتنا دل گردہ ہوا کہ ہمپر گولا مارا یہ کہکر کچھ اشارہ کیا وہ گولہ اُلٹا بلٹا سینہ کی جانب کو اسکے آتا ہے مثل
شعلہ جوالہ سینہ پر پڑے خرمن حیات کو جلا دے گھبرا کے پکارا اٹھا مصرعہ اے روشنی طبع تو بر من بلا شدی
ہر چند اُسنے روکا مگر کچھ نہوا وہ گولہ فولادی سینہ پر آکر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا محفوظ کا لاشہ جلنے لگا
اپنی حفاظت نہ کرسکا سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من محفوظ جادو
بود تاریکی دفع ہوئی صحرا روشن ہوا آفتاب جادو نے بڑھکر قفس کھولا ملکہ اختر کو نکالا سوزن زبان سے
کھینچی پوچھا اے نور نظر یہ کیا حال ہوا اختر نے تمام کیفیت ظاہر کی آفتاب نے کہا مجکو شہنشاہ کو کب نے
آئینہ جمشیدی دیکر برائے مقابلہ خضران سبز پوش بھیجا ہے اُس بیحیا نے بُران وغیرہ کو گرفتار کیا مین تو
وہان جاتا ہون تم جاکر لشکر اسلام کی خبر لو اختر نے کہا بسم اللہ اے عم نامدار لشکر اسلام کا خاتمہ قریب تھا
سیلان اپنی آبرو ڈبو چکا تھا مین وقت پر پہونچی جاتے ہی اُس بیحیا کو واصل جہنم کیا لیکن اُس ملعون نے
مکر سے مجکو گرفتار کر لیا شکر ہے کہ پروردگار نے آپ کو عین وقت پر پہونچایا غرض آپس مین صلاح کرکے ملکہ
اختر نے اسباب سحر اپنی ذات پر آراستہ کیا آفتاب نے خانہ زین کو مثل خانہ آفتاب روشن کیا
آئینہ جمشیدی ہاتھ مین لیا تلاش خضران مین چلا اختر چمکتی ہوئی طرف لشکر مہرخ کے چلی

اول دو کلمہ داستان خضران سبز پوش صحرا نشین کے بیان ہوتے ہین نظم

جی مین آتا ہے دکھاؤن مستیان پیکر شراب
وقت ہے لدا مین ساقی مین پیو ملکر شراب
آرزو کیا پوچھتا ہے رند ساغر نوش کی
پی چکے محفل مین تیری و بری ہلکہ شراب
پھر سُنا ہے مژدہ آمد کسی مہنوش کا
آج دے ساقی مجھے سب مین بہتر شراب
بھول گیا ہے بخت آل طرب جلوہ ہے مین کباب
ساقی کوثر سے لینگے چلکے اک ساغر شراب

جلد لا ساقی ہے رنگ بادہ احمر شراب
ابر ہے استاہ ہوا گل بیچے ہے مین ملکہ تین
یہ تمنا ہے ہمین قاتل تہ خنجر شراب
بے تعلق ہو نہین سکتے تعلق آشنا
ڈھونڈھتا ہے آج پھر پیر اوام منظر شراب
اسطرف بھی آج بدل مہربانی چاہیے
گرمیان کرتی ہے ہمیں صورت بے پر شراب

دور رکھ شیشہ نظر سے سرنگون کر جام کو
آج کی شب ہو جدا منھ سے نہ اے دختر شراب
لے خدا حافظ چلے مسرور ہوکر اپنے گھر
غیر ممکن ہو رہے بے شیشہ و ساغر شراب
تو علد کہ دیر و ناکا کچھ پاس کرنا چاہیے
ساتھ غیرون کے تو ایجان پی چکے اکثر شراب
ہم بھی بیشک ہین غلامان علی ہین اے نسیم

خضران قیدیان سفور لیے ہوے ایک صحرا سبزہ بہار مین پہونچا
اب اس ملعون کا قصد ہوا کہ ان نازنینان ماہ جبین و مہ جبینان مہ تمکین کو قتل کرون چند کنیزین جو
ساتھ ہین انکو حکم دیا کہ دارین استادہ کرو علاحدہ ان کو بلاؤ کنیزون نے بڑھکے دستک دی کئی جلاد

صاحبان بیداد ملکہ ظلم وستم کے اُستاد فوراً آگر حاضر ہوئے وارین استاد ہوئین اب خضران نے سحر کیا ملکہ بہار وغیرہ بشکل انسان ظاہر ہوئین مگر رنگ رو متغیر گل سے چہرے کمہلائے ہوئے سب سے زیادہ ملکہ بران بیقرار اشکبار تصویر ملک الموت آنکھون کے سامنے جدائی کا ایرج نوجوان کے خیال ہجوم لشکر غم وملال مثل گنہگارون کے اُس صحرائے ہول خیز مین اُستاد خضران ملعون کی نئے طور کی بیداد بارہ دری مین بیٹھا ہی گرد چند کنیزین ایک ایک سے جناب بخطاب کرراہی کیون ای بہار اطاعت افراسیاب قبول کرو ورنہ سب کو قتل کرونگا کوئی جواب نہین دیتا مہر سکوت لب پر حیران وفشدہ بران کی آنکھون سے آنسو جاری یاد ایرج مین بیقرار ہوکر بے اختیار یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے اشعار

بھلا وہ کیا ہو مرے حال زار سے واقف
نہین ہی لشکر خزانی بہار سے واقف
فروغ حسن شب زلف سے کبھی ہی
جو آج تک نہین میرے غبار سے واقف
ہجوم کیف کی ہر دم ترقیان ہین مجھے
یہ آپ نہین تکلیف خمار سے واقف
نہین وہ ہون غنچہ وہ اس چمن مین نسیم

نہین ہو جو ستم روزگار سے واقف
نہین اُٹھائی ہی جسنے طپش جدائی کی
یہ دل ہی گردش لیل ونہار سے واقف
نہ جانتے تھے کہ تکلیف عشق مین ہوگی
وہ آنکھ ہون کہ نہین جو خمار سے واقف
ڈرو خدا سے کہ مند اسقدر نہین اچھا
کہ جو نہین کبھی لطف بہار سے واقف

وہ عندلیب ہون جسکی کٹی قفس مین انکھ
وہ کیا ہو میرے دل داغدار سے واقف
خیال گریہ نہین مرگ اسکو کیا ہوگا
نہین تھے ہم ستم انتظار سے واقف
خلش اٹھائی نہ نوک مژہ کی اشکون نے
نہین ہو جذب دل بیقرار سے واقف

خضران طرف بہار ومخمور کے متوجہ ہوا کہا ای ملکہ بہار شہنشاہ نے تمھارے مقدمہ مین ارشاد فرمایا ہی اگر تم توبہ کرو تو تمھاری خطا معاف کرا دون ای مخمور افراسیاب کو تیرا آنا گوارا ہی مین وعدہ کرتا ہون سلطنت طلسم ہوش ربا تمکو حاصل ہوگی انتظام کا تمکو اختیار ہی کوئی دخل نہ دیگا مین چلکر خطا معاف کرا دون مخمور وبہار نے جواب دیا او بیحیا ہمنے خطا کسکی کی ہی دین سامری پر ہم لعنت کرچکے تجکو اختیار ہی جو تجھ سے ہو سکے کوتاہی نہ کر خدا ہمارا ہی بزرگ ست جلادون کو اُسنے اشارہ کیا کہ اول شاخ حیات بہار قلم کرو آج ہی مخمور کا بھی نشہ اتریگا ای باغبان تو وزیر اعظم ہی مستوجب شہنشاہ کو سمجھا ناحق جان دیتی ہین باغبان نے کہا اوسبز قدم تو مسدم بنی ہی کہتا ہی جو تجھ سے ہو سکے دیر نکر ہم خود اپنی جان سے بیزار ہین پس خضران نے اول جلاد کو حکم دیا کہ بران کو قتل کر جلاد خنجر کھینچکر چلا بران نے سر تسلیم خم کر دیا باغبان نے بیقرار ہوکر دعا مانگی بہار ومخمور وغیرہ نے آمین کہی جلاد نے لپک کر ملکہ بران پر ہاتھ مارا خنجر سے جلاد کے برق چمکی جلاد کے سر پر پڑی سر کے دو ٹکڑے ہوئے خضران نے جو یہ حال دیکھا گھبرا گیا کہ جلاد کو کس نے قتل کیا اس حیرت مین تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ ہم آفتاب جادو ماہ آسمان طلسم نور افشان نیر تابان برج فلک نخوشان

صاحب عزت و توقیر وزیر اعظم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر خضران سبز پوش نے جو
آفتاب جادو کو دیکھا کہ چہرہ اس جوان کا غصہ سے سُرخ ہاتھ چمکاتا ہوا برقین گراتا ہوا اتنی
جلدی آیا کہ زبان ہلانا دشوار ہو گیا مگر خضران نے طائران سحر کو اپنے اشارہ کیا کئی ہزار طائران
زمزمہ سرا آفتاب جادو پر آپڑے چاہتے تھے کہ منقارون سے زرہ جسم کو پارہ پارہ کرین پنجون سے
بوٹیان نوچ ڈالین چند اسی طرح گرے لیکن آفتاب جادو نے آنکھین شہنشاہ کوکب کی دیکھی ہین
فوراً خنجر کمر سے نکالا طائرون کو دکھا کر زمین پر رکھ دیا طائرون نے بڑھ کر خنجر کی اپنے گلے رکھدیے
ہزارون ذبح ہو گئے کنیزین خضران کی آفتاب جادو پر سحر کرنے لگین انکو تو ایک ایک اشارہ
مین آفتاب جادو نے قتل کیا پکار کر آواز دی کہ تم کیون اپنی اپنی جانین دیتی ہو چلو خدمت مین
شہنشاہ نور افشان کی یہ کہکر آفتاب نے اپنا عکس ڈالا کنیزین مسخر ہوئین محبت کوکب کا دم بھرنے لگین
خضران سے منھ پھیرا اب خضران اور آفتاب جادو کا سامنا ہوا خضران نے باغ سحر بنا کر تیار
کیے آفتاب نے حدت دکھائی وہ دھوپ پڑی کہ نخل مرجھانے جوانان چمن کے دم لبون پر آگئے پھول کمھلائے
غنچون کی زبانون مین کانٹے پڑے نرگس کی آنکھین پتھرائین سنبل کو پیچ و تاب سوسن کی زبان مین لکنت
سرو بے پیر غم والم کے جلے ستاخون نے سر پٹیا پتے جلے جوانان چمن کا بیکار شباب سبزہ بے خورد خواب نظم

جلے سحر سے اسکے سارے شجر
ہوا آتش گل سے گلشن سقر
خزان کا ہی مورد ہی نقش باغ
اسی فن سے لالے کے ہی دل مین داغ

اُسیدن سے ہی خشک نرگس کا جام
اُسیدن سے بلبل کا نالہ ہی کام
کلیجہ ہو کیونکر نہ غنچون کا شق
کہ ہوتا ہی بلبل کے غم سے قلق

غرض ایسے گلزار کو نامراد
فلک ہو گیا دیکھ کر شاد شاد

خضران گھبرایا کہ سحر آفتاب نے باغ کو خاک مین ملایا
جب جل گیا خضران نے بڑھ کے دوسا سحر کیا ہوائین ٹھنڈی ٹھنڈی چلین چشمے موج مارنے لگے اب خضران
نے چاہا اس رنگ کو مبہوت کردون لیکن آفتاب کب اُسکا رنگ جمنے دیتا ہی جب ہاتھ ہلا دیا ہوا سے چلتے
چلتے تھم گئی ہوا بگاڑ دی خضران کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے سبز بختی کا سامنا ہر چند سحر کرتا ہی نخل خشک تر
نہین ہوتے سبزہ اُس سے بیگانہ ہوا چونکہ نام خضران سبز پوش ہی ہرے بھرے شجر بنانے کا جوش ہے لیکن
آفتاب جادو سے جو آنکھ ملائی آنکھون مین سرسون پھولی ہر چند بینائی مین فرق آیا مگر ساون مین
اندھا ہوا ہی تمام صحرا ہرا بھرا معلوم ہوتا ہی اب تو تیغ پکڑ کر خضران چمکا کہا اے آفتاب دم لینا دشوار کر دوںگا
خانہ دل کو غم والم سے بھر دونگا یہ کہکر کئی ہاتھ تلوار کے لگائے آفتاب جادو سپر سحر پر روک رہا ہے ہر
سحر کا جواب دیتا ہی عرصہ دراز تک آپس مین ردو قدح ہوئی مگر آفتاب جادو اپنا سحر نہین کرتا
اُسکے سوال کا جواب دے رہا ہی جب اُسنے کئی ہاتھ تلوار کے لگائے شعبدہ ہائے سحر دکھائے دو ایک زخم

بھی آفتاب جادو نے کھائے اُسوقت مثل شیر خشمناک نعرہ کیا کہا اے ملعون اِس جانب دیکھ اب قلعی کھل جائیگی دعوے اسکندری بھولے گا اپنے نزدیک بڑا ارسطو فطرت ہے یہ سحر بابِ حیرت ہے اُسکو آئینہ جمشیدی کہتے ہیں یہ کہکر کمر سے ایک آئینہ جمشیدی نکالا اُس خودبین کو دکھایا اُسکی جو نگاہ اُس آئینہ جمشیدی پر پڑی ایک آہ کی صدا مُنھ سے نکلی دیکھا ایک جوان تاجدار کرسی جواہر نگار پر بیٹھا مسکرا رہا ہے آئینہ خیال میں جو ہر چمنستان سحر کھلا ہوا ہے خضران نے چاہا منھ پھیر دُون اُس جوان تاجدار نے آئینہ سے صورت دکھا دی خضران نے ایک چیخ ماری آہ کا نعرہ کیا اُسوقت اُس آئینہ جمشیدی سے ایک برق سبز چمک کر سر پر خضران کے گری بڑے بڑے سحر کیے اس امید پر کہ اپنی جان بچاؤن بھاگ کر نکل جاؤن مگر جوش حیرت مین مبتلا تھا قدم نہ ہٹا سکا یون تڑپ کر برق گری اُسکے دو ٹکڑے ہوے اندھیرا چھا گیا صدائین مختلف آنے لگین آندھی سیاہ اُٹھی بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من خضران سبز پوش صحرا نشین بود افسوس مردیم و جاندادیم مطلب خود نرسیدیم اب صحرا روشن ہوا ملکہ ملکہ بران وغیرہ کو قید سے رہا کیا بران نے پوچھا اے عم نامدار آپ کو کیونکر خبر ہوئی آفتاب نے عرض کی آپ کے والد نامدار نے خبر دی اول راہ مین آپ کی بہن ملکہ اختر کو چھڑایا وہ لشکر افراسیاب سے پھر لڑنے گئین ہین مین اس ملعون سے مقابلہ کو آیا آئینہ جمشیدی سرکار نے مجکو مرحمت کیا اگر آئینہ نہوتا تو مین اس خودبین پر غالب نہ آتا اب مین جاکر شہنشاہ کو مژدہ فتح و ظفر سُناتا ہون آپ جلد تشریف لیجائین لشکر ظفر اثر کی خبر لین ہر چند کہ مین نے بہت کچھ سمجھا دیا مگر ملکہ اختر بڑے غصہ مین گئی ہے آپ لوگ جاکر جلد خبر لیجیے میرا ٹھہرنا اب مناسب نہین آئینہ جمشیدی دیکر شہنشاہ نے مجکو روانہ کیا ہے فکر مین غرق دریاے حیرت ہونگے ملکہ بہار و مخمور سرخ چشم و باغبان قدرت و رعد و برق و برق لامع و ملکہ بران شمشیر زن و مجلس جادو ان سب نے تجمل تمام تخت سحر تیار کیا طرف لشکر اسلام کے چلے آفتاب جادو طرف قصر جمشیدی کے متوجہ ہوا اُن دونون کو راہ مین چھوڑیے

دو کلمے داستان لشکر اسلام و افراسیاب ناکام کے بیان ہوتے ہین نظم

باقی ہے شوق قاتل شمشیر زن ہنوز
کرتے ہین چاک تیغ لحد مین کفن ہنوز
ہوتی نہین ہے کم میری دیوانہ دوستی
کھوے ہوے ہین تجھ ہمارے دہن ہنوز
ماتم سرا بھی ہوے نفس سرد کھینچکر

ٹپکا رہے ہین زخم لعاب دہن ہنوز
اتبک بھی ہین ہمسے تری کج ادائیان
جاتا نہین ہے سر سے خیال وطن ہنوز
تجھ بن تجھ بیاد رخ در نجف مین ہوئی
گرمی دکھا رہی ہے تری انجمن ہنوز

منظور دل تھی غربت بے پردگی ہمین
اے چرخ کم ہوا نہ ترا بانکپن ہنوز
قاتل دریغ کر نہ لعاب زبان تیغ
مصروف نازکی ہین عنادل چمن ہنوز
ہر غنچہ منعقد ہے تری شوق دید مین

پابند آرزو وہی بہار چمن ہنوز
پہلے ہی سے سوال کی ہیں بدگمانیاں
پہنے ہوئے ہی روح وہی پیرہن ہنوز
آنکھیں کے کیا سوال نگہبان کے لیے

جلوے دکھا رہے ہیں مرے داغہائے دل
نکلا نہیں دہن سے ہمارے سخن ہنوز
ایمان اضطراب نکرات ہی ابھی
باقی ہی قبر میں بھی ہی ضعف تن ہنوز

ای رشک گل وہی ہی ہوائے چمن ہنوز
ایسی اسے خوش آئی ہی قالب کی کھنچی
باقی ہی دیکھ صحبت شمع و لگن ہنوز

بعد روانہ کرنے ملکہ اختر کی قید کے افراسیاب جادو بارگاہ ملکہ حیرت مین موجود ہی کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم ملکہ اختر مین سیلان فیل زور شمشیر زن افراسیاب گھبرا کر باہر نکل آیا اُٹھا اُس بیچیا کو تردد ہوا کہ محفوظ جادو سے اتنی حفاظت نہو سکی یہ گیسو بریدہ کیونکر رہا ہوئی مگر اختر نے گرتے گرتے ہزارون کو قتل کیا تحریر کر چکا ہون کہ ملکہ مہرخ سرداران زخمدار کو لیکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئی ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی حضور ملکہ اختر نے لشکر افراسیاب کے ہزارون ساحر قتل کیے اب اس شاہزادی پر ہنگامہ ہی ملازمان حیرت نے چہار جانب سے گھیرا ہی افراسیاب بھی کھڑا تماشا دیکھ رہا ہی یہ سنکر ملکہ مہرخ کو تاب نہ آئی کہا یو صاحبو غضب ہوا ہمارے سردار اتبک واپس نہین آئے ملکہ بران کی خبر دریافت نہین ہوئی قلعے کی یہ افتاد کیونکر دخل نہ دین یہ کہکر ملکہ مہرخ اُٹھین تخت پر سوار ہوئین نفیر سحر بجی نقارہ سحر پر چوب پڑی علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے رسالے تیار ہوئے ملکہ مہرخ موے کا کلکشا وہلال سحر اُگلن نے آتے ہی ہلال زرین پھینک مارا ملکہ سرخ مو نے پریشان ہو کر کاکل کھولی خورشید زرین سحر نے آفتاب سحر چمکایا شکیل بے عدیل نے تلوار کھینچی لرزان سحر و زلزلہ جادو دو نون زن دشہر نے طبقے زمین کے ہلا دیے افراسیاب نے دیکھا کہ سرداران نامی نے ایک چشم زدن مین ہزارون کو قتل کیا لشکر کو شکست فاش ہوئی نامردون کو بھاگنے کی تلاش ہوئی ملکہ اختر نے بڑھکر موتیون کا مالا پھینک مارا جتنے موتی ٹوٹے اُتنے ہی ساحر افراسیاب کے مرے پس افراسیاب کو ناگوار ہوا جیسے ہی اُسنے اپنے مقام سے جنبش کی ملکہ مہرخ نے آواز دی ای اختر نکل چلو اب ٹھہرنے کا وقت نہین ہی افراسیاب جادو پڑھکر سحر کیا چاہتا ہی طبقے زمین کے تھرائینگے اُسکے سحر کا روکنا دشوار ہوگا اختر نے مانا پھر جھپک کر جا پڑی اگلی مرتبہ سر حیرت کا زخمی ہوا تخت ٹوٹ گیا اب افراسیاب جادو کو بہت ناگوار ہوا تیغہ کھینچکر بڑھا آواز دی کیون تم سبھون کی شامتین آئی ہین ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا نہین علوم محفوظ جادو پر کیا گذری جو یہ گیسو بریدہ قید سے چھوٹی یہ کہکر جھک کر سنگریزے اُٹھائے آسمان پر پھینکے لشکر اسلام پہ پتھر برسنے لگے ہزارون کے سر پھٹ گئے سرداران تہمتن دگردان صف شکن شریک ہوکر ان سنگریزون کو دفع کرتے ہین افراسیاب جسپر جا پڑا اگر منہ سے آف نکلگیا شعلہ بھڑک کر اُسپر گرا اعضا جلنے لگے

جسم سے اُسکے شعلے نکلنے لگے کئی ہزار جادوگر جلکر گرے افراسیاب نے پڑھ پڑھکے سحر کیے صفوں کو درہم
و برہم کر دیا ملکہ مہرخ نے پڑھ پڑھ کر گولے مارے اور جادوگر بہت سے مرے مگر افراسیاب پر تاثیر
نہوئی آخر ناچار ہو کر سرداران نامی نے چاہا نکلجائیں افراسیاب کب جانے دیتا ہے پیچھا کیے ہوے
چلا آتا ہے سرداران اسلام کا یہ حال ہے کہ سب ملکر افراسیاب پر سحر کی بوچھار کرتے ہیں کسی کے سحر نے
آگ بھڑکائی کسی نے تلوار برسائی کسی نے بجلی گرائی افراسیاب ایک اشارے میں سب کے سحر دفع کر دیتا
ہے اب ملکہ مہرخ کو بھاگ کے نکلجانا بھی دشوار ہوا ہر مقام پر افراسیاب روکتا ہے ایک ایک سردار کو
ٹوکتا ہے لیکن یہ غازی لڑنے والے جان نثاران لشکر اسلام آمادہ مرگ و مہیاے قضا قدم نہیں ہٹاتے
لیکن مجبوری یہ ہے کہ افراسیاب پر سحر تاثیر نہیں کرتا اُستادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے کہ افراسیاب
نے قہر و غضب میں آکر آواز دی ارے کیا طلسم ہوش رُبا شکست ہوا اہالیان حجرہ بلا قتل ہوئے
والی امان ملکہ تاریک شکل کش قتل ہو گئیں یہ جو صدا افراسیاب نے بقہر و غضب تمام دی زمین کانپی
آسمان پر برق چمکی ملکہ مہرخ نے تو اپنے سرداروں کو آواز دی کہ یارو بھاگو غضب ہوا افراسیاب
طلسم باطن سے مدد طلب کرتا ہے یا ایک مرتبہ ملکے سب صاحب سحر کرو لیکن اُسپر تاثیر ہونا تمہارے سحر کی دشوار
ہے تمام سردار ایک مقام پر کھڑے ہوئے سب نے اپنے اپنے سحر کیے شعلہ گرے آتش و غبار ہائے سحر و شمشیر ہائے
بران و خنجر ہائے خونفشان و نیزہ ہائے جان ستان و تیر ہائے دلدوز و تبر ہائے پر سوز افراسیاب پر گرے
آگ نے جلانے کا قصد کیا غبار سحر نے چاہا خاک میں ملادوں تلواروں کا قصد تھا کہ دم بند کریں خنجر چاہتے
تھے کہ گلوے افراسیاب کے بوسے لیں تیر کہتے تھے کہ کلیجہ کو توڑ کر نکلجائیں نیزہ بل کرتا تھا کہ دل و جگر
کو برباد دوں تبر سرکشی کرتے تھے کہ استخوان جسم کے پرزے پرزے اُڑا دوں یہ سب خرابی جسم پر افراسیاب
کے تلی ہی مگر یہ وہ سخت جان تھا کہ ان سب کو دفع کیا اور وہ جو نعرہ کیا اسکا ظہور یہ ہوا کہ ایک نازنین
نہایت حسین ایک تخت پر سوار جوڑا ترچھا باندھا ہوا تخت کو اُڑاے ہوئے آتی ہے پکارتی ہے کہ اے شہنشاہ
کنیز آپہونچی ایسے کلمات حسرت و یاس زبان سے نہ فرمایا کیجیے قبر سامری تھرا گئی ارا کین طلسم ہوش رُبا
کانپ رہے ہیں ہر کس و ناکس کو ملال ہے جان اپنی آپ کے قدموں پر نثار کریں یہی خیال ہے یہ کہکر اُس
نازنین نے ایک گولہ فولادی ہاتھ میں افراسیاب کے دیا کہا لو شہنشاہ یہ حاضر ہے افراسیاب نے خوش
ہوکر گولا اُسکے ہاتھ سے لیا ملکہ مہرخ مہ و غیرہ نے جو یہ معرکہ دیکھا نفیر سحر بجائی کہ یارو نکل چلو دیکھو بلا نازل
ہوا چاہتی ہے افراسیاب نے للکار کر کہا شیدا اے مسلمانان آج کیا میں تمکو زندہ چھوڑونگا یہ کہکر چند قدم
پیچھے ہٹا سامری کا نام لیکر وہ گولہ پھینک مارا دنالے کی آواز آئی کہ زمین تھرائی معلوم ہوا کہ کسی سو

تو یہن ایک مرتبہ غیر ہو گئین ہزار ہا نخل گرے صدہا بندگان خدا کے کلیجے پھٹ گئے طائرون کے ہوش اُڑے ورند پہاڑون سے سر ٹکرانے لگے نظم مصنف

فلک کو فراموش گردش ہوئی	پہاڑون کو سختی میں جنبش ہوئی
عیان سحر و افسون کا یہ زور تھا	صدا ہائے ہاہو کا بھی شور تھا
تزلزل زمین کو ہوا اسقدر	لرزنے لگے خوف سے دشت و در
قیامت کا سامان عیان ہو گیا	رخ مہر گردون نہان ہو گیا

بعد عرصہ دراز ملکہ حیرت جادو نے دیکھا کہ افراسیاب جادو دھڑا جھوم رہا ہے اور ملکہ مہرخ مع چارسو سرداران کے مثل مردون کے بیہوش پڑی ہین اور اہالیان لشکر دیوانہ دار وحشی مثال فریاد کر رہے ہین بارگاہین سرنگون خیمے سنسان صفین اُجاڑ ایک سحر مین افراسیاب جادو نے یہ حال کر دیا حیرت جادو کو پُکار کر آواز دی آؤ ان سب کو گرفتار کر لو مابدولت جا کر جلاد طلسمی روانہ کرینگے وہ ان سب کو چشم زدن مین قتل کر ڈالیگا اور استاد خضر ان سبز پوش صحرا نشین نے ملکہ بران وغیرہ کو قتل کیا ہوگا اگر غایہ اسکی ضرورت ہو تو مین انکو بھی اُنھین کی خدمت مین بھیجدونگا اختیار مابدولت کا دیکھا کہا کرتا تھا کہ جس دن قصد کرونگا تو نڈی غلامون کو مٹا دینا کیا دشوار ہے سردار میدان رسالدار سب تعریفین کرنے لگے کہ آپکا کون دنیا مین ہمسر ہے یہ فوج آپ کے دامن کی گرد ہے ملکہ حیرت نے بڑھ کے وزیرزادیون کو حکم دیا سب کو گرفتار کر لو افراسیاب تو فوراً بہ کبر و نخوت تمام مرکب شکین پر پرسوار ہو کر طرف باغ سکیب کے روانہ ہوا ملکہ حیرت جادو ان قیدیان بلا کو گرفتار کر کے نوبت نقارے بجاتی ہوئی طرف اپنی بارگاہ کے چلی ملکہ مہرخ وغیرہ کو اب ہوش آیا اپنے کو مسلسل مطوق پایا حیران و پریشان کہ اب دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے حیرت جادو نے آواز دی کیون مہرخ شہنشاہ کے اختیار کو ملاحظہ کیا تمہارے وغیرہ وہان گرفتار ہو مین سارہان زادہ طلسم کشا کو لیکے طلسم صندل پر گیا ملکہ صندل جادو تک رسائی دشوار اسکو وہان اہالیان طلسم صندل قتل کرینگے ایک دن مین کل کا خاتمہ ہو گا کسکی مجال ہے کہ شہنشاہ طلسم ہوش ربا سے مقابلہ کر سکے کنیزان حیرت جادو ملکہ مہرخ کو سمجھانے لگین کہ اب سرکشی سے ہاتھ اُٹھاؤ اپنے مالک کے سامنے سر جھکاؤ تم لوگ اسی گھر کے نمک خوار ہو شہنشاہ کے تابعدار ہو ابھی ملکہ عالم کو رحم آجائیگا خطا معاف کر دینگی ملکہ مہرخ نے کہا کہ او حیرت یہ کیون اسقدر غرور کرتی ہے سلطنت کے نام پر مرتی ہے جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر اب ہم تیری اطاعت کرینگے جسکی جہان قضا ہے مارا جائیگا چنگل شاہباز اجل سے کوئی مہلت نہ پائیگا صیاد اجل نے ہر مقام پر دام بچھایا ہے ہر طائر ہرک کو پھنسایا ہے جسکی موت جس مقام پر ہے خاک کو خاک کھینچ لیتی ہے اجل کسی کو کب مہلت دیتی ہے کس کس کا غم کرین کس کس یار وفادار کا ماتم کرین اشعار آبدار

ایک ہو تو جسکی خاطر روئیے
کیسے کیسے لوگ یان سے اٹھ گئے
غم سے یارو دیکھیے ہو دل اسیا ہی داغ

آہ اب کس کس کی خاطر روئیے
خوبرو سارے جہانسے اٹھ گئے
حشر تک روشن رہیگا یہ چراغ

ایسی کتنی مورتین یان مٹ گئین
حسن خوبی ساتھ اپنے لیگئے
کیجیے آگے بس اب قطع کلام

ایسی کیسی مورتین یان مٹ گئین
لالہ سان اک داغ دلبر دیکھیے
دوستون کا غم نہووے گا تمام

ملکہ مہرخ نے جو یہ اشعار عبرت آمیز مصیبت خیز زبان پر جاری کیے ملا زمان حیرت مین غریو بلند ہوا ہر ایکنے کہا صاحبو حقیقت مین ملکہ مہرخ نے کیا کلمات حسرت آیات فرمائے ہین کہ دل بیچین ہو گیا کیسے کیسے گلعذاران خوبرو ماہرویان نیک خو معشوقان سرو قد نازنینان خورشید خد تاجداران جلیل ارسطو فطرت فہیم عقیل صاحبان جاہ وجلال شاعران باکمال حسرت ویاس لیکر پردۂ دنیا سے گئے باغ عالم سے ثمر مراد حاصل نہوا کسی کا باحسن وجمال کامل نہوا دنیا مقام عبرت ہی جائے عشرت نہین مصیبت مہرخ پر بعض روتے ہین بعض ہنستے ہین بعض انکے قتل پر کمر کستے ہین حیرت نے حکم دیا میدان خونی کی تیاری کرو ہین ابھی ان سب کو دار پر کھینچون گی شہنشاہ مجھے اختیار دے گئے ہین جلاد طلسمی آنے سے کیا مراد ہی ہمارے لشکر کا ایک ایک سپاہی جلاد ہی مسلمانون کے ہاتھ سے سب نے صدمے اٹھائے ہین سب کے دل پھرے ہوئے ہین بعض انکے قتل پر کمر کستے ہین حیرت نے جو یہ حکم دیا میدان خونی کی تیاری ہونے لگی دارین استادہ ہوئین جلاد آنے لگے شلنگین لگانے لگے حیرت تخت پر آکر بیٹھی گرداگرد رفیقان سلطنت مشیران ابہت حاضر ہین حیرت نے حکم دیا ملکہ مہرخ کو سامنے لاؤ سرزنجیر کو تھام کر ملکہ مہرخ کو سامنے لائے حیرت جادو نے کہا ای مہرخ اب بھی کچھ نہین گیا قدم کو ماہ بدولت کے بوسہ دے مہرخ نے جواب دیا او حیرت بس خاموش رہ حکم قتل دے ہم کو نہ سمجھا ہم خوب سمجھ چکے ہین اپس حیرت نے حکم دیا مہرخ کا جلد سر کاٹ لو جلاد تیغ کھینچ کر سر پر مہرخ کے آیا اسوقت سرداران مہرخ بیقرار ہوئے جانباز سرفروش اپنے بادشاہ کی محبت کا جوش پکارتے تھے کہ او حیرت پہلے ہمین قتل کر ہمارے مالک کے خون سے ہاتھ نہ بھر حیرت نے نمانا جلادون کو اشارہ کیا جلاد نے بڑھکر شانہ ملکہ مہرخ کا ہلایا کہا ای ملکۂ عالم ساغر عمر آپ کا لبریز ہوا رشتۂ حیات منقطع ہوتا ہی جو ہوس ہو فرمائیے اب تسا ہل غیر ممکن خاتون محل شہنشاہ سامنے موجود ہین علم دیکھی ہین سامری جمشید کو سجدہ کرو ملکہ کے قدمون کو بوسہ دو ملکہ مہرخ نے قہر وغضب مین جواب دیا او بیحیا بکار خود ہوشیار باش جلاد نے خنجر کھینچا حیرت نے تیسرا حکم دیا جلاد نے دوڑکر خنجر مارا پیشانی پر جلاد کے پتھر پڑا سر جلاد کا دور جاکر گرا کرا ہنے کی آواز آئی لوگون نے آواز دی رہ مارا اب جو دیکھا جلاد کا سر پھٹا ہوا تڑپ رہا ہی مہرخ بہ اطمینان بیٹھی ہی حیرت نے کہا یہ جلاد کیا دیوانہ تھا جو اپنے سر پہ خنجر مار لیا حکم ہوا کہ دوسرے جلاد کو بلاؤ دوسرا جلاد بہ رسے تنکلا ہٹھو

کرتا ہوا قریب ملکہ مہرخ کے آیا کہا او گنہگار ہوشیار ہو جا مہرخ نے سر اُٹھایا جلادونے اشارہ کیا مین ہون
غلام آپ کا مہتر بن چالاک بن عمرو جھپٹ کے زبان سے ملکہ مہرخ کی سوزن نکالا تڑپ کے مہرخ نے
نعرہ کیا اُٹھتے اُٹھتے گونہ مار اکئی سو ساحرون کے سر پھٹے جب تک ملکہ حیرت سنبھلین ملکہ مہرخ نے
سرخ موے کا کلکشا و ہلال سحر افگن کی زبانون سے سوزن نکالے سب سردار لڑائی مین مصروف ہوئے
اہالیان لشکر نے سُنا کہ ہمارے سردارون نے رہائی پائی وہ بھی آکر مصروف جنگ ہوئے لیکن حیرت
کا لشکر زیادہ ہی سرداران نامی بھی لشکر مین نہین ہین مثل بہار و باغبان وغیرہ اب جو حیرت
سنبھلی ایک جانب سے مصور و صورت نگار و مانی و بہزاد و نقاش و قلم کش و سرمایہ برف ندہ
و ابر برق کوہ شگاف و گیسوے کشاے بن شہاب غیرہ نے لشکر اسلام کو گھیر لیا حیرت جادو نے طبقے
زمین کے ہلادیے اسکے ہر ایک سحر کا جواب ملکہ بہار دیتی تھین اُن سرداران نامی مین سے کوئی
موجود نہین اور سب پر شیرازہ جا پڑی کسی کو زخمی کیا کسی کو گرفتار کر لیا دریاے آتش سحر موج مار رہا ہی ہزارہا
بندگان خدا جلکر خاک ہوئے حیرت سے مہرخ نے بڑھ کر مقابلہ کیا کئی سحر حیرت نے کیے ملکہ مہرخ نے جواب
دیے کسی مقام پر کمی نہین کی مزاج نے برہمی نہین کی حیرت غصہ مین تیجہ کھینچکر جا پڑی کئی وار مہرخ نے روکے
آخر غصہ مین سامری جمشید کو یاد کرکے اسم سحر پڑھا تھا تیجے کا مارا ملکہ مہرخ نے سپر سحر کو اُٹھایا تیجہ
حیرت کا سپر سحر سے نور کا سر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر بھی ملکہ مہرخ کا بخوبی زخمی ہوا قریب تھا کہ بیہوش ہوجائے
گرے ملکہ ہلال سحر افگن و ملکہ سرخ موے کا کلکشا سحر کرتی ہوئی قریب ملکہ مہرخ کے آئین
شانہ تھام کے سنبھالا کئی ہزار ساحر اُس مقام پر مارے گئے اہل اسلام چاہتے ہین کہ لشکر حیرت سے لڑ بھڑکے
نکلجائین مگر فوج حیرت نے گھیرا ڈالدیا زبان ہلانا مشکل ہوا فوجین بیشمار زخمی ہونے سے ملکہ مہرخ کے
فوج کے پانون اُٹھنے لگے ہر چند کہ سردار کدو کوشش کرتے ہین مگر فوج کا ٹھہرنا دشوار نقیب بلند آواز
ترغیب دیتے ہین کہ ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید شعر روز جنگ است جنگ باید کرد ✤
کوشش نام و ننگ باید کرد ✤ اب اسوقت کوئی نہین سنتا فرار پر قرار سردارون کی کوشش بیکار
ملکہ مہرخ نے دیکھا کہ پڑاؤ چھوٹا چاہتا ہی بدحواس ہو گئی سردارون کو آواز دی یارو کہان ہٹے جاتے
ہو خواجہ عمرو نے ہمیشہ اپنی جان مٹاکر پڑاؤ کو قائم رکھا اگر پڑاؤ چھوٹا طلسم ہوشربا مین قدم تھمنا دشوار
ہوگا خراج گذاران افراسیاب گھیر کر گرفتار کرلین گے ذلت و رسوائی سے قتل ہوگے تلوار کے منھ
پر جا پڑو قدم ہٹاؤ ہر چند ملکہ مہرخ سینہ سپر کرتی ہی دم جرأت کا بھرتی ہی لیکن حیرت کے سحر نے آگ
لگادی ہی زمین تپ رہی ہی جھونکے ہواے گرم کے چل رہے ہین نخل خشک جل رہے ہین دیکھا ملکہ مہرخ نے

کہ بارگاہ لٹا چاہتی ہے سرفروش مرنے پر آمادہ مگر حیرت جادو پر کسی کا سحر اثر نہین کرتا سب کو جواب دے رہی ہے بیقرار ہو کر تاج سر سے اُتار دعا کی کہ پروردگار اپنے بندون کو ان ظالمون کے ہاتھ سے بچانے حیرت جادو نے اہالیان لشکر کو ترغیب دی ارے ان باغیون کو جلد گرفتار کر لو اب مہلت نہ دو کفار بلوہ کر کے چلے قریب ہے کہ بارگاہ ملکہ مہرخ لٹ جاے پڑاؤ چھٹ جاے کہ بحکم باغبان قضا و قدر لپٹین پھولون کی آئین اہالیان لشکر حیرت جھومنے لگے نرگس شہلا نے آنکھین کھولدین سنبل نے زلف پر شکن کو آراستہ کیا نخل سر سبز و شاداب ہوے موسم بہار کی کیفیت ظاہر ہوئی ایک جانب سے لکہ ابر گلنار پیدا ہوا سب نے سر اُٹھا کر دیکھا لکہ ابر گلنار شق ہوا ملکہ بران شمشیر زن بصد صولت و شوکت طاؤس زرین بال پر سوار پہلو مین ملکہ مجلس جادو مرکب گلی پر پٹری جمی ہوئی نیچہ گلی ہاتھ مین منڈھیان گندھی ہوئی کرتا آب روان کا زیب جسم ایک جانب سے صاحب سطوت و صولت باغبان قدرت ایک جانب سے رعد و برق و برق لامع و ملکہ مخمور سرخ چشم یہ سب سرداران نامی حال لشکر اسلام تباہ دیکھکر آمادہ مرگ دھیاے قضا ہوے لشکر حیرت پر گرے ملکہ بہار نے آتے ہی حیرت جادو کو للکارا کہ ہوا خبردار اب آگے نہ بڑھنا منم ملکہ بہار جادو یہ کہکر گلدستہ مارا پھول برسے اہالیان لشکر حیرت مبہوت ہو کر آپس مین لڑنے لگے کئی ہزار نے گلے کاٹ ڈالے سحر بہار سے حیرت گھبرا جاتی ہے لحظہ بھر مین ہزارون نے جانین دین کئی دیوانہ ہو کر دامن و گریبان چاک کیا اشعار عاشقانہ پڑھتا طرف صحرا کے بھاگا ملکہ بران نے اُترتے اُترتے کئی سو جادوگرون کو مارا ایک نخل کے سایہ مین کھڑے ہو کر دیکھا کہ بہار نے ہزارہا کو دیوانہ بنایا وہ سب شعر ہاے عاشقانہ پڑھ رہے ہین بران کی آنکھون کے نیچے تصویر ایرج پھر گئی بیساختہ آہ کی دل چاہا ان دیوانون کے ساتھ ہم بھی گریبان چاک کرین طرف دشت نجد کے جائین خیال معشوق مین ناپایداری عالم بھی نگاہ مین ہے اتنے ہی عرصہ مین ہزارہا لاشے پھڑک رہے ہین کوئی زخمدار کوئی بیقرار اس حال پُر ملال کو دیکھکر یہ اشعار عبرت آمیز زبان پر جاری ہوئے اشعار

حسن ہے یہ التماس مراد و ستانہ ہے
نگاہ خمیدہ یار ترا شامیانہ ہے
اے عندلیب جان چمن جسم پر نہ پھول
اکدم مین مثل موج صبا تو روانہ ہے
رکتی نہین ہے باگ کسی شہسوار کی
کیا ہوگئے وہ لوگ کہان وہ زمانہ ہے

ہشیار ہو کہ تیر اجل کا نشانہ ہے
دنیا کے مخمصے ہین یہ فرزند و اقربا
ویرانہ ایک روز ترا آشیانہ ہے
یہ جلوہ ہاے بوقلمون بے ثبات ہین
ہر دم سمند عمر کو اک تازیانہ ہے
کہتا تھا جو نسیم تجھے سب سنا چلے

کب تک رہیگی مسند کمخواب زیر پا
بیگانہ سب سے ہو کہ اجل کا یگانہ ہے
انفاس مستعار پہ کیا اعتبار ہے
ہے زندگی طلسم جہان ایک فسانہ ہے
کیا سرکشان دہر کے قصے نہین سنے
نزدیک اختتام ترا کارخانہ ہے

ان اشعار کے پڑھنے سے اور زیادہ دل مین جوش ہوا کہ اے بہران لڑ بھڑ کر جان دو یا حیرت جادو کو بڑھ کر مارو بے مارے اسکا انجام غیر ممکن بس زندگی بیکار ہی اُدھر سے لڑتی بھڑتی سحر کرتی ہوئی ملکہ مخمور آئین مخمور کی نگاہ بہران پر پڑی دیکھا اُداس عالم یاس آنکھوں مین آنسو بھرے ہوے ایک نخل کے سایہ مین وہ سہی باغ رعنائی سحر کر رہی ہی مخمور نے قریب آکر فرمایا کیون ملکہ عالم مزاج کیسا ہی حقیقت مین بڑے ہنگامہ کی لڑائی ہی مگر ایسا متوحش مین نے کبھی آپ کو نہ پایا تھا ملکہ بہران نے فرمایا ای مخمور شکر ہی پروردگار کا اطمینان سی بیٹھیں گے تو حال کہین گے اسوقت حیرت نے ہزار ہا بندگان خدا کو مار ڈالا اسکی فکر کرو غم والم کے پابند ہین گردش فلکی سے آٹھ پہر دردمند ہین ای ملکہ مخمور اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

تنہا نہ موج خندہ زند بر بقاے ما	چشمک حباب نیز بہ نشو و نماے ما	شبنم دو روے دو عالم سواے ما
جاے فرشتہ نیست بخلوتسراے ما	از کوچہ فراغت دل کی توانگذشت	آزادگی ماشدہ زنجیر پاے ما
آئینہ ایم و طعنۂ زنگار کشتہ ایم	تار نشست را الول نہ ساز و صفائے ما	ہم پیش یار در حق پردین زبان کشود
یک خوشہ چین حسن تو انہیم سزاے ما	مارا بدل امید رہائی خیال محض	دم از نگاہ قست قفس از قفاے ما

مخمور خود دل دادہ فریفتہ ہیں ان اشعار کے سننے کی کب تاب تھی آنکھوں سے اشک حسرت جاری ہوئے اور بہران آفت دیدہ آفت کشیدہ کو ہچکیان لگ گئین دیکھا لڑائی بگڑی جاتی ہی ملکہ بہران تیغہ کھینچکر طرف حیرت کی چلی ادھر سے حیرت اس خیال مین چلی کہ بہران سے مقابلہ کرون بہار نے دور سے گلدستہ مارا سامنے ملکہ حیرت کے پھٹا پھول برسنے لگے حیرت جھومی قریب تھا کہ اشعار بہاریہ شروع کرے کہ ایک طائر نے نیچے آکر چیخ ماری ملکہ بہار کی رنگت زرد ہو گئی طائر کو دیکھکر ہوش اُڑے حیرت نے جو اتنی مہلت پائی تیغہ سحر سے بہار کو زخمی کیا بہار زخمی ہو کر پیچھے ہٹی حیرت نے سایہ مین تیغہ کے لیا بہار ہٹتی چلی آتی ہی سحر کرتی ہی حیرت اتنی مہلت نہین پاتی کہ بہار خاموش ہو تو مین سر کاٹ لون یا بیہوش کرون مگر بہار کو یقین کامل ہی کہ اب حیرت کے سامنے سے بچکر نکلنا دشوار ہی بہار نے ناچار ہو کر ایک نخل کی آڑ پکڑی اس امید پر کہ نخل آرزو مین شاید ثمر آئے اس باغی کے ہاتھ سے جان بچ جائے حیرت کب مانتی ہے چاہا سحر کرکے تیغہ یارون کہ ایک طرف سی آواز آئی ای ملکہ ہوشیار ہو جائیے حیرت نے دیکھا صرصر نخل کی آڑ پکڑے کھڑی کہہ رہی ہی کہ ای ملکہ عالم باغیون کا بلوہ ہی اپنی جان بچایئے یہ بھی کہا دیکھیے وہ شہنشاہ آتے ہین حیرت پلٹی منھ پھیرنا تھا کہ صرصر نقلی نے حلقہ ہائے کمند مارے اور نعرہ کیا نعرہ چالاک

بعیاری منم چست و چالاک	بچشم دشمن اندازم کف خاک	نہ آید باد گرد تیز گامم	خلیفہ اولم چالاک نامم

حلقہ گلے مین حیرت کے پڑے چاہا تڑپ کر نکل جاؤن چالاک نے حباب مارا حیرت بیہوش ہو کے گری

نعرۂ چالاکی کی صدا سُنکر بہار بڑھی کہ حیرت کو گرفتار کرلون ایک پتلہ فولادی زمین سے پیدا ہوا
ہان ہان کرتا ہوا خبردار خاتون محل شہنشاہ بر دست انداز نہونا گودمین حیرت کو لیکر وہی پتلہ بلند ہوگیا
اب جو حیرت سے لشکر خالی ہوا بہار و مخمور و بران نے آگ برسادی لشکر نے شکست فاش کھائی
اہل اسلام قتل کرتے ہوئے بڑھے بارگاہین خیمے لوٹ لیے جب دیکھا بہار نے کہ سردار بڑھے جاتے ہین نفیر سحر
بجائی کہ صاحبو بس بھاگنے والون کا پیچھا نہ کرو قواعد صاحبقرانی سے خلاف ہے اہل اسلام پلٹے ملازمان حیرت
کسی کوس پر جاکر ٹھہرے حیرت کو پتلے نے لیجا کر ایک پہاڑ پر ہوشیار کیا جب حیرت کی آنکھ کھلی اپنے کو
پہاڑ پر پایا چلنے کو قریب دیکھا سمجھی کہ یہ پتلہ بچا کر مجکو اُٹھا لایا پھر اسباب سحر سے آراستہ ہو کر اپنے لشکر کے دیکھنے
کو چلی اُسوقت آکر پہونچی کہ مصور وغیرہ نے دوبارہ کر بارگاہین ٹوٹی پھوٹی استادہ کرائی ہین انتظام ہو رہا
ہے بھاگے ہوے جمع ہوتے جاتے ہین حیرت نے آکر شکست خوردہ لشکر کو درست کیا بارگاہ مین آکر بیٹھی جو کچھ
گذرا تھا اُس حال کی عرضی واسطے افراسیاب کے لکھی اُسپر مرقوم تھا کہ جن قیدیون کو آپ نے ہمارے
سپرد کیا بہار و باغبان وغیرہ نے آکر اُنکو رہا کرلیا بارگاہین خیمے لٹ گئے فلان مقام پر آکر بے سامانی مین
اُتر پڑی ہون مگر اس لڑائی مین شکست فاش ہوئی ایک ساحر تیز رو کو وہ عرضی دی اور زبانی بھی
کہدیا کہ شہنشاہ جہان ہون یہ عرضی اُنھین کے ہاتھ مین دینا ساحر نامہ لیکر روانہ ہوا حیرت مصروف
انتظام لیکن اہل اسلام بفتح و فیروزی داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے ملکہ مہرخ نے ان سب صاحبون سے
حالات خیریت آیات اسد نامدار کو پوچھا سب سے زیادہ ملکہ مہ جبین الماس پوش و ملکہ لالان خون قبا
مشتاق تھین ملکہ بہار وغیرہ کو محلات مین بلوایا تمام کیفیت ملکہ بہار نے ظاہر کی کہا حضور خواجہ عمرو ایک
درہ کوہ مین طلسم کشا کو لیگئے عبادت کراکے فکر لوح مین مصروف ہونگے خدا افضل اپنا شریک حال کرے ہم لوگون
نے راستے پیدا کرلیے ہین و مبدم اپنے کو پاس طلسم کشا کے پہونچائینگے خبرین لائینگے بڑی مصیبت سے پروردگار نے
بچایا خضران گرفتار کرکے لیچلا تھا عین وقت پر آفتاب جادو پہونچا خضران کو مارا ہمکو رہا کیا مگر
ہمارا ٹھہرنا لشکر مین مناسب نہین ہے طلسم صندل پر لڑائی پڑیگی لیکن خدا اپنا فضل شریک کرے ورنہ
مہرو ماہ پر بڑی قیامت برپا ہوگی دونون جادوگرنیان بڑی زبردست ہین اُنکا بھی قتل دشوار ہے
اب ہم لوگ رخصت ہوتے ہین تنہائی پر اپنے آقا کی روتے ہین ملکہ مہرخ نے چاہا ابھی ان سرداران کو
رخصت نہ کرون ملکہ بران نے کہا اے بادشاہ لشکر اسلام اے ملکہ مہرخ خوش انجام جلد ہم سبکو رخصت
کیجیے سردارون مین غریو گریہ و زاری بلند ہوا لیکن اسی وقت ملکہ بہار و باغبان عالی وقار ملکہ
مخمور سرخ چشم و رعد و برق و برق لامع و ملکہ بران و ملکہ مجلس جادو ملکہ مہرخ و مہ جبین سے

رخصت ہوئے ملکہ مہرخ نے سبکو گلے سے لگایا فرمایا ای بہار جو کیفیت گذرے ہمکو ضرور اطلاع دینا یہان بھی آنکھ پھر موت کا سامنا ہی اگر حیات مستعار باقی ہی تو تم سب صاحبون سے ملین گے اور اگر قضا لیے جاتی ہی تو ملک عدم مین ملاقات ہوگی کہ صاحب بعدہ گران یعنی مہتر قران برائے دریافت حال خواجہ عمرو شریک صحبت ہوئے باغبان سے پوچھا کہ ہمارے استاد پر کیا گذری باغبان نے تمام کیفیت ظاہر کی اور یہ بھی بیان کر دیا کہ اب استاد کو بڑی مصیبت ہی ہر وقت طلسم کشا کے ساتھ ہین ذرا چوکین باعث خرابی ہو مقدمہ طلسم صندل نہایت وسیع ہے افراسیاب کو ناز ہی کہ کوئی ملکہ صندل جادو کو قتل نہین کرسکتا نہین معلوم کیا راز و نیاز ہی مہتر قران نے کہا ہم بھی اپنے استاد کی تلاش مین ضرور جائینگے یہ کہکر مہتر قران نے بھی بانہاے عیاری اپنی ذات پر آراستہ کیئے چالاک کو بلاکر فرمایا اے نور نظر لشکر کا اچھی طرح خیال رکھنا تمھارے قبلہ و کعبہ نہین ہین ہم بھی برائے تلاش جاتے ہین چالاک نے سر جھکا لیا کہا خلیفہ پروردگار حافظ و نگہبان ہی ہماری کیا حقیقت کہ ہم انتظام کرسکین خدمت گزاری مین سب صاحبون کی مصروف رہینگے اسی شب تیرہ و تار مین مہتر قران طرف طلسم صندل کے چلے ایک جانب سے بہار وغیرہ بہ جستجوے شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی یہ سب صاحب جاتے ہین ذکر مہتر قران و بہار وغیرہ انشاء اللہ وقت پر تحریر ہوگا

ذکر داستان حیرت بیان آفتاب عالمتاب آسمان جلالت یکہ تاز عرصہ جرأت و ہمت ہزبر بیشہ صاحبقرانی نہنگ بحر لیاقت و کامرانی نور نگاہ صاحبقران یعنی شاہزادہ اسد نوجوان بشارت پاکر بزرگان دین سے مصروف ہونا فتح طلسم صندل مین و دیگر حالات متعلقہ داستان ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام جرأت مآب ۔ کہ ملک مضامین پہ ہون فتحیاب
ہوا نشۂ جنگ کا اب خمار ۔ کھچے تیغ کلک جلالت شعار

کمیت قلم ہی مرا گشت مین ۔ چلے آج تلوار اس دشت مین
ترا رند مشرب جو سرشار ہو ۔ یہ سب میکدہ خون سے گلنار ہو

پلا ساغر بادۂ لالہ رنگ ۔ کہ درپیش ہی آج مضمون کی جنگ
پلا جلد جام شراب کہن ۔ تکرر ند مجبور سے بانکپن

ہین تیغ زبان کو علم کرچکا ۔ کہ اس معرکہ مین قدم دھر چکا
صفین جم گئین لشکر نظم کی ۔ وہ آمد ہوئی افسر نظم کی

کمیت قلم نے طرارہ بھرا ۔ چھلاوہ بنا لو ہوا ہو گیا
صبا سے کہا اب آ دشت مین ۔ فلک پھر گیا ایک ہی گشت مین

قمر طبع چالاک ہی اوج پر ۔ جھپٹتا ہون مضمون کی فوج پر
دراکلک ہی نیزۂ جانستان ۔ رقم سے نمایان ہین سر تیزیان

کبھی جوش مین بحر زخار ہی ۔ یہ دریاے مواج و تہار ہی
صفت مین قلم کی یہ تقریر ہی ۔ شہنشاہ اقلیم تسطیر ہی

نہ کر ساقیا اسقدر تیزیان ۔ کہ ہون محو یہ ستون خیزیان

چہرۂ سیاحان دشت پر ہول مضامین دقتا جان مرحلہ جات طلسمات جلالت آئین بلاحظہ لوح قرطاس بیضا اقتباس بہ مدد افواج نظم و نثر فتاحی طلسمات مین مصروف ہین اشعار مصنف نویسندگان سخن پروران بہ تسطیر اوراق این داستان

مضامین رنگین بہم کردہ اند	سطور مرصع رقم کردہ اند

جبکہ شہسوار عرصۂ یکہ تازی شاہزادۂ اسد بن کرب غازی درۂ کوہ فلک شکوہ مین برائے عبادت رب اکبر آکر بیٹھا دعا مین مصروف ہوا خواجہ عمرو آکر الگ ٹھہرے دعا کر رہے ہین کہ پروردگارا اسد غازی کا انجام بخیر ہو ارباب بندگان دین سے شرف حاصل ہو فتح طلسم صندل سے تسکین دل ہو لوح طلسم صندل بہ تعجیل ملے غنچہ آرزو کھلے مگر اسد نامدار بخضوع و خشوع عبادت مین مصروف پکار رہا ہے کہ پروردگارا رحم اپنا شریک حال کر روتی روتے بہر رات رہے بیقراری کا جوش دعا کرتے کرتے بیہوش ہوا بزرگان دین کو عالم خواب مین دیکھا اسد غازی کے دیدۂ ظاہری بند ہین دیدہ باطنی کھلے ہین ارشاد بنیاد ہوا کہ اے فتاح طلسم عجائب و غرائب بادشاہ سابق طلسم صندل کو رہا کر وہ نشان لوح بتائیگا مرحلہ جات پر بھی کام آئیگا بوقت سحر اسد نامدار بیدار ہوا خواجہ عمرو صدائے اسد سنکر درۂ کوہ مین تشریف لائے اسد نامور کو مصروف وظائف پایا مگر دیکھا چہرہ مثل آفتاب تابان و درخشان ہے عمرو نے اسد کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا فرمایا کہو اے نور نظر و اے پارۂ جگر کچھ بشارت ہوئی اسد نے کہا صرف اتنا ارشاد ہوا کہ بادشاہ سابق طلسم صندل کو رہا کرو وہی لوح کا پتہ بتائیگا نہین معلوم بادشاہ سابق طلسم صندل کہان قید ہے اور کیا نام ہے اس کی رہائی کی کیا صورت ہو عمرو نے کہا فرمانا بزرگون کا خالی از لطف نہوگا انشاء اللہ اسکا پتہ ملیگا یہ فرماکر اسد کو درۂ کوہ مین ٹھرایا خود عمرو صحرا مین آکر زیر نخل ٹھہرا مگر حیران کیونکر پتہ ملے کہ بادشاہ سابق کہان قید ہے عمرو تو اس فکر مین ہے لیکن افراسیاب کو نامۂ حیرت بمقدمۂ رہائی سرداران اسلام پہونچا اور یہ بھی اسنے سنا کہ خضران مارا گیا قہر و غضب مین آکر ایک نامہ اشرار جادوگر کو تحریر کیا کہ اے اشرار نامہ ہذا دیکھتے ہی خضران نابینا بادشاہ سابق طلسم صندل کو فوراً قتل کرنا سامری نامہ مین صاف تحریر ہے کہ جبتک اخضر جادو رہا نہ ہوگا فتاح طلسم صندل ناممکن پس اسکا قتل واجب و لازم ہے یہ نامہ ایک جادوگر کو دیا وہ نامہ لیکر روانہ ہوا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اسد کو درہ کوہ مین چھوڑکر سایۂ نخل مین بیٹھے سوچ رہے ہین کہ کیونکر بادشاہ سابق کو رہا کرون وہ بادشاہ سابق کہان ہے ہماری نظر و لنسے نہان ہے تیغ خواجہ عمرو کا دستور ہے کہ کبھی بصورت اصلی نہین رہتے ساحر بنے ہوئی بیٹھے ہین سر خم متردد متحیر دیکھا ایک ساحر اڑتا ہوا آتا ہے خیال مین گذرا کہ خواجہ آج اس ایک ساحر کو دیکھا ہے دریافت کرین کہ یہ کون ہے یہ سوچ کر آواز دی ارے بھائی جانے والے ادھر آؤ خبردار آگے نہ بڑھنا قدم آگے بڑھاؤگے کتے کی موت مارے جاؤگے اُس ساحر نے پلٹ کے دیکھا فوراً ہوا سے اُترا سمجھا شاید آگے کچھ مقام خوف ہے جب زمین پر آیا خواجہ نے کہا کیون بے تو کون ہے کہان جاتا ہے تیرا کیا نام ہے اُس ساحر نے کہا کہ

دراز زبان تو اپنی روکیئے زبان کا شایستہ نہونا بڑے عیب کی بات ہے خواجہ عمرو نے کہا تم ایسے گدھون کے
واسطے زبان کی شایستگی کیا ایسون کے لیئے جوتی پیزار لازم ہے جب تو وہ جادوگر بگڑا اور غصہ آیا تیور پر بل
پڑا عمرو نے پشت پر ہاتھ رکھکر کہا بھائی کیون لڑتے ہو ناحق ہم سے بگڑتے ہو تم جادو ہماری پاپوش سے
لاشہ زمین پر تڑپتا ہوگا جورو تمھاری بیوہ ہوجائے گی اور بچے یتیم جہنم واصل ہو جب تو وہ جادوگر گھبرایا
کہا بھائی صاحب تم بزرگ ہو مفصل حال بتاؤ تمھارے کلمات سخت کا ہم بُرا نہین مانتے عمرو نے کہا بھائی
پہلے نام ونشان سے آگاہ کرو پھر ہم ابھی سمجھا دین تم کو سیدھی راہ بتا دین ہم شہنشاہ افراسیاب کے ملازم
ہین خاص واسطے روکنے مسافرون کے مقرر ہوئے ہین بھائی ادھر ایک زمیندار بگڑ گیا ہی آیندہ روند کو ٹوٹا
لیتا ہی صدہا بندگان سامری مار کیئے اُس سے ہم نے تمکو کلمات سخت کہے کہ تمکو غصہ آوے ادھر کے جانے کا
قصد نہ کرو اُس جادوگر نے قدمون کو بوسہ دیا کہا بھائی تمھارا احسان ہمکو افراسیاب نے طرف قصر آہنی کے
روانہ کیا ہی ملک اخضر بادشاہ سابق طلسم صندل وہان قید ہی اشرار جادو نگہبان کے نام یہ فرمان
لیئے جاتے ہین شہنشاہ کو ملک اخضر کا قتل منظور ہے عمرو یہ مژدہ فرح افزا سُنکر پھول گیا پتہ نشان کچھ بی
پوچھا اُس جادوگر کو بیہوش نہ کیا بعد چند ساعت کہا بھائی وہان کے جنگل سے نہ جانا قزاقون سے بچ
جاؤ گے وہ ساحر سلام بندگی کرکے سمت قصر آہن روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے خواجہ نے تمام کیفیت
آکر اسد نامور سے بیان کی کچھ چپکے سے اسد کے کان مین کہا اسد نے عرض کی جو حضور کے نزدیک بہتر
ہو وہ کیجیے **مصرعہ** صلاح ما ہمہ آنست کان صلاح شما ** اس سرگوشی کا حال آگے بڑھ کے تحریر ہوگا خواجہ عمرو
اسد کو لیکر اُسی جانب چلے لیکن یہ ساحر فرستادہ افراسیاب لرزان ترسان بخوف قزاقان مثل بید کانپتا
ہوا وہان پہونچا کہ اشرار جادو بارہ ہزار ساحرون سے اُترا ہوا ہے **ملک اخضر** مسلسل ومطوق بال سر کے
بڑھے ہوے روشنی چشم ندارد بیٹھا ہوا ٹٹول رہا ہے اپنے حال زار پر روتا ہے کہ یکایک ہلڑ ہوا کہ ساحر نامہ افراسیاب
کا لیکر آیا ہے اشرار نے ساحر کو خلعت دیکر رخصت کیا نامہ پڑھا گیا مضمون مذکورہ تحریر تھا چونکہ عرصہ دراز سے
بیچارہ اخضر قید ہے کوئی بے اعتدالی اس سے سرزد نہین ہوئی ہمراہیان اشرار کو بھی رنج وملال ہوا اپنے
قتل کی خبر **ملک اخضر** نے بھی سُنی حیران ہو کر سر جھکا لیا اپنے حال پر بہت رویا کبھی کہتا تھا خوبی تقدیر سے
قدمبوسی اُس شیر بیشۂ جرأت کی نصیب نہوئی موت قریب ہی وائے برما و گرفتاری ما حسرت ویاس لے کر
پردۂ دنیا سے چلے آرزوے دل پوری نہوئی **نظم**

من بساطِ عیش خود در ابر چشم تا کجا	خندہ زن برشادی من اہل ماتم تا کجا	خون دل تا کے خورد در سینہ اندوہ و غم
جان بفکر شادمانی طعمۂ غم تا کجا	راضیم گر چرخ زیر تیغ بنشاندمرا	از برائے منزلے سامان بگردم تا کجا

جز نمک پاشی بنجا طرہ نمبیاید مرح
ای برادر سوا یحم دانتہ اعلم تا کجا
از بیاض شعر معنی ہای رنگین رفتہ است
حلقۂ در ہا زدن با قامت خم تا کجا

بر جراحتہائے تیغ عشق مرہم تا کجا
در فراق رفتگان با غم بسازم تا بکے
یک ورق گردانی ماندہ است انہم تا کجا

غافل از بزم نامیم منشین کرنا مہین ترا
در مقام فرحت چندے بگیرم تا کجا
از تلاش دسعی سودا تا بکس بیرا دمر

خبر دہشت اثر اپنے قتل کی سنکر بیے اختیار رو دیا اشترار جادو نے فوراً ارشاد
کرائی جلادون کو طلب کیا ساتھ والون سے کہہ رہا ہی مدت سے اسی مقام پر فروکش تھے اس بڈھے کی قید کے
نگہبان تھے اب قتل کرکے اپنے شہر مین جائینگے اس آفت سے مہلت پائین گے قریب اخضر جادو کے آکر اشترار جادو
نے کہا اے ملک اخضر تمہارے قتل کا حکم آگیا اب ہم تمکو قتل کرکے خدمت افراسیاب مین جاکر انعام لینگے کمر
تمہارا پیشکش کرینگے اخضر نے کہا اے اشترار کیا مجال ہی تیری جو تو مجکو قتل کر سکے بموجب بشارت بندگان دین
بلاغت آئین آج دن میری رہائی کا ہی پس اگر قتل بھی ہوے طائر روح نے قفس جسم خاکی سے رہائی پائی
انجام بخیر ہوا بعد مرگ باغ ہمیشہ بہار کی سیر نصیب ہوئی اشترار نے کہا اے اخضر کیون بیہودہ بکتا ہی تو توکبھی
مہینے سے کہہ رہا ہی کہ بشارت ہوئی خواب مین بزرگون کی زیارت ہوگئی اسکا انجام یہ ہوا کہ آج بحسرت و یاس قتل
ہوتے ہو اب کیون اپنے حال زار پر روتے ہو افراسیاب کا ساتھ نہ دیا لاچین کے خیر خواہ ہونے سے کچھ
لطف اٹھایا اس روز سیاہ کا سامنا ہوا اب آمادہ مرگ ہو پیمانۂ قضا ہو ملک اخضر نے سر جھکایا جلاد تیغ کھینچکے
قریب آیا اشترار نے کوٹھے کھلوائے یہی سب سے کہہ رہا ہی یہ مال ہم تم آپسمین تقسیم کرلین گے مگر نہین معلوم کیا سبب
ہی کہ آج شہنشاہ کا حکم اسکے قتل کے واسطے کیون آیا یہ تو عرصۂ دراز سے قید ہی سلطنت طلسم صندل سے خرد ل
کرکے اندھا کر دیا ہمارے سپرد ہوا نہین معلوم کیا کسی نے شہنشاہ سے کہا جو حکم قطعی سر قلم کرنیکا آیا ملک اخضر
بیچارہ زیر تیغ سر جھکائے بیٹھا ہی دل سے کہہ رہا ہی دیکھون کیا ظہور ہو کیون الٰہی خدایا نادیدہ دوستون کو
غم دشمنون کو سرور ہوا ابھی اشترار نے حکم اذن نہین دیا کہ غل ہوا کہ افسر دہ جلد اٹھو شہنشاہ آتے ہین سب نے
سر اٹھایا دیکھا افراسیاب جادو بصد کر و فر تخت سحر پر سوار پہلو مین حیرت جادو ایسی معشوقہ
ماہ رخسار اڑا ہوا آتا ہی اشترار جادو بارہ ہزار ساحران غدار کو لیکر برائے استقبال آگے بڑھا جلاد نے
اخضر سے کہا لو اے ملک اخضر نا بینا شہنشاہ طلسم ہوش ربا آپہونچے ملک اخضر نے جواب دیا آئیگا تو
نمک حرام کیا کریگا یہان تخت افراسیاب زمین پر اترا سلامی ہوئی دردیان بجنے لگین فوراً اشترار جادو
نے واسطے افراسیاب کے تخت لاکر بچھایا افراسیاب بکر و نخوت تخت پر بیٹھا اشترار نے عرض کی اسوقت
حضور نے کیون تکلیف فرمائی افراسیاب نے کہا اے اشترار بد دولت تو نے نامہ روانہ کیا الکیل دراق ساحری
مین دیکھا صاف صاف لکھا تھا کہ اخضر قتل نہوگا جو جلاد خنجر مارینگا وہ پلٹ کر اسی کے پڑیگا ایک آندھی

سیاہ اُٹھیگی اُسمین سب سر ٹکرا کے مر گئے ما بدولت کو آرام نہ آیا دفع بلا کی تدبیر کی جلد شراب منگاؤ
اسپر القاب سامری پڑھا جاے تم سب جلد پیو کہ سامری جمشید تقدیر نہ کرنے پائین آج ذرا وہ بھی گھبرائین
اتنا تو معلوم ہو کہ ہمارے بندے بڑے عقیل ہین لات و منات ذلیل ہین فوراً لا کر شراب کے مٹکے
رکھے گئے افراسیاب نے القاب سامری پڑھا مگر کچھ ایسی لفظین کسی کی سمجھ مین نہ آئین حیرت پہلو مین
ہنستی جاتی ہی سنجے زیادہ حیرت کام کر رہی ہی شہنشاہ اسم پڑھتے جاتے ہین حیرت اُسکی تاثیر مٹکے مین
پہونچاتی ہی بارہ ہزار ساحر پرورش پر افراسیاب کی وجد کر رہے ہین حیرت جادو کبھی اشرار کے
کاندھے پر ہاتھ رکھدیتی ہی اشارہ کرتی ہی کیون اے خیر خواہ اس قصر مین خزانہ بھی ہی ہمارا ارادہ ہی
کہ بعد قتل اخضر تم سبکو انعام تقسیم کرین شرار نے کہا حضور اس قصر مین بڑا روپیہ ہی بڑی مدت کا خزانہ ہی
حضور پرورش نفرمائینگی تو ہماری مشقت کا کون خیال کریگا حیرت نے چپکے سے کہا کیون بھمرت یہ تجکو
خیال کبھی نہ آیا کہ ہماری قدمبوسی کو آتا اشرار مر گیا ساتھ والون سے کہتا ہی لو بھائیو حیرت مجھپر مائل ہی
اس خوشی مین نشان خزانے کے بتاتا پھرتا ہی اس عرصہ مین شراب تیار ہوئی ملکہ حیرت نے آواز دی لو صاحبو ایک
ایک جام ایک ایک سانس مین پیو جو کوئی ایک سانس مین نہ پئیگا دم ٹوٹ جائیگا عمر گھٹ جائیگی اشرار کو اور
زیادہ بھر کے جام دیا حیرت نے اشارہ کر دیا اگر ہماری محبت ہی تو ایک سانس مین پینا اشرار اپنے آپ سے
باہر سنے خوشی خوشی شراب پی گھبرا گھبرا کر اُٹھے لڑکھڑا کر گرے حیرت جادو قریب اخضر نابینا کے آئی کہا ای
ملک اخضر آگاہ ہو طلسم کشا اسد نامدار آپہونچا منم عمرو بن اُمیہ ضمری اسرار جادو کو بیہوش کیا ہے سنکر
ملک اخضر قدمون سے اسد کے لپٹ گیا کیا حضور مجکو بشارت ہو چکی تھی کہ طلسم کشا تجکو آکر رہا کریگا مین حیران
تھا کہ آج سامان قتل ہونے کا کیا سبب ہی حضور اشرار جادو کو قتل کرین کلیجہ اُسکا نکالکر غلام کی آنکھون
مین دھونی دین یہی غلام کی آنکھون کا علاج ہی آپ کے دم قدم سے دین حق کا رواج ہی عمرو نے فوراً اشرار کو
قتل کیا اسد نامدار بصورت افراسیاب بنکر آیا تھا اُنھون نے فوراً آگ روشن کی دریا دلی دکھائی جگر اشرار
کی دھونی سے آنکھین اخضر کی روشن ہوئین قدمون کو اسد نامدار کے بوسہ دیا خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری
مکانون مین گھستے ہین خزانے لوٹ رہے ہین اور جب باہر آتے ہین اخضر فرماتے ہین اے بادشاہ طلسم صندل
یہ تمام مکانات خزانہ سے خالی ہین بارہ ہزار ملازمان افراسیاب یہان رہتے تھے جفائین سہتے تھے تنخواہ وغیرہ
کیونکر ملتی تھی ملک اخضر کہتا ہی اے شہنشاہ اوج عیاری خزانہ تو یہان بہت ہی عمرو نے کہا اے برادر مین نے سب
مکانون مین تلاش کی ایک مکان مین دو مٹکے جھنجھی کوڑیون کے بھرے ہوے تھے وہ مین نے کنوین مین پھینکدین وہ
کس کام کی تھین ملک اخضر نے کہا خواجہ ایسا نہ فرمائیے یہان تو روپیہ بیحساب تھا عمرو نے کہا اب تو تمھاری آنکھین

روشن ہوئین ایسی ہی باتین تو بناؤ گے تمنے کہین چھپایا ہوگا اسد نے کہا حضور آپ سے کون پوچھتا ہی حقیقت مین
یہان روپیہ کہان فقیرون کا مکان بارہ ہزار ساحر رہتے تھے سب بیچارے فاقے کرتے تھے عمرو نے کہا بیٹیا تمھاری ان
باتون سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہان روپیہ تھا کسی نے لے لیا اسد نے کہا نہین حضور روپیہ کا کیا ذکر ہی غرض ملازمان
اخضر بھی مطیع الاسلام ہوئے اخضر نے اُسی قصر مین بڑی دھوم سے خواجہ عمرو و اسد کی دعوت کی عین گرمی صحبت
مین عمرو نے کہا ای ملک اخضر لوح طلسم صندل کی خواہش ہی بزرگان دین سے ہدایت ہوئی کہ جا کر ملک اخضر
بادشاہ سابق طلسم صندل کو رہا کرو عنایت سے پروردگار کے جستجو کی رہبر کامل نے یہان تک پہونچایا شکر ہی کہ تمکو
قید سے اس بیجا کی رہا کیا اب بتلاؤ کہ لوح طلسمی کہان ہی ملک اخضر نے دست بستہ عرض کی کہ مقام لوح گزارش
کرونگا مگر ملنا اُسکا دشوار ہی لیکن ایک ہفتہ حضور کو تکلیف ہوگی غلام کر ٹھہر کے لوح لیگا نہایت مشکل ہی اول ایک
بات ارشاد فرمائیے سامان قتل صندل بھی مہیا ہوا یا نہین عمرو نے کہا ای اخضر یہ کیا تمنے کہا سامان قتل صندل
جادو کیا چیز ہی ہر چیز کے واسطے طلسم مین لوح کافی وافی ہوتی ہی سوا لوح طلسمی کے اور کیا سامان مہیا ہو ملک اخضر
نے عرض کی ای شہنشاہ اوج عیاری افراسیاب نے ایسے شخص کو بادشاہ طلسم صندل کیا ہی کہ جسکا قتل
ناممکن صرف کتاب سامری مین یہ مرقوم ہی جو کوئی قصد کرے طلسم صندل فتح کرون پہلے سامان قتل صندل جادو
مہیا کرے یہ غلام کو نہین معلوم کہ وہ سامان کیا چیز ہی بموجب قاعدے کے غلام نے بھی حضور سے پوچھا مین اس
رمز سے بخوبی آگاہ نہین ہون جتنا ماہر تھا اس قدر عرض کیا حضور جب سے سلطنت شہنشاہ لاچین سے طلسم ہوشربا
مین غدر ہوا خیر خواہان لاچین جا بجا گرفتار ہوئے دشمنون کا اوج موج ہوا صندل جادو کو افراسیاب نے
میرے طلسم کی سلطنت دی مین اُس ملعونہ سے لڑا وہ تو میرا کچھ نہ کر سکی افراسیاب نے آکر گرفتار کیا اتنا غلام کو
خوب معلوم ہی کہ کوئی شی برائے حفاظت صندل جادو افراسیاب نے تیار کی ہین اُسکو سپرد کیا ہوگا یہ نہ
دریافت ہوا کہ کیا شی تھی کسکے پاس گئی جتنا غلام نے سُنا تھا عرض کیا اب کل مقام لوح بتاؤنگا مگر یہ غلام کا
اختیار نہین ہی کہ باسانی لے کر خدمت مین حاضر کرے لیکن دو ہفتہ مین سحر تیار کر کے اپنی جان پر کھیلون گا
دریائے جفا کو جھیلونگا حضور کے تصدق سے آنکھین روشن ہوئین پلکون سے جاروب کشی کرونگا دیدہ بازی
لیل ونہار سے مجبور و ناچار ہون آنکھون سے احکام شاہنشاہی بجا لاؤنگا جا بجا میرے ملازم مقید ہین
انکو جا کر رہا کرو دن سحر جو قبضہ سے گیا ہی اُسیر قابو ہو شب بھر اخضر نے اسی قصر مین خواجہ و اسد کی
دعوت کی بوقت سحر بصد کر و فر اپنے ہمراہ لیکر طرف قلعہ صندل کے چلا ملحوظ خاطر رہے کہ ابھی خواجہ بھی
ساتھ ہین اُس قصر سے تھوڑی دور آکر ایک درہ کوہ مین ملک اخضر نے اسد و عمرو کو پہونچایا چند
ساعت وہان ٹھہرا کر درہ کے باہر آیا کہا ذرا سر اُٹھا کر ملاحظہ فرمائیے اسد نے سر اُٹھا کر دیکھا سامنے

قلعہ صندل پہلوے قلعہ مین ایک برج نہایت رفیع وسیع صناعان چابکدست نے تعمیر کیا ہی کئی سو گز کا ایک میل آہنی اُسپر نصب ہی اُس میل کے نصب ہونے سے یہ مطلب ہی کہ ایک قفس آہنی مین ایک قمری طوق اطاعت بگلو مصروف کوکو ہی اسد نے فرمایا ای برادر یہ کیا تماشا دکھایا میل آہنی ایک قفس مین قمری صاف ظاہر ہوتا ہی کہ شوخی و شرارت سے بھری ہی ملک اخضر نے عرض کی ای شہریار بانیان طلسم نے لوح طلسمی اس قمری کے شکم مین رکھدی ہی آٹھ پہر اُسکو ہلاکت انسان کی جستجو ہی اسوجہ سے مصروف کوکو ہی جب کوئی سامنے قلعہ کے جائیگا اول آواز ہیہات وافسوس بلند کرتی ہی تین آوازین دے کر خاموش ہو جاتی ہی گویا اپنے فعل پر شرماتی ہی اگر وہ جلنے والا پلٹ گیا معاوم ہوا راہگیر تھا اگر آنے والے نے آواز ہیہات وافسوس سنکر بھی قصد کیا یہ قمری حلقۂ اطاعت سے قدم باہر دھریگی یعنی قفس کو توڑ ڈالیگی بلند پرواز ی کرکے سر پر اُس آنے والے کے سایہ ڈال کر صداے کوکو بلند کرتی ہی تیسری آواز مین مُنہ سے اس قمری کے شعلہ نکلکر ایک شعلہ اُس آنے والے پر گرتا ہی کہ وہ جلکر خاک سیاہ ہو جاتا ہی صدہا بندگان خدا اسی جستجو مین آئے جلکر خاک قصّے اُن بیچارون کے پاک ہوئے کسی نے خبر نہ لی کہ کیا ہوے یہ نہ کوئی سمجھا کہ کس بلا مین مبتلا ہوئے ای شہریار سخن شنیدن بیخ دولت بموجب مضمون رباعی سودا رباعی

گریار کے سامنے مین رویا تو کیا
مژگان مین جو لخت دل پرویا تو کیا
یہ دانۂ اشک سبز ہونا معلوم
اس شورزمین مین تخم بویا تو کیا

بہر نوع حضور کو اتنا تامل فرمانا چاہیے کہ مین جاکر سحر کو تیار کرکے لاؤن اور کسی ترکیب سے اس قمری کو مارون تب لوح طلسمی قبضہ مین آوے یہ اتنا جھگڑا مین نے اسواسطے بیان کیا کہ اگر حضور میرے بعد درۂ کوہ سے نکلنے کا قصد کرینگے دشمن شہنشاہی فوراً جلکر خاک ہونگے اسکا علاج ارسطو اور لقمان سے بھی غیر ممکن اخضر نے عمرو کو سمجھایا کہ حضور جبوقت تک کہ غلام واپس نہ آئے درۂ کوہ سے انکو نہ نکلنے دیجیے گا مین جاکر تدبیر مین مصروف ہوتا ہون عمرو نے کہنا ملک اخضر کا قبول کیا ملک اخضر اُسی وقت پر پرواز پیدا کرکے ایک جانب روانہ ہوا اسد نامدار مع عمرو آکر درۂ کوہ مین ٹھہرے جب ملک اخضر جاچکا اسد نے کہا نانا جان آپ ایسا جہاندیدہ آدمی بیکار رہا تو مین ایک بیر مرد زمین گیر کے مقبلا ہوتا ہی مین ابھی جاکر ایک تیر مین اس قمری کو مارتا ہون اگر اصل مین لوح اُسکے پاس ہی پہنچیا ہو گی ملک اخضر کے آنے وہ آنے کی کیا احتیاج ہی عمرو نے سمجھایا کہ بیٹا وہ بادشاہ سابق طلسم صندل مین ابھی ظاہر ہوا کہ تمھارے مذہب حق پر دل سے مائل ہی جو کچھ سمجھایا ایکہفتہ تامل کرنا واجب و لازم ہی صلاح و مشورہ سے ستون سلطنت قایم ہی اسد نے کہا آپ نے جو فرمایا بہت بجا ہی ایسے ایسے مختصر امورات مین اسقدر تساہل ہونا سراسر نادانی انجام جسکا پشیمانی عمرو نے سمجھایا اسد خاموش ہو رہا

مگر دل مین یہ خیال کہ کسی حیلہ سے خواجہ سامنے سے ہٹین تو مین قمری پر وار کرون اگر شاید اُسکے شکم مین لوح ہی تو اسیر قبضہ کرنا کتنی بڑی بات ہی اگر ایک قمری کو بھی نہ مار سکے تو طلسم ہوشربا کون فتح کریگا افراسیاب سے مقابلہ کیونکر پڑیگا یہ سوچکر اسد غازی خاموش ہو رہا اُسی درۂ کوہ مین بسر کی مگر شب فراق معشوقون کی ملاقات کا اشتیاق سب سے زیادہ ملکہ مہ جبین کا خیال لالۂ خون قبا کی جدائی کا ملال جب آہ کرتے ہین خوف ہی کہ شعلہ آہ استخوان جسم کو نہ جلا دے آتش عشق شعلہ ور محبت زور ون پر جب طپش قلب نے بیقرار کیا یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے اشعار

پہونچی ہے برچھن سینہ سلگ کر جگر مین آگ
کب کی دبی ہوئی تھی دل بر تر مین آگ
گر سوز عشق اشک کو اخگر بنا ئیگا
ہنگام احتیاج ہی موجود گھر مین آگ
پڑتے ہین آبلے جو چھوے کوئی جسم گرم
کہتی ہے آہ مین نے لگائی جگر مین آگ
وہ سوختہ نصیب ہون جس جا رہونگا مین
ٹھہرے کہان شرر جو لگے اپنے گھر مین آگ

ای فکر دیدہ دوڑ لگی بال و پر مین آگ
دیدار کی ہوس نے جلایا نگاہ کو
دہکا کریگی شام و سحر چشم تر مین آگ
جز نخل عشق اور ہے وہ کونسا شجر
ای چشم تر نہان ہے مگر اس گہر مین آگ
بلبل کی گرمی دل سے تعجب ہوا مجھے
قسمت مری لگائیگی دیوار و در مین آگ

باران کے بدلے برق تڑپتی ہے رات دن
دی شعلہ ہائے حسن نے یارے نظر مین آگ
ہو عمر طول آہ شرربار کی مری
ہو جسکے بیخ و ریشہ و برگ و ثمر مین آگ
ہے ناز سوز ہجر کو پھونکا ہے مین نے دل
بھر دی کہانی عشق نے اہل بشر مین آگ
تقدیر کے بگاڑ کا چارہ محال ہے

ایسے ایسے اشعار پڑھ کر تڑپے پھڑکے جب دم لبون پر آیا تب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا خواجہ عمرو اُٹھے دیکھا اسد نامور مصروف عبادت پروردگار ہی خیال مین گذرا جب تک یہ ذطائف سے مہلت پائے ہم ذرا جنگل کی سیر کر آئین یہ سوچ کر عمرو باہر درے کے آئے یہ تو اسکے ڈکے کی خبر منانے چلے مگر اسد نامور اپنی جان سے بیزار دل سے کہتا ہی ای اسد کب تک اُس پیر زمین گیر کا انتظار کرین اپنا علاج اپنے ہاتھ سے کرو اگر حیات باقی ہی انشاء اللہ ابھی قمری کو مار کے لوح لیتے ہین اور اگر قضا قریب ہی یہ بھی ایک بہانہ ہی کب تک انتظار کرین اپنے کو مجبور و ناچار کرین یہ سوچ کر اسد نامدار قدم ہمت بڑھا کر درۂ کوہ سے باہر نکلا جیسے ہی دامنہ قلعہ مین پہونچا قمری نے قفس مین کریال کی پر پرزے جھاڑے جب اسد اور چند قدم آگے بڑھا قمری نے تیوری بدلی کوکو کی صدا دی مگر طرف اسد کے دیکھ رہی ہی چند قدم اسد اور آگے بڑھے دل سے یہی صلاح ہی کہ اب اسی مین فلاح ہی اگر یہ قفس سے نکل آئے ایک اشارے مین خاتمہ اگر قفس سے قمری نہ نکلی قفس آہنی کا توڑنا دشوار ہی مگر وہ ستار و غفار ہی ہر شے مین تاثیر عطا فرمائیگا ناگاہ قمری نے اپنے کو آراستہ کیا اس طرح تڑپی کہ قفس ٹوٹا بیقرار ہو کر قفس سے نکلی بلند ہو کر اُس سرزمین پر اپنا سایہ ڈالا دیکھا اسد نے ہاتھ پانون مین رعشہ جسم مین سوزش قلب مین طپش آنکھون مین جلن دل مین تڑپن لیکن جرأت کر کے کمان کیانی دوش سے اُتاری انہین کانپتے ہوئے ہاتھون سے تیر ترکش سے نکال کر

کمان مین جوڑا قمری کو تاک کر مارا جب تیر قریب سینۂ قمری پہونچا قمری کے منھ سے شعلہ نکلکر گرا کہ تیر جلکر خاک ہوا کئی تیر اسد نے مارے قمری نے جلا دیے ادھر عمرو صحرا مین خود بخود گھبرایا سب سے زیادہ یہ خوف ہو کہ اسد غازی مرد سپاہی جاہل اجہل ایسا نہو کہ ہوس مین لوح طلسمی کے نکل پڑے مفت مین ہلاک ہوگا تمام ساحر نام اسد غازی کے دشمن ہو رہے ہین علامت طلسم صندل مٹ چکی ہو ساحرا طلسم صندل ضرور فکر مین ہونگے ایسا نہو کہ اسکے ساتھ بہ بدی پیش آئین تو غضب ہو یہ سوچکر عمرو دیکھا کیا مگر دمبدم اضطراب ترقی پر حیران مضطر چلا آتا ہو کہ اسد غازی پر نگاہ پڑی دیکھا وہ شیر زیر دیوار قلعہ پہونچ چکا ہو کئی تیر مارے خالی گئے قمری نے جلا دیے اپنی جو خطا تھی سہمے ہوئے زیر دیوار کھڑے ہین ترکش مین سے پھر تیر نکال رہے ہین مگر ہاتھ پانون مین رعشہ آچکا ہو رنگ رو متغیر متردد متحیر خواجہ عمرو نے یہ حال پر ملال جو دیکھا آواز دی او دیوانے مجہول یہ کیا ستم کیا اس دوست صادق کے کہنے کو خلاف سمجھا ای اسد غازی برائے خدا پلٹ آگے بڑھنے کا قصد نہ کرین زلزلہ قاف ثانی سلیمان کو کیا منھ دکھاؤنگا مطعون بدنام ہو جاؤنگا اسد غازی نے پلٹ کے خواجہ عمرو کو دیکھا شرم و حجاب سے کچھ جواب نہ دیسکا مگر تیور سے پیدا تھا اشارون سے ہویدا تھا کہ ہم مجبور و ناچار ہین اب ہاتھ دستگیری نہ کرینگے پانون سے ثابت قدمی غیر ممکن چہرہ اُداس عالم یاس عمرو سمجھا اسد غازی مبتلائے بلا ہوے بھلا یہ قریب کب جاتے ہین دور ہی سے غل مچانے لگے ارے او دیوانے یہ کیا کیا مین مفت مین رسوا ہوا تمھاری مادر مہربان کو کیا جواب دونگا یہ کہکر چلا تھا کہ انشاء اللہ اس شیر دل کو ساتھ لیکر آؤنگا نانا جان تمھارے پوچھین گے تو اُنکو کیا جواب دونگا اب عمرو دیکھ رہا ہو کہ قمری چیخ مارتی ہوئی قریب سر اسد نامور آتی ہو بشمشاد باغ رعنائی پابگل ہو چکے ہین آنکھین پتھرا گئین کمان مین خم آیا ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گری تیر سہم کر الگ ہوے تلوار قبضہ سے نکلی سیم نے لشتی بانی کی عمرو نے اس بیقراری مین کارساز مطلق مالک بے چون کو پکارا ای رحیم ستار العیوب دافع البلیات نظم

خداوندا شبم را روز گردان
درین شب دسپیدم کن چو خورشید
چو روز اندر جہان فیروز گردان
توئی یاری دہ فریاد ہر کس
شبے دارم سیہ چون بخت اسعد
بفریاد من فریاد خواہ رس

ای غیب پوش عالم ای خالق اکرم شیر بیشۂ صاحبقرانی کو بچالے عمرو بیقرار اسد اشکبار عمرو بصورت آئینہ حیران اسد مثل زلف پریشان یہ متردد وہ متوحش یہ نوبت بجان وہ نگار باستخوان یہان عمرو دم کا چرخ اسد مثل تصویر خاموش قریب تھا کہ قمری کو کو کہکر اسد نامور کے سر پر بیٹھ جائے کہ ایک جانب سے عمرو نے دیکھا ایک عقاب نایاب بلند پرواز اڑتا ہوا آتا ہو مثل برق تڑپ کر قریب اُس قمری کے پہونچا

اسد نامور پر جو سایہ اُس قمری کا پڑا تھا یہ شاہزادہ سروسہی قد بالکل ہو چکا تھا بلکہ چہرے سے صاف یہ ظاہر تھا کہ سارا جسم پتھر کا ہو گیا لیکن وہ عقاب جب قریب پہونچا ایک پرانی ڈر سے اُس قمری پر ارا کر قمری بلند ہوئی کوکو بھولی صدائے افسوس ہیہات دینے لگی پر اُسکے بہت سے نچ کر زمین پر گرنے اب تو وہ قمری چاہتی ہے کہ جان بچا کر نکلجاؤن پنجۂ شہباز اجل سے رہائی دشوار دونون مین منقار اور پنجے چل رہے ہین لیکن عقاب نے قمری کو بیر و پیچ مار مار کر اس قدر بلند کیا کہ برابر دیوار قلعہ کے پہونچ گئی ہے ایک مقام پر قمری نے پنجون سے بہت سے پر عقاب کے نوچ کے پھینکدیے عمرو کھڑا ہوا دعائین مانگ رہا ہے خداوندا اس عقاب کو غالب کرنا ملک اخضر نے کہا تھا اسی قمری کے شکم مین لوح طلسم ہے کئی مرتبہ قصد ہوا کہ تیر مارون اگر زخمی ہوکر قمری زمین پر گرے اسکا شکم چاک کرکے لوح طلسم لون لیکن جب تیر جوڑتا ہے ہاتھ مین رعشہ آجاتا ہے ناچار سہم جاتا ہے قلب تھراتا ہے دعا مین مصروف اسد غازی پابگل مضمحل منفعل دل دھڑک رہا ہے کلیجہ مثل مرغ بسمل پھڑک رہا ہے آخر عقاب نے ایک مقام پر قمری کو پنجون مین دبوچا غصہ مین پانؤن تھام کر جھٹکا مار کر چیر ڈالا عمرو نے دیکھا شکم سے قمری کے کوئی شے مثل جرم قمر کے چمکی عقاب اُسپر گرا نہین معلوم کیا شے تھی اُسکو قبضے مین کیا لیکن مرنے سے قمری کے صحرا مین آندھی سیاہ اُٹھی صدائے گیر و دار بلند ہوئی دیوارین قلعہ کی تھرائین بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا نامم من طیران جادو بود تاریکی دفع ہوئی احوال روشن ہوا عمرو نے دیکھا ملک اخضر جادو اُترتا ہوا آسمان سے چلا آتا ہے کوئی شے مثل ستارۂ سحری ہاتھ مین دوڑ کر قدمون سے اسد نامدار کے لپٹ گیا عرض کی اے شہریار غضب کیا ہمنے بروقت رخصت کہا تھا تمنے سراسر اُسکے خلاف کیا شکر ہے کہ پروردگار نے مجھے عین وقت پر پہونچایا ورنہ روسیاہ ہوتا حوالی طلسم صندل مین تباہ ہوتا سر پٹک پٹک کے مرتا خواجہ عمرو نے کہا اے ملک اخضر تونے بڑا کام کیا اور اگر تھوڑی دیر تم اور نہ آتے اسد غازی کا خاتمہ تھا مین دیکھ رہا تھا اخضر جادو خوشی خوشی اسد نامدار کو لیکر صحرائے سبزہ زار مین آیا لوح طلسم صندل اسد غازی کے ہاتھ مین دی کہا حضور پڑھین اسد نامدار نے بعد وضو کے ملاحظہ فرمایا صاف تحریر تھا اے فتاح طلسم واے سیاح این عجائبات فتاح طلسم پر واجب و لازم ہوگا کہ اول سامان قتل صندل جادو مہیا کرے کہ وردھر مٹے اسد نامور نے گھبرا کر کہا اے ملک اخضر جو تمنے کہا تھا وہی اسمین بھی مرقوم ہے لوح کے علاوہ کیا سامان قتل صندل جادو ممکن کرین لوح کے ملنے سے اور درد سر بڑھ گیا ملک اخضر نے کہا اسمین بھید ہے اگر آپ فتاح طلسم صندل ہین آخر مین یہ راز کھلے گا لوح برائے قتل صندل جادو کافی نہین ہے اس عرصہ مین اور ملازمان ملک اخضر مع بارگاہین خیمے اسباب ضروری لیکر حاضر ہوئے بارگاہ استادہ ہوئی

ملک اخضر اسد نامور کو لیے ہوئے بارگاہ مین آیا مقام صدر پر شاہزادے کو بٹھایا عرض کی غلام جو یہان سے گیا نمکخواران شاہی جا بجا قید تھے انکو جا کر رہا کیا یہ سب حاضر خدمت ہین اسد غازی نے فرمایا کل مین انشاء اللہ برائے طلسم کشائی جاؤنگا تم اسی مقام پہ فرد کش رہو رات بارگاہ ملک اخضر مین بعیش و راحت بسر ہوئی بوقت سحر اسد نامور نے نماز سے فراغت حاصل کی دربار ملک اخضر آراستہ ہوا اسد غازی مسلح ہو کر آئے خواجہ کو سلام کر کے کہا غلام رخصت ہوتا ہے عمرو نے گلے سے لگایا خوب سمجھایا کہا اے نور نظر یہ مقدمہ طلسم کشائی ہے جرأت کو اسمین دخل نہین ہے دمبدم قدم بقدم لوح طلسمی کو ملاحظہ کرنا اگر اسمین فرق ہوا جان پر بنیگی ہر کہ و مہ خرد و کلان دقیقہ اعلیٰ تمھارے نام کا دشمن ہے اگر خدانخواستہ گرفتار ہو کر سامنے افراسیاب کے پہونچے فوراً حکم قتل دیگا ہم اسی مقام پر انتظار مین بیٹھینگے ملک اخضر نے کہا بسم اللہ آپ برائے طلسم کشائی تشریف لیجائین الٰہی شہنشاہ ادرج عیاری دو دم چلے جب فتح ہو جائینگے شہزادہ پھر اسی مقام پر تشریف لائیگا ہمین اسی مقام پر انتظار کرنا واجب و لازم ہے اور جو مقام ہمارے جانے کے لائق ہوگا بلا تکلف اپنے کو وہان پہونچائینگے اگر نہ جا سکینگے مجبور ہونا چاہیے اسد نامدار نے کمر ہمت چست باندھی آمادہ سفر ہوئے لوح کو ملاحظہ کیا جو کچھ حکم نکلا اسکو خیال مین کیا سب سے بغلگیر ہو کر بحکم لوح طلسمی ایک جانب چل نکلے خمسہ بر غزل ناسخ

مثل بو نظرون سے ہر اک گل نہان ہو جائیگا
بلبلو صحرا سے بدتر بوستان ہو جائیگا
پھول کیا کانٹا بھی بے نام و نشان ہو جائیگا
کاروان بادِ بہاری کا روان ہو جائیگا
ایک دن یہ باغ پامال خزان ہو جائیگا

کیا تم بھی شرم کے مارے نہان ہو جائیگا
صبحدم صد چاک جیب انس و جان ہو جائیگا
سامنے سے مہر تابان بھی روان ہو جائیگا
چاند سا چہرہ جو پردے سے عیان ہو جائیگا
چشم عاشق کا ہر اک پردہ کتان ہو جائیگا

کچھ دنون سے وہ پری جلوہ جو دکھلانے لگا
فیض ہر اک دولتِ دیدار سے پانے لگا
بہر نظارہ وہان سارا جہان جانے لگا
رفتہ رفتہ اپنے در تک وہ صنم آنے لگا
سجدہ گاہ خلق سنگ آستان ہو جائیگا

بانگ تو اے ماہ تیری گلستان کا ہے جواب
عکس رخ سے ہے نقاب بے دے انور ماہتاب
ہے خدنگ تیر مژگان غیرت تیر شہاب
بالی کے موتی ہین تارے روئے تابان آفتاب
تیرے آنے سے ابھی بام آسمان ہو جائیگا

قتل کرنے مین جو یاد آجاتے ہین ایام وصل
تلخ اپنی زندگی کا ہے مزا بے جام وصل

جان آجائیگی تن مین جب سنونگا نام وصل
یا رجب مجھ جان بلب کو بھیجے گا پیغام وصل
دیکھنا پیغام مبرمعجز بیان ہوجائیگا

ایک دم ہرگز نہین تنہا مین اُسکو چھوڑتا
چھیپ کے پیچھے ہولیا جس سمت وہ اٹھکر چلا
خلق کو مجھپر یقین ہوجائے گا ہمزاد کا
گر یو نہین مین ساتھ ہون تو رفتہ رفتہ دیکھنا
اُس پری کو اپنے سایہ کا گمان ہوجائیگا

دیکھ پائیگا جو صورت روے آتشناک کی
ہے یہ گرمی فی الحقیقت روے آتشناک کی
دل جلا ڈالے گی حیرت روے آتشناک کی
تھرلائے گی شرارت روے آتشناک کی
شعلۂ آتش ترے آگے دھوان ہوجائیگا

کیا غضب اے ترک تیری چشم نے برپا کیا
یہ رولایا دیدۂ نرگس کو بھی اندھا کیا
زلف نے پھانسی دی سنبل نے اگر دعوی کیا
تیری ابرو نے کمان کو تیر سا سیدھا کیا
پیش مژگان تیر خم ہوکر کمان ہوجائیگا

تیز کتنی دیکھنا تیغ نگاہ ناز ہے
صاف ٹکڑے مرغ جان کا ہر پر پرواز ہے
پر کہان عالم مین ہمسا عاشق جانباز ہے
کیا ضرر ہمکو جو وہ محبوب تیرانداز ہے
ہر خدنگ اپنے بدن مین استخوان ہوجائیگا

مین نہ سمجھا تھا کہ دل ایذا دکھائے گا مجھے
پیچ مین اُس طفل کی کاکل کے لائے گا مجھے
وہ بڑھے گا مین گھٹونگا غم ستائے گا مجھے
انقلاب دہر تب اُس سے ملائے گا مجھے
پیر جب ہوجاؤنگا مین وہ جوان ہوجائیگا

حسب خواہش گو نہین یہ شعر پُرمضمون کہا
مان لے آباد کا کہنا زیادہ غم نہ کھا
آج تیرا کوچۂ دلدار مین ہے دل لگا
فکر کر موقوف ناسخ جی نہین لگتا تیرا
پھر طبیعت کا کسی دن امتحان ہوجائیگا

مغنی فقانے کہ آمد بجان
با حوال جم یا بہ احوال کے

دیگر

درین زیر نہ پردۂ آسمان
سخن سازے کہ معنی ساز کردہ
درین پردہ آوازہ نالم چونے
سخن را ینچنین آغاز کردہ

جبکہ ماہ آسمان سطوت و جلالت یکہ تاز میدان امارت صاحب تیغ و سپاہ اعنی شاہزادہ اسد نامور لوح طلسم صندل ملاحظہ فرماکر ایک جانب بموجب ہدایت لوح چلے لوح نے حکم دیا کہ سمت مشرق جانا مناسب ہے کوس دو کوس راستہ طے کیا تھا کہ صحراے ریگستان مین پہونچے صحراے ہول خیز وحشت انگیز جادۂ منزل نابود

ریتی کا میدان سنسان درختون کے پتے گر گئے شاخین جلی ہوئی حدت نیر اعظم سے صحرا کرۂ نار معلوم ہوتا ہے
اگر کوئی بندہ خدا جا نکلے پانی کے واسطے تڑپ تڑپ کے مرے سوائے چشمۂ آفتاب چشمۂ آب نایاب اس چشمہ سے
چشمداشت آب نہین ذرے چمک رہے ہین تنہائی کا سناٹا صورت یہ ہے کہ شاہزادہ قدم اٹھاتا ہے پانون
دھنسا جاتا ہے بمشکل دس بیس قدم چلے یکہ و تنہا نہ یار ہے نہ مددگار ہے کوئی راہبر ہمراہ نہین نشان منزل سے
آگاہ نہین منزل پرخطر ہر مقام پر جان کا ضرر جیون جیون دن چڑھا اسد غازی کو پیاس کی ترقی ہوئی
راستہ چلنا دشوار ہے ہر سمت پیک نگاہ کو دوڑایا کوئی چشمہ پانی کا نہ نظر آیا زبان منھ سے نکل پڑی دور ایک
جانب درخت دکھلائی دیے نخل سرسبز و شاداب جو دیکھے معلوم ہوا کہ حضرت خضر واسطے رہبری کے آئے
اسی جانب قدم اٹھایا جب قریب پہونچے دیکھا ایک ٹیکرا نہایت بلند اسد غازی اس ٹیکرے پر آئے
دیکھا کہ ایک تکیہ ہے فقرا جابجا بیٹھے ہین کسی مقام پر قمریون کے پنجرے لٹکے ہین کہین یاہو کے جوڑے چر رہے
ہین ایک نخل کے سایہ مین شیر کی کھال کا فرش بچھا ہے اسپر ایک فقیر بے نوا بیراگی بغل مین شجر فی پیراہن
زیب جسم یاد معبود حقیقی مین تسبیح ہاتھ مین سر جھکائے ہوئے مصروف وظیفہ خوانی ہے چند چیلے برائے خدمت
حاضر ہین حال حسرت مآل اپنے مرشد کے ناظر ہین اسد غازی نے وہ مقام پاک و پاکیزہ خالی از غوغا پایا
قریب اس درویش کے آئے اس درویش صفر ریش نے جمال باکمال اسد غازی کو دیکھا سطوت جلالت
و صولت دیکھکر اپنے مقام سے اٹھا بے اختیار منھ سے نکلا آئیے تشریف لائیے شعر بیا بیا کہ ترا تنگ
در کنار کشم ٭ بتنگ آمدہ ام چند انتظار کشم ٭ اسد غازی اس درویش باصفا کی تعظیم و تکریم سے
نہایت خوش ہوئے اس مقام پر بیٹھے مگر وہ درویش سراپا کو اسد نامور کے دیکھ رہا ہے جمال بیمثال اسد
نامدار پر نگاہ نہین ٹھہرتی حیران جمال محو دیدار ہے دوڑ کر ایک ظرف مین پانی لایا اسد غازی نے پانی
لیا بسم اللہ کہکر جام دہن سے لگایا جب تو اس مرد درویش نے ہاتھ تھام لیا قدمون کو بوسہ دیا کہا
ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ آج ستارۂ مراد اوج پر ہے ای شہریار گیتی ستان ای ہژبر بیشۂ عربستان قطعہ

ہے اشتہار تجھسے مرا ای فلک جناب
نشو و نما دے مجھکو کرم کا ترے سحاب
قطرہ تجھ ابر فیض سے پہونچے جو سوئے بحر
لاوے عجب نہین جو ہما بیضۂ حباب
پہونچا نہ تیرے عہد مبارک مین ایک روز
کھلجائے باد تند سے شیرازۂ کتاب

رخشندگی ذرہ ہے از فیض آفتاب
ہے یہ جہان مین وہ در دولت ترا کہ باب
جاوے رگڑ کی چرخ کو موج در خوش آب
روشن نہ ہون کو گر نہ ہو سجدہ در ترا
از دست محتسب کوئی پایا احتساب
کیا تاب ہے عدو کی جو ٹھہرے ترے حضور

اک تخم ہون مین خاک نشین زمین شور
ناکام بخت کون کہے ہوتا ہے کامیاب
دریا کو سیر کشتی سے تیری یہ ہو شرف
رکھے نشان سجدہ جبین پر نہ ماہتاب
پربت پربت کوہ کا لون ٹلے کہ جو لن
گر نشیب ٹھہر کو تیرے گہ عتاب

سامان تیرہ روزی ہی بہر سر عدو	تیری وہ تیغ قبضہ ہی جسکا سیاہ تاب	اُس مرد درویش نے اسد نامدار کو

دیکھکر اسقدر شادی کی معلوم ہوتا تھا اسکو دولت کونین ہاتھ لگی اسد نے فرمایا ای برادر تم اس خلق و مروت سے پیش آئے گویا ہمکو کہین دیکھا تھا یا کسی سے ذکر سنکر ہمارے مشتاق تھے مرد درویش نے ہاتھون کو اسد کے آنکھون سے لگایا خاک پا کو توتیاے چشم بنایا عرض کی اب حضور اپنے نام نامی کو غلام سے نہ چھپائین پہلے تو یہ مژدہ فرح افزا سنائیے کہ لوح طلسم صندل دستیاب ہوئی ملک اخضر بادشاہ سابق طلسم صندل کو قید سے رہا کیا اسد غازی نے فرمایا ای برادر تمھارے نام نامی اسم گرامی سے ماہر ہون اُس مرد درویش نے عرض کی کہ غلام کو روشن تکیہ دار کہتے ہین ای شہریار جب طلسم ہوشربا مین غدر ہوا شاہنشاہ لاچین گرفتار بلا ہوے ہم لوگ جا بین اپنی بچاکے بھاگے طلسم صندل پر صندل جادو نے قبضہ کیا ملک اخضر کو گرفتار کر لیا اُنکے وزیر اعظم دستور معظم فہیم جادو اس فکر مین ہوے کہ اپنے بادشاہ کو قید سے چھڑائین یہ خبر دارون نے صندل کے گوش گذار کیا اُسنے قصد کیا کہ فہیم جادو کو قتل کرے مین نے وزیر اعظم کو خبر دی وہ بھاگ نکلے لیکن فرزند نوجوان اُنکا نعیم جادو گرفتار ہوا صندل نے اس نوجوان کو نابینا کر دیا غلامان خیر خواہ اُس نوجوان کو اُسی حال پر ملال مین لے بھاگے اختر شناسان علی منزلت و کاہنان فلاطون طبیعت نے حکم لگایا کہ اس راہ سے ایک دن فتاح طلسم صندل کا گذر ہوگا اور وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی فخر سام و سہراب سرکوب افراسیاب فتاح طلسم ہوشربا جرات و شوکت مین یکتا اُس جوان نابینا کو صحت دیگا فہیم جادو حضور کے قدوم میمنت لزوم کا مشتاق ہی نعیم جادو یہ ایک ایک دن شاق ہی حضور تشریف لیچلین سب نشانیان طلسم کشائی کی آپ مین ظاہر ہین اور ای شہریار ہمسے چھپانا بیکار ہی یہان سب حضور کے خدمتگزار ہین اسد نامدار ہاتھ تھام کر روشن تکیہ دار کا اُٹھے ایک حجرے مین آکر دیکھا ایک جوان نابینا سر جھکائے بیٹھا ہی شخص دیگر بصد کرو فر بیٹھا ہوا کچھ اوراق پڑھ رہا ہی جیسے ہی اسد نامدار کو آتے دیکھا اُٹھ کر وہ شخص قدمون کی جانب جھکا اسد نے سر سینہ سے لگا لیا فہیم جادو گرد پھرنے لگا اسد نے کہا ای فہیم جادو ای وزیر اعظم ملک اخضر لوح طلسم صندل حاضر ہی اپنے فرزند کی آنکھون سے مس کرو کہ نور نظر کی آنکھین روشن ہون فہیم نے دوڑ کر اُس جوان نابینا کو مژدہ دیا کہ ای فرزند اُٹھو وقت انتقام قریب آیا پروردگار نے طلسم کشا کو یہان تک پہونچایا وہ جوان نابینا ٹٹولتا ہوا اُٹھا اسد کے ہاتھون کو لیکر آنکھون سے لگایا اسد نے فوراً لوح طلسم صندل نعیم کی آنکھون سے مس کی چند قطرات آب گندہ کے گرے آنکھین نعیم کی فوراً روشن ہوگئین فہیم گرد پھرا نور نظر کی آنکھین روشن ہوگئین روشن تکیہ دار نے واسطے نعیم و فہیم کے اُسی تکیہ پر فرش معقول و سامان عیش و نشاط مہیا کیا فرش پر آکر اسد

نامدار بیٹھے کہ یکایک نخل سے ایک طائر نے چہکارا مارا سر اٹھا کر فہیم جادو نے دیکھا طائر نے
آنکھ ملا کر آب دانہ دی اے ظالم تو نے غضب کیا طلسم کشا دشمن ملکہ صندل جادو کو اپنے مقام پر جگہ دی
ستم دونون باپ بیٹون کی مدت سے تلاش تھی آج تیا ملا میں زاغ سر جادو ہے یہ کہکر تڑپ کر زمین پر
گرا فہیم نے چند دانے ماش کے مارے زاغ نے پر اٹھا کر مارا دانے ماش کے جل گئے ایک زنجیر آہنی
پیدا ہوئی نصف گلے مین فہیم کے نصف گلے مین نعیم کے پڑی اس ساحر نے دونون کو زنجیر مین گرفتار کیا
روشن تکیہ دار پیچھے اشارہ کر دیا وہ بیچارا غرق زمین ہوگیا اب زاغ سر جادو نے چاہا کہ
تڑپ کے نکل جاؤن اسد نامدار کو تاب نہ آئی اپنے مقام پر سے اٹھ کے نعرہ کیا نعرہ اسد

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ	بدرم دل شیر و چرم پلنگ	شہنشاہ نام آور و کامران	اسد شیر دل ابن صاحبقران

اُس ساحر نے اسد پر ایک دو ہتڑ مارا انکے گلے مین لوح طلسمی موجود تھی سحر نے تاثیر نہ کی اُسنے چاہا اسد کی
بھی گردن پکڑون اسد نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا کہ سر بیچارے کا چنبر گردن سے اڑ گیا زاغ
روسیاہ تڑپ کر گرا داخل جہنم ہوا بعد دفعہ ہونے تاریکی کے آواز آئی کشتی مرا نام من زاغ سر جادو
بود روشن تکیہ دار فہیم و نعیم جادو نے بلائے مبرم سے نجات پائی ہاتھون کو اسد کے بوسہ دیا
عرض کی اے شہریار اب طلسم کشائی مین جلدی کیجیے صندل جادو کو خبر ہو جائیگی یہ اسکا ملازم تھا
حضور مصروف طلسم کشائی ہون ہم لشکر جمع کر کے حاضر خدمت ہونگے اسد نے کہا بسم اللہ اے فہیم جادو تم
جا کر اپنے ساتھ والون کو رہا کر دین بہت جلد اپنے کو مراحل جات پر پہونچاتا ہون یہ کہکر لوح کو ملاحظہ
کیا فہیم نے دیکھا کہ اسد نامدار لوح کو دیکھکر اُس تکیہ سے اترے سامنے چشمۂ آب تھا اسم حاشیۂ لوح دم کیا
چشمہ کے پانی نے جوش مارا ایک کشتی پیدا ہوئی یہ نہنگ بحر جرات بامید مدد خدائے عالم اُس کشتی پر سوار
ہوا فہیم ناتوان چند کس کو ساتھ لیکر برائے انتظام لشکر ایک جانب روانہ ہوا لیکن شاہزادہ والا تبار
اسد نامدار اُس کشتی پر جاتے ہین ایک مقام پر آ کر کشتی ٹھہری اسد بحکم لوح کودے چند قدم چلے تھے کہ چہار
دیواری باغ کی معلوم ہوئی اسد طرف باغ کے چلے تھے کہ اندر سے باغ کے آگے آگے ایک ماہ رخسار
نہایت حسین کم سن در پلے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے گرد کنیزان ماہرو پری پیکر خوش خو

نظم

گردش ہر اُن آنکھ کی بلا گردان ہو	ناز قربان ہو اسیر تو تصدق انداز	جنبش لب سخن آبروئے چشمۂ خضر
دم عیسیٰ کے لیے موج تبسم دمساز	تیوری کی گانٹھ کا کب ہے یہ کھلنے کا عقدہ	ہوسکی کوئی اگر دہری یان محرم راز
رخصت آفت ہو تقدیر سے جبتک تیری	کرنے لگے گوشۂ ابرو کے اشارے ساز	نگاہ نرگس نظر آوین جیسے آہوئے مرگ
انکھڑیان ہین یہی ظالم کہ کوئی شعبدہ باز	کینہ جوئی کا تو کیا ذکر ہے سبحان اللہ	مہربانی کا تری جور فلک پا انداز

اُس مہ جبین نے باندازِ عاشقانہ اسد نامدار کو جھک کر سلام کیا اُسکی ناز و ادا دیکھکر اسد نامدار بیقرار ہوگئے نظارۂ جمال میں مصروف ہوے کہ اُس آفت جان نے جھککر عرض کی کہ اے شہریار تشریف لائیے مین انبار از عرض کردن اسد کو بھی اُسکی صورت زیبا دیکھکر اشتیاق ہوا کہ اس گلعذار سے دم بھر بیٹھکر باتین کرے نہ یہ کہ اُسنے خود کہا کہ اس باغ مین تشریف لائیے اسد نے بیقرار ہوکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا گویا دولت دنیا ہاتھ مین آئی گرد کنیزان گل پیرہن آپس مین اشارے کنایہ کرتی ہوئی کہ جس سے صاف ثابت ہوتا تھا کہ یہ نازنین اسد نامدار پر مدت سے عاشق ہے کوئی کہتی ہے کہ بوا دیکھو آج ہماری ملکہ لالہ عذار کی آرزو بر آئی طلسم کشا نے سرفراز کیا اب جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہونگے ایک کہتی ہے کہ ارے تو اس شیر بیشۂ جرأت کو جانتی ہے دوسری نے جواب دیا اب حال سب کھلجائیگا حسب و نسب کی بھی کیفیت ظاہر ہو گی خیال تو بھی بخوبی ماہر ہو گی اسد ان باتون کو سنتا ہوا ملکہ کے ساتھ سیر کنان باغ مین آیا ملاحظہ فرمایا باغ نہایت سرسبز و شاداب ہے نہرین آب صاف و شفاف سے مملو فوارے ہزارہا چڑھے ہوے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مروارید بے بہا برس رہے ہین چمن ہائے طلائی نخلہائے لاثانی ہوا معتدل جوانانِ چمن کا نکھار فصل بہار کی بہار ۔ نظم

یہ جوشِ گل ہے چمن مین جگہ نہین ملتی
طلائی ہوکے نکلتا ہے جعفری سے تار
جسے تھی سرو سے الفت وہ اب ہے عاشق گل
سوار باد ہوئی بوئے گل سلیمان وار
دکھا رہی ہے مسیحا کی طرح سے اعجاز

سنبھل سنبھل کے قدم رکھتی ہے نسیم بہار
عیان ہین غنچۂ نارستہ شاخسارون سے
جو توڑو بیضۂ قمری تو نکلے بلبل زار
چمن مین گر کوئی پیوستہ پا کو لے آوے
چمن مین قوت نشو و نمائے فصل بہار

یہ فیضِ آب زرِ گل ریاض دہر مین ہے
صفا مین شاخ گل تر ہے صاف آئینہ دار
یہ عندلیب سے کہدے کوئی بنے ہدہد
تو ہاتھ پاؤن ہون پیدا بہ رنگ شاخ چنار

اسد غازی باغ کی سیر ملاحظہ فرماتے ہوے ہمراہ اُس سرو سہی قد کے بارہ دری مین آکر داخل ہوے مسند پر بیٹھے لیکن وہ گل رعنائے باغ خوبی گھبرائی ہوئی رنگ رخ متغیر بیقرار ہوکر بول اُٹھی حضور مین تو مدت سے آپکی مشتاق تھی مگر خدمت مین حاضر نہو سکی اب جو سرفراز فرمایا ہے شراب بھی نوش فرمائیے یہ کہکے جلدی سے جام لبریز کیا گھبرا کر پیش کش کیا اب اسد نامدار کو اُس گلعذار سے کھٹکا پیدا ہوا جام تو ہاتھ سے لے لیا انجام کا خیال آیا لوح پر نگاہ پڑی جیسے ہی اسد طرف لوح کے متوجہ ہوئے وہ گھبرا کر پیچھے ہٹی یہ کہتی ہوئی کہ حضور دیکھیے میری کچھ خطا نہین ہے مین تابعدار ہون شراب پینے نہ پینے کا آپکو اختیار ہے اس عرصہ مین اسد نے لوح کا مطالعہ فرمایا صاف مرقوم تھا کہ اے طلسم کشا مکر سے شمشاد جادو کے بچنا ہرگز شراب نہ پینا اگر ایک قطرہ حلق سے اُترا تاثیر شراب دکھائیگا تمام جسم پانی ہوکر بہ جائیگا جسوقت جام شراب وہ ہاتھ مین دے گردش دیگر فوراً جام شراب اُسی کے سر پہ

پھینک مارنا پھر قدرت پروردگار کا تماشا دیکھ لینا اسد نے لوح کے دیکھتے ہی دل پر پتھر رکھا خیال آیا یہ
صورت دلفریب ہمارے لیے زہر قاتل ہی یہ سوچ کر جام شراب کھینچ مارا اُسنے ایک چیخ ماری آواز دی آوخ
شراب جرات او مہوت میخانہ شوکت زبردستی میری جان لی یہ کہکے چاہا کہ پر پرواز پیدا کرکے اُڑ جائے
قطرہ شراب کا جسم پر اُس مخمور شراب مکاری وغداری کے پڑا معلوم ہوا بارود مین آگ کی چنگاری
گری مثل ہیزم خشک وہ آتش مزاج جلنے لگی کنیزون نے چاہا جان بچا کر نکل جائین دیدہ و دانستہ اپنے
کو اس آگ مین نہ جلائین کہ یکایک جسم سے اسکے شعلے نکلے کنیزون پر پڑے وہ بھی جلنے لگین باغ
آتشبار ہوا ہر نخل سحرا آتش ہر شاخ شعلہ سرکش پھول باغ کے چنگاریان ہوگئے زلف سنبل دھوان دھار فریاد
کی پکار رود گفری اُس باغ مین صداے ہاہو بلند رہی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من شمشاد جادو
بود اب روشنی ہوئی اسد نامدار نے ملاحظہ کیا باغ سارا جلا پڑا ہی ایک جانب لاشہ ساحرہ کا پڑا
ہی اسد نے جھککر سجدۂ شکریہ پروردگار کیا سرحد سے اُس باغ کی نکلے چاہتے تھے کہ لوح کو ملاحظہ کرین یکایک
ایک طرف سے گرد اُڑی اسمین سے صداے مہیب آتی تھی باش او طلسم کشا غضب کیا میری معشوقہ کو مارا
اب میرے ہاتھ سے کیونکر زندہ بچیگا اسد نے پلٹکر دیکھا کہ ایک دیو غریو کرتا ہوا چوب دست گران
سنگ آہنی کاندھے پر رکھے ہوئے اتنا جلد قریب اسد کے پہونچا کہ پلک جھپک گئی اُس جلدی مین چوب دست
آہنی کو چرخ دیکر اسد پر وار کیا اسد نے تیرا بدلکر خالی دیا چوب دست زمین پر پڑی پانی نکل آیا اُس
عفریت خونخوار نے آواز دی افسوس ایک لقمہ لطیف تھا کہ رہا ہو گیا اسد نے پہلو سے نکلکر نعرہ کھینچا کے
مار کے پست کیا منم اسد شیر دل وہ دیو پلٹ پڑا چوب دست پھینک کر چاہا اسد سے لپٹ جائے
اسد نے خلخ سر پکڑ کر توڑ ڈالی خون کا پرنالہ دیو خود سر کے سر سے جاری ہوا وہ بھیا بھاگا اسد نے پیچھا کیا
تھوڑی دور جاکر اُسنے پر پرواز پیدا کیے چاہا اُڑکر نکل جاوے اسد نے لوح کو دیکھا لکھا تھا عفریت جادو
اسکا نام ہی مکاری و فریب اسکا کام ہی اگر زندہ بچکے جائیگا فساد برپا کریگا اسد نے موافق حکم لوح کے
ترکش سے تیر نکالکر کمان مین پیوست کیا تاک کر مارا سینے پر اُس ملعون ناپاک کے پڑا پشت کو توڑ کر پار
گذرا وہ عفریت چرخ کھاکر زمین پر گرا لاشہ جلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من عفریت
جادو بود اب روشنی ہوئی اسد نے دیکھا لاشہ ایک ساحر سیہ فام کا پڑا ہی بموجب ہدایت لوح آگے بڑھے
دیکھا ایک نخل پر ایک طائر ہفت رنگ بیٹھا ہوا زمزمہ سرائی کر رہا ہی جیسے ہی اسد کی نگاہ طائر پر پڑی
نگاہ ملتے ہی ہوش اُڑے طائر نے زمزمہ سرائی شروع کی اب جو بگوش ہوش سُنا وہ طائر ہفت رنگ
اشعار عبرت آمیز وحشت خیز پڑھ رہا ہی اسد محو حیرت حیران پریشان گوش بر آواز سوز و گداز طائر کے

جیسے کا مشتاق اشعار عبرت سنکر جی چاہتا ہی گریبان چاک کرون آنکھون سے آنسو جاری طائر کی
زمزمہ سرائی کی ترقی تھی ایک لوح گلے مین تھی حرفون پر جو نگاہ پڑی یہ مرقوم تھا کہ اے طلسم کشا جلد
ہوشیار رہو جا صداے سوز و گداز پر مائل نہونا اسد نے بہ تعجیل اسم حاشیہ لوح پڑھا پڑھتے ہی
محویت دفع ہوئی کمان کاندھے سے اُتاری طائر چیخ مارکر بلند ہوا آواز ہیہات ہیہات بلند کی بمجرد
صدا دینے طائر کے ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون تلوار کھینچے اسد کے قریب آیا جھپٹکر تلوار کا وار
کیا بدن پر پڑا کئی ضربین لگائین اسد نے وار کو اُس نابکار کے خالی دیکر چاہا لوح کو ملاحظہ کرون ہنوز نگاہ
نہ پڑی تھی کہ اُسنے بڑے زور و شور سے وار کیا اسد نے اُسکی مرتبہ تلوار کو تلوار پر گانٹھا الجھاوے مین سے
ہاتھ نکالکر وار کیا اُس بیحیا نے سر جھکا دیا تلوار پڑی زنگی کے دو ٹکڑے ہوے اسد پیچھے ہٹا کہ دو زنگی بنکر تیار
ہوے دونون نے وار کیا اسد نے ایک کو ہاتھ مارا اُسکے دو ہوے اسی طرح بڑھتے جاتے ہین تھوڑے
عرصے مین تمام صحرا زنگیان آدم خوار سے بھر گیا اب اسد لڑتے لڑتے عاجز آیا تمام زنگی غل مچا مچا کے حربے
کرتے ہین اُسوقت اسد کو خیال آیا یقین ہی لڑتے لڑتے غش آجائیگا لوح دیکھنا مناسب ہی شمشیر زنی
ترک کرکے زنگیان روسیاہ کو اپنے پاس سے ہٹایا لوح کو اُٹھا کر دیکھا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم دا ئ ستارکین
عجائبات اگر وہ زنگی آکر مقابلہ کرے ہرگز اُسکو تلوار سے قتل نہ کرنا اگر شاید قتل کیا دھوکا کھایا ایک کے
ہزارون بنکر تیار ہون تو اُسوقت خیال کرکے دیکھو کہ ایک زنگی سب کے بیچ مین کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی اُسکی
پیشانی پر خال سفید ہی اسمین بڑا بھید ہی تاک کر اُس خال پر تیر مارنا تل بھر کا فرق نہو اگر تیر خال پر پڑا
اُسکا کام تمام ہوا ورنہ وہ تیر تمھارے تو دۂ جسم پر پڑیگا جان بچانا دشوار ہوگی اسد نے بہ تعجیل تیر
جوڑا لیکن آواز دی اے حاکم قضا و قدر تیر نشانے پر پہونچے دعا کرکے تیر مارا بقدرت پروردگار اُسی خال
سفید پر زنگی روسیاہ کے پڑا توڑکر گدی کو پار گذرا جسم سے اُسکے شعلے نکلے زنگیون پر گرے سب مثل چوب
خشک جلنے لگے بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام سن سیہ تاب جادو بود اسد غازی نے دیکھا ایک
مکان عالیشان بنا ہی پھاٹک اُسکا بند قفل رومی کلان لگا ہوا اندر سے اُس مکان کے صداے فریاد
بندگان خدا کی آتی ہی زنجیر کی جھنکار بلند اسد نے لوح کو دیکھا لکھا تھا اے طلسم کشا بندگان خدا بیجرم و بیخطا
اس مکان مین قید ہین اُنکا چھڑانا ذات پر تمھاری موقوف ہی اسد نے آکر قفل توڑا چار سو بندگان خدا کو
مصیبت قید مین مبتلا پایا اُن قیدیون نے جو اس آفتاب عالمتاب آسمان صاحبقرانی کو دیکھا چہرے
خوشی سے اُنکے مثل ستارہ سحری چمکنے لگے اسد نامدار نے آکر سب کو رہا کیا کلمۂ طیبہ تعلیم فرمایا سب جوان
کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوے اُس مکان مین مرکھہاے عربی و ترکی بیشمار مع ساز و یراق مرصع کار

سلاح ہائے جواہرنگار اسد نے سب جوانون کو کل افواج و ترکون کے تقسیم کیا ناگاہ ایک قصر مین سے آواز رونے کی کان مین اسد کے آئی اسد نے گھبرا کر اُن جوانان صفت شکن سے پوچھا کیا اور بھی کوئی شخص یہان قید ہی یہ کیا بھید ہی سب نے عرض کی کہ ایک تاجدار عالیوقار صاحب حسن و جمال گلگون شمال یہان قید ہی سیہ تاب جادو اُسپر عاشق تھی چاہتی تھی قبول حال کرے وہ جوان انکار کرتا تھا اتنا غلامون نے دیکھا کہ اُسپر بہت بدعت کرتی تھی اسد فوراً اُٹھے اُٹھکر اُس مکان کو کھولا دیکھا حقیقت مین ایک جوان حسین و رعنا زندان مین سوزن ہاتھ مین ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان گلے مین طوق چہرہ اُداس عالم یاس سر جھکائے رو رہا ہی اسد نے آنکر آواز دی ای اسیر زندان رنج و محن مین نے تیری دشمن سیہ تاب جادو کو مارا اُس جوان نے بہ نگاہ حسرت طرف شاہزادہ اسد کے دیکھا قدمون سے لپٹ گیا اسد نے زبان سے سوزن نکالا اول صدمہ سے بیہوش ہوگیا بعد عرصہ دراز ہوشیار ہوا اسد نامدار نے ہاتھ تھام کر اُٹھایا ضعف و نقاہت سے لڑکھڑاتا تھا ساتھ والون سے اشارہ کیا سب نے لاکر اسکو پانی پلایا اب اُس جوان کے ہوش و حواس درست ہوے اسد نے بارگاہ استاد گرامی پوچھا ای برادر تیرا کیا نام ہی عرض کی غلام کو شوکت جادو کہتے ہین ملک اخضر بادشاہ سابق طلسم صندل کا سپہ سالار ہون جرم نمک حلالی مین گرفتار ہون اسد نے کہا ای شوکت جادو مبارک ہو تمھارے آقائے نامدار کو رہا کیا لشکر لیے ہوے وہ بھی اُترے ہین شوکت جادو دیکھکر اس قدر خوش ہوا قریب تھا کہ شادی مرگ ہو قدمون سے لپٹکر عرض کی ای شہریار آپ کو پروردگار سلامت رکھے ایک بات سے اور غلام کو آگاہ فرمایئے تب قلب کو تسکین ہو آپ نے سامان قتل صندل جادو بھی مہیا کیا یا نہین اسد غازی نے مسکرا کر کہا ای برادر مین خود اس مقدمہ مین حیران ہون تمھارے بادشاہ نے بھی مجھسے یہی پوچھا لیکن نہ بتلایا کہ کیا سامان مہیا کرون تمھارے وزیر اعظم دستور معظم فہیم جادو اور اسکے فرزند نعیم جادو کو رہا کیا اُنھون نے بھی یہی بات پوچھی اب تم صاف صاف بتاؤ کہ مین کیا سامان مہیا کرون مقدمۂ فتح طلسم مین لوح بڑی چیز ہی وہ میرے پاس موجود ہی اُسی کے حکم سے مرحلے فتح کیے بڑے بڑے ساحران غدار کو مارا اس سے بہتر اور کیا سامان ہی شوکت نے عرض کی کہ غلام راز اصلی سے تو ماہر نہین ہی فقط اتنا جانتا ہی زبان سے ستارہ شناسون کی سنا کہ صندل جادو کا قتل کرنا نہایت دشوار ہی افراسیاب نے اُس ساحرہ کو بادشاہ طلسم صندل کیا ہی کہ جو صاحب راز دنیا زساحری رگ و ریشہ مین اُسکے افسونگری بھری ہی وزیران و مشیران سلطنت سے اسکی صلاح کیجیے ورنہ وقت پر نہایت مشکل ہو گی اول اُسکی تدبیر واجب و لازم ہی یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ملک اخضر مع لشکر ظفر اثر تشریف لاتے ہین اسد نے شوکت جادو کو حکم دیا شوکت

خوشی خوشی واسطے استقبال کے نکلا اپنے سپہ سالار شوکت جادو کو جو ملک اخضر نے دیکھا تخت پر سے کود پڑا سر سینہ سے لگا لیا شوکت نے تمام کیفیت بیان کی خواجہ عمر وبھی آکر پہونچے بارگاہ زرنبفتی استادہ ہوئی اسد نامدار مقام صدر پر جلوہ فرما ہین حاجب کرسی جواہر نگار پر ملک اخضر تخت پر شوکت بعہدۂ سپہ سالاری مشیران سلطنت و مدبران با ہمت اپنے اپنے مقام پر حاضر ہین کہ خبر پہونچی فہیم جادو وزیر اعظم ملک اخضر کا مع بارہ ہزار فوج کے آتا ہے اسد نے تمام کیفیت فہیم کے ملنے کی ظاہر کی شوکت جادو استقبال کرکے فہیم جادو کو بھی لایا وزیر بعد عرصہ دراز اپنے بادشاہ سے ملا نہایت خوشی ہوئی صحبت عیش و نشاط آراستہ کرنے کا حکم صادر ہوا ساقیان ماہ رخسار جام بادۂ گلنار لیکر حاضر ہوے ملک اخضر نے حکم دیا ایک نازنین مہ جبین شیرین مقال پری تمثال خوش گفتار کبک رفتار گلنار پوش غارت گر عقل و ہوش حسین کمسن بیباک چست و چالاک لباس فاخرہ زیب جسم کرکے ناز و ادا ہمراہ سامنے آکر مصروف رقص ہوئی گانے کا رنگ جما اس حسن سے وہ زہرہ جبین گائی کہ تمام اہالیان محفل دل و جان سے خریدار ہوے فلک کو سکتہ شاہد نو عروس فلک نے چنگ مرصعی اپنے ہاتھ سے رکھدیا زہرۂ فلک گوش بر آواز مشتری جان و دل سے خریدار سوز و ساز گائکی آگاہ ہے کہ اسد نامور عاشق تن صف شکن افسر صحبت مین یہ غزل عاشقانہ شروع کی ناز و کرشمہ سے بتا بتا کے گانے لگی

غزل مومن

زہر ٹپکے ہے نگاہ یار سے — موت سوجھے نرگس بیمار سے
جابجا نہرین ہین جاری بہتے اشک — پہونچے ہونگے دامن کہسار سے
لاغری سے زندگی مشکل ہوئی — ہے گران تر جان جسم زار سے
ذکر اشک غیر مین رنگینیان — ہوے خون آئی تری گفتار سے
چھڑکے ہے کان ملاحت سو دن کیا — خود لپیٹے جا بسینہ افگار سے

قتل ہوکر ہم بچے آزار سے — غم کے دن کٹ گئے تلوار سے
گر نہ کھیلین جان پر جی ہار دین — عشق بازی سیکھیے اغیار سے
گر علاج جوش وحشت چارہ گر — لا دے اک جنگل مجھے بازار سے
عشق مین ناصح بھی ہیگا مدعی — جرم ثابت ہوگیا انکار سے
اگر دعا کرتا ہون مومن وصل کی — ہاتھ باندھے ہین نہ بت نے تار سے

غزل دیگر جناب سید محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

باہین گلے مین انکے شب وصل ڈالکے
ہاتھون سے دل پکڑکے کلیجہ سنبھال کے
نازک کلائی تیری ہے ایجان کہ نہ جائے
ہاتھون سے رہگیا ہین کلیجہ سنبھال کے
غیرون کو آپ پہلو مین اپنے بٹھاتے ہین
لکھنا یہ نامہ بر جو وہ جویا ہون حال کے

لوٹا کیا مزے سے مزے مین وصال کے
مین بھی جھکاکے سر ہون سر خاک بیٹھتا
عاشق کے سر پہ تیغ لگانا سنبھال کے
ٹکڑے پڑے ہین شیشۂ دل کے یہ جا بجا
دیکھین حضور ہین یہی پہلو ملال کے
کیسا لپیٹ کے سوئے شب وصل ہے وہ

ہم نکلے رات کوچہ سے اس خوش جمال کے
تم قتل کرنے آؤ سر وہی سنبھال کے
پہلو سے میرے بیٹھ کے جسدم وہ اٹھ گیا
رکھیے قدم حضور ذرا دیکھ بھال کے
رہتا ہے دل مین درد سون برائی آہ سرد
نیچے ہمارا گال رہا انکے گال کے

صحبت مین انکی جاکے جو مین بیٹھنے لگا
عاشق کا اپنے چار مین قصہ اچھال کے
جانون مین جب کہ میری طرف سے رقیب بھی
پھر دیدہ کیون ڈراتے ہو خنجر نکال کے

آیا کیے رقیب مگر وقت ٹال کے
کم سن جو تھے دہل گئے فریاد سے مری
قدمون پہ تیرے رکھدین کلیجہ نکال کے
دل مجھسے کیا سمجھکے مین اب مانگتے جواد

رسوا نہون حضور مجھے اسکا خوف ہی
مین خود خجل ہون آہ کو لب سے نکال کے
گر ڈالو آپکے نہ ہیچ مجھے ایکبار تم
پہلو سے لیگئے تھے وہی تو نکال کے

عین گرمی صحبت مین بادشاہ ملک اخضر ونعیم وفہیم جادو وزیر اعظم وشوکت سپہ سالار نے ذکر شروع کیا خواجہ سے متوجہ ہوکر سب نے کہا ای شاہنشاہ اوج عیاری اب فرمائیے کیا تدبیر ہو اسد نامدار کے تشریف لیجانے مین کچھ تقریر ہو عمرو نے کہا جیسا کچھ لوح خبر دیگی اس طور پر کاربند ہونگے بادشاہ و وزیر و سپہ سالار نے جواب دیا کہ خواجہ بڑی مشکل ہی ہمیشہ سے یہی سنتے ہین کہ جو کوئی ارادہ فتح طلسم ہوشربا کرے سر اپنا ہتیلی پر دھرے بعد حصول لوح سامان قتل صندل جادو مہیا ہو ورنہ قتل صندل جادو کی تدبیر لوح طلسمی نہ بتلائیگی طلسم کشا کو جان بچانا مشکل ہوگا اور اب یہ سانحہ درپیش ہوا مجلجات فتح ہوے نگہبان طلسم مارے گئے شوکت جادو سپہ سالار نے رہائی پائی نعیم جادو بینا ہوئے مالک زندان خانہ کو حضور نے قتل کیا قیدی رہا ہوئے یہ سب خبرین صندل جادو کو ضرور پہونچی ہونگی سامان لشکرکشی مین مصروف ہوگی آپ کے لشکر مین کوئی ایسا ساحر نہین ہی کہ ملکہ صندل جادو سے مقابلہ کرسکے کون ایسا جز بردست افسر ہی کسکو ایسا درد سر ہی کہ اپنی جان دے ملکہ صندل سے مقابلہ کرے سحر کا جواب دے خواجہ عمرو نے حیران ہوکر کہا ای ملک اخضر کیا تدبیر کرین تم بادشاہ ہو صاحب عز وجاہ ہو جس شخص کا پتہ نشان جا وجستجو کرنا ہمارا کام ہی ملک اخضر نے عرض کی جسقدر علامون نے کتابون مین لکھا دیکھا بزرگون سے سُنا براہ خیر خواہی سب کچھ حضور کے سامنے بیان کردیا نام ہم نہین جانتے کہ ملکہ صندل کس شے سے قتل ہوگی اتبو حضور کے ساتھ ہماری بھی زندگی کا لطف قائم ہی اگر خدا نخواستہ ملکہ صندل اور طلسم صندل پر قبضہ نہوا ہم لوگ اس حال مین نہین رہ سکتے ہر ایک کو ڈھونڈھ کر قتل کریگی ہم جانثاری کو حاضر ہین جس شے کے نام نہین واقف اسکی جستجو مین قاصر ہین انھین باتون مین چار گھڑی رات صحبت عیش برخاست ہوئی بوقت سحر اس غیرت سبقت صاحبقرانی نے ارشاد فرمایا لشکر تیار رہو واسطے مقابلہ صندل جادو کے جائینگے عمرو نے بموجب فہمائش ملک اخضر کے جواب دیا ای نور نظر ابھی تامل کرو ہمکو بھی ایک ایک دن برابر ایک سال کے گذرتا ہی فتح طلسم صندل سے کوئی مراد نہین مقدمہ اسکا ابھی تک نام نہین آیا ہی یعنی تا بہ ورند مہر رہ جاتا ہی ـ لوح طلسم ہوش ربا کا پتا لگاتا ہی یہان اس طلسم کے فتح کی کوئی صورت نہین تازہ جملہ یہ ہی کہ ہر شخص کا یہی قول ہی کہ سامان قتل ملکہ صندل جادو مہیا کرو

اسم کیا سامان مہیا کریں پروردگار مسبب الاسباب ہی ہر طرح کا سامان مہیا کریگا یہ باتیں درپیش ہیں ہر شخص کو پس و پیش ہیں کہ کچھ لگے ہاے ابر آسمان پر آئے بوندیاں بھی پڑیں یہ سامان دیکھکر اسد نامور کو ہواے شکار ہوئی معشوقان گلعذار کی یاد آئی طبیعت گھبرائی خیال میں آیا صحرا میں جاکر آہوان صحراے دل بہلائینگے خود بخود دل گھبراتا ہی یہ سوچ کر خواجہ عمرو سے عرض کی کہ اگر آپکا حکم ہو تو کل واسطے شکار کے جائیں عمرو نے کہا ای نور نظر مرحلہ جات طلسم کے فتح کیے ابھی بادشاہ طلسم سے مقابلہ ہی ایک ایک کافر تمھارے نام کا دشمن ہی ہر ایک ساحر رہزن ہی دل نہیں قبول کرتا کہ تمکو شکار کی جہات دیں اسد نے عرض کی کہ خدا آپ کو سلامت رکھے سواے آپکے اور یہان کون سرپرست ہی ہر شخص بادۂ نخوت سے مست ہی کسکو خیال بند و بست ہی میں بہت جلد واپس آؤنگا عمرو نے کہا بیٹا دن ہی کو چلے آنا عرض کی ایسا ہی انتظام ہوگا اسد نامدار نے بلاکر حکم دیا پہلیے قراول میر شکار بوقت سحر حاضر رہیں تمام کارگزاران شاہنشاہی مصروف انتظام ہوے جسوقت کہ عقاب بلند پرواز یعنی نیر اعظم بصد شوکت و حشم براے شکار صحراے سبزہ زار فلک نیلی میں طائران شکاری کی فکر میں مصروف جستجوے شکار نمودار ہوا بہر شکار گردن ابلق لیل و نہار پر سوار ہوا ملازمان شاہنشاہی نے اسد نامدار کو بیدار کیا شاہزادہ اُٹھکر عبادت خانہ میں آیا بعد فراغ نماز سحر سرداران نامور حاضر خدمت ہوے عرض کی کہ تمام سامان شکار حاضر ہی اسد نامدار برآمد ہوے خواجہ عمرو کو خبر ہوئی کہ اسد غازی سوار ہوا چاہتے ہیں آپکی زیارت کے مشتاق ہیں خواجہ عمرو فوراً تشریف لائے اسد نے سلام کیا عمرو نے سر سینہ سے لگاکر فرمایا ای نور نگاہ صاحبقران اسم بسم کس لشکر کافران لوح طلسمی سے بہت ہوشیار رہنا شب باش ہونے کا قصد نکرنا عرض کی انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا ملک اخضر و فہیم جادو و شوکت جادو وغیرہ سرداران لشکر براے رخصت اسد نامور حاضر ہوے اسد ایک ایک سے رخصت ہوا اخضر نے کئی مرتبہ یہی کہا کہ ای شہریار لوح سے بہت ہوشیار رہیے گا ملکہ صندل جادو حضور کی فکر میں ہوگی اسد نے فرمایا مصرعہ دشمن اگر قویست نگہبان قوی تراست * یہ فرماکر سب سرداروں کو رخصت کیا اسد نامدار سامان شکار ہمراہ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوے ناظرین والاتمکین اس داستان حیرت بیان کو دیکھکر یقین کامل ہی کہ ضرور اس حقیر کو آفرین آفرین فرمائیں یہ مقام لفظاً لفظاً ملاحظہ ہو خمسۂ مومن خسب حال

کہتے ہیں سب کہ تم نہیں بچنے کے شب تلک	نادان ہیں یار انہیں کوئی سمجھاے کب تلک
دشوار ہی وصال ہیں ناکام جب تلک	رہجاے کیوں نہ ہجر میں جان آکے لب تلک
	ہی آرزوے بوسہ یہ پیغام اب تلک

ہر چند عمر بھر ستم ناسزا سہا
بیدادیون سے اب بھی یہ دریاے خون بہا
پر اُس جفا شعار سے شرمندہ ہی رہا
کہتے ہین بیوفا مجھے مین نے جو یہ کہا
ڈرتے رہینگے تم ہی پہ جیتے ہین جبتلک

کب بزم مین مین کام ہوس یاب ہوسکا
مین کیا کہ غیر بھی نہین سمجھا اب ہوسکا
کب مجھسے کچھ مخالف آداب ہوسکا
تمکین حسن ہے کہ نہ بیتاب ہوسکا
خلوت مین بھی کوئی قلق بےادب تلک

بس زہر دے مضطرب اے چارہ جو نہو
جز نیمجان کچھ نہین باقی ہے سو نہو
گذرا مین ایسے جینے سے تکلیف تو نہو
آ جائے کاش موت ہی تسکین ہو نہو
ہر وقت بیقرار رہے کوئی کب تلک

بس اُسکی مت ہوا ہے دل بیہوش جس طرف
منھ پھیرتی ہے بزم مین بیٹھون مین جسطرف
کیا جانے تو کہ ہے نگہ لطف کس طرف
وہ چشم التفات کہان اب ہے جسطرف
دیکھے کہ ہے دریغ نگاہ غضب تلک

نقد روانِ اشک کا ہو صرف روز و شب
وہ دُر بے بہا جسے رکھین عزیز سب
یاقوت لخت دل کا یہان خرچ ہے غضب
ایسے کریم ہم ہین کہ دیتے نہین بطلب
پہونچا دو یہ پیام اجل جان طلب تلک

اچھا نہین ہے عہد وفا دشمنون سے یار
ہونا پڑے گا نار سرشتون سے شرمسار
کھو ہاتھ سے نہ مجھسے ستم کش کو زینہار
مایوس لطف سے نہ کرے دشمنی شعار
امید سے اُٹھاتے ہین ہم جور اب تلک

وہ جو یہ کہتے ہین کہ کسی سے نہ مل فریب
دونون طرف سے ہوتے ہین اب متصل فریب
ہم اُنکے رشک سے جو ہین اتنے خجل فریب
یان عجز بےریا ہے نہ وان ناز دل فریب
شکوہ بجا رہا گلہ بےسبب تلک

مومن کو دیکھ چشم مین آیا لہو اُتر
کہتا تھا اک رفیق گھر بار دیکھکر
یہ حال تھا کہ مضطر و حیران تھے چارہ گر
ایسے ہی بیقرار رہے متصل اگر
اے شیفتہ ہم آج نہین جیتے شب تلک

مغنی فغانے کہ آمد بجان	درین زیر نہ پردہ آسمان	نظم	ازین پردہ آواز نالہ جوئے	با حوال جم یا با حوال کے

شعر سخن سازے کہ معنی ساز کردہ ٭ سخن را این چنین آغاز کردہ ٭ جبکہ بہیرہ شکار کنندۂ ہفت قلعۂ قاف کشندۂ جفت سیمرغ بروز مصاف امیر حمزہ بن مطلب بن ہاشم بن عبدمناف یعنی ہزبر بیشۂ یکہ تازی شاہزادۂ اسد بن کرب غازی مرحلہ جات طلسم صندل فتح کرکے واسطے شکار کے سمت صحرائے سبزہ زار روانہ ہوا خواجہ عمرو نے تاکید کردی ہے کہ اے نور نظر شب باش ہونے کا قصد نہ کرنا ہر مقام پر تمہارے دشمن موجود ہین اسد نے عرض کی کہ غلام آج ہی حاضر ہوگا یہ کہکر سمند صبا رفتار پر سوار ہوکر طرف صحرائے سبزہ زار کے روانہ ہوئے بیلیون نے بڑھکر جھاڑی جھنڈی کو جھاڑا جانوران ہوائی نکلنے لگے باز و بہری وغیرہ باردارون نے رہا کیے شکار طائران ہوائی شروع ہوا بیلیے قراول کدوکاوش کر رہے ہین حصول لطف شکار مین کوشش کر رہے ہین مرکب صبا رفتار زیر ران باز تیہو پر چھوٹا باز نے جاکر طائر بلند پرواز کو گھیرا کیفیت صحرائے پر فضا تیہو کا گرنا باز کنڈے سے تول کر پہونچا ادھر اسد نامدار نے گھوڑا بڑھایا دیکھا باز نے طائر کو دبوچا اسد گھوڑے سے کود کے چمکار کے باز کو چھڑایا یہ بھی شکار سے باز نہ آیا طائر کا شکم چاک کیا جگر باز بلند پرواز کو کھلایا اسکی آنکھون پر ٹوپی چڑھائی کہ دوسرا جرہ چھوٹا اُسنے طاؤس کو شکار کیا اپنی کارگزاری جانورون کی تیاری بیلیے قراول خم کھا رہے ہین بیلیے اسد کو بہلا رہے ہین کسی قدر دن چڑھا نیر اعظم بلند ہوا ساتھ والون نے عرض کی اے شہریار خواجہ عمرو نامدار نے تاکید فرمائی تھی کہ خبردار صحرا مین شب باش ہونا اب مناسب ہو تو واپس ہو جیے اب ہوا مین گرمی پیدا ہوئی اسد نامدار نے فرمایا ایک آہو تلاش کرو شکار آہو کرلین تو فوراً گھر چلین ہمین شکار طائران ہوا سے لطف نہین ملتا ہرکارے دوڑے سامنے سے ایک گنوار جھپٹا ہوا آیا عرض کی کہ تھکیان یہان سے قریب ایک دھانون کا کھیت ہے وہان کئی آہو چرا مین مصروف ہین اسد نامدار نے فرمایا بسم اللہ چہار جانب سے کھیت کو گھیر دو ساتھ آٹھ جوانان صف شکن تہور شعار آزمودہ کار جرار نامدار شاہزادے کے ہمراہ ہوئے کوس بھر سے لشکر گھوڑے چڑھائے دور سے اسد نامور نے دیکھا دس بارہ جانور کھیت مین مصروف چرا مین مگر ایک آہو خوش چشم خوش خوشنگوٹیان مثل زلف محبوب تھوتھنی مثل غنچۂ گل سفید لکیر مثل کہکشان فلک پشت پر ہرنیون چوکڑی کرتا پھرتا ہے اسد نے کہا اور آہوون کا اور سب کو اختیار ہے اسکو ہم شکار کرینگے بلکہ جی چاہتا ہے زندہ گرفتار کرین برائے نذر عقاب اوج عیاری لیچلین یہ کہکر لنو بغل مین دبا سے سنانہلے نیزہ کو ہمگے کرکے گھوڑے بڑھائے کڑاکے کی سم مرکب کے صدا بلند ہوئی آہوان وحشی نے کنوتیان بدلین صیاد کو کمین مین دیکھا اُس آہو پر اسد نامدار نے گھوڑا ڈالا اُسنے پلٹ کر طرف اسن

شیر صولت کے دیکھا ناگاہ ملائی چشمان سیاہ گردش کرتی ہوئین سامنے سے بھاگا طرارہ بھرا مرکب برق رفتار کلائیان مارتا ہوا تعقب مین آہوے وحشی کے چلا ساتھ والے ٹھہر گئے گرد دیکھ رہے ہین گرد معلوم ہوتی ہے مرکب طرارے بھرتا ہوا جاتا ہے وہ بہر کامل ہرن نے رہبری کی سب ساتھ والے پیدل و سوار شک کے ٹھہر گئے مگر یہ شیر صولت اُسکے تعاقب مین چلا جاتا ہے دن تھوڑا سا باقی تھا کہ ایک مقام پر آہو کا چوکڑی بھولا اسد نے تیر مارا آہوے وحشی گرا اسد نے گھوڑے سے کود کر اُسکو بقربانی پہونچایا اُٹھا کر شکار بند سے باندھا پلٹ کے دیکھا کسی ساتھ والے کو اپنے قریب نہ پایا معلوم ہوا کہ راستہ فراموش کیا ایک نخل کے سایہ مین آکر ٹھہرے اس انتظار مین کہ شاید کوئی تلاش کرتا ہوا آئے تو اُسکے ساتھ لشکر مین چلین ایک نخل کے سایہ مین ٹھہر کر کباب لگائے نوش فرمائے ناگاہ غزال صحراے فلک چہارم دشت نوردی کرکے درۂ کوہ مغرب مین مخفی ہوا اور باز بلند پرواز ماہ تابان براے شکار طائران ثابت و سیارگان فلک نیلی پر سرگرم تلاش ہوا لیلاے شب نے زلف عنبرین کو کھولا اب شاہزادہ ہوشیار ہو کے بیٹھا یقین کامل ہوا کہ شب کو جانا یہان سے ناممکن بوقت سحر ہادی کامل رہبری کریگا لشکر ظفر اثر مین انشاء اللہ پہونچ جائینگے یہ سوچکر مرکب صحرا مین چھوڑ دیا دہانہ اُتار لیا اب ٹہلتے ہوئے آگے بڑھے نگاہ اُٹھا کے جو دیکھا سامنے ایک قطعہ ہے خوشگوار پربہار جابجا نخل سرسبز و شاداب جھیلون کی آب و تاب قوت نشو و نما کا جوش ہر نخل پھولون سے معشوق گلابی پوش گلون کا مہکنا غنچون کا چٹکنا وقت شب گلزار فلک نے نرگس سیارگان سے آنکھیں کھولین ہین نظارۂ گل و ثمر مین مصروف ہواے سرد چل رہی ہے بیچ مین اُس صحراے لالہ زار کے ایک چبوترہ سنگ مرمر سفید کا اسپر چینی کے ناندون مین نخل مختصر گلدستے جابجا چنے ہین شاخین جھومتی ہین ہر برگ سرسبز و شاداب عشق پیچان کو پیچ و تاب جوانان چمن کی رعنائی شاہد گل کی بلبلون سے کج ادائی پھولون سے ہر نخل نہال ظرم شاخون کا رنگ ہلال تھالے درختون کے سبد گل فروش طائران بہار کا جوش و خروش

نظم

دکھا رہی ہے مسیحا کی طرح سے اعجاز
یقین ہے پھر وہ نکل آئے چشم نرگس وار
کلیم آئین چمن مین اگر پئے گلگشت
بنے ہے طور شکِ چمن ہر امیری سرکار

چمن مین قوتِ نشو و نماے فصل بہار
ہزار نکلین پر و بال سعی نامیہ سے
یقین ہے بیضہ سے نکلے بلبلِ زار
یہ سعی نامیہ سے ہوتے ہین ثمر پیدا

نکالے آنکھ جو بالفرض کوئی مجرم کی
عجب نہین ہے جو مرغ کباب ہو تیار
جو اشرفی ہے گل اشرفی تو زر و گل
کر قطرۂ شبنم ترکھین مین قبا لباس انار

زبس ہے قوت نشو و نما عجب کیا ہے
گرے زمین پہ اگر تخم اشک بلبل زار
ہر ایک شاخ گل افشان ہے پھلجھڑی کی طرح
انار سے نکل آئے یونہین درخت انار
بنا ہر ایک در گوش بیضۂ بلبل
چراغ گل ہو وہین گل جو ہو چراغ مزار
خوشی سے پھول گیا دیکھکر یہ رنگ چمن

کہ گرم دانہ سے پیدا اگر ہو شاخ چنار
ہوا کے فیض سے پہنچائے یہ قدم کا درخت
ریاض دہر مین گلریز ہے نسیم بہار
نگر ہے پرورش طفل ذرہ مد نظر
وہ کون ہے جو نہین عاشق گل رخسار
ہے ایسی شرط رطوبت کہ کہتے ہین مزدور
برنگ غنچہ شگفتہ اسد کا تھا دل زار

ہزار نخل گل اس سے چمن مین پیدا ہون
اڑے نشان قدم سے اگر کسی کے غبار
انار چھٹتے ہین جس طرح سے ہو شعلہ بلند
کہ آفتاب ہے پستان کرن ہے دودھ کی دھار
ہو آئینہ خانہ جسکا خضر رہوان وردن
ہم آب آئینہ لیکر اٹھائینگے دیوار
شاہزادے نے بند قبا کھول دیے

گوشہ مین بیٹھکر سیر مین اس صحرائے جنت نشان کی مصروف ہوا دیکھا طرف سے صحرائے پرفضا کے ترکنین حبشنین ظاہر ہوئین خیمے بارگاہین چھکڑون پر بار قریب اس چبوترے کے آکر ٹھہرین بارگاہ کو بصد اہتمام بہ تکلف تمام استادہ کیا فرش معقول بچھایا چوگھڑے چنگیر عطردان پاندان آکر آراستہ کیے مسند جواہر نگار آراستہ کرکے دست بستہ کھڑی ہوئین جس سے صاف ثابت تھا کہ کسی کی آمد کا انتظار ہے اب اسد نامدار کو اور زیادہ انتشار ہے دل سے کہتا ہے کہ کسی رئیس جلیل کی سیر کا مقام ہے چند چوبدارنیان قلماقنیان بارگاہ مین حاضر ہین چند آپس مین صلاح کرکے چبوترے سے اترین صحرا مین ٹہلنے لگین حسین و جمیل کمسن شوخ و شنگ مزاج بن جوانی کی امنگ کسی نے کہین جھولا ڈالا ہرے ساون کے اڑنے لگے دلکش آرہی ہے تانین ٹپ رہی ہین اسد گوش برآواز ہوا سنا کہ ایک گلعذار غنچہ دہن نے یہ اشعار گائے

اشعار

دیوانہ ہون تیرا مجھے کیا کام کہ لون گل
زیبائش سر کو ہے مرے داغ جنون گل
اس گل مین نہ پایا اثر بوے محبت
سو بار سنگھائے اسے پڑھ پڑھ کے فسون گل
سو ٹکڑے ہین ایڑی تھی برنگ گل صد برگ
کیا دشت نوردی مین کترتا ہے جنون گل
ہے روشنی جامۂ دل سوز محبت
کافر تو بتا شمع حرم کیونکہ کہون گل
پیکان تو دلدوز ہے سوفار ہے باہر
اس تیر سے ہے دل مین درون غنچہ برون گل

بعض نوجوانین چالاک بیباک شب کا تو وقت ہے دوپٹے باندھکر کھمبون مین کودین آپس مین چھیڑ چھاڑ ہو رہا ہے صاف ثابت ہوتا ہے کہ صدہا ستارے برج آبی مین داخل ہین اسد نامدار اس شب کی کیفیت دیکھنے مین مصروف ہے آپس مین چہلین ہو رہی ہین دوڑ رہی ہین ایک پکارتی ہے اری غنچہ دہن جا بدے حضور کی آمد کا وقت قریب ہے اسباب عیش و نشاط آراستہ کرلے وہ جواب دیتی ہے بھلا شمشاد کب تک اکڑتی پھریگی دار پر پہنچ جائیگی سرکشی کی سزا پائیگی شاہزادہ اسد نامدار

اس ضلع جگت کی باتون کو سُنکر بیقرار ہو جاتے ہین گلعذارون کی باتین رمز و کنایہ کی گھاتین عجب کیفیت حاصل ہوتی ہی دل سے کہتے ہین کہ اے اسد خوش نصیب ہمارے کہ اس صحراے جنت نظیر مین گذر ہوا کسی بلند اقبال صاحب عز و جلال نے اس مقام بے نظیر کو آراستہ کیا ہی ابھی اسد نامدار دل سے یہ باتین کر رہے ہین کہ نقارے پر چوب پڑی چوبدار نے بڑھکر آواز لگائی **نظم**

ابر رحمت کا ہی سایہ ترا اے سایۂ حق
جو ترا امر ہی الحق جو کہے تو اصدق
گر کرے نشو و نما نامیہ فیض ترا
ہو گئی وقت کتابت جو زبان قلم کی شق

کیونکہ بے سایہ ترے ہو نہ جہان کو رونق
ذکر حق سے کوئی خالی نہین تیرا ہی وہ ورد
گل جو ہو شمع سے پیدا تو گلاب زنبق

کسکا مقدور کہ سرتابے ترے حکم سے ہو
گر ترا میخانہ مین ہی شیشہ مے بھی حق حق
حرف ہیبت کا ترے کوئی زبان پر لایا

یہ صداے شوکت و جلالت سنکر شاہزادہ اسد نامدار بھی سنبھل بیٹھا بہ نگاہ غور دیکھا آگے چند چوبدار بردہے چند سواران زرین پوش اہتمام سواری کرتے ہوئے بڑھ گئے اُنکے بعد ایک چمک ہوئی کہ آنکھین اسد کی جھپک گئین اب جو آنکھ کھولکر دیکھا سبحان اللہ صاف ظاہر ہوا کہ آفتاب عالمتاب برج سے طالع ہوا یا ماہ تابان ساطع ہوا ایک شہریار عالیمقدار پشت مرکب صبا رفتار پر سوار تاج یاقوت احمر سر پر زرہ جواہر نگار زیب جسم انور حسن مین رشک یوسف کنعان عارض سیمین نیر تابان سطوت و صولت غاشیہ بردار رعب و جلالت آئینہ دار زیادہ تر مقام حیرت یہ ہی کہ زلفین خلیلی تا بہ کوسن آنکھین فلک وید غزال پلکین سنان جانستان ابرو خنجر بران جبین انور نیر اکجلال سبز رنگ ہاشمی چہرۂ بے نظیر پر ظاہر چشم زدن مین سواری سامنے سے نکل گئی اسد حیران جمال محو دیدار کھڑا ہوا انگلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہی کبھی مرتبہ قصد ہوا کہ مثل نسیم ہمراہ رکاب سعادت انتساب دوڑ دون قدمون کو بوسہ دون خاک پا کو توتیاے چشم بناؤن تو سعادت کونین حاصل ہو لیکن محل تردد منزل ہو شرم و حجاب نے دامن تھام لیا عنایت پروردگار سے خود صاحب حسب و نسب پرورش یافتہ خانہ ادب خاموش کھڑا ہی سکتہ سا ہو گیا ہی نخل کے سایہ مین ٹھہرا نگاہ غور سے جو دیکھا صاف ظاہر ہوا کہ حمزۂ صاحبقران امیر گیتی ستان جلوہ فرما ہین صرف اتنا فرق ہی کہ سر اطہر پر خود ہو نہین ہی تاج یاقوتی سے سرفرازی حاصل ہی خال و خط مین قد و قامت سطوت و صولت رعب و شجاعت کسی شی مین صاحبقران سے سر مو فرق نہین دل سکتا ہی اے اسد ہمارے جد عالیوقار طلسم ہوش ربا مین نہین معلوم کب تشریف لائے ہمکو نہ معلوم ہوا چھوٹے نانا جان عمرو نامدار عاشق جمال صاحبقرانی تھے خبر نہ کی کسی عیار سردار نے کیفیت تشریف آوری نہ بتائی براے استقبال جاتے باعزاز و اکرام بارگاہ مین لاتے یقین ہی کہ افراسیاب خانہ خراب نام نامی اسم گرامی سنکر فرار پر قرار کرتا فوج کفار

کا قدم نہ جمتا اس طرح کی دل سے باتین کر رہا ہو جب قصد کرتا ہو آگے بڑھون شرم و حجاب مانع ہوتا
ہو سر جھکائے دیکھ رہا ہو اس اثنا مین وہ تاجدار با وقار قریب چبوترے کے آکر پشت مرکب سے اُترے
اسپر طرہ یہ کہ جب پشت مرکب سے قدم زمین پر رکھا بسم اللہ بسم اللہ کی صدا بلند ہوئی دلمین خیال کیا
کہ اے اسد اب تو یقین کامل ہوا کہ ہمارے جد عالی تبار ہین طلسم ہوش رُبا مین یہان کہان اب وہ شہریار
مسند پر جاکر جلوہ فرما ہوئے اسد تو اس حیرت مین نیچے درخت کے کھڑا تھا کنیزین شوخ و سنگ
جوانی کی اُمنگ چاندنی رات مین گل چاندنی کے نظارے کر رہی ہین پھر رہے سبزہ زار مین مرکب کی طرح
اٹکھیلیان ہو رہی ہین کوئی نئی روش سے سبزہ کو روندتی ہو کوئی چھل بل کھاکر بجلی کی طرح نظرون مین
کوندتی ہو یکایک ایک کی نگاہ اسد نامدار پر پڑی اُسنے کہا بوا نرگس جلد آنکھین کھول دیکھ تو سامنے
کوئی مرد کھڑا ہو لیکن چاند کا ٹکڑا ہو دوسری نے کہا اگر اس صحرا مین کوئی مرد آیا تو ہمارے مالک کے
حکم کے خلاف ہوا جب اس صحرا مین آنے کی تیاری ہوئی ہم لوگون بہت تاکید کی کہ اول جاکر چارجانب
دیکھ لو کسی مرد و عورت کا صحرا مین گذر نہو ہم لوگ جب آتے ہین لوٹ پڑتا چھان لیتے ہین آج یہ
نئی بات ہو اے سنبل ہم سبکی ناک چوٹی کاٹی جائیگی ایک ایک سزا بے معقول پائیگی اس مقدمہ مین
بڑی احتیاط ہو ہمیشہ سے حکم ملتا ہو کہ خبردار ہمارے حال سے کوئی آگاہ نہو یہ چرچا تمام ہوا دس پانچ
جادوگرنیان اُس مقام پر آکر جمع ہوگئین ہر ایک کا یہی قول ہو کہ کیا غضب ہوا ایکنے کہا چلکر گرفتار
کرو کشان کشان سامنے حضور کے لیچلو اس شخص کو سزا بے سعقرا ہیگی سارے حقیقت کھلے گی آخر ایک ساحرہ
بڑھی سامنے آکر آواز دی اے شخص غضب کیا تو نے کہ مقام شاہنشاہی پر آکر ٹھہرا اور چھپ کے آنکھون سے دیکھ
رہا ہو تجھکو شرم و حجاب نہین یہ ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ لوح طلسم صندل گلے مین اسد کے پڑی ہو
ساحرہ نے بڑھکر سحر کیا اسد پر لوح محفوظ کے سبب سے تاثیر نہوا سحر کرنیوالے سمجھے کہ میرے سحر مین
پھنس گیا چاہا ہاتھ بڑھاکر کھینچ لین اسد نے جھلاکر ایک طمانچہ ایسا مارا کہ کلہ چیر کر گردن سے اُڑ گیا اُس
جادوگرنی کے مرتے ہی اسکی ساتھوالیان دوڑ پڑین چاؤن چاؤن کرنے لگین کسی نے ماش کا دانہ
پھینکا کسی نے ترنج مارا کسی نے گولہ اُچھالا تیر گرے شعلے بھڑکے کہ جسم پر اسد غازی کے کسی شئے نے تاثیر نہ کی
غصہ مین شاہزادہ اسد نے جسکو ہاتھ تلوار کا مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے ایک چشم زدن مین بہت سی
جادوگرنیان قتل ہوگئین ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا وہ تاجدار عالیوقار جو مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما
تھے صدائے ہاہو جو اُن شہریار کے گوش زد ہوئی مصاحبون سے فرمایا دیکھو یہ کیا ہنگامہ ہو اسد
نامدار نے جب دو چار جادوگرنیون کو قتل کیا اور سحر نے اُنکے اسپر تاثیر نہ کی تو شاہزادہ اسد نامدار

کو گھیرے ہوئے تھین اب روباہ صفت سامنے سے فرار کیا شاہزادہ اسد قتل کرتا ہوا چلا وہ
پلٹ پلٹ کر سحر کرتی ہین شاہزادۂ اسد جھپٹ کر مثل شیر نر جا پڑتے ہین جم کر لڑتے ہین غصہ
بڑھتا جاتا ہی بہرام فلک تھراتا ہی اس اثنا مین چند کنیزین بدحواس عالم یاس کانپتی تھراتی سامنے
اُس شہریار باوقار کے آئین چلاتی ہوئی دوہائی ہی حضور کی اس شیر بیشۂ جرات نے قبضہ پر ہاتھ
رکھکر فرمایا خیر تو ہی یہ کیا معرکہ ہی کنیزون نے عرض کی اے شاہنشاہ گردون بارگاہ واے صاحب
دولت وجاہ اے یوسف کنعان شوکت واے تاجدار اقلیم جلالت ہمیشہ اس صحرائے پر فضا مین
حضور تشریف لاتے ہین حکم ہم سب پر صادر ہوچکا ہی کہ اس صحرائے سبزہ زار مین مرد یا عورت اغیار
سے نہ آنے پائے شاہنشاہ کو اپنی پردہ پوشی کا بڑا خیال ہی لہذا آج ایک شخص اجنبی مگر مشابہ بصورت
حضور حسین وجمیل صاحب سطوت وشوکت ماہ رخسار سروقامت یہان آکر ایک گوشہ مین ٹھہرا تھا محفل
عیش منزل شاہنشاہی کو بہ نگاہ غور دیکھ رہا تھا کنیزان شاہنشاہی مانع ہوئین اُسنے اصرار کیا آخر
ہم لوگون نے سحر کیا اُس نوجوان پر سحر تاثیر نہین کرتا بہت سی کنیزان سرکاری قتل ہوئین وہ شیر دلیر
ہمارے روکے سے نہین رکتا حضور کی صورت سے صورت تو بہت ملتی ہی مگر سن مین البتہ فرق ہی ماشاءاللہ
حضور کا سن شریف زیادہ ہی اس جوان کا سن ابھی کم ہی مگر شعلۂ آتش ہی نہایت ہی سرکش ہی ہمکو بڑی حیرت ہی کہ سحر اسپر
تاثیر نہین کرتا وہ شہریار ان باتون کو سنکر مسکرائے کہ یکایک سامنے سے ہنگامہ ہوا کان مین آواز آئی نعرۂ اسد

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ	بدرم دل شیر و چرم پلنگ	شہنشاہ نامآور و کامران	اسد شیر دل ابن صاحبقران

آن شاہنشاہ عالی وقار نے سر اُٹھا کر اسد نامدار کو دیکھا نگاہ ملگئی چار آنکھین ہوئین پکار کر فرمایا اے شیر
بیشۂ جرات وہمت اے یکہ تاز میدان جلالت ان کنیزون نے کیا خطا کی ہی جو آپ قتل کرتے ہین اسیر غضب بکار ہی
اسد نامدار کی آنکھ جو اُس شہریار سے چار ہوئی رعب و داب شکوہ وصولت شاہنشاہی دیکھکر اسد ایسے سرکش نے جھک کے
سلام کیا وہ شہریار جواب سلام دیکر چبوترے سے اُتر آئے فرمایا کہ تشریف لائیے اس قدر غصہ نہ فرمائیے نظم

کیا دل مین ارادہ ہی جو باندھے کمر آئے
کچھ اور خبر جائیگی جب تک خبر آئے
کیا غم ہی اگر جان گئی خیر بلا سے
جب تک کہ شب وصل کی شام دگر آئے
قاتل نہ رہے حاجت تکلیف وبارا
دنیا کے تماشے مجھے کیا کیا نظر آئے

بیطور مجھے طور تمھارے نظر آئے
نکلے نہ سلامت ترے کوچہ سے کبھی ہم
ہم خوش ہین کہ خالی نہ پھرے کچھ تو کر آئے
اغیار تمھین بادۂ گلرنگ پلائین
ہم پر جو چڑھے ہاتھ کمر تک اُتر آئے
ہر ایک پہ قاتل کی عنایت تھی برابر

کب مرگ سے فرصت کہ بیان نامہ بر آگے
کچھ لے ہی گئے سر پہ بلا جب ادھر آئے
تم زلف کو کھولو کہ سحر ہونے نہ پائے
آنکھون مین لہو کیون نہ ہماری اُتر آئے
کی سیر جو اس زندگی چند نفس مین
دنیا سے مرے ساتھ بہت ہمسفر آئے

اسد غازی رعب و داب جلالت دیکھکر اس قدر محجوب ہوا کہ آنکھ چار نہو سکی سر جھکا لیا اب تک آنکھین اسد غازی کی یہی اشارے کرتی ہین کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان صاحبقران زمان ہین کچھ لباس ہین تو البتہ فرق پایا دل خود بخود گھبرایا جوش محبت مین یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے نظم

در پردهٔ بناز سزاوار تو باشد
آنکس نه خرو سر که خریدار تو باشد
دل دارم و جان دارم و دین دارم و ایمان
غیر از نگهٔ لطف که دشوار تو باشد
گر بانگ صلوٰة است گر نالۂ ناقوس
چیزیست که این هم پی ایثار تو باشد
گو دیده که او قابل دیدار تو باشد
در آئینه مهر بچشم همه ذرات
از من بستان آنچه که درکار تو باشد
گو شمس شناسد بجهان این همه صدرا
این زهره بهمه مرغ گرفتار تو باشد
یوسف چو بجز چهرهٔ بازار بسازد
پیدا است که عکس مه رخسار تو باشد
بودن پی آزار دل ما بتو آسان
آنکس که دلش محرم اسرار تو باشد
جان و دل و دین و تن زارم همه غیریست

اُس تاجدار نے بے اختیار ہاتھ تھام لیا اسد نامدار جھکا کہ کرین قدمبوس ہون اُس شہریار عالیوقار نے سر کو بمحبت و شفقت سینہ سے لگایا اب اسد نے قریب سے بخوبی دیکھا کہ صاحبقران تو نہین لیکن تمام اعضا بلکہ سارا نقشہ مشابہ صاحبقران ہی علم شاہ سے مشابہ بدیع الزمان کے ہمصورت صاحب سطوت و صولت لیاقت جرائت چہرے سے پیدا آثار جلالت بات بات سے ہویدا اسد غازی سراپا کو دیکھکر دنگ ہو گئے اُس شہریار نے قریب اسد کو جگہ دی لیکن وہ کبھی سر جھکائے اسد نامدار ابھی شرمائے ہوئے مگر وہ صاحبانِ عالیمقام اپنی جگہ سے اُٹھے جام لبریز کرکے سامنے اسد نامدار کے پیش کیا عرض کی ای شہریار نوش فرمایئے یہان سب آپ کے ہم مذہب و ہم مشرب ہین اسد نے اُن لوگون کو کچھ جواب نہ دیا لیکن اُن تاجدار عالیوقار سے دست بستہ عرض کی امیدوار ہون کہ نام نامی و اسم گرامی اپنا ارشاد فرمایئے اس صحرا مین تشریف رکھنے کا کیا سبب ہی جیسے ہی اسد نے نام نامی پوچھا اُنکے منھ پر ہوائیان اُڑنے لگین رنگ رو متغیر سر جھکا کر فرمایا اے شیر بیشۂ صاحبقرانی تم اپنے حالات سے پہلے آگاہ کرو ہمارا ابھی نام معلوم ہو جائیگا تم خاطر جمع رکھو بیت

ای پیک راستان خبر یار ما بگو ✽ احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو ✽

اول کیفیت مزاج زلزلۂ قاف ثانی سلیمان ظاہر کرو کہ مزاج اقدس کیسا ہی دوسرے تمھارے والد نامدار کا کیا نام نامی ہی رستم پیلتن علم شاہ نوجوان نور نگاہ صاحبقران کس کیفیت مین ہین اسد غازی نے سر جھکا کر عرض کی آپ تو اہالیان لشکر صاحبقران سے بخوبی ماہر ہین ایک ایک کا نام جانتے ہین ہر ایک شخص کو بخوبی پہچانتے ہین اسد غازی نے یہ کلمہ جو کہا اُن تاجدار کی آنکھون سے اشکون کا دریا جاری ہوا روتے روتے ہچکی لگ گئی فرمایا ای شیر بیشۂ جرائت پہلے اپنے حسب نسب سے آگاہ کرو مین کیا کہون دل مین

ناسور ہو قلب ناصبور ہی رنج اُٹھانے کی طاقت نہیں بُرے بُرے بار غم و الم اُٹھائے تاب صبر و جبر نہیں باقی رہی جو کچھ آنکھون سے دیکھا اُسکا زبان سے کہنا دشوار ہی رنج و راحت سب بیکار ہو بقول شاعر نظم

اثر نصیب کی برگشتگی کا سہرتا ہی
سدا وہ چاند سا مکھڑا مری نظر میں ہی
صفائے حسن چھپائے سے چھپ نہیں سکتا

نہ چین دشت میں مجھکو ملا نہ گھر میں ہی
بتون کے عشق نے بیحبر بنا دیا مجھکو
نظر پہ چڑھ گیا آئینہ گو کہ گھر میں ہی

خیال دست حنائی سے آنکھون کو روشنی بخشی
نہان ہے سوز نہال شرر جگر میں ہی

اس سوز و گداز سے یہ اشعار اُن تاجدار نے پڑھے کہ اسد شیر دل نے دل تھام لیا اور دست بستہ عرض کی حضور آپ کے کلام میں کیا تاثیر ہی اب ایک کلمہ شمشیر و تیر ہی میرے حسب نسب کی کیفیت حضور کو نہیں معلوم قبلہ دین ستون اسلام کرب نامدار سے حضور واقف ہیں اسد نے یہ جو نام لیا وہ تاجدار مثل گل شگفتہ ہو گئے فرمایا وہ شیر نظر کردہ بزرگان دین جلالت آئین صاحب جرأت و لیاقت مرکوب اسکندر ہیں ہیکلان عاد مغرور کی انکو اہل اسلام بخوبی پہچانتے ہیں ای شاہزادے اُن سے تمھیں کیا سلسلہ ہی اسد نے کہا میرے والد نامدار ہیں یہ سنکر وہ تاجدار اسد نامدار سے لپٹ کر اس قدر روئے کہ قریب تھا غش آ جائے مصاحبون نے سنبھالا بعد عرصہ دراز کلام کرنے کے لایق ہوئے فرمایا ای فرزند مادر مہربان تمھاری کس خاندان سے ہیں اسد نامدار نے بفصاحت جواب دیا مادر مہربان میری صاحب توقیر ملکہ زبیدہ شیر گیر دختر بلند اختر صاحبقران نامدار ہمشیرہ شاہزادہ بدیع الزمان کو صاحبقران نے ہمراہ میرے والد ماجد کے تزویج فرمایا پروردگار نے یہ حسب نسب مجھکو مرحمت کیا جد عالی تبار میرے شاہنشاہ قلعۂ تنگ رو اصل نانا میرے صاحبقران زمان داماد نوشیروان اس حقیر کو شہسوار عرصۂ یکتازی اسد بن کرب غازی کہتے ہیں عرصہ دراز سے طلسم ہوش رُبا میں داخل ہوا افراسیاب نے گنبد نور میں قید کیا ماموں جان میرے بدیع الزمان گرد لشکر اسلام طلسم میں قید ہو کر آئے اُنکے رہا کرنے کو میں بھی آیا خواجہ عمرو نے عیاری کر کے ہمکو گنبد نور سے رہا کیا اب شہریار لوح کی تلاش میں سرگردان حیران و پریشان یہان تک تقدیر نے پہونچایا لوح طلسم صندل حاصل کی مرحلہ جات فتح ہوئے سب سے زیادہ ایک مشکل درپیش ہی آپ کے نیازمند کو بڑا پیش پیش یہ ہی ہر شخص یہی کہتا ہی سامان قتل صندل جادو چھپا کر رکھا یہ امر سمجھ میں نہیں آتا سامان قتل ملکہ صندل جادو کیا چیز ہی اُن بزرگوار نے فرمایا یہ سب سامان پروردگار چھپا کر دیگا مگر ای فرزند برائے خدا کچھ حال خیریت مآل رستم پیلتن و پیلتن کشتہ قوی ہندی و دیو ہندی کشتہ کپتان فرنگی سرفتنۂ ملک فرنگستان نور نگاہ امیر گیتی ستان ہمارے سامنے بیان کرو اُنکے احوال

خیریت مآل کے بہت مشتاق ہین اسد غازی نے کہا آپ اپنا تو نام نامی بتایئے سر جُھکا کر فرمایا گمنام کا کیا نام غریب الوطن بادیہ پیماے دشت رنج و محن بلاے مصیبت مین گرفتار نہ یار نہ غمگسار ایسے کا نام و نشان دریافت کرنے سے کیا فائدہ تمکو بھی مفت مین ملال ہوگا بات مین بات نہ نکالو رستم کی کیفیت ظاہر کرو مثل علمشاہ نوجوان کے لشکر صاحبقران مین کوئی شیر دلیر نہین ہر تمھارے ہی والد نامدار رستم عالیوقار معین لشکر اسلام رہے شاید یہ ذکر تمنے بھی سنا ہوگا دارائے ہند لندھور بن سعدان عشق جہان قبیل زر مین مبتلا ہوے اور بختک وزیر نوشیران نے بہکاکے بادشاہ لشکر اسلام سے فساد کرایا اور اسوقت صاحبقران زمان و خواجہ عمرو ہاتھ سے ہومان بن ہام کے بسحر ملکہ جہلمل جادو ملک دمشق مین قتل ہوے تھے ایسے وقت مین لندھور بن سعدان کا بگڑ کر جدا ہونا اُسوقت مین سواے رستم و کرب کے کون تھا کہ اُس بلا کو ٹالتا سکندر بن ہیکلان عاد مغربی چونسٹھ لاکھ فوج سے مقابلہ مین تھا لشکر نوشیروان کرور سوار کا تمام دنیا دشمن عالم عالم رہزن عجب وقت مصیبت تھا بقول شاعر فرد دیوانگی مین جبکہ ہر اک سے بگڑ گئی ٭ زنجیر اہل درد تھی وہ پاؤن پڑ گئی ٭ نور نگاہ صاحبقران علمشاہ نوجوان نے لندھور بن سعدان کو مع فیل میمونہ مبارک گرز خوردی مُردی میدان جرن کوہ مین شیرانہ دست زبردست پر اُٹھا لیا تمام عالم نے دیکھا کہ اس پہاڑ کو اُٹھا کر لیچلے کہ مثل قوبل ہندی و دویل ہندی دریاے جرن کوہ مین ماریں مگر اُسوقت صاحبقران زمان تمھارے والد نامدار ملک دمشق فتح کرکے تشریف لائے آنکھوں سے دیکھا اور عمرو نے آواز دی یا صاحبقران دیکھو رستم نے لندھور بن سعدان کو مع فیل میمونہ و گرز گران سنگ اُٹھا لیا اور لیے جاتا ہے جلد جاکر ہندی کو بچایئے ادھر تو صاحبقران نے نعرہ کیا اُدھر لندھور نے لنگر مارا اے نور نظر علمشاہ کے گُردے پھٹ گئے گر کر بیہوش ہوے لندھور خوف سے صاحبقران کے بھاگ کر لشکر سکندر مین جاکر چھپا صاحبقران لاش رستم پر آئے اُسوقت ایک قیامت برپا تھی جوانی پر رستم کی نخل صحرا روتے تھے برگ کف افسوس ملتے تھے دشمنوں کو بھی قلق تھا ہر ہوا در کا غم سے کلیجہ شق تھا لیکن خداوند کریم نے اپنا فضل شریک حال کیا بزرگان دین اُس کشاکش مین تشریف لائے دستِ حق پرست اپنا جسم پر رستم کے پھیر صحت پائی اب تو ماشاء اللہ ریش اقدس سفید ہوئی ہوگی یہ حالات سُنکر دل مین اپنے اسد غازی کہتا ہے کہ یہ اُس زمانے کی کیفیت بیان کر رہے ہین کہ میرا نشان بھی نہ تھا مگر صاف ظاہر ہے کہ لشکر اسلام کے بڑے واقف کار ہین گویا یہ معرکے انھین کے سامنے گذرے ہین ضبط کرکے اسد نے جواب دیا اے شہریار پروردگار نے نسل مین رستم کی بڑی ترقی عطا فرمائی ہے اُنکے دو فرزند ایک شاہزادہ عمر بن رستم

کہ اُنکا سلسلہ پیدائش ملک فرنگستان مین ہوا آلاگرد فرنگی کی دختر ملکہ سمیئنہ ماہ پیکر سے عشق ہوا اُسکے بطن سے عمرو بن رستم پیدا ہوئے جب اسد نے نام ملک فرنگستان کا لیا وہ شہریار بہت روئے کہا فرنگستان کا تو حال ہمکو بخوبی معلوم ہی بڑی قیامت کی لڑائی پڑی تھی کسی وقت انشاء اللہ ذکر کرینگے ہان یہ بتلاؤ کہ اور بھی کوئی اولاد رستم کی ہی اسد نے کہا اے شہریار عمرو بن رستم تو ہمیشہ علیل رہتے ہین شہریار خاور کی شاہزادی ملکہ خورشید خاوری ہمشیرہ قیماس خان رستم کے عقد مین آئی اُسکے بطن سے شاہزادہ ملک قاسم موسوم بہ خاور سپاہ صاحب عز و جاہ پیدا ہوے جنھون نے نو برس کے سن مین طلسم افراسیاب فتح کیا علمشاہ قید ہو گئے تھے اُنکو چھڑایا طلسم مین خون کا دریا بہایا اُنکے نام سے کفار کانپتے تھے فاتح ملک سنجان و باختر لقب ہی قاسم کا نور نظر یعنے نبیرۂ رستم ایرج نوجوان اسنے تو بہت بڑی لیاقت حاصل کی اٹھارہ برس ملک باختر مین لڑا کافرون سے معرکہ پڑا صدہا ملک فتح کیے اب اِس زمانہ مین لشکر صاحبقران کا نام ایرج و نور الدہر کی شجاعت سے مشہور ہی نور الدہر فرزند دلبند شاہزادہ بدیع الزمان و نور نگاہ خاور سپاہ ایرج نوجوان جون جون اسد جرات و شوکت ایرج و نور الدہر کا ذکر کرتا ہی آن شہریار عالیوقار کا چہرہ خوشی سے سُرخ ہوتا جاتا ہی مگر فرماتے ہین ایرج و نور الدہر و قاسم وغیرہ کا حال ہمکو بخوبی نہین معلوم سکندر کی لڑائیان بخوبی یاد ہین بعد فتح ہونے مغرب کے ہمکو نہ دریافت ہوا کہ لشکر صاحبقران پر کیا گذری پچیس برس کا زمانہ ہوا دشت نوردی بادیہ پیمائی مصائب غربت کا سامنا ہی کون پوچھنے والا ہی غریب الوطن آوارۂ دشت رنج و محن گمنام دل ریش ناکام کی کون خبر لیتا ہی یہ فرما کر تاج سر سے اُتار دست دعا بدرگاہ واہب العطایا بلند کیے رو رو کر یہ اشعار پڑھے

اشعار

گدا تیرے در کا جو یارب ہوا — بر آئی مراد اسکا مطلب ہوا
بھلا کون تجھسے نہین فیض یاب — دعا کسکی تونے نکی مستجاب

ہوا جو طلبگار قرب حضور — کیا اسکو تونے نہ رحمت سے دور
عنایت کرم لطف کیا بات ہی — کہ رزاقِ مطلق تری ذات ہی

برابر ترے کوئی داتا نہین — سوا تیرے کوئی توانا نہین
ترا حکم نافذ ہی پروردگار — قضا تیری پھرتی نہین زینہار

نہین دخل تغییر و تبدیل کا — جو کچھ لکھ گیا لکھ گیا
عطا پاش اول ہین آخر ہین تو — خطا پوش ظاہر مین باطن مین تو

ترے تابع حکم ہین خاص و عام — نہین کوئی دم مارنے کا مقام
جو گمراہ سارے زمانے کا ہی — جو آئے تو پھر حکم آنے کا ہی

برابر نظر دشمن و دوست پر — نہین منحصر مغز پر پوست پر
تو ہی سر انجام میرا نہین — خطا کے سوا کام میرا نہین

شکستہ سفینہ سو گرداب مین — ہین کشتی نشین عالم خواب مین
فلک تیغ آفت نکالے ہوے — ہین غفلت مین گردن کو ڈالے ہوے

ٹھکانا مرا ہی کہان ای قدیر — مگر رحمتِ خاص ہو دستگیر
سوا تیرے کس سے مین چاہون پناہ — کوئی اور معبود ہی لا الٰہ

مین بندہ ہون تیرا میرا تو خدا	نہین کوئی بندے کا تیرے سوا	سوا تیرے ہو کون پروردگار	کرم کر کہ ہون تجھسے امیدوار

اے کریم کارساز و اے مالک بندہ نواز اے باغبان قضا و قدر اے حاکم بحر و بر اس باغ پر بہار لشکر صاحبقران مین کبھی باد خزان نہ چلنے ہر ایک غنچۂ دل سرسبز و شاداب رہے جن شیردلون کے تمنے نام لیے پروردگار اُنکو سلامت باکرامت رکھے نام صاحبقرانی مثل آفتاب عالمتاب روشن رہے اسد ان باتون کو سنکر دامن سے لپٹ گیا کہا حضور نے یہ جملے مجھسے سُنے خود بھی بہت کچھ ارشاد فرمایا یہ معما میری سمجھ مین نہ آیا صاف صاف نام نامی اسم گرامی بتائیے جن بزرگ کے میرے والد نامدار نظر کردہ ہین اس گنہگار پر بھی اُنھین کی نظر پڑی سعادت کونین حاصل ہوئی اُنھین بزرگوار صاحب اقتدار کی قسم کھاتا ہون ان حیلے حوالون کو مین نمانونگا بے نام نامی دریافت کیے دامن دولت نہ چھوڑونگا یہ تجھے ظاہر ہوا کہ آپ اہل اسلام ہین میری تکلیف گوارہ نہ کرینگے اگر میری راے کے خلاف ہوا سر اپنا قدمون پر نثار کرونگا نظم

عذاب مرگ لحد کا فشار باقی ہی	اُبھری بڑی خلش روزگار باقی ہی	جلا دو پھینکدو چاہو زمین مین دفن کرو
ہمارے بعد تجھین اختیار باقی ہی دیگر	سمجھ کے تازہ خریدار گرم جوش مجھے	بلا رہی ہو نگاہِ اجل خموش مجھے
لحاظ تیغ بری ہی اُٹھائین سر کیونکر	بہت دنون سے نہین التفات ہوش مجھے	یہ کہکر اسد دلاور نے تلوار

نیام انتقام سے نکالی اُسوقت عجب طرح کی صحبت ہی تمام مصاحبان والامقام و رئیسان عظام گفتگوے اسد نامدار و کلام تاجدار عالیوقار سُن رہے ہین یہ کیسکی مجال نہین کہ منھ سے بولے یا بات کا جواب دیسکے ہر ایک حیران ایک سے ایک آپس مین اشارے ہین یارو آج تو بڑے بڑے بھید کھل رہے ہین لشکر صاحبقران مین بڑے بڑے شیر ہین سُنا تھے کیسے کیسے دلیر ہین فرزند صاحبقران کی کیفیت دریافت ہوئی لندھور ایسے پہلوان عالیشان کو مع فیل میمونہ اُٹھایا ماشاء اللہ یہ زور و قوت یہ طاقت و شجاعت اُسی باغ پُربہار کے تو ہمارے شہریار پھول ہین اُسی بیشہ کے شیر اُسی چمن کے شمشاد ہین لیکن جب اسد نامدار نے دامن تھام کر عرض کی کہ حضور جنکا نظر کردہ ہون اُنکی قسم کھاتا ہون اگر اب حضور مفصل اسم گرامی نہ بتلائینگے تو تلوار کو گلے پر پھیر لونگا اسوقت اُن تاجدار با وقار کو کچھ نہ بن پڑا ہرچند پہلوتہی کی مگر سامنے اسد نامدار کے چارہ نہوا رعقانے دیکھا کہ اُن شہریار نے بیقرار ہوکر گلے مین اسد کے ہاتھ ڈالدیے چیخ مارکر روئے فرمایا اے اسد نامدار و اے نبیرۂ صاحبقران عالیوقار اپنے والد بزرگوار سے تمنے ذکر سُنا ہوگا کہ صاحبقران کا ایک غلام ناکام قباد شہریار نام بطن سے ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان کے پیدا ہوا وہ مین ہی بدنصیب ہون اسد نے کہا اے شہریار مینے اپنے قبلہ و کعبہ سے اس حال پر ملال کو مفصل سُنا کہ جس شب کو قباد شہریار کی شادی ہوئی دوسری

شب کو گلیم گوش ملعون نے اُنکا سر کاٹا جس غم مین صاحبقران فقیر ہوے تمام سردار گرفتار رنج و بلا
رہے اہل اسلام نے بڑے بڑے رنج و ملال سہے ملکہ مہر نگار نے جام زہر پیکر جان دی پھر آپ کیونکر بچے
گلیم گوش نے سب کو قتل کیا قباد شہریار نے فرمایا اے نور نظر اب اسکو نہ پوچھو قلب تھراتا ہے کلیجہ منھ کو
آتا ہے ہماری یہ کیفیت ہے کہ شب کو شادی ہوئی وقت سحر برائے غسل حمام مین گیا وہان آئینہ پر نگاہ
پڑی اپنے جمال بیمثال کو دیکھکر آپ محو ہوگیا حال ناپائداری دنیا سب قلب پر آئینہ ہوا دل سے صدا
آئی کہ یہ صورت ایک دن خاک مین ملجائیگی تنہائی قبر مین کون ساتھ جائیگا یہ سارا جاہ و جلال فوج و
لشکر یہان پر رہجائیگا وہان پر پرسش اعمال ہوگی تخت و تاج کام نہ آئیگا یہ خیال کرکے مین روتا ہوا
بارگاہ سلیمانی مین آیا صاحبقران زمان علمشاہ نوجوان نے گلے سے لگایا دلدہی کرکے پوچھا خیر تو ہے مین
اسقدر بیقرار تھا رونے کا جوش ظاہر مین ہوشیار مگر بیہوش حال دل مفصل نہ کہہ سکتا تھا میرے رونے پر کل
اہالیان دربار رو سکتا تھا آخر ضبط کرکے مین نے کہا اے قبلہ و کعبہ مجھے ایک طرح آرام ہے لشکر عبرت نے گھیرا ہے موت
آنکھون کے سامنے پھرتی ہے مین نے سلطنت کی کیونکر ہون کہ عدالت کی مین چاہتا ہون شربت بنایا جائے
اپنے ہاتھ سے ایک ایک جام سب کو پلاؤن سب صاحبون سے اپنی خطا معاف کراؤن والد نامدار
و برادران عالیوقار حیران ہوکر کہنے لگے بیٹا ابھی سن تمھارا کیا ہے تمھاری ان باتون سے میرا کلیجہ پھٹتا
ہے جب مین نے بہت کد کی چونکہ میری خاطر سب کو عزیز تھی شربت تیار ہوا پہلے جام ہاتھ مین لیکر سامنے
صاحبقران کے آیا دست بستہ عرض کی قبلہ و کعبہ جام نوش کیجیے جو مجھسے بے ادبی ہوئی ہو اُسکو بدل
معاف فرمائیے زندگی کا کیا بھروسا ان باتون پر میرے قبلہ و کعبہ نے اپنا مُنھ پیٹ لیا فرمایا اے نور نظر کیا
مجھے تباہ کردگے مین نے عرض کی حضور یہ دُنیائے ناپائدار ہے زندگی کا کیا اعتبار ہے صاحبقران کو روتے
روتے غش آگیا مگر مین نے ہوشیار کرکے جام پلایا اسی طرح روتا ہوا سامنے برادر علمشاہ کے آیا علمشاہ
نے کمر تھام لی فرمایا اے بھائی قباد ایسے کلمات نہ کہو کلیجہ پر چھریان چل رہی ہین ابھی تو لطف شادی بھی
تمنے نہین اُٹھایا ایسی باتین زبان سے نہ نکالو مین نے کہا بھائی جو میری خاطر مد نظر ہے یہ لیکے جام نوش
کرو کہ ہمنے خطا معاف کی اے اسد نامدار اُسوقت دربار مین وہ شور گریہ و زاری بلند ہوا کہ صاف
ظاہر ہوتا تھا کہ کسی جوان کا جنازہ نکلنے کو ہے تا شام مین نے ایک ایک شخص سے خطا معاف کرائی بوقت
شام تخت شاہی پر آکر بیٹھا بیٹھتے ہی بیہوش ہوگیا صاحبقران نے حکم دیا کہ شہریار نے آرام کیا ہے خبردار
کوئی بات نہ کرے سب اپنے اپنے مقام پر چلے ناگاہ ملکہ عجائب جادو رہنے والی طلسم ہوش رُبا
کی آسمان پر اُڑتی ہوئی جاتی تھی مجھکو دیکھکر عاشق ہوئی زمین پر اُتری میری شکل کا ایک آدمی

بناکر ڈالدیا مچھلو اٹھاکرلے آئی اُسی وقت گلیم گوش عیار طرف سے نوشیروان کے آیا اور اُس شخص کا جو میرا ہم صورت تھا سر کاٹ لیا اور وہ سر لیکر نکل گیا یہان بعد تھوڑے عرصہ کے ہلڑ ہوا لاش ہماری دیکھکر قیامت برپا ہوئی مان کی آنکھون کا تارا گھر کا اُجالا باپ کا راج دلارا بھائیون کا قوت بازو زینت پہلو یقین ہر سب نے غم کیا ہوگا عجب حال ہوا ہوگا پھر ہمکو نہین معلوم کہ لشکر ظفر اثر مین کیا گذری اپنا حال کیا کہین نظم

یاس ہوکر کچھ دنون ہم چشم بسمل مین رہے
داغ بنکر مدتون داماں قاتل مین رہے
اُلٹے شکوے طعنۂ بےسود اقرار دروغ
جو تمھارے منھ سے نکلے سب مرے دل مین رہے
خاطر گل عاشقون کو تھی جو منظور فراج
بے اثر ہوکر اثر شور عنادل مین رہے
اُنکو نیند آئی نہ اپنی آنکھ جھپکی ایکدم
ذکر ہوکر رات بھر ارباب محفل مین رہے
سادہ لوحی دیکھنا وعدہ جو ظالم نے کیا
تاسحر ہم انتظارِ عہد باطل مین رہے
کثرتِ تکلیف سے ہم آپ نالے ہوگئے
لب پہ آئے یا کبھی بیمار کے دل مین رہے
خنجر قاتل کی ایذا مین اجل کی سختیان
روح بسمل کی طرح ہر وقت مشکل مین رہے
اشک ناطاقت کی صورت ہر قدم پہ گر پڑے
وہ مسافر تھے کبھی آکر نہ منزل مین رہے
خوب ہی سوجھی احبا آفرین ہم کو کہو
ہم خیال یار بنکر یار کے دل مین رہے
قہر بیجا حجت بےسود تقریر فضول
جوش کس کس کے مزاج مرد جاہل مین رہے
تیرہ بختی ہی نے دکھلائے ہمین آخر فروغ
داغ ہوکر ہم کنارِ ماہ کامل مین رہے
نام آزادی زبان پر آگیا تھا اس لیے
پائون میرے مدتون قید سلاسل مین رہے
خشم ناصح طعنۂ احباب تکلیف فراق
زندگی جب تک رہی کیا کیا قلق دل مین رہے
دیدۂ گریان کی عزت کس قدر دریانے کی
اشک جو ٹپکے مرے دامان ساحل مین رہے
نقش کی امیدنے نقشہ دگرگون کردیا
تا فراق روح وتن ہم فکر غافل مین رہے

اے نور نظر وا ے پارۂ جگر تم نے بڑا کام کیا یہ صاحبزادے صاحبزادیان ہمارے بعد پیدا ہوئین ہم نہین سمجھے کہ ملکہ زبیدہ شیر گیر کسکا نام ہے ایرج و نورالدہر کو ہم کیا جانین البتہ بھائی علمشاہ اور تمھارے والد نامدار سے ماہر ہین ملکہ عجائب جادو نہایت خاطر کرتی ہین مثل کنیزان ہتر آٹھ پہر مصروف خدمتگذاری رہتی ہین اس صحرا کو مقام سیر قرار دیا ہے اکثر یہان آکر ٹھہرتی ہین یہ جو قباد شہریار نے فرمایا اسعد نامدار ماموں جان کہکر لپٹ گیا وہ نور نظر لخت جگر کہکر سینہ سے لپٹاتے تھے یہ ماموں جان کہکے

قدمون کو بوسہ دیتے تھے آخر دونون شہریار روتے روتے بیہوش ہوگئے مصاحبون نے بڑھکر گلاب کیوڑا
منھہ پر چھڑکا ہوشیار کیا اسد نامدار کو قباد شہریار نے پہلو مین جگہ دی کہ یکایک سامنے سے کنیزین دوڑتی
ہوئی آئین عرض کی ای شہریار ملکہ عجائب جادو تشریف لاتی ہین اتنے مین اسد نہایت گستاخ ہین
دیکھا سامنے سے ایک ہوادار پر شہزادی ماہ رخسار سرو قد آنکھین نرگس شہلا رعب سلطنت چہرے سے
ہویدا بارہ سو کنیزان زرین پوش ہمراہ سواری اہتمام کرتی ہوئی آگے پہونچین مگر وزیرزادی نے ملکہ عجائب
جادو سے عرض کی کہ حضور آج شہریار کے بھانجے تشریف لائے ہین ملکہ عجائب جادو گھبرا گئی ایک ایک سے
پوچھنے لگی کہ یہانتک کیونکر آئے وزیرزادی نے ہاتھ باندھکر عرض کی حضور شہریار شکار کو نکلے تھے راہ بھٹک کر
ادھر آگئے جب سے آئے ہین حضور سے لشکر اسلام کی باتین ہو رہی ہین بھائیون عزیزون کا ذکر دریافت فرماکے روتے
ہین اور یہ شیرگیر اسد غازی فتاح طلسم ہوش ربا ہی کئی سال سے اتنے بڑے طلسم پر دست انداز ہی یہ حال سنکر ملکہ
عجائب جادو کو ایک نوع کا تردد پیدا ہوا کہ قباد شہریار ایسا نہو کہ محبت مین بھانجے کی
مجھکو چھوڑکر چلے جائین ہوادار سے اُتری اسی سوچ مین سر جھکائے ہوئے چلی آتی ہی اسد نے
سو مانی امان جھکے سلام کیا ملکہ عجائب نے برخوردار کہکے بلائین لین گلے سے لگا لیا قباد شہریار نے
فرمایا ملکہ عالم ہم جو تم سے کرب غازی کا ذکر کیا کرتے تھے یہ اُنکے نور نظر اسد نامدار برائے فتاحی
طلسم ہوش ربا آئے ہین ماموں جان انکے ہمارے بھائی صاحب مقید ہین تمنے کبھی ہم سے ذکر بھی
نہ کیا ملکہ عجائب نے سر جھکا کر عرض کی کہ مین کیا حضور سے کیفیت عرض کرتی مجھکو بخوبی دریافت
نہ تھا کہ یہ آپ کے بھانجے ہینگے یہ کہکے ملکہ عجائب نے فرمایا کہ ای شیر بیشہ جرأت وای نہنگ دریاے
ہمت اس حوالی مین کیونکر آنے کا اتفاق ہوا اسد نے تمام کیفیت اپنی از ابتدا تا انتہا ظاہر کی
کہ اس طرح خواجہ مجھکو براے فتاحی طلسم صندل لیکر آئے ملکہ عجائب جادو ہنس پڑی فرمایا پھر کیا
کیفیت گذری اسد نے کیفیت حصول لوح و فتح مرحلہ جات سامنے ملکہ عجائب جادو کے بیان کی
اور کہا اگر خدا فضل کرے اور طلسم صندل فتح ہو یہان سے تا بہ در بند مہر و ماہ جاتا ہو ملکہ عجائب
نے کہا پہلے درد سر تو دفع کرو یہ بتلاؤ کہ سامان قتل ملکہ صندل جادو بھی ممکن ہوا اسد نے جواب دیا
حضور تعجب کی بات ہی ہر خرد و کلان از ادنیٰ تا اعلیٰ نے یہی پوچھا کہ سامان قتل صندل جادو بھی ممکن ہوا
یا نہین یہ کسی نے نہ بتلایا کہ کیا سامان مہیا ہو بادشاہ سابق طلسم صندل ملک اخضر کو رہا کیا نعیم جادو
کی آنکھین بنیا ہوئین بقول شخصے آنکھین کھلین اُسنے بھی پوچھا کہ سامان قتل صندل جادو ممکن ہوا
ہر چند کہ اُسکی کمک سے لوح طلسمی حاصل ہوئی عین وقت پر آکر قمری کو مارا اگر وہ نہ پہونچتا تو میرا کام

تمام ہوا تھا سارا جسم پتھر کا ہو جاتا مگر اُس خیر خواہ دولت نے قمری کو مارا لوح طلسم صندل حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی مگر یہی اُسنے بھی سوال کیا کہ سامان قتل صندل جادو کیجیے مین نے پوچھا کہ ای برادر تم سے زیادہ کون رازدار ہی کیا سامان مُہیا کرین کچھ نہ بتلایا وزیر اُنکے فہیم جادو نعیم جادو درویش تکیہ داران سب صاحبون نے بھی یہی فرمایا لیکن کسی شے کا نشان نہ بتلایا ملکہ عجائب جادو نے فرمایا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی دا ہی تاجدار آقلیم کامرانی تم صاحب اقبال ہو سامان قتل صندل ممکن ہو جائیگا اگر علاوہ تمھارے کوئی شخص تدبیر فتح طلسم صندل کرتا عمر بھر سرگردانی ہوتی آخر مین پشیمانی ہوتی مگر تمھارے لیے کل سامان مہیا ہی انشاء اللہ یہان سے جاکر ملکہ صندل جادو سے مقابلہ کرو ضرور غالب آؤگے یہ کہکر ایک انگوٹھی ہاتھ سے اُتاری روبروشاہزادہ اسد کے پیش کی کہا ای نور نظر یہ انگوٹھی واسطے دست گیری کے کافی ہی گویا نگینہ ہی صندل جادو اسی سے قتل ہوگی اسد نے انگوٹھی لیکر اپنے پاس رکھی اور قباد شہریار سے عرض کی ماموں جان مین نے دولت کو نہین پایا کوئی سرپرست بزرگ میرا اس طلسم ہوش رُبا مین نہ تھا اب آپ ایسا چاہنے والا ملا تمام حالات جرأت وشوکت اخلاق ومروت سخاوت وشجاعت وعب وجلالت آپکے بخوبی نیاز مند کو معلوم ہین ملک فرنگستان آپکی تیغ بید ریغ سے فتح ہوا جس روز سے آپکا قدم مبارک لشکر مین ہا مدتون سلطنت پر تباہی رہی جب سے آپ کے نور نظر جوہر شمشیر فتح وظفر شاہزادہ سعد والا نژاد آکر حاکم ہوے سلطنت کا انتظام ہوا اب آپ اس نیاز مند کو سرفراز فرمائین تخت سلطنت حاضر ہی لشکر اسلام کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رونق دین لشکر مین برکت ہوگی بہت جلد افراسیاب شکست کھائیگا بوجہ احسن انتظام لشکر ہو جائیگا چار سو سرداران ذی نشان افراسیاب خانہ خراب کے عنایت خدا سے شریک حال ہین سب صاحبان جاہ وجلال ہین سحر وساحری مین طاق شجاعت و دلاوری مین شہرۂ آفاق ہین انکی سرپرستی فرمائیے غلام برائے خدمتگزاری حاضر ہی سامنے بڑے ناناجان کے کلاہ افتخار آسمان پر پہونچاؤنگا آپ ایسے شیر صولت کو جب صاحبقران دیکھین گے دیدۂ دل روشن ہو جائینگے کیا خوشی ہوگی قباد شہریار نے سر جھکا لیا ملکہ عجائب جادو نے بہ نگاہ یاس چہرہ زیبائے قباد شہریار کو دیکھا نگاہون سے حسرت مین ظاہر ایسا نہو کہ یہ شہریار ہمراہ اسد نامدار کے چلا جاے یہ سبب شفقت ضائع ہو قباد شہریار نے اسد غازی سے کہا اب تم جاکر ملکہ صندل سے مقابلہ کرو جب طلسم صندل فتح ہو جائیگا ہم بھی اگر انشاء اللہ تمھارے شریک ہونگے ان کلمات مین ملکہ عجائب نے بھی تائید کی کہا ای اسد نامدار جیسا کہ شہریار ارشاد فرماتے ہین یہی صورت ہوگی ہم بھی تمھاری

خدمتگزاری کو حاضر ہین جسوقت موقع آئیگا اپنے کو فوراً تمھاری خدمت مین پہونچا ئینگے شب بھر
تو اُس صحبت مین ہنگامہ عیش ونشاط گرم رہا بوقت سحر قباد شہریار پشت مرکب پر سوار ہوے
اسد نامدار کو خلعت فاخرہ سے مخلع کیا سلاح جواہر نگار پیش کیے فرمایا ای نورنظر تم لشکر مین چلو
ہم آکر شریک ہونگے اسد غازی اس مطلب کو نہ سمجھا قدمون کو بوسہ دیکر رخصت ہوا جب
قباد شہریار و ملکہ عجائب جادو نظرون سے نہان ہوے یہ اُس بیشہ سے باہر نکلے تھے کہ
ملازمان ملک اخضر تلاش کرتے ہوے پہونچے اسد کو دیکھکر ہنگامہ ہوا ملک اخضر کو خبر پہونچی
یہ بھی آکر حاضر ہوے اسد نامدار سے ملاقات ہوئی پوچھا ای شہریار آپ صحراے شکار سے کہان
غائب ہوگئے تھے کہان تشریف فرما رہے اسد نے چاہا کہ کچھ بیان کرے کہ سامنے سے خواجہ عمرو آکر پہونچے
اسد غازی کو خوش خوش دیکھکر پوچھا کہ کیون ای نورنظر یہ خلعت کہان سے دستیاب ہوا اسد غازی
نے فرمایا نانا جان جنکا آپ ذکر کیا کرتے تھے کہ صاحبقران اُنکی محبت مین فقیر ہوکر بیٹھے تھے غفلت مین
عقابین پر کھینچے گئے نو مہینے پنجرے مین قید رہے وہ زندہ موجود ہین شب بھر ہم اُنھین کی خدمت مین
حاضر تھے اُنکے جمال مہرتمثال کے ناظر تھے ملکہ عجائب جادو نے انگشتری براے قتل ملکہ صندل جادو
مرحمت فرمائی عجب نادر شے ہاتھ آئی عمرو نے گھبرا کر پوچھا بیٹیا نام تو لو کیا تمسے اور قباد شہریار سے ملاقات
ہوئی اُنکو تو انتقال کیے عرصہ دراز ہوا مہتر گلیم گوش نے اُنکا سر کاٹا اسد غازی نے عرض کی حضور اُنکو
ملکہ عجائب جادو اُٹھا لائین وہ کوئی اور بشکل قباد شہریار تھا جسکا سر گلیم گوش عیار نے کاٹا مین شب بھر
اُنھین شہریار کی خدمت مین رہا ابھی رخصت کرکے حاضر ہوا ہون بارہ کوس پر قلعۂ عجائب ہے وہان
تشریف رکھتے ہین میرے لشکر مین سرفراز فرمانے کو کہا ہے مین کل لشکر کا بادشاہ کرونگا یہ سنکر عمرو مارے
خوشی کے پھول گیا کہا بیٹیا تمنے غفلت کی اُس شیر کا ساتھ نہ چھوڑنا تھا سارے لشکر ظفر اثر کی وہ جان ہے
ثانی صاحبقران ہے جری بہادر صف شکن بچپن سے شوق سپاہ گری انتظام سلطنت سے بخوبی ماہر اُسکی
شوکت وصولت ہر شخص پر ظاہر ہے دیکھنا صاحبقران و علمشاہ یہ سب صاحب اپنی آنکھین بچھائینگے
قباد شہریار کو سر پر بٹھا کر لیجائینگے ابھی والیس ہو قلعۂ عجائب مین لیچلو مین نے اُس شیر کو گودیون مین پالا
ہے اُسکے انتقال سے لشکر مین ہر شخص کو ملال تھا مہرنگار نے تو جام زہر پیا حمزہ فقیر ہوکر بیٹھا کل لشکر منتشر
ہوگیا ایک سال کامل سبتباہ رہے نانا جان کو تمھارے فرامرز بن قارن عدلی نے قید کیا فولادی
قفس مین بند رہے کیا کیا ظلم سہے وہ سب باعث قتل قباد شہریار تھا ہر شخص یہی جانتا تھا کہ نام پر
اُس شہریار کے جان دینگے افسوس ہے کہ تم سے ملاقات ہوئی اور تمنے ساتھ چھوڑ دیا براے خدا ابھی

مجھکو لیچلو اسد گھبرا کر گھوڑے سے کود پڑا سارا لشکر پیدل ہوا قلعہ عجائب کی طرف چلے عمرو سب کے آگے برہنہ پا پیادہ آنکھون سے اشک حسرت جاری اسد پر غفتہ کہ ایسے مقام پر کوئی ساتھ چھوڑتا ہی اسد نے کہا مین شب بھر خدمت مین رہا مومائی جان نے انگوٹھی عنایت کی پھر فرمایا کہ ہم تمھارے شریک ہونگے افراسیاب سے مقابلہ کرینگے خلعت وغیرہ مجھکو مرحمت کیا عمرو کو انتہا کا اشتیاق ملازمان قباد شہریار سے تمام اہالیان لشکر ہمراہ ہین ملک اخضر و فہیم و نغیم درویش تکیہ دار کمیدان و دیگر سرداران راہ کو طی کرکے سامنے قلعہ عجائب کے پہونچے دور سے عمرو نے دیکھا دروازہ قلعہ کا کھلا ہی خندق مین خاک اڑرہی ہی بالکل سناٹا صاف ثابت ہوتا ہی کہ قلعہ کوئی لوٹ کرے گیا عمرو دوڑکر دروازے کے قریب آئے دیکھا کہ شہر اجاڑ مکانات آدمیون سے خالی پھاٹک پر ایک کاغذ نجط جلی چسپان ہی عمرو نے قریب آکر اسکو پڑھا مرقوم تھا کہ آداب و تسلیمات خدمت مین خواجہ عمرو کی نیازمند نے حضوری کو مناسب نہین جانا سمجھا کہ اسد غازی مجھکو دیکھ گیا ہی خواجہ عمرو صاحب ضرور تشریف لائینگے مجھکو عرصہ دراز گذرا کہ لشکر ظفر اثر سے بیگانہ ہوا اب حضوری ہی میری لطف کا باعث ہوگا مگر ہر مقام پر اسد نامدار کی خدمتگزاری ضرور کرونگا زیادہ مجھکو تلاش نہ کیجیے گا ورنہ طلسم ہوشربا مین کبھی رہنا دشوار ہوگا عمرو اس مضمون کو پڑھکر سر پیٹنے لگے نام لیکر قباد کا خوب روئے اسد غازی بھی خاموش رقت کا جوش عرصہ دراز تک اس شہر مین شور گریہ وزاری بلند رہا آخر عمرو نے یہ سوچ کر سب کو منع کیا کہ زیادہ اس بات کو مشہور نہ کرو ورنہ افراسیاب آفت برپا کریگا ناچار مجبور وہان سے پلٹے قریب بارگاہ کے آئے ناگاہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی ای شہریار صندل جادو کو سب خبرین گذرین لشکر گران لیکر برائے مقابلہ حضور آتی ہی ملک اخضر نے حکم دیا لشکر مین کمربندی ہونے لگی اسد بھی مرکب پر سوار ہوئے لوح طلسمی گلے مین انگشتری عطیہ ملکہ عجائب زیب انگشت ابھی بخوبی مسلح ہونے پائے تھے کہ لکہ ہائے ابر صندلی نمایان ہوئے سب نے دیکھا کہ ملکہ صندل جادو تخت پر چار لاکھ ساحران غدار ہمراہ آتشین پر سوار علمائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے گھنٹے اور ناقوس بجتے ہوئے لشکر طلسم کشا کو دیکھکر صندل جادو نے اشارہ کیا کہ مسلمانون کو گرفتار کرلو قتل کرو زندہ بچ کر ایک کو بھی جانے نہ دو اسد نے بسم اللہ کہکر مرکب بڑھایا تیغہ برق مثال کو چمکایا نعرہ کیا یا شیدا ای کفاران بجا وای نابکاران پردغا نعرہ اسد

اسد تہمتن سوارم کہ در روز جنگ | بدرم دل شیر و چرم پلنگ

شہنشاہ نام آور دو کامران | اسد شیر دل ابن صاحبقران

یہ نعرہ کرکے تلوار کھینچکر جا پڑا دونون لشکر آپسمین ملگئے خواجہ عمرو ایک جانب کمند و حباب سے ساحرون کو

قتل کر رہے ہین مگر پریشان کہ لشکر کفار بہت ہے ملک اخضر نے قریب آکر فرمایا رباعی

صحرا صحرا یہ خاک اُڑائین کب تک
خاطر ہین یہ کلفتین نہ لائین کب تک
جور و ستم فلک اُٹھائین کب تک
ناچار جہان سے ہم اُٹھ جائینگے

اخضر نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری شکایت فلک کجرفتار بیکار ضرور مجھکو اسبات کا خیال تھا کہ صندل جادو کے پاس لشکر بہت ہے دیکھیے غلام کا قول صادق آیا عمرو نے کہا خدا مالک ہے اخضر بھی سحر کرتا ہوا چلا لیکن ملکہ صندل جادو اخضر کی ملازم تھی ملک اخضر کو جو لڑتے دیکھا دست و پایین عشقہ پڑ گیا ملک اخضر نے للکارا او نمکحرام دیکھ پروردگا نے آنکھین مرحمت فرمائین اگر اس شیر بیشہ جرأت کی اطاعت کر خطا تیری معاف کراؤنگا کیون اپنا خون اپنی گردن پر لیتی ہے تخت طلسم ہوش رُبا کا زمانہ قریب آیا دیکھ انکے خدا نے انکو یہانتک پہونچایا افراسیاب کا قول تھا کہ راستہ طلسم صندل کا نہ ملیگا سب کچھ پروردگار نے آسان کیا صندل جادو نے ملک اخضر کی طرف سے تو منہ پھیر لیا دل مین خیال ہے کہ مجھے کون قتل کر سکتا ہے افراسیاب جادو نے میرے قتل کی اشیا کو ایسی جگہ چھپا دیا ہے کہ جہان طائر وہم و خیال نہین پہونچ سکتا جب کوئی ملکہ عجائب جادو کو قتل کرے تب انگوٹھی ہاتھ آ ہوئے ملکہ عجائب جادو وہ ساحرہ زبردست ہے کہ جسپر سواے افراسیاب کے کوئی دست انداز نہین ہو سکتا اس گھمنڈ پر صندل جادو آڑی ہے خوب جانتی کہ مجھپر کوئی دست انداز نہین ہو سکتا لشکر بھی بیحساب خود بھی زبردست ساحرہ ہے آتے ہی پرے کے پرے درہم و برہم کیے صفوف لشکر کو منقلب کر دیا لیکن ملک اخضر جب للکار کر جا پڑتا ہے صندل جادو تھرا کر ہٹ جاتی ہے اخضر بیچارہ سالہا سال قید رہا سحر قبضہ مین نہین رہے مصیبتین اُٹھائین مگر اصلی جرأت ہے صندل سے منہ نہین پھیرتا ہے صدہا سحر صندل کے دفع کیے عجب ہنگامہ حشر و نشر برپا ہے آسمان سے آگ برستی ہے آتش فتنہ و فساد نے سر کھینچا ہے نظم مصنف

فلک کو فراموش گردش ہوئی
پہاڑونکو سختی مین جنبش ہوئی
قیامت کا سامان عیان ہو گیا
رُخ مہر گردون نہان ہو گیا

صندل جادو کے ہمراہ اسقدر سپاہ ہے کہ ملک اخضر کو فتح کی امید نہین تھوڑے ہی عرصہ مین صندل جادو نے ہزارہا کو قتل کیا سحر کرتی ہوئی چلی آتی ہے البتہ طلسم کشا سے تو عاجز ہے کہ یہ جس غول جس صف پر تلوار آبدار تولکر مثل شیر نر جھپٹ کر جا پڑتے ہین صفون کو درہم و برہم کر دیتے ہین اس اثنا مین طرف سے صحرا کے گرد بلند ہوئی سب نے دیکھا کہ شاہزادہ صندلان صندلی پوش مع بارہ ہزار صندلی پوشون کے ایک جانب ملکہ گوہر جادو چار سو کنیزان زرین پوش پشت پر اُسنے جو خبر پائی کہ ہمارے آقا سے معرکہ پڑ گیا ہے بیقرار ہو کر آ پہونچی دور سے دیکھا کہ اسد نامدار

کھڑا ہوا فوج صندل بیحساب لشکر اسلام کو پیچ و تاب ہمراہیان ملک اخضر ہزارہا قتل ہوے لاشے پھڑک رہے ہین صحرا مین دریاے خون جاری صدہا علم کٹے ہوے پڑے ہین اسد نامدار تو صاحب لوح ہین لوح چمکا کر سحر کو دفع کرتے ہین اخضر جادو دریاے فوج مین غوطے مار رہا ہی کبھی سحر سے صندل کے لکہاے ابر سیاہ اُٹھتے ہین تمام لشکر کو یہ معلوم ہوتا ہی کہ پردۂ ظلمات کا سامنا ہی اُس اندھیرے سے جان بچانا محال ہی شب تاریک فراق عاشقان سے مثال ہی اُس تاریکی سے ملک اخضر بصد کروفر مثل آفتاب عالمتاب ظاہر ہوتا ہی جان لڑا رہا ہی گوہر جادو نے جو یہ ہنگامہ گیرودار بلند دیکھا صندلان صندلی پوش کو منع کیا ای شیر بیشۂ شجاعت اسوقت ملکہ صندل نے تہلکہ ڈالدیا ہی بادشاہ طلسم صندل ہی ساحرون کا اسکے ساتھ جنگل ہی خداوند کریم طلسم کشا کو بچائے صندلان نے کہا ای ملکہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ ایسے وقت مین شریک حال نہون اپنی جان بچاؤن ہرچند گوہر جادو نے منع کیا مگر یہ گھوڑا اٹھا کر لشکر کفار مین در آیا گوہر جادو کہ عاشق صادق شہزادہ صندلان صندلی پوش ہی سینہ سپر کرکے آگے بڑھی لیکن آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ اُداس عالم یاس ٹھنڈی سانس بھر کر ساتھ والیون سے کہا شعر

سنگ قلاخن فلک دون کے ہاتھ سے
افسوس اپنا شیشۂ دل چور چور ہی

دیگر

اپنے دلدار کی فرقت کا جسے غم ہووے
خانۂ عیش اُسے خانۂ ماتم ہووے

دیگر

کسے دست جفاے چرخ سے امید سینے کی
جو ہوئے بھی تو ہان شاید دہان زخم خندان ہو

یہ اشعار پڑھکے فوج ملکہ صندل جادو پر جا پڑی لیکن صندلان صندلی پوش کو سحر سے بچاتی جاتی ہی خوف ہی ملکہ صندل اسکو نہ گرفتار کرلے یہ جوان صف شکن جس پرے پر جا پڑا پراگندہ کردیا جو سردار سامنے آیا قبضہ پاکر ہاتھ تلوار کا لگایا سر اُس خودسر کا دھڑ سے گرا اجل نے دست گیری کی سیدھا جہنم مین پہونچا یہ جوان اُسی آن بان سے نیزہ ہلاتا آگے بڑھا جو سامنے آیا ٹوک کر اُسی نوک چھونک سے مارا برچھا جگر مین اُتارا صندل جادو یہ معرکہ دیکھکر ساتھ والیون سے کہنے لگی کہ صاحبو یہی گوہر نمک حرام کو دیکھو ہمنے تو سلطنت حوالی طلسم اسکو دی یہ طلسم کشا کی شریک ہوئی اسکو مع اُسکے دھگڑے کے ابھی قتل کرتی ہون یہ کہکر طرف صندلان صندلی پوش کے بلٹی یہ جوان اُسی طرح سے قتل کرتا چلا آتا ہی جو سامنے آتا ہی مُنھ کی کھاتا ہی صندل نے للکارا یہ جوان پلٹا کہ صندل جادو پر جا پڑون صندل نے وہین سے ایک گولہ فولاد کا پھینکا بر لشکر صندلان پھٹا تمام لشکر بیکار ہوگیا ہرچند چاہتے ہین گھوڑون کو اپنے مقام سے بڑھائین مرکب پا بہ گل نقش قدم بنگئے

بہ نگاہ حسرت دیکھتے ہین قدم آگے نہین اُٹھتے ہین آنکھین پتھرا گئین سپرین پشت سے گرنے لگین تلوارین
قبضہ سے نکلی جاتی ہین صندل جادو نے ٹہرکر آواز دی ان سبکے سر کاٹ لو خودسری کی سزا دو ملکہ
گوہر جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا تڑپ گئی نعرہ کرکے آڑی چاہا سحر دفع کرون صندلان کو کسی طرح
سے نکال لیجاؤن صندل جادو کی جو نگاہ پڑی کہ ملکہ گوہر قریب صندلان کھڑی سحر کر رہی ہی
خون اپنا کاٹ کاٹ کے پھینکتی جاتی ہی مدت کی جو عاشق زار ہی اُسکو اس مصیبت تازہ مین گرفتار دیکھکر
جھوم رہی ہی قبضہ شمشیر پر ہاتھ ہی صدہا جادوگرنیون کو قتل کیا صندلان کو بیقرار دیکھتی ہی کہ بیچ مین کھڑا ہوا
جادوگرون کی تلوارین کھا رہا ہی اپنی تلوار پر قبضہ نہین سپر بھی رُو گردان کمان سہمی ہوئی تیر طائر پر بستہ نیزہ
تھرا رہا ہی گویا تپ لرزہ مین مبتلا ملکہ گوہر جادو نے جو اس عالم حسرت و یاس مین دیکھا پکار اُٹھی شعر

ای آہ و نالۂ دل پروردۂ محن
او نیزہ بصد مرتبہ بیمار تر از من
دیگر
مبتلا ہمین کہ تو نے اثر اپنا کیا کیا
تنگ آمدم ای نالۂ دلخواہ کجائی
دیگر
بیمارم و غیر از دل من نیست طبیبم
فریادی ام از دست تو ای آہ کجائی

ملکہ گوہر نے بیقراری مین جو یہ اشعار پڑھے صندلان کی بھی آنکھون سے آنسو جاری ہوے دل کو
یقین مرگ ہوا پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم اب تم ہمارے قریب نہ آؤ اپنی جان بچاؤ طلسم کشا کا ساتھ دو
ہماری محبت سے ہاتھ دھو صندل جادو بڑی زبردست ساحرہ ہی گوہر جادو کب مانتی ہی چاہا
صندلان کی کمر مین پنجہ دیکر بے نکلون صندل جادو نے جو دیکھا جھپٹ کر سحر کیا برق گری سر ملکہ
گوہر جادو کا زخمی ہوا لڑکھڑا کر گری رکاب پر صندلان کے ہاتھ ڈالدیا بے اختیار آواز دی ای
شہریار اپنی کنیز و غلام کو آکر بچائیے اسد نے پلٹ کر دیکھا کہ شعلہ ہاے آتش نے صندلان کو گھیرا ہی
گوہر جادو زخمدار بیقرار صندل جادو کے ملازم ان دونون کو قتل کرنے چلے ہین اسد کی آنکھون
کے نیچے اندھیرا آگیا وہین سے گھوڑے کو بڑھایا صفون کو درہم و برہم کرتے ہوے چلے ملازمان صندل
نے روکا ہر مقام پر تلوار چلی مگر اسد نہنگانہ لڑتا بھڑتا طرف ملکہ صندل کے جاتا ہی علمدار فوج
زبردست جوان فیل مست پر سوار چھڑ بغل مین دبائے ہوے فوج کو ترغیب دے رہا ہی مفتون فیل پیکر
نام ہی اسد کو جو آتے دیکھا للکارا او طلسم کشا کہان جاتا ہی ہرچند کہ اسد کو ٹھہرنا نا گوار طرف
صندل جادو کے جاتے ہین مگر اُس بیحیا نے جو بکبر و نخوت ٹوکا شاہزادہ پلٹ پڑا مفتون نے
اپنے ہاتھی کو بڑھایا اسد سے آنکھ لڑی مفتون نے نیزہ مارا اسد نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا
نیزہ بازی ہونے لگی بارھوین طعن مین اسد نے چھیڑا ارا نیزہ ہاتھ سے مفتون کے بدر ہوا آپ انفعال مین
تنہایا غصہ سے پیچ و تاب کھایا تیغ بید ریغ کھینچکر جھپٹا اسد نے تلوار کو تلوار پر روکا جھنجھناٹے کی صدا بلند

ہوئی اُلجھاوے سے ہاتھ کو نکالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا برق شمشیر تڑپ کر گری اور سپر کے ٹکڑے اُڑ گئے سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹا یا تو قبہ سر پر جھکی تھی یا زیر تنگ اُس تیغ برق شال نے بوسہ دیا علمدار کے مع علم دو ٹکڑے ہوئے فوج پر علم ماتم گر انشان کفر مٹا اسد غازی علمدار کو مار کر قریب ملکہ صندل کے پہونچا صندل جادو نے آواز دی ساحرون نے آکر گھیرا بلوہ کیا انتہا کی وہان پر تلوار چلی لاکھون کا کھیت ہوا اخضر جادو نے بھی اپنی جان لڑائی فہیم جادو بھی پروانہ وار گرد اسد نامدار پھرتا ہو مگر ملکہ گوہر و صندلان پر بڑی بدعت ہو رہی ہو دونون عاشق و معشوق قتل ہوا چاہتے ہین اب اسد بھی قریب آپہونچا نعرہ کیا صندل نے پلٹ کر دیکھا گھبرا کر سحر کرنے لگی فوج کو اشارہ کیا طلسم کشا نہ جانے پائے کسی گولے سحر کر کے مارے اسد غازی پر تاثیر نہوئے صندل جادو کو وہی گمان ہو کہ لوح طلسمی مجھکو قتل نہ کر سکے گی لڑ بھڑ کر نکل جاؤنگی طلسم کشا پر برس پڑی لاکھون سحر کیے گولے مارے ترنج اُچھالے مگر اسد پر تاثیر نہوئی اسد نے نعرہ کیا او صندل قضا تیری تیرے سر پر آپہونچی لات و منات پر لعنت کر یا اخضر کو بادشاہ تجھکو وزیر اعظم قرار دونگا کیون مفت جان دیتی ہو صندل نے پکار کر آواز دی او طلسم کشا مجھے کون قتل کر سکتا ہو قلعہ سے جا کر سر ٹکرا مین خدمت مین افراسیاب کے چلی جاؤنگی وہان سے فوج بیحساب لیکر آؤنگی یہ کلمات غرور آیات کہکر تلوار کھینچکر آپڑی یہی اطمینان ہو کہ طلسم کشا میرا کیا کر سکے گا جب اُسنے ہاتھ تلوار کا لگایا دیونی قالب انسان مین سما گئی ہو اسد نامدار نے تلوار کو تلوار پر رد کا جیسے ہی تلوار مار کر پلٹی اسد نامدار نے تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا ملکہ صندل جادو کو کچھ بھی خوف نہوا سینہ سپر کیے کھڑی ہو طرح طرح کے سحر کر رہی ہو جب اسد غازی نے اُنگلی سے انگوٹھی اُتاری تب صندل جادو گھبرائی کہ اب کون دستگری کریگا ایک چیخ ماری کہ یہ انگوٹھی طلسم کشا نے کہان سے پائی اے ساحران طلسم صندل آگاہ ہو جاؤ معلوم ہوتا ہو کہ ملکہ عجائب جادو طلسم کشا کی شریک ہو گئی یہ کہکر چاہا پر پرواز پیدا کرے اُڑ کر نکلجائے اسد غازی نے انگوٹھی کھینچ ماری پیشانی پر اُس ملعونہ کے پڑی یہ معلوم ہوا کہ تودہ بارود مین چنگاری آگ کی ڈالدی ہر سر مو و ہر تن موے صندل جادو سے شعلے آگ کے نکلنے لگے استخوان اُس جہنمی کے جلنے لگے ابر تیرہ و تار آسمان پر چھایا سنگباری اور برف باری ہونے لگی بیرون نے غل مچایا آواز آئی کشتی مرا نام من صندل جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم مرتے ہی صندل جادو کے جادو ہلنے لگی افسران فوج دست بستہ سامنے طلسم کشا کے حاضر ہوئے ملکہ گوہر جادو ایک ایک کی سفارش کرتی جاتی ہو سرداران لشکر حاضر ہونے لگے اسد غازی نے تلوار کو نیام انتقام مین کیا ملکہ

گوہر جادو بیان کی منتظم ہو حال سے بخوبی ماہر ہو بیانی کل کیفیت ظاہر ہو ملک اخضر کو اسد غازی نے تخت پر بٹھایا گوہر جادو اہتمام سواری کرتی ہوئی ایک جانب صندلان صندل پوش ایک جانب فہیم و نعیم و روشن تکیہ دار اہتمام سواری مین مصروف اس عظم و شان سے داخل قلعہ صندل ہوے دارالامارۂ شاہی مین پہونچے ملک اخضر کو مقام پر صندل جادو کے تخت نشین کیا فہیم جادو بعدۂ وزارت خواجہ عمرو کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوئے مال طلسمی نکلنے لگا خواجہ عمرو فہرست لکھوا رہے تھے عین گرمی صحبت مین اسد نامور نے ملکہ گوہر جادو سے پوچھا یہان سے دربند مہر و ماہ کتنی دور ہو ملکہ گوہر جادو نے عرض کی تین منزل کا فاصلہ ہو مگر سرکار کو دربند مہر و ماہ سے کیا کام ہو خواجہ عمرو نے فرمایا ای گوہر جادو لوح طلسم ہوش ربا افراسیاب جادو نے دربند مہر و ماہ پر روانہ کی ہو حیرت ہنگر اس سے دریافت کیا تم یہان کی رازدار ہو کچھ اس کیفیت سے خبردار ہو ملکہ گوہر جادو نے کہا یہ تو ناحق کی تکلیف حضور نے اُٹھائی اس طرف تو کبھی لوح کا ذکر بھی نہ ہوا حوالی طلسم صندل سے جو گذرتا پہلے مجھ سے ملاقات ضرور ہوتی آپ یکہ و تنہا آئے نامہ دار افراسیاب کی شکل بنکر مجھکو خبر ہوگئی جب تو مین نے صندلان کو روانہ کیا تھا کہ جاکر خواجہ عمرو کو گرفتار کرو نہ کہ لوح طلسم ایسی شئ اس حوالی سے جاتی اور ہم کو خبر نہ ہوتی علاوہ ازین مہر و ماہ جادو دونون شاہزادیان نہایت زبردست ہین فن سحر و ساحری کو خوب جانتی ہین یہ جو لشکر ساحران آپ کے ساتھ ہو کوئی اُنکے مقابلہ کے لائق نہین آپ طلسم صندل پر جو غالب آئے لوح طلسمی کے باعث سے کسی کا زور نہ چلا انگشتری قفل صندل بھی دستیاب ہوئی دربند مہر و ماہ پر فساد عظیم ہوگا ان دونون بہنون پر سحر و ساحری مین غالب آنا نہایت دشوار ہو یہ سنکر عمرو دہشت گھبرایا کہ ہماری جستجو و کوشش بیکار ٹھہری اسد نامور نے اس فکر کو سنکر فرمایا نانا جان ان امورات کا تردد بیکار پروردگار مالک مختار ہو ہماری لشکر کو حکم دیجیے پروردگار نے یہان تک تو پہونچایا نشان لوح بھی دستیاب ہو جائیگا اور اگر اس حوالی مین قضا لیکر آئی ہو کیا چارہ اُسی وقت ملکہ گوہر جادو کو حکم ہوا اٹھالا بارگاہ زربفتی کا طرف دربند مہر و ماہ کے روانہ کیا جاے صندلان صندل پوش کمبعد جوش خروش اپنے مقام سے اُٹھا اٹالا بارگاہ کا لدوایا ساٹھ ہزار فوج اپنے ساتھ لیکر طرف دربند مہر و ماہ کے چل نکلا بعد اسکے ملک اخضر سے اسد نامدار نے فرمایا تم اب طلسم صندل پر ہو جس مقام کے بادشاہ تھے عنایت سے پروردگار کی اُسپر قبضہ ہوا بسم اللہ اب بیشک تکلیف کرنا کیا ضرور ہو ملک اخضر نے عرض کی اب مین دامن دولت کیونکر چھوڑون اس سفر مین ہمراہ ہون جس وقت حضور کو لوح طلسمی حاصل ہو

بندگان عالی کو تسکین دل ہو اور مع الخیر طرف طلسم باطن کے تشریف لیچلیں اُسوقت البتہ انتظام طلسم مین مصروف ہونگا کارگزاران شاہنشاہی بدل موجود ہین انتظام بوجہ احسن ہو جائیگا غلام ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہیگا اسد نامدار نے حکم دیا بسم اللہ تیاری کرو لشکر ساحر وغیرہ ساحر اپنے اپنے طریقہ سے سب روانہ ہون فہیم جادو و نعیم جادو و درخشن تکیہ دار انتظام کرکے فرداً فرداً طرف دربند مہر و ماہ کے بکر فر فریدونی و بہ حشمت جمشیدی روانہ ہوے انکو توراہ مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان شوکت بیان ایرج نوجوان کہ مرات جادو شکست کھا کر طرف قلعہ طلسمی کے چلی لشکرکشی ایرج کی بر طلسم مذکور و دیگر حالات متعلق داستان کے بیان ہوتے ہین ساقی نامہ

پہونچ ساقی کہ اب دلکو نہین صبر
چراغ گل نسیم صبح روشن
تماشا ہے عجب گلشن مین موجود
عجب ہی لطف سے پھولی ہے شام
کہ آ پہونچا ہے وقت بادہ نوشی
ہوا ہے نیبہ کیا تیرے دہن کا
جو بولے محتسب مُنہ توڑ اُسکا
بہار اب جو کہے اُس پر عمل ہو
لٹتے ہے ساقیا تک آن کر یان
چمن ہی اندنون ہر شاخ اورنگ
زبس باد بہاری مین نشا ہے
جہان دیکھو تو ہے آلودہ خواب
اٹھا سکتی نہین سر بھی ہے بیحس
رہی ہے لیٹی یان سوسن کی دستار
ہوا سے شاخ گل یون جھومتی ہے
چمن مین کیا ثمر کیا شاخ کیا بات
غرض اہل چمن ہین اسقدر مست
ہوا صحن چمن آئینہ اسلوب

تری دوری مجھے اسوقت ہے جبر
تغافل کو تو اب فرمائیو کام
چراغان صبح سے تا شام بے دود
لگا دے مُنہ سے ساقی شیشۂ مے
نہین مطرب یہ ہنگام خموشی
ترا گانا وہ پی کر ساغر مل
جو مُلّا کچھ کہے سر پھوڑ اُسکا
کہے ہے دیکھ کر ابر اس ہوا کو
مری آنکھون سے کر سیر گلستان
یہ مستی کو گھٹا کے ٹک نظر کر
کہ گلگشت جائین تو مزا ہے
کھلے داؤدی کے غنچے چمن مین
جھکی ہی جاے ہے کچھ چشم نرگس
جھکا دیتا نہین بار ثمر شاخ
کہ آ کر وہ لب جو چومتی ہے
نسیم صبح تک اتنی ہے باقی
کہ پہلے بولتے ہین مرغ یکدست

لگی ہے کرنے آ کر سوے گلشن
لپک کر کے بغل مین شیشہ و جام
ستم ہے اب نہو گر شیشہ و جام
مغنی پھونک دے پھر خدا نے
خروش و جوش مرغان چمن کا
کہ ہوئے سرمۂ آواز بلبل
سخن اسوقت اسکا بے محل ہے
جواب میکشان مین ون خدا کو
رکھے ہے دشت قندق بند کا رنگ
یہ آتی ہے پری دوش ہوا پر
گل مخمل پہ بیداری ہے نایاب
تو کف لائے مین مستی سے دہن مین
قبا گل پھاڑتی ہے ہو کے سرشار
نشہ سے جھوم جھوم آتی ہے ہر شاخ
پھرے ہین لوٹتے مستی سے ذرات
خیابان مین پھرے ہے لڑکھڑاتی
زبس کھینچے ہے باد تند جاروب

چہرہ محرران جادو تقریر و کاتبان ہنگامۂ وار دیگر اس داستان

حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر بیا اے خردمند فرخندہ پے ٭ کہ سازیم این جادۂ سحر طے ٭ سابق مین تحریر ہوا کہ نقدر وح ودوان قاسم عالی شان شاہزادۂ ایرج نوجوان نے قلعہ انجم حصار پر لوح طلسمی پائی مرائت جادو نے شکست فاش کھائی ایرج نے اب لشکر تیار کیا ملکہ شیشہ می نوش کو تخت پر بٹھایا ملکہ انجم ماہ رخسار کو سپہ سالار فوج قرار دیا اس کر وفر سے بصد شوکت و حشم طرف قلعہ طلسم اسکندری کے روانہ ہوے مگر مرائت جادو افتان و خیزان شکست خوردہ جب قریب قلعہ پہونچی اہالیان قلعہ نے خبر پائی کہ ہمارے بادشاہ نے شکست فاش کھائی تمام اہالیان شہر برائے استقبال حاضر ہوے وزیر اعظم اسکا ظلمات جادو کہ جو اس سفر مین ہمراہ نہ تھا قلعہ سے مع فوج نکلا دیکھا تو ملکہ مرائت کا عجب حال قلعی کھلگئی چہرہ اداس رنج و غم پاس آئینہ عیش و عشرت نابود ظلمات کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا سوچا کہ بخت سیاہ کا سامنا ہوا فوراً بارگاہ استادہ کرائی ملکہ مرائت کو اس بارگاہ مین داخل کیا پوچھا اے ملکہ عالم یہ کیا معرکہ گذرا مرائت نے تمام کیفیت ظاہر کی کہا طلسم کشا بڑا صاحب اقبال ہے بی صاحبزادی شیشہ می نوش سنجر کو قلم کرکے لوح طلسمی لے پہونچین سہمناک جادو فرستادۂ ملکہ حیرت قتل ہوئی ظلمات نے کہا اے ملکہ عالم اب کیا صلاح ہے میرے نزدیک شرکت طلسم کشا مین فلاح ہے مرائت جادو نے کہا اے ظلمات طلسم اسکندری پر قبضہ پانا بہت دشوار ہے بی شیشہ می نوش مست ہوکر چاہتی تھین جھگڑے کو لیکر بیٹھون کبھی یہ دن نصیب نہ ہوگا چین سے بیٹھنا دشوار کر دونگی بی انجم ماہ رخسار نے بڑے فساد برپا کیے انکی بھی تدبیر ہو جائیگی ظلمات جادو نے کہا حضور ملکہ حیرت جادو کو دوسرا نامہ لکھیے کہ انور جادو آپ کی ملازم و سہمناک مصاحب قدیم ہاتھ سے بیر حمزہ کے قتل ہوگئین وہ جوان لشکر کشی کرکے آتا ہے اسکی تدبیر واجب و لازم یہ رائے مرائت جادو کو پسند آئی فوراً عرضی تحریر کی ظلمات سے کہا تم نامہ ہمارا لیکر خدمت مین شہنشاہ کی جاو ظلمات جادو نے نامہ سر سے باندھا طرف طلسم ہوش ربا کے روانہ ہوا لیکن افراسیاب جادو فکر مین اسد کے تخت پر سوار تخت اڑائے ہوئے جاتا ہے اتفاقات سے کوہ فیروزہ پر ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش حاکم دربند اپنے کوہ فلک شکوہ پر مع مصاحبان خاص و انیسان با اختصاص جلوہ فرما تھی کہ دیکھا آسمان پر برق چمکی خیال کرکے دیکھا شہنشاہ طلسم ہوش ربا یعنے افراسیاب جادو تخت اڑائے ہوے جاتا ہے فیروزہ فیروزہ پوش اپنے مقام سے اٹھی جاکر پایۂ تخت سے لپٹ گئی عرض کی اے شہنشاہ الفاق سے ادھر سے آنا ہوا کنیز زادن کو بھی سرفراز فرمایئے افراسیاب کی مجال ملکہ فیروزہ پر نگاہ پڑی حسین مہ جبین کمسن مالک تخت و تاج ذات سے ان حسینون مہ جبین کے سحر و ساحری کا رواج آنکھون مین حیا شیوہ جور و جفا طریقہ دلفریب

نظارۂ جمال بےمثال سے دل ناشکیب افراسیاب نے جو ترچھی نگاہین ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش کی دیکھین مسکرا کر فیروزہ کا ہاتھ تھام لیا اور یہ اشعار پڑھنے لگا

در کشورے کہ ناز وادا مے فروختند
وز دیدہ دل زما و بما مے فروختند
یوسف اگر بعہد تو مے بود در جہان
این اہل تقا بہ رضا مے فروختند
شد تشنۂ تبسمت از تشنگی فنا
آنانکہ صید را بہ ہوا مے فروختند

مشتاق جان بہ نرخ گیاہ مے فروختند
افلاک را اگر بجہان قدر ما بدے
او را کہ مے خرید کجا مے فروختند
از مفلسی بہند ہنر بران سر فروش
جائے کہ موج آب بقا مے فروختند
سودا از ان بلا و سعادت نشان مسنم

واریم شادگی کہ بہ بازار خود بتان
ما را چرا بہ طالع ما مے فروختند
ایمان بکشتری بین نہ گر فہم کرشکار دوست
اسپ دیراق روز دغا مے فروختند
از دست شان بہ دیدہ بدا ست فتنہ دادہ اند
کانجا بجائے چند بہا مے فروختند

ان اشعار کو سُنکر ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش مسکرائی کہا اے شہنشاہ آپ کو غزلین اشعار بہت یاد ہین افراسیاب مسکرا مسکرا کر باتین کرتا ہوا ساتھ فیروزہ فیروزہ پوش کے کوہ فیروزہ پر آکر اُترا فیروزہ نے پوچھا اے شہنشاہ اسوقت آپ کہان سے تشریف لاتے ہین روز قتل طلسم کشا ہم لوگ حاضر ہوے تھے اُس وقت تو عجب طرح کے معرکے پڑے تمام میلہ درہم و برہم ہوا رئیس لٹے اُمرا تباہ ہوے دوکاندار آج تک شکایت کرتے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ سامری جمشید ایسے میلے مین ہمکو نہ لیجائین مال لٹا نقد جان بچانا دشوار ہوگیا ایسا میلہ کبھی نگاہ سے نہ گذرا تھا افراسیاب جادو نے کہا اے فیروزہ فیروزہ پوش مابدولت نے تساہل فرمایا ساربان زادے نے اسد غازی کو رہا کر لیا اجتک مارا مارا پھرتا ہی لوح طلسمی مابدولت نے ایسے مقام پہ بھیجدی کہ وہان طائر وہم وخیال کا بھی پہونچنا دشوار فیروزہ نے پوچھا اے شہنشاہ وہ کونسا مقام ہی افراسیاب جادو نے کہا ساربان زادے نے بشکل حیرت مابدولت سے دریافت کیا مین نے سب کچھ کہا جو اصل بات تھی وہ نہین جانی عمرو بھی مارا مارا پھریگا لیکن نشان لوح طلسم ہوش رُبا نپائیگا مین نے اہا لیان دربند کو نامے لکھے ہین سامان لشکر کشی کرونگا ابکی طلسم کشا کو پکڑ کے قتل کرونگا فیروزہ نے عرض کی اے شہنشاہ مین نے سُنا ہی جا بجا کل ہوشربا بھر مین غدر رہوا اول طلسم آئینہ کو کوئی بردتا ہی حمزہ کا ایرج نوجوان اُسنے فتح کیا پھر طلسم ہزار برج مین ایک پوتا تورج بن بدیع الزمان جاکر پہونچا وہ بھی لوح طلسمی پا گیا طلسم پر بخوبی دست انداز ہوا اور ایک اخبار مین کنیز نے دیکھا کہ طلسم گوہر افراسیابی جہانکا خداوند سکندر بن سامری تھا وہان کوئی جوان پہونچا اسکا قاسم نبیرہ حمزہ نام مرقوم تھا پھر طلسم جمشید یہ مین دو فرزندان حمزہ نے داخل کیا ایرج نوجوان و نور الدہر بن بدیع الزمان بڑے بڑے معرکے وہان بھی ہوکے بی بی مخمور بھی اس طلسم مین پہونچی تھین قید ہوئین پھر چھوٹین طلسم کشا کے ساتھ لڑین اُس طلسم پر بھی مسلمانون کا قبضہ ہوگیا اُسی

طلسم سے کسی حکیم نے نشان رہائی اسد غازی تبائے خواجہ عمرو نے فکر کی اُن لوگون کو مطیع کیا تا بہ گنبد نور پہونچا یہ سب حالات حضور کو معلوم ہین یا نہین افراسیاب نے سر جھکا لیا کہا اے فیروزہ سب حالات مابدولت کو معلوم ہین پرچہ ہاے اخبار مین کیفیتین مرقوم ہین مابدولت بھی کئی مقامات پر جا کر لڑے طلسم ہزار برج مین بڑے بڑے معرکے پڑے ملکہ حیرت جادو نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ طلسم اسکندری مین بھی فساد برپا ہین اپنی مصاحب سہمناک جادو کو روانہ کر چکی ہی نہین معلوم اُسپر کیا گذری فیروزہ نے عرض کی حضور حرات جادو تو میری خالہ زاد بہن ہوتی ہی جلد خبر منگائیے آتا مین نے سُنا تھا کہ چھوکری ملکہ خیشہ می نوش بیٹی ہمشیرہ صاحبہ کی بیمار ہی افراسیاب نے کہا مین خبر منگا دونگا یہ باتین ابھی ختم نہونے پائی تھین کہ دیکھا ایک جادوگر سیاہ فام کریہ منظر طاؤس پر سوار اُڑا ہوا جاتا ہی جیسے ہی افراسیاب جادو کو بیٹھے ہوے دیکھا وہ ساحر ہوا سے اُتر آیا افراسیاب جادو کو سلام کیا ملکہ فیروزہ نے پہچانا کہا اے ظلمات کہان سے آتے ہو اُسنے عرضی ملکہ حرات جادو کی نکالکر پیش کی فیروزہ نے آواز بلند پڑھا پڑھکر بہت بیقرار ہوئی افراسیاب جادو سنکر دنگ ہو گیا یہ بھی لکھا تھا کہ سہمناک جادو بھی قتل ہوئی افراسیاب جادو غصہ مین کانپنے لگا فیروزہ نے کہا اے شہنشاہ مین جا کر سب انتظام کرونگی لوح طلسمی چھین لونگی طلسم کشا کی مشکین باندھکر ہمشیرہ صاحبہ کے حوالے کرونگی افراسیاب نے کہا اے فیروزہ صاف صاف مرقوم ہی کہ صاحبزادی نے جوش محبت طلسم کشا مین لوح طلسمی حوالے کر دی اے فیروزہ یہ بخوبی ظاہر ہی کہ فرزندان حمزہ سب صاحبان جرات و لیاقت درجہ شوکت و ہمت مین لاکھون مین اکیلے لڑے خداوند لقا کو ملک باختر سے ٹر بھڑ کے نکال دیا کچھ خوف پیدا کرنے والے سے نہ آیا فیروزہ نے کہا اے شہنشاہ بھڑوے لقا کا ذکر نہ کیجیے جوتی خورہ نگوڑا جھوٹ سچ بگھارا کرتا ہی کسی طرح کا اس کو اختیار نہین سامری جمشید اُنسے بہت اچھے ہین ان خداوندون کی خاک مین جادو مین تاثیر ہی انکی زبان پر آٹھ پہر تقدیر ہی وہ نگوڑا شیطان بختیارک سگ سفید کی اولاد بڑا خداوند قدرت کے سر چڑھا ہی جو چاہتا ہی کہ بیٹھتا ہی بلکہ سُنا ہی شیطان کا کہنا ہو جاتا ہی قدرت کا کہنا نہین ہوتا قدرت کی تقدیر شیطان کی تدبیر ایسے خداوند کو کیا کہین افراسیاب نے کہا ملکہ اس مقدمہ مین دخل نہ دو قدرت دیر گیر ہین مگر سخت گیر ہین نہین معلوم فقیر کیا ڈالتا ہی کیا نکالتا ہی اور اے فیروزہ تمھارا جانا مناسب نہین لوح قبضہ مین طلسم کشا کے موجود ہی سحر تمھارا تاثیر نہ کریگا مابدولت اور کچھ تدبیر کرتے ہین ظلمات نے کہا اے شہنشاہ حقیقت مین یہ جوان صف شکن تیغ زن پہلوان یگانہ یکتاے زمانہ معلوم ہین ایسا لڑا کہ کیا عجب تھا زبان تیر و کلہ عمود سے صدا اے

تحسین و آفرین بلند ہوا ابھی جو انجم حصار پر تلوار چلی نہیب شمشیر سے اس جوان کے زمین کانپتی تھی آخر کل لشکر کو شکست دی ملکہ بھاگ کر چلی آئین اب اُسنے انجم حصار سے لشکر کشی کی ہوگی ہی صرات نے بھی کہا کہ اب طلسم کشا کا ہم کیا کر سکین گے افراسیاب نے کہا مین ابھی تدبیر کرتا ہون ایسے شخص کو بھیجون کہ گردن مُہرہ توڑ کر مشکین باندھ لائے ایرج ایسے پچاس کو قتل کرے یہ کہکر افراسیاب نے ایک پرچہ لکھکر آسمان پر اُڑایا ظلمات دست بستہ حاضر ہی فیروزۂ فیروزہ پوش نے افراسیاب کو جو متوجہ پایا گائن کو اشارہ کیا جام مے ارغوانی گردش مین آیا صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی افراسیاب جادو جمال خورشید مثال فیروزہ دیکھکر زانو بدل رہا ہی فیروزہ اپنے کو بچاتی ہی لیکن شعلۂ رخسار فیروزہ نے خرمن ہوش و حواس افراسیاب کو جلا دیا گرم آہین منہ سے نکل رہی ہین دل سے کہتا ہی کہ کیا ہڈیان جل رہی ہین گائن نے جو افراسیاب کو مبہوت پایا یہ غزل عاشقانہ تتا تھا کے گانا شروع کی دامن تھامے ہوے افراسیاب کا مچل رہی ہی ساز ملے ہوے تانین پڑ رہی ہین

جب تیر نظر تا بہ جگر جائین گے لاکھون
دو چار تو کیا جی سے گذر جائینگے لاکھون

پیسے سے ترے عہد مین کچھ ہو نہ سکے گا
اک بات کے کہنے مین تو مر جائینگے لاکھون

وہ کوچۂ دلکش ہی ترا قاتل سفاک
گو جان سے جائینگے مگر جائینگے لاکھون

مشتاق قفس وہ ہون اگر خاک بھی ہونگا
صیاد کے گھر تک مرے پر جائینگے لاکھون

پر اک یہان بحر فنا کے بھی بہت ہین
تلوار کے بھی گھاٹ اُتر جائینگے لاکھون

یہ غزل گائن نے گائی افراسیاب اور بیقرار ہوا رنگ رو متغیر چہرے پر ہوائیان اُڑنے لگین افراسیاب نے منت کر کے کہا اے جان جہان آرام دل مشتاقان نظم

بھولون تمھین وہ بشر نہین ہون
ہر چند کہ ہون مگر نہین ہون
بے حال کہے بنجانے دونگا
ہوش بر سو کے نہین مین کاتب اعمال مین

اتنا بھی مین بے خبر نہین ہون
دکھلائی نہ دون یہ غیر ممکن
عاشق ہون مین نامہ بر نہین ہون
طوق ہے آغوش پھیلائے ہمارے واسطے

ونگیمہ

اللہ رے فرط کاہش تن
کچھ آپ کی مین کمر نہین ہون
ہے عجب تاثیر بیہوشی ہمارے حال مین
پڑھ گئی زنجیر کو سون شوق استقبال مین

جیون جیون افراسیاب اشعار عاشقانہ پڑھتا ہی فیروزہ شرمائی جاتی ہی کلیجہ دھڑک رہا ہی کبھی کنیزون کی جانب اشارہ کرتی تھی کہ میرے پاس آؤ اس ظالم کے پنجۂ ظلم سے بچاؤ دیکھیے اس نگوڑے سے آج میری آبرو کیونکر بچتی ہی کنیزین ڈرتی ہوئی قریب آئی ہین جب افراسیاب اشارہ کرتا ہی پھر ہٹ جاتی ہین ظلمات جادو وزیر صرات کا بھی حاضر ہی افراسیاب کی سفلہ مزاجی دیکھکر حیران کہ یہ کیسا

بادشاہ طلسم ہوش رُبا ہو مشہور ہی کہ لیاقت و دولت مین یکتا مگر سفلہ فراجی ایسی چاہیے تھی جسپر نگاہ ڈالتا وہ شاہزادی اپنا فخر و افتخار جانکر قبول کرتی کیا صدمات شاہزادیون کو پہونچے ہین کہ تم اسکے وصل سے انکار ہی سفلہ فراجی ظاہر ہوا اب افراسیاب نے اور دو جام بے نشۂ شراب مدہوش بیہوشی مین وصل فیروزہ کا جوش چاہتا ہی بارے تمام یون تخلیہ مین فیروزہ کو لیجاؤن کہ یکایک صحرا سے گرد اڑی آگے آگے سو علم نشان لاکھ سوار کا علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے اور تعریف ساحری جمشید کی مرقوم آمد فوج کی دھوم مگر دور کا بے گھوڑون پر بڑے بڑے قد کے جوان چھریرے تیغے حمائل سپرہاے فولادی پشت پر بیچ مین ایک جوان گینڈے پر سوار آثار کبر و نخوت چہرے سے آشکار پیشانی پر شکن چال مین کج ادائی آنکھین زیر کوہ آکر گینڈے سے کودا افراسیاب کو سلام کیا فوج آکر جمی سلامی لی دست بستہ اُس جوان نے عرض کی آج غلام شکارگاہ مین تھا حضور کا نامہ پہونچا چند کس ساتھ تھے اُنھین کو ہمراہ لیکر چل نکلا کیا ارشاد ہوتا ہی کسی جوان سے لڑائی درپیش ہی افراسیاب نے کہا ای طولاب روئین تن نبیرہ حمزہ ایرج نوجوان طلسم سکندری پر چڑھ آیا ہی ملکہ امون نے لوح اُسکو حوالے کر دی نہایت جوان زبردست ہی ای طولاب تمکو اسواسطے بلایا ہی کہ جاکر اُس جوان سے مقابلہ کرو مشکین باندھ کر ملکہ مرات جادو کے حوالے کر دو وہ اُسی کا گنہگار ہی قتل اور غیر قتل کا اُسکو اختیار ہی اُسکی بیٹی ملکہ قیشہ مئی نوش شراب محبت ایرج مین چور ہی ای طولاب تساہل کرنا عقل کا قصور ہی عرض کی غلام کیا کہے زیر کر کے بیان روانہ کرون کہیے تو بوچ کے مار ڈالون افراسیاب نے اُسی وقت خلعت منگا کر طولاب روئین تن کو دیا ظلمات وزیر سے کہا تم ساتھ جاؤ اگر موقع سحر کا ہو تم شریک ہونا اور مقدمۂ جرات کو یہ دیکھ لیگا اگر رستم و اسفندیار ہوگا چیر کے پھینک دیگا فیروزہ نے کہا ای شہنشاہ مین بھی الگ جاؤنگی بہن سے ملاقات کر کے چلی آؤنگی افراسیاب کو کچھ نہ بن پڑا نشہ مین اُٹھ کھڑا ہوا تخت پر بیٹھ کے طرف طلسم ہوش رُبا کے چل نکلا یہان طولاب روئین تن گینڈے پر سوار ہوا ظلمات نے ایک طاؤس عمکن کیا فیروزہ نے کہا تم لوگ چلو ہم بھی وقت پر آجائینگے طولاب نے کہا ای ملکہ عالم آپ کیون تکلیف فرمائیے غلام جا کے فیصلہ کرتا ہی فیروزہ نے کہا مین کنارے کنارے آؤنگی تماشا لڑائی کا دیکھونگی یہ کہکر بیتو سحر کر کے ایک جانب نکلگئی طولاب روئین تن نے گینڈا بڑھایا علمہاے سیاہ رنگ کو جلوہ دیا ہر ایک شیر کے زیر دو رکابہ مرکب غرور مین ہر ایک کا فرِ بے ادب کے کہنے سے نقارہ بجاتے گرد و فر سے لشکر طولاب روئین تن چلا **نظم**

صدا اٹھی وہ نقارے کی خشمناک	دل کوہ ہو جسکی دہشت سے چاک	کسی سمت قرناے جنگی بجی
صداے دہل سے زمین ہل گئی	ہر اک پیلتن مست و مغرور تھا	شراب تکبر سے مخمور تھا

بڑے کر و فر سے طولاب روئین تن براے مقابلہ ایرج صف شکن چلا

دو کلمہ داستان ایرج نوجوان کے بیان ہوتے ہین

ایرج نوجوان قلعہ انجم حصار سے کوچ کرکے طرف طلسم اسکندری کے روانہ ہوا تیسرے دن ایک صحرائے
سبزہ زار مین آکر پہونچا بارگاہ آسمان جاہ تیار ہوئی ملکہ شیشہ می نوش تخت سے اتری داخل بارگاہ ہوئی
ساتھ ساتھ ملکہ انجم ماہ رخسار یہ شاہزادی ہرچند کہ صاحب تخت و تاج ہے مگر محبت مین ایرج کی نہایت منکسر
مزاج ایرج نوجوان بیرون بارگاہ سرداران نامی پہلوانان گرامی آتے جاتے ہین ایرج نوجوان ایک ایک کو
بخلق و محبت و مروت مقامات پر بٹھلاتے جاتے ہین ہتھنیین اس مقام پر اترین رسالے فلان مقام پر فروکش ہون
کسی سپاہی کو تکلیف نہ پہونچے مگر ملکہ شیشہ می نوش تخت پر آکر بیٹھین انجم ماہ رخسار نے انہون جلیسون
مصاحبان خاص کو اس مقام پر چھوڑا ملکہ شیشہ می نوش نے کہا کنیز حاضر ہوتی ہے مقامات فوج کے اترنے کی تجویز
کرکے کسی کو تکلیف نہو لونڈی کو انتظام کرنا واجب و لازم ہے ملکہ نے فرمایا اے ملکہ انجم ماہ رخسار تمہارے بغیر صحبت
مین دل گھبرایا اور کارگزار موجود ہین انتظام لشکر ہو جائیگا تم آؤ ہمارے پاس بیٹھو انجم نے عرض کی لونڈی ابھی
حاضر ہوتی ہے یہ کہکر ملکہ انجم ماہ رخسار بیرون بارگاہ آئی دور سے شاہزادہ ایرج نوجوان کو دیکھا کہ
تیغ دو دمۂ سکندری کے قبضہ پر ہاتھ رکھے چست بندھی ہوئی زلفین عنبرین پر غبار پڑا ہوا انتظام لشکر مین مصروف
جی مین کہتی ہے اے انجم سپاہی اُنکا کیونکر نہ ساتھ دین ایک ایک سپاہی ایک ایک سوار کی خاطرداری مین
مصروف ہرچند ملازمان جانباز عرض کررہے ہین حضور جاکر آرام کرین غلام انتظام کرلین گے ایرج نہین مانتے
ایک ایک کی مزاج پرسی کررہے ہین انجم ماہ رخسار مسکراتی ہوئی قریب آئی دامن تھام کر مسکرائی کہا اے
شہریار چلیے بادشاہ لشکر آپ کو طلب فرماتے ہین آپ کی تکلیف سب پر شاق ہے ہر خرد و کلان کی خدمتگزاری
کا مشتاق ہے ایرج نے پلٹ کے چہرۂ زیبائے انجم ماہ رخسار کو دیکھا انجم کا بھی حسن دلفریب جلوہ دیکھکر دل
ناشکیب گلعذار غنچہ دہن ماہ جبین مہر فلک نین کبک رفتار شیرین گفتار چونکہ سامنے ملکہ شیشہ می نوش کے ایرج
تاجدار ملکہ انجم ماہ رخسار سے کلام نہین کرتے کہ ملکہ کو ناگوار ہوگا یہان جو انجم کو تنہا پایا چاہ ذقن دیکھکر منہ مین
پانی بھر آیا دیکھا زلفین چہرے پر بل کھا رہی ہین عکس اسکا عارض انور پر جو پڑا ہے صاف ثابت ہے چشمۂ خورشید مین
مار سیہ لہرا رہے ہین مردم چشم اپنی آن بان دکھا رہے ہین ایرج نے ملکہ کا ہاتھ تھام لیا باتین کہنے لگے وہان بارگاہ مین
ملکہ شیشہ می نوش بیٹھی ہین یکایک آسمان سے دناٹے کی آواز آئی کہ خود بخود زمین تھرائی نعرہ ہوا ہم آہن خوار
جادو ہین اے ظالم تو نے غضب کیا ہزارہا بندگان سامری جمشید قتل ہوے ملکہ نے دیکھا کہ ایک جادوگر قریب بارگاہ
نوڑکر نمایان ہوا مثل شعلۂ جوالہ زمین پر گرا کنیزین ملکہ کی لپٹا لپٹا کہکر دوڑین گولے ترنج و نارنج آہن بچا پر
لگائے اُنہنے سب کے سحر دفع کردیے ایک دو ہتڑ مارا سب کنیزین منہ کے بھل زمین پر گرین ایڑیان رگڑنے لگین

ملکہ شیشہ می نوش نے چاہا تخت سے اٹھ کے بھاگون اُس سکندانی نے مہلت نہ دی قریب تخت کے آکر سلسلہ سحر آغاز کیا ایک زنجیر آہنی گلے مین ملکہ شیشہ می نوش کے پڑی سر اُنکا آہن خوار نے تھاما یہ پروردہ عہد ناز و نعم گرفتار زنجیر مصیبت و الم چیخ مار کے بیہوش ہوگئی وہ بیحیا ملکہ کو لے کر بلند ہوا نعرے کرتا ہوا یہان انجم سے ایرج نوجوان باتین کر رہے تھے کہ بارگاہ سے رونے پٹینے کی آواز آئی چند کنیزون نے بڑھکر عرض کی ایک جادوگر آیا ملکہ کو پکڑ لے گیا وہ دیکھیے سامنے جاتا ہے ایرج نوجوان نے دیکھا یہ تو حیران کہ مین کیا کرون مگر انجم ماہ رخسار تڑپ کر بلند ہوئی ایرج نے دیکھا کہ انجم مثل ستارے کے چمکی آواز دی او بیحیا کہان جاتا ہے وہ ملکہ انجم ماہ رخسار کو دیکھکر ڈرا ایک گولا انجم کو مارا اب ہالیان لشکر دیکھ رہے ہین کہ ملکہ انجم و آہن خوار مین رد و قدح سحر کے ہونے لگی کئی سحر اُس ملعون نے ملکہ عالم پر کیے اُس آفتاب آسمان خوبی نے ہنسکر دفع کر دیے تیسری مرتبہ تیغ کھینچکر للکار کر جا پڑی سب نے دیکھا کہ انجم مثل برق کے کمر کی لپیٹ کے تیغ مارا اُس روسیاہ نے سپر سحر کو اُٹھایا تیغ برق مثال گرا سپر کے دو ٹکڑے کر کے خرمن ہستی کو جلا دیا بیحیا بدمعاش کو خاک مین ملا دیا ادھر آہن خوار مرا ملکہ شیشہ می نوش پنجہ سے اُسکے چھٹین انجم ماہ رخسار نے ہاتھون ہاتھ اس آفتاب حسن و جمال کو لیا ایرج وغیرہ دیکھ رہے ہین کہ آسمان سے ایک آواز آئی او انجم غضب کیا ایسے ساحر کو مارا جسکا طلسم مین مثل نہ تھا منم ملکہ اژدر گیسو کشا منتظم طلسم سکندری اب سب نے دیکھا ایک ساحرہ سیاہ فام ایک اژدر آتش فشان پر سوار بال کھلے ہوئے کہ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ماران سیاہ لہرین لے رہے ہین صورت کالی خال کو چہرہ شب کہنا واجب لازم شب فراق عاشقان بھی اُسکی سیاہی سے نادم بلا بے پردہ ظلمات ہے ظلمات کی تاریکی بھی اس تیرہ درون کے چہرے کے آگے بات ہے چنگاریان منہ سے نکلتی ہوئین صورت ہیبت ناک سفاک سحر و ساحری مین چست چالاک اس جلدی مین آئی کہ انجم ماہ رخسار ملکہ شیشہ می نوش کو گود مین لیکر زمین پر نہ آسکی نعرہ کر کے ایک لٹ بالون کی ہلائی اور اندھیرے میں اندھیرا پیدا ہوا آنکھین سب کی جھپک گئین تمام لشکر مین ہنگامہ برپا ہوا ہزارہا ساحر ترنج و نارنج لیکر دوڑے سحر کیے مگر اُس ملعونہ نے کسی کا خیال نہ کیا جسکا سحر قریب آیا کبھی ہنس دی یا وہ ہنسنا اُسکا رونے سے بدتر تھا معلوم ہوتا تھا شب تیرہ مین بجلی چمک گئی یا اپنے اوپر آپ ہنستی تھی رونا ہنسنا ثابت نہ ہوتا تھا فلک اُسکی جفا کاری لکھکر روتا تھا جب اُسنے اپنی زنجیر گیسو مین ملکہ انجم و ملکہ شیشہ می نوش دونون کو باندھ لیا ہزارہا ساحرون پر قہقہہ مارا بجلیان گرین سیکڑون جلگئے صدہا بیہوش ہوکے گرے ایرج تیر و کمان لیکر دوڑے اسنے آواز دی او طلسم کشا بی بی شیشہ می نوش کو تو مین لیے جاتی ہون تمہاری بھی فکر کرونگی اتبو صاحب لوح ہو جبین کر لوح صبح و شام

مین تمھاری تدبیر ہوتی ہی یہ کہتی ہوئی نعرے کرتی ہوئی چشم زدن مین دونون کو لیکر نکلگئی لشکر مین غریو برپا ہوا ایرج نے اپنے کو زمین پر گرا دیا شاپور شیردل دوڑا قریب آکر شاہزادے کو اٹھایا کہا اے شہریار آپ اپنے کو اس قدر پریشان نہ کرین لشکر کی حقارت ہو جائیگی ظاہرا معلوم ہوتا ہی یہ ساحرہ اسی مرحلہ کی تھی آپ کی فکر مین آئی آپ پر دست انداز نہو سکی ملکۂ عالم کو لیگئی مگر حضور یہ کسی کی مجال نہین ہی کہ آپ کی معشوقہ کو قتل کر سکے فوراً لوح ملاحظہ فرمایئے طلسم کشائی مین مصروف ہو جیسے بڑی غفلت ہوئی وہ ملعونہ مرأت جادو بھاگ کر گئی اُسنے حاکمان مرحلہ کو تحریر کیا ہوگا ایرج نے اُسی وقت لشکر سے کنارہ کیا سمن بر کو بلا کر حکم دیا لشکر سے ہوشیار و خبردار رہنا شاپور کو بھی حکم ہوا کہ لشکر سے باہر جانے کا قصد نکرنا یہ فرما کر لشکر سے باہر آئے کنارے ٹھہر کر لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا اے فتاح طلسم واہ سیار این عجائبات اگر پروردگار تفضل کرے اور لوح طلسمی حاصل ہو بہت جلد واسطے طلسم کشائی کے جاتا اگر عرصہ کیا دھوکا کھایا کوئی ساحرہ تمھارے کسی دوست کو گرفتار کر کے لیگئی فوراً اسکی جستجو کرو تامل مین خرابی ہی ایرج نوجوان نے لوح مین ملاحظہ فرما کر اسم حاشیۂ لوح پڑھا صحرا سے گرد اُڑی دیو مہیب پیدا ہوا ایرج کا نام لے کر للکارا ایرج تیغہ پکڑ کر جا پڑا وہ سامنے سے ایرج نوجوان کے بھاگا ایرج بموجب حکم لوح اُسکے تعاقب مین چلے نگاہون سے سب کی غائب ہو گئے یہان ایرج نے دیکھا وہ دیو مہیب ایک درۂ کوہ مین جا کر غائب ہوا لوح نے حکم دیا اگر طلسم کشا اپنے زمانے کا صاحبقران صاحب عظم وشان ہی درۂ کوہ کو ایک ضرب گرز سے گرائے اندر درۂ کوہ کے جا کر اس عفریت خونخوار کو قتل کرے ایرج نے جا کر بیک ضرب گرز درۂ کوہ کو گرا دیا دیکھا وہ عفریت خونخوار لرزان ترسان گوشہ گیر بھاگ جانے کی تدبیر ایرج کو دیکھکر قصد لپٹنے کا کیا ایرج نے بحکم لوح بیک ضرب تیغ اُس عفریت خونخوار کو پیوند خاک کیا چشم زدن مین قصہ پاک کیا پہاڑ تھرا کر گرا آواز آئی کشتی مرا نام من عفریت جادو بود ایرج نے اُس عفریت کو قتل کیا پہاڑ معدوم ہوا دیکھا سامنے صحرا سبزہ زار نواح دلکشا نگر روے ملکہ شیشہ مے نوش نہ معلوم ہوا نخل سرسبز وشاداب دیکھے لیکن اپنے سرو سہی قد کو نہ پایا طائران زمزمہ سرا کی نغمہ سرائی نے دلکو بیچین کر دیا یاد ملکہ انجم ماہ رخسار وشیغہ مے نوش مین اشک حسرت آنکھون سے جاری بے اختیار یہ اشعار زبان سے نکل گئے

غزل

اے کہ در چشمم بہر صورت تو منظوری بیا
منکہ بیدا نم ترا نبود کہ مھجوری بیا
نامۂ جھل ترا خط بر رخت آوردہ است
من گدائے کاسۂ در دست مغفوری بیا

دے بدل نزدیک من از من چرا دوری بیا
من بدل جور ترا ابتر زہجرانکا شتم
رفت ایام فراق و وقت مھجوری بیا
منکہ از خود میردم ہر گز تو مے آئی بمن

در ملا قائم بجود بہتان مھجوری بیا
گرچہ در دل ستم کیشان تو مشہوری بیا
یک سر مو شوکت حسنت نخواہد کم شدن
اے یہ تر بانت چرا در خانہ مستوری بیا

ای سراپا رشک نور شمع کافوری بیا		ای تو گرد ون روز سودا را شب جبیجو ر ساخت

اِن اشعار سے اور زیادہ دل گھبرایا ہر طرف نگاہ اُٹھا کر شاہزادہ دیکھتا ہی اشعار ذوق دہلوی یاد آئے پڑھنا شروع کیے اشعار

کیا آئے تم جو آئے گھڑی دو گھڑی کے بعد
سینے میں ہوگی سانس اڑی دو گھڑی کے بعد
کیا روکا اپنے گریہ کو ہمنے کہ لگ گئی
پھر وہ ہی آنسوؤں کی جھڑی دو گھڑی کے بعد
کوئی گھڑی اگر وہ ملائم ہوئے تو کیا
کہہ بیٹھیں گے وہ ایک کڑی دو گھڑی کے بعد
اُس لعل لب کے بوسے لیے ہمنے اسقدر
سب اُڑ گئی مسی کی دھڑی دو گھڑی کے بعد
کل اُس سے ہمنے ترک ملاقات کی تو کیا
پھر اُس بغیر کل نہ پڑی دو گھڑی کے بعد
کہتا رہا کچھ اُسسے عدو دو گھڑی کے بعد
غماز نے پھر اور جڑی دو گھڑی کے بعد
پروانہ گرد شمع کے شب دو گھڑی رہا
پھر دیکھی اُسکی خاک پڑی دو گھڑی کے بعد
گو دو گھڑی تک اُسنے نہ دیکھا ادھر تو کیا
آخر ہمیں سے آنکھ لڑی دو گھڑی کے بعد
کیا جانے دو گھڑی وہ رہے ذوق کس طرح
پھر تو نہ ٹھہرے پاؤں گھڑی دو گھڑی کے بعد

ایرج نوجوان کو نہایت بیقراری یاد میں دونوں معشوقوں کی آہ وزاری اسی صحرا میں رفتار وہی کرتے ہوئے جاتے ہیں مگر آنکھوں کے نیچے تصویر خیالی ملکہ انجم ماہ رخسار و ملکہ شیشہ می نوش کی پھر رہی ہے اس پریشانی مین شاہزادہ جاتا تھا کہ سامنے دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کے کھلا ہوا معلوم ہوا بے اختیار جی چاہا کہ یاد مین اُن گلعذاران سہی قد کے گھڑی دو گھڑی باغ مین چلکر بسر کرین یہ سوچکر طرف باغ کے چلے قریب باغ کے آئے کہ دیکھا اندر سے باغ کے ملکہ انجم ماہ رخسار نکلی مگر متردد متوحش گھبرائی ہوئی باہر آئی ایرج نے دیکھتے ہی آواز دی ای ملکہ انجم خیر تو ہے اشعر ای پیک راستان خبر یار ما بگو ۃ احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو ملکہ شیشہ می نوش پر کیا گذری تم نے کیونکر رہائی پائی انجم نے عرض کی حضور جلدی آئیے مین نے تو دم دیکے اپنی جان بچائی ملکہ شیشہ می نوش سے وہ بیحیا وصل کا سوال کرتا ہے وہ شاہزادی سحر بھی نہین جانتی عجب مصیبت مین ہے خدا اُنکی آبرو بچائے یہ سُنتے ہی ایرج کے حواس پراگندہ ہوئے مقدمۂ ناموس خبر وحشت افزا سُنی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب ٹھہر گیا باغ مین جلدی داخل ہوئے انجم عقب مین یہ کہتی ہوئی چلی کہ حضور لوح تو ذرا گلے سے اُتار لیے اُسمین مضمون دیکھ لیجیے کہ یہ بیحیا اثر در گیسو کشا کیونکر قتل ہوگا اگر یہ بچگیا تو قیامتین برپا کریگا ایرج نوجوان نے لوح کو گلے سے اُتارا چاہا ملاحظہ کرین کہ انجم نے قریب آکر کہا حضور ذرا مین تو دیکھ لون بے اختیار ایرج کے مُنھ سے نکلا کہ ملکہ تم سحر بھول جاؤگی انجم نے نہ مانا ایرج کے ہاتھ پر ہاتھ ڈال دیا لوح ہاتھ مین انجم کے آئی انجم نے لوح لیکر چند دانے ماش کے مارے ایرج لڑکھڑا کر زمین پر گرے نعرہ ہوا منم اژدر گیسو کشا دیکھ یون لوح لیتے ہین ایرج کی زبان بند ہاتھ پاؤن مین رعشہ دیکھا اُسنے صورت تبدیل کی وہ بھی ساحرہ سیاہ فام مکارہ بد انجام مگر مین ایرج

گئے چاہا ہاتھ دون بے اڑدن کہ ایک مرتبہ آواز آئی اے اژدر گیسو کشا کیا کہنا تو نے طلسم کشا کو لیا خیر خواہان دولت ایسے ہی ہوتے ہین اژدر گیسو کشا نے یون جو بلیٹ کے دیکھا ملکہ مرأت جادو نخل کلان سے سحر کر کے اُتھری خرامان خرامان آتی ہی اژدر نے جھک کر سلام کیا نہال ہو گئی کہا ملکہ عالم کیونکر آنے کا اتفاق ہوا مرأت جادو نے کہا تمام طلسم مین کھلبلی ٹری ہوئی تھی حال طلسم کشا آئینہ ہوا ملکہ شیشہ می نوش وانجم ماہ رخسار کو کیا کیا اژدر نے عرض کی حضور دونون موجود ہین طلسم کشا بھی قبضہ مین آیا سب کو قتل کیجیے مرأت اژدر کے قریب آئی نخل سے ایک طائر نے چہکارا مارا ایرج نوجوان یہ معاملات سب دیکھ رہے ہین جیسے ہی طائر نے چہکارا مارا یا تو اژدر گیسو کشا نخلق اور بعض ملکہ مرأت سے باتین کر رہی تھی حال قید ملکہ انجم ماہ رخسار و ملکہ شیشہ می نوش بھی تبلایا تھا اب طرف نخل کے سر اٹھایا طائر کو دیکھ کر ہوش اُڑ گئے طائر نے آواز دی اے اژدر افسوس کیا اہالیان طلسم کی عقل پر پتھر پڑے دوست دشمن کو نہین پہچانتی دیکھ تیرے پہلو مین کون کھڑا ہی عیار طرار طلسم کشا ہی اژدر ملٹی شاپور شیر دل نے دیکھا کہنے والا سب سمجھ چکا اب گرفتار ہو جانا باقی ہی جو کچھ کرنا ہی کر گذر و جیسے ہی اژدر ملٹی شاپور نے کہا ملکہ وہ جاتا ہی سحر کر دیہ ملٹی شاپور نے حلقہ ہاے کمند مارے گردن مین پڑے جھٹکا مار اگر گئے گرتے حباب مارا یہ بیہوش ہوئی شاپور نے بلٹ کے خنجر مارا شکم پر پڑا شکم چاک قصہ پاک ایرج اٹھے لوح طلسمی اٹھا کر گلے مین ڈالی باغ تمام آتش بہار ہوا نخل تمام جلنے لگے صداے مہیب بلند ہوئی دیوارین گرین قصر پامال ہوے غبار زرد اُٹھنے لگے آواز آئی کشتی مرا نام من اژدر گیسو کشا بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم دیکھا ایک جانب ایک مکان کہنہ دیوارین خام لونی کے ڈھیر دروازہ اسبہ کے بیرون کا گھنا ہوا کچھ رسی کے ٹکڑے بندھے ہوے اندر سے اُسکے رونے کی صدا آتی ہی شاپور نے بڑھ کے دروازہ کھولا دیکھا ملکہ شیشہ می نوش و ملکہ انجم ماہ رخسار دیوانہ وار وحشی مثال فرش خاک پر لوٹ رہی ہین جیسے ہی شاہزادۂ والا قدر کو آتے دیکھا انجم بے اختیار اُٹھ کھڑی ہوئی جوش محبت مین سر سے پا تک بلائین لین کچھ خوشی کچھ رنج کچھ شادی کچھ غم کچھ عیش کچھ الم کچھ خواہش کچھ کاہش یہ اشعار آبدار ذوق پڑھنا شروع کیے نظم

مرے جو موت کے عاشق کبھو بیان کرتے
مگر زیارت دل کیسے بے وضو کرتے
یقین ہی صبح قیامت کو بھی صبوحی کش
تیمم آب سے اور خاک سے وضو کرتے

مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے
اگر یہ جانتے جن جنگلے ہمکو توڑینگے
اُٹھینگے خواب سے ساقی سبو سبو کرتے
سراغ عمر گذشتہ کا ڈھونڈھتے گر ذوق

غرض تھی کیا ترے تیر و نگی آب بیکانے
تو گل کبھی نہ تمناے رنگ و بو کرتے
عجب نہ تھا کہ زمانے کے انقلاب سے ہم
تمام عمر گذر جاتی جستجو کرتے

ملکہ شیشہ می نوش کو بھی فرش خاک سے اُٹھایا دیکھا یہ مہ جبین حیران پریشان مضطر بدحواس ملکہ انجم ماہ خسار

تو ساحرہ زبردست ہی بادشاہزادی قلعہ انجم حصار ملکہ شیشہ می نوش سحر و ساحری سے بالکل ناواقف پروردۂ مہدِ ناز و نعم اسیر مصیبت والم ایرج نے حکم دیا ای برادر شاپور شیر دل جلد اپنے کو لشکر ظفر اثر مین پہونچاؤ ملکہ شیشہ می نوش کے واسطے محافہ منگاؤ شاپور نے عرض کی ابھی جاکر غلام محافہ لاتا ہی لیکن سامنے ملاحظہ فرمائیے ایک شہر ویران معلوم ہوتا ہی اُس قصر سے کچھ آوازین آتی ہین ایرج اُس قصر کے قریب آئے دیکھا اُسپر بخط جلی مرقوم ہی کہ این قصر زندان خانۂ طلسمی ست غرض قفل توڑکر ایرج نامور نے پھینکدیا اندر آکے دیکھا دو ہزار جوانانِ شیر دل صاحبانِ شوکت و لیاقت اُس زندان تنگ و تاریک مین قید ہین ایرج نوجوان کو جوانان مقید زندان مصیبت نے دیکھا زنجیرین سنبھالکر اپنے مقام سے اُٹھے واسطے تسلیم کے خم ہوے عرض کی ای شہنشاہ گردون بارگاہ آج آپ کے روے زیبا کو دیکھکر یقین کامل ہوا کہ کچھ دن زندگی کے باقی ہین اس راہ سے اِس ساحرہ نے قافلے کا نکلنا بند کردیا ہم لوگ بخیطا قید ہوے سالہا سال گذرے کبھی آب و دانہ ملا کبھی نملا ایرج نوجوان کا دل بیقرار ہوگیا بتعجیل ول اُن سب کو غل و زنجیر سے رہا کیا اُس قصر مین اسباب ضروری بھی بحساب تھا سب سرداروں نے نکالا ایک بارگاہ زرنفتی برآمد ہوئی اُسی وقت وہ بارگاہ فلک اشتباہ استادہ ہوئی شاپور نے لشکر ظفر اثر مین خبر پہونچائی فوراً ملکہ سمن بر نے لشکر آراستہ کرایا قریب زندان خانۂ طلسمی لشکر فرودکش ہوا ایرج داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے ملکہ شیشہ می نوش تخت پر انجم ماہ رخسار بعہدۂ وزارت دنگل سپہ سالاری پر نقد روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان شاپور شیر دل براے انتظام حاضر لیکن مرائت جادو بعد روانہ کرنے عرضی طرف افراسیاب کے تخت پر بیٹھی ہی لیکن کچھ کہہ رہی ہی دیکھیے شہنشاہ کیا انتظام کرتے ہین وزیر و مشیر عرض کر رہے ہین کہ حضور شہنشاہ افراسیاب ایسی فوج دریا موج روانہ فرمائینگے کہ گاؤ زمین بار نہ سنبھال سکیگی یا کوئی سردار ایسا زبردست آئے گا طلسم کشا کی مشکین باندھکر لیجائیگا اُنکے آگے انکی کیا حقیقت ہی یہ ذکر تھا کہ کچھ ساحر گھبرائے ہوئے آئے عرض کی ای ملکہ عالم طلسم کشا مرحلہ جات محکست کرکے قریب زندان خانۂ طلسمی پہونچ گیا ہی قیدیان زندان مصیبت کو رہا کرلیا اپنی آنکھون سے غلام دیکھکر آئے ملازم آپکے شیشہ می نوش و ملکہ انجم کو گرفتار کرکے لائے فوراً طلسم کشا پہونچا اب صحبت عیش آراستہ ہی بی انجم منتظم لشکر طلسم کشا ہین مرائت جادو یہ سُنکر گھبرائی اور لانکے بھی ساحران مرحلہ کے آکر پہونچے ایک ہرکارے نے یہ بھی خبر بیان کی کہ طلسم کشا لشکر کشی کرکے قلعہ پر آیا چاہتا ہی اب مرائت جادو کو تردد ہوا کہتی ہی طلسم کشا کو کون جواب دیگی آخر اپنے مصاحبون کو جمع کیا اُسنے کہا صاحبو جو عرضی مین نے خدمت شہنشاہ طلسم ہوش رُبا مین روانہ کی تھی وہان سے کچھ جواب نہین آیا مین سب سردارون کو

اپنے لیکر ہوش رُبا مین جاؤنگی مصاحبین سب گھبراگئے کسی نے جواب دیا طلسم کشا ہمارے آپ کے
سدّراہ ہوگا جاتے ہوئیگا بموجب مثل گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے صاحبزادی وہان موجود ہین وہ
سب نیک و بدسے آگاہ کرینگی طلسم ہوش رُبا تک پہونچنا دشوار ہوگا یہ باتین تھین کہ ظلمات جادو
مرائت کا وزیر آکر پہونچا مرائت نے پوچھا اے ظلمات کہو کیا پیغام لائے عرض کی شہنشاہ طلسم ہوش رُبا
سے کوہ فیروزہ پر ملاقات ہوئی طولاب روئین تن کو برائے مقابلہ ایرج روانہ کیا ہے حقیقت مین نہایت
پہلوان زبردست ہے علاوہ زبردستی کے تیغ و تبر و نیزہ اُسپر تاثیر نہ کریگا آپ کی ہمشیرہ ملکہ فیروزہ
فیروزہ پوش بھی سُنکے بہت بیقرار ہوگئین خود آنے کو تھین مگر شہنشاہ نے منع کیا کیا عجب ہے وہ
بھی کسی کو واسطے جبر کے روانہ کرین مرائت جادو خوش ہوگئی اُسی وقت اُٹھی حکم دیا کہ لشکر تیار ہوا نا کہ بارگاہ
کا لدا تخت پر سوار ہوئی دوسرے دن شاہزادہ ایرج نوجوان نے کوچ کیا قصد ہے کہ اپنے تئین قلعہ
اسکندریہ پر پہونچاؤن دو کوس قلعہ باقی تھا کہ دیکھا مرائت جادو مع تین لاکھ ساحران خرس پیکر
آکر پہونچی ایرج نوجوان نے حکم دیا بارگاہ کا استادہ ہو ملکہ انجم ماہ رخسار نے لشکر کو اُتارا ساحران قلعہ
انجم حصار اور وہ شاہزادگان والا قدر جنکو زندان خانۂ طلسمی سے رہا کیا انتظام لشکر مین مصروف ہین
کہ صحرا سے گرد اُڑی طولاب روئین تن مع لاکھ سوار کے گینڈے پر سوار مغرور دریائے آہن مین
غوطہ مارے ہوئے آکر پہونچا مرائت جادو برائے استقبال خود نکل آئی طولاب روئین تن فوراً
گینڈے سے کودا مرائت جادو کو دست بستہ مودب ہوکر سلام کیا مرائت جادو نے اُترنے کا حکم دیا
طولاب روئین تن آگے بڑھکر مقابلہ لشکر ایرج نوجوان مین اُترا مرائت جادو نے بہت کچھ
سامان عیش و نشاط واسطے اِس مغرور خرس پیکر کے بھیجا بیٹھ کر شراب خواری کرنے لگا ناگاہ پہلوان
روئین تن زرین پوش یعنی آفتاب تابان بخوف نہیب تیغ ماہ تابان داخل قلعۂ مغرب ہوا اور رستم
آسمان اول شاگردان ثابت و سیارگان کو ہمراہ لیکر اکھاڑے مین چرخ نیلی کے داخل ہوکر ورزش کرنے مین
مصروف ہوا یہان طولاب روئین تن کا دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا مرائت جادو تخت پر بیٹھی ہے مگر
نہایت پریشان خیال ہے کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے کہ طولاب نشہ مین بلبلایا کہا ملکہ حکم دیجیے طبل جنگی بجے مرائت نے
حکم دیا نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکارے لشکر ایرج نوجوان کے جو حاضر تھے خبر لیکر خدمت مین
شاہزادے کے حاضر ہوئے ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے قطعہ

کہ تا سبزہ رو دمیدہ باشد بہ باغ	گل سرخ تا بد چو روشن چراغ	نگین سعادت بنام تو باد	ہمہ کار عالم بکام تو باد

اے شہریار طولاب غدار نے طبل جنگی بجوایا ہے کل اُسکا ارادہ ہے کہ بندگان شاہی سے مقابلہ کرے

ایرج نوجوان نے حکم دیا اور ملکہ انجم ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی وتائید ربانی طبل جنگی بجے لشکر ایرج نوجوان مین نقارۂ رزمی بجا لشکرون مین شہور رہوا کل مقابلہ ہے افراسیاب بادشاہ ہوش رُبا نے طولاب روئین تن کو بھیجا ہے کل طلسم کشا سے مقابلہ پڑیگا تیاریان لشکرون مین ہونے لگین مردان عالم سلاح جنگ درست کررہے ہین نیزدن کو زہرسے آبداریان دیتے ہین سنان نیزہ کو درست کیا جار آئینہ صیقل ہوئے تلوارین چرخ چڑھ رہی ہین کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین ہے نقیب نوجون کو جگاتے پھرتے ہین شعر
جوانو جوانمرد ہشیار ہو ٭ سلاحون سے اپنے خبردار ہو ٭ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا لشکر اسلام مین صدائے اذان بلند ہوئی اس صدائے فرح افزا سے روح سامری دردمند ہوئی لشکر کفار مین گھنٹہ ناقوس بجا شوالون کے دروازے کھلے پوجا پاٹ ہونے لگا شہسوار عرصۂ مشرق نے سپر زرین آفتاب کو پشت پر لگایا نیزۂ خطوط شعاعی کو ہاتھ مین لیا تیغۂ مہر کو حمائل کرکے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا **اشعار**

روز دیگر کاین جہان پر غرور … یافت از سرچشمۂ خورشید نور
ترک وز آخر این زرین سپر … ہندوئے شب را بہ تیغ افگندہ سر

ایرج نوجوان بصد شوکت وشان بہیئت کرۂ بن اشقر پر سوار ہوئے ملکہ بنفشہ لب نوش سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ملکہ انجم ماہ رخسار انتظام کرتی ہوئی گرد ایرج نوجوان شیران دشت نبرد اس جاہ وحشم سے میدان کارزار مین پہونچے دیکھا آمد لشکر مرائت جادو آگے آگے طولاب روئین تن اژدہے پر سوار ہوا تخت پر ملکہ مرائت جادو کئی لاکھ ساحران غدار حربہ ہائے سحر ہاتھ مین ہمراہ تخت مرائت ناز کرتے ہوئے آتے ہین کہ آج لشکر طلسم کشا کو پامال کرینگے دونون لشکر میدان کارزار مین آکر ٹھہرے صفین جانبین سے آراستہ ہوئین دونون لشکرون کے نقیب نکلے سرود چھیڑے اشعار عبرت آمیز پڑھے مراد یہ ہے کہ یاد گردش فلکی سے ڈرنا چاہیے فلک کجرفتار گردون غدار ہر وقت درپے آزار ہے عیش وراحت دُنیا کا بیکار ہے صاحبان لیاقت کی تباہی سفلہ مزاجون کی روسیاہی کیسے کیسے اولوالعزم بادشاہ برباد ہوئے کم ظرف آباد ہوئے **نظم**

اک لب نان کے لیے حیران ہوتے شہر شہر … مثل ماہ نو ٹڑے پھرتے ہین عالی ہمتان
کیا کرون اسکی طبیعت کے تلون کو ہین نقل … کیا کرون نیرنگی گردش کا اب اُسکی بیان
آن مین اوج حسب کو ہو پہنچے مجہول النسب … خاک ذلت پر گرے پل مین فلان ابن فلان
تا کجا کہیے غرض اس سفلہ پرور کا مزاج … اک دتیرے پر نہین لگا ہے چنین گاہے چنان
دور مین اس کے روسیہ کے اب بجز بخل وحسد … دوستی کا تو کہین ہرگز نہین نام ونشان
بوریے پر شمع کے دیکھے تو جلتا ہے پتنگ … دشمنی معشوق وعاشق مین ہے اتنی درمیان

ان اشعار عبرت آمیز سے اُن نقیبون کے لشکرون مین سناٹا آیا حال دنیائے ناپائدار آنکھون کے نیچے

پھر گیا عیش و فرحت چند روزہ نگاہون سے گر گیا ہر شخص کا یہی قول ہی کہ یارو زندگی بحر جہان مین حباب کے مثال ہی ہر گھڑی کسی کو زوال کسی کو کمال ہی صفوں پر سناٹا آ گیا قلب مردان عالم کا تھرا گیا طولاب رویین تن نے گینڈے کو صف سے نکالا سامنے ہرائت جادو کے آکر کود پڑا پایہ تخت کو بوسہ دیا ہرائت نے دست شفقت پشت پر پھیرا جام شراب اس خانہ خراب کو اپنے ہاتھ سے پلایا طولاب نشہ مین جھومتا ہوا چلا ہر شخص نے دیکھا کہ دو پہاڑون کو جنبش ہی دیو کو قتل مسلمانان کی کوشش ہی طولاب میدان کارزار مین آیا دو گھڑی کامل نیزہ ہلایا خوب فنون سپاہگری کے کھلائے جب خوب عرق عرق ہوا سر اٹھا کر طرف لشکر اسلام کے دیکھا آواز دی ای فرقہ خدا پرستان وای تہ بر دستان وای خیرہ سران جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے نکلے ما بدولت سے مقابلہ کرے شعر گران ہر کہ را بار سر بر تن است ۔ حلیم علاجش بدست من ست ۔ طولاب رویین تن نے جو مبارز طلبی کی شیر بیشہ صاحبقران ایرج نوجوان نے گھوڑے کو پھیرا تمام لشکر کے علمون کو جلوہ ملا نشان سیدھے ہوئے جنگ کا نشان ملاشقہ ہائے علمہائے زرنگاری کھلگئے بہت سے پہلوان گھوڑون سے کودے رکاب سعادت انتساب پر ہاتھ رکھدیا مرادیہ ہی کہ میدان کارزار مین ہم جائین ایرج نوجوان نے فرمایا ای شناوران دریائے محبت وای غواصان قلزم مودت ہمارے جد عالی تبار نے یہ قاعدہ مقرر فرمایا ہی کہ جو جسکے مقابلہ کا خواہان ہوتا ہی وہی جاتا ہی علاوہ ازین عرصہ دراز گذرا ہمکو لشکر سے جدا ہوئے چاہتا ہون کہ پروردگار مجکو مظفر و منصور کرے کہ جاکر بزرگون کی قدمبوسی کرون وہان بھی مقابلہ عظیم پڑا ہی لقا ایسا ملعون جسنے دعوی خدائی کیا ہی اسکے ساتھ بڑے بڑے پہلوانان زبردست جنکے خوف سے رستم و افراسیاب پست مقابلہ مین ہمارے جد عالی تبار کے موجود ہین آپ لوگ دعا مین مصروف ہون کہ اس فیل مست کی شر سے پروردگار نجات دے یہ فرما کر ایرج نوجوان سامنے ملکہ شیشہ می نوش کے آئے گھوڑے سے کود پڑے اجازت خواہ ہوئے حجاب سے ملکہ نے سر جھکا لیا لیکن سر عزت اوپر آسمان افتخار کے پہونچا یا جی مین کہتی تھی ای شیشہ می نوش لیاقت اس گھرانے پر ختم ہی کیا عزت افزائی فرماتے ہین اور اس کوہ پیکر کو دیکھکر دل بھی کانپ رہا ہی آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا کہ پروردگار آپکا نگہبان ہی مناسب تو یہ تھا کہ اور ملازم جاکر مقابلہ کرتے آپ نہ تکلیف فرما مین مقابلہ مین اس غول صحرائی کے نہ جائین ایرج نے کہا مصرعہ دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است ۔ ملکہ نے سر جھکا یا شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہوا کرہ بن اشقر نے کنوتیان بدنین یقین ہوا کہ آقا ان چڑھے وہانے کو چبایا دم سے چنور کرتا ہوا مثل باد صرصر لشکر سے نکلا نظم

دم ہی کیا باد صبا میں کہ دم شیر جہان
اور پہنچ جائے کہین سے کہین وہمِ خیال
جلد اتنا کہ جہان عرصۂ جولان اسکا
پھرتا کافے مین ہے وہ صورتِ فانوسِ خیال

تیرے کُلگون سبک سیر کے جاوے دنبال
ہے وہ ہیکل مین اگر دیو تو صورت مین پری
عہد مستقبل و ماضی کا وہان ہے اک حال
اُس فلک سیر کو جولان جو کرے تو ہے ڈیر

یون وہ دو چار قدم خاک اُڑا کر پہنچا
ہوا اُڑان اُسمین ملک کی تو بشر کی ہے خصال
زیب تن اُسکے جو منقش ہی کا ہے ہر گل تصویر
ہر زرع سیر فلک ہوتے مبادا پامال

طولاب رُوئین تن اس دلیر صف شکن کی آمد دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہوا اور اُترات جا دو تخت پر سوار کہ رہی ہی کہ ہما بہزادی کو تخت سلطنت ملا و ھگڑے نے بادشاہ کیا بھلا اب اُنکے برابر کون ہی جب گھوڑا طرارہ بھر کیا ایرج نوجوان کا میدان کارزار مین آیا چنگل خورشید مثال ایرج نوجوان دیکھکر دنگ ہو گئی حسن و جمال کی تعریفین کرنے لگی کہتی تھی کہ صاحبو نگاہ شیشۂ مے نوش کی بڑی دور پہنچی بڑی جوہر شناس ہی حقیقت مین شہرا اسکا فنون سپاہگری مین طاق شہرۂ آفاق حسن مین بے نظیر چہرہ رشک ماہ منیر آمد تو دیکھو ہر ایک کے جسم مین بھری ہی جرأت اُسکی رگ و ریشہ مین بھری ہی یہان ایرج نوجوان قریب طولاب رُوئین تن پہونچے تگا و رچلی پانچ قدم گینڈا طولاب کا تین قدم مرکب ایرج نوجوان کا پیچھے ہٹا طولاب نے سراپا کو ایرج نوجوان کے دیکھا کہا اے نوجوان اپنی جوانی پر رحم کر مین رہنے والا طلسم ہوش رُبا کا ہون حکم شہنشاہ افراسیاب کا ہے کہ سر کاٹ لاؤ لیکن اگر تو میری اطاعت کرے تو مین تیری خطا معاف کرا دونگا ایرج نے آواز دی کیا جھک مارتا ہے یہ میدان کارزار ہے کچھ زور بازو دکھا یہ سُنکر غصہ مین طولاب نے گینڈے کو پیچھے ہٹایا نیزے کو گردش دیتا ہوا سینۂ بے کینہ ایرج نوجوان کو تاک کر لگایا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایرج نے ایک مقام پر گانٹھکر تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے طولاب رُوئین تن کے نکل گیا نیزہ بھر آب خجالت مین غرق ہوا مُنھ پر ہوائیان اُڑنے لگین قہر و غضب مین آکر گرز پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے جا پڑا ایرج نے اپنا گرز اُٹھا کر چہرے کی پناہ کیا آواز دی اے پروردگار عالم شعر ببین کہ چہرہ ام از برگ گل بود نازک پناہ گرز ندارم پناہ تو دارم یا قاضی الحاجات مدد دے گرز آکر گرز پر پڑا تتق گرد بلند ہوا طولاب رُوئین تن نے گینڈے کو ہٹا کر آواز دی زدم و پست کردم شعر کجا پہلوانان گردن کشان اگر خاک جوئی نیابی نشان شاپور شیر دل نے جو یہ دیکھا بیقرار ہو کر دوڑ پڑا گرد مین آکر دیکھا ایرج نوجوان کے دونون ہاتھ مثل ستونون کے قائم ہین سر سے تا ناخن پا پسینہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ شاپور نے چھینٹا پانی کا مارا ایرج نوجوان نے آنکھ کھولدی شاپور نے کہا اے شہریار حریف لاف دگزاف کر رہا ہے ایرج نے گھوڑا بڑھا کر گرز کا وار کیا آواز دی او بیحیا دیکھ حافظ حقیقی نے مجکو بچایا ضرب مردان عالم

روک یہ کہکر گرز مارا اُس رو سیاہ نے گرز کو گرز پہ روکا غبار بلند ہوا طولاب روئین تن اُسمین
چھپ گیا مرات جادو نے غبار کو اشارہ کیا جاکر دیکھ تو طولاب پر کیا گذری غبار دل گردین
گیا جاکر دیکھا طولاب کے گینڈے کی کمر ٹوٹ گئی دونون گھٹنے آشنا بزمین آنکھین بند دل دردمند
غبار نے غل مچایا چھینٹا پانی کے چھینٹے لگائے تب اُسنے آنکھ کھولی غبار نے پوچھا اے پہلوان دوران کیا گذری
گھبراکر طولاب نے کہا چھٹی کا دودھ زبان پر لذت دے گیا یہ کہکے چاہا گینڈے کو بڑھائے غبار نے کہا حضور
گینڈے کا کام تمام ہوا طولاب غصہ مین تو وا تلوار کھینچکر چلا کہ ایرج کے گھوڑے کو پی کر دون ایرج کی
جو نگاہ پڑی کہ طولاب تلوار کھینچے ہوے آتا ہے گھوڑے سے کود پڑے طولاب نے جو ایرج کو پیدل پایا
تلوار پھینک کر لپٹ گیا اب کشتی ہونے لگی لمکر چلی طولاب روئین تن دنگ ہو رہا ہے ایرج نوجوان
تعلیم کردہ مہتر مہتران ہے لیکن ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش کو جب افراسیاب کو تہ فیروزہ سے چلا گیا
یہ خیال آیا کہ بہن مرات جادو پر آج کل یہ مصیبتین ہین ہرچند شہنشاہ نے منع کیا ایسے وقت مین خبر
لینا ضرور ہے واضح رائے ناظرین ہو کہ حاکم دربند و ساحرہ خود پسند منظور نظر افراسیاب طاؤس پہ
سوار ہو کے طرف طلسم اسکندری کے چلی اُسوقت آکر پہونچی کہ ایرج نوجوان و طولاب روئین تن کشتی
لڑ رہے ہین مرائت جادو تماشا دیکھنے مین مصروف ادھر تخت پہ ملکہ شیشہ می نوش دعا مین مشغول
انجم ماہ رخسار آگے بڑھی کھڑی ہے کہ اگر کوئی ایرج نوجوان پہ سحر کرے تو مین جا پڑون سینہ سپر کردون
فیروزہ نے جو شیشہ می نوش کو تخت پہ دیکھا کہ ان کے مقابلہ مین تخت پہ بیٹھی ہے جل گئی تاب صبر نہ
باقی رہی وہین سے نعرہ کر کے لشکر طلسم کشا پہ جا پڑی دو گولے اس زور شور سے مارے کہ کئی ہزار کے سر
پھٹ گئے فیروزہ کے سحر سے اندھیرا چھا گیا زمین کانپی آگ برسی فیروزہ نعرہ کر کے لڑنے لگی پلٹ کے ایرج
نوجوان نے جو دیکھا لشکر مین صداے فریاد و الغیاث بلند ہوئی دھوئین نے لشکر کو گھیر لیا تھا ہزادے
نے روئین تن سے ہاتھ اُٹھایا بے اختیار منہ سے نکل گیا کہ او بے حیا تامل کر مین اپنے لشکر کی خبر لون یہ کہکر ایرج
نوجوان جھپٹا طولاب نے گریبان مین ہاتھ ڈالا کہا او نبیرۂ حمزہ کہان جاتا ہے ہاتھ جو اس روئین تن نے
مارا لوح کا ڈورا ٹوٹا لوح ہاتھ مین طولاب روئین تن کے آئی کشتی مین یہ عاجز ہو چکا تھا لوح جیسے ہی
اُسکے ہاتھ مین آئی ایرج غصہ مین پلٹ پڑا چاہا لوح اُس سے چھینون اس بیحیا نے پکار کر آواز دی اے ملکہ
مرائت مین نے لوح طلسم کشا سے چھین لی جلد میری مدد کو پہونچیے ایرج نے تو اسکے گریبان مین ہاتھ ڈالا
اُسنے نعرہ کر کے لوح کو پھینک دیا ایرج تو طولاب سے لپٹ پڑے لیکن ملکہ مرائت جادو کا چہرہ خوشی
سے سرخ ہو گیا جھپٹ کے گری لوح اُٹھائی رومال مین لپیٹ کر جھولی مین رکھی لشکر والونکو آواز دی

ہمشیرہ صاحبہ کا ساتھ دو یہان ایرج نے غصہ مین گریبان طولاب کا تھا نیا ہکا مارا سر اُسکا زمین سے آشنا ہوا القہر و غضب دونون ہونٹ دھے تھام کے لے دوڑا بارھوین قدم پر پہونچکر کولے پر لاد کر مارا دھم سے لٹھے کا لٹھا گرا کندۂ زانو سے سینہ پر کینہ کو دبا کے کہا کہ تُنتا خت مین پرورد گار کے کیا کہتا ہی اُسنے کلمہ کچھ سخت کہا ایرج نے ایک پاؤن اُسکا دونون پاؤن سے دبایا ایک پاؤن کو دونون ہاتھون سے تھاما چیر کر پھینک دیا مرأت جادو کی جو نگاہ پڑی کہ ایرج نے طولاب کو چیر کر پھینک دیا لوح طلسمی تو اُسکے پاس آ چکی ہی چند دانے ماش کے ایرج پر پھینک مارے ایرج لڑکھڑا کر زمین پر گرا مرأت نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ اس جوان کو اُٹھا لو کنیزین بلوہ کر کے چلین ودھر سے ملکہ انجم نے یہ قیامت دیکھی شاہزادہ ایرج نوجوان زمین پر لوٹ رہا ہی کلیجہ پھٹ گیا کنیزون پر آ گری اُڑنے لگی کئی کنیزون کو قتل کیا چاہا ایرج نوجوان کو مرکب پر سوار کرون کہتی جاتی ہی اے شہریار غضب ہوا لوح آپ کے قبضے سے نکلگئی پاس مرأت کے پہونچی مین آپ کو گھوڑے پر سوار کر دون آپ نکل جائیے جو ہم پر گذریگی سمجھ لین گے ایرج نوجوان حجاب سے کچھ جواب نہین دیتے مرأت جادو ملکہ انجم ماہ رخسار پر آ پڑی للکارا و نمک حرام کیا کرتی ہی انجم نے پلٹ کر مرأت پر گولہ مارا آپسمین سحر چلنے لگے فیروزہ فیروزہ پوش نے جاتے ہی ملکہ شیشہ می نوش کو گرفتار کر لیا اکیلی انجم بھی ایرج نوجوان کے قریب آتی ہی کبھی چنختی پیٹتی اہالیان لشکر کو ترغیب جنگ کرتی ہوئی طرف فیروزہ کے جاتی ہی جن جادوگردن کے قبضے مین ملکہ شیشہ می نوش کو کر دیا ہی اُنپر کئی مرتبہ گری ملکہ شیشہ می نوش کو چھڑایا جب قریب ایرج کے آتی ہی ملکہ شیشہ می نوش پر بلوہ ہوتا ہی جب شیشہ می نوش کی طرف جاتی ہی ایرج کو ساحر گھیرتے ہین اس آمد و رفت مین انجم انتہا کی زخمی ہوئی سر سے خون جاری فیروزہ سے مقابلہ کے لائق نہین ایسے اُسنے دو چار سحر کیے کہ زمین کو جنبش ہو گئی ہزارون بیہوش ہو کر گرے یہ قیامت شاپور نے جو دیکھی کہ سحر چل رہا ہی آقا کے قبضے سے لوح نکلگئی خیال مین آیا کہ لشکر سے نکل جاؤن رات کو عیاری کر کے آقا کو رہا کر دونگا لوح پر قبضہ کر لونگا یہ سوچکر عین گرمی جنگ مین قصد ہوا کہ نکلے مرأت جادو کی نگاہ پڑ گئی آواز دی خبردار یہ متنفس نہ جانے پائے اسکے ہاتھ سے بڑے بڑے صدمے پہونچے ہین چہار طرف سے شاپور پر گولے پڑے گھر گیا نہ نکل سکا کنیزون نے دوڑ کر مہتر شاپور کو پکڑ لیا ادھر ایرج بھی سحر سے مرأت کے مرکب سے گرے ساحرون نے ہاتھون ہاتھ شاہزادے کو اُٹھا لیا شاپور و ایرج کو ایک ارابے پر ڈالا اب خالی ملکہ انجم ماہ رخسار باقی ہی یہ لڑ رہی ہی کبھی ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش سے مقابلہ کرتی ہی کبھی مرأت کی جانب جھپٹ پڑتی ہی کبھی اُن جادوگرنیون کی جانب کہ جہان ایرج و شاپور قبضہ مین کافرون کے ہین جا ہتی رہی شاہزادے کو رہا کر دون کبھی یہ

خیال میں آتا ہے کہ شاپور کو چھڑا دوں بھاگ کر نکل جاؤں یہ فرزند عمرو ہے رات کو آکر عیاری کریگا بیشک لوح پر بھی قبضہ کر سکتا ہے لیکن وہ ہنگامہ ہے کہ کچھ بن نہیں پڑتا لڑنا بھی مشکل نکلنا بھی دشوار آخر اب کیا کرے نہ روئے رفتن نہ پائے ماندن بیقرار ہو کر دعا مانگنے لگی اے خالق کارساز خدائے رب بے نیاز وقت مدد ہے انجم افسوس اشعار

اللہ غم بتان میں یک چند — بے فائدہ جان کو کھپایا
یہ عشق وہ بد بلا ہے جس نے — ہاروت کو چاہ میں پھنسایا

سمجھا نہ کہ راہ ہے خطرناک — معشوق دل و عقل کو لٹایا
حاصل نہ ہوا سوا ندامت — کس نجم کو خاک میں ملایا

کی گریہ نے کتنی آب باری — دریا مری چشم سے بہایا
گرداب میں میرے ڈوبنے کو تھا — جوں قطرہ کہ خاک پر گرایا

ہر حلقۂ دام آرزو نے — طوق لعنت مجھے پنہایا
دل گرمی شوق شعلہ رو نے — کیا کیا نہیں خاک پر لٹایا

گہ ساقی سرخ لب کے غم نے — خون نابہ دل و جگر پلایا
ہم بزمی ماہوشوں نے گاہے — جوں بدر سحر تمام جگایا

بتخانے کو رشک کعبہ سمجھے — گر شوق نے گرد کو پھرایا
تھا شور فدا کے جائے لبیک — اس دشمن دین نے گھر بلایا

کرتے رہے شکر بخت بیدار — ساتھ اپنے صنم نے گر سلایا
بوسہ جو دیا ذقن کا گویا — سیب خلد بہشت کھلایا

یہ بے خبری کہ بعد جس کے — مجھے واجب فرض سے بھلایا
اٹھا کوئی ناز میں صنم گر — سوگند دروغ کھا بٹھایا

کتنی ہی قضا ہوئیں نمازیں — پر سر کو نہ پاؤں سے اٹھایا
لگ پیرہنوں کی آرزو نے — اکثر خرد پہ نیان بچھایا

آیا نہ کبھی خیال حج کا — حلوا سو بار اگر کھچایا
نیت سی کبھی توڑ دینگے گویا — گر اسنے نماز میں ہنسایا

افسوس شکست صوم یکسو — یہ شکر کہ اسنے ساتھ کھایا
واعظ کی کہی نہ کوئی مانی — کتنا ہی عذاب سے ڈرایا

ہر چند کہ قول ناصحوں کا — کچھ تلخ نہ تھا دے نہ بھایا
توڑا نہ وفا کے سلسلے کو — تو بھی یہ زور آزمایا

اللہ مرے گناہ بیحد — وہ ہیں کہ شمار کو تھکایا
ہر عام خطاب یا عبادی — اسنے تو کچھ آسرا بندھایا

انجم ماہ رخسار دعا میں مصروف ہے ساتھ والے صدہا گرفتار ہوئے ہزارہا مارے گئے ایرج و شاپور قبضہ میں ملازمان ملکۂ جادو کے فیروزہ کے سحر سے ابر فیروزی اٹھ رہے ہیں چشم زدن میں اسنے ہزاروں کو مٹایا آگ برسائی کبھی دریا بنایا صدہا کو ڈبویا شیشہ مے نوش مثل تصویر خاموش تخت پر سر جھکائے ہوئے تاج ڈھلکا ہوا چہرہ اداس زندگی سے یاس انجم ماہ رخسار کو دعائیں دے رہی ہے کنیزوں کو ترغیب دے رہی ہے کہ ملکہ انجم کا ساتھ دو اسکا دودھ ہائی دینا کہ داری ہمارا سحر فیروزہ تک نہیں پہونچا حضور ہم مجبور ہیں چارہ نہیں جان دینگے قدم نہ ہٹائینگے لڑ بھڑ کر مر جائینگے یہاں تو یہ رنگ ہے ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ ایرج و شاپور قید ہو چکے ہیں انجم ماہ رخسار زخمدار شیشہ مے نوش تخت پر بیکار رہا تھ پاؤں سمجھیں وہ حرکت قریب ہے کہ انجم بھی گرفتار ہو

دو کلمہ داستان صاحب جاہ و توقیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کے بیان ہوتے ہیں

کوکب قصر جمشیدی مین ونگل زرین پر جلوہ فرما کرسی پر ملکہ بران شمشیر زن وزیر اعظم دستور معظم
خورشید روشن رائے تمام مشیران سلطنت وزیران اہبت اپنے اپنے مقام پر متمکن ہین ملکہ
بران شمشیر زن نے عین گرمی صحبت مین عرض کی اے شہنشاہ گردون بارگاہ اس لڑائی کا حال تو
حضور پر واضح ولائح ہوا خضران سبز پوش نے ہم لوگون کو گرفتار کیا حضور کے وزیر اعظم نے جا کر
خضران سبز پوش کو ٹوک کے مارا یقین ہے اسد نامدار و خواجہ عمرو تا بہ طلسم صندل پہونچے ہون
بہار و باغبان وغیرہ اُنکی تلاش مین جا چکے حکم ہو تو یہ کنیز بھی جائے کوکب نے بران کا سینہ سے
لگایا فرمایا اے نور نظر ضرور جانا چاہیے اگر کوئی کسی طرح کی افتاد ہو تو ہمکو ضرور تحریر کرنا ملکہ
بران شمشیر زن فوراً اسباب سحر سے درست ہو کر سوار ہوئین شگوفہ سحر ساز وزیر زادی ہمراہ ہے
جب باغ نگارین مین ملکہ آکر پہونچین اُنھون جلیسون نے آکر گھیرا ملکہ پریشان تخلیہ مین آکر بیٹھین
شگوفہ اندر آئی عرض کی حضور سب کنیزین برائے سفر تیار ہین جس جس ملازم کو ہمراہ لینا منظور ہو
اُسکو تیاری کا حکم دیا جائے اتنا جو شگوفہ نے کہا ملکہ بے اختیار رونے لگی شگوفہ نے اشک پاک کیے
بلائین لین کہا کیون حضور نصیب اعدا مزاج ہے خیر تو ہے فرمایا شگوفہ کیا کہون خود بخود اسوقت دل گھبراتا ہے
کلیجہ منھ کو چلا آتا ہے شگوفہ نے عرض کی واری دلکو بہلائیے گائنون کو طلب کرون گانا سُنیے آپ کے
دشمنون کو ایسا کیا صدمہ پہونچا ہے شاہزادہ ایرج نوجوان کی خیر آپ کو بخوبی دریافت ہے مین خبر لائی
آپ خود تشریف لے گئین عنایت سے پروردگار کی نیر اقبال اُنکا اوج پر ہے یقین ہے طلسم اسکندری
کو فتح کیا ہو یہ سُنکر بران کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوئے کہا شگوفہ تمھارے دلکو ان باتون
کی کیا خبر ہے خیال تو کر دم بھر مین فلک کجرفتار گردون غدار گردش دکھاتا ہے صاف دل یہ خبر دیتا
ہے کہ اُنکے دشمنون پر رنج و ملال ہے اے مونس و ہمدم خیال تو کر خدا اُنکی جان بچائے صدہا دشمن
ہزار ہا رہزن مزاج کی اُنکے یہ کیفیت ہے کہ سیدھے سادے ہین جو جس نے کہدیا اُسپر کاربند ہین ہزارون
دھوکے اُٹھاتے ہین آجتک اپنے دوست دشمن کو نہ پہچانا صاف دل خبر دیتا ہے اسوقت دشمنون پر کوئی
آفت ہے یا کوئی صدمہ عظیم ایسا پہونچا ہے کہ جو باعث خرابی ہوا ہے شگوفہ نے عرض کی نہین واری
کسکی مجال ہے کہ اُنپر دست انداز ہو کہا شگوفہ کیا کہون دل خبر دیتا ہے کہ کسی آفت مین مبتلا ہین
کانون مین صدائے ہاہو آرہی ہے آنکھون کے اشارے ہین کہ گلچینی گلشن جمال کرین اُس سروقد کو
دل بھر کے دیکھین عقل کہتی ہے انجام بد ہے فلک کو مٹانے مین عاشق و معشوق کے کد ہے ایسا نہو کہ
گھڑی دو گھڑی کی عیش و راحت کے بدلے لجان کھونا پڑے عمر بھر رونا پڑے اے مونس و ہمدم ہماری یہ کیفیت ہے اشعار

تا کار من دل شدہ با سلسلہ افتاد
چشم طلبم کے بہ بنی آبلہ افتاد
از وسعت ظرف دل عشاق مپرسید
عشق تو پلنگ است میان گلہ افتاد
ہر عضو من از من بجدا تفرقہ گیرد
امروز بگوشم سخن از مسئلہ افتاد

در بادیہ قیس عجب زلزلہ افتاد
در عشق تو کثرت کہ بخواریش گرفتم
عاشق نہ چو منصور تنک حوصلہ افتاد
ہر راہ تو روے کہ بکوی تو قدم زد
دقتیکہ میان من و تو فاصلہ افتاد
سودا از حرم تا بہ نجف رفتم و دیدیم

خارہ رہ تفتیدہ ام و تشنہ لب برق
رسوائی ما از نظر غلغلہ افتاد
در دین دل صبر و خرد تفرقہ رد داد
از آتش عبرت بدلم آبلہ افتاد
گر در سخن پیر خرابات نہ گردیم
دُر در کف پایم عوض آبلہ افتاد

یہ کہکر بے اختیار ہو کر ملکہ بران شمشیر زن روئی ہر چند شگوفہ سمجھاتی ہی لیکن ملکہ کو صبر نہین آتا شگوفہ بہلاکے صحن باغ مین لائی کہ گل بوٹے سے دل بہلے یہان آکر اور زیادہ ترقی غم والم ہوئی فرمایا کہ اے شگوفہ عوض مین عارض دلدار کے پھول پہ نگاہ ڈالو دیکھو آنکھہ نرگس شہلا کی ہم سے پھر گئی اب اشارے ہین نہ کنایے مین وہ نگاہ نہین دیدہ یار سے رسم و راہ نہین بی سوسن نے منھ پھلا لیا زبان بند خود پسند کیونکر اس سے حال اُس لالہ غدار کا پوچھین یہ مغرور کب صاف صاف بتائیگی ہر نخل آہ جانسوز ہر شاخ تیر دلدوز اس باغ مین آنے سے کیا غرض حاصل ہوا اس مقام پر کیا کرے جھے تو ایسے باغ کے نام سے بیر ہی افسوس یہان بھی کچھ آرام نہ پایا شگوفہ تنے ہمارا دل نہ بہلایا بموجب اشعار

ہم کہے دیتے ہین زحمت خوردہ ہی
دیکھتے ہین جسکو وہ آزردہ ہی
منزل الفت مین رکھین گر قدم
کس کو پاس خاطر افسردہ ہی

دل تو حاضر ہی مگر پژمردہ ہی
جس طرح جی چاہے رکھین میرا دل
رستم و سہراب کا کیا گردہ ہی

تو نہ آتا ہی نہ آتی ہی قضا
جانتے ہین وہ کہ بال مردہ ہو
کون سُنتا ہی تمھاری اے نسیم

ملکہ بران تو اس حال پر ملال مین شگوفہ سمجھا رہی ہی کہ واری ہان سب طرح خیر و عافیت ہو گی کبھی کہتی ہو ایک ساحر سے سُنا ہی کہ طلسم اسکندری فتح ہو گیا ملکہ کہتی ہی اے شگوفہ یہ بات میرے دل پہ نہین جمتی اسوقت جی چاہتا ہی کہ گریبان چاک کر دن جنگل مین اکیلی کہین نکل جاؤن آہوان صحرا سے دل بہلاؤن لیکن وہ بھی کم بخت آنکھین دکھائینگے راہ بیابان نجد نہ بتلائینگے صحن باغ مین ملکہ ٹہل رہی ہی شگوفہ سے یہ باتین ہین مگر اشکون کا تار بندھا ہوا ہی کہ یکایک آسمان پر برق چمکی ملکہ بران شمشیر زن نے سر اُٹھا کر دیکھا شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بادشاہ خوش تدبیر اُڑا ہوا ہوا پر چلا آتا ہی مگر کیفیت یہ ہی کہ تاج سر پہ قبضہ شمشیر پر ہاتھ غصہ سے چہرہ گلنار بران نے جلدی سے اشک حسرت پاک کیے باپ کے سلام کو جھکین پکار کر آواز دی کہ قبلہ و کعبہ خیر تو ہی کیا کچھ لشکر اسلام کی خبر وحشت اثر سُنی اسوقت سرکار کو بہت متغیر دیکھتی ہون کوکب فوراً

زمین پر اُتر آیا کہا اے نور نظر بعد تمھارے چلے آنے کے اتفاقات قضا و قدر سے قصر مرائت مین جو گیا
تصویر نقد روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان دیکھی دلکو میرے اُس شاہزادے سے محبت
ہی باعث محبت کا یہ ہی کہ ہمارے بھائی صاحب خواجہ عمرو کا پرورش کردہ ہی اُنکو آٹھ پہر اُس شیر کا خیال
ہی تصویر اُس جری بہادر کی دیکھکر خیال مین آیا زبانی تمھارے سنا تھا کہ داخل طلسم اسکندری ہین
وقائع نگار نے لکھا تھا کہ لوح طلسمی بھی مل گئی مرحلے بھی شکست ہوے اہالیان طلسم اسکندری پست ہوے
مین نے جا کر مرائت واقعہ مین دیکھنے کا ارادہ کیا کچھ خوشی کچھ رنج دل تو آئینہ ہی یہی باعث معائنہ ہوا
عجب حال زار مین اُس شیر کو مبتلا دیکھا لوح قبضے سے نکل گئی پاس دشمنون کے پہونچی لشکر پر تباہی ہی ہزارہا
بندگان خدا قتل ہوے اے نور نظر دل نے نہ مانا ایسا نہو کہ مرائت جادو دشمنون کو قتل کر ڈالے ملکہ
فیروزہ فیروزہ پوش حاکم دربند فیروزہ نگار وہ بھی وہان پہونچی اُسنے لشکر مین کھلبلی ڈالدی ہی
بادشاہ اُنکے لشکر کی ملکہ شیشہ مے نوش وہ سحر نہین جانتی تخت پر بیہوش پڑی ہی آنکھین پتھرا گئین بس
میرا جانا واجب و لازم ہوا اے نور نظر مین بر سر طلسم اسکندری جاتا ہون اُس نور نگاہ صاحبقران کو بچاتا ہون
بران نے کہا حضور کیون تکلیف فرمائین کنیز جائے کوکب نے کہا نہین بدون میرے جائے نہ بن پڑیگا
فیروزہ فیروزہ پوش ناظم ہوش ربا بڑے زور شور سے گئی ہی اور سحر کر رہی ہی اُسنے کچھ فتور کرکے ایرج کو
قید کرا یا ہی اگر اُسکا پنجہ قالبض ہو گیا تو قید کرکے طلسم ہوش ربا مین لیجائیگی افراسیاب نام کا ایرج
نوجوان کے دشمن ہی وہ فوراً آمادۂ قتل ہوگا اگر خدا نے فضل کیا تو صاحبقران اس طلسم مین ضرور
تشریف لائینگے ارشاد ہوگا کہ کیون کوکب تم نے ملک ساحران مین ہمارے فرزند کی خبر نہ لی مین کیا
جواب دونگا ابھی چند روز کا عرصہ گذرا کہ اتنا بڑا احسان کیا کہ آکر جہانگیر سے مقابلہ کیا زیر کرکے لے گئے
لوح طلسم نور افشان بچائی فتح عظیم ہاتھ آئی اگر وہ تشریف نہ لاتے جہانگیر کے ہاتھ سے کوئی زندہ نہ بچتا یہ شیر بھی
آکر لڑا تھا بہر نوع میرا جانا واجب و لازم ہی یہ کہکر کوکب نے دستک دی ایک مرکب باوقار اُترتا ہوا
سامنے آیا سامنے ملکہ بران کے کوکب روشن ضمیر اس مرکب پر سوار ہوا ہر چند ملکہ بران نے کہا مگر کوکب
نے ساتھ لیجانا بران کا گوارا نہ کیا مرکب اُڑا اُڑ کر روانہ ہو گیا بعد جانے کوکب کے بران نے کہا کیون شگوفہ
ہمارے دل کے حالات سے تو آگاہ ہوئی جو ہم کہتے تھے اُسی کا ظہور ہوا دیکھا دشمن اُنکے کس رنج و ملال
مین مبتلا ہین میرے دل کو قرار نہ آئیگا ہر چند کہ والد نامدار تشریف لے گئے اُنکے سامنے میرے سحر کو کیا لیاقت
ہی مین اُنسے بہتر کیا حفاظت کرونگی اے شگوفہ یہ بھی خدا کی قدرت ہی کہ والد نامدار کو ایرج نوجوان سے بھی
محبت ہی لیکن دیکھیے یہ محبت انجام کیا دکھاتی ہی خدا انجام بخیر کرے دیکھا تو نے کیسے بگڑا ہو کر والد نامدار

تشریف لے گئے ہین خاص جیسے کوئی اپنے فرزند کے واسطے بیقرار ہوتا ہو میرا جانا بھی واجبات سے ہو یہین الگ سے جاکر تماشاے جنگ دیکھونگی شگوفہ نے کہا واری ایسا نہو آپ کے والدنامدار دیکھین فرمائین کہ تم کیون آئین بران نے کہا اب جانے مین کچھ بُرائی نہین کہدونگی حضور کی صحبت مین دل کوتاب نہ آئی بیقرار ہوکر دوڑی آئی ہے شگوفہ اسوقت بہت دل چاہتا ہو کہ ایک نظر جاکر شاہزادے کو دیکھ آؤن دل بیقرار ہو کلیجہ دھڑک رہا ہو قلب پھڑک رہا ہو آنکھون مین جلن ہو یا وزلف عنبرین مین الجھن ہو اشعار

صد حیف سینہ سوز فغان کارگر نہو ۔ یان جان پر بنی ترے دل مین اثر نہو
میرا اشتیاق سینہ ترا چاک در نہو ۔ اے آہ آسمان مین عبث رخنہ گر نہو
فریاد بیگناہ کشی جابجا کرون ۔ گر دہم جان نثاری پیغامبر نہو
قطع تعلقات کس امید پر نہو ۔ ایسے سے قدر دہر و وفا کی امید کیا
ہون خانمان خراب ستم سے زیادہ تر ۔ ایسا نہو کہ اب بھی ترے ملین گھر نہو
ہین کیا کسی سے صبر سمجھے دیکھکر نہو ۔ سودا ہے تجھکو گرمی بازار عشق کا
پاے طلب شکستہ نہ کوتاہ دست شوق ۔ ہم بھی ستم کرین جو وہ نازک کمر نہو
کیسی بُری بنے جو گلہ بے اثر نہو ۔ ہے آرزو سے رگ کی بے التفاتیان
صحبت مین یکرات کی وہ تنگ آگئے ۔ طول ازل سے قصہ مرا مختصر نہو
یہ کام بوالہوس سے کبھی عمر بھر نہو ۔ پامال کیجیے شوق سے پھر زیر خاص ہین
مومن ہوا رقیب خدا ہی صنم پرست ۔ ایسے سے ڈریے جسکو خدا کا بھی ڈر نہو

دیکھین عنسم دروںہ پہ کب تک نظر نہو ۔ ڈرتا ہون مین تیر دل بلا پیشتر نہو
معشوق دمی سے زاہد مفلس کو پاک ہے ۔ جسکو ہنوز اپنے ستم کی خبر نہو
عابد فریب شوخی در غیبت فزا نگاہ ۔ اسکا کہان خیال کہ اپنا ضرر نہو
حزن و ملال مین ہو دل آزردگی کا وہم ۔ جینا میرا محال تو دشمن اگر نہو
ہین جان نثار کیسے تو دجا مین ہم ابھی ۔ آتنا تو ہو کہ خاک مری دربدر نہو

ان اشعار کو پڑھکر ملکہ خوب روئی شگوفہ نے کہا حضور کیون آپ اپنے کو ہلاک کرتی ہین براے خدا صبر کیجیے بسم اللہ جاکر دیکھ آیئے حقیقت مین اسوقت شہنشاہ کس جوش محبت مین تشریف لے گئے ہین لیکن حضور یہ خبر طلسم ہوش رُبا مین پہونچ چکی ہو ایک ساحرہ کو حیرت نے روانہ بھی کیا تھا ملکہ بران نے کہا سیمناک جادو گئی جاکر لڑی تھا یدمیرے ہاتھ سے واصل جہنم ہوئی اب بھی اگر اسکو خبر معلوم ہو جائیگی تو ضرور روانہ ہوگی یہ باتین شگوفہ سے کرکے ملکہ بران نے طاؤس زرین بال سحر سے آراستہ کیا اسباب سحر سے درست ہو کریکہ وتنہا طرف طلسم اسکندری کے روانہ ہوئین لیکن کوکب و شمیم بہ تعجیل تمام براے مدد ایسچ نوجوان جاتے ہین افراسیاب جادو کوہ فیروزہ سے چلا راہ مین شمیم جادو اپنے قصر عالی پر مع مصاحبان خاص دانیان باخلاص صحبت آرا تھی نگاہ اٹھا کے دیکھا کہ شہنشاہ جاتے ہین شمیم سحر سے بلند ہوئی پایۂ تخت پر ہاتھ رکھکر عرض کی حضور بالا بالا تشریف

لے جائینگے کنیز کو نہ سرفراز فرمائینگے افراسیاب شمیم کو دیکھکر نہال ہوگیا کہا ای شمیم ہمین یہ معلوم نہ تھا کہ تم اسی مقام پر رہتی ہو فوراً ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا ہوا سے اُتر آیا شمیم نے تخت کو آراستہ کیا اُسپر افراسیاب آکر متمکن ہوا شمیم نے شراب کباب ساقیان ماہ رخسار و رقاصان گلعذار کو حاضر کیا صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی گل رخسار شمیم پر نگاہ بھولا ہوا بیٹھا ہی شمیم نے پوچھا حضور اسوقت کہان سے تشریف لاتے ہین افراسیاب نے جواب دیا کوہ فیروزہ پر برائے ملاقات ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش گیا تھا طلسم اسکندری پر مسلمانون نے بلوہ کیا ہی خبر ملی تھی کہ نبیرۂ حمزہ نے شاید لوح طلسمی بھی پائی اب مرحلہ جات پر گیا ہو لیکن مفصل ابھی احوال نہین دریافت ہوا ارادہ ہی باغ سیب سے جاکر ایک ساحر معتبر کو روانہ کرون باغیون کا حال دریافت کرکے سزاے کامل دون شمیم نے عرض کی حضور اب اسد غازی کس تدبیر مین ہی افراسیاب نے کہا ای شمیم اسد کا نام قرار دیا ہی سب کام ساربان زادہ کرتا ہی حیرت کی صورت پر مجھسے احوال دریافت کرکے طرف طلسم صندل کے گیا ہی لیکن طلسم صندل فتح ہونا دشوار ہی یقین ہی صندل جادو نے گرفتار کرکے قتل کیا ہو یہان مہرخ و بہار کی بھی تدبیر ہو رہی ہی جسدن قصد کرونگا اُسی دن سب کو قتل کرونگا چند لونڈیان غلام بگڑ گئے اُنکی کیا حقیقت ہی لیکن کوکب نے جسدن سے شرکت مسلمانان کی لونڈی غلامون کی کمر مضبوط ہوگئی اول تدبیر طلسم نورافشان مناسب ہی مین خود جاکر طلسم کوکب کو فتح کرونگا شمیم جادو کے سامنے اپنی شوکت و لیاقت ظاہر کر رہا ہی کہ دیکھا آسمان پر ٹکڑا ابر سیاہ پیدا ہوا برق کی آنکھین چشمک زنی بڑے زور شور سے کڑکتا ہوا جاتا ہی شمیم نے کہا ای شہنشاہ دیکھیے یہ ابر کیسا ہی صاف ظاہر ہی کہ کوئی ساحر زبردست جاتا ہی افراسیاب نے ایک سنگریزہ اُٹھاکے طرف اُس ابر کے پھینکا آواز دی کون بے ادب جاتا ہی وہ سنگریزہ جاکر قریب ابر شق ہوا اب جو افراسیاب جادو نے بغور دیکھا شہنشاہ کوکب روشنضمیر مرکب باد رفتار پر سوار تاج زرین بر سر قباے قلمکار زیب جسم الوز سلاح حرب و ضرب سے آراستہ ابر مین چھپا ہوا جاتا ہی کوکب کی جو نگاہ افراسیاب پر پڑی آواز دی او بیحیا مردان عالم کو راہ مین ٹوکتا ہی بے سبب روکتا ہی افراسیاب تیغہ پکڑکر اُٹھا اُٹھتے اُٹھتے کوکب پر سحر کیا شعلہ ہاے آتش نے چار جانب سے گھیر لیا کوکب نے باران سحر برسایا اُس بدخو کے ہاتھ سے اپنی آبرو بچائی چاہا ٹر پھڑکر نکلجاؤن سوقت اُس سے نہ اُلجھون لیکن افراسیاب جادو کب مانتا ہی غصہ مین بھرا ہوا بیٹھا تھا اُسی جوش و خروش مین کوکب کو آتے دیکھا جا پڑا آپسمین سحر چلنے لگے افراسیاب نے سحر کیا صدہا تلوارین گرین مرکب کوکب کا مارا گیا یہ ثابت ہوا کہ گھوڑا مرکب گیا یہ ناری ٹکڑا ہوا آگ برسا رہا ہی اول شمیم جادو نے

کھڑے ہوکر دو چار سحر کیے کوکب روشن‌ضمیر نے پلٹ کر آواز دی بی شمیم تمھاری کیون قضا آئی دماغ مین سودا ہی بوے نخوت دماغ مین بھری ہی مثل بو غائب ہو جاؤ گی ہوا اُڑا لیجائیگی لیکن یہ کب مانتی ہی جانتی ہی کہ شہنشاہ طلسم ہوش رُبا سامنے موجود ہین کوکب نے جب دیکھا یہ نہین مانتی افراسیاب کے سحر کا جواب تو دے ہی رہا ہی چند دانے ماش کے کنیزان شمیم پر پھینک مارے دو سو کنیزان شمیم جھوم کر پکار اُٹھین ستم ملازم شہنشاہ کوکب روشن‌ضمیر بہن نے بہن کو قتل کیا مان نے بیٹی کو مارا چند نے ملکہ بی شمیم کو زخمی کیا شمیم ایک جانب بھاگی اُن سبھون کا آپسین لڑ بھڑ کے کام تمام ہوا افراسیاب غصہ مین تلوار کھینچکر کوکب پر چلا کوکب نے بھی تیغہ برق مثال کھینچا آپسین دو گھڑی تلوار چلی پرداز مین نئے شعبدے پیدا ہوے یعنی کبھی ابر آسمان پر آیا برستا ہوا نکل گیا کبھی ابر نے یہ جبر کیا برف برسی اولے پڑے صحرا برف سے معمور ہو گئے لاکھون طائران دشت ٹھنڈے ہوئے گرم مزاجون پر آفت ساکنان دشت پر مصیبت غولان بیابانی یہ مصیبتین دیکھکر صدہا سر ٹکرا کر مر گئے کہ جنگل سے فیلان مست گھبرا کر نکل آئے جب کوکب نے وار کیا افراسیاب پر برج آتشین گرا اُسمین یہ شعلہ جو بند ہوا چشم زدن مین شعلۂ جوالہ بنکر نکلا کوکب پر سحر کیا شعلہ ہاے آتش نے کوکب کو گھیرا برقین گرین خنجرون نے دم خم دکھلائے تلوارین نیام سے باہر ہوئین کبھی تیر برسے کبھی آگ لگی دونون نے خوب خوب شعبدہ بازیان دکھلائین کوکب مرد مردانہ شیر فرزانہ فقط جی دار ہی ورنہ افراسیاب نہایت زبردست ہی سحر و ساحری مین کوکب سے زیادہ فوج لشکر مین بیحساب طلسم وسیع لیکن کوکب نے قدم پیچھے نہین ہٹایا جب مقابلہ پڑا سوچ لیا کہ آج جان دینگے تیغہ برق مثال کھینچکر کوکب جا پڑا افراسیاب کو آئینہ شمشیر کوکب مین جلوۂ عروس مرگ دکھلائی دیا آستینین چاک کرکے بازو کا تیمہ دیکھا دیا کوکب نے آواز دی او نامرد کبھی تجھ سے مزہ لڑائی کا نہ ملا جی چاہتا ہی دل کھولکے تلوار چلے سپاہگری کا مزہ ملے ناچار کوکب نے بھی یکہ بازو کا دکھلایا دونون بموجب قائدہ قدیم بیہوش ہوے افراسیاب کو ماہیان زمرد پوش کوکب کو سوار زرین پوش لیکر غائب ہوے کوہ شمیم پرستاٹا ہوے انسان نہین آتی عجب فلک نے انقلاب دکھلایا کوکب براے مدد ایرج نوجوان جاتے تھے راہ مین یہ معاملہ درپیش ہوا وہان وقت انتقام ہی ملازمان مرائت نے ایرج و شاپور کو گرفتار کر لیا ہی فیروزہ فیروزہ پوش بعد جوش و خروش سحر کرنے مین مصروف یہان سوائے ملکہ انجم ماہ رخسار کے کون ہی جو مدد کرے کبھی فیروزہ سے لڑی کبھی مرائت پر جا پڑی سحر کی قلعی کھل گئی مرائت کے مقابلہ کرکے زخمی ہوئی مصاحبان خاص بیچ مین آپڑین ہزارہا کا کھیت ہوا ملکہ شیشہ می نوش تخت پر گرد کنیزان نامور وہ سب ملکہ ملکہ کو بچاتی ہین مگر شور گریہ و زاری بلند ہا لیان لشکر ایرج دردمند پڑا کٹ رہا ہی ہزارہا بھاگ کر نکل گئے ہزارہا آمادہ

مرگ ہین فتح سے مایوس شکست کا سامنا ایرج نے جو یہ حال مصیبت مآل آپ نے اہالیان لشکر کا دیکھا دل ٹکڑے ہوگیا پکار اُٹھے شعر شاہا زکرمی ورحیمی وغفور ٭ دست ماگیر کہ درماندۂ و بے بال وپریم ٭ ایرج کی بیقراری ملکہ شیشۂ مے نوش کی اشکباری قریب ہی کہ انجم ماہ رخسار بھی گرفتار بلا ہو یکایک آسمان پہ لکّہ ابر گلنار بصد رنگ و تار ظاہر ہوا اُس ابر سے برق کی چشمک زنی قریب آکر ابر شق ہوا ملکہ بران شمشیر زن سمجھی یقین کہ والدنامدار نے جا کر ایرج نوجوان کو رہا کیا ہوگا مین دور سے تماشا دیکھنے چلی آؤنگی اب جو نگاہ پڑی کل لشکر مبتلائے بلا دیکھا فیروزۂ فیروزہ پوش نے آگ لگادی ہی مرائت جادو کا سحر سب پر آئینہ ہی اب ملکہ بران گھبرا گئین کہ نہین معلوم والد نامدار پر کیا معرکہ گذرا لیکن ایرج کو جو جادوگرنیون مین مجبور نا چار دیکھا کلیجہ منہ کو آگیا قلب تھرا گیا وہین سے نعرہ کیا او مرائت جادو نعرۂ بران شمشیر زن سُن نظم

منم دختر کوکب ذی وقار ۔ منم صف شکن دختر نامدار
مثال جوانمرد لشکر شکن ۔ لقب گشت بران شمشیر زن

مرائت جادو کے منہ پر ہوائیان اُڑنے لگین فیروزہ کی رنگت زرد ہاتھ پانون سرد بران نے گرتے گرتے سحر کیا سب سے پیشتر ملکہ انجم ماہ رخسار کو سنبھالا اب برائے رہائی ایرج نوجوان چلین فیروزہ نے آگے بڑھکے روکا کہا او دختر کوکب اب حوصلہ تیرا بڑھگیا آج موت لیکر آئی ہی کہا بچکے جائیگی ملکہ بران نے پلٹ کر دیکھا مسکرا کر فرمایا خدا کی قدرت ہی کہ تم سے ہمارا قدم ہٹ جائیگا او فیروزہ سامنے آ فیروزہ نے کئی سحر بڑھ بڑھکے کیے بران دفع کر رہی ہین کبھی ستارہ بنکر چمکین کبھی بصورت ماہ تابان کمال دکھایا ضو سے اُسنے صد ہا کو بیہوش کیا فیروزہ نے جھولی سے نکالکر ایک طائر کو اُڑایا سمجھی تھی کہ بران کے ہوش اُڑ جائینگے طائر ملکہ بران کی آنکھون کے سامنے آکر نکل گیا فعل تو یہ تھا کہ جسکے سامنے سے یہ طائر نکل جاتا تھا عرصہ تک وہ شخص دیوانہ وار وحشی مثال خاموش کھڑا رہتا تھا فیروزہ سمجھی وہی حال بران کا بھی ہوا ہوگا تیغچہ کھینچ کے جا پڑی قریب آکر ہاتھ لگایا ملکہ بران نے تیغچۂ ہلالی نیام انتقام سے نکال لا فیروزہ کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا لیکن قریب پہونچ چکی تھی وار کیا بران نے سپر پر وار کو رد کیا آواز دی بی فیروزہ تمھارے سحر نے تمکو دام اجل مین پھنسایا لو ایک وار ہمارا بھی رد کو منہ نہ پھیرو آنکھین لڑی رہین پلک نہ جھپکے دعوی جرأت مین فرق نہ آئے یہ کہتی ہوئی بران اُسکے قریب پہونچین ہاتھ تیغچۂ ہلالی کا مارا فیروزۂ فیروزہ پوش نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغچۂ ہلالی کب رکتا تھا دو قرص سپر کے دو ٹکڑے فیروزہ کا تاج کٹا سر زخمی ہوا قریب تھا دو ٹکڑے ہون فیروزہ نے بدحواس ہوکر اپنے کو زمین پر گرا دیا بران پر ہزارون ساحر ٹوٹ پڑے فیروزہ زخمی ہوکر بھاگی سر سے خون بہتا ہوا تاج ندارد اب ملکہ بران طرف مرائت جادو کے چلین مرائت نے جو بران کو آتے ہوئے

دیکھا اپنے ساتھ والون کو اشارہ کیا بران سحر کرتی ہوئی قریب ایرج وشاپور پہونچین ایرج نوجوان نے جو ملکہ بران کو لڑتے دیکھا شاپور کی جانب متوجہ ہوے فرمایا اے برادر وہ دیکھو ملکہ بران نے فیروزہ کو زخمی کیا وہ فیروزہ بھاگ کر نکل گئی اے برادر دل چاہتا ہے اُٹھکر پلکون سے جاروب کشی کرون آنکھیں بچھا دون اس محبوب جانی یار جادو دانی کے آنیکو دیکھو کیا کارنمایان کیا ہے ہم ایسے مجبور ہین کہ اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتے اگر اُٹھتے ہین دل بیٹھا جاتا ہے بموجب مضمون ذوق

بلائین آنکھون کی اُنکے مدام لیتے ہین
قدم حسب آپکے وقت خرام لیتے ہین
ترے اسیر جو صیاد کرتے ہین فریاد
غرور حسن سے کس کا سلام لیتے ہین
ہم اُنکے نزع کے قائل نہین ہین جو نشتر دو
وہ مول ایسے ہزارون غلام لیتے ہین

ہم اپنے ہاتھون کا فر گالنے کا لیتے ہین
شب وصال کا روز فراق ہین تو کیا کیا
تو پھر وہ دم بھی نہین نہ مدام لیتے ہین
ترے قتیل بتاتے نہین تجھے قتال
جو عشق مین دل مضطر کو تھام لیتے ہین
ہمارے ہاتھ سے ہے ذوق وقت مے نوشی

ہوے خرام کے پیرو ہین جتنے ہین فتنے
نصیب مجھسے وہ انتقام لیتے ہین
جھکائے ہے سر تسلیم ماہ نو پھر وہ
جب اُس سے پوچھو اجل ہی کا نام لیتے ہین
فقط قمر ہی نہ داغی غلام ہے اُنکا
ہزار ناز سے وہ ایک جام لیتے ہین

یہ اشعار جو ایرج نوجوان نے پکار کر پڑھے ملکہ بران سنکر مسکرائین شاپور کو اشارہ کیا کہ لونڈے اپنے باپ کو منع نہین کرتا کہدے کہ جو کچھ اپنی بندر رکھین ایسا نہو کہ ان باتون سے کوئی آگاہ ہو جائے تو قیامت برپا ہو ایرج نوجوان بیتاب لیکن سحر مین مبتلا ہین اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتے مگر شاپور نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ بران نے سحر سے ہزارون کو قتل کیا اب چاہتی ہین کہ ہراتت پر جا پڑین بیچ مین فوجین حائل ہین شاپور نے دیکھا کہ ملکہ ہراتت کی ایک کنیز غبار جادو ہے مین اُسی کے سحر مین مبتلا ہون بس اپنے اشارے سے غبار کو قریب بلایا کہا ہم بھی خاک سا رہین مجبور ہو رہے ہین ہماری کمر مین ایک چیز ہے وہ لیلو ہم اب کاہیکو رہائی پائینگے خیر ہمارا تحفہ تمھارے ہی پاس رہیگا غبار قریب آئی کہا میان شاپور کیا کہتے ہو ہم تمھاری ملکہ عالم سے سفارش کرینگے خطا معاف کرا دینگے شاپور نے کہا میرے قریب تو آؤ جب غبار قریب آئی شاپور نے کمر مین ہاتھ ڈالکے چند انگوٹھیان سونے کی نگ اُنپر یاقوت احمر کے جڑے ہوے بی غبار کو دین غبار نے کہا میان شاپور یہ انگوٹھیان کہان سے لائے شاپور نے کہا ایسی ایسی بہت ہین یہ کہکے پھر کمر مین ہاتھ ڈالا اب کی ایک ڈبیا نکالی عقیق کی کہا بی غبار اسکو کھولو دیکھو اسکے اندر کیا نعمت ہے غبار نے جلدی سے ڈبیا ہاتھ مین لی ایک دفعہ انگوٹھیان پاچکی ہے ہاتھون ہاتھ ڈبیا بھی لی خوش ہو گئی جلدی سے کھولی بیہوشی اُڑکر دماغ پر پڑی تھرا کر گری شاپور نے خنجر مارا غبار دمکر گری خاک اُڑی شاپور کو دیکر بھاگا ایرج نوجوان اس حرکت پر

شاپور کی ہنس پڑے اندھیرے مین شاپور صورت بدلتا ہوا نکلا فرائت کھڑی ہوئی ملکہ بران پر سحر کر رہی ہو قریب ارابہ ایرج ہلاکر سنا پوچھا صاحبو کیا معرکہ ہو دیکھا سامنے سے غبار جادو دوڑی ہوئی آتی ہو فرائت نے پوچھا کیون غبار خیر تو ہو عرض کی حضور دختر کوکب نے قیامت برپا کی کوئی اسکے منھ پر چڑھ نہین سکتا ہزارہا ملازمان سرکاری مارے گئے لڑتی بھڑتی چلی آتی ہو سحر سے اسکے زمین تھراتی ہو امیدوار ہون کہ ذرا لوح جھولی سے نکالیے دکھا کر دختر کوکب کو بیہوش کرون چشم زدن مین واصل جہنم کرون فرائت جادو جانتی ہو کہ ظاہر مین غبار جادو آئینہ ہو سب طرح ہم سے صاف ہو صاحب انصاف ہو لوح نکالکر کہا اے غبار جادو ای ساحرۂ خوشخو بہت احتیاط سے کام کرنا مناسب ہو دختر کوکب کا سحر مین کوئی ہمسر نہین ہو سحر کرنے کا اسکے اختر مدار بد بڑے بڑے بڑونکی آبرو مٹاتا ہو غبار نے کہا اے حضور مین نے سنا ہو کہ اسنے دریاے خون روان خشک کیا پل پہر دان توڑا شہنشاہ ہوش ربا سے کچھ نہو سکا بموجب مضمون اشعار

کہتے ہین لوگ جھوٹ نہین پانون چھوٹ کے
چھوٹے تو سمجھتے ہی نہین پانون ٹوٹ کے
چلتا ہون ذوق قید سے ہستی کے چھوٹ کے
یہ قید مار ڈالے گی دم گھونٹ گھونٹ کے
کیونکر حباب ہو سکے دریاے بیکران
دریا سے جب تلک نہ ملے ٹوٹ ٹوٹ کے

لیکن حضور لونڈی کا آپ کی غبار نام ہو ہزار تدبیرون سے خاک مین ملادونگی میرے ہاتھ سے کہان بچکے جائیگی دیکھیے وہ غول کے غول اسنے تباہ کر دیے بھاگنے والے بھاگے جاتے ہین بی فیروزہ فیروزہ پوش بھی منھ نہین پھیرتین مقابلہ کو نہین بڑھتین مشہور ہی کہ حاکم در بند مین لیکن مغرور خود پسند فرائت نے لوح جھولی سے نکالی شاپور نے ہاتھ بڑھایا لوح ابھی فرائت جادو نے ہاتھ سے نہین چھوڑی ہو کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی سامنے آئی کہا اے داری یہ غبار جادو کہان سے آئی ابھی عیار نے دم دے کے اسکو خاک مین ملایا یہ بھی کوئی مکار غدار ہو اسکی طرف سے میرے دل مین غبار ہو اس نگوڑے مونڈی کاٹے کو پکڑ لیجیے سزاے کامل دیجیے فرائت نے چاہا لوح نہ دون شاپور نے ایک جھٹکا مارا لوح ہاتھ مین شاپور کے آگئی فرائت ارے لیکے دوڑی پکارتی ہوئی لینا لینا لوح لیے جاتا ہو سمند جادو گھوڑے پر سوار عہدہ داری مین رسالہ دار فرائت کا ہو گھوڑا بڑھاکر دوڑا قریب شاپور کے پہونچ گیا سحر کرتا ہوا گھوڑے سے کودا چاہا سحر کر کے شاپور کو پکڑ لون شاپور نے لوح چمکا دی ارے لیکے اسنے منھ پھیرا سحر بھولنے لگا شاپور نے ایک خنجر تواضع کیا شکم کو توڑ کر پار گذرا سمند جادو نے گویا سکندری کھائی یہ نہ معلوم ہوا کہ مرکب گیا سمند پر شہسوار اجل نے

سواری کا ٹھی خوب ٹہری جمی ساری بدلگامی بھولے ٹٹو سے کچھ نہ بن پڑی کسی بھونری نے اپنی تاثیر دکھائی یا شاید شب کور کہنہ لنگ اپنی زندگی سے تنگ آ دا تر آ ئی کشتی مرا نام من سمند جادو بود فسوس مردیم وجان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اس اندھیرے مین شاپور جست وخیز کرتا ہوا قریب ایرج نوجوان پہونچا کہا شہریار لوح حاضر ہی لیجیے دوڑ کے گلے مین ایرج نوجوان کے پہنا دی قید سحر ٹوٹ گئی اُٹھتے اُٹھتے نعرہ کیا با شید ای کفاران بیحیا وای نابکاران پر دغا نعرہ ایرج اشعار

ملک ایرج آن آفتاب منیر · اگر صاحبقرانیم و آفاق گیر
منم فارس عرصۂ کارزار · گل گلشن قاسم نامدار
ہنر بردمان و نبرد آزما · جری صف شکن شیر دشت وغا

قبضۂ تیغہ دو دستہ سکندری پہ ہاتھ ڈالا صفین درہم وبرہم ہوئین نگاہ اُٹھا کر ملکہ بران نے دیکھا شیر بیشۂ صاحبقرانی بصد جرأت وشوکت لڑتا ہوا آتا ہی بران سے اور ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش سے مقابلہ پڑا ہی فیروزہ بھی بڑی ساحرہ ہی بران پر کھڑی سحر کر رہی ہی فوج فرار پر قرار کر چکی تھی انجم ماہ رخسار زخمی ملکہ شیشہ می نوش کو ملکہ بران نے چھڑایا ہی مگر فیروزہ پیچھا نہین چھوڑتی سحر کرتی چلی آتی ہی بران نے پلٹ کے سحر اُسکے دفع کیے ٹکرا کر فرماتی ہین باغی

اے ذوق کرے گا کوئی دنیا کیا ترک · دنیا ہی بُری بلا ارے کیسا ترک
جبتک نہ کرے آپ اُسے دنیا ترک · ممکن نہین ترک ہو کسی سے دنیا

ای فیروزہ میدان سے نہ بھاگو گی بڑی منزل طی کروگی تھک کر اول منزل تک نہ پہونچو گی میل منزل دور ہی تمھاری عقل کا قصور ہی ای فیروزہ ایک دفعہ زخمی ہو کر بھاگین اب موت نے تمکو گھیرا ہی یہ کہکر ملکہ بران نے نیمچہ نیام انتقام سے پھر کھینچا اُدھر سے لڑتے ہوئے ایرج نوجوان آتے تھے اُنھون نے بھی فیروزہ کو ٹوکا فیروزہ نے بڑھکر چاہا کہ مقابلہ کرون چارسو جادوگرنیان نیر خواہ نمکخوار ہان ہان کہکر لپٹ گئین زخمی تو ہو چکی تھی بیہوش ہو گئی جادوگرنیان میدان جنگ سے فیروزہ کو لے بھاگین طرف طلسم ہوشربا کے روانہ ہوئین بران شمشیرزن نے چاہا کہ پیچھا کرون بچانے دون جمال بیمثال ایرج نوجوان پر نگاہ پڑی کہ ننگا نہ بلنگا نہ دریاے فوج مین ڈوبا ہوا شمشیرزنی کر رہا ہی زبان تیر دکلۂ عمود سے صداے تحسین و آفرین بلند ہی شعر ترک خنجر دار گردون ہر دم از چرخ برین بہ رزم او میدید دمیگفت آفرین صد آفرین پنۂ علم سرو قد تعظیم کو کھڑے ہو گئے ہین نشان غم والم یہ ہی کہ بال بھی سر کے کھولدیے ہین نقارے سر پیٹنے لگے جھانجھ غم وغصہ کی جھانجھ مین کف افسوس مل رہے ہین خنجرون کے قلب پر خنجر مصیبت چل رہے ہین تلوارون کے دم پر بنی ہی نشان غم نیزہ دارون کے کلیجون کے پار ہی افسران لشکر بدحواس عالم یاس حیران وپریشان مثل چوب نیزہ لرزان وترسان ایک جانب سے نعرۂ ایرج کی صدا بلند ہی ایک سمت سے ملکہ بران شمشیرزن مثل شیر غضبناک اختر دار ید ہاتھ مین جوہر جرأت

بات بات مین ہر چند ملکہ بران قصد کرتی ہین کہ اب مین لڑبھڑ کے نکل جاؤن کہ فیروزہ فیروزہ پوش زخمی ہوکر طرف طلسم ہوش رُبا کے روانہ ہوگئی مرائت جادو چونکہ بادشاہ طلسم ہو آسپر سب جان آئینہ ہی تحفہ جات بھی اسکے پاس موجود ہین اہالیان فوج بھی لڑائی مین جان لڑا رہے ہین دمبدم جماؤ بڑھتا جاتا ہی اسی خیال سے ملکہ بران کا دل قبول نہین کرتا کہ ایسا نہو بعد میرے چلے جانے کے یہ ساحران غدار دام سحر بچھائین یا مکر و حیلہ کرکے لوح چھین لین یہ تو سیدھے سیاہی ہین بجز شمشیر زنی کے اور کیا جانین اس خیال مین ایک طرف کھڑی ہوئی ملکہ بران سحر کر رہی ہین لیکن ساحرون کو جان بچانا دشوار ہی جو اس طرف آیا ہاتھ سے ملکہ کے واصل جہنم ہوا کہ شاپور شیردل قریب ملکہ کے آیا جھک کے سلام کیا ملکہ نے جواب سلام نہ دیا مُنھ پھیر کر فرمایا ہم نہ جانتے تھے کہ فرزندان خواجہ عمرو کا شیوہ یہ ہی کہ رنڈیان بلاتے ہین ایسے ذلیل حقیر ہین شاپور شیردل نے عرض کی خیر خواہ کسی بات مین انکار نہین کرتے مالک رضامند ہو اور رنڈیان بلانا کیا چیز ہی جمال آفتاب مثال ہمارے یوسف بازار جرأت کا سب کو عزیز ہی آنے والے خود چلے آتے ہین ملکہ نے شاپور کا کان مروڑ دیا ملکہ انجم کی جانب اشارہ کرکے کہا محبت مین تمھارے آقا کی جان دینے پر آمادہ ہین بی شیشہ می نوش نے لاکر لوح طلسمی حاضر کی ایسے دوستون کے سامنے کسی کی کیا حقیقت ہی شاپور نے کہا حضور اپنی اپنی لیاقت ہی لیکن اشارے مین شاپور نے ملکہ سے کہا اے خدا شاہزادے نے کہا ہی جانے کا قصد نہ کرنا انشاء اللہ پروردگار فضل اپنا شریک کیا چاہتا ہی لڑائی فتح ہونے کے بعد جلسہ عیش و نشاط آراستہ ہوگا طلسم کو بھی اسلام آباد کرنا ہی دو دن یہان تشریف رکھیے شاپور نے جرأت کا نام لیا اس حریق آتش اشتیاق نے ایسے صدمات شب فراق اُٹھائے ہین کہ نام سُنکر کلیجہ تھام لیا صدف چشم سے گوہر اشک رواں ہوے ماہ تابان پر تارے عیان ہوے مُنھ پھیر کر آنکھون سے آنسو پاک کرکے فرمایا اے شاپور ہمارا زیادہ ٹھہرنا مناسب نہین ہی ایک بڑا خیال ہی کہ والد نامدار مجھسے بیشتر چلے تھے مین جا عرصہ دراز اسی سوز و گداز مین رہی کہ مین جاؤن یا نہ جاؤن آخر اسی بات کو دل تردد منزل مین جگہ دی کہ جانا اُس مقام پر ضرور ہی اگر والد تاجدار لڑائی مین مصروف ہین الگ سے دیکھکے چلے آئینگے کسی طرح دل بہلائینگے یہان آکر قیامت برپا دیکھی کہ اُنکو قید بھی کرلیا فیروزہ نے اپنا رنگ جمایا ہی خدا کا شکر ہی کہ لوح ملی اب میرا ٹھہرنا بیکار ہی شاپور ملکہ سے باتین کر رہا تھا کہ سامنے سے لڑتی ہوئی مرائت جادو بادشاہ طلسم اسکندریہ مع تین لاکھ فوج کے گرمی سب ساحر نامی گرامی ہمراہ اپنے مالک کے چاہتے ہین کہ بلوہ کرکے ملکہ بران شمشیر زن کو گرفتار کرلین ملکہ نے جوان سب کو آتے ہوے دیکھا اختر مرواریدا اُس ماہ تابان نے جوڑے سے نکالا نیمچۂ ہلالی نیام انتقام

سے کھینچا غصہ مین ابرو ملے نیچے چلے ساحر اشارون سے ابروے خمدار کے بسمل ہونے لگے کوئی تڑپا کوئی پھڑکا کسی نے نیمچہ کھینچکر خود گلے پر رکھ لیا ابر فوج مین بجلی تڑپنے لگی صدہا سر مثل اولون کے گرے کیفیت برسات معلوم ہونے لگی سپرین ملکر اُٹھین گھنگھور گھٹا چھا گئی ساون بھادون کی بدلی یاد آ گئی لیکن مرائت جادو نے ساحران زبردست کو اشارہ کیا ہی کہ یارون جان دیکر دختر کوکب کو گرفتار کر لو بدلے مین اُسکے سپر بن زر و جواہر سے بھر لو چار جانب سے ساحران خرس طینت میمون خصلت خرسہاے بادیۂ ضلالت نے اُس آفتاب عالمتاب آسمان حسن و جمال کو گھیر لیا کسی نے گولہ مارا کسی نے ترنج پھینکا کوئی ماش کے دانے لیکر بڑھا کسی نے تلوار کھینچی کوئی کمان کیانی لیکر بڑھا کسی نے تیر سحر کے پھینکے گوشہ مین چھپکر سحر کرنے لگا کوئی سہمکر چلایا کوئی تیر کے پلے سے سحر کر رہا ہی جسنے تلوار کھینچی اپنے نزدیک جرات دکھائی لیکن مُنھ کی کھائی اپنی تلوار سے آپ بیدم ہوا گرفتار دام رنج و الم ہوا یہ معرکہ دور سے شاہزادۂ ایرج نوجوان نے دیکھا اپنے ماہ تابان مہر درخشان پر جو بلوۂ ساحران نظر آیا دل تڑپ گیا وہین سے نعرہ کیا نعرہ ایرج نوجوان اشعار

ملک ایرج آن آفتاب منیر
کہ صاحبقرانم و آفاق گیر
ہنر بر دمان و نبرد آزما

جری بت شکن شیر دشت وغا
منم فارس عرصۂ کارزار
گل گلشن قاسم نامدار

ایک طرف سے ملکہ انجم ماہ رخسار فوج ظفر موج لیکر بڑھی اس مقام پر خوب تلوار چلی ایرج نے آکر صفون کو درہم و برہم کیا بلوہ ساحران غدار کا کم کیا مرائت جادو نے جو طلسم کشا کو جنگ رستانہ کرتے دیکھا گھبرا گئی ساتھ والیون سے کہنے لگی صاحبو فی الحقیقت یہ جوان جرات مین بے مثل و بے نظیر ہی فصاحت و بلاغت مین جادو تقریر ہی جلد اسکے قتل کی تدبیر کرو تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ طلسم کشا کا سر لائے دولت دنیا سے بے نیاز کر دونگی دامن مدعا گل آرزو سے بھر دونگی اور نگ پیلتن ایک پہلوان عفریت مثال دیو خصال زنجیرون سے کمر باندھے ہوئے چوڑا تیغہ ہاتھ مین کھڑا جھوم رہا تھا جوش جرات مین قبضۂ شمشیر چوم رہا تھا مرائت نے جو زر و جواہر کا لالچ دیا گینڈے کو بڑھا کے سامنے مرائت کے آیا دست بستہ عرض کی اگر حکم ہو فوراً جا کے نبیرہ حمزہ کو ٹوکون کان پکڑ کر سامنے حضور کے لاؤن مرائت نے اشارہ کیا اے جوان دیر کیا ہی بڑھکے مقابلہ کر جو کہا ہی اُس سے دوچند کر دونگی اورنگ گینڈے کو بڑھا کر جھپٹا ایرج نوجوان کو للکارا ایرج فوراً پلٹ پڑا لیکن اس مقام پر سحر سے ساحرون کے آگ برس رہی ہی ٹھہرنا دشوار ہی مرائت نے ساحرون کو اشارہ کیا اورنگ پیلتن کی مدد کرو قریب طلسم کشا کے پہونچا دندہو ہٹو ہٹو کرتا ہوا دم خونخواری کا بھرتا ہوا قریب ایرج کے پہونچا نگاہ ملکہ

بران شمشیر زن کی پڑی ایک فیل مست کو مقابلہ مین اُس ماہ تابان کے دیکھا بیتاب ہوگئی لڑتی ہوئی خود بھی بڑھی ایرج نے پھر کر دیکھا ملکہ سے نگاہ چار ہوگئی اس لڑائی مین زخم بھی بہت کھائے ہین معشوق کو سامنے پایا بے اختیار یہ اشعار آبدار زبان پر شاہزادہ ایرج کے جاری ہوئے اشعار

جب اس چمن مین چھوڑ کے ہم آشیان چلے — اک ہمصفیر نے بھی نہ پوچھا کہان چلے

کیا لے لیا تھا ہم نے الجھتا جو کوئی خار — جون گل ہم اُسکے باغ سے دامن فشان چلے

ہر بات مین ہی ایسی کتر بیونت اُسکو یاد — مقراض کی زبان سے ہی جسکی زبان چلے

غافل ہماری آہ سے رہنا نہ بے خطر — کر خوف ایسے تیر سے جو بے کمان چلے

جانے کو اپنے گھر سے کہے تھا تو اور ہم — دنیا سے تیرے جور کے ہاتھ ای میان چلے

سینہ مفارقت سے نہ کیون رفتگان کے داغ — آتش فشان رہے ہی کہ جب کاروان چلے

راہِ عدم بھی زور ہی سودا کہ جسکے بیچ — جس طرح پیر جائے ہی ویسا ہین جوان چلے

ملکہ بران نے یہ اشعار دلفگار سنکر سر جھکا لیا چونکہ شاپور شیر دل قریب تھا اُسکو سنا کر یہ چند اشعار بیقرار ہوکر پڑھے نظم

عافیت را نیست چون اندیشۂ درمان ما — داغ رسوائی منہ بیہودہ غم بر جان ما

در شب یلدا اگر شمعے نباشد گو مباش — ز آتش دل روشن ست این کلبۂ احزان ما

جستجو کم کن دلا کز دولت دون ہمتان — نشۂ آسودگی عنقاست در دوران ما

کے گیاہِ خرمی روید کہ در ہنگام کشت — ریختہ در خاک ذلت تخم ما دہقانِ ما

مشکلے کردی ز ما اسلام در محشر قبول — گر نبودے ہیچ کفرے شاہد ایمان ما

کشتیم ثابت نماند در محیطِ عافیت — بس کہ ہر لحظہ فزون این موجۂ طوفان ما

ریختم مخفی ز بس خون آب دیدہ در چمن — امتیازی نیست در خار و گل بستان ما

کلیجے پر ایرج نوجوان کے چھریان پھر گئین لیکن فوج ساحران کا اسقدر بلوہ ہی کہ سانس لینا دشوار ہی ایرج نوجوان نے گرد اسپر کا ہاتھ مین لیا تیغہ چمکاتے ہوئے لڑائی مین مصروف تھے کہ اورنگ نے آتے ہی تیغہ کا وار کیا دوسوں کا تیغہ بڑے قد کا جوان بران نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا دعائیں مانگنے لگی کہ اے معبود حقیقی اس ظالم کے ہاتھ سے ماہ اوج صاحبقرانی کو بچالے سر اُٹھاکے دیکھا وار تیغہ کا چلا ایرج نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا جھناٹے کی صدا بلند ہوئی وار کو اُسکے تلوار پر روک لیا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر خبردار خبردار کہکر مرکب باد رفتار کو اشارہ کیا مرکب بھی برق رفتار ہوا سے کہتا ہی ہمارے ساتھ نہ آنا ٹھوکرین

کھائیگی تیری ہوا بگڑ جائیگی دو نون ٹاپین ہنسک پر گینڈے سے کے رکھدین ایرج نے نعرہ کر کے ہاتھ مارا
اُس رو سیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر برق تیغ نے اُسپر کے ٹکڑے اُڑا دیے خود کاٹ کر کاسہ سر
کو ترا شا ذرا سا فرق نہوا اُس خود سر کے دو ٹکڑے ہوئے شاپور پکار اُٹھا اے شہریار سبحان اللہ کیا
ہاتھ مارا دیو خونخوار کو مارا ملکہ بران کا بھی خوشی سے چہرہ سُرخ ہوگیا ایرج لڑتے بھڑتے بڑھے اس
لڑائی مین ملکہ انجم ماہ رخسار نے بھی جان لڑا دی مرائت غصہ مین سحر کر کے قریب انجم کے آئی
ہیچہ سحر مارا شانہ انجم کا جھول گیا مرائت نے چاہا سر کاٹ لون انجم نے بیقرار ہو کر آواز دی اے
شہریار لونڈی نثار ہوتی ہے ایرج کو تاب نہ باقی رہی نعرہ کیا او مرائت خبردار اگر ایک
موے جسم انجم کا کم ہوا قیامت برپا کرونگا مرائت نے پلٹ کر ایرج نوجوان پر سحر کیا کئی گولے
مارے کچھ نہوا ایرج قریب پہونچ گئے ہاتھ تلوار کا مارا مرائت کے دل پر غبار غم والم چھایا سپر سحر کو
گھبرا کر اُٹھایا یہ طلسم کشا جرات مین یکتا لوح طلسمی گلے مین سب سحر اُسکے باطل ہوئے سپر کٹی سر
زخمی ہوا قریب تھا دو ٹکڑے ہو مرائت نے اپنے کو تخت سے گرا دیا ایرج نے چاہا گھوڑے سے کود کر
اسکو پکڑ لون مرائت جادو تڑپ کر ملبند ہوئی آواز دی اے ساحران غدار وا ے ہمشیران نا مدار چلے آؤ
مین اپنے قوت بازو کے قلعہ مین جاتی ہون وہان جا کر جادو کرونگی کیا ان ظالمون کا پیچھا چھوڑ دونگی
ایک ایک کو قتل کر دونگی ساتھ والون نے جو دیکھا سب پر آئینہ ہوا کہ مرائت نے شکست فاش کھائی
جنگ سے ہاتھ اُٹھایا فرار برقرار کیا آگے مرائت عقب مین ڈیڑھ لاکھ ساحر مگر خستہ زخمدار گھر بار چھوڑا
لیکن قدم نہ جم سکا تھوڑے عرصے مین جنکو مرائت کا ساتھ دینا تھا صاف میدان کارزار سے نکل گئے جو
رہ گئے وہ امان کے طالب ہوے چادرین ہلائین انجم ماہ رخسار ملکہ شیشہ مے نوش کے عقب مین
آ کر چھپی عرض کی حضور ہماری شفاعت کرین صدائے فریاد فریاد بلند ہوئی ایرج نے تلوار کو نیام
انتقام مین کیا یقین کامل ہوا کہ مرائت جادو زندہ نکل گئی شاپور نے عرض کی حضور کہان جائیگی
غلام ہرکارے روانہ کریگا احوال دریافت ہو جا دیگا ایرج نوجوان مڑ کے قریب ملکہ بران کے آئے
اشارہ کیا اے ملکہ عالم بارگاہ مین چلیے لختے خون کے جسم انور پر جمے ہین لباس تمام خون آلودہ زرہ وغیرہ
کو پاک کر کے تشریف لیجائیے گا کون روک سکتا ہے ادھر پلٹ کر شاپور سے فرمایا ایک بارگاہ الگ
بطور تخلیہ استادہ کرو اُسمین سامان عیش ونشاط مہیا ہو شاپور جانتا ہے کہ آج دو نون ہجران دیدہ
آفت کشیدہ اتفاقات سے یکجا ہوئے ہین اسباب جلسۂ فرحت و عیش مہیا کرنا واجب ولازم ہے
فوراً چند غلامان ترکی کو حکم دیا اُنھون نے الگ جا کر موافق کہنے شاپور کے تدبیر شروع کی

ادھر ملکہ شیشہ مے نوش انجم ماہ رخسار کو ساتھ لیکر داخل مکان شاہی ہوئین یہ تو یہان کے راز سے بخوبی ماہر ہین ہر طرح کے حال ظاہر ہین مشیر وزیر حاضر ہوے انجم وغیرہ کی زخم دوزی ہونے لگی ملکہ خود مصروف تیمارداری جراح حاضر ہوے مرہم کی پٹیان چڑھنے لگین شاپور آکر انجم کے کان مین کہہ گیا آپ لوگ شاہزادے کا انتظار نہ فرمئے گا وہ اپنے مہمان کی خاطر مین مصروف ہین یہ کہکر شاپور باہر آیا دیکھا ملکہ بہران ایک نخل کے سایہ مین ٹھہری ہین ایک نوجوان کہہ رہے ہین اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی چمن بزم مین چلکر لمحہ بھر ٹھہر و فرحت تازہ سرور بے اندازہ حاصل ہو سکین دل جمع بعدہ تشریف لیجانے کا اختیار ہے عاشق جانباز مجبور و ناچار ہے ملکہ کچھ جواب نہین دیتی کہ شاپور نے بڑھکر عرض کی حضور غلام نہین جانے دیگا چاہا ملکہ نے کچھ جواب دون کہ سیاح بیابان خضرا مہر گیتی افروز چرخ نیلی پر سیر کرتا ہوا داخل قصر مغرب ہوا گل مہتاب گلشن فلک مین پھولا غنچہ ہاے ثابت و سیارگان شگفتہ ہونے لگے لیلی شب نے پردہ پوشی کی زلف عنبرین کو کھولا شعر شب آمد ساز گار عشق بازان ٭ شب آمد راز دار عشق بازان ٭ فوجین اپنے اپنے مقام پر فروکش ہین اس مقام پر سناٹا آفتاب جہانتاب اکیلا ایک نوجوان نے دامن ملکہ بہران کا تھا مکر فرمایا اے ملکہ عالم اب زیادہ پریشان نہ کیجیے بارگاہ مین چلیے شاپور شیر دل نے بھی خاک پا کو توتیاے چشم بنایا پلکون سے جاروب کشی کرتا ہوا طرف بارگاہ آسمان جاہ کے چلا

دو کلمہ داستان حیرت بیان جلسہ تخلیہ عاشق و معشوق آراستہ ہونا فلک کا کج رفتاری دکھانا خمسہ موافق مقام حیرت و عبرت افزا

عنبر اگر کی خوشبو ساری ہے تن بدن مین — گویا کہ مشک نافہ بھد ہا ہین پیرہن مین
شہر تتار مین ہون یا سرحد ختن مین — الجھا ہے دل بتون کے گیسوے پرشکن مین
اگتی ہے جاے سبزہ کنگھی مرے چمن مین

اک آگ سی لگے گی رندون کے تن بدن مین — اترے گا نشہ مے کا جوش عنسم دہن مین
ہوگی پیاس غالب ساقی کی انجمن مین — لٹکین گے دیو بنکر دل زلف کی رسن مین
دکھلائیگا پسینہ پانی چہ ذقن مین

صحرا مین اسکو وحشت اسکو جنون وطن مین — معشوق اور عاشق کامل ہین اپنے فن مین
دونون غرض ہین یکسان الفت کی انجمن مین — شیرین زبان ہوئی ہے فرہاد کے دہن مین
لیلی پکارتی ہے مجنون کے پیرہن مین

لطف و کرم ہے تیرا ہر ایک پر برابر — دیتا ہے بے طلب تو دشمن کو اپنے اکثر

قائل ہین ہم تو اس جا اللہ رے مقدر — حاصل کیا ہی تیرے صدقے سے اسقدر زر

سونے کے بت بندھے ہین بازدے برہمن مین

دل کو کیا نشانہ اک تیر مین گلون نے — پھیلایا جال اُلٹا تقریر مین گلون نے
چھوڑا نہ کچھ دقیقہ تقدیر مین گلون نے — آیا تھا بلبلون کی تدبیر مین گلون نے

ہنس ہنس کے مار ڈالا صیاد کو چمن مین

دربان در ہین سارے یا چرخ پر ہین تارے — شمس و قمر کو صدقے ہر برج مین اُتارے
رتبون کو غور کر تو قدرت کے کر نظارے — ایک تختہ ہفت کشور دہلی کا ہی ہمارے

نو آسمان ہین اپنے اکبر کے نورتن مین

شادی کسی جگہ ہی ماتم کہین ہے برپا — نازک بدن ہوے ہین پیوند خاک کیا کیا
عبرت سے دیکھ غافل اِس بزم کا تماشا — دور دور ہی یہ لطف عیش و نشاط دنیا

بوے شب عروسی مہمان ہی کفن مین

فرقت مین سچ ہی اپنا آنکھون پہ کیا اجارا — اُٹھا غضب کا طوفان مین نے تو دم نہ مارا
بیٹھین گے کس جگہ اب راحت کا کیا سہارا — میدان کیا گرا کر اشکون سے گھر ہمارا

دکھلائی سیر غربت سیلاب نے وطن مین

آفت کی ہین نگاہین تیور بھی ہین بلا کے — مردم چھپے ہوے ہین چشمان سُرمہ سا کے
ٹھہرے اُڑے ہوے ہین اس غمزہ و ادا کے — چشم سیہ سے تیرے پردے ہین توتیا کے

تعلیم ہونے آیا فتنہ قریب فن مین

دیوانہ وار باتین خاک انکی مجھکو بھائین — وحشت کی چال مجھکو کیون دور سے چلائین
جنگل مین کیون ہین پھرتے کوچے مین تیرے آئین — چشم و کمر سے تیرے چشم و کمر ملائین

چیتے ہین کیا تکلف کیا شاخ ہی ہرن مین

نے نقد دل ہزارون مُنھ شوق سے دکھا کر — لے لینگے لینے والے قیمت گھٹا بڑھا کر
کاہے کو بیٹھ گھر مین بیکار کیون چھپا کر — بازار مصر مین چل یوسف کا سامنا کر

کھوٹے کھرے کا پردہ کھل جائیگا چلن مین

اللہ رے محو ہونا دلبر پہ رعب چھایا — پہلے سے کیا کہون مین مجھکو نہ دھیان آیا
آفت کا سحر جادو عیار نے دکھایا — آنکھون کے سامنے سے دل کو مرے چُرایا

خال سیہ ہے طرار اس سارقی کے فن مین

ہر دم ہے شادمانی شاہانہ عیش سب ہے — سامان جشن کا ہے ہر حال مین طرب ہے
کیا اے عزیز تجھکو تبلاؤن کیا سبب ہے — دل مین خیال حسن محبوب روز و شب ہے

اُترا ہوا ہے یوسف حمالنرلے تن مین

ہے قند و شہد گویا تقریر کاملون کی — لذت ہے بسلون کی فرحت ہے محفلون کی
کیا بات درحقیقت ان منکسر دلون کی — مشہور ہے حلاوت وادی ہے واصلون کی

شکر بھرے ہوئے ہے مور دہن مین

پہلے تو لعل لب سے غصے جتائے اُسنے — مین کیا کہون بگڑ کر کیا منھ بنائے اُسنے
شرما کے بات بھی کی مجھسے نہ ہائے اُسنے — بوسہ مین لب کے ہنسکر دندان دکھلائے اُسنے

بجلی گرائی مجھپر تقدیر نے عدن مین

خود رشک سے تنفر کرتی ہے طبع عالی — دنیا کا کارخانہ لیکن ہے لااوبالی
خوش ایک ہو تو کیونکر ہو ایک کو بحالی — صحرا کو بھی نہ پایا بغض و حسد سے خالی

ساکھو چلا ہے کیا کیا پھولا جو دھاک بن مین

مثل ذکی مجھے گر منظور ہو تو آتش — فکر مآل کرنا مسرور ہو تو آتش
دنیا مین پیشگی کا دستور ہو تو آتش — کوئی نہین ہے تیرا مقدور ہو تو آتش

دے رکھا جوڑا دست غسال و گورکن مین

گلعذاران سہی قد و ماہ رخساران خورشید خد اس جلوۂ مہجوران آفت کشیدہ و دور افتادگان مصائب دیدہ کو بصد فرحت و انبساط یون تحریر فرماتے ہین کہ جب یہ دونون عاشق و معشوق داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے مقام خالی از غیر سوائے شاپور کے کسکی مجال ہے کہ اس خیمہ مین آسکے ہر چند کہ مقام تنہا نہ کوئی دراندازنہ غماز لیکن گردش فلکی کا خوف لرزان ترسان منتشر بدحواس جان کا خوف ہر طرح کا ملال شب وصل مین آمد روز فراق کا خیال رنگ رو متغیر متردد متحیر شاپور نے بڑھکر عرض کی اے ملکہ عالم برائے خدا خیال خیر و شر دل سے دفع کیجیے اس دل تردد منزل کو تسکین دیجیے ایرج نوجوان نے بھی شاپور سے اشارہ کیا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لاکر حاضر کین لباس تبدیل کرایا زخمون مین ایک نے ایک کے ٹانکے دیے دہن زخم ہنستے تھے منھ کھولکر سجاتے تھے کئی مرتبہ ملکہ بران نے گھبرا گھبرا کر کہا اے شہریار بس ہمکو رخصت کیجیے ہمارا زیادہ ٹھہرنا باعث خرابی کا ہے ایسا نہو

والد نامدار مرائت واقعہ مین دیکھ لین تمام کیفیت آئینہ ہو جائیگی پھر زمین تھرائیگی آسمان
سے آواز الامان آئے گی آپ کے دشمنون کا نہین معلوم کیا حال کریگا بزرگون سے ملال کریگا
ایرج نے کہا ای ملکہ عالم جتنے اکثر ایسے کلمات کیے ہم تمھارے ملال کے خیال سے خاموش رہے ورنہ
طلسم نور افشان کی کیا حقیقت ہی ایک ہفتہ مین اگر درہم و برہم نہ کردین تو نام اپنا غلام صاحبقران
نہ رکھین مجبور ہین کچھ بن نہین پڑتا اگر تم حکم دو تو مثل اسی طلسم کے بہ عنایت رب اکبر جاکر نہ فتح
کرین تو تلوار باندھنا چھوڑ دین ملکہ کی آنکھون سے اشک حسرت ٹپک پڑے سر جھکا کر فرمایا
ہان صاحب آپ ایسے ہی بہادر ہین مگر ہم پر احسان کیجیے جب آپس مین اس طرح کی باتین ہوئین
شاپور نے کہا ای ملکہ عالم بموجب مثل برات تھوڑی ہی سوانگ بہت ان باتون کو جانے دیجیے گھڑی
دو گھڑی کی صحبت کو غنیمت جانیے فلک کجرفتار گردون غدار ہر وقت درپی آزار ہی سلطنت و
فقیری دونون بیکار ہی بس جو ساعت عیش سے گذر جائے انسان اُسکو غنیمت جانے نہین معلوم
صبح کو کیا ہو ملکہ نے فرمایا بھیا شاپور جو تمھاری خوشی اب اسکو کیا ضرورت ہی دو دو معشوقین ہمراہ لشکر
ظفر اثر دونون شاہزادیان بی انجم ماہ رخسار و ملکہ شیشہ مے نوش گلعذار بی انجم آج ایسی لڑین
طبقے زمین کے ہلا دیے مجھ بدنصیب نے آکر کیا کیا مگر اس دل خانہ خراب نے نہ مانا دوڑی آئی اس آنے کا
یہ مزہ اُٹھایا کہ ان صاحبون کو آپ کے قریب دیکھا اب آپ کو یہ جلدی ہی کہ ہم اپنے ملک کو جائین
ہمکو بھی جلدی ہی یہ صدمے دل سے نہ اُٹھینگے کچھ کھاکر مرجائینگے آپ فاتحہ پڑھنے بھی نہ آئیے گا قبر مین
ہمین زیادہ نہ ستائیے گا آپ کے آنے سے روح بچین ہوگی کیا تعجب ہی سوزش قلب کفن کو بھی جلا دے
قبر سے دھوان نکلے یہ کہکر زار زار مثل ابر بہار وہ گلعذار روئی ایرج نے بیقرار ہو کر سر قدمون پر رکھدیا کہا
ای ملکہ عالم ہم گنہگار ہین یہ سر حاضر ہی کاٹ لیجیے

نظم

ڈرتا ہون آپ کی خفگی کا سبب نہو
یہ حال وہ نہین جو کسی کو عجب نہو
جو کچھ کہا ہو وہ کبھی آئے نہ تا دہن
میرا وہ نام ہو جو کسی کا لقب نہو
اچھی نہین ہی یار سے بیہودہ چھیڑ چھاڑ

فریاد بے لحاظ سے ترک ادب نہو
ای دل ستمگرون کی محبت سے درگذر
جو کچھ ہوا ہوا یہ رہے پاس اب نہو
ممکن نہین کہ ساتھ چھٹے رخ کا زلف سے
کچھ خیر ہی کہ نسیم بہت بے ادب نہو

حیرت کہ دور ہو گی مری سرگذشت پر
وہ یار ڈھونڈھ نکلے جو اذیت طلب نہو
مجنون تو ہو چکا یہ نہین ہی مجھے پسند
ایسا بھی کوئی دن ہو کہ جسدن کی شب نہو
یہ بھی دستور ہی کہ اگر معشوق غدر

کرتا ہی عاشق کے واسطے فوز عظیم ہی یہ بھی ایک رسم قدیم ہی بے اختیار ملکہ بہران نے فرمایا ای شہریار
مثل آپ کے ہم بھی مجبور رونا چاہ رہین ہنا ہر ین صاحب اختیار ہین والد نامدار کہکر چلے تھے کہ ہم طلسم اسکندریہ

پہر برائے مدد شاہزادۂ والا قدر جاتے ہین نہین معلوم بیچ مین کسی ملک مین ٹھہر گئے یا کسی سے لڑائی پڑی یا افراسیاب جادو نے روکا ٹہہ یہ لمحہ یہی خیال ہی کہ ایسا نہو ہماری حضوری مین وہ آ جائین تو ابھی قیامت برپا ہو ہر وقت یہی دعا ہی کہ پروردگار آپ کو ہاتھ سے شہنشاہ کے بچائے دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہی آپ کو اپنی سپاہگری کا خیال والدنا مدار صاحب جاہ و جلال آپ صاحب جرأت و توقیر انکا لقب کوکب روشنضمیر مشرق مین بیٹھکر مغرب کا حال ملاحظہ فرماتے ہین اُنکے کمال کا حال سُنکر ستارہ شناسون کے قلب تھراتے ہین نہین معلوم کونسی ساعت تھی کہ فلک کجرفتار گردون غدار نے ہمکو اس دام عشق مصیبت خیز و آفت انگیز مین پھنسایا اِس طائر نوگرفتار کے حال پر ظالم کو رحم نہ آیا صیاد فلک ہر وقت چھری لیے موجود ہی کیونکر جان بچائین گلشن محبت مین بالکل بے بال و پر ہین نظم

ہمیشہ تنکے چنے ہین نے مین وہ بلبل ہون
ہمیشہ آفت صرصر ہین پہ آیا کی

ابھی بنا ابھی برباد آشیانہ ہوا
وہ شاخ ٹوٹ پڑی جس پہ آشیانہ ہوا

اب ہم کہان بسر کرین آپ کو اپنی جرأت کا خیال ہین اپنی جان و آبرو کا ملال بموجب مضمون تحفی

کرد جانان غم عشقت بہ رگ و ریشۂ ما
رشک ما یادہ ما دیدۂ ما شیشۂ ما
ما کجا و دل شاد و اثر نشۂ کجا
شیر را زہرہ شود آب درین بیشۂ ما
تحفیا دل بجفا دہ کہ نیاید ہرگز

برق عشقت بجہد از سر تیشۂ ما
بے ستون را اثر نالۂ ما بگداز د
خون شود بادہ ز غم ذکر جگر شیشۂ ما
فلکہ تا گرم کند در دل ما شعر و سخن
بر سر شفقت ما شوخ جفا پیشۂ ما

ہر کجا بزم طرب ناک شود گرم بود
شعلۂ طور بود برق دم تیشۂ ما
ہر تنک حوصلہ را کے برسد قصد شکار
وائے گر شعلہ زند آتش اندیشۂ ما

اِن اشعار آبدار کو سنکر ایرج نے کلیجہ تھام لیا شاپور بیقرار ہوکے رو یا صحبت گل و بلبل جلسۂ شمع و پروانہ لائق دید تھا کبھی سوز دل عیان کبھی راز عشق نہان کبھی بیتابی کبھی ربط کبھی ضبط کبھی خبط کبھی آہ کبھی واہ کبھی ہنسنا کبھی رونا جب شاپور نے دیکھا کہ اُنکی حسرت پر کلیجہ پھٹا جاتا ہی ایسا نہو کسی کی روح قالب سے نکلجائے آہ آتشناک سے خیمہ نہ جل جائے اب نصیحت سے اس آگ کو بجھاؤن باتون مین دونون کو بہلاؤن یہ سوچکر ایرج کے قدمون پر گرا ملکہ بران کے گرد پھرا اور وکر عرض کی اے گرفتاران دام مصیبت و اے مقیدان سلسلۂ رنج و محنت تم صاحبون کو کون سمجھا سکتا ہی تمھارے جوش و خروش کو دیکھ کر اس خیر خواہ کو سکتہ ہی اب گھڑی دو گھڑی آرام فرمایئے ایک جام شراب ارغوانی کا نوش کیجیے اس صحبت کو غنیمت جانیے یہ کہکر جام لبریز کیا ہاتھ مین ملکہ بران کے دیا کہ حضور آپ بھی پیجیے آقائے نامدار کو بھی پلایئے رات کم ہی زلف لیلی شب برہم ہی کمر سے گذرا چاہتی ہی ملکہ نے

جام ہاتھ مین لیا گلا گھونٹ گھونٹ کر دو گھونٹ پیکے جام زمین مین رکھدیا مسکرا کر فرمایا جس کسی کا جی چاہے اُٹھا کر پی لے ایرج نے دونون ہاتھ بے اندیشۂ انجام بڑھائے جام نوش کیا دونون کی آنکھون مین سرور آیا اختلاط ظاہری ہونے لگے شمع انجمن شرمائی لہرانے لگی پروانہ بھی رشک سے جلا ناظرین کے خیال مین رہے کہ صحبت عاشق و معشوق مملو از حسرت و یاس رنج و مصیبت سے معمور نہ عیش نہ سرور آپس مین حکایت و شکایت شب وصل ذکر شبہاے فرقت اس قصۂ طول و طویل کا تمام ہونا دشوار ہی عشق کی نیرنگی ہر ایک پر آشکار ہی

دو کلمہ داستان اس شکست خوردہ یعنی ملکہ مرائت جادو کے بیان کیے جاتے ہین

جب مرائت جادو نے شکست کھائی زخم دار بیقرار طرف قلعۂ مقہوریہ کے چلی مقہور بن قہار مقہوریہ کا حاکم ہی طرف سے ملکہ مرائت کے ناظم ہی لیکن خیر خواہ دولت ملازم قدیم نے جس روز سے سنا ہی کہ طلسم اسکندریہ مین طلسم کشا آگیا کئی مرتبہ لکھا ای ملکہ عالم غلام حاضر ہو کر طلسم کشا سے مقابلہ کرے ایک دن مین آکر لشکر نمکحرامون کا درہم و برہم کردونگا لاشون سے میدان کارزار بھر دونگا مرائت نے کبھی اُسکو نہ طلب کیا قلعہ مین بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی ای پہلوان دوران گرشاسب جہان ملکہ مرائت جادو شکست خوردہ آتی ہین قلعہ طلسمی ملکہ عالم سے چھٹ گیا تمام مال و اسباب لٹ گیا زخمی ہو کر آتی ہین اپنی شکست فاش پر بہت گھبراتی ہین یہ سنکر مقہور گھبرا گیا خوف طلسم کشا سے پسینہ آگیا گھبرا کر اُٹھا واسطے استقبال کے چلا بیرون قلعہ آکر دیکھا ملکہ مرائت جادو شکست خوردہ خمدار صرف ڈیڑھ لاکھ فوج سب گھبرائے ہوئے مصیبت شکست کی اُٹھائے ہوے مقہور نے بڑھکر قدمون کو بوسہ دیا پوچھا ملکہ عالم یہ کیا معرکہ ہی ملکہ نے کہا ای خیر خواہ دولت خداوند لقانے الٹی تقدیر کی لوح طلسمی قبضہ سے نکل گئی صاحبزادی شیشہ می نوش سار آستین گرگ بغل بن گئی خراج گزارون نے شراکت باغی کو قوت دی آخریہ نوبت بہم پہونچی کہ چتر و علم قبضہ سے نکل گیا تاج و تخت دوسرے کے قبضہ مین ہوا دختر کو کب واسطے مدد طلسم کشا کے آئی فیروزہ پیروزہ پوش بھی آکر لڑی تھی لیکن زخمی ہو کر نکلگئی ہمارے بھی آخر پیر اُٹھے شکست فاش کھائی تقدیر نے یہ صورت دکھائی مقہور نے عرض کی حضور نہ گھبرائین غلام کے پاس سب کچھ موجود ہی خزانہ زر و جواہر سے مملو ساحران زبردست کارگزار ان عقیل و فہیم وزیر ندیم سب حاضر ہین جس کام پر حضور اشارہ کرینگی آنکھون سے بجا لائینگے یہ کہکر مقہور نے ملکہ مرائت کو تخت پر سوار کیا نوبت نقارے بجاتا ہوا لیچلا دار الامارۂ شاہی مین لاکر پہونچایا گھر ڈبرے بڑے ساحر آکر بیٹھے ساتھ والون کو اُتروایا نذر خدوزیان گزرانین سامان عیش و نشاط مہیا کیا لیکن مقہور نے دیکھا

مرائت جادو بہت بیقرار ہی کہتی ہی یا اپنی جان دونگی یا طلسم کشا کو جاکر قتل کرونگی مقہور ہر چند
جاکر سمجھاتا ہی کہ مین حضور کو نہین جانے دونگا جو ارشاد ہو بجا لاؤن طلسم کشا کو آرام نہ لینے دونگا کسی
تدبیر سے لوح چھین لونگا باتون مین تسکین دی سمجھا کے شراب پلائی کھانا کھلایا لباس تبدیل کرایا
جب رات زیادہ آئی مقہور نے حکم دیا طائفون کو حکم دو ناچ شروع ہو ملکہ مرائت نے کہا اے وزیر خیرخواہ
دولت کسی شی کو دل نہین چاہتا دل غم والم سے بھرا ہی خداوند لات و منات نے ایسی ٹیڑھی تقدیر کی
یکایک ہمارے ہٹانے کی تدبیر کی وہ لوگ کہ جنپر ہماری ایک کنیز ایک غلام دس ہزار پر کافی تھے انکو ہم نے غائب
کرایا ہم لوگ ساحر ہین علوم افسون شعبدہ سے بخوبی ماہر ہین یہ فرقہ جو کہتے ہین ہمارا خدا نادیدہ آسمان
پر ہی یہ سحر کو بالکل معیوب جانتے ہین یکایک ایسا انقلاب آیا غیر ساحرون نے ساحرون پر فوق پایا
ایسے کلمات حسرت وحیرت جو درد و کرب مرائت نے کہے اہالیان دربار بے اختیار رونے لگے کہا اے ملکہ عالم
ایک ایک کلمہ آپ کا تیر دل دوز ہی آپ بیٹھکر عیش کرین غلامون کو حکم دین جاکر ٹڈی کر کے مر جائین شک
حلاون مین نام کر جائین مرائت نے کہا یہی تو بڑا رونا ہی ایک نوجوان جسکا شیر کا نام ہی صف شکن صفدری
اسکا کام ہی مشہور ہی کہ ہزارون مین اکیلا لڑا بڑے بڑے پہلوانون سے معرکہ پڑا لیکن پہلوانون پر اسوجہ سے
فتحیاب ہوا کہ ہماری صاحبزادی ملکہ شگفتہ مو نوش نے جوش محبت مین اس جوان کے لوح طلسمی لیجاکر
حوالے کردی اب اسپر سحر تاثیر نہین کرتا اول یہ انتظام چاہیے کہ لوح کسی حیلہ سے اس سے لیجائے پھر اسکی کیا
حقیقت ہی چلنے کا بہرام اسکے ساتھ ہین اس گھر کے تابعدار ترچھی نگاہ ما بدولت کی انکے واسطے خنجر خونریز ہی
چھری سحر کی انکے واسطے ہر وقت تیز ہی مقہور نے کہا حضور آرام کرین غلام ابھی جاتا ہی یہ کہکر مقہور نے
بقہر وغضب تمام اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا جھولی مین ترنج و نارنج ماش کے دانے رائی کے دانے پیکان تیر
اشیاے بے نظیر درست کر کے لباس سیاہ اس تیرہ بخت نے پہنا یکہ و تنہا اس اندھیری رات مین بارگاہ سے نکلا
مرائت یہ کہتی ہوئی ساتھ چلی اے قوت بازو اے زینت پہلو اے وزیر اعظم اے دستور معظم تم یکہ و تنہا جاتے ہو
میرے قلب پر صدمہ عظیم ہی وہ شخص نہایت زبردست ہی اسکے سامنے بہرام فلک بھی پست ہی مقہور نے کہا
حضور گوش بر آواز رہین فوج کو تیار رکھین از قلعہ مقہوریہ تا قلعہ اسکندریہ ہر مقام پر دس دس ہزار
جنگی ہزار اسلحہ مکمل آمادہ مرگ و حیلے قضا حاضر رہین عنایت سے لات و منات کی غلام آپ کا خالی واپس آئیگا
لیکن یہ بخوبی جانتا ہون کہ اسکے ملازمان سرفروش ضرور پیچھا کرینگے خبر سنتے آپ اپنے کو پہونچائیے گا یا لوح
لیکر چلونگا یا طلسم کشا پر بھی قبضہ کرونگا جیسا بن پڑے وقت پر موقوف ہی کیا غمخوار آپ کا بالکل بیوقوف
ہی مرائت جادو نے کہا مین شب بھر بیدار رہونگی مقہور روسیاہ فوراً روانہ ہوا مرائت نے جا بجا

ساحران غدار مقرر کیے ہر ایک پر تاکید کردی کہ جسوقت کوئی کام کرکے ہمارا قوت بازو جانباز سرفروش لشکر سے دشمن کے نکلے ہمکو برابر خبر پہونچے مرائت جادو اسباب سحر سے آراستہ آلات حرب سے درست چالاک و چست دار الامارۃ پر ٹہل رہی ہے ہرکارون کو روانہ کردیا کہ ہمکو دم بدم کی خبر پہونچاؤ جلد لشکر دشمن مین جاؤ صدہا ساحر بعہدۂ جاسوسی صورتین تبدیل کرکے روانہ ہوے مرائت جادو کرسی پر آکے بیٹھی مقہور جادو نے چلتے وقت اپنے بھائی مسرور جادو کو خدمت مین ملکہ مرائت کی چھوڑا اُسکو حکم دے گیا تھا کہ جس شی کی ملکہ کو خواہش ہو فوراً خدمت مین حاضر کرنا وہ دست بستہ خدمت مرائت مین حاضر ہے حسرت و یاس کی باتین کر رہی ہے چونکہ شکست کھاکے آئی ہے ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہے مسرور نے دست بستہ عرض کی حضور عجب طرح کا معاملہ ہے ملک صیقل آئینہ دار جو مدت مدید عہد بعید سے اس قلعہ مین قید ہے کئی دن گذرے بیقرار ہوکے نگہبانون کو للکارتا تھا نام خداے نادیدہ لیکر پکارتا تھا اور یہ بھی کئی مرتبہ اُسنے کہا کہ لو یارو ہماری رہائی کا وقت قریب آگیا اب ہم طلسم کشا کا ساتھ دینگے زیر سایۂ دامن دولت نبیرۂ صاحبقران بسر کرینگے یہ سنکر مرائت جادو نے غصہ مین کہا اُس نگوڑے موے مونڈی کاٹے کو قید خانے سے بلاؤ مین ابھی اُسکو طلسم کشا کے پاس پہونچا دون طائر روح کو اُسکے قفس جسم خاکی سے آزاد کردون اُسکو ابھی طلسم کشا کا حال معلوم ہو سب نے کہا حضور کئی مہینہ پیشتر سے وہ ایسی باتین کرتا ہے کہتا تھا اب یہ سب ملک قبضہ یزدان پرستان مین آئینگے ساحران روسیاہ مارے جائینگے تصویرین لات و منات کی ٹھوکرین کھائینگی گنبد سکہ نام پر بادشاہ اسلام کے جاری ہوگا یہ سال ساحرون پر بھاری ہے بڑے بڑے افسر مارے جائینگے ہم ہمراہ طلسم کشا ہر معرکے مین حاضر رہینگے مرائت جادو غصہ سے کانپنے لگی کہا اُس نالائق کو جلد لاؤ اسی وقت دار استادہ ہو جلادان خرسس طینت تیغہ ہاے برہنہ لیکر آئین سامنے مرائت کے یہی سامان مہیا ہونے لگا مسرور جادو فوراً قید خانے مین پہونچا شاہزادۂ صیقل آئینہ دار فرزند دلبند بادشاہ سابق اسی طلسم کا قید خانے مین بیٹھا ہوا زنجیر ہلا رہا ہے خانۂ زنجیر مین غل زنین کو تزلزل مسرور نے جیسے ہی جاکر دروازہ قید خانے کو کھولا صیقل نے آواز دی اب آئینۂ قلب پر صیقل ہوئی غبار غم و الم دفع ہوا جو کچھ کہ بشارت ہوئی تھی اُسی کا ظہور ہے اب قلب کو میرے سرور ہے مسرور نے پکارکر آواز دی اے صیقل تجھکو قید خانے مین عرصہ گذرا تیرا قلب اُلٹ گیا تیری بات کا کیا اعتبار ہے اُس شاہزادۂ صاف باطن نے جواب دیا اے مسرور مقہور یہ بھی بزرگان دین کہ گئے تھے تیرے بھی آنے کی خبر دی ارشاد فرمایا تھا اے صیقل فرخندہ باد وقت رہائی قریب آیا آقا تیرا ایرج نوجوان لڑتا بھڑتا تا بہ قلعہ اسکندریہ پہونچا ہزار ہا

ساحر واصل جہنم ہوے اب وقت عیش و سرور قریب آیا ابھی تسکین دیکر تشریف لے گئے ہین کہ تو نے دروازہ کھولا گویا دروازۂ عیش و فرحت وا ہوا مسرور جادو یہ سنکر مثل ابر کے گڑگڑایا صرصر زنجیر کو پکڑ کر اس عالی خاندان کو کھینچتا ہوا کہ چلا سامنے مرات جادو کے پہونچا یا جیسے ہی صیقل نے اس نمکحرام کو دیکھا پکار کر آواز دی او ملعونہ دیکھ حقدار کو حق پہونچا چاہتا ہے مرات جادو غصہ مین تھر تھر کانپنے لگی کہا او صیقل تجھے بھی حال طلسم کشا آئینہ ہوا قید خانے مین کیا بیہودہ بکتا تھا میرے سامنے تو کہہ سزاے کامل دون صیقل نے کہا او نمکحرام کیا بیہودہ بکتی ہے جو تجھے ہو سکے قصور دکوتاہی نہ کرین عرصۂ دراز سے مطیع احکام پروردگار رہا طلسم کشا کی آمد کا امیدوار رہا شکر ہے کہ مژدۂ فرحت افزا سُنا کہ آقاے نامدار مولاے قدر شناس کا اس طلسم اسکندریہ مین گذر ہوا مرحلہ جات فتح ہوے نمکحراموں کو سزا ملی وہ جو نمکحرام کلان ہے یعنی افراسیاب خانہ خراب جو اُسنے اپنے ولی نعمت کے ساتھ کیا کیا تو نے ہمارے بزرگون کو فقرہ دیا ملک و مال پر قبضہ کر لیا انشاء اللہ اب وقت انتقام قریب آیا کل نمکحراموں سے انتقام ہوگا غلامان صاحبقران کا نام ہوگا تو میرے قتل پر قادر نہین ہے یقین کامل ہے مین طلسم کشا کی قدمبوسی سے مشرف ہون اس شہریار کا ساتھ دون پھرتا پھرتا بہ طلسم ہوش رُبا پہونچون فتاح طلسم ہوش رُبا اسد نامدار نظر کردۂ بزرگان عالی وقار کی بھی زیارت سے مشرف ہونگے ہمارے آقاے نامی شہنشاہ گرامی یعنی لاچین جادو بادشاہ خوشخو کی بھی قدمبوسی حاصل ہوگی خیرخواہان دولت کو بھی تسکین ہوگی ایسے کلمات حیرت آیات شاہزادہ صیقل آئینہ دار نے غصہ مین کہے مرات جادو کے ہوش اُڑ گئے وزرا امرا مرات کی صورت دیکھنے لگے مرات جادو نے کہا یا رو نہ گھبراؤ معلوم ہوتا ہے یہ تو ستارہ شناس ہے کسی کاہن یا نجومی یا پنڈت نے ایسی باتین بتائی ہونگی خوشامد مین اُسکو سنائی ہونگی کہ بادشاہزادہ ہے تا یا کبھی چھوٹنے گا کچھ دے گا پنڈت وغیرہ ایسے لوگون کو ڈھونڈھا کرتے ہین دوا پھر سنا دیے لگا پیسا لے لیا اُسکا دل خوش کر گئے صیقل نے کہا او مکارہ مین عرصۂ دراز سے قید خانے مین ہون صورت آسمان کی دیکھنا دشوار ہوئی پھر درد و جہد ناز و نعم او ملعونہ پھر یہ ظلم و ستم اب بہتر یہ ہے کہ قدمون کو بوسہ دے ہم شاہان جلیل یعنی بزرگان دین ہمارے کفیل ہین تیری خطا معاف کر دین پھر عہدہ ہاے جلیل سے سرفراز کرین نمکحرام ہمارے شفقت پہ ناز کرین اگر اسکے خلاف کریگی سزاے معقول پائیگی جہنم مین جلائی جائیگی مرات جادو نے اشارہ کیا جلد جلاد کو بلاؤ اس زبان دراز کو سزا دو جلاد جلاد کا ہلڑ ہوا فوراً جلاد حاضر ہوا تیغہ کھینچکر سامنے آیا نعرہ کیا شعر سلطنت سلطان کند فریاد بر جلا چیست ❊ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ❊

کس کا رشتۂ حیات منقطع ہوا ہی کس کا ساغر عمر لبریز ہوگیا کون مغضوب درگاہ سلطانی ہی تیغہ باڑھ دار رکھتا ہون بازو پر قوت ایک ہاتھ مین سر کو قلم کرتا ہون قتل کرنا میرا کام ہی جلانا میرا کام نہین حکم اول ہی سمجھکر ارشاد فرمائیے کل اہالیان دربار مین اسوقت ایک غریو بلند ہوا ہر ایک کا قول تھا یارو یہ کیا ستم ہی اپنے بادشاہ کے فرزند نامدار کو بجرم قتل کرتی ہی ایسے بیگناہ کے خون سے ہاتھ بھرتی ہی انجام اسکا بد ہی وقت انقلاب قریب آگیا دیکھیے کیا ہوتا ہی قلعہ مقہور یہ مین تو کیفیت ہی کہ جلاد تلوار کھینچے سر پر شاہزادہ صیقل آئینہ دار کے کھڑا ہی ہیرات حکم دیا چاہتی ہی اہالیان دربار بدحواس ہر ایک کو عالم یاس کلمات عبرت زبان پر جاری بیقراری اشکباری لیکن اب حال اس بدمآل مقہور بن قہار شعلہ زن کا گذارش ہوتا ہی کہ یہ بیحیا پر پرواز پیدا کرکے بنابر گرفتاری ایرج نوجوان چلا تھا اول آکر داخل لشکر ظفر اثر ہوا دیکھا لشکر آباد خیمے بارگاہین استادہ کٹورہ کھنک رہا ہی بازار کھلے ہوے دوکاندار بیع و شری پر تلے ہوے یہ بیحیا بشکل فقیر پھرتا ہوا بازار مین آکر بیٹھا ایک سے پوچھا کیون صاحب طلسم کشا کس بارگاہ مین جلوہ فرما ہین اس شخص نے اشارہ کردیا کہ وہ سامنے بارگاہ زربفتی استادہ ہی اسمین اس شیر بیشۂ صاحبقرانی کا گذر ہی بس مقہور ملعون ایک گوشہ مین آیا نقب بسحر لگاتا ہوا طرف بارگاہ والا قدر کے چلا یہان دونون شیدائے یکدیگر یعنی ایرج نوجوان و ملکہ بران شمشیر زن مدت کے بچھڑے ہوے جو ملے ہین دفتر شکایت کے کھلے ہین مضامین حسرت و یاس سے دل بھرے ہوے تھے اسکو خالی کررہے ہین مہتر شاپور شیردل کبھی بیٹھکر شراب پلاتا ہی کبھی چنگ و صحنی ہاتھ مین لیکر دل بہلانے کو دونون عاشق و معشوق کے یہ غزل عاشقانہ گاتا ہی

غزل

گل چھری پائینگے جتنے ہین اسیران قفس
تنگ آگئے ہین بہت ضبط سے مرغان قفس
پنبہ در گوش نہ رہ بہر خدا اے صیاد
پاؤن پھیلائے ہوے سوتے ہین مرغان قفس
برگ گل فرش قفس چاہیے کرنا صیاد
یارب آباد رہے گوشۂ ویران قفس
مخلصی پنجۂ الفت سے بہت مشکل ہی
یاد آتی ہے وہ صحبت یاران قفس
چھوڑ دے توڑکے بازو کہین اے صیاد
دن کو مہمان قضا رات کو مہمان قفس
مژدہ اے قسمت بد دام بلا مین آکر
سن ذرا زمزمۂ نالۂ مرغان قفس
مژدہ چاک قفس کیا ہی اسیرون کیلیے
جی کو بہلائین تو نہین کاش اسیران قفس
فصل گل آتے ہی مرغان چمن ہین ناشاد
چھوڑنے کے نہین ناخن مرے دامان قفس
نیند آجائے اجل کی مرے افسانے سے
تنگ آتا ہی اٹھانا ہمین احسان قفس
دے کہین رخصت فریاد انھین اے صیاد
میہمان چمنستان ہوے مہمان قفس
پوریان گود مین لیکر جو قضا نے دی ہین
آنکھ کھولے ہوے بیٹھے ہین نگہبان قفس
خوابگاہ ستم افزا ہی گرفتارون کی
کہہ دو صیاد سے تیار ہو سامان قفس
مخلصی نے ہمین پھر شوق اسیری بخشا
تاقیامت نہ کھلے چشم نگہبان قفس
مخلصی پاکے فراموش کیا مجھکو آہ

یاد آیا نہ جا کو ہمین جہان قفس
نہ پڑی آنکھ تری اور طرف اے صیاد
دیکھ صیاد ذرا لطف گلستان قفس
ہیبت نالۂ پر غم سے زمین کانپ اٹھی
مغتنم جان تو یہ صحبت یاران قفس

چھوٹ کے ہم مسکن بدلے سے بھی رنجیدہ رہے
کیا نہ بلبل کے سوا تھا کوئی شایان قفس
ہو گئی ایک ہی پرواز مین خالی آغوش
چیخ جگر مین ہو دیسے جو مری شان قفس

مدتون قفل رہین ہی حسرت ہجران قفس
اشک خونی کے ہین قطرے مری ہم صورت گل
کیا غضب ہی نہ بر آیا کوئی ارمان قفس
رنج عشرت سے نہین کم جو ہون احباب نسیم

کبھی گاتے گاتے اٹھکر باہر جاتا ہی یہ دونون عاشق تن گرفتاران دام رنج و محن ان اشعار کے مضامین حسرت آگین جو خیال مین کرتے ہین ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین ایرج نوجوان کا دامن سے ملکہ کے اشک پاک کرنا کبھی سمجھاتا کہ اے ملکہ عالم اے گل گلزار خوبی اے رنگ و بوے گل حدیقۂ محبوبی اے سرو نوخاستۂ گلشن فرحت اے نہال باغ دلکشاے محبت اے باعث صبر دل تردد منزل اے مونس تنہائی وا اے باعث صبر و شکیبائی اب یہ کلمات حسرت آیات سننے کی قلب مین طاقت باقی نہین ہی اب ہجر ناگوار ہی دل مثل سیماب بیقرار ہی اب ہمین تشریف رکھو کوکب روشن ضمیر کو جواب بھیجے لڑ بھڑ کر اسکے طلسم پر قبضہ کرینگے ورنہ ہمارا بزرگ ہی قدر اگر دن تابی کریگا خرابی درپیش ہی مدت سے اسکا پس و پیش ہی بران نے جواب دیا اے شہریار میرے رہنے مین ہزار ہا طرح کی خرابی ہی صحبت شہنشاہ مین ہزار ہا در اندازہین بڑے بڑے غماز ہین ربط و ضبط کا کام ہی صبر و جبر مین نام ہی آپ نبیرۂ صاحبقران صاحب عظیم و شان جری بہادر صف شکن تیغزن سطوت صولت رعب و بدبہ شجاعت جوانمردی قلعہ گیری ثابت قدمی آپکے خاندان کے یہ سب چاکران کمترین ہین آپکو اسکا خیال واجب لازم ہی یہ عاشق و معشوق تو آپس مین یہ باتین کر رہے ہین مگر مقہور بن قہار نقب سحر دیتا ہوا گوشۂ بارگاہ ایرج مین آیا چہرہ نقب کا توڑا ملعون نے سر نکالا دیکھا مسند پر قران السعدین اجتماع نیرین ماہ و خورشید ایک برج مین ہو گئے ہین بہار یک برج مین اختلاط ظاہری ہو رہے ہین کبھی ہنستے ہین کبھی روتے ہین لیکن لوح طلسمی ایرج کے گلے مین پڑی ہوئی ہی مقہور گھبرایا سر اندر نقب کے کھینچ لیا دل مین سوچ رہا ہی کہ اے مقہور کیا کرون شیر بیشۂ صاحبقرانی پر کیونکر دست انداز ہون جرائت مین یکتا صاحب لوح طلسم کشا علاوہ اسکے دختر کوکب شیرانہ بیٹھی ہی کیا فکر کرون ملکہ عالم کو جا کر کیا منہ دکھاؤنگا وہ منتظر بیٹھی ہونگی اسی خیال مین کہ ہمارا خیر خواہ لوح لیکر آتا ہوگا دل سے یہ باتین کرتا ہوا بیرون بارگاہ ایک تحت کے سایہ مین نکلکر کھڑا ہوا دربار گاہ پر شاہزادے کی نگاہ ہی دیکھا یک جہت شاپور شیر دل بارگاہ سے باہر آیا مقہور سوچا کہ یہ اسکا عیار ہی صاحب راز و نیاز خدمتگزاری مین سرفراز کسی طور سے اسکو گرفتار کرون شاپور در خیمہ پر پہونچا وہان سے گلابی لیکر چلا تھا کہ مقہور کی نگاہ پڑی اس بھیجا نے

وہین سے سحر کیا شاپور لڑکھڑا کے گرا مقہور قریب آیا شاپور کو سحر سے بیہوش کر کے کنارے ڈال دیا آپ
سحر سے صورت شاپور بنکر عیار ہوا اندر بارگاہ کے آیا مگر گھبرایا ہوا طائر ہوش پران حیران پریشان ایرج
نوجوان نے جو متردد دیکھا پوچھا کیون برادر خیر تو ہے اس نے گھبرا کر عرض کی کہ حضور ذرا کنارے آئین مین
کچھ عرض کرونگا ایرج نوجوان بے اختیار اُٹھ کھڑے ہوئے وقت وہ ہے کہ ستارۂ سحری چمک چکا ہے مرغ
سحری صدا دیرہا ہے شمع ہاے مومی و کافوری پر زردی آچکی ہے رخ شمع مائل بزردی ہے پروانے لگن
مین جلے ہوے پڑے ہین عاشقان صادق جل گئے معشوق نے پروانہ کی شمع نے بھی رات بھر اشک حسرت
بہائے کسی نے خبر نہ لی کو چۂ عشق مین عاشق و معشوق دونون تباہ ایک کو سوز عشق نے تباہ کیا ایک نے
رو رو کر اپنا خون اپنی گردن پر لیا فرش مین جا بجا شکن عاشق و معشوق کے حال پر فرش نے بھی
تیوری چڑھائی پردہ ہوا سے اُڑ کر دروازے پر گرتا ہے عاشق و معشوق پر جو صدمہ ہوتے کو ہے سر ٹپک
رہا ہے ایرج کو ساتھ لیے ہوے مقہور کنارے آیا گھبرا کر کہا اے شہریار ابھی کچھ جادوگر پاس سے درائت
جادو کے پلٹ کر آئے ہین اُنسے مشہور کیا کہ لوح طلسمی طلسم کشا کے پاس سے ہم نے منگا لی ابھی ابھی غلام
نے یہ خبر وحشت اثر سُنی حضور کے پاس لوح موجود ہے ایرج نے کہا اے برادر جسوقت سے مین میدان جنگ سے
پلٹا سواے تمھارے میرے پاس کوئی نہین آیا اُسی طرح سے لوح موجود ہے عرض کی اُتاریے غلام دیکھے
تو ایرج نے بہ محبت شاپور لوح کو گلے سے اُتار کہا دیکھو بھائی تم سے ہمین کیا انکار ہے شاپور
نقلی نے لوح کو ہاتھ مین لیا پیچھے ہٹ کر ایرج نوجوان پہ سحر کیا یعنی ایک ماش کا دانہ پھینک مارا ایرج
بیہوش ہو کر گرے اس بیحیا مقہور نے بہ تعجیل تمام لوح کو رومال مین لپیٹ کر جھولی مین رکھا ایرج کی
کمر مین پنجہ دیکر اُٹھایا قصد ہوا کہ لے نکلوں یہان ملکہ بران بیٹھے بیٹھے گھبرائین مثل مشہور ہے شعر
دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر ٭ از سوے کینہ کینہ وز سوے مہر مہر ٭ زلف معشوق پر اگر بل پڑا
عاشق صادق کے مزاج مین ابتری ہو گی ضرور دل خبر دیتا ہے ملکہ بران گھبرا کر اُٹھین کئی مرتبہ شاپور
کو آواز دی جواب نہ ملا اور زیادہ تردد ہوا پردہ اُٹھا کر باہر آئین اُسوقت پہونچین کہ دور سے
دیکھا ایک سیاہ پوش بصد جوش و خروش ایرج نوجوان کو اُٹھا رہا ہے بس ملکہ کو تاب نہ آئی آواز دی
خبردار کون ہے ادھر طلائے پر ملکہ انجم ماہ رخسار رات بھر پھری ہے یہ بھی عاشق صادق شاہزادۂ
والا قدر ہے کل فوج کی افسر ہے یہ بھی کدوڑی آواز پر بران کے آواز دی کیون حضور خیر تو ہے ملکہ بران
نے پکار کر آواز دی جلد اپنے کو یہان تک پہونچاؤ تمھارے آقا کو کوئی گرفتار کر رہا ہے اُدھر سے ملکہ انجم
دوڑی راہ مین انجم نے دیکھا شاپور ایک مقام پہ بیہوش پڑا ہے بس انجم نے بیقرار ہو کر پکارا حضور

بڑا غضب ہوا کچھ فتور برپا ہوگیا شاپور یہان بیہوش پڑا ہی کسی کے سحر مین مبتلا ہی یہ کہکر انجم نے
شاپور پر باران سحر برسایا آپ دوڑی لشکر مین بھی ہلڑ ہوا مقہور سمجھا طلسم کشا کو نہ لیجا سکونگا لوح طلسم
لیجاؤن پھر انکا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی یہ سوچ کر پر پرواز پیدا کیے اڑ کر چلا ملکہ بران نے
نعرہ کیا سحر کر کے بلند ہوئین جیسے ہی برابر مقہور کے پہونچین لوح بھی ہاتھ مین تھی ملکہ کو دیکھکر ڈرا رنگ رو
متغیر ہوا لوح کو سامنے ملکہ بران کے چمکا دیا یک جھپکی غش آنے لگا قلب تھرایا ارے کہکر ملکہ پیچھے ہٹی
اتنے عرصہ مین مقہور قندیل فلک ہوا مثل ستارہ سحری آسمان پر چمکا نعرہ کر کے پکارا تھا منم مقہور بن قہار
شعلہ زن باشید اے مسلمانان مین لوح طلسمی لیچلا اب سر پٹکا کرو طلسم کشا کو ما بدولت نے نہ لیا جب چاہین گے
پکڑ لیجائینگے یہ جو سنا ساحران غدار تعاقب مین مقہور بن قہار کے چلے انجم نے شاپور کو ہوشیار کیا ملکہ
بران نے بڑھکر ایرج نوجوان کو سنبھالا جب شاہزادہ ہوشیار ہوا ملکہ نے کہا صاحب لوح طلسمی کو کیا
کیا بڑے عقلمند ہو خانی سپاہی تباہی سے کچھ کام نہین کیونکر لوح حوالے کی ایرج نے گھبرا کر کہا پہونچنے
سوائے بھائی شاپور کے کسی سے کلام بھی نہین کیا شاید انھین کی شکل بنکر کوئی جادوگر آیا لوح مانگی
مین نے دیدی اسکے بعد مین بیہوش ہوگیا مجھے احوال نہین معلوم کیا معرکہ گذرا ملکہ بران نے کہا مین
جاتی ہون معلوم ہوتا ہی قلعہ مقہوریہ پر جاکر جاؤ ہوا ہی وہین سے یہ مقہور جادو آیا دم دیکر لوح
لے گیا بڑا غضب ہوا جان بچنا دشوار ہوگی ہر ایک تدبیر بیکار ہوگی افسوس صد ہزار افسوس شعر
من درچہ خیالیم فلک درچہ خیال ٭ کارے کہ خدا کند فلک راچہ مجال ٭ دیکھیے فلک کجرفتار گردون
غدار کیا کجروی دکھاتا ہی ایرج غصے مین کانپا کہا تم طرف طلسم نورافشان کے جاؤ مین فوراً اپنے کو تا بہ
قلعہ مقہوریہ پہونچاؤنگا لوح لونگا یا لڑ بھڑ کر جان دونگا ملکہ بران کی آنکھون سے اشک حسرت جاری
ہوے اشارہ کیا صاحب کیونکر ہوسکتا ہی کہ تمھارے دشمن جان رہین ہم جاکر طلسم نورافشان مین بیٹھ رہین
خوف ذلت و رسوائی نے پابند کیا اسقدر درد مند کیا کہ اب کلام کرنا ناگوار ہی زیادہ ٹھہرنا اچھا نہین یہ
کہکر ملکہ بران شمشیر زن چرخ مار کر بشکل عقاب آسمان مین ڈوبین اتنے عرصے مین لشکر مین ہنگامہ ہوگیا
انجم ماہ رخسار نے نفیر سحر بجائی کمر بندی ہونے لگی شاپور قریب ایرج نوجوان کے آیا ایرج نے کہا ای
شاپور غضب ہوا لوح طلسمی قبضہ سے گئی ملکہ بران یکہ و تنہا تعاقب مین اُس مکار غدار کے تشریف لیگئی
ہین جلد مرکب تیار کروا لیا نہو انکے دشمنون پہ کوئی افتاد پڑ جاے مین منھ دکھلانے کے کام کا نہ رہونگا
اپنی بارگاہ سے ملکہ شیشہ می نوش نکل آئی رنج و ملال مین شب بھر جاگی ہی اس خیال مین قلب پر
چھریان چلا کین کہ ایرج نوجوان پہلو مین ملکہ بران کے بیٹھے ہونگے اب جو نکلکر خیمے سے ایرج کو دیکھا

شرما کے منہ پھیر لیا لشکر غم والم نے گھیر لیا ایرج کو اس حرکت پر نہایت غصہ آیا مرکب کو بڑھا کر چلے ملکہ شیشہ می نوش نے شاپور کو قریب بلایا کہا کیون بھیا شرط وفاداری یہی ہے کہ اسوقت شہریار نے ہمارا مزاج بھی نہ پوچھا ہم نے سلطنت پر لات ماری مان کے گھر کو برباد کیا اُسکا بہت جلد ہمکو بدلہ ملا آج ہمارا مزاج بھی نہ پوچھا گیا اب ہم بھی اُن سے بات نہ کرینگے تڑپ تڑپ کے جان دینگے اپنی کیفیت مضمون سے ان اشعار آبدار کے ظاہر ہے اشعار مرزا نسیم

کہین کیا دست وحشت کا کہانتک ہمپہ احسان ہے
مقام سیر ہے کنج لحد بھی یاد گلرو سے
بڑھی لو اور چالا کی چھپے جو پانؤن مین کانٹے
یہ حالت ہے کہ ہے زنجیر بھی محتاج نالے کی
بھلا کیا زندگی کا لطف مجھسے ناتوان کو ہے
مزا لطف اسیری ماتم صیاد ہے اے دل
بہار سبزہ نو دیکھتے ہین جوش گریہ سے
کیا چاک بدن جب کچھ نہ پایا دست وحشت نے
نہین مدفن مین بھی آرام ہر دم چونک اُٹھتے ہین
بہا کر خون پہنینگے کفن گلہائے لالہ کا
ہوا تیغ تبسم سے جو کشتہ دلربائی مین
بجز فضل خداوند حقیقی کون ہے اُس کا

کہ اب تار گریبان ہے نہ باقی تار دامان ہے
جگر کے داغ گلشن ہین کفن صبح گلستان ہے
کہ پائے آبلہ پیما ہر اک خار مغیلان ہے
ہلا سکتے نہین پانو یہانتک تنگ زندان ہے
کہ ہل جانا سیر مو کا قضا کا میرے سامان ہے
کہ آغوش قفس تک آتے آتے رخصت جان ہے
دل وحشی کے بہلانے کو مرقد بھی بیابان ہے
یہانتک اب برہنہ ہین کہ اپنی جان عریان ہے
صدائے نالۂ مرغ سحر سے دل پریشان ہے
کہ اپنی وجہ خونریزی حنائے دست جانان ہے
بشکل گل ہر اک زخم بدن شادی سے خندان ہے
نسیم بیکس ومضطر غریق بحر عصیان ہے

یہ اشعار پڑھکر ملکہ شیشہ می نوش زار زار روئی شاپور نے کہا اے ملکۂ عالم تمھین کچھ احوال بھی معلوم ہے کہ آقائے نامدار پر کیا معرکہ گذرا ایک ساحر مقہور بن قہار نامے آیا دم دیکر لوح طلسمی لے گیا قیامت برپا کی ملکہ بران شمشیر زن تعاقب مین گئی ہین ملکہ انجم ماہ رخسار لشکر کو تیار کر رہی ہین یہ سُنکر ملکہ شیشہ می نوش کا نشہ اُتر گیا ہوش وحواس پراگندہ گھبرا کر کہا کہ بھیا شاپور یہ تو بڑا غضب ہوا اب کیا ہوگا خدا انکی جان بچائے ہے ہے مین تو کہتی تھی اس طلسم کشائی مین آگ لگے تمام دنیا اس شہریار کی دشمن ہوگئی بھیا تم جا کر شاہزادے کو سمجھاؤ کہ آپ طلسم کشائی سے ہاتھ اُٹھائیے تولعہ طلسمی اُنکا چھوڑ دیجیے اپنے دادا جان کے لشکر مین چلیے جب آپ اُنکا پیچھا نہ کرینگے جادوگر بھی سب سر پیٹ کر بیٹھ رہین گے شہریار نے محلات کو فتح کیا ہزارہا ساحر انکے ہاتھ سے واصل جہنم ہوے

اُنکے عزیز اقارب فکر مین ہین آٹھو پہر اسی ذکر مین ہین شاپور نے کہا ملکہ اب زیادہ کلام کرنے کا
محل نہین ہی یہ تمھارے کہنے کی بات ہی کہ طلسم کشائی سے ہاتھ اُٹھائین عنایت سے پروردگار کی طلسم
فتح کرچکے ماں تمھاری ملکہ مرائت جبتک زندہ ہین کد و کاوش کرینگی اپنی جان بچانے کی کوشش کرینگی
اُسکا ڈر کیا جو منظور خدا یہ البتہ بڑا غضب ہوا لوح طلسم کا قبضہ سے نکلجانا یا تو مرائت کو خوف تھا
کہ اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا اب لشکر کشی کرینگی سرکسی سے باز نہ آئینگی اگر آج ملکہ یہان موجود نہوتین تو وہ
ساحر اُنکو بھی لیچلا تھا اب جاکر بارگاہ مین بیٹھیے جو لازم اس مقام پر ہین اُنکا انتظام کیجیے پریشانی کو
خاطر اقدس مین جگہ نہ دیجیے شاپور شیر دل ملکہ مرائت کو سمجھا رہا تھا کہ سامنے سے دیکھا نقد روح روان
قاسم عالی شان شاہزادہ ایرج نوجوان پشت کرہ بن اشقر پر سوار گرد ہزارہا ساحران نامی رفیقان گرامی
گھیرے ہوے بہ بلغار آتے ہین ملکہ شیشۂ می نوش نے جو شاہزادے کو اس طور سے آتے ہوے دیکھا دوڑتی
ہوئی بڑھین باگ پر ہاتھ رکھدیا کہا اے شہریار برائے خدا اب آج جانے کا قصد نہ کیجیے سب جادوگر
آپ کے نام کے دشمن ہین قلعہ طلسمی اُنکا چھوڑ دیجیے بلکہ اگر حکم ہو تو مین لکھ بھیجون کہ اے مادر نامہربان مینے
آپ کی سفارش کرکے قلعہ طلسمی چھوڑوا دیا اپنے قلعہ مین آکر رہیے آپ کا نام الحمد دنگی کہ آپنے دشمنی
نہ کردیا تو ایرج جوان نہایت غصے مین تھے اِن باتون پر ملکہ شیشۂ می نوش کے بے اختیار ہنس پڑے
کہا صاحب کیا لڑکون کا کھیل مقرر کیا ہی کہ مین قلعہ چھوڑ دون اطمینان ہو جاے ہم سفر کرکے چلے جائین
وہ ہمارا پیچھا نہ کرے جو اس سے ہوسکے گا کریگی کیا وہ باز رہیگی انشاء اللہ اگر گھسکر قلعہ مین نہ مارا تو نام اپنا
شاہزادہ ایرج نوجوان رہا پایا قضا ہماری ہمکو لیے جاتی ہی بموجب مصرعہ ہرچہ رود بر سرم آنچہ پسندی
رواست ٭ یہ کہکر گھوڑے کو پھیرا اب تو ملکہ شیشۂ می نوش گھبرائی کنیزون کو آواز دی صاحبو
تم لوگ کیا چاتون چاتون کر رہی ہو میرا راج سہاگ خاک مین ملتا ہی قلعہ مقہوریہ پر جانے کی
تیاری ہی جلد تخت آراستہ کرو کارگزاران شاہی نے فوراً تخت آراستہ کیا رنگ رخ شیشۂ
می نوش اڑا ہوا گرد کنیزون نے آکر گھیر لیا نقارے بجے علمہاے زرنگاری کے پھریرے کھلے لشکر مین
تلاطم ہوا سامنے سے دیکھا ملکہ انجم ماہ رخسار طاؤس زرین بال پر سوار آنکھون مین آنسو
بھرے ہوے زلفین عنبرین چہرۂ زیبا پر پریشان عقب مین صدہا جادوگرنیان اس شوکت سے ملکہ انجم
آتی ہین ملکہ شیشۂ می نوش کو تخت پر دیکھکر انجم نے سلام کیا پایہ تخت پر ہاتھ رکھدیا اشک حسرت
چشم حق بین سے ٹپکائے عرض کی اے حضور آپ کیون تکلیف فرماتی ہین فلک نے گردش دکھلائی
لوح طلسمی مقہور بن قہار لے گیا ملازمان شاہنشاہی کو داغ دے گیا ملکہ بران شمشیر زن دختر بلند اختر

شہنشاہ کوکب روشن ضمیر صاحب جاہ و توقیر حسن مین رشک ماہ منیر سب کے پہلے گئی ہین اب ہو سکتا ہی کہ ہم تامل کرین گوشۂ عافیت مین بیٹھین آپ سحر سے آگاہ نہین ہین آپ کا تکلیف کرنا بہتر نہین ہی جو چلا ہی آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہوا ہی خود بادشاہ طلسم وہان موجود ہی لوح طلسمی قبضہ سے جا چکی اب اب سواے جان دینے کے کیا چارہ ہی شیشۂ می نوش نے گھبرا کر کہا بوا تمکو غم ہوا ہمکو کچھ اسکا افسوس نہین ہی اے ملکہ انجم آپ لوگ اگر جان بچائین کہین جا کر چھپ جائین مرأت جادو تلاش نہ کریگی میری جان کی دشمن ہی لوح طلسمی مین نے لا کر دی خنجر جادو کو مارا ورنہ لوح کا پتا ملنا دشوار تھا انجم نے کہا حضور اختیار ہی اسوقت جو دوست طلسم کشا کا ہی آمادۂ حرب و پیکار ہی اگر راہ مین اُس ملعون کو پا گئے اور لوح طلسمی لیلی تو ہماری فتح اُنکی شکست ہی ورنہ جان دینے کا بند و بست ہی یہ کہکر انجم نے بھی طاؤس کو اپنے اڑایا جو ساحر غیر ساحر جس مقام پر تھا عقب مین شاہزادے کے چلا سب سے زیادہ شیشۂ می نوش بصد جوش و خروش لشکر کو تیار کرا کے چلی ہی مگر بیقراری نے سر اُٹھایا قلب تھرایا کنیزین ساتھ ہین ہزارہا ساحران زبردست پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے عرض کرتے جاتے ہین کہ حضور نہ گھبرائین پروردگار فضل اپنا شریک حال کریگا یہ لڑائی بھی فتح ہوگی شیشۂ می نوش کہتی ہی صاحبو اپنے بخت واژگون و طالع نگون سے یون امید نہین ہی ایک لمحہ فلک نے آرام نہ لینے دیا ہماری زندگی حسرت مین گئی ساتھ والیان ان کلمات کو سُنکر روتی تھین کوئی کہتی ہی کہ واری خدا آپ کے راج سہاگ کو قائم رکھے دشمن مارے جائین دوست فتح پائین یہان تو اس طور سے یہ لشکر طرف قلعۂ مقہوریہ کے جاتا ہی لیکن گذارش کر چکا ہون کہ مرأت جادو نے غصے مین آکر صیقل آئینہ دار کو بلا کر زیر تیغ بٹھایا ہی قلعہ مقہوریہ مین ہنگامہ ہی ہر گلی کوچہ مین یہی چرچا ہی کہ صاحبو مرأت جادو نے اب بُرے ظلم پر کمر باندھی ہی شاہزادہ صیقل کے بزرگون کو قتل کیا ملک و مال پر قبضہ کر لیا اب آج غصے مین اُس شیر بیشۂ سلطنت کو بھی قتل کرتی ہی طلسم کشا پر زور نہ چلا اُس بیچارے قیدی پر غصہ اُتارتی ہین اتفاقات قضا و قدر مقہور اس قلعہ کا حاکم کا شانۂ عفت مین ایک گوہر بے بہا رکھتا ہی یعنی ایک دختر حسین مہ جبین نیک منظر حور پیکر پریوش گلعذار غنچہ دہن بڑے بڑے رئیس و جلیل اُسکے سوداے زلف عنبرین مین آوارۂ دشت ادبار ہوے دام مصیبت مین گرفتار ہوے مگر اُس مغرور حسن و جمال نے کچھ خیال نہ کیا کسی پر نگاہ نہ ڈالی کسی ہجران دیدہ کی خبر نہ لی اگر کسی نے کچھ پیغام پہونچایا جواب صاف دیا کہ ہمین کسی کے مرنے جینے سے کیا کام مرنے والا کیون مرتا ہی ناحق اپنے کو مطعون و بدنام کرتا ہی شعر ایسے چودہ ہزار مرتے ہین ٭ کہین ہم لوگ رحم کرتے ہین ٭ کسی نے جوش محبت مین سنکھیا کھائی تڑپ تڑپ کر جان دی کوئی ہو حق کرتا ہوا جنگل مین نکل گیا مثل فرہاد جگر سوز پہاڑ سے سر ٹکرا ٹکرا کر مرا اس رشک شیرین

نے خیال بھی نہ کیا لیکن حاکم قلعہ کی بیٹی ہی سحر مین طاق شہرہ آفاق طرف سے قید خانے کے گذر ہوا
صیقل کو دیکھکر مائل ہوئی تڑپتی ہوئی گھر مین آئی کئی دن آب و دانہ ترک رہا جب کنیزدن نے
دلدہی کرکے پوچھا کہ حضور باعث بیقراری کیا ہی آپ کو کس شی کی کمی ہی مزاج مین کیون برہمی ہی جب
ساتھ والیون نے بہت پوچھا ملکہ شمع رخسار نے جلکے جواب دیا صاحبو پوچھنے سے کیا فائدہ اگر ہمارے
درد کا علاج کرو تو کچھ حال دل کہین ورنہ خاموش رہین چمن آرا وزیرزادی ملکہ شمع رخسار
کی قدمون سے لپٹ گئی آنکھین تلودن سے ملین عرض کی واری یہ کنیز قدیم آپ کی جان وہال سے حاضر
ہی کچھ کچھ مین سمجھ بھی گئی ہون مگر اپنی زبان سے فرمایئے اگر آگ کا دریا ہو جھیلین جان پر کھیلین
نمک حلالی ہمارا کام ہی ملازمان خیر خواہ کا اسی مین نام ہی چمن آرا نے جب اس طرح کے کلمات
تسکین آیات کہے شمع رخسار نے چمن آرا کے گلے مین ہاتھ ڈالدیا کہا اے خیر خواہ فلان قید خانے مین
وہ جوان کون ہی جو طوق و زنجیر مین قید ہی کس صیاد جلاد کا صید ہی وہ یوسف کنعان لیری کس گلستان
کا پھول ہی کس آسمان کا ماہ درخشان کس برج کا انجم تابان ہی کیا خطا ہوئی کیون قید کیا چمن آرا نے
مُنھ پیٹ لیا کہا اے ملکہ عالم اس جوان کی حسرت ویاس پر زمین روتی ہی آسمان اشک حسرت بہاتا
ہی طلسم اسکندریہ کا بادشاہ اس شہریار کا والد نامدار تھا صاحب جاہ و جلال و دولت و حشم بندہ درگاہ
فوج و لشکر بے حساب خود بھی علم سحر و افسون مین کامل عاقل باذل فہیم شفیق رعیت پرور عدالت گستر
شیر و بکری کو ایک گھاٹ پانی پلایا ظالمون کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا سرکشون کو خاک مین ملا دیا
بی مرائت جادو اُنکی مدار المہام تھین آپ کے والد نامدار سپہ سالار لشکر کل فوج کے افسر دونون
صاحبون نے آپسمین میل کیا اس بادشاہ عالیجاہ کو زہر دیا یہ شاہزادہ بارہ برس کا تھا اسکو گرفتار
کرلیا چاہا قتل کرین لوگ مانع ہوے کہ اُسنے ابھی کیا خطا کی ہی آخر قتل سے درگذرے اس
یوسف مصر شہنشاہی کو زندان مین قید کیا شاہزادہ صیقل آئینہ دار اُس جوان کا نام ہی اگرچہ
اپنے باپ کے زمانے مین کمسن تھا مگر فن سحر و ساحری مین طاق علم نیرنج و شعبدہ مین شہرہ آفاق ملکہ
شمع رخسار نے جب یہ حال سُنا چاہا کہ ضبط کرون دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشہ دل
بدعت سنگ عشق سے ٹوٹا آٹھ پہر رویا کرتی تھی ٹھنڈی سانسین بھرتی تھی چمن آرا مونس تنہائی باعث
صبر و شکیبائی ہر گھڑی سمجھایا کرتی تھی واری صبر کرو دل پر جبر کرو فراق کا انجام وصل نہ گھبرایئے کوئی
سبب پیدا ہوگا وہ شیر دل قید سے چھوٹے گا آپ تک رسائی ہوگی فراق کا زمانہ ختم ہوا چاہتا ہی ایسی
ایسی باتین سمجھایا کرتی تھی بلکہ شمع رخسار گاہے ماہے حیلہ سے قید خانے مین جاتی تھی زیارت سے محبوب کے

دل کو تسکین دیکر چلی آتی تھی اُسی رنج و ملال مین بیٹھی تھی کہ وزیرزادی روتی ہوئی سامنے آئی
عرض کی واری بڑا غضب ہوا ملکہ ہرائت جادو قلعہ طلسمی سے شکست کھاکے آئین آپ کے والد
نامدار کو فکر طلسم کشا مین روانہ کیا لیکن شاہزادہ صیقل نوجوان نے آج کچھ قید خانہ مین خواب دیکھا تھا
خواب دیکھکر بہت رویا سامری پرستون کو بُرا کہا مطیع مذہب یزدان پرست ہوا خداے نادیدہ کی تعریف کررہا
ہی یہ خبر ملکہ ہرائت نے سُنی سامنے بلوایا وہ شیر بیشۂ سلطنت و ریاست ہرائت جادو سے کب دبتا ہی برابر کی گفتگو
ہوئی اب اسوقت ہرائت کا ارادہ ہی کہ اُس شہریار کو قتل کرے میرے سامنے جلاد آچکا تھا قتل مین اُس شیر کے
گرد وکاوش نشان سلطنت کے گرانے مین کوشش ہورہی ہی یہ سُنکر ملکہ شمع رخسار کی آنکھون مین اندھیرا آگیا
قلب تھرا گیا گھبراکر کہا کیون بوا چمن آرا مین کیا کرون زندگی بھر امید تھی کہ کبھی تو مطلب دل پورا ہوگا ہاے یہ کیا
خبر وحشت اثر سُنائی چمن آرا نے کہا حضور مجھے صبر نہو سکا دربار سے ٹل آئی شمع رخسار کہتی ہوئی
اُٹھی اے وزیرزادی جلد کوئی تدبیر بتلا یہ مجھکو خوب ثابت ہوگیا کہ اُس شہریار کو کچھ بشارت ہوئی
ہرائت کو نام خداے نادیدہ سُنکر نفرت ہوئی اے چمن آرا مین خداے نادیدہ سے عہد کرتی ہون
اگر یہ شیر دلیر آفتاب آسمان سلطنت ماہ درخشان ریاست کی جان بچ جاے اور میری اُس شہریار تک
رسائی ہو مین دل و جان سے اقرار کرتی ہون کہ مین مذہب طلسم کشا کا اختیار کرونگی یہ تو ہمیشہ سے میرا
دل کہتا ہی بھڑوے پونے دوسو خدا کیسے کتنے درجن ہوے انگریزی کے الفاظ مین بھی شمار غیر ممکن دیکھو
خدائی مین جھگڑا پڑا مذہب کیسا خراب ہوا اُن لوگون کے دلائل معقول ہین بڑے اُنکو شرف حصول ہین
کہتے ہین ہمارا اکیلا خدا ہی بےمثل و یکتا ہی مین نے تو خداے نادیدہ کی اطاعت کی چمن آرا بتلا اب مین کیا
کرون دل کہتا ہی کہ جاکر بی ہرائت سے لڑون اُس شیر کو چھڑا لون لیکن انجام اسکا کیا ہوگا اگر دقت پر
والد نامدار آگئے فرمائینگے تونے کیون دخل دیا ملکہ عالم کو اختیار ہی چمن آرا نے کہا حضور یہ میری صلاح ہی
کہ یہان سے چلیے اور بی ہرائت سے دست بستہ عرض کیجیے کہ یہ نوجوان فرزند بادشاہ طلسم ہی والد نامدار کو
آپنے براے کار ضروری بھیجا ہی اُنکے عقب مین اسکا قتل کرنا مناسب نہین اگر مان جائین بہر دو پہر تو ملے
جب آپ کے والد نامدار آئینگے تب دیکھا جائیگا اگر ایک رات کی مہلت ملی ہم حضور کا ساتھ دینگے قید خانے
سے نکال لائینگے اس لڑائی مین جہان لڑائینگے مگر اسوقت جلد چلیے میرے سامنے تکرار شروع ہوگئی تھی وہ
جوان اپنی کہتا ہی یہ دھمکا رہی تھی ڈرا رہی تھی وہ مثل شیر خشمناک ایک سوال ایک کلام ایک زبان
ایک تحریر ایک تقریر ایک خدا یقین ہی تکرار بڑھ گئی ہوگی ملکہ روتی ہوئی اُٹھی یہ کہکر ملکی ہاتھ طرف
آسمان کے اُٹھا دیے عرض کی اے کریم کارساز داے بےنیاز مین جاکر اُس شیر دلیر کو زندہ پاؤن ہاتھ سے

اُس جلادکے بچاؤن یہ کہکر تخت پر سوار ہوئی چارسو کنیزین جبھی ہوئین جادوگرنیان اُنکو ساتھ لیا سمجھا کر سب سے کہدیا صاحبو ہمارا ساتھ دینا اگر مرنے کا خوف ہے تو ہمارا ساتھ نہ دو ہم مرنے جاتے ہین اسوقت اگر ہمارے ساتھ سے قدم ہٹایا ہمکو ناگوار ہوگا اسوقت ہم خوشی سے کہتے ہین جسوقت خدا فضل کریگا تم سب صاحبون کا گھر ہے چلی آنا کوئی طعن تشنیع نہ کریگا سب نے عرض کی ای ملکہ عالم حضور کا نمک کھایا ہے غرت آبرو پائی جس سے حضور لڑینگی ہم جان دینے پر آمادہ ہین جہان حضور کا پسینہ گریگا سر نثار کرینگے ہر زخم پر دم محبت کا بھرینگے اُن سب نے جو مہر و محبت ایسے کلمات کہے ملکہ نے ایک ایک کو گلے سے لگایا کہا صاحبو بعد پروردگار کے تمھارا بھروسا ہے سب کو ساتھ لیکر طرف بارگاہ کے تخت اُڑاتی ہوئی چلین یہان وہ وقت ہے کہ مرائت جادو برائے قتل شاہزادہ صیقل آئینہ دار دو حکم دیچکی ہے چاہتی ہے کہ تیسرا حکم دے کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ شمع رخسار مع انیسون جلیسون کے آکر ہویدا ہوئی ملکہ مرائت کو سلام کیا مرائت کی جو نگاہ آئینہ جمال شمع رخسار پر پڑی بصورت آئینہ حیران بشکل زلف پریشان شمع رخسار آکر کرسی پہ بیٹھی اس گرفتار رنج و مصیبت پر نگاہ پڑی زنجیرین ہلا رہا ہے جلاد تلوار کھینچے سر پر کھڑا ہے شمع رخسار نے دست بستہ ملکہ مرائت سے عرض کی حضور اس قیدی نے کیا خطا کی جو آپ قتل کرتی ہین کیون بیگناہ کے خون سے ہاتھ بھرتی ہین مرائت نے کہا ای نور نظر یہ ساحرون کے خدا کو برا کہتا ہے یکایک دین بدو آبا سے پھر گیا علاوہ اسکے بموجب ارشاد فیض بنیاد شیخ سعدی کہ افعی راکشتن و بچہ اش نگاہداشتن کار خردمندان نیست علاوہ اسکے مذہب جدو آبا کو بُرا کہتا ہے یوتے دو سو خداوندون سے منحرف ہوا ایک خدا کو نادیدہ کو اچھا کہا یہ سنکر ملکہ شمع رخسار کا کلیجہ منھ کو آیا گرمی عشق نے ہڈیون کو جلا دیا ضبط نہ ہو سکا آخر جواب دیا کہ ای ملکہ عالم اجتک کیون قید رکھا آپ قلعہ طلسمی مین تقلین بیان والد نامدار کو اختیار تھا جب چاہتے قتل کرتے مگر ہمیشہ خدمتگزاری مین مصروف رہے یہی فرماتے تھے انکے بزرگون کا ملک و مال لے لیا انکا ستانا بہتر نہین دوسرے خداوندون کو جو اُنھون نے بُرا کہا آپ نے تکرار کی انکو بھی ضد ہوئی انکی بات کا کیا اعتبار بقول سعدی ہر کہ دست از جان بشوید ہر چہ در دل آید بگوید مبتلائے مصیبت گرفتار دام صعوبت نور نگاہ بادشاہ طلسم اسکندری ایسے بزرگ کے خاندان کی یہ ابتری لہذا حضور قتل موقوف رکھین جب والد نامدار تشریف لائینگے جیسا مناسب وقت ہوگا حکم فرمائینگے آپ انسے زبان نہ لڑائیے کیا ضرور ہے جو اصل مقدمات ہین اُدھر رجوع فرمائیے طلسم کشائی گرفتاری کی فکر کیجیے ملک و مال بچائیے ایک ایسا شخص حقیر غریب زندہ رہا تو کیا مارا گیا تو کیا فائدہ یہ سنکر مرائت جادو نے کہا چھوکری تجھے کیا دخل ہے کل کی بات ہے رو کر روٹی مانگتی تھی آج ہم سے چار آنکھ کرکے بات کرتی ہے باپ تیرا گود مین لیکر آتا تھا

تو حکم مین ما بدولت کے دخل دیتی ہی ہمین اختیار ہی جسکو چاہین قتل کرین یا بخشین شمع رخسار نے ابکی جھڑک کر جواب دیا کہ ہان حضور آپ بادشاہ ہین آپ کو سب طرح کا اختیار ہی ہم لوگ جانباز سرفروش اسی واسطے ہین کہ نیک و بد سے آگاہ کرے رہین کمسنی کا تشنیع کیا ضرور ہی سراسر عقل کا قصور ہی رب اکبر نے ابتدا سب کے واسطے اُسی طور سے مقرر کی ہی باغ مین اول طفل غنچہ زبان نہین کھولتا آخر کھل کر گل ہوا انجام ثمر حاصل ہوا یہی نشو ونما واسطے انسان کے بھی قرار داد ہی عدالت حاکم بالغ پیدا ہی مرائت نے جلاد کو اشارہ کیا جلد صیقل کا سر کاٹ لے لونڈیا کو بکنے دے ہمارے مقدمات مین کسی کو کیا دخل ہی جلاد بڑھا شمع رخسار کو تاب نہ آئی اپنے مقام سے اٹھی کہتی ہوئی حضور الامر فوق الادب حضور کو ناگوار ہوگا یہ جوان قتل نہین ہوسکتا صیقل نے بھی جمال جہان آرائے ملکہ شمع رخسار پر نگاہ ڈالی دیکھا ہی کہ چہرہ سُرخ آمادۂ مرگ مہیاے قضا چہرۂ اداس عالم یاس کبھی مرائت سے منت کرتی ہی کبھی ابرو سے خدار پر بل پڑجاتے ہین کبھی عاشق و معشوق مین اشارے کنائے ہوتے ہین جوانی پر صیقل کے اہالیان دربار روتے ہین غریو بلند ہی ہر شخص دردمند ہی مرائت کی یہ بدعت سب کو ناپسند ہی لیکن صیقل نے بہ نگاہ یاس طرف ملکہ شمع رخسار کے دیکھا اشارون سے یہ پیدا تھا کہ ای جان جہان ای شمع رخسار اس ملعونہ کی آنکھون مین چربی چھائی ہی ہمارے قتل پر آمادہ ہوگئی اب تم دخل نہ دو صبر کرو عاشق کا سوگ کھنا قبر پر آکر فاتحہ پڑھنا جب جی چاہے ہمکو یاد کرنا روح کو شاد کرنا ہمارا پیمانۂ عمر لبریز ہوچکا اس میخانہ کی ہوا بگڑی حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے چلے یہ خیال کرکے آنکھون سے آنسو جاری ہوئے شمع رخسار نے جو دیکھا کہ صیقل پر ہجوم غم و الم ہی چونکہ شاہ جلیل ہی حرکات پر مرائت کی مزاج برہم ہی شمع رخسار بیتاب ہوکر کرسی سے اُٹھی طرف صیقل کے چلی مرائت نے آواز دی خبردار ہمارے گنہگار کے قریب نہ جانا ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤنگی شمع رخسار سمجھی کہ اب بگڑ چلی مرائت کی بات کا جواب نہ دیا تڑپ کر قریب صیقل کے آئی کہا ای شہریار اُٹھیے کنیز اپنی جان دیگی یہ کہکر صیقل کی زبان سے سوزن لیا اب تو صیقل نے غصے مین آکر قید کو توڑ کے پھینک دیا شمع رخسار نے بڑھکر جھولی ہاتھ مین دی اسمین اسباب سحر موجود تھا ہلڑ ہوا ملکہ شمع رخسار نے صیقل آئینہ دار کو قید سے رہا کیا حکم مالک سے خلاف ہوا مرائت بھی اپنے مقام سے اُٹھی تمام شہر مرائت جادو کا شریک ہی شمع رخسار پہلو مین صیقل آئینہ دار کے صیقل نے گولہ مارا زمین تھرائی کئی سو جادوگر مرکر گرے شمع رخسار نے بھی نگاہ گرم ڈالی ناری جلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے مرائت جادو نے نعرہ کیا ان سب کو گرفتار کرلو صیقل کا سر کاٹ لو شمع رخسار کو سزا دونگی میرے سامنے بے ادبی کی ہی ہرگز قصور نہ معاف کرونگی چہار طرف سے

ساحرون نے بلوہ کیا ترنج و نارنج ماش کے وانے چلنے لگے لیکن صیقل آئینہ وار ہنگانہ پلنگانہ لڑائی مین
مصروف ہی چشم زدن مین مرأت نے دیکھا کئی سو ساحر مرکر گرے خون کے دریا بہ گئے مرأت نے بڑھکر
سحر کیا گولہ اُٹھا کر مارا اُسکا دل گروہ تھا کہ اُسکا وار روکے شمع رخسار نے بڑھکر اُنگلی سے اشارہ
کیا گولہ کے دو ٹکرے ہوئے اس مین سے برق چمکی سر پر ملکہ شمع رخسار کے پڑی معلوم ہوا چھکیت
نے ہاتھ مارا سر زخمی ہوا قطرات خون روے زیبا پر صاف ظاہر تھا کہ یاد ہتابان پردۂ شفق
مین پنہان ہی لیکن جاہ و جلال چہرۂ خورشید مثال سے عیان ہی صیقل کی نگاہ پڑی
میرے واسطے اُس نے زخم کھایا بیتاب ہوکے صیقل جھپٹ کر قریب آیا شانہ تھام لیا کہا ای
جان جہان واے آرام دل مشتاقان تمھارا یہ احسان ہمیشہ تا بروز حشر رہیگا لیکن ہم
بڑھکر لڑتے ہین تم نکلجاؤ اپنی جان بچاؤ اپنے کو خدمت مین طلسم کشا کے پہونچاؤ وہ تمکو دامن پناہ دینگے
ہماری کیفیت عرض کرنا کہ غلام جدید مشتاق قدمبوسی ہوکر رہرو راہ عدم ہوا زیارت سے حضور کے
مشرف نہوا آرزوے دیدار فرحت آثار دل مین لے گیا شمع رخسار نے جواب دیا ای شہریار غیرت نہین
تقاضا کرتی کہ آپ کو اس مصیبت مین چھوڑ دون مین جان بچا کر نکلجاؤن ایسی زندگی پر لعنت ہی طلسم کشا
بھی مجھکو اچھا نہ جانتے گا سمجھے گا ایسے شیر دلیر کا ساتھ چھوڑ کر چلی آئی ہمارے لشکر سے نکال دو کون
ہماری قدر کریگا ہر ایک کی نگاہ سے گر جائینگے آج تمھارے سامنے جان دینگے چونکہ مدت کی عاشق
ہی حوصلے دل مین بھرے ہوے ہین ارمان ذبح ہو رہے ہین ان کلمات حسرت آیات پر اُس
حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق کے صیقل بیقرار اشکبار بڑھکر سینہ اپنا سپر کرتا ہی ساحرون
کو للکار رہا ہی کہ او بیحیاؤ اُس مہ جبین پر کیا حملے کرتے ہو مردان عالم سے آنکھ چار کرو ہمیسر دار کرد تو
لطف سحر کرنے کا ملے جو ساحر جھپٹکر سامنے صیقل کے پہونچا اُس شیر دل نے جسکو ہاتھ مارا بیک ضرب
شمشیر دو پر کالے کیے کئی سو ساحر مار کر ڈالدیے خون کے دریا بہائے ہین مرأت جادو نے دیکھا کہ
صیقل بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی مگر مرأت کے ساتھ فوج زیادہ ہی چار جانب سے ان عاشق و
معشوق کو گھیر لیا نیزے تیر و تفنگ پڑنے لگے جب صیقل نے بھی کئی زخم کھائے قریب تھا زمین
پر گرے شمع رخسار نے بڑھکر ہاتھ تھاما کہا ای شہریار ہوشیار ہو جیسے ان نامردون سے اپنے کو بچائیے
کنیزین میری سب قتل ہوئین مین جان نثاری کو حاضر ہون مجبور و ناچار قاصر ہون فوج لشکر نہین
رکھتی نقد جان نثار کرنے کو حاضر ہون اپنی تو یہ کیفیت ہی بموجب مضمون اشعار مخفی نظم

تا بستہ شد بہ گلشن وصل تو راہ ما	چندان بیاد گلشن وصلت گریستم
محرم نشد بہ بزم نگاہت نگاہ ما	

کامد بآب دیدہ برون برق آہ ما
اے گریہ ہمتے کہ درین دشت تشنہ لب
مخفی چہ ہست لطف الٰہی گواہ ما

مارا بجاہ و منصب کس احتیاج نیست
خرم نہ آب دیدہ نگردد گیاہ ما

کمتر ز تاج شاہ نباشد کلاہ ما
مقصود قدسیان ز سوال و جواب چیست

صیقل کا کلیجہ کانپ رہا ہے اپنے زخمون کو بھولا ملکہ کو بچاتا ہے سینہ سپر کر دیتا ہے جان دینے پر آمادہ کبھی پکارتا ہے اے خالق لیل و نہار اے پروردگار دو جہان ملکہ کو ہلاکت سے بچالے اپنے مرنے کا کچھ غم نہین ہے یہ شاہزادی مہ جبین مفت مین اپنی جان دیتی ہے اپنا خون اپنی گردن پر لیتی ہے تیرے بندہ جدید پر شاق ہے یہ بندۂ گنہگار تیری مدد کا مشتاق ہے اے رب حقیقی اے مالک تحقیقی **نظم**

ہر زخم مرا ورگلستان ہے برابر
نرگس لب جو دیدۂ گریان ہے برابر
ہے سینۂ تفتیدہ ہر اک تختۂ گلزار
یہ سینہ پر از داغ چراغان ہے برابر
آنسو نہ تھمے تجھسے کبھو میرے کہ تجھ پاس
جانے مین ترے آگے دل و جان ہے برابر

ہر خرمن گل گنج شہیدان ہے برابر
فریاد کنان بلبل و دیوار چمن مین
جو غنچہ ہے سو وہ دل سوزان ہے برابر
دریا میری آنکھون سے یہ بہتا ہے لہو کا
لخت دل و گل برگ بدامان ہے برابر
سنتا ہے نہین بات مری تو جو سنے بھی

کہتے ہین جسے شرم سو گلشن کی ہے وہ راہ
جو زخم ہے سو چاک گریبان ہے برابر
سوز دل عشاق تماشا جو ہو تجھکو
مژگان سے مرے بخیۂ مرجان ہے برابر
حیران ہون ترے سامنے کسطرح مین ٹھہرا
وہ بات پھر اور طائر پران ہے برابر دیگر

اے خالق بے نیاز میرے
عصیان کے حجاب سے مفر دے
اے خالق بے نیاز و یکتا

اے مالک کارساز میرے
دامن گل آرزو سے بھر دے
عالم مین نہین شریک تیرا

تجھ عاجز و خستہ کی مدد کر
کیا وقت مصیبت و بلا ہے
معبود یہ وقت بیکسی ہے

عصیان کے حجاب سے ہون مضطر
یا ان موت کا اب تو سامنا ہے
الفت مرے دل مین آ بسی ہے

اے دافع البلیات سامع الدعوات تو نے پیدا کیا ہے پھر کس سے عرض کرون ان بچیا ڈن نے باپ کو قتل کیا گھر بار لوٹ لیا اسیر بھی اطمینان نہوا عدم بلوغ مین تیرے بندۂ حقیر کو قید کیا کیا آزار پہونچایا اب بیخطا چاہتے ہین قتل کرین بیگناہ کا خون بہائین دل کو تیری رحمت سے قوت ہے رحیمی کریمی تیری عادت ہے صیقل نے جو بلبلک کر دعا کی زخمی بھی انتہا کا ہو چکا ہے شمع رخسار بھی زخم کھا کر ٹھہرا رہی ہے مگر اپنے معشوق کے شمع جمال کی پروانہ بنی ہے قوت جواب دیچکی خون نکلنے سے نقاہت کا زور آئینہ رخسار پر حیرانی دریائے غم و الم مین طغیانی یہ دونون عاشق معشوق اس بلا مین مبتلا مگر صیقل کی دعا پر باب اجابت کھل چکا ہے دعا بیقراری کی کلید قفل باب اجابت بنگئی باب فرحت و عیش کا وا ہوا چاہتا ہے لکایک آسمان پر مقہور آگ کا لوح کو لیکر آیا ہے گھبرایا ہوا بد حواس جانتا ہے میرے تعاقب مین سب چلے آتے ہین بران شمشیر زن ضرور آئیگی اُس سے مقابلہ دشوار ہے وہ دختر کوکب نامدار ہے خود صف شکن بران شمشیر زن وہ کب رکتی ہے خیال مین تھا کہ اب اپنے قلعہ مین پہونچونگا ان لوگون کے روکنے کی تدبیر کرونگا اب جو دیکھا تو میرے قلعہ مین قیامت برپا ہے گولۂ ترنج و نارنج

چل رہا ہی ساحرون کے مرنے کی آواز آتی ہی زمین تھراتی ہی جی مین سوچا کہ یہ کیا ہنگامہ ہی کیا ہمراہیان طلسم کشا یہان پہونچ گئے اُنکے دلکو لگی تھی پیشتر آئے قریب دیوار قلعہ آکر دیکھا تمام لشکر مین کمر بندی ہوگئی ہی مرأت جادو سحر کر رہی ہی صیقل آئینہ دار ایک جانب لڑ رہا ہی ہزارون کو مار کر ڈالدیا ہی بقدرت پروردگار ہٹی پر اسکی نگاہ نہین پڑی صیقل کو دیکھکر گھبرا گیا حیران ہوا کہ یہ کیونکر قید سے رہا ہوا شمع رخسار ایک گوشے مین گر کر بیہوش ہوگئی ہی مقہور نے وہین سے نعرہ کیا او صیقل خبردار کس در انداز نے تجھے قید سے رہا کر دیا یہ کہکر کڑک کر زمین پر گرا مرأت سے کچھ نہ پوچھا صیقل پر سحر کرتا ہوا بڑھا کچھ ملازم چلے کہ ہم اپنے مالک سے حال گذشتہ بیان کرین کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم ملکہ بران شمشیر زن باش ویحیا کہان جاتا ہی لوح لیکر مثل چورون کے بھاگا یہ کہکر بران نے گرتے گرتے گولہ مارا کئی سو ساحر جل کر گرے اندھیرا چھا گیا اب مقہور اور زیادہ گھبرایا بران نے آتے ہی طبقہ زمین کے ہلا دیے یکایک دروازے پر قلعے کے ظاہر ہوا شیر کے نعرے کی آواز آئی نعرۂ ایرج نوجوان اشعار

ملک ایرج آن آفتاب منیر | کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
ہنر بر وما ن و نبرد آزما | جری صف شکن شیر دشت فنا
منم فارس عرصہ کارزار | گل گلشن قاسم نامدار

اُنکے ساتھ ملکہ انجم ماہ رخسار عقب مین فوج ہشیار ہر کو و برزن مین تلوار چلنے لگی مقہور گھبرا گیا کسی سے حال نہین پوچھنے پایا کہ صیقل کیونکر رہا ہوا آگے دیکھا شمع رخسار انتہا کی زخمی لباس خون آلود موت کے آثار چہرے پر موجود کچھ ہاش کے والے ملکہ بران کی جانب پھینک مارے جھک کر بیٹی کا ہاتھ تھام لیا گھبرا کر آواز دی ای نور نظر آنکھ کھولو تمکو کس نے زخمی کیا ہی یہ صیقل کیونکر قید سے رہا ہوا شمع رخسار نے گھبرا کر آنکھ کھولی باپ کو بالین پر پایا بہر و محبت اُٹھا رہا ہی سحر بران سے بارگاہ مین اندھیرا ہی مقہور نے پوچھا بیٹا منھ سے بولو زبان تو کھولو مین اپنی مصیبت مین گرفتار ہون لشکر طلسم کشا مین گیا لوح چھین لایا میرے عقب مین دختر کوکب آگئی تم تو بی بی کچھ حال کہو شمع رخسار نے جو یہ حال سُنا کہ طلسم کشا سے لوح چھین لایا گھبرا کر کہا والد نامدار لوح کیا چیز ہی مقہور نے کہا روح روان طلسم جان طلسم ساحرون کے واسطے تلوار خنجر بلائے آسمانی سحر اسپر تاثیر نہین کرتا جب تو طلسم کشا طلسم پر قبضہ کر لیتا ہی بڑے بڑے ساحرون کو شکست دیتا ہی یہ مضمون سُنکر شمع رخسار گھبرائی سوچی کہ اگر لوح باپ کے پاس رہی یا مرأت جادو کو دیدی طلسم کشا بیکار ہو جائیگا ساحرون پر کیونکر فتح پائیگا اب شمع رخسار بن پڑے تو لوح باپ سے لیکر طلسم کشا کے پاس پہونچاؤ یہ سوچکر کہا بابا جان بی مرأت جادو نے صیقل کو قید خانے سے بلوایا قتل کرنے کا ارادہ کیا کچھ آپس مین تکرار ہوئی اُسنے رہائی پائی یہی فساد ہی مین لڑی بی مرأت کو مین نے منع کیا مجھکو زخمی کیا بُرا بھلا

کہنے لگین یہ سُنکر مقہور کو غصہ آیا لوح نکالکر جھولی سے کہا بی بی میری آنکھون مین خون اُتر آیا تو وارث سریر سلطنت ہی تجھکو سب طرح کا اختیار دیا بی مرأت کے باپ کا کیا اجارہ دیکھو بی بی لوح طلسمی یہ ہی ملکہ شمع رخسار نے لوح ہاتھ مین لی چھیپے ہی چمکا ئی مقہور نے کہا بیٹیا سامنے ہمارے نہ لاؤ ہم سحر بھولے جاتے ہین شمع رخسار نے کہا دیکھیے مرأت مجھے قتل کرنے آتی ہی بچائیے مقہور اُس جانب پلٹا مرأت پر گولے مارنے لگا شمع رخسار سحر کرتی ہوئی قریب صیقل کے پہونچی کہا اے شہریار آپ کے اعتقاد کا انجام بخیر ہوا بڑی کوشش سے لوح ملی مگر اب والد آگاہ ہوگئے میرا پیچھا کرینگے جلد بارگاہ سے باہر نکلیے پاس طلسم کشا کے چلیے ملاقات کا ذریعہ نکل آیا وہ بھی جان جائینگے کہ ہمارا خیر خواہ آیا لوح طلسمی لاکر پہونچائی یہ سنتے ہی صیقل نے چاہا اڑتا ٹھہرتا شمع رخسار کو لے نکلون کہ مقہور نے پلٹ کے دیکھا آواز دی اے شمع رخسار تیری ہی تو روشنی ہی تو چراغ قلعہ مقہور یہ ہی کہان گئی ادھر مرأت نے جو دیکھا کہ مقہور نے مجبر سحر کیے علامت سحر مقہور دفع کرکے آواز دی کہ اے مقہور دیوانے کچھ بیٹی کی بھی تجھکو خبر ہی دھگڑے کے واسطے ہم سے بگڑ گئی صیقل کو اب وہ لیکر نکل جائیگی مُنھ دیکھکر رہجاؤ گے مشقت کا یہ پھل پاؤ گے مقہور نے مُنھ پیٹ لیا کہا ملکہ عالم آپ نے پہلے نہ کہا وہ تو لوح لیکر کہین غائب ہوگئی ع وائے بربادو گرفتاری ما بکس مشقت سے لوح لایا گیسو بریدہ دم دیکر بیٹھی یہ کہکے جھپٹا دیکھا شمع رخسار صیقل کے پاس کھڑی باتین کرہی ہی وہین سے للکارا او بدسرشت لا لوح مجھکو دیدے صیقل سے تجھے کیا واسطہ ملکہ مرأت کا یہ گنہگار ہی شمع رخسار تو گھبرائی مگر صیقل بڑھکر سحر کرنے لگا کہ دروازہ سے بارگاہ کے ہنگامہ عظیم برپا ہوا دیکھا سب نے آفتاب عالمتاب شہریاری وکوکب شش جہت افروز جہانداری نہنگ بحر جرأت یکہ تاز عرصہ جلالت صاحب شوکت وشان ایرج نوجوان دریاے خون مین نہایا ہوا لیکن انجم ماہ رخسار رکاب سعادت انتساب پر ہاتھ رکھے ہوے سحر سے شاہزادے کو بچاتی ہوئی اندر بارگاہ کے پہونچے شمع رخسار نے شاہزادہ والا قدر کو دیکھا بے اختیار دعائین دیتی ہوئی بڑھی ملکہ انجم ماہ رخسار کو آواز دی یہ کنیز جدید حاضر ہی ایک غلام تازہ بھی مشرف باسلام ہوا نکوار ان شاہنشاہی کا نام ہوا لوح طلسمی لیکر شاہزادہ کے گلے مین پہنائی انجم نے جو نام لوح سُنا خوشی سے چہرہ سُرخ ہوگیا سوچی کہ اے انجم اب نیر اقبال اوج پر ہوا مقہور نے دور سے دیکھا کہ صیقل وشمع رخسار قریب طلسم کشا پہونچ چکے ہین لوح ہاتھ پر رکھکر پیش کی ہی تیغہ کھینچکر دوڑا غل مچاتا ہوا کہ اری شمع رخسار کیا کرتی ہی لوح طلسم کشا کو نہ دینا ورنہ بوٹیان کاٹ کر کھا جاؤنگا انجم نے بہ تعجیل لوح گلے مین ایرج نوجوان کے پہنا دی یا تو شاہزادہ ایرج حرب سحر سے

ساحران کے نوبت بجان دکار و باتنخوان حیران و پریشان تھا یا جسم مین طاقت آئی آنکھون مین بصارت ہوئی قلب کو قوت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی نعرہ کرکے ساحران غدار پر جا پڑا صیقل و شمع رخسار کو اپنی پشت پر لے لیا انجم نیچہ سحر کھینچکر آگے بڑھی ملکہ بران نے دیکھا کہ لوح ایرج نوجوان کے گلے مین مثل جرم قمر بصد کرو فر تابان و درخشان ہے مقہور بھاگ کر قریب مرائت کے آیا مرائت نے کہا اے مقہور پہلے تم نے ہمین پر سحر کیا دوست دشمن کو نہ پہچانا مقہور نے کہا ملکہ میری بدنصیبی آخر شمع رخسار کیون شریک ہوئی سُنتا ہون آپ نے فساد برپا کیا مرائت جادو نے کہا او دیوانے مجہول بخت برگشتہ و نامعقول تیری لاڈلی بیٹی دیوارین پھاندتی ہے چونہ لگا کے نکل گئی صیقل نوجوان پہ مرتی تھی مین نے اُسکے قتل کا ارادہ کیا مجھسے لڑنے پر آمادہ ہوکر اُٹھ کھڑی ہوئی اُسی نے دھگڑے کو قید سے رہا کیا تمکو دم دیکر لوح لیگئی اب جان بچاؤ اہالیان طلسم اسکندریہ کا ستارہ گردش مین آیا قلعۂ طلسمی سے بھاگ کر یہان آئی کہ چین پاؤنگی یہان آتے ہی آفت برپا ہوئی گھر کے چراغ سے آگ لگی شمع رخسار بگڑ گئی اب دیکھین یہ آگ کیونکر بجھے یہ سُنکر مقہور کے ہوش و حواس پراگندہ ہوئے دیکھا طلسم کشا نہنگانہ بیلگانہ رستمانہ لڑتا ہوا آتا ہے ایک جانب ملکہ انجم ماہ رخسار ایک جانب صیقل آئینہ دار ایک سمت ملکہ شمع رخسار تخت پر ملکہ شیشۂ مئ نوش بصد جوش و خروش فوجون کو اشارے کرتی جاتی تھین دونون لشکر آپس مین ملے ہوئے سحر ہو رہے ہین مگر سرداران اسلام نے بڑے نام کیے

نظم

وہ حملے تھے بران کے گرم و تیز
زمین تر تھی یہ خون کا چھڑکاؤ تھا

زمین شعلہ بار و فلک شعلہ خیز
چمکنے لگی برق شمشیر کی

ہر اک جا پہ لاشون کا ستھراؤ تھا
صدا آئی پیہم یہ تیر کی

مقہور نے چاہا جاکر اپنی بیٹی کو گرفتار کرے سرکشی کا بدلہ لے شمع رخسار پیچھے ہٹی مقہور نے گولہ مارا شانہ اسکا زخمی ہوا مقہور نے چاہا جاکر سر کاٹ لون ایرج نوجوان کی نگاہ پڑی نعرہ کیا او بیحیا دست خود را نگہدار کہ ما ہم رسیدیم یہ کہکر گھوڑے پر کوڑا کیا سامنے مقہور کے پہونچے مقہور تیغہ کھینچکر برس پڑا سحر بھی کیے ہاتھ تلوار کے لگائے ایرج نے تلوار کو تلوار پر کاٹا لوح نے سحر کو دفع کیا نعرہ کیا شعر تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ﴿ ہمہ خادی از دل فراموش کن ﴾ مرکب نے دو نون ٹاپین مستک پر گینڈے کی رکھدین ایرج نے ہاتھ مارا صدائے الامان بلند اُس تیرہ بخت نے گردا سپر کا اُٹھا دیا برق تیغ نے ابر سپر کے ٹکڑے اُڑا دیے خود پر گری اُسکو بھی قلم کیا مع گینڈے چار ٹکڑے مقہور کا قتل ہونا زمین کانپی آواز آئی کُشتی مرا نام من مقہور بن قہار شعلہ زن بود مرنے سے مقہور کے مرائت گھبرائی کہ اب جانبری کی کون صورت ہے ایسا قوت بازو مارا گیا میرا گھر بی شیشۂ مئ نوش نے برباد کیا قاتلہ مقہور یہ شمع رخسار نے لُٹایا اب

کوئی فتح کی صورت نہین معلوم ہوتی ٹھہرنا مناسب نہین چلکر افراسیاب سے فریاد کرین وہان سے
فوج جنگی لیکر آئین یہ سوچکر اُسی اندھیرے مین پھر پرواز پیدا کرکے اُڑی ساتھ والون پر نعرہ کیا کہ صاحبو
نکل آؤ زیر دامن صحرا پناہ لینگے بقول سعدی ؎ ہر جاے مرکب توان تاختن ؛ کہ جاہا سپر باید انداختن ؛
دس بیس دن مین پھر لشکر جمع کرکے آئین گے کیا ان لوگون کا پیچھا چھوڑینگے جیسے ہی مرائت جادو بلند
ہوئی سحر کرتی ہوئی چلی کئی ہزار ساحرون کو جلا دیا بادشاہ طلسم اسکندریہ ہی سحر و ساحری مین طاق شہرۂ
آفاق علم شعبدہ مین مشاق آگ برسادی انجم ماہ رخسار نے آواز دی غضب ہوا مرائت جادو پھر
نکلی جاتی ہی فساد برپا کریگی عملداری کرنا طلسم اسکندریہ مین محال ہوگا مال طلسمی جان کا وبال ہوگا
یہ جو انجم نے پکار کر کہا یہ آواز کان مین ملکہ بران شمشیر زن کے پڑی بیقرار ہوئی تڑپ گئی سوچی کہ
ایرج نوجوان کے ساتھ دشمنی کریگی سحر کرکے بلند ہوئی آواز دی او مرائت کہان جاتی ہی مرائت
نے جو بران کو آتے دیکھا غصے مین پلٹ پڑی چند ماش کے دانے جھولی سے نکالے پیشانی پر نشتر مارا
خون مین دانون کو رنگین کیا ملکہ بران پر پھینک مارے سب نے دیکھا ابر یاقوتی بران پر گرا اسکے اندر
بند ہوگئی اُس ابر یاقوتی سے رعد کی گرج برق کی چمک پیدا ہیبت ہویدا سب کو یقین ہوا کہ ملکہ
بران شمشیر زن کو اس ملعونہ نے مارا ایرج نوجوان مجبور بے پرواز ناممکن تھے سر پیٹ رہا تھا اُس ابر
سے یکایک برق چمکی دیکھا ایک ستارہ اُس ابر کو توڑ کر بلند ہوا ابر کے ٹکڑے ٹکڑے ستارے سے آواز
آئی منم ملکہ بران شمشیر زن مگر سب نے دیکھا سر شاہزادی کا زخمی نیمچہ کھینچکر مرائت پر جا پڑی قریب
آکر نیمچہ مارا مرائت کا سر زخمی ہوا بران نے چاہا سر کاٹ لون مرائت نے جھولی مین ہاتھ ڈالکر چھوٹا سا
آئینہ نکالا ملکہ بران کو دکھا دیا سب نے دیکھا کہ ملکہ بران کو حیرت چہرہ اداس عالم یاس مبہوت
لب پر مہر سکوت لہرا کر طرف زمین کے چلی مرائت نیمچہ کھینچکر بڑھی کہ بران کا سر کاٹ لون طلسم کشا کو
داغ دون زمین پر سے یہ معرکہ ایرج نوجوان نے دیکھا کلیجہ تھام لیا ہر طرف غریو بلند ہوا لو یا وہ ملکہ
بران شمشیر زن سحر مین مرائت کے مبتلا ہوئین شیشۂ مو نوش نے گریبان پھاڑ ڈالا یا ربا یا غیاثا
کی صدا بلند ہوئی اُسوقت ایرج نوجوان نے بیقرار ہوکر قربان سے کمان فرکش سے تیر یازدہ مشتی تو رنگ
خدنگ سفتہ سوفار عقاب پر بحر کمان مین پیوست کیا زاغ کمان چلایا مرغ خیال سہما عقاب تیر نے
پر کھولے مرائت نے چاہا تھا کہ بران کو نیمچہ مارے تیر دلدوز تو وہ سینہ پر آکر پڑا مہرۂ پشت کو توڑ کر
پار گذرا بجاے خون جسم سے شعلہ ہاے آتش نکلے لاشہ لہرا کر طرف زمین کے چلا آندھی یا دآتھی سنگباری
برف باری ہونے لگی بیرون نے مرائت کے بہت کچھ غل مچایا کچھ تدبیر نہ بن پڑی آخر مین آواز آئی

کشتی درانام مین ملکہ مرائت جادو و بادشاہ اسکندریہ بوو افسوس مردیم وجان دادیم بمطلب خود نرسیدیم ملکہ بران کو ہوش آیا ہر ایک نے بہر سجدۂ شکریہ پروردگار سر جھکایا حیات تازہ حاصل ہوئی تسکین دل ہوتی چہار جانب چادر ہلنے لگی آوازین الامان کی بلند ہوئین رئیسان شہر مشیران ریاست لرزان ترسان خدمت مین ملکہ شمع رخسار کے حاضر ہوے عرض کی آپ وارث قلعۂ مقہوریہ ہین ہمکو بیچل کر قدمون پر طلسم کشا کے گرائیے خطا معاف کرائیے ملکہ نے شرما کر سر جھکایا لب بہ تبسم وحجاب کے خدمت مین ملکہ شیشہ مے نوش کے حاضر ہوئی عرض کی اے شہنشاہ لشکر طلسم کشا ان غربا کی خطا معاف فرمایئے ملکہ نے فرمایا مشہور کردو جن صاحب کو اطاعت منظور ہو سامری جمشید پر لعنت کرین دین اسلام ملت بیضا کی اطاعت کرین سب کی خطا معاف ہی طلسم کشا کا قلب مثل آئینہ کے صاف وشفاف ہی ملکہ انجم ماہ رخسار آگے بڑھین بلا کر سردارون کو قدمون پر شاہزادے کے گرایا ہزارہا بندگان خدا مطیع اسلام ہوئے زروجواہر نثار کرتے ہوے داخل دارالامارۂ شاہی ہوے تخت پر ملکہ شیشہ مے نوش فرنگل شوکت بہ شاہزادہ والا قدر شاپور شیر دل ملکہ رانی مین مصروف ہوا کرسی مکلل بجواہر برائے ملکہ بران شمشیر زن بچھی ملکہ شیشہ مے نوش تخت پر بیٹھنا قبول نہ کرتی تھی ملکہ بران نے مسکرا کر فرمایا کہ بوا بیٹھو تمھارا عہدہ سلطنت وریاست ہی تمھاری والدہ ماجدہ کی وراثت ہی شیشہ مے نوش نے آنکھین اپنی فرش کین پلکون سے جاروب کشی کی ملکہ انجم ماہ رخسار سامان عیش ونشاط مہیا کرتے مین مشغول ہین سعادتین حصول ہین جمال ماہ تمثال ملکہ بران شمشیر زن سے تمام بارگاہ منور وروشن ہی بوے زلف معنبر رشک سنبل بیچان سے وہ مقام گلشن ہی شاہزادہ ایرج نوجوان گلچینی گلشن جمال کی کر رہے ہین فخر حاصل ہی نظارۂ جمال سے تسکین دل ہی کلاہ فخر کو عرش اعلیٰ تک پہونچایا ہی وہ بلقیس وش پہلو مین ہی انھون نے مرتبہ سلیمانی پایا ہی آنکھین دیدۂ غزال کو آنکھین دکھانے والی زلفین سنبل کو پیچ وتاب مین لانے والی عارض پر بل کھا رہی ہین بو نے زلفین عنبرین سے سارا مکان بسا ہوا ہی ایرج نوجوان مسکرا کر یہ اشعار پڑھ رہے ہین غزل

یاد آ آ کے کسی کی شب ہجران زلفین
کیا دکھاتی ہین مجھے خواب پریشان زلفین

کر گئین آج تصور مین یہ احسان زلفین
لے گئین مانگ کے طول شب ہجران زلفین

دیکھو گر نا دم رفتار الجھ کر نہ کہین
پانؤن تک آتی ہین اے فتنۂ دوران زلفین

چاہ غبغب سے نکلتے ہی ہوئی قید نصیب
یوسف دل کے لیے ہوگئین زندان زلفین

دل چرایا نہین یا ورنہ کردن مین جب بھی
آئین عارض پہ اُٹھانے کو جو قرآن زلفین

پھر وہ شب آئے الٰہی کہ کبھی یار الجھے
کبھی عاشق سے رہین دست وگریبان زلفین

تیری مشاطہ نے افشان نہین چھڑکی اُنپر — ہوئی ہین صورت اژدر شرر افشان زلفین
سب حسینون کا ہے اُس شوخ حسین مین جلوہ — پتلیان آنکھون مین حورین ہین تو پریان زلفین
روح عاشق کو جو کرنا ہے پریشان پس مرگ — کھولیے آکے سر گور غریبان زلفین
ہائے رے صبح شب وصل کا عالم تیرا — دونون آنکھین وہ خماری وہ پریشان زلفین
کسکو دون کسکو نہ دون بخت پریشان ہین جلال — ایک دلکی مرے دونون ہین وہ خواہان زلفین

ملکہ بران شرما کر سر جھکا لیتی ہین لیکن ملکہ انجم ماہ جہار صیقل آئینہ دار و ملکہ شمع رخسار کی زحمد و زبان کرکے سامنے شاہزادہ کے لائین عرض کی حضور ملکہ شمع رخسار مقہور بن تہار کی دختر بلند اختر ہے حضور کا دین متین باعتقاد اختیار کیا اور یہ شیر دلیر شاہزادۂ نامدار یعنی صیقل آئینہ دار بادشاہ سابق طلسم اسکندریہ کا فرزند دلبند ہے جرات مکارہ نے اُنکے بزرگون کو قتل کیا شاہزادے کو قید کر لیا آپ کے آتے آتے یہان فتور برپا ہوا الحمد للہ ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ۔ حضور یہ وارث سریر سلطنت ہین صاحب ہمت و شوکت ہین ایرج نوجوان اپنے مقام سے اُٹھے بخلق و مروت بغلگیر ہوے اپنے پہلو مین جگہ دیکر ارشاد فرمایا کہ از قلعہ اسکندریہ تا بہ قلعہ مقہور یہ ہمنے آپ کو ناظم قرار دیا ملکہ شیشہ می نوش کو سپہ سلطنت کی احتیاج نہین صیقل نے عرض کی غلام کو منظور ہے کہ اب اپنی حیات تک دامن دولت نہ چھوڑون غلام کو راستہ ہوش ربا بخوبی معلوم ہے آئینہ ساحری غلام کے قبضہ مین ہے گویا وہ آئینہ خضر راہ ہے جو اُسکے جادۂ حقیقت سے بھٹکے وہ گمراہ ہے حضور کو عین مقام دریائے نیل پر پہونچا دونگا یہ سُنکر شاہزادۂ ایرج نوجوان مالامال محبت ہوے صاف چہرے سے ہویدا تھا کہ دولت کونین ملی کلی آرزو کی کھلی خوش ہوکر فرمایا اے صیقل نوجوان اے شیر بیشۂ طلسم اسکندری اے ماہ آسمان افسونگری ہم تمہارے بہت ممنون و مشکور ہونگے ہوش رُبا مین جانے کے بہت مشتاق ہین اپنے برادر بجان برابر کی جدائی مین مبتلائے فراق ہین بچپن سے ہمارا اُنکا ساتھ رہا اس زمانے مین فلک کجرفتار گردون غدار نے اسطرح سے جدا کیا کہ سالہا سال گذرے صورت دیکھنے کو اُس شیر بیشۂ جرات کی ترس گئے ملکہ بران شیر زن سر جھکائے خاموش حیرت و غیرت کا جوش صیقل سے اشارے کرتی ہین کہ برادرم اُنکے سامنے ہوش رُبا کا ذکر نہ کرو اُس سفر عظیم کی فکر نہ کرو آیندہ قباحت ہے دشمنون کے واسطے مصیبت ہے اگر افراسیاب جادو آگاہ ہو جاوے دشمنون کو اُنکے گرفتار کرے کسکی لیاقت ہے کہ اُسپر دست انداز ہوسکے صیقل اس اشارے کو نہ سمجھا براہ خیر خواہی قدمون کو ایرج کے بوسہ دیکر کل کیفیت راستے کی ظاہر کی انشاء اللہ ان حالات کو بھی تحریر کرونگا ناظرین پر سختی راہ کی ظاہر ہو جائیگی مگر راہبر یہ صاف باطن یعنی صیقل آئینہ دار

ٹھہرا ایرج نوجوان یہ باتین کر رہے ہین ئیسان شہر حاضر ہو رہے ہین کہ یکایک ہرکارون نے بڑھکر عرض کی کہ
آپکے سرداران نامی و پہلوانان گرامی کوہ عقیق سے تلاش کرتے ہوئے نکلے تھے در دولت پر حاضر ہین نام
اپنے یہ بتاتے ہین شیلم زنگی و فیلم زنگی و عنتر صباد عوجان دریا باری و سام بن عوجان و
میعاد درشک در آز اگر دن یہ نام سنکر ایرج نوجوان مثل گل کے شگفتہ ہو گئے ارشاد فرمایا جو ہمارے
سر کو عزیز رکھتا ہو وہ ان سرداران نامی و پہلوانان گرامی کو استقبال کر کے لائے صیقل نوجوان
و ملکہ انجم ماہ رخسار و ملکہ سمن بر وغیرہ واسطے پیشوائی کے گئے شاہزادے کے سامنے ان پہلوانون
کو لیکر آئے ایرج نوجوان اپنے دوستان صادق و محبان واثق کو دیکھکر اُٹھ کھڑے ہوئے ایک ایک
کو گلے سے لگایا پوچھا بھائیو کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی جب حضور کو ساحرہ نے نکلی ہم سے
آپسمین صلاح کی کہ چلکر اپنے آقائے نامدار مولائے قدرشناس کو تلاش کرین شکر ہے کہ مشقت ہماری
ٹھکانے لگی مراد حاصل ہوئی کہ حضور کو بدولت و اقبال پایا ایرج نوجوان نے کہا اے پہلوانان رستم
خصال وای شیران دشت جدال و قتال انشاء اللہ اب برائے ملاقات اسد نامدار چلین گے راہبر
دستیاب ہوا سب نے عرض کی بسم اللہ غلامان جانباز ساتھ ہین آرزو ہے کہ خاص ہوشربا مین چلکر وہ
تلوار چلے کہ روح رستم و اسفندیار تڑپ جائے اب یہ سردار جو آکر پہونچے باتین جرات کی ہونے لگین
صیقل کو ایرج نے پہلو مین بٹھالا اُس شیر دل نے رہبری کے نام سے عہدہ مصاحبت پایا ناگاہ
سیاح جہانگرد یعنی آفتاب عالمتاب منزل عالم کو طے کر کے سرائے مغرب مین جاکر فروکش ہوا ثابت
و سیارگان نے محفل عیش و نشاط نور آگین بصد تمکین برائے ماہ تابان آراستہ کی شاید نو عروس نے
چنگ مرصعی بجایا مشتری فلک بناز و کرشمہ اُس محفل فرحت منزل مین مصروف رقص و سرود ہوئی
بیان صحبت شاہزادہ ایرج نوجوان مین سامان عیش و نشاط مہیا ہوا مگر ملکہ بران شمشیر زن کو واسطے
بارگاہ فلک اشتباہ اگ استادہ ہوئی ظاہر مین سب کے سامنے ملکہ رخصت ہوئین انجم وغیرہ نے
ہر چند روکا فرمایا اب ٹھہرنا مناسب نہین ہے تمام امورات سلطنت طلسم نور افشان کا انتظام میری ذات
پر موقوف ہے ایرج سے آپس مین اشارے ہوئے ایرج اُٹھکر تنہائی مین آئے شاپور ہمراہ ملکہ
بران غرق زمین ہو کر آئین ایرج نے کہا کہ اے ملکہ عالم آج کی شب اور تشریف نہ لیجائیے بلکہ بران
بے اختیار زار زار روئین فرمایا اے شوریدۂ دشت محبت و اے آشفتہ وادی مودت زیادہ جوش و خروش
کو کام نہ فرمائیے اس عشق مین اپنی جان کو بچائیے ایسا نہو کوئی راز والد نامدار کو خبر ہو پہنچائے
مجھکو آپ کو دونون کو زندگی دشوار ہو جائے اپنی تو اب یہ کیفیت ہے اشعار

خاشاک شہر دم ہمہ اسباب جہان را
بینند بیک پردہ نہان را عیان را
شایان جرس قافلۂ ریگ روانست

با خس نبود دوستی آتش نفسان را
زخم دل کس بخیۂ مرہم نہ پذیرد
کے نالہ گلو گیر شود دردہ دلان را

اہل نظر انند کہ چون شعلۂ فانوس
باید کہ باندیشہ کشی تیغ زبان را

ہم نے تو اپنا سر ہتیلی پر رکھا موت کا مزہ چکھا مگر براے خدا اپنی جان بچائیے مقام راز و نیاز ہی ہونٹھ نہ ہلائیے ایسا نہو کچھ خرابی درپیش ہو زیادہ پس و پیش ہوا ابھی تک اسد نامدار نے لوح بھی نہین پائی جستجوے لوح مین تا بہ طلسم صندل پہونچے ہین دردسر مین مبتلا ہین ہم وہان بھی جاکر لڑے مرنج جادو صاحب علامت کو مارا راہ مین پلٹ کر گرفتار ہوے والد نامدار کو خبر پہونچی آفتاب جادو وزیر اعظم شہنشاہ براے مدد آیا ہم سبکو قید سے چھڑایا پھر نہین آج تک دریافت ہوا کہ اسد نامدار نے طلسم صندل کو فتح کیا یا مرحلہ جات پر گذر ہوا آپ سے رخصت ہوکر وہان کی خبر لینگے اس فکر سے مراد یہ ہی کہ ابھی طلسم کشائی ہوش ربا کی بھی ناقص ہی اگر خدا نخواستہ ہمارے خاندان سے فساد ہوگیا لشکر خواجہ عمرو کا جینا ہوش ربا مین قدم تھمنا دشوار ہو جاویگا یہ کہکر بران نے سر جھکا لیا چشمۂ چشم سے قلزم محیط موج زن ہوا صدف کا منھ کھل گیا گوہر آبدار اشک عارض انور پر گرنے لگے صاف ثابت تھا کہ بارش مروارید ابر قرہ سے ہو رہی ہی ہرچند ایرج نوجوان دامن سے اشک پاک کرتے ہین لیکن دریاے اشک کی طغیانی ہی کشتی چشم طوفانی ہی ہچکی لگی ہوئی ہی ناامیدی وصل مین تلب پر ہجوم غم و ملال ہی چشم گریان کا حال پر ملال ہی ان حالات مصیبت آیات نے ایرج نوجوان کے دل کو بیقرار کردیا خانۂ دل کو غم و الم سے بھر دیا دونون کی حسرت پر شاپور پچھاڑین کھاتا تھا جوش محبت مین ایرج نوجوان نے دست تمنا گردن معشوق عاشق خصال مین حائل کردیے بموجب مضمون شعر دہ رو رو کے دو ابر غم یون ملے ٭ کہ جس طرح ساون سے بھادون ملے ٭ دونون عاشق و معشوق روتے روتے بیہوش ہوگئے شاپور شیر دل نے گلاب کیوڑہ چھڑک کر دونون ہجران دیدہ آفت کشیدہ کو ہوشیار کیا دونون مثل آہوے صحرائی چونکے ہو رہے ہین آنکھین پھاڑ پھاڑ کر چہار جانب دیکھتے ہین شاپور شیر دل خائف ہوا کہ ایسا نہو ان دو مین سے ایک کا دم نکلجاے کیا جوش و خروش ہی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ اب اننسے صبر نہو سکیگا یہ مقدمہ طشت از بام افتادہ ہو جائیگا انجام اسکا برا ہی آنسو دونون کے پاک کیے لاکر مسند پر بٹھایا ایک ایک جام شراب پلایا عرض کی اے شہریار صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے اگر یہی حال ہی زندگی محال ہی جامع المتفرقین اپنا فضل شریک کریگا بچھڑے ہوون کو ملاتا ہی عاشقان مہجور کو روے شب وصل دکھاتا ہی ہر غم کے واسطے انتہا ہی بعد رنج کے راحت بعد شب ہجر روز وصلت سمجھا کر ان باتون مین بہلایا تب دونون کو کسی قدر تسکین

ہوئی اب دفتر حکایت و شکایت کھلے ہرچند شاپور عرض کرتا ہے کہ اے ملکۂ عالم رات کم ہے فراخ زلف شب
وصل برہم ہے لیکن دونون پر محبت کے جوش مین شراب الفت سے مدہوش ہین تھوڑے ہی عرصہ
مین شاپور نے دیکھا ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شمع محفل لہرائی چہرۂ ماہ تابان فق ہوا صداے موذن
سُنکر عاشقان صادق کا کلیجہ شق ہوا صداے الفراق و الوداع بلند عاشق و معشوق دونون
دردمند پروانون نے جلکر اپنی جان دی شمع محفل بھی ٹھنڈی ہوگئی اُسوقت محفل مین سناٹا شاپور نے
دو چار شعر بھیرون کے گائے دونون کے دل بھر آئے شب بھر روتے روتے گذری ملکہ بران شمشیر زن
نے اپنے دوپٹہ سے آنسو ایرج کے پاک کیے فرمایا کہ اے شیر بیشۂ صاحبقرانی اگر ہمارے بعد کسیطرح تم یونگے
بھرکو گئے ہمکو کبھی آرام نہ آئیگا اور ہمکو ہر وقت لڑائی درپیش ہے اگر طبیعت منتشر رہی حریف کی
بن پڑیگی ہم تجھو بی سمجھائے دیتے مین بدون ہماری صلاح تمے ہوشربا مین آنیکا قصد نہ کیجیےگا ہوشربا
ہدشش ٹہا ہے ایک ایک ساحر دہان یکتا ہے جب دریاے نیل پر لشکرکشی ہوگی اُسوقت ہم کسی طرح آپ کو
اطلاع دینگے ہماری تحریر پر کاربند ہوجیےگا ایکا ایک اتنے بڑے ملک مین آنا سراسر خلاف ہے ایرج نوجوان کو
بخوبی سمجھا کر ملکہ بران اُٹھین مگر اُٹھنے مین دل بیٹھا جاتا ہے قلب بھرآتا ہے بمشکل اپنے کو سنبھالا غم والم کو
ٹالا طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر طرف طلسم نور افشان کے چلین ایرج پہونچانے کو آئے تھے ملکہ بران
پلٹ پلٹ کر دیکھ رہی ہین جب رنگ رو ایرج متغیر پایا پھر پلٹ پڑین پھر سمجھایا دونون کی حسرت پر فلک
کو بھی جلکر ہی طریقۂ ظلم و ستم بھول گیا طائران صحرا زمزمہ سرائی بھول گئے متحمل پابگل تھے سرو انکی مصیبت
پر بیدل تھے کئی مرتبہ کے ایرے پھیرے مین ایرج روتے ہوئے واپس ہوئے بران نے صبر کا سنگ دل پر رکھا
مست مے محبت بحبر و قہر اپنے کو کشان کشان طرف طلسم نور افشان کے لیچلی ایرج نوجوان آکر داخل بارگاہ
آسمان جاہ ہوئے ملکہ شیشۂ مے نوش و انجم ماہ رخسار و شمع رخسار و صیقل آئینہ دار سب
دربار مین آئے قدمبوسی سے بادشاہ کی مشرف ہوئے ایرج نوجوان نے فرمایا اے برادر صیقل ہم چاہتے
ہین کہ ہمکو سرحد طلسم ہوش ربا مین پہونچاؤ عرض کی آنکھون سے غلام رہبری کریگا عنایت سے پروردگار
کی یہ نیازمند اس رسم و راہ سے بخوبی ماہر ہے لیکن اِس زمانے مین ناظمان دربند ہوش ربا سامان لشکرکشی
کر رہے ہین لشکر مہرخ و بہار پر چڑھائی ہے ہر مقام پہ ہمکو آپ کو روکین گے خرلج گزاران افراسیاب
ٹوکین گے جا بجا لڑائی ہوگی بڑی سختیون سے تا بہ ہوش ربا رسائی ہوگی ایرج نوجوان نے کہا اے برادر
خیال محال کو دل مین جگہ نہ دو لشکر عیار کردو یہ فرماکر ایک عرضی خدمت مین اپنے والد نامدار کے تحریر کی
خلاصہ مضمون اُس عرضی کا یہ تھا کہ اے قبلہ و کعبہ بعد آداب تسلیمات جہد عالی تبار سے عرض کیجیے گا

کہ اقبال سے حضور کے آکر طلسم اسکندریہ کو فتح کیا شاہزادہ اُس ملک کا صیقل آئینہ دار ہمارا رہبر ہوا اُسکو ساتھ لیکر طرف سرحد طلسم ہوش رُبا کے بتاریخ فلان روانہ ہوے دعاے خیر سے غلام کو اپنے فراموش نہ فرمایئے گا یہ عرضی شتر سوار لیکر طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوا یہان ایرج نوجوان نے ملکہ شیشہ مے نوش کو بادشاہ لشکر صیقل آئینہ دار کو کل لشکر کا افسر انجم ماہ رخسار مقدمۃ الجیش سمن بر کو خدمت آب و آذوقہ شمع رخسار کو کوچ و مقام کا اختیار اسطرح سے لشکر ظفر اثر کو تیار کر کے بعد کرو فر بجاہ و حشم طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے طرف طلسم ہوش رُبا کے روانہ ہوے

دو کلمہ داستان شوکت بیان آفتاب عالمتاب جرأت و شوکت ماہ آسمان جلالت ریاست تہور شعار اسد نامدار و ذکر مہر سپہر عیاری خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری بعد فتح طلسم صندل روانہ ہونا طرف دربند مہرو ماہ کے اور مقابلہ مہرو ماہ جادو بر وقت پہونچنا سرداران خونخو کا براے مدد اسد نامدار و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ

پلا ساقی مئے گلرنگ کا جام — صبا لائی ہے گلشن مین یہ پیغام
کہ آمد آمد فصل جنون ہے — ربیع ساقی خوشی سے لالہ گون ہے

زلیخا کھینچے ہے باد تند چادر — ہوا صحن چمن آئینہ اسلوب
معطر ہے زلیخاے گلستان — صبا سیار ہے عنبر افشان

بٹھی لفظون مین سنبل کی مہک ہے — سراپا سرو مین قد کے لچک ہے
نہوا اسوقت تو مجھ پاس ہے تھہر — ہوا کیا دیکھ ٹک آ کر سر نہر

سرو دست یان جو ملک ہے کر تو باور — کہ اوڑھی سنگ نے تختے پہ چادر
ارے زاہد یہ ہے انصاف سے دور — رکھے تو اس ہوا مین مجھکو مخمور

نہ آنا یان ترا ایسی قضا ہے — مرا جینا اگر تیری رضا ہے
تو آ جلدی کہ اب مجھکو نہین تاب — قدح کر دے لبالب لیکے وہ آب

کہ جیسکے آگے آب زندگانی — بھرے خضر کے چشمے سے وہ پانی
جو سیر باغ دل تیرا نہ چاہے — چلین صحرا کو ہم تو گاہ گاہے

خدا جانے زمانے کا ہے کیا طور — ہوا ہے آن مین کچھ اور سے اور
نہ پھر بلبل ہے نے گل ہے نہ یہ باغ — لبون پر ہے فغان و دل پہ ہے داغ

روا مت رکھ تو میری تشنہ کامی — قسم تجھکو بہ مولاناے جامی
قسم ہے تجھکو اپنے زلف رو کی — قسم ہے تجھکو گل کے رنگ و بو کی

تجھے اپنی ملاحت کی قسم ہے — مرے دل کے جراحت کی قسم ہے
تجھے جھوٹی قسم اپنے کی سوگند — بگڑنے دم بدم اپنے کی سوگند

تجھے ہے اپنی مستی کی سوگند — تجھے اپنی زبردستی کی سوگند
تجھے شیشہ ڈھلکنے کی قسم ہے — تجھے ساغر چھلکنے کی قسم ہے

تجھے ہر بار کی رنجش کی سوگند — مری ہر دم کی آمیزش کی سوگند
قسم ہے نازکی کی تجھے یار — قسم ہے نشۂ مے کی تجھے یار

قسم ہے تجکو میری چشم تر کی — قسم ہے میری آہ بے اثر کی
قسم ہے میری فریاد و فغان کی — قسم ہے عندلیب بوستان کی

تجھے سوگند بسمل کی طپش کی — تجھے سوگند اس دل کی خلش کی
مری الحاح و زاری کی قسم ہے — مری بے اختیاری کی قسم ہے

تجھے ان پیاری قسمونکی قسم ہے — پہونچ جلدی کہ فرصت کوئی دم ہے
مجھے دیوے اگر تو بادہ ناب — کرین مجلس مین تیرا شکر احباب

گردن اس تشنگی مین اسکو بن نوش — گھر سے پر ہو سبکا دامن گوش
اگر دو چار دے تو ساغر ل — قصص تجھسے کہون رنگین ازل

چہرہ سیاحانِ دشت معانی و مسافران منازل سخندانی جادہ رسم وراہ داستان شوکت بیان
کو یون طی کرتے ہین شعر بیا اے خردمند فرخندہ پے * کہ سازیم این جادۂ سحر طی * جبکہ فارس
میدان شجاعت یکہ تاز عرصۂ جلالت صف شکن تیغ زن غضنفر محیط طلسم کشائی نہنگ بحر زخار تیغ آزمائی
افسر لشکر حجازی شاہزادۂ اسد بن کرب غازی و مہتر مہتران و بہتر بہتران و سرہنگ سرہنگان نسیا دہ
بلاد نبی آدم مولانا ئے معظم و مکرم دو ندۂ بیدرنگ قلعہ گیر بے جنگ نامی و نامدار خواجہ عمرو دیو قاطلسم
صندل کو فتح کر چکے اب صلاح ہوئی کہ جلد طرف دربند مہروماہ کے روانہ ہونا چاہیے ملک اخضر و نعیم
جادو و فہیم جادو و دیگر سرداران نامدار حاضر خدمت فیضدرجت ہوئے ایک ہفتہ مین انتظام لشکر ظفر اثر ہوا
ملک اخضر کو تخت پر سوار کیا اسد نامدار زیر سایۂ علم تیغ پیکر بصد کر و فر بجاہ و حشم تمام و بشوکت مالا کلام
طرف دربند مہروماہ کے راہی ہوئے کارگزاران ملک اخضر بارگاہ فلک رفعت لا دلیکر بعہدۂ سپہسالاری آگے
بڑھے جس مقام پر جاکر لشکر اترا وہان کے زمیندار تعلق دار راجہ بابو آکر حاضر ہوئے سامان دعوت مہیا کیا
سبب ملک اخضر بادشاہ سابق طلسم صندل کے کل متعلقین حوالی طلسم صندل حاضر ہوتے ہین ہم بدم لشکر بڑھتا
جاتا ہے خواجہ عمرو بھی خوشی خوشی لشکر کے ساتھ ہین ہر شب کو صلاحین ہوتی ہین کہ انشاء اللہ دربند
مہروماہ پر پہنچین گے لوح طلسم دستیاب ہوگی لڑتے بھڑتے تا بہ مرحلہ جات جائینگے افراسیاب سے
مقابلے ٹھہرینگے اب ناظمان دربند کو ڈھونڈینگے اخضر عرض کرتا ہے اے شہریار نامدار لشکر سب بھاگین گے غلام
آپ کا ایک ایک کو پہچانتا ہے یقین کامل ہے غاشیۂ حکم کو دوش ہوش پر رکھکر مانند غلامان حلقہ بگوش
در دولت آستان عالی پر آکر حاضر ہونگے انشاء اللہ مرحلہ جات کی فتاحی کی جلد صورت پیدا ہوگی
لیکن حضور افراسیاب طبقہ زمین کا ہلا دیگا لاکھون کا کھیت پڑیگا دشت لالہ زار بنجائیگا خون کے دریا
بہا دیگا خواجہ عمرو فرماتے ہین کیون اے ملک اخضر تجھے بھی لوح کے آنے کی کچھ خبر سُنی تھی جب صرصر نے
جاکر اسد غازی پر عیاری کی لوح لاکر افراسیاب کو دی تب ہمنے اپنی آنکھون سے دیکھا ایک
نرگا ڈ پیدا ہوا دہن کو مثل قعر بلا کھولے ہوئے افراسیاب نے اُسکے منھ مین لوح ڈالدی تھی جب
مین نے حیرت کی صورت بنکر منہ کی اور کیفیت لوح پوچھی افراسیاب نے صاف کہدیا کہ دربند مہروماہ
پر مین نے لوح کو بھیجا مہروماہ جادو کے پاس لوح ہے اُس نشان پر عنایت سے پروردگار کے مین آیا
تا بہ طلسم صندل پہونچا طلسم صندل بھی فتح ہوا درمیان مین ہر شخص کا یہ قول تھا کہ صندل جادو کا
قتل ہونا نا ممکن ہے وہ بھی انگوٹھی ملی عنایت خدا سے دستگیری ہوئی اُسکو بھی قتل کیا اب تو یار و منزل
مقصد قریب ہے اخضر جادو تو خاموش ہو رہا کچھ جواب نہ دیسکا ملکہ گوہر جادو نے عرض کی اے

شہنشاہ عیاران عالم اے محترم و محتشم ان حالات کی وقفیت جسقدر کنیز کو ہی کسی کو اس مقدمہ مین دخل نہین آپ جب حوالی طلسم مین تشریف لائے پہلے مجھکو خبر ہوگئی مین نے شاہزادہ صندلان صندلی پوش کو بھیجا مرا دہ اس بیان سے یہ ہی کہ مجھکو خبر ہوگئی اگر کوئی شخص حقیر بھی اس جانب سے جاتا لونڈی کو خبر ضرور ہوتی نہین معلوم اسمین کیا بھید ہی خدا آپ کی مشقت کا انجام بخیر کرے دربند مہر و ماہ پر لوح نہین ہی آئندہ اقبال شاہنشاہی کی برکت سے اگر لوح دربند مہر و ماہ پر ملجائے عنایت پروردگار ورنہ ہم نہین عرض کرسکتے ان باتون کو سنکر عمرو کے ہوش و حواس اُڑے جاتے ہین خیر خواہان دولت کے قالب تھراتے ہین لیکن لکھا ہی کہ بعد از قطع منازل و طی مراحل قریب دربند مہر و ماہ لشکر ظفر اثر اسد نامدار کا گذر ہوا مہر و ماہ جادو دونون شاہزادیان جو دربند مہر و ماہ کی حاکم ہین خبر ین سنکر آمد طلسم کشا کی بیرون شہر آئین بارگاہ مین اپنی بھی استاد کرائین لشکر چار لاکھ ساحران غدار کا آکر فروکش ہوا مہر و ماہ دونون بہنین حسن مین یکتا سحر و ساحری مین انکا شہرہ اپنے سامنے کسی کو موجود نہین جانتی ہین سحر و ساحری مین بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر کنارے پر لشکر کے ٹہل رہی ہین کہ آمد آمد لشکر طلسم کشا ہوئی پہلے سب سے صندلان صندلی پوش بصد جوش و خروش مع ستر ہزار ساحران نامی و گرامی آکر اترے دوبارہ پھر گرد اڑی نعیم جادو و فہیم جادو وزیر اعظم دستور معظم مع ساٹھ ہزار ساحران نامی و گرامی آکر اُترے انکے بعد گرد عظیم بلند ہوئی بلا زمان مہر و ماہ جادو نے دیکھا صدا آئی اشعار

یلا نوجوانو بڑھے جائیو	دہ جانب باگین لیے جائیو
ترقی ہو اقبال کی دمبدم	بڑھے عمر و دولت قدم با قدم

سب دیکھنے لگے دامن گرد شگافتہ ہوا انکی نگاہ پڑی جمال خورشید مثال شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی مرکب باد رفتار پر سوار گرد سرداران نامدار چہرہ مثل آفتاب و ماہتاب روشن دریائے سلاح مین غوطہ مارے ہوئے نور سرداری و سالاری جبین مبین سے ساطع و لامع فتح و ظفر جلوہ کنان نظم

دُر ہو قطرے سے اے بحر سخا کے ممتاز
زندگی بخش مسیحا کا ہو لافک اعجاز
تیوری کی گانٹھ کا کب ہے کھلے ہو عقدہ
انکھڑیان ہین تری ظالم کہ کوئی شعبدہ باز
کیا بیان اسکی عدالت کا [illegible]
رعب کنجشک سے پرواز کرے صورت باز

گر ترا دست کرم ابر سے ہووے ناساز
ندرہے نگام ادا ایک جہانکا دل و دین
ہوویگی یہ گرہ دہر کی ہان محرم راز
کینہ جوئی کا تو کیا ذکر ہی سبحان اللہ
سحر ہی صولت عدل آپکے تئین گہ اعجاز

یہ مسلم ہی کہ وہ مہ پہ کہ آفاق کے بیچ
ناز کیوقت گریبان و عالم ہی نیاز
گاہ نرگس نظر آوین گہے آہوئے ترک
مہربانی کا تری جور فلک با انداز
باز و کنجشک کی کھنچین جو صور تصویر

اس رعب و سطوت تہور و شجاعت لیاقت کو دیکھکر اہالیان دربند مہر و ماہ دنگ ہوگئے ایک ایک کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آئینہ جمال دیکھکر ہر ایک کو سکتہ تحت پر

ملکہ اخضر جہان دیدہ کار آزمودہ مدت کے بعد قید سے رہائی پائی جان دینے پر آمادہ پروانۂ جمال طلسم کشا ایک جانب سے دیکھا شہنشاہ عیاران سرگردۂ خنجر گذاران باج ستانندۂ ریش ساحران بانی بناے آرائین قصور مکاران خنجر گزاران عالم کے افسر خواجہ عمرو نامور مع چالیس پیک بچون کے جست وخیز کرتے ہوئے ہمراہ طلسم کشا نمایان ہوئے بارگاہین استادہ ہوئین طبل بردا خلہ کے چوب پڑی بازارین آراستہ ہوئین طریقہ سے ثابت ہوتا ہی کہ بھیر تو کئی مہینہ مین آکر پہونچے گی چھکڑون کا تانتا لگا ہوا ہی صداتک تک کی بلند ہے ٹٹو ٹاپ پر چلے آتے ہین بازی بنجارہ غلے لدے ہوئے آواز زنگ آرہی ہی منتظم بارون کے درکہاے باد رفتار پر سوار بصد جاہ و وقار آتے جاتے ہین انتظام بازار مین مصروف انکی ذات پر کارگزاری موقوف مہرو ماہ جادو آمد لشکر طلسم کشا دیکھکر دنگ ہوگئین وجد کرتی ہوئین بارگاہ مین اپنی آکر تخت پر متمکن ہوئین وزرا امراسے ذکر ہونے لگے کہ صاحبو تمنے سطوت و لیاقت طلسم کشا کو دیکھا طلسم صندل کیونکر فتح ہوا صندل جادو کیونکر قتل ہوئین مشیران سلطنت نے عرض کی اے ملکۂ عالم طلسم کشا صاحب اقبال جرات مین فخر رستم و زال اہالیان طلسم ہوش ربا بدنام نمکحرام نالائق بیہودہ اپنے مالک سے محبت نہین کلام کرنے کی لیاقت نہین یہ لوگ فصیح بلیغ عقیل فہیم دانا ے روزگار رہگرد عیار مکار غدار وہ لوگ آپ کے شریک ہوجاتے ہین ہرشخص کا وہ نشان تبلاتے ہین دیکھیے کس قدر سرداران طلسم صندل شریک ہین ایک کو در دسر نہوا چاہیے تھا اپنے مالک کو بچاتے اگر حفاظت بوجہ احسن ہوتی عمر بھر طلسم صندل فتح نہوتا نہین معلوم سامان قتل صندل کیونکر ممکن ہوا مہرو ماہ جادو نے جواب دیا ہم حیران ہین طلسم کشا کی ہم پر کیون لشکر کشی ہوئی باعث سرکشی کیا ہی کسی نے کچھ نشان تبلایا ہی نہین معلوم طلسم کشا کیا سمجھا ہی یہ حال ہر ایک پر ظاہر ہی ہر عقیل و فہیم اس بات سے بخوبی ماہر ہی چیونٹی کی جب قضا آتی ہی تب پر پیدا کرتی ہی دم پرواز کا بھرتی ہی ع صید را چون اجل آید پے صیاد گرفت ہ خیال یہ بڑا ہی کہ طلسم کشا یہان سے واپس کیونکر جائیگا سب نے عرض کی حضور کل مال و اسباب لوٹ لین گے سب باغیون کی مشکین باندھکر حاضر کرینگے ملکہ مہرو ماہ جادو نے جو اپنے مشیران سلطنت وزیران اُبہت وافسران لشکر و ساحران نامور کو دیکھا کہ آمادۂ حرب و پیکار ہین سب بہادر نامدار ہین دور جام بے اندیشۂ انجام چل رہا ہی نشے مین آکر حکم دیا نقارۂ رزمی بجے کل صبح کو لشکر طلسم کشا سے مقابلہ ہی کئی سو نقارے پر چوب پڑی ہرکارہ لشکر اسد نامدار کے جو لشکر مہرو ماہ جادو مین حاضر تھے خبرین لیکر چلے یہان بارگاہ طلسم کشا مین سریر جہانبانی پر ملکہ اخضر زنگل شوکت پر اسد نامور کرسی جواہر نگار پر خواجہ عمرو مرقع دربار تصویر سرداران سے معمور یکایک ہرکارے آکر حاضر ہوئے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اٹھاکر دعا و ثناے بادشاہی بجالائے قطعہ

بادشاہا بارگاہت چون فلک پر نور باد
داد عدلت در سراے آخرت معمور باد
ای فریدون ہمت و رستم دل و جمشید فر
تیغ تو بر فرق دشمن ناصر و منصور باد

شہریار عالم کی عمر دراز ہو ملکہ مہر و ماہ جادو نے طبل جنگی بجوایا کل ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آراے نبرد ہون آتش کین و عناد و فساد کو دو بالا کرین باقی خیر و عافیت ہی یہ سُنکر اسد نامور نے ملکہ اخضر کی جانب اشارہ کیا حکم ہوا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگی بجے اُسی دقت بموجب ارشاد فیض بنیاد اسد نامدار نقارۂ رزمی پر چوب پڑی قطعہ

بزد طبل را آنچنان طبل زن
کہ در دید میت ز ہیبت کفن
دہل زن دہل زن بہ تحسین او
ہمین دین او دین او دین او

کُل لشکر مین ہنگامہ ہوا کہ طبل جنگی بجا کل لشکر ساحران مہر و ماہ سے مقابلہ ہی دیکھین گردون دون و انقلاب سپہر بوقلمون تاج دولت کسکے سر پر رکھتا ہی اور خاک مذلت مین کون آلودہ ہوتا ہی دیکھین کون صاحب تاج و سلطنت ہی کسکی تقدیر مین ذلت ہی بموجب مضمون مطلع کتنے مفلس ہو گئے کتنے تو انگر ہو گئے ٭ خاک مین جب ملگئے دونون برابر ہو گئے اشعار دیگر

کل ایک تارک دنیا سے مین نے پوچھا ذوق
کہ تو اُکھڑ کے ادھر سے ہوا اُدھر پیوست
گذرتی ہوگی بآرام زندگی تیری
کہ تجھکو اب غم نیست ہی نہ شادی ہست
کہا یہ اُسنے کہ قید حیات مین انسان
کبھی نہوگا دل آسودہ گو ہو ست الست
اُٹھائے ہاتھ جہان سے ولے ہو کیا امکان
کہ با فراغ کرون کنج عافیت مین نشست
چھٹا جو کوئی گرفتاریون سے دنیا کی
تو سلسلہ مین فقیری کے پھر ہوا پابست
رہا وہ خدمت مرشد کی قید مین برسون
کہ حق پرست ہو وہ پہلے جو ہو پیر پرست
گر ایک عمر مین پہونچا مقام اعلےٰ پر
کہا یہ شوق نے ہو ہمت بلند نہ پست
جو دستگاہ تصرف مین بھی ہوئی اُسکو
تو یہ ارادہ رہا اور بھی ہون بالا دست
ہمیشہ جنگ رہی بعد صلح کل کے بھی
کہ نفس سرکش دشمن ہی اُسکو دیجے شکست
جو ہوشیار رہی تو ہی وہ شرع کا پابند
پھنسا ہوا ہی وہ کیفیتون مین کرمی مست
نہین ہی دام خلائق سے مطلق آزادی
مجال کیا کہ نکل جاے کوئی کرکے جست
کہا ہی خوب کسی نے یہ شعر برجستہ
گیا زبان سے نکل اُسکی جیسے تیر از شست
کہ کرد قطع تعلق کدام شد آزاد
پرندۂ نہ ہما باخدا گرفتار ست

مراد یہ تھی کہ دنیا مقام عبرت ہی عشرت کی جگہ نہین اسکا طالب ہمیشہ اندوہگین ہی لشکر مین تیاریان
ہونے لگین ہوم خانے استادہ ہوئے اسباب سحر کی تیاری مین ساحران غدار مصروف ہوئے غیر ساحر
سپرون کو درست کر رہے ہین تیغے چرخ چڑھے کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین ہی تیرون کو زہر سے آبداری
دیجاتی ہی نعرۂ مردان عالم سے زمین تھراتی ہی لشکر قہر و ماہ مین سحر و ساحری کا انتظام یہ دونون
شاہزادیان نہایت زبردست ہین ہوم خانے مین داخلہ کیا اسباب سحر حاضر ہوا سحر خوانی مین مصروف
ہین علم شعبدہ مین خوب انکو وقوف ہین ہمراہیان طلسم کشا کو کب مانتی ہین اخضر کو حقیر جانتی ہین
یہی ذکر ہو رہے ہین کہ وہ پیرزن مین گیر ہم سے کیا لڑیگا سحر مین خوب معرکہ پڑیگا طلسم صندل فتح کرکے
بہت شیر ہوئے اُن روباہ صفتون کو مار کر دلیر ہوے بیان سے بچکے کہان جائینگے پہلی لڑائی مین شکست
پائینگے طلسم کشا کے ساتھ بڑا مال ہی نہایت صاحب جاہ و جلال ہی کل سب کچھ قبضہ مین آجائیگا قید
طلسم کشا لیکر طرف شہنشاہ کے چلینگے انعام اکرام ملینگے بعض جنکو جان کے خوف ہین وہ بھاگنے کی تدبیر کر رہے
ہین دم نامردی کا بھر رہے حیلے حوالے کی تلاش ہی کیا لمکر افسر سے فرصت لین اپنے اہل وعیال مین
ہو پہنچین اگر اسی طرح جان دیتے چالیس برس کا سن کیونکر پہونچتا سیکڑون لڑائیون سے بھاگے باعزت اپنے
گھر چلے آئے یہی بڑی بات ہی لوگ بھگوڑا کہین گے زخمداری کی مصیبت تو نہ سہین گے مُنہ پر ہمارے
کوئی کہہ نہین سکتا مرد سپاہی مشہور ہین آمد کی تو ہم ایسے آتے ہین بڑے بڑے گھبرا جاتے ہین آخر برا تے
ہوئے اُٹھے رسالدار کے پاس آئے کہا میان افسر صاحب ہماری جورو علیل ہی ہمکو فرصت دیجیے ابھی
گھر جائینگے تڑکے چلے آئینگے افسر نے کہا آج کی شب فرصت نہین مل سکتی صبح کو میدان کارزار مین بڑ نام
بزرگون کا روشن کرو انھون نے جواب دیا حضور ہمین اب آپکے کہنے سے زیادہ ضد ہوئی ہرگز نوکری نکرینگے
ابھی چلے جائینگے یہ کہتے ہوئے بارگاہ سے نکل آئے گھوڑا تیار کیا پرتل کے ٹٹو پر اسباب لادا کوچ کرتے
ہوئے چلے راہ مین کوئی دوست ملا پوچھا بھائی کہان کہان چلے جواب دیا بھئی مرزا تمنے سُنا آج بُری خبر
ہو گئی رسالدار صاحب بہت گھبرا گئے ہین لوٹ مار مین مال پا گئے ہین ہم سے کہتے ہین زندی لاؤ بھلا ہم
ایسی باتین کب سُننے والے ہین ابھی استعفا دیا لیکن کل کی لڑائی ضرور لڑینگے اسباب گھر پہونچا کر چلے آئینگے
یہ کہتے ہوے گھوڑے کو بڑھا کر نکل گئے صدہا تو ایسے حیلے حوالے کرکے نکلے بعض بیٹھے بیٹھے رونے لگے غش
کھا کے گرے ساتھ والے دوڑے کہتے ہوئے بھائی شیخ صاحب کیا ہوا بڑی مشکل سے آنکھ کھولی
ہانپ رہے ہین کانپ رہے ہین بڑی مشکل مین جواب دیا بھائی ڈولی منگوا کر ہمکو سوار کرکے گھر پہونچا دو
درد جگر وہ اُٹھا ہی اسی عارضہ مین دادا پردادا مرے لوگون نے گھبرا کر ڈولی مین سوار کیا اشارہ سے

کہا گٹھری تھچی بھی رکھدو صبح کو زندہ رہے تو لڑائی کے وقت ضرور آئینگے ڈولی مین پردہ بندھوا لیا
لشکر سے نکل گئے جب جنگل مین پہونچے تلوار کھینچکر نکل آئے کہارون سے کہا اے حرامزادو تم نے ہمین مردہ
سمجھا کہان لادکے لائے ہو جوان لوگ کہین ڈولی مین سوار ہوتے ہین جاؤ سامنے سے ٹل جاؤ نہین تو ابھی
مارونگا دھوان تک پیٹ مین اُتر جائیگا کہار بیچارے لرزان ترسان بھاگے مگر کوستے ہوئے یا آلات اعلیٰ
مناتِ معلیٰ اس ظالم کو سزا ملے وہان سے سوار ہو کر آیا دو کوس پر لاکے چھوڑا اُسکا کہاری کا نہ دیا اسکو
بھی سزا ملے رات کا وقت بیچارے کہار ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اس خیال سے کہ رات کو بھٹک کر
نہین معلوم کہان نکل جائینگے مگر وہ ظالم شیخ براتا بڑبڑاتا جاتا تھا قریب ایک گانون کے پہونچا دس
پانچ پاسی کنارے گانون کے بیکے دکے کی خیر منانے کو آپہونچے تھے اُنھون نے آدمی کی آواز سُنی پکارے
کون آتا ہے اب شیخ جی گھبرائے جواب دیا ہم ہین فتح دھقیم خان پاسیون نے کمٹھے چڑھائے تکے جوڑے کہا
میان ہتھیار کپڑے رکھدو جب تو شیخ جی ہاتھ جوڑنے لگے کہا بھائی لو رکھ لیو تم سے ہمکو کیا عذر ہے پاسیون نے
غرقی بندھوا دی اب شیخ جی سوچے سوا لشکر کے اب کہان جائین چلو پلٹ چلین روتے پیٹتے پلٹے
کہارون نے کہا وہی مسخرہ ننگا لُچا چلا آتا ہے پکار کر پوچھا میان شیخ جی کیا ہوا کہا بھائی ٹھہرا ہمین غصہ آیا
کہ جا کر حریف کو مارین اب اسوقت ہم اپنے جامے سے باہر ہین چلو تم بھی چلو ہماری جرأت دیکھو نامرد تو
یون جان بچاتے پھرتے ہین مگر وہ جو صاحبان جرأت وبیاقت ہین آمادۂ مرگ وحیاے قضا باپ بیٹے کو
سمجھا رہا ہے کہ نور نظر نمک سرکاری کھایا ہے قدم پیچھے نہ ہٹانا ڈٹکر تلوارین مُنھ پر کھانا شعر بیادے جاؤ
عروس موت کو دو طلاق اس زندگی کی سوت کو ، دنیا ناپائدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے مرد سپاہی
کی یہی آبرو ہے تیغ بید ریغ معشوق خونریز ورینت پہلو ہے سب طرح کے لوگ ہین شعر کند ہمجنس باہمجنس
بتجویز ، مخنث با مخنث ہنر با ہنر چار پہر رات اسی ہنگامہ مین گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ہر طرف
ہلڑ تھا سحر ہوگئی شہنشاہ پردۂ ظلمات نے شکست کھائی مع فوج ثابت سیارگان فرار پر قرار کیا
شہنشاہ زرین پوش نے بصد جوش وخروش فوج شعاع وضیا کو ہمراہ لیا نیزۂ خطوط شعاعی ہاتھ مین
تیغۂ مہر کو حمایل کیا اشہب صبا رفتار چرخ نیلی پر سوار ہو کر وارد میدان کارزار ہوا لشکر جانبین کے
سمت کارزار چلے یہان دردولت اسد نامدار پر سرداران نامی کا جماؤ جلوخانہ مین آکر ٹھہرتے جاتے
ہین یکایک پردہ اُٹھا بیشۂ بارگاہ سے شیر حجازی اسد بن کرب غازی برآمد ہوا سرداران نامی ہولیے
تسلیم خم ہوے شاہزادۂ صندلان صندلی پوش ساٹھ ہزار جوانان صف شکن تیغ زن کو لیکر حاضر
ہوا ہمراہ رکاب ہولیا ملک اخضر تخت پر سوار ہوا ملکہ گوہر جادو بصد آبرو پہلوے تخت مین یک جانب

فہیم و نعیم باپ بیٹے سلاح جنگی ذات پر آراستہ مرنے پر آمادہ ولپشت پر ساحر و غیر ساحر فنون جنگ سے بخوبی ماہر اسد نامدار زیر سایۂ علم شیر پیکر اس جاہ جلال سے وارد میدان کارزار ہوئے دیکھا کہ آمد آمد لشکر مہر و ماہ جادو شروع ہوئی دونوں بہنیں تخت پر سوار تاج شہریاری بر سر اسباب سحر جھولیوں میں بھرا ہوا گرد بڑے بڑے جادوگر بصورت مہیب و بہ شکل عجیب اژدرہاے آتش فشان پر سوار علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے پھریروں پر تصویریں لات و منات کی ترسول ہاتھ میں صدائے یا سامری و جمشید بلند مغرور خوشامد پسند اس طرح دونوں لشکر میدان کارزار میں آکر جمے میمنہ و میسرہ و قلب و جناح و ساقہ و کمینگاہ طرفین سے آراستہ و پیراستہ نقیبوں کو اشارہ ہوا نقبائے بلند آواز بصد سوز و گداز میدان کارزار میں پہونچے سرود چھیڑے آوازیں لگائیں نظم

اجل لگائے ہوئے گھات ہر کسی پر ہے	بہ ہوش باش کہ عالم رواروی پر ہے	تو دیکھیا کفن ہے ساکنان ملک ہستی ہے
عدم کی راہ سیدھی ہی بلندی ہو نہ پستی ہو دیکھ	ابر رحمت اگر نہیں اے ذوق	بیکسی گور پر برستی ہے

نقیبوں نے وہ اشعار عبرت آمیز پڑھے مردانِ عالم کو سنائے آگئے نقشہ ناپائداری عالم آنکھوں کے نیچے پھر گیا عیش و راحت کا لطف نگاہ سے گر گیا قریب تھا کہ ساحر جانبین کے برائے مقابلہ میدان کارزار میں نکلیں کہ صحرا سے گرد اڑی سب دیکھنے لگے سامنے آکر دامن گرد شگافتہ ہوا آگے آگے سو علم نشان لاکھ سوار کا ہر ایک علم کے پھریرے پر تعریف سامری و جمشید کی مرقوم آمد فوج کی دھوم آگے آگے ایک کرگدن سوار پچاس ارش کا قد و قامت دیو ہے کہ قالب انسان میں سمایا ہوا چوڑا تیغہ مثل تختۂ دوکان عطار کمر میں ابروؤں پر بل غرور و تکبر چہرے سے ظاہر نیزہ تاڑ کا درخت صاف ثابت ہوتا ہے تاڑ کے درخت میں سنان و بنان درست کی ہے سپر فولادی فراخ دامن سیاہ رو کی پشت پر گرداب دریاے نیل سے مثال آنکھیں غصے سے لال لال قوی تن قوی ہیکل جیسے ہی ملکہ مہر جادو کی نگاہ اُس جوان قوی ہیکل پر پڑی ماہ جادو سے مسکرا کر کہا بہن تم نے پہچانا شاہور فیل پیکر ہمارا خراج گزار پہلوان نامی و نامدار حال لشکر کشی مسلمانان سنکر آیا ہے یہ کہکر ساحروں کو حکم دیا جلد جاکر استقبال کرو ہمارے سامنے لاکر پہونچاؤ نہایت خیر خواہ ہے ساحران نامی گئے شاہور فیل پیکر آکر سامنے مہر و ماہ کے گینڈے سے کودا پایۂ تخت کو بوسہ دیا ملکہ نے دست شفقت پشت پر رکھا پوچھا اے پہلوان دوران اے گرشاسپ جہان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی حضور کی زیارت کا اشتیاق ہوا یہ بھی غلام نے سُنا کہ طلسم کشا آپ سے برسر پرخاش ہے جنگ کی تلاش ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ طلسم کشا کو جرأت کا بڑا دعویٰ ہے بڑے بڑے پہلوانوں کو مارا ہے جوانان شیر دل کو للکارا ہے

غلام کو خواہش ہو کہ جاکر طلسم کشا کو لوٹ کے شکین باندہ کے خدمت مین حاضر کرے مگر حضور یہ انتظام کرین کہ جانبین سے سحر نہونے پاے غلام آپ کا جرأت و شوکت سے طلسم کشا کو زیر کرکے پایۂ تخت شہنشاہی کو بوسہ دلائے مطلب دلی ہاتھ آئے اگر شائد جنگ مغلوبہ ہوا مین بھی حضور شراکت نہ کرین صرف تماشا دیکھین پنج فرزندان حمزہ کے بڑے بڑے اوصاف سُنے مین بڑے بڑے ملکون پر جاکر یہ لوگ لڑے بہادر پہلوان زیر کیے پس ایسے جوان کو زیر کرکے خدمت مین لاؤن شرف جرأت حاصل کردن حضور کا بھی نام ہو کہ ملکہ مہرو ماہ کے ایسے نمکخوار تھے جنھون نے طلسم کشا کو زیر کیا مطیع و منقاد کرایا بس جو عرض کرنا تھا غلام عرض کر چکا اجازت میدان کارزار مرحمت ہو ہرچند ملکہ مہرو ماہ جادو نے روکا شاہور فیل پیکر نہ مانا اجازت لے کر طرف میدان کارزار کے چلا گینڈہ مست زیر ران سلح شوری دکھلانے لگا پسینہ پیشانی پر آنے لگا اسپ تازی نے چوگان بازی دکھلائی نیزہ دو گھڑی کامل ہلایا خوب پسینہ آیا دونون سرون سے یون پسینہ ٹپکا کہ جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین جب خوب عرق عرق ہو چکا گینڈے کو روکا لشکر اسلام کو تیز تیز بہ نظر ستیز دیکھنے لگا ظاہر ہوا کہ ہر بہادر از سر تا پا مستغرق دریاے آہن شعر جہان مرد خود را در آہن گرفت بہ کہ مژگان او شکل سوزن گرفت پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان و ای زبردستان جسکو تمنائے مرگ کی ہو مجھ سے آکر مقابلہ کرے لیکن واضح رہے کہ آج مجھ سے مقابلۂ شوکت و جرأت و لیاقت ہوگا سحر و ساحری موقوف دل چاہتا ہے مردان عالم فنون سپاہگری دیکھین تحسین و آفرین کرین یہ پکار کر کہتا تھا کہ اسد نامدار نے گھوڑے کو پھیرا چہرہ خوشی سے سُرخ ہو گیا صندلان صندلی پوش گھوڑے سے کود اقدمون سے اسد نامدار کے لپٹ گیا کہا ای شہریار حقیقت مین اس حوالی مین اسکی جرأت کے شہرے ہین بڑے بڑے پہلوان اسنے زیر کیے غلام کو بڑی حسرت ہو کہ اس سے جاکر مقابلہ کرے اسد نامدار نے فرمایا ای برادر مین اپنے سے تمکو اچھا جانتا ہون تمکو بخوبی پہچانتا ہون جانباز سرفروش راسخ الاعتقاد فن سپاہگری مین طاق شہرۂ آفاق لیکن میرا ارادہ نام لے کر پکارتا ہے اس عبد ذلیل رب جلیل کو للکارتا ہے آپ سب صاحب میرے واسطے دعا کرین کہ سامنے تمام عالم کے جرأت مین فرق نہ آئے پروردگار مظفر و منصور کرے رنج و ملال دل سے دور کرے صندلان صندلی پوش نے سر جھکا لیا عرض کی ای شہریار بسم اللہ پروردگار آپ کو مظفر و منصور کرے ملکہ گوہر جادو ملک احضر وغیرہ سب نے گھیر لیا اسد نامدار نے فرمایا ای سرداران نامی و ای ساحران گرامی ایک بات کا خیال رہے یہ پہلوان جو میدان کارزار مین آیا ہے اپنے کو جرأت و زور و طاقت مین یکتا جانتا ہے اُسنے مہرو ماہ جادو سے اجازت لی ہے کہ کوئی ساحر دخل نہ دے آپ لوگ بھی اُسکے خلاف نہ

کھیجے گا کوئی سردار دخل نہ دے صندلان صندلی پوش فوج غیر ساحران لیکر موجود ہوگا اسکے ساٹھ ہزار سوار دو لاکھ جوانان خرس ہیکر کا بار اُٹھالینگے سب نے سر جھکالیا اسد نامدار نے خواجہ عمرو کو جھک کر سلام کیا خواجہ عمرو نے بازو تھام کر دعائے فتح و ظفر پڑھی میدان کارزار کی اجازت دی فرمایا بسم اللہ اسد نامدار دوبارہ پشت گلبار ذوالفقار پر سوار ہوا شعر

جو شیرے کہ گیرد برآہو کمین	بجست از زمین و برآمد بہ زین
دیگر	
ترا سمند ہے وہ تیز رو کہ وقت خرام	کہین بہ مانے مین ممکن نہین ہے سکا نظیر
کہ سیرگاہ دو عالم ہے راہ یک ذرہ	اور اسکا شرق سے تا غرب عرصہ گاہ ہے

اس مرکب باد رفتار کو یہ شیر اُڑاتا ہوا نیزہ چمکاتا ہوا سامنے شاہور فیل پیکر کے پہونچا گرد اسپ کا تھا کم دوڑا آپس مین لگا ورزن ہوئے تین قدم مرکب اسد نامدار پانچ قدم گینڈا اسکا پیچھے ہٹا جمال جہان آرائے اسد نامدار بزرگاہ بڑی سطوت وصولت دیکھکر دنگ ہوگیا ہاتھ واسطے سلام کے اُٹھایا اسد نے جواب سلام دیا شاہور سراپا کو دیکھ رہا ہے حیران جمال محو دیدار عاشق چہرۂ زیباے اسد نامدار کہکر پوچھا اے جوان ماہ تمثال مین نے تو طلسم کشا کو واسطے مقابلہ کے بلایا ہے تو واسطے اصلاح کے آیا ہے اسد نامدار نے جواب دیا وہ بندۂ حقیر رب قدیر مین ہون جب تو شاہور نے کہا اے شہریار آپ نے غضب کیا ورسند مہرو ماہ پر لشکر کشی کی کیا نابدولت کا نام آپ نے نہ سُنا تھا بڑے بڑے پہلوانون کو مین نے مارا اس اقلیم مین نہیب شمشیر سے ما بدولت سے پہلوان تھراتے ہین شیران دشت نبرد کو غش آجاتے مین مگر اے نوجوان مجھے تیرے حال پر رحم آیا اگر تو میری اطاعت کرے ملکہ مہرو ماہ جادو سے خطا معاف کرا دون وہ اپنا سپہ سالار کرینگی مین اپنے لشکر کا بادشاہ قرار دونگا اے جوان شیر دل گز دسکہ تیرے نام کا جاری کرونگا اسد نامدار نے مسکرا کر فرمایا مہربانی تمھاری تمکو ہمارے حال پر رحم آیا لیکن اگر دین اسلام ملت بیضا اختیار کرو رونق بارگاہ اسلام قوت بازو زینت پہلو مقرر کرین انشاءاللہ جب بیشۂ شیران یعنی بارگاہ سلیمان مین پہونچوگے ہمارے بزرگون کو دیکھکر وجد کروگے شاہور ہنسا کہا اے جوان سوال دیگر جواب دیگر معلوم ہوا قضا تیری لے کر آئی ہے حربہ کر حوصلہ دل مین باقی نہ رہے پھر میری جرأت ولیاقت کو دیکھ اسد نامدار نے فرمایا ہمارا دستور نہین ہے تو حربہ کر جب تیری ضرب سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے یہ سُنکر شاہور مثل ابر کے گرگرایا گینڈے کو پیچھے ہٹایا واہنی بغل سے اور بائین جانب سے نیزے کو پیچ وتاب دیتا ہوا مثل آہ عاشقان و کاکل معشوقان تاک کر سینۂ بے کینۂ اسد نامدار پر لگایا اسنے نیزے کی سنان پر لیا چنگاریان نکلین دونون جوانون مین نیزہ چلنے لگا مرکب اور گینڈا اشارے پر کام کر رہے مین برج خاکی بنکر تیار ہوا سنان ہائے نیزہ مثل ستارہ کے چمک جاتی ہین لشکرون سے احسنت و آفرین کی صدا مین آتی مین دو گھڑی کامل نیزہ چلا اسد نے ایک مقام پر گانٹھ کر تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے شاہور کے نکلگیا چہرے

پر اُس جوان کے ہوائیاں اڑنے لگیں چہرہ بھر آب خجالت مین غرق غصے مین آکر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اصاف ثابت ہوا کہ غار سے اژدر مہیب بل کرتا ہوا نکلا آواز دی اے جوان یہ تیغۂ بید ریغ ہے سرون کا جھگڑا دم بھر مین فیصلہ ہوتا ہے خبردار خبردار کہکے گینڈے کو بڑھایا اسد نامدار نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر شاہور جوان زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست ہاتھ تلوار کا لگایا سپر اسد نامدار کے دو ٹکڑے سے خود کو کاٹ کر سر پہ اسد نامدار کے زخم آیا شاہزادے نے دستانہ مارا تیغہ چھپا کر نکلا چادر خون کی چہرۂ زیبا پہ زخم سر کو تھامکر اسد نامور نے نعرہ کیا اے بہادر شعر تو ضرب بے زدی ضرب من نوش کن ✽ ہمہ شادی از دل فراموش کن ✽ خبردار خبردار کہکے ہاتھ تیغۂ برق مثال کا مارا شاہور نے بھی سپر کو اٹھا دیا لیکن تیغہ چمک کر تھا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے گویا ابر تیرہ و تار سے بجلی کڑک کر نکل گئی خود کو کاٹ کر تیغہ تا دابر و پہونچا شاہور نے بھی دستانہ مارا سر سے تو تیغہ نکلا اس زور مین جاتا تھا کہ گینڈے کی گردن قلم ہوئی شاہور کود کر الگ ہوا اہا لیان فوج نے جانا ہمارا افسر مارا گیا لینا لینا کہکر دوڑ پڑے اسد نامدار نے جو گھٹا کفر کی آتے ہوئے دیکھی تیغۂ برق مثال کو کھینچکر نعرہ کیا نعرۂ اسد

اسد شہوارم کہ در روز جنگ ✽ بدرم دل شیر و چرم پلنگ ✽ شہنشاہ نام آور و کامران ✽ اسد شیر دل ابن صاحبقران

اُدھر سے شاہزادہ صندلان صندلی پوش فوج بحر موج کو لیکر جا پڑا دونون لشکر مثل آب شور و شیرین دنور و ظلمت کے ملگئے شعر دو لشکر زہر دو در آمیختہ ✽ قیامت ز گیتی شد انگیختہ ✽ لشکر ساحران جا بجین کے کھڑے دیکھ رہے ہین کہ دونون لشکر آپسمین مل گئے دریاے خون بہ رہے ہین شاہور کو بھی پہلوانون نے اُٹھایا زخم سر اُس خود سر کا باندھا دوبارہ پھر وہ گینڈے پر سوار ہوا آمادۂ حرب و پیکار ہوا لیکن شیر بیشۂ صاحبقرانی جس غول پر جا پڑا پرے درہم و برہم کیے نتا نہاے فوج قلم کیے دریاے خون جاری ہے طبل و نقارے بج رہے ہین کس دھوم سے یہ شیر جنگ مین مصروف ہے اس رستم خصال سے کسے مقابلہ کا وقوف ہے جو پہلوان سامنے گیا علف شمشیر آبدار ہوا شاہور بھی ہر مرتبہ چاہتا ہے کہ مین پھر اسد نامدار سے مقابلہ کرون جرأت اپنی دکھاؤن بیچ مین پہلوان آجاتے ہین دونون کو بچاتے ہین خواجہ عمرو ایک بلندی سے ملاحظہ فرما رہے ہین کہ اسد نامدار نے فوج شاہور کے قدم اُٹھا دیے پرے فوج کے بھگا دیے وہ لوگ دامن صحرا کو مثل دامن مادر جانکر چاہتے تھے کہ دامن پناہ لین سامنے سے ان شیران دشت نبرد کے ہٹ جائین لیکن پناہ نہ ملتی تھی تلوار بے پناہ چل رہی تھی تیغ گرد ہلند فوج شاہور در دمند دن قلیل باقی تھا کہ شاہور و اسد نامور سے بھی مقابلہ پڑا اسد نامدار نے للکارا شاہور بھی جا پڑا بیچ مین اکثر پہلوان آئے ہاتھ سے اسد کے واصل جہنم ہوئے اسد شیر دل مرکب بڑھا کر سامنے شاہور کے آیا آواز دی

ای جوان تیرے اشتیاق مقابلہ مین بیقرار ہون ناظرین پر واضح ہو کہ اسد شیر دل کو دن بھر گذرا کھائے زخم
جسم کھلے ہوئے ہین لیکن جوش جرائت مین سرو نو خاستہ باغ جرائت و عندلیب بوستان جلالت ایک ناگ سے لڑائی
مین مصروف ہی شاہور بھی زخم کھائے ہوئے لیکن اسکے زخم کم مزاج اسد زیادہ برہم یہ نہنگ بحر صاحبقرانی دریائے
فوج مین ڈوب کر ابحر زخار فوج کو جھیلا اپنی جان پر کھیلا فوج شاہور شکست کھا چلی ہو گئی کوسن تک ملاتے بڑھتے آئے
لب شاہور سے پھر مقابلہ پڑا شاہور نے ہاتھ مارا قطرہ ہائے خون پردہ چشم مین جبتک سپر اٹھائین تیغہ شاہور چل گیا
زخم سر اسد غازی چوپارہ ہو گیا انتہا کی جی داری کر کے جوابی ہاتھ مارا شانہ شاہور کا جھول پر آ گئے
سردار ٹوٹ پڑے بہت سے اس مقام پر مارے گئے مگر اپنے سردار کو لے نکلے ملازمان اسد قتل کرتے ہوئے
چلے یہ فتحیاب ہین وہ شکست خوردہ بیتاب ہین صندلان صندلی پوش نہایت جرائت سے لڑ رہا ہی فوج
دشمن کو تہ و بالا کر دیا ہی ناگاہ نہیب شمشیر مردان عالم سے نیر اعظم لرزان و ترسان با چہرہ زرد طرف
کاشانہ مغرب کے روانہ ہوا لیلی شب نے مردان عالم کی پردہ پوشی کی ماہ تابان بصد عظم و شان فلک
نیلوفری پر نمایان ہوا اسد غازی کو غش آنے لگا تلوار کو نیام انتقام مین رکھ لیا دونون ہاتھ حمائل
گردن مرکب کیے غش آ گیا مرکب نے جو اپنے راکب کو سست پایا کنوتیان بدلین ایک جانب لے نکلا
مگر بے زبان جدھر منہ اٹھ گیا اپنے تھان پر نہ جا سکا یہان صندلان صندلی پوش لڑائی کو
فتح کر کے ایک مقام پر ٹھہرا سردارون کو جمع کرنے لگا کہ خواجہ عمرو آ کر پہونچے عمرو نے پوچھا ای
صندلان خیر تو ہی صندلان نے عرض کی آپ کے اقبال سے لڑائی فتح ہوئی عمرو نے پوچھا
افسر تمھارا اسد نامور کہان ہی صندلان نے کہا مین نے عرصہ سے آواز نہین سنی تلاش کرنا شروع کیا
کسی مقام پر نشان نہ ملا بلکہ کسی جگہ پر خود کٹا ہوا پایا کہین قرولی کمر کی دستیاب ہوئی نشان قطرات خون
سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ گھوڑا ازخداری مین نکال لے گیا عمرو نے صندلان سے کہا ای برادر ربط و ضبط
کو کام فرمانا یہ بات مشہور نہ ہونے پاوے کہ طلسم کشا لشکر مین نہین ہی مین برائے تلاش جاتا ہون
یہان چہار جانب عملداری مہر و ماہ جادو کی ہی جس جگہ مرکب لیکے پہونچے گا وہی قصد کریگا کہ
گرفتار کر کے پاس مہر و ماہ کے حاضر کر دون پس اس امر کا چھپانا واجب و لازم ہی بخوبی صندلان
کو سمجھا کر عمرو ایک جانب بھاگا تلاش کرتا ہوا اسد غازی کو چلا لیکن صندلان نے ہر چند
چاہا کہ اس خبر وحشت اثر کو چھپاؤن مگر ممکن نہوا جسنے سنا بیتاب ہو گیا کلیجہ تھام لیا ہائے آقا نامدار
کی صدا بلند ہوئی ملک خضر پلٹ کر داخل بارگاہ ہوا ہی ادھر مہر و ماہ جادو اپنے خیمے مین آ کر
ٹھہرین ملک اخضر: ملکہ کو ہر جادو بارگاہ مین بہ اطمینان نہین بیٹھنے پائے ہین کہ صداے واویلا

کان مین آئی اخضر نے گھبراکر کہا ای یار د خیر تو ہی چند کس نے بڑھکر عرض کی ای شہریار ہمارے آقاے
نامدار اسد شہسوار کا نشان نہین ملتا شاہ ہورہ کے ملازم اسکو زخمداری مین لے بھاگے شاہزادہ صندلان
سرداران زخمی کو اُٹھوا رہا ہی خواجہ عمرو برائے تلاش اسد تشریف لیگئے ہین ہم سب کو منع کرگئے ہین
کہ اسد غازی کا غائب ہونا مشہور نہو اخضر نے مُنھ پیٹ لیا تاج سر سے دے مارا کہا صاحبو سر دربار
بیان کر رہے ہو یہ خبر کیونکر چھپے گی لیکن اُسی وقت چند ہرکارے ساحران تیز رو برائے تلاش اسد نامدار
روانہ کیے خود مسلح و مکمل گوش بر آواز ملکہ گوہر جادو کو حکم دیا کہ تمکو خدمت طلایہ پر مقرر کیا جاتا ہی
جو ہرکارہ جیسی خبر لیکر آئے فوراً ہمکو اطلاع ہو گوہر جادو اُسی وقت چند ساحرون کو اپنے ساتھ لیکر
جستجوے خبر طلسم کشا مین بیرون بارگاہ آئی لیکن ہرکارے مہر و ماہ جادو کے لشکر اسلام مین حاضر تھے
یہ خبر سُنکر بھاگے خدمت مین ملکہ مہر و ماہ جادو کے پہونچے عرض کی ای ملکہ عالم شاہ ہورہ تو شاید ہاتھ
سے طلسم کشا کے مارا گیا اُسکے ملازم اُسکا لاشہ لیکر نکل گئے لیکن طلسم کشا بھی انتہا کا زخمی ہوا تھا گھوڑا
کسی جانب اُسکو نکال لے گیا ملازمان اسد روتے پیٹتے بارگاہ مین آئے ہین مالک اخضر نے ہرکارے
برائے تلاش چار جانب بھیجدیے خود بھی گوش بر آواز ہی ملکہ گوہر جادو منتظم طلایہ اسی فکر مین ہی کہ اپنے
آقاے نامدار کی خبر پائین فوراً برائے تلاش جائین مہر و ماہ جادو نے اُسی وقت چند فرمان بہر خاص
تحریر کرائے خلاصہ مضمون یہ تھا کہ طلسم کشا جہان زخمی ہوکر پہونچا ہو فوراً گرفتار کرکے خدمت مین با دولت
کی روانہ کرے جو اسکے خلاف کریگا اپنے خون سے ہاتھ بھریگا یہ نامے اُسی وقت پاس اپنے خراج گزار دولت
کے روانہ کردیے سردارون کو بلاکر تاکید کی کہ تم سب صاحب جاکر خود جستجو کرو طلسم کشا کا پتہ لگاؤ جو اس
باغی کو گرفتار کرکے لائیگا دولت دنیا سے بے نیاز ہو جائیگا مہر و ماہ یہ فکر کرکے مصروف عیش و نشاط ہوئین

دو کلمہ داستان حیرت بیان اسد نامدار کے بیان ہوتے ہین

مرکب شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی کا زخمدار بوقت سحر ایک سبزہ زار مین پہونچا جھیل پر
پانی پیا جسم کو اپنے جنبش دی ماہ اوج صاحبقرانی پشت زین سے بر روے زمین گرا اگرچہ بیہوش مدہوش
قضاے کار ملکہ شمیم گل پیرہن خراج گزار مہر و ماہ کا باغ اسی صحرا مین ہی صبح کو قریب حوض کرسی
پر آکے جلوہ فرما ہوئی اُس گوہر بحر خوبی نے ناز سے پانون حوض مین لٹکا دیے بہ سبب کمسنی کے پانی
سے کھیل رہی ہی پانی کی آبرو بڑھاتی ہی ناگاہ دیکھا کہ ایک لکیر سرخ حوض مین پیدا ہوئی ایک تار
بندھا ہوا معلوم ہوتا ہی ملکہ نے دست نگارین مین اُس آب یاقوت رنگ کو اُٹھایا سونگھا بوے خون
آئی ملکہ شمیم گھبرائی کنیزون سے فرمایا بیرون باغ جو جھیل ہی حوض مین پانی اُسی جھیل سے آتا ہی

نئی صورت ہی بوے خون آتی ہی طبیعت بہت گھبراتی ہی دیکھو تو شاید کسی ظالم جلاد صاحب بیداد نے کسی
مظلوم کو قتل کیا جلد دریافت کر کے آؤ کنیزین دوڑی ہوئی گئین دور سے دیکھا ایک ماہ تابان چرخ جمال
کنارے جھیل کے بیہوش مدہوش پڑا ہی نہین معلوم زندہ ہی یا مردہ، ہی کنیزین ہانپتی کانپتی ہوئی سامنے
ملکہ کے آئین نرگس کی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے سوسن سے بولا نہین جاتا شمشاد سیدھی فراج
نہ مُنہ سے بولے نہ سر سے کھیلے گلعذار کا رنگ رو متغیر غنچہ دہن خاموش سمن دیا سمن کو حیرت کا
جوش ملکہ نے کہا خیر تو ہی جب کسی نے جواب نہ دیا ملکہ غصے مین اُٹھی سنبل کو دو کوڑے مارے کہا
سچ بتلاؤ یہ کیسی حیرت ہی مفصل بیان کر سنبل کوڑے کھا کر بھاگی مگر اب سوسن نے خوف سے
زبان کھولی عرض کی بی بی کسی ظالم جلاد نے ایک چاند کے ٹکڑے کو قتل کر کے قریب نہر کے ڈالدیا ہی
حضور میرا کلیجہ دھڑک رہا ہی یہ سُنکر ملکہ شمیم کو غصہ آیا کہا ایسا کون گستاخ تھا جس نے ہمارے باغ
کے قریب یہ ظلم کیا ہم خود ملاحظہ فرما کر اس مقدمۂ خاص کو تحقیق کرینگے سزاے معقول دینگے
جلاد کو ہمارے حوالی مین پناہ نہ ملیگی اسکا تدارک واجب لازم ہی گربہ کشتن روز اول یہ کہتی ہوئی
ملکہ آگے بڑھی انیسین جلیسین کہتی ہوئی واری مردے کے پاس جانا مناسب نہین ہی نہین معلوم حسب نسب
کیا ہی کہان کا رہنے والا ہی اتنا تو دور سے ثابت ہوتا ہی صاحب لیاقت کوئی امیر جلیل ہی نہین معلوم
جلادون مین کیونکر پھنس گیا یہ بھی ظاہر ہی کہ تلوار چلی مال غنیمت یا پوشاک جسم پر آراستہ ہی بلکہ جواہر بے انتہا
ہی ملکہ ان باتون کو سنتی ہوئی بیرون باغ آئی دور سے دیکھا حقیقت مین کنارے نہر کے یہ ثابت ہوتا
ہی کہ ستارۂ سحری پڑا ہوا چمک رہا ہی ملکہ دور سے دیکھکر جھجکی مگر اشتیاق زیارت روے انور مین ڈرتے ڈرتے
قریب آئی اب بخوبی نگاہ جمال بیمثال اسد نامدار پر پڑی دیکھا ایک جوان صاحب شوکت و شان خوبصورت
صاحب سطوت و لیاقت ماہ جبین خورشید تمکین سرو باغ حسن و جمال نخل حدیقۂ جاہ و جلال سرخی لخت خون
کے جسم انور پر جمے ہوئے قبضہ پر شمشیر بے نظیر کے قبضہ سپر پشت پر کمان کیانی غم مین اپنے مالک کے خم ترکش کا
حیرت سے مُنہ کھلا ہوا تیر اپنی خطا کاری پر سمجھے ہوئے مرکب صبا دم کبھی چرتا ہوا دور جاتا ہی جب اپنے آقا کا
خیال آتا ہی پھر تڑپ کے شیہہ بھرتا ہوا آکر تلوے چاٹتا ہی کبھی گرد پھرتا ہی ملکہ جمال اُس یوسف کنعان
جرات کا دیکھکر زلیخا وار گرفتار زندان محبت و اسیر حلقۂ کمند الفت قلب سے آہ نکل گئی آنکھون کے
نیچے اندھیرا آیا قلب تھرایا رنگ رو متغیر ہوا آئینۂ عارض سے حیرانی زلفون سے پریشانی بحر غم و الم کی
طغیانی اُس جوش و خروش مین گھبرا کر کہا اری غنچہ دہن دیکھ تو یہ شخص زندہ ہی یا نہین غنچہ دہن نے
سر جھکا لیا ڈرتے ڈرتے جواب دیا حضور مین تو مردے کے قریب نجاؤنگی جو اُٹھکر لپٹ جاے تو مین کیا کرون

ملکہ نے جھلا کر جواب دیا او خفتل اگر مردہ ہوتا گھوڑا قریب نہ جاتا تلوون کو نہ چاٹتا جب اسپر بھی کسی نے
کچھ جواب نہ دیا ملکہ خود بڑھی جب قریب پہونچی بخوبی روے زیبا پر نگاہ پڑی سینہ پر ہاتھ رکھدیا
آمد و شد نفس کی جو پائی خوشی ہوکر آواز دی یہ جوان زندہ ہے مجھکو اُس جہ سے زیادہ خوشی ہوئی
اسکا علاج کرکے پوچھا جائیگا کس نے یہ تیرے ساتھ بدعت کی اسی کے نشان دینے پر جلاد گرفتار
ہونگے سزا پائینگے ہمارا ملک پاک وصاف ہوجائیگا پھر کوئی کسی پر دست ظلم نہ اٹھائیگا کنیزین
دوڑ کر چارپائی لائین لیکن دور کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہین ملکہ نے آگے بڑھکے سر اُٹھایا جب تو کنیزین
دوڑین کسی نے ہاتھ کسی نے پیر تھاما ہاتھون ہاتھ اُٹھایا لیکن کلائیان بلور سے بہتر صورت زیبا رعنائی ہر اعضا
سے ہویدا کنیزین لپٹی جاتی ہین تلوون پر سینے رکھے دیتی ہین ملکہ کی جو نگاہ پڑی بہ نگاہ قہر وغضب دیکھا
پایہ پر پلنگ کے ہاتھ رکھدیا گھوڑا کوتل ساتھ لے لیا دم بدم سینہ پر ہاتھ رکھتی ہے کبھی کہتی ہے صبا جو ابھی تک تو
خیر ہے یہ جوان صحیح وسالم ہے آیندہ زخمدوزی ہونا چاہیے جراح معقول بلاؤ کاریگر ہو ٹانکے ساتھ نرمی کے
دیے جائین مسافر کو تکلیف نہونے پاے جب اپنے عزیزون مین جاے تو ہماری عنایت و رحمت کا ذکر اپنی
زبان پر لائے عمر بھر ممنون و مشکور رہے اور ہمارا کیا مطلب ہے تم لوگ بد کا نہین معلوم کیا سمجھتی ہو کنیزین خاموش چلی آتی
ہین جب باغ مین آکر داخل ہوئین حکم دیا مرکب کو لیجا کر آب و کاہ سے سیراب کرو چارپائی کو لیکر بارہ دری مین آئی کنیزون سے
کہا چھپرکھٹ پر لٹاؤ کنیزون نے کہا واری نوج مردے کو جنگل سے اٹھا کر لائی ہین حضور کے چھپرکھٹ پر لٹانا مناسب نہین ہے
ملکہ نے غصہ مین جواب دیا اری کمبختو سامری جمشید تمکو غارت کرین کلیجے تمہارے پتھر کے ہین بیچارے مسافر کے لیٹنے سے کیا
پلنگ میرا گھس جائیگا کنیزون نے سر جھکایا عرض کی بسم اللہ ہمارا کیا نقصان ہے حضور کا سراسر ہمان
پر احسان ہے جب چھپرکھٹ پر لٹایا زخم اپنے ہاتھ سے دھوئے ٹانکے دیے کنیزون کو شریک کیا اگر کسی نے
کوئی ٹانکا بسختی لگایا ملکہ نے غصے مین سوئی اُسکے ہاتھ مین بھونکدی اُسنے تڑپ کے آہ کی مسکرا کر فرمایا
کیون حرامزادی اب تجھکو برا لگا درد بھی معلوم ہوا غیر کے جسم مین سوئی گھسیڑ دی کچھ صدمہ نہوا اب بیٹھی
سسکیان لیتی ہے وہ آنکھون مین آنسو بھر کر کنارے ہٹی ملکہ نے خود اپنے ہاتھ سے بیٹھکر ٹانکے لگائے پٹیان
چڑھا دین رومال ہاتھ مین لیکر مگس رانی کرنے لگی لیکن دل کو الجھن آنکھون مین جلن قلب مین تڑپن
دل سے کہتی ہے ای شمیم یہ کون جوان ہے اس حوالی کا رہنے والا نہین معلوم ہوتا بس آسمان کا چاند ہے
کس باغ کا پھول ہے کس بیشہ کا شیر کس لشکر کا دلیر کہان تلوار چلی اسقدر زخم کھائے مالی نہ دیا کیا جرات
ہے اسی خیال مین ملکہ سرہانے بیٹھی ہوئی ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہے کہ مخلد ارد ڈری ہوئی آئی عرض
کی در دولت پر نامہ دار بادشاہ عالی وقار کا حاضر ہے ملکہ مہرو ماہ جادو نے ایک اپنے غلام خاص کو

روانہ کیا ہی بہت بڑا کاغذ لیکر آیا ہی کہتا ہی حضور مجھے سامنے بلائین تو کل کیفیت عرض کرون یہ
سُنکر ملکہ شمیم اُٹھکر بارہ دری مین تشریف لائین کنیز کو اشارہ کیا جلد نامہ دار کو بلاؤ وہ نامہ دار
سامنے ملکہ شمیم کے آیا بعد آداب و تسلیمات کے ایک کاغذ ہاتھ مین دیا ملکہ نے اُسکو کھولا مضمون تحریر
ہی کہ خراج گزاران ما بدولت خبردار اس صورت کے جوان نے شکست کھائی زخمی ہوکر نکل گیا جس
مقام پر پہونچے جو گرفتار کرکے لائیگا انعام و اکرام پائیگا اور اگر شاید کسی نے اپنے گھر مین جگہ دی
مغضوب درگاہ افراسیاب جادو ہوگا شمیم نے پڑھتے پڑھتے تصویر دیکھی اب صاف ثابت
ہوا کہ جو ماہ تابان ہمارے برج قصر مین ہی صاف اُسی کا ذکر ہی سر جھکا جواب نامہ کا لکھکر نامہ دار
کو دیا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ عالم غمخواران شہنشاہی کی کیا مجال کہ شہنشاہ کے دشمنون کو
گھر مین جگہ دین جستجو مین مصروف ہین اگر خبر پائینگے گرفتار کرکے لائینگے خلعت دیکر نامہ دار کو رخصت
کیا اب گھبرائی ہوئی بارہ دری مین آئی سراپا دیکھنے لگی خال و خط مین وضع مین سر مو فرق نہ پایا
کنیزین پوچھ رہی ہین حضور اُس کاغذ مین ملکہ مہر و ماہ جادو نے کیا لکھا تھا ملکہ کچھ جواب نہین
دیتی یکایک اسد نامدار کی آنکھ کھلی دیکھا ایک مکان معقول شیشہ آلات سے آراستہ فرش بوقلمون
سے پیراستہ پہلو مین کرسی پر ایک ماہ تمثال حور پیکر بصد کر و فر جلوہ فرما ہی دہن تنگ کو غنچۂ گل سے کیا
مثال دون اُسمین یہ شیرین کلامی مسیحائی اعجاز بیانی کہان آنکھون کو نرگس شہلا کہنا نازک خیالی سے
دور ہی سراسر عقل کا قصور ہی چشم غزال سے کیا مثال دون وہ ایک جانور صحرائی اس نگاہ مین
دلربائی یہی شعر صادق آتا ہی شعر مثال چشم او آید محالش ۞ مگر چشم دگر باشد محالش غزل

گرا بر وکشیدہ ہین شمشیر کا جواب
دیتا ہی کون عاشق دلگیر کا جواب
دامادہ ہی قرہ بھی خدنگ نظر کے بعد
دیتا ہی مجھکو دیدۂ زنجیر کا جواب
لاکھون ستم کیے ہین جوانان دہر پر
لکھا نہین ہی آتش دلگیر کا جواب

مژگان تیز بین ہی ترے تیر کا جواب
اچھا ہوا کہ آئنہ کا مُنھ ہوا سیاہ
آتا ہی اور تیر غضب تیر کا جواب
کیا دخل بیش و کم کو ہمارے خیال مین
دے آہ شعلہ زا فلک پیر کا جواب

فریاد کیسی پہ کسی کو نظر کہان
لایا تھا تیری زلف گرہ گیر کا جواب
اے انتظار یار رہو نہین آنکھ وا ہی
لکھنا محال ہی خط تقدیر کا جواب
اچھے رہین سمجھ لے کہے شعر بجھ نسیم

بے اختیار زبان سے شاہزادۂ والا قدر کے آہ نکل گئی اُس گلعذار
نے بھی دزدیدہ نگاہون سے دیکھا کہ اس جوان نے آنکھ کھولی اُٹھنے کا قصد کیا نہین معلوم کیا سبب
ہوا کہ دل بیٹھ گیا چہرہ پر اداسی ہاتھ پاؤن مین رعشہ پیشانی پر پسینہ رعب حسن و جمال سے غش آگیا
ملکہ نے چہار جانب دیکھا وہ مکان کنیزون سے خالی پایا اپنے بیمار کے سرہانے جا کر بیٹھ گئی سر اُٹھاکر

زانو پر رکھا آنکھون سے اشک حسرت ٹپکائے وہ اشک گرم جو عارض زیبائے اسد نامدار پر گرے قطرات اشک نے کام گلاب کا کیا بوئے زلف عنبرین دماغ مین پہونچی اُسنے کام لخلخہ کا کیا شاہزادے نے آنکھ کھولدی زیر سر تکیہ زانوئے محبوب پایا دماغ عرش اعلی پر پہونچا یا ملکہ کو یہ خیال تھا بڑے افسوس کا مقام ہی یہ جوان افراسیاب جادو کا گنہگار ہی کون اُسکو اپنے گھر مین رکھ سکیگا نہین معلوم انجام کیا ہوگا افسوس طبیعت ایسے شخص پر آئی کہ جو خود چراغ سحری آفتاب لب بام ہی اس خیال مین تھی کہ اسد نامدار اُٹھ بیٹھے ملکہ نے چاہا کہ مین پاس سے اُٹھ جاؤن اسد نے ہاتھ تھام لیا فرمایا کہ ای مسیحائے زمان اپنے بیمار کا علاج کرنا چاہیے مریض کو اپنے چھوڑ کر آپ کہان جاتی ہین ملکہ نے شرما کر جواب دیا صاحب مین حکیم طبیب نہین ہون کوئی مرتا ہو تو اپنا علاج کرے مین نے زخم دوزی کر دی کنیزون سے اُٹھوا کر باغ مین لائی تمھاری غربت مسافرت پر رحم آیا دیکھیے اس رحم کا انجام کیا ہوتا ہی اپنا نام نامی اسم گرامی فرمائیے یہ مقابلہ کس مقام پر ہوا کس سے تلوار چلی صاف صاف فرمائیے مجھسے نہ چھپائیے مفصل معلوم ہو تو اُسکی کچھ تدبیر کیجائے اسد نامدار نے فرمایا ای شہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی طلسم ہوش ربا کے سنگ ریزے مجھکو پہچانتے ہین رئیس و امیر سب بخوبی جانتے ہین تاہم اس حقیر پر تقصیر کا شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی ہی ملکہ شمیم نے سنکر اپنا پیٹ لیا کہا صاحب آپ نے سُنا ملکہ مہرو ماہ جادو نے فرمان جاری کیے ہین خراج گزارون پر حکم ہی کہ جسکے یہان زخمی ہو کر پہونچے فوراً گرفتار کر کے روانہ کوین جو شخص تامل کریگا سزا پائے گا میرے پاس بھی نامہ آیا تھا ابھی مین نے چھپایا آیندہ مخفی رہنا دشوار ہی افراسیاب بادشاہ عالی وقار ہی اگر ملکہ مہرو ماہ افراسیاب کو لکھ بھیجین تو وہ اپنے کمال علم سے وہین بیٹھے بیٹھے تبلا دے گا کہ طلسم کشا فلان مکان مین موجود ہی اگر دراج مین شہنشاہ کے آئے ایک طائر کو بھیجکر گرفتار کرا منگائے پس آپ کو مین کیونکر چھپا سکونگی یہ جو ملکہ شمیم نے گھبرا کے کہا اسد نامدار نے فوراً قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہا ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان دل تمھارے لیے ضرور بیقرار ہوگا آنکھین تلاش کرینگی تمھاری یاد مین شب کو نیند نہ آئیگی بیقراری بہت ستائیگی لیکن دل کو بہلائینگے آتش عشق کو کانون سینہ مین چھپائینگے شمع سان جلے مگر زبان سے اُف نہ کرے وہ اپنی کیفیت ہی یہ نہین چاہتے کہ ہمارے واسطے کوئی شخص قتل ہو یا گرفتار ہو یا اپنے مالک سے آمادہ حرب پیکار ہو ہم آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہین گرفتار محبس رنج و بلا ہین جان و دنیا منظور ہی خیر اس حیلے سے تم سے کبھی ملاقات ہوئی تو صاحب خدا حافظ یہ کہکر اسد نامدار اُٹھے ملکہ شمیم گل پیرہن نے دامن تھام لیا کہا صاحب مین آپ سے جانے کو تو نہین کہتی ہون مین نے کیفیت بیان کر دی اسد نے فرمایا ملکہ تمھارے طرز کلام سے ظاہر ہی کہ افراسیاب کے

دشمن کا گھر مین رکھنا مناسب نہین ہین قاتل افراسیاب مشہور ہون وہ میری فکر مین ہین اسکے ذکر مین
حقیقت مین میرا رہنا بہتر نہین انشاء اللہ جسوقت لڑائی سے مہلت پائینگے خواہ تمھاری ملاقات کو آئینگے یا
بلوائینگے شمیم رونے لگی کہا حقیقت مین مین آپ کو روک نہین سکتی لیکن ایک ہفتہ تامل فرمائیے زخم صحیح ہو لین
آپ کو اختیار ہے اسد نے فرمایا اے ملکۂ عالم ملازمان مہر و ماہ تلاش کرتے پھرتے ہین مین چھپکر نہین بیٹھونگا
ہم لوگ مثل آفتاب و ماہتاب کے مخفی نہین ہو سکتے شمیم نے کہا مین تو چھپاؤنگی عین زخمداری مین نجانے
دونگی پہر بھر کے بعد اسد نامدار کو ہوش آیا ملکہ نے کنیزون کو آواز دی سب نے لاکر اسباب عیش و نشاط
مہیا کیا ملکہ نے جام بھر کر اسد غازی کو دیا شاہزادے نے فرمایا اول اطاعت دین اسلام قبول کرو تب
تمھارے ہیان کھانے پینے کا قصد کرون پروردگار وحدہ لاشریک ہے پوجنے وہ سو خداوند کیسے چند
کلمے مذمت کفر مین چند وحدانیت پروردگار مین سامنے ملکہ کے بیان کیے زنگ کفر آئینۂ دل سے دور
ہوا قلب کو سرور ہوا دورۂ جام بخوف گردش ایام چلنے لگا دو ماہ و مہر ایک برج مین دو گوہر بے بہا
ایک درج مین کنیزان ماہرو سامنے صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہے مگر دمبدم اسد نامدار یہی
فرماتے ہین کہ ملکہ اب ہمکو جانے کی اجازت دو زیادہ نہ ٹھہراؤ ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے دامن
تھام لیا زار زار روئی کہا صاحب میرا کہنا آپ کو بہت ناگوار ہوا میری یہ آرزو ہے کہ جان کو قدم اقدس
پر نثار کرون یا تمھارا ساتھ دون جانا تمھارا مجھ پر بہت شاق ہوگا بموجب مضمون

شعر

گئے تم ادھر اور موئے ہم یقین ہے — کوئی دم جیے تو دم واپسین ہے

اگر جنت ہے زندگی مین زمانہ شباب کا — پیری سے پہلے مرگ ہے ہونا عذاب کا

غزل

برسون ہے ہجر وصل ہو گر ایکدم نصیب — کم ہوگا کوئی مجھسا محبت مین کم نصیب

ہون سیر خاک کو جو تمھارے قدم نصیب — کھایا کرین نصیب کی میرے قسم نصیب

ہوتے ہین لاکھ لطف و کرم سے ترے ستم — اپنے زہے نصیب کہ ہون یہ ستم نصیب

سو بار جون قلم ہو زبان شمع کی قلم — اک حرف ہو نہ مثل زبان قلم نصیب

مجنون سیاہ خیمۂ لیلی کے گرد پھر — اے خوش نصیب تجھکو طواف حرم نصیب

جاتے ہین کوے یار مین اسمین جو ہو سو ہو — اے ذوق آزماتے ہین آج اپنے ہم نصیب

اس طرح کے اشعار جو ملکہ نے رو رو کر پڑھے اسد نامدار نے فرمایا
اے ملکہ تم ہمارے لشکر مین چلو وہان ساحرہ و غیر ساحر سب موجود ہین ہم نہین چاہتے کہ تمکو صدمہ پہونچے
ملکہ نے کہا اے شہریار ہم سے کچھ نہین بن پڑتا جانا بھی آپ کا ناگوار ہے صحبت آراستہ کی اسمین بھی انتشار
ہے کوئی در انداز فساد نہ برپا کرے ہمین دونون طرح مشکل ہے اسد نے کہا نہین تم ہمارے لشکر ہی مین
چلو ملک خضر وغیرہ ہمارے سردار ہمارے واسطے بیقرار ہونگے خواجہ عمرو تلاش کرتے پھرتے ہونگے بیان
تو یہ باتین ہین وہان ملکہ مہر و ماہ جادو نے ہزارہا ساحر برائے تلاش اسد نامدار روانہ کیے ایک ساحر

اُڑا ہوا آسمان پر جاتا تھا اُسنے سر جھکا کر اسد نامدار کو پہلوے شمیم گلبیرہن مین بیٹھے ہوئے دیکھا بخوبی پہچانتا ہی پلٹا کہ جاکر مہر و ماہ جادو سے اطلاع کر دون فوج لیکر آؤن اس باغی کو گرفتار کرکے لیجاؤن بی شمیم کا کوئی نشان بھی نہ پائیگا یہ سوچکر وہ ساحر اڑا ہوا خدمت مین ملکہ مہر و ماہ جادو کے پہونچا بعد دعا و ثنا کے عرض کی حضور طلسم کشا کو مین نے باغ مین ملکہ شمیم گلبیرہن کے دیکھا ہی بی شمیم بڑے راز و نیاز سے باتین کررہی ہین دم محبت کا طلسم کشا کے بھر رہی ہین یہ سنتے ہی مہر و ماہ جادو غصے مین کانپنے لگین سیچہ ٹیک کر اُٹھین لشکر مین کمربندی ہونے لگی دونون بہنین تخت پر سوار ہوکے چلین عقب مین فرداً فرداً لشکر بھی چلا ہرکارے لشکر اسلام کے جو حاضر تھے خدمت مین ملک اخضر کے پہونچے جاتے ہی عرض کی اے شہنشاہ گیتی پناہ طلسم کشا کا پتا ملا کسی باغ مین وہ سرو نوخاستہ حدیقہ جرات موجود مہر و ماہ جادو کو خبر ملی مع کل لشکر کے جاتی ہین گھبرا کر ملک اخضر اُٹھا سب سے پہلے شاہزادہ صندل لال صندلی پوش مسلح و مکمل ہوا ملکہ گوہر جادو نے اُٹھتے اُٹھتے کنیزون کو آواز دی جلد تیاری کرو یہ کہکر طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی سب کے پیشتر چلی لیکن ہزبر دشت طراری ونہنگ بحر عیاری اسد نامدار کو تلاش کرتے پھرتے تھے شب کو خواجہ نے ایک نخل پر اپنی اوقات بسر کی صبح کو صحرا مین اُتر کر ٹہل رہے ہین کہ طرف سے در بند مہر و ماہ کے گرد عظیم بلند ہوئی عمرو نے دیکھا لاکھون ساحر مسلح و مکمل گولے ترنج نارنج ہاتھ مین دوڑے ہوئے ایک جانب چلے جاتے ہین عمرو گھبرایا فوراً رنگ و روغن عیاری کا لگا کے جادوگر کی صورت بنکر تیار ہوا اُن ساحرون سے پوچھا یارو کہان جاتے ہو انھون نے کہا طلسم کشا کا پتا ملا ہی ابھی ہرکارون نے خبر پہونچائی باغ مین ملکہ شمیم کے وہ جوان موجود ہی حکم ہی ملکہ مہر و ماہ کا چار جانب سے جاکر باغ کو گھیر دایسا نہو وہ جوان بھاگ کر نکلجائے ہم لوگ پہلے سے چل نکلے ہین جو طلسم کشا کو گرفتار کریگا دولت دنیا سے نہال ہوجائیگا اسی فکر مین جاتے ہین یہ سنکر عمرو بدحواس ہوا خیال مین گذرا کہ چلکر اسد کو بچاؤ ایسا نہو وہ شیر دلیر گرفتار ہوجائے اُسی کے سر سہرا ہی اس برات کا وہی دولہا ہی اگر خدانخواستہ اُسپر کوئی زوال آیا سب جستجو بیکار ہوجاویگی یہ سوچکر عمرو بھاگا قریب اُس باغ کے پہونچا دیکھا دروازے پر ہزار دو ہزار ساحر ٹہل رہے ہین عمرو کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک ہرکارے کی شکل بنکر تیار رہا گھیرے دار پگڑی سر پر پیچ ہوئی چپکن زیب جسم انور چاندی کی چھڑی کمر مین اُسپر مہر افراسیاب جادو پکارتے ہوے دروازے پر آئے کہتے ہوے یارو حکم ہی شہنشاہ کا جو کوئی طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائیگا انعام بیحساب پائیگا ساحرون نے اشارہ کیا میان ہرکارے صاحب اسی باغ مین طلسم کشا چھپا ہی بی شمیم نے دامن پناہ دیا و ھگڑے کو لیکر پہلو مین بٹھین ہم ہرچند سمجھاتے ہین نہین مانتی ہین عمرو نے کہا بھائیو تم نے خوب بتایا مگر تم بھی بی شمیم گلبیرہن کے ملازم ہو

سب نے کہا محل مین افراسیاب کے نمکخوار ہین خدمتگزاری سے اُنکی مجبور و ناچار ہین عمرو نے کہا بجا ہے شاباش بڑے خیر خواہ ہو مین پرچہ مین تمھاری خیر خواہی لکھونگا اندر جاکر خود اپنی نگاہ سے دیکھ لون جھوٹی خبر سے افراسیاب خفا ہوتا ہے سب نے کہا جائیے اپنی آنکھ سے دیکھ لیجیے عمرو ٹبر ٹبراتا ہوا اندر باغ کے داخل ہوا دیکھا باغ نہایت سرسبز و شاداب سامنے بارہ دری مین اسد نامدار مسند پر جلوہ فرما ہین پہلو مین ایک مہ جبین گلعذار ماہ رخسار شیرین گفتار کبک رفتار گرداگرد چار سو مصاحبان خوش صحبت عیش و نشاط آراستہ یہ دیکھکر عمرو کو رشک آیا جی مین کہتا ہے کہ فرزندان حمزہ بھی کیا خوش نصیب ہین جہان ہو پہنچے ایک ماہ رخسار برائے خدمتگزاری حاضر ہے مگر جو بلا نازل ہونے کو ہے اُسکی خبر نہین ہے یہ سوچتا ہوا عمرو سامنے آیا اسد غازی کی نگاہ پڑی کہا ملکہ دیکھو یہ کون شخص ہے جو بلا تکلف ہمارے ناموس مین چلا آتا ہے ملکہ چاہتی تھی کچھ جواب دے عمرو نے پکار کر آواز دی بھلا ملکہ شمیم دشمن شہنشاہ کو پہلو مین جگہ دی ہے مجھے نہین پہچانتی ہو دم بھر مین اب فوج آتی ہے سب کی مشکین باندھی جائینگی او اسد اُٹھ رومال سے ہاتھ باندھ دے مین ہرکارون کا جمعدار ہون خطا معاف کرادونگا بھلا اسد نامدار کو ایسے کلمات سننے کی کب تاب ہے غصے مین جواب دیا کیا بیہودہ بکتا ہے جاکر افراسیاب کو اطلاع کردہ بیجا کیا کریگا عمرو نے کہا دیکھو ابھی احوال معلوم ہوا جاتا ہے وہی افراسیاب ہے جس نے تمھین گنبد نور پر قید کیا تھا اب کی مرتبہ قتل کریگا ہمکو کچھ رشوت دلواؤ تمھاری خبر چھپوا دین او شمیم تو نہین کچھ جواب دیتی اپنے کپڑے مجھکو اُتار دے شمیم کانپنے لگی چاہا کپڑے اُتار کر دیدون اسد نے جھڑکا کہا ملکہ کیون مری جاتی ہو وہ افراسیاب خانہ خراب کیا ہے یہ کیا بیہودہ بکتا ہے یہ کہکر قبضہ پر ہاتھ ڈالا عمرو نے بھی نیچہ کھینچا آواز دی او طلسم کشا کیون شامتین آئی ہین ساری طلسم کشائی بھلا دونگا اسد تلوار کھینچکر قریب آیا عمرو نے بائین آنکھ کا تل دکھایا اسد نے اپنے پیر و مرشد کو پہچانا گلے سے لپٹ گیا عمرو نے کہا او نالائق عیش پسند کچھ آغاز انجام کا بھی خیال ہے معشوق خوبرو کو پہلو مین لیکر بیٹھے مرنے جینے کی خبر نہین مہرو ماہ جادو کو خبر ہو چکی لشکر لیکر وہ سب آتی ہین ای ملکہ شمیم گل پیرہن اب تمھاری عقلمندی یہ ہے کہ یا تو انکو نے نکلو یا مخفی کرو اپنی انکی دونون کی جان بچاؤ یہ کہکر خواجہ نے صورت اصلی بنائی اسد نے کہا ای ملکہ عالم یہ ہمارے پیر و مرشد ہین جو کچھ فرماتے ہین بجا ہے شمیم قدمون سے خواجہ کے لپٹ گئی عرض کی ای شہنشاہ اوج عیاری وائے قطب فلک خنجر گزاری مین لائق مقابلہ مہرو ماہ جادو نہین ہون وہ حاکمان دربند مہرو ماہ رات دن اُنکے قبضہ مین دنکو رات بنائین رات کا دن کرین افسونگری کا دم بھرین لائق

سلطنت صاحب شوکت و لیاقت ہین اُنکی خراج گزار مجبور و ناچار آپ انکو اپنے ہمراہ لیجائیے ہین آمادہ مرگ و مہیاے قضا حاضر ہون اگر میرا کہنا مانا جان بچی ورنہ لڑ بھڑ کے جان دونگی انکا رہنا مناسب نہین ہی عمرو نے کہا اے نور نظر سچ کہتی ہی یہ تعجیل تمام یہان سے نکل چلو اپنے کو اپنے لشکر مین پہونچاؤ اسد نے آنکھون مین آنسو بھر کر جواب دیا آپ مالک ہین حکم سے آپکے گردن تابی نہین کرسکتا لیکن میرے بزرگون کا نام بدنام ہوگا مجمع مردان عالم مین جب بھونکا کیا انجام ہوگا فوج آتی ہی آنے دیجیے آپ تشریف لیجائیے ملک خضر وغیرہ کو خبر کیجیے وہ بھی وقت پر آجائینگے اگر قضا لیکر آئی ہی بچنا دشوار ہی وہ مالک و مختار ہی اگر حیات مستعار باقی ہی کوئی موے جسم نہ کم کرسکیگا پس قدم پیچھے ہٹانا کوے جرأت سے گذرنا سراسر خلاف ہی مقام انصاف ہی جب غلام طلسم ہوش ربا مین آیا سواے خالق بے نیاز کے کون ساتھ تھا دامن رحمت رب اکبر تھا اور میرا ہاتھ تھا اب یہ انجام ہوا کہ لشکر گران سردار پہلوان سب طرح کا سامان حکمن ہوا یہ اعتراض بہت درست ہی کہ وہ لوگ ساحر ہین میرے پاس کوئی تحفہ بھی موجود نہین ہی اسوجہ سے دل اندوہگین ہی مگر جب برق شمشیر چمکی ابر فوج ساحران درہم و برہم ہوگا ایک کو ایک کا غم ہوگا بھاگتے نظر آئینگے ساحران مکار ہین منھ پر مردان عالم کے نہ آئینگے یہ کہکر اسد نامدار نے مرکب تیار کیا قبضہ پر ہاتھ ڈالا چاہا پشت مرکب پر سوار ہو آمادۂ حرب و پیکار ہو عمرو نے دوڑ کر ہاتھ تھام لیا کہا اے اسد نامدار اے نور نگاہ صاحبقران عالی وقار جہالت کرنا بہتر نہین ہی اسوقت ہٹ چلو آئندہ اور کوئی تدبیر کیجائیگی بدون عیاری در بند قہر و ماہ فتح ہوگا اسد نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا غلام کو زیادہ نہ سمجھائیے خداے مابزرگ ست ہنوز یہ باتین ناتمام تھین کہ نقارۂ زرمی پر چوب پڑی زمین کانپنے لگی ہاے ابر سرخ و سفید نمایان ہوے علمہاے زرنگاری کے پھریرے چلے دیکھا عمرو نے قہر و ماہ جادو طاؤسان زرین بال پر سوار بہ قہر و غضب تمام دونون بدانجام آگے آگے پشت پر چار لاکھ ساحران نابکار اژدہا و ببر پر سوار بہر برہاے آتشین اُڑ رہاے شعلہ بار زیر ران شعلہ ہاے آتشین بھڑکتے ہوئے لگے ابر کے کڑکتے ہوئے عمرو تو گلیم اوڑھ کر کنارے ہوا اسد نے خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب روشن کیا تیغۂ برق مثال کو نیام انتقام سے کھینچا نعرۂ اسد

انظر گبرو کہ شیر پروردگار	ابن ملیتن نامور نامدار	امن آنکم سرکوب افراسیاب	اسد صف شکن شاہ عالیجناب

تلوار کھینچکر فوج کفار پر جا پڑا شمیم گل پیرہن نے جو دیکھا کہ سحر سے آگاہ نہین کچھ تحفہ پاس نہین رکھتے ہین کس قدر بات کا پاس ہی موت کا مزہ چکھتے ہین اُٹھا کر جھولی بائین ہاتھ پر ڈالی بادہ سونکنے مین تیار ہوئین اسباب سحر ہاتھ مین لیا فوج قہر و ماہ جادو پر یہ بھی جا پڑی سحر کرنے مین مصروف ہوئی اسد نامدار نے دیکھا کہ فلان ساحر آمادہ سحر کرنے پر ہوا منھ کھولا قصد کیا سحر پڑھے اسد نے تاک کر

تیر مارا حلق پہ اُس ناکام کے پڑا گُدی کو توڑ کر پار گذرا وہ ساحر مرا تاریکی چھائی زمین باغ تھرائی اس تاریکی مین
اسد نے کسی کو نیزے سے کسی کو تیر دلدوز سے کسی کو تیغۂ برق مثال سے قتل کیا صف ساحران مین تہلکہ ڈالدیا مہر جادو
سحر کر رہی ہین شمیم کو للکارتی ہین ای شمیم تیری کیون شامت آئی ہے دماغ مین بوے کبر و نخوت بھری ہے بادولت
سے مقابلہ کرتی ہے جان کو نہین ڈرتی ہے رومال سے ہاتھ باندھ کے قدمون کو بوسہ دے طلسم کشائی مشکین
باندھلے افراسیاب تجھسے راضی ہوگا خلعت و اکرام و جاگیر ملے گا حکومت ملک حاصل ہوگی تاجدارون
مین شامل ہوگی شمیم جوش عشق اسد تیغ زن مین جواب دیتی ہے لاکھ جان ایک ناخن پاے اسد
نامدار پر قربان ہے مین مطیع مذہب اسلام ہوچکی لات و منات پر لعنت کی یہ سُنکر مہر و ماہ جادو کو
غصہ آیا آواز دی ہمارے سامنے یہ بے ادبی عشق طلسم کشا مین ایسی مبہوت ہوئی شہنشاہ کا کچھ خیال
نہ آیا حق نمک کو بھی بُھلا دیا دیکھ تو کیا مزہ چکھاتی ہون ابھی راہ عدم دکھاتی ہون یہ کہکر دونون
بہنین طاؤسان زرین بال سے اُترین سحر کرنے لگین ایک دو مٹھی طرف اسد غازی کے دیکھ کر
زمین پر مارا زمین سے دھوان نکلا شعلہ ہاے آتش نے اسد نامدار کو گھیر لیا شمیم نے جو دور سے دیکھا
اُس ناری نے غضب کیا میرے آتشخو شعلہ مزاج کو شعلہ ہاے آتش مین پھنسایا بڑھکر روئی کا گالا نکالا اُسپر
قطرے خون کے ڈالے دریا دلی دکھائی اپنی آبرو بڑھائی نعرہ کیا باران سحر برسا وہ شعلہ آتش کے بجھے
اسد نامدار نے رہائی پائی آگ بالکل ٹھنڈی ہوئی اسد نے رہا ہوتے ہوتے کئی جادوگرون کو مارا مہر و ماہ
نے جو دیکھا کہ شمیم نے ہمارے سحر کو برطرف کیا مہر جادو کڑکی گرجی مثل آفتاب چمکی شمیم پر سحر کیا یہ بھی
بیچاری لڑکھڑا کر گری اسد کا مرکب چلتے چلتے تھم گیا زمین پر مثل نقش پا جم گیا ہر دو سے بیکار اسد
مجبور و ناچار کنیزون پر بھی سحر کیا کوئی منھ کے بھل گری کوئی آتش سحر مہر جادو سے جلنے لگی کسی نے اپنی
تلوار کھینچکر اپنے گلے پر دھر لی بارہ سو جادوگرنیون کی اسکے سامنے کیا حقیقت تھی چشم زدن مین سب کو مبتلاے
سحر کیا اہالیان فوج کو آواز دی ای ساحران نامی ای نمکخواران افراسیاب اب یہ سب بیکار ہین بالکل مجبور
و ناچار ہین اب انکی مشکین باندھ لو دم نہ لینے دو سب کے مرتبہ اعلیٰ ہونگے شمیم کی شامت آئی کہ ہمارے منھ چڑھی
دیکھو سب کو مین نے سحر مین مبتلا کیا اب اُنکا گرفتار کرنا کیا مشکل ہے ساحر طرف اسد و شمیم کے چلے رنگ روے
شمیم متغیر متردد متحیر اسد غازی نے جو یہ حال پر ملال اُس مہ جبین کا دیکھا یہ تو بہادر جری غازی مجاہد ہین
راکع و ساجد ہین اپنے پروردگار کو حاضر و ناظر جانتے ہین اپنے پروردگار کو خوب پہچانتے ہین مگر اُسکی بیکسی
و بےبسی دیکھکے بے قرار و اشکبار خود بھی مجبور و ناچار ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھادیے عرض کی ای خالق
بے نیاز ای رب کارساز ای رحیم و کریم ای سمیع و علیم ای حکیم مطلق ای کارساز برحق اس آفت ناگہانی سے

بچائے اس نومسلم کو نجات دے سوا تیرے کس سے عرض کریں تو نے پیدا کیا خاک کے پتلے کو گویا کیا چشم و گوش عقل و ہوش عطا ہوئے ارکین کوہ برائے تسکین زمین بنا ہوئے

نظم

کیونکر نہو تیری آس تو نے
وہ عشق دے جسکا نام اسلام
وہ رفعت حال دے کہ جس نے
مومن کہے کس سے حال آخر

افلاک کو بے ستون بنایا
وہ شیوہ نبی نے جو بتایا
منصور کو دار پر چڑھایا
ہر کون ترے سوا خدایا

اس دام سے مجھکو تو چھوڑا دے
مجھکو بھی بچائے جیسے تو نے
اُسکا مرے دل پہ ایک پرتو

داؤد نے جسمین جی پھنسایا
یوسف کو ہے چاہ سے بچایا
جس شعلے نے طور کو جلایا

بیقرار ہوکر اسد غازی نے ته دل سے دعا کی باب اجابت وا تھا درقبول پر دعا نے جاکر قیام کیا آسمان پر برق چمکی ملکہ گوہر جادو خوشنخوشرد مع ساٹھ ہزار ساحران غدار کے آکر پہونچی اپنے آقائے نامدار مولائے قدرشناس فلک اساس شیر صولت رستم ہیبت کو بلائے ناگہانی مین مبتلا دیکھا گرد شعلہ ہائے آتش بیچ مین دو ماہ رخسار قریب ایک نازنین گلعذار گرد بارہ سو نازنینان حور طلعت پری پیکر سحر مین مبتلا زمین پر تڑپ رہی ہین پھڑک رہی ہین گرتے گرتے گوہر نے موتیون کا مالا گلے سے اُتار اکھینچ مارا وانے ٹوٹے قیدی چھوٹے کئی ہزار ساحر لشکر مہر و ماہ کے جل گئے زمین سے شعلے نکلنے لگے ابر مرواریدی چھایا دوسرے پہلو سے نعرہ ہوا منم اخضر جادو ساحر خوشنخو ڈیڑھ لاکھ فوج سے یہ بادشاہ عالیجاہ لشکر مہر و ماہ پر آکر گرا سحر کرنے لگا ہزارہا کو مارا اسد غازی کو پھر گھوڑے پر سوار کیا رکاب پر ہاتھ رکھا دو تین حملے ایسے کیے طبقے زمین کے ہلا دیے

نظم

وہ نعرے اسد کے بوقتِ وغا
منم رہبرو جادۂ صفدری
جو تیغ بلی برکشم از غلاف
کبھی حملہ ور گاہ روپوش تھا
کبھی جوش مین آکے مارا حباب
لڑائی مین مصروف بیخوف و بیم

کہ باشیدائی کافران بیحیا
کہ باطل کنم مذہب سامری
تزلزل فتد در میان مصاف
یہ لکر کا دمبدم جوش تھا
گر دھم سے ساحر تھے بصد اضطراب
وہ فوج گران اور وہ جنگ عظیم

منم شیر صولات یل فی تبار
من آنم سر کوب افراسیاب
عمرو بھی بہ مردی قہر و عتاب
کبھی حقہ نفط دن سے چلا
کبھی بیچ کھینچکر جا پڑا

منم صفدر و صف شکن نامدار
نظر کردۂ شاہ عالیجناب
لیے ہاتھ مین تیغۂ برق تاب
لگی آگ منھ ناریون کا جلا
بقہر و غضب کافرون سے لڑا

لیکن مہر و ماہ جادو بھی بلائے روزگار ہین علم سحر و ساحری مین نامی و نامدار ہین دو چار حملے اخضر و ملکہ گوہر کرنے پائے تھے کہ یہ دونون اسباب سحر لیکر بڑھین ماش کے دانے اُس بدمعاش نے پھینک مارے ہزارون غلئی ساحرون کا کھیت ہوا جنس مرگ کی طغیانی جانبری کی گرانی یہ دونون بیحیا مکار غدار جو فروش گندم نما دانہ زد دشمنان بے صمد اس طور سے لڑین سحر ہائے کامل صرف کیے ملازمان اسد کے پیر اُٹھ گئے اخضر زخمدار گوہر پر بارش کی بوچھار گوہر کو آبرو بچانا مشکل ہوئی زخمی ہوکر بہت بیدل ہوئی قریب ہے کہ اسد وغیرہ سب گرفتار

ہوجائین عمرو نے جو لشکر کو پراگندہ دیکھا چاہا بیچ مین سے نکلجاؤن جان بچاؤن شب کو آکر عیاری کرونگا بن پڑے گا تو اسد غازی کو چھوڑاؤنگا مہر جادو نے دور سے دیکھا سار بان زادہ ایک نخل کے سایہ مین کھڑا ہوا لڑرہا ہے اب بھاگا چاہتا ہے جھپٹی کہ جاکر عمرو کو گرفتار کرون صندلان صندلی پوش بھی لڑائی مین تھا دیکھا کہ عمرو گرفتار ہوا چاہتا تلوار کھینچکر جا پہرون ماہ جادو نے جھک کر سحر کیا یہ بھی بیچارہ پابہ گل ہوا ساتھ والے بیہوش ہوکر گرنے لگے ہر چند چاہتا ہے کہ تلوار کھینچون ہاتھ دستگیری نہین کرتا پیر مین ثابت قدمی کجا قلب قلب ہوگیا لشکر مین تباہی صفون مین بربادی کیسے مجبور و ناچار ہوئے ساحر سحر کرنا بھولے سردار گرفتار ہونے لگے اس وقت اہل اسلام کی بیتابی گوہر نے صندلان کو جو اس آفت مین مبتلا دیکھا بڑھ بڑھکے لڑی زخم کھائے ٹکڑا کر گری اب مہر و ماہ جادو کے سحر کو زور ہوا اہل اسلام کو پامال کرنا شروع کیا آفتاب ظلم و بدعت نے طلوع کیا صدائے یا ربا یا مستغیثا بلند ہوئی بیقرار ہوکر سب پکارنے لگے اے بے نیاز ان ظالمون کے ہاتھ سے بچا لے کسی نے دعا مانگی کسی نے لفظ آمین کہی کہ آسمان سے لپٹین پھولون کی آئین ہوائے سرد چلی نخل جھومنے لگے غنچے چٹک کر گل ہوئے برہم گیسوئے سنبل ہوئے سب سر اٹھا کر دیکھنے لگے نظم دلپذیر بہاریہ در صفت آمد ملکہ بہار جادو گلعذار خوشنما اشعار

پھر شجر سبز ہین گلشن مین آئی ہے بہار
دیکھیے کس کس کو دیوانہ بناتی ہے بہار
رہتی ہین فصل خزانکی مدتون تک گریبان
رنگ کس کس طور سے اپنا جماتی ہے بہار
جلوہ گلشن دکھا کر بخشتی ہے راحتین
آپ پنہان ہے مگر جلوے دکھاتی ہے بہار

رنگ بدلا دیکھیے کیا رنگ لاتی ہے بہار
دیکھیے جب رنگ عالم اک نئے عالم سے ہے
چار دن کے واسطے گلشن مین آتی ہے بہار
کوئی گل ہے سرخ کوئی زرد کوئی نیلگون
کلفت و رنج خزان دل سے مٹاتی ہے بہار

مدتون سے منتظر بیٹھے ہین مستان جنون
صورت انفاس سرد آتی جاتی ہے بہار
سبز کر دیتی ہے پتے سرخ کر دیتی ہے پھول
دیکھیے جس رنگ مین کچھ رنگ لاتی ہے بہار
چھپکے خود پردے مین کر دیتی ہے ظاہر صورتین

سب طرف آسمان کے دیکھنے لگے ہر ایک حیران تھا کہ یکایک صحرائے خارستان مسکن خزان پر بہار ہوا کیون ہوائے سرد کی یہ شد و مد ہے کس گلعذار غنچہ دہن کی آمد ہے کہ سامنے سے ملکہ بہار جادو عشوہ طراز خوش خو خوب رو ظاہر ہوئی گلدستہ ہاتھ مین رنگینی بات بات مین گرتے گرتے گلدستہ مار انعرہ کیا ستم ملکہ بہار جادو کبھی ہزار ہمراہیان مہر و ماہ جھومے جمال بے مثال بہار رنگا ہین ڈالین ہونٹھون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری آثار عشق ہویدا حزن و ملال چہرے سے پیدا

اشعار عشق آمیز حسرت انگیز زبان پر جاری عالم بیقراری اشعار

روتا ہون دل قمار محبت مین ہار کے
تیور کچھ اب کی سال برے ہین بہار کے

دنیا گون مین آگیا بت زنار دار کے
مانند گرد باد لپیٹین گے ہم تجھے

اچھے نہین ہین جوش وحشت کے رنگ ڈھنگ
آنا صبا نہ پاس ہمارے غبار کے

نالے کیسے بغیر ہیں رکھتا نہیں قدم
جاتا ہوں گھر میں یار کے در پر پکار کے
دم سے طلسم آدم خاکی کا ہے خلیل

دیگر

پھرتی ہیں تیلیاں یہ سہارے تار کے
بنے گا داغ جگر ایک دن چراغ مراد
خدا کے واسطے جاتے ہیں ہوش میں ہوئے
کہا کسی نے نہ آنا ہمارے دفن کے وقت

نہ پوچھو کس لیے آنسو ہیں بہائے ہوئے
تو ہم اپنے خدا سے ہیں لو لگائے ہوئے
ذرا یہ فاتحہ سے کہدو ہم بھی آتے ہیں
نہ خاک ڈالو نہ اینٹ ہیں بہائے ہوئے

کسی جگہ سے ہم آتے ہیں چوٹ کھائے ہوئے
اب آؤ بیٹھو نہ جانے کی بات چیت ہے
بڑھے نہ جاؤ خدارا قدم بڑھائے ہوئے
کسی نے تلوار کھینچکر گلا کاٹ ڈالا

کوئی ہائے بہار کہکے بڑھا لشکر مہر و ماہ تہ و بالا لشکر مسلمانان میں غلغلہ ہوا بہار آئی بہار آئی ادھر سامان بہار ادھر رنگ خزان خضران وغیرہ بھی سیدھے ہوئے ملکہ گوہر جادو کی بھی آبرو بڑھی بہار نے آتے ہی اپنا قبضہ کیا رنگ جمایا مہر و ماہ نے پلٹ کر دیکھا بہار نے تین چار گلدستے مارے کسی ہزار بیچیا واصل جہنم ہوئے مہر و ماہ بھی سنبھلیں باران سحر برسا کے اُن دیوانون کو ہوش میں لائیں مگر دور بہار رہی ایک جانب ہوشیار ہوئے دوسری صف کے بیقرار ہوئے ایک کو ہوش آیا مہر و ماہ گھبرا گئیں کس کس کا سحر اتارین کس کس کی جان بچائیں حیران و مضطر لیکن دربند مہر و ماہ کی ناظم ہیں ملک افسونگری کی حاکم ہیں دو بہنیں ایک نے سامنا بہار کا کیا ایک نے سحر اتارا ایک بڑھکے لڑی ایک سحر کرتی ہوئی ہٹی ایک نے پانی برسایا دوسری نے آگ لگائی ایک نے برباد کرنے کو خاک اڑائی دوسری برق بنکے چمکی ایک شعلہ جوالہ دوسری آتش کا پرکالہ ایک کے سحر سے آندھی اٹھی دوسری کے سحر سے گرد اڑی ایک اخضر کو روکتی ہوا ایک بہار کو بڑھکر ٹوکتی ہر دونون نے آپسمین صلاح کی بہار تعلیم کردہ افراسیاب ہر رنگ ساحری میں انتخاب ہے اسکو دھوکا دیکر لڑو چہار جانب سے گھیر لو یہ کہکر جھپٹنے بڑھکر للکاراہی بہار ادھر آؤ آفتاب سے آنکھ ملاؤ ہم پر سحر کرو غربا پر نگاہ نہ ڈالو بہار پلٹ پڑی مہر جادو سے سحر چلنے لگا ماہ جادو چمک کر پشت بہار پر آئی سحر کرکے ستارے بنائے اُس ماہ رخسار پر گرائے سر بہار زخمی ہوا پلٹ کے دیکھا ماہ جادو نے سحر کیا بہار رخسار چہرہ خون سے گلنار چاندنی کا خوف ہوا ایسا کہ زخمون مین درد پیدا ہوا دوپٹہ پھاڑ کر زخم سر باندھا خون رکا لڑائی مین مصروف ہوئی مگر ایسی مہ جبین کا زخمی ہونا نازک مزاج حسینان عالم کے سر کا تاج زخمون مین ہوا بھری زبان مین لکنت آئی مہر و ماہ جادو نے زور ڈالا بہار پیچھے ہٹی رنگ نہ جمایکایک زمین شق ہوئی رعد جادو نے سر نکالا مجمع ساحران مین ظاہر ہوا کانون پر ہاتھ رکھکر چیخ ماری نعرہ رعد جادو کئی سو ساحر لڑکھڑا کر گرے ناک سے قطرے خون کے گرے کئی سو کے سر پھٹ گئے آسمان سے نعرہ ہوا صنم برق جادو مانند تو بیٹے کی آواز کی مشتاق رہتی ہے کئی سو کے سر اڑا دیئے آڑی ترچھی گرنے لگی رعد و برق بھی خوب لڑے بہار نے اپنے کو سنبھالا آسمان سے پھر نعرہ

ہوا منم ملکہ برق لامع ایک جانب سے نعرہ ہوا منم صاحب سطوت وشوکت باغبان قدرت یہ بھی
آکر زمین پر پہونچا گیند پھولون کا ماراب رعد کی گرج برق کی چمک برق لامع کی کڑک بہار کا
گلدستہ باغبان قدرت کے پھول کے گیند ان سب نے جو سحر کیے لڑے انتہا کے معرکے پڑے لشکر مہر وماہ
جادو لپسپا ہوا خون کا دریا بہ گیا زمین تپ رہی ہی پھول برس رہے ہین برق و رعد کے سحر کی گرمی
بہار کے سحر نے ہزارون کو ٹھنڈا کیا ہوا ٹھنڈی چل رہی ہی باغبان نے پھول برسائے لیکن مہر وماہ
جادو وہ بلاے روزگار ہین سب کو جواب دیتی ہین مگر باغبان قدرت بصد صولت وشوکت
رکاب سعادت انتساب اسد پہ ہاتھ رکھے ہوئے لڑتا ہوا جاتا ہی سحر سے ساحرون کے شاہزادے کو
بچاتا ہوا اپنا سینہ سپر کردیا میدان لاشون سے بھر دیا مہر وماہ کے لشکر کو کبھی فتح کبھی شکست لڑائی کا
عجب طور سے بند وبست استادان سخنور نے بیان کیا ہی تین پہر برابر لڑائی رہی مگر مہر وماہ جادو نے
قدم نہین ہٹائے لشکر ساحران کو بچاتی ہین آپ بڑھ بڑھکے لڑ رہی ہین نقیبون کو اشارہ کیا ہی نقباے
بلند آواز اشعار عبرت پڑھنے لگے نعرہ مار رہے ہین صدائین دیتے ہین اے مردان عالم یہ میدان کارزار
ہی آبرو کا خیال رہے قدم پیچھے نہ ہٹے بڑھ بڑھکے لڑو زخم کھاکے سرخرو ہو بزرگون کا نام روشن کرو دشمن
کو شکست دو پہلوان زبردست ہو شعر نام رستم بھی مٹا دو آج ہی وہ معرکہ پھول سونگھو ڈھال کا
اور کھاؤ پھل تلوار کا ؎ دنیا مقام عبرت ہی نہ جاے عشرت رستم وزال و سام ونریمان بڑے بڑے
پہلوانان جہان آخر کیا ہوئے خاک مین مل گئے نشان قبر بھی باقی نہ رہا اب کوئی انکا ذکر بھی نہین کرتا
کسی نے جاکر قبر پر فاتحہ خیر بھی پڑھا لیکن نام جرأت مگر انکا باقی ہی محفلون مین ذکر ہوتے ہین
مردان عالم انکا حال سنکر رو دیتے ہین مگر انکے نام مٹاؤ اپنا رنگ جرأت جماؤ بعد مرنے کے لوگ یاد کرین نام
سنکر فریاد کرین یہ آوازین عبرت خیز وحشت انگیز سنکر جوانون کو جوش عبرت ہوا بڑھ بڑھکے لڑتے
جاتے ہین لاکھون مارے گئے لاشے زمین مین تڑپ رہے ہین بھائی کی بھائی کو خبر نہین جہان سے الوس
دریاے موج مین نہنگان شناوری کر رہے ہین پہر دن پچھلا باقی ہی نہیب شمشیر مردان عالم سے رنگ روے
آفتاب زرد زمین گرد برد اسد نامدار کی کہنی سے خون ٹپک رہا ہی کلہا زخم تحمل جسم پہ کھلے ہوئے دھجیان
زخمون کی پڑی ہوئی عمرو کلیم اوڑھے ہوئے حال زار اسد دیکھ رہا ہی کبھی گلیم کو مار لگے خود بھی جا پڑتا
ہی ساحرون سے یہ طریقہ عیاری لڑتا ہی لیکن یہ یقین کامل ہی کہ زوال مہر وماہ دشوار ہی ایک ایک
خدا جگر دار افراسیاب بلاے روزگار ہی دل گھبراتا ہی کہ باغبان وغیرہ بھی زخمی ہوئے ایسا ہو کہ اسد
نامدار کو گرفتار کرلین تو بڑی مشکل ہو کیا تدبیر کرون ان سرداران نامی سے مہر وماہ جادو نہین دیتین

ہر مرتبہ قصد ہوتا ہے اسد نامدار کو لیکر زنبیل مین چھپا لون لیکن یہ جوان صاحب غیرت ہے اپنے کو ہلاک کریگا
صاحب غیرت کی خرابی ہے اسکو یہ ننگ قبول نہو گا حقیقت مین اے عمرو عجب طلسم وسیع مین آکر پھنسے جسکا
فتح ہوتا دشوار ہوا ہوش ربا ابھی کہان جزئیات پر یہ فساد ہین کیونکر لوح طلسم ہوش ربا ملیگی کس طرح
کلی آرزو کی کھلے گی اس سوچ مین عمرو گوشۂ صحرا مین کھڑا رو رہا ہے تہ دل سے دعا مانگتا ہے کہ ابر یا قوت
آسمان سے ظاہر ہوا اہل اسلام کے واسطے ابر رحمت تھا قریب آکر شق ہوا سب نے دیکھا ملکہ بران شمشیرزن
طاؤس زرین بال پر سوار بڑے زور و شور سے وہ نامدار آکر پہونچی آتے ہی سنجراؤ کر دیا ناریون پر برس پڑی
لشکر مین آگ لگا دی برق لامع بھی کڑکی رعد نے ہزارون کو مارا بہار گلدستہ چلا باغبان
اسد نامدار کی خدمت مین حاضر ہے انھین کے حال کا ناظر ہے یہی خوف تھا افسر لشکر پر افتاد نہ پڑے
جہانتک ہوسکے انکو بچائے لیکن بران شمشیرزن صف شکن سحر و ساحری مین طاق فنون جرأت مین
مشاق مہر جادو کو تاکتی ہوئی جاتی تھی خیال ہے کہ جاکر اسکو مارون کئی مرتبہ سامنا ہوا ہزار ہا ساحر
بیچ مین آگئے خوب سحر ہوئے ماہ جادو جھپٹ کر آئی ملکہ بران کو للکارا او دختر کوکب تجھکو بھی
یہ لیاقت ہوئی کہ ملازمان شہنشاہ ہوش ربا پر نگاہ ڈالتی ہے کبھی اہالیان طلسم نور افشان ساحران
ہوش ربا پر غالب نہین آئے ان چند باغیون کو دیکھکر یہ حوصلہ بڑھا ہم لوگون کی جانب رخ کیا بس
ملکہ بران طرف ماہ جادو کے متوجہ ہوئی آواز دی او ماہ جادوئے بدخو کیا ہوش ربا مرنے والے
کہین رکتے ہین لاکھ جوکرو رسب برابر ہین تلوار باندھی سر ہتیلی پر رکھا موت کا مزہ چکھا مرنے سے
کیا ڈر ہے جہان ڈرو ہین ہمارا گھر مقابلے مین آ زیادہ باتین نہ بنا ماہ جادو جا پڑی ملکہ بران
پر سحر کیا گولہ مارا ملکہ بران نے اسکو کاٹا اسمین سے برقین چمکین ملکہ بران نے جوڑے سے اختر
مرداریہ نکالا ہتیلی پر رکھکر چمکایا برقہائے سحر کو مٹایا اس سحر کے دفع ہونے سے ماہ جادو کے
ہوش اڑ گئے پسینے پسینے ہوگئی اس سحر کا دفع ہونا ناممکن تھا اس سحر پر دل مطمئن تھا کارد سحر
پھینک ماری بہت سے ماش کے دانے پھینکے ملکہ بران نے وہ بھی دفع کیے غصے سے چہرہ سرخ ہوا
اس گوہر بے بہائے دریائے جرأت نے اختر مرداریہ ماہ جادو پر پھینک مارا ہر چند ماہ جادو نے
چاہا اپنے کو بچاؤن لیکن یہ اختر مرداریہ تحفہ کامل طلسم نور افشان کب رکتا ہے سینہ پر کینہ ماہ جادو
پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا ماہ جادو لڑکھڑا کر گری ملکہ بران شمشیرزن مطیع مذہب اسلام
ہے جرأت و شوکت مین بڑا نام ہے ماہ جادو کو مارا اب یقین کامل ہوا صاحب معجزہ شق القمر
کی کنیز ہے یہ یوسف کنعان حسن ہر دل عزیز ہے لاشہ ماہ جادو کا جلا ہنگامہ برپا ہوا ماہ جادو

کے مرنے سے اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من ملکہ ماہ جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم و
بمطلب خود نرسیدیم دور سے مہر جادو نے دیکھا کلیجہ پھٹ گیا قوت بازو کا مرنا ہوش پراگندہ قلب
تھرا گیا کلیجہ مُنھ کو آگیا رنگت زرد دل مین درد لب پر آہ سرد چہرہ پہ گرد سر پیٹتی ہوئی دوڑی پکاری
او بران غضب کیا بازو میرا توڑ ڈالا فلک دربند مہر و ماہ کا چاند غروب ہوا ہرا فسر محجوب ہوا بران
نے نعرہ کیا اور پکارا اے مہر جادو بہن کی بڑی محبت ہے مین تجھکو اسکے پاس پہونچا دون پردہ ہجر
اُٹھا دون مہر جادو خود مقابلے مین بران کے آئی کہا او دختر کوکب اب کیا تجھکو زندہ چھوڑونگی
یہ کہکے بہت سے سحر کیے بران نے اختر چمکائے سب سحر ضو سے اختر کے مٹ گئے اختر مروارید سے اس
گوہر صدف خوبی کی آبرو ہے سحر نایاب زلفون کی پیچ وتاب چہرہ پر قہر وعتاب آئینۂ رخسارہ پر
گرد وغبار آمادۂ حرب وپیکار اختر مروارید کو چنچ دیا جھپٹ کر مارا عین پیشانی پر مہر جادو کے ٹیڑا جو
پیش آنی تھی وہی پیش آئی ستارہ مہر جادو کا گردش مین تھا سر پھٹ گیا لہرا کر زمین پر گری دھوان
بلند ہوا صدائین مختلف آنے لگین نخل صحرا تھرائے پتے کف افسوس ملتے تھے شاخین سر پیٹنے لگین طائر
نخلستان سے اُڑے صدائین ہیہات دیتے تھے بعد عرصہ دراز صحرا مین روشنی ہوئی آواز بطور رعد کو آئی
مہر وماہ جادو کے مرنے سے زوال لشکر ہوا ساحر بھاگنے لگے ملازمان اسد نے صدہا کو گرفتار کر لیا
ایک ایک ڈوری مین دس دس کو باندھا مشیران سلطنت رومال سے ہاتھ باندھ کے حاضر خدمت
طلسم کشا ہوئے اسد نے تلوار کو نیام مین کیا فوراً لڑائی موقوف ہوئی رئیسان شہر نے آکر قدمبوسی کی
سب سرداروں نے ملکہ بران شمشیر زن کی بہت تعریف کی اب طرف دربند مہر وماہ کے جاؤ کرکے
چلے نوبت نقارے بجتے ہوئے ہندد جواہر نثار ہوتا ہوا بڑی شوکت وشان سے طرف دربند مہر وماہ
کے سواری اسد کی مثل باد بہاری جاتی ہے عمرو کو بڑی خوشی ہے کہ اب لوح طلسمی ملے گی دربند مہر وماہ
کا خود اپنی زبان سے بتا دیا تھا وزیران سلطنت سے پوچھتا ہوا جاتا تھا کہ یار و شہنشاہ طلسم ہوش رُبا
نے لوح طلسمی پاس ملکہ مہر وماہ جادو کے روانہ کی تھی آپ لوگون کو کچھ خبر ہے جو لوح طلسمی کا پتہ
بتائیگا دولت دنیا سے نہال ہو جائیگا سلطنت ممالک طلسم ہوشربا ملیگی وزیر امیر جواب دیتے ہین اے
شہنشاہ اوج عیاری ہمین بالکل اسکا احوال نہین معلوم ہے جو کوئی ایسا جواب دیتا
ہے عمرو کے ہوش اُڑ جاتے ہین دوسرے سے پوچھتا ہے بھائی تم بتاؤ وہ بھی ایسا ہی
جواب دیتا ہے عمرو قریب ملکہ بہار جادو کے آیا کہا اے ملکہ عالم تم نے سُنا لوح کا نشان
نہین ملتا برائے خدا اُسکی جستجو کرو ورنہ غضب ہوگا ہم بڑی کوشش سے جہان تک

پہونچے طلسم صندل پر لڑے کیا کیا معرکے پڑے دربند مہر و ماہ پر بھی آئے یہان بھی لاکھون کا کھیت ہوا ابھی
تک پتا نہین ملتا بہار رہ گئے بڑھی رئیسان شہر سے ملاقات کی ہر ایک سے پوچھا بمحبت بہ کیفیت کہ صاحبو لوح
طلسمی ہمارے شہریار نے ملک داؤد یہ پر حاصل کی مقام مرحلۂ نہنگ خونخوار پر مقابلہ بھی پڑا شہزادے نے
یکہ و تنہا جاکر اس مکار کو مارا اور دو چار مقابلے اُس مقام پر ایسے ہوئے کہ اُسکے ذکر سے شہنشاہ کا نپتے
ہونگے شب کو نیند نہ آتی ہوگی مرشدزادے مصور جادو و صورت نگار کا شہنشاہ اوج عیاری نے
یہ نقشہ کیا اس قدر کوڑے مارے میان بی بی پر کوڑا کیا یقین ہے اتنک کھال نہ جمی ہوگی اُسی مقام پر
افراسیاب نے مکر کیا صرصر کو بھیجا وہ لوح چرا لائی خواجہ عمرو بصورت حیرت جادو پاس افراسیاب
کے پہونچے خود اُسنے اپنی زبان سے کہا کہ مین نے لوح دربند مہر و ماہ پر روانہ کی ہے اسی شمار پر خواجہ عمرو
اسد نامدار کو ہمراہ لیکر بر سر طلسم صندل پہونچے عنایت سے خدا کی اُسے فتح کیا اگر یہ خبر مفصل نہ ملتی
کسکو در سر تھا کہ طلسم صندل پر جاتا اب دربند مہر و ماہ پر پہونچے فتاح طلسمات عالم نے اس دربند کو
بھی مفتوح کرایا مہر و ماہ اپنے غرور مین قتل ہوئین سوائے ذات پروردگار کے کسی کو غرور زیبندہ و سزاوار
نہین ہے بس بھائیو طلسم کشا کا ساتھ دو لوح طلسمی کا نشان بتاؤ ہر ایک سردار نامدار نے یہ سُنکر سر جھکایا عرض
کی اے ملکۂ عالم قسم ہے دین جدید کی ہمین بالکل نہین معلوم ہمارے سامنے لوح طلسمی نہین آئی یا اگر آئی ہو کی
خزانہ شہنشاہی سے نشان ملے گا ہم لوگ سب عاشقان جمال اسد ہین حال لوح طلسم سے بالکل نابلد ہین یہ
باتین کرتے ہوئے بصد عظم و شان فرحان قرحان داخل قلعہ مہر و ماہ ہوئے دیکھا ملک آباد رعایا دل شاد
مقام زر ریز زمین حُسن خیز عمارتین پختہ بازار کھلے ہوئے دوکاندار سج و سجری پر تکلے ہوئے جوہری بچے حسین سرخ
سبز زرد کپاسی پگڑیان سرون پر گوری گوری صورتین مٹی کی مورتین سونے کے بالے اسمین مروارید بیہا وہ
بالے کانون پر چڑھے ہوئے نام اُنکے یاقوت جوہری دلاآلہ پتا لال بعض کا نام لعل چند نفاست پسند لباسہائے
فاخرہ زیب جسم جواہرات اعلی و بیش قیمت کے انبار ہی لگاتے کھلے ہوئے خرید و فروخت کا بازار گرم ایک
جانب دلال بے شرم خریدار سے لڑ رہے ہین کبھی دکاندار سے دوانی مانگتے ہین زبان کے جوہری رگ و ریشے
مین فراست بھری ہوئی گاہک کو راضی کرین اپنا دامن مدعا بھرین بالاے دوکان کمرے عمدہ اُسپر نازنینان
مہ جبین مہ جبینان مہر تمکین معشوقان عاشق خصال ابروان خمدار رشک ہلال انگھڑیون مین لگاوٹ
کمرون کی سجاوٹ کرسیون پہ جلوہ فرما سازندے حاضر دٹے سارنگی کے بلند سپھا ساتے بیین ساز کیے ہوئے
سریلی آوازین کمرون پہ مجرے ہو رہے ہین عاشق تنون کا مجمع تصویر ہائے دلپذیر کا مرقع خوبرویان عالم
محو تماشا سواری کے دیکھنے کے مشتاق ملکہ ہے کہ آمد طلسم کشا ہے جو حُسن و جمال مین یکتا ہے زیر دوکان کھڑے نون

کی دوکانین کنجڑنین حسین شوخ مزاج نازک اندام بھاری لہنگے نینو کے ڈوپٹے اسپر دو لائیان پاؤن مین
صفائیان نارنگیون کی بیچنے والی کولون سے رغبت گوری ساونلی صورت شعر سدا اپنے عاشق پہ یون
نعرہ زن ہ کہ ہے نار پستان وسیب ذقن ہ کسی پر اشارہ او مور کہ نارنگی چکھ ہم سے محبت کم رکھ نہین
صدا ہر گنڈیریان پونڈے کی بازار مین ہنگامہ اہالیان شہر و راستہ جمع سڑکین چھڑکی جاتی ہین سقے آبرودار
دردیان زیب جسم نیک اساس پیردان احکام خضر و الیاس یکایک نقارے پر چوب پڑی آمد لشکر طلسم کشا
ہوئی آگے آگے چوبدار صدائین لگاتے ہوئے مصرعہ بڑھے عمر و دولت قدم با قدم ہ انکے بعد شتر سوار
سانڈنی سوار بعد اسکے اسباب ماہی و مراتب آگے آگے شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی مرکب
صبا رفتار پر سوار دبدبہ و شوکت و لیاقت و سطوت چہرہ سے اس شیر کے نمایان چہرہ رشک ماہ درخشان
دریائے سلاح مین غوطہ مارے ہوئے پہلو مین شمشیر ہلالی سپر رشک گردہ آفتاب اس سپر فولادی کو دیکھکر
شگفتگی حصول دامن مین پھول نیزہ ہاتھ مین سنان مثل زبان افعی تڑپتی ہوئی ناگن پر قبضہ پھریرہ کھلا ہوا
اس شان و شوکت سے وہ صاحب اقبال گرد سرداران باکمال باغبان قدرت رکاب پر ہاتھ رکھے
ہوئے ایک جانب ملکہ بہار رنگین مزاج ایک جانب رعد و برق ایک جانب برق لامع ایک جانب
ملکہ بران شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب بصد ادب تخت پر ملک اخضر اہتمام سواری کرتا ہوا صندلان
صندلی پوش ایک جانب ملکہ شمیم گلپیرہن عاشق جمال اسد صف شکن جاہ و حشم سواری کا دیکھکے
اہالیان شہر واسطے تسلیم کے جھکے اسد دونون ہاتھ سے بخلق و مروت ایک ایک غریب و امیر کو جواب سلام
دیتے ہوئے اس شان و شوکت سے سواری گذری اہالیان شہر نے دعا دی اے پروردگار اس افسر
دارا حشم کو بجاہ و جلال و اقبال اس شہر کی حکومت کرنا نصیب ہو عدو پامال ہو ہوا خواہان
دولت آباد و شاد رہین دل پر ہمارے انکی محبت کے سکے پڑے ہین زر و جواہر لٹتا ہوا ایک ایک فقیر کو غنی
کر دیا دامن مراد ہر ایک سائل کا زر سرخ و سفید سے بھرا یا رئیسان شہر شاہزادے کو لیے ہوئے داخل
دار الامارۃ شاہی ہوئے ملک اخضر بصد کر و فر سریر جہانبانی پر متمکن ہوا اسد نامدار دنگل زرین پر کرسی
جواہر نگار پر آئے خواجہ عمر و نامدار اپنے اپنے عہدون پر سرداران نامی پہلوانان گرامی بعید و قریب آکر
جلوہ فرما ہوئے صحبت عیش کو معطل کیا انجمن مشاورت منعقد ہوئی رئیسان شہر سرداران مہر و ماہ
سب حاضر ہین عمرو نے پکار کر آواز دی اے رئیسان دربند مہر و ماہ اے سرداران عالیجاہ تم سب
صاحبون سے خواہش ہے طلسم کشا کو انتہائی کاوش ہر حال لوح بتاؤ خزانہ دار کو بلاؤ خزانچی فوراً حاضر
ہوا عمرو نے حکم دیا کہ خزانہ کھولو در خزانہ وا ہوا سب طرح کے اسباب نکلنے لگے صندوقچے جواہرات کے

اسباب نفیس گٹھریان پشمینے کی ایک ایک رومال و دوشالہ نایاب جسمین ملک کشمیر کا خراج صرف ہوا صناعانِ چابکدست نے بنایا اسباب نقرئی طلائی پا کھرین موتیون کی اسلحہ جواہر نگار تاج مکلل بجواہر قبضہا ے شمشیر بے نظیر اشیاے نادرہ اجناس نفیسہ خزانہ دار نے نکالکر انبار کر دیے اسباب معقول سے قصر بھر دیے ہرچند تلاش کیا خزانے مین لوح کو نہ پایا خزانہ دار نے عرض کی حضور کو کس شی کی تلاش ہی غلام کے بزرگ خزانہ دار رہے کل اشیا کی فہرست غلام کے پاس موجود ہی کوئی شی ایسی نہین ہی کہ فہرست سے باہر ہو یا غلام اُسکے راز سے نہ ماہر ہو عمرو نے کہا اے خازن مخزن ملک مہرو ماہ اے معتبر عالیجاہ لوح طلسمی کی جستجو ہی یہی طلسم کشا کی آرزو ہی اس شہر کی سلطنت لو لوح طلسمی کا پتا دو علاوہ اس خزانے کے کوئی اور بھی ایسا مقام ہی جہان اشیاے نادرہ رکھی جاتی ہون خزانہ دار نے دست بستہ عرض کی اے شہنشاہ اقلیم عیاری اے تاجدار ممالک خنجر گزاری غلامان جانباز کی مجال ہی کہ خلاف حکم شہنشاہی زبان ہلائین آپ کے سامنے راز چھپائین ہمنے آج تک لوح طلسم ہوش رُبا کا نام نہین سُنا نہ ہماری شاہزادیان مہرو ماہ جادو وہان گئین نہ کبھی افراسیاب کے لئے اس طرح کے مضمون کا نامہ لکھا کہ جسمین ذکر لوح ہوتا غلام یہان کا رازدار ہی خزانہ دار نے جو یہ تصریح سامنے عمرو کے بیان کی آب رنگ روے عمرو متغیر ہوا اس خیال مین کہ راہ پر بلا کو کس مصیبت سے جھیلا طلسم صندل پر جا کر سرفروشی کی قتل صندل جادو کی صورت غیب سے پیدا ہوئی انگشتر عجائب نے دستگیری کی کیسی قیامت کی لڑائی پڑی کس کو امید تھی کہ تا در بند مہرو ماہ پہونچین گے یہان بھی آکر گوہر مردانہ حاصل ہوا ان خیالات مین قریب تھا کہ عمرو شدت بیقراری سے بیہوش ہو جاے آہ کا نعرہ کرکے زمین مین گرا ایڑیان رگڑنے لگا بہار و باغبان و بران اپنے مقام سے اُٹھے تسکین دینے لگے کہا خواجہ آپ ہمیشہ ہمکو سمجھاتے ہین آپ اسقدر گھبراتے ہین خضر راہبر منزل مقصد پر پہونچائیگا انشاء اللہ تعالیٰ گوہر مراد ہاتھ آئیگا صورت فتح طلسم ہوشربا کی پیدا ہوگی صاف صاف کتابون مین لکھا ہی کہ اسد نامدار طلسم ہوش رُبا کا فتاح ہی عجائب و غرائب طلسمات کا سیاح ہی افراسیاب کا قاتل بہادر کامل عمرو طلسم ہوشربا تمام ہو چکی ہی لیکن وقت پر موقوف ہی آپ اگر اسقدر گھبرائینگے اہالیان لشکر پراگندہ ہو جائینگے لشکر کا تھمنا جمنا دشوار ہوگا ایک دن مین افراسیاب زمین و آسمان ہلا دیگا آپ کو مناسب ہی بہ تدبیر معقول بہ صلاح شایستہ اس مقدمات مین کلام کیجیے ایک راے قرار پا دے اُسپر کاربند ہو جیسے غیب سے مدد ہوگی چشم زدن مین یہ بلا رد ہوگی چونکہ باغبان قدرت فصیح و بلیغ عقیل و فہیم دانا ے روزگار وزیر اعظم افراسیاب ناہنجار ہی اس طریقہ سے اُسنے خواجہ کو سمجھایا عمرو کے بھی ذہن مین آیا کہ گھبرانے سے کیا ہوگا ایسا نہو میرے پریشان ہونے سے اسد نوجوان صاحب شوکت شان

گھبرا جاے خدانخواستہ اپنے کو ہلاک کرے یا یکہ و تنہا کسی جانب نکل جاے صف شکن تیغ زن ہی لشکر افراسیاب سے لڑے اس ملک مین ساحر دن کا جنگل ہی مکار غدار افراسیاب کو آٹھ پہر یہی فکر ہی جس طرح بنے اسد کو قتل کرد ن یہ سرگروہ لشکر ہی خدانخواستہ اُسپر کوئی افتاد پڑے اسی کے نام سے فتاحی نکلی ہی اگر صاحبقران بھی آئینگے طلسم فتح نہوگا افراسیاب یہان سے تا کوہ عقیق آفتین برپا کریگا میدان لاشون سے بھر دیگا اس شیر دل کے نام سے خوف غالب ہی ایسے ایسے امورات دل مین سوچ عمرو کرسی پر آکر بیٹھا کہا اے باغبان والی حاضرین دربار مجھے لوح کا افسوس نہین ہی اسوقت اپنے آقاے نامدار کو یاد کیا وہ میرا بچپن کا معشوق ہی میرا آقاے نامدار قدر شناس فلک اساس اُسکی جدائی شاق ہی دیدۂ دل نظارۂ جمال کا مشتاق ہی اس خیال نے پریشان کیا آئینہ تصویر مین صورت اپنے آقا کی دیکھ رہا تھا انشاء اللہ بحول قوت الٰہی و بہ تائید فیض ناتمناہی اگر افراسیاب لوح کو بالاے آسمان لے جائے گا مثل دعاے مظلومان بالصورت ہوا اپنے کو تا بہ فلک اول پہونچاؤنگا لوح تلاش کرکے لاؤنگا اگر تحت الثریٰ مین اس تحفۂ نایاب کو لیجائیگا عنایت سے پروردگار کے مثل قطرۂ آب جذب ہو جاؤنگا لوح کو لاؤنگا مجھے اسکا تردد نہین ہی افراسیاب نے باتون مین مجھکو دھوکا دیا یہ خلاف کہا کہ لوح کو در بند مہر و ماہ پر بھیجدیا اب صلاح معقول مناسب ہی غالب ہی کہ گوہر مراد دستیاب ہو اب سب صاحبون کی جو صلاح قرار پائے اُس جانب لشکر کشی کرین باغبان نے کہا ایک بات ہمکو بتلائیے ہم گم کردگان وادی حیرت مین آوارۂ دشت غربت ہین آپ لوگون کے یہان کا کیا طریقہ ہی جب کوئی شی گم ہو جاتی ہی اور اسکا پتا نہین ملتا تو آپ لوگ کیونکر دریافت کرتے ہین اسکا حال مفصل فرمائیے تو ہم کچھ عرض کرین عمرو نے کہا اے وزیر اعظم اے صاحب شوکت و حشم ہمارا مذہب مثل آفتاب عالمتاب روشن ہی جب کسی امر غیب پر دست اندازی ہوتی ہی اور پتہ نہین ملتا اسوقت عبادتخانہ آراستہ ہوکر صاحب مدعا بخضوع و خشوع اپنے رب کریم سے رجوع کرتا ہی صاحب مطلب کو بشارت ہوتی ہی اکثر بزرگان دین عالم خواب مین تشریف لاتے ہین اس مطیع کی بزرگ رہبری فرماتے ہین اکثر صاحبقران زمان کو مقدمہ مطلسمات مین مکتوب ملے اگر بشارت ہی صحیح و صادق ہی اگر مکتوب ملا تو اسکے انجام کی امید واثق ہی اسی ہدایت پر دست حق پرست صاحبقران سے صدہا طلسمات فتح ہوگئے باغبان قدرت نے یہ سنکر جواب دیا بس آج تک بموجب اپنے مذہب بزرگ کے سراسر خلاف کیا اب اسکے کار بند ہو جیسے اس سے بہتر کیا بات ہی آپ کے مذہب کی ظاہر کرامات ہی ہم لوگ طرف لشکر کے چلین اسد نامدار مصروف عبادت ہون یہی مدعاے دلی بخضوع و خشوع اپنے خالق بے نیاز سے

عرض کرین کہ اے معبود حقیقی و اے رب تحقیقی اپنی رحیمی سے ظاہر فرما کہ لوح طلسم ہوشربا افراسیاب
جادو نے کہان رکھی کسکے پاس ہے لفظاً لفظاً اپنے پیدا کرنے والے سے عرض کرین دامن مدعا گوہر مراد
سے بھرین امید واثق ہے کہ مقدمۂ مخفی ظاہر ہو عنایت سے پروردگار کے اب یہان بھی لشکر بزرگ
جمع ہو گیا اخضر ایسا شاہ ہمراہ ہے جس مقام کا پتہ ملیگا یہ اس سرحد کے رازدار ہین ہم اس اقلیم مین بیکار
رہین کبھی اس طرف گذر نہین ہوا یہان سے تا طلسم صندل آپ کی عملداری ہے سب خیر خواہان دولت
ہین ساحران زبردست ساتھ دینگے جس مقام کا پتہ ملیگا بخوبی پہونچا دینگے یہ رائے باغبان قدرت
کی سب کو پسند آئی لیکن عمرو نے کہا ہم لوگون کو ٹھہرنا مناسب ہے کہ تا بت ہو غیب سے اسد نامدار کو کیا
حکم ملا بہار وغیرہ نے جواب دیا ہم لوگون کا یہان ٹھہرنا بہتر نہین ہے لشکر مین سوائے ملکہ مہرخ کے کون ایسا
سردار ہے کہ بار لشکر افراسیاب اُٹھا سکے یا حیرت سے آنکھ ملا سکے ایسا نہو کوئی ساحر آیا ہو دباؤ
ڈالا ہو خدانخواستہ ملکہ مہرخ کو شکست حاصل ہو پڑاؤ چھوٹ جاے پھر اس مقام پر لشکر کا لانا
بار کا ہون کا استادکرانا دشوار ہوگا بعد شکست ترتیب لشکر مشکل ہے حیرت جادو انتظام مین کامل
ہے اب ہم لوگون کی یہان ضرورت نہین اخضر نے بھی دست بستہ عرض کی حضور آپ طلسم کشا سے
مطمئن رہین غلام کسی حال مین دامن دولت طلسم کشا نہ چھوڑیگا جہان تشریف لیجا ئینگے مع لشکر ہمراہ
جاؤنگا سرداران نامی کو مع خواجہ عمرو ان کلمات اخضر نامدار پر اطمینان ہوا یہی صلاح قرار پائی
کہ ہم لوگ کو فوراً طرف لشکر اسلام کے روانہ ہو جائین اپنے کو بہ تعجیل لشکر ملکہ مہرخ مین پہونچائین اے
ملک اخضر تم برائے اسد نامدار عبادت خانہ آراستہ کر دو یہ دعا مین مصروف ہون دل و جان سے
شاہزادے کی حفاظت کرنا ہمین تمھاری ذات سے سب طرح کا یقین ہے پروردگار انجام بخیر کرے مقام
لوح دستیاب ہو یہ برائے حصول لوح جائین تم ترتیب لشکر کرنا لیکن ایک نامہ مندرجہ حالات خیریت
مسمات معرفت طائر سحر ہمکو بھی روانہ کرنا اخضر نے بدل و جان قبول کیا ملکہ بہار نے ایک تخت سحر
تیار کیا لیکن عمرو نے کہا ملکہ مہرخ گھبرا رہی ہونگی ہم تم کل روانہ ہونگے ایک نامہ مندرج بخیر و خوبی
طرفنا ملکہ مہرخ کے روانہ کرو وانشاء اللہ ہم تم بھی پہونچ جائینگے یہ رائے سبکو پسند آئی بہار نے اپنے
ہاتھ سے ایک نامہ لکھا تمام کیفیت فتح طلسم صندل وقتل مہرو ماہ جادو و تدبیر حصول لوح اسمین مندرج
کیا یہ بھی لکھدیا ہم لوگ فلان فلان سردار فلان راستے سے حاضر خدمت ہوتے ہین تردد کو راہ
نہ دیجیے گا یہ نامہ ایک ملازم اخضر کو دیا کہ وہ نہایت تیز رو تھا فوراً نامہ لیکر طرف لشکر اسلام
کے روانہ ہوا اس نامہ دار کا احوال وقت پر تحریر ہوگا اب ملکہ بہار و رعد و برق لامع

دلملکہ بران شمشیرزن باغبان قدرت و خواجہ عمرو بن امیۂ نامدار تخت سحر پر سوار ہوکر طرف لشکر ظفر اخترِ ملکہ فرخ کے روانہ ہوتے ہین انکا حال بھی ظاہر ہوگا اسد نامدار نے ملک خضر کو حکم دیا کہ ایک عبادت خانہ آراستہ ہو ملک خضر نے ایک مکان طیب و طاہر بخورات سے آراستہ کیا سجادہ واسطے اسد غازی کے بچھایا اسد غازی بہ خواہش حصول لوح مصروف عبادت ہوتے ہین انشاء اللہ اس داستان شوکت بیان کو بہ کیفیت تمام تحریر کیا جائیگا عجب داستان حیرت بیان ہو جسوقت ناظرین ملاحظہ فرمادینگے حظ وافر اٹھائینگے

دو کلمۂ داستان شوکت بیان لشکر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران پشکربھا روانہ کرنا افراسیاب کا بھمن جادو کو برائے مدد بہروشاہ باختری ساقی نامہ بطور ترکیب بند

ساقی مئے سرخ رائگان ہو
لبریز ہوا ہو کاسۂ عمر
جام مئے عشق سے چھکا ہون
اکبارگی آگئی خموشی
اُٹھے بھی نہ تھے کہ گر پڑے ہم
کس پردہ نشین نے تیز دیکھا
یون غور سے پند گو کی باتین
یعنی دے جان گرکرون مین
چپ رہنے کا ماجرا نہ پوچھو
ای ہمدم جان نواز مجھسے

خم بھردے کہ چشم خونفشان ہو
کیا دور بلائے ناگہان ہو
یہ زہر کشندہ تو ش جان ہو
بدمستی شوق سرگران ہو
کیا لغزش پا زبان زنان ہو
اس جوش یہ راز دل نہان ہو
سُننے کا ڈرے سبب عیان ہو
جس بات مین جان کا زیان ہو
کب حرف یہ لائق بیان ہو
کیا دل کی کہون ہین دل کہان ہو

آن شوخ چنان ربود از من
گوئی کہ و لم نبود از من

یون چھوڑ مجھے چلا گیا دل
دلدار کے کھنیچے پڑے ناز
یہ دشمن جان تمھین مبارک
کیون دعوے دلربائی اتنا
دیتا ہون دم ایسے فتنہ گر پہ

ہو اس سے زیادہ بیوفا دل
افسوس کہ میرے پاس تھا دل
یعنی نہین میرے کام کا دل
مائل ادھر آپ ہی ہوا دل
انصاف سے دیکھنا مرا دل

اُس چشم نے کر دیا خراب آخر	تھا ورنہ بہت ہی پارسا دل
کیسی مری جان پر بن آئی	اللہ مگر آگیا ہی کیا دل
گھونٹے ہی کوئی گلے کو ہر دم	کیا بات کرون کہ ہی خفا دل
اے محرم راز کیا کہون مین	بس آفت جان سے لگا دل
اے مونس غمگسار ہر دم	کیا پوچھے ہی کیونکر لیگیا دل

آن شوخ چنان ربود از من
گوئی کہ دلم نبود از من

چہرہ داستان غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار و دلاوران صف شکن سر فروشان شمشیر زن حالات جلالت آیات جنگ صاحبقران بصد عظم و شان یون تحریر فرماتے ہین نیظم

نویسندگان سخن پرداز | بسطیر اوراق این داستان | مضامین رنگین بہم کردہ اند | سطور بر سیع رقم کردہ اند

زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالی شان بارگاہ سلیمانی مین جلوہ فرما ہین تمام غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار و پہلوانان عالی وقار و فرزندان نامدار اپنے مقام پر متمکن ہین کرسی ہاے ہر جواہر بن عمر و عہدہ افسری پر بیٹھا ہی عیاران خنجر گذار و مکاران نامدار خشت ہاے زرین پر شاد فرماتے ہین عرصہ دراز ہوا کہ لقا نے طبل جنگی نہین بجوایا صاحبقران نامدار نے جواہر بن عمرو سے پوچھا ہی جہتر والا گہرای نور نگاہ خواجہ عمر کیا سبب ہی کہ لقا نے طبل جنگی نہین بجوایا شاید کوئی ساحر طلسم ہوشربا سے فی الحال نہین آیا اسکو مفصل دریافت کرو جواہر نے عرض کی ابھی غلام کو خبر ملی ہی کہ لقا نے نامہ طرف افراسیاب جادو کے روانہ کیا ایک ساحر جواب لیکر آیا تھا اسمین یہ مرقوم تھا کہ یا خداوند رحم فرمایئے طلسم برباد ہوا جاتا ہی طلسم کشا لوح کی فکر مین ہی اکثر مقامات معقول فتح کیے تقدیر برجستہ کیجیے غلام کو تسکین دیجیے ایسا ہو طلسم کشا لوح پا جاے پھر طلسم ہوش ربا نہ بچیگا اب تو غلام نے بہمن جادو کو مع ساٹھ ہزار ساحران غدار کے براے مدد حضور روانہ کیا ہی غلام بھی حاضر خدمت ہوگا ایک دن مین کل مسلمانون کو قتل کرکے قدرت کو بالا ے قیطول پہونچائیگا ہمیشہ خدمت مین حاضر رہیگا اگر بہمن پر کوئی افتاد پڑے یا غدر کرے قدرت اُسکو بھی بہشت مین بھیج دین یہ بندۂ حقیر خود حاضر خدمت فیضدرجت ہوکر ایک چشم زدن مین مسلمانون کو غارت کر دیگا قدرت کو بالاے قیطول خود پہونچا دیگا مشیر قدرت لقب پائیگا حضور یہ نامہ پڑھکر لقا بہت خوش ہوا صبح و شام مین بہمن جادو آیا چاہتا ہی مگر یہ بھی مرقوم تھا کہ بہمن جادو عیش پسند عیش کرتا ہوا آتا ہی عرصہ دراز مین پہونچے گا اس ہفتہ عشرہ مین تو نہین آتا ادھر سلیمان

عنبر بن موے کوہی کا عزیز پہلوان سمندر کوہی بڑے جوش مین آتا ہی اپنی جرأت پر ناز ہی اُسنے بھی سلیمان کو لکھا ہی کہ حضور مین اگر فرزندان حمزہ سے مقابلہ کرونگا فرزندان حمزہ نے بڑے نام پیدا کیے ہین جو اُنکو زیر وزبر کریگا پہلوانان عالم مین بڑا نام ہوگا ہفتہ عشرہ مین وہ پہونچیگا ایک ہفتہ جنگ موقوف ہی کوہستان سے پہلوان ہوشربا سے ساحر جب آلینگے تب طبل جنگی بجے گا یہ سنکر صاحبقران خاموش ہوے راوی شیرین کلام نے اس داستان پُرشوکت بیان کو بصد کیفیت یون تحریر فرمایا ہی کہ صاحبقران زمان نے تیسرے پہر آکر دربار کیا یکایک کالے کالے ابر آسمان پر آئے بوندیان پڑنے لگین ہوا سرد چلی صاحبقران زمان کو عرصہ دراز گذرا مہلت لڑائی سے نہین ملتی ابر کو جو ملاحظہ فرمایا ہوا شکار ہوئی حکم ہوا خاقان ابن الخاقان بہرام گرد بن خاقان چین ہمارے یار قدیم رفیق ندیم کو بلاؤ جب بہرام حاضر خدمت ہوا صاحبقران نے فرمایا اے یار وفادار اے مونس غمسار راہ جہاد دین اسلام مین عیش و آرام بالکل ترک ہوا لیکن ہزار ہزار شکر ہی اُس بے نیاز کا کہ اُسنے مجھ مور ضعیف کو مرتبۂ سلیمانی عطا فرمایا رتبۂ اعلیٰ پر پہونچایا دیندار مجاہد مشہور ہوا اہل اسلام کا سردار ہوا باطل پرستون پر بلا نازل ہوئی لقا ایسا مغرور چھپتا پھرتا ہی جان بچاتا ہی سلیمان عنبر بن موے کوہی ایسا دیو خصال مقابلے مین نہین آتا ہی چلے جوانے مین بیچیا جان بچاتے ہین آج فراق مین اپنے یار وفادار عمرو نامدار کے دل بیقرار ہی جذبۂ محبت کھینچتا ہی کہ پر پرواز پیدا کرون اپنے کو تا بہ طلسم ہوشربا پہونچاؤن اپنے دوست صادق کو دیکھون صحبت عیش مہیا ہو اُسکی باتون کے کان مشتاق ہین لیکن مجبور ہون بقول عندلیب پر شکستہ ہون چمن باغ فرحت دور ہی بے پری کا قصور ہی راہ مین دربند طلسم حائل ہین لقا نے دانتون سے زمین پکڑی ہی اگر یہ بیچیا شکست کھاکر بھاگے اُس حوالی مین جاے مین بھی تعاقب کر دون دربند دن پر لڑائی پڑے جان مٹاؤن جس طرح بنے سرحد ہوشربا مین چلون لیکن امر بسیت مشکل کار بسیت دشوار دیکھین کسدن فلک پر دم بحر اُٹھاتا ہی ہمکو ہمارے یار جانی سے ملاتا ہی نہین معلوم وہ بیچی کس مصیبت مین ہی کہ ہمکو فراموش کیا یقین ہی وہ بھی ہمارے واسطے تڑپتا ہوگا میرے فرزند بدیع الزمان کی رہائی کی فکر کرتا ہوگا لیکن پیچ مخالف نہین ہوتا مدنہ وہ خضر در آتا اپنے کو ہم تک پہونچاتا ای برادر بجان برابر برائے دفع ملال خاطر سامان شکار مہیا کرو دو چار دن چلکر شکار کھیلین دل بہلائین بہرام نے عرض کی منت بجان دارم جس وقت حضور محلات معلی سے برآمد ہونگے کل سامان شکار حاضر رہیگا غلام بھی ہمراہ رکاب بسعادت انتساب چلے گا یہ سنکر بادشاہ مجاہد نے عرض کی ای جد عالی جاہ میری کیا مجال کہ دائرہ اقدس مین دخل دون لیکن ملک پر آشوب آپ کے نام کے سبب

باطل پرست دشمن ہر منزل پر رہزن موجود ہین ایسا نہو ذات حضور پر کچھ چشم زخم پہونچے لشکر مین پریشانی حاصل ہوگی سرداروں کو کیونکر تسکین دل ہوگی یا تو تشریف نہ لیجائیے یا لندھور بن سعدان بادشاہ کل ہندوستان کو اپنے ساتھ لیجیے حفاظت ضرور ہے انتظام نہ کرنا عقل کا قصور ہے صاحبقران نے سنکر فرمایا اے شہنشاہ گیتی ستان نبیرۂ نوشیروان خدا آپ کو سلامت رکھے بات آپ نے معقول فرمائی لیکن کیا خوف ہے حافظ حقیقی مالک تحقیقی ہر مقام پر ساتھ ہے اُسکا دامن قدرت ہمارا ہاتھ ہے ہر مقام پر بچائیگا جو نوشتہ پیشانی ہے پیش آئیگا جو ہونے والا ہے ضرور ہوگا اس فکر بیکار سے بندہ مجبور ناچار پیدا کرنے والا مالک و مختار اب مین زبان سے کہ چکا بموجب ارشاد یہ حفاظت کریگا بعد ایک شب کے چلا آؤنگا واسطے اپنے دوست صادق کے بہت دل گھبراتا ہے خدانخواستہ آجکل عمرو کسی بلا مین مبتلا ہے خود بخود دل پریشان ہے کسکو بھیجون کون جاکر میرے دوست کی خبر لائے قلب نا صبور اطمینان پائے واللہ اسقدر مجھکو عمرو کی یاد ہے کہ راتمین اختر شماری مین دن بیقراری مین گذرتا ہے حال دل کس سے کہون ہر وقت اُسکی یاد ہے قلب کا فریاد ہے نظم

غم ز ایام جوانی یادگارے ماندہ است
فتنہ ہی شد برون لیکن خمارے ماندہ است

حسن جائے عشق میگیرد کہ بعد از کوہکن
نقش شیرین را بہ بین در کوہسارے ماندہ است

منتظم وان در قفس مرغ دلم را چند روز
ورنہ بر پایش ز چندین دام تارے ماندہ است

آہوے چشمش بہ پہلو دار داز دنبالہ پُر
آنکہ زخمی نیست از دستش شکارے ماندہ است

ذرہ ہم از عشق نادر دل بود غافل مباش
شعلہ روزی میکند سر کز شرارے ماندہ است

عشق او نگذاشت اے ناصح بمن ہیچ اختیار
اختیارم گریۂ بے اختیارے ماندہ است

رحم کن بہر خدا بر غربت سودا کہ او
در دیار دور از خویش و تبارے ماندہ است

اس بیان پر صاحبقران کے فرزندان عمرو بیقرار ہوکر روئے جواہر بن عمرو نے عرض کی اے آقاے نامدار اے قدردان ذوی الاقتدار بھائی چالاک بن عمرو بقصد گرد فر لٹتے ہوئے ہوشربا مین پہونچے ماشاءاللہ کیا کمال ہے کیا جاہ و جلال ہے خود افراسیاب اپنے ساتھ لیگیا کئی مقام پر اُسکو چٹ پٹ بیہوش کیا لیکن وہ ایسا سخت جان تھا قتل نہ کرسکے مگر منزل مقصد پر پہونچے اگر غلام کو حکم ملے غلام بھی اپنے کو خدمت مین والد نامدار کے پہونچائے اگر بن پڑے تو خبر خیر و عافیت لیکر آئے یا حکم پر حضور کے جان نثار کرون بابا دور دراز ہے ساحران دربند کو اپنی حفاظت پر ناز ہے ایسا ویسا ساحر بھی نہین جاسکتا غیر کی کیا حقیقت ہے مگر اقبال شاہنشاہی ہمراہ ہوگا ضرور اپنے کو پہونچاؤنگا کلبا د عراقی و سماک بلطاقی و مہتر ابوالفتح اصفہانی و عمران خطابی و سیارہ بن عمرو و مہتر شعبان

خنجر گذار وغیرہ بانہائے عیاری سے آراستہ ہوکر بصد کرو فر سامنے صاحبقران کے عرض کرنے لگے اے
شہریار بسم اللہ حضور حکم دین ہم اپنے بزرگ کے نائب کے ساتھ ہو خوش رہا ہین جائین خدا چاہے تو آفتین
برپا کر دین تختۂ افراسیاب اُلٹ دین صاحبقران زمان نے دیکھا محبت مین عمرو کے سب بیقرار
ہین صاحبقران نے ایک ایک کو گلے سے لگایا بہ محبت فرمایا اے عیاران لشکر اسلام و اے طراران
نیک انجام بخدا مین تمکو ایسا ہی جانتا ہون بخوبی سب صاحبون کے رتبے کو پہچانتا ہون لیکن ایسے
مقام خوفناک کے جانے کی رخصت دون ایسے خیر خواہان دولت کو اپنے ہاتھ سے ضایع کرون
انشاء اللہ ہم خود اپنے یار وفادار کی ملاقات کو چلین گے تم سب صاحب لڑتے بھڑتے عیاریان کرتے
ہوئے ہمارے ہمراہ چلنا سبھون نے سر جھکا لیے خون جگر پیکر رہگئے مالک کے سامنے کچھ نہ کہہ سکے صاحبقران نے مکان
نے جاکر آرام فرمایا آفتاب عالمتاب دشت نیلی مین شکار کرکے خیمہ مغرب مین داخل ہوا ہر برہا تا بان برائے
سیر صحرائے آسمان اول پر مصروف گشت ہوا منور در وشن کوہ و دشت ہوا جب لیلی شب نے نقاب چہرہ انور
سے اٹھائی عروس سحر نے صورت پر نور دکھائی صاحبقران زمان بیدار ہوئے مقبل وفادار غلام
صاحبقران بصد عظم و شان مع اسباب شکار در دولت شاہنشاہی پر حاضر ہوا صاحبقران نماز
سے فراغت حاصل کرکے برآمد ہوئے بہرام نے سلام کیا اشقر دیوزاد کو پیکر دیوانہ بن قندش حاضر ہوا
صاحبقران نے خانہ زین کو مثل خانہ آفتاب روشن فرمایا برائے شکار سمت دشت پر بہار روانہ
ہوئے ستارہ سحری چمکا پہلے قراول آگے بڑھے جانور شکاری چھوٹے نظم

وہ چھٹے باز و شاہین چنگل کشا
کرین طائر وہم کو بھی شکار
وہ کتون کی تھیلین چھٹین بلا جواب

دبکنے لگے طائران ہوا
طرارے بھرے وہ کہ باکر و فر
دل شیر ہو جنگلی دہشت سے آب

وہ سب تیز رو تیز پر تیز بار
تڑپنے لگے دشت کے جانور
طائران ہوائی شکار ہوئے

اڑا لیے بھر گئے صاحبقران تیر و کمان ہاتھ مین خود بدولت و اقبال شکار مین مصروف ہین استادان
سخنور نے فرمایا ہے بہودن رہے تک صاحبقران نے اس دشت مین شکار کیا ایک مقام پر ایک صحرائے
سبزہ زار ملا بہرام نے عرض کی یہ مقام لائق شب کے رہنے کے ہے ارشاد فیض بنیاد ہو خیمہ استادہ کرین
ملازمان شاہنشاہی آخرین صاحبقران کو بھی وہ مقام بہت پسند آیا صحرائے سبز و شاداب ہر گل بوٹا
نایاب نخل موزون جھیلین موج مار رہی ہین طائران صحرا بزبان بے زبانی تعریف ایزد منان مین مصروف
طاوس جابجا رقصان صنعت باغبان قضا و قدر عیان دور تک کوڑیالا کھلا ہوا بھینی بھینی بو آتی
ہے نہرون کو دیکھکر طبیعت لہراتی ہے پھولون کی مہک غنچون کی چٹک طائرون کی زمزمہ سرائی الگ خود

کی زیبائی صحرا پاک شفاف کانٹوں سے وہ دشت پر فضا بالکل صاف جوانان چمن اکڑ رہے ہیں نرگس شہلا کا جوانان چمن سے آنکھیں لڑانا غنچوں کا مسکرانا پھول پھولے ہوئے جامہ میں نہیں سماتے فاختہ قلندر مشرب دلق خاکستری زیب جسم مصروف حق سرہ قمری کی بر سر سرو صدائے کوکو نقطہ کوکو سے ثابت ہی چمن پیرائے ازل کی جستجو ہی اسی وجہ سے زبان پر لفظ کوکو جاری ہی بظاہر یہ خوشنجو طوق اطاعت بہ گلو اسی گل کی جویا ہی فن عشق میں یکتا ہی بلبل نوا سنج پہلوے گل میں پیر پنج پھولی ہوئی بیٹھی ہی صفت اپنے معشوق کی کر رہی ہی مطلع مصنف کے وجد میں پڑھ رہی ہی مطلع

	دیگر	
سنائی باغ میں سوسن نے گفتگو تیری آج بلا بٹ رہا ہی خوش ہی بلبل باغ میں		چٹک گیا کہیں غنچہ جو آئی بو تیری شاخہائے گل شاخ میں زرگل باغ میں

کس منہ سے کہہ سکتی ہی کہ میں ہوں آشنائے گل	بلبل زبان سے یہ بھی نہ نکلا کہ ہائے گل
دیکھا طلسم اس چمن روزگار کا	بلبل کے بدلے زاغ ہیں کانٹے بجائے گل
آنکھوں سے دیکھ تو ستم روزگار کو	کچھ پوچھنا ضرور نہیں ماجرائے گل
بلبل اسیر ہو تو کرون چاک پیرہن	ہم خوب جانتے ہیں یہ تھا مدعائے گل
ای عندلیب کیا نفس چند کی بہار	دو دن کے بعد پھر ہی وہی ہلے ہائے گل
ٹھہرا اگر قدم بھی تو آغوش باغ میں	افسوس دیکھنے بھی نہ پائے بقائے گل
فصل بہار و وقت خزان دونون ساتھ ہیں	وہ ابتدائے گل ہی تو یہ انتہائے گل
کہتی تھی عندلیب کہ وہ تیرہ بخت ہیں	راحت کہاں اٹھا نہ سکے ہم جفائے گل
ارباب ضبط کے نہیں کھلتے لب سوال	اپنا ہی خون دل ہی چمن میں غذائے گل
ای رنج ہجر یار کہیں ڈھونڈھ لے مکان	رہتی ہی عندلیب کے دل میں ہوائے گل
اس ضبط عندلیب کے قربان جائیے	لائی زبان پر نہ کبھی شکوہ ہائے گل

صاحبقران کو سرور تازہ فرحت بے اندازہ حاصل ہوئی اُسی مقام پر فروکش ہوئے خیمے استاد ہو گئے دربار گاہ پر دنگل زرین بچھایا صاحبقران اُسپر جلوہ فرما ہوئے پہلو میں بہرام گرد بن خاقان چین پشت پر سرخیل وفاداران مقبل وفادار غلام صاحبقران نامدار مسلح و مکمل رومال ہاتھ میں مگس رانی میں مصروف صاحبقران سیر صحرا دیکھ رہے ہیں صنعت باغبان ازل پر ناز صفت رب اکبر آغاز فرماتے ہیں باغبان حقیقی نے کیا کیا گل کھلائے سبحان اللہ ہر گل بوٹے سے اسکی قدرت آشکار ہی ستار و غفار ہی انسان ضعیف البنیان کی کیا حقیقت کہ صفت اُس کریم کارساز کی بیان

کرسکے بہرام گرد دیکھ رہا ہی کہ صاحبقران زمان وصف مین پروردگار کے زبان معجز بیان سے گلریزی
کررہے ہین دم اسکی صنعت کا بھررہے ہین بیان پر صاحبقران کے وجد کرتا ہی عرض کرتا ہی حقیقت
مین آپ افصح الفصحا ہین علم کلام مین بھی یکتا ہین یہ باتین ہورہی تھین کہ آسمان سے لکۂ ابر سیاہ پیدا ہوا
رعد کی گرج برق کی چمک بوندیان پڑتی ہوئین وہ ابر آکر شق ہوا صاحبقران زمان نے دیکھا تخت
پر ایک ساحر غدار بلاے روزگار تاج زرین سر پر اسباب سحر ذات پر آراستہ دریاے سحر مین ڈوبا ہوا
سیاہ فام کریہ منظر خوک پیکر مغرور متکبر پشت پر ساتھ ہزار ساحران سیاہ رو تیرہ درون مرکب ہاے سحر پر سوار
بارگاہین اژدرہاے آتش فشان پر لدی ہوئین اس زور وشور سے وہ بجیا بھی آکر اسی مقام پر اُترا
صاحبقران زمان نے ہرکارون کو حکم دیا دیکھو یہ کون ہی کہان جاتا ہی کہان سے آیا ہی جواسیان
اسلام روانہ ہوئے ناظرین پر واضح ہوا افراسیاب خانہ خراب نے بہمن جادو کو براے مدد لقا
روانہ کیا تھا اسوقت آکر یہان پہونچا ہی اُسکی نگاہ لشکر صاحبقران پر پڑی ایک ساحر سے کہا دیکھ تو اس
صحرا مین کون اُترا ہی ادھر سے ساحر چلا ہرکارون نے صاحبقران کے جاکر احوال دریافت کیا چشم زدن
مین واپس آئے عرض کی اے شہریار بہمن جادو فرستادۂ افراسیاب بدخو براے مقابلہ لشکر حضور جاتا ہی
صحراے سبزہ زار دیکھکر اُترپڑا صاحبقران نے فرمایا اے بہرام رات ہی کہ یہان سے کوچ کرنا مناسب
ہی ایسا نہو یہ ہم سے پیشتر جا پہونچے طبل جنگی بجوا کر فساد برپا کرے بہرام نے عرض کی بہت بہتر ہی شب ہی
کو سامان سفر تیار ہو جائیگا انشاء اللہ یہ نہ پہونچنے پائیگا کہ حضور کا داخلہ لشکر ظفر اثر مین ہو جائیگا
صاحبقران یہ باتین بہرام سے کررہے ہین بہرام نے کارگزارون کو حکم دیا بارگاہین ارابون پہ
لدجائین جب زلف لیلی شب کمر سے گذرے نقارہ کوچ کا ہو نماز سحر جاکر اپنے لشکر مین پڑھین
منتظمان لشکر ظفر اثر نے جواب دیا انشاء اللہ یہی تدبیر ہوگی صاحبقران یہ باتین کرتے تھے کہ ایک
ساحر سامنے آیا شوکت و دبدبہ دیکھکر براے تسلیم خم ہوا عرض کی ہمارا افسر بہمن جادو آپکا نام
دریافت کرنا چاہتا ہی صاحبقران نے بے تکلف فرمایا جاکر کہد وعبد ذلیل رب جلیل صاحبقران
داماد نوشیروان سرکوب زمرد شاہ باختری بہم زن لشکر کافران غازی مجاہد براے شکار اس
صحراے سبزہ زار مین آئے ہین یہ سُنکر وہ جادوگر تھراتا ہوا لشکر سے صاحبقران کے نکلا سامنے
بہمن جادو کے آیا مگر لرزان ترسان رنگ رو متغیر بہمن نے پوچھا کیون گھبراتا ہی عرض کی اے
شہریار مین نے بڑے بڑے بادشاہان عالی وقار کو دیکھا مگر یہ رعب ودبدبہ صولت وشوکت نگاہ سے نہین
گزری صاحبقران زمان جنکا نواسہ طلسم ہوش ربا مین گیا ہی طلسم کو درہم وبرہم کردیا ہی یہ وہی

شیر ہین آپ کا نام بھی انکو دریافت ہو چکا ہرکارہ آکے خبر لے گیا چہرے سے اُنکے ظاہر ہو کہ آپ کے آنے سے
کچھ اُنکو تردد نہین ہوا اطمینان مجھے باتین کین اپنی زبان سے فرمایا کہ میرا سرکوب زہرہ وشاہ باختری
لقب ہو لقا بے ادب ہو دم یکتائی کا بھرتا ہو خدا بنکر بیٹھا ہو حضور مین نے خوف سے جواب نہین دیا
یہ سُنکر بہمن جادو قہقہہ مارکر ہنسا کہا صاحبو کیا قدرت خداوند لقا ہو اس جوان کو میرے شکار
کے واسطے بھیجا ہو مین حیران تھا کہ قدرت کے دربار مین کیا تحفہ لیکر جاؤنگا نظر مین سوائے سر کے کیا
پیشکش کرونگا اب اس دشمن خداوندی کی مشکین باندھکر سامنے قدرت کے پہونچاؤن لڑائی کا خاتمہ ہو
جب افسر پکڑ لیا گیا اہالیان لشکر کی کیا حقیقت ہو سب بھاگ جائینگے فتح نصیب ہوگی غنچۂ مراد کھلیگا
سرکار خداوندی سے طرۂ پیغمبری ملے گا مشیر قدرت لقب ہوگا قدرت کو بالائے قیطول پہونچاؤنگا
یہ کہکے اپنے ساحرون کی جانب پلٹا کہا صاحبو تم مین سے ایک ساحر جائے اُس سرکش کو کشان کشان ہمارے
سامنے لائے اگر تامل کرے سحر کرنا سب کو دیوانہ بنا دینا یہ ذلت ورسوائی لانا غیر ساحر کی کیا حقیقت ہو کہ
سامنے ساحر کے کلام کرسکے بہمن کا بھائی تہمتن جادو اپنے دنگل سے اُٹھا کہا اے برادر یہ کام میرا ہو
مین ابھی جاتا ہون اس جوان کو گرفتار کرکے لاتا ہون بڑا بے ادب ہو قدرت سے لڑتا ہو ساری
سرکشی بھلا دونگا جانور بنا دونگا قفس آہنی مین بند کرکے لاؤنگا یہ کہکے تہمتن جادو بصد قہر وغضب
کرگدن پر سوار ہوا طرف لشکر صاحبقران کے چلا بہمن اُٹھکر بارگاہ مین آیا کہا لو صاحبو اسی
منزل پر جادۂ مراد دستیاب ہوا اتنے بڑے دشمن کو یون پایا تخت پر بیٹھکر وہ بدست شراب خواری
مین مصروف ہوا نشے مین بلبلانے لگا رفقا خوشامدی درست بجا کہہ رہے ہین مگر صاحبقران اسیطرح
دربارگاہ پر بہرام سے باتون مین مصروف ہین کہ ہرکارے نے خبر دی حضور بہمن کا بھائی تہمتن
کرگدن مست پر سوار لشکر مین آگیا حضور کو پوچھ رہا ہو مگر ارادہ فاسد معلوم ہوتا ہو آمادۂ حرب وپیکار
ہو اسباب سحر ہاتھ مین افسونگری بات بات مین صاحبقران نے فرمایا جس طرح سے آتا ہو آنے دو
لشکر مین کہدو کوئی اُس سے معترض نہو یہ کلام تا تمام تھا کہ تہمتن جادو بصد کبر ونخوت آکر گینڈے
سے اترا بل کرتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا بلجیا بدلیاقت نے سلام بھی نہ کیا اگرچہ آئینۂ جمال کو
دیکھکر حیران ہوا دل مین اپنے ارادے سے پشیمان ہوا لیکن اپنے سحر کے غرور مین کہا یا صاحبقران
چلیے ہمارے بھائی صاحب شہنشاہ بہمن سپہ سالار لشکر افراسیاب صف شکن آپ کو طلب فرماتے ہین
بہتر اسی مین ہو کہ رومال سے ہاتھ باندھیے بھائی صاحب سے چلکر عذر تقصیرات کیجیے رحم دل ہین شاید آپکے
قصور سے درگذرین ہرچند کہ آپ بڑے خطاوار ہین خداوند لقا سے مصروف حرب وپیکار ہین لیکن بھائی صاحب

کو سرکار شاہنشاہی مین سب طرح کے اختیار ہین جان بخشی ہو تو عجب نہین صاحبقران نے یہ کلمات سنکر فرمایا اے تہمتن جادو آؤ کرسی پر بیٹھو احمق نہ بنو مثل انسان کے کلام کرو مناسب وقت جواب دینگے تم ہمارے لشکر مین آئے ہو کلام سخت کرنا ہمکو مناسب نہین ہے کیون گھبراتے ہو صاحبقران نے جو ہنسکے جواب دیا بیٹھنے کو کہا تہمتن سمجھا کہ صاحبقران مجھ سے دب گئے کہا اے جوان مجھکو بیٹھنے کا حکم نہین ہے جلد اٹھو میرے ساتھ چلو صاحبقران نے فرمایا اے پہلوان زمان اے گرشاسپ دوران یہ کیا موقع ہے کہ تم اپنے آقا کے سامنے ہمکو بہ ذلت لیجاؤ شب کو طبل جنگی بجواؤ صبح کو میدان کارزار مین آؤ اگر ہمکو بہ مردمی زیر کرنا اسوقت مین تمکو اختیار باقی ہے خواہ قید کرنا خواہ شرف مذہب کا دم بھرنا ابھی تم ہمپر غالب نہین آئے ایسے کلمات سخت کہتے ہو تمکو زیبندہ و سزاوار نہین ہین تہمتن جادو اور زیادہ پھول گیا قہقہہ مار کر ہنسا کہا اے حمزہ عرب اب زیادہ باتین نہ بنا کسی ساحر سے مقابلہ نہ پڑا ہوگا بھائی میرا ساحری عہد جمشید زمان ہم پہلوان ہین اسکا قوت بازو زینت پہلو سحر مین طاق شہرۂ آفاق ما بدولت خالی پلٹ کر جائین ہین بہ آبرو تمکو لیجاونگا یہ کہکے ہاتھ بڑھایا چاہا صاحبقران کی گردن پکڑے صاحبقران نے الٹا ہاتھ مارا چہرہ غصے سے سرخ ہوا زلفین خلیلی بل کرنے لگین شیر خشمناک کے تیور بدلے فرمایا او بیحیا نامرد ہم سمجھاتے ہین ہمارا کہنا نہین مانتا دور ہو سامنے سے تہمتن نے سحر پڑھکے ماش کے دانے مارے اس خیال پر کہ یہ بیہوش ہو دریاے سحر کا جوش ہو پنجہ کرمین دیکے لیجاؤن جیسے ہی وہ ماش کے دانے شعلہ بنکر صاحبقران پر گرے امیر نے اسم اعظم الٰہی بہ فصاحت و بلاغت پڑھا سحر تہمتن کا دفع ہوا ماش کے دانے تصدق ہو کر امیر پر زمین مین گرے اب تو تہمتن نے تیغہ سحر کھینچا کہا اے حمزہ مین سمجھ گیا تو نے بھی دو چار انچھر کسی گرد سے سیکھے ہین لیکن یہ تیغہ سحر ہے لاکھون کو اس سے قتل کردن اس خونخوار کا منھ صاف و پاک رہے خون کا دھبا نہ لگے یہ کہکے ہاتھ تیغہ سحر کا بر سر صاحبقران لگایا امیر نے غصے مین باطل سحر پڑھکر اسکی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا بقوت صاحبقران نے جھٹکا مار تلوار چھین کے پھینک دی غصے مین ایک طمانچہ مارا سر اس خود سر کا چنبر گردن سے اڑ گیا جسم دھڑ سے زمین پر گرا تڑپکر جہنم واصل ہوا شجر سرکشی سے یہ ثمر حاصل ہوا آواز مہیب آئین اندھیرا ہو گیا صدا بلند ہوئی کشتی مرا نام من تہمتن جادو بود صاحبقران غلام جانباز سے فرمایا سر اس مغرور کا نخل مین لٹکاؤ لاشہ کھینچکر بیرون لشکر مزبلے پر ڈالدو یہ فرماکر صاحبقران غصے مین بارگاہ مین آکر بیٹھے بہمن جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھا کہ رہا ہے بھائی صاحب حمزۂ عرب کو لاتے ہونگے یکایک کان مین مرنے کی آواز آئی گھبراکر ساتھ والون سے کہا ارے دیکھو یہ کیسی آواز آتی ہے ساحر دوڑے صحرا مین آکر دیکھا لاشہ

تہمتن کا پڑا ہوا ہو روتے پیٹتے سامنے آئے عرض کی حضور حمزہ عرب نے آپ کے بھائی صاحب کو مار ڈالا
بہمن سر پیٹنے لگا کہا صاحبو بڑا غضب ہوا میرے بھائی صاحب کے مزاج مین رحم تھا سحر نہ کیا ہوگا جرأت
کا جوش ہوا حمزہ صاحب زور و طاقت ہے اسوجہ سے وہ شیر مارا گیا روتا پیٹتا لاش پر آیا دیکھا سر ندارد
گھبرا کر ساحرون سے کہا اسمین کیا سر ہو سر اسر اُسنے بدعت کی ایسے افسر کا سر نخل مین ٹکایا لیکن اب
جلدی ارتھی بناؤ سر پچھاڑنا معطل رہا کل حمزہ کو بھی آتش قہر و غضب مین جلاؤنگا تب سر کو دفن
کرادونگا کتھے برہمن دوڑے پوتھیان لیے ہوے جاپ کرتے ہوے آپسمین اشارے کہ ایسون کے لیے ہم
پتھر ڈھلکاتے ہین ایسے دو چار روز مین سال مال خیر سے کٹے روز موہن بھوگ کھائین تو ندپر ہاتھ
پھیرین بہمن نے لاشہ جلوایا برہمنون سے کہا دیوتا اب جاؤ کریا کرم موقوف رہا کل حمزہ عرب کو مار کے
مال اسباب لوٹ لونگا تم لوگون کو بخش دونگا یہ کہکے جھلاتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا شام کو جب ساحر
روز ہوم خانہ مغرب مین جا کر چھپا ماہ تابان مع فوج ثابت و سیارگان تخت فلک پر جلوہ فرما ہوا
بہمن نے حکم دیا لشکر مین ہمارے طبل جنگی بجے نقارۂ زرمی پر چوٹ پڑی ہرکارون نے یہ خبر وحشت
اثر صاحبقران کو پہونچائی صاحبقران نے بہرام سے فرمایا بعنایت رب اکبر ہمارے یہان بھی طبل
جنگ بجے لیکن کہا مقام افسوس ہے یہین بادشاہ جمجاہ سے واسطے ایک شب کے لشکر آیا تھا اب یہ مقدمہ
جنگ ہے جو دن صرف ہون کیا اختیار ہے بسبب شکار کے کوئی عیار بھی میرے ساتھ نہین آیا ایک عرضی
خدمت شاہنشاہی مین روانہ کرتا حضور آگاہ ہو جاتے بہرام نے عرض کی حقیقت مین بادشاہ نامدار
و سرداران عالی وقار انتظار مین حضور کے ہونگے عرضی جانا بھی دشوار ہے امیر نے کہا جو مرضی اکبر
مصرع ہرچہ رود بر سرم آنچہ پسندی رواست ٭ لشکر اسلام مین بھی طبل جنگی بجا امیر بے سامان
یہان تشریف لائے ہین نوبت نقارے بھی کم ہمراہ ہین ایک نقارہ ساتھ تھا اسپر چوب پڑی
ساحرون مین تیاری ہونے لگی ہمراہیان بہمن بڑے بڑے ساحرون خوک پیکر خرس طینت میمون
خصلت خر سہارے بادیہ ضلالت ہوم خانون مین داخل ہوے سحر تیار کرنے مین مصروف کلوا بھیرون
نار سنگھ کی صدائین بلند خیمون سے آوازین نکل رہی ہین کوئی لونا چماری کو پکارتا ہے خیمون سے
دھوئین اُٹھ رہے ہین بنگالی ڈھرو بجا رہے ہین بھجن سامری و جمشید کے گا رہے ہین ہر ایک ساحر
کا یہی قول ہے کل بوقت سحر حمزہ عرب کو گرفتار کرینگے خدمت خداوندی مین لیچلین گے قدرت سکی
عمر مین بڑھائینگے یہان لشکر صاحبقران مین صرف بہرام گرد بن خاقان چین مقبل وفادار تیر و کمان ہاتھ
مین لیکر در صاحبقران پر آکر بیٹھا ہے حفاظت کر رہا ہے بہرام طلایہ پر آیا چار سو جوان ساتھ صدائے

حاضر باش و ناظر باش بلند بہرام کو بڑا خیال ہوا اتنا بڑا جادوگر مارا گیا ہو ایسا نہو بھائی اُسکا شبخون
مارے شب تیرہ و تار مین لڑے نہایت مشکل ہوگی کنارے پر لشکر کے کھڑا ہوا لشکر ساحران کو دیکھ رہا ہے
خیمون سے اُن بیچاؤن کے دود غلیظ بلند کمر بندیان ہو رہی ہین اسی ہنگامے مین چار پہر رات گذر کر
ستارہ سحری آسمان پر چمکا گریبان سحر چاک ہوا آمد آمد شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش چرخ نیلی
پر مع فوج ظفر موج ضیا و شعاع یعنی نیر اعظم صاحب شوکت و حشم تخت چرخ نیلی پر جلوہ گر ہوا صاحبقران زمان
نماز فجر سے فراغت کرکے باہر تشریف لائے پشت اشقر پر سوار ہوئے بہرام مقبل ہمراہ رکاب مع بارہ ہزار
سحر خوان پشت پر کچھ جلیبے قراول میر شکار آمادہ حرب و پیکار عقب سے صاحبقران نامدار آکر میدان
کارزار مین پہونچے اُدھر سے آمد آمد لشکر ساحران بہمن جادو تخت پر ساٹھ ہزار اہالیان لشکر سحر کی
سواریون پر سوار اُتر رہے آتش فشان قلابہ آتشین چھوڑتے ہوے کاٹھی اُبر کسی ہوئی آئین ساب سحر ایک
ایک ملعون یہی چاہتا ہے کہ مین جاکر لشکر حمزہ سے مقابلہ کرون ایک سحر کرکے پکڑ لون دونون لشکر میدان
کارزار مین پہونچے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرکے ہٹے کڑکیت کڑکا کہنے لگے نظم

گرگیتیون نے جب کہا یہ گرز کا — دل مردون کا ہر جنگ پھرگا — ہان ناموری وہ نام کرنا — رستم سے نہو وہ کام کرنا
رستم ہی نہ اب ہے سام باقی — مردون کا فقط ہے نام باقی

دمامہ جادو کہان ہے ساحر بہمتن کیا ہوا سامری
و جمشید پر کیا گذری دنیا ناپائدار ہے صاحب اختیار بے اختیار ہے سامری جمشید بڑے ساحر تھے اسقدر
زور پکڑا دعوی خدائی کیا لیکن موت سے کچھ زور نہ چلا آخر پیوند خاک ہوئے چشم زدن مین قصے پاک ہوئے
نام سرکشی رہگیا نشان قبر بھی نہین ملتا یون بہادری ہے کہ نکلکر میدان مین اپنا نام روشن کرین اور نام
ساحران گذشتہ کا صفحہ ہستی سے مثل حرف غلط کے مٹا دین اس طرح کے کلمات عبرت آمیز دہشت خیز کہکے کر
مردان عالم جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے ناپائداری عالم کا نقشہ آنکھون کے سامنے پھر گیا سب لب
آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہین کہ طرف سے بہمن جادو کے ماران جادو پیچ و تاب کھاتا ہوا صف سے
بڑھا بل کرتا ہوا سامنے بہمن کے آیا عرض کی حضور اجازت میدان کارزار دیجیے حمزہ سرکش کو مجھے
بھیجیے فوراً مشکین باندھکر لاؤنگا خون بہمتن بالا بالا نہ جائیگا جاکر معاوضہ لیتا ہون ان سرکشون کو
شکست دیتا ہون بہمن جادو نے کہا اے ماران تو کیون تکلیف کرتا ہے ما بدولت خود جائینگے لشکر دشمن
پر آگ برساوینگے بھائی کے خون کا بدلا مجھکو لینا چاہیے ماران نے عرض کی کہ غلامان جانباز موجود
ہین تب آپ کی کیا ضرورت ہے غلام کو شب کو چین نہین پڑا تڑپ تڑپ کے سحر کی غلام حضور کو نہ
جانے دیگا آخر بہمن نے اجازت دی ماران اژدر سحر پر سوار میدان کارزار مین آیا آواز دی کہ

فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنائے مرگ کی ہو نکلے ما بدولت سے مقابلہ کرے مگر قاتل تہمتن کا خواہان ہون حمزہ سرکش
میرے مقابلہ مین آوے مجھ ایسے سحر ساز شعبدہ باز سے آنکھین چار کرے دیکھون کیسا سپاہی ہی ایسے
کلمات مہملات بہت سے بکے گولے اُچھالے آگ برسائی لگے ابر بنائے صاحبقران زمان نے جو یہ کلمات مہملات
سُنے صف سے مرکب کو نکالا بہرام نے عرض کی حضور تکلیف نہ کرین غلام اس بیحیا کو جاکر زبانداری کی سزا دیگا
صاحبقران نے فرمایا ای برادر بجان برابر تم وہ شیر ہو ایسے دلیر ہو دیو کو بھی جواب دے سکتے ہو اول ساحر
ہی علاوہ ازین میرا نام لیتا ہی مین جاکر ابھی سزا دیتا ہون بہرام نے عرض کی اسم اعظم سے ہوشیار رہیے گا
صاحبقران نے فرمایا اسوقت تک تو یاد ہی آیندہ جو مرضی پروردگار یہ فرماکر گھوڑے پر کوڑا کیا اشقر
دیوزاد طرارہ بھر کے مثل باد صرصر چلا تین جھکون مین میدان کارزار مین پہونچا ماران جادو لاف و
گزاف کر رہا ہی جیسے ہی صاحبقران قریب آئے اُسنے ماش کے دانے پھینک مارے صاحبقران نے
اسم اعظم پڑھا سحر دفع ہوا ماران نے کئی سحر کیے جسم اطہر صاحبقران پر تاثیر نہوئی ماران نے ترسول
مارا امیر نے اسم اعظم پڑھکے تیغۂ عقرب سلیمانی کا وار کیا سپر سحر اُسنے چہرے کی پناہ کی تیغ عقرب مثل
برق تڑپ کر گرا خرمن ہستی کو بیحیا کے جلا کر خاک کیا ماران کے دو ٹکڑے ہوئے آواز آئی کشتی ہر انامہ من
ماران جادو بود صاحبقران نے نعرہ کیا او بہمن پر فن اور کسی ساحر کو بھیج یا تو خود مقابلے مین آکچھ جرأت
دکھا بہمن گھبرا گیا پسینہ آگیا نہنگ جادو پہلو مین کھڑا تھا اُسنے اپنا اژدر سحر بڑھا یا بہمن سے اجازت
لی میدان کارزار مین آیا صاحبقران پر مثل ماران سحر کیے امیر نے اسم اعظم پڑھکر کمر مین اُسکے ہاتھ ڈالا
اُٹھا کر طرف آسمان کے پھینکا چور نگ ہوائی کیا استادان سخنور نے بیان کیا ہی کہ پہر دن رہے تک لشکر
بہمن سے چالیس سردار ساحر مکار غدار فرداً فرداً نکلے ہاتھ سے صاحبقران کے واصل جہنم ہوے
صاحبقران اُسی طرح شیرانہ مبارز طلبی چہرے سے ظاہر قہر و غضب تلوار مین جو صبا نہین آیا جرأت سطوت
شوکت ہمراہ رکاب جلالت لیاقت رعب داب پہلونشین ہاتھ مین تیغۂ برق تاب ابروے خمدار
بل کھے ہین ساتھ تلوار کے یہ بھی دو نیچے چل رہے ہین جب چالیس ساحر عاقل کامل سرداران بہمن
ہاتھ سے حمزہ صف شکن کے مارے گئے لاشے زمین مین تڑپے امیر نے پھر اُسی طرح آواز دی او بہمن ساتھ
والون کو قتل کراتا ہی خود میدان مین نہین آتا اب تو بہمن گھبرایا ساتھ والون سے کہتا ہی وہ رفیق میرے مارے گئے
کہ جنکا عدیل و نظیر پردہ دنیا مین نہوگا کتنے کی موت مارے گئے کیا سبب ہی کہ حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا بعض
واقفکار صاحبقران کے رازدار سامنے حاضر تھے انھون نے عرض کی ای شہنشاہ سے کے عرض حال من
گوش کن پند اگر خویش نہ آید فراموش کن ہم نے سُنا ہی کہ حمزہ عرب مالک اسم اعظم الٰہی ہی سحر اسپر تاثیر

نہین کرتا آپکے بادشاہ کے بڑے بڑے سردار لشکرکشی کرکے آئے مگر ہاتھ سے حمزہ کے مارے گئے بعض نے
اسم اعظم بند کیا تب غالب آئے آخر کسی عیار کے ہاتھ سے مارے گئے لیکن مراد یہ ہی کہ حضور طبل بازگشت
بجوا کر پلٹین کوئی ایسا سحر تیار کرین جس سے اسم اعظم فراموش ہو تب حمزہ پر غالب آئینے گا یہ سنکر
بہمن گھبرایا فوراً طبل بازگشت بجوا دیا یہ کہکے پلٹا کہ یا صاحبقران اب تو جائیے کل سر میدان آپسے
سمجھ لونگا شکست دونگا لشکر ساتھ لیکے طرف اپنی بارگاہ کے چلا ملازمان صاحبقران نے صاحبقران
کو بیچ مین لیا زرنثار کرتے ہوے بارگاہ مین لائے مگر بہمن اسقدر متردد و متوحش ہی قریب اپنی
بارگاہ کے آیا گھوڑے سے کود اہا لیان لشکر اسکے کمرین کھول رہے ہین لیکن بہمن خاموش در بارگاہ
پر کھڑا ہوا ٹہل رہا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی یارو کچھ مجکو بن نہین پڑتا اسم اعظم بند کرسکتا ہون ایک
ہفتے کی مہلت ملے تب اسم اعظم بند ہو لیکن حمزہ جنگ مین غالب آیا اب ایک ہفتہ کی مہلت نہ دیگا کل
صبح کو میدان کارزار مین آکر للکاریگا جنگ جو اُسکے مقابلے مین جائیگا زندہ بچکر نہ آئیگا سب کہتے ہین
حضور بہت بجا ارشاد فرماتے ہین رات کو یہان سے نکل چلیے جان بچا کر ٹل چلیے پھر دو چار مہینے کے بعد
آکے مقابلہ کیجیے گا بہمن کہتا ہی مقام غیرت ہی جاے عبرت ہی کہ مین سامنے سے حمزہ کے چلا جاؤن افراسیاب
کو جاکر کیا جواب دون ساتھ والے کہتے ہین علالت کا حیلہ کیجیے گا ہم سب ملکر گواہی دینگے یہان کا
حال کون بیان کریگا پھر دیکھا جائیگا اپنی اپنی سب کہتے ہین مگر بہمن چپ کھڑا سوچ رہا ہی کہ کیا کرون
کس بلا مین پھنسا ہون نہ روے رفتن نہ راہ ماندن اگر رہجاؤن حمزہ سے مقابلہ کرون جوہر شمشیر آبدار
ہون جانے مین بدنامی سامنے افراسیاب کے خود کامی کوئی بات بن نہین پڑتی ششدر پیچ سوار دن
کا یہ اسی سوچ مین کھڑا تھا کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی علم سرخ و سفید پھریرے کھلے ہوے نمایان ہوے
لیکن اپنیر تعریفین ساحری وجمشید کی مرقوم آمد فوج کی دھوم بڑے بڑے قد کے جوان دور کا لیے
گھوڑون پر سوار خود ہاے آہنی سرون پر زرہ موٹی کڑیون کی جسم نحس مین بیچ مین ایک جوان
بلند بالا کرگدن مست پر سوار صورت خونخوار چوڑا تیغہ کمر مین سپر فولادی لپشت پر مثل دیو آنکھین نیشے
مین اُبلی ہوئین سیاہ رو بدمست کوہ بالاے کوہ ارابہ گرز کا گڑگڑاتا ہوا کئی سو جوڑی نرگاؤ کی لگی ہوئی
پشت پر لاکھ سوار پیدل بے شمار اسی جانب آتا ہی صحراے سبزہ زار دیکھکر لشکر کا بارگاہ استادہ ہوئی
وہ مغرور بھی گینڈے سے اُترا تیغہ قبضہ مین ٹہلنے لگا اُسنے دیکھا کہ دو لشکر مقابلہ مین اترے ہوے
ہین شاطر سے اشارہ کیا کہ دریافت کرو اُدھر سے شاطر چلا بہمن نے اپنے ملازم کو بھیجا اُس جوان کا
شاطر یہان آیا حال بہمن جادو دریافت کر گیا بہمن جادو کے ملازم نے خبر دی کہ سمندر کوہی

جوش جرأت مین اقلیم کوہستان سے آتا ہی برائے مدد خداوند لقا جاتا ہی سمندر کو خبر ملی کہ بہمن جادو فرستادۂ افراسیاب ناہنجار بمقابلۂ حمزہ نامدار فوجکش ہی حمزہ یہ وہی پہلوان سرکش ہی جسکے فرزندون نے ممالک کوہستان مین شمشیرزنی کی ہزارہا کوہی مارے سمندر یہ کیفیت سنکر موج مین آیا طرف لشکر بہمن کے چلا ادھر سے بہمن برائے استقبال بڑھا دونون سگ و خوک آپسمین بغلگیر ہوے بہمن نے سامنے سمندر کے دریادلی صاحبقران کی ظاہر کی کہا اے پہلوان دوران رستم زمان حمزہ عرب نہنگ بحر جرأت ہی نہایت صاحب شوکت ہی مین تو گرداب محیط بلا مین پھنسا ہون چالیس ساحر میرے حمزہ نے سر میدان قتل کیے صاحب اسم اعظم ہی سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا یہ سنکر سمندر جوش مین آیا کہا اے برادر کیا قدرت نے تقدیر معقول کی سعادت دارین حصول ہوئی ہماری بارگاہ مین چلو نابدولت بصد سطوت و شوکت حمزہ کو سامنے خداوند لقا کے لیچلینگے خداوند کا دشمن بزرگ ہی یہ حقیر بیشہ جرأت کا گرگ ہی میرے بھائی صدہا ان مسلمانون کے ہاتھ سے قتل ہوے یہ سب کا سردار ہی بدلا لینا اسی سے سزاوار ہی تمکو ساحر جانکر لڑتا ابدولت کا نام سُنکر تھرائیگا رومال سے ہاتھ باندھکر چلا آئیگا بہمن کو سمجھاتا ہوا سمندر کوہی اپنے دریاے لشکر مین لایا لشکر ساحر و غیر ساحر ملکر اُترے بارگاہ مین آکر بیٹھے مقابلہ کی صلاحین ہونے لگین یہ خبر ہرکارے نے صاحبقران زمان کو پہونچائی کہ سمندر کوہی و بہمن جادو ایک جگہ ملکر اترے اب سمندر کوہی طبل جنگی بجوائیگا صبح کو حضور کے مقابلہ مین آئیگا صاحبقران زمان نے فرمایا توکلت علی اللہ سمجھا جائیگا مگر بہرام نے برائے خیرخواہی عرض کی سمندر کوہی فوج بہت لیکر آیا ہی حضور برائے شکار تشریف لائے صرف چار ہزار جوان ہمراہ ہین غلام ایک عرضی فوراً بادشاہ اسلام کو لکھے وہان سے فوج آجائے برابر کا مقابلہ ٹہرے صاحبقران نے فرمایا میرا تکیہ پروردگار پر ہی سواے اپنے مالک کے کبھی کسی سے مدد طلب نہین کی انشاء اللہ دونون لشکرون کو جواب دینگے سمندر کنوین جھانکتا پھریگا مدد سے پانی بتلا بحر دریا کے سارا جوش و خروش بھول جائیگا انشاء اللہ وہ تلوار چلے گی آب تیغ کی طغیانی ہوگی کشتی حیات کوہیان طوفانی ہوگی سر مثل اولون کے برسینگے ناخداے عالم کو یاد کرو وہی بیڑا پار لگائیگا تا بہ ساحل مراد پہونچائیگا خبردار کسی کو لشکر مین بھیجنے کا ارادہ نہ کرنا اور نہ ہمارے خلاف کرنا بہرام خاموش ہوا جب شناور محیط فلک اخضری یعنی خورشید خاوری دریاے نیلگون سپہر مین شناوری کرکے داخل گرداب مغرب ہوا نہنگ ماہ تابان نے دریادلی دکھائی ماہیان سیارگان کا جوش و خروش ظاہر ہوا دریاے نور بصد سرور موج زن ہوا سمندر کوہی نے حکم کیا طبل جنگی بجے بوقت سحر جہاز ان مسلمانون کا دریاے

قہر و غضب میں ڈبو دونگا قتل سے انکے کنارہ نہ کرونگا نقارہ زرمی پر چوب پڑی صاحبقران کو خبر پہونچی یہاں بھی طبل جنگی بجا چار پہر رات تیاری میں بسر ہوئی نقیبوں نے لشکروں کو جگانا شروع کیا نظم

نقیبان سولبو گشتہ خروشان | کہ دنیا بے ثبات و بیقرار است
جوانان دل تو ہی دارید مشب | کہ فردا روزگار کارزار است

سمندر رکوہی خواب خرگوش سے بیدار ہوا خود آہنی سر پر رکھا دریائے آہن میں غوطہ مارا بیرون بارگاہ آیا ایک جانب سے ہمین جادو ساحران غدار کو ہمراہ لیے ہوئے پہونچا سمندر رکرگدن مست پر سوار ہوا دریائے لشکر نے جوش مارا سمندر رکوہی تمام فوج کو ساتھ لیکر طرف میدان کارزار کے چلا یہاں صاحبقران نے نماز سحر بجماعت ادا کی دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے صفت پروردگار زبان پر جاری ہوئی بخضوع و خشوع عرض کر رہے ہیں اے رب بے نیاز نظم

توئی کافریدی زیک قطرہ آب | گہرہای روشن تراز آفتاب | تو آوردی از لطف جوہر پدید
بجوہر فروشان تو دادی کلید | جواہر تو بخشی دل سنگ را | تو بر روی جوہر کشی رنگ را
نبارد ہوا تا نہ گوئی ببار | زمین ناورد تا نگوئی بیار | جہان را بدین خوبی آراستی
بردن زانکہ یاری گری خواستی | زگرمی و سردی واز خشک و تر | سرشتی باندازۂ یکدگر
جہان برکشیدی دبستی نگار | کہ بزان نیارد خرد در شمار | توئی گوہر آمای چار آخشیج
مسلسل کن گوہران در فرتج | چو شد حجت بر خدائی درست | خرد داد بر تو گواہی نخست

اے رب جلیل اس عبد ذلیل کو کیا مرتبۂ اعلیٰ مرحمت فرمایا فرد غازیان دینداریں نام لکھا گیا ہر مقام پر حفاظت کی ننشگان دریائے نبرد کے سامنے آبرو ملی آج اس لشکر کو ہیان سے بچانا روز سیاہ نہ دکھانا بخضوع و خشوع اپنے پیدا کرنے والے سے راز دل کہا کہ مقبل وفادار حاضر ہوا دیکھا صاحبقران ورد و وظائف میں مصروف ہیں دست بستہ عرض کی فوج کفار میدان کارزار میں پہونچ چکی غلامان شاہنشاہی سلاح جنگ سے آراستہ در دولت پر حاضر ہیں برآمد ہونے کا حضور کے سب کو انتظار ہے لشکر کوہیان و ساحران آمادۂ حرب پیکار ہے صاحبقران نے تسبیح کو بوسہ دیا مقبل نے سجادہ کو لپیٹا صندوق سلاح سامنے حاضر کیا امیر نے خود جناب ہود سے سر کو زینت بخشی سرفراز ہوئے زرۂ داودی زیب جسم الانور فرمائی تیغہ صمصام و قمقام و نیمچہ سہراب یل و سپر گرشاسپ نوجوانی گرز سام بن نریمان و تحفہ جات پیغمبران ذات پر آراستہ کیے اس شوکت و شان سے وہ آفتاب عربستان برج خیمہ سے طالع ہوا بہرام مع چار ہزار جوانان صف شکن تیغ زن جان نثار و سرفروش سلاح جنگ سے آراستہ حاضر تھا برائے تسلیم خم ہوا دیوانہ بن قندس مرکب اشقر دیوزاد کو لیکر سامنے آیا صاحبقران

بسم اللہ کہکر پشت اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے علمدار نے پھریرا علم زرین کا کھولا اُس لشکر قلیل کو بہ کیفیت درست کرکے سمت میدان کارزار مرکب کو بڑھا کر چلے دیکھا لشکر کو ہبان مثل مور و ملخ کے آتا ہی آواز سُم مرکبان سے زمین تھرا رہی ہی نوبت نقارے بجتے ہوے زمین و زمان گرجتے ہوئے نظم

ز آمد شد لشکر بیقیاس	زمین در تزلزل فلک در ہراس
حضیض زمین چون فلک اوج بود	سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود

آمد فوج کوہیان سے زلزلہ آشکار گرد اس قدر اڑ رہی ہی کہ روے آفتاب چھپ گیا شعر ز سم ستوران درین پہن دشت ٭ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ایک ایک جوان فیل پیکر مغرور ادھر لشکر قلیل اُدھر فوج بیشمار سمندر کوہی بعہدۂ سپہ سالاری آگے بڑھا نیزہ ہلاتا ہوا گینڈا چمکاتا ہوا آکر ٹھہرا فوجین جمنے لگین میمنہ و میسرہ قلب و جناح ترتیب دی گئین صفین مثل صف مژگان آراستہ ہوئین سقون نے بڑھکر آبپاشی کی تبرداروں نے تبرداری کی جو نخل حائل نظر تھے اُنکو کاٹ کر پھینک دیا بیلچہ کارون نے پست و بلند زمین کو ہموار کردیا نشیب و فراز عالم کا ایکسا رنگ ہوا آراستہ میدان جنگ ہوا سمندر کوہی نے نگاہ اُٹھا کر صاحبقران کو دیکھا امیر با توقیر چالیس قدم لشکر سے آگے بڑھے ہوئے پشت پر چار ہزار جوان آمادۂ مرگ ہو جہیلے قضا ایک ایک شیر دل جرائت و شوکت مین یکتا سرفروشی اُنکا کھیل قبضون پہ ہاتھ مرکب ہاے بادرفتار پہ سوار اتنے بڑے لشکر کا سامنا چہرون سے صولت و شوکت آشکار ہر ایک بہادر دریاے جرات کا بے بہا دُر غرق دریاے آہن شعر چنان مرد خود را در آہن گرفت ٭ کہ مژگان او شکل سوزن گرفت ٭ سمندر کوہی نے ساتھ والون سے کہا یارو حقیقت مین سلمان کیا دلیر ہین ہمشۂ سرفروشی کے شیر ہین کس بشاشت سے میدان کارزار مین آئے مایدولت کو خیال تھا رات کو مسلمان بھاگ جائینگے میدان کارزار مین نہ آئینگے لیکن سب مرنے پر آمادہ ہین قضا کشان کشان میدان کارزار مین ان سب کو لائی یہ کہکر اشارہ ہوا جابین سے تقریب نکلے گویون کے لڑکے حسین مہ جبین گوری گوری صورتین ایک بجلی کان مین پٹے پیچ پگڑی کے سر پر بندھے ہوے خوش آواز صاحبان کرشمہ و ناز سرود چھیڑ کے گنگنا کے یہ اشعار عبرت آمیز سرون مین بھیروین کے پڑھنا شروع کیے اشعار

کھودی خزان نے رونق گلزار ہائے ہائے	پژمردہ ہوگئے گل رخسار ہائے ہائے	پھرتے نہ تھے جو بیوہ کنیتین کھوے حجاب
نعش مری اُٹھی جائے ہی سر بازار ہائے ہائے	سرو قد دادہ قامت محشر خرام ہی	کیا ہو گئی وہ شوخی رفتار ہائے ہائے
ہمخواب مہ جبین کی مرے آنکھ مند گئی	کیا سو گئے مین طالع بیدار ہائے ہائے	ہی کچھ خبر بھی گھر مرا ویران ہو گیا
سر پھوڑا اپنا ہی در و دیوار ہائے ہائے	اب پوچھے مجھسے عاشق بیکس کی بات کون	اسمین نہین ہی طاقت گفتار ہائے ہائے
اے جنچہ یار کشش مجھے یا سن وفا نہین	مین درنج و محنت آزار ہائے ہائے	اس پھروشی کی مرگ نے خفاش کر دیا

ہی اضطراب مانع دیدار ہاے ہاے
نظارہ ہی محرک ماتم ہزار حیف
ابرو ہوا ہلال محرم ہزار حیف

یہ اشعار مصیبت آثار جو لقیبون نے پڑھے اہل درد کی آنکھون سے اشک حسرت بہنے لگے جو نامرد بزدلے تھے وہ بھی جھوم رہے ہین چاہتے ہین لڑین بھڑین نام کرین لیکن سمندر کوہی نے جوش مین گینڈا اپنا نکالا بہمن جادو سے اجازت خواہ ہوا بہمن نے کہا ای پہلوان زمان رستم دوران آج لابدولت کی نیرنگ بازیان شعبدہ سازیان ملاحظہ فرمایے ہرچند کہ حمزہ بر سحر تا تیر نہ کریگا لیکن ساتھ والون کو دیوانہ کرکے قلب اُلٹ دونگا اُسی کے ساتھ والون کو اُسی سے لڑواؤنگا وہ سب ملکر اسکو قتل کرینگے اپنے افسر کے خون سے ہاتھ بھرینگے ہرچند کہ وہ صاحب شوکت و حشم ہی کس کس کو جواب دیگا آخر ہلاک ہوگا چشم زدن مین قصہ پاک ہوگا سمندر کوہی نے کہا ای بھائی نامدار اس فوج مین ہون سمندر نام ہی لڑائی کی موج مین ہون قہر و غضب میرا قہر لات و منات ہی اس ایک حمزہ کا زیر کرنا کیا بات ہی تم کھڑے ہوکر تماشا دیکھو آخر سمندر نے بہمن سے اجازت لی بہمن رُک رہا ہوا تھا خاموش ہو رہا سمندر کوہی گینڈے کو ٹھکرا کر طرف میدان کارزار کے چلا گینڈے کی روانی سے زمین تھرائی سیاہ رو کی آمد تھی کہ کالی آندھی اٹھی میدان کارزار مین پہونچا عرصۂ دراز تک نیزہ ہلایا جوش و خروش لشکر اسلام کو دکھایا جب خوب پسینے پسینے ہوا گینڈا بھی عرق کر لایا گینڈے کو دکا پکار کر آواز دی یا صاحبقران ما بدولت کے مقابلے مین آئیے کل ساحرون کو مارا ساحر بیچارے سحر کرنا جانین انکو فنون سپاہگری مین کیا دخل ہی اب مرد عالم سے سامنا پڑا ما بدولت کو غصہ آیا زمین میدان کارزار تھرائیگی آج تک آپ سے کسی پہلوان سے سامنا نہین ہوا جبتک اونٹ پہاڑ کے نیچے نہین آتا جانتا ہی مجھسے بڑا کوئی نہین ہی سبعہ بلبلایا کلمات سخت و سست زبان پر لایا امیر کو بہت ناگوار گذرا اشقر دیو زاد کو صف سے نکالا بہرام سے فرمایا ای برادر اب اسکے کلمات لاف و گزاف سننے کی تاب نہین باقی ہی اس بجیل نے بڑی گستاخی کی ہی بہرام نے سر جھکا لیا عوض کی بسم اللہ پروردگار حضور کو مظفر و منصور کرے رنج و ملال دل سے دور کرے مقبل بھی دعائین دینے لگا چار ہزار جوانون مین غوغو بلند ہوا اپنی جان کا سب کو خیال ہی سب نے بڑھکر دعاے جان فدا ادی امیر نے سب کو سمجھایا اشقر دیو زاد کو بڑھایا اشقر ایسا مرکب کوہ سرین کوہ کفل چال مین چھل بل بال کے بالون کی چوٹیان گندھی ہوئی زلف حور سے مثال آنکھین غصے مین لال دہانہ چباتا ہوا دُم سے چنور کرتا ہی اس تیزی سے چلا شکم زمین سے ملجاتا ہی درندگی مین بے نظیر نظم

وہ چیہ مرکب ہو چو برق یا باد سے
تیز گامے ز برق چابک تر
دیگہ غل طائرون مین ہی کہ عجب اڑ رہا ہی

طرفہ دیوانہ دیر نیرا دے
نرمی گوش و نرمی کاکل
تخت ہوا پر آج سلیمان سوار ہی

خوشخرامی ز آب نازک تر
دستۂ بید و دستۂ سنبل
شبدیز فلک بھول گیا ڈھنگ چال کا

ہیبت ناک کہکشان کی دہانہ ہلال کا | آب سمندر کوہی کی نگاہ جمال جہان آرائے صاحبقران پر پڑی
حیران جمال محو دیدار رعب و دبدبہ چہرۂ اقدس سے ظاہر جرات و شوکت ہمراہ رکاب سعادت
انتساب سراپا سے ظاہر رعب و داب ہر چند کہ گھبرایا لیکن گروہ سپر کا اُٹھا کر آگے بڑھا آپس مین
تکا و رچلی پانچ قدم گینڈا سمندر کوہی کا تین قدم مرکب صاحبقران ہٹا سمندر کوہی نے کہا
یا صاحبقران وار کیجیے کوئی حوصلہ دل مین باقی نہ رہے امیر نے جواب دیا ہمارا یہ دستور نہین جب تیرے
حربے سے پروردگار بچائیگا ہم بھی جواب دینگے تقدم ہمارے مذہب مین منع ہے سمندر کوہی اگر
پیشدستی ہمارے مذہب مین رائج ہوتی بیخ کفر کو اکھاڑ کر پھینک دیتے سمندر کو غصہ آیا نیزے کو پیچ و تاب
دیتا ہوا بڑھا سینۂ بے کینہ صاحبقران کا تا کا طعن سے وار کیا صاحبقران نے نیزے کو نیزے کی سنان
پر لیا لیکن لاف و گزاف سمندر کوہی سے صاحبقران کو غصہ آیا ستر طعن مین نیزہ سمندر کوہی
کا نکالا سمندر بے آبرو ہوا مثل ابر گرجا گرایا آواز دی او حمزہ غضب کیا دو دریائے لشکر دیکھ رہے
ہین تو نے نیزے کو میرے ہوائی کیا اس فن کی کوئی حقیقت نہین ہے مردان عالم کا کھیل ہے لیکن اب حربہ
جانگزا سے مقابلہ ہے یعنی تیغہ بیدریغ کھینچتا ہون جم بھر مین فیصلہ ہے یہ کہکر تیغہ برق تاب نیام انتقام سے
کھینچا تڑپ کر جا پڑا القہر و غضب تمام وار کیا امیر نے اشقر کو بڑھایا گردا سپر کا سر پر کھینچا مگر چھتون تلوار
کی باڑھ سے لڑی ہوئی ہے چاہتے ہین لپیٹ بڑون تلوار چھین لون کمر بند مین ہاتھ ڈالکر اٹھا دون لیکن
قضائے کار اس مقام پر موش خانہ تھا دونون پانون اشقر کے موش خانہ مین جا رہے گھوڑے نے
سکندری کھائی گرداسپر کا سر سے ہٹا جھڑپ مین خود سرا طرسے گرا سر برہنہ پر اُس خود سر کی تلوار پڑی
قریب تھا صاحبقران کے دو ٹکڑے ہون لیکن بجرات اپنے کو سنبھالا داستانہ مارا تیغہ جھنا کر نکل گیا لیکن دو انگل
کا زخم سر پر آیا قطرات خون چہرۂ بے نظیر پر زخم کھا کر شیر بپھرا قبضۂ تیغہ عقرب سلیمانی پر ہاتھ ڈالا
آواز دی او سمندر ضرب مردان عالم کو روک خبردار آنکھ لڑی رہے چھوٹ کی چوٹین چلین گی سر کو
بچا بدحواس نہو یہ فرما کر پٹری جمائی گھوڑا تڑپ کر بڑھا دونون ٹاپین مستک پر گینڈے کے رکھدین
نعرۂ تکبیر کر کے امیر نے ہاتھ مارا تیغہ برق مثال ہاتھ امیر پا تو پھر ایسے شیر کا پڑا اس سیاہ رو نے سپر کو
اُٹھایا گلہائے سپر کے نیچے غنچہ ہوا لیکن تیغہ آبدار نے سپر سمندر کو کاٹا خود دو نیم ہوا سر پر اسکے زخم آیا
سمندر نے اوچھا زخم کھایا داستانہ مارا لیکن تیغہ زور مین جاتا تھا سر سے نکلکر گینڈے کی گردن پر
گرا گردن اسکی قلم ہوئی سمندر کوہی نیچے گرا تلوار نے زمین کو بوسہ دیا دنبالہ زمین مین در آیا خاک
اُڑی اہالیان فوج سمندر نے جانا جہاز عمر ہمارے آقا کا غرق دریائے فنا ہوا گھبرا کر دوڑے صاحبقران

نے دیکھا گھٹا کفر کی آتی ہے تیغۂ ہلالی کھینچ کر نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران تصنیف مصنف

منم سرکن لشکر کافران	بہ بشیم نگون شد سر کافران
سمندر دن بہ پشیم فراری شدہ	ہم عفریت از تیغم عاری شدہ
ہمہ شہر اسلام آباد شدہ	کہ صاحبقران جہان شاد شدہ

منم اختر برج عز و جلال	منم ماہتاب سپہر کمال
ہمہ قاتل کفر شد پاک و صاف	سلیمان کو چک لقب شد لقاف

ادھر سے لشکر سمندر رکوہی آیا ادھر سے صاحبقران و بہرام گرد بن خاقان چین بڑھے شعر منم گرد بہرام خاقان چین کہ از ہیبت من بلرزد زمین + چار ہزار جوان جان نثار سرپوش ڈیڑھ لاکھ فوج پر جا پڑے سمندر رکوہی پکارتا ہے ارے یارو مین لائق مقابلہ ہون برائے سواری گینڈا لاؤ ملازمون نے دوسرا گینڈا حاضر کیا سمندر رکوہی کو اپنی آبرو کا خیال زخمی ہونے کا ملال زخم کو باندھکر لڑنے لگا لیکن صاحبقران جس غول پر آ گرے پاک کرا فسرون کو مارا لڑتے ہوئے جاتے ہین لیکن اپنے ساتھ والون کو دیکھا ڈیڑھ لاکھ مین چار ہزار جا بجا گھر گئے جہان دو ہزار سمندر کے پانچ جوان سرگرم جان نثاری چہرہ گلنار آمادہ حرب و پیکار ایک جانب بہرام ہزار کافرون مین جا کر گھرا لیکن لڑ رہا ہے صاحبقران جھپٹ کر کبھی بہرام کو بچاتے ہین جرات و شوکت دکھاتے ہین زخم سر سے خون کے قطرے ٹپک رہے ہین ایک ہاتھ مین سپر فولادی دست راست مین تیغۂ برق تاب چہرۂ نورانی پر قہر و عتاب ہرچند لڑائی کو سنبھالتے ہین لیکن فوج کفار کا بلوہ ہر سمت ہنگامہ یہان تک تو خیر تھی لیکن ہمن جادو نے جو دیکھا کہ جنگ مغلوبہ واقع ہوئی یہ بیچیا بھی ساحرون کو ساتھ لیکر بڑھا اہل اسلام پر سحر کرنے لگا کسی کا منھ جلا کسی کا پیراہن پھنکا کوئی غش کھا کر گرا کوئی مثل مرغ بسمل تڑپا لشکر صاحبقران مین شور فریاد و الغیاث بلند ہوا صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا دل سے فرمایا غضب ہوا ساحر بھی آ پڑے ان بیچیاڈن سے کون لڑے لیکن اسم اعظم پڑھتے ہوئے فوج ساحران پر جا پڑے جس ساحر نے سحر کیا امیر نے اسم اعظم پڑھکر اسکو مارا لیکن ہمن بھاگتا پھرتا ہے قریب صاحبقران نہین آتا ہے جانتا ہے یہ صاحب اسم اعظم محترم و محتشم اسپر پنجہ قابض ہونا دشوار اسپر سحر کرنا بیکار صاحبقران دیکھتے ہین ہمن نے زمین کو ہلا دیا سحر کر کے صدہا کو بیکار کیا اہل اسلام پامال بیچارون کے قدم ہٹتے جاتے ہین صدا سے گوتنی قلب تھراتے ہین صاحبقران اس حال پر ملال کو دیکھکر گھبرائے ہرچند اسم اعظم پڑھتے ہین ساحرون کو قتل کر رہے ہین لیکن مجمع انکا کم نہین ہوتا کہ ہیون نے سختی ڈالی جو سحر سے بیکار رہا اسی کو قتل کیا اسوقت بیکار ہو کر دست دعا طرف آسمان کے اٹھا دیے آمد و رفت مین زخم بھی کھائے ہین چہرہ زرد ہونٹون پر آہ سرد دل مین درد کہا افسوس رفیق قدیم شفیق ندیم بہرام گرد بن خاقان چین جلالت آئین سفت مین قتل ہوتا ہے پکار اٹھے ای معبود حقیقی ان بندگان خدا کو بچائے تیری راہ مین بدل و جان مصروف جہاد دشمن مبتلائے ظلم و بیداد ہین انپر رحم کر

ظلم و بدعت کفار سے بچالے دریاے مصیبت سے نکال ساحل مراد پر پہونچا بموجب مضمون شعر
تجھے تفضل کرتے نہین لگتی بار نہو تجھسے مایوس امیدوار صاحبقران نے جو تہ دل سے دعا کی تیر دعا
ہدف مراد پر پہونچا بقدرت پروردگار صحراسے گرد اُڑی مگر گرد عظیم تتق گردنے روے آفتاب کو
چھپا دیا سامنے آکے دامن گرد شگافتہ ہوا آگے آگے چالیس علم نشان چالیس ہزار سوار کا پھریرون پر
تعریف الٰہی مرقوم آگے تخت پر ایک نقابدار بادلہ پوش تاجدار صاحب جاہ و وقار مرکب بادرفتار کو تل
شاطر لگام تھامے ہوے پشت پر چالیس ہزار جوانان زرہ پوش چار آئینہ بند دوش بدوش رکاب سے
رکاب سُم سے سُم ملے ہوے پرے جمے ہوے نقارے بج رہے ہین صدا قرنا کی بلند اس نقابدار تاجدار نے جو
یہ ہنگامہ قیامت خیز دیکھا شاطر سے اشارہ کیا دیکھ تو یہ کیا معرکہ ہی کون کون جنگ کا طالب ہی کون
مغلوب ہی کون غالب ہی شاطر مثل عقاب تیز پر جھپٹا مثل پیک نگاہ چشم زدن مین پلٹ کے آیا نقابدار
بہادر سے عرض کی اے شہریار بڑا غضب ہوا صاحبقران زمان سقام کوہ عقیق سے براے شکار صحرا مین آئے
تھے سمندر کوہی و بہمن جادو نے ڈیڑھ لاکھ فوج سے چار ہزار کو گھیرا ہی سحر سے لشکر معرض زوال مین
ہی آفتاب آسمان عربستان جلال مین ہی لیکن زخمدار مضطر و بیقرار کیا عجب ہی کہ خدانخواستہ دشمن اُنکے
قتل ہو جائین جنگ عظیم واقع ہی یہ کیفیت سُنکر نقابدار تاجدار نے سپر و شمشیر پر ہاتھ ڈالا مثل شیر خشمناک
پشت مرکب پر سوار ہوا ساتھ والون کو اشارہ کیا اے شیران دشت نبرد تم نے سُنا صاحبقران زمان گھر
گئے ہین وقت جانبازی و سرفروشی ہی عقب مین نقابدار کے اہالیان لشکر بھی بڑھے نقابدار نے
قریب آکر بصد کر و فر نعرۂ شیرانہ کیا با شیدا اے کفاران بیحیا و اے نابکاران پر دغا کب تمکو زندہ چھوڑتا
ہون مین نقابدار بادلہ پوش صاحب شوکت و حشم سرگروہ مردان عالم یہ فرماکر نقابدار نے تیغ
کھینچا چالیس ہزار جوانون نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالدیا نقابدار نے بڑھکر پہلا ہی وار کیا ہزار کو
داخل دار البوار کیا فوج سمندر مین تہلکہ ڈالدیا بڑھکر علم فوج قلم کر ڈالا چالیس ہزار جوان کو ہی
چشم زدن مین مار کے پلٹ کر صاحبقران نے جو دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش براے مدد آیا اُسنے دریاے
خون بہا دیا کسی قدر اطمینان ہوا تلوار کھینچکر طرف بہمن جادو کے بڑھے اس خیال سے کہ ایسا نہو لشکر
نقابدار پر یہ بیحیا سحر کرے بعجلت مین یہ بہادر مارا جاے بہمن سحر کر رہا تھا صاحبقران جنگ رستمانہ کرتے قریب
بہمن کے پہونچے نعرہ شیرانہ کیا زمین تھرائی بہمن نے پلٹ کر دیکھا صاحبقران پر سحر کرنے لگا امیر
اسم اعظم پڑھ رہے ہین سحر دفع کر دیتے ہین جب بہمن جادو نے دیکھا کہ سحر کی تاثیر نہوئی تیغہ سحر کا ہاتھ
لگایا امیر نے تیغہ عقرب کو اُٹھا دیا اسم اعظم پڑھکر اپنے کو بچایا یہ وار بھی اس نابکار کا خالی گیا امیر

نے ہاتھ مارا اُسنے سپر سحر کو اُٹھا دیا وہ بھی تیغ صاحبقران سے کٹی سر پر اس ملعون کے زخم آیا قریب
تھا دو ٹکڑے ہون اُسنے اپنے کو پشت مرکب سے گرا دیا لوٹ مار کر پر پرواز پیدا کیے اڑ کر چلا امیر نے
جو یہ معرکہ دیکھا کہ یہ ملعون بھاگا جاتا ہی اڑا ہوا جاتا ہی بہ تعجیل تمام کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر
تین بھال کا کمان مین پیوست کیا تاک کر اس خطا کار کو مارا بہمن سمجھا لیکن تیر دلدوز سینہ پر سوفار پر
اس مردود کے پڑا تو وہ پشت کو توڑ کر پار گذرا مردہ ہو کر زمین پر گرا لاشہ مغرور کا تڑپا اندھیرا ہو گیا
آواز آئی کشتی مرا نام من بہمن جادو بود ساحرون نے جو پلٹ کر دیکھا بہمن واصل جہنم ہوا گھبرا گئے
آکر لاشہ اپنے آقا کا اُٹھایا طرف طلسم ہوش رُبا کے روتے پیٹتے روانہ ہوے یہان تلوار چل رہی
ہی نقابدار نے ہزارون کو مارا صاحبقران نے قتل بہمن سے مہلت پائی مقبل و بہرام کی جان بچی
مگر صاحبقران کے جب سے نقابدار کو دیکھا ہی خون جسم مین جوش مار رہا ہی ہر مرتبہ چاہتے ہین کہ
اس عالی مقدار کو مثل جان کے آغوش مین لون حسب و نسب پوچھون مگر جب صاحبقران
لڑتے بھڑتے قریب آجاتے ہین نقابدار ہٹ جاتا ہی کئی مرتبہ صاحبقران نے پکارا اے نہر پرست
جرأت واے نہنگ بحر شوکت و لیاقت ہم تمھاری ملاقات کے بہت مشتاق ہین نقابدار دور
سے عرض کرتا ہی غلامون کی ملاقات کیا ہماری آنکھین زیارت سے روشن ہوئین کیا
روز سعید ہی بلکہ یہ دن بہتر از عید ہی کہ آپ ایسے غازی کے جمال باکمال کو دیکھا آپ کل
اہل اسلام کے سرپرست ہین خدا آپ کو سلامت باکرامت رکھے دین اسلام ملت بیضا کو جاری
کیا دین حق کو رونق ہوئی نقابدار یہ کہکر سمندر کوہی پر جا پڑا فوج سمندر نے نقابدار کو گھیرا
سمندر کوہی نے للکارا او نقابدار مفلوک تیرے سبب سے بہمن جادو مارا گیا لیکن میرے ہاتھ
سے کیونکر بچیگا یہ کہکر نقابدار پر وار کیا نقابدار نے چاہا اُسکی تلوار چھین لون اس حال مین اک
بیحیا قابو پرست نے پشت سے نقابدار کو نیزہ مارا شانے پر نقابدار نے نیزہ جھٹکا استخوان کو توڑ کر پار
گذرا نقابدار نے ہکا بکا انسان نیزہ ٹوٹ کر شانے مین اوپر سے تلوار سمندر کی پڑی سر بھی نقابدار کا
زخمی ہوا نقابدار نے بشکل داستانہ ماردیا تیغہ سر سے نکلا لیکن چادر خون روے زیبا پر سب سے
زیادہ نقابدار کو اپنی پردہ پوشی کا خیال ہی حال ظاہر ہونے کا انتہا کا ملال ہی نقابدار نقاب
سنبھالنے لگا سمندر نے چاہا سر کاٹ لون بے اختیار نقاب ڈالکر منھ سے نکل گیا کہ غلام آپ سے
رخصت ہوتا ہی اب عدم مین ملاقات ہوگی گستاخی معاف فرمایئے گا یہ صدا کان مین صاحبقران
کے پڑی جنگ مین مصروف تھے پلٹ کر دیکھا نقابدار کو نوبت بجان و کارد بہ استخوان پایا بیچین ہو گئے

دہین سے نعرہ کیا اور نام دکیا کرتا ہی زخمی کے خون سے ہاتھ بھرتا ہی یہین آپہونچا منم زلزلۂ قاف سلیمان ثانی

نعرۂ صاحبقران مصنصہ قمر
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام

امیر عرب ضیغم روزگار
بن کافران زجہان پاک کرد

بحکم خدا البتہ شمشیر چار
سر سرکشان جملہ درخاک کرد

یکے تیغ صمصام و قمقام نام
صدائے نعرۂ صاحبقرانی

سے گیندا سمندر کا بھڑکا تھراکر پیچھے ہٹا امیر نے اشقر پر کوڑا کیا وہ مرکب بادرفتار ہوا سے آگے روانہ ہوعکس کا کل صاحبقران تازیانہ اس جلدی مین آیا نقابدار کو امیر نے پشت پر لیا سینہ سپر کردیا سمندر نے جو صاحبقران کو دیکھا دریاے جبات یوش مین آیا وہی تیغۂ خون آلود لیکر صاحبقران پر چلا لیکن طلا زمان نقابدار نے دیکھا کہ نقابدار گھوڑے سے گرا چاہتا ہی سو دو سو سردار قریب آئے نقابدار کو دہین لیا گھوڑے سے آتار کر ہودار پر سوار کیا نقابدار با دل پوش بیہوش ہوگیا ہمراہیان نقابدار لڑتے بھڑتے فوج سمندر کو پامال کرتے ہوئے طرف صحرا کے نکل گئے یہان صاحبقران و سمندر سے مقابلہ پڑا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران بھی انتہا کے زخمی ہوچکے ہین لیکن بقوت صاحبقرانی باڑھ کو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینکدی دست حق پرست بڑھا کر کمر زنجیر مین ڈالدیا نعرہ کرکے زور کیا سمندر کوہی کو قاش زین سے اکھیڑا چاہا زمین پر مارون سمندر کوہی گھبرا گیا سوچا کہ اب پنجۂ شیر سے رہائی دشوار ہی سرکشی بیکار جان بچاؤ پکار اٹھا الامان صاحبقران نے فرمایا بان بشرط ایمان مکر سے عرض کی تازندہ ایم بندہ ایم غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا صاحبقران زمان نے فوراً ہاتھ سے رکھدیا امیر نے کلمۂ طیبہ ارشاد کیا دل مین کینہ کرکے اس مکار نے کلمہ پڑھا اہالیان فوج کو آواز دی خبردار کوئی ہاتھ نہ اٹھائے مین نے صاحبقران جہان کی دل و جان سے اطاعت کی سب سردار خدمت مین حاضر ہوئے مگر اس جنگ مغلوبہ مین پچاس ہزار کوہی مارا گیا بہت بڑا کھیت ہوا ملازمان صاحبقران بھی دو ہزار قتل ہوئے بہرام و مقبل بھی انتہا کے زخمی ہین سمندر کوہی بہ مکاری چوب چقماق ہاتھ مین اہتمام سواری کرتا ہوا طرف اپنی بارگاہ کے لیچلا صاحبقران زمان داخل بارگاہ سمندر کوہی ہوئے مقام صدر پر آکر بیٹھے بہرام و مقبل وغیرہ کی زخم دوزی کی سمندر کوہی کے سرہین صاحبقران نے اپنے ہاتھ سے ٹانکے لگائے جب کل سردارون کی زخمدوزی ہوچکی تب صاحبقران نے اپنے سر مین ٹانکے لگانے کا حکم دیا پٹیان مرہم کی چڑھی ہوئی ہین انتہا کے صاحبقران زخمی ہوئے تھے اب سمندر کوہی نے محفل عیش و نشاط آراستہ کی ساقی بچے حاضر ہوئے دور جام بے اندیشۂ انجام چلنے لگا ایک نازنین ماہ پیکر شوخ وشنگ سبزہ رنگ بقول شاعر شعر سبزہ رنگے بخط سبز مرا کرد اسیر ؛ دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدیم ؛ جسکی نگاہ سحر طراز فردر پہ پڑی کلیجہ تھام لیا اشعار عشق آمیز گا رہی ہی اہالیان محفل کا دل لبھا رہی ہی اہل محفل کو جو متوجہ

پاپا غزل عاشقانہ آغاز کی غزل

جس ہاتھ مین خاتم لعل کی ہو گر اُسمین زلف سرکش ہو — پھر زلف بنے وہ دست موسیٰ جسمین اخگر آتش ہو
اے قاتل حلق بریدہ سے اک شعلہ دل جو سرکش ہو — تو روشن حلقۂ جیب سے اپنے دیکھ تنور آتش ہو
ہو تیرا سیہ رُو صبح ہجران مجھ سے رخصت مہوش ہو — وہ کھینچون آہ کہ خور بھی پنہان زیر دود آتش ہو
بر ریز شراب ناز دکھا تو ساغر چشم کا مرکو — تا زاہد پاک ملوث ہو تا صوفی دلکش مے کش ہو
تم وہ وہ زخم دل پہ میرے کرتے ہو دکھلانے کو — پر برش تیغ ناز سے اپنے دل مین کرتے غش غش ہو
دل نخل مین قد کے جون زکریا چھپ کر چشم کافر سے — ابر ارہ جنبش ابرو سے کیونکر نہ بزیر کشاکش ہو
لبیک ہوا تو ناقوس و جرس باخندہ قلقل نالہ سنے — دل کھینچے ہین ہان کوئی ہو پر ایک نواے دلکش ہو
بن جیسے گھر کی آرائش دشمن جان ہو عاشق کی — محراب طاق کمان بنجانے وسمۂ ترکس ترکش ہو
مانند نمکدان چرخ پرانجم حق نے بنایا اس خاطر — تا ہر لب زخم حسرت اپنا ہجر کی رات نمک چش ہو
اک خون کا دریا جذب کیا ہے خاک کوے قاتل نے — ہان دفن کوا ایسے کشتون کی ایسی ہی زمین دلکش ہو
اس بحر مین کیا برجستہ غزل ہے ذوق یہ تمنے لکھی ہے — ہان فرزن کو جیسے سنکر شادان روح خلیل و خفش ہو

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے لیکن سمندر بے شرم اسی فکر مین ہے کہ اپنے حریف کی آبرو ریزی کرے دن بچیا نے مکاری سے کنارہ نہ کیا نشاط سے اشاہ کیا اب حمزہ مبہوت ہے لب پر مہر سکوت ہے شراب مین بیہوشی ملا کر لایا ایک جام شراب آنجشہ بدار وے بیہوشی اپنے ہاتھ مین لیکر سامنے اس دریا دل کے آیا عرض کی غلام کے ہاتھ سے نوش فرمائیے سر عزت اوپر آسمان افتخار کے پہونچائیے صاحبقران صاف باطن اس بیحیا کے مکر کو نہ سمجھے بدون رد و قدح جام پی گئے اس بیحیا نے دوسرا جام بہرام کو دیا مقبل کی طرف متوجہ ہوا صاحبقران پیتے ہی گھبرائے قلب مین شعلے بھڑکنے لگے فرمایا اے سمندر یہ کیسی شراب تھی قلب مین آگ لگا گئی سمندر نے للکارا اباش او حمزہ تونے بہمن جادو کو مارا جوانان صف شکن میرے قتل ہوے اب کہان جائیگا غصہ مین صاحبقران اُٹھے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی اُٹھتے اُٹھتے گرے بہرام و مقبل بھی بیہوش ہوئے پکار کر سمندر کوہی نے آواز دی آہنگرون کو بلاؤ ان نہنگان دریاے جرأت کو مطوق کرو آہنگرون نے صاحبقران و بہرام و مقبل کو ہتکڑیان بیڑیان پنھائین ساتھ والون کو بھی قید کیا اس اثنا مین قیدی مجلس فلک چارم یعنی نیر اعظم زیر بحیرا شعاع مین جکڑا ہوا زندان مغرب سے برآمد ہوا ستارۂ سحری چمکا سمندر نے حکم دیا لشکر تیار کروان سب کو خدمت مین خداوند لقا کی لیجاؤنگا اسی وقت لشکر مین قرنا وئی کو بیون نے کمربندی کی سمندر

گینڈے پر سوار ہوا ان قیدیان مبتلائے بلا کو ارابہ پر ڈال لیا خوشی خوشی نوبت نقارے بجاتا ہوا طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے چل نکلا اب جو پسینہ آیا ہوا چلی آنکھ صاحبقران کی کھلی اپنے کو قید آہن مین مبتلا پایا سمندر گینڈے پر سوار لشکر رہروی مین بہرام سے فرمایا اس مکار نے فریب سے ہمکو گرفتار کیا اب طرف کوہ عقیق کے لیے جاتا ہی نہین معلوم ہمارے لشکر پر کیا گذری شکار کو آئے خود شکار ہوئے جو منظور پروردگار کو کیا چارہ ہی بہرام کی بھی آنکھ دن سے آنسو جاری ہوئے مقبل بیچارا ساتھ والے اشکبار لیکن سمندر کو ہی اپنے ساتھ والون کو سمجھاتا ہوا آتا ہی کہ روبرو قدرت کے یہ جو معرکہ گذرا ہی بیان نکرنا بلکہ مین خود اس طرح نہونگا کہ جز تا مجھکو شکار گاہ مین ملا فنون سپاہگری مین اسیر غالب آیا سرکار قدرت سے سب کو انعام ملین گے عمر ہماری تمہاری بڑھائین گے سب عرض کرتے ہین حضور ایسا ہی ہوگا مسلمانون کی ذلت اپنی عزت ہو سامنے قدرت کے شوکت ہو اسطور سے منزل بمنزل صاحبقران کو لیے ہوئے سمندر کوہی جاتا ہی صاحبقران زبان پر دن بھر دھوپ پڑتی ہی رنگ رو متغیر زخمہائے کاری سر پر رہروی سے علیل ہوگئے ہین یہی کیفیت بہرام کی بھی ہی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی ہر بار مقبل سے کہتا ہی ای سرخیل وفاداران اگر قید ہماری سامنے لقا کے پہونچی بختیارک ایسا دشمن وہان موجود ہی فوراً قتل کا حکم دلوائیگا صدہا کو ہی ہم لوگون کے ہاتھ سے قتل ہوئے سب دشمن ہین ہمارے واسطے رہزن ہین فلک نے عجب طور سے گردش کی مثانے مین ہمارے کوشش کی یہ کہکر اشعار عبرت خیز وحشت انگیز بہرام نے سامنے مقبل وفادار کے بصد اضطرار پڑھے رباعی

	دیگر	
ہی عہد شباب زندگانی کا مزا		ہی پیری مین کہان وہ نوجوانی کا مزا
اب یہ بھی کوئی دن مین فسانہ ہوگا		باتون مین جو پاتے ہین کہانی کا مزا
ای حلقۂ زلف دام داری ہی عبث		ای ناز و ادا مین کا بھاری ہی عبث
یان دل سے قرار جاچکا ہی کب کا		ای شوخی یار بیقراری ہی عبث
گردش مین ہین خاص و عام کیا دور ہی یہ	دیگر	صہبائے طرب حرام کیا دور ہی یہ
جو بزم نشاط ہی جہان مین سو خراب		یکجا نہین دور جام کیا دور ہی یہ

چار منزلین سمندر نے اس جوش و خروش مین طے کین چوتھے روز بہر دن پچھلا باقی ہی کہ سمندر ایک صحرائے پرفضا مین آکر اترا بارگاہ استادہ ہوئی صاحبقران وغیرہ کو قید خانہ مین بھجوایا دربارگاہ پر خود بیٹھا ہی گرد سردار مکار بیٹھا بلبلا رہا ہی کہتا ہی کہ مین نے اس شخص کو گرفتار

کیا جو فخر رستم وسام ہی مردان عالم مین اسکا بڑا نام ہی ہمارے بزرگ سلیمان عنبرین موکے کوہی
بہت خوش ہونگے بڑی لڑائی فتح ہوئی سنا ہی کہ چالیس برس سے یہ نوجوان خداوند سے لڑ رہا ہی
شہر باختر ملک موروثی خداوند پر قبضہ کیا قدرت بیچارے دربدر مارے مارے پھرتے ہین
مابدولت انکو قیطولات پر پہونچائینگے باختر مین جاکر ڈنکے بجائینگے یہ باتین ہین کہ صحرا سے گرد اڑی
ایک جوان گینڈے پر سوار لشت پر بارہ ہزار فوج اسباب شکار ہمراہ رداروی مین آتے ہین
سمندر کوہی نے دور سے دیکھکر پہچانا کہا شاید ہمارے بڑے بھائی حمتاز کوہی واسطے شکار کے نکلے
تھے اس طرف آگئے یہ کہکے اٹھ کھڑا ہوا واسطے استقبال کے بڑھا حمتاز نے بھی سمندر کوہی کو دیکھا
گینڈے سے کودا دونون آپس مین بغلگیر ہوے حمتاز نے کہا ای برادر بجان برابر تم اس مقام پر کہان سمندر
نے کہا ای رستم زمان مابدولت طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے چلے تھے راہ مین دشمن خداوند حمزہ عرب
شکار کھیل رہا تھا میرے اسکے مقابلہ پڑا تین پہر کی کشتی میرے اسکے رہی اسکا قوت بازو زینت پہلو
بہرام گردین خاقان چین اسکو بھی اٹھالیا اب اسکو مین نے قید کیا ہی خدمت خداوند مین لیے
جاتا ہون یہ سنکر حمتاز نے کہا حقیقت مین تمنے بڑا کار نمایان کیا یہ وہ شیر خشمناک ہی تمام عالم مین
اسکی شمشیر زنی کی دھاک ہی اسنے پہلوانان عالم کو مارا دیوان قاف کو للکارا اگر تمنے بہ مردی
اسکو زیر کیا تمام عالم مین تمہارا نام ہوگا مین بھی اسکو دیکھونگا ہمیشہ سے اسکا نام سنا ہی یہ مرتبہ
تمہاری قسمت مین لکھا تھا ورنہ شیران دشت نبرد نام سنکر اس جوان کا کانپتے ہین تم کہتے ہو
مین نے تین پہر کی کشتی مین زیر کیا سمندر نے کہا بھائی چلکر دیکھ لو بارگاہ مین تشریف رکھو مین خود جاکر
اسکو قیدخانہ سے لاتا ہون حمتاز کوہی اشتیاق جمال صاحبقران مین اندر بارگاہ کے آکر بیٹھا
سمندر کوہی قیدخانہ مین آیا کہا یا صاحبقران افتخار کوہیان ہمارے بھائی حمتاز کوہی سرگروہ
پہلوانان عالم یکتاز میدان شجاعت صاحب شوکت لیاقت ہماری بارگاہ مین آیا ہی تمکو اسکے
سامنے لیے چلتے ہین جب وہ تم سے پوچھے تو کہدینا کہ سمندر کوہی نے بہ فن کشتی زیر کیا تم اقبال کرو
قدرت کے سامنے چلکر تمکو رہا کردونگا ورنہ درصورت انحراف قتل کردونگا صاحبقران نے مسکراکر
فرمایا ای سمندر کوہی جو تم کہوگے ہم کہدینگے ہمارا کیا نقصان ہی سمندر کوہی خوشی خوشی آکر پاس
حمتاز کوہی کے بیٹھا موچھون پر تاؤ پھیرنے لگا کہا بھائی مین حمزہ عرب کو بلاتا ہون مگر ای برادر وہ
بھی جوان مشہور و معروف ہی اب اسکی آبرو ہماری دریادلی پر موقوف ہی کوئی کلمہ سخت اسکو نہ کہنا
چونکہ قید مین ہی ملتد رہو رہا ہی پوچھ کے رخصت کردینا حمتاز کوہی نے کہا بلاؤ تو مین نے اس جوان

کا بڑا نام سُنا ہے بڑے بڑے پہلوانوں سے یہ لڑا ہے اسی وجہ سے مجھے تعجب ہے سمندر کہہ رہا ہے کہ بھائی کوہستان کا رہنے والا ہوں وہ سخت پیچ باندھے کہ بچھڑا گیا آخر مین نے اکھیڑ مارا چاروں شانے چت گرا مشکیں باندھ لیں اسکے ساتھ والے بھی خوب لڑے پچاس ہزار کو ہی میرے مارے گئے ایک نقابدار مدد کو آیا اُسنے قصد کیا کہ حمزہ کو چھڑالے مین نے اُسکو بھی زخمی کیا آخر نقابدار منھ چھپا کر بھاگا ایسا حجاب ہوا کہ مقابلہ پر نہ ٹھہر سکا ممتاز کو ہنسی رہا ہے بات کا سمندر کی کچھ جواب نہیں دیتا یکایک پردہ بارگاہ کا اُٹھا ممتاز نے دیکھا آفتاب آسمان عربستان ماہ اوج شوکت و شان بسلسل بطوق جیسے ہی بارگاہ مین قدم رکھا پکار کر آواز دی السلام علیکم سلام من و رین مجلس ددرین ما و ابر کسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا یکی ست و دین پیغمبر بر حق کو ہی بل کرنے لگا ممتاز نے منع کیا اپنے مذہب کی تعریف کرتا ہے تمھارا اسمین کیا نقصان ہے اپنے خدا کی وحدانیت کا دم بھرتا ہے کوئی دخل نہ دے سب خاموش ہوئے ممتاز کو ہی نے کہا یا صاحبقران یہ کیا معرکہ ہے آپ کو ہمارے بھائی سمندر کو ہی نے زیر کیا صاحبقران نے فرمایا اے ممتاز کوہی تجھے یقین آیا ممتاز نے کہا میرے دل کو یقین نہیں آیا صاحبقران نے فرمایا اے بہادر اگر زیر نہوتے ہتکڑیان بیڑیان کاہیکو پہنتے ممتاز نے کہا سچ فرمایئے اپنے خدا کی قسم تو کھایئے باتوں مین مجکو نہ بہلایئے صاحبقران نے فرمایا قسم کی مجکو کیا احتیاج ہے جب تو سمندر بگڑا کہا کیوں حمزہ صاف صاف نہیں کہتا قید خانہ مین تو ابھی ہنکے سمجھا دیا تھا اب اگر اسکے خلاف ہوگا فوراً قتل کرونگا پہلے تو اقرار کیا اب انکار کرتا ہے جب تو صاحبقران کو غصہ آیا فرمایا او مکار مردان عالم کے ساتھ مکر کیا اب باتین بناتا ہے قتل سے مردان عالم کو ڈراتا ہے سمندر تیغہ پکڑ کے اُٹھا ممتاز ہان ہان کرتا ہے کہ دیکھو بھائی صاحب غصہ نہ کرو ہم سمجھ گئے مگر سمندر نے صاحبقران کو کلمات سخت کہے امیر با توقیر کے تیور پر بل آیا غصہ مین آکر نعرہ کیا نظم

شعلۂ شمشیر شان برق جنون من است	گرمی بازار عشق از تف خون من است	بر سر انغا خانہ غوغاے من
باک ندارم زدار چوب ستون من است	خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق	بشکنم این بند را وقت جنون من است

قید کو صاحبقران نے توڑ کر مثل تار عنکبوت کے پھینک دیا سمندر نے جھپٹ کر تیغہ مارا امیر نے غصہ مین کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سمندر جھلا کر لپٹ پڑا امیر نے بقہر و غضب تمام گردن پر ہاتھ رکھ کے ہلکہ مارا سمندر کی گردن زمین سے ملادی بموجب مثل سرکش کی گردن جھکادی ممتاز منع کرتا ہے کہ یا صاحبقران جانے دیجیے امیر نے کہا اے برادر اب تم دخل نہ دو سمندر نے جواب دیا بھائی ٹھہر جاؤ

مین ابھی انکی مشکین باندھتا ہون تیسرا پیچ سمندر کو ہی نے باندھا تھا کہ صاحبقران دونون مونڈھے تھام کرلے دوڑے ہرچند سمند رچاہتا ہی کہ قدم جماؤن ممکن نہین شیر کے پنجہ مین گیا بارھوین قدم پر لاکر صاحبقران نے ہکہ مارا دونون گھٹنے آشنا بزمین ہوئے سمندر نے چاہا لنگر اپنا قائم کرے امیر کب لنگر جمنے دیتے ہین کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے ہی زور مین تا بزانو دوسرے مین تا بسینہ تیسرے مین سر سے بلند کیا سمندر نے چاہا بغلون مین پاؤن اڑاکر دھڑا اڑادون فوراً صاحبقران نے داہنا قدم آگے بایان پیچھے چرخ دیا مثل طاؤس آتشبازی چکر کھانے لگا زمین پر مارا چاہا پٹ گردن امیر نے ایک ٹھوکر ماری گرد برد چارون شانے چت کو دکر امیر چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا ای سمندر حالا درشناختن پروردگار چہ میگوئی سمندر نے کہا ای حمزہ اب مین بھلا تیرا مذہب اختیار کرونگا امیر غصہ مین اٹھے جس طرح شیر گھبائی پر آتا ہی ایک پاؤن دونون ہاتھ سے تھاما چیر کر اس بچیا کو پھینک دیا تمام کوہی ملازمان سمندر تلوارین پکڑکے اٹھے جب ممتاز غصہ مین آیا نعرہ کیا او نامردو خبردار اگر حمزہ پر دست درازی کی قیامت برپا کرونگا لاش اس نامرد کی اٹھوالو سامنے سے میرے چلے جاؤ یہ اسی لائق تھا ملازمان سمندر لاشہ سمندر لیکر روتے پیٹتے بھاگے ممتاز کوہی کھڑا ہوگیا کہا ای شہریار آیئے شعر رواق منظر چشم من آشیانہ تست کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ٭ مقبل و بہرام کی بھی اس نے قید کاٹی صاحبقران کے لیے دنگل زرین منگوایا مقام صدر پر لاکر بٹھایا ساتھ والون کو بھی قید سے رہا کیا ملازمون کو حکم دیا کہ سامان عیش ونشاط مہیا کرو اسی وقت جلسۂ عیش آراستہ ہوا جب ممتاز کوہی جام شراب لیکر سامنے صاحبقران کے آیا صاحبقران نے فرمایا ای برادر ہم تمھارے ہاتھ کی شراب نہین پی سکتے ممتاز نے عرض کی مین حضور سے امتحان فنون سپاہ گری کرونگا اگر آپ غالب آئے مثل چاکران کمترین خدمت مین حاضر رہونگا اگر شاید مین غالب آؤن آپ اطاعت کرین مین اپنے لشکر کا بادشاہ بناؤن شرف کونین حاصل کرون امیر نے فرمایا بسم اللہ مین ابھی موجود ہون ممتاز نے عرض کی حضور قید مین رہے اس نامرد کے ظلم سہے دس پانچ روز توقف فرمایئے بعد اسکے کشتی حضور سے لڑونگا امیر نے فرمایا ای برادر مجکو عرصہ دراز گذرا کہ مین اپنے لشکر سے جدا ہون شاہنشاہ نامدار و سرداران عالی وقار کو تردد ہوگا بس اسی وقت ہمارے تمھارے امتحان ہو جائے یا مین آپ کی اطاعت کرون یا حضور میرا ساتھ دین استاد ان سخن نے یون تحریر فرمایا ہی کہ ممتاز کوہی نے دوسرے دن اکھاڑا تیار کرایا صاحبقران سے کشتی ہوئی چار پہر مین امیر با توقیر نے ممتاز کوہی

کو زیر کیا ممتاز کوہی مردان عالم مین سرفراز بصدق دل مسلمان ہوا صاحبقران کی اطاعت کی
اہالیان لشکر کو بھی ہدایت کی عرض کی ای شہریار غلام امیدوار ہی کہ مجکو سرفراز فرمائیے دو دن کے
واسطے میرے قلعہ مین چلیے رعایا کو بھی مسلمان کیجیے صاحبقران نے فرمایا ای برادر بسر وچشم مین تمھارے
ساتھ چلنے کو موجود ہون لیکن لشکر سے نکلے دو ہفتہ کا عرصہ گذرا اس ملعون سمندر کوہی نے اول
بہمن جادو کا ساتھ دیا بہمن جادو روز اول مقابلہ کر چکا تھا چالیس جادوگر اسنے پہلے روز قتل کیے
دوسرے دن یہ بچیا آکر اسکا شریک ہوا مین نے زیر کیا بیہوشی پلاکر مجکو پکڑ لیا پروردگار نے تمکو
بھیجا اب وہان بادشاہ گھبراتے ہونگے لہذا اب طرف لشکر ظفر اثر کے چلو زمانہ مہلت مین ہم تمھارے
قلعہ مین بھی چلین گے ممتاز کوہی تو عاشق جمال بیمثال ہو چکا ہی کہا مین بندۂ بے زر ہون دامن
دولت عمر بھر نہ چھوڑونگا ملازمت کیمیا خاصیت سے منھ نہ موڑونگا بہر نوع ممتاز کوہی نے
صاحبقران کے ساتھ طرف لشکر ظفر اثر کے کوچ کیا پچاس ہزار کوہی ومقبل وبہرام وغیرہ
صاحبقران کے ساتھ طرف کوہ عقیق نگار سلیمانی کے جاتے ہین

دو کلمہ داستان بہمن جادو کے ساتھ والے اسکے لاشہ کو لیکر بھاگے بیان ہوتے
ہین مثلث بر غزل مولانا عرفی شیرازی مصرع مومن بطور مثلث حسب حال

لذت فراست در دل شبہا گریستن | خوش در خورست حسرت طوبی گریستن
پنہان ملول بودن و پیدا گریستن

مت ہیجاب روز نہ یون جا بجا رہو | ای دیدہ شرم دار کہ مقبول عشق کو
رسوا نگاہ کردن و رسوا گریستن

منظور ہی کچھ اور کہ اشک آنکھ سے چلے | من خود کنم کہ گریہ بجا لم کنی ولے
نی زیبدت بہ نرگس شہلا گریستن

ہین خونفشانیان عبث ای چشم اشکبار | گر کام دل بہ گریہ میسر شود نہ یار
صد سال میتوان بہ تمنا گریستن

حیران ہون کیہ ربط گل و شبنم ای ہزار | بیدرد را بہ صحبت ارباب دل چہ کار
خندیدہ آشنا بود و دریا گریستن

بیصرفہ ہارے رو کیے ہین کن تکون سے خون | عمرم بہ گریہ ہاے ہوس صرف شد کنون
عمرے بتازہ باید م دوا گریستن

اے شیخ سیر بندہ و خلد برین پرست ‌‌ گاہے بیاد سرو قدے گریہ ہم خوش ست
تا کے ز شوق سدرہ و طوبی گریستن
لاکھون تباہ حال ہین مین اشکبار ایک ‌‌ ہر کس کہ ہست گریہ بحالش داشت لیک
نتوان بہ عالمے تن تنہا گریستن
مومن یہ کہدے جائے کہ ہے گریہ دل پہ شاق ‌‌ عرفی ز گریہ دست نداری کہ در فراق
دردت ز دل نمی برد الا گریستن

جبکہ ہمن جادو ہاتھ سے صاحبقران اعظم کے مارا گیا ملازم اسکے لاشہ لیکر چلے سرحد ہوش رُبا مین
پہونچے راہ مین ایک قلعہ ہے کہ نام اسکا قلعہ شعلہ بار ہے وہانکا حاکم و ناظم ہے طرف سے افراسیاب
جادو کے سفاک اپنے قلعہ مین بیٹھا ہے کہ ہرکارون نے خبر دی بارہ چودہ ہزار ساحران نامی لاشہ
ایک ساحر رئیس کا لیے ہوئے روتے جاتے ہین یہ سُنکر سفاک شعلہ بار بیقرار ہوکر قلعہ سے نکل آیا
ساتھ والون سے پوچھا یہ کسکا لاشہ ہے تمنے کہان شکست کھائی یہ کیا آفت آسمانی آئی اُنھون نے
کہا حضور شاہنشاہ ہمن کو افراسیاب نے براے مدد خداوند لقا روانہ کیا تھا ایک صحرا مین
جاکر اُترے حمزۂ عرب افسر مسلمانان براے شکار صحرا مین آیا تھا اُس سے مقابلہ پڑا اسکے ہاتھ سے
مارے گئے نام ہمن جو سفاک شعلہ بار نے سُنا بے اختیار ہوکر سر دھنا کہا یہ تو میرا خالہ زاد بھائی
ہے ایسا ساحر زبردست کیونکر مارا گیا حمزۂ عرب بھی بڑا ساحر زبردست ہے ساتھ والون نے کہا
نہین حضور وہ جوان صاحب شوکت و شان مالک اسم اعظم خداے نادیدہ ہے گرم سرد عالم چشیدہ ہے
بڑے بڑے ساحران غدار اُسنے مارے مالکہ و مامہ و شمشمش ایسے سرکش تھے اُسی کے ہاتھ سے قتل ہوے
یہ سُنکر سفاک نے کہا بھائی صاحب کا لاشہ ہوش ربا مین نیجا ابھی تدبیر کرتا ہون ارتھی بنائو صندل
کی لکڑیان منگائو مرگھٹ پر چلکے جلا دین تمکو اپنے ساتھ لیکر چلونگا مجکو صورت میرے بھائی کے قاتل کی
کھینچو اُدواسم اعظم بند کرکے اگر آتش قہر و غضب مین نہ بھونون تو نام اپنا سفاک شعلہ بار نہ رکھا یہ کہکر اسیوقت
اُس ناری کو اسنے جلایا سامان سفر تیار کیا پچاس ہزار ساحران غدار ہمراہ تخت سحر پر سوار ہوا طرف کوہ
عقیق گلزار سلیمانی کے چلا ابر سحر تیار کرلیا اُڑا ہوا جاتا ہے بیان صاحبقران زمان حمتاز کو بھی
کو ساتھ لیکر دو منزل چلے ہین ایک صحرا مین آکر فروکش ہوے بہت جلدی ہے کہ اپنے کو بہ تعجیل لشکر
ظفر اثر مین پہونچائون بادشاہ گھبراتے ہونگے بختیارک ایسا دشمن وہان موجود ہے ایسا نہو کہ
کوئی فتور برپا کرے حمتاز نے عرض کی حضور نے راستہ فراموش فرمایا اب یہان سے کوہ عقیق

پانچ منزل ہی کل سے انشاء اللہ دو منزلہ کرینگے جلد سرکار کو پہونچا وینگے وہان لشکر مین بادشاہ
اسلام جب دو ہفتے کامل گذرے اور صاحبقران واپس نہ آئے سرداران تہمتن گھبرائے بادشاہ
اسلام سے عرض کی کہ ای شاہنشاہ گیتی ستان صاحبقران زمان کو عرصہ ہوا غلام بہت گھبراتے
ہین بادشاہ نے فرمایا مین نے بھی شب کو خواب پریشان دیکھا جواہر بن عمرو کو بلا کر حکم دیا جلد
جاکر صاحبقران کو تلاش کرو ہماری جانب سے عرض کرنا کہ حضور کا تشریف نہ لانا مقام تردد و
انتشار ہی ہر ایک جانباز بیقرار ہی جلد سرفراز فرمائیے جمال جہان آرا مشتاقان باوفا کو دکھلائیے
جواہر بن عمرو اُسی وقت بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر چلا لیکن امیر اُسی منزل پر فروکش ہین
ممتاز کوہی نے میر لشکر کو حکم دیا ہی کہ راستہ مفصل دریافت کرو ہمارے حضور نے راستہ فراموش کیا
ہی حقیقت مین اتنے بڑے بادشاہ قہار سے مقابلہ اور حضور کا لشکر مین نہونا مقام تردد ہی پہر دن پچھلا
باقی ہی صاحبقران بیرون بارگاہ دنگل زرین پر جلوہ فرما ممتاز پہلو مین سرداران لشکر تمام فروکش تھے
بازارین آراستہ کٹورا کھنکتا ہی لشکر مین چہل پہل امیر کو شرائع ممتاز کوہی سے نہایت لطف حاصل ہوا ہی
کیفیت تمام اس نیک انجام سے باتین کر رہے ہین کہ یکایک آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی صاحبقران
نے سر اُٹھا کر دیکھا صاف ظاہر ہوا کہ پہلوے کوہ سے ابر سیاہ اُٹھا ہی رعد کی گرج برق کی چشمک زنی اُس
ابر سے نوبت و نقارے کی آواز آتی ہی زمین دشت تھراتی ہی یکایک وہ ابر آکر شق ہوا دیکھا ایک
ساحر غدار بلاے روزگار تاج سر پر انگلیان چمکاتا ہوا شعلہ آتش بھڑکاتا ہوا پشت پر ہزارہا ساحران
خرس طینت میمون خصلت ہنر برہاے آتشین پر سوار نیرنجات سحر دکھاتے ہوے اسی صحراے ہول خیز
مین آکر وہ بادشاہ مع ساحران گمراہ کے اُترا یہ وہی سفاک شعلہ بار ہی جو تلاش مین صاحبقران
کی چلا تھا اُترتے ہی اس لشکر پر نگاہ کی ہمراہیان بہمن اسکے ساتھ ہین اُن سب نے عرض کی دیکھیے
قاتل آپ کے بھائی صاحب کا کس جاہ و حشم سے اترا ہوا ہی ادھر صاحبقران کو ملازمان ممتاز
کوہی نے خبر دی کہ ای شہریار بہمن جادو کا بھائی سفاک شعلہ بار براے مقابلہ سرکار دولت مدار
آیا ہی صاحبقران زمان نے فرمایا پروردگار مالک ہی اُسکو سب طرح کا اختیار ہی بندہ مجبور فرناچار
ہی فتح و ظفر عطا کریگا دامن مدعا گل مراد سے بھریگا یہ فرما کر صاحبقران بارگاہ مین تشریف لائے
لیکن کوہی نو مسلم آمد ساحران دیکھکر گھبرا گئے بھاگنے لگے ہزارہا نکل گئے چلے ہونے لگے بعض نے
کہا بھائیو جادوگرون سے کیونکر مقابلہ کرینگے وہ ایک دانہ اگر پھینکدینگے پاؤن بیکار مجبور ونا چار
کیا کرینگے کچھ زور نہ چلے گا جان اپنی بچانا واجب و لازم ہی یہان سواروں مین اسم ہی اور کہین

جا کر بیدل سہی جان تو بچے بعض کہتے ہین بھائی ہم تو دیہات کے ساکن ہین معاش سے مطمئن ہین
جا ر بیٹھے کا ایک بار ہے دس سیکھے گا باغ زمیندار سے لینگے پٹہ گلے مین ڈالینگے
مزدوری کرکے بوت او اکرینگے اناج بچے گا اُسکو سوائی پر دینگے مہاجن بنینگے ہین کیا مشکل ہی مفت
مین حمزۂ عرب کے ساتھ لڑنا مرنا جان بینا ہم سے نہو سکے گا اگر اسی طرح لڑتے مرتے پچاس برس کیونکر
بسر کرتے اب نوکری سے دل بھر گیا بھائی تمھارا قول دلپذیر اثر کر گیا بولے جو تئے مین ٹرا مزہ ہی دن بھر مزدوری
کی شام کو ٹانگ پھیلا کر سو گئے آج سے توبہ کرتے ہین تلوار جا کر اپنے پیر کی درگاہ مین چڑھا دینگے ٹرا ثواب
ہوگا اگر کوئی ہمارے ہاتھ سے مارا گیا کیسا عذاب ہوگا لشکر کو یہان ہین ہنگامہ پڑ گیا ہزارہا چلے گئے چند کس
مرنے والے قوم کے سپاہی انھون نے اپنی بات نباہی باپ بیٹے کو سمجھا رہا ہی نور نظر نام بری چیز ہی
لڑائی سے منہ پھیرنے والا بدتمیز ہی جسکا نمک کھایا جہان اُسکا پسینہ گرے گا اپنا خون بہائینگے لڑ بھڑ کر
مر جائینگے جو بہادر دیکھے گا آفرین کہیگا مشہور ہوگا یہ جوان سور تھا ہر ملک مین نام ہوگا یہان تو یہ
کیفیت تھی لیکن سفاک نے حکم دیا طبل جنگی بجے کل سر میدان حمزہ عرب کو للکارونگا اپنے بھائی کے
خون کا بدلا لونگا اس سردار کو دار پر کھینچونگا اتنے بڑے نامی و گرامی کو سر میدان مارا یہ خون بالا بالا نبجائیگا
اسکے خون کے معاوضہ مین تاکوہ عقیق گلزار سلیمانی خون کا دریا بہا دونگا تھوڑے ہی عرصہ مین سن لینا اس
قوم کا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دونگا صدائے طبل جنگی بلند ہوئی صاحبقران زمان بارگاہ مین جلوہ
فرما ہین کہ جواسیسان لشکر ممتاز کوہی حاضر ہوئے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی نظم

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ	گل سرخ تا بد چو روشن چراغ	نگین سعادت بنام تو باد	ہمہ کار عالم بکام تو باد

شہریار عالم کی عمر دراز ہو سفاک شعلہ بار نے طبل جنگی بجوا دیا کل اُسکا ارادہ ہی کہ بندگان شاہنشاہی
سے مقابلہ کرے آتش کین وعناد کو دوبالا کرے مثل شعلہ جوالہ بھڑک رہا ہی حقیقت مین ملعون آگ کا تلہ ہی
امیر نے فرمایا اپنی آگ مین آپ جلے گا آب تیغ سے ٹھنڈا ہو جائیگا کمدد ہمارے لشکر مین بھی عنایت
ایزدی طبل جنگی بجے پروردگار معین و مددگار ہی یہان بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ممتاز کوہی نے
عرض کی ہزارہا نامرد جان کے خوف سے نکل گئے عین وقت پر ٹل گئے صاحبقران نے فرمایا اے ممتاز تردد
وانتشار کو دل مین جگہ نہ دو بلکہ نقیبون سے کہو کہ لشکر مین پکار دین جن صاحب کو جان دینا ہو وہ میرا
ساتھ دین ورنہ رات ہی کو چلے جائین بوقت صبح سامنے سے حریف کے قدم نہ اُٹھائین اگر میری فتح ہو
اُنکا گھر ہی بلا تکلف چلے آئین مین اُنکو وہی جگہ دونگا کچھ شکایت نہ کرونگا اگر حال شکست سن لینا
تمکو اختیار رہی ممتاز کوہی ان باتون پر صاحبقران کی وجد کرنے لگا قدمون کو بوسہ دیکر عرض کی حضور

جو مرنے والے ہین وہ جان دینگے جو نامرد بزدلے ہین وہ بھاگ جائینگے یہان تو لشکر مین تیاری ہونے لگی سفاک آتش بار دو پہر رات گئے ہوم خانے مین داخل ہوا سحر تیار کرنے لگا اس بیحیا نے ایک ماش کے آٹے کا پتلہ بنایا اسپر سحر کرنے لگا منظور ہی کہ صاحبقران کا اسم اعظم بند کرنے کی تدبیر کرون اسم سحر پڑھ پڑھ کر سوئیان جسم مین اس پتلے کے نصب کر رہا ہی آنکھون کو باقی رکھا تمام جسم سوئیون سے معمور کر دیا طریقۂ سحر سے پتلے کو بھر دیا ایک طائر موم کا بنایا اُسکو شیشے مین اُتار اُسکے شیشے کا بند کیا شیشہ جھولی مین رکھا صبح ہوتے ہی ہوم خانے سے نکلا گھبرایا ہوا دریاے سحر مین غوطہ مار کر گیدن مست پر سوار ہوا کل ساحرون کو ساتھ لیکر سمت میدان چلا یہان صاحبقران زمان بصد شوکت و شان پشت اشقر پر سوار ہوے ممتاز کو بھی ساتھ ہی اب جو صبح کو دیکھا چالیس ہزار کو ہی نکل گئے دس ہزار مرنے والے بھڑنے والے جان نثار سرفروش بصد جوش و خروش ہمراہ رکاب سعادت انتساب آکر میدان کارزار مین پہونچے سفاک شعلہ بار شب کو تدبیر اسم اعظم بند کرنے کی کر چکا ہی باطمینان تمام گینڈے کو بڑھا کر میدان جنگ مین آیا سلح شوری دکھلائی گو کہ آسمان پر پہنچے شعلے بھڑکائے عجائب و غرائب سحر کے دکھائے اہالیان لشکر ممتاز گرمی سحر دیکھکر گھبرا رہے ہین ایک کی ایک پر نگاہ متردد و متوحش دل مین کہتے ہین کہ دیکھین اس بیحیا کی آتش سحر سے کیونکر نجات پاتے ہین وہ سفاک آتش بار نے گینڈے کو روکا دستک دیتا جاتا ہی نام سامری و جمشید کا لیتا جاتا ہی بیحوف و خطر پکار کر آواز دی کہ یا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان مقابلے مین میرے آئیے فنون سپاہ گری دکھلائیے ہمین کا خون جوش مار رہا ہی اُسکے معاوضہ مین قیامت برپا کرونگا خون سے بیگناہون کے ہاتھ بھرونگا صاحبقران زمان کو بھلا ان کلمات کی کب تاب ہی فوراً اشقر ویوزاد کو پرے سے نکالا ہر چند ممتاز نے عرض کی کہ غلامان جانباز کس دن کے واسطے ہین اگر دریاے آتش ہوگا کود پڑینگے جان قدم اقدس پر نثار کرینگے اُسوقت صاحبقران نے فرمایا ای ممتاز واقعی تم ایسے ہی شیر ہو مگر سمجھو تو کہ یہ ساحر مکار ہی اسکے سامنے تم جا کر کیا کروگے پروردگار سے دعا کرو فتح و نصرت حاصل ہو اہالیان کوہستان کو تسکین دل ہو تمام سرداران نامی نے ہاتھ اُٹھا کر امیر کو دعا دی صاحبقران زمان کس شوکت و شان سے پشت اشقر پر سوار ہوے مرکب اشارے سے اپنے راکب کے برق بنگیا چاہتا تھا کہ سبزۂ فلک اخضری کو پامال کرون نیمچہ ہاے بغل سے عدو کو قتل کرکے زمین کارزار لال کرون طرارے بھرنے لگا مثل برق چمکا بقول ذوق

تیرے توسن مین وہ جلدی کہ اگر چھیڑ دے تو	دیگر	یون وہ اڑ جاے کہ جیسے سر آتش زیبق
عقدیۂ فکر بھول کیا ڈھنگ چال کا		ہی باگ کہکشان کی دہانہ ہلال کا

اس عظم و شان سے صاحبقران زمان مرکب باد رفتار کو اڑا کر چلے لیکن سفاک شعلہ بار پیچھے ہٹا یا ساحری کھلے طرف صحرا کے گولہ مار اسب نے دیکھا کہ ٹاپ کی سُم مرکب کے صدا بلند ہوئی ایک جوان سیاہ رو کریہ منظر خوک پیکر دو رکابے گھوڑے پر سوار وہ نابکار نیزہ ہلاتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا سفاک شعلہ بار نے آواز دی ای خیر خواہ حمزۂ عرب کو ٹوک لے مدتون تیری خدمت کی تھی وقت خیر خواہی ہی دشمن کے لیے تباہی ہی وہ بیحیا نیزہ ہلاتا ہوا صاحبقران پر جا پڑا نیزہ امیر سے چلنے لگا امیر نے تیسری طعن مین نیزہ اس مغرور کا ہوائی کیا اُسنے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا امیر پر ہاتھ تلوار کا لگایا امیر نے وار اسکا رد کر نعرۂ شیرانہ کیا ہاتھ عقرب کا لگایا اُس خودسر نے سپر کو چہرے کی پناہ نہ کیا سر آگے بڑھا دیا آہنین کچھ سر تھا تیغہ عقرب سلیمانی اُسکے سر پر پڑا سر کلے جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مثل قطرہ آب گذر کر صندوق سینہ پر جا کر رگی قفس جسم خاکی اہوا الڑ کھڑا کر وہ جوان گھوڑے سے گرا قفس سینہ سے ایک طائر ہفت رنگ نکلا گرد سر صاحبقران چرخ مارنے لگا رنگ روے صاحبقران یکایک متغیر ہونے لگا سفاک شعلہ بار نے شیشہ جھولی سے نکالا منہ کھول کر اُس طائر ہفت رنگ کو آواز دی سات چرخ گرد سر امیر لگا چکا تھا آواز اپنے مالک کی سُنکر زمزمہ سرا ہوا شیشہ مین گُندے باندھکر اُتر پڑا سفاک شعلہ بار نے دہن شیشہ موم سے بند کیا شیشے کو جھولی مین رکھا پکار کر آواز دی لو یارو اسم اعظم حمزہ مین نے بند کر لیا اب گرفتار کر دمسلمانون کو گھیر کر مارو مقبل نے جو بڑھکر دیکھا حقیقت مین طائر کو دیکھکر رنگ روے صاحبقران اڑ گیا چہرے پر اُداسی چھائی ہی ہاتھ پانون مین رعشہ پسینے پسینے ہونٹھون پر خشکی مقبل نے بڑھکر پوچھا ای شہریار خیر تو ہی امیر نے فرمایا حقیقت مین دریاے حیرت کا دل پر جوش ہوا اسم اعظم مجھکو فراموش ہوا ناظرین پر واضح ہو کہ دو چیزین صاحبقران کے پاس نایاب مین ابتداے نوشیروان نامہ مین ملا فیضی وغیرہ نے تحریر فرمایا ہی کہ جب صاحبقران اسکے تعاقب مین چلے قارن بھاگا راہ مین قارن کو ایک ساحر ملا اسنے اسکو دامن مین اپنے پناہ دی قارن نے کہا دشمن نوشیروان میرے تعاقب مین آتا ہی اس ساحر کا عقاب نام تھا اُسنے کہا مین حمزہ کو مار دونگا سحر کرکے گرفتار کرونگا لکھا ہی کہ اُس وقت بزرگان دین نے اکر صاحبقران کو اسم اعظم الٰہی تعلیم فرمایا امیر نے اسم اعظم پڑھکر عقاب جادو کو مارا بعد ازان عقاب و قارن دیوبند کو بھی قتل کیا دوسری صورت یہ ہی کہ جب صاحبقران ملک کبروتیہ پر پہونچے بختیار شاہ کبروتی کو مسلمان کیا اُسنے عین صحبت مین امیر سے رو رو کر کہا ایک فرزند میرا نوجوان صاحب شوکت وشان حسین و خوش رو اپنے زمانے کا رستم طلسم آہوان بین جا کر قید ہو گیا ہی اُسکے غم مین بیقرار ہون صاحبقران براے رہائی خسرو زرین کلاہ فرزند بختیار شاہ

دشت آہوان مین پہونچے اُس مقام پر آکر بزرگان دین نے اسم اعظم الٰہی تحریر فرمایا ہر نوع صاحبقران
اعظم صاحب شوکت وحشم رازدار اسم اعظم رب اکبر ہین لیکن بند ہونے کی صورت یہ ہے کہ ساحر سحر کرکے زبان
پر قبضہ کرتا ہے زبان مین لکنت ہو جوش حیرت ہو لفظ صحیح زبان سے نہ نکلے یہ صورت بند ہونے اسم اعظم
کی ہے تحفۂ دیگر کامل و اکمل حرز ہیکل مصنف نے اسکے ملنے کا ذکر کسی مقام پر نہین کیا نہ کسی جگہ جنگ ساحران
مین مثل چاہ ماران وام الجبال وعظلی آباد کے اس حرز ہیکل کا ذکر تحریر کیا مگر ہفت در بند فرعونیہ پر جب
شہنشاہ جادو سے مقابلہ پڑا شب کو امیر طلایہ کی گشت مین تھے کہ ایک فقیر سامنے سے آیا اُسنے دست بستہ عرض
کی مین نے آپ کی سخاوت کا شہرہ سُنا ہے ظاہر ہے کہ آپ مجاہد راہ دین اسلام ہین نسل مین حضرت خلیل کے
جنکے پروردگار نے آتش کو گلزار کیا پس امیدوار ہون کہ چند ساعت کے واسطے حرز ہیکل مجکو عطا فرمایئے میرا
فرزند نوجوان دیوانہ ہو گیا ہے حکمانے بتایا ہے کہ اگر حرز ہیکل صاحبقران آئے پانی مین دھو کر وہ آب نایاب
اس جنتی کو پلایا جاوے چشم زدن مین صحت پائے پس راہ خدا مین وہ تحفۂ کامل و اکمل یعنی حرز ہیکل مرحمت
فرمایئے مین بوقت سحر لاکر حاضر کر دونگا راہ خدا کا نام سنکر صاحبقران بیقرار ہوے گلے سے حرز ہیکل اُتار کر اُس
درویش مکار کو دی اُسنے آواز دی اے حمزہ منم دلنواز جادو بادشاہ طلسم عجائب برادر شہنشاہ جادو اب یہ حرز
ہیکل طلسم عجائب مین جائیگی میرا بھائی چشم زدن مین تکو قتل کریگا اس مقام پر مصنف دفتر نے تحریر کیا ہے کہ
صاحبقران بیہوش ہو گئے پس بعد عرصۂ دراز کرب غماری جا کر طلسم عجائب کو فتح کرتے ہین تب حرز ہیکل
دستیاب ہوتی ہے مراد اس بیان سے مصنف کی یہ ہے کہ سفاک شعلہ بار نے اسم اعظم بند کر لیا ہے حرز ہیکل
گلے مین صاحبقران کے موجود ہے اسوجہ سے بیہوش تو نہوے لیکن رنگ رو متغیر زبان مین لکنت جب
ساحرون نے بلوہ کیا سفاک نے مغلوبہ کا حکم دیا صاحبقران تیغ عقرب سلیمانی کھینچکر جا پڑے لیکن
نہایت مضطر و حیران تیغہ صاحبقرانی دو انگل سے زیادہ نہین کاٹتا ہاتھ دستگیری نہین کرتے ثابت قدمی
نے دامن دولت چھوڑا جرأت نے منہ موڑا اس حال پر ملال مین بھی کئی سو ساحر قتل کیے ممتاز کوہی وغیرہ
جی داری کرکے جا پڑے ساحرون سے بہ جرأت وشوکت لڑے لیکن سفاک شعلہ بار بھی حاکم دربند طلسم ہوشربا
فن سحر وساحری مین یکتا ہے کوہیون کو کب مانتا ہے غیر ساحر اگر فیل مست ہو اُسکو پشہ سے بھی کم جانتا ہے ایک گولہ
اُٹھا کر پھینک مارا شعلہ ہاے آتش بھڑکے لکھا سے ابر کرکے دھوان بلند ہوا ممتاز کوہی و بہرام گرد بن
خاقان چین ومقبل نامدار مع تمام کوہیان صف شکن و پہلوانان سلین کے اس دھوئین سے نابینا
ہوگئے بیقرار ہو کر گھوڑون سے گرے ساحران غدار نے ان سب مردان عالم کو بکیش بے بس کرکے گرفتار
کر لیا اب صاحبقران زبان یکہ و تنہا رہ گئے اسم اعظم بند ول دردمند لیکن لڑائی مین مصروف اس

حال ہین بھی کوئی اس شیر کے مُنھ نہین چڑھتا کسی ساحر کا قدم آگے نہین بڑھتا شیرانہ زیر نخل جھوم رہے ہین قبضۂ شمشیر چوم رہے ہین سفاک شعلہ بارنے جو دور سے دیکھا کہ حمزہ تیغ بکف جرات مین وہی اشرف کسی کو اپنے قریب نہین آنے دیتا جب ساحر بڑھتے ہین ہنگانہ تلوار کھینچکر جاتے ہین دو چار ساحرون کو قتل کرکے پھر سایۂ نخل مین آتے ہین اسنے پکارکر آواز دی اونامردو مین نے اسم اعظم حمزہ بند کیا میرے پیرون نے مجکو خبر دی ہی کہ گلے مین حمزہ کے حرز ہیکل موجود ہی اسوجہ سے سحر تاثیر نہین کرتا جرات کم مزاج برہم اُسپر بھی کس شان وشوکت جرات وہمت سے لڑرہا ہی بلوہ کرکے جا پڑو حمزہ کو گرفتار کرلو یہ سنکر کل ساحران غدار پرے باندھ کر جمعے قصد ہوا ایک مرتبہ چارجانب سے جا پڑین اسوقت امیر باتوقیر کو اک عالم یاس چہرہ اداس باوجود صبر وجبر کے بیساختہ چند اشعار حسرت آمیز با یاران ہمدم مین زبان سے نکل گئے اشعار

مخلصی کب ہی کہ مرغ روح قید تن مین ہی	جان بدن مین ہی بدن آغوش پیراہن مین ہی
رو رہا ہی وہ بھی میرے اضطراب اشک پر	کوئی آنکھون مین تڑپتا ہی کوئی دامن مین ہی
انقلاب ایسا دکھا ہی لطف قاتل آج تو	زخم مین آئے جو ڈورا دیدۂ سوزن مین ہی
بعد مردن دیکھنا دیوانگی کا میری اوج	ماہ نو ہوگا وہی طوق آج جو گردن مین ہی
خاطر صافی مین تیرے کس طرح سے آئیگا	وہ جو میرے قتل کا کینہ دل دشمن مین ہی
بعد مردن آرزوئین خاک سے پیدا ہوئین	میرا لاشہ صورت دل سینۂ مدفن مین ہی
خون روئے عمر بھرا غیار صورت دیکھکر	میرے زخمون کا نمک شاید مرے جوبن مین ہی
گل ہوا جب غنچۂ شرم نو عروسی پھر کہان	شاہد روپوش ہی جب تک کہ پیراہن مین ہی
مٹگئی یہ خاک کیسے حسرت پابوس مین	اک بگولا سا مرے گرد قدم توسن مین ہی
باغ ہستی کی ہوا سے سر دپھر کیا ای نسیم	ہوگا پژمردہ وہ گل جو دہر کے گلشن مین ہی

یا صاحبقران جو گل باغ دہر مین کھلا ایک دن اسپر خزان آنا بھی ضرور ہی باغبان قضا وقدر نے گلشن عالم کو عجب رنگ سے آراستہ کیا کبھی خزان کبھی بہار بقول شاعر شعر

اک طور پر نہین ہی زمانے کا رنگ آہ	معلوم ہوگیا ہمین بلبل وبہار سے

اول غنچہ پیدا ہوا گویا طفل شیر خوار ہی دہن بھی کھلنے نہ پایا باغبان بدعت صرصر غم نے اُس غنچہ کو گرا یا گویا طفل شیر خوار مرا پھول کھلا بلبل دیکھکر شادہونے پائی تو تنت سحر گلچین نے دست درازی کی صاف معلوم ہوا نوجوان نے پردہ دنیا کو چھوڑا شاید پھول پھل ہوا گویا انسان کو ثمر باغ جوانی سے حاصل ہوگیا اب پھل پر دست درازی ہوگی صاحب اولاد مرا اگر پھل بھی نہ توڑا گیا مثل اسکے کہ

انسان ضعیف ہوا ہاتھ پاؤن بیکار رہوے چلنے پھرنے سے معذور ہوا انجام فنا اگر ہزار برس جیسے پھر بھی دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار یہ ہوا انجام یہی ہی مصرع حرمت شاہ و گدا زیر زمین یکسان ست ٭ آخر دو گز کفن و گوشہ قبر دنیا کا یہ مآل ہی مرنے کا خوف کیا ایک دن مرنا ضرور ہی اس امر کا خیال آیا قلب بھرایا کہ ایسے مقام پر قتل ہوے لاش زاغ و زغن کھائینگے یہ اعضاے جسم پرورده ناز و نعم طعمہ درندان صحرا ہو جائینگے دفن و کفن ہک ممکن نہوا جنازہ بھی دھوم سے نہ اٹھا یاران ہمدم شریک نہوے گوشہ تنہائی قبر نا ممکن ہوا افسوس کہ یاران باوفا نے مٹی نہ دی ہر چند کہ رب اکبر نے فرزندان نامور صاحبان شوکت و حشم و سرداران جلیل و مشیران عقیل مرحمت فرمائے جہاد راہ خدا مین بڑے بڑے شرف پائے لیکن وقت مرگ یکہ و تنہا دام حسرت و یاس مین مبتلا ہون ان خیالات مین آنکھون سے آنسو جاری ہوے ہجوم لشکر غم و ملال خیال موت لطف عیش و عشرت فوت یکایک من جانب اللہ قلب مضطر نے مژده دیا کہ اے غریق دریاے مصیبت واے گرفتار لجۂ محیط آفت کیون گھبراتا ہی شعر مشکلی نیست کہ آسان نشود ٭ مرد باید کہ ہراسان نشود ٭ اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کر وہ خالق کونین بانی بناے عالم ناخداے کشتی دو جہان تیرا بیڑا پار کرے گا گرداب بلا سے نجات دیگا دل نے جو یہ مژده سنا رنج و ملال خود بخود دفع ہوگیا قلب کو قوت روح کو راحت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی طرف آسمان کے سر اُٹھایا عرض کی اے رحیم و کریم واے سمیع و علیم قادر و مختار و ستار و غفار اس عبد ذلیل کی ذلت کو جائز نہ رکھ بچپن سے تو نے میرا ناز اٹھایا مور ضعیف کو مرتبۂ سلیمانی عطا فرمایا نوشیروان ایسا بادشاہ عالیجاہ نہیب شمشیر سے اس گنہگار کی تھرایا گوشۂ عافیت ڈھونڈھا زیر طاق کسرا عالم کفر مین دیکر مرالقاے بے لقا دعوی خدائی پر مغرور شیشۂ دماغ بھیا کا شراب کبر و نخوت سے معمور فوجین بے سرداران خرس طینت متکبر کے گرد جمع تھے اسکو میرے ہاتھ سے شکست دلوائی اس قطرہ ناچیز نے آبرو پائی آج ایک ساحر ذلیل کے ہاتھ سے قتل ہوتا ہون یقین کامل ہی تو ذلت میری جائز نہ رکھیگا عزت و آبرو بچائیگا میری زبان اس لائق نہین ہی کہ تیری صفت کر دن

نظم

فروزنده ماه و ناہید و مہر
نہ بینی مرنجان دو بیننده را
نیابد بدو راه جان خرد
میان بندگی را بباید بہ بست
بفرمان ہا ژرف کردن نگاه

زنام و نشان و گمان برتر ست
نیابد بہ نیز اندیشہ راه
خرد را و جان را ہمین سنجداد
خرد گر سخن بر گزیند ہمی
توانا بود ہر کہ دانا بود

نگارنده بر شده گوہر است
کہ او برتر از نام و از جایگاه
در اندیشۂ سخنہ کی گنجداد
ہمان را گزیند کہ بیند ہمی
ز دانش دل پیر برنا بود

خداوند کیہان و گردان سپہر
بہ بینندگان آفریننده را
سخن ہر چہ زین گوہران بگذرد
ستودن نداند کس او را چو ہست
پرستنده باشی و جوینده راه
ازین پرده برتر سخن گاه نیست

ہے تشویش اندیشۂ راز عاقبت دیگر
عصیان کے حجاب سے ہون مضطر

اے خالق بے نیاز میرے
عصیان کے حجاب سے مفر دے

اے مالک کارساز میرے
دامن گل آرزو سے بھر دے

مجھ عاجز خستہ کی مدد کر
یہ جو بیقرار ہو کہ صاحبقران زمان

نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا قدرت خدا سے لکۂ ابر سیاہ آسمان پر نمایان ہوے اب کل ساحرون
نے دیکھا کہ ایک نقابدار زرین پوش تخت یاقوت نگار پر سوار پشت پر ہزارون دیوان حبشیان
سجھون کے کاندھون پر تخت اُن تختون پر سرداران شیردل دغازیان جرأت پسند جوانان تنومند
سوار سر پر اس نقابدار عالی وقار کے ایک باز سفید سایہ افگن مثل برق تڑپ رہا ہی پہلو مین
عیار طرار خنجر گذار قنطورہ زرہتی چیتا ود سقرلاتی گو بعض عیاری سے درست و چست و چالاک بیباک
طرار و فرار اپنے آقا کے سر پر مگس رانی کھڑا کر رہا ہی رعب و داب و سطوت و صولت و تہور و شجاعت
مثل چاکران کمترین ہمراہ دیوان سرکش کے ہاتھ مین علمہاے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوے انپر حمد الٰہی
ونعت رسالت پناہی بخط جلی مرقوم صدہا نقابدار نگاہ سے صاحبقران کے گذرے مگر اس شوکت و شان کا
جوان کبھی ملاحظہ نہین فرمایا جسوقت نقابدار عالی مقدار کی نگاہ حال پر ملال صاحبقران پر پڑی عیار نے بھی
عرض کی اے صاحبقران غضب ہوا صاحبقران اعظم مبتلاے رنج والم ہین یہ سنتے ہی نقابدار زرین پوش نے
حکم دیا جلد لشکر کو زمین پر اُتار دو کل دیوزاد زمین پر اترے تخت رکھکر طرف صحرا کے بھاگے نگاہون سے مخفی
ہوگئے لیکن عیار طرار نے مرکب سہ چشمی سامنے نقابدار کے حاضر کیا نقابدار نے رکاب سعادت انتساب مین
پانون رکھا خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب روشن کیا ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو جیسا کہ مرکب سہ چشمی
صاحبقران کے پاس موجود ہی ویسا ہی مرکب اس نقابدار زرین پوش کے زیر ران دیکھنے والے
حیران ساٹھہ ہزار جوانان شیردل صف شکن تیغزن غازی ومجاہد پشت پر نقابدار کی تلوارین کھینچکر آگئے اپنے
آقا کو تلوارون کی چھاؤن مین لیا نقابدار عالی وقار نے مرکب کو مہمیز کیا اشہب تیز گام کلائیان مارتا ہوا
طرارے بھرنے لگا بادصرصر سے کہتا ہوا اے غاشیہ بردار ہوشیار میری ہوا داری کر دم تیز دی کا نشہ پھر یہ کہکے
ہوا ہو گیا لیکن نقابدار زرین پوش نے ساتھ والون سے اشارہ کیا کہ اے جوانان شیردل محزون وملول
نہونا مین سب صاحبون کو اپنے سے بہتر و برتر جانتا ہون لیکن آپ لوگون کا اس جنگ مغلوبہ مین شریک
ہونا مناسب نہین اُن جوانان سرفروش نے دست بستہ عرض کی غلامان جانباز اس بات کو قبول نہ کرینگے
اگر دریاے آتش ہو شناوری کرین آب تیغ بیدریغ سے شعلہاے سرکش کو بجھا دین ناریون پر برس پڑین
یہ ساحر کیا ہین مرنے کو غلام شرف جانتے ہین ان مکارون کو خوب پہچانتے ہین حضور کچھ نہ فرمائین بسم اللہ
مرکب بڑھائین نقابدار نے مرکب بڑھایا تلوار آبدار نیام سے لی نعرہ شیرانہ کیا یا شیدا اے کفاران بیحیا واے

تا بکاران پر دغا ہر کہ داند داند و اگر نداند بشناسد منم نقابدار زرین پوش صاحبقران عصر سخر کن سحر و بر پا صاحبقران اعظم نہ گھبرائیے گا یہ عبد ذلیل رب جلیل برائے مدد بندگان عالی حاضر ہی ہر چند کہ ہماری کیا مجال ہی حضور ایسے صف شکن تیغزن کی مدد کرین یا کوئی بلا ر وکرین حضور تو خود اہل اسلام کے مددگار ہین بادشاہ ذوی الاقتدار ہین خدا حضور کو سلامت با کرامت رکھے آپ کے نام نامی اسم گرامی سے شرف دین خلیل الرحمان ظاہر ہوا نام رب اکبر سے ہر ایک خرد و کلان ماہر ہوا ایسے کلمات عجز و انکسار زبان معجز بیان سے فرماکر بصد کر وفر فوج کفار پر آ کر گرا صاحبقران زمان نے سر اٹھا کر ملاحظہ فرمایا اپنے کانون سے سنا کہ نقابدار زرین پوش اسم اعظم الٰہی پڑھ رہا ہی باز سفید سر پر سایہ فگن جو ساحر سحر کرتا ہی نقابدار اسم اعظم بفصاحت و بلاغت پڑھکر اسکو باطل کر دیتا ہی اگر گولہ ساحر کا بلند ہوا باز سفید مثل برق بلند تر پا اُس گولے پر منقار لگائی وہ گولہ پھٹکر کسی ساحر کے سر پہ پڑا جلکر خاک ہوا چشم زدن مین قصہ پاک ہوا صاحبقران حیران حیران ملاحظہ فرما رہے ہین مگر زخمون سے چور چور غیرت نے دامن تھا ما کہ مقام افسوس ہی یہ نقابدار تو اس طرح شوکت و شان دکھا رہا ہی اسم اعظم اسکو کیونکر حاصل ہوا سب صفتین صاحبقرانی کی اسمین موجود ای معبود یہ کیا معرکہ ہی تیرے راز دنیا ز مین کسکو دخل ہی صاف ظاہر ہی کہ زمانہ ہماری صاحبقرانی کا ختم ہوا دوسرے صاحبقران کو تو نے پیدا کیا دیکھیے اب انجام کیا ہوتا ہی یہ سوچکر ہاتھون سے فرمایا وقت دستگیری ہی آرزو ہی کہ پاؤن ثابت قدمی کرین پشت اشقر پہ بھی ہاتھ رکھا فرمایا اے مرکب فادار تیرا راکب مجبور و ناچار ہی رفتاری دکھا دے قلب لشکر مین پہونچا دے ای جرأت صف شکنی میدان کارزار کو ہلا دے ایسے کلمات حسرت آیات جو زبان سے نکلے اشقر دیوزاد نے تیور بدلے طرارہ بھرا اتو صاحبقران بھی لڑے بھڑے چلے لیکن نقابدار زرین پوش نے دریا خون کے بہا دیے طبقے زمین کے ہلا دیے سحر تو اس جوان پر تاثیر نہین کرتا اگر ہالیان فوج اسکے مبتلائے سحر ہوتے ہین اسم اعظم پڑھکر اُنکو بچاتا ہی ادھر صاحبقران زمان کو جوش حیرت اپنے حال پر ملال پر عبرت اسم اعظم فراموش مثل تصویر تصور خاموش نقابدار زرین پوش نے بھی دور سے دیکھا کہ رنگ روے صاحبقران متغیر ہی عیار طرار سے کہا ای برادر طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ اسم اعظم صاحبقران بند ہو چکا ہی رنگ روے مبارک تو ذرا دیکھو مائل بزردی ہی لیکن ماشاء اللہ کس جرأت و ہمت سے ننگا نہ پلنگانہ لڑ رہے ہین مگر مجبور ہین ساحرون نے بلوہ کیا ہی عیار نے عرض کی ای صاحبقران اصغر جرأت صاحبقران زمان کا کیا ذکر ہی دیوان قاف کو للکارا ثانی سلیمان لقب پایا انکے نام سے جرأت کو فخر حاصل ہی مردان عالم کو تسکین دل ہی آفتاب آسمان جرأت یکہ تاز میدان شجاعت انکا مثل و نظیر نہین ہو انشاء اللہ حقتعالی آپ کو بانہاے

صاحبقرانی دِلائے اُسوقت لطف ہو گا نقابدار زرین پوش نے فرمایا وقت وساعت پر موقوف ہے مین
چاہتا ہون کہ مجھے اور صاحبقران سے مقابلہ ہو بسہولیت بانہاے صاحبقرانی ملجا مین عیار نے عرض
کی یہ امر بہت دشوار ہے یہ باتین کر کے لڑتا ہوا طرف سفاک شعلہ بار کے چلا سفاک شعلہ بار
کو بھی اپنی سحر وساحری پر غرور ہے دور سے نقابدار کو للکارا او نقابدار زرین پوش کہین سے چند
الچھر سیکھ کر آیا ہے مجکو شعبدہ سحر وساحری دکھاتا ہے نہین جانتا کہ منم سفاک شعلہ بار مصاحب
افراسیاب نامدار جشم زدن مین اسم اعظم حمزہ عرب مین نے بند کیا تجھ ایسون کی کیا حقیقت ہے
ابھی آکے تیرا نام ونشان مٹاتا ہون یہ کہکے فوج ظفر موج نقابدار زرین پوش پر جھپٹا گولہ سحر کا
مارا زمین تھرائی کئی ہزار ملازم نقابدار کے زمین پر گرے گھوڑے بدلگامیان کرنے لگے شعلہ ہاے
آتش بھڑکے کتنے جوان آبرودار آتش سحر سے جل گئے صداے فریاد واغیاث بلند ہوئی نقابدار
زرین پوش نے جو فوج کا یہ حال دیکھا بقہر وغضب تمام طرف شعلہ بار کے پلٹا مگر ملحوظ خاطر
ناظرین رہے کہ وہ باز بلند پرواز سر پر نقابدار کے اس طرح چرخ مارتا ہے جس طرح گرد شمع کے
پروانہ پھرتا ہے پنجہ ہاے آہنی چل رہے ہین پرون سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین کوئی اس راز سے
واقف نہین کہ یہ باز کیا چیز ہے سحر ساحران کو دفع کرتا ہے دل وجان سے دم محبت کا بھرتا ہے اُس
طائر کو دیکھکر ہوش اُڑتے ہین طائر وہم وخیال اس سر ار کو نہین پا سکتا کوئی مکار وغدار قریب
نقابدار کے نہین آسکتا جب نقابدار بڑھا باز بھی چلا ساتھ دینے سے باز نہ آیا سفاک شعلہ بار نے
جھپٹکر گولہ مارا نقابدار عالی وقار نے بفصاحت وبلاغت اسم اعظم پڑھا گولہ پھٹکر زمین پر گرا
کئی سو ساحر جلے سفاک شعلہ بار گھبرایا ساحرون نے غل مچایا واہ میان تمر صاحب یہ تو وہی بات
ہے گہ گانڈو ہاتھی اپنی ہی فوج کو مارے کیا خوب آپکا سحر تیار ہے ساتھ والون کو جلایا کتنے جادوگرون
کو خاک مین ملایا یہ صدائین سُنکر سفاک شعلہ بار کو اور زیادہ غصہ آیا بہت سے ماش کے دانے
نقابدار پر پھینک مارے وہ سب تصدق سر ہوکر گرے سفاک شعلہ بار بھڑک کر قریب پہونچا تیغ
سحر کمر سے کھینچا کہا اے نقابدار یہ تیغ سحر ساختہ سامری وجمشید ہے افسونگری کا بھید ہے اس سے بچنا محال
یہ کہکر بڑھا نقابدار پر ہاتھ تیغ سحر کا مارا نقابدار نے تیغ ہلالی پر گا نٹھا لیکن اسم اعظم پڑھا جاتا ہے
ہزارہا شعلے بھڑکے کارد آہنی دخنجر وغیرہ نقابدار پر گرے لیکن کسی نے تاثیر نہ کی نقابدار نے
جوانمردی دار کو اُس نابکار کے رد کیا صداے تکبیر بلند کی آواز دی او مکار شعر تو ضرب زدی ضرب من
نوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ دور مجنون گذشت نوبت ماست ٭ ہر کہ را پنج روز نوبت ماست

آمادہ درگ وہمیاے قضا ہو ضرب مردان عالم کا وقت ہی یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا یہ کہکے گھوڑے کو
بڑھایا مرکب چھلاوا بنگیا باد رفتار شیر شکار دور دو خوبیان سو سو تڑپ کے پہلو پہ آیا دو بلاؤن نے بیچ کو
گھیرا شور ہوا کہ آفت ارضی وسماوی سر پہ تیغ تیز مرکب کی پھیر یہ چالاک وہ تیز اسنے برق کی تڑپ دکھائی
تلوار کی چمک سے آنکھون مین چمک آ ئی اب کیونکر بچے بھاگے تو گھوڑا سمون سے پامال کرتا ہی تیغ برق تاب
مثل بلاے مبرم سر پہ پہونچا بجلی تڑپ کے گری دسیاہ نے سپر کو اوٹھایا اپنے پیرون کو پکارنے لگا ملک الموت
کے سامنے پیر کیا تھے پھر کہتے سر کے دو ٹکڑے ہوئے گویا شب فراق کٹی تاج کو کاٹا بیچا محتاج بھی ہوا مع گینڈے
چار ٹکڑے ہوے دنبالہ تیغ برق مثال کا زمین مین در آیا فتح ونصرت پر قبضہ ہوا نقابدار نے صدائے تکبیر بلند
کی آتنا ٹہا ساحر ہر اصداے ہاہو بلند ہوئی شیشہ جھولی سے سفاک کی گرا نقابدار نے اسکو توڑا اسم اعظم
صاحبقران زبان کھلا اب تو اسیر با تو قیر تیغہ خون چکان کھینچکر لشکر ساحران پر جا پڑے انکے ساتھ والے بھی
ہوشیار ہوے یعنی ممتاز کوہی و بہرام گرد بن خاقان چین ومقبل خوش آئین یہ سب سرداران نامدار
اسکے سحر مین مبتلا تھے جسوقت آواز آئی کشتی مرا نام من سفاک شعلہ بار جادو بود یہ سب جوانان
صف شکن بیتین تلوارین کھینچکر فوج ساحران پر جا پڑے بڑھ بڑھکر لڑنے لگے مگر نقابدار زرین پوش
سفاک شعلہ بار کو مار کر فوج شقاوت موج ساحران بے ایمان پہ گرا دریاے خون بہا دیا مگر دیکھتا ہی کہ
صاحبقران تمین پہر کامل فوج ساحران سے لڑے چونکہ اسم اعظم بند تھا انتہا کے زخمی بھی ہوے پھر بھی وہی
شوکت وہی شان وہی آن بان جب ساحرون نے دیکھا ہر طرف سے بلا نازل ہوا افسر بھی مارا گیا لاش
تلاش کرکے سفاک کی اوٹھائی شکست فاش کھائی روتے پیٹتے خاک اڑاتے طرف طلسم ہوش رُبا کے
بھاگے قریب شام فتح وظفر حاصل ہوئی نقابدار زرین پوش نے اپنے عیار کو اشارہ کیا کہ جلد بارگاہ
استادہ کرو ملازمان جانباز نے فوراً بارگاہ زربفتی استادہ کی چار سو سنہرا کلس چڑھا ہوا قبہ بارگاہ قبہ فلک
سے ہمسری کرتا تھا اب گھوڑے سے کود کر قریب صاحبقران اعظم آیا براے تسلیم خم ہوا صاحبقران نے
جواب سلام دیا لیکن نقابدار کو دیکھکر خون عروق مین جوش مارنے لگا خود بخود محبت پیدا ہوئی گلے
سے لگا لیا جرأت وشجاعت کی تعریف کی نقابدار زرین پوش نے سر جھکا کر عرض کیا حضور کے
سامنے کیا مجال ہی جو کوئی جرأت کا نام لے سکے آپ فراش راہ دین اسلام صاحبقران عالی مقام ہین
آپ کے دم سے دین اسلام کا رواج ہی ہر تاجدار آپ کے در کا محتاج ہی نہایت خاکساری سے
نقابدار ملا کلمات عذر وانکسار زبان پہ یا انداز بچھوائے زر نثار کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین لایا
صاحبقران نے دیکھا کہ میری بارگاہ سلیمانی سے بارگاہ کم نہین ہی بقول شاعر نظم

عجب بارگاہ و عجب گیر و دار ۔ تو گوئی کہ یک عرش و کرسی ہزار
عجب بارگاہ معلے اساس ۔ زر قالین و جاڑہ نم بود ے اساس

ہزارہا دنگلہاے یاقوت نگار مرصع کار کرسیان بے شمار مقام صدر پر دنگل زرین بچھوایا اسپر لاکر صاحبقران کو بٹھایا آپ پہلو مین متمکن ہوا سرداران صاحبقران کو مقام معقول پر جگہ دی اول صناعان چابک دست کو بلایا زخم دوزی صاحبقران کی کرائی ڈبہ مرہم سلیمانی کا نکالا پٹیان اپنے دست حق پرست سے چڑھائین صاحبقران کو حیرت ہی کہ مرہم سلیمانی سواے میرے کسی کو آج تک میسر نہین ہوا یہ نقابدار زرین پوش کہان سے لایا پٹیان چڑھتے ہی دماغ جان معطر ہوگیا جب سرداران صاحبقران کی بھی زخم دوزی کرا چکا پٹیان مرہم سلیمانی کی چڑھا چکا عیار طرار خدمت مین حاضر ہی اشارہ ہوا فوراً محفل عیش و نشاط آراستہ کی پریزادان دُردر گوش مرصع پوش حسین و جمیل ماہ پیکر حور منظر سرو قد خوشخو یاسمن بر آکر حاضر ہوئین نقابدار نے پردہ بارگاہ کا سامنے سے اُٹھوایا صاحبقران اعظم نے ملاحظہ فرمایا کہ تین لاکھ نرہ ہاے دیو ہمراہ لشکر نقابدار زرین کش ہین مثل چاکران کمترین کاروبار مین مصروف اور زیادہ صاحبقران کو حیرت ہوئی بہرام سے فرمایا اے پہلوان اس نقابدار کو پردۂ قاف سے بھی بخوبی تعلق ہی خاص پریزادین واسطے رقص کے حاضر ہین دیوزاد بھی بطور ملازم ہمراہ ہین معلوم ہوتا ہی کہ اس جوان شیر دل نے گوشہ ہاے پردۂ قاف کو بھی فتح کیا کل سامان جلالت ممکن ہوئے نہین معلوم کس راہ سے پریزاد دنیا مین آیا ہی اسم اعظم کا بھی حافظ ہی دل مین میرے خود بخود محبت کا جوش ہی حال مفصل کیونکر ثابت ہو کہ نقابدار زرین پوش کون ہی بہرام عرض کر رہا ہی حقیقت مین حضور ایسا صاحب صولت و جلالت نگاہ سے غلام کی نہین گذرا کل ہمراہیان صاحبقران کو حیرت ہی کہ کیا کارساز مطلق کی قدرت ہی کیا صاحبان لیاقت و خلق خلق فرمائے خیر کا مثل و نظر ناممکن لیکن نقابدار زرین پوش نے جام بادۂ گلنار ساقی بچے سے مملو کرایا اپنے ہاتھ پر رکھکر سامنے صاحبقران کے آیا صاحبقران نے بلا تکلف جام نوش فرمایا اب دور جام بے اندیشہ انجام شروع ہوا آفتاب عیش و نشاط کا طلوع ہوا سازیلے آپس مین ساز کرنے لگے پریزاد سامنے آکر موجود ہوئے ایک عرصہ تک گت ناچی اہالیان محفل کی بُری گت ہوئی دم بدم ترقی حیرت سامنے کھڑے ہو کر یہ غزل عاشقانہ نسیم کی شروع کی محفل مین ہوا باندھی

غزل

کیونکر اُٹھائے راہ رلیف و تاک ناز ۔ کیا کیا نہ آرزو یہ ہوئے ہین عل کے ناز
کھلتے ہین عقد غنچہ کس آہستگی کے ساتھ ۔ کا فر سے نہ جائینگے ہمسے بلا کے ناز
کس کس مصیبتون سے ہوئی ہے نصیب گل ۔ ہوتے ہین کیا عروس چمن سے صبا کے ناز
برسون کے بعد میری بر آئی ہین حاجتین ۔ کیا کیا اُٹھائے ہین شب غم مین قضا کے ناز
عشاق جان فروش کے بجھا در نگ مین

گستاخ ہو گئے ہین تمھارے اُٹھا کے ناز
گنجایش عذاب دل زار مین نہین
لائے ہین آفتین ترے شرم و حیا کے ناز
نوبت کمر سے تا بقدم یار آ چکی
ہیجان نہ اُٹھ سکینگے قدم سے حنا کے ناز

اے دل ستمگرون کی جفا سے نہ پھیر مُنھ
کب تک اُٹھائین ظالم نا آشنا کے ناز
بیہودگی ہی نالہ و فریاد بیکسی
طولانیون پہ ہین تری زلف دوتا کے ناز
تن شعلہ ہاے غم سے ہوا خاک اے نسیم

سہنے نہین کشاکش روز جزا کے ناز
کیا کیا نہین ہوا ہی حجاب نگاہ سے
جز مرگ کون اُٹھائیگا میرے مدعا کے ناز
دیکھو ضرور یار نزاکت سے ہوگا رنگ
دیکھینگے استخوان نہ ہمارے ہما کے ناز

غزل دیگر جناب میر محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

رہین جو داغ محبت کے تو جگر نہ رہے
یہ بات کوئی نہین دل ہے جگر نہ رہے
صنمکدے ہی مین کیون چلکے ہم نہ بیٹھے رہین
کہ مجکو اپنے سر و پا کی بھی خبر نہ رہے
رہے نہ دونون کی عزت غرور طلعت سے
اُدھر کو جاکے رہے وہ سراجد ھر نہ رہے
جواد کہتے ہین سب دیکھکر ہمین زندہ

بتون کی زلف کا سودا رہے تو سر نہ رہے
ہمارے چین کی صورت انھین سے ہی اونکل
بتون کے عشق مین آخر کو معتبر نہ رہے
بقا ہماری ہی جلنے سے شمع کے مانند
مقابلہ پہ اگر شمس کے قمر نہ رہے
کمی تڑپنے مین تو کیجیو نہ اے دل زار
زمین کوچۂ جانان پہ جاکے مر نہ رہے

عزیز دونون ہین دونون ہین ساتھ رہین
جگر کے داغ سلامت رہین جگر نہ رہے
خیال یار مین غافل کر اسطرح اے دل
فنا ہون شعلۂ غم قلب مین اگر نہ رہے
بشر زمانے مین گر عافیت کا خواہان ہو
ہماری آہ مین باقی رہے اثر نہ رہے

اس ناز و ادا سے اُس مہ جبین نے ان اشعار عاشقانہ کو ادا کیا محفل مین سناٹا ہو گیا صداے واہ یا آہ بلند تھی صاحبقران زمان بھی وجد فرما رہے ہین صاف ثابت ہی کہ پردۂ قاف مین صحبت ملکہ آسمان پری مین متمکن ہون حیرت مین آکر کئی مرتبہ سر اُٹھایا آنکھون نے ملکہ آسمان پری کو ڈھونڈھا کبھی اپنی نور نظر قریشیہ سلطان کو دیکھتے ہین عالم محویت مین بول اُٹھے آج ہماری عادل قاف کہان ہی سلاسل پری نگاہ سے کیون نہان ہی نقابدار مسکرا کر عرض کرتا ہی حضور نے نیازمند کو سرفراز فرمایا ہی پردۂ دنیا مقام قاف نہین ہی صاحبقران اُسی عالم محویت مین سر جھکا لیتے ہین لیکن ناز و کرشمہ نے پریزادون کے بیچین کر دیا شب بھر یہی جلسہ رہا صبح ہوتے تانین بھیرین کی ٹلین وقت نماز آیا نقابدار عالی وقار نے سجادہ بچھوایا صاحبقران زمان سے عرض کی وقت نماز ہی امیر باتوقیر نے اُٹھکر وضو کیا کل سرداران نقابدار نے صفین جمائین نقابدار نے عرض کی حضور ہی تقدم فرمائین نیازمندون کو نماز پڑھوائین امیر نے بخضوع و خشوع نماز پڑھوائی پھر آکر صحبت مین بیٹھے دو چار جام واسطے خمارشکنی کے چلے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوے اسوقت نقابدار زرین پوش اپنے نکل سے اُٹھا دست بستہ سامنے صاحبقران کے کھڑا ہوا عرض کی کچھ کہا چاہتا ہون امیدوار ہون

سماعت فرمائیں حضور نے مجھاو پہچانا ملک سیقولیہ پر بمقام توریح ماہ پرست غلام حاضر ہوا تھا آپ کو
ملک سیقول شاہ نے بلوایا تھا لقا بھی وہان موجود تھا شاہزادہ ایرج نوجوان و داراب کشورکشا
عام عصر مین تھے سب صاحبون نے آپ سے شرط کی کہ جو طلسم فتح کرے وہ صاحبقران عصر ہے سب اسی
کی اطاعت کرین بس حضور کو یاد ہوگا کہ ایرج و توریح ولقا و حضور پر نور بتلاے علامت طلسم ہوے
آپ کا نیازمند بوحت قتل سرداران نامی لوح طلسمی لے کر آیا دیو کو مارا نخل کو قلم کیا طلسم کو بشوکت
وسطوت درہم وبرہم کیا اسی بارگاہ مین سب صاحب جلوہ فرما تھے مین نے اطاعت کا سوال کیا
کوئی جواب نہ دے سکا سب صاحبون نے سر جھکا لیے مگر حضور نے جواب دیا کہ طلسم شکنی سے صاحبقران
نہین ہوتا جب ہمکو سرمیدان زیر کروگے تب اطاعت البتہ کرینگے حضور کے فرمانے سے سب صاحبون
نے یہی جواب دیا نیازمند چلا گیا اب حقیر نے کل سامان صاحبقرانی مہیا کیے صاحب اسم اعظم ہے ہفت
زبان و ہفت علوم کا عالم ہے اسی ارادے سے حاضر ہوا کہ سرمیدان حضور سے امتحان ہو بانہاے
صاحبقرانی بلین سب طرح کے حضور امتحان لین آپ خانۂ کعبہ مین تشریف لیجائیے یہ عبد ذلیل رب جلیل
لقاے بے بقا سے سمجھ لیگا ایک ہفتے کے اندر شکست دیگا کل ممالک کا انتظام ہو جائیگا تمام غدر مٹجاویگا
اب حضور ضعیف بھی ہوے انتظام ملک گیری وجہاد راہ خدا جوانان صف شکن کا کام ہے حقیر کا
از پردۂ دنیا تا بہ قاف جرات مین نام ہے ان کلمات کو سنکر رنگ روے صاحبقران اعظم سُرخ ہوگیا بقین
خلیلی پیچ و تاب کھانے لگین تیغۂ عقرب سلیمانی کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا فرمایا اے نقابدار تو نے جو آکر میری
مدد کی ایک ساحر مفلوک کو مارا یا اس طلسم کو فتح کیا تھا اسپر یہ ناز اس ناچیز نے تو سات برس کے سن مین
ہشام بن علقمہ خیبری کو مارا کہ جسکا لوہے ایرج کا قدوقامت تھا بارہ برس کے سن مین مہم ہندوستان
کو سر کیا لندھور بن سعدان ایسے پہلوان کو زیر و زبر کیا اٹھارہ برس کے سن مین پردۂ قاف گیا
دیو راہ دار و سمندون ہزار دست و دیو عفریت ادرخنگ آہن شاخ و شش انگشت مردارخوار
وطمطراق گرز دندان کو مار کر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان لقب پایا چھتیس برس کے سن مین پردۂ دنیا
مین آیا نوشیروان ایسے بادشاہ ہفت اقلیم حاکم بر وبحر کو کہ کرور سوار پیدل ہشیار ہمراہ تھے تخت خاش
دی کل ممالک برام کے قبضہ کیا بادشاہ ملک ترکستان خان اعظم صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ
جادو بادشاہ جابر و قاہر ہیبت شمشیر سے اس حقیر کے صحرا نورد ہوا لشکر اس مغرور کا گرد برد ہوا اہالیان
سنجان سے مقابلہ پڑا گنجاب بن گنجور بن ملک حرمان دیو کش پیغمبر زمر دشاہ باختری کہ سات سو
ملک کا حاکم ہے سالہا سال اُس سے لڑا بدیع الزمان وقاسم میرے نور نظر ایسے ایسے ملک سنجان مین

لڑے کہ گنجاب خواب مین بڑا تا تھا نام سے بدیع الزمان و قاسم نوجوان کے تھراتا تھا عنایت
پروردگار سے جنگ ہفت صف سر ہوئی گنجاب بھاگا مین ٹرتا پھرتا تا بہ باختر پہونچا زہرد شاہ باختری
دعوے خدائی کر چکا تھا از پر قیطول تھا ایک کرور چراسی لاکھ سوار کی چھاؤنی تھی تین برس ملک
باختر مین لڑا تھا کو بھی شکست دی کل ممالک اُسکے قبضے مین کیے ممالک فرعونیہ و ہزار شکل چرخ
گردان بصد عظم د شان بعنایت رب دو جہان فتح کیے اب کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر ہنگامہ عظیم
برپا ہی سلیمان عنبر مین موے کوہی اس عبد ذلیل سے لڑ رہا ہی میرا نواسا شہسوار عرصۂ یکتازی
اسد بن کرب غازی داخل طلسم ہوش رُبا ہی میرا عیار طرار عمرو نامدار مع چند عیارون کے ملک
ساحران مین لڑ رہا ہی قیامتین برپا کر رہا ہی اگر بہرام فلک سے ایسے مقابلے پڑتے نام جرأت نہ لیتا
گوشۂ عافیت تلاش کرتا ہم بھلا اس لڑائی کا کیا انتظام کروگے جو کچھ مین نے ملک سیقولیہ مین کہا تھا
وہی اب بھی کلام ہی یہ نحیف و ضعیف ہر طرح حاضر ہی جب تک اسکی پشت زمین پر نہ لگائے گا بانہاے
صاحبقرانی نپائے گا سات برس راہ خدا مین جہاد کیا تب یہ اشیاے نادرہ حاصل ہوے خود حضرت
ہود زرہ حضرت داؤد نیچہ سہراب یل سپر گرشاسپ نوجوان گرز سام بن نریمان مرکب
اشقر دیو زاد نیزہ حضرت داؤد خنجر رستم یہ اشیاے نادرہ تمام عالم کی خاک چھانکر پائی ہین ان اشیا
کو یہ حقیر بے لڑے بھڑے کیونکر دے دیگا اے بہادر دانتون پسینہ آ جائیگا میدان کارزار تھرائیگا اسطور سے
جو صاحبقران نے فرمایا نقابدار تھرایا سر کو جھکا لیا مگر پھر دست بستہ عرض کی کہ اے شاہنشاہ گیتی ستان
مین چاہتا ہون حضور سے مجھے مقابلہ نہو جس فرزند یا سردار پر حضور کو زور و طاقت کا ناز ہو اس سے
مجکو لڑوائیے آپ انصاف فرمایئے اگر بہ مردی و مردانگی زیر کرون بانہاے صاحبقرانی عطا ہون
اس زمانے مین شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان دا ایرج نوجوان کی دھاک ہی ان دونون
صاحبون کو مجھسے لڑوا دیجیے بزرگون کے ساتھ بے ادبی کرنا سراسر خلاف ہی دونون جوانان
صف شکن سے ایک مرتبہ مقابلہ کرون اگر دونون صاحبون کو بمردی و مردانگی اُٹھالون تب
شرف بانہاے صاحبقرانی سے مشرف ہون صاحبقران نے فرمایا مجکو اپنے قوت بازو پر ناز ہی
بھروسا ذات رب اکبر کا جسنے پیدا کیا بیٹا پوتا کیسا کسی سردار کی کیا حقیقت ہی مین خود اسوقت
موجود ہون یہ کہکر صاحبقران تیغۂ عقرب سلیمانی پر ہاتھ ڈالکر اُٹھے فرمایا بسم اللہ سوار ہو جیے
قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھے ارادہ صاحبقران کا دیکھکر نقابدار دنگ ہو گیا عیار سے اشارہ کیا
دیکھ اس ضعیفی مین یہ رعب و داب ہی آنکھون مین صاف شیر کے پنجے جلوہ گر ہین فی الحقیقت

سردار لشکر فتح و ظفر بین دوڑکر صاحبقران سے لپٹ گیا کہا حضور گستاخی معاف فرمایئے تشریف رکھیے اس مقام پر مین حضور سے مقابلہ نہین کرونگا جس جگہ پر سرداران موصوف جمع ہون وہان کیفیت ہوگی اب تو غلام نے آپ کو مہمان کیا ہے شرف خدمتگزاری حاصل ہوا ہے انشاء اللہ اسکا بھی موقع آجائیگا چند امورات ایسے درپیش ہین کہ نیازمند کو پس و پیش ہے بعد فراغ امور ضروری کوہ عقیق پر آؤنگا جیسا مناسب وقت ہوگا کیا جائیگا صاحبقران کو بمنت بٹھایا خاطر و مدارات مین مصروف ہوا صاحبقران خاموش بیٹھے ہین نقابدار زرین پوش مصروف خدمتگزاری جام مئے ارغوانی گردش مین صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند پریزادان حور طلعت سامنے گا رہی ہین آوازین سُریلی تانے مین کامل دامن تھامے ہوئے صاحبقران کا نفظ نفظ بتا رہی ہین نقابدار نے سردارون کو بھی اشارہ کردیا کوئی ذکر جنگ و پیکار نہ کرے عیش مین صاحبقران اعظم کے فرق نہ پڑے ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہے یکایک ایک چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ ایک عیار دلاور خنجر گزار جواہر بن عمرو نام در دولت پر حاضر ہے امیدوار باریابی ہے نام جواہر بن عمرو سنکر صاحبقران نے اشارہ کیا جلد اسکو بلا لو معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ جمجاہ نے پریشان ہوکر ہماری خبر کے واسطے جانشین خواجہ عمرو کو روانہ کیا چوبدار گیا جواہر بن عمرو کو ساتھ لیکر آیا جواہر بن عمرو نے جو اس دربار کو دیکھا صولت و شوکت نقابدار زرین پوش دیکھکر دنگ ہوگیا ہاتھ اٹھاکر دعاے جان درازی دی قطعہ

الٰہی بخت تو بیدار بادا ✿ ترا دولت ہمیشہ یار بادا ✿ گل اقبال تو دائم شگفتہ ✿ بہ چشم دشمنانت خار بادا ✿ بڑھکر قدم اقدس صاحبقران کو بوسہ دیا گردیدا عرض کی حضور نے بہت دیر لگائی ملازمان شاہنشاہ گھبرا رہے ہین کچھ پہلوانان کوہی عزیزداران سلیمان عنبر بین موبعد جستجو آمادہ حرب و پیکار ہین کیا عجب ہے کہ طبل جنگی بجا ہو ہتھیار کمک مکار غدار ہر وقت درپئے آزار ہے ساحرون کی طرف سے طلسم ہوش ربا کے آمد فوجون کی شد و مد حضور کو اس قدر کیون عرصہ ہوا صاحبقران نے تمام کیفیت گذشتہ بیان کی کہا اے جواہر تم چلکر بادشاہ جمجاہ کو خبر دو انشاء اللہ مین بھی لشکر تیار کرکے آتا ہون جواہر اسی وقت دعاے خیر دیکر واپس ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا صاحبقران طرف نقابدار کے متوجہ ہوئے فرمایا اے شیر بیشۂ جرأت مین چاہتا ہون کہ میرے تمہارے امتحان ہوجائے حوصلہ دلون مین نہ باقی رہے نقابدار اٹھکر صاحبقران سے بمحبت لپٹ گیا عرض کی اے شاہنشاہ گیتی ستان واے زلزلۂ قاف ثانی سلیمان غلام ہرچند کہ بہانہ صاحبقرانی کا خواہان ہے لیکن ابھی بہت سے امورات ضروری ایسے باقی ہین کہ جنکا انتظام ذات پرحقیر کے موقوف ہے یہ نیازمند ابھی ملک گیری مین

مصروف ہے انشاء اللہ بہت جلد حاضر ہو کر مشرف ہونگا سرداران حضور سے بھی ضرور لڑونگا صاحبقران
نے فرمایا سب صاحب آپ سے حاضر ہین ہمین البتہ امتحان مین قاصر ہین نقابدار نے عرض کی ایسا نہ
ارشاد ہو نیازمند شرمندہ ہوتا ہے حضور کا لوائے شوکت از پردہ دنیا تا بہ قاف سرفراز ہے مردان عالم کو
حضور کی جرأت و شوکت پر ناز ہے اب زیادہ محجوب نہ فرمائیے بہر نوع نقابدار زرین پوش بصد جوش و
خروش امیر با توقیر سے رخصت ہو کر اُسی شوکت و شان سے تخت زبرجدی پر سوار ہوا دیوزادون نے
چہار جانب سے محاصرہ کیا کئی ہزار علمہائے سُرخ و سفید کے پھریرے کھلے نقارہ ہائے زرمی پر چوب پڑی
سیر و شکار کرتا ہوا روانہ ہوا بہرام مقبل و ممتاز کوہی شوکت و جلالت نقابدار دیکھکر بصورت
آئینہ حیران مثل زلف پریشان صاحبقران زمان سے عرض کر رہے ہین اے شہریار حقیقت مین اس نقابدار
عالی مقدار نے کل اسباب شوکت و جلالت حاصل کیا فرزندان حضور بڑی بڑی شوکت شان سے نقابدار
بنکر آئے ہین لیکن شوکت صاحبقرانی کسی کو نصیب نہین ہوئی اس شیر بیشہ جرأت نے سامان عظم و شان
صاحبقرانی مہیا کیا ہے حقیقت مین نہایت ہی بہادر ہے دریائے شرافت کا بے بہا در ہے بروقت مقابلہ
حافظ حقیقی آبرو حضور کی بچائے صاحبقران نے فرمایا پروردگار مالک ہے لشکر تیار کرو بادشاہ
جمجاہ کو انتظار ہوگا اُسوقت ممتاز کوہی نے سامان سفر آراستہ کیا بہ کیفیت تمام و بخیر و عافیت
مالا کلام طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوئے انکو تو راہ مین چھوڑ دو وقت پر حال صاحبقران کا تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان ہزبر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان شجاعت گوہر آبدار
قلزم شوکت سرو خرامان بوستان صولت جوان حجازی اسد بن کرب غازی و مہر
سپہر عیاری و ملکہ بہار گلعذار و باغبان قدرت وغیرہ گذارش ہوتے ہین ساقی نامہ

ساقی مئے ناب کی ہوس ہے — پیری مین شباب کی ہوس ہے
حال اسد و عمرو ہے تحریر — ہو موج شراب تیغ تقریر
مصروف دعا ہے وہ خردمند — ہے قصر امان کا آج دربند
عیاری خواجہ سبک رو — لکھنے مین قلم کو ہے تک و دو
اے ساقی مہرخ و گل اندام — دے جام شراب عیش انجام
رندون کو ہے اشتیاق باقی — کر مہر قمر پہ اب تو ساقی
مینائے قلم ہے بسکہ سرجوش — کر دے مئے سرخوشی سے مدہوش
ساقی رخ لالہ فام دکھلا — سرخی شروع شام دکھلا
دکان کی آبرو بڑھا دے — کنڈی در توبہ کی چڑھا دے
مے مہر ہو غرب جام بنجائے — پیمانہ چراغ شام بنجائے
میخوار بیٹھین شراب بیٹھے — اس طرح پہ آفتاب بیٹھے
ہو دیدۂ زندہ مست گردون — پھوٹے شفق شراب گلگون
دیکھے مرغ کباب اندھیرا — لے سیخ کی شاخ پر بسیرا
جو بن ہو جو دختر عنب پر — بنجائے بط شراب شب پر
ساغر مین بھرے شراب انگور — پائے قمر آفتاب کا نور
دن ڈھل گیا آفتاب ڈوبا — دل بیٹھ گیا حباب ڈوبا

افعی سینہ نگل گیا من — محرم مین چھپا کسی کا جوبن
خم مین پنہان ہوا فلاطون — شیشے مین بھری شراب گلگون

مدفون ہوا ظرف نو زمین مین — پنہان ہوا ہاتھ آستین مین
یوسف ہوا چاہ مصر مین قید — بلبل کو بنایا دام نے صید

پردے مین عروس شام نکھری — چہرے پہ جہان کے زلف بکھری
سرمہ چشم فلک مین پھیلا — آنکھون مین بسی شبیہ لیلا

دھوکا ہوا آنکھ کو مسی کا — دھیان آگیا چشم نرگسی کا
جھاڑی پارسیہ نے کیچل — گل ہوگئی آسمان کی مشعل

گھنگچی سرخی سے آسمان ہے — پھولی ہے شفق کہ زعفران ہے
ہان پان کا شک لب حسین پر — سیندور کا ہے گمان جبین پر

تشبیہ ہے اور ہاتھ آئی — پھیلا کوئی پنجہ حنائی
دو وقت بہار مل رہے ہین — غنچے تارون کے کھل رہے ہین

فارغ ہوئے کام کرکے مزدور — آنکھین ہوئین شپرون کی پر نور
ہر گھر مین ہوئے چراغ روشن — جگنو نے دکھائے داغ روشن

کرنون کا ستارہ ہوگیا ماند — سب دیکھ رہے ہین عید کا چاند
ٹوٹا زخم جنون کا ٹانکا — دامن پھٹنے لگا کتان کا

طائر لینے لگے بسیرا — ڈالا ہے مسافرون نے ڈیرا
آنسو عشاق ڈالتے ہین — خار کف پا نکالتے ہین

حالت ہوئی نور روز کی غیر — نکلے ہین تماش بین پئے سیر
آنکھون کی ہوس نکالتے ہین — ڈورے مطلب کے ڈالتے ہین

اس فکر مین دام ہین بچھائے — چڑیا محرم کی ہاتھ آئے
شبدیز نظر کو پھینکتے ہین — آنکھین گردن پہ سینکتے ہین

ہر ایک کو ہے انتظار شب کا — مسی پہ لگا ہے دانت سب کا
سرمے سے نگاہ لڑ رہی ہے — دنبالہ پہ آنکھ ٹھیر رہی ہے

ٹپکی پڑتی ہے رال لب پر — ٹوٹے پڑتے ہین لعل لب پر
گردن پہ ڈٹا ڈہو رہے ہین — جوبن کے بناؤ ہو رہے ہین

غمازہ گالون کو چومتا ہے — شانہ بالون کو چومتا ہے
بوسہ لیتا ہے پان لب کا — محرم کو نہین لحاظ ادب کا

افشان ہاتھون کو چومتی ہے — مہندی ہاتھون کو چومتی ہے
گردن سے جھلک رہے ہین جگنو — محرم مین چمک رہے ہین جگنو

ہوتی ہین لگاوٹون کی رمزین — سب ہین ناز و ادا کے بس مین
جوبن پہ نگاہین جمارتے ہین — عشاق پہ بین مارتے ہین

تیکھی چتون سے کرتے ہین وار — نیچی نظرون سے ہوگئے ہین بیدار
باطن مین قبول آشنائی — ظاہر مین ظہور بیوفائی

روشن کیے گھر قمر کی ضو نے — لیٹے ہین پلنگ پہ بچھونے
حوضون مین کنول کے پھول سمٹے — زنبور سیہ کنول سے لپٹے

مسجد مین بہار چھا رہی ہے — غل بانگ اذان مچا رہی ہے
پڑھتے ہین نماز شام دیندار — روزے کرتے ہین لوگ افطار

پھول اٹھے نہال شمع مین پھول — سندھیا مین ہے ہنود مشغول
پھولون سے صدا ہے عنادل — ٹھنڈا ہوا ایک باغ کا دل

ہل ہل کے نہال دیکھتے ہین — خوشبو پھولونکی سونگھتے ہین
قمری غم سرو سے ہے بیتاب — سرخاب سے چھوٹتا ہے سرخاب

بے مہری نازنین کے سارے — گننے لگے جگنوؤن مین تارے
پروانے مراد پا رہے ہین — شمعون سے لگن لگا رہے ہین

ذرون کو ہے پیش ہجر کی راہ — ماہی ہے زمین منت و ماہ
تانین مطرب اڑا رہے ہین — گورے بنگال گا رہے ہین

کب تک یہ فقی سخن سرائی — خاموش زیادہ رات آئی
ہین طائر باغ نغمہ پرداز — ہے شور کسی جگہ کہین ساز

کیفیت داستان رقم ہو — شادی ہو کبھی کبھی الم ہو

چہرہ کشایان مرحلہ جات طلسم فصاحت طے کنندگان

جادۂ منازل رموز بلاغت صحراے ہوش رُبا مین یون سرگرم قطع منازل وطی مراحل ہین شعر مصنف بیا ای خردمند فرخندہ پی ٭ کہ سازیم ابن جادۂ سحر طی ٭ ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ سابق مین تحریر ہو چکا ہی کہ فاتح طلسم ہوش رُبا جرأت و شجاعت مین یکتا نامی و نامدار اسد عالی وقار بعد فتح دربند مہر و ماہ براے حصول مطلب دستیابی لوح طلسم عبادت خانے مین بیٹھکر بصد خضوع و خشوع مصروف عبادت بے نیاز ہوا لب پر یہی دعا ہی ای بانی بناے لوح و قلم وای حاکم و ناظم ملک ہستی و عدم واسطے بزرگان دین کا ظاہر ہو کہ لوح طلسم ہوش رُبا کہان ہی جبکہ تین پہر کامل شاہزادہ تڑپا باب اجابت وا ہوا دیدۂ ظاہری بند چشم بصیرت کشادہ مین عالم خواب مین دیکھا کہ در ہاے آسمان وا ہوے ایک مرد بزرگ تخت نورانی پر سوار قریب شاہزادہ کے آیا اسد نے اُٹھکر سلام کیا قدمبوسی سے مشرف ہوا حضرت نے پوچھا ای غازی وای مجاہد راہ دین اسلام کیون اسقدر بیقرار و اشکبار ہی عرض کی تلاش لوح طلسم ہوش رُبا مین حیران ہون پاے جستجو کوتاہ لب پر نالہ و آہ ہزار ہا بندگان خدا مبتلاے مصیبت گرفتار رنج و محنت ہین اگر لوح طلسم دستیاب نہوئی افراسیاب بدکردار ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا امید وار ہون مقام و نشان لوح زبان معجز بیان سے ارشاد ہو حضرت نے بفرحت و انبساط ارشاد فرمایا ای نور نظر وای مطیع حاکم قضا و قدر بوقت سحر مسلح ہو کر طرف مشرق کے جانا درہ کوہ مین ایک مرد پیر زمین گیر مصروف عبادت پروردگار ہی نام اُسکا پیر عبادت گزار ہی اُسکی خدمت مین جانا وہ بخوبی مقام و نشان لوح طلسم ہوش رُبا تعلیم کریگا موجب ہدایت درویش جگر ریش کاربند ہونا یقین ہی کہ انشاء اللہ تعالیٰ بمنزل مقصود پہونچو اسد نے چاہا کچھ اور پوچھے آنکھ کھل گئی دیکھا نور کا تڑکا ہی ستارۂ سحری چمک چکا ہی فوراً اُٹھکر مصروف نماز رب بے نیاز ہوا ملک اخضر و شاہزادہ صندلان صندلی پوش و ملکہ گوہر جادو سرداران طلسم کشا شب بھر بیدار رہے اب جو صداے تکبیر عبادت خانے سے آئی سمجھے شاہزادہ بیدار ہوا کیا عجب ہی گوہر مراد حاصل ہوا ہو مشرف بہ بشارت غیبی مورد فیوض لا ریبی ہوے ہون یہ خیال کرکے سب عبادت خانے مین آئے دیکھا کہ عبادت مین مشغول ہین شاہزادے نے سردارون کو دیکھکر سلام پھیرا اُٹھے کو بوسہ دیکر سجادے پر رکھا سردارون کی جانب متوجہ ہوا ملک اخضر نے روے زیبا کو دیکھا کہ مثل آفتاب تابان و بشکل ماہ عالم افروز درخشان ہی چہرے پر نگاہ نہین ٹھہرتی سرداران نامی مثل پروانہ گرد شمع جمال اسد نیک خصال پھرے عرض کی حضور مبشر بہ بشارت ہوئے نگاہ بزرگان دین کی چہرۂ زیبا پر پڑی خوشبو سے تمام مکان معطر ہی مذہب حق کی بزرگی کا نہ سمجھنا سراسر عقل کا قصور ہی اسد نے فرمایا الحمد للہ ہمارے جد نامدار عالم خواب مین تشریف

لائے مقام و نشان ایک بزرگ کا سمجھا گئے اب مین برائے تلاش جاؤنگا یہ فرماکر سجادے سے اُٹھے بارگاہ آسمان جاہ مین تشریف لائے کمر ہمت چست باندھی سردارون نے کہا ہم بھی ہمراہ چلین فرمایا تنہا جانے کا حکم ہی کہ یکایک چوبدار نے بڑھکر عرض کی حضور کا عیار جھتر ضرغام شیر دل در دولت پر حاضر ہی نام ضرغام سنکر غنچۂ خاطر اسد نامدار شگفتہ ہوا فرمایا جلد ہمارے یار وفادار کو لاؤ پردہ بارگاہ کا اُٹھا ضرغام نیک انجام اندر آیا عرصہ دراز سے جدا تھا دوڑکر قدمون سے لپٹ گیا بیقرار ہوکے رویا اسد نامدار نے سر اُس وفادار کا سینہ سے لگایا فرمایا ای برادر مقام خوشی کا ہی تم نے ہمکو بجز دعا فیست دیکھا بڑی سرگردانی اُٹھائی طلسم صندل سے بچنے کی امید نہ تھی مگر کریم کارساز نے سرفراز فرمایا طلسم صندل فتح ہوا یہان آکر مہرو ماہ جادو کو قتل کیا اب تلاش لوح مین جاتے ہین بشارت سے کامیاب ہے مگر تم یہانتک کیونکر پہونچے عرض کی کہ مین اور جھتر قران ہمراہ چلے تھے راہ مین ساتھ چھوٹا وہ اور جانب گئے مجھکو پیر کامل نے بعد خرابی بسیار یہان تک پہونچایا نشان منزل مقصود بتایا شکر ہی آکر مشرف ہوا اب حضور کے ہمراہ چلونگا قدمبوسی سے مشرف رہونگا اسد نے فرمایا حکم بزرگان دین یہ ہی کہ یکہ و تنہا جاؤ ضرغام نے عرض کی بسم اللہ حضور چلین غلام الگ رہیگا اسد نے سب سردارون سے فرمایا کہ ہمارے واسطے دعاے فتح و ظفر کرنا سامان لشکر کشی تیار رہے انشاء اللہ بعد حصول لوح سمت مرحلہ جات طلسمی توجہ ہوگی سب نے ہاتھ اُٹھاکر دعائین دین اسد بارگاہ سے نکلا پشت مرکب پر سوار ہوکے سمت صحراے ہول خیز وحشت انگیز برائے تلاش پیر عبادت گزار چلا ضرغام شیر دل شاہزادے سے سو دو سو قدم الگ نزرغہ ہاے نخلستان مین چھپا ہوا چلا کہ شاہزادے پر میرا ہمراہ رہنا ثابت نہو لیکن بعد جانے اسد نامدار کے ملک اخضر گھبرایا ملکہ گوہر وغیرہ سے کہا بڑے افسوس کی بات ہی کہ وہ شیر بالکل یکہ و تنہا گیا ہی صحراے طلسم ہوشربا ساحران مکار سے معمور ہی ابھی تک کوئی شاہزادے کے پاس تحفہ طلسمی نہین ہی اسوجہ سے دل تردد منزل اندوہگین ہی ایسا نہو کوئی ساحر دیکھ پائے سحر و ساحری کا بھلا یہ کیا جواب دینگے اپنی جراُت سے تلوار کھینچین گے ساحرون کے آگے جراُت و شوکت بیکار ہی اسوجہ سے اور زیادہ انتشار ہی مین عقب مین شاہزادے کے جاتا ہون عقاب بنکر وسط آسمان پر سرگردان رہونگا یہ رائے سب کو پسند آئی ملکہ گوہر نے کہا ای شہر یار مین بھی چلون اخضر نے کہا حکم بزرگان دین سے سراسر خلاف ہی مین بھی اپنے کو ظاہر نکرونگا تم مین سے کوئی میرے ساتھ دینے کا ارادہ نہ کرے یہ کہکر اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا سحر کرکے پر پرواز پیدا کیے جستجوے اسد نامدار مین چل نکلا لیکن اسد نامدار بموجب فہمایش اس

بزرگوار والا تبار قریب درۂ کوہ پہونچا مرکب سے اُترکر داخل درہ کوہ ہوا دیکھا ایک مرد بزرگ
باریش سفید بوریاے بیریا پر جلوہ فرما پیشانی پر گھٹا نشان سجود ظہور عبادت معبود مثل ستارہ چمک رہا ہی
جیسے ہی شاہزادۂ اسد کو دیکھا بے اختیار اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا مرحبا اے دُر دریاے سیادت و نجابت
واے اختر آسمان سطوت و صولت ہزبر بیشۂ شجاعت واے نہنگ بحر جلالت خوش آمدی و صفا
آوردی شعر مصنف گر بسر چشم من بیائی ÷ بر قلب نہم کہ کیمیائی ÷ دیگر گر بر سر و چشم من نشینی ÷
نازت بہ کشم کہ نازنینی ÷ اے شاہزادۂ عالی وقار ہمتو مدت دراز سے تمھارے مشتاق تھے جن بزرگوار
نے ہمکو بشارت دی ہمکو بھی سرفرازی فرمائی ارشاد ہوا تھا کہ نظر کردۂ بزرگان دین جوان خوش آئین
تشریف لائیگا نشان لوح بالتصریح سمجھا دینا آیندہ جو پردۂ غیب سے ظاہر ہونا ہی وہ ہوگا لکھان عرصہ کیا
اسد نے چاہا جھک کر ملون قدمبوس ہون اُن بزرگ نے سر سینہ سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا فرمایا اے
شیر بیشۂ صاحبقرانی واے تاجدار ملک کامرانی تمھارا مرتبہ اعلیٰ ہی تمھارے بزرگون کی ذات سے تمام
شہردان پرستی روشن ہوا باطل پرستون نے شکست کھائی ہر شہر و دیار سے صداے تکبیر کان مین آئی
یہ کہکر اپنے پاس بٹھایا ماحضر پیش کیا بعد فراغ آب و طعام فرمایا اے اسد نامدار یہان سے کوس بھر پر
صحرا مین ایک نخل چنار ہی بوقت سحر اُسکے عقب مین جاکر مخفی ہو نگاہ اُٹھاکر دیکھنا سامنے چشمۂ آب
صاف و شفاف ہی بروقت طلوع نیر اعظم ایک نرگاؤ گوشۂ صحرا سے پیدا ہوگا پانی کی جستجو مین منھ
کھولے ہوے قریب چشمہ پہونچے گا جب وہ قصد کرے کہ پانی سے سیراب ہون گوشے سے نکلکر بہ تعجیل تمام ایک تیر
مارنا کہ پشت کو توڑکر پار گذرے سرکش سہم جاے گوشۂ پناہ اُسکو نہ ملے جب گرکر تڑپے مثل تیر کے اپنے کو قریب
اُسکے پہونچانا جلد اُسکو قتل کرنا خنجر سے شکم چاک کرکے صدف بطن سے اُسکے گوہر بے بہا یعنی لوح طلسم ہوش رُبا
برآمد ہوگی ایک صندوقچی ہی اُسکی کلید اُسی مین نصب ہوگی قفل کھولنا عنایت خدا سے لوح طلسمی دستیاب
ہوگی آیندہ جیسا کچھ اُسمین لکھا ہی بموجب تحریر تدبیر کرنا لیکن اے شاہزادہ والا قدر ملحوظ خاطر رہے
کہ یہ حوالی طلسم ہوش ربا ہی ہر طریقہ بیان کا ہوش ربا ہی جابجا ساحران غدار رہتے ہین اگر کوئی بصورت
دوست یا دشمن قریب آئے اپنے بیگانے کی شناخت واجب و لازم ہی آیندہ جو کاتب قدرت نے کلک
قدرت سے لوح پیشانی پر ثبت کیا وہ پیش آنی ہی نقاش ازل کی تحریر مین حکیمان دوربین کو حیرانی ہی عرصہ
دراز تک شاہزادۂ اسد غازی کو سمجھایا شب کو اپنے یہان مہمان رکھا بعد فراغ نماز ہزبر بیشۂ غضنفرا
یعنی مہر جہان پیرا براے شکار داخل صحراے فلک نیلی حصار ہوا اسد غازی نے کمر باندھی اس مقدس سے
رخصت ہوا صحرا کو طی کرکے عقب نخل چنار مخفی ہوا چشمہ آب نایاب کو بھی ملاحظہ فرمایا کہ پانی اسمین جوش

مارر ہا ہی ناگاہ گوشۂ بیابان سے ایک نرگاؤ قوی وجسیم پیا ہوا دہن کو مثل اژدر کھولے ہوے
فیل مست کی طرح دوڑتا ہوا چلا آتا ہی صاف ظاہر ہی کہ پانی کی جستجو مین بیتاب شاید کئی دن سے
بے آب ہی اسد نے دل کو طرف پروردگار کے رجوع کیا کمان کیانی کو دوش سے اُتارا تین بھال کا
تیر ترکش سے نکالا تاک کر مارا اچھے پر اُسکے پٹھا پشت کو توڑ کر پار گذرا آواز آئی کشتی مرا نام من گاو
آتش بار جادو بود وہ نرگاؤ تڑپ کر گرا اسد مثل برق جہندہ تڑپا قریب نرگاؤ کے پہونچا
تیغہ بید ریغ کھینچکر ہاتھ مارا سر اُسکا قلم کیا بموجب ہدایت اس مرد درویش کے شکم صید کا چاک کیا صاف ثابت
ہوا کہ ایک آفتاب عالمتاب پردۂ ابر مین پنہان تھا بر آمد ہوا دیکھا ایک صندوقچہ اُسمین سے نکلی
اسد نے خوش ہو کر اُٹھائی دور سے ضرغام شیر دل بھی اس کیفیت کو بخوبی دیکھ رہا تھا دیکھا کہ آقائے
نامدار نے نرگاؤ کو مارا ہی اور کوئی شی اُسکے شکم سے نکالی خوشی خوشی دوڑے پکارتا ہوا دوڑا اے شہریار
مبارک ہو کیا شی پائی غلام بھی آگاہ ہو اسد نے پکار کر کہا اے ضرغام درویش روشن ضمیر نے جو نشان ہمکو
تبلایا تھا وہ ٹھیک ہی اس صندوقچی سے لوح طلسمی نکلے گی اب واضح رہے کہ ضرغام تو دور سے پکارتا ہوا
آتا ہی ابھی صندوقچی کھولی نہین ہاتھ مین ہی فلک کجرفتار تو ہر وقت در پی آزار ہی شادی و غم توام ہی تھا
پر بہجوم غم و الم اگر لمحہ بھر کوئی ہنسا سالہا سال رویا بموجب ابیات نظم دلپذیر

ورق دہر ہی مجموعہ پریشانی کا
ہی فنا عین بقا اور بقا عین فنا
یان کے باشندے ہین سب اپنی غرض کے بندے
نہ گل و لالہ کو وقفہ نہ جوانی کو بقا
چار دن چاہو سو یان کرلو کہ انجام ہی خاک
نہ تو ہی قاقم و سنجاب نہ فرش دیبا
نہ جہان باد بہاری نہ نسیم سحری
یاس و امید سے چھوٹینگے نہ تار و نہ جزا
بار غم سر پہ ہی پشتارہ عصیان بردوش
وائے برحال من خستہ دل افسوس افسوس

نقد ہستی ہی ازل سے گرو دام قضا
جانتے ہین جنھین آرام دل و راحت جان
بات بگڑے پہ کسی کو نہ کسی کا دیکھا
کیا ہوا جام جم و فر فریدون ہی کہان
لحد تا رہی آرام گہ شاہ و گدا
نہ جہان کوئی گزندون سے بچانیوالا
نہ گل و لالہ و نسرین نہ فضائے صحرا
الحذر الحذر اے داور یوم المحشر
حشر مین توشۂ رہ زاد سفر جرم و خطا

عارضی شی ہی نہین یان کی کسی شی کو ثبات
سبھی بیگانے ہین گر چشم بصیرت ہو وا
ہی بہار چمن دہر خزان کے مانند
اُڑ گیا تخت سلیمان بسر دوش ہوا
یار و مونس و غمخوار جہان کوئی نہین
نہ جہان خاک کوئی تن سے چھڑانے والا
شب تنہائی و تاریکی و زندان ہی تنگ
تجھ سوا کوئی نہین ہی ہوس مضطر کا
کوئی دنیا مین نہین دوسرا انجسا یا پوس

دنیا مین کسی طرح راحت نہین جستجو سے کاہل کر کے صورت گوہر مراد دیکھی
سمجھے بھی نہ پائے کہ یہ کیا رنگ ہی گردش فلکی سے دل تنگ ہی چشم زدن مین کیا رنگ دکھاتا ہی اسد غازی
اچھی طرح شاد نہونے پائے تھے ضرغام تو پکارتا ہوا آتا ہی اسد کے ہاتھ مین صندوقچی ہی ایک ہاتھ مین

کنجی ہی چاہتے ہین کہ راز سربستہ کو کھولین یکایک صحرا سے صدا آئی اے شیر بیشۂ صاحبقران ذیجاہ صاحب عظمت و شان ذرا تامل فرمائیے صندوقچی نہ کھولیے مین نے آپ کو جو کچھ تعلیم کیا ہے ایک نکتہ اُسمین باقی رہگیا ہے وہ بھی ظاہر کرون ایک اسم پڑھکر یہ صندوقچی کھولی جائیگی ورنہ لوح طلسمی ہدایت صحیح نہ کر سکیگی اسد نامدار نے سر اُٹھا کر دیکھا وہی پیر عبادت گزار عصا ہاتھ مین دوڑا ہوا آتا ہے شاہزادہ اسد نامدار کو شرم آئی نہایت ممنون و مشکور ہوے کہ یہ پیر گوشہ نشین اپنے مقام سے حرکت نہ کرتا تھا میرے واسطے بیچارہ دوڑتا ہوا آتا ہے ماشاء اللہ کیا صاف باطن عاشق صادق یار موافق ہے عابد زاہد پرہیزگار عاشق پروردگار یہ سوچکر اسد نامدار نے جواب دیا اسی درویش باکمال نے نرگاؤ کا پتہ دیا یہی میرا ہادی و رہبر ہے اسی کے نشان بتانے سے مین نے گاؤ آتش بار جادو کو مارا وہی اب بھی آتا ہے کچھ تعلیم فرمائے گا ضرغام نے پھر آواز دی بہت بجا ارشاد ہوا لیکن صندوقچی لوح کی اُسکے ہاتھ مین نہ دیجیے گا شاید کچھ دھوکا ہو اسد نے غصہ مین جواب دیا تم خود عیار و مکار ہو ہر ایک کو شعبدہ باز جانتے ہو دوست دشمن کو بخوبی نہین پہچانتے ہو ہر چند ضرغام چیخا پٹا کہ حضور اُسکو تو قریب آنے دیجیے اسد نے کچھ جواب نہ دیا لیکن وہ پیر گرتا پڑتا قریب اسد کے آیا کہا اے شہریار لوح طلسمی مبارک ہو صندوقچی مع کلید مجھکو دیجیے مین ایک اسم پڑھکر اسکو کھولون لوح طلسمی آپ کو دون ورنہ قاعدے کے خلاف ہوگا عمر بھر سرگردانی مین بسر ہوگی اسد نے صندوقچی و کلید بہ خوشنودی ہاتھ مین اس پیر کے دی صندوقچی لیتے ہی وہ پیچھے ہٹا اتنا تو اشارہ کیا کہ دیکھیے حضور آپکا عیار ہمکو مکار و غدار بناتا ہے اسکو منع کیجیے یہ کلمات جہلات لایق ہمارے سننے کے نہین ہین اسد غازی نے غصے مین منہ پھیرا اُس پیر نے صندوقچی کو رومال مین لپیٹکر کمر مین رکھا تڑپ کر پر پرواز پیدا کیے اسد نے پلٹ کر دیکھا وہ پیر گوشہ نشین نہین ہے یہ تو ایک ساحر سیہ فام ہے اب اسنے زمین سے بلند ہوکر نعرہ کیا باش اے طلسم کشا مین مکار جادو ملازم شاہنشاہ طلسم ہوش رُبا اُس پیر عبادت گزار نے غضب کیا تجکو نشان لوح بتایا مجکو خبر ہوگئی میرے بادشاہ افراسیاب جادو نے مجکو ایک گوہر آبدار بنا دیا تھا مراد اس سے یہ تھی کہ اگر گاؤ آتش بار جادو مارا جائیگا یہ موتی ٹوٹ جائیگا فوراً سمجھ جانا کہ گاؤ آتش بار قتل ہوا سواے اس پیر عبادت گزار کے کوئی رازدان اس حال کا نہ تھا مین نے جاکر اُسکو مارا اُسی کی شکل بنکر تیرے سامنے آیا دیکھیو یون آنکھون مین خاک ڈالکر لوح کو لیجاتے ہین یہ سُنکر اسد نامدار سن ہوگیا قریب تھا کہ طائر روح قفس جسم سے نکلجائے مگر کیا کرین دس بیس گز زمین سے وہ بلند ہوچکا تھا اسپر بھی اسد نامدار نے بقہر و غضب تمام تیر مارا مکار نے برق چمکائی تیر جل گیا اب اسد کا تڑپنا پھڑکنا کیونکر بیان ہو مکار بدکردار اس

اثنا مین بلند ہوکر ٹھہر گیا آواز دیتا ہی کیون ای طلسم کشا شہنشاہ طلسم ہوش ربا کا کیا خیر خواہ ہون
کیا معقول عیاری کی بسہولیت صندوقچی تجھسے لے لی اب یہ لوح خدمت مین شہنشاہ افراسیاب کے
لیجاؤنگا شاہنشاہ اسکو دریاے قلزم مین پھکوا دینگے اسد کا تڑپنا نعرۂ شیرانہ کرنا مگر مجبور و ناچار یہ
زمین پر دہ بالاے آسمان خاص رنگ نشیب و فراز ظاہر ہی ایسی باتین کرکے مکار نا ہنجار سوچا کہ مین
اسد کو بھی گرفتار کرلون اب انکے پاس کیا تحفہ باقی ہی لوح کا خوف تھا وہ میرے قبضہ مین آئی یہ سوچکر وہ
ملعون پھر پلٹا کہا ای طلسم کشا تجکو بھی لیتا چلون افراسیاب قتل کریگا لڑائی کا بالکل فیصلہ ہوجاے اب
ضرغام گھبرا گیا کہا ای شہریار ﷲ اپنے کو بچائیے ہمارا آپکا گرفتار کرنا اب اُسکے نزدیک کیا مشکل ہی
ایک ماش کا دانہ کافی ہوجائیگا اسد نے کہا ای ضرغام بخدا یہ مجکو گرفتار کرلیجاے بلکہ اگر قتل کرے
تو مین بہت شاد ہون بند غم والم سے آزاد ہون ہاے خواجہ عمرو کیا کہین گے کہ ایسے نادان تھے لوح
حاصل کرکے کھودی مکار چاہتا ہی کہ اسد و ضرغام پر سحر کرون کہ یکایک آسمان سے بصورت عقاب
اخضر جادو پیدا ہوا عجب طرح کا سانحہ دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام ہوا پر ٹھہرا رہا ہی اسد و ضرغام
زمین پر بیقرار و اشکبار وہین سے نعرہ کیا باشل و بیجیا مین آپہونچا خبردار میرے آقا پہ سحر نہ کرنا مکار
نے جو ملاک اخضر جادو کو آتے دیکھا تڑپ کے بلند ہوا سحر کرکے بشکل طاؤس بنا اخضر سے آکر
لپٹ گیا پنجہ و منقار چلنے لگے دہن سے دونون کے شعلے نکلنے لگے ضرغام نے پکار کر آواز دی ای اخضر
یہ سیہ بخت مکر کرکے لوح لیچلا ہی جانے نپائے اخضر سحر کررہا ہی مگر مکار بھی بلاے روزگار ہی ہر مرتبہ
قصد کرتا ہی کہ لوح نکالکر سامنے اخضر کے چمکا دون یہ گھبرا جائیگا لیکن اخضر دم نہین لینے دیتا
اسکو بھی خوف ہی کہ اگر یہ بیجیا لوح چمکا دیگا مین بیکار ہوجاؤنگا سحر نہ کرسکونگا اسوجہ سے
پر آپسمین چل رہے ہین کبھی منقار کبھی پنجون سے جنگ سحر آغاز حرب فسونگری کا نیا انداز کبھی اخضر
جادو غالب آیا کبھی مکار بدکردار نے اپنے کو سحر کرکے بچایا پر نوچکر پھینکدیے قضاے کار ایک
مقام پر مکار بدکردار نے سحر کرکے منھ سے برق چمکائی اخضر کے سر پر پڑی برق جہندہ کو دیکھکر ابر غم والم
دل پہ چھایا سر زخمی ہوا اب اخضر نے پکار کر آواز دی ای شہریار یہ بیجیا مجھپر غالب آیا سر جان نثار کا
زخمی ہوا آپ کیا دیکھ رہے ہین اٹھا کر تیر ماریے مین زہر سحر اسپر دبا ڈالتا ہون اسد یہ سنکر ہوش
مین آیا ورنہ حیران حیران دیکھ رہا تھا کمان کو دوش سے اُتارا بہ تعجیل تمام تیر کو بچر کمان مین پیوست
کیا مگر معاملات قضا و قدر مین کسی کو کیا دخل ہی انسان کی نگہبانی خود موت ہی جب نگہبان قصد کرے
کون بچاے جسکا جو وقت خالق اکبر نے مقرر فرمایا ہی بمصداق کل امر مرہون باوقاتہا اسی صورت سے

وقت پر کام کا انجام ہوتا ہی بڑے بڑے حکمایان اشراقیین جنہوں نے علوم کامل ایجاد کیے مردے زندہ
کرکے دکھائے بعض نے دعوی خدائی کیا اپنے کو پیدا کرنے والا جانا جب وقت اجل آیا کل حکمت مبدل
بہ حماقت ہوئی کچھ زور نہ چلا قابض ارواح نے روح قبض کی دم بھر کی مہلت نہ دی شداد صاحب
بیداد و بانی بنائے ظلم و فساد اسقدر مغرور ہوا دعوی یکتائی کیا بہار پیرائے ازل کا ہمسر بنا بہشت تعمیر
کی جب وہ باغ پر فضا بنکر تیار ہوا چاہا سیار گلشن بےخزاں ہوں باغ میں داخلہ کروں عین در باغ پر
ملک الموت نے آکر روکا کہا او شداد وقت دعوی خدائی گذر چکا واسطے چند دن کے سلطنت
کی خدائے جہان آفرین کو بھولا بہشت بنوا کر ایسا پھولا بس رک جا ایک قدم شداد کا اندر ایک
باہر تھا اتنی بھی مہلت نہ ملی کہ قدم اٹھاتا سیر باغ کرتا ملول و حزین ششدر و غمگین اسوقت سوچا
کہ ہائے میں نے کیا کیا گھبرا کر جواب دیا ای قابض ارواح اتنا چاہتا ہوں کہ چند ساعت باغ کی سیر
کروں ملک الموت نے کہا حکم قادر مطلق خدائے برحق ہی جو بیک لفظ کن زمین و آسمان ماہ و خورشید
ثابت و سیارگان کو کتمان عدم سے جلوہ ظہور میں لایا تجھ ایسے مغرور پیدا کیے صرف پلک تک کا جھپکانا
ممکن نہیں ہوتا اجل کے وقت قرار داد ہیں اسکا ٹلنا نا ممکن بس آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہو بہت
دنوں خدائی کرچکا اُسی مقام پر شداد کی روح قبض ہوئی بڑے بڑے شاہان اولوالعزم پیوند خاک ہوے نظم

نہ سکندر ہی نہ دارا نہ فریدون باقی	نہ ہی ضحاک نہ خسرو نہ ہمایون باقی
نہ وہ دیہیم رہے اور نہ وہ تاج رہے	صاحب جاہ و حشم قبر کو محتاج رہے

مراد اس تقریر و تحریر سے یہ ہی کہ وقت اجل نہیں ٹلتا اسد نے تیر کمان میں جوڑا سیسر کمان کا کر کا عقاب
تیر پر کھ لیکر چلا انھوں نے طاؤس کوتاہ کا تھا مکار صدائے سیسر سنکر سہم کر الگ ہوا اخضر بشکل عقاب
سامنے تھا اُسی کے سینہ بے کینہ پر پڑا جھرہ پشت کو توڑ کر پار گذرا اخضر نے صدائے ہیہات بلند کی عرض
کی غلام تیر اجل کا نشانہ ہوا موت کا بہانہ ہوا مکار تو بلند ہو کر آسمان میں ڈوبا قہقہہ مارتا ہوا نکل گیا
اخضر بیچارہ تڑپکر زمین گرا سینہ پر زخم کاری تھا اسد نامدار نے چاہا کہ خودکشی کروں اپنے خنجر ماروں
اخضر نے بیقرار ہو کر کہا ای شہریار اس سے کیا فائدہ غلام نثار ہوا اسی طرح قضا ہماری مقرر تھی حضور
اپنے دست حق پرست سے دفن کرینگے شرف کونین حاصل ہوا بانی بنائے کون و مکان نے یہی صورت
تحریر فرمائی تھی اسی حیلہ سے قضا آنی تھی کیا غذر ہی بندہ مجبور و ناچار وہ مالک و مختار کچھ اسی میں
مناسب تھا چند کلمات وصیت و نصیحت کہکر جان بحق تسلیم ہوا شاہزادے کو صدمہ عظیم ہوا ضرغام
نے سمجھا کر اخضر کو دفن کرایا اسد نے کہا اے ضرغام چلکر دیکھیں پیر عبادت گزار پر کیا گذری

درۂ کوہ مین آئے دیکھا مکار جادو اس مرد پیر کو قتل کر گیا لاشہ تڑپ کر سرد ہوا ہی ایک گوشے مین سامان دفن و کفن موجود تھا دونون نے ملکر غسل و کفن دیا قبر کھودی دفن کیا سرھانے قبر پر بیٹھکر فاتحہ پڑھا اس بیقراری مین آواز دی ای مطیع احکام رب اکبر ای عبادت گزار گوشہ نشین قبر مین جاکر کیا گذری

نکیرین کو کیا جواب دیا انجام کیا ہوا باعی — راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری — کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری
ای گنج لحد کے رہنے والو افسوس — کس سے پوچھین کہ تم پہ کیا کیا گذری — عرصۂ دراز تک قبر پر بیٹھکر اس مرد

پیر کی اسد غازی روئے ضرغام نے عرض کی ای شہریار اب دربند مہر و ماہ پر چلیے لشکر کو ساتھ لیکر طرف لشکر ملکہ مہرخ کے کوچ ہوا اسد غازی بیقرار ہو کر رویا فرمایا ای ضرغام مین ناکام جا کر ملکہ گوہر وغیرہ کو کیا روے سیاہ دکھاؤن شرم آتی ہی واے رسوائی لوح طلسم کو یون ہاتھ سے کھویا خضر کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا اہالیان فوج اُسکے ہمکو کیا کہین گے یہ طلسم کشا ہی یا مرد دیوانہ ہی اسکی رفاقت بیکار اپنے خیر خواہ کو اپنے ہاتھ سے مارا ایسے کی رفاقت بیکار کون ہمارا ساتھ دیگا اب ہمارا یہ قصد ہی کہ پہاڑون سے سر ٹکرائین کسی کو روے سیاہ نہ دکھلائین ضرغام نے عرض کی ای شہریار جو منظور خدا تھا وہ ہوا آپنے کیا خوشی سے خضر کو قتل کیا جو تقدیر مین تھا اُسی طور سے اجل آئی اسد نے کہا ای ضرغام اب ہمکو نہ سمجھاؤ زبان درازی کر کے نہ بہلاؤ بلکہ ہماری خوشی یہ ہی کہ تم لشکر مہرخ مین جاؤ خواجہ عمرو و ملکہ بہار وغیرہ کے ساتھ تخت پر سوار ہو کر گئے ہین جب اُنسے ملاقات ہو عرض کرنا وہ بداقبال مارا گیا ہمارے سر کی قسم مفصل نہ بتانا مین اسی کوہ و دشت مین مارا مارا پھرونگا یا اپنی آبرو بچاؤنگا دریا مین گر کر ڈوب جاؤنگا جو چھوٹے نانا جان خواجہ عمرو نے زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا بہت بجا ہی مین طلسم کشا اس طلسم کا نہین ہون بارہ برس لڑا گوہر مراد نپایا ماموں جان کو قید سے نہ چھوڑایا لوح طلسمی دو مرتبہ دستیاب ہوئی کوئی مطلب حاصل نہوا ایسے بداقبال اور بدنصیب کا زندہ رہنا بیکار ہی جو مجھکو دیکھے گا یہی کہیگا ناحق اس شخص نے دعوی طلسم کشائی کیا ہماری حسرت کو حسرت ہوگی ملکہ مہرجبین و ملکہ لالان خون قبا کی یاد بیقرار کرےگی اب کوئی مطلب ہمارا پورا نہوگا بموجب مضمون نظم

ساختم از حال دل آگاہ و یار از دست رفت — گردہ ام کارے بنادانی کہ کار از دست رفت
شہسوار عرصۂ عشقم دلے در کوے دوست — چون گزر کردم عنان اختیار از دست رفت
انچہ ما بُردیم از دنیا ہمین داغ ست و بس — گر جفاے چون تو یارے ہیچ بار از دست رفت
قدر جان عاشقان معلوم خواہد شد ترا — جان من روزے کہ این مشت غبار از دست رفت
بال مرغ نامہ بر فرسود و پاے قاصدان — چشم شد از کار کار انتظار از دست رفت

طاقت از پا میرود و صبر و قرار از دست رفت		یا از شوق وصل در اثنائے رہ خواہیم مُرد
داشتم دل نام شخصے غمگسار از دست رفت		سو جب خاموشی شود واحسرتا میسر کہ من

اے ضرغام اب ہمارا ساتھ چھوڑو اگر لشکر ظفر اثر صاحبقران مین گذر ہوا ورنہ بہ قلعہ ذوالامان حصار
پہونچو با در مہربان سے کہنا حق شیر اس غلام کو بحل کیجیے تشنہ و گرسنہ آپکا نور نظر پہاڑون سے سر ٹکرا کر تمام
ہوا آپ کے حکم کو نہ بجا لا سکا ماموں جان کو قید مصیبت سے نہ چھڑا سکا بسبب حجاب کے حضور کو
روسیاہ منہ دکھایا ہمارا فرزند ارجمند اگر غضنفر شیر دل ملجائے تو کہنا کہ بیٹا باپ نے وصیت کی ہے
کہ ہمسے طلسم ہوش ربا فتح نہوا حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا کو چھوڑا لیکن تم بھی صاحب جاہ و جلال ہو
جہانتک ہوسکے فتح طلسم ہوش ربا مین کوشش کرنا اے ضرغام یہ تو یقین کامل ہے کہ ہماری خبر مرگ
سنکر نانا جان صاحبقران زمان و نور الدہر بن بدیع الزمان و ایرج نوجوان وغیرہ سب صاحب
تشریف لائینگے طلسم ہوش ربا کو مٹائینگے ہر مقام پر میلے ہونگے لیکن ہمین قبر مین اکیلے ہونگے جو منظور
خدا ایسے کلمات حسرت آمیز کہکر وہ نامور بہت رویا ضرغام قدمون سے لپٹ گیا عرض کی اے آقا
نامدار غلام کو حضور کے قدم اقدس کی جدائی ناگوار ہے جان دینا بیکار ہے بعد رنج کے راحت ہے وہ
رحیم فضل اپنا شریک حال کریگا انشاء اللہ تا بمنزل مقصود پہونچائیگا تو ہر مراد بھی ہاتھ آئیگا حضور
کا گمان بیجا ہے بھلا ہو سکتا ہے کہ حضور تو سر ٹکرا کر جان دین مین لشکر صاحبقران مین جاؤن یا قبلہ و کعبہ کو
منہ دکھاؤن والد نامدار مجھ روسیاہ سے فرمائینگے اے بدنصیب میرے شیر کو کہان چھوڑ آیا کیا خوب میری
آبرو ہو گی اہل دنیا کیا کہینگے کہ کیسا عیار قدیم تھا کیسا رفیق و ندیم تھا اپنے آقا کو چھوڑ کر چلا آیا اسکا
منہ نہ دیکھو دربار مین میرے واسطے خوب آبرو ہو گی بسم اللہ جہان حضور کا مزاج چاہے چلیں غلام
ساتھ ہے پیر قدم اقدس پر یہی جان دیگا کیا مرنے سے روگردانی کریگا آخر ناچار ہو کر ضرغام کو
بھی اسد نے ساتھ لیا لیکن یہ کہدیا کہ لشکر مہرخ مین جانے کا نام نہ لینا اگر خدا فضل کرے اور لوح
طلسمی حاصل ہو تو ملکہ مہرخ وغیرہ کو منہ دکھائینگے فرحان و شادان لشکر مین جائینگے ورنہ کوہ و دشت
ہمارا مقام وحشی بد اقبال دو دیوانہ نام سردار و عیار دونون روتے ہوئے قبر پر سے سر عبادت گزار
کی اٹھے گریان و نالان مضطر و پریشان ایک جانب چل نکلے انکو تو راہ مین چھوڑیے ذکر اسکا
وقت پر تحریر ہوگا دیکھیے فلک جفاکار گردون غدار انکو کیا دکھاتا ہے

اب ذکر داستان حیرت بیان شاہنشاہ افراسیاب جادو و نامدار ملکہ
بہار خوشخو کے سنیے۔

چون شکوہ ام بدشمنم آن دل شکن کند
غیرت چہا بجان من خستہ تن کند
اوور جواب کار دل خویشتن کند
کو بخت آنکہ یار شکایت زمن کند

چندانکہ مدعی نتواند سخن کند

یون ہی تری وفا سے دل زار نا امید
ایسا یہ نا امید ہوا ہی یار نا امید
جیسے کہ جینے سے کوئی بیمار نا امید
گر دو ہزار بار گرفتار نا امید

گر شکوہ دلم ز تو پیمان شکن کند

یارانہ بتان پہ بھلا اعتبار کیا
یا اس قدر وہ شکل سے بیزار ہو گیا
یا تو کسی کو دخل نہ تھا وان مرے سوا
گر بیم سرگرانی او نیست غیر را

منعم چرا ز ہمرہی خویشتن کند

غیرت نے ہائے قتل کیا مجھکو یا نصیب
مین دور بیٹھون اور عدو یار کے قریب
دکھلائی پھر صدا نے یہ بزم اجل قریب
آن ظالم کجاست کہ از پہلوے رقیب

قتلم بہ یک بہانہ برخاستن کند

مدت سے اسکی ہم سخنی کی تھی آرزو
ای جوش گریہ بس ہو ترے ہاتھ آبرو
اب مین وصل ہو تو نہین تاب گفتگو
او میکند سوال و مرا در جواب او

از اضطراب دل نتواند سخن کند

تھے جمع چند سیکش خونی دل ایک جا
مومن بھی کیا ہی شوخ ہو کس طعن سے کہا
جاے کباب غیرت عاشق کا ذکر تھا
میلے ہزار حیف کہ آن می پرست را

ذوق شراب ساقی ہر انجمن کند

لیکن افراسیاب خانہ خراب بصد پیچ وتاب داخل باغ سیب ہوا دربار جمع ہو رئیس و امیر حاضر ہین اسوقت سرمایہ بیرف انداز نے پوچھا کہ ای شاہنشاہ عالی جاہ اسد غازی کو ساربان زادہ طرف طلسم صندل کے لئے گیا تھا آپ کا فرمان واجب الاذعان نہین معلوم ملکہ صندل کو پہونچا یا راہ مین کچھ فتور ہوا افراسیاب نے جواب دیا ایسے ہمارے خراج گزار غافل ہین کہ بالکل فکر نہین کرتے ہین بلکہ دتنہا ایک سر ہزار سودا کہان کہان کی خبر لون کسکو روکون کسکو ٹوکون ارادہ ہو کہ جاکر بادشاہ تلیم سے ملاقات کرون وہان سے کوئی ساحر بردست روانہ ہو حال طلسم صندل بخوبی کھلے درد سر مٹے یہ سوچکر تخت پر سوار ہوا تخت اڑاتا ہوا چلا اک کوہ فلک شکوہ پر آکر ٹھہرا سایہ نخلستان مین

ٹہلنے لگا یہ سوچ رہا ہو کہ ای افراسیاب یہ تو بخوبی ظاہر ہو کہ کل تک صرصر نے خبر دی ہو کہ لشکر مہرخ
مین عمرو و اسد نہین ہین اگر یہ گرفتار ہوے ہوتے تو صندل میرے پاس روانہ کرتی عرصہ دراز ہو چکا
شاید کوئی فتور بڑا سا ربان زادہ ارسطو فطرت بلاے روزگار ہو جہان کوئی نہ پہونچ سکے وہان پہونچتا ہو
مین خود طرف طلسم صندل کے چلون اپنا کام آپ کرون یہ سوچ رہا ہو کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحر
کو دیکھا اڑا ہوا آتا ہو افراسیاب نے پہچانا عقل سے دریافت کیا کسی کا نامہ دار معلوم ہوتا ہو یہ سوچکر
آواز دی کہ او نامہ دار ٹھہر جا اس ساحر نے سر جھکا کر افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوش رُبا کو
دیکھا کہ تاج جواہر نگار سر پر پہنے ہوے بہ سطوت و صولت ٹہل رہا ہو ساحر کے ہوش اڑ گئے افراسیاب
سے نگاہ ملتے ہی سحر بھولا جسم مین رعشہ پڑا تھرا کے زمین پر گرا قریب تھا کہ سر پھٹ جائے لیکن بمشکل
اپنے کو روکا دلکو سنبھالا افراسیاب نے بڑھکر ہاتھ تھام کیا کہا سچ بتلا تو کہان جاتا ہو اور کہان
سے آتا ہو جادوگر حیلے حوالے کرنے لگا افراسیاب نے بہ نگاہ قہر و غضب دیکھا کہا آتش قہر و غضب
سے جلا دونگا اب اسکے ہوش و حواس بجا نہ رہے بے اختیار مُنھ سے نکل گیا کہ دربند مہر و ماہ سے
آتا ہون افراسیاب خوش ہو گیا پوچھا دربند مہر و ماہ پر کسکی عملداری ہو نام اسد کا اسنے بیان
کرنے مین تامل کیا فوراً افراسیاب نے غصے مین چٹکی خاک کی اٹھا کر سر پر اس جادوگر کے ڈالدی وہ
بیچارہ بیجرم و خطا جلکر خاک ہوا اب افراسیاب نے اسکی جھولی مین سے نامہ نکالا اسمین طرف سے ملکہ
بہار وغیرہ کے مرقوم تھا کہ اے ملکہ مہرخ عنایت خداے لم یزل سے طلسم صندل کو فتح کیا دربند
مہر و ماہ پر بڑی قیامت کی لڑائی پڑی ہملوگ وقت پر پہونچے مہر و ماہ جادو کو مارا اب اسد نامدار
براے تلاش لوح تشریف لے گئے ہین ہملوگ فلان راہ سے آتے ہین انشاء اللہ بخیر و خوبی پہونچ کر
مرحلہ جات کی جانب سفر ہو گا جب تک طلسم کشا بھی لوح لیکر آجا دینگے افراسیاب کو بھی قتل کرینگے
یہ جو نامہ افراسیاب نے پڑھا تاج کو زمین پر دے مارا ریش کو نوچنے لگا کہتا ہو کہ اے افراسیاب صندل
جادو کیونکر قتل ہوئی طلسم صندل کا فتح ہونا ایسا آسان ہوا مہر و ماہ جادو کو مسلمانون نے مار لیا لیکن
جب اسد لوح لیکر آئیگا سمجھا جائیگا پہلے چلکر ان باغیون کی خبر لو راستے مین چلکر مار لو لشکر مہرخ تک
جانے نہ دو یہ سوچکر ایک جانب بقہر و غضب تمام چلا تیغہ کھنچا ہوا ہاتھ مین تاج ڈھلکا ہوا غصہ سے
چہرہ سُرخ ہونٹون پر آہ سرد دل مین درد ادھر سے تو افراسیاب جاتا ہو لیکن ملکہ اختر بن سہیلان
فیل زور شمشیر زن بعد جانے ملکہ بران کے باغ نگارین مین گھبرائی کنیزون سے کہا ہمشیرہ صاحبہ
طرف دربند مہر و ماہ کے گئی ہین ابھی تک واپس نہ آئین نہین معلوم کیا سانحہ گذرا پرائی اقلیم مین

جانا ہزار طرح کا خیال ہی تمام اہالیان طلسم ہوش رُبا دشمن افراسیاب رہزن بڑا کار نمایان کیا
یل پر نیرا دان توڑا دریاے خون روان کو خشک کرکے کل ہوش رُبا کی آبرو مٹائی ہمیشہ افراسیاب
وملکہ حیرت جادو اسی فکر مین رہتے ہین کہ اگر ملکہ بہاران شمشیر زن کو پائین تو قتل کرین حافظ حقیقی
اُنکی حفاظت کرے شر دشمنون سے بچائے ہمین اُنکا فراق نہ دکھائے مین خود خبر لینے جاتی ہون
وزیر زادیون نے کہا کسی نامہ دار کو روانہ کیجیے خبر منگوائیے اختر نے کہا نامہ دار اسطرف نہ جا سکے گا ملازمان
افراسیاب روک لین گے ایسے ویسے ساحر کو نہ جانے دینگے سب نے سر جھکایا عرض کی جو مناسب وقت ہو
عمل فرمائیے اختر کا چونکہ ستارہ گردش مین تھا اس ماہ آسمان خوبی نے اسباب سحر فرات پر آراستہ کیا
طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر تلاش مین ملکہ بہاران و بہار کے چلی سختی تو تقدیر مین لکھی ہی اُسی پہاڑ کی
جانب سے گذر ہوا کہ جہان افراسیاب کھڑا ٹہل رہا ہی افراسیاب کی جو نگاہ پڑی کہ آسمان پر
ایک ستارہ چمکا اب جو نگاہ غور دیکھا صاف ثابت ہوا کہ ملکہ اختر طاؤس زرین بال پر سوار
بقصد کرد فرار اڑی ہوئی آتی ہی اختر کو دیکھ افراسیاب جل گیا سوچا یہ بھی ذہین سے لڑ بھڑ کر پلٹی ہی
آٹھ پہر اختر گردش مین رہتی ہی جیسے ہی ملکہ اختر قریب کوہ پہونچی اس سنگدل نے آواز دی ای
اختر کہان جاتی ہی پلٹ کر ملکہ اختر نے دیکھا کہ برج عقرب کا سامنا ہوا ہوش اُڑ گئے ہاتھ پاؤن
مین رعشہ پڑا اتنا تو زبان سے نکلا کہ ای افراسیاب ہم تیرے مقابلے کے قابل نہین ہین ہمارے
عمّ نامدار کوکب روشنضمیر تیرے ہم نبرد ہین ہمارا تیرا کیا مقابلہ جبرو کو بلا کر ہمسے لڑوا دیکھ تو کیا
حال کرتے ہین نانی دادی کے بھروسے پر لڑتا ہی اتنا سمجھ لے کہ خون ہمارا بالا بالا نہ جائیگا خدا ہمارے
خواجہ عمرو و اسد دلاور کو سلامت رکھے ہمارے خون کا بدلا لین گے افراسیاب نے جو عمرو و اسد کا نام
سُنا آتش قہر و غضب مین بُھنا ملکہ اختر کی طرف چلا کہ گرفتار کر لون اختر سمجھی کہ اس سے جان بچانا
دشوار ہی مجبور ہو کر چار کچھ گولے ترنج و نارنج جھولی سے نکالے افراسیاب پر پھینک مارے شعلہ ہاے
آتش برقین تلوارین چھریان افراسیاب پر گرین افراسیاب دفع کرنے لگا اختر سامنے سے بھاگی
افراسیاب نے چشم زدن مین اشارہ کرکے اس کل سحر کو مٹا دیا پیچھے اختر کے دوڑا اختر کا یہ حال ہی
ہر مرتبہ آپ ہی سحر کرتی ہی آپ ہی بھاگتی جاتی ہی افراسیاب تعاقب نہین چھوڑتا اسنے تمام جسم کا
زیور اُتار کر پھینک مارا افراسیاب چٹین بجاتا ہوا چلا آتا ہی اختر کو عالم یاس چہرہ اُداس یقین
ہو گیا ہی کہ اسکے ہاتھ سے جان بچنا دشوار ہی اس ظالم کے پھندے سے بھاگ کر کہان جاؤن کیونکر
اپنی جان بچاؤن لڑتی بھڑتی تین کوس تک آئی کل زیور اپنا سحر کرنے مین اُتار اُتار کر پھینک مارا

تین کوس پر آکر تھمی افراسیاب نے ایسا سحر کیا کہ رہ ہر دی سے بھی معذور ہوئی تھرا کر بالاے محمل ٹھہری سوتیون کا مالا گلے سے اُتارا افراسیاب پر پھینک مارا دانے ٹوٹے افراسیاب کو شعلہ ہاے آتش نے گھیرا اختر نے سحر کو زور دیا کہ یہ ناری آگ مین پھنسے مین تڑپ کے نکلجاؤن افراسیاب باران سحر برسا کے آتش سحر کو مٹا رہا ہر کہ یکایک افراسیاب نے دیکھا لاہوت جادو اُڑا ہوا چلا آتا ہے اور قریب ملکہ اختر پہونچ چکا ہے واضح ہو کہ لاہوت جادو شوہر ملکہ زیور محمل نشین کا کہ باغ کا ملکہ محمل کے ذکر آئیگا ناظرین پر واضح ہو جائیگا اسوقت کسی ضرورت سے اس طرف نکل آیا یہ زن و شوہر ناظمان و بندہ افراسیاب ہین خیرہ ساحری مین انتخاب ہین افراسیاب نے جو لاہوت جادو کو آتے دیکھا پکار کر آواز دی ای لاہوت اس گیسو بریدہ کو لینا تین کوس سے مجھسے لڑتی چلی آتی ہے لاہوت نے قریب ہو کر دام سحر اختر پر مارا بیچاری نے جال کیا اختر اس دام مین پھنسی چاہا تڑپ کر نکل جاؤن جال توڑ ڈالون اس فریب پر بھی بیچاری نے شرم نہ کی پڑیا کھولکر خاک قبر جمشید اُڑا دی اختر بیہوش ہوگئی لاہوت نے اسکی زبان مین سوزن دیکر قفس مین بند کیا افراسیاب قریب آیا لاہوت جادو نے جھککر سلام کیا عرض کی شاہنشاہ اسوقت کہان سے آتے ہین اختر بد اختر سے کہان مقابلہ پڑا افراسیاب نے بیساختہ آہ کی کہا ای خیر خواہ دولت ای صاحب سطوت و حشمت کیا کہون جیسا اس ساربان زادے نے مجھکو حیران کیا ہے اسکو بیان نہین کرسکتا ملکہ حیرت بنکر مجھسے نشان لوح پوچھا اسد کو لیکر تا بہ طلسم صندل پہونچا وہان بھی نمکحرام شریک ہوے طلسم شکست قتل صندل کا بند و بست ہوا مہرو ماہ کو فتح کرلیا اب اسد تو فکر لوح مین گیا ہے ملکہ بہار و باغبان و برق لامع و رعد و برق و بران شمشیر زن وغیرہ بہ چند سرداران نامی تمھاری سرحد کی جانب سے آتے ہین ابھی مین نے نامہ دار کو گرفتار کیا ہے اسکو تو غصے مین جلا دیا نامے مین یہ تمام حالات تحریر ہین اسی غصے مین جاتا تھا کہ اختر سے مقابلہ پڑا یقین ہے کہ یہ بھی دم مین لشکر بھر کر آئی ہے اب تم اپنے قصر پر جاؤ اختر کی قید سحر پاس ملکہ زیور محمل نشین کے روانہ کردینا اور یہ بھی اطلاع دو کہ شاہنشاہ بھی تھوڑی دیر مین آتے ہین تمھارے باغ کی طرف سے بہار و باغبان و بران وغیرہ آئینگے عقل و فطرت سے انکو باغ مین بلا کر قید کرو مین اس مقام پر آکر اُن سبکو قتل کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ای لاہوت یہ بڑا غضب ہوا یقین کامل ہے کہ اسد بن کرب غازی لوح پا گیا اسی سرحد مین لوح رکھی تھی نمکحراموں نے جلا دیا ہوگا اب وہ طلسم کشائی مین مصروف ہوگا خیر انسے تو مہلت پاؤن اسکی بھی تدبیر کرونگا سزاے معقول

دونگا اپنی زوجہ کو بخوبی آگاہ کرنا کہ بہار و باغبان وغیرہ کو کسی طریقے سے باغ مین بلا لینا باغ
اُسکا سحر بند ہو بوئے پھولون کی باغی مست ہوجائینگے سحر کرنیکی مہلت نہ پائینگے اگر ہمین آگاہ ہوتے
تو سب ساحران زبردست ہین آفت ڈھائینگے پھر کر نکل جائینگے لاہوت نے کہا حضور مطمئن رہین
میری زوجہ بھی ساحرہ معقول ہو کل باغ اسی کے قبضے مین ہو ہر گل و بوٹا مطیع مرتبہ اسکا ہے بچشمون
مین رفیع جوانان چمن خدمتگزار ہمتر اس باغ کی بہار اگر کوکب آکر پھنسے طائران زمزمہ سرا عندلیبان
خوش نوا ہمنس بنیس کے مارلین ہر گل واسطے دشمن کے تھاہر شاخ نخل کھینچی ہوئی تلوار موج ہوا ہر دشمن
کمند ہر سرو نیزہ بلند پتے خنجر آبدار ہر طفل غنچہ ہوشیار اسکے بزرگون کے وقت سے وہ باغ آراستہ و
پیراستہ ہو جسپر اشارہ کردے اگر سامری و جمشید بھی ہو دیوانہ وار سر ٹکرا کر مرے دام شمیم گلہائے
باغ سے نکل نہ سکے افراسیاب خانہ خراب نے کہا مین بخوبی اس حال کو جانتا ہون اب تم بھی جاکر
یہی سامان کرو ما بدولت تشریف لاتے ہین یہ کہکر افراسیاب ایک جانب گیا لیکن لاہوت جادو
قفس اس طائر کو گرفتار کا لیے ہوئے اپنے قصر مین آیا بارہ ہزار ساحر گرد اس قصر کے اُترے ہوئے ہین
باغ اُسکی زوجہ کا یہان سے بارہ کوس ہو اپنے قصر پر آکر سرداران سے تمام کیفیت بیان کی کہ دیکھو
یارو ملکہ اختر بھتیجی کوکب کی افراسیاب سے لڑ رہی تھی گرفتار کرکے لایا ہون آج باغ مین ہماری
زوجہ کے ہنگامہ عظیم برپا ہوگا افراسیاب کو منظور ہو کہ ملکہ بہار وغیرہ کو اُسی باغ مین قتل کرے کیا
مشکل ہو سامری و جمشید تحریر فرما گئے ہین جہان کہین مسلمانون کا خون گریگا وہ زمین آباد ہوگی اب
اگر شہنشاہ کو منع کردن سمجھین بغاوت کرتا ہو اب تو مین قید اختر پاس زیور کے روانہ کرتا ہون یہ
کہکے فوراً نامے مین کل حال درج کیا بخوبی واقف کردیا کہ اے ملکہ عالم وا مونس و ہمدم قید ملکہ اختر
تمھارے پاس بھیجتی ہو اسکو باحتیاط رکھنا ہوشیار ہو تمھارے باغ کی جانب سے ملکہ بہار و باغبان
وغیرہ گذرا چاہتے ہین مکر و حیلے سے اُنکو باغ مین بلانا بعد چند ساعت کے شاہنشاہ آئینگے مین بھی وقت
پر پہونچونگا ان سبکو آج شاہنشاہ قتل کرینگے مگر تدبیر گرفتاری سرداران مذکور مین غفلت نہ کرنا باعث
بدنامی ہوگا نامہ لکھکر قفس اختر مین باندھا سحر کیا زمین سے دھوان پیدا ہوا قفس اختر کو وہین نے
گھیر لیا وہی دھوان قفس کو لیکر بلند ہوا لاہوت جادو نے آتش سحر کو زور دیا یہان ملکہ زیور محل نازنین
باغ مین جلوہ فرما گرد چارسو کنیزان ماہرو پریون کا جمگھٹا نہ خوف خزان نہ صیاد کا کھٹکا سلطنت بے خار
مجمع نازنینان گلعذار باغ حسن پُر بہار ناچ گانا ہو رہا ہو صبا بھی نفسا بہ محبت گلرخان مین لڑکھڑاتی ہو
ہر مینائے شجر سے سر ٹکراتی ہو ہر گل کا کٹورا شراب شبنم سے معمور کیفیت عیش و نشاط مین جوش رنگ سرور

یکایک سب نے دیکھا کہ شعلۂ آتش بھڑکتا ہوا آسمان سے پیدا ہوا پر سر باغ آ کر دھوئین نے چرخ مارا شعلے بھڑک کر مخفی ہوے سب نے بخوبی دیکھا بیچ مین ایک آہنین قفس مین ایک ماہ رخسار دھوئین نے قفس کو لا کر سامنے ملکہ زیور کے اُتارا ملکہ زیور نے سحر کر کے دھوئین کو برطرف کیا کاغذ کھولکر پڑھا ساتھ والیون کو مضمون سمجھایا جلد تیاری کرو شہنشاہ کی آمد ہو گرفتار کرنے مین ملکہ بہار وغیرہ کے بُری گھڑی ہو آج اس باغ مین بہار د باغبان کا خون بہیگا برق لامع و برق و رعد دریاے خون مین تڑپین گے بی بران شمشیرزن پر چھری پھریگی شراب کباب کی تیاری کرو دیکھو صاحبو کیا مشکل ہو اگر بہار وغیرہ میرے دام تزویر مین نہ پھنسین گرفتار کرلینا کیا بات ہو اگر سمجھ گئین قیامت کی لڑائی پڑیگی بہار د باغبان و بران و برق لامع و رعد و برق کے نام تحریر ہین ایک ایک انمین ساحر بے نظیر ہو دیکھیے آج کیا ہوتا ہو لیکن حکم حاکم مرگ مفاجات گردن تابی غیر ممکن ہو ساحران بردست سے مقابلہ پڑیگا سامری و جمشید آبرو بچائین انجام بخیر کرین یہ کہکر ملکہ زیور نے ناچ وغیرہ موقوف کرایا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی ہٹوا دین تاج زرین سر پر رکھا دریاے جواہر مین غوطہ مارا لباس پر تکلف زیب جسم انور کیا عروس شب اول بنکر تیار ہوئی کنیزون کو جابجا مقرر کیا خود انتظار آمد بہار و باغبان کرنے لگی وسط باغ مین کرسی جواہر نگار پر بیٹھی لیکن گوش برآواز چشم براہ انتظار

کل سامان گرفتاری باغبان کا تیار

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ بہار و باغبان و بران و خواجہ عمرو وغیرہ بیان ہوتے ہین

یہ ملحوظ خاطر سامعین رہے کہ شاہزادہ اسد ضرغام شیر دل اس صحراے وحشت ناک مین سرگردان ہین لیکن بہار و باغبان و رعد و برق و برق لامع و خواجہ عمرو بعد فتح دربند مہر و ماہ کے اسد نامدار سے رخصت ہو کر بصد کر و فر روانہ ہوتے ہین التماس بخدمت ناظرین کا ہو کہ اس داستان حیرت آگین کو جب ملاحظہ فرمائین اس حقیر ہیچمدان کو بدعاے خیر یاد کرین ایسے مضامین موزون بمقدمۂ عیاری خواجہ عمرو و بہتر قران نامور واقع ہوے ہین کہ ان مضامین حیرت آگین کو تصنیف کر کے خود وجد ہوا ہر چند کہ تا بہ ختم جلد ہفتم انشاء اللہ بشرط حیات ایسی ایسی عیاریان و سحرہاے پر تکلف بطریقہ داستان سرائی بصد رعنائی و زیبائی تحریر ہونگے کہ داستانہاے اول کو یقین کامل ہو کہ ناظرین فراموش فرمائینگے ہر مقام پر اس ہیچمدان ہیچ مچ زبان کو بھی خیال رہتا ہو کہ سامع و خوانندہ ملول نہو بیوجہ طول نہو تا ناظرین ملاحظہ فرمائین خمسہ

سخن یہ اپنا بھی ہو افتخار کے قابل زمین کی چیز نہیں ہیں لب اس نگار کے قابل
بجا ہو کیون نہ کہین اسکو یار کے قابل نہین نہین فلک کجمدار کے قابل
یہ چاند ہو سیر دوش یار کے قابل

کہان ہین لعل لب خوشگوار کے قابل وہ دانت اور در آبدار کے قابل
غضب ہو مال جہان ہو نگار کے قابل نہین ہو تحفہ کوئی میرے یار کے قابل
یہ ایک روح فقط ہو نثار کے قابل

رہا جو پردے مین تا عمر رہ گیا پردا ذرا سے جلوے مین غش کھا کے گر پڑے موسا
جہان یہ مشکل ہو مجھپر مقام طعن ہو کیا اُسے تو پیر فلک نے کبھی نہین دیکھا
کہ اسکی آنکھ نہین دیدیار کے قابل

ہمیشہ ورد رہا آسیاے گردون کا برنگ دانہ ہوا گردشون سے تن میرا
نہ پوچھو حال کہون سرگذشت مین کیا کیا تمھارے ہجر کے صدمون نے اسقدر پیسا
کہ ہڈیان نہین اب فشار کے قابل

جنون لطف سے وحشی ہون چشم فتان کا عمل جہان مین سب ہے ہنر لے انسان کا
مقام غور ہو انصاف عدل انسان کا خدا نے عشق دیا مجھکو تیر مژگان کا
گناہگار تھا سمجھا وہ دار کے قابل

یہ آرزو ہو کہ لپٹین رکاب توسن سے مثال خار الجھ جائین ورد امن سے
یہی سوال ہو ہر ایک دست دشمن سے یہ کوئی جا کے کہے یار صید افگن سے
کہ مرغ دل ہو ہمارا شکار کے قابل

ہمارے حال کی شہرت ہو قاف سے تا قاف عوض مصیبت و غم کے ضرور ہین لطاف
کمال حیف ہو اسیر اگر نہ ہو تم صاف اُٹھائین کیسی جفائین ذرا کرو انصاف
کہ اب ہو عاشق دل خستہ پیار کے قابل

نصیب تھے کہ اجل آئی تیرے کوچے مین ہماری خاک ہمین لائی تیرے کوچے مین
خدا نے قبر تو بنوائی تیرے کوچے مین ہزار شکر جگہ پائی تیرے کوچے مین
زمین ڈھونڈتے تھے ہم مزار کے قابل

یہی دعا ہو رحیم و کریم سے میری نگاہ بد سے خدا رکھے حفظ مین اپنی

جہان مین تو رہے سر سبز ای گل خوبی ‎ | ‎ چمن مین حسن کے تیرے خزان نہ آئے کبھی

کہ ہین یہ پھول ہمیشہ بہار کے قابل

ہزارون ہمنے اُٹھائے فراق کے صدمے ‎ | ‎ فشار کے بھی الم زیر خاک دیکھ چکے
دعا کریم سے کرتے ہین گور کے نیچے ‎ | ‎ الٰہی اُنکو بچانا ہما کے پنجے سے

یہ استخوان ہین سگ کوے یار کے قابل

وہ سخت جان ہین کہ مرنے سے اپنے جی مین ڈرین ‎ | ‎ جو قصد قتل ہو اُنکا تو سب سے پہلے مرین
یہ آرزو ہی کہ دونون لہو سے ہاتھ بھرین ‎ | ‎ ہمارے خون سے رنگین چاہیے وہ کرین

حنا ہی یہ کف دست نگار کے قابل

بیان خاک کرین منھ سے ہم جفائے صنم ‎ | ‎ تا آل کار کو دی جان تک برائے صنم
یہی دعا ہی شب و روز ای خدائے صنم ‎ | ‎ ہماری قبر یہ ہو لوح سنگ پائے صنم

کہ اور سنگ نہین اس مزار کے قابل

ہمیشہ پیش نظر ہی وہ عزت گلشن ‎ | ‎ فراق یار مین بھاتی ہی کسکو سیر چمن
نہ کچھ ہی مہر کی حاجت نہ فکر شمع لگن ‎ | ‎ ہمارا داغ ہی سینہ مین رات دن روشن

چراغ ہی یہ شب انتظار کے قابل

نہین جو شوق ہی گانے کا ای گل خوبی ‎ | ‎ عجیب امر خدا ساز ہی یہ تقدیری
نصیب لڑ گئے عاشق کے اپنی قسمت تھی ‎ | ‎ کہین گے کھل کے نہ ہم بھی یہ بات پردے کی

ہمارا تار نفس ہی ستار کے قابل

نہین ہی کوئی زمانے مین برق اب ہمسر ‎ | ‎ عطا کیے ہین خدا نے تمام فضل و ہنر
یہ انکسار سے کہتے ہین اس فصاحت پر ‎ | ‎ غزل کے کہنے مین مغرور ہو نہ ای حیدر

نہین ہی شاعرون مین تو شمار کے قابل!

کجا بودم اکنون فتادم کجا ‎ | ‎ عنان سخن شد ز چنگم رہا ‎ | ‎ دگر بار در گفتگو آمدم
بدیدار نیکان نکو آمد ‎ | ‎ نشست آورم بار دیگر کہ جوت ‎ | ‎ بفرمان حی الذی لا یموت

گوہر آبدار سخن کو زیب گوش حق نیوش سامعین والا تمکین کرتے ہین کہ جب خواجہ عمرو و سرداران مذکور کو ہمراہ لیکر تخت سحر بہار پہ سوار ہوئے سمت لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ چلے عمرو نے کہا ای ملکہ بہار گلعذار دای باغبان عالی وقار یہ سراسر ظاہر ہی کہ لوح طلسمی جس حوالی مین افراسیاب نے رکھی ہی

نشان وقت خلوت راز دنیا زمین بتایا تھا لیکن یہ دھوکا دیا صاف یہی کلمہ کہا تھا کہ لوح طلسمی ہیں
پاس مہرو ماہ جادو کے بھیدی ہو سب نشان مطابق ہوے طلسم صندل پر سرگردانی راہ مین حیرانی
پریشانی حاصل ہوئی در بند مہرو ماہ بھی فتح ہوا سرداران نامدار بھی اسد عالیوقار کو جانباز و
سرفروش ملے ملک اخضر سا ساحر قدیم صندلان صندلی پوش سردار معقول و ندیم ملکہ گو ہر
جادو کیسی صاحب آبرو سب سامان عمدہ ہین لیکن تم لوگون نے ایسی جلدی کی دو چار روز
اور توقف کرتے ہمارے سامنے لوح ملجاتی طبیعت تسکین پاتی اب انتشار رہا دل بیقرار رہا قلب
غائی تو یان روح اسد نامدار کے ساتھ ہی ہر چند کہ مین نے بچپن سے تعلیم کیا ہی ہم سردار وہم عیار ہو
لیکن بادہ جرائت سے سرشار ہی ہر بات کا آغاز و انجام سمجھنا نہایت دشوار ہی دل اسکی صحت عافیت
کا خواستگار ہی اگر مناسب ہو پلٹ پڑو دیکھین کیا انجام ہوا لوح ملی یا نہین ملی شاید کچھ ہماری تمھاری
ضرورت پڑے بہار نے کہا ہی شاہنشاہ اوج عیاری فکر نہ کیجیے پروردگار مالک ہی اتبو دہ بخضوع وخشوع
مصروف عبادت ہونگے غیب سے بشارت ہوگی اُسی نشان پر جائینگے لوح طلسمی پائین گے اخضر ایسا
واقفکار موجود ہی اب پلٹنا بہتر نہین ہی ایسا نہو افراسیاب نے کوئی ساحر زبردست ملکہ مہرخ پر
بھیجا ہو اسکا بھی اندیشہ ہی کہ ناموس طلسم کشا ملکہ مہ جبین و لالان خون قبا لشکر مین موجود ہین اگر
خدانخواستہ اُنپر کوئی افتاد پڑی ہم آقا کو کیا منھ دکھائینگے افراسیاب تو مہ جبین کے نام کا دشمن ہی
ساحر پرفن ہی خدانخواستہ خیال کرے کہ مہ جبین دلالان خون قبا کو پکڑ لون مہ جبین تو اُسکی دختر ہی
لالان خون قبا باغ خوبی کی گل تر ہی حسن و جمال مین ماہ و مہر سے بہتر ہی یہ بھی ہملوگ سُن چکے ہین
کہ اکثر اُسکی خواستگاری بھی کی اگر کوئی حرکت ناشایستہ کر بیٹھا اسد تو اس غیرت مین گلا کاٹ ڈالیگا
عمرو نے جواب دیا بخدا میرا دل بہت گھبراتا ہی آپ سب صاحبون کے ساتھ کیون آیا کوئی افتاد ہونے کو
ہی دل آگاہ خبر دیتا ہی بہار وغیرہ نے کہا خواجہ آپ کو بیٹھے بیٹھے ناحق کا تردد ہی اگر خدا نے فضل کیا
لوح پا چکے مصروف طلسم کشائی ہوئے ضرور ہملو نامہ پہونچے گا کہ لشکر لیکے آؤ جس طرح آپنے ملک واؤدیہ
سے خبر دی تھی ہملوگون نے آکر لشکر نہنگ خونخوار سے مقابلہ کیا تھا اسی طرح اب بھی وقت پر پہونچینگے
یہ باتین کرتے ہوے سب سردار آتے ہین یکایک لپٹین پھولون کی آئین ہواے سرد چلی سبھون نے بند قبا
کھولدیے سر اُٹھا کر دیکھا سبحان اللہ قدرت پروردگار نظر آئی اک باغ پُر بہار قطع دار پھولون سے معمور
جابجا نغمہ قمری بے قصور حسینہائے طوبائی گلشن بے خزان نخل سرسبز و شاداب چشمہ ہاے آب یا آب وتاب گل نخل
سبز پوش صیاد و گلچین خاموش جابجا طائران خوش نوا طاؤس ارمست ادا قمریان طوق گو یان لفظ

کو کونایاب عندلیب پہلوے گل مین مست بادۂ الفت پھول منقار مین دبے ہوئے شاخہاے موزون پر غزل خوان مطلع مصنف ورد زبان مطلع

آج بیلا بٹ رہا ہی خوش ہی بلبل باغ مین ۔ شاخہاے گل لٹاتی ہین زرِ گل باغ مین

شاخون نے براے پیشکش شاہد گل ڈالیان لگائین بلبلین پھول پھول کے اترائین سوسن صد زبان نے دھڑی مسی کی جمائی دھڑا دھڑی لوٹ رہی ہی زلف عنبرین سنبل کو پیچ و تاب سبزۂ خوابیدہ مست خواب بیلا البیلا پن دکھاتا ہی جوانان چمن کو جوش بہار دیکھکر غش آتا ہی نظم

واہ واکیا معتدل ہی باغ عالم کی ہوا
بنگیا گلزار عالم رشک صد دار الشفا
ہوگیا موقوف یہ سودا کا بالکل احتراق
بید مجنون کا بھی صحرا مین نہین باقی پتا
پائی یہ اصلاح صفرا نے کہ دنیا مین کہین

مثل نبض صاحب صحت ہی ہر موج صبا
ہی گلون کے حق مین شبنم مرہم زخم جگر
لالہ بے داغ سیہ پانے لگا نشو و نما
ہوتا ہی لطف ہوا سے اسقدر پیدا لہو
زرد چشم اب دیکھنے کو بھی نہین ہی کہربا

بھرتی ہی کیا کیا مسیحائی کا دم باد بہار
شاخ بشکستہ کو ہی ہر ایک قطرہ مومیا
ہوگیا زائل مزاج دہر سے یا تک خفقان
برگ مین ہر برگ کے سرخی ہی جیسون رگ حنا
ہر مزاج بلغمی مین ہوتی ہی تولید خون

چاندنی کا پھول ہو گر ارغوانی ہی بجا ۔ آس باغ مین جوش بہار ہر گل نام خزان سے بیزار مطلع

زمین گل آسمان گل بحر و بر گل ۔ نمایندہ درجہان گوئی مگر گل ۔ عاشقون کے سبب وہ درد کا تھا ۔ گل لالہ عقیق زرد کا تھا

نسیم عنبر شمیم کے جھونکے چل رہے ہین جوش پر موج آب ہر گل کے جسم مین لباس گلنار وسط باغ مین ایک چبوترہ بلور جسکی تعمیر سے دفور نور ایک شاہزادی گلبدن گلعذار غنچہ دہن رشک بہار کرسی پر جلوہ فرما گرد و ناز نینان خوشتر و کم سن مرادون کی راتین پھولنے پھلنے کے دن بیچ مین وہ ماہ تابان گرد نجوم سیارگان جیسے ہی اس شاہزادی نے ملکہ بہار وغیرہ کو آتے دیکھا مثل شاخ گل وہ صاحب تجمل براے تسلیم ملکہ بہار خم ہوئی ہاتھ اٹھا کر دعاے جان درازی دی عرض کی اے ملکہ بہار کنیز کو پہچانا ہمیشہ خدمت مین رہی عرصہ دراز سے تکلیف جدائی سہی زلور تجمل نشین میرا نام ہی ہمیشہ سے ہوا خواہ حضور کی یہ نام ہو آئیے باغ مین تشریف لائیے مین نے مفصل خبر سُنی تھی کہ طلسم کشا کو گنبد نور سے رہا کر لیا مجکو تو غیب سے ہدایت ہوئی تھی مدت سے مطیع الاسلام ہو چکی مگر حیران تھی کہ حضور کی خدمت مین کیونکر جاؤن کوئی تحفہ لائق پیشکش نہ رکھتی تھی کہ اسکو لیکر آتی شوہر میرا لاہوت جادو بھی یہان نہین ہی چند ساعت توقف فرمائیے سیر گل و لالہ مین مصروف ہو جیسے کبھی پکار کر باغبان کو آواز دی کہ اے قوت بازوے افراسیاب بشکر ہی بہار پیراے باغ عالم کا کہ آپ بھی موجود ہین سب صاحبون سے سفارش کیجیے خوب مجھکو ثابت ہوا کہ اب طلسم ہوش ربا نہ بچے گا کتاب سامری مین بھی یہی تحریر ہی جو آپ لوگون کا ساتھ دیگا غرق آب روان

پائے گا ورنہ ذلیل و خوار ہوکر مارا جائیگا یہ کلمات مکر آیات جو ملکہ بہار نے سُنے خیال آیا کہ یہ دوست
صادق ہی کہا اے باغبان چند ساعت باغ مین ملکہ زیور محمل نشین کے ٹھہر جاؤ منت و خوشامد
کرتی ہی ساحرہ زبردست رکن طلسم ہوش ربا سحر و ساحری مین بیمثل و یکتا ہی اور تو سب نے کہا بسم اللہ
چلیے مگر خواجہ عمرو نے کہا اے بہار اسکے کلام سے بوے دشمنی آتی ہی بالا بالا نکل چلو اسکے باغ مین ٹھہرو
ظاہر مین باغ پر بہار ہی باطن مین دل کھٹکتا ہی کہ ہمارے تمھارے واسطے خار ہی ایسا نہو کسی بلا مین پھنس
جائین اگر اسکو خواہش ہوگی خود چلی آئیگی یہی جواب دو کہ ہمارا ٹھہرنا ناممکن ہی اگر تمکو خواہش شراکت
ہی لشکر اسد نامدار خانۂ بے تکلف ہی جسکا امیر و فقیر کا دل چاہے تشریف لائے سرفراز فرمائے ہم سب
صاحب برائے خدمتگزاری حاضر ہین اسوقت البتہ قاصر ہین ملکہ بران شمشیر زن کے منہ سے بے اختیار
نکلا کہ اے خواجہ اگر یہ گل پیرہن بغاوت پر کمر باندھے گی ہمارا کیا کرسکتی ہی وہ اختر دوار یہ چلے جان
بچانا مشکل پڑے برق لامع نے تڑپ کر جواب دیا اے شہنشاہ اوج عیاری ایسی تڑپون کڑکون
خرمن ہستی دشمن کو جلا دون اس باغ پر بہار مین خون کا دریا بہا دون رعد نے کہا وہ چیخ مارون کان
کے پردے پھٹ جائین باغبان نے کہا باغی کی ٹانگین چیر ڈالون عمرو نے کہا یارو تم سب کے دماغ
مین غرور بھرا ہی شامتین آئی ہین ایسے کسی بلا مین پھنسوگے جان بچانا مشکل ہوگی عمرو کی بات کا
کسی نے جواب نہ دیا بہار نے مسکرا کر منہ پھیر لیا خواجہ کی باتون کو ہنسی مین اُڑا دیا زیور دست بستہ
سامنے کھڑی ہی کہتی ہی اے ملکہ عالم تشریف لائیے سرفراز فرمائیے کنیز بے تمیز خدمتگزاری کی امیدوار
ہی عمرو نے ہرچند منع کیا کسی نے نہ مانا علاوہ ازین محمل زیور نشین نے بھی ایسی چرب زبانی کی آنکھون
مین سب کے چربی چھا گئی خواجہ ایسے چراغ محفل فطرت کی بات نہ سُنی ملکہ بہار نے تخت بڑھایا جب قریب
دیوار باغ تخت پہونچا اُسوقت بھی عمرو نے کہا اے بہار برائے خدا باتون پر اس مکارہ کے نجاؤ سراسر
پیشانی اسکی سیاہ معلوم ہوتی ہی شراب مکر و فطرت سے جام کلام معمور ہی دیکھو دھوکا نہ کھاؤ سراسر عقل کا
قصور ہی بہار نے نہ مانا ہنسکر ٹال دیا عمرو نے کہا مین ساتھ نہ دونگا باغبان نے کہا خواجہ تمھارا ابھی
دو چار کوڑی کا روزگار ہوگا خواجہ عمرو نے کہا او بیوقوف پہلے نقد جان تو بچا یہ کہکر خواجہ عمرو تخت
سے کود پڑے ساتھ والے ہان ہان کرتے رہے خواجہ عمرو نے ایک کو بھی جواب نہ دیا تخت سے گرتے گرتے گلیم
اوڑھکر غائب ہوے لیکن سرداران مذکور مست شراب جہالت پابند محبس رنج و مصیبت سرحد باغ مین
آکر تخت سے کودے جیسے ہی اُن سبھون نے زمین پر قدم رکھے زیور نے جھوم کر آواز دی یا سامری یا
جمشید دشمنان افراسیاب کو لینا سابق مین تحریر کرچکا ہون یہ باغ اُسکے بزرگون کا بنایا ہوا ہی

ہر ایک بوٹا پتا افسونگری سے معمور ہر ایک نخل برائے سینۂ دشمن نیزۂ جانستان ہر ایک پتا خنجر بران ہر ایک سرو آہ دلدوز ہر ایک پھول شعلۂ جوالہ بلائے سحر سے سارا باغ بھرا ہوا تھا غنچے بہار کی حماقت پر مسکرائے پھولون نے باغبان کی ذلت پر قہقہے اُڑائے سرو انگشت بدندان ہوا چشمون سے طوفان کا سامان عیان ہوا حباب آنکھین نکالنے لگے سارا باغ دشمن جان تشنۂ خون مسلمانان جانورون نے غل مچایا دام موج صبا سے یہ صدا اٹھی خوب دام تزویر مین پھنسایا بران لڑکھڑائی چاہا اختر مروارید نکالون جو ہاتھ نہ پہونچا تھا کہ باغبان کی زبان بند بہار در مند برق لامع تڑپی رعد کی آواز پڑ گئی گر جا پھولا جملہ ساحران مذکور بوے گل سے مست ہوے سحر بالکل فراموش مثل تصویر تصور خاموش اسم سحر نہ پڑھ سکے لڑکھڑا کر گر کر سب بیہوش ہوے زیور محمل نشین نے کنیزون کو آواز دی دشمنان شہنشاہ کو گرفتار کرو ٹبرے گرگ باران دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ پھنسے کنیزون نے بڑھکر ہر ایک کی زبان مین سوزن دیا زیور محمل نشین جانتی ہے یہ سب ساحر رکن طلسم ہوش رُبا ہین بران شمشیرزن آفتاب طلسم نور افشان ایسا ہو سوزن کو یہ لوگ تمامین سحر کرکے نکل جائین اگر باغ ہر ایک رنگ شعبدہ نہوتا ان سب کا گرفتار ہونا دشوار تھا قفل ہاے مار آتشین سب کے دہن پر چڑھائے آپ آکر مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوئی کنیزون نے ان سب کو ہوشیار کیا اب آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار مصیبت پایا اب سمجھا خواجہ کا یاد آیا کنیزین کشان کشان لیکر سامنے ملکہ زیور محمل نشین کے آئین بران نے دیکھا ملکہ اختر بن سہیلان بھی گرفتار قفس مصیبت ہے اور زیادہ قلق ہوا شرما کر سر جھکا لیا زیور نے بہ عتاب خطاب کیا کیون اے ملکہ بہار و باغبان افراسیاب کے ساتھ دشمنی کی رہروان جادۂ طلسم ہوش رُبا کی رہبری کی خوف نہ آیا کہ بادشاہ جابر و قاہر ہے صاحب نیرنگ شعبدہ دنیا مین کون اُس سے مقابلہ کرسکتا ہے یہ وہ بادشاہ عالیجاہ ہے جس نے سلطنت لاچین کو مٹایا ہوش رُبا پر بزور بازو قبضہ کیا دریاے نیل کی آبرو مٹائی قہقہہ سیہ تخت کو مارا اُن معرکون مین زمین تھراتی تھی زبان ماہیان دریاے نیل سے الحفیظ والامان کی صدا آتی تھی تم چند کس کیا کرسکتے ہو اب دم بھر مین شہنشاہ تشریف لائینگے اسی باغ مین تم سب کا خون بہائینگے ان سردارون مین کلام کی طاقت کہان آنکھون مین بصارت کہان ہوا اس باغ کی خلاف سحر بالکل فراموش ہوا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا یقین کامل ہوا کہ جان بچنا دشوار ہے فلک کجرفتار نے بلاے مبرم مین مبتلا کیا اب رنج و ملال سے کیا ہوتا ہے سب سے زیادہ ملکہ بران شمشیرزن کا حال ابتر دختر بلند اختر شہنشاہ طلسم نور افشان صاحب جاہ و جلال آسمان لیاقت کی بدر کمال یقین کامل ہوا اے بران قضا کھینچکر اس باغ مین لائی اس طرح کبھی مجبور و ناچار نہوے تھے کس قیامت

کا باغ ہی تماشے سے اسکے دل پر داغ ہی افسوس طلسم اسکندری فتح کرکے شاہزادۂ امجد نوجوان نبیرہ حمزہ صاحبقران نے فرمایا تھا کہ صیقل آئینہ دار را ہبر ہی اپنے کو طلسم ہوش ربا مین پہونچا دینگے اسد نامدار کی شراکت کرکے قتل افراسیاب کی تدبیرین کرینگے وہ شہریار صاحب ارادہ ہی طلسم ہوش ربا مین آنے پر آمادہ ہی ضرور تشریف لائیگا مگر افسوس ہمکو زندہ نہ پائیگا عین وقت پر موت کا سامنا ہوا اب کون صورت جان بچنے کی ہی اس باغ مین موت لیکر آئی بقول مخفی نظم

من ماہی آن بحر کہ آبش ہمہ خون ست
اکلش ہمہ زہر است شرابش ہمہ خون ست
ہر بوالہوسے را نرسد لاف محبت
ہر جا کہ رود تا بہ کابش ہمہ خون است

لب تشنۂ جامی کہ شرابش ہمہ خون ست
ای خضر تو در چشمۂ حیوان کہ اسیران
با شبنمی آن گل کہ گلابش ہمہ خون است

ہر کس نبرد رہ بسوے دشت محبت
نوشند ازان چشمہ کہ آبش ہمہ خون است
لب ریختہ خون قتل مخفی کہ ز بیداد

یہ اشعار مصیبت آثار خاص ایسے ہی وقت پر نظم کیے ہین ای رحیم کارساز آج بدعت افراسیاب سے بچا نا روز سیاہ نہ دکھانا ہمارے بھی چہرۂ زیبا کا رنگ اڑا ہوا تھی حماقت پر شرمندہ دل مین محجوب و شرمسار محزون و بیقرار جان و آبرو کا خوف تھا تی ہی کہ افراسیاب تجہپر عاشق ہی ایسا نہو قصد آبروریزی کرے ای پروردگار حکم دے ملک الموت کو کہ تا آنے افراسیاب کے میرا خاتمہ ہو مردہ ہمارا اٹھا کر لیجاے اس باغ مین آکر مجہ خار صحراے مصیبت کو زندہ نپاے باغبان متردد دل مین خیال کہ ای باغبان سبحان اللہ ہمارا لقب وزیر با تدبیر ہی کیا بری تقدیر ہی یکایک یون عقل پر پتھر پڑے بالکل اندھے ہوگئے یہ پھوٹی آنکھون سے نہ سوجھا پرائے گھر مین بے تکلف چلے آنا خواجہ عمرو کا سمجھانا خیال مین نہ آیا بڑا دھوکا اٹھایا مضمون مصرعہ صادق آیا ع چون قضا آید طبیب ابلہ شود ٭ مصیبتین ہوش ربا مین ہمنے جھیلین جب وقت فتح طلسم آیا فلک نے ہمکو اس مصیبت مین پھنسایا افراسیاب جادو آتے ہی قتل کرے گا سب سے پہلے ہمارا سر کاٹیگا خوف جان مین یہ اشعار یاد آکے نظم

کیا جانے کسکی خاک ہی رکہ ہوش نقش پا
حیران ہے ہین صورت خاموش نقش پا
وحشت ہی کبر اہل جہان سے پہ اب مجھے
پڑتا ہی پا مین آبلہ از جوش نقش پا
افتادگان تک آنکے کیا لینگے راہرن
خون جگر کیا ہی فراموش نقش پا
سودا بہ قول حضرت بیدل لکہے دوست

یون گھو قدم کہ تا نہ دبے دوش نقش پا
کسکی بنے ہین خاک نشینان عشق
افتادگی نہ ہوے فراموش نقش پا
گذرے وہ کیونکہ خاک سے میری کہ تا ابد
جز خاک کچھ نہین ہی در آغوش نقش پا
پابوسی پر رقیب عبث دے ہی جی کہ دان
خط جبین ستم آغوش نقش پا

اعمال رفتگان کے مکافات کر نظر
گوش اپنے کر ہین اتنے کہ جون گوش نقش پا
کثرت سے کوے یار مین گرمی ہی یہ کہ دان
چھوڑے قدم کو اسکے نہ آغوش نقش پا
ای شوخ ہر زہ گردی نے تیری ہر ایک جا
کب ہی قبول خاطر پاپوش نقش پا
باغبان نے جو یہ اشعار پڑھے

بہار جادو نے سُنکر آہ کی خیال بادشاہ اسلام کیا گل سا چہرہ کمھلا گیا باغبان کو اشارہ کیا کہا ای
باغبان مضمون ان اشعار کے ہم گرفتاران مصیبت پر صادق آتے ہین مدت سے گرفتار دام محبت آج
اسیر دام مصیبت ہوئے اپنی جانب اشارہ کرکے یہ اشعار پڑھے اشعار

آدم کا جسم جبکہ عناصر سے مل بنا
مست آشیان چمن کے عرے متصل بنا
جس تیرگی سے روز ہی عشاق کا سیاہ
ساغر ہماری خاک کو مت کرکے گل بنا
سُن سنکے عرض حال ہزار یار نے کہا

کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا
جب تیشہ کوہکن نے لیا تھا تب یہ عشق
شاید اُسی سے چہرہ خوبان پہ تل بنا
اپنا ہنر دکھائینگے ہم تجکو شیشہ گر
سودا نیا مین بیٹھکے یان متصل بنا

سرگرم نالہ ان دنون مین بھی ہون عندلیب
بولا کہ اپنی چھاتی پہ دھرنے کو سل بنا
لب بندگی مین کٹ لے اس لب پہ ای کلال
ٹوٹا ہوا کسی کا اگر ہم سے دل بنا

باغبان قدرت حسرت پہ بہار
کی زار زار رو یا جی مین کہتا ہی حقیقت مین افسوس بہار کا شباب ہماری تو شادی ہوئی خانہ آبادی ہوئی
لطف وصل و ہجر دیکھا اس کمبخت بد نصیب نے باغ عالم کی کیا ہوا کھائی ایسی نازنین کو اس حسرت و یاس کے
مقام پر موت آئی ای بانی بنائے گلشن عالم ای واقف اسرار ہستی و عدم بہار جادو کو بچالے لیکن زیور
محمل نشین نے فوراً ایک نامہ لکھا اپنے شوہر کے واسطے کہ ای شہنشاہ لاہوت جادو ای راز دار خوشخو قید
تمنے ملکہ اختر کی ہمارے پاس بھیجی مع نامہ اشتیاق قفس مین اُس ماہ خوبی کو پایا ہمسے بھی یہان بڑا کار نمایان
ہوا ملکہ بہار گلعذار و وزیر باشوکت اعنی باغبان قدرت سیف قاطع ملکہ برق لامع و رعد و برق
و صفدر صف فلکن ملکہ بران شمشیر زن ان سب کو ہمنے گرفتار کرلیا دام سحر مین پھنسایا یہ وہ ساحران غدار
تھے کہ جن سے شہنشاہ ہوش رُبا عاجز رہے مگر صحبت کی تاثیر تیر تدبیر تو دہ مراد پر پڑا تا یہ شر بی غرق ہوا میدان
خونی کی تیاری کر رہے ہین جلادان خرس طینت جمع کیے آمد شہنشاہ کا انتظار ہی کہین وہ جلد آئین اگر ان
سب کو قتل کرین لیکن آپ بھی وقت پر ضرور آئیے گا دیر نہ لگائیے گا حقیقت مین آج روز قیامت ہی
بہار جادو ایسی ساحرہ منظور نظر شہنشاہ قتل ہوتی ہی مین سمجھا رہی ہون وہ ظالم نہین مانتی کہتی ہی اپنی
جان دونگی اطاعت افراسیاب جادو نہ کرونگی آپ کو یاد ہوگا سابق مین ارشاد فرمایا تھا کہ بہار کے
نکل جانے کا دلپر داغ ہی جب بہار نہو باغ مین سناٹا ہر سرو چمن مثل آہ رنگ باغ تباہ عندلیبان
خوش نوا کو صدمہ و غم ہر ساکن باغ مبتلائے محبس رنج و الم فرماتے تھے کہ جو کوئی بہار کو راضی کرے
یا بدولت سے ملا دے دولت دنیا سے نہال کرونگا لہذا آپ جلد آئین ہم آپ ملکر بہار کو سمجھائین
اگر یہ کام ہمارے ہاتھ سے نکلے افراسیاب جادو حاکم طلسم ہوش رُبا کر دے تھوڑے لکھنے کو بہت
جانیے گا شہنشاہ بھی آیا چاہتے ہین آج انکے دل کو لگی ہی مشہور ہی کہ طلسم کشا کو در بند مہر و ماہ کی

لوح طلسمی ہلگئی بعض کا یہ قول ہے کہ طلسم کشا مرحلہ جات پر پہونچا ناظمان طلسم ہوش ربا ششدر و حیران ہیں آج ہمارے باغ میں معرکہ عظیم ہے خدا ہماری آبرو رکھے بہت کچھ ملکہ زیور محمل نشین نے تحریر کیا نامہ ایک کنیز کو دیا کہا زبانی بھی کہنا ان سرداران مذکور کو ہمنے پکڑ لیا باغ کے ساحرین بہار و باغبان کو دھوکا دیا ہی براں شمشیر زن بھی جال میں پھنسی ہیں برق لامع تڑپ رہی ہیں بہ دن آپکے تشریف لائے قتل میں افراسیاب کو تامل ہوگا شاید آپکے سمجھانے سے میرے باغ میں ان گلعذاروں کا خون نہ بہائیں یہ باغ ہمیشہ بہار بربادی سے بچے بخوبی سمجھا دیا کنیز نامہ لیکر بخدمت لاہوت جادو روانہ ہوئی

اب دو کلمہ داستان افراسیاب خانہ خراب کے بیان ہوتے ہیں خمسہ موافق مضمون

مثل بو نظروں سے ہر اک گل نہاں ہو جائیگا
پھول کیا کانٹا بھی بے نام و نشان ہو جائیگا
بلبلو صحرا اسے بدتر بوستان ہو جائیگا
کاروان باد بہاری کا رواں ہو جائیگا
ایک دن یہ باغ پامال خزاں ہو جائیگا

کیا قمر ہی شرم کے مارے نہاں ہو جائیگا
سامنے سے مہر تاباں بھی رواں ہو جائیگا
صبحدم صد چاک جیب انس و جان ہو جائیگا
چاند سا چہرہ جو پردے سے عیاں ہو جائیگا
چشم عاشق کا ہر اک پردہ کتاں ہو جائیگا

کچھ دنوں سے وہ صنم جلوہ جو دکھلانے لگا
بہر نظارہ وہاں سارا جہان جانے لگا
فیض ہر اک دولت دیدار سے پانے لگا
رفتہ رفتہ اپنے در تک وہ صنم آنے لگا
سجدہ گاہ خلق سنگ آستاں ہو جائیگا

ہاں تو اے ماہ تیری کہکشاں کا ہے جواب
ہے خدنگ موے مژگاں غیرت تیر شہاب
عکس رخ سے ہے نقاب روے انور ماہتاب
بالے کے موتی ہیں تارے روے تاباں آفتاب
تیرے آنے سے ابھی بام آسمان ہو جائیگا

قتل کرتے ہیں جو یاد آجاتے ہیں ایام وصل
تلخ اپنی زندگی کا ہے مزہ بے جام وصل
جان آ جائیگی تن میں جب سنونگا نام وصل
یار جب مجھ جان بلب کو بھیجے گا پیغام وصل
دیکھنا پیغام بر معجز بیان ہو جائیگا

ایک دم ہرگز نہیں تنہا میں اسکو چھوڑتا
چھپ کے پیچھے ہو لیا جس سمت وہ اٹھکر چلا
خلق کو مجھپر یقین ہو جائیگا ہمزاد کا
گر یونہیں میں ساتھ ہوں تو رفتہ رفتہ دیکھنا
اُس پری کو اپنے سائے کا گمان ہو جائیگا

جلوہ افگن ہو رہا ہی آج اُس گل کا جو عکس
بو مین بھی خوشبو سوا ہی آج اس گل کا جو عکس
دیکھو باطن مین رسا ہی آج اُس گل کا جو عکس
آب جو مین پڑ گیا ہی آج اُس گل کا جو عکس
باغ مین ہر غنچۂ گل عطر دان ہو جائے گا

ناک رہجائیگی ہر بلبل تری گلگشت سے
باغ مین پڑ جائیگا اک غل تری گلگشت سے
معجزہ ہو جائیگا بالکل تری گلگشت سے
جان پائیگا چمن ای گل تری گلگشت سے
ہر شجر مین مرغ جانکا آشیان ہو جائیگا

دیکھ پائے گا جو صورت روے آتشناک کی
ہی یہ گرمی فی الحقیقت روے آتشناک کی
دل جلا ڈالے گی حیرت روے آتشناک کی
تھرلائے گی شرارت روے آتشناک کی
شعلۂ آتش ترے آگے دھوان ہو جائیگا

کیا ستم ای ترک تیری چشم نے برپا کیا
یہ رُلایا دیدۂ نرگس کو بھی اندھا کیا
زلف نے پھانسی دی سنبل نے اگر دعویٰ کیا
تیری ابرو نے کمان کو تیر سا سیدھا کیا
پیش مژگان تیر خم ہو کر کمان ہو جائیگا

تیر کتنی دیکھنا تیغ نگاہ ناز سے
صاف ٹکڑے مرغ جانکا ہر پر پروانہ ہی
پر کہان عالم مین ہمسا عاشق جانباز ہی
کیا ضرر ہمکو جو وہ محبوب تیر انداز ہی
ہر خدنگ اپنے بدن مین استخوان ہو جائیگا

مین نہ سمجھا تھا کہ دل ایذا دکھائیگا مجھے
سچ ہی مین اُس طفل کی کاکل کے لائیگا مجھے
وہ بڑھے گا مین گھٹونگا غم ستائیگا مجھے
انقلاب دہر جب اس سے ملائیگا مجھے
پیر جب ہو جاؤنگا مین وہ جوان ہو جائیگا

حسب خواہش گر نہین یہ شعر پر مضمون لکھا
مان لے آباد کا کہنا زیادہ غم نہ کھا
آج تیرا کوچۂ دلدار مین ہی دل لگا
فکر کر موقوف تلخ دل نہین لگتا ترا
پھر طبیعت کا کسیدن امتحان ہو جائیگا

افراسیاب خانہ خراب ملکہ اختر ماہ پیکر کو گرفتار کرکے پلٹا اس سوچ مین کہ اختر کو تو مین نے گرفتار کیا ملکہ بہار وغیرہ کی تدبیر زر یور محمل نشین کریگی نہین معلوم ساربان زادہ بھی انکے ساتھ ہو یا نہین ایسا نہو دم دیکر زریور کا گہنا اتروالے لوٹ مار کے چل دے اسکو کون پہچانیگا صرصر کو ڈھونڈھ کے ہمراہ لے لون اُسکی ہوا بندھی ہی صرصر بخوبی پہچان لیگی حقیقت مین صرصر بھی ہوا مین گرہ لگاتی ہی

عمرو کو بھی صرصر سے ایک راہ ہو گلشن حسن صرصر کا ہوا خواہ ہو یہ سوچکر افراسیاب ایک پہاڑ پر
ٹھہرا ایک پتلے کو روانہ کیا حکم دیا صرصر جہان ملے وہان سے اُسکو لاؤ پتلہ مثل شعلۂ جوالہ آسمان پر چمکا
صرصر شمشیر زن لشکر حیرت سے نکلی تھی حیرت نے حکم دیا تھا کہ لشکر مسلمانان کی خبر لاؤ صرصر شمشیر زن
کو یہ تو یقین کامل ہو کہ لشکر مین سرداران نامی نہین ہین اسد غازی کی فکر مین سب گئے ہونگے سب سے
زیادہ یہ خیال ہو مہتر قران عیاری مین صاحب کمال ہو وہ بھی اسی جستجو مین گیا ہوگا ضرغام نے بھی اپنے
کو بہت بچایا ہوگا یہ عیاران طرار جس اقلیم مین جائینگے قیامتین برپا کرینگے وہان کے باشندون کو جان بچانا
دشوار ہوگی یہ سوچتی ہوئی طرف لشکر اسلام کے چلی ہو کہ آسمان سے پتلہ تڑپ کر گرا صرصر کو اُٹھا کے لے چلا
لشکر حیرت جادو مین ہلڑ ہوا صرصر کو ایک پتلہ اُٹھا لیگیا حیرت جادو نے کہا صاحبو نہ گھبراؤ شہنشاہ
نے بلوایا ہوگا احوال کھل جائیگا آج کل شہنشاہ بڑی کوشش مین ہین خود جستجو کر رہے ہین مشہور ہے
طلسم کشا کو لوح ملگئی ساربان زادہ اسد غازی کو تا بہ دربند مہر و ماہ لے پہونچا جب تک غفلت
رہی اب شہنشاہ خواب خرگوش سے بیدار ہوے غافل تھے ہوشیار ہوے ای یاقوت وزہرہ کسی
ساحر تیز رو کو بھیجو مفصل خبر منگاؤ دشمنون نے کیا مشہور کیا ساحرون کو ناچار و مجبور کیا یاقوت وزہرہ
نے عرض کی لونڈیون نے بے حکم حضور ہرکارے روانہ کیے ہین دربار مہرخ مین موجود رہتے ہین خبر
مفصل ملے گی لیکن افراسیاب جادو بر سر کوہ فلک شکوہ ٹھہرا ہوا ہو صرصر نے سلام کیا پوچھا لے
شہنشاہ خیر تو ہو لونڈی کو کیون یاد کیا افراسیاب جادو نے کہا ای صرصر بدعت مسلمانان سے کلیجہ
خون ہو گیا دم لینا مجکو مشکل ہوا مین نے نامہ دار بہار وغیرہ کو گرفتار کیا صاف اُسمین لکھا تھا
کہ دربند مہر و ماہ فتح ہوا اسد تلاش لوح مین مصروف ہو پس یقین کامل ہو کہ اسد نے لوح پائی ہوگی
خواجہ عمرو نے طلسم صندل فتح کیا مین نے زیور محمل نشین کو نامہ لکھا ہو کہ ملکہ اختر کو گرفتار کرکے بھیجتا ہون
بہار وغیرہ کو دم دے کر گرفتار کرو زیور محمل نشین بہت چست و چالاک ہو اُسنے بیشک گرفتار
کر لیا ہوگا اسوقت مجکو خیال ہوا کہ عمرو بھی ان سب کے ساتھ ہو ایسا نہو زیور کو دم دیکر نکلجاے
اُسکو کون پہچان سکتا ہو بڑے بڑے عیارون کو اُسکی چالاکی پر سکتہ ہو اسواسطے مین نے تمکو بلوایا
ساتھ لیکر باغ زیور محمل نشین مین چلتا ہون اگر کچھ مکر ہو یا ساربان زادہ ارادہ کرے تو
ہر رنگ مین پہچان لیگی صرصر نے کہا ای شہنشاہ نگوڑا میرے سامنے کیا عیاری کر سکتا ہو جب کبھی سامنا ہوتا
ہو باتین بناکے روتا ہو یہ بھی ایک ہوشیاری ہو اپنے تئین عاشق مشہور کر دیا اگر ہمنے گرفتار
کیا تو کہے گا مین بستہ کمند گیسو ہون اور جو کہین اُسکا فقرہ ہمپر چلگیا ناز کرتا ہو کہ ہمنے ملکہ صرصر کو گرفتار

کیا مین خوب موے مکار کی باتون کو سمجھتی ہون افراسیاب جادو نے کہا اے صرصر آج چلکر
پہچانو تو جانین آج لڑائی کا خاتمہ کرتا ہون صرصر نے کہا میرے سامنے کیا عیاری کر سکتا ہے جس
صورت مین ہوگا پہچان لونگی افراسیاب جادو نے صرصر کو تخت پر بٹھایا ایکطرف باغ زیور
محمل نشین کے چلا یہان زیور محمل نشین اسی انتظار مین ہے کہ یکایک آسمان پر برق چمکی دیکھا
افراسیاب جادو تخت پر سوار پہلو مین صرصر شمشیر زن مکار زیور براے تعظیم اٹھی پایہ تخت پر
افراسیاب کے ہاتھ رکھدیا لاکے باغ مین اتارا افراسیاب نے جو نگاہ اٹھائی دیکھا بہار وغیرہ
سلسل بیٹھی ہین رنگ زرد سب کے متغیر بہ عتاب خطاب کیا اے باغبان یہ دن یاد نہ تھا اب اسطرح
قتل کرونگا کہ ماہیان دریا در فغان ہو انتہارے حال پر روئین گے مجھکو ذرا ترس نہ آئیگا تم سب نے
ملکر اسد نابکار کو تا بہ دربند جہر و ماہ پہونچایا لوح دلوا کے اب بیٹھے ہو مابدولت تو آمادہ مرگ و
مہیاے قضا ہین جب اسد کے پاس لوح موجود ہوگی بیشک مجھکو مشکل پڑیگی لیکن تم سب کو قتل کرون
ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑون اکیلا اسد غازی کیونکر عملداری کریگا غم مین یاران ہمدم کے
تڑپ تڑپ کے مرجائیگا کسی نے کچھ جواب نہ دیا سب محجوب شرمسار مضطر و بیقرار موت کا سامنا
ایسا ظالم موجود ہے سواے سکوت کیا جواب دین مگر زیور محمل نشین نے کہا اے شہنشاہ آپکو
کیونکر ثابت ہوا کہ اسد غازی کو لوح ملگئی آپ نے دربند جہر و ماہ پر لوح رکھی تھی عمرو نے جو
بشکل حیرت پوچھا آپ نے مفصل بتلایا کچھ پردہ بھی رکھا افراسیاب جادو نے کہا اے زیور
محمل نشین حقیقت مین اور تو سب حال مین نے مفصل بیان کیا لیکن یہ غلط کہا کہ لوح جہر و ماہ جادو کے
پاس ہے ایسے مقام پر رکھی ہے کہ طائر وہم و خیال نہین پہونچ سکتا اور ایک ساحر ہے کہ اسکے شکم مین لوح
رکھی ہے اور اسپر اور ایک ساحر زبردست کو نگہبان کیا اگر اسکو کوئی قتل کریگا دوسرے کو ضرور خبر
ہوجائیگی زیور محمل نشین نے کہا ایسا ہے شہنشاہ کیونکر یقین کامل ہوا کہ طلسم کشا لوح پاگیا افراسیاب
جادو نے کہا اس دلیل سے سمجھتا ہون کہ یہ سب سرداران مقید وہین سے پھڑک کے پلٹے ہین ساربان نژاد
بھی انکے ساتھ نہین آیا یقین ہے ہمراہ اسد غازی کے رہ گیا عیاریان کر رہا ہوگا زیور نے کہا اے شہنشاہ
یہ گمان یہ مقدمہ حصول لوح کامل و اکمل نہین ہے صدہا طرح کے شکوک ہین ایک راے کنیز عرض کرے
اسکو کیجیے ابھی احوال کھلجاے گا ایک پتلہ سحر کا اپنے دست زبردست سے بنائیے یہ حکم دے کر روانہ کیجیے
کہ اسد نامور جہان ملے اسکو گرفتار کر لا یہ تو ظاہر ہے کہ طلسم کشا جہان ہوگا وہان پتلہ حضور کے سحر کا پہونچیگا
اگر طلسم کشا صاحب لوح ہے تو پتلہ سحر کی کیا مجال کہ طلسم کشا کو ہاتھ لگا سکے واپس آئیگا یا مارا جائیگا اگر

لوح طلسم کشا کو نہین ملی بیشک گرفتار کر لائیگا افراسیاب کو یہ بات پسند آئی رائے پر زیور محمل نشین کے آفرین کی کہا اے زیور محمل نشین کیا صلاح معقول بتائی یہ بات دل مین کھپ گئی اسی وقت افراسیاب نے دانائی کر کے ماش کا آٹا منگایا اسی جنس کا پتلا بنایا کہا اے پتلہ ساحری جہان طلسم کشا ملے گرفتار کر لینا اور جو کوئی اسکے ہمراہ ہو اُسے بھی لینا خبردار پناہ نہ دینا پتلہ یہان سے پرپرواز پیدا کر کے چلا تلاش مین اسد نامدار کی دشت و صحرا دیکھتا بھالتا چلا جاتا ہے

اب دو کلمہ داستان حال مصیبت مآل اسد نامدار کے تحریر ہوتے ہین

سابق تحریر کیا کہ اسد نامدار زندگی سے بیزار چھن جانے سے لوح کے مبہوت دہن پر مہر سکوت مثل تصویر تصور خاموش دریاے مصیبت کا جوش ضرغام شیر دل و مبدم سمجھاتا ہے اے شہریار صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے انشاء اللہ پھر لوح طلسمی ملیگی وہ مسبب الاسباب ہے کوئی سبب ایسا ہوگا لوح طلسمی لیکر فتح طلسم آپ کرینگے کل رازداران طلسم ہوش ربا کا قول ہے کہ آپ فاتح طلسم ہین لیکن یہ طلسم ہوش ربا ہے ہر ایک طریقہ اُسکا ہوش ربا ہے افراسیاب کے ملازم سحر و ساحری مکاری غداری مین بے نظیر صاحبان تسخیر و تقدیر ہر وقت اسی فکر مین ہین کہ طلسم کشا کو قتل کرین دیکھیے پروردگار نے آپ کو گنبد نور سے کیونکر بچایا خواجہ عمرو نے کس صدمہ سے چھوڑا ایا اسد نامدار نے فرمایا اے ضرغام اب لوح ملنا نا ممکن ہے اسی صحرا کے ہول خیز مین تڑپ تڑپ کے مرے یہ اشعار آبدار ہمارے حال مصیبت مآل پر صادق آتے ہین

اشعار

پاتے ہین مہربانی کو بد تر ستم سے ہم
شادی سے آشنا ہین نہ واقف الم سے ہم
عشق کمر کو چھوڑ کے کیون مجہول ہوے
دم مین ہمارے آگئے قول و قسم سے ہم
جادو بیان ہین قہر و غضب ہین جا لیے
تسخیر کر کے پریون کو نقش رقم سے ہم
درد وفا سے ہوتی ہے چشم وفا کمال
خوش چھٹکے ایکدن ہوے قید غم سے ہم
جبتک نہ دینگے بوسہ تریاق خال لب
جام اپنا کم سمجھتے نہین جام جم سے ہم
روز جزا کا خوف نہین کچھ ہمین قلق
باز آئے ایسے آپ کے لطف و کرم سے ہم
قاتل ادھر بھی تیغ نگہ کا کریگا وار
ہستی مین آئے کیلیے ملک عدم سے ہم
پاتے ہین ہر ذرہ مین اس مہر کا فروغ
اس شمع کو گھر اپنے لگا لائے دم سے ہم
پامالون کا ہو پایہ افتادگی بلند
راحت بہت اٹھاتے ہین تیرے ستم سے ہم
دلکو ہمارے الفت مژگان یار ہے
جانبر نہون گے گیسوے افعی کے سم سے ہم
عشق بیان یار نے مارا ہے بے گناہ
پائین گے خلد الفت شاہ امم سے ہم
تیغ جنون سے ایسے ہوے ہین خود غلط
چشم امید رکھتے ہین اُسکے کرم سے ہم
بد عہد اگر سمجھتے تو دیتے نہ دل کبھی
ادنے کو بھی نہ دیکھین کبھی چشم کم سے ہم
اقلیم عاشقی مین سلیمان وقت ہین
سیکھے یہ چال یار کے نقش قدم سے ہم
پچھتا رہے ہین ترک ملاقات یار سے
رکھتے ہین کام خنجر قاتل کے دم سے ہم
کرتے ہین فیض بادہ سے سیر طلسم نشہ
نالش کرینگے حاکم ملک عدم سے ہم

ضرغام شیر دل این اشعار

مصیبت خیز کو سُنکر رونے لگا کہا اے شہریار آپ کے کلمات پر تاثیر ہین یہ کلمات بڑا ئے تو دہ دل تیر ہین واسطے خدا کے صبر کیجیے ورنہ قلب اُلٹ جائیگا آپ کے نانا جان نے راہ جہاد مین کیا کیا مصیبتین اُٹھائین بہت امر آسان عرض کرتا ہون اگر پتھر پر یہ مصیبت پڑتی تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا لیکن اس بار مصیبت کو نہ اُٹھاتا نوشیروان نامے مین تحریر ہو مسلسل تقریر ہو جب صاحبقران نامدار نے بعد قتل عفریت ملکہ آسمان پری بنت شہپال بن شاہرخ سے شادی کی ملکہ عالم آپ کے نانا جان پر عاشق تھین قصد تھا کہ پردۂ دنیا پر پہنچائین آپکے نانا جان ثابت قدم کوے محبت صاحب شوکت و لیاقت جب پردۂ دنیا کا نام لیتے تھے اور ذکر ملکہ مہرنگار آ جاتا تھا ملکہ آسمان پری کسی دشت وحشت خیز قاف مین چھوڑ روا دیتی تھین یہ ایسے شیر تھے کہ اُن مقامات کو فتح کرتے تھے لکھ در لکھ دیوان قاف مطیع کیے چھتیس پردہ ہاے قاف فتح ہوے اٹھارہ برس اسی بلا مین مبتلا رہے لیکن آپ کی طرح مایوس نہین ہوے بعد اٹھارہ برس کے وہ جو ضد کی تھی کہ خدا کی مدد سے پردۂ دنیا پر جاؤنگا کسی کا بار احسان نہ اُٹھاؤنگا اسطرح لڑتے بھڑتے ہوے آئے آپ چند عرصہ مین اسقدر گھبرائے پروردگار کو یاد کیجیے وہ اس مشکل لاحل کو حل کریگا یہ باتین کرتے ہوے ایک چشمے پر آئے پیاس کی شدت آفتاب کی حدت سر چشمہ پر ٹھہرے ضرغام نے چھاگل نکالی چشمہ سے پانی لیا اسد نامدار نے کہا اے برادر پیاس تو بہت ہے اگر پانی پئین گے تشنہ کامان کوے محبت طعنے دینگے یاد ناموس نے پریشان کیا ہے کاشکے افراسیاب تک پہونچتے وہ قید کرتا خنجر گلے پر دھرتا ملکہ مہ جبین و لالان خونقبا کو خبر تو پہونچ جاتی کہ اس بوالہوس کا خاتمہ ہوا ضرغام نے کہا حضور پانی نوش فرمایئے زبردستی چھاگل ہاتھ مین دی دو چار گھونٹ پیے کسی قدر سیراب ہوے ضرغام نے بھی پانی پیا قصد ہوا کہ چشمہ سے اٹھین رہگرائے جادۂ مصیبت ہون کہ تیلہ فرستادہ افراسیاب پہونچا اسنے جو اسد نامور کو دیکھا مثل برق خاطف تڑپ کر گرا ایک پنجہ کمر مین اسد نامدار کے دیا ایک ہاتھ سے ضرغام کو اُٹھا لیا لے کر بلند ہوا طرف افراسیاب جادو کے چلا افراسیاب مسند پر بیٹھا ہے شراب پی رہا ہے زیور محمل نشین مصروف خدمتگزاری قیدیانِ بلا سامنے تیلے کے آنے کا انتظار کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا تیلہ اسد و ضرغام کو لیے ہوے آتا ہے باغ مین ہنگامہ ہوا افراسیاب مثل گل کے شگفتہ ہو گیا زیور محمل نشین نے کہا اے شہنشاہ دیکھے آپ کی کنیز کی راے سالم ٹھہری افراسیاب نے تاج کو کج کیا لاف و گزاف کرنے لگا نشے مین بلبلا اٹھا منم شہنشاہ طلسم ہوش رُبا کیون اے ملکہ زیور محمل نشین اقبال کو ما بدولت کے دیکھا مین نے لوح طلسمی ایسے مقام پر رکھی تھی جہان طائر وہم و خیال بھی نہین پہونچ سکتا گاو آسا قشار جادو کے پاس تک کون پہونچتا مکار جادو میرا عیار وفادار بڑا ہوشیار ہے

وہ کسی کو قریب لوح نہ آنے دیگا بھلا وہان تک یہ غیر ساحر کیونکر پہونچتا اقبال نے ماہ دولت کے رسائی
کی طلسم کشا بھی گرفتار ہوا اے زیور محمل نشین اپنے شوہر کو جلد بلاؤ میدان خونی کی تیاری ہو آج
لڑائی کا خاتمہ ہوا ایک دن ماہ دولت نے کمر باندھی کل انتظام کرلیا دامن آرزو گوہر مراد سے بھر گیا
پتلے نے لاکر اسد و ضرغام کو سامنے افراسیاب جادو کے ڈالدیا حکم ہوا آہنگرون کو بلاؤ اسد
غازی کے ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق بغلون پر خار دار لٹو سینہ پہ سنیچے پشت
پر سلاسل قید سخت مین گرفتار کیا یہی حال ضرغام کا بھی ہوا جب یہ دونون مسلسل و مطوق ہو چکے زیور
محمل نشین سے کہا میدان خونی کی تیاری ہو جلاددون کو بلاؤ اسی باغ مین سب کو قتل کرونگا خون کے
دریا بہادونگا کبھی زیور محمل نشین سے اشارہ ہے بہار کو سمجھا کے الگ کر لے میری اس ظالم پر جان
جاتی ہے اگر اسپر کوئی افتاد ہوئی برسون رنج رہیگا کیونکر دل تردد منزل اسکا فراق سہیگا کبھی کہتا
ہے مجھے کسی کا پاس نہین ہے میرا طلسم ہوش ربا بچا سب یہی کہتے تھے کہ اب طلسم فتح ہو جائیگا اور لوگون
کا کہنا تو خیر لیکن سامری و جمشید نے بھی کتاب مین لکھدیا اسد غازی طلسم ہوش رُبا کا فتاح ہے
عجائب و غرائب عالم کا سیاح ہے اب کہان ہین سامری و جمشید آکر دیکھین مین نے خاتمہ کر دیا
سب کے احکام تحریر و تقریر منسوخ کیے نجومیون کو بلاؤ کتابین سب کی ڈبو دو اختر شناسون کا ستارہ
خود گردش مین آیا بیہودہ حکم لگایا اے زیور محمل نشین تمھارے شوہر کے آنے مین کیون دیر ہوئی
عرض کی بہار وغیرہ کی گرفتاری کی تو مین نے اطلاع دی گرفتاری طلسم کشا کی اسکو خبر نہین معلوم
افراسیاب جادو نے حکم دیا اور ایک کنیز کو روانہ کر زیور محمل نشین نے اسی وقت ایک اور
نامہ گرفتاری اسد و ضرغام کے مضمون کا لکھا جلد آنے کی بھی تاکید کی کنیز اس نامہ کو لیکر چلی
ملحوظ خاطر ناظرین رہے افراسیاب باغ زیور محمل نشین مین نشے مین بلبلا رہا ہے سامان قتل
سرداران مذکور کی تدبیر ہے صرصر شمشیر زن سامنے افراسیاب جادو کے حاضر ہے عجب مقام دلچسپ
ہے ناظرین ملاحظہ فرماکر یقین ہے اس حقیر پر تقصیر کو ضرور یاد کرینگے ایسے مقامات رنگین فصاحت آئین
طلسم ہوش رُبا مین بہت کم واقع ہوے ہین تحریر سے اس عبارت کے توسن کلک طرارے بھر رہا ہے
بدرنگامیان کر رہا ہے چاہتا ہے میدان صفحہ قرطاس مین بگدھریان کردن راتون سے نکل جاؤن ایسے
توسن تیز رفتار پہ کوڑے کی کیا احتیاج ہے اشارہ بھی کرنا بہانہ ہے موج ہوا تازیانہ ہے سبزہ مضامین
کو پامال کریگا مٹھی بوئی مین مزا سرپٹ کا دکھائیگا گرم مزاج ہے مثل پارہ کے اڑ جائیگا اب تیزی
اشہب تیز رفتار ملاحظہ فرمائیے برائے چند ساعت متوجہ ہو جائیے۔

دو کلمہ داستان جلالت نشان حال خیریت مآل صاحب بغدہ گران نظر کردہ بزرگان صف شکن جرار ہتر قران عالی وقار نظم مسدس

اے ستمگر کہان تلک بیداد
سرپامال عاشق ناشاد
قول دنیا عدو کو حسب مراد
مرگیا تیرے ہاتھ سے فرہاد
فکر جور و ستم جفا کب تک
بیوفا غیر سے وفا کب تک

اب بھی آجانے دے دل آزاری
چھوڑ دے خودسری و خونخواری
دیکھ اچھی نہین ستمگاری
نہ پڑے صبر نالہ و زاری
کہین تو بھی نہ دل کو کھو بیٹھے
کہین آنکھون کو یون نہ رو بیٹھے

کچھ زمانے کا اعتبار نہین
دور گردون پہ اختیار نہین
عشرت دہر پائدار نہین
چرخ کو ایک دم قرار نہین
ہو نہ جائے ہماری بات بڑی
کبھی دن ہے کبھی ہے رات بڑی

حسن آخر ہے بیوفا نہ رہے
چہرہ گلرنگ باصفا نہ رہے
شوخی نازش و ادا نہ رہے
لب شیرین مین کچھ مزا نہ رہے
شور اُٹھے نہ خوشخرامی سے
بے حلاوت ہو تلخ کامی سے

طرہ مار سپید سا ہو جائے
کاکل اک جان کی بلا ہو جائے
زلف کے بدلے قد دوتا ہو جائے
خوشنما چہرہ بدنما ہو جائے
آپ مو کے عوض پریشان ہو
روئے آئینہ دار حیران ہو

تیغ ابرو سے دل فگار نہو
تیر مژگان جگر کے پار نہو
خنجر غمزہ زخم یار نہو
کوئی دنیا مین جان نثار نہو
اک قلق طبع نازنین پہ رہے

بے ارادہ شکن جبین پہ رہے

کلف آجائے ماہ کامل مین
غنچہ ہوکر خون کی محفل مین

داغ رخ لالہ کے مقابل مین
مثل سنبل شکن پڑین دل مین

جلوۂ بے بدل بدل جائے
زلف خوش خم کا بل نکلجائے

پھر مری طرح ناز اُٹھائے کون
ہر فسون لیکے دم مین آئے کون

پاس اپنے تجھے بٹھائے کون
لب شیرین کو منھ لگائے کون

طعنہ زن ہو اور انگلین لب پر
مکھیان جھنکین شکرین لب پر

ہو عرق جبکہ آبرو نہ رہے
دل ربا یا نہ گفتگو نہ رہے

تندی و نازکی کی خو نہ رہے
یہ قیامت ہو اب کہ تو نہ رہے

بوالہوس بات بات پر بگڑے
کچھ نہ بن آئے اسقدر بگڑے

چھوڑنے کی مرے ندامت ہو
بیٹھتے اُٹھتے اک قیامت ہو

آپ کو دمبدم ملامت ہو
پھر لگے تجھ سے کسکی شامت ہو

یون غضب مین رہے بلا میری
یہ مصیبت سہے بلا میری

کب تلک یہ جفا سہونگا مین
یہ نہین ہر تو بس نہ ہونگا مین

اس ستم پر نہ کچھ کہونگا مین
جو کہا ہی سو کر رہونگا مین

جلے کیون مومن آتش غم مین
جائے ایسی دفا جہنم مین

سابق مین تحریر ہوا لشکر ظفر اثر سے مہتر قران نامدار بتلاش اسد عالی وقار روانہ ہوئے تھے چونکہ زبانی برق کے سُنا کہ خواجہ عمرو اَور اسباب جادو سے حال لوح کا پوچھکر طرف طلسم صندل کے تشریف لیگئے ہین مہتر قران بتلاش طلسم صندل سرگرم ہین صحراے ہولناک و وحشت خیز مصیبت انگیز طے کیے لیکن جادۂ مراد نہین ملتا پہاڑون سے سر ٹکراتا پھرتا ہے دن بھر لہر دی کی شکوہ

کسی مقام پر پڑ رہے اپنے حال پر افسوس آتا ہی کہ ای مہتر قران ضرغام کو ساتھ لیکر چلے تھے اُسنے
ہمارا ساتھ چھوڑا بیشک وہ پہونچ گیا ہوگا کوئی کار نمایان کریگا بارگاہ مین اگر موچھون پر تاؤ
پھیرے گا ہم محجوب و شرمسار ہونگے جو گذرا ابھی ہی اس سے کون آگاہ ہی اب حال بہت تباہ ہی ایک
درۂ کوہ مین رات تڑپ تڑپ کے بسر کی جبکہ عیار طرار خنجر گزار مہر عالم افروز کمندہای شعاع و قنطورۂ ضیا
ذات پر آراستہ کرکے صحرای فلک نیلی مین سرگرم گشت ہوا روشن کوہ و دشت ہوا مہتر قران نے
اُٹھکر نماز پڑھی بخضوع و خشوع دعا کی ای رہبر راہ گم کردگان ای خضر جادۂ بدنصیبان منزل
مقصود پر پہونچا روی زیبای اسد و کھلا دو ہفتے کامل اس بیابان مصیبت مین گذرے آب و دانہ
کو ترس گئے ای رزاق مطلق وای کارساز برحق اس غریب آفت نصیب کی دعا کو قبول کر شاگردان
خواجہ عمرو مین تو نے نام دیا جان بخش خواجہ عمرو مشہور ہوا ذلت سے بچالے استاد والانژاد سے ملادے
عرصۂ دراز تک مہتر قران رو رو یا دعا کرکے اُٹھا اسباب عیاری ذات پہ آراستہ کیا بغدہ ہاتھ مین لیا
درۂ کوہ سے نکلا رہگرای منزل سخت و صعب ہوا تھوڑی دور چلا تھا نیر اعظم کسی قدر بلند ہوا صحرا
کی وحشت کسی قدر ظاہر ہوئی ذرات ریگ بیابان چمکے موج دریای ریگ روان نے جوش مارا ہوا
سے آگ اُبلنے لگی شاخ نخل رہروی جلنے لگی جھونکے ہوای گرم کے چلے صحرا پر کرۂ نار کا عالم تھا
یا نظیر وادی جہنم تھا ریت کے پہاڑ درخت جھاڑ جھنکاڑ پتے کف افسوس ملکر گر گئے شاخین جلی
ہوئین انسان و حیوان کا نشان کہان مرغ دل مثل ماہی بے آب طپان طائر نگاہ خشخانۂ مژگان سے
نہ نکلتا تھا مردمان چشم بیقرار پتلیان پتھرانے لگین دشت مین وہ سناٹا روح پر صدمہ شدت تشنگی سے
زبان منھ سے نکل آئی آفتاب عالمتاب نے وہ حدت دکھائی طائر روح قفس جسم مین پھڑکا چاہتا ہی
کہ قفس خاکی کو توڑ کر نکلجاؤن مہتر قران بدحواس ہوکر گرمی صحرا دیکھکر شعلہ مزاجی معشوقون کی بھولا
کرۂ نار جہنم معلوم ہوتا تھا گل آفتاب گلشن صحرای بے خس و خاشاک مین پھولا مہتر قران بھاگا ہوا جاتا ہی
پیک نگاہ کو دوڑاتا ہی کہ کہین بھی سایہ ملے چند ساعت ٹھہرون سایہ نایاب دل حدت سے بیتاب
گرمی سے پسینہ بھی خشک ہوگیا آنکھون مین نشان تری کا نرہا تری کہان نشان اتری عیان اب اگر کسی نخل تک
پہونچا نہ پتہ نہ شاخ ظاہر مین سر صحرا کا تاج لیکن سایہ کا محتاج وہان سے بھی بھاگتا ہی پھر بھر کامل مہتر قران
نے اُس دشت مین رہروی کی صورت امن و امان کی نہ دیکھی اب یقین کامل ہوا ای قران قضا لیکر
اس کرۂ نار مین آئی کنارہ دشت کا ناممکن کدھر جاؤن کیونکر جان بچاؤن دامن صبر دست استقلال سے
چھوٹا شیشہ دل سنگ بدعت حدت سے ٹوٹا اب قدم نہین اُٹھتا پانون مین آبلے پڑ گئے وہ بھی حال پر

قران کے پھوٹ پھوٹ کے روتے ہین جب مہتر قران انتہا کا بیقرار ہوا وسط صحرا مین ٹھہر کر چار سمت
نگاہ اٹھائی دور سے ایک نخل سایہ دار کو دیکھا اسپر چند طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین نخل مختصر سرسبز و
شاداب شاخین موزون پتے سبز اُس نخل کی سرسبزی و شادابی جو دیکھی آنکھون مین طراوت آگئی
اُسی جانب دوڑا اُس خیال مین کہ زیر سایہ نخل جا کر ٹھہرون یقین ہے پانی بھی ملے وسط صحرا مین ایسا شجر ہے
یا نشان خضر نامور ہے جھپٹا ہوا جاتا ہے اُتنی ہی دور کا جانا مشکل ہو گیا مگر افتان خیزان قریب نخل پہونچا
قریب پہونچتے ہی جان آگئی ہوائے سرد کا جھونکا چلا خوشی مین بند قبا کھولدیے ابھی سایۂ نخل مین نہین
پہونچا مگر سرور تازہ فرحت بے اندازہ حاصل ہوئی کسی قدر تسکین دل ہوئی یہ نہ سمجھے تھے ہوا نخل کی
سم قاتل ہے طائرون نے سر اُٹھا کر مہتر قران کو دیکھا منقارین کھولین زمزمہ سرائی کرنے لگے مہتر قران
کو بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین نگاہ نہین ہٹاتے مہتر قران شعبدہ بازی فلک سے غافل سمجھے تھے کہ زیر سایہ
نخل راحت ملے گی یہ نہ خیال آیا کہ برائے مسافران ناکام یہ نخل رہزن ہے سایہ اسکا مقام صعوبت و محن ہے
شاخین نیزۂ جانستان پتے خنجر بران طائر طائر ہوش کے شکار کرنے والے لیکن مہتر قران ایسا بدحواس تھا
طائرون کے آنکھین نکالنے پر خیال نہ کیا جست کر کے زیر سایۂ نخل پہونچا دم نہ لینے پایا تھا کہ طائرون نے
پر تولے نخل سے اُڑے مثل انسان کے غل مچانے لگے یارو ہوشیار ہو جاؤ مہتر قران عیار مکار غدار سایہ
مین ہمارے نخل کے آیا ہے لینا پکڑنا جانے نہ دے یہ صدائین دیکر وہ طائر زمین پر گرے غلطک مار کر
بصورت انسان بنے یہ جو قیامت مہتر قران نے دیکھی ہوش اُڑ گئے بغدہ ٹیک کر جست کی سایۂ نخل سے
بیس قدم پر جا کر گرا دیکھا جس قدر طائر تھے سب ساحران غدار ہین حربہ ہائے سحر لیکر مہتر قران پر دوڑے
لیکن نام لیکر پکارتے جاتے ہین یہی چلاتے ہین مہتر قران جاتا ہے جلد اس ظالم کو گرفتار کر و پاس لاہوت
جادو کے لیچلو واضح رائے ناظرین ہو لاہوت جادو شوہر زیور محمل نشین کے ہاتھ کا یہ نخل بنایا ہوا ہے
اپنی حفاظت کو یہ نخل تیار کیا جادوگرون کو نگہبان قرار دیا جو عیار زیر سایۂ نخل آئیگا پہچان لینگے گرفتار
کرینگے میرے قصر تک کسی مکار کو نہ آنے دینگے اب مہتر قران کی یہ کیفیت ہے مثل باد صرصر بھاگا ہوا اس
دشت وحشتناک مین اتنی جلدی جست کرتا ہے ساحرون کو پلک جھپکانا مشکل ہوئی چاہتے ہین کہ یہ جوان
ذرا اُڑ کے سحر کر کے گرفتار کرین لیکن مہتر قران اس زد و شد مین جاتا ہے کہ اسوقت طائر وہم و خیال بھی
مہتر قران کا ساتھ نہین دے سکتا پاؤن کا انگوٹھا ٹیکا اور جست کی کبھی پاؤن زمین پر پڑا کبھی
نقش قدم بھی زمین پر نہ آنے دیا خوف جان لرزان ترسان ہاتھ مین بغدہ کھینچا ہوا مثل برق تڑپتا ہوا
جاتا ہے چار جانب نگاہ اُٹھاتا ہے کہ کوئی کنوان یا غار ہے تو اسمین اپنے کو گرا دون کیونکر جان بچاؤن ساحر

پیچھا نہین چھوڑتے دوڑے ہوے چلے آتے ہین لینا لینا کہکر غل مچاتے ہین استادان سخنور نے تحریر فرمایا
ہی تین کوس کامل مہتر قران مثل باد صرصر جست وخیز کرتا ہوا آیا کوئی درۂ کوہ یا غار نپایا یہ بخوبی
خیال ہی کہ ذرا ٹھہرا اور مارا گیا یہ سب اشیاے سحر پھینکین گے ہاتھ پانون بیکار ہو جائینگے بذلت و رسوائی
مشکین باندھ کے لیجائینگے خیال جان و آبرو مخفی ہونے کی جستجو مین کوس بھر پر جا کر دیکھا بیچ صحرا مین ایک
کنوان ہی دہن اسکا مثل دہن اژدر کھلا ہوا مندیر مین گری ہوئی صورت وحشت آشکار لیکن مہتر قران
بیقرار تھا کچھ یہ خیال نہ آیا مہتر قران نے اپنے کو کنوین مین گرا دیا جب پانون زمین پر جمے جاتے تھے سیراب
ہونگے دیکھا مثل چشم کور خشک کنوان بھی اندھا ملا پناہ پانی مشکل ہوئی جادوگرون نے دور سے دیکھا کہ یہ جوان
کنوین مین کود پڑا غل مچاتے ہوے دوڑے یارو اس جوان نے غضب کیا کنوین مین پھاندا یہ نہ سمجھا یہ دہن
اژدر ہی لیکن یارو ایک کام کرو ٹوکرون مین مٹی بھرو کنوین کو خس و خاشاک اور پتھرون سے پاٹ دو یہ صدا جب
مہتر قران نے سنی یقین مرگ ہوا مگر دل سے کہا تدبیر تو کرو شاید جان بچ جاے یہ سوچکر مہتر قران نے
بغدہ ہاتھ مین لیا پہلوے چاہ مین بغدہ مارا طبقہ ٹوٹا مہتر قران تو اس گوشے مین چھپا جادوگرون نے
ٹوکرے مٹی کے اس کنوین مین ڈالنا شروع کیے مہتر قران سمجھے تھے کول مین چھپکر بیٹھ رہونگا جب یہ ساحر
چلے جائینگے نکل کے مین بھی بھاگونگا جب ٹوکرے دھمادھم پڑنے لگے طائر روح گھبرایا کہ اس قفس خاکی مین
تڑپ کے مر دن تاریکی بڑھنے لگی قوت گھٹی اب مہتر قران نے اندر ہی اندر نقب دی جب بغدہ مارا
طبقہ ٹوٹا ایک قدم اور آگے بڑھا خیال مین آیا نقب دیتے ہوے چلو کہین تو نکلین گے مہتر قران عالیجاہ
مثل مار سیاہ اندر ہی اندر زمین کے نقب دیتا ہوا جاتا ہی لیکن نفس در قفس پیچیدہ بدحواس کبیدہ جان سے بیزار
مضطر و بیقرار یقین نہین ہی کہ اب زندہ نکلین گے کوئی بیابان مرگ ہوتا ہی ہم اندر زمین کے مرے جیتے جی قبر نصیب
ہوئی زندگی دور موت قریب تاریکی کا زور زندہ در گور لیکن ای مہتر قران مین غلام ابوتراب خاکساری
کا دم بھرتا ہون یقین ہی میرے آقا ضرور مدد کرینگے قفس خاک سے نکالین خاک چھانونگا اندر ہی اندر نقب
دونگا دل کو کرم کریم پر مضبوط باندھا جب اپنے آقاے نامدار جناب ابوتراب کا نام لیکر بغدہ مارا طبقہ زمین کا
کسی قدر ٹوٹا قدم بڑھایا خاک مین اٹا ہوا لباس پارہ پارہ انگلیون سے قطرے خون کے ٹپک رہے
ہین آڑے ترچھے بغدے لگاتا ہی مہتر قران تو اس طرح نقب کاٹتا ہوا چلا دل رجوع کرکے
کہتا ہی ای قران کیا خوف ہی جس مالک نے طبقہ زمین کو پانی پر بچھایا وہی اس قفس خاکی سے
نجات دے گا ہمت نہ ہارو بیقرار و مضطر نقب کاٹتا ہوا چلا جاتا ہی اپنی عقل سے دریافت
کیا کہ سو دو سو قدم کنوین سے نکل آیا خیر نقب دینا عیارون کا کام ہی اس خاکساری

مین نام ہو لیکن حال لاہوت جادو شوہر زیور محمل نشین گذارش ہوتا ہی
سابق مین تحریر ہوا ہو کہ اُسنے قید اختر کو پاس اپنی زوجہ کے روانہ کیا گرد قصر ساحر
اترے مین بیٹھا ہوا سوچ رہا ہو دیکھیے آج میری زوجہ پر کیا گذرتی ہی بہار و براق وغیرہ سے
مقابلہ اگر ان لوگون نے دھوکا نہ کھایا باغ مین نہ آئین مثل سرو سرکشی کی زیور گلعذار کو مشکل پڑے گی یہ
سب وہ لوگ ہین جو افراسیاب سے برابر لڑتے ہین بڑے معرکے پڑتے ہین کیا کسی مقام پر رکین گے مثل
شاخ شجر کسی سے جھکین گے اس تردد مین ساحرون سے باتین کر رہا ہو ساحر جواب دیتے ہین حضور نے بجا
ارشاد فرمایا باغبان و بہار قیامت کے پر کالے ہین ہمارے دیکھے بھالے ہین وہ لوگ بڑی مشکل مین گرفتار
ہونگے آپ جلد جائین جاکر دام مکر بچھائین اُن طائران زیرک کو پھنسائین لاہوت جادو کا قصد ہوا جاؤن
کہ ایک کنیز ملکہ زیور کی آکر پہونچی نامہ ہاتھ مین دیا یہ وہ نامہ ہو کہ جو زیور محمل نشین نے پہلے روانہ کیا تھا
اسوقت تک افراسیاب جادو نہ پہونچا تھا لاہوت جادو نے نامہ کو کھولا صاف تحریر تھا کہ مین نے
بہار و باغبان و رعد و برق و برق لامع و براق کو گرفتار کر لیا دام رگ گل مین پھنسایا لاہوت جادو
خوش ہو گیا کہا لو صاحب ایسے ہوشیار ساحر باغ مین اُتر آئے جال مین پھنسے اب مین بھی جاتا ہون جاکر بہار
کو سمجھاؤن اس سرگشتہ کوے بغاوت کو راہ پر لاؤن بعد تھوڑے عرصہ کے دوسرا نامہ پہونچا اُسمین مرقوم
تھا اسد غازی و ضرغام شیر دل کو بھی افراسیاب نے گرفتار کر امنگایا مبارک ہو لوح طلسمی طلسم کشا
نے نہین پائی آپ کے آنے پر سب کا قتل موقوف ہو افراسیاب جادو سامان قتل ساحران مین مصروف
ہو یہ مضمون دیکھکر تردد لاہوت جادو کا بڑہ گیا ساحرون سے کہا لو صاحب غضب ہوا طلسم کشا بھی
گرفتار ہو گیا کیا ستم ہو قلب پر ہجوم غم و الم ہو شہنشاہ کا یہ ارادہ ہو کہ میری زوجہ کے باغ مین سب کو
قتل کرین صاف صاف مرقوم ہو باغ مین قتل طلسم کشا کی دھوم ہو ساہری جمشید نے سامری نامہ مین لکھا ہو
جس سرزمین مین خون مسلمانان گریگا وہ زمین آباد نہوگی رعایا دل شاد نہوگی وہان صرف میرے جانے کا
انتظار ہو میدان خونی کی تیاری ہو چکی ملکہ زیور محمل نشین نے لکھا ہو صاحب کسی طرح آکر شہنشاہ کو باز
رکھو میرے باغ مین نہ قتل کرین ان قیدیون کو سرحد باغ سیب مین لیجائین خواہ قتل کرین خواہ بخشین
اگر یہان یہ ہنگامہ برپا ہوا باغ ہمیشہ بہار پر خزان آئی رعنائی زیبائی مٹی سب نے کہا بہت بجا ہو ستارہ
شناسان طلسم نے مکرر حکم لگایا کہ قتل طلسم کشا ناممکن جس سرزمین پر انکا خون بہیگا خاک اُڑ جائیگی وہ آبادی
مثل صحرا معرض زوال مین ہیگی جب مصاحبون نے بھی یہ کہا لاہوت جادو گھبرا کر اپنے قصر مین آیا
دروازہ بند کر کے یکہ و تنہا سوچنے لگا اے لاہوت جادو کیا کرون یہ اقلیم کی اقلیم برباد ہوگی

شہنشاہ میرا کہنا نہ مانین گے کیونکر عرض کرون کہ ہمارے باغ مین گنہگار دن کو نہ قتل کیجیے ایسے کلام حسرت انجام پر اکثر افراسیاب جادو مصاحبون سے بدگمان ہوا ملک ومال چھین لیا افسوس نہ روے زنتن نہ راے ماندن قصر دل تردو منزل حسرت دیاس کامسکن اب بلحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہوکہ لاہوت جادو قصر مین اکیلا سر جھکائے ہوے سوچ رہا ہے یکایک دروازے پر ہلڑ ہوا لاہوت جادو باہر نکل آیا دیکھا نگہبان صحراے پر آشوب خوشی خوشی حاضر ہوے عرض کی اے بہار پیراے باغ افسونگری اے گل رعناے حدیقۂ سامری حقیقت مین آپ نے جو نخل صحرا مین بنایا تھا آج اُس سے ظہور کرامت سامری ہوا مہتر قران سرگردہ عیاران لشکر اسلام آوارہ ہو کر زیر نخل سحر پہونچا طائرون نے آواز دی مہتر قران آیا ہم لوگ اسکے عقب مین دوڑے جان بچا کر بھاگا لیکن مثل باد صرصر جاتا تھا ہونٹھ ہلانا ہمکو مشکل ہوا تین کوس پر جا کر وہ جوان بخوف آبرو کنوین مین پھاند پڑا ہمنے کنوین کو پاٹ دیا اُس عیار طرار کو خاک مین ملا یا یقین ہو کہ ہڈی تک نہ ملیگی ہزار ہا من مٹی سے کنوین کو پاٹا رشتہ حیات کو اس طرار فرار کے کاٹا لاہوت جادو یہ سنکر ظاہر مین خوش ہوا باطن مین خنجر غم والم سینہ پر چل گیا اُسی طرح قصر مین آکے دروازہ بند کر کے بیٹھا نہایت انتشار دل سے کہتا ہے جس بات کا کھٹکا خوف تھا وہی ہوا میری سرحد مین آنا بڑا عیار مارا گیا بڑی خرابی ہوئی ملک تباہ و برباد ہوگا لاہوت جادو اس سوچ مین سر جھکائے بیٹھا ہے لیکن مہتر قران نامدار مضطر و بیقرار نقب کھودتا ہوا آکر اسی کمرے مین پہونچا لیکن ہوش و حواس پراگندہ اتنی دور تک نقب دے کر آیا لاہوت جادو سرنگون بیٹھا ہے کہ مہتر قران نے بغدہ طبقہ پر مارا طبقہ ٹوٹا لاہوت جادو نے گھبرا کے دیکھا زمین خود بخود تھرائی ایک جوان پتلہ خاک کا بنا ہوا زمین سے جست کر کے نکلا لاہوت جادو گھبرا کے کھڑا ہو گیا کہ یہ کیا معرکہ ہے مہتر قران جو گھبرائے ہوئے نکلے بدحواس عالم یاس حواس خمسہ پراگندہ شش و پنج جان جانے کا رنج نکلتے ہی دیکھا کہ ایک قصر عالی مین پہونچا ایک ساحر تاجدار سر جھکائے ہوے بیٹھا تھا یا سامری کہہ کے اُٹھا قصد ہوا کہ سحر کرون لیکن ہوش نادرست نئی بات جوان سیہ فام گرد کا پتلہ بنا ہوا زمین سے نکلا اس گھبراہٹ مین اسم سحر نہ پڑھا اے کہہ کے اُٹھا تھا لیکن خوف سے دل بیٹھا جاتا تھا مہتر قران نے دیکھا پراے مکان مین نکلے اب یہ سحر کر کے پکڑ لے گا پیشدستی کرو شیوۂ جرأت ہاتھ سے نہ دو یہ سوچ کر نعرۂ شیرانہ کیا حلقہ ہاے کمند مارے لاہوت جادو کی گردن و کمر مین پڑے لاہوت جادو لڑکھڑا کے گرا مہتر قران نے حباب بیہوشی مارا اب مہتر قران مطمئن ہوے گرد وغیرہ کو جسم سے پاک کیا لاہوت کی زبان مین سوزن دے کر ایک ستون سے باندھا آپ اُسی کی کرسی پر جلوہ فرما ہوے بغدہ ہاتھ مین لیا لاہوت جادو کو ہوشیار کیا اب جو لاہوت کی آنکھ کھلی عجب حال

پر ملال مین اپنے کو پایا ایک جوان صاحب شوکت و لیاقت کرسی پر جلوہ فرما لاہوت جادو حیران ہو گیا کہ یہ کون جوان ہے زمین سے نکلتے ہی مجکو پکڑ لیا کس بلا مین مبتلا ہوا مہتر قران نے پکار کر آواز دی ای ساحر کیون گھبراتا ہے منم مہتر قران صاحب لغدۂ گران شاگرد رشید مہتر مہتران نظر کردۂ بزرگان صحراے ہول خیز مین پہونچا ساحرون نے مجکو گھیرا لیکن حاکم زمین و زمان میرا معین و مددگار تھا کنوین مین پھاندا عنایت سے پروردگار کی نقب دیتا ہوا اس قصر مین پہونچا نکلتے نکلتے قصور نہ کیا تجھ ایسے ساحر زبردست پر غالب آیا اب کیا خوف جو ہونا تھا ہوا جو اور ہونا ہوگا ہوگا بموجب مضمون اشعار

در دم ز دوا کے تو فزون شد شدہ باشد
این شیشہ اگر بوقلمون شد شدہ باشد
آن ساقی بے درد من اندیشہ نہ دارد
از بار خم شاخ نگون شد شدہ باشد
گفتم ز غم عشق تو دیوانہ ام ای شوخ
گو کاسۂ چرخ نگون شد شدہ باشد
از رفتن سودا چہ غم آن شاہ بتان را
آن ہم اگر از بخت زبون شد شدہ باشد
در عاشقی از مرگ چہ پروا کہ پئے دل
گل در نظرم ساغر خون شد شدہ باشد
گاہے بدلا از سحر نشد رام خیالش
گفتا اگرت خبط و جنون شد شدہ باشد
کس موجب قتل من از آن شوخ چو پرسید
دیوانہ از شہر برون شد شدہ باشد
عشق تو بصد رنگ چو بگذاشت و گم را
جان ہم اگر از چشم برون شد شدہ باشد
ہر گز بر امید نہ چیدیم از این باغ
در شیشہ پری گر بہ فسون شد شدہ باشد
کے داستہ بودیم از ینہا طمع خام
گفتا جرمم نیست کہ خون شد شدہ باشد

ای ساحر نابکار سامری و جمشید پر لعنت کر پروردگار وحدہ لاشریک بانی بنائے زمین و زمان خالق دو جہان روشنی بخش ماہ و مہر نے بہشت اور دوزخ بنائے براے سیہ کاران تیرہ بخت عذاب سخت قرار دیا گیا خوب سمجھ لے کہ وہ رب اکرم ہے اُسکی وحدانیت مین فرق ڈالنے والے کا انجام جہنم ہے دنیا ناپایدار جب آنکھ بند ہوگی حال کھلجائیگا اُسوقت پچھتائیگا سواے افسوس پھر کیا ہاتھ آئیگا ساحری پرستی ترک کر یہ اعمال زشت ہے براے معتقدان وحدانیت دار باب طاعت بہشت ہے دیکھ اسد غازی اور ہم پانچ عیار ہوش رُبا مین آئے عنایت سے پروردگار کی بائیس لاکھ کا لشکر سترہ سو سرداران نامور ارکین طلسم ہوش رُبا زبردست رازدار بے نظیر یکتا مطیع رب اکبر ہوے کیسے کیسے معرکے سر ہوئے حاکم طلسم نور افشان شہنشاہ کوکب روشن ضمیر عقیل فہیم دانا انجام کو سوچا مطیع مذہب اسلام ہوا جانبازی مین مصروف احکام امر و نہی آلہی کا وقوف اگر گلے پر اُسکے خنجر پھرے جادہ اطاعت رب اکبر سے قدم نہ ہٹائیگا اُسکے واسطے سیر باغ بہشت عنبر سرشت ہے یہ سب حالات جو مہتر قران علی وقار نے سامنے لاہوت جادو کے بیان کیے فصاحت و بلاغت سے صفت رب اکبر مین زبان کھولی حالات سکرات و قبر لفظاً لفظاً کہے لاہوت جادو دنگ ہو گیا حیران ہے کہ اس شخص کے مقدمہ مین نگہبانان صحراے پر آشوب نے خبر دی تھی کہ ہم نے کنوان پاٹ دیا لیکن اُسکے خدا نے اسکو یہانتک

پہونچایا مجھ ایسے ساحر پر غالب کرایا بیشک اسکا مذہب برحق ہی خدائے نادیدہ خالق مطلق ہی صیقل تقریر مہتر قران سے زنگ کفر آئینہ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا ای قران سوزن زبان سے نکال کے مین دل سے مطیع رب اکبر ہوا قران نے بھی جان بیکہ یہ نہ سمجھا کہ ساحر ہی اگر بگڑ جائے گا پھر کیونکر ہاتھ آئیگا فوراً زبان سے سوزن نکال لیا لیکن لاہوت دل سے مطیع رب بے نیاز ہوا اطاعت اسلام سے سرفراز ہوا جیسے ہی زبان سے سوزن نکلا قدمون سے مہتر قران کے لپٹ گیا کہا ای منظر کردۂ بزرگان اسوقت تونے پردۂ تاریک جو قلب روشن پر حائل تھا اُسکو تقریر دلپذیر سے اُٹھا دیا نمونہ حق و باطل کا دکھا دیا میرا جان و مال نام نامی صانع ازل پر نثار لیکن حال تو سُنو بانی بنائے اسلام کا خاتمہ ہوتا ہی قلب اُسکی غربت پر روتا ہی میری زوجہ کے باغ مین سب سرداران نامی تمھارے گرفتار ہوے کسی صحرا سے جاکر تلبہ افراسیاب کا اسد وضرغام کو بھی اُٹھا لایا صرف اب میرے جانے کی دیر تھی مین بھی یہی سوچ رہا تھا کیا تدبیر کرون اپنے باغ مین ان سرداران نامی کو نہ قتل ہونے دون اب اور طرح کا خیال ہوا اسکی تدبیر کیا ہی کچھ فکر بتاؤ یہ سنکر مہتر قران نے آہ کی حالت اپنی تباہ کی کہا ای لاہوت جادو برائے خدا کوئی تدبیر رہائی سرداران نامی کرو لاہوت نے کہا میرے کرنے سے کچھ نہین ہوسکتا خود افراسیاب موجود ہی یہ بھی تمکو آگاہ کرتا ہون صرصر شمشیر زن عیارہ بھی کبھی افراسیاب کے ساتھ آئی ہی اُسکے سامنے آپ کا جانا دشوار مین مجبور و ناچار پھر کیا ہوسکتا ہی یہ حالات مصیبت آیات سُنکر مہتر قران کے ہوش اُڑ گئے آنکھون سے آنسو بہنے لگے خیال مجبوری مین یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے **نظم**

عنان دل بدست یار دادم تا چہ پیش آید
خریدم درد عالم را بہ نقد زندگی آخر
دریغ ادبی بحال نامرادم تا چہ پیش آید

بسے کردم تکاپوے صبر دم رہ بمقصودے
متاع دل فرین سودا نہادم تا چہ پیش آید
نہ شد گر تازہ کام من بجام عافیت تلخی

بناکامی بہ غربت رو نہادم تا چہ پیش آید
بہ گرداب محبت اوفتادم تا چہ پیش آید
شدم مجنون و سرگردان بخت واژگون آخر
بجام غم چو لب بنہادم تا چہ پیش آید

یہ اشعار مصیبت آثار پڑھکر مہتر قران بہت رویا کہا ای لاہوت جادو خوشخو تم تازہ مطیع اسلام ہو برائے خدا کوئی تدبیر بتاؤ ہمکو تاب افراسیاب پہونچاؤ جیسی مصیبت پڑیگی جھیلین گے اپنی جان پر کھیلین گے لیکن اسد غازی نبیرۂ حمزہ صاحبقران عالی وقار کو قتل نہونے دینگے اگر کچھ نہ بن پڑیگا افراسیاب کی چھاتی پر چڑھ بیٹھین گے دل مین حوصلہ تو نہ رہے سپاہی کا یہی کام ہی یا مار ڈالنا یا مرنا اسی مین نام ہی تامل کرنیوالے کا بد انجام ہی لاہوت جادو نے کہا ای مہتر قران میری صلاح یہ ہی کہ ان سب کو خدا کے سپرد کرو مین تو تمھارے سبب سے راہ ضلالت سے نکلا تا بہ چشمۂ ہدایت پہونچا تمکو نکال

لے چلون ورنہ اس حوالی سے نکلنا دشوار ہے ان ساحران ہمراہی کو مطیع کرون اگر نہ مانینگے لڑتا بھڑتا
نکل جاؤنگا ہر طرح تمکو تا بہ لشکر مہرخ پہونچاؤنگا سامنے افراسیاب کے مجھ سے کچھ نہو سکے گا وہ طلسم بند
ہے حربہ تمھارا اُسپر تاثیر نہ کریگا خود گرفتار ہو جاؤگے باغ سے نکلنا دشوار ہوگا مین تمام عالم مین بدنام
ہو جاؤنگا صاحبقران کہینگے لاہوت جادوگر مکار تھا ظاہر مین مطیع ہوا باطن مین مہتر قران کو
لیجا کر قتل کرایا ہر شخص کو یہی گمان ہوگا مین اپنے ساتھ تمکو وہان نہ لیجاؤنگا تمکو لیکے نکل سکتا ہون
مہتر قران نے کہا اے برادر ہین تو جان نہ بچاؤنگا تم صرف میری رہبری کرد تا بہ باغ ملکہ زیور محمل نشین
پہونچا دو جو مجھ سے بن پڑیگا اُسوقت کر گذرونگا اے لاہوت مین ملازم قدیم صاحبقران ہون
خواجہ عمرو کا غلام وہ میری آبرو بڑھاتے ہین لفظ جان بخش فرماتے ہین مین انکو کیا صورت دکھاؤنگا
آبرو ریزی سے خونریزی بہتر مرد کو سب طرح مشکل ہے یہ حقیر سرفروش کا ل ہے ایک بات میرے ذہن مین
آتی ہے اگر صرف افراسیاب ہوتا مین صورت بدلکر چلتا وہ نہ پہچان سکتا لیکن چونکہ صرصر شمشیرزن
موجود ہے آنکھ ملتے ہی پہچان لیگی لطف عیاری جاتا رہیگا لہذا بصورت اصلی چلنا مناسب ہے گمان غالب ہے
اسیطور مین کچھ بن پڑیگا اے لاہوت جادو انشاءاللہ دیکھنا افراسیاب سے چلکر کیسی باتین کرتے ہین لیکر دام کلام
مین اسکو نہ پھنسایا اپنے سردار گرفتاران مجلس مصیبت کو نہ رہا کیا تھا اگر خواجہ عمرو نہ کہنا اور تمھارے کلام سے
ثابت ہوا کہ خواجہ عمرو گرفتار نہین ہوے بہار وغیرہ کے ساتھ تھے لیکن جست و خیز کرکے نکل گئے وہ خالی نہ بیٹھینگے
ضرور کسی رنگ مین تشریف لائینگے جو کچھ ہوگا آنکھون سے دیکھ لینا تم صرف اتنا کہنا کہ عیار مہتر قران میرے پاس
آیا مجھ سے کہا کہ مجھے پاس افراسیاب جادو کے پہونچا دو مین شہنشاہ کی نوکری کرونگا حضور اسکو بھیج کو
آپ پہچان لیجیے یہ کہکر تم الگ ہو جانا جو مجھسے بن پڑیگا اسطور سے کلام کرینگے لاہوت جادو
رونے لگا کہا اے مہتر قران تم نظر کردۂ بزرگان دین ہو مین تمھارا قاتل ٹھہرون کیونکر میرا قلب قبول کرے
صرصر عیار تجھے دیکھتے ہی افراسیاب سے کہدے گی آپ لوگون سے انتہا کا بدگمان ہے نہین معلوم کیا کر بیٹھے
بڑا خوف طلسم کشا کا وہ بھی گرفتار دام حسرت و یاس بہار وغیرہ بھی گرفتار ہین اُسکو غنیمت ہوگا کہ عیار
طلسم کشا موجود تھا مہتر قران بھی ملا دونون عیارون کو قتل کرون پھر میرے کیے وہان کیا ہو سکے گا اگر
سحر کرون سامنے افراسیاب کے کیا حقیقت ہے وہ یکہ تاز میدان سحر و ساحری فاتح مہمات افسونگری
اگر ایک گولہ ترنج مارا اُسکا انجام کیا سوائے موت کے کیا چارہ اے مہتر والا گہر خیر آپ کے کہنے کو مانا زبردستی
جان نہ دو مہتر قران نے کہا بس اب دیر نہ کرو ایسا نہو کہ اسد غازی کو قتل کر ڈالے دیکھو پردۂ غیب
سے کیا ظاہر ہوتا ہے آخر مجبور ونا چار لاہوت نے تخت سحر تیار کیا اسپر قران کو بٹھایا مہتر قران

لباس عیاری سے آراستہ سلاح جنگ سے پیراستہ بغدہ ہاتھ مین سپر فولادی پشت پر کمر مین خنجر بصد کر و فر تخت اڑاتے ہوے لاہوت جادو کو سمجھاتے ہوے سمت باغ زیور محمل نشین چلے یہان افراسیاب جادو سامری پرست نشۂ شراب سے مست تخت پر بیٹھا ہوا پوچھ رہا ہی ای زیور کیا سبب ہوا شوہر تمھارا لاہوت جادو اب تک نہ آیا قتل مین گنہگارون کے دیر ہوئی ہی زیور نے عرض کی حاضر ہوا چاہتے مین صرصر پہلو مین افراسیاب جادو کی بیٹھی کہہ رہی ہی آج کیا باعث ہی اسد نامدار عرصہ دراز سے قید ہی کوئی عیار انکے چھوڑانے کو نہین آیا اتنے عرصہ تک کبھی قید نرہے تھے اسد غازی نے ایسے ظلم نہ سہے تھے افراسیاب کہتا ہی یہان آنا دشوار رہا بدولت کے سامنے آئے آتش قہر و غضب مین پھونک دون اب قتل مسلمانان پر بدل و جان آمادہ ہون یہ سخن ناتمام تھا کہ آسمان پر برق چمکی صرصر شمشیر زن نے کہا میان مہتر قران نامدار بہ صورت اصلی ساتھ لاہوت جادو کے آتے ہین شاید کوئی نئی عیاری سوچے لیکن ای شہنشاہ آج اس کا یہ کی بات نہ مانیے گا اس کمال کو دیکھیے ہمراہ لاہوت جادو بہ صورت اصلی آیا ہی نہین معلوم لاہوت جادو کو کہان پایا بدون کلام قتل کیجیے نہین معلوم کیا دام فریب پھیلائیگا ملکہ زیور محمل نشین بھی گھبرا گئی صرصر سے پوچھنے لگی یہ جوان کون ہی صرصر نے کہا مہتر قران صاحب بغدہ گران اسی کا لقب ہی واسطے ساحرون کے ملک الموت اسکا کاٹا ہوا نہین بچتا قریب پہونچا اور بغدہ مارا جان بخش عمرو کہلاتا ہی دیکھیے کس تکلف سے آتا ہی اپنے شوہر صاحب سے پوچھیے گا تم تک یہ جوان کیونکر آیا اب صرصر افراسیاب زیور کو آمادۂ قتل قران کر رہی ہی افراسیاب کہتا ہی مجھ تک تو آنے دے دام اجل مین یہ سب پھنستے مین آج کیا زندہ چھوڑونگا لیکن دل مشتاق ہی کہ دیکھون یہ آکر مجھ سے کیا کہتا ہی کیا فریب بنا کے لایا ہی یہان صحبت مین افراسیاب جادو کی کھسر پھسر ہونے لگی صرصر بہ نگاہ حیرت دیکھ رہی ہی زیور اپنے شوہر کو دیکھ کر کھڑی ہو گئی کنیزین برائے تعظیم اٹھین لاہوت جادو نے تخت زمین پر اُتارا برائے تسلیم افراسیاب جھکا مہتر قران نے بطور اسلام سلام کیا افراسیاب جادو بیقرار تھا ضبط نہو سکا کہا ای مہتر قران کہان چلے ای لاہوت تمکو یہ میان بغدے باز کہان ملے لاہوت جادو نے دست بستہ عرض کی ای شہنشاہ گیتی ستان غلام اپنے قصر پر حاضر تھا نامہ سرکار کا پہونچا قصد ہوا کہ خدمت مین چلون یہ شخص اسی طرح بہ صورت اصلی میرے پاس آیا مجھ سے کہا ای قوت بازوے افراسیاب مین بڑی مصیبت مین مبتلا ہون کئی دن سے حیران و سرگردان قصد ہی تا بہ شہنشاہ طلسم ہوش رُبا پہونچون راز دل عرض کرون ذریعہ ڈھونڈھتا تھا تم سامنا شہنشاہ کا کراکے الگ ہو جاؤ جو مجھکو عرض کرنا ہی عرض کر لینگے غلام اپنے ساتھ لایا اب حضور مکر و غیر مکر کو سمجھ لین

خواہ قتل کرین خواہ بخشین لاہوت کا قلب اُلٹ گیا ہی بموجب تعلیم قران اتنا بھی بمشکل کہا یہ کہکے دنگل پر بیٹھ گیا پس مہتر قران تنتے ہوے سامنے افراسیاب کے آئے کہا اے شہنشاہ عالیمقام اے مرجع انام اے صاحب سطوت وصولت اے ساحر باکرامت مجھ سے زیادہ کوئی آپ کا دشمن نہین اب بھی اگر پاؤن تو قتل کرون مرد سپاہی جو دل مین آیا وہ صاف صاف عرض کر رہا ہون آپ خوب آگاہ ہین کہ مین جان بخش خواجہ عمرو کہلاتا ہون آپ کے ہزارون جادوگر مارے یہ بندہ جو میرے ہاتھ مین ہی اُسنے ساحران طلسم ہوش رُبا کا خون پیا لیکن عمرو نے مجکو کلمہ ہاے سخت درشت کہے بی مہجبین نے میری قدر نہ کی بی مہرخ کو سلطنت کا غرور ہی ہمارے واسطے کچھ کی پہرہ مقرر ہوا اور جو جو گذرا اُسکو نہ عرض کرونگا یہ لفظ کافی ہی کہ مجکو صحبت عمرو سے نفرت ہوئی سپاہی نوکری پیشہ مفلس شمشیر جوہر اصلی رکھتے ہین جسکے ہاتھ مین ہونگے کام کرینگے بموجب مضمون شعر جھک کے شاہ وگدا سے ملتی ہی ؎ دونون بانکین یہ تیغ کستی ہی ؎ آرزو یہ ہی کہ آپ کی نوکری کرین سرمیدان عمرو وچالاک سے سمجھ لین لیکن حضور قدردانی فرمائین ہمارے مذہب کا نام نہ لین سپاہی جان کر قدر کرین دلوائے تو لین اگر طلسم کشا کو اپنے ہاتھ سے قتل کرین گردن از مو باریک جسکا نمک کھائینگے اُسی پر جان نثار کرینگے عمرو و مہرخ نے ہمین ذلیل کیا او حضور ہمنے آتے آتے یہ دیکھا کہ بی صرصر ہوا باندھتی ہین لیکن ہم اشارے کنائے خوب سمجھتے ہین ہکو دیکھکر اُسنے کہا مکار وغدار آتا ہی یہ ہماری ہم چشمی ہی ہم ملازم سرکار دولتمدار ہونگے ان ایسی شغلون کو کون پوچھے گا دریافت کیجیے اُنھون نے کتنے ساحر مارے ہمنے آجتک کتنے قتل کیے طلسم ہوش رُبا کے رکن گرا دیے اگر ہماری بات کا اعتبار آئے زمرۂ نمکخواران مین شریک کیجیے ابھی آپکے سامنے طلسم کشا کو قتل کرین ان سب کے خون سے ہاتھ بھرین یا جواب صاف دیجیے خانہ آباد دولت زیادہ جھوٹ بولنے کی عادت نہین اور آپ کے دل پر بھی اگر ہمارا نقش محبت نہ جمے تو کیا عجب ہی جسدن سے اس طلسم مین آئے آپ کے ساتھ دشمنی کی اگر طلسم بند نہوتے اب تک مار ڈالا ہوتا آپ ایسے سیکڑون بادشاہ قتل کیے حمزہ کی عظم و شان بڑھائی ہماری ذات سے اُنکی شوکت ولیاقت قائم ہی اب بعد چندے ساعت فرمایئے گا کوئی نام بھی حمزہ عرب کا نہ لے گا بی مہرخ ٹھوکرین کھاتی پھرینگی حضور خاموش ہون جو دل تردد منزل مین آئے اُسکو ظاہر کیجیے اس فصاحت و بلاغت سے مہتر قران نے اس مضمون کو بیان کیا باتون مین کبھی رویا کبھی ہنسا کبھی بغدہ اُٹھا کر کہا اے افراسیاب جادو تیرے سامنے اپنے سر مارلین بنوٹہ سپاہگری دکھائین جان دینا ہمارے نزدیک کیا مشکل ہی ذلت نہ گوارا کرینگے آبرو کا صدمہ جان افراسیاب کے دل مین ایک مزا آگیا مردنے بر مہتر قران کے رحم بھی آیا کہا اے مہتر قران اگر

اصل مین تمھارا یہی ارادہ ہو قلب کی صفائی سے مجھ سے ملوگے وہ مرتبہ کرونگا کہ تاجداران جلیل کو تمھارے
مرتبہ پر رشک ہوویگا لیکن صاف کہون دل کو تردد ہو آج ہی اسد غازی قید ہوے اسی وقت تم آئے تمنے
یہ کیفیت بیان کی کیونکر دل کو میرے یقین آئے مہتر قران نے کہا کیا خوب ارشاد ہوا ان باتون سے ہمارا
دل شاد ہوا جو دل مین تھا وہ حضور نے کہدیا ہمسے صفائی کا امتحان لیجیے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہو اسی مثل
کو ایک صاحب مضحکہ نے بڑے لطف سے نظم کیا ہو حضور یہ چارون مصرع لائق سماعت ہین **نظم**

پوچھا صاحبقران نے جادو سے ۔ آگے تیرے یہ غارسی کیا ہو
ہنسکے بولی کہ دیکھ لو صاحب ۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہو

افراسیاب بے اختیار ہنس پڑا مہتر قران نہایت بلیغ و فصیح حسن و جمال مین نثر کو نظم کیا ایسے
فقرات برجستہ سامنے افراسیاب کے کہے باتون مین افراسیاب محظوظ ہوا کبھی ہنستا ہو کبھی طرف
صرصر کے متوجہ ہوا صرصر اشارہ کرتی ہو اے شہنشاہ سراسر مکر باتون مین اسکے مکاری بھری ہوئی ہو
آپ دھوکا کھاتے ہین دشمن بزرگ قبضے مین آیا تامل نہ کیجیے شعر دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد ٭ دشمن
نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ٭ آپ اسکی باتون پر ہنستے ہین صریح دام مکر مین پھنستے ہین مہتر قران ان اشارون
کو سمجھ کے تنفتے ہوے سامنے افراسیاب کے آتے ہین کہتے ہین اے شہنشاہ جو آپ کے دل مین آئے وہ کیجیے
اس شفتل سے نہ پوچھیے یہ عورت بازاری سپاہی کی آبرو کو کیا سمجھے آپ بادشاہ عالی جاہ فلک غرو شرف
کے ماہ خوب دل مین سمجھ گئے ہونگے اگر مجھے عیاری منظور ہوتی بہ صورت مبدل آتا یہ مُنھ دیکھتی رہجاتی مین
مین عیاری کر گذرتا اول امتحان لیجیے ان پانچون عیار بچیون کو مجھپر چھوڑ دیجیے حقیقت مین پانچون بڑی
پاجی ہین حضور اگر باتون مین ان پانچون کو نہ بیہوش کرون سزا دیجیے سر کاٹ لیجیے افراسیاب جادو کبھی
کھٹکتا ہو کبھی باتون پر مہتر قران کی دل و جان سے متوجہ ہوکر کہتا ہو اے مہتر قران ہمنے تمکو ملازم کیا
ہمارے ساتھ رہا کرو مہتر قران جواب دیتے ہین اے شہنشاہ اگر میری خطا معاف ہو تو ان سب کو جلد قتل
کیجیے مجھے فرمان مرحمت ہو لشکر ملکہ حیرت مین جاؤن خواجہ عمرو کو تلاش کرکے قتل کرون شعلے آگ کے
کلیجہ مین بھڑک رہے ہین جی چاہتا ہو اپنی جان دیکر چالاک کو عمرو کے سامنے قتل کرین کہا رہان زادے
کے کلیجے پر گھاؤ پڑے یہ تو یاد کرے کہ کسی شریف کو ذلیل کیا اُسکا انجام یہ ہوا اب ناظرین بہ نگاہ غور ملاحظہ
فرمائین باتون مین مہتر قران نے اتنا بڑا رنگ جمایا کہ افراسیاب جادو متوجہ ہوا باتین ہنس ہنس کے
کررہا ہو لیکن مہتر قران حیران و مضطر ششدر پنج مین ششدر کہ اب کیا تدبیر کرون شراب کا چرچا
سامنے صرصر کے نہین ہوسکتا پھر کون صورت ہو کہ اسد غازی وغیرہ کو رہا کرون ہر چند کہ مین نے
باتون مین گھلایا آتش کو ٹھنڈا کیا لیکن مطلب کیا حاصل ہوا اتنا ہوا کہ گھڑی دو گھڑی بیمہ ہوگئی کیا فکر کرون

صرصر ایسی در انداز بندھی ہوئی ہوا کو بگاڑ دیتی ہی طعن و تشنیع باتون مین کر رہی ہی کبھی کہتی ہی اے قران کیا کہنا خوب آتے ہی رنگ جمایا مہتر قران جواب دیتے ہین بی صرصر اپنی چونچ سنبھالو میرے منھ سے کوئی کلمہ سخت نکل جائیگا مین اپنی جان سے بیزار ہون بیشک اسد غازی کو چھوڑانے آیا ہون شعلہ کو دھوکا دیتا ہون تمھارے باپ کا کیا اجارہ ہی ایسے فقرے دے کر ہمنے ہزارون کو مارا ہی ان باتون پر قران کی افراسیاب صرصر کو منع کرتا ہی اچھا صرصر تم دخل نہ دو ہم کیا نادان ہین جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کرینگے اب تو ہمنے انکو نوکر رکھا عمرو سے انکو لڑا دینگے بخوبی امتحان ہو جائیگا یہین مہتر قران پریشان کلیجے پر چھری پھر رہی ہی ناظرین ملاحظہ کرین اب وقت عیاری آیا عجب مقام کیفیت ہے

نظم

چل اے توسن کلک صحرانورد
طرارون سے دشمن کو کر گرد برد

عمرو تیز رو کا بتاؤن نشان
ترا خندہ ریش جادوگران

سر بزم صرصر کی چالاکیان
دکھاتی ہی یا توہین بیباکیان

قلم طبع روشن ہی افلاک پر
دکھانے لگا کلک اپنا ہنر

کہا ہنسکے ساقی نے اے بادہ خوار
نبوشید جام مے خوشگوار

سنا قصہ خواجۂ ذی حشم
اسد ہی گرفتار رنج و الم

دکھا دے مجھے آج طراریان
لکھون جو تن مین کے عیاریان

عجب وقت ہی سخت اے ہمنشین
قران غم مین ہی مبتلائے حزین

جو اس بزم دلکش مین پہنچے عمرو
کرامات کی بات ہی اے قمر

سر بزم ساقی سے چشمک ہوئی
پے چشم بیباک عینک ہوئی

ہر اک فکر کو دل سے اب دور کر
کہ مشتاق ہین ہمکو مسرور کر

لکھا داستان ہدایت نشان
کرے بلبل طبع گلریزیان

غزل

تمھاری رات کی شرم و حجاب کی باتین
کسی سے کہیے تو سمجھے وہ خواب کی باتین

وہ پیر ہون کہ سنون شیخ و شاب کی باتین
مگر نہ ترک ہون مجھ سے شباب کی باتین

جگہ تو پہلوے دلبر مین مل گئی اے دل
ٹھہر اب اچھی نہیں اضطراب کی باتین

کلیم سمجھے تھے کچھ سنکے لن ترانی طور
کرتھین یہ کس صنم لاجواب کی باتین

ہم اور خط نہ لکھین اسکو حضرت ناصح
غرض ہین لکھنے کے قابل جناب کی باتین

خدا نہ کردہ چلی آنکھ دل کے کہنے پر
خراب کرتی ہین خانہ خراب کی باتین

بگڑ کے بولتے ہین ہین تمھارے لاکھ بناؤ
ہزار لطف سے بہتر عتاب کی باتین

یہ طرفہ پیچ ہی تقدیر کا کہ وصل مین بھی
تمام شب تھین ادھر پیچ و تاب کی باتین

اشارے یون رہین باہم کہ کچھ نہ سمجھے غیر
مرے تمھارے سوال و جواب کی باتین

ہمیشہ کرتے ہین ذکر عذاب ہی واعظ
سنا دے پیر مغان کچھ ثواب کی باتین

کبھی تو بوسے دیے جاؤ گننے سے کیا کام
کہ ہو رہین نئی کبھی پھر حساب کی باتین

فراق دوست ہوئی فرقت جوانی بھی
کہ ہم ہین اور وہ عہد شباب کی باتین

جو کی تھی خواہش ہمبستری یار کبھی ۔ ہنسا یہ بخت کہ کرتے ہو خواب کی باتین
یہ کہہ رہی ہی کہ بے پردہ یار کو دیکھین ۔ سُنو مری نگہ بے حجاب کی باتین
خبر کو خود مجھے قاصد کی بھیجتا ہی کہین ۔ جلال اور سنو اضطراب کی باتین

چہرہ نغمہ سنجان شاخسار حدیقۂ سخنوری و طوطیان شکرستان فصاحت گستری و بلبل عندلیبان خوشنوا غنچۂ انجمن سامعین مین یون نغمہ سرا ہین کہ گل بوستان عیاری سرو حدیقۂ خنجر گذاری رنگین بیان آہنی مہتر قران سامنے افراسیاب کے رنگ جما رہا ہی باتین بنا رہا ہی کبھی صرصر کو جھڑک دیتا ہی کبھی افراسیاب سے داد سخن لیتا ہی کبھی عرض پیرا ہی کہ اے شہنشاہ زمرۂ ملازمان مین یہ حقیر داخل ہوا اب خیر خواہی پر کمر باندھون اسد شیردل کو اپنے ہاتھ سے قتل کرون آپ پر مجھو بی ظاہر ہو کہ دل و جان سے یہ ہمارے شریک ہوا لیکن حسرت یہ ہی کہ حضور مجھکو خدمت مین ملکہ حیرت جادو کے روانہ کرین مین جاکر اپنے نام پر طبل جنگی بجواؤن سر میدان عمرو وچالاک کو ٹوکون وقت پر آپ بھی تشریف لائین میری جانثاری ملاحظہ فرمائین لیکن ان سب کے قتل مین اب دیر نہ کیجیے زبان سے تو قران یہ کہتا ہی لیکن دل دھڑک رہا ہی زمزمہ سرائی پر مہتر قران کی زیور وغیرہ خاموش آپس مین اشارے ہو رہے ہین کہ کیا خوش تقریر ہی فصاحت و بلاغت مین بے نظیر ہی یکایک دیوار باغ سے آواز آئی اے شہنشاہ طلسم ہوش ربا اعلیٰ اعلیٰ مراتب رہین چراغ سلطنت روشن ہو غلام خیر خواہ مدت سے مشتاق ملازمت سرکاری تھا آج ستارۂ بخت چمکا آفتاب عالمتاب چہرۂ پرنور کی زیارت سے دیدۂ دل روشن ہوے افراسیاب جادو نے پلٹ کر دیکھا ایک عیار لیکن وضع گنوارون کی گاڑھے کی مرزائی مارکین کی دھوتی ایک انگوچھا سر پر لپیٹے ہوے تلوار چمڑے کے نیام کی سپر کہنہ مین پھول ندارد ایک پھول وہ بھی مرجھایا ہوا موٹی سی کمان داہنے شانے پر ایک ترکش گھنا ہوا اسمین چند تیر شکستہ چادر سے کمر باندھے ہوے بجاے کمند سوت کا رسہ شانے پر پڑا ہوا جو تہ چمڑے و دھا تیل مین ڈوبا ہوا گرد مین اٹا ہوا کر بڑی ڈاڑھی مونچھین بڑی بڑی ہونٹھون پر لٹکی ہوئی جھم سے باغ مین کود اکڑتا ہوا سامنے افراسیاب کے آیا بہت دعائین دین مگر یہ سب نے دیکھا کہ آنکھین کٹری بڑی صرصر حیران کہ یہ کون شخص ہی قران بھی متردد کہ یہ گنوار کہان سے آیا جب افراسیاب کو بہت دعائین دین افراسیاب نے کہا اے شخص تیرا کیا نام ہی بابت سے تیرا کیا کام ہی عرض کی غلام کا نام سر سنگ کوہی ہی درۂ کوہ مین رہتا ہون یکتے دوکے کی خبر سنتا ہون قزاقی پیشہ ہزارون مسافر مار ڈالے لاشون سے کنوئین بھر دیے ہزار دو ہزار شاگرد آپکی دیا سے ہین محتاج نہین کون ایسا مرد آدمی ہوگا جو دو چار دھرین اپنے پاس نہ رکھے اس دیہا عین

اس غلام کی دھاک ہو بڑے بڑے عیار مارے مدت سے ہوس تھی سرکار دولت مدار کی خدمت مین
حاضر ہون بہت دنون قزاقی کرچکا اب نوکری کرون لیکن امیدوار ہون کہ امتحان کرکے حضور
مجکو ملازم کرین سُنا تھا مین نے کوئی عمرو عیار ہو اُسکے شاگرد بہت ہین اس ساربان زادے کا پتہ
بتائیے یا سامنے بلائیے صاف کہلا بھیجیے کہ او ساربان زادے تیری گوشمالی کے واسطے جناب
سرہنگ کوہی تشریف لائے ہین یہ گنوار غلام آپ کا بالکہ ہو دشمن کو حضور کے چیر پھاڑ کے کھا جائیگا
افراسیاب نے دیکھا باتین تو گنوارون کی ہین لیکن ہزار فرار چہرے سے مکاری غداری آشکار
مہتر قران نامدار اُسکی باتین سُنکر ہنس رہے ہین کہ یہ گنوار جیا جیا کے باتین کر رہا ہو سب عیارون کو بُرا
کہتا ہو نگاہ غور سے صرصر بھی دیکھ رہی ہو کہ یہ کون شخص ہو عیار خوش چشم صاحب قہر و خشم اپنے سایہ سے
رم کرتا ہو قدم نہین جمتا زبان مثل مقراض چل رہی ہو بلکہ صرصر نے مہتر قران سے کہا کہ اے صاحب
بغدہ گران اس گنوار مکار کو جواب دو ٹبرے لاف وگزاف کرتا ہو بجائے کندھ موے نے سوت کا رستہ
کاندھے پر ڈالا ہو کسی جولاہے کا رشتہ دار ہو تھان کا ٹرآیہ نگوڑا عیاری کیا جانے تانا بتھاری کرنیوالا
یہ مثل اس مقام پر ٹھیک ہی کرگا چھوڑ تماشے کو جاے مفت کی چوٹ جولاہہ کھائے مہتر قران نے
ہنسکر کہا دیوانہ وحشی ہو ابھی شہنشاہ حکم دین گوشمالی کرون دونون کان اکھیڑ ڈالون کان ہو جائین
امکان کیا جو ہمسے ٹرسکے اک جا کی کا ہاتھ ماردون ناک اُڑجائے ناکے تک روتا ہوا جائے صرصر و
قران تو اشارے کر رہے ہین لیکن سرہنگ کی زبان نہین رکتی کبھی افراسیاب کے گرد پھرتا ہو کبھی
دانت نکالکر عرض کرتا ہو گوسیان میری بات کا جواب نہ ملا افراسیاب نے کہا اے سرہنگ کوہی تم
عمرو سے امتحان کے خواہان ہو عمرو اسوقت کہان ہو ہم تکونامہ لکھکر پاس ملکہ حیرت جادو کے روانہ
کرین وہان طبل جنگی بجے عمرو کو یا اُسکے فرزند چالاک کو للکار و حقیقت مین اگر عمرو کو زیر کروگے
بہت سا انعام ملیگا ہم تمھاری بڑی قدر کرینگے بلکہ شاگرد رشید عمرو مہتر قران نامور ہمارا آکر ملازم
ہوا ہی یہان سے تابہ کوہ عقیق عیاران عمرو مین انکا مثل نہین جرات شوکت لیاقت عیاری خنجر گزاری انکی
ذات پر موقوف ہو حقیقت مین اے سرہنگ کوہی جیسے ساحران زبردست اس جوان شیردل کے
ہاتھ سے قتل ہوے کیا مجال تھی بہرام فلک کی کہ اُنسے آنکھ ملاتا یا انکے سامنے واسطے عیاری کے آتا اسی
جوان خوش انجام کا کلیجہ تھا لیکن باغیون نے اسکی قدر نہ کی تنگ ہوکر میرے پاس آیا ہو سرہنگ نے
کہا جسکا سرکار نے ذکر کیا وہ کہان ہو افراسیاب جادو نے طرف مہتر قران کے اشارہ کیا یہ سامنے
موجود ہو مہتر قران کو سرہنگ نے بہ نگاہ غور دیکھا کہا صاحب گوسیان الیسدن سے تو مین اہل

جتواتا ہون ایسے لونڈے لاڑیون کو رستہ بتاتا ہون انکی کیا حقیقت ہی اور یہ جو عیارہ آپ کے پہلو
مین بیٹھی ہی تیریا معلوم ہوتی ہی ہمارے گانوٴن مین بی گنان تیریا اسکی نوجی اسی صورت کی ہی ایک ٹھہ
دے کر ہمنے اسکا سر دھانکا دس من غلہ دیا ایک بیگھہ دو بسوہ زمین معافی مین مین نے اسکو دیدی
کہ بوے جوتے کھائے پڑی رہے یہ بیچاری کیا ہین جب تو صرصر گالیان دینے لگی نگوڑے گنوار تیری
شامتین آئی ہین تیری گھر والی تیریا ہونگی گنان کا بچہ بیہودہ بکتا ہی سرہنگ کو ہی باتون پر صرصر کی
بہت ہنسے کہا تمھاری گالیان کھانے کے واسطے ہین بی بی جو چاہو کہو لومتھری بات کا جواب نہ دیگے یہ
حبشی صاحب کچھ بولین تو انکو کچھ جواب دین مہتر قران کو بات سننے کی کب تاب ہی مرد سپاہی گرم
مزاج مردان عالم کے سرکا تاج بغدے پر ہاتھ ڈالا کہا او گنوار کیا بیہودہ بکتا ہی ایک بغدہ اٹھا سیدھا
ماردونگا سر گرہ کھاتا پھریگا ساری عیاری مکاری بھول جائیگا تو قزاقی کیا کریگا مسافرون کو
ستا دے کر مارا ہوگا شہنشاہ کے سامنے بڑھ کر بات کرتا ہی قبضے پر ہاتھ رکھا اے شہنشاہ حضور کے سامنے
میرے اسکے دو دو چوٹین ہو جائین حضور انصاف فرمائین ابھی اسکی مشکین باندھتا ہون ان باتون
پر سرہنگ کو ہی خوب ہنسا کہا بھلا شہنشاہ میان کو غصہ تو آیا اب انکو حکم دیجیے میرے انکے چوٹ
چلے میان کو پوری گھاتی یاد نہو گی چوٹون کے نام سن لیے ہونگے اک انی کا ہاتھ مارونگا آنتین ڈھیر
ہو جائینگی مین گوہار لڑنے والا پھکیت بنوٹ کشتی گیر عیاری مین بے نظیر میان نے کوئی دو چوٹین سیکھی ہونگی
دو چار اینچھر مجھے سحر کے بھی یاد ہین وقت بیوقت جانور بنکے نکلجاوٴن ہر طرح حریف کو مارون مہتر قران
نے کہا اے شہنشاہ ایک بات کا اس سے اقرار لیجیے میرے اسکے تلوار چلے لیکن سحر نہ کرے افراسیاب جادو
نے کہا اے مہتر قران کیا مجال میرے سامنے سحر کر سکتا ہی اسکا لاف و گزاف مجکو بھی ناگوار ہوا قران
نے کہا مین سمجھائے دیتا ہون لیکن سحر کا خیال رکھیے گا ایسا نہو لڑنے مین سحر کرے میرے ہاتھ پانوٴن بیکار ہون
یہ مکار چوٹ مار دے اسپر ناز کرے افراسیاب نے کہا اے سرہنگ کوہی خبردار سحر نہ کرنا ورنہ تو جانتا
ہی فن سحر و ساحری مابدولت کا غلام ایک اشارے مین برق چمکا دونگا خرمن حیات تیرا پھونک دونگا
سرہنگ نے کہا نہین صاحب مین اسپر سحر نہ کرونگا لیکن اے افراسیاب اسپر اگر غالب آوٴن سرکار
سے انعام پاوٴن افراسیاب نے کہا اگر تو مہتر قران پر غالب آیا جو مانگے گا وہ دونگا عیارون کا
افسر کردونگا یہ کہکر مہتر قران کی جانب متوجہ ہوا کہا کیون قران اس سے لڑوگے مہتر قران نے کہا
حضور یہ کیا ہی مسخرہ دیوانہ ہوا ہی دیکھیے تو کتنی چوٹین مارتا ہون اگر دم لینے دون تو اپنا ملازم نہ قرار دیجیے گا
مہتر قران کے زور شور سے افراسیاب بخوبی آگاہ ہی اپنی بات کا بھی خیال کہ ایک گنوار نے آکر

لاف وگزاف کیا اگر یہ ذلیل نہوا بہت بلبلائے گا سب اہالیان جلسہ کو اشتیاق زیور دلاہوت
مشتاق کہہ رہے ہین کہ اے شہنشاہ اول ان دونون کا مقابلہ دیکھیے بعدہ قیدیان بلا کو قتل کیجیے اپنا عوض
لیجیے قران نے کہا اے شہنشاہ اب مین آپ کا ملازم خاص بندہ با اختصاص ہوا اسکو سزا دونگا اسد
کو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا صرصر کی نگاہ لڑی ہے سرہنگ کو ہی تلوار کھینچکر پیترے بدلنے لگا کہا میان
حبشی آؤ قران نے کہا اس نٹ بازی سے ہمکو نفرت ہے یہ اُچھلنا کودنا کیا یہ کہکر مہتر قران نے
بغدے پر ہاتھ رکھا سرہنگ نے جلد کر مہتر قران پر وار کیا مہتر قران نے بغدے پر لگا نتھا سرہنگ
برس پڑا مہتر قران کو دم لینا مشکل کر دیا کبھی مہتر قران خالی دیتے ہین کبھی وار سرہنگ کا روکتا
ہے اب احسنت و آفرین کی صدائین بلند ہوئین صرصر نے کہا اے شہنشاہ حقیقت مین یہ لنگوٹرا گنوار
بلائے روزگار ہے مہتر قران ہی ایسا ہے کہ اسکی چوٹون سے بچ رہا ہے افراسیاب نے کہا اگر ایسا نہوتا
بلا تکلف میرے سامنے کیون دعویٰ کرکے آتا صرصر نے کہا اے شہنشاہ بیشک مہتر قران کو بڑی مشکل
پڑی ہے دونون کی نگاہ لڑی ہے کسی کی نگاہ نہین جھپکتی خوب دونون مین چھوٹ کی چوٹین چل رہی ہین
مجھے تو سرہنگ کو ہی غالب معلوم ہوتا ہے حقیقت مین مہتر قران کو جان کی پڑی ہے جی مین کہتا ہے
بڑے ظالم سے مقابلہ ہوا کس کام کو آیا کس جھگڑے مین پھنسا سرہنگ نے لڑتے لڑتے مہتر قران پر کمند
کے حلقے مارے گردن و کمر مین حلقے آئے لیکن مہتر قران نے سبک ہوکر جست کی حلقۂ کمند سرہنگ سے
یون نکلا جیسے شرارہ سنگ سے یا گنج سے ہوائی یا عینک سے نگاہ افراسیاب اُچھل پڑا کہا مہتر قران خوب
بچے قران کی جان پر بنی ہے افراسیاب کو سلام تو کیا اسی طرح حلقہ ہائے کمند مہتر قران نے مارے
سرہنگ بھی نکلا کچھ حلقے کاٹے افراسیاب جادو دونون کی تعریف کرتا ہے قران و سرہنگ پسینے
پسینے غضب کی کارزار ہے حقیقت مین سرہنگ کو ہی بڑا ہوشیار ہے کسی فن مین کمی نہین کرتا ہے افراسیاب
کو بڑا خیال ہے کہ آج ہی مین نے مہتر قران کو نوکر رکھا بڑی سختی مین بیچارہ پھنس گیا اگر قتل ہوا بڑی
بدنامی ہوگی صرصر شمشیر زن کہتی ہے حضور اب چارہ کیا لیکن اس لڑائی کے تماشے مین افراسیاب
جادو ایسا مصروف ہے کہ قتل اسد کو بالکل بھولا دونون کی سپاہگری پر عش عش کر رہا ہے تمام اہالیان محفل
مبہوت لب پر مہر سکوت لاہوت جادو حیران کہ مہتر قران کو کام کے واسطے بلایا بیچارہ کس جھگڑے
مین پھنسا خدا اسکی آبرو بچائے دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے اگر شاید مہتر قران پر کوئی زوال آیا اہل اسلام
کہین گے کہ مسلمان ہوا اتنے بڑے عیار کو قتل کرایا اے پروردگار مہتر قران کو بچانا استادان سخنور
نے تحریر فرمایا ہے تحریر و تقریر مین رنگ شعبدہ دکھایا ہے پھر کامل مہتر قران نے اور سرہنگ کو ہی

سے تلوار چلی کسی نے چوٹ نہین کھائی دونون چھوڑ کر لڑ رہے ہین اب عمہتر قران بعد پھر پھر کے سنبھلا
بغدہ تھام کر نعرہ کیا او گنوار ہوشیار ہو جا نعرہ قران

سیر ع السیر چون باد بہاری	جہان سرہنگ در خنجر گزاری	بمیدان اژدر آتش فشانم	منم عمہتر قران شیر زیانم

اب افراسیاب نے دیکھا عمہتران کے تیور بدلے چھوٹ کی چوٹین مارنے لگا ہر مرتبہ یہ معلوم ہوتا ہے
کہ عمہتر قران کا بغدہ پڑا سرہنگ کا سر اڑ گیا سرہنگ دب دب کے اپنے کو بچاتا ہے پیچھے ہٹتا جاتا ہے
عمہتر قران نے دم لینا دشوار کر دیا سرہنگ آدا اس عالم یاس کبھی لوٹ ماری کبھی چوٹ بچانے کو جست
کی اب وار نہین کر سکتا عمہتر قران نے بغدے کے نیچے رکھ لیا ٹھنگا نہ لپنگا نہ چھایا ہوا ہر مرتبہ سایہ مین
بغدے کے لیتا ہے جب چوٹ پڑی سرہنگ دب کر پیچھے ہٹا بغدہ عمہتر قران کا پڑا دنا کے کی آواز
آئی گا وزمین تھرائی مگر سرہنگ کو ہی نے اپنے کو بچایا افراسیاب و لاہوت ملکہ زیور
و ملکہ صرصر سب کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہین کہ عمہتر قران سرہنگ کو دباتا ہوا لیے جاتا ہے
چوٹین عمہتر قران کی وہ چھوٹ کی چلین کہ سرہنگ کا جی چھوٹ گیا سوا سے پشت دکھلانے کے
کچھ نہ بن پڑا پیچ مین باغ کے ایک قصر عالیشان ہے پردے اسمین پڑے ہوے عرصہ دراز سے وہ قصر
صاف نہین ہوا کچھ ٹوٹے ہوے پلنگ کچھ ٹرنے و صندوقیان اس طرح کے اشیا اس قصر مین بھرے ہوے
ہین سرہنگ ہٹتا ہوا اُن پردون تک آیا قران نے پیچھا نہ چھوڑا بغدے کے سایہ مین لیا سرہنگ کو
یقین ہوا ابکی مرتبہ اگر بغدہ پڑا سر اڑ جائیگا یا مثل خیار ترد و ٹکڑے ہونگے جان بچنا دشوار گھبرا کر
بھاگا عمہتر قران نے کہا او نامرد کہان جاتا ہے شرم نہ آئی پشت دکھائی افراسیاب نے بھی آواز
دی ای عمہتر قران کیا کہنا حریف کو مار لیا ہے جانے نپائے اپنا قوت بازو قرار دونگا میری بات
رکھ لی کیا سپاہگری دکھائی صرصر بھی وجد مین کہتی ہے ای شہنشاہ عمہتر قران نے کیا کام کیا اب
بگوڑے گنوار کو دبا لیا بھڑوے کے منہ پہ ہوائیان اڑ رہی ہین اب نہین کچھ بن پڑتا لاف و گزاف بھولا
سب سے زیادہ لاہوت جادو کو خوشی ہے کہتا ہے ای شہنشاہ آپ نے جرأت عمہتر قران کو دیکھا
شیر کے تیور ہین اسکے سامنے بڑے بڑے پہلوان زیر و زبر ہین رستم کی اسکے سامنے کیا حقیقت ہے
سہراب یل کو کیا لیاقت ہے افراسیاب کہتا ہے ای لاہوت جادو سچ کہتے ہو مین بھی ایسی قدردانی
کرونگا دامن مدعا دُرِ بہا سے بھرونگا سرہنگ کوہی نے جو دیکھا کہ اب جان بچنے کی کوئی صورت
نہین جست کر کے پردے کے اندر گھس گیا عمہتر قران نے کہا دیکھیے حضور نامرد نے پردہ کیا افراسیاب
نے کہا ڈھونڈھو مین بھی آیا ای عمہتر قران کیا کمال کیا اسوقت میری بات کو رکھ لیا مین نہایت

خوش ہون تجکو بڑا رتبہ دونگا افراسیاب و لاہوت جادو و ملکہ زیور خوش خوش دوڑکر قریب مہتر قران
کے آئے مہتر قران نے پردے پر ہاتھ ڈالا توڑ کر پھینک دیا سب نے دیکھا اس قصر مین تمام یہ
اشیا بھرے ہوئے ہین کہ چار پائیان شکست لکڑیان بیکار اگر قصد کیا جاے کہ ان سب کو اُٹھائین
دس پانچ مزدور ہون دو پہر مین سب اُٹھے افراسیاب جادو نے کہا اے قران تلاش کرو
قران نے دو چار بغدے اُن ڈھیرون پر مارے کھڑکھڑاہٹ کی آواز آئی قران نے کہا حضور
ہمین چھپا ہے مین ڈھونڈھ کر نکالونگا وہ جو اُسنے کہا تھا کہ سحر بھی مجھے آتا ہے وہی فن اسکا کام
آیا بڑی فطرت سے اپنے کو بچایا حضور سحر کا خیال رکھین جرات مین غلام کمی نہ کریگا یہ کہکر ڈھیرون
کو کھڑکھڑایا افراسیاب وغیرہ بیرون قصر سے دیکھ رہے ہین یکایک ایک بلاؤ بڑا سا اُن ڈھیرون کے
بیچ مین سے غراتا ہوا نکلا افراسیاب نے کہا لو وہ سرشنگ کو ہی سحر کرکے گربۂ مسکین بنا پکار کر آواز
دی اے قران لینا بقول سعدی گربہ کشتن بروز اول مگر وہ بلاؤ مہتر قران کو دیکھکر گھبرایا جست کرکے
باغ مین بھاگا مہتر قران نے نعرہ کیا او کتوار کہان بھاگ کے جائیگا بلاؤ کیا اگر تو جانور بنتا تو بھی تیرا
تعاقب نہ چھوڑتا ملحوظ خاطر ناظرین ہو اب وہ بلاؤ جدھر بھاگ کر جاتا ہے مہتر قران بغدہ ٹیک کر
اُسکے برابر پہونچتا ہے وہ جست کرکے درخت پر چڑھتا ہے مہتر قران نے دوڑ کر بغدہ مارا نخل قلم ہو کے
گرا افراسیاب جادو دیکھتا ہے مہتر قران کو انتہا کا غصہ کف منہ سے جاری ابروے خمدار پر بل
تعاقب مین بلاؤ کے چھل بل یون گھیرا ڈالا ہے کہ سارے باغ مین بلاؤ بھاگتا پھرتا ہے مہتر قران پیچھا نہین
چھوڑتے پسینے پسینے لیکن یہی صدا ہے او گنوار تجھے زندہ نہ چھوڑونگا سحر کرکے بلاؤ بنگیا جوانون کے
نزدیک کتے بلی کا مارنا کیا مشکل ہے ایسے تو بڑا جاہل ہے دوڑتے دوڑتے جب مہتر قران ناچار ہوگئے بلاؤ نے
جست کی مہتر قران برابر پہونچا قصد کیا بغدے کا ہاتھ مارون بلاؤ دب کے نکلا دیوار کے برابر پہونچا
پنجے جما کے دیوار پر چڑھنے لگا بلاؤ نے منڈیر تھامی چاہتا ہے دیوار کو فرانے قران جست کرکے بلند ہوا
بغدہ مارا بلاؤ کا سر قلم ہوا دھم سے لاشہ بلاؤ کا زمین پر گرا مہتر قران نے جھوم کے نعرہ کیا منم صاحب
بغدۂ گران نظر کردۂ بزرگان افراسیاب جادو نے دوڑ کر قران کے ہاتھ چوم لیے لاہوت جادو
تصدق ہوا صرصر بھی تعریفین کرنے لگی لیکن لاشہ بلاؤ کا زمین مین تڑپا سرد ہوگیا صورت تبدیل
نہوئی مثل جادوگر کے مرنے کی بھی آواز نہ آئی افراسیاب جادو نے کہا اے قران یہ کیا معرکہ ہوا یہ
اصلی بلاؤ تھا اگر سرشنگ کو ہی سحر کرکے بلاؤ بنا ہوتا دستور ہے بعد مرنے کے سحر اُتر جاتا ہے تمنے تو ہزارہا
جادوگر مارے بعد مرنے کے اسکی صورت اصلی ہو جاتی ہے معلوم ہوتا ہے یہ بلاؤ ان لکڑیون مین رہتا تھا

آدمیون کی آواز سنکر نکلا تمھارے ہاتھ سے مارا گیا لیکن آتنا بڑا بلاؤ ہماری نگاہ سے نہین گذرا اب سب حیران کہ آخر وہ گنوار کیا ہوا صرصر نے کہا وہ جان بچا کے نکل گیا مگر مہتر قران نے جست و خیز کا خاتمہ کیا کس زور شور سے بالاے دیوار پہونچے گویا پر پرواز پیدا کیے سب اپنی اپنی کہہ رہے ہین لیکن مہتر قران خاموش بحر حیرت کا جوش سب اُسی مقام پر قریب بلاؤ کی لاش کے کھڑے ہین ہر خرد و کلان کو حیرت اسی حال حسرت مآل پر عبرت یکایک گوشۂ باغ سے ایک خوشبو آئی دماغ جان ہر ایک کا معطر و معنبر ہوا افراسیاب وغیرہ نے حیران ہوکر کہا یہ کیسی خوشبو آئی صاف ظاہر ہوتا ہو کہ کسی نے ہزارون قرابے عطر مجموعہ کے کھولدیے یا پھولون مین روز عید ہو غنچے مسکرائے عجب وقت سعید ہو عروسان بہار بناؤ کررہی ہین آنکھین نرگس کی لگاؤ کررہی ہین دیکھو سنبل نے گیسو سنوارے سرو اکڑنے لگے خوشبو نے دماغ جان معطر و معنبر کیا جو فصل گل ہو چہچہہ زن بلبل ہو نرگس آنکھین پھاڑ کے دیکھتی ہو کون آتا ہو شگفتہ تختۂ لالہ زار ہو بہار رہین بہار ہو بموجب مضمون اشعار آبدار نظم

جس نے دیکھی ہو ترے رخسار روشن کی بہار — کب خوش آتی ہو اُسے اےدوست گلشن کی بہار
اسقدر نازان نہو یہ رنگ گل ہو بے ثبات — چار دن کے واسطے بلبل ہو گلشن کی بہار
فرقت جانان ہجوم رنج بیتابی کے جوش — دل بہلانے ہو تو دیکھین چل کے گلشن کی بہار
کون دیکھے بے ثباتی عالم ایجاد کی — عارض گل کی طرح مہمان ہو گلشن کی بہار
جلوۂ رخسار تابان کا جوہر جانب ہو عکس — برق تابان کی چمک دیتی ہو دامن کی بہار
کیون خفا ہوتا ہو چھینٹون سے لہو کے بار بار — اور بڑھ جائیگی ظالم تیرے دامن کی بہار
سبزۂ نوخیز سے لطف گلستان ہو عیان — دیکھ آکر او ستمگر میرے مدفن کی بہار
گر نہین کوئی نہو باقی ہو کسکو احتیاج — دیکھتی ہو بیکسی اب میرے مدفن کی بہار
کیون نہ صدقے جائیے ایدل ہجوم داغ کے — کم نہین ہو جلوۂ رخسار سے تن کی بہار
ہان اُٹھا اب پردۂ رخسار روشن اے پری — دیکھنے آئے ہین ہم بھی تیرے جوبن کی بہار
کہتے ہو تو بھی نہین جیسا کہ دیکھا تھا اُنھین — تمکو خوش آئی مگر یو خاک دشمن کی بہار
مثل پیراہن ہوئی ہو زیور وحشت کی قدر — کم گریبان سے نہین ہو طوق گردن کی بہار
سوز فرقت سے بھڑک اُٹھتی ہو جب سینہ مین آگ — گرد ہو جاتی ہو اکثر شمع روشن کی بہار
داغ ہجر یار سینے پر غنیمت ہو نسیم — دیکھتے ہین ہر سحر ہم اپنے گلشن کی بہار

ہر گلعذار کے چہرے پر بحالی عندلیبان خوشنوا کو خوشحالی افراسیاب جادو ایک ایک سے پوچھتا ہے

کیون صاحبو کیا پھولون کے لخلخے روشن کیے آتش گل بھڑکی یا تو جرات مہتر قران کی تعریف
تھی اس حیرت مین سب تھے کہ سر منگ کوہی کہان گیا یہ بلا کدھر سے آیا اب خوشبوے عطر آگین نے
ہر ایک کے دماغ جان کو معطر کیا افراسیاب زیور سے پوچھتا ہی یہ خوشبوے مشک و عنبر کہان سے
آئی زیور عرض کرتی ہی ایسی خوشبو کبھی کنیز نے اس باغ مین نہ سونگھی تھی شاید کسی بزرگ کا گذر ہوا
خداوندون کے نام لیجیے سامری و جمشید کی صنعت قدرت کو یاد کیجیے باغ عالم مین کیا کیا گل کھلائے
اس گلشن مین رنگ تازہ نظر آنے مہتر قران کو بھی حیرانی افراسیاب کو پریشانی زیور پکار کر کہنے لگی
صاحبو آج ظہور قدرت سامری و جمشید ہی اس بوے خوش مین کیا بھید ہی یہ کلمات ناتمام تھے کہ گوشہ
گلشن سے روشنی معلوم ہوئی معلوم ہوتا ہی مقام مشرق ہی آفتاب عالمتاب کا طلوع ہی ضیا ربار ی
شروع ہی یا تو روشنی معلوم ہوتی تھی یا صداے مہیب آئی زمین تھرائی یہ صدا تھی کہ او افراسیاب
خانہ خراب او مغرور و متکبر اب قوم نبی جان سے پگڑی اُلجھائی منم شہنشاہ جنات اب جو افراسیاب
نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک شہنشاہ عالی جاہ تاج یاقوتی برسر قباے مرصع کار در بر چہرۂ آفتاب عالمتاب پر
رعب و داب ریش سیاہ عنبر آگین آنکھین دیدۂ غزال کو آنکھین دکھلانے والین چہرے سے قہر و غضب
آشکارا ابرو خمدار کو جنبش نیمچہ ہلالی زیب کمر بھوون کی سپر پشت پر خنجر زیب کمر جسکے قبضہ پر لعل و گوہر آراستہ
مالاہاے مروارید بے بہا زیب گلو اُنکی آمد کی یہ خوشبو پھیلی تھی آنکھون مین آنسو چہرہ فرط قہر و غضب سے
گلنار ایک تختی یاقوت احمر کی اُسپر حروف الماس کے ترشے ہوئے ضو سے اسکی پلک جھپکتی ہی وہ جوان
خوشتر دریاے جواہر مین غوطہ زن جبین نور آگین پرشکن ڑبڑھ کر ہاتھ افراسیاب کا تھام لیا یا قہار و
یا جبار کہکر نعرہ کیا کیون افراسیاب اس میرے ملازم کو تونے کیون مارا ہم لوگ قوم جنات اکثر بلائو
یا بصورت ماران سیاہ پردۂ دنیا مین آتے ہین تیرا اُسنے کچھ نقصان کیا تھا کس خطا پر اُسکو مارا جا ابلیس لکھ
جنات اُسکے خون کے دعویدار ہین آمادۂ حرب و پیکار ہین تلوارین کھنچ گیئین یہ تمام آتشی ہین طبقۂ زمین
ہوش رُبا کو سب نے ہاتھون ہاتھ اُٹھا لیا ہی قصد کرتے ہین بر دوے ہوا لیجا کر کسی دریاے نہایت مین پھینکدین
مابدولت سر پر جہانبانی پر جلوہ فرماتے یکایک خبر ملی طلسم ہوش ربا پر جنات کی چڑھائی ہی افراسیاب
مغرور سے لڑائی ہی سب کا یہی قول ہی کہ ایک ساحر کو زندہ نہ چھوڑین گے یہ آتش قہر و غضب مین
پھونک دینگے مسلمانون سے لڑتے لڑتے ایسے مغرور ہوے جنکو مارا جنکو دنیا والے دیکھ نہین سکتے بندگان
خاکی کو یہ لیاقت ہوئی قوم آتشی سے سرکشی مابدولت کو یہ خیال ہوا جب یہ اُٹھا کر طبقۂ طلسم ہوش رُبا
کو پھینکین گے لاکھون بندگان خدا بے خطا ہلاک ہو جائینگے جنات کے ہاتھ سے امان نہ پائینگے آخر دوڑ پڑا

ان سب کو منع کیا کہ خبردار طبقہ نہ پھینکنا ہم قاتل کو تمھارے بھائی کے لاتے ہین سچ تبلا کہ قاتل اسکا کون
ہے ہمین تبلادے ہم گرفتار کرلین گے ہماری فوج سے تمام جنگل معمور ہین ہم آگاہ تھے ساحرون کو ترے
غرور ہین اسی واسطے یہ تختی واقع سحر لگے ہین ہین نبی اگر تجکو اپنے سحر پر ناز ہے جہانتک ہوسکے سحر کر
پانی برسا او ناری شعلۂ آتش بھڑکا اگر زبان ہلانے دون مجکو بادشاہ جنات نہ کہنا اور اپنے حمایتی کو
بلا سب ملکر ہمپر سحر کرین دیکھ تو ہم کیسا شکار کھیلتے ہین خون کے دریا آج اس باغ مین بہادینگے اپنے
مقتول کے خون کا معاوضہ لینگے اس قہر و غضب سے شاہ جنات نے افراسیاب جادو سے کہا ہاتھ
پاؤن مین افراسیاب کے رعشہ آگیا جہتر قران ایسا شیردل گھبراگیا افراسیاب کے پیچھے چھپا
نیندہ خون آلود زمین مین پھینکدیا لیکن افراسیاب نے ضبط کرکے کہا حضور تخت پر قدم رنجہ فرمائین
ابھی کیفیت مفصل عرض کرتا ہون قاتل اسکا یہان نہین ہے فوج کو منع کیجیے طبقہ زمین کا نہ اٹھائین لاکھ
دو لاکھ انسان ہلاک ہوجائینگے حضور خود بادشاہ عادل ہین فلک عدل و انصاف کے ماہ کامل ہین
ایک کے واسطے لاکھون کی جان لینا مناسب نہین ہے افراسیاب سلاکر شہنشاہ جنات کو قریب اپنے
تخت کے لایا کہا حضور قدم رنجہ فرمائین جو کچھ حکم ہوگا آنکھون سے بجا لاؤنگا خلاف حکم شہنشاہی نہوگا
کیا مجال ہماری جو آپ سے سرکشی کرین جب اس طرح افراسیاب نے منت کی غصہ تو نہین کم ہوا لیکن
تخت پر جلوہ فرما ہوے فرمایا یہ باتین کیون کرتا ہے پہلے اپنا کمال دکھلا ہم تیرے سحر کے بہت مشتاق
ہین افراسیاب نے ہاتھ باندھکر کہا حضور میری کیا مجال آپ کے سامنے سحر کرون میرے نصیب
کہ آپ نے مجکو سرفراز کیا صرصر کو جو بہ نگاہ قہر و غضب شاہ جنات نے دیکھا کہا یہ عورت کون ہے ملوا
باندھے بیٹھی ہے صورت پر اسکی مکاری غداری برستی ہے او عورت کچھ منھ سے بول بلاؤ نے ہمارے کسی کا
کھانا کھالیا کوئی ظرف توڑ ڈالا او کم ظرف جواب نہین دیتی صرصر کانپنے لگی جواب نہ دے سکی
غش آنے لگا پائجامے مین چھل چھل موت دیا گھبرا کے سر جھکا لیا بڑی مشکل مین آ کنا جواب دیا اے
شہنشاہ جنات صاحب کشف و کرامات لونڈی کو کچھ احوال نہین معلوم مین تو ابھی آئی ہون
میرے سامنے یہ بلاؤ نہین مارا گیا شہنشاہ جنات نے کہا جھوٹ کہتی ہے تو یہان موجود تھی بلکہ شاید
تو نے ترغیب دی قاتل اسی جلسہ مین موجود ہے ہمارے دماغ مین بو آتی ہے تم لوگون کے بھروسے پر
سلطنت نہین کرتے دس ہزار کوس کی خبر بھی منگا دین تمام دنیا کو درہم و برہم کرکے دکھا دین خدا
نے ہمکو سب طرح کا اختیار دیا بندگان خاکی کو مجبور دنا چار کیا بڑے افسوس کی بات ہے کہ
افراسیاب سحر نہین کرتا ہم بھی ایک شعبدہ دکھاتے دیکھو وہ سحر کس پر جاتا ہے پھر کیا تدبیر

کرتے ہین سحر کرنے والے کا خود سر پہاڑ ڈالے جس پر گھمنڈ ہو وہی ٹانگین چیر ڈالے شیاطین کی یہ مجال ہی کہ جنات سے آنکھین ملائین اگر نگاہ ڈالدین پھُنک جائین یہ فرماکر طرف مہتر قران کے متوجہ ہوئے فرمایا کیون رے تو کون ہی تیرے چہرے سے معلوم ہوتا ہو کہ ان جادوگرون مین کا نہین ہو یہ بھی ثابت ہوا بدولت کو کہ تو مسلمان ہو حمزہ عرب کا ملازم ہو یہان کیون آیا مہتر قران کا رنگ رُواڑ گیا ہاتھ باندھکر کہا حضور نے بجا ارشاد فرمایا مین کوچہ سحر و ساحری سے نابلد ہون اتفاق سے یہان چلا آیا مین نے قتل ہوتے اس جلاد کو نہین دیکھا شاہ جنات نے کہا تیری باتون سے بوے کذب آتی ہو تو قتل مین ہمارے بھائی کے شریک ہوا قران نے گھبرا کر طرف افراسیاب کے دیکھا کہا شہنشاہ مجھے بچائیے افراسیاب نے کہا اے شہنشاہ یہ بیچارہ ایک شخص مسافر ہو مین قاتل کو ڈھونڈ دونگا چند ساعت توقف فرمائیے یہ بھی مجکو یقین ہی از خردان خطا و از بزرگان عطا سحر و ساحری کا نام نہ لیجیے کس کی مجال ہی کہ آپ کے سامنے سحر و ساحری کرے آج مجکو بڑا شرف حاصل ہوا آپ نے سرفراز کیا مین چاہتا ہون صحبت عیش و نشاط آراستہ کرون خدمتگزاری مین مصروف ہون اپنے بادشاہ ہونے مین مباہات و فخر کرونگا شاہ جنات سے مین مشرف ہوا مجھ سے اور حضور سے تقریب نامہ و پیغام ہیگی بموجب مضمون مصرع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا ✽ جب افراسیاب نے اس طرح خوشامد کی غصہ شاہ جنات کا کم ہوا ہنس پڑے کہا اوافراسیاب تیرے عجز و انکسار نے مجکو مجبور و ناچار کیا لیکن قاتل اپنے بھائی کا لین گے افراسیاب نے کہا حضور انصاف کرین اگر کسی نے یہ بے ادبی کی ناواقف تھا جانور سمجھکر مارا زیور محل نشین اپنے ساتھ والیون سے کہ رہی ہو کیون بوا گلشن اس گوشہ چمن کے مدت سے ایک قبر کا نشان ہو نسترن نے کہا جب ہم کبھی رات کو اس طرف آئے ایک شخص سفید کپڑے پہنے ہوئے ٹہلتے تھے مدت سے یہان جنات کا گذر ہو ہمکو کیا خبر ہے لیکن مین انکے صدقے جاؤن آجتک کسی کو ستایا نہین شمشاد نے کہا بوا ایکدن مین نے بھی یہان پیشاب کیا تھا دو دن حرارت رہی مین نے ہار پھول چڑھائے تھے حرارت جاتی رہی اب بوا ہر جمعرات کو کھٹیان چڑھاؤنگی گلنار نے کہا انسے جو مراد مانگو ملتی ہو کلی آرزو کی کھلتی ہو اب یہان ایک طاق بناوینگے اگر روشن کرینگے تو بان دینگے ایک نے کہا مرد وا میرا بہت بد مزاجی کرتا ہو اولاد نہین ہوتی عورتین طعنہ تشنیع کرتی ہین بانجھ نچھوٹی شیطان کی لنگوٹی مین تو یہی مراد مانگونگی نوین مہینے لڑکا ہو پھولون کی چادر چڑھاؤن گاتی بجاتی ہوئی میان کی قبر پر آؤن ایک نے کہا بوا جاگتی جوت کے پیر سامنے موجود ہین جو کچھ کہنا ہو کہلو زیور نے کہا بوا آنکھ تو ملانا دشوار ہو بات کون کرسکے پیرون سے کوئی بات کرتا ہو یہ روشن ضمیر ہین چہرے کا

رعب و داب تو دیکھ آفتاب عالمتاب لباس سب نایاب دنیا مین ایسے گوہر بے بہا کس نے دیکھے ہین برابر بیضۂ مرغ کے ایک ایک موتی ہو زیور نے کہا ارے شفقلو تم کیا جانو مین نے کتاب مین لکھا دیکھا ہو کہ پردۂ قاف مین مثل کنکر پتھر کے جواہرات پڑا رہتا ہو بوا کتابین پڑھو تو سب حال تمکو معلوم ہو پڑھے لکھے تھی چار آنکھین ہوتی ہین اب میرے باغ مین ہمیشہ بہار رہیگی اپنے ہاتھ سے جھاڑو دونگی مین بھی اولاد کی دعا مانگونگی عورتون مین تو یہ چرچے لیکن افراسیاب نے اب کلام خوشامد سے شاہ جنات کو ٹھنڈا کیا ہاتھ باندھے کہہ رہا ہو اب حضور قاتل کا ذکر نہ کرین معاف فرمائین شہنشاہ جنات مہتر قران پر نگاہ غضب ڈال رہے ہین قران کے ہاتھ پانون مین رعشہ پسینے پسینے اتنا منھ سے نکلا حضور ہمارے آقاے نامدار مولاے فارغ نازش زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران اٹھارہ برس پردۂ قاف مین رہے چھتیس پردے فتح کیے ملکہ آسمان پری دختر شہپال بن شہرخ سے شادی ہوئی وہان سے ہمیشہ تحفہ جات آتے ہین ہمنے بھی اشیاے نادرہ دیکھے یہ سنکر شاہ جنات کو غصہ آیا کہا او حبشی کیا بیہودہ بکتا ہو دختر شاہ پریان براے انسان ضعیف البنیان شہپال ایک زمیندار گانون کا تھا اُس قریہ مین حمزہ گیا پردہ قاف کی کیا سیر کرسکتا تھا اگر نام پوچھون حمزہ نہ بتاسکے اسی گانون کے تحفہ آتے ہونگے اشیاے نادرہ پردہ قاف انسان کو کب میسر ہین ہم بھی وہان کے ایک ادنی افسر ہین صرف چالیس لاکھ فوج ہمارے قبضہ مین ہو ہم خود حقیر ہین لیکن ابھی کہو تو چالیس کرور انسان کو قتل کرین تحفہ وہان کا دیکھے گا پہچان لیگا پردۂ قاف کی خاک یہان کے مشک و عنبر سے بہتر اُن شاہون کا غلام یہان کے شاہون کا افسر یہ فرماکر شہنشاہ جنات نے جیب سے ایک شیشی عطر کی نکالی کہا او حبشی نام لیکر حمزہ کا بہت اترایا اس عطر کو سونگھ دیکھ تو کبھی تیرا حمزہ ایسا تحفہ بھی لایا یہ فرماکر روئی ڈبولی مہتر قران کو دی مہتر قران نے تسلیم کرکے روئی لی حقیقت مین شیشی کھلتے ہی لپٹین آنے لگین دماغ جان سب کے معطر و معنبر ہوئے افراسیاب نے بنگاہ حسرت دیکھا شاہ جنات نے کہا لے تو بھی سونگھ ہر چند کہ تو ساحر ہو تجکو امین کیا لیا تھا لیکن شاہ جلیل بندگان خدا کا کفیل ہم خوب جانتے ہین تیرا بڑا خزانہ اٹھارہ سو ملک تیرے قبضے مین فوج بیشمار بادشاہ عالی وقار سب طرح کی چیزین تیرے خزانے مین موجود ہین خوشبو سے اس عطر کی بوے کبر و نخوت دماغ سے نکلجائیگی طبیعت فرحت پائے گی روح کو راحت دماغ کو قوت آنکھون کو بصارت حاصل ہوگی تسکین دل ہوگی سالہاسال یہ بو دماغ سے نہ جائیگی افراسیاب نے سلام کرکے ہاتھ بڑھایا شاہ جنات نے قطرہ ٹپکایا اسی قدر لاہوت جادو کو بھی مرحمت ہوا چاہا شیشی کو جیب مین رکھین زیور نے کہا کیون حضور

لونڈیاں محروم رہیں گوشہ باغ میں جو آپ کے عزیز کی قبر ہے رات کو سفید کپڑے پہنکر وہ پھرتی ہیں میں
ہمیشہ پھولوں کی چادر چڑھاؤنگی پلکوں سے جاروب کشی کرونگی اس تحفہ نایاب سے محروم نفرمائیے شاہ
جنات نے فرمایا اب تو فیض جاری کیا تم بھی محروم نہ رہو بہت خوش ہوگی تمھارا شوہر بہت خوش نیت ہے
جی میں کہتا ہے ای لاہوت جادو میرا مسلمان ہونا اپر روشن ہوگیا ایسا نہوا افراسیاب کے سامنے
کہہ بیٹھیں غضب ہو جائے انکے سامنے تو کیا کہہ سکے گا لیکن بعد کو قیامت برپا کریگا ہاتھ باندھ کر گڑگڑانے
لگا کہا حضور یہ سب حال روشن ہے زبان سے فرماتا کیا ضرور لونڈیوں کو عطر رحمت فرمائیے زوجہ میری ہر وقت
باغ میں رہتی ہے قبر کی خدمتگذار رہیگی ایک مقبرہ بنوادونگا نیت وغیرہ نیت کا کیا ذکر شاہ جنات نے
شیشی عطر کی ہاتھ میں افراسیاب کے دی افراسیاب بہت اترایا کبھی ایسا عطر کاہیکو نگاہ سے گذرا
تھا سب کے پہلے مہتر قران نے سونگھا ایک امر کا اور ذکر کرنا واجب ولازم ہے اتفاقات قضا وقدر
سے اُسی طلسم ہوش ربا میں بڑے کسی ساحر کو مہتر قران نے قتل کیا لشکر مہرخ پر شکست ہو چکی تھی جب
وہ ساحر مارا گیا فتح حاصل ہوئی ملکہ مہرخ نے صحبت عیش آراستہ کی مہتر قران و جانسوز بن عمران
وضرغام شیردل و چالاک بن عمرو اُس جلسہ میں موجود ہیں خواجہ عمرو بیرون بارگاہ تشریف رکھتے
تھے بیان جوش نشے میں چالاک بلبلایا کہا ای ملکہ عالم قبلہ وکعبہ کا نام ہوگیا جیسے مثل مشہور ہے اونچی
دوکان پھیکا پکوان صاحبقران برسر عقابین مقید تھے نجک حرامزادے نے تارون سے دانت
صاحبقران کے بندھوائے کہ آب ودانہ حلق سے نہ اُترے قبلہ وکعبہ روز عیاری کرکے برسر عقابین پہونچتے
تھے چاہتے تھے کھانا کھلاؤں صاحبقران اشارے کرتے تھے قبلہ وکعبہ نہ سمجھے آخر تیسرے دن میں عیاری
کرکے پہونچا خواجہ سے شرط کی جو صاحبقران کو کھانا کھلائے وہ کرسی ہدہد ہے میں نے تار کاٹ کے
صاحبقران کو کھانا کھلایا رقعہ قبلہ وکعبہ سے لکھوا چکا تھا کھانا کھلاکے نکل گیا جب صاحبقران قید
سے چھوٹے اور میں بھی ظاہر ہوا لشکر اسلام میں آیا میں نے وہ رقعہ روبروے صاحبقران پیش کیا امیر
نے فرمایا ای چالاک اپنے بزرگ کا لحاظ کرو کرسی ہدہد نہ لو میں خاموش ہو رہا اس ہوش ربا میں
جسدن سے آیا کیسی کیسی عیاریاں کین زمین ہوش ربا ہلادی مثل ہمارا کون ہے ہر چند کہ مہتر قران
نہایت صاحب ربط وضبط ہیں کبھی کوئی کلمہ غرور کا زبان سے نہیں نکلتا لیکن اُسدن نشے میں بول
اُٹھے ای چالاک جو استاد کرتے ہیں وہی عیاریاں ہمسے بھی ہوتی ہیں کیا ہم کسی بات میں پایہ کمی کا
رکھتے ہیں امتحان ہو تو احوال کھلے یہ باتیں خواجہ عمرو نے جلو خانے سے سنیں چالاک کی بات کا
تو رنج نہیں ہوا کہ یہ لونڈا سفلہ مزاج ہے اسی طرح بکا کرتا ہے مگر سنگ کلام مہتر قران سے دل پر چوٹ

یہی خیال رہا کہ اس کاپئے کو کسی مقام پر چپٹ پٹ کرونگا بس پہلے عطر مہتر قران نے سونگھا دماغ مین بو پہونچی ساری بوے کبر و نخوت نکل گئی منکا ڈھلا چرخ آیا پہلے سب سے مہتر قران بیہوش ہوئے جس جس نے عطر سونگھا لڑکھڑایا اور گرا تمام اہل محفل برتب فرش فرش عیاری خواجہ عمرو سے جنبش مین زمین و عرش اسوقت عمرو نے جوش مین آکر نعرہ کیا وجد مین آکر پکارا نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہان گیر عالم کا عیار ہون

ڈرے مکر سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

تراشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہان گرد طرار ہون

پہلے خواجہ عمرو نے سب سے مہتر قران کو ہوشیار کیا مہتر قران کی آنکھ کھلی انکھین شہنشاہ جنات کو سر پر دیکھا اُٹھتے ہی ہاتھ جوڑنے لگا کہا اے شہنشاہ جنات مین نے آپ کے بھائی کو قتل نہین کیا عمرو نے کہا او کاپئے ستم ہنر بردشت طرار چہ نہنگ بحر عیاری سر کو بیا حران نظر کردۂ ہفت پیغمبران دیکھا تو نے عیاری اسکو کہتے ہین تو ہمارا اسم بنر دہی دیکھ اب تک رنگ رو تیرا خوف سے زرد ہی مہتر قران قدمون سے لپٹ گیا کہا استاد یہ عیاری نہین کرامات ہی سبحان اللہ کیا بات ہی میرے کہنے کو معاف فرمائیے اُس دن نشے مین مُنھ سے نکل گیا اب کبھی ایسی خطا نہو گی مگر استاد برائے خدا یہ تو ارشاد فرمائیے دو صورتین آپ نے تبدیل کین اول سرہنگ کو ہی بنکر آئے آنکھ سے عیار پہچانا جاتا ہی حضور خوش چشم بنکر آئے اس صورت کی جودت ظاہر ہی ماشاءاللہ شیر کی نگاہ آنکھین رشک دیدۂ غزال ہین یہ کیا کمال ہین مین کیونکر پہچانتا مین کیا ہون فرشتہ کو دھوکا ہوتا ہی صرصر اتنی بڑی عیارہ خوف سے کانپ گئی افراسیاب کے جی چھوٹے اتنا بڑا ساحر زبردست ہاتھ جوڑنے لگا حضور نے آنکھین کیونکر بدلین عمرو نے کہا اے مہتر قران یہ عیاری دیکھنے کے لائق ہی ناظرین حیدکرینگے دیکھ آنکھین شیشے کی چڑھائین اصلی آنکھین چھپائین یہ کہکر خواجہ عمرو نے شیشے کی آنکھین اُتارین مہتر قران وجد مین آکر گرد پھرنے لگا کہا استاد خدا آپ کو سلامت رکھے آپ کے نام سے عیاری کو اوج ہی لیکن اب ان سب صاحبون کو رہا کیجیے ایسا نہو افراسیاب ہوشیار ہو مین لاہوت جادو کو مطیع کر چکا ہون خواجہ عمرو نے اول لاہوت جادو کو ہوشیار کیا قران نے کہا اے لاہوت قدمون کو شہنشاہ اوج عیاری کے بوسہ دے اول سرہنگ کو ہی بنکر آئے مجھ سے لڑے تجدا مین نے نہین پہچانا تھا بلا ذنبیل سے نکالکر چھوڑا گیا موزونی تھی مشہور رہی بلی و مار سیاہ کے بھیس مین جنات پردۂ دنیا مین آتے ہین بعد قتل گر یہ شہنشاہ جن بنکر آئے کون پہچانے بچپن سے مین خدمت مین ہا

لیکن بخدا مین نے دھوکا کھایا لاہوت جادوگر خواجہ پھر اعمر و نے کہا ای لاہوت جادو
جلد سب کو رہا کر ابھی صرصر بیہوش ہی لاہوت جادو نے کہا یہ باغ سحر میری زوجہ سے متعلق ہی
جب تک وہ سحر نہ اُتاریگی بہار وغیرہ کو سحر نہ یاد آئیگا مین اسکو ہوشیار کرتا ہون آپ صفت
پروردگار بیان کرکے اسکو راہ پر لائیے حقیقت مین افراسیاب اگر ہوشیار ہوا ایک کو زندہ نہ
چھوڑیگا بدون کوشش زیور باغ سے نکلنا دشوار یہ کہکر لاہوت نے اپنی زوجہ کو ہوشیار کیا
زیور نے دیکھا شوہر میرا ہوشیار افراسیاب بیکار عمرو و مہتر قران سامنے نیچہ پکڑے کھڑے
ہین لاہوت جادو نے کہا ای زیور دیکھ قدرت پروردگار خواجہ عمرو نے کس مفہوم سے
عیاری کی کوئی نہ پہچان سکا افراسیاب کانپ گیا عطر سونگھا کے بیہوش کیا اطاعت مین اسلام
قبول کرو خواجہ عمرو نے اوصاف رب اکبر مین چند فقرات دلچسپ بیان کیے تردید مذہب ساحری و جمشید
نہایت لطف سے ظاہر کی زیور نے لرزان و ترسان ہو کر کہا ای خواجہ شوہر نے میرے اطاعت کی
مین بھی مطیع ہوئی دل و جان نام پر انکے نثار ہی لیکن جلدی کیجیے یہ کہکر زیور نے بہار وغیرہ کی
زبان سے سوزن نکالا اسد غازی کی قید کاٹی ملکہ بران شمشیر زن نے کہا ای زیور ہمکو سحر نہین
یاد آیا زیور نے کہا جب تک اس باغ سے نہ نکلیے گا سحر نہ یاد آئیگا یہ کہکر تخت سحر تیار کیا ساحران ندکو
کو اسپر سوار کیا مہتر قران و لاہوت جادو کو پہلو مین بٹھایا خواجہ عمرو نے جو مہلت پائی صرصر
اپنی معشوقہ کو دیکھا کہ چت بیہوش پڑی ہی دل بھر بھر آیا لپٹ گئے بوسے لینے لگے سینے پر ہاتھ رکھی رہا
پسینہ جو آیا صرصر بیدار ہوئی دیکھا عمرو مجکو لپٹا ہوا بوسے لے رہا ہی غصہ مین نیچہ تھام کر اٹھی کہا نگوڑے
بوالہوس تیری شامتین آئین ہین عمرو ہاتھ باندھنے لگا کہا مین غلام ہون اپنی خوشی سے گلے مین ہاتھ
ڈالدے ایک بوسہ لونگا عمر بھر احسان مانونگا دل بھڑک رہا ہی کلیجہ تڑپ رہا ہی راتین فراق کی اب
نہین کٹتین حال زار پر اپنے عاشق کے رحم کر کہان تک سرکشی کرے گی او ظالم سر کاٹ لے یا اُتر جا
اب صبر و جبر دشوار ہی دل مثل ماہی بے آب بیقرار ہی ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان **نظم**

چھپے نہ حلقہ گیسے دے تابدار مین دل
نہ ایسا ہو کسی دشمن کا بھی کنار مین دل
ہمیشہ روزن سینہ سے کیون ہی چشم براہ
پروئے زلف مسلسل کے تار تار مین دل
برنگ غنچہ پیکان و غنچہ تصویر

بلا سے گر ہو تو الٹ وہان ہار مین دل
نکل نہ جائے دم اضطراب سینے سے
اگر نہین کسی مہوش کے انتظار مین دل
اُڑے گا مثل شرر ٹکڑے ہو کے سنگ فراز
نہ دیکھا اپنا شگفتہ کسی بہار مین دل

بغل مین جیسے مرا دل بغل کا دشمن ہی
برنگ شعلہ کہین آ د شعلہ بار مین دل
ترا سنگار بھی ہی وہ بلا کہ جائے گھر
رہا اگر یونہین گرم طپش قرار مین دل
قلق کے رنگ سے ظاہر ہو ماتمی آثار

خوش بینا کیونکہ ہوا اس نیلگون حصار مین دل
نہو تمین خلد مین حورین تو رہتا خلد مین کیون
گرہ ہے تار مین یا میرے جسم زار مین دل

ہزار دشمن جان سے ہے ایک دوست برا
لگے ہے صحبت خوبان گلعذار مین دل
اُٹھا تو لائے مجھے میرے ہمنشین آزردہ دل

جو پوچھو کون ہے سو مین کہون ہزار مین دل
یہ جسم زار ہے یا میرے پیرہن مین دل
رہیگا میرے عوض میرا کوے یار مین دل

عمرو نے جو یہ اشعار پڑھے صرصر حلقبگی نیمچہ کھینچکر برس پڑی لیکن کہتی جاتی تھی نگوڑے کس قیامت کی عیاری
آنکھون کا دھوکا کھایا عمرو کہتا ہے مین بھی تو نگاہ کا مارا ہون ارے ظالم ترچھی نگاہون کی برچھیان چل رہی
ہین ابرو خمدار شمشیر بران آنکھین چھریان کٹاریان نیمچہ کا وار کر رہی ہین کس کس سے بچون زیور نے جو دیکھا کہ
خواجہ عمرو صرصر سے لڑنے لگے عجز کر رہے ہین بیقرار ہوگئے آواز دی ہے خواجہ تمنے یہ کیا کیا اگر ابھی افراسیاب جاگ
ہوشیار ہو باغ سے نکلنا دشوار ہو جلد آیئے تخت پر سوار ہو جیے آپ کو نکال لے چلون ایسا نہو کسی بلا مین پھنس جاؤن
آپکے عشق و محبت نے مار ڈالا تو خواجہ جوش عشق مین صرصر کے وار روک رہے تھے زیور نے جو یہ پکار کر کہا جیسے کوئی
سوتے سوتے ہوش مین آتا ہے خواجہ عمرو گھبرائے جست کر کے بھاگے کہا اے زیور خدا کے لیے مجھے بھی تخت پر سوار کر لے عمرو تو
جست کیے تخت پر آیا صرصر نے کہا بھلا نگوڑے کہان جاتا ہے بی زیور تم نے غضب کیا دشمنان شہنشاہ کو لیے جاتی ہو
زیور نے بتعجیل تخت اُڑایا لیکن صرصر نے جھپٹ کے حباب دافع وارو بیہوشی منھ پر افراسیاب جادو
کے مارا کہا شہنشاہ جلد اُٹھیے قیدی سب رہا ہوگئے زیور و لاہوت نمکحرام لیے جاتے ہین افراسیاب کی
جو آنکھ کھلی اُٹھتے اُٹھتے یہی پکارا اے شہنشاہ جنات صاحب کشف و کرامات کیا عمدہ عطر سونگھایا صرصر
بیٹھی چیخی کہا حضور دیکھیے تو زیور تخت اُڑائے ہوئے جاتی ہے اب جو افراسیاب نے سر اُٹھایا دیکھا زیور
و لاہوت سب کو تخت پر سوار کر چلے کسی قدر تخت بلند ہوا جب تو افراسیاب نے نعرہ کیا او نمکحرام
کہان میرے قیدیون کو لیے جاتی ہے زیور نے کہا تو خواجہ غضب ہوا بہار وغیرہ ابھی تک بیکار ہین
آگے بڑھ کے سب کا سحر اتار تی ہین تنہا کیا کرون سوچی تھی یہان سے نکل جاؤنگی یہ باغ سحر بند کسی وقت
کام آئیگا مگر افسوس اب بدون باغ کے مٹائے جان نہین بچتی ایک ایک گل بوٹہ یہان کا شعلۂ آتش
ہے قصر ہاے عالی بزرگون نے بنائے عجائب و غرائب سحر سے معمور کر دیے نعمت بزرگان کو مٹاتی ہون جان
بچاتی ہون یہ کہکر بہت روئی افراسیاب نے چاہا سحر کر کے اڑون ان سب کو پکڑ لون لیکن زیور نے
ایک گولہ اُٹھایا اسپر اسم سحر پڑھا پیشانی پر نشتر مارا گولے کو خون سے رنگین کیا یا سامری کہکے پھینک مارا
وہ گولہ جو پھٹا تمام قصر تھرائے ہر گل و غنچے سے شعلہ ہاے آتش نکلے نخل تھرائے طائر غل مچا کے افراسیاب
پر گرے کل باغ کا اس خار صحراے سحر و افسونگری بہ ہجوم تھا زمین مین غار پڑگئے آگ برسی شاخین بنکر
گرین قمریان کوکو بھولین آگ اُبلنے لگی نخل ہزار ہا بیخ سے اُکھڑ کر افراسیاب پر گرے اگر افراسیاب

بادشاہ طلسم ہوش ربا ہوتا جان بچنا دشوار تھا ہر استخوان سے آگ نکلتی شاخ تمنا جلتی لیکن افراسیاب نے صرصر کو چھاتی کے نیچے چھپایا اُن بلاؤن مین پھنسا کہ جان بچانا دشوار ہوا لیکن یا سامری کہہ کے نعرہ کیا تڑپا پھڑکا مثل شعلہ جوالہ باغ سے نکلا مگر لباس پارہ پارہ تاج پرزے پرزے صرصر صدمے سے بیہوش ہوگئی افراسیاب کو زیادہ یہی مشکل ہوا ایسا نہو صرصر کا کام تمام ہو ہزار دن حربے سحر کے اُٹھا صرصر کو چھاتی کے نیچے چھپایا پر پرواز پیدا کرکے اُڑا یا سامری کہکے جو نعرہ کیا چند پتلے پیدا ہوے اُنھون نے آکر افراسیاب کو گھیر لیا آفت آسمانی سے بچایا تلوارین تیر وغیرہ اپنے جسم پر روکتے تھے لیکن شہنشاہ شہنشاہ کہکے افراسیاب کو بچاتے تھے کسی نے ہاتھ تھاما کوئی قدمون سے لپٹا اس مشکل مین افراسیاب کو بچایا لیکن طرف باغ سیب کے چلے ہرچند افراسیاب کو پتلون نے بچایا لیکن تمام جسم غربال شد زخم خاک اُڑاتا ہوا طرف باغ سیب کے چلا ادھر ملکہ زیور محمل نشین نے جوش محبت اسلام مین باغ کو مٹایا سب کو لے نکلی ایک پہاڑ پر جاکر ٹھہری ملکہ بہار وغیرہ کا سحر اُتارا اب یہ سب سردار بشوکت و سطوت طرف لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ کے جاتے ہین۔

اب دو کلمہ داستان لشکر ملکہ حیرت و مہرخ کے بیان ہوتے ہین

اے خداہی اس بت ظالم کو راہ پر — چھائی ہوئی ہے بے اثری روے آہ پر

جائیگی جان سرمۂ چشم سیاہ پر — رکھی ہے باڑھ یار نے تیغ نگاہ پر

ہے زاہدون کو غرۂ عبادت کی چشمداشت — میری نظر ہے اُسکے کرم کی نگاہ پر

کچھ اسکا اعتبار نہین بیوفا ہے یہ — نازان نہو جیو زن دنیا کی چاہ پر

ہنگام دید سامنے اس رشک ماہ کے — یوسف کبھی چڑھے نہ کسی کی نگاہ پر

پھر پیروی پہ اُسکی قدم مارنے لگے — طاؤس وکبک آئے ہین کچھ کچھ تو راہ پر

خواہان نقد ہوش ہین وہ وقت عرض حال — جرمانہ اُلٹے ہوتا ہے یان دادخواہ پر

کب چھپ ہین ہے پنجہ رنگین کی رخ پہ آڑ — سورج لکھی لگی ہوئی ہے روے ماہ پر

صیدافگنی مین ایک ہے تو دو چشم بد — صدقے ہے مرغ دل تیرے تیر نگاہ پر

دیکھا جو بھر کے یار نے آنکھین جھپک گئین — بجلی کا شک ہوا مجھے اُسکی نگاہ پر

اس تیر کو خطا کبھی کرتے نہین سنا — عاشق اثر ہے درد رسیدہ کی آہ پر

سمجھا کہ کینچلی مین ہے یہ سانپ مبتلا — افشان جو چھڑکی یار نے زلف سیاہ پر

دیکھا ہجوم خط جو زنخدان پہ یار کے — سمجھا سپاہ زنگ فروکش ہے چاہ پر

خال ذقن پہ دیکھا پسینہ تو شک ہوا
ہمت خدا کی دین ہی جاہے وہ دے جسے
دکھلائے سیر چشم فسونگر وہ طفل اگر
لازم ہی اپنے عیب و ہنر مین کرے تمیز
اس مشت خاک کو جو نہ بخشون تو کیا کرون
کامل کو عیب کون جہان مین لگا سکے
ای خضر مین وہ سالک صحرائے شوق ہون
داغ جگر پہ ڈال نہ کس کس جبین نے آنکھ
یہ مبتلائے گردش بحر جہان ہی دل
آتا ہی اپنے سامنے اپنا کیا ہوا
تعریف غیر پر نہین کرتے کسی سے انس
صحبت تو ہو حسینون پہ وہ بھی مرین قلق

ہندو نہار ہا ہی دم صبح چاہ پر
موقوف ہی گدا پہ نہ کچھ بادشاہ پر
رقصان ہون پتلیان ابھی تار نگاہ پر
جائے بشر نہ دوستون کی واہ واہ پر
ہونگے یہ دستخط مری فرد گناہ پر
پڑتی نہین ہی ڈالنے سے خاک ماہ پر
لے آئے راہبر کو جو دم بھر مین راہ پر
درہم چڑھے ہوئے ہین یہ کسب کی نگاہ پر
گویا کہ ہون سوار جہاز تباہ پر
منھ پر پڑے اُلٹ کے اگر تھوکو ماہ پر
سودا خریدتے ہین ہم اپنی نگاہ پر
ہم وہ ہین خضر کو بھی جو لے آئین راہ پر

دربار مین ملکہ مہرخ کے ہر ایک کو انتشار خورد وکلان بیقرار ہر وقت یہی ذکر کہ بہار و باغبان وغیرہ روح رودان لشکر یکجہتی ہے اسد نامور گئے کوئی واپس نہین آیا ضرغام وقران نے بھی خبر نہ پہونچائی عیارون کا یہی کام ہی خبر اپنے سردارون کی پہونچاتے ہین یہ دونون صاحب جا کر بیٹھ رہے لیکن جعفر بن جعفر چالاک بن عمر وتے ابتک ظاہر نہین ہونے دیا کہ بہار وغیرہ لشکر مین نہین ہین کینز بہار کو بصورت بہار بنا کے بٹھال دیا ایک جوان کو بہ شکل باغبان جب ملکہ مہرخ نے بیقرار ہوکر کلمات حسرت آمیز کہے ملکہ مہ جبین الماس پوش برہم ہوئین فرمایا صاحبو اپنے آقا کی خبر لو آنا مرف سُنا کہ خواجہ عمرو طرف طلسم صندل کے گئے ہین یہان حیرت جادو سے مقابلہ روز نئے نئے سوار آتے ہین ایک ایک ساحری زبان جمشید عہد اُنکے سحر کو کون روکے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ دیدار اسد نامدار اب ہم زندگی مین نہ دیکھین گے حقیقت مین کوئی کسی کا نہین ہم دست و پا شکستہ سحر کے نام سے آگاہ نہین ہماری محبت و غیر محبت بالکل بیکار اگر جانتے ہوتے جانور بنکر جاتے اس سرو حدیقۂ خوبی کو دیکھہ آتے ہمارا تڑپنا پھڑکنا بیکار بقول شاعر نظم

بلبل ہون صحن باغ سے دور اور شکستہ پر
کیا ڈھونڈھے دشت گمشدگی مین مجھے کہ ہی

پروانہ ہون چراغ سے دور اور شکستہ پر
عنقا مرے سراغ سے دور اور شکستہ پر

اس مرغ ناتوان پہ ہی حسرت جو رہ گیا　　مرغان کوہ وراغ سے دور اور شکستہ پر
ساقی بط شراب ہی تجھ بن پڑی ہوئی　　خم سے الگ ایاغ سے دور اور شکستہ پر
خود اُڑ کے پہونچے نامہ جو ہو مرغ نامہ بر　　اُس شوخ خوش دماغ سے دور اور شکستہ پر
کرتا ہی دل کا قصد کماندار تیرا تیر　　پر ہی نشان داغ سے دور اور شکستہ پر
اے ذوق میرے طائر دل کو کہان فراغ　　کو سون ہی وہ فراغ سے دور اور شکستہ پر

ملکہ مہ جبین جو بیقرار ہو کر روئین چالاک نے عرض کی حضور قبلہ و کعبہ فرماگئے تھے کہ لشکر کی حفاظت کرنا اسواسطے غلام برائے تلاش نہین گیا ایسا نہو حیرت کو ثابت ہو جائے کہ بہار وغیرہ لشکر مین نہین ہین فوراً دباوڈالے قیامتین برپا کردے جہتر قران بھی نہین ہین ضرغام والامقام بھی گئے ملکہ مہ جبین نے کہا اے جہتر والا گہر کیا ہمکو کوئی کھاجاتا ہی خبر اُنکی لینا واجب ولازم ہی کہ جو آوارہ دشت مصیبت سرگشتہ صحرائے صعوبت بدون حصول نشان مقام منزل مقصود آوارہ ہو کر نکل گئے تلاش لوح مین سرگردان اقلیم غیر نہ یار ہے نہ مددگار ہے انکی جستجو ضرور ہی تامل کرنا سراسر قصور ہی ہمکو اگر کوئی قتل کرنے کا قصد بھی کریگا بارہ چودہ لاکھ فوج ساتھ ہی یہ سب ہمکو بچائینگے سب سرفروش جان نثار مصروف سامان کارزار ہین تم جا کر اُنکی خبر لو ہمین خدا کے سپرد کرو ہمارے مرنے سے کچھ نقصان نہوگا اگر خدانخواستہ اُس شیر بیشۂ جرائت پر کچھ افتاد پڑی ہم سب بیکار ہین کون طلسم کشائی کریگا انکی حسرت پر رونے کا مقام ہی اپنے والدین سے جدا یکہ و تنہا کوہ عقیق بیابان سے بعد مشرقین کیونکر دل بچین ہو کون اُنکے نانا جان کو خبر پہونچائیگا کون اُنکی مدد کو آئیگا چالاک نے عرض کی بہت درست ارشاد ہوا غلام فوراً جاتا ہی یہ کہکر چالاک نے بانہائے عیاری ذات پر آراستہ کیے جانسوز و برق کو بلایا کہا جاتا ہون برائے خبر اسد نامور جاتا ہون لشکر سے ہوشیار رہنا بہار وغیرہ کا حال نہ کھلنے پائے برق نے کہا انشاء اللہ جہانتک ہو سکے گا پردہ پوشی کیجائیگی چالاک تو اسیوقت روانہ ہوا برق برائے خبر طرف بارگاہ ملکہ حیرت کے چلا لیکن چالاک مثل باد صرصر اڑا ہوا آتا ہی حیران پریشان کہ بے نشان کہان جاؤن اسد نامور کی خبر کس سے پوچھون حقیقت مین بیقراری ملکہ مہ جبین کی بجا ہے ہی عرصہ دراز سے کوئی پلٹ کے نہ آیا اگر بصورت فتح وظفر ہوتی نامہ دار تو آتا ایسے قبلہ و کعبہ نادان نہ تھے کہ لشکر کے حال سے غافل ہو جاتے فوراً تشریف لاتے لیکن خدا انجام بخیر کرے اسد نامدار لوح لے کر آتے دل سے باتین کر رہا ہی کہ سامنے سے گرد عظیم بلند ہوئی چالاک مخفی ہوا سوچنے لگا کوئی ساحر آتا ہی خدا خیر کرے دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا آگے دو ہزار علم نشان دس ہزار سوار کا پرہ دن پر تعریف لاات و منات مرقوم ایک ساحر غدار تاجدار تخت زرین پر

سوار گرد مصاحبان نامدار ہاتھ مین حربہ ہاے سحر لیے ہوے پشت پر دس ہزار ساحر ایک ایک علم افسونگری
سے ماہر اٹھانہ بارگاہ کا لدا ہوا اتر دوران آتش فشان کی پشت پردہ بادشاہ صحراے سبزہ زار دیکھکر اسی مقام
پر اترا حکم دیا بارگاہ استادہ ہو ساحرون نے کمر کھولی بارگاہین خیمے استادہ ہوئے وہ ساحر داخل بارگاہ ہوا
چالاک کو فکر ہوئی شاید یہ ساحر ہمارے لشکر کے مقابلے کو جاتا ہے ساحر بڑے بڑے زبردست ہین کیونکر حال
مفصل دریافت کرون اس سوچ مین بیٹھا تھا خیال مین گذرا صبا رفتار بنکر چلون سب حال کھلجائیگا یہین اسکی
گردن لو آگے نہ بڑھنے دو نہین معلوم وہان جاکر کیا قیامتین برپا کریگا لشکر سرداران ظفر اثر سے خالی ہے یہ
سوچکر رنگ وروغن عیاری نکالکر صبا رفتار کی صورت بنکر تیار ہوا جھاڑی سے نکلا لشکر کیطرف سے منھ پھیرکے
طرف صحرا کے چلا صبا رفتار کو سب خوب پہچانتے ہین دو چار نے کہا دیکھو ملکہ صبا رفتار جاتی ہین کمیدان
نے جو دور سے دیکھا صبا رفتار طرار فرا تیغچہ کمر مین لگا ہوا زلفین چہرے پر بل کر رہی ہین معلوم ہوتا ہے ناگنیان
من کو ڈستی ہین آنکھین قتل عاشق پر کمر کستی ہین کمیدان اپنے مقام سے اٹھا آواز دی اے ملکہ صبا رفتار رای
شاہد ماہ رخسار کہان جاتی ہو یہان تشریف لاؤ ہمارے شہنشاہ سرخیل جادو براے قتل مسلمانان چلے ہین نہین
معلوم ملکہ حیرت جادو کو ہمارے شہنشاہ کی خبر پہونچی یا نہین پہونچی چالاک فوراً پلٹ پڑا یہی تو مطلب ہی
تھا مسکرا کر کہا کمیدان صاحب فراج تو اچھا ہے تم نے ہمکو بھلایا تم چاہ زمرد کے میلے مین آئے تھے بڑے
بیمروت ہو اب جو دیکھا پکارتے ہو کبھی ٹوٹے ہاتھون سے نامہ بھی نہ لکھا کمیدان ڈرگیا ان باتون سے بے تخیز فہ بج
ہو اسمجھا یہ مجھپر مرتی ہین استقبال کو بڑھے چاہا ہاتھ تھام لین چالاک نے ہاتھ بڑھا کر بیٹے پکڑ لیے کہا نگوڑے کچھ
دیوانہ ہوا ہے یہین ایسے نالائق سے بات نہین کرتی یہ کہکے ایک طمانچہ بھی مارا کمیدان گال سہلاکے رہ گیا
چالاک نے کہا جا نگوڑے سرخیل جادو اپنے باپ کو خبر کر پلٹ کر تیرے خیمہ مین چلین گے کمیدان خوشی خوشی
دوڑے سرخیل جادو سے خبر کی اسنے حکم دیا بلالو چالاک بصورت صبا رفتار اندر آیا سرخیل جادو کو
سلام کیا تنکر سامنے کھڑا ہوا کہا اے شہنشاہ ساحران کہان سے تشریف لاتے ہو کیا قصد ہے سرخیل نے کہا نامہ
شہنشاہ طلسم ہوش ربا ہمارے پاس پہونچا تھا کہ سامان لشکر کشی ہے ہین براے شکار صحرا مین آیا تھا یہی فوج
قلیل ہمراہ لیکر چل نکلا کہو لشکر حیرت مین خیر و عافیت تو ہے جاتے ہی منظور ہے کہ سب سردارون کو
گرفتار کر کے ملکہ کے حوالے کرون چالاک نے کہا بہت مناسب ہے آپکے تو بڑے اشتیاق ہین ملکہ عالم تو
روز آپکا ذکر کرتی ہین سرخیل یہ سنکر بہت خوش ہوا کہا ملکہ صبا رفتار سچ کہو چالاک نے مسکرا کے سر
جھکا لیا کہا میان سرخیل میری جوتی جانے مین گھر گھر پوچھتی پھرتی ہون مجھ سے ایسی باتین نہ پوچھیے یہ کہکے جو
شرما کے سر جھکا لیا سرخیل مرگیا سوچا یہ مجھکو چاہتی ہے کہا آؤ ملکہ بیٹھو صبح کو ہمارے ساتھ چلنا چالاک نے

کہا نوج مین تمھارے لشکر مین رہون صورت تو دیکھ نگوڑے خونی جنونی آنکھون مین کھائے جاتا ہی مین نوج آئی ہوتی اب تو تجھے اور باتون کا ڈر پیدا ہوا دیکھ لو میرا کلیجہ دھڑکنے لگا تجکو میرے سر کی قسم میرے کلیجہ پر ہاتھ رکھ کے دیکھ سرخیل نے جو ہاتھ بڑھایا سینہ پر ہاتھ رکھ لیا اور زور سے چٹکی لی کہا تیرے ہاتھ رکھنے والے کے ہاتھ کٹین ان ہاتھون مین کوڑھ ٹپکے مین دیکھون تو مسلمانون کے ہاتھ آجائے ہیہات کھکے مرے کوئی دستگیری نہ کرے نگوڑے نے کس زور سے ہاتھ رکھدیا میرے سینہ پر نیل پڑ گیا اس طرح جو چالاک نے باتین کی سرخیل کے ہوش اُڑ گئے جی مین کہتا ہی ایسی معشوقہ طرحدار طرار فرار صاحب اختیار کسے ملتی ہی اے سرخیل تیرا اقبال ہی آج رات کو مزے اُڑاؤ زبردستی ہاتھ تھام کے کرسی پر بٹھایا چالاک نے کہا اچھا مین بیٹھی ہون دیکھون تو میرا کیا کروگے کیا کسی کو کھا جاؤ گے مین آج صبح کو ادھر ناحق آئی مین کیا جانتی تھی ایسے نگوڑے بدمعاش کا سامنا ہوگا تمتو میرے گلے کا ہار بنگئے سرخیل ان باتون پر بیتاب بفقرات پر پھڑکا جاتا ہی باتون باتون مین چھیڑتا ہی چالاک نے کہا دیکھو صاحب مجھ سے نہ بولو مجھے نہ چھیڑو مین لوٹ جاؤنگی ہزارون صلواتین سناؤنگی سب سردار باتون پر صبا رفتار کے دنگ ہوگئے اپنے افسر کو اشارہ کرتے ہین حضور آپ بڑے خوش نصیب ہین کیا رنڈی خریدار ملی ہی معشوق عاشق خصال خورشید جمال معشوقون مین سرفراز شعبدہ باز خوشخو یاسمن بو نازک بدن رشک گلشن سرخیل موچھون پر تاؤ پھیر رہا ہی کہتا ہی ہمنے جب شکار کیا ایسا ہی طائر پھنسایا میان یہ تو مال کھلائیگی افراسیاب کا گھر کاٹیگی زنانے محلات مین جاتی ہی صندوقچے جواہرات کے اُٹھا لائیگی سردار کہتے ہین بہت بجا ارشاد ہوا کیا معشوقہ دستیاب ہوئی سرخیل مبہوت بیٹھا ہی جب شام ہونے لگی چالاک اُٹھا کہا لو صاحب جاتے ہین اب رات ہوا چاہتی ہی رات کو کہین رہنا اچھا نہین ہزار باتون کا ڈر ہی تم ایسے پاجیون کے خیمے مین ہم نہ رہینگے دن ہی کو ٹوٹے پڑتے ہو رات کو مجھپر حملہ کر بیٹھو تو مین کیا کرون سویا موا برابر ہوتا ہی سرخیل نے کہا نہین بی بی بیٹھو ہم تمھارے لیے الگ بارگاہ استادہ کرادین تمکو کسی طرح کی تکلیف نہو گی صبا رفتار نے کہا قسم کھاؤ تو مین ٹھہرون سرخیل نے کہا ملکہ لات ومنات کی قسم تم سے کوئی نہ بولے گا چالاک نے کہا دیکھو نگوڑا کتنا چالاک ہی منہ مین نکار رکھکر قسم کھاتا ہی رنڈیون کو مان بہن بناتا ہی ایسون کی بات کا کیا اعتبار نگوڑے مکار غدار اپنی جوانی کی قسم کھاؤ تو مجکو اعتبار آوے سرخیل نے کہا اچھا ہان ہان کرکے اُنگلی دانتون کے نیچے دبائی کہا بس بس مجھے یقین آیا جوانی کی قسم نہ کھا تیری جوانی تجھے مبارک رہے سرخیل نے کہا ملکہ چلو تخلیہ مین تم سے کچھ باتین کرینگے حال مسلمانان کا پوچھین گے صبا رفتار اُٹھ کھڑی ہوئی کہا چلو دیکھون کیا کہتے ہو میان سرخیل مین ڈرتی نہین تم داڑھی موچھون والے ہو لیکن مین تمکو کچھ بھی نہین سمجھتی ہون اور طرح سے ہاتھ

لگاؤ تو مارے تیغون کے ہاتھ پر کاٹ کے ڈالدون سرخیل ہنستا ہوا اندر خیمے کے آیا کہا ملکہ مسند پر بیٹھو
ایک دو جام شراب پیو صبا رفتار نے کہا دیکھو تو نے جھگڑا نکالا آخر وہی چال چلا مین جانتی ہون نگوڑے
مردوے ہاتھ پکڑتے پہونچا پکڑتے ہین ہتھ پھیری کر لیتے ہین مین تیرے بھرون مین نہ آؤنگی سرخیل پران باتون
کی چھیڑ چھاڑ چل رہی ہین آخر باتین کرتے کرتے چالاک نے گلابی کھینچی کہا او شہنشاہ جو تمھاری خوشی اور یہ شعار پڑھے نظم

کرے ہے شرع کا پاس تو حرام شراب	حرام ہے نہین لیکن نہ کہ حرام شراب	یہ ایسا ماہ مبارک یہ ایسا کار سعید
شرع دیکھ کے کیجیے مے صیام شراب	عوض ہے نشہ دنیا کا ذوق عقبے پر	دوام بکتی ہے اس میکدے مین ادھر شراب

سرخیل تو مبہوت ہو رہا تھا بدون رد و قدح جام لے لیا پی گیا چالاک نے مسکرا کر کہا زہر مار زہر مار سرخیل
پی گیا پیتے ہی گھبرا یا کہا ملکہ کلیجے مین شعلے بھڑکنے لگے چالاک نے کہا تماشبینی کا یہی انجام ہے یہ جام زہر تھا
کلیجہ کٹ کے نکل پڑیگا سرخیل گھبرا کے اٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا چالاک نے نعرہ کیا تیغہ پکڑ کے
جھپٹا قصد ہوا سر کاٹ لون پھر سوچا دس ہزار ساحران غدار گرد اترے ہین بعد مرنے کے اسکے ہنگامہ ہوگا
صدائے گیر و بگیر بلند ہوگی سب بیچیا زندہ بچانے دینگے یہ سوچکر رکا پھر خیال مین آیا اے چالاک کیون رکتا
ہے اندھیرے مین نکلجانا تیرا کوئی کیا کر سکےگا خوف کیا قبلہ و کعبہ کا قول ہے جب دشمن قبضے مین آئے اسکا چھوڑنا
کیسا جو ہونا ہے وہ ہوگا تیغہ میان سے کھینچا چاہا سر کاٹ لون یکایک زمین تھرائی دھوان نکلا چالاک ارے کہکے
پیچھے ہٹا پانون ایک ایک سو من کا ہوگیا زمین شق ہوئی ایک ساحرہ نے سر نکالا تڑپ کے نکلی ایک دو ہتڑ زمین
پر مارا چالاک بشکل صبا رفتار لڑکھڑا کر گرا اس جادوگرنی نے آواز دی ستم ملکہ سہیل جادو غضب کیا تھا
میرے شوہر کو قتل کیا ہوتا چالاک ہان ہان کرنے لگا کہا اے ملکہ عالم مین ہون عیار بچی شہنشاہ کی ملکہ صبا رفتار
کمند انداز زبردستی میری آبرو لیتے تھے شراب پی کر پڑے مین نے تیغہ کھینچا کہ اپنا گلا کاٹ لون اس کہنے پر
سہیل رکی مگر سحر نہ اتارا شوہر کو ہوشیار کیا سرخیل کی آنکھ کھلی زوجہ کو قریب پایا صبا رفتار کے پانون
زمین تھامے ہے سہیل نے کہا صاحب یہ کیا معرکہ ہوا تمھارا ہرجائی پن نہین جاتا مین نے اسی واسطے سحر تیار
کر رکھا تھا کہ جب تمپر کوئی مصیبت ہو مجکو خبر ہو جائے باغ مین بیٹھی تھی پیر نے تدبیر بتائی کہ شوہر کو تمھارے
ایک عیار قتل کیا چاہتا ہے مثل برق تڑپ کر پہونچی یہان صبا رفتار کو دیکھا ہوا کا سامنا ہوا کیون زبردستی
کسی کی آبرو لیتے ہو سرخیل نے شرما کے سر جھکایا چالاک نے کہا مجکو رہا کیجیے مین اب کبھی آپ کے لشکر مین نہ آؤنگی
ہلڑ جو ہوا مصاحب سرخیل کے اندر چلے آئے یہ ہنگامہ دیکھا ایک نے کہا حضور ابھی نہ رہا کیجیے گا عیاران اسلام
اسی طرح صورتین بدلکر آتے ہین ہزارون ساحر اسی دھوکے مین مارا گیا گرم پانی سے منھ دھلوائیے اگر
اصل مین صبا رفتار ہے یہ صورت قائم رہیگی ورنہ روغن اڑ جائیگا چالاک چنچتا ہے پیٹتا ہے دیکھو ملکہ سہیل۔

تجھپر کوئی پانی ڈالے میرا دھرم ناس نہ کرے مین اپنی جان دیدونگی لیکن کون سنتا ہی ایک جادوگر نے بڑھکر گرم پانی سے مُنھ دھلا دیا رنگ روغن عیاری کا اُڑ گیا اب تو سب نے بخوبی پہچانا ظاہر ہوا عیار نامور فرزند خواجہ عمرِ ابو ہی اب تو مشکین باندھین سہیل پٹینے لگی کہا کیون صاحب جو مین حفاظت نہ کرتی یہ موا سارہبان زادے کا چھوکرا قتل کر چکا تھا ہی ہی میرا آج سہاگ لٹ جاتا سامری جمشید نے اپنا فضل شریک حال کیا اب رونا کیا ضرور ہی سرخیل نے کہا مین ابھی اسکو قتل کرتا ہون سب عیارون کی میرے ہاتھ سے قضا ہی اتنے مین ہوشیار ہو گیا مشہور تھا کہ عیارون پر کوئی دست انداز نہین ہو سکتا سامری جمشید نے اسکو گرفتار کرایا یہ کہکر حکم دیا جلد میدان خونی کی تیاری کرو جلاد حاضر ہون اب کشان کشان چالاک کو لیکر سرخیل و سہیل بیرون بارگاہ آئے یہ حال حسرت مآل سنکر سب جادوگر دوڑے آگئے دیکھا زن و شوہر غصے مین کانپ رہے ہین ایک عیار دُبلا پتلا حقیر ذلیل مشکین بندھی ہوئین ہوش سب کے اُڑ گئے کہ یار و اچھی طرح اُترنے نہین پائے عیار پہونچ گیا وہ جو کمیدان صاحب پہلے عاشق ہوے تھے سردارون سے کہہ رہے ہین کہ پہلے صورت دیکھکر مین مائل ہوا تھا یونے وو سو خداوندون نے بچا لیا ایسی کمبخت نے صورت زیبا بنائی تھی کہ نظارۂ جمال سے دل بیقرار ہوتا ہی کوئی کیونکر پہچانے لیکن زوجۂ شہنشاہ نے بڑا کام کیا خوب اپنے شوہر کو بچایا ورنہ خاتمہ تھا یہان تو یہ ہنگامہ جلاد طلب ہو رہے ہین چالاک سر جھکائے بیٹھا ہی لیکن جعفر برق فرنگی بعد چالاک کے بیقرار ہو کے نکلا کہ دیکھون مرشدزادے کہان گئے اس صحرا مین آکے پہونچا دور سے دیکھا ہزارون ساحر جمع ہین ایک گنوار کی شکل بنکے قریب آیا مرشدزادے کو زیر تیغ پایا دس ہزار ساحر گولے ترنج نارنج لیے کھڑے ہین زن و شوہر غصے مین کھڑے کانپ رہے ہین برق نے حال مفصل دریافت کیا تڑپ گیا سوچا کہ اسوقت اے برق فرنگی کیا تدبیر کرون کیونکر مرشدزادے کو بچاؤن اگر یہ قتل ہو گئے اُستاد کا بازو ٹوٹ جائیگا کنارے آکے سوچنے لگا آخر ایک بات ذہن مین آئی بہ تعجیل تمام ایک ساحر غدار کی شکل بنکر تیار ہوا نامہ حضرت افراسیاب کی بنایا موم کے سانپ بنا کے بالون مین لپیٹے یہان ہنگامہ ہی جلاد سر پر چالاک کے آچکا سرخیل نے ایک حکم دیا دوسرا حکم دیا چاہتا ہی کہ پہلو سے آواز آئی اوسرخیل خبردار کیا کرتا ہی منم اشرار جادو فرستادہ شہنشاہ ہوش رُبا اگر ایک موے جسم عیار کا کم ہو گیا ایک زندہ نہ بچے گا سرخیل و سہیل نے پلٹ کے دیکھا ایک ساحر غدار بلاے روزگار دریاے اشقیاے سحر مین غوطہ مارے ہوے فرمان شہنشاہ ہاتھ مین غصہ بات بات مین مثل برق جہندہ ہُشو ہُشو کرتا ہوا پہونچا جلاد کو ایک لات ماری جلاد مُنھ کے بھل زمین پر گرا نامہ بڑھکر ہاتھ مین سرخیل کے دیا کہا او مغرور نہایت

شہنشاہ کو تونے بیچین کیا ما بدولت کو بہت تکلیف ہوئی تین سو کوس کا راستہ پانچ منٹ مین طے کرنا پڑا کیا تونے شہنشاہ کو مجبور ونا چار سمجھا دہ یہ تین روپیہ کے پیادے کے قتل پر قادر نہین ہین تو گرفتار کرتے ہی آمادۂ قتل ہوا دیکھ تو اسین کیا ترقیم فرماتے ہین اس طرح برق فرنگی نے کلام کیا زن وشوہر گھبرا گئے نامے کو لیکر سرخیل نے سرپر رکھ لیا بوسہ دیا سرنامہ پر مُہر شہنشاہ پائی نامے کو کھولا لکھا تھا ای سرخیل وسہیل ما بدولت کو دریافت ہوا کہ تمنے چالاک بن عمرو کو گرفتار کیا اسواسطے اپنے معتبر اشرار جادو کو روانہ کیا جلد اسکی معرفت قید چالاک بھیجدو خبردار تامل نہ کرنا خداوند فرما چکے ہین جو انکو قتل کریگا اسکی قوم کو برباد کر دینگے یہ خداوند کے پیارے بندے ہین زن وشوہر دونون کانپ گئے کہا ای اشرار جادو ہمین کیا عذر ہی لیجائیے اشرار نے کہا اچھا سحر اُتارو ہم اپنا سحر قائم کرین سہیل جادو کا سحر چالاک پر تھا سہیل بڑھی کو ہین سحر اُتار رہے تھے قضائے کار صبا رفتار کمند انداز اُڑی ہوئی آتی تھی اُسنے جو دور سے لشکر ساحران دیکھا بلا تکلف چلی آئی اُسنے دیکھا میان برق فرنگی ایک جادوگر بنے کھڑے ہین نامہ شہنشاہ کا پڑھا جاتا ہو وہین سے صبا رفتار نے آواز دی ای سرخیل خبردار چالاک کو رہا نہ کرنا یہ جو جادوگر ہی شاگرد رشید خواجہ عمرو برق فرنگی ارے اسکو بھی لینا برق جو پلٹا صبا رفتار کو دیکھا پکارتی ہوئی آتی ہی سہیل رُک گئی لیکن سرخیل سے برق نے کہا یہ دوسرا عیار بشکل صبا رفتار آپہونچا ای سرخیل لینا خبردار یہ جانے نہ پاوے مکار کا کلیجہ تو دیکھو سرخیل نے پلٹ کر ایک دو ہتھڑ مارا صبا رفتار مُنھ کے بھل زمین مین گری سرخیل دوڑا صبا رفتار چیخی ارے او سرخیل کیا کرتا ہی مین کنیز شہنشاہ ہون برق فرنگی تو کہتا ہی یہ عیار لشکر اسلام ہی ای سرخیل مجکو نہ گرفتار کر نہین پچھتائیگا اشرار کہتا ہی یہ ہرگز جانے نپاوے تجکو مارنے اور اپنے بھائی کو رہا کرنے آیا تھا سرخیل گھبرایا مین کیا کرون آخر گھبرا کر صبا رفتار نے کہا ای سرخیل ارے کمبخت مین عورت ہون یہ مجکو عیار تبلاتا ہی اپنی زوجہ سے کہ میرے قریب آئے پائجامہ اُتار کر دیکھ لے مرد وعورت کی جانچ ہو جائیگی یہ سُنکر سہیل بڑھی اب برق فرنگی گھبرایا کہا ملکہ سنو تو مین تمسے مفصل حال کہون ابھی سمجھ جاؤگی سہیل طرف اشرار نقلی کے بڑھی سر جھکایا کہا میان اشرار جادو بیان کرو جیسے ہی سہیل نے سر جھکایا برق فرنگی نے جان دیکے کوکھ پر سہیل کے خنجر مارا سہیل لڑکھڑا کر گری اندھیرا ہوا برق فرنگی نے آواز دی بھائی چالاک بھاگو اسی کے سحر مین چالاک مبتلا تھا مرتے ہی سہیل کے چالاک چھوٹا چالاک بھی ایک جادوگر کو مار کر بھاگا سرخیل بدحواس ادھر سے تو آواز آئی نعرہ برق فرنگی

	منم ہمدم برق رفتار و خنجر گزار		منم یکہ لیکن گران بر ہزار	

	دوسرے پہلو سے آواز آئی نعرۂ چالاک	

	بچشم دشمن اندازم کف خاک خلیفہ اولم چالاک نامم		بہ عیاری من آنم چست و چالاک نہ آید باد گرد تیز گامم	

اندھیرے مین دونون عیار نعرے کرتے ہوئے بھاگے برق فرنگی تو بڑا شوخ مزاج ہی چلتے چلتے صبا رفتار کے بھی ایک دھول ماردی کہا کیون خلیناٸن پھر کبھی عیاری کرنے آؤگی مگر تم بچیا ہو جوتیان کھاتی ہو پھر آتی ہو خلیفہ مہتر قران کا پاس نہوتا تو ذرا سی ناک کاٹ لیتا تمکو کان ہو جاتے بہت ہلکان کرتی ہو مگر بیغیرت کی ناک کٹےگی اور سوا ہاتھ بڑھیگی صبا رفتار نے غل مچایا ارے لیتا مگوڑا مجھے دھولین مارتا ہی سرخیل دنے سے جورو کے بدحواس ہو گیا سر پٹلنے لگا چیختا ہی ہای میری جورو کو مار ڈالا اب کون میرے ناز اُٹھائیگا پہلو مین سلائیگا مثل مان کے مہربان تھی کھیان جھلکر کھانا کھلاتی تھی جاڑے مین قوت باہ کی گولیان بناتی تھی اب شفقت سے کون سر پر ہاتھ رکھے گا گھر میرا برباد ہوا ای بی بی کچھ جواب تو دو سامری جمشید کی خدائی مین آگ لگے تمھاری جوانی پر رحم نہ آیا تمھاری وضع داری کو یاد کرون کس بات پر فریاد کرون سیکڑون آشنا کیے کبھی مجھپر ظاہر نہوا میری دلدہی سے ہاتھ نہ اُٹھایا گھر مین چار جگہ پردے پڑے رہتے تھے ہم جاے فراق نہ سہتے تھے ایسی بی بی مہربان کہان پاؤنگا کھلی ہوئی بات ہی اورون سے سر ڈھکوایا نام میرا کیا میری مردانگی مشہور کرتی تھین میرے نام پر مرتی تھین عورتون مین بیٹھکر کہتی تھین میرا شوہر بڑا تماشبین ہی جب کسی غیر کو بلایا مجھ سے کہدیا میری خالہ کا بیٹا آیا ہی پردہ مین سبب کچھ کیا کسی پر حال روشن نہ کیا تمام سردار دوڑے بغلون مین ہاتھ دیکر سنبھالا عیار تو نکل گئے صبا رفتار کو قید سے رہا کیا سرخیل نے کہا ای صبا رفتار مین اپنی جان دونگا ابھی لشکر مسلمانان پر جاتا ہون جورو کے خون کے بدلے مین اگر کل مسلمانون کو نہ مارا تو نام اپنا سرخیل جادو نہ پایا تم جاکر ملکہ حیرت کو خبر کرو ہر چند صبا رفتار نے سمجھایا ای سرخیل جادو صبر کرو ملکہ حیرت کی خدمت مین چلو جیسا حکم دین بیا بجالانا سرخیل جادو نے کہا مین نہ مانونگا اُسی وقت ارتھی بنائی لاشہ سہیل جادو کا جلوایا خود ہی جورو کا سر پھاڑا داڑھی موچھین منڈ وائین کہا صاحب سواے میرے کریا کرم کون کرے روتا ہوا پٹلا پشت اژدر پر سوار ہوا نفیر سحر بجائی کل لشکر تیار ہوا بقہر و غضب تمام طرف لشکر اسلام کے چلا صبا رفتار بھاگی کہ مین جاکر ملکہ حیرت کو خبر کرون برق و چالاک ایک جھاڑی مین چھپے دیکھ رہے تھے جب لشکر سرخیل لیکر چلا یہ دونون بھاگے ملکہ مہرخ کو جاکر آگاہ کرین لیکن بدحواس چالاک سے برق فرنگی نے کہا ای مہتر دالاگہر بڑا غضب ہوا سردار باغبان و بہار وغیرہ لشکر مین تعین ہین یہ ملعون جاکر کریگا

کون اسکے بار کو سنبھالے گا خدا خیر کرے چالاک نے کہا حقیقت مین بڑی خرابی ہی یہان دربار مین ملکہ مہ جبین الماس پوش نے تخت شہنشاہی پر جلوہ فرمایا کہ برق و چالاک پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی ای ملکہ عالم جلد لشکر تیار کرائیے سرخیل جادو فوج ساحران لے کر آتا ہی زوجہ اسکی ہمارے ہاتھ سے قتل ہوئی بیچارا کو بڑا غصہ ہی یہ سنتے ہی ملکہ مہرخ اٹھین قصد ہوا لشکر کو تیار کرائین کہ ابر تیرہ و تار سامنے سے اٹھا اُس ابر مین رعد کی گرج برق کی تڑپ بخش دل کا فران سیاہ ابر ہیبت ناک اسکا ابر مین سے آواز آئی با شیدای مسلمانان میری جورو کو عیارون نے قتل کیا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے ابر برسا یا خود جوش مین آکر گرا غفلت مین لشکر اسلام تباہ ہونے لگا جیسے قطرہ پانی کا پڑا جلکر رہ گیا صبا رفتار نے جاکر ملکہ حیرت کو خبر دی عرض کی ای حضور سرخیل لشکر اسلام پر جا پڑا جورو کو اسکی برق و چالاک نے ملکر قتل کیا اسی غصہ مین سرخیل کو تاب نہ آئی دیکھیے دونون لشکر ملگئے حیرت جادو گھبرا کر باہر نکلی دیکھا ہنگامہ سحر برپا ہی سرخیل نے ہزارہا مسلمانون کو قتل کیا حیرت جادو نے شمیمہ نقب زن کو حکم دیا کہ جاکہ سرخیل جادو کو پھیر لاؤ کہنا بدون حکم افراسیاب یہان پتا نہین ہلتا تمنے غضب کیا ہم سے بھی نہ پوچھا اب طبل بازگشت بجوا کر پلٹ آؤ ہم تمھارے نام پر انتظام سے طبل جنگی بجوائینگے شمیمہ نقب زن دبتی اٹھتی بیٹھتی اسوقت قریب لشکر اسلام پہونچی کہ اب مہرخ بھی سنبھلی ہی ملکہ مہ جبین تخت پر ملکہ سرخ موے کا کل کشا د ملکہ ہلال سحر افگن وغیرہ تخت ملکہ مہ جبین کو گھیرے ہوے لشکر سرخیل سے لڑ رہی ہین لیکن واضح ہو کہ بہار و باغبان و برق لامع و رعد و برق یہ سردار براے مدد اسد نامدار گئے ہین چالاک نے اور ساحرون کو انکی صورت بنا کر دربار مین بٹھلایا یہ ہنگامہ جو برپا ہوا وہ بیچارے لونڈی غلام مثل باغبان و بہار کیا لڑ سکتے تھے یہ ہنگامہ جو ہوا اسی صورت پر نکل آئے موافق اپنی حقیقت کے سحر کرنے لگے دوسرے سرخیل جادو نے جو بہار کو لڑتے دیکھا گولہ مارا وہ کنیز کیا روک سکتی تھی گولہ سر پر پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوے ملازم باغبان بشکل باغبان لڑنے لگے وہ ہاتھ سے سرخیل کے مارے گئے جب مر کر گرے صورتین تبدیل ہوگئین شمیمہ نقب زن نے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا سمجھی یہ عیارون کی کارسازیان مکارون کی شعبدہ بازیان تھین معلوم ہوا بہار و باغبان لشکر مین نہین ہین پلٹ کے ملکہ حیرت کو خبر دی حضور عیاران اسلام بڑے کام کرتے ہین عرصہ سے بہار و باغبان وغیرہ لشکر مین نہین ہین عیارون نے لونڈی غلامون کو انکی صورت بنایا تھا وہ سب اسوقت ہاتھ سے سرخیل جادو کے مارے گئے لیکن آوازین نہین آئین سرخیل نے قیامت برپا کردی اگر آپ بھی جا پڑین آج ہی لڑائی فتح ہو جائیگی فوج مہرخ کا ٹھہرنا دشوار ہی یہ سنکر حیرت جادو

سوار ہوئی لشکر سحر بھی ایک جانب سے مصور جادو و ملکہ صورت نگار رومانی و بہزاد و قلم کش و ملکہ یاقوت و زمرد تمام سرداران حیرت سوار ہوے بارہ لاکھ ساحرون سے حیرت جادو بہ کروفر چلی بیان ملکہ مہرخ نے لڑبھڑ کر لڑائی کو سنبھالا سرخیل جادو پر جا پڑی آپ مین سحر ہو رہے ہین کہ گرد عظیم سامنے سے بلند ہوئی حیرت جادو بارہ لاکھ ساحرون سے آکر گری ایک طرف سے حیرت نے سحر کیا مصور نے تصویرین نکالین یاقوت نے آگ برسائی زمرد نے نخہاے صحرا کو سبز کیا لشکر مسلمانان تہ و بالا لاکھون ساحر مارا گیا نظم مصنف

تزلزل زمین کو ہوا اسقدر — لرزنے لگے خوف سے دشت و در
پہاڑون کو سختی مین جنبش ہوئی — قیامت کا سامان عیان ہوگیا
صدا ہاے ہاہو سے یہ شور تھا — عیان سحر و افسون کا یہ زور تھا
ہوے صف شکن ایک جا مین صاف — کہین بارش ابر کا شور تھا
کہین عدگر جا زمین شق ہوئی — کہین برق خاطف چمک کر گری
درختون سے اُڑنے لگے جانور — نقیبون نے بڑھ بڑھ کے نعرے کیے
لڑائی کی افتاد جھیلو گے تم — یقین ہو کہ جاؤ نہ کھیلو گے تم
یہی وقت ہی کوشش جنگ کا

فلک کو فراموش گردش ہوئی
رخ مہر گردون نہان ہوگیا
کسی پر گری برق خار اشگاف
کہین آتش سحر کا زور تھا
صفون مین تلاطم ہوا سر بسر
جوانو قدم اب نہ پیچھے ہٹے
کدھر ہین جوانان جنگ آزما

یارو دنیا ناپائدار ہو اسکا کیا اعتبار ہو ہر شئی کے واسطے زوال ہی

نظم

دیکھو ماہ تابان کبھی بدر کامل کبھی ہلال ہی

گنج کوئی مار سے خالی نہین — دامن گل خار سے خالی نہین — چاند کو کیسا دیا حق نے شرف
لگ گیا ہی ساتھ اُسکے بھی کلف — یارو نام کرلو بزرگون کا نام روشن کرو سرخ رو ہو کر مرد میدان

کارزار سے قدم نہ ہٹے منھ پر تلوارین کھاؤ عروس مرگ سے ہمکنار ہو بہادر دلاورنامدار ہو فرد

بیاہ لیجاؤ عروس موت کو — دیگر — دو طلاق اس زندگی کی سوت کو
رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا — مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا

گئے کل سوے گورستان جو ہم باخستہ حالی تھے — مقابر جتنے دیکھے ہمنے خشتی یا ئمالی تھے
یہ دو مصرعے لکھے اُسجا بہ مضمون خیالی تھے — مہیا گرچہ سب اسباب ملکی اور مالی تھے

سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر — دیگر — تا یہ سب دیکھین کہ کچھ دست سکندر مین نہین
ہاتھ خالی آئے ہین اور ہاتھ خالی جائینگے — دیگر — سب کمال اکروز آخر خاک مین ملجائینگے

کل پاؤن ایک کاسۂ سر پر جو پڑ گیا	دیگر	یکسر وہ استخوان شکستہ سے چور تھا
آئی صدا کہ دیکھ کے چل راہ بےخبر		مین بھی کبھی کسی کا سر پر غرور تھا

اے جوانان شیردل وقت جانبازی و سرفروشی ہی دشمن کو ہٹاو سنان ہاے نیزے سے سینے ملا دو دم شمشیر پر گلے رکھو طعام لذیذ موت کے مزے چکھو نقیبون نے اس طرح کے اشعار پڑھے بہادر جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے نشۂ بادۂ شجاعت سے مست ہو گئے سراپا کے ہوش نہ رہے مرنے پر آمادہ زندگی سے بیزار خواہان معشوق حرب و پیکار لیکن لشکر اسلام پر قیامت برپا ہوئی حیرت جادو نے زمین ہلادی یہ جو اسیر ثابت ہو گیا کہ بہار وغیرہ رکن لشکر اسلام نہین ہین چہار جانب سے لشکر حیرت جادو نے زور ڈالا ملکہ مہرخ نے بڑھکر ملکہ حیرت سے مقابلہ کیا آواز دی کیون بی مہرخ بوا بہار کو کہان بھیجدیا بڑا مکر کیا ایک کنیز کو بصورت بہار بنایا اس بہار نقلی پر خزان آئی پھول نہ کھلے رنگ نہ جما غنچۂ خاطر پژمردہ ہوا ہزار ہا سرو قد پامال ہوے مہرخ نے جواب دیا او حیرت کیسے بہار و باغبان ہم تکیہ پروردگار پر رکھتے ہین اگر قضا آئی ہی کون بچائیگا ورنہ تو کیا کر سکتی ہی حیرت جادو مہرخ پر جا پڑی سحر کیا برق چمک کر مہرخ پر گری سر ملکہ مہرخ کا زخمی ہوا حیرت بڑھی کہ سر مہرخ کاٹ لون پریشان ہو کر سرخ مو نے مقابلہ کیا اسکا بھی وہی حال ہوا سرخ مو کا جینا وبال ہوا ہلال سحر افگن لڑی یہ بھی انگشت نما ہوئی شکیل صف سے بڑھا گئی گوے حیرت پر مارے حیرت نے سب وار روکے اُٹھا کر ترنج مارا شکیل نے ترنج کو کاٹا اسمین سے ایک خنجر پیدا ہوا شانہ پر پڑا شانہ توت بازو مہرخ کا نشانہ ہوا اب حیرت نے چاہا بڑھ کر ملکہ مہ جبین الماس پوش کو گرفتار کرلون دلارام وزیرزادی تخت ملکہ مہ جبین کا لیکر پیچھے ہٹی علم فوج اسلام سرنگون ہوا سب سردار زخمدار بیقرار اشکبار کے پاؤن اُٹھے ملکہ مہرخ اس زخمداری مین بھی لشکر کو لیکر بڑھتی ہی فوج دل دہی نہین کرتی حیرت جادو مثل برق تڑپ رہی ہی مصور نے ہزارون کو مارا صورت نگار کا سحر چل رہا ہی ہر ایک نخل صحرا مثل شمع کافوری جل رہا ہی زمین تپ رہی ہی آگ برس رہی ہی شور فریاد و الغیاث برپا ملکہ مہرخ نے پلٹ کے دیکھا بارگاہین لٹنے لگین لشکر اسلام پر شکست فاش ہوئی نکل جانے کی تلاش ہوئی لیکن سرداران صف شکن ثابت قدمان کوے محبت رہروان منزل شجاعت جان دینے پر آمادہ لیکن زیادہ خرابی یہ ہی ملکہ مہ جبین دلالان خونقبا معشوقان طلسم کشا سحر بالکل نہین جانتین ایسا نہو قبضہ مین کافرون کے آجائین بڑا غضب ہوگا حیرت مہ جبین کی دشمن جانی ہی مہ جبین کو پاؤن تو قتل کردون اسی کی ذات کا

سارا فساد ہی اگر صحراے حیرت ہی سے اسد غازی کو لے کر نہ بھاگتی یہ دن کاہے کو نصیب ہوتا ایسے ایسے
خیالات جو اہل اسلام کو آئے تخت ملکہ مہ جبین کو گھیر لیا چاہتے ہین کہ لڑبھڑ کر مرجائین لیکن ناموس
طلسم کشا کو بچائین سرخیل جادو مبہوت غم مین اپنی جورو کے لڑ رہا ہی اس قدر گولے مارے ہزارون
کو جلا دیا صدہا کو قتل کیا جھوم جھوم کے لڑ رہا ہی ملکہ حیرت کو اشارہ کرتا ہی اے ملکہ عالم مین نے بڑے
صدمے اُٹھائے زوجہ قتل ہوئی گھر برباد ہوا اغلام ناشاد ہوا اب آج ایک کو زندہ نچھوڑونگا قتل مسلمانان
سے مُنھ نہ موڑونگا حیرت کہہ رہی ہی شاباش مرحبا افراسیاب تیرا مرتبہ کریگا کسی شاہزادی کے ساتھ
تیری شادی کرونگے بڑے دھوم سے خانہ آبادی کرینگے سرخیل جادو ان باتون پر ملکہ حیرت کی
پھول گیا چمک چمک کر لڑنے لگا اب ملکہ مہرخ کو یقین کامل ہوا بارگاہین بھی لٹنے لگین صفین تمام صف ماتم
لشکر درہم و برہم بھاگی ہوئی فوج کا رکنا دشوار دستور ہی ایک کے ساتھ دس بھاگتے ہین ملکہ مہرخ
نہایت کاروان صاحب عظم و شان شکست مین بھی جرأت آشکار دس قدم بھاگین پھر ٹھہرین مگر مایوس
اسوقت سب نے عرض کی اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کیجیے اب جان بچنا دشوار ہی ہر خرد و کلان
مجبور و ناچار ہی وہ رحیم و کریم سمیع و علیم سامع الدعوات مسبب الاسباب کارساز بے نیاز حکیم علیم حلیم
ہر حال مین معین و مددگار رہی یہ سُنکر ملکہ مہرخ نے تاج سر سے اُتار احتاج بدرگاہ قاضی الحاجات ہوکر
پکار اُٹھین ارحم الراحمین مالک یوم الدین اسوقت بیکسی و بےکسی مین جلد مدد کر اس بلا کو رد کر بیقرار ہوکے
جو دعا کی سب غازی سرفروش بیقراری کا جوش فوراً تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا آسمان پر سناٹا ہوا سب نے
دیکھا ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و رعد و برق و برق لامع و مخمور سُرخ چشم و خواجہ عمرو
و مہتر قران نامور و ملکہ بران شمشیر زن و ملکہ زیور محمل نشین صاحب عز و تمکین و لاہوت جادو جوان
خوش خو تخت سحر پر سوار بصد کر و فر نمایان ہوے لشکر مین غل ہوا بہار آئی بہار آئی معین و مددگار
ہمارے آپہونچے عمرو نے آواز دی یار و غضب ہوا لشکر معرض زوال مین ہی آج حیرت جادو
جلال مین ہی ہان بٹیا برأن لینا لاہوت جادو نے تخت زمین پر اُتار اسب سے پہلے ملکہ بہار
گلعذار بڑھی جھپٹ کر گلدستہ مارا ہوا سے سرد چلی ساحر جھومے آسمان سے پھول برسے طائرون نے
زمزمہ سرائی کی غنچے مسکرائے بلبل زار کے پھول کھلے ایک طرف باغبان قدرت آگے گرا گیند
پھلون کا مارا برق لامع آڑی ترچھی گرنے لگی رعد نے کانون مین ہاتھ رکھکے چیخ ماری صدہا
لڑکھڑا کے گرے کان کے پردے پھٹے مان رعد کی برق کڑک کے گری سیکڑون کے سر اڑا دیے لاہوت
جادو جھومتا ہوا لشکر حیرت جادو پر آیا گولہ مارا سیکڑون جلے زیور محمل نشین نے غصہ مین

گرا کھینچ مارا طوق گلوگیر بنکر گلے مین ساحرون کے پڑا سیکڑون لازمان حیرت جادو لڑکھڑا کے نفس
در قفس پیچیدہ رنجیدہ کبیدہ ہمت قران نے بڑھ کے نعرہ کیا خواجہ عمرو نے سفید مہرہ پھینکا جادو کر بنکر
لشکر مین گھس پڑا فردون کی کمرین ٹٹولنے لگا جسکی کمر مین کچھ پایا خیر ہوئی اگر کمر مین کچھ نہ نکلا پٹکے اسکے
اُتار لیے ایک لات ماری آواز دی او دنی عمر بھر کھایا کمایا ہمارے لیے کچھ نہ رکھا اذننگ خاندان
تجکو برہنہ چھوڑونگا تیری ذلت سے منھ نہ موڑونگا برق دچالاک دجانسوز یا تو الگ کھڑے
رو رہے تھے حقہ ہاے آتشبازی لیکر یہ بھی گھسے خوب آتشبازیان داغین سیکڑون کو جلا دیا ضرغام
شیر دل نے جنگی بان داغدیا دو حملون مین لشکر حیرت جادو تہ و بالا پیچھے ہٹا مسلمانون نے اپنے
پڑاؤ پر قبضہ کیا اسد شیر دل مرکب باد رفتار پر سوار ہوا نعرہ شیرانہ کیا نعرہ اسد مصنف

اسد صف شکن شاہ عالیجناب ‌‌ ‌ من آنم سرکوب افراسیاب ‌ ‌ یل پیلتن نامور نامدار
نظر کردۂ شیر پروردگار ‌ ‌ چو تیغ یلی برکشم از غلاف ‌ ‌ تزلزل فتد درمیان مصاف

خورشید زرین سحر و شکیل بے عدیل ہمراہ رکاب اسد نامدار ہوئے سحر و ساحری سے بچانے لگے اسد
نہنگانہ پلنگانہ لڑتا ہوا بڑھا حیرت جادو نے بہار کو دیکھا چہرہ گلنار بدحیاں پھولون کی گلے مین
جھبکا موتیے کا سر پر سرو قد گل اندام گلدستہ مارتی ہوئی آتی ہے نگاہین جو نشیلی ڈالین سیکڑون جادوگرون نے
اپنے گلے کاٹ ڈالے بعضے نشۂ بادۂ سحر سے مست یہ اشعار حیرت آثار سودا پڑھ رہے ہین شعر نظم

جاتے ہین لوگ قافلے کے پیش دپس چلے ‌ ‌ دنیا عجب سرا ہے جہان آئے بس چلے
کہیو صبا سلام ہمارا بہار سے ‌ ‌ ہمکو چمن مین چھوڑ کے سوئے قفس چلے
اے غنچہ آنکھ کھول کے ٹک تو چمن کو دیکھ ‌ ‌ جمعیت دلی پہ ترے پھول ہنس چلے
تیرے سخن کو مین یہ سرو چشم ناصحا ‌ ‌ مانون ہزار بار اگر دل سے بس چلے
نکلا جو دل سے نالہ تو سینہ سے دوڑے شک ‌ ‌ سُن مردمان قافلہ بانگ جرس چلے
صیاد اب تو کر دے قفس سے ہمین رہا ‌ ‌ ظالم پھڑک پھڑک کے پر و بال گھس چلے
کام اس گلی سے سر سے یہ سودا گذر چکا ‌ ‌ کیا تاب اک قدم جو ادھر بوالہوس چلے

حیرت جادو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ بہار نے ہزارون کو مار اچھلا کر جا پڑی آپسین سحر ہونے لگے بہار
نے گلدستہ مارا پھول برسے حیرت جادو جھوم گئی جھومتے جھومتے دستک دی ایک طائر پیدا ہوا از وجہ
بادشاہ طلسم ہوش جادو نے آکر سر پر سایہ کیا حیرت نے ہوش و حواس درست سحر و ساحری مین
چست ہو کر نیمچہ کھینچا بہار جادو پر جا پڑی نیمچہ سحر مارا بہار نے پھولون کی سپر اُٹھائی لیکن سحر سے

حیرت جادو کے سپر کٹی سر بہار جادو زخمی ہوا اب ملکہ حیرت نے دباؤ ڈالا بہار جادو پیچھے ہٹی صدہا
کنیزین بہار کی قتل ہوئین حیرت پیچھا نہین چھوڑتی بہار چاہتی ہی ذرا مہلت ملے زخم سر باندھ کر سحر
کرون حیرت دم نہین لینے دیتی مثل شعلۂ جوالہ چلی آتی ہی دونون عارض غصہ سے سرخ کف منہ مین ہی
ہوا اس قہر و غضب مین حیرت جادو کی عجب آن بان بوٹا سا قد گاتی بندھی ہوئی سینہ پر ابھار
گلزار حسن پر بہار لب یاقوت احمر دندان سلک گہر سیتین سیمبر عارض رشک قمر تار گیسو پیچ و تاب مین
آنکھون مین لال ڈورے وحشت کے چھٹی ہوئی بہار پر جاتی ہی لشکر مین غل ہوا بہار کو حیرت
جادو نے گھیر لیا زخمی بھی کر چکی وہ سامنے بہار رہتی ہوئی جاتی ہی حیرت قتل کیا چاہتی ہی اکثر ساحرون
نے بڑھ کے حیرت پر سحر کیے اُن حریفون کو حیرت نے ٹالا قریب ایک نخل کے بہار پہنچی لڑکھڑائی شاخ
نخل بتھام کر رکی حیرت نے چاہا تیغ مارون پہلو سے آواز آئی ملکۂ عالم ہوشیار ہو جائیے حیرت نے پلٹ کر
اپنی وزیرزادی زمرد جادو کو دیکھا بدحواس آئی کہا حضور لیجیے مبارک شہنشاہ آ گئے وہ دیکھیے تخت آتا
ہی حیرت جادو پلٹی منہ کا پھیرنا کہ آواز آئی باش او حیرت کہان جاتی ہی ہم ڈریے ہیں سے صدف قلزم
عیاری نہنگ دریاے زخاری صف شکن و صفدر خواجہ عمرو نامور یہ کہکے چہرہ وہ حلقے کمند کے مارے
گردن و کمر مین حیرت کے پڑی ادھر کہ کے پلٹی حباب بیہوشی پڑے دھم سے گری بہار نے پلٹ کے دیکھا
حیرت جادوگر کر بیہوش ہوئی عمرو تو کمند چھوڑ کر بھاگا گلیم اوڑھ لی یہ آواز دی اے بہار یہ جانے
نہ پاوے بہار مع چند سردار جھپٹی کہ حیرت کو گرفتار کرلون زمین شق ہوئی پنجہ فولادی پیدا ہوا
حیرت جادو کی کمر مین پنجہ دیا میدان کارزار سے لے بھاگا ہر چند ساحرون نے روکا پنجہ نہ رکا حیرت
کو لیکے نکل گیا اب جو سرداران لشکر حیرت پر گرے ہزارون کو قتل کیا مصدر جورو کا ہاتھ بتھام — تھا
صاحب نکل چلو جان بچا کے نکل چلو اُسکے بھاگتے ہی سب ساحر بھاگے سرخیل جادو نے پلٹ کے دیکھا
ڈیرا او حیرت جادو کا لٹ رہا ہی بارگاہین جل گئین سرخیل جادو گھبرایا لیکن بڑے زور شور سے لڑ رہا
ہی جورو کے غم مین مبہوت تیغ خون آلود ہاتھ مین ساتھ والے اسکے بھی مارے گئے لشکر حیرت بھاگا جاتا ہی
ہر چند اسنے غل مچایا کون سنتا ہی کہ سامنے سے ملکہ بران شمشیرزن لڑتی بھڑتی چلی آتی تھی سرخیل نے کئی
ساحرون کو سامنے بران کے مارا کسی کو آتش سحر سے جلا دیا کسی کو پانی برسا کے ٹھنڈا کیا بران نے
وہین للکارا او بیحیا کیا کرتا ہی تین مردیہ کے پیادون پر امتحان سحر غیرت نہین آتی ہی سرخیل ملکہ بران
پر جا پڑا ترنج نکال کے مارا ساحر زبردست ہی ملکہ بران نے ترنج کاٹا اسمین سے ہزارہا شعلہ ہاے آتش
نکلے اس ماہ آسمان خوبی کو شعلہ ہاے سرکش نے گھیر لیا مگر بران مثل برق جہندہ باران سحر برساتی

ہوئی شعلہ ہاے آتش بجھاتی ہوئی اس گنبد آتشین سے نکلی غصہ انتہا کا تھا جوڑے پر ہاتھ ڈالا اس گوہر
دریاے حسن وجمال نے اختر مرداریہ نکالا للکارا او نامرد آنکھہ چار کر اب تو کوئی وار کر سرخیل تیغ کھینچ کر
جھپٹا ملکہ نے خبردار کہکے اختر مرداریہ کھینچ مارا ہرچند سحر کیا روکا اختر کب رکتا ہی سینہ پر اس بدا ختر کے پڑا
پشت کو توڑ کر پار گزرا سرخیل لڑکھڑا کر گرا آندھی سیاہ اُٹھی سنگ باری برف باری ہونے لگی آواز آئی
کشتی مرا نام من سرخیل جادو بود اتبو جتنے ساحر تھے سب بھاگے لاشے بھی اپنے افسرون کے نہ اُٹھا سکے
اہل اسلام نے پڑاؤ لوٹ لیا خیمون مین آگ لگادی بارگاہ حیرت پر قبضہ کیا تین کوس تک بھاگے
ہودن کو مارا عمرو نے آواز دی بس بھاگے ہوے کا پیچھا کرنا مناسب نہین ہی سب سردار بفتح وظفر بصد
کروفر لڑائی کو فتح کرکے پلٹے اسد نامدار کو مہرخ نے دیکھا بڑھ کر بلائین لین عمر ودولت کی دعائین
دین لاہوت جادو وملکہ زیور محمل نشین کو خواجہ نے سب سردارون سے ملوایا زن وشوہر نے پایۂ تخت
مہ جبین کو بوسہ دیا آکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے مہرخ نے تمام کیفیت پوچھی اسد غازی
نے شرما کے سر جھکا لیا مگر خواجہ عمرو نے تمام کیفیت طلسم صندل و دربند مہرو ماہ و حالات ملکہ زیور
محمل نشین بیان کیے جسوقت خواجہ نے اپنی عیاری بشکل سرہنگ کوہی ومقابلہ مہتر قران بیان
کیا اور پھر بلا وچھوڑنا دبشکل شہنشاہ جنات آنا ظاہر کیا بارگاہ مین سب ہنستے ہنستے لوٹ گئے ملکہ زیور
محمل نشین ولاہوت جادو نے کہا اے سرداران نامی یہ عیاری نہین کرامات تھی برق وچالاک نے
کان پکڑے قدمون کو خواجہ عمرو کے بوسے دیے کہا حقیقت مین فن عیاری آپکی ذات پر ختم ہی
مہتر قران شرم سے سر جھکائے ہوے عمرو کہتے ہین کیون میان قران ذرا سر تو اُٹھاؤ اس قدر نہ شرماؤ
تیس برس سے ہمارے ساتھ ہو مگر افسوس ہی کہ ہمکو نہ پہچانا بیہوشی کا عطر سونگھہ لیا مہتر قران نے
کہا استاد تو بہ کرتا ہون کبھی جو آپ سے ہمسری کا نام لون گردن ازمو باریک خواجہ عمرو کو ملکۂ مہ جبین
نے خلعت فاخرہ عطا کیا کل سردارون کو خلعت ملے مگر بمقدمۂ لوح مخمور وبہار رنے کہا اب افراسیاب
لوح کو ایسے مقام پر رکھے گا کہ طائر وہم خیال بھی نہ پہونچ سکے گا مگر سب نے دیکھا کہ اسد غازی کو بہت
حجاب ہی کہ لوح کا پانا مکار رجا رشہ کا دم دے کر لیجانا صاف چہرے سے ظاہر ہی کہ جان دینے پر آمادہ ہی
عمرو نے ساحرون کو منع کیا کہ لوح کا ذکر نہ کرو تمھارا آقا محجوب ہوتا ہی اُٹھکر عمرو نے اسد غازی کو گلے
سے لگایا آنسو پونچھے کہا اے نور نظر اے پارۂ جگر کیون ملول وحزین ہو انشاء اللہ اگر میری حیات باقی
ہی لوح کا پتہ لگاؤنگا تمکو وہان تک پہونچاؤنگا ایسے اکثر اتفاق ہوتے ہین بعد رنج کے راحت اپنی فکر
مین سب مصروف ہین مکار اسکا ملازم نمکخوار تھا دم دے کر لوح لے گیا مین جستجو مین مصروف ہوتا ہون

اے فرزند نہ گھبراؤ سرداروں نے بھی تشکین میں زبان کھولی مخمور و بہار و باغبان نے کہا حضور ہم لوگ جان و مال سے موجود ہیں ستارہ شناسان طلسم ہوش رُبا نے ہر مقام پر تحریر کیا ہے کہ اسد نامدار فتاح طلسم ہوش رُبا ہے مگر حضور طلسم وسیع ہے اسکے واسطے زمانہ چاہیے لیکن آپ کے دست حق پرست سے فتح ضرور ہوگا دل تیرہ و منزل کو سرور ہوگا اسد غازی کو سمجھایا جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہوا ساقیان ماہ رخسار جام مے گلنار لیکر حاضر ہوئے رقاصان ماہ طلعت خوبصورت حسین جمیل معشوقوں میں سرفراز صاحب کرشمہ و ناز مصروف رقص و سرود ہوئے اہالیان لشکر اسلام مصروف عیش و نشاط ہوئے انکو اس حال میں چھوڑیے

دو کلمہ داستان مصیبت مآل افراسیاب و ذکر حفاظت لوح طلسمی بیان ہوتے ہیں نظم

کیا دیکھتا ہے طائر بسمل کا اضطراب
اب کون لے گیا مرے قاتل کا اضطراب
مدت سے آرزو ہے کوئی لحظہ بیٹھکر
لیکن نہاں ہے صاحب محمل کا اضطراب
قاتل یہ کوئی دم کا تماشا ہے دیکھ پھر
جاتا نہیں ہے آج مرے دلکا اضطراب

بڑھکر ہے اس سے عاشق بیدل کا اضطراب
تھی کسکی آرزو کہ سر شب سے تا سحر
تم بھی تو دیکھ جاؤ مرے دلکا اضطراب
اسکو قرار ہے اسے پرواز دمبدم
لیجائے گی اجل ترے بسمل کا اضطراب

امیدوار مرگ سے کیوں منھ چھپا لیا
دیکھا کیے ہیں صاحب محفل کا اضطراب
ممکن نہیں کہ عشق کی تاثیر کچھ نہو
سیماب سے فزون ہے مرے دلکا اضطراب
تدبیر کچھ ضرور ہے بیٹھے ہو کیا نسیم

افراسیاب جادو افتان و خیزان صرصر کو زیر شکم چھپا کر سحر کرتا ہوا بڑے زور و شور سے اس مصیبت سے نکلا مگر گریان و نالان گریبان پھٹا ہوا تاج سر پہ ندارد اس حال زار سے باغ سیب میں پہونچا صرصر شمشیر زن صدمہ متوحش ہوا سے بیہوش ہو گئی ہے کنیزان افراسیاب نے جو شہنشاہ کو اس حال میں دیکھا کہ شہنشاہ گرد و غبار میں اٹے ہوے کپڑے پھٹے ہوے پیٹتی ہوئی کنیزیں آکر قدموں سے لپٹ گئیں گرد و غبار جھاڑنے لگیں افراسیاب مسند پر آکر گرا بیہوش ہو گیا کنیزوں نے گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا تلوے سہلائے بڑی دیر میں افراسیاب کو ہوش آیا سب نے پوچھا شہنشاہ خیر تو ہے صرصر کانپتی ہوئی اٹھی افراسیاب نے رنج میں کچھ جواب نہ دیا صرصر نے کہا صاحبو کیا پوچھتے ہو آج غضب ہو گیا ساربان زادہ زیور محمل نشین ولاہوت جادو کو تسخیر کر کے لے گیا سرداران مقید کو چھوڑا لیا آج کی عیاری بہ قول مسلمانان کرامات تھی جب وہ شاہ خبات بنکر آیا نگوڑے نے دبا دُکڑا دالا میں نے تو پائجامے میں چھل چھل موت دیا دیکھ تو سارا پائجامہ بھیگا ہوا ہے میں بیچاری کیا ہوں رنگ وے شہنشاہ متغیر تھا افراسیاب نے کہا اے صرصر یہ تو بتا خواجہ عمر دلے آنکھیں کیونکر بدلیں صرصر نے کہا اے شہنشاہ میں نہیں بتا سکتی نگوڑے کی جگنو سی آنکھیں آج تو دیدۂ غزال سے بھی بڑی تھیں سب طرح کے روغن میں بھی جانتی ہوں لیکن آنکھیں بدلنے سے نہیں آگاہ نگاہ

بدلنے کا نمونہ دکھلا دیا افراسیاب کہتا ہی یارو یہ تو بتاؤ کہ لوح کیا ہوئی اگر اسد غازی کے پاس ہوتی تپلہ سحر
کا گرفتار نہ کرسکتا یہ ظاہر ہو کہ تابگار و انتشار بہونچا ایک ہر دو پیر راز دار تھا اُسنے تبلایا ہوگا تا بہ چشمۂ آب بہو نچا یا
ہوگا صرصر نے کہا حضور ابھی یہ حال کھلجائیگا آپ آرام فرمائین شراب نوش کرین مین ابھی خبر لیکر آتی ہین
عمرو وبران وغیرہ اب لشکر مین پہونچکے ہونگے زیور ولاہوت نے بڑی نمکحرامی کی اوسے صاحبو شہنشاہ پر
باغ گرا دیا اگر شہنشاہ طلسم نبدہوتے استخوان تک نہ بچتے ایسے کامل واکمل تھے کہ نکل آئے افراسیاب نے
کہا ای صرصر جلد جاؤ بارگاہ مسلمانان مین یہی ذکر ہو رہا ہوگا صرصر نے قصد کیا با نہائے عیاری آراستہ کرکے
روانہ ہوئی کہ آسمان پر برق چمکی افراسیاب نے سر اُٹھا کر دیکھا تپلہ طلسمی حیرت جادو کو گود مین لیے ہوے
حلقے کمند کے حیرت کے گلے مین منکا ڈھلا ہوا لباس پارہ پارہ کرتی آب روان کی ٹکڑے ٹکڑے چھاتیان
کھلی ہوئین یہ حال پر ملال دیکھکر افراسیاب کے ہوش اُڑ گئے کہا او صاحبو زوجہ نے میری بڑی سخت
مصیبت اُٹھائی اگر غلامان سامری نگہبان نہوتے کون بیان تک پہونچا تا جلد اُٹھکر حیرت کو گود مین
لیا تپلے سے پوچھا اسے ملکہ کو کس حال مین پایا اُسنے دست بستہ عرض کی میدان کارزار مین دیکھا بی بی
بیہوش پڑی ہین بی بہار گلدستہ لے کر مارنے چلین تھین غلام وقت پر پہونچا میدان کارزار سے لے بھاگا
افراسیاب پیٹنے لگا تپلہ تپ چلا گیا اب جو دیکھا مرشد زادے مصور جادو جورد کا ہاتھ تھامے ہوے پیچھے
پیٹتے چلے آتے ہین وزیرزادیان باحال خراب اشکبار بیتاب سر سے پا تک زخمی آکر پہونچین افراسیاب
نے مرشد زادے سے پوچھا یہ کیا غضب ہوا مین تو اپنی مصیبت مین تھا ابھی مطمئن نہین ہونے پایا تم
سبھون کا حال دیکھکر اور زیادہ گھبراتا ہون جلد حال بیان کرو کنیزین ملکہ حیرت کو لپٹ گئین حلقے
کمند کے گلے سے نکالے حلقہ ہائے کمند تا بہ استخوان پہونچ گئے تھے بڑی مشکل مین حیرت کو ہوش آیا افراسیاب
کو اس حال زار مین دیکھا اُٹھتے ہی پیٹنے لگی بال کھولدیے کہا ای شہنشاہ مین تو بلا مین مبتلا ہون تمھارا یہ
کیا حال ہوا سر برہنہ بال پریشان افراسیاب نے کہا ما بدولت تو بیان کرینگے تم پر کیا مصیبت
پڑی حیرت جادو نے کہا تمھارے خراج گذار نا جدا ارسخن نا شنوا بھڑ دے جانین نہ بچا نین لڑائی مین
آ پہونچے انکے ساتھ مین بھی خراب ہوتی ہون سر خیل صاحب واسطے مدد کے آئے تھے نگوڑے عیار تو
اسی فکر مین پھرا کرتے ہین چالاک نے جاکر عیاری کی بھڑدا برق فرنگی پہونچا دونون نے ملکر اُسکی جورد کو
مارا وہ اپنی جورد امان کے غصہ مین آپڑے نگوڑا نامرد ابیان کرتا تھا میری جورو مثل مادر مہربان تھی
جب مین نے خبر سنی کہلا بھیجا پلٹ آؤ وہ بھیجا کب آتا ہی شمیمہ نے مجکو خبر دی بہار وغیرہ لشکر مین نہین ہین
مین بھی جا پڑی میرے پہونچتے ہی قیامت برپا ہوئی ساربان زادہ مع طلسم کشا و بہار وغیرہ آکر پہونچا

عین گرمی جنگ مین عمرو نے مجلو بیہوش کیا سرخیل مارا گیا میرے بعد لشکر کو کون روکتا یہ سنکر افراسیاب
کے ہوش اُڑ گئے کہا اے یارو دیکھو کیا مشکل ہے اب صلاح بتاؤ اسد غازی لشکر مین پہونچا یہ سب سردار
طلسم صندل در بغد قہرو ماہ کو فتح کرکے آئے آخر لوح طلسمی کیا ہوئی دیکھو سامنے یہ گلدستہ رکھا ہوا ہے پھول
مرجھائے ہوے پتے زرد ہو گئے صاف ظاہر ہی کہ گلشن حیات گاؤ آتشبار پہ خزان آئی ورنہ گلدستہ سرسبز
و شاداب رہتا جب گاؤ آتشبار مارا گیا اور لوح دستیاب ہوئی اسد غازی کئی مرتبہ دھوکا کھا چکا عمرو
نہایت ہوشیار ہی بڑا مکار و غدار ہے لوح لیکر اُسنے زنبیل مین رکھ لی ہوگی اب یہان سے رہا ہو کر گئے ہین
ساربان زادہ لوح نکالے گا طلسم کشا مصروف طلسم کشائی ہوگا جب ملک داؤد پہ لوح دستیاب ہوئی
تھی فوراً ساربان زادہ طلسم کشا کو لیے دوڑا مرحلہ نہنگ آتش خوار پہ پہونچ گئے نہنگ نے ہزار ہا
مسلمان قتل کیے بڑی جستجو ہوئی لیکن لوح طلسم کشا کے پاس تھی نہنگ کی دریا دلی بیکار ہوئی آخر اسکی آبرو
ڈوبی کشتی حیات طوفانی ہوئی طلسم کشا لوح دیکھکر جا پڑا کئی شبانہ روز اس مرحلہ پر لڑا ابیار وغیرہ پہونچین
شریک طلسم کشا ہوئین بسبب لوح کوئی کچھ نہ کرسکا مرحلے پر طلسم کشا کا قبضہ ہو گیا تمسحرام رازداران طلسم
اسد غازی کے ساتھ ہین ایک دن تامل نہ کرینگے صرصر بھی کہتی ہے حضور نے بجا ارشاد فرمایا ساربان زادہ
ابکی عیاری مین کرامات کر گیا اپنے خلیفہ قران کو بھی چپت پٹ کیا شاید کبھی قران نے کچھ غرور کیا تھا
خواجہ عمرو نے اسکا بدلہ لیا حضور جلد تدبیر کرین فوجین راہ مین جا کر اترین طلسم کشا بڑھنے نپائے جنگ
سحر شروع ہوجائے کنیز عیاری کریگی لوح لائیگی سرما و ابریق وزیر اعظم دستور معظم وزیر مشیر صاحبان تدبیر
عرض کرتے ہین حضور یہ بات ہمارے خیال مین نہین آئی کیا ضرورت تھی کہ لوح خواجہ عمرو کے پاس ہتی لوح
دستیاب ہوتی سوائے طلسم کشا کے اور کوئی اپنے پاس نرکھتا گاؤ آتشبار کا دستیاب ہونا دشوار تھا وہ تو
صحرا صحرا پھرتا ہے اُسکو کون پہچان سکتا ہے افراسیاب نے کہا گاؤ آتشبار تو ضرور مارا گیا اُسکے ہاتھ کا بنایا
ہوا گلدستہ مرجھایا گل حیات پر اُسکے جھونکا خزان کا آیا یہ سنکر سرما و ابریق بھی گھبرائے کہا اے
شہنشاہ اب آپکا قول ذہن نشین ہوا بیشک طلسم کشا مرحلہ جات پر جائیگا ایک لمحہ بھر نہ رکیگا اب
طلسم کشا سے مقابلہ دشوار وہ جوان نامی و نامدار صف شکن تیغ زن لاکھون مین یکہ و تنہا لڑتا ہے آجتک
سحر سے ڈرتا تھا جنگ نہ کرتا تھا اب لاکھون مین گھس پڑیگا وہ تلوار چلے گی کہ خون کے دریا بہ جائینگے ہزار ہا
لاشے زمین پر گرینگے شیر سے کون مقابلہ کرسکے گا ایسی ایسی باتین جو وزیرون مشیرون نے کین افراسیاب
جادو اور زیادہ گھبرایا حیرت جادو سر پیٹنے لگی یہ کہکے روتی ہے ہائے اب طلسم ہوش ربا نہ بچے گا میرے
شوہر پر طلسم کشا دست اندازی کریگا ہائے رونا یہ ہے کہ میرے شہنشاہ کے مزاج مین غصہ ہے جب

ٹوکے گا جا پڑینگے سحر تاثیر نہ کریگا وہ مرد سپاہی ہی انکو عادت سحر کرنے کی نہین کیونکر راج سہاگ
قائم رہیگا دیکھون ساحری جمشید کیا دکھاتے ہین ای شہنشاہ جسدن سے یہ بھڑ و القا ہمارے
اقلیم مین آیا تباہی کا سامنا ہوا ہر روز آفت نو برپا ہوتی ہی ہمارے حال پر زمین ہوش رُبا روتی ہی
سب پریشان اور حیران مضطر دششدر متحیر غرق دریاے حیرت ہر ایک کو حال مین لوح کے عبرت
افراسیاب جادو خاموش بیٹھا ہی وہ جلسہ محفل خاموشان یکایک آسمان پر برق چمکی افراسیاب نے دیکھا
مکار جادو خوشی خوشی دریاے خون مین نہایا ہوا آکے پہونچا افراسیاب نے آواز دی ای دوست صادق
ای محبّ واثق پہلے لوح کا حال کہو ای برادر تمنے سنا ہوگا کہ گاؤ آتشبار مارا گیا تم نے آخر کیا کیا مکار
جادو نے کہا ای شہنشاہ غلام آپ کا لوح لایا انتہا کا معرکہ پڑا غلام آپ کا ہزارون سے لڑا افراسیاب
مثل گل کے شگفتہ ہوگیا مکار نے لوح نکالکر پیش کی افراسیاب کے چہرے پر سُرخی آگئی مکار کو گلے
سے لگا یا کہا برادر حال تو بیان کرو کہا حضور غلام اپنے مقام پر تھا ہمیشہ خیال تھا کہ پیر عبادت گزار مرد
یزدان پرست ہی حضور نے اسکو راز دار کیا اُسی نے طلسم کشا کو سب حال بتایا طلسم کشا تے جاکر گاؤ آتشبار
کو مارا مجکو علامت سے خبر ہوئی کہ گاؤ آتشبار مارا گیا مجکو یقین کامل ہوا کہ اسکی پیر زمین گیر نے
بتایا ہوگا اول جاکے مین نے اسی کو مارا اُسی کی شکل بنکر سامنے طلسم کشا کے پہونچا طلسم کشا مجکو دیکھکر بحال
ہوگیا مین نے دم دے کر لوح لی اخضر جادو آپڑا بڑے زور و شور سے اُسکو مارا فوج سے اُسکی لڑ بھڑ کر نکلا ہزارون
کو قتل کیا جلدی مین طلسم کشا پر دست انداز نہوسکا افراسیاب نے کہا ای خیر خواہ تو نے بڑا کام کیا اب
اسد غازی کی کیا حقیقت ہی یہ کہکے تاج کج کیا جھومنے لگا بلبلا کر بول اُٹھا میں شہنشاہ طلسم ہوش رُبا
اُسی وقت نوبت نقارے بجنے لگے خوشی کے سامان ہونے نذرین افراسیاب کو گذرنے لگین افراسیاب
نے لوح کو اپنے پاس رکھا حیرت جادو نے حکم دیا بھاری خلعت مکار جادو کو مرحمت ہوا ساقی بچے حاضر
ہوے صداے مبارکبا د بلند ہوئی طائفے خوشی کی خبر سُنکر دوڑے جام ارغوانی گردش مین آیا سب پھولے
بیٹھے ہین افراسیاب کسی سے آنکھ نہین ملاتا موچھون پر تاؤ پھیر رہا ہی حیرت جادو کہتی ہی اب جاکر
سب کو قتل کرونگی مہرخ وبہار کے خون سے ہاتھ بھرونگی اب مسلمان بچکر کہان جائینگے طائفون نے
دھوم مچائی نوبت نقارے بج رہے ہین نازنینان مہجبین خوش الحان سُریلی آوازین ناز و کرشمہ سے معمور
حسن مین رشک حور بوٹہ سے قد تبانے مین طاق حسن مین شہرہ آفاق ایک مہ پارہ نے بڑھ کر دامن
افراسیاب تھا ... کا تھاما مچلنے لگی یہ غزل گائی

صبح کو ہوجائے گی زرق وہان مور شمع		اس فروغ چند ساعت پر نہو مغرور شمع

آپ بھر لیتی ہی اپنے اشک سے ناسور شمع — رکھتی ہی کب احتیاج مرہم کافور شمع
آج کی شب دیکھتی ہی یہ نیا دستور شمع — مجھ سے کچھ تم دور ہو اور تمسے ہی کچھ دور شمع
شعلہ رویون کی محبت نے اثر اتنا کیا — بعد مردن بھی ہی اپنا پاسبان گور شمع
بے نیازی ہی بہ شکل دیدۂ اعمیٰ مجھے — کچھ غرض رکھتا نہین گو پاس ہو یا دور شمع
عکس افگن ہین جو عارض قاتل سفاک کے — سینۂ ساطور مین ہی جوہر ساطور شمع
واہ ری قسمت حصول دید غیرون کے لیے — آنکھ تو رکھتی نہین کیا دیکھے اپنا نور شمع
تیرگی ہی باعث آرام موذی کے لیے — ہوتی ہی اک دل وبال خانۂ زنبور شمع
اسکو شب بھر سوز حاصل اسمین شعلے رات دن — کب بھلا رکھتی ہی میرا سا تن محرور شمع
آپ دھو لیتی ہی چہرہ اپنے آب اشک سے — احتیاج خدمتی رکھتی نہین منظور شمع
صورت موئے غشی ہی صاحبان بزم کو — مانگ لائی ہی کہان سے جلوہ ہاے طور شمع
وائے قسمت بے بضاعت سے حذر رکھتے ہین سب — بھاگتی ہی خانۂ مفلس سے کوسون دور شمع
پاکبازان محبت ہر تعلق سے ہین پاک — بعد مردن بے کفن پروانہ ہی بے گور شمع
جو کہ مہمان خدا ہین انکو پھر کیا احتیاج — اہل جنت کے لیے ہوگا جمال حور شمع
ہان اسے معشوق عاشق حال کہنا چاہیے — رکھتی ہی سینے مین اپنے جابجا ناسور شمع
ناز معشوقی نہ انداز حیا زا اسمین ہی — مجکو حیرت ہی ہوئی کس بات پر مشہور شمع
جسم بے خون زردی چہرہ دلیل کسل ہی — بے سبب کب ہی یہ صورت کچھ تو ہی رنجور شمع
یہ بھی عاشق ہی کسی کی جو ہوا میرا سا حال — جلوہ گر ہی صورت داغ تن محرور شمع
صبح تک جلتی رہی لیکن نہ پوچھی تمنے بات — آپ کی محفل سے دل مین لے چلی ناسور شمع
مجھپہ وہ روتی ہی مین ڈرتا ہون تیرے خوف سے — اسطرف مجبور مین ہون اس طرف مجبور شمع
اسمین سوز عشق تیرا اسمین سوز ظاہری — لائیگی ایسا کہان سے سینہ محرور شمع
کہتے ہین اٹھو آکے صدقے ہو کھلے بند نقاب — ایک ہی جلوے مین اپنے ہو گئی بے نور شمع
بسکہ آنکھون مین تصور آپکے عارض کا ہی — آج محفل مین نظر آتی ہی مجکو حور شمع
بدگمان جس طرح تم ناشاد جیسے میرا دل — دو بلائین ساتھ ہین ہو کسطرح مسرور شمع
یہ بھی کیا مین ہون کہ جو ہرگز نہین شایان رحم — صبح ہی رخصت ہی اسکو ہو چکی بے نور شمع
وائے غفلت قرب رخصت پر جو ہی اسکو نظر — دیکھ ہم تو ہنس رہے ہین رو رہی ہی دور شمع

بے زبانی سے ہو چپ سر کاٹ کر پچھتاؤ گے ‏— بدگمان ہوتے ہو کیون ایجان نہین مغرور شمع
آپ کے رخسار روشن نے مٹائی اسکی قدر ‏— اب نظر آنے لگی مثل چراغ دور شمع
التماس آرزو کرتی تمھارے سامنے ‏— ہان مگر ہے خلقت خاموش سے مجبور شمع
ہٹ گیا منھ سے تمھارے گردوپٹہ اے صنم ‏— پہلے نور صبح سے ہو جائیگی کافور شمع
کب ہین محتاج ضیائے غیر عاشق ای نسیم ‏— داغ تن تابندہ ہین دکھلائیگی کیا نور شمع

اسی ہنگامہ عیش و نشاط مین افراسیاب طرف سردارون کے متوجہ ہوا کہا یارو بتلاؤ اب لوح کسکے سپرد ہو اگر اپنے پاس رکھون ایک سر ہزار سودے صبح کہین شام کہین کیونکر حفاظت ہوگی سخت مصیبت ہوگی اگر ملکہ حیرت کے پاس رہی کل عیار و سردار اُسکے دشمن ہو جائینگے قتل کی فکر کرینگے میری جورو کا بیٹا بیچ گئی سیماب جادو کے پاس رکھی آخر کشتہ ہوا مہوسون نے تلاش کر کے اُسکو مارا گاؤ آتشبار کے پاس لوح پہونچی اسکو بھی ذبح کیا پس یارو لوح کو کیا کرون اپنے اپنے طور پر ہر ایک نے صلاح بتلائی افراسیاب کو کسی کی بات پسند نہ آئی سر جھکایا عرصہ دراز تک خاموش رہا عندلیب فکر کو جستجوے گل مراد مین نغمہ سرا کیا آخر شاخ تمنا پر غنچہ مراد کھلا نخل فکر سر سبز و شاداب ہوا خوشی خوشی سر اُٹھایا کہا یارو جو لائے مین بابدولت کی آئیگا وہی تدبیر ہوگی یہ کہکے سرما سے فرمایا ایک نامہ تحریر کرو سرما نے قلم اُٹھایا افراسیاب نے لکھوایا ای خیرخواہ ریاست ساحر بے نظیر شہنشاہ زمہریر ہمین تم سے ملاقات کی ضرورت ہے بقور ملاحظہ نامہ ہذا اپنے کو جلد باغ سیب مین پہونچاؤ اسی مضمون کے چند فقرات لکھوا کر نامہ ملفوف کیا سرنامہ پر مہر کی ساحر تیزرو کو دیا کہا دربند فیروزہ نگار پر جاؤ ملکہ فیروزہ سے کہنا معرفت دخان سیہ رو یہ نامہ پاس زمہریر جادو کے جلد روانہ کرو ساحر گیا جا کر یہ نامہ ملکہ فیروزہ حاکم دربند فیروز نامہ نگار کو دیا فیروزہ طلب زمہریر سنکر دنگ ہو گئی اسی وقت دخان سیہ رو کو طلب کیا حال کہا دخان سیہ رو تے نامہ لیکر جو طریقہ ہے اسی طور سے روانہ کیا جملہ حالات مفصل راز و نیاز دریائے نیل کے انشاءاللہ وقت پر تحریر ہونگے دخان سیہ رو و فیروزہ بھائی بہن آپس مین صلاح کر رہے ہین کہ زمہریر جادو کی کیون طلب ہے شہنشاہ طلسم کا اس مین کیا مطلب ہے فیروزہ نے کہا میرے ذہن مین نہین آتا ساہری جمشید خبر کرین زمانہ کا انقلاب ہے آج کل افراسیاب بہت بیتاب ہے طلسم کشا چاہیے خوب لڑا واسطے لوح کے معرکہ پڑا سنتے ہین دو مرتبہ لوح طلسم کشا کو ملی افراسیاب نے ترکیب سے اپنے قبضے مین کی اب نہین معلوم کیا معرکہ گذرا کہ بھائی صاحب نے زمہریر کو طلب کیا یہ باتین تھین کہ زمہریر جادو دیوخصال عفریت مثال دریائے سلاح مین غوطہ مارے ہو بے غرور و تکبر پاس فیروزہ کے آکر پہونچا فیروزہ اور دخان مردود برائے استقبال زمہریر اُٹھے لاکر مقام صدر پر جگہ دی

کہا اے برادر جادو تمکو شہنشاہ طلسم ہوش ربا نے باغ سیب مین طلب فرمایا ہے نامہ تمھاری طلب مین آیا ہے
زمہریر بھی گھبرا گیا دخان سیہ رو نے کہا ای برادر جائے تامل نہین ہے حکم شہنشاہ مین کیا عذر ضرور جاؤ دیکھو کیا ارشاد
فرماتے ہین دخان سیہ رو نے بخوبی سمجھایا آخر زمہریر طرف باغ سیب کے روانہ ہوا یہان افراسیاب
نے بعد برخاست جلسہ عیش و نشاط صحبت تخلیہ قرار دی ہے صرف ملکہ حیرت و چند وزرا امرا ء
حاضر ہین جو افراسیاب کو منظور ہے وہ راز کسی سے بیان نہین کیا لوح طلسمی اپنے قبضہ مین لیے
خاموش بیٹھا ہے حیرت نے پوچھا آخر اے شہنشاہ مقدمہ لوح مین کیا منظور ہے لشکر کشی پر سر
مہرخ ضرور ہے افراسیاب نے کہا اے حیرت جادو ایک شب اور تامل کرو کل سامان لشکر کشی
ہوگا مقدمہ لوح مین جو تدبیر کرینگے تم پر ظاہر ہوجائیگا یہ باتین تھین کہ زمہریر جادو مثل دیو سیہ رو آکر
پہونچا افراسیاب نے تعظیم کی پہلو مین جگہ دی واضح رائے ناظرین والا مقام ہو کہ حاکم کوہ نیلم شہنشاہ
نیلم و حاکم کوسن حصار منتظم زندان خانہ طلسمی شہنشاہ توسن و ملکہ فیروزہ دخان سیہ رو و زمہریر
جادو یہ سب منتظمان سلطنت شاہنشاہ لاچین تھے انھین سب نمک حرامون نے ملکر افراسیاب
کو بادشاہ کیا سلطنت لاچین کو مٹایا اسی وجہ سے افراسیاب ان سبھون کی خاطر کرتا ہے
علاوہ ازین ساحران زبردست ہین راز داران طلسم ہوش ربا مکاری مین بےمثل و یکتا اور
اس زمہریر جادو کے واسطے اور بھی شرف حاصل ہے رائے ناظرین والا مقام پر ظاہر ہو خاص
دریائے نیل مین زمہریر جادو رہتا ہے اسی وجہ سے نامہ بھی اسکے پاس یہ مشکل پہونچا اگر دخان سیہ رو
نہ بلاتا زمہریر جادو کا آنا دشوار تھا بہر نوع کیفیتین اپنے مقام پر ظاہر ہونگی اس مقام پر افشائے
راز مناسب نہین ہے ترتیب طلسم ہوش ربا انواع طور سے واقع ہوئی چونکہ حقیر پر تقصیر نے
جلد پنجم سے اس طلسم ہوش ربا کا آغاز کیا چار جلدین اول تحریر ہوچکین اگر ابتدا سے تحریر کرتا
حالات سلطنت شہنشاہ لاچین و بغاوت افراسیاب کی و کیفیت مفصل طلسم ہوش ربا و حالات
لوح طلسمی تحریر ہوتے کہ ناظرین پر بخوبی ظاہر ہوجاتا مگر انشاءاللہ اب بھی موقع وقت پاکر ان
حالات سے مفصلاً و مشروحاً آگاہ کرونگا کہ جس سے بخوبی کیفیت ناظرین پر ظاہر ہوجاوے
ابھی تک کسی مقام پر قواعد طلسم ہوش ربا نہین تحریر کیے جب خیال آتا ہے قلب اس حقیر کا تھرا آتا ہے
بہ مشقت تمام اس ہوش ربا کو ممکن کیا جو صاحب اسکے مصنف مشہور ہین جناب میر احمد علی صاحب
مرحوم و مغفور انھون نے چند اجزا تحریر فرمائے وہ پردہ کتمان مین تھے جب حقیر نے ان اجزا کو پایا
داستانہائے لطیف و عیارہائے ظریف جابجا بڑھائین قواعد درج کیے جلسہ رئیسان عالی مقام ہین

اُسکو بیان کیا لکھنؤ مین شہرہ ہوا ہر رئیس و امیر مشتاق ہوا مقام ہاے متعدد پر بیان کرنے کا اتفاق ہوا داستان جہانگیر اپنی ذات سے تصنیف کرکے شامل طلسم ہوش رُبا کی محرر ہر چہار جلد نے بھی تحریر فرمایا ہو کہ ٹوٹنا پل پریزادان کا عشق ایرج نوجوان از ملکہ پران شمشیر زرن وغیرہ بہت سی داستانین اصل ہوش ربا کی نہین ہین محبوب دستیاب ہوئین ہین نے تحریر کین یہ داستانہا نے نمکین فصاحت آئین تصنیف کرکے ہوش رُبا کو ہوش رُبا بنایا یہ اُنکے قلم سے نہین معلوم کس وجہ سے نہ نکلا یا تعصب نے تحریر کرنے نہ دیا کہ یہ کل داستانین تصنیف کردہ منشی احمد حسین صاحب قمر ہین حقیر کو داستان گوئی پر ناز نہین تمام رئیسان والا مقام بلکہ خاص و عام حقیقت سے حقیر کی بخوبی ماہر ہین کہ یہ انقلاب فلکی اس امر کو اختیار کیا کثرت اہل وعیال و وجہ معاش نے مجبور و ناچار کیا مگر بعنایت کریم کارساز مالک بے نیاز نثر خوانی مصائب آل عبا مین یہ حقیر دست انداز ہوا بتصدق چہاردہ معصوم سرفراز ہوا ورنہ شیوۂ نثر خوانی اسقدر رکھتا ہو کہ صاحبان تصنیف اتنے بڑے شہر لکھنؤ مین دو صاحب ہین تیسرا یہ حقیر اس زمرے مین درج ہوا چہرہ ہاے نثر اپنی ذات سے تحریر کیے خود نظم کیا مصائب وفضائل کے حال مین موافق حدیث نثر ہاے طولانی حالات معراج جناب پیغمبر آخر الزمان و مولود مسعود شہنشاہ دو جہان و دیگر فضائل ومناقب موافق حقیقت خود نظم و نثر مین درج کیے بالاے منبر مجالس ہاے جلیل مین اتفاق ہوتا ہو بلکہ جب سے نثر شروع کی بیان کرنا داستان کا بہت شاق ہوتا ہو مجبور ہون کہ اس فن خاص داستان سرائی مین رئیسان عظام طلب فرماتے ہین ترک مناسب نجانکر یہ مجبوری اختیار کیا ورنہ شایع ہونا اس طلسم ہوش رُبا کا کسی طرح منظور نہ تھا اب انشاء اللہ تا بہ جلد ہفتم اگر حقیر ہی نے لکھا تو از دنیا ز طلسم ہوش رُبا بتصریح تحریر کردنگا ورنہ محرر دیگر کی جو راے مین آئیگا اسطرح تحریر فرمائیگا اتنا البتہ جوش مین تحریر کیا ملاحظہ سے ان ہر دو حصے جلد پنجم کے نکتہ سنجان عالی وقار و شاعران نامدار پر بخوبی واضح ہو جائیگا میری تحریر کی کیا ضرورت ہو

نظم

کجا بودم اکنون فتادم کجا بدیدار بنیکان نکو آمدم	عنان سخن شد ز چنگم رہا نشست آورم بار دیگر کہ حوت	دگر بار در گفتگو آمدم بفرمان حی الذی لا یموت

دریاے طبیعت نے جوش مارا کہ افسوس ایسا گوہر بے بہا یعنی طلسم ہوش رُبا اُسکی یہ کیفیت ہوئی لیکن مقام شکر ہو کہ نکتہ سنجان خاص و عام جب اس تحفۂ حقیر کو ملاحظہ فرمائینگے یقین ہو آبرو بڑھائینگے افراسیاب جادو نے زہر یر جادو کی تعظیم کی پہلو مین بٹھایا زہر یر جادو نے بعد قدمبوسی بحیرت عرض کی اے شہنشاہ عالی جاہ باعث طلب غلام کیا ہوا نامہ فیض شمامہ پہونچا مناسب نہ تھا کہ نہ حاضر ہوتا لیکن کمال

حیرت ہی لوح طلسم ہوش رُبا کی کیا کیفیت ہی اخبار ہائے مختلف سنے مسلمانون نے ہبت سر اُٹھایا صد ہا
ملک قبضے سے نکل گئے بڑے بڑے امیر ساحران زبردست طلسم کشا کے شریک ہوئے غلام کو حیرت ہی حضور
کو اب تک غفلت ہی افراسیاب کو زمرد پر جادو سے چھپانا منظور ہی ہنسکر جواب دیا ای زمرد پر جادو
لوح تک کسکی رسائی ہی سوائے میرے کوئی حال لوح کا نہین جانتا اگر مسلمان سو برس لڑینگے طلسم ہوش ربا
کی خاک چھانینگے لوح طلسم ہوش رُبا نہ دستیاب ہوگی حال مفصل تمسے کہونگا تم سب صاحب میرے
قوت بازو دوزیت پہلو ہو تمسے کیا پردہ ہی یہ چند لونڈیان غلام جو بگڑ گئے جس دن خراج مین آئینگا تسخیر
کرلونگا صرف کوکب روشنضمیر سے فساد عظیم ہی اسکی بھی فکر ہو گئی صبح و شام مین الیا دباؤ پڑیگا وہ
خود ہاتھ باندھکر خدمت مابدولت مین آئیگا اپنی خطا معاف کرائیگا اگر ایسا نہ کریگا سلطنت نور افشان
چھین لونگا ایک دن مین شکست دونگا اب تمہارے بلانے کا یہ اتفاق ہوا کہ خود دل تمہاری ملاقات کا
مشتاق ہوا ای زمرد پر صحبت یاران ہمدم غنیمت ہی آج شب بھر باغ سیب مین شریک صحبت ہو ناچ
دیکھو آپس مین باتین کرین کل صبح کو تمکو رخصت کردینگے اپنے مقام قدیم پر جاکر رہنا تمہاری ذات سے
آبروے دریاے نیل ہی وہ دریاے تمہارا زرخادم تمہارا کفیل ہی اس طرح کی باتین کرکے افراسیاب نے جلسہ
عیش و نشاط آراستہ کیا ساقی بجون کو حکم ہوا جام مے گلنار لیکر حاضر ہوئے ناچ گانا ہونے لگا افراسیاب
نے باتون مین زمرد پر جادو کو بہلایا دام مکر مین پھنسایا کوئی اس راز سے آگاہ نہین کہ افراسیاب کو کیا منظور
ہی جب دو پہر سے شب تجاوز کرچکی افراسیاب نے صرصر کو اشارہ کیا ایک جام شراب مین بیہوشی
ملاکر زمرد پر جادو کو پلادی صرصر حیران کہ یہ کیسی ہوا بگڑی اپنے رفیق جانباز کو بیہوش کرنے کا قصد ہی
مجبور و ناچار انجام سے آگاہ نہ تھی جام مین بیہوشی ملائی اپنے ہاتھ سے زمرد پر جادو کو جام دیا کہا لو برادر یہ
جام محبت ہی زمرد پر جادو پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا ای شہنشاہ جسم سے شعلہ ہائے آتش نکلتے ہین خود بخود
استخوان جلتے ہین افراسیاب نے کہا باغ سیب مین ٹہلو گل و غنچے کی سیر کرو زمرد پر جادو گھبراکر اُٹھا
اُٹھتے ہی دل بیٹھ گیا لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا افراسیاب نے زمرد پر جادو کو گود مین اُٹھایا ایک کمرے
مین لے گیا دروازہ بند کرلیا اب حیرت و صرصر و سرماط برق حیران ہین کہ یہ کیا سامان ہین لیکن
افراسیاب جادو کہ گیا کہ کوئی قریب مابدولت کے نہ آئے حیرت و صرصر آپسمین اشارے کرتی ہین
یہ شہنشاہ نے کیا کیا زمرد پر کو قتل کرینگے بیہوشی پلاکے بیہوش کیا حیرت نے منع کیا اس مقدمہ
مین کلام نہ کرو مقدمۂ راز دنیا زہی زمرد پر ساحران مغرزمین سرفراز ہی قتل نہ کرینگے نہین معلوم کیا منظور
ہی استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی کہ دو پہر افراسیاب اس کمرے مین تنہا رہا کوئی واقف نہوا کہ کیا کیا

بوقت سحر دیکھا افراسیاب وزمہریر ہنستے ہوے کمرے سے نکلے افراسیاب نے خلعت فاخرہ سے زمہریر جادو کو مخلع کیا بہت سا جواہرات دیا کہا اے برادر سامری وجمشید کے تمکو سپرد کیا بہ آبرو جاکر دریاے نیل مین رہو بدون طلب بادولت بیرون دریاے نیل نہ آنا جو کچھ ہمکو منظور ہوگا بہ تحریر تمکو آگاہ کرینگے زمہریر جادو اُٹھا افراسیاب سے رخصت ہوکر روانہ ہوا اور تند و جاتیہ پر آیا دخان سیہ رو فیروزہ فیروزہ پوش نے بمحبت پوچھا اے برادر افراسیاب جادو نے کیون بلایا تھا زمہریر جادو نے کہا کوئی باعث ثابت تہوا شب بھر صحبت رہی بوقت سحر زر و جواہر دیکر رخصت کیا مگر اے برادر جب سے مین سو کے اُٹھا مجکو اپنے جسم پر ایک گرانی معلوم ہوتی ہے ثابت ہوتا ہے کہ زور و قوت کسی نے کوٹ کوٹ کر رگ ریشہ مین بھر دیا ہے جب چلتا ہون زمین تھراتی ہے جسم پر گرانی معلوم ہوتی ہے آئینہ قلب پر حیرانی ہے دخان سیہ رو نے گھبراکر کہا جب سے مین تمھارے پہلو مین بیٹھا ہون سحر بالکل بھول گیا فیروزہ نے کہا بھائی صاحب میرے بھی قلب پر دریاے حیرت کا جوش ہے سحر و ساحری فراموش ہے زمہریر جادو گھبرا کے اُٹھا کہا بھائی صاحب نہین معلوم افراسیاب نے کیا کیا میرے جسم مین کیا بھر دیا مجکو خود اپنے حال پر عبرت ہے دل چاہتا ہے تلوار کھینچکر جا پڑون کسی سے لڑون جرأت بڑھ گئی دخان نے کہا بڑے بھائی صاحب شہنشاہ نیلم کے پاس جاؤ یہ سب حال اُنسے بیان کرو وہ صلاح معقول دینگے زمہریر جادو گھبراکر تخت پر سوار ہوا طرف کوہ نیلم کے چلا شہنشاہ نیلم سامری محل مین بیٹھا ہے پہلو مین اُسکا وزیر اعظم مواج بن گرداب آدم خوار دوسری جانب مواج کا بیٹا لطمہ صد گوش دریا نوش اور تمام وزیران سلطنت و مشیران اہبت بڑے بڑے سرداران عالی وقار ساحران نامدار دربار شہنشاہ نیلم مین جمع ہین دربار اسکا کیا دربار افراسیاب سے کم ہے بڑا صاحب شوکت و حشم ہے برٹھکر مردسہے نے عرض کی آپ کے برادر بجان برابر زمہریر جادو تشریف لاتے ہین نیلم نے مواج کو حکم دیا استقبال کر کے بھائی صاحب کو لاؤ سب امیر وزیر گئے زمہریر کو لیکر سامنے نیلم کے آئے نیلم کی زمہریر پر نگاہ پڑی دیکھا دریاے جواہر مین غوطہ مارے قبضہ شمشیر پر ہاتھ جھومتا ہوا مثل فیل مست نیلم سے بغلگیر ہوا لیکن آنکھین اُبلی ہوئین ابرو پر بل پڑے ہوے کبر و نخوت چہرے سے ظاہر نیلم نے گھبراکر کہا کیون بھائی صاحب مزاج کیسا ہے صاف چہرے سے ظاہر ہے کہ آمادہ حرب و پیکار ہو آنکھین سُرخ اُبلی ہوئین ابرو پر بل پڑے ہوے چال مین چھل بل زمہریر نے کہا اے برادر شب کو مجکو شہنشاہ نے بطور مہمان بلایا صبح کو رخصت کیا اسوقت سے میرا یہ حال ہے جی چاہتا ہے کسی سے لڑون اگر لاکھون ہون تو تلوار کھینچکر جا پڑون دریا دلی کا جوش و خروش ہے بیہوشی کا ہوش ہے بھائی دخان نے کہا تمھارے سایہ مین سحر بھول گیا یہ سنکر نیلم جادو سوچنے لگا گھبراکر جواب دیا اے بھائی

مجھے بھی سحر فراموش ہے یہ کہکے زمہریر جادو کے سایہ سے ہٹ گیا دور جا کر کھڑا ہوا اب جو خیال کیا سحر یاد
آگیا نیلم سر پیٹنے لگا کہا اے بھائی زمہریر بڑا غضب ہوا تمھارے سایہ مین سحر فراموش ہوتا ہے اب تو دربار
مین شہنشاہ نیلم کے ایک غل بلند ہوا برائے امتحان سایہ مین زمہریر جادو کے بڑے بڑے ساحر آتے ہین
سحر بھول جاتے ہین کود کر الگ ہوتے ہین کہتے ہین لیجیے اب ہمکو سحر یاد آتا جادوگرون کو کھیل ہو گیا
زمہریر جادو بہت گھبرایا کہتا ہے اے نیلم کوئی تدبیر بتاؤ یہ افراسیاب نے میرے ساتھ کیا کیا نیلم نے
کہا صاف ثابت ہوتا ہے تمھارے جسم مین افراسیاب نے لوح طلسمی رکھدی یہ تو بڑی دشمنی کی اب مسلمان
تمھین کو تلاش کرینگے سارہ بان زادے کے ہاتھ سے کیونکر بچو گے اُسنے جا کر سیماب جادو کا پتہ لگایا
گنبد نور مین پھاندا اس ظالم سے جان بچانا دشوار ہے ای بھائی تم ایک کام کرو سیدھے طرف دریاے نیل
کے جاؤ قعر دریا مین جا کر چھپو خبردار کسی شادی غمی مین نہ آنا صاف صاف کتاب سامری مین تحریر ہے
دریاے نیل مین سات ہمزادون کے سرچو چرخ مارتے ہین کبھی مخفی کبھی ظاہر تمھارے بھی ہمزاد کا سین سر ہے
جب برائے امتحان طلسم کشا بر سر دریاے نیل جائیگا جسکے پاس لوح ہوگی اُسکے سر پر ہاتھ پڑیگا لکھا ہے دو ماہ
دریا خون کا قریب دریاے نیل بہیگا اسقدر کشت و خون ہوگا کہ اتنے بڑے طلسم ہوش رُبا مین سناٹا پڑ جائیگا
اور تم سے کیا کہون پوتھیون مین سب کچھ مرقوم ہے راز و نیاز طلسم ہوش رُبا مجکو سب معلوم ہے یہ بھی لکھا تھا
خاندان کی ہمارے بڑی بربادی ہوگی شہنشاہ لاچین رہائی پائیگا سب سے پہلے ہمکو تمکو تلاش کریگا
کیونکر جان بچا بین گے کہان چھپین گے طلسم کشا کے ساتھ بڑے بڑے لوگ ہونگے طلسم کشا پر حال بقدرہ
روشن ہو جائیگا اور اگر سب کیفیت تم سے کہونگا گھبرا جاؤ گے پس بہتر یہی ہے کہ سیدھے طرف دریاے نیل
کے جاؤ قعر دریا مین چھپو زمہریر جادو بدحواس ہوش پراگندہ کہا بھائی صاحب بڑا غضب ہوا
مین بھائی بہنون سے نہ مل سکونگا شادی غمی سب ترک ہو ہی نیلم نے کہا کوئی مرجاے تمھین کیا کام
ارے بھائی کیسی شادی کیسی غمی اپنی جان کو غنیمت جانو اندر دریا کے عیش و آرام مین مصروف رہو
سب سامان وہان تمھارے واسطے موجود ہے ہم سب تم سے چھوٹے افراسیاب نے برا کیا بدون آگاہی
یہ حرامزادہ حرکت کر گذرا اب ہمکو کچھ بن نہین پڑتا بیشک زوال طلسم ہوش رُبا قریب آیا اسد غازی
کے ہاتھ سے طلسم بچانا دشوار ہی اُسکا نام کتاب سامری مین لکھا ہے بانیان طلسم نے تصویر کھینچی سر مو فرق
نہین ہے یہی حسب و نسب لکھا ہی اب نمکحرامون کی خرابی ہے جین کر چکے وقت مصیبت آیا لشکر غم و الم
نے گھیرا سامری جمشید بچائینگے یار دو آٹھ پہر پوجا پاٹ کرو پنڈتون نے کہو ساعتین تیک نکالین
جاپ کیا کرین شواے بنواؤ پنڈتون کو سرفراز کرو گھٹے برہمنون کو ہماری اقلیم سے نکال دو یہ سنگ دل

آٹھ پہر پتھر ڈھلکا یا کرتے ہین کہ کوئی ٹرا مرے ہاتھی گھوڑا ملے ان حرامزادون کا ہمارے اقلیم مین رہنا بہتر نہین ہی اور مین بھی اب سامان لشکر کشی کرونگا ای برادر زرجہریر مین خود تمھاری ملاقات کو آؤنگا تمھاری آمد ورفت معطل رہی ان باتون کو سُنکر زرجہریر جادو کا رنگ رو متغیر ہی حیران حیران سُن رہا ہی سن ہوگیا آخر شہنشاہ تیلم سے ملکر رخصت ہوا تیلم نے کہا بھائی راہ مین بھی کسی دربند پر نہ ٹھہرنا ہر شخص کو یہی خواہش ہوگی کہ پکڑکے طلسم کشا کے حوالے کردین سامنے طلسم کشا کے سرخرو ہون زرجہریر جادو نے کہا نہین بھائی مین کہین نہین ٹھہرونگا قعر دریاے نیل مین جاکر چھپونگا سب سے رخصت ہوکے زرجہریر جادو طرف دریاے نیل کے روانہ ہوا یہ اب جاکر قعر دریاے نیل مین چھپے گا ذکر اسکا بر وقت لشکر کشی دریاے نیل تحریر ہوگا لیکن افراسیاب خانہ خراب بعد جانے زرجہریر جادو کے بیٹھکر موچھون پر تاو پھیرنے لگا تاج کو کج کیا کہا ای وزیران مملکت وای مشیران سلطنت کسی کو خبر ہی کہ مین نے لوح طلسمی کو کیا کیا شب کو نابدولت نے لوح کو توڑ ڈالا ٹکڑے ٹکڑے کرکے پر پرواز پیدا کیے اُڑکر بر سر دریاے قلزم پہونچا جس مقام پر طبقہ زمین کا بیٹھا ہوا ہی گرداب سکندری اس مقام کا لقب ہی کبھی کسی جہاز کا وہان گذر نہین ہوتا سکندر بہ مدد ارسطو اس مقام تک پہونچا تھا برج بنوا کر اسپر میل نصب کیا اُسپر ایک پنجہ آراستہ کردیا ہمیشہ وہ پنجہ جنبش مین رہتا ہی مرادیہ ہی کہ جہاز والے دور سے دیکھ لین اس جانب نہ جائین اس مقام پر مین نے جاکر وہ ٹکڑے لوح کے پھینکدیے طلسم کشا سے کہو عمر بھر سر ٹکرائے کون ایسا دریا دل ہی کہ وہان پہونچے اور لوح کو دستیاب کرے بیلے جستجو مین اپنی آبرو تو بچائے اب ایکدن مین ان مسلمانون کو مٹادونگا ملکہ حیرت سامان لشکر کشی کرو مقابلہ مسلمانان مین جاکر اُترو مین کسی ساحر زبردست کو روانہ کرتا ہون وہ آکر مقابلہ کرے گا سب کی مشکین باندھکر لے آئیگا لوح سے بخوبی اطمینان ہوا لوح کو مین نے مٹادیا دریاے قلزم مین پھینک دیا ساربان زادے کو آگاہ کرو کہ اسد غازی کو لے کر تا بہ حد سکندری جائے خوب غوطے کھائے مبتلاے محیط بلا ہو مقام لوح اپنی زبان سے تبلاتے ہین دریا دلی دکھاتے ہین دیکھین بی بہار و باغبان و مخمور کیونکر جستجوے لوح کرتی ہین بہت دیر تک بلبلایا جوش مین بکا کیا لیکن سب کو حیرت ہوئی کہ افراسیاب نے لوح کو کیا کیا غصہ مین تحفہ نایاب مٹادیا حیرت جادو تخت پر سوار ہوئی مصور و صورت نگار کو ہمراہ لیا جمعیت بارہ لاکھ ساحران غدار برلے مقابلہ لشکر مسلمانان چلی یہان ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ اپنی بارگاہ مین مصروف عیش ونشاط ہین کہ ہرکارون نے خبر دی لشکر حیرت بڑے زور وشور سے آتا ہی سب سردار باہر نکل آئے دیکھا لکۂ ابر گلنار پیدا ہوا حیرت جادو تخت پر سوار چار سو سردار پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے پشت پر لاکھون ساحر حربہ ہاے

سحر ہاتھ مین افسون و نیرنگ بات بات مین حیرت آگرا تری لشکر فر دکش ہوا ملکہ مہرخ نے برق فرنگی سے کہا جاکر خبر لاؤ لوح کا پتہ لگاؤ برق بصورت ساحر لشکر حیرت مین آیا دیکھا حیرت جادو تخت پر بیٹھی ہی ساحرون سے ذکر کر رہی ہی لوصاجو شہنشاہ نے لوح کو ہٹایا خاک مین ملایا اب رازداران طلسم اسد غازی کو لیکر سفر دریا کرین حد سکندری تک جائین غوطے خور مقرر ہون غوطے لگائین ٹکڑے لوح کے نکالین قاحی طلسم کرین برق یہ خبر وحشت اثر بنکر بارگاہ ملکہ مہرخ مین آیا تمام کیفیت لوح بیان کی رنگ ردے اسد متغیر ہوگیا بہار کو بھی انتشار ہوا مگر خواجہ عمرو نے کہا جھک مارتا ہی وہ پیشتر بھی کہتا تھا میرے طلسم کی لوح نہین ہی آخر عنایت پروردگار سے جستجو کی لوح دستیاب ہوئی یہ خوب یقین کامل ہی کہ اب افراسیاب نے لوح کو مقام محفوظ پر رکھا ہوگا انشاء اللہ تلاش کرینگے اہل اسلام اس تدبیر مین حیرت جادو اس تقریر مین کہ افراسیاب جادو کسی ساحر زبردست کو روانہ کرے طبل جنگی بجے دونون لشکرون کا حال وقت پر تحریر ہوگا

دوکلمہ داستان حیرت بیان زلزلہ قاف ثانی سلیمان صاحبقران عالی شان کہ نقابدار زرین پوش سے رخصت ہوکر طرف لشکر اسلام کے چلنے مین اور روانہ ہونا مغرور آتشبار جادو کا برائے مدد زمردشاہ باختری و دیگر حالات متعلق داستان کے بیان ہوتے مین ساقی نامہ افق لکھنوی

آنکھ اے مرے مرشد مغان کھول
چھینٹا منہ پر شراب کا دے
شیشہ سے شراب ناب نکلے
گلگون کف دست کو کرون مین
منجن کو ہی می کا درد کافی
دے توڑ کے شاخ گلبن تاک
غائب ہوا صبح کا ستارا
صد چاک ہی صبح کا گریبان
آواز جرس جگا رہی ہی
سر خاب نے غم کی رات کاٹی
تم مثل شرر ہوا چمک کے

بیدار ہو دیدۂ دکان کھول
سجدے کو جھکے سر خم مل
اس مشرق سے آفتاب نکلے
دے ساغر بادۂ دل آرا
رومال شراب کی ہو صافی
کلی کو شراب مشکبو دے
ظاہر ہوا مہر عالم آرا
آنکھین ملتے ہین غنچۂ تر
شاخون کو صبا ہلا رہی ہی
جو چاند کہ مار شب کا من تھا
جگنو کی طرح چھپا چمک کے

قسمت مری سوتی ہی جگا دے
ہو بانگ اذان صدائے قلقل
چلو مین شراب ترمیرون مین
مینا کی طرح کرون غرارا
دانتون کو ہی انتظار مسواک
صہبائے سبو لئے وضو دے
پرزے پرزے ہی گل کا دامان
چھینٹے دیتی ہی اوس منھ پر
مہ نے رہ التفات کاٹی
وہ چاند کہ شمع انجمن تھا
جو شور تھا پاسبان کا شب کو

وہ بانگ اذان بنا ہی شب کو
تارے تھے جو دیدہ فلک کے
ہی بہر وضو سے گل وہ پانی
گل لحن طیور سُن کے سن ہی
انگلی کی طرح چٹک رہی ہی
ہر گھر مین کھلین درون کی آنکھین

کھلتے تھے جنھین چراغ کے پھول
تارے وہ نہان ہوے جھپک کے
باغون مین نسیم چل رہی ہی
ہر مرغ کو بیہر دین کی دھن ہی
پنہان ہوے اوس چاٹ کر یار
اندھی ہوئین شپّر ذکی آنکھین
جوگی جل مین گر کے مرتے

وہ بنگئے سرو باغ کے پھول
شبنم تھی جو محو درفشانی
پریون کی طرح ٹہل رہی ہی
ہر ایک کلی مہک رہی ہی
ذرون کا ہوا نصیب بیدار
سوئے ہوے رات بھر کے اٹھے

غزل حسب مضمون مقام

نکلی جو تن سے جان حزین کی خطا نہ تھی
فرقت نے یہ سکھایا کہ رہنے کی جا نہ تھی

اس شعلے نے لپٹ کے سر اپنا جلا دیا
وصلت بھی میرے داغ جگر کی دوا نہ تھی

نزدیک صبح تھک کے وہ سویا سر مزار
بھر چشم ناز یار بجز شمع دا نہ تھی

تو وہ ہی جسکے دل مین زمانے کی ہی جگہ
مین وہ ہون ایک جبکی ترے دل مین جا نہ تھی

دل سے کمر کے ہونے کا ٹھٹا خیال کیا
لقمان پاس وہم کی میرے دوا نہ تھی

ای شوق ذبح تونے ابد تک جدا کیا
دم بھر بھی تیغ یار سے گردن جدا نہ تھی

خجلت سے ہوگیا ہی مس سرخ زرد رو
کب کیمیا وہ تھی جو تری خاک پا نہ تھی

کیا جانے کیون ڈرا گیا اپنا دل سیاہ
زلف رسا سے یار تھی کالی بلا نہ تھی

سایہ تو اپنا سمجھا ہی پر ہی یہ میری روح
ای جان سچ بتا مجھے الفت تھی یا نہ تھی

پھرنے لگی نگاہ بھی یون ہین قضا کی شکل
آنکھ اپنی شکر ہی سوے ناز و ادا نہ تھی

ایسا ہی مجھپہ دوست ہنسے اشک گر پڑے
سب قہقہے لگاتے تھے گویا بکا نہ تھی

نرگس نے دیدے پھاڑ کے تم سے لڑائی آنکھ
نور ایک سمت آنکھ مین مطلق حیا نہ تھی

باد بہار ہجر مین بھڑکا گئی سوا
ہوتا چراغ داغ گل ایسی ہوا نہ تھی

ہی موے جسم شعلہ ہی آندھی سے عشق کے
سارے چراغ گل تھے یہ جبتک ہوا نہ تھی

اس گل بغیر دل کو چمن مین جلا گئی
باد سموم تھی مرے حق مین صبا نہ تھی

دل کی نہ لو بجھائی نہ سکھلائی چشم تر
تھی آگ پانی خاک مین داخل ہوا نہ تھی

ای مہوش کبھی نہ کیا بھولکر بھی رحم
کیا تیرے ساتھ خلقت مہر و وفا نہ تھی

دونون طرح رکھا ہمین غفلت مین عشق نے
زخم جگر وہ تھا کہ نہ مرہم ملا کہین
صحت سے روگ نالہ کشی کا لگا ہی پھر
صحت ہی روز حشر تک اے عشق اب ہمین
آئی قضا جو ہجر مین مجکو نہ ہوش تھا
اے گل در آے سنگ مین کانٹا محال ہی
مارا تھا تیر تاک کے پرلے اُڑی ہوا
دنیاے بیوفا سے محبت نہ مین نے کی
تربت مین بھی وہی شب تاریک ہجر ہی
صید آپ آیا دل کی کشش سے شکار کو
نکلا قبول باغ سے جامے کو پھاڑ کے

تم مین تمھارے حسن کی صورت وفا نہ تھی
دل کو ملا وہ درد کہ جسکی دوا نہ تھی
یہ اے طبیب عین مرض تھا شفا نہ تھی
جان بخش تھی مسیح تھی اپنی قضا نہ تھی
آتے ہی تیرے ہوش جو آیا قضا نہ تھی
مجھ زار کی جگہ ترے دل مین سجا نہ تھی
اُس ترک کی خطا نہین میری قضا نہ تھی
قابل نگاہ کرنے کے یہ بیحیا نہ تھی
ہمکو فنا ہوئی مگر اُسکو فنا نہ تھی
مژگان کی لیس تہ تگہ کا نشا نہ تھی
خوشبو ترے لباس سے گل کی قبا نہ تھی

چہرۂ داستان۔ مسافران علوم فسون سازی و نیرنگسازان شعبدہ پردازی ہوم خانہ مین تحریر و تقریر کے بیٹھکر یون مصروف جنگ سحر سازی ہوتے ہین شعر مصنف

سخن پیراے این شیرین حکایت
چنین تحریر ساز و کلک حیرت

افراسیاب جادو بعد روانہ کرنے ملکہ حیرت کے باغ سیب مین مصروف عیش و نشاط نازنینان مہ جبین ہوا جام و سبو گردش مین آیا فتح جنگ مہرخ وغیرہ کی کوشش مین تھا کہ آسمان پر برق چمکی ملازم اہالیان دربند نے نامہ ہاتھ مین دیا افراسیاب نے پڑھا طرف سے لقا کی تحریر ہوا دسبندۂ خاص او مغضوب درگاہ خداوندی غضب سے قدرت کے نہین ڈرتا قدرت کو تیری اقلیم مین آئے ہوئے عرصہ دراز گذرا اب تک براے قدمبوسی قدرت نہ آیا تمام طلسم تیرا خاک مین ملا دونگا نقش طلسم ہوش ربا مٹا دونگا جس ساحر کو بھیجتا ہی غرور کرتا ہی قدرت اُسکو غارت کر دیتے ہین قدرت کو کسی کا غرور پسند نہین ہی اب اگر خود براے قدمبوسی نہ آئیگا ہاتھ سے میرے بندۂ خاص عمرو کے مارا جائیگا افراسیاب جادو نامہ پڑھ کر کانپ گیا کہا صاحبو غضب ہی ساری خرابیان اسی وجہ سے ہین کہ قدرت ناراض ہین ما بدولت کو بڑے اغماض ہین اگر تنہا چاہین لیاقت کے خلاف اگر سامان لشکر کشی کرین گا وزین ما بر لشکر ما بدولت نہ سنبھال سکے آب و آذوقہ راہ مین ممکن نہو لیکن آخر کسی وقت جاؤنگا چشم زدن مین کل مسلمانون کو مٹاؤنگا یہ کہکر مشیرون کی جانب

متوجہ ہوا کہا یاروتم مین کوئی ایسا ہی کہ براے مدد خداوند لقا جاے مسلمانون کو قتل کرکے قدرت
کو بالاے قیطول پہونچاے یہ آفت طلسمی بھی دفع ہو قدرت بیٹھے بیٹھے تقدیر کر دیتے ہین نہ کچھ
سمجھتے ہین نہ بوجھتے ہین مگر یارو جو کوئی جاے خیال رکھے دربار قدرت مین جاکر غرور نہ کرے
مشیران افراسیاب سے ایک ساحر غدار مغرور آتشبار قہر و غضب مین آکر اُٹھا کہا اے شہنشاہ گیتی ستان
یہ حقیر جائیگا ہر چند کہ نام مغرور ہو یہ بزرگون کی عقل کا قصور ہی کیون ایسا نام رکھا غلام کے دل
مین کبر و نخوت کی جگہ نہین منکسر مزاج خاکسارون کے سر کا تاج اگر کوئی غلام کو ہزار گالیان بھی دے
تو بھی نہین بولتا شہنشاہ نہ گھبرائین غرور کا ذکر نہ آئیگا غلام لڑ بھڑ کر قدرت کو بالاے قیطول
پہونچائیگا افراسیاب نے کہا اے مغرور آتشبار دو باتون کا خیال رکھنا ایک تو عیارون سے
بچنا شاگردان عمرو و فرزندان خواجہ نامور ایک ایک بلاے روزگار مکار غدار دوسرے
صاحبقران زمان صاحب اسم اعظم الٰہی مورد فیوض نامتناہی سے اپنے کو اُسنے بچانا جبتک تدبیر بند
آنے اسم اعظم کی تہو مقابلہ مین حمزۂ عرب کے نجانا بلکہ جہان تک ہوسکے سب سے پیشتر اسم اعظم
حمزۂ نامور بند کرنا تب طبل جنگی بجوانا عرض کی عیارون کی کیا حقیقت ہی اسم اعظم حمزہ کی تدبیر کرونگا
اسی ہفتہ مین قدرت کو بالاے قیطول پہونچا کے حاضر ہونگا یہ کہکے نفیر سحر بجائی بارہ ہزار ساحران غدار
کو اپنے ساتھ لیکر تخت پر سوار ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا یہان صاحبقران زمان بصد عظم و شان
نقابدار زرین پوش سے رخصت ہوکر مع لشکر کوہیان طرف لشکر ظفر اثر کے چلے تھے دو منزل کوہ
عقیق باقی تھا ایک صحراے سبزہ زار مین آکر فروکش ہوے مگر نہایت تعجیل کہ ایک شب سے زیادہ کسی
مقام پر نہ رہون لشکر مین پہونچون بارگاہ استادہ ہوئی ممتاز کوہی و بہرام گردن خاقان چین
مقبل وفادار ہمراہ بیرون بارگاہ جلوہ فرما صحرا کی کیفیت مین مصروف یکایک سامنے سے صداے
گریہ وزاری بلند ہوئی دیکھا آگے ایک نوجوان سر و پا برہنہ پشت پر کئی سو ملازم غلامان ترکی
و رومی زخمدار بیقرار روتے پیٹتے چلے آتے ہین صاحبقران نے مقبل سے اشارہ کیا ان سب کو ہمارے
سامنے لاؤ کسی نے انکو صدمہ عظیم پہونچایا مقبل نے جاکر اس جوان سے کہا اے شخص چل تجکو صاحبقران
بلاتے ہین نام صاحبقران سنکر وہ جوان افسردہ سامنے صاحبقران کے آیا قدمون کو بوسہ دیا عرض کی اے
شہنشاہ فریاد از دست فراقان غلام کو حضور نے نہین پہچانا جنکو آپ نے بیٹا کیا یعنی خواجہ آشوب
و خواجہ بہلول پردۂ قاف مین جو آپ کے ہم سفر رہے اسقدر آپ نے انکو جواہرات دیا کہ شہرہ دیار مین
تجارت کرتے ہین حضور کی محبت کا دم بھرتے ہین مین انکا گماشتہ ہون شمیل بازرگان نام اس دشت

پُرخطر سے گذرا سرہنگ قزاق نے مال و خزانہ لوٹ لیا غلام لڑے سب زخمی ہوے ہم سب کو گرفتار کر کے
قزاق لے گئے تھے آج بہ مشکل چھوڑا یہ سُنکر صاحبقران کو نہایت غصہ آیا سہیل کو ایک خیمہ مین جگہ دی ملازم
واسطے خدمتگزاری کے مقرر کیے فرمایا انشاء اللہ بوقت سحر جا کر اس دزد مکار سے نہ سمجھا تو نام اپنا صاحبقران نے
نہ پایا یہ تو خاص مال اُسنے ہمارا لوٹا شب بھر صاحبقران بیقرار رہے بوقت سحر بعد نماز سلاح پیغمبران ذات پر
آراستہ کیے پشت اشقر دیوزاد پر سوار ہوے یکہ و تنہا طرف سرہنگ قزاق کے چلے سرداروں نے عرض کی
غلامان جانباز کو ہمراہ لیجیے سرہنگ قزاق بہت زبردست ہے فوج بھی بیحساب ہے بڑے بڑے شاہان
جلیل کے اُسنے خزانے لوٹے راستہ اس طرف کا تباہ کر دیا صاحبقران نے فرمایا مین کسی کو ساتھ نہ لونگا
یکہ و تنہا جا کر اسکو سزا دونگا فراج صاحبقرانی سے سب صاحب واقف ہین سر جھکا کر خاموش ہوے
صاحبقران طرف صحرا کے چلے یہان سرہنگ قزاق سر کوہ پر بیٹھا ہے گرد تمام قزاق جنگل کی جانب
سب کی نگاہ آئیندہ روند کی فکر لوٹ کھسوٹ کا ذکر ایک نے دیکھا ایک جوان دریاے جواہر مین غوطہ
مارے ہوے بکسیمثل زیر ران سلاح بے نظیر خود الماس نگار سر پر زرہ لاکھون روپیہ کے قیمت کی
زیب جسم انور دیکھنے والے نے کہا اے افسر لو اک سونے کی چڑیا آئی ہے چلو شکار کرین سرہنگ نے سر
اُٹھا کر دیکھا بہت خوش ہوا کہا گھوڑا بے مثل ہے ایک نے کہا بنگاہ غور دیکھیے گھوڑا تین آنکھون کا ہے
سرہنگ نے کہا ہمین منظور ہے پہلے ہماری نگاہ پڑی ایک نے کہا مین صاحب جوہر ہون تلوار مین
لونگا اس جوان کو دم دونگا دوسرے نے کہا مین جھک کے کمان دوش سے اُتار دونگا میرا تیر تدبیر تو دہ
آزرده پر تا سری غرق ہوتا ہے ایک نے کہا مین اس جوان کا دل دکھاؤنگا نیزہ چھین لونگا سرہنگ نے
کہا یارو یہ تو بڑا کوئی شاہ جلیل ہے جراٴت مین بے عدیل ہے دریاے جواہر مین غوطہ زن ہے ظاہر مین
بڑا صف شکن ہے ایک قزاق بل کرتا ہوا اُٹھا نیزہ ہاتھ مین لیا گھوڑے پر سوار ہو کر پہاڑ سے اُترا
صاحبقران حیران چہار جانب دیکھتے ہین کہ وہ قزاق سرکش کہان ہے ابتک بیچیا آنکھون سے
نہان ہے کہ ایک طرف سے آواز آئی میان سپاہی صاحب جانے والے ٹھہر جاؤ صاحبقران نے
پلٹ کے دیکھا ایک جوان گھوڑے پر سوار نیزہ ہلاتا ہوا آتا ہے بالاے کوہ بہت سے قزاق جمع ہین
صاحبقران پر سب کی نگاہ پڑی کوئی جمال کی تعریف کرتا ہے کوئی جواہر کو تاک رہا ہے صاحبقران
نے فرمایا اے جوان کیا ہے کیون روکا اُسنے کہا بس گھوڑے پر سے اُترو ہتھیار کھولکر رکھدو سیدھے
اپنی جان بچا کر چلے جاؤ صاحبقران نے مسکرا کر فرمایا ہماری خطا کیا ہے ہتھیار دینے کا کیا باعث اُسنے
کہا اے جوان یہ بیشۂ شیران ہے دیکھ پہاڑ پر مجمع قزاقان ہے کسی نے تجکو منع نہ کیا صبح کو ادھر چلا آیا

جان کو غنیمت جان ہمین تیرے حال پر رحم آیا صاحبقران نے فرمایا بھئی کیسے سپاہی ہو ہمارے ہتھیار چھینتے
ہو ہم تو بے لڑے بھڑے نہ دینگے سب اپنے بھائیون کو بلا لو افسر کو پکارو جب تو وہ قہقہہ مار کر ہنسا سرہنگ
سے پکار کر کہا اے افسر یہ جوان طالب جنگ و جدل ہے کہتا ہے ہتھیار دینا سپاہگری مین خلل ہے حکم ہو تو
سمجھا دون نوک نیزہ پر اُٹھا لون سرہنگ نے کہا بزنید بہ بندید وہ جوان مثل شعلہ جوالہ نیزہ ہلاتا ہوا
اینڈتا بتاتا ہوا قریب پہونچا سینہ بے کینہ پر تاک کے نیزہ مارا صاحبقران نے سنان نیزہ کو بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ
ڈال دیا چھین کر نیزہ یون پھینکدیا جیسے کسی طفل سے تنکا چھین لیتے ہین نیزہ جو نکلگیا قزاقون نے
پہاڑ سے طعن کی غصے مین اُسنے تلوار کھینچی صاحبقران پر ہاتھ مارا امیر نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا ایک طپانچہ بقہر و غضب مارا سر اُس خود سر کا چنبر گردن سے اُڑ گیا لاشہ وہین سے زمین پر گرا اب
تو سرہنگ کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا مثل فیل مست چنگھاڑتا ہوا کر گدن پر سوار ہوا پہاڑ سے
اُترا پشت پر بارہ ہزار قزاق لیکن سرہنگ نے سب کو منع کیا تم کوئی دخل نہ دو میرے قوت بازو
کو اس جوان نے مارا اپنے ہاتھ سے سزا دونگا اس عذاب الیم سے مارونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا
اُسکے حال زار پر روئین مجکو رحم نہ آئے گینڈا جھکا کر سامنے صاحبقران کے آیا آتے ہی نگاور زن ہوا
تین قدم مرکب صاحبقران سات قدم گینڈا اُسکا ہٹا پچھون پر گینڈے کے چار ہاتھ شکل تمام اپنے کو روکا
تلوار کھینچکر جا پڑا سب قزاق تماشا دیکھ رہے ہین سرہنگ و صاحبقران سے تلوار چل رہی ہے دو تین وار
رد و بدل ہوئے تھے کہ صاحبقران نے کلائی پر سرہنگ کی ہاتھ ڈال دیا سرہنگ لپٹ پڑا اسی طرح
لپٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی سب قزاق حیران کہ یہ جوان کون ہے ہمارے افسر سے برابر لڑ رہا ہے
پہر بھر کامل کشتی ہوئی صاحبقران نے بان نے قہر و غضب مین نعرہ کیا سرہنگ کو لے دوڑے سترہ اٹھارہ
قدم ریل کر لائے دونون بازو تھام کر ہکہ مارا دونون گھٹنے سرہنگ کے آشنا بزمین ہوئے قصد ہوا لنگر
قائم کرون صاحبقران لنگر کب قایم ہونے دیتے ہین کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا سر سے بلند کیا زمین
پر دے مارا چارون شانے چت گرا کود کر امیر چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا او سرہنگ حالا در قتنا ختن
پروردگار چہ میگوئی ہنگ حیران کہا اے جوان نام نامی سے اپنے آگاہ کر صاحبقران نے کہا اے سرہنگ
قزاق آگاہ ہو منم زلزلہ قاف ثانی سلیمان داماد نوشیروان سرکوب زمردشاہ باختری نام نامی
صاحبقران سُنکر سرہنگ گھبرا گیا عرض کی اے شہریار تا زندہ ایم بندہ ایم دل مین سوچا اے سرہنگ
اگر سرکشی کرونگا زندہ نہ بچونگا جان بچاؤ دام تزویر مین اسکو پھنساؤ مکر سے قدمون پر گر پڑا دل مین
کینہ رکھکر مسلمان ہوا اس عرصے مین سرداران صاحبقران بھی فرداً فرداً آ پہونچے صاحبقران نے

فرمایا ای سرہنگ تونے ان سوداگرون کا مال لوٹ لیا جلد حوالے کر عرض کی آنکھون سے
خدمتگزاری کرونگا بالاے کوہ تشریف لیچلیے دعوت قبول کیجیے ممتاز کوہی نے ہرچند کہا ای شہریار یہ قوم کا
قزاق ہی حضور سے دبا اتفاق ہی مال تاجرون کا مل گیا اب طرف لشکر ظفر اثر کے کوچ کیجیے صاحبقران
نے فرمایا دلشکنی مجھکو اسکی گوارا نہین مال تاجرون کا اسی دقت دلوا دیا وہ دعائین دیتے ہوئے رخصت
ہوئے سرہنگ بکاری صاحبقران کو مع جملہ سرداران نامی بالاے کوہ لایا قلعہ مین ہلڑ ہوا
صاحبقران زمان داماد نوشیروان نے سرہنگ کوہی کو مسلمان کیا قلعہ مین تشریف لاتے ہین تمام
اہالیان شہر براے زیارت جمال انور جمع ہوئے گلی کوچے معمور ہوگئے لیکن سرہنگ قزاق ایک
گوہر بے بہا کا شانہ عفت مین رکھتا ہی خوشرو خوشخو سیمتن غنچہ دہن خورشید خد نام نامی ملکہ صنوبر قد
یکایک کنیزون نے آکر عرض کی آپ کے والد نامدار کو صاحبقران نے زیر کیا مسلمان ہوکر قلعہ مین لاتے
ہین سب لوگ براے تماشا جاتے ہین صنوبر قد اکڑتی ہوئی اُٹھی بالاے قصر آئی دیکھا زن و مرد کا تمام
بازار مین جماو ہی تھوڑی دیر کے بعد دیکھا سرہنگ قزاق چوب چاق ہاتھ مین لیے ہوئے اہتمام سواری
مین مصروف تمام قزاق پرے جمائے ہوئے بیچ مین صاحبقران زمان رعب دبدبہ چہرۂ اقدس سے عیان
خود زرین بالاے سر زرہ داؤدی زیب جسم انور کمان کیانی بالاے دوش ہزار تیرون کا ترکش مثل
دُم طاؤس بائین جانب آنکھین رشک غزال آفتاب جمال فرد شوکت چہرے سے عیان فخر رستم دستام
و نریمان جمال قدس دیکھکر بے اختیار آہ کی ہاتھ کلیجے پر رکھ لیا کمان خانہ ابروے صاحبقران سے
تیر مژگان چلے تو دہ دل پر لب معشوق ہوئے نگاہون کی چھڑیان قلب پر پڑین سنبھل نہ سکی سلطان
عشق کی ملک قلب پر چڑھائی صبر و طاقت نے شکست کھائی غش کھاکے گری کنیزون نے ہاتھون ہاتھ
اُٹھا لیکر محل مین آئین گلاب وغیرہ چھڑکا ہوش آیا مگر خاموش بحر محبت کا جوش حیران حیران
چہار جانب دیکھتی ہی دل کا عجیب حال آنکھین محبت صاحبقران مین لال چہرہ مائل بزردی ہونٹھون
پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری یہ مہ جبین تو اس حال پر ملال مین خاموش بیٹھی ہی کنیزون نے
ہرچند پوچھا کچھ جواب نہ دیا جب کنیزون نے بہت حیران کیا یہ کہدیا صاحبقران نے ہمارے باپ کو
زیر کیا اب نہین معلوم ملک و مال کی کیا تدبیر ہو ہمکو اسی بات کا غم ہی اسوقت زیادہ کلام نہ کرو
بلکہ بارگاہ مین جاکر خبر لاؤ دیکھو کیا ہوتا ہی یہان کا بادشاہ اپنے کسی سردار کو کرتے ہین باپ کو
ہمارے ہمراہ لیجائینگے یا یہین چھوڑینگے یہ خبر مفصل جاکر لاؤ کئی کنیزین مردانے کپڑے پہنکر چلین
یہان سرہنگ قزاق صاحبقران کو لیے ہوئے اپنی بارگاہ مین لایا مقام صدر پر بٹھایا چند

سردار صاحبقران کے ساتھ ہین باقی لشکر زیر کوہ فردکش ہوا اتفاق سے بہرام گردبن خاقان چین
رفیق قدیم صاحبقران صاحب شوکت وشان یہ لشکر مین رہ گیا ممتاز کو ہی مقبل وفادار و دیگر چند
سردار صاحبقران کے ساتھ ہین سرہنگ کو فکر ہو کہ اس سرکش کو گرفتار کر دن سزائے معقول دون فوراً
محفل عیش ونشاط آراستہ کی ساتھ والے اُسکے مکار غدار اشارے پر لگے ہوے ہین جب ہنگامہ محفل گرم ہوا اسوقت
اس بیحیا نے شراب مین بیہوشی ملائی ایک جام اپنے ہاتھ مین لیا تسلیم کر کے سامنے آیا عرض کی اس جام کو نوش
فرمائیے غلام کی آبرو بڑھائیے صاحبقران صاف باطن اُسکے مسلمان ہونے سے مطمئن مسکرا کر جام نوش
فرمایا کہا ای بہادر بیٹھو تکلیف نہ کرو کہا نہین ای شہریار آج اگر کلاہ فخر تا بہ عرش پہونچاؤن زیبندہ سزاوار
ہی آپ ایسا بہادر نامی ونامدار صاحب جاہ ووقار اس ذرہ بیمقدار کو سرفراز کرے کیونکر نہ یہ حقیر اپنے
مرتبہ پر ناز کرے صاحبقران نے شرما کے سر جھکا لیا اب اسنے پلٹ کر وہی شراب صاحبقران کو پلائی
چند عرصہ مین بیہوشی نے تاثیر کی صاحبقران گھبرا کر اٹھے لڑکھڑا کے گرے مع ساتھ والون کے بیہوش ہوے
سرہنگ نے نعرہ کیا آہنگردن کو بلایا صاحبقران کو مسلسل ومطوق کیا قیدخانہ مین بھیجا قصد ہوا کہ جا کر
لشکر صاحبقران کو تباہ کردن لیکن کنیز ملکہ صنوبر قد مردانے کپڑے پہنے ہوئے دربار مین برائے خبر آئی تھی
کل معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا گھبرا کے پلٹی ملکہ صنوبر قد باغ مین ٹہل رہی ہی سیر گل ولالہ سے دل بیزار
آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے دل سے باتین کر رہی تھی کہ ای صنوبر قد عشق کا انجام کیا ہوگا کجا ذرہ کجا خورشید
اعظم داماد نوشیروان صاحب جاہ وحشم جنکا لوائے شوکت از پردہ دنیا تا بہ قاف سرفراز دو بیٹیان نوشیروان
کی انکے عقد مین آئین سنتی ہون ایک عقد پردۂ قاف مین کیا بادشاہ پریزادان نے ایک اپنی دختر ملکہ
آسمان پری فخر زہرہ ومشتری شرف انیا جانکر عقد مین اُنکے دی مجھ ایسی ہزارہا کنیزین محل مین
پڑی ہونگی پس میری رسائی کیونکر ہوا ہی دل خانہ خراب کیون پیچ وتاب ہی لیکن افسوس امن صبر دست
استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل تنگ بدعت عشق سے ٹوٹا صبر وجبر دشوار بیقراری کو کہان قرار آتش عشق
شعلہ ور گرمی محبت سے درد جگر اس خیال مین تھی کہ کنیز دوڑی ہوئی سامنے آئی عرض کی حضور غم والم
کو دل سے دور کرین سامان عیش وسرور کرین آپ کے باپ جہاندیدہ گرم وسرد عالم چشیدہ مکر سے
مسلمان ہوے تھے بیہوشی پلا کر صاحبقران کو پکڑ لیا قیدخانے مین بھیجدیا اب تیاری ہی کہ دہان فوج کو
انکی جا کر تباہ کرین مال اسباب لوٹ لین کمربندی ہو رہی ہی یہ خبر وحشت اثر نشتر تیر دلدوز جگر پر سوز پر
پڑا قلب زخمی ہوا حیران ہو کر کنیز کی جانب دیکھا کہا سچ کہتی ہی عرض کی حضور میرے سامنے گرفتار کیا حضور
کے محل کی پشت پر جو مکان پختہ ہوا اسی مین قید کیا سو جوانان صف شکن برائے نگاہبانی قرار پائے اپنے

کوٹھے سے چڑھ کر ملاحظہ فرمایئے کمربندی لشکر مین ہو رہی ہی جاکر برسر لشکر حمزہ قیامتین برپا کرینگے لڑائی کا تماشا چلکر ملاحظہ فرمایئے قریب تھا طائر روح قفس جسم سے نکل جائے ضبط کرکے مع چند کنیزون کے قصر پر چلی دل سے کہتی ہی ای فلک کجرفتار و ای گردون ناپائدار یہ کیا خبر وحشت اثر سنائی الہیٰ شیر دل جلیل و رئیس یون گرفتار ہیچ تقدیر ہو دیکھیے اب کیا ہوتا ہی ملکہ تو گھبراکر کوٹھے پر آئی لیکن بہرام گرد بن خاقان چین انتظام لشکر مین مصروف ہی ایک ہرکارے نے آکر خبر پہونچائی ای پہلوان دوران دای گزشتہ شب جہان صاحبقران قلعہ مین جاکر قید ہوگئے سرہنگ نے مکر کیا بیہوشی ملاکر پکڑ لیا یہ سنکر بہرام غصے مین کانپنے لگا سلاح جسم پر آراستہ کرنے لگا سردارون نے پوچھا کیا قصد ہی کہا یار و قصد کیا ابھی جاکر جان دونگا قلعہ مین دریائے خون بہاؤنگا ایسا نہو یہ چور دزد مکار صاحبقران نامدار کو قتل کر ڈالے کوہیون نے عرض کی غلام ساتھ ہین ہمارا آقا حمتاز کو بھی جاکر قید ہوا اسی وقت لشکر مین قرنا ہوئی چشم زدن مین لشکر تیار ہوا بہرام لشت مرکب بادرفتار پر سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج لیکر چلا ملحوظ خاطر ہو سوا پہر دن باقی ہی جسوقت بہرام بلوہ کرکے چلا نوبت نقارہ بجتا ہوا علمہائے زنگاری کے پھریرے کھل گئے شیران دشت نبرد صفین جاکر چلے صدا نوبت نقارے کی جو بلند ہوئی میان سرہنگ تو واقف تدبیر کر رہے تھے کہ دن کو قلعہ سے نکلنا مناسب نہین ہی رات ہوئے تو شبخون مارون یکایک ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی ای شہریار حضور نے بڑا دھوکا کھایا اور سردارون کو آپ قلعہ مین لائے لیکن سردار جلیل بہرام گرد بن خاقان چین جلالت آئین رفیق قدیم صاحبقران لشکر مین رہگیا اُسے جو خبر پائی کہ آقا کو ہمارے گرفتار کر لیا مرنے پر کمر باندھکر مع لشکر طرف قلعہ کے آتا ہی صدا نوبت نقارے کی آرہی ہی نہیب شمشیر مردان عالم سے زمین تھرا رہی ہی سرہنگ نے گھبراکر کہا حقیقت مین یہ خیال نہ رہا مین سمجھا سب سردارون کو صاحبقران ساتھ لائے یہ کیا خبر تھی کہ بہرام گرد لشکر مین رہگیا جلد خندق پُرآب کرد دروازہ قلعہ کا بند ہو توپین مارو یہ کہتا ہوا بالائے قلعہ آیا پل تختہ اُٹھالیا دروازہ قلعہ کا بند کیا سامان جنگ سے قلعہ آراستہ ہی دور مین ہاتھ مین لے کر دیکھا تتق گرد بلند آگے بہرام لشت پر کوہیان نیکنام جب فوج زد پر پہونچی سرہنگ نے ہوائی داغی یہی نشان تھا گولہ اندازون نے توپون کو سیدھا کیا نہین معلوم کان مین کیا پڑھکر پھونکا توپین کڑکین گرجین آگ اُگلنے لگین زمین کاپنی آسمان شعلہ بار نے آگ برسا دی فوج اسلام جبھی ہوئی آتی تھی کئی ہزار اُڑ گئے فوج کے پاؤن اُٹھے دور جاکر ٹھہرے سرہنگ نے کہا دیکھو کوئی گولہ قضا کا بڑا لشکر مسلمانان کا کیا حال ہوا گولہ اندازون نے ہاتھ روکا دھوان برطرف ہوا دیکھا فوج اسلام دور جاکر ٹھہری سرہنگ نے

حکم دیا خوشی کے نقارے بجنے لگے قزاقون نے غل مچایا وہ مارا مسلمانون کو بھگا دیا بہرام گرد نے جو
یہ معرکہ دیکھا گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا اہالیان
فوج سے فرمایا آپ لوگ تامل فرمائین جب مین قلعہ کا پھاٹک جا کر توڑ دون اسوقت تم سب چلے
آجانا اس پیر زمین گیر کا تماشا دیکھو یہ بوڑھا غلام صاحبقران کا کیا کرتا ہے اہالیان فوج ٹھہرے
بہرام گرد نے مرکب بڑھایا آواز دی اے قزاقان بچا آکر سزا دیتا ہون یہ کہکر طرف قلعہ کے چلا
قزاقون کے ہوش اڑ گئے کہا کیا دل گردہ ہے توپ کے منھ پر آتا ہے سرہنگ قزاق نے کہا گولے
مارو کوئی تو گولہ قضا کا پڑیگا توپین فیر ہوئین گولے مثل اولے کے برسنے لگے رنجک کی بجلی چمکی دھوئین
کا آسمان بنکر چھایا ہوا لیکن بہرام شیر دل گھوڑے کو پھیر کرتا ہوا گرز ہاتھ مین کبھی پشت مرکب پر کبھی
زیر شکم مرکب کبھی ایک رکاب پر اپنے کو گولون سے بچاتا ہوا گھوڑے کو کاوہ اپٹرن پر لگاتا ہوا
کبھی داہنے پر نکل گیا کبھی بائین پر دور جا کر دم لیا پھر وہان سے جھپٹا گھوڑے پر کوڑا کیا گولون سے
بچکر نہنگانہ پلنگانہ برابر خندق کے پہونچا نعرہ شیرانہ کیا نعرہ بہرام گرد

یل صف شکن نامور نامدار	غلام امیر عرب ذیوقار	کہ از ہیبتش سر بلرزد زمین	ستم گرد بہرام خاقان چین

نعرہ بہرام گرد کی صدا جو بلند ہوئی زمین قلعہ کی کانپی سرہنگ گھبرایا کہا یارو تامل کرو در قلعہ سے
آواز نعرہ کی آتی ہے اب جو ہاتھ کو روکا روشنی ہوئی دیکھا بہرام گرد بر لب خندق ٹہل رہا ہے قصد
ہے خندق فرادون پھاٹک جا کر توڑ دون اہالیان فوج نے دیکھا کہ سردار ہمارا تا بہ قلعہ پہونچ گیا
توپ بند ہوئی یہ بھی سب نوبت نقارے بجاتے ہوے چلے گھوڑون نے طرارے بھرے خداوندا رساتھ
لیے سرہنگ نے جو یہ معاملہ دیکھا ساری قزاقی بھولا ہوش و حواس پراگندہ کہا یارو اب کیا
کرون ادر ملکہ صنوبر قد اپنے بام سے یہ سب معرکہ دیکھ رہی ہے کنیزین پشت پر جرات بہرام گرد
دیکھکر کہتی ہین کیون صاحبو عاشقان صادق اپنے آقا کے ایسے ہوتے ہین اسکا خدا ہے نادیدہ
اسکو بچاے دیکھو کس جرائت سے لڑ بھڑ کے قلعہ لیا تا بہ خندق پہونچگیا سب جانباز چلے آتے ہین
تلوارین کھنچی ہوئی نعرے پر نعرے کر رہے ہین دم جرات کے بھر رہے ہین صدا دیتے ہین با شیداے
قزاقان پھاٹک کھول دو ہمارے آقا کو لے کر نکل آؤ آقاے نامدار ابھی خطا معاف کرینگے اس
مکر و غدر کا بدلہ نہ لینگے صنوبر قد کہتی ہے کیون صاحبو اب جو صاحبقران چھوٹین گے قلعہ لوٹین گے
مین تو ہاتھ باندھ کر سامنے حاضر ہونگی عرض کرونگی پروانہ شمع جمال ہون کنیزان سرکاری مین
درج فرمائیے انکو ضرور میرے حال پر رحم آجائیگا بہادر بے مثل ہین عورت پر کیا ہاتھ اٹھائین گے

مجکو دیکھکر شرما جائینگے کنیزین کہتی ہین واری معقول تدبیر ہی حضور کی مسلسل تقریر ہی دیکھتے ہی عاشق ہو نگے خاتون محل قرار دینگے ہم سب حضور کے ساتھ چلین گے دختر نوشیروان ملکہ مہر نگار تاجدار ملکہ گردیا بانو شاہزادی عالی وقار ملکہ گلشن آرا و ملکہ رابعہ زر لفت اطلس پوش وغیرہ یہ سب شاہزادیان حسن وجمال مین بے نظیر چہرے رشک ماہ منیر زوجات صاحبقران ہین صاحبان دلاور بادشاہان جلیل کی دختران بلند اختران سب صاحبون سے ملاقاتین ہونگی سب بیبیان حضور کے استقبال کو آئینگی باعزاز و اکرام محل مین لیجائینگی اس طرح کی جو باتین کنیزون نے کین ملکہ کا خوشی سے چہرہ سُرخ ہو گیا کہا صاحبو تمھارے مُنھ مین گھی شکر خدائے نادیدہ اپنا فضل شریک حال کرے تم سبھون کے مرتبہ بڑھائونگی لیکن جب صاحبقران محل مین آئین مین سلام کیکے سر جھکا لونگی تم ملنے سے باتین کرنا میری بیقراری کا ذکر نہ آنے پائے اب مین تم سب صاحبون سے صاف کہتی ہون صبح سے تم سب پوچھتی تھین آپ کا کیا حال ہی کیون قلب پر ہجوم غم و ملال ہی مین جمال با کمال دیکھکر مائل ہوئی اب تک زبان سے نہ نکالا تھا لیکن تم سے بیان کرتی ہون جس وقت سے جمال جہان آرائے صاحبقران ذمان پر نگاہ پڑی دلکو بیقراری آنکھون کو شغل اشکباری ہر چند سنبھالتی تھی دل نہ سنبھلتا تھا رہ رہ کے کوئی کلیجہ ملتا تھا کمبخت چاہنے والے کی بڑی خرابی ہی جبتک وہ آرام مین تھے یہ خیال مین تھا ہم اُن تک کیونکر پہونچین گے جسوقت سے یہ خبر وحشت اثر پائی کہ انکو قید کر لیا جی چاہتا تھا گریبان چاک کرون مین بھی ہتکڑیان بیڑیان پہنکر قید خانے مین اُنکے پاس جا بیٹھون ثابت ہوا نیز کہ اسکو ہم سے محبت ہی لیکن مجبور ہوئی یہ بھی مجھ بدنصیب سے نہو سکا کہ ایسے وقت مین جا کر ساتھ دیتی لیکن شکر ہی اُنکا سردار نامدار طوہ کرکے پہونچا قلعہ کو گھیر لیا وار توپون کے رد کر چکا اب دل کو کسی قدر تسکین ہی لیکن ابھی لالہ غدار اتنے عرصہ مین کلیجہ خون ہو گیا نوبت بہ جنون پہونچی نظم دلپذیر

آمد بہار و داد بہ گلشن ندائے عشق
یا بم اگر ترشح آب ہوائے عشق
خواہی بہ صبر خوکن و خواہی بآب چشم
فرہاد نامراد تو از نالہ ہائے عشق
کشتی اگر شکست نہ داریم بیم غم
مخفی و درد و محنت بے نہائے عشق

بلبل ہزار نالہ بسازد نوائے عشق
بیہودہ کاوش تو بہ نبضم طبیب چیست
جز خون دیدہ ہیچ نباشد دوائے عشق
مجنون لزان بدیدن لیلی ز ہوش رفت
بر سر ملازم است دانا خدائے عشق

نشو و نما چو سبزہ ام از خاک بر دمد
درمان درد را نہ کند چرد دوائے عشق
در بیستون بحسرت دیدار جان سپرد
کا ید صدائے درد ز بانگ درائے عشق
یاران ترم دیادہ و ہنگام عافیت

لالہ غدار وزیرزادی نے عرض کی داری دل نے بڑے مقام پر رسائی کی کمند محبت قصر عالی تک پہونچی آپ خود شاہزادی والا قدر ہین آسمان خوبی کی کامل بدر ہین آپ ملک

حسن خوبی کی شاہ وہ آسمان جلالت کے ماہ آپ عندلیب شاخ نخل محبت وہ سرو نوخاستہ حدیقہ ہمت جرأت
آپ چرخ حسن کی ماہ کامل وہ اقلیم شوکت کے شہنشاہ عادل ایک مسند پر قران السعدین ہوگا ایک
برج قصر مین اجتماع نیرین ہوگا حقیقت مین آپ کو نہایت پسند فرمائینگے دیکھتے ہی شمع جمال کو پروانہ
بنجائینگے کوئی ایسی شاہزادی حور مثال غنچہ دہن سرو قد گلعذار ماہ پیکر سیمبر لائق فنون سپاہگری مین طاق
شہرہ آفاق انکے عقد مین نہ آئی ہوگی لالہ عذار وزیرزادی نے جو اس طرح حسن و جمال ملکہ کی تعریفین کین
شرما کے سر جھکا لیا کہا خدا وہ وقت دکھائے قید و بند سے رہا کرائے اب کنیزین سب آگاہ ہوئین کہ ملکہ
صاحبقران زمان پر عاشق ہوئی ہین آپسمین اشارے کنائے ہونے لگے کسی نے اشارہ کیا خوب ہوا کسی نے
کہا ہوا بہت برا کیا کسی نے کہا ہوا ہی ہی باپ کے قتل کی طالب ہین دین بزرگون کا چھوڑ دینگی خدائے
نادیدہ کو سجدہ کرینگی ایک نے کہا ہوا مردوا فریدار ہی عشق و عاشقی کی اسکے شہرون مین پکار رہی جتنی شاہزادیان
حسین و جمیل متین لائق قرار پائین وہ سب انھین کے خاندان مین آئین ملکہ گیتی افروز دختر زمرد شاہ باختری
جنکے حسن عالم سوز کا تمام دنیا مین شہرہ تھا وہ انکے پوتے شاہزادہ خاور بیاہ پر مائل ہوئین سلطنت کیسی
خدائی کو چھوڑ کے نکل گئین انکے بطن سے شیر گیر صف شکن تیغزن صاحب شوکت و شان شاہزادہ ایرج نوجوان
پیدا ہوا جسکی نہیب شمشیر سے رستم و اسفندیار تھراتے ہین محفل مردان عالم مین اسکی جرأت و شوکت کے ذکر آتے
ہین دوسری دختر خداوند ملکہ جہان افروز انکے فرزند دلبند بدیع الزمان گرد لشکر شکن کے قبضے مین
آئین اس شیر کی ایک زوجہ دختر خداوند معشوقہ دیگر ملکہ گوہر ملک پیغمبرزادی جسکے بطن انور سے نور الدہر
والا قدر ایسا آفتاب طلعت ساطع و لامع ہوا جرأت کی اسکی دھاک لیاقت مین بے نظیر زور و قوت مین
ہمہ دان ہمہ گیر کس کسکا ذکر کرون حسب و نسب کا شرف انکے خاندان پر تمام ہوا جرأت و شوکت کا علکون
مین نام ہوا کنیزون مین تو یہ چرچے لیکن ملکہ صنوبر قد جھکی ہوئی دیکھ رہی ہی کہ بہرام گرد دبیر خاقان چین
قریب خندق قلعہ پہونچا اہالیان فوج نوبت نقارے بجاتے ہوئے قریب دیوار قلعہ آگئے اس وقت
سر ہنگ قزاق گھبرایا مشیرون وزیرون کی جانب متوجہ ہوا کہا یارو اب کیا کرون یہ شیر بیشہ جرأت
نہنگ دریائے شوکت خندق کو فرایا چاہتا ہی اب قلعہ کو کیونکر بچاؤن مین سمجھا تھا میرے قلعہ تک آنا
دشوار ہی شب کو ان سبھون پر شبخون مارونگا فوج کو تباہ کر کے قید حمزہ عرب کی لیکر خدمت خداوندی
مین جاؤنگا طرۂ پیغمبری پاؤنگا اب جان بچانے کی تدبیر کرو عیار اسکا قریب کھڑا ہی عقاب تیز پر نام
بد طینت بد انجام بول اٹھا اے افسر ایک تدبیر ہی ابھی سب مسلمان پلٹ جائینگے شب کو مین اور تدبیر
کرونگا یہی ایک سردار نامدار لشکر حمزہ مین باقی ہی عیاری کر کے پکڑ لاؤنگا اور سبھون کو مارنا کیا دشوار ہی

لشکر بے سردار بیکار جلد حمزہ کو قید خانہ سے بلائیے زیر تیغ بٹھا دیجیے بہرام گرد سے پکار کر کہیے کہ اگر اندر قلعہ کے آؤگے اپنے آقا کو زندہ نپاؤگے ہم ابھی قتل کر ڈالین گے بعد قتل تم سے لڑینگے خوب معرکے پڑینگے اسوقت پلٹ جاؤ کل مصالحہ کی گفتگو کرینگے بخوف جان اپنے آقا کے فوراً پلٹ جائینگے شب کو مین عیاری کر دنگا بہرام گرد کو باندھکر لاؤنگا یہ صلاح سرہنگ قزاق کو بہت پسند آئی ملحوظ خاطر ناظرین رہے ملکہ صنوبر قد فریفتہ حسن و جمال صاحبقران یہ سب ہنگامے دیکھ رہی ہی بہرام گرد نے قصد کیا خندق کے پار جاؤن سرہنگ نے حکم دیا صاحبقران کو مسلسل و مطوق بالاے قلعہ لائے بموجب صلاح عقاب زیر تیغ بٹھایا پکار کر آواز دی ای بہرام گرد ذرا ادھر متوجہ ہو بہرام گرد نے سر اُٹھاکر دیکھا اپنے آقاے نامدار کو زیر تیغ پایا سرہنگ نے کہا ای بہرام گرد پلٹ جاؤ ورنہ ابھی صاحبقران کو قتل کرتے ہین اس شب کی ہمکو مہلت دو بوقت سحر خواہ مقابلہ یا طریقہ اصلاح جو ہمارے تمہارے قرار پائیگا سمجھا جائیگا چند شروط ہم لکھکر بھیجین گے اگر تم قبول کر لوگے ہم تمہارے افسر کو رہا کر دینگے اب اگر ایک قدم بھی بڑھاؤگے صاحبقران زمان کو زندہ نپاؤگے یہ حالات مصیبت آیات دیکھکر فوراً بہرام گرد نے گھوڑا پھیرا گرز ہاتھ سے ٹیک دیا پکار کہا ای سرہنگ براے خدا ہم ابھی واپس جاتے ہین ہمارے آقاے نامدار مولاے قدر شناس کو صدمہ نہ پہونچاؤ ای پہلوان جو تو کہیگا ہم قبول کرین گے صاحبقران غصے مین کانپنے زنجیرین ہلانے لگے فرمایا ای بہرام والا مقام ای بہادر نیکنام تو لڑ بھڑ کے یہان تک آیا اپنی محنت ضائع نہ کر یہ مکار ہمکو قتل کرے کچھ افسوس نہ کر خون کا معاوضہ ان جلادون سے لینا بہرام گرد نے سر پیٹ لیا آواز دی ای شہریار کاشکے نابینا ہوتا اس مصیبت مین آپ کو نہ دیکھتا اس مکار نے بڑا فریب کیا آپ ایسے بہادر کو دھوکا دیا دعوت کے پردے مین عداوت کی غلام سے حال نزار حضور نہین دیکھا جاتا ای سرہنگ براے خدا صاحبقران کو قید خانے مین بھیجدے سرہنگ نے آواز دی ای بہرام جب تم پڑاؤ پر پہونچ لوگے تب قید خانے مین صاحبقران کو بھیجونگا بہرام روتا پیٹتا خاک اُڑاتا ہوا مع فوج پلٹا جب اپنے پڑاؤ پر پہونچا تب سرہنگ نے صاحبقران کو قید خانہ مین بھیجا آپ اپنی بارگاہ مین آیا عقاب نے وعدہ کیا حضور شب ہونے دیجیے بہرام کو پکڑ لاؤنگا لیکن اس گرفتار دام گیسو ذبیح خنجر ابرو ملکہ صنوبر قد نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ بہرام پلٹ گیا صاحبقران قید خانے مین بھیجے گئے طائر روح قفس جسم خاکی مین تڑپا رقت ہوئی قصر سے اُتری بے اختیار ہوکر رونے لگی بیقراری نے سر اُٹھایا دریاے اشک نے جوش مارا ہاتھون نے چاہا گریبان چاک کرین خاک مُنھ پر ملین نظم

دل طپان شوق ہمکناری سے	خفقان ضبط بیقراری سے	ایک جان اور غم کا وہ انبوہ	ایسی نازک پہ شست اندوہ

تنگی دہر وحشت افزا تھی
کیا نظر زخم اندرون آیا
سینہ کوبی سے دل فگار ہوا
آہ نے دل سے کیا اُٹھائے دھوئین
شور محشر خروش واویلا
نالۂ آخر فسون ہوا دل کو

طپش دل قیامت آرا تھی
چشم سے روتے روتے خون آیا
تیر حسرت جگر کے پار ہوا
چاہ بابل کے لب اُڑائے دھوئین
نغمۂ صور جوش واویلا
رُکتے رُکتے جنون ہوا دل کو

خار خار غم آشکار ہوا
نہ لیا پھر قرار نے آرام
دم اٹکتے اٹکتے ٹوٹ گیا
سر اُٹھایا خروش پنہان تھے
جی کو اشک زمین نے خاک کیا
چارہ سازون سے نفرتین کیا کیا

مثل دل جامہ پارہ پارہ ہوا
کھو دیا اضطرار نے آرام
سر ٹپکتے ٹپکتے پھوٹ گیا
اک قیامت کی آہ دہقان نے
خواہش مرگ نے ہلاک کیا
حرف تسکین سے وحشتین کیا کیا

یون بیقرار ہوکے روئی کنیزین گھبرا گئین عرض کی کہ واری صبر و جبر کیجیے ایسا نہو دشمنون کا دم نکل جائے صنوبر قد نے کہا صاحبو کیا کہکے دل کو سمجھاؤن طفل اشک کو کیونکر بہلاؤن یا تو اس شہریار کو ساتھ شوکت و شان کے دیکھا مکارون نے فریب دیکر گرفتار کر لیا بہرام نامدار نے اپنی جان ہٹائی ٹریھڑ کر بیچارہ تا بہ قلعہ پہونچا ہزارون بندگان خدا مارے گئے اب بر وقت پہنچنے کے اپنر کیا گذری ہوگی یہ صلاح کسنے تبلائی برائے خدا جاکر خبر تو لاؤ اب ہمارے باپ کو کیا منظور ہے وہ بہادر سراسر بے قصور ہے ایسا نہو اُسکے دشمنون کو قتل کرڈالے اگر تم مین سے کوئی دستگیری نہ کرے مین آپ باہر نکلون جاکر دربار سے خبر لاؤن اتنا تو معلوم ہو کہ اب کیا صلاحین ہو رہی ہین یہ مکار غدار اس بہادر کے ساتھ کیا کرینگے انشاء اللہ مکر کرنے والے خود مرینگے مین تو اب خدائے نادیدہ کی قدرت کو دیکھتی ہون وہی انکو بچائیگا لیکن خبر لینا ضرور ہے سوسن نے عرض کی واری مین جاتی ہون دیکھون کیا زبان درازیان ہو رہی ہین ابھی خبر لے کر آؤنگی ملکہ نے کہا اے سوسن تیرا مُنھ موتیون سے بھردونگی مفصل خبر لانا سوسن نے کہا حضور ملاحظہ فرمائینگی یہ کہکر مردانے کپڑے پہنکر سوسن واسطے خبر کے چلی دربار مین سرہنگ کے آئی اسوقت یہ صلاحین ہو رہی ہین کہ صبح کو صاحبقران زمان کو قتل کرینگے یا قید کرکے خدمت مین خداوندی کی لے چلین گے عقاب عیار کہہ رہا ہے اے افسر شب ہونے دیجیے مین جاکر بہرام کو عیاری سے پکڑ لاؤنگا پھر مسلمانون کا لشکر تباہ کرنا کتنی بڑی بات ہے عیاری کرنا کرامات ہے سوسن گوشے مین کھڑی سُنا کی جب عیار طرار ماہ تابان مع فوج سرہنگان ثابت و سیارگان قنطورۂ ضیا رزاع سے آراستہ کرکے برائے عیاری فلک نیلوفری پر مصروف تگ و دو ہوا سوسن نے دیکھا عقاب بیحجاب نے باندھے عیاری ذات پر آراستہ کیے سرہنگ قزاق سے کہا اے شہریار اب غلام برائے عیاری جاتا ہے یہ کہکر شلنگین لگاتا ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا سوسن نے جو یہ معرکہ دیکھا روتی ہوئی خدمت مین ملکہ صنوبر قد کے آئی یہ نو گرفتار زندان مصیبت گرفتار مجلس حسرت ہوئی سراسر پریشان

آثار حزن و ملال چہرے سے عیان گرد کنیزان خیر خواہ با حالت تباہ سمجھا رہی ہین کہ سوسن آکر پہونچی
عرض کی ملکہ عالم مکارون نے بڑا دام مکر بچھایا خدا ان سب کو بچائے عقاب عیار آپ کے باپ
کا بہرام کو پکڑنے گیا ہی یہ صلاح قرار پائی کہ بہرام کو بھی گرفتار کرلین تب لشکر اسلام پر شبخون
مارین بعد اسکے صاحبقران وغیرہ کو لے کر خدمت خداوند لقا مین جائین معاوضہ مین انعام و جاگیر
پائین حضور صبح کو غضب ہوجاویگا یہ حال سُنکر ملکہ صنوبر قد تڑپنے لگی کہا تو صاحب اُنکے
بچنے کی کون صورت ہی اب بتلاؤ مین کیا کرون حقیقت مین جب وہ سردار بھی گرفتار ہوجائیگا
فوج بے سردار کے کیا لڑسکیگی یہ مکار غدار ایسے رئیس نامدار کو بذلت و رسوائی پاس اُس غول صحرائے
نخوت کے لیجائیگا لقا بھڑوا خدائی کرتا ہی اپنی پشت کی خبر نہین بات مین اثر نہین نگوڑے کی
بیٹیان نکل گئین کچھ نہ کرسکا مین نے تو خدائے نا دیدہ کی دل سے اطاعت کی دل قبول کرتا ہی کہ
خدا اکیلا ہی ہونے دو سو خدا کیسے نگوڑے ایسے ویسے نام بھی سب کے بُرے ہین خدائے نادیدہ کے لقب
رحیم و کریم و سمیع و علیم مسبب الاسباب سامع الدعوات رفیع الدرجات ان نامون کے صدقے
ہوجاؤن رحیمی اپنی دکھا دے قید سے صاحبقران رہا ہون مکار دام مصیبت مین مبتلا ہون مگر
صاحبو للہ کوئی تدبیر بتاؤ جون جون رات بڑھتی ہی خون گھٹا جاتا ہی اُنکی مصیبت پر رونا آتا ہی
سب نے کہا حضور ہم سب طرح حاضر ہین جانین اپنی قدمون پر نثار کرین ملکہ نے کہا میرا تو جی
چاہتا ہی کہ تیغ کھینچکر قید خانہ پر جاپڑون دربانون سے لڑون صاحبقران کو چھڑا لون یا سامنے
اس شہریار کے جان دون سب نے کہا حضور یہ رائے ناصواب ہی دل کو پیچ و تاب ہی نگہبان
سپاہی وہان مقرر ہین بڑے بڑے افسر ہین عورتین ان نگوڑے مُسٹنڈون پر کیونکر غالب آسکینگی
نگوڑے رانڈ کے سانڈ مال بندگان خدا کھا کھا کے کتون کی طرح پھولے ہین چوٹے اُٹھائی گیرو غابازہ
جعلساز دیکھو ان سیدھے سپاہی کے ساتھ کیا مکر کیا جب جرأت مین زیر ہوے شراب مین بیہوشی ملائی
یون گرفتار کیا اب عیار کو اُنکے سردار کے واسطے بھیجا ہی خدا ان سب کو غارت کرے لالہ غدار
وزیر زادی نے کہا حضور نہ گھبرائین لونڈی ابھی جاکر صاحبقران کو رہا کرتی ہی خضر راہ بہرنے رہبری کی
ایسی بات معقول تعلیم کی بہ قول شخصے سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے دیکھیے جاکر موذیون کا سر کچلین گے اس
مکاری کے بدلے لین گے جلد عمدہ کھانا پکوائیے اسمین بیہوشی و سنکھیا و زہر ملائیے ہم خوان کسوا کر قید خانے
کے پاس جائینگے کہین گے ہماری ملکہ نے لقا کی نذر مانی تھی کہ اگر مسلمانون کے ہاتھ سے بچ جاینگے بندگان
لات و منات کو عمدہ کھانا کھلائین گے وہ نگوڑے مر بھکے ٹوٹ پڑینگے جب زہر بار کر کے مبتلائے خواب

درگ ہونگے سب کو قتل کرکے صاحبقران کو چھوڑا لائینگے ملکہ صنوبر قد اپنی رفیق سے لپٹ گئی کہا بوا
تیرے صدقے ہو جاؤن کیا معقول بات تجویز کی ہی ہمین بھی یہ راے پسند آئی لیکن ہمین بھی ساتھ نے چلنا
لالہ غدار نے کہا بسم اللہ اسی وقت کھانا تیار کرا یا بیہوشی وغیرہ ملا کے خوان کسوا لیے کنیزون کے سر پر رکھے
لالہ غدار ڈولی مین سوار ہوئی ملکہ نے سیاہ دوشالہ منھ سے لپیٹا زمرے مین کنیزون کے اپنے کو شریک کیا
باغ سے نکلین طرف قید خانہ کے چلین یہان سو جوان ایک افسر کمیدان در قید خانے پر بیٹھے حفاظت کر رہے
ہین کوئی شراب پی رہا ہی کوئی گانجہ ملتا ہی دس پانچ نے ملکے ایک گھڑا ا دندھا کرکے رکھا اسپر چراغ روشن
کیا سولہی پھک رہی ہی صدائین بلند ہین ایک کہتا ہی چھ میرا داؤن ہی شش و پنج نہ کرو ناچار ہوے کسی
داؤن ہارے آٹھ نو والا سات پانچ کر رہا ہی کھیل مین مصروف ہین کمیدان صاحب کرسی پر بیٹھے ہین مال
لے رہے ہین بعضون نے چوسر بچھائی تین کانے چار کانے کہتے ہین ایک کہتا ہی بھائی جگ نہ ٹوٹے پہلے رنگ کا
داؤن اٹھے بازی بے رنگ ہی جسکی بازی گھٹ ہی اسنے داؤن قبول کیا لیکن لڑائی کی فکر کر رہا ہی کہتا ہی
کہ ایک نرد کے لیے رنگ پہ لڑاؤنگا لیکن سر کی بازی جیتونگا سپاہیون کا بڑا ان شغلون مین مصروف ہی کہ
کمیدان صاحب نے دیکھا آگے ایک ڈولی مین نازنین گلنار پوش کہاریون کے سر پر خوان پکارا کون آتا ہی
لالہ غدار نے مسکرا کر کہا کمیدان صاحب ہمکو نہین پہچانا کمیدان نے جو اس مہ جبین کو دیکھا کھڑے ہو گئے کہا
بی لالہ غدار صاحب اسوقت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا لالہ غدار نے کہا کھانا نذر لات ومنات کا ہی
قیدیون کے واسطے ملکہ نے بھیجا ہی فرمایا ہی کہ جہان جہان قیدی ہون انکو کھلوا دو کمیدان نے کہا شب کو
قفل نہین کھل سکتا ان قیدیون کے لیے بڑی تاکید ہی لالہ غدار نے کہا میان افسر صاحب بڑے بیوقوف ہو
مالک سے اب کون کہنے جائیگا تم سب سپاہی تقسیم کر لو کہدینگے قیدیون کو کھلوا دیا لیکن اس کھانے کا رکھنا
بہتر نہین ہی ہمارے سامنے کھاؤ کمیدان نے کہا تمھاری خوشی کیا ہمین ملکہ کے حکم سے انکار ہی خوان اترائے
کمیدان نے اپنا دوہرہ حصہ لیا سپاہی ماش کی دال کھانیوالے پلاؤ زردہ جو دیکھا کھڑے کھڑے کھانے
لگے لالہ غدار ڈولی مین بیٹھی کہہ رہی ہی دیکھو صاحبو دانہ زمین مین نہ گرنے پائے سبھون نے خوب ہاتھ مارے
کمیدان نے دوہرہ حصہ کھایا اب جو نشہ ہوا موچھون پر تاؤ پھیرنے لگے ایک پیادہ بیٹھے بیٹھے برا یا سونٹا ہاتھ
مین تھا ساتھ والون سے کہا بھائیو پہرے والو اس سونٹے کو پہچانتے ہو بہت سے قیدیون کے سر پھاڑ چکا ہی
کمیدان نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہا میان پیادے دہ کمیدان اور نامرد ہونگے ہم ہزار جوانون سے اکیلے لڑتے
ہین پیادے نے کہا ابے اٹھ تو سر پھاڑ ڈالونگا کمیدان قبضے پر ہاتھ ڈال کے اٹھے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی
لڑکھڑا کر گرے پیادہ لینا لینا کہکے اٹھا یہ بھی گرا سب جوان بیہوش ہوے لالہ غدار نے کہا آئیے

صنوبر قد آگے بڑھی لالہ غدار نے کہا پہلے ان سب کو قتل کرو ملکہ نہین صبح کو آفت ہوگی نشان قدم پائینگے
ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا ان سب کو قتل کیا ملکہ قریب دروازے قید خانہ کے آئی نیچے سے قفل کاٹا
دروازہ کھلا گویا باب امید وا ہوا صاحبقران سر بہ زنجیر بر سر جھکائے ہوئے ایک جانب ممتاز کوہی
وغیرہ بیہوش پڑے ہین پانؤن کی جو آہٹ ہوئی صاحبقران نے سر اٹھایا دیکھا ایک نازنین سرو قد گلعذار
بھولی بھولی صورت سر جھکائے ہوئے دو تین کنیزین ساتھ جوش محبت مین اندر آئی حجاب مانع ہوا
جھجھک کر ٹھہر گئی صاحبقران زمان نے فرمایا ای شہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی ای رشک ماہ تابان
اس شب تیرہ و تار مین کیونکر آنے کا اتفاق ہوا آئی ہو تو سرفراز کرو خاک نشینون کی ہمبستری مناسب
ہی ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا لالہ غدار نے بڑھ کر عرض کی ای شہریار ہماری ملکہ عالم کو تمھارے حال پر
رحم آیا سنا کہ کل سرہنگ قزاق قتل کریگا بے گناہون کے خون سے ہاتھ بھریگا دیکھے نگہبانون کو قتل کیا
منظور ہوا زندان مصیبت سے آپ کو رہا کرین لائیے ہین ہتھکڑیون کی کیلین نکال دون صاحبقران نے
فرمایا اگر وقت رہائی قریب آیا تو اس قید کی کیا حقیقت ہی یہ فرما کر یکہ مارا قید کو مانند تار عنکبوت توڑ کر
پھینک دیا خاردار لٹو بغلون کے پار ہو گئے خون کے قطرے ٹپکے ملکہ صنوبر قد کو تاب نہ آئی ہان
ہان کرکے دوڑ پڑی دوپٹے سے خون پاک کیا کہا اسکی کیا ضرورت تھی صاحبقران نے سراپا کو دیکھکر بہت پسند
فرمایا لیکن لالہ غدار نے کہا حضور اب جلدی کیجیے ساتھ والون کو جلد بیدار فرمائیے ممتاز کوہی و مقبل
کی بھی قید کاٹیے ملکہ نے کہا ای شہریار میرے باغ مین چلیے صاحبقران نے فرمایا تمھارا احسان ہو اگر
مین اب بارگاہ مین اس مکار کی جاؤنگا تخت اس بیحیا کا الٹ دونگا ملکہ نے کہا ای شہریار دربار
مین ان مکارون کے جاکے ہین اب تین کس جاکر کسی بلا مین مبتلا ہو جائینگے اور عقاب عیار آپ کے
سردارون کو گرفتار کرنے گیا ہی سرہنگ مع اپنے سردارون کے لشکر مین جاگ رہا ہی اس خیال سے کہ
عقاب بہرام کو لے کر آئے تو آپ کی فوج پر جا پڑین مال و اسباب لوٹ لین صاحبقران نے فرمایا
مین مثل چوٹٹون کے چھپکر نہ جاؤنگا ملکہ اس مقدمہ مین دخل نہ دو صنوبر قد قدمون سے لپٹ گئی
لالہ غدار نے بھی عرض کی حضور انکا عشق صادق ہی کسی طرح آپکا جانا گوارا نہ کرینگی معشوق عاشق خصال
کا خیال واجب و لازم ہی پہلے انکو باغ مین پہونچائیے پھر جیسا ارشاد فرمائیے گا وہ تدبیر ہوگی اپنے
اہالیان لشکر کو خبر کرینگے یکہ و تنہا جانا مناسب نہین صاحبقران زمان ہنستے ہوئے بیرون زندان چلے
آئے فرمایا کہ ملکہ عالم بسم اللہ اب تم اپنے باغ مین چلو تمھارے والد نامدار کی خدمت کرکے حاضر ہوتا
ہون ملکہ نے دامن تھام لیا کہا حضور مجھے قتل کرکے جائین مین صنوبر کو یکہ و تنہا جانے نہ دونگی رو رو کر

یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

پھر آئی راہ سے ہنوئی طی جو راہ شوق
دلکا قلق جگر کی تڑپ ہے گواہ شوق
فوج شکیب و صبر کے اُٹھ اُٹھ گئے قدم
فریاد کسکی کسکی سنے بادشاہ شوق
دھوکے مین اُسکے غیر کو مین کیا پکارتا
دیکھا ہو جس نگاہ نے روز سیاہ شوق
جلوہ کسی کا جلد قیامت بپا کرے
ملتا نہین کہین کوئی گم کردہ راہ شوق
کوتاہ ہو جلال کی ہمت یہ دخل کیا

کیا ناتوان نگلی اپنی نگاہ شوق
ناکامیون نے اپنی اُسے سرد کر دیا
دلمین گرا جو آکے نشان سیاہ شوق
بیساختہ جو تمکو گلے سے لگا لیا
کچھ شبہہ نگاہ تھا کچھ اشتباہ شوق
پوشیدہ ہو وہ آنکھ کا تارا جو آنکھ سے
دل مین پکارتا ہے یہی دادخواہ شوق
امید بھی نہین ہے دیدار یار کی
دور و دراز کتنی ہی ہو جا راہ شوق

کچھ کہکے اُنکے سامنے جھوٹا مین کیون بنون
یہ ہیم جو دل سے گرم نکلتی تھی آہ شوق
ہر آہ اپنی خطا کی بیداد ضبط ہے
مشتاق کی خطا نہین یہ تھا گناہ شوق
کیا خوف تیرگی شب انتظار سے
کیونکر نہ بیچراغ رہے جلوہ گاہ شوق
اُڑکر ہوائے شوق مین کیا جانے کیا ہوا
اب وہ نگاہ یاس ہے جو تھی نگاہ شوق

امیر نے کہا اے ملکہ عالم یہ کیا خیال خام ہے مردان عالم مین رسوا ہو جاؤنگا ذکر ہوگا کہ صاحبقران شب تیرہ و تار مین مثل چوٹٹون کے چھپکر گئے ملکہ کہتی ہے اے شہریار مین تو جانے نہ دونگی مہ جبین خواص نے عرض کی دیکھیے وہ ہی ستارۂ سحری چمکا چاہتا ہے مرغ سحر نے آواز دی گریبان سحر چاک ہوا چاہتا ہے بڑی رسوائی ہوگی صاحبقران بھی سمجھاتے ہین ملکہ کہتی ہے صاحبو مین کیا کرون میرا دل نہین مانتا وہان کے جانے کے نام سے روح پھڑکتی ہے قضائے کار عقاب عیار لشکر مین بہرام کے پہونچا ایک گوشہ مین بیٹھکر نقب لگائی بہرام کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکر لے نکلا بھاگا بھاگ قلعہ مین آیا کوتوال سے ملاقات ہوئی اُسنے پکار کر آواز دی کون آتا ہے عقاب نے کہا کوتوال صاحب مین ہون برائے گرفتاری بہرام گیا تھا لایا اب سب مسلمانون کو زیر تیغ کرینگے کل تو مکر کر کے قلعہ کو بچایا اب لشکر بے سردار فرار بر قرار کرے گا مقابلہ مین مردان عالم کے نہ ٹھہر سکے گا آج کل کا خاتمہ ہے کوتوال بھی پیادون کو ساتھ لیکر عقاب کے ہمراہ ہوا پوچھتا ہوا اے عقاب کیا کمال کیا پر اے لشکر سے سردار کا لانا تمھارا ہی کام تھا عقاب موچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا کہتا ہوا چلا آتا ہے کوتوال صاحب عیاری کرنا بہت مشکل ہے ہماری ذات سے قلعہ بچگیا سب کی جان بچی ورنہ حمزۂ عرب ایک کو زندہ نہ چھوڑتا جس ملک مین مسلمانون کا قدم گیا وہ ملک اسلام آباد ہوا لشکر خداوند کو کیسا تباہ کیا باختر ایسے شہر کو مسلمانون نے قبضے مین کر لیا تین ۳۰ برس صاحبقران لڑے آخر قدرت سے ملک چھوڑا اب کوہ عقیق پر تشریف لائے ہین سلیمان عنبرین موے کو ہی مقابلہ مسلمانان مین آخر اہی دہین قید لیکر ہمکو بھی چلنا ہوگا ہمارے افسر کو طرۂ پیغمبری ملیگا قزاقی ترک

ہو جائیگی یہ آپس میں باتین کرتے ہوئے قریب قید خانہ کے پہونچے کو توال گھوڑے پر سوار تھا دیکھا دروازے پر قید خانہ کے کچھ لوگ کھڑے ہین لاشے پڑے ہوئے پھڑک رہے ہین کوتوال نے پکارا دروازے پر قید خانہ کے کون ہے ارے نگہبانون کو کسنے قتل کیا عقاب نے بھی آواز دی کہ کپتان صاحب مین بہرام کو عیاری کر کے چھڑا لایا خوشی کر و مشکل آسان ہوئی کمیدان صاحب جواب نہین دینے یہ جو صاحبقران نے شادامن ملکہ سے چھوڑا کر فرمایا لو غضب ہوا میرے سردار کو وہ بچیا چھڑا لایا ممتاز کو ہی لینا ایسا نہو میرے سردار کو قتل کر ڈالے ممتاز کو ہی جھوم کے آگے بڑھا للکارا او بے حیا خبردار کہان جاتا ہو مقبل نے چاہا بڑھون صاحبقران نے فرمایا اے مقبل تم ملکہ کی حفاظت کرو جیسے ہی ممتاز کو ہی آگے بڑھا کوتوال صاحب بلبلا کے بھپٹے کہا او یار و غضب ہوا قیدی چھوٹ گئے جھپٹ کے ممتاز کو ہی پر نیزہ مارا ممتاز نے نیزہ خالی دیا مع گھوڑے کو توال صاحب کو اُٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر دے مارا کوتوال صاحب کو دکرا الگ ہوئے مرکب کے استخوان ریزہ ریزہ یہ نہ ثابت ہوا مرکب گیا کوتوال نے پیادون سے اشارہ کیا لینا خبردار قیدی بچانے پاوین کوتوالی چبوترے کے پیادے بھالا کب بڑھتے ہین دور ہی سے کہ رہی ہین ارے ہتھیار پھینکدو دیکھو غضب ہو جائیگا کوتوال صاحب بہت غصہ کر گئے انکی علداری مین چور اُچکا نہین رہنے پاتا عقاب نے جو یہ معرکہ دیکھا آواز صاحبقران کی سُنی گھبراکر قصد ہوا کہ پشتارہ لیکر ٹلجا دن صاحبقران اُسکی جانب بڑھے قریب آکر چاہا گرفتار کرلین عقاب نے نیچے مارا امیر نے نیچے چھین لیا چاہا ہاتھ مارین عقاب پشتارہ پھینک کر بھاگا عیار تھا تڑپکے نکل گیا صاحبقران نے بہرام کو ہوشیار کیا بہرام نے اُٹھتے اُٹھتے تکمند ین توڑین ایک پیادے کو مار کر تلوار لی مثل فیل مست جھومتا ہوا چلا کوتوالی چبوترے کے پیادے دور سے لینا لینا کرتے ہین قریب نہین آتے عقاب بھاگا ہوا سامنے سر ہنگ کے پہونچا سر ہنگ رات بھر جاگا ہو سب سردار بیٹھے ہین عقاب کا انتظار ہو کہ وہ آوے بہرام کو لاوے ہم تم لشکر تیار کر کے پہلے اہل اسلام پر شبخون مارین فراغت حاصل ہو تسکین دل ہو کہ عقاب چیختا ہوا پہونچا آواز دی اے شہنشاہ غضب ہوا کچھ دوست حمزہ کے قلعہ مین تھے نہین معلوم عورتین ہین یا مرد مگر چالیس پچاس آدمی ہین حمزہ عرب رہا ہو گیا بہرام کو مجھ سے چھین لیا کوتوال نے گھیرا لیکن ان الیون کے روکنے سے وہ لوگ کب رک سکتے ہین دس پانچ کوتوالی چبوترے کے پیادے مارے گئے وہ لینا لینا کر رہے مین یہ سنتے ہی سر ہنگ قزاق کے ہوش اُڑ گئے بارگاہ سے نکلا گھوڑے پر سوار ہوا لشکر مین قرنا ہوئی ساٹھ ہزار قزاق سوار پیادے چلے یہان صاحبقران پیادون سے لڑ رہے ہین چاہتے ہین کہ ملکہ کو نکال لیجاؤن باغ مین پہونچا دون لیکن ممکن نہین کہ سامنے سے

سرہنگ فراق فوج قزاقان لیکر پہونچا چار جانب سے گھیرا امیر نے بیابان ایک مرکب لیکر ملکہ صنوبر قد کو سوار کیا کنیزین گرد سرہنگ نے جوان سیاہ پوشون کو دیکھا آواز دی ارے یہ کون لوگ ہین جنھون نے مسلمانون کا ساتھ دیا بلوہ کر کے جو چلا ملکہ نے بھی تیر مارنا شروع کیے گوشہ چادر جو چہرے سے ہٹ گیا روشنی صبح کی جو ہو چکی رہی بیٹی کو اپنی پہچانا مُنھ پیٹ لیا آواز دی صنوبر قد تو نے یہ کیسی سرکشی کی مسلمانون سے کیا کام تمھارا کرنے سے تجھکو کیا نفع ہوا ملکہ نے تو کچھ جواب نہ دیا سرہنگ فراق تلوار کھینچکر ملکہ پر چلا امیر نے ایک سوار کو مارکر گھوڑا لیا تلوار کسی کی اُٹھائی ممتاز و مقبل پیدل لڑ رہے ہین صاحبقران نے للکارا او نامرد اس طرف کہان جاتا ہے مردان عالم سے آنکھ چار کر پھیر وار کر سرہنگ نے آکر ہاتھ مارا امیر نے روک کر وار کیا سرہنگ فراق کا سر زخمی ہوا بیچ مین فراق آپڑے اپنے افسر کو بچا لیا لشکر مین صبح کو ہلڑ ہوا بہرام کو کوئی چورا لیگیا افسرون نے کہا اہالیان قلعہ کا کام ہے چلو چلکر اپنی جان دین قزاقون سے مقابلہ ہے مکاری غداری ابتر ختم ہے اسی واسطے نالائقون نے مہلت لی تھی یہ فریب کیا بہرام کو چورا لیگئے بیجا سمجھے ہونگے لشکر بے سردار کیا کریگا یہان سب سردار ہین فرداً فرداً آمادہ حرب و پیکار ہین لشکر تیار رہا نوبت نقارے بجاتے طرف قلعہ کے چلے ہرکارے نے بڑھکر خبر دی اے غازیان دیندار و اے مجاہدان تہور شعار نعرۂ صاحبقران کی آواز قلعہ سے آتی ہے معلوم ہوتا ہے تلوار چل رہی ہے اب تو افسرون نے بلوہ کیا فراق مصروف کارزار تھے نگہبان سر قلعہ سے اُتر آئے ہین افسرون نے آکر پھاٹک توڑا قلعہ مین گھس گئے دیکھا ہمارے آقا سے تلوار چل رہی ہے سردار مصروف جنگ ہین ایک جانب چند عورتین گوشہ پکڑے ہوے تیر اندازی کر رہی ہین سرہنگ نعرے کرتا ہے ارے اس گیسو بریدہ کو پکڑ لو جھونٹے تھام کے کشان کشان میرے سامنے لاؤ اسکو سزا دون اسکا سر کاٹ لون فوج والے آگے بڑھے ملکہ کو مقبل نے اپنے قبضے مین کیا صاحبقران کا مرکب وغیرہ پہونچا یا سلاح ذات پر آراستہ کرائے نعرۂ صاحبقران سے زمین تھرائی قزاق بھاگتے پھرتے ہین فوج کو ہیان نے گھیر لیا ممتاز نے بھی ایک کو مارکر گھوڑا لیا سرہنگ کو بھی جان بچانا مشکل پڑی امیر نے فرمایا اے مقبل عورتون کے ساتھ سے لڑائی مین فرق پڑتا ہے قدم آگے نہین بڑھتا ناموس کا خیال اُنکے گرفتار ہونے کا ملال ملکہ کو لڑ بھڑ کے باغ مین پہونچا دے مقبل نے ملکہ سے کہا ملکہ نہ مانتی تھی لیکن بہرام لڑتا ہوا قریب آیا ملکہ کو پشت پر لیا لڑ بھڑ کے باغ مین پہونچا دیا ملکہ مصروف دعا ہوئی پروردگار میرے مالک کو بچانا خیر و عافیت سے جلال باکمال اپنا دکھانا بہرام ملکہ کو پہونچا کر آیا مصروف جنگ ہوا صاحبقران سے کہا اے شہریار اب بیخوف لڑیے ملکہ کو مین نے

باغ مین پہونچا دیا امیر تلوار کھینچکر بڑھے فزاقون کی جان پر بنی ان شیران دست نبرد سے کیا لڑ سکتے
ہین قریب ہی کہ فوج فزاقان شکست کھاے امیر کی قلعہ مین عملداری ہوجاے ہزارہا فزاق بھاگ کر
نکلگئے لیکن قضاے کار مغرور آتشبار جادو مع بارہ ہزار ساحران غدار کے ہوش ربا سے آتا ہی طرف
کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جاتا ہی تخت پر سوار پشت پر ساحران غدار یکایک بگیر و بہ بند و بکش
کی صدا کان مین آئی سر جھکاکے دیکھا ایک قلعہ مین تلوار چل رہی ہی دریاے خون بہ رہا ہی ایک
جادوگر کو اشارہ کیا دریافت تو کر یہ کون لوگ ہین جادوگر گوشۂ قلعہ مین آیا مفصل احوال دریافت
کرکے مغرور کو خبر دی ای افسر صاحبقران افسر مسلمانان جنکے بارے مین افراسیاب جادو
نے تاکید کی تھی کہ انسے اپنے کو بچانا وہ صاحب اسم اعظم محترم و محتشم وہی جوان قلعۂ فزاقان
مین لڑ رہا ہی یہ سنتے ہی مغرور خوش ہو گیا کہا او یاد گوہر مراد دستیاب ہو گیا مین ابھی اسکو گرفتار کرتا
ہون اس جوان کو لیکر خدمت خداوند مین چلونگا یہ کہکر تخت سے اُترا گوشہ مین آکے چپکے چپکے سحر
کرنے لگا صاحبقران ناواقف غیر ساحرون سے مقابلہ اسم اعظم پڑھنے کی کیا احتیاط سحر سے
مغرور آتشبار کے بیہوش ہو کر گرے صاحبقران کا گرنا اب اسنے اپنے کو ظاہر کیا نعرہ کرکے گوشے سے
نکلا کہا ای سرہنگ نگھبرانا منم مغرور آتشبار جادو ملازم افراسیاب خوشخواب تو بارہ ہزار
ساحر ابر سے نکلے صاحبقران پر ٹوٹ پڑے بیہوشی مین امیر کو گرفتار کر لیا گولے ترنج و نارنج لشکر مسلمانان
پر چلنے لگے ہزارہا بندگان خدا قتل ہوے ساحرون کو دیکھکر فزاقون نے بھی دبا کو ڈالا لڑائی مین مصروف
ہوئے نامردون کو جنگ کے وقوف ہوئے مغرور نے پڑھکر سحر کیا بہرام و مقبل و ممتاز کو ہی لڑکھڑا
لڑکھڑا کے پشت ہاے مرکب سے گرے ساحرون نے بلوہ کرکے گرفتار کر لیا قلیل دن باقی رہا مغرور نے
لشکر اہل اسلام کو شکست دی کچھ قتل ہوے کچھ بھاگے بارہ ہزار جوان ساتھ صاحبقران کے گرفتار
ہوے سرہنگ نے کئی سومن کی قید جسم پر صاحبقران کے آراستہ کی مغرور کے سامنے سرہنگ فزاق
آیا تمام کیفیت بیان کی مغرور نے کہا ای برادر تم ہمارے برادر دینی ہو ہمارے ساتھ چلو بخدمت خداوند
چلتے ہین تمکو بھی جاگیر وغیرہ دلوائینگے ایک دن مین کل لشکر حمزہ کا خاتمہ کر دونگا قدرت کو بالاے
قیطول پہونچائینگے مشتر قدرت لقب پائینگے سرہنگ نے عرض کی مین حضور کا تابعدار ہون مجکو بھی
تمہارے سبب سے دیدار خداوندی نصیب ہوگا ورنہ مین فزاق صحرا نورد کون ایسی صورت تھی کہ
مشرف بزیارت خداوندی ہوتا یقین ہی خداوند نے خود یہ تقدیر کی ہمارا تمہارا ساتھ ہوا مغرور
آتشبار نے کہا عراب وغیرہ تیار رکھو صبح کو کوچ کرینگے مغرور نے کہا ایکسعم مجکو درپیش ہی نہایت

پس و پیش ہو لیکن وہ رسم نکالی ہوئی قدرت کی ہو یعنی بیٹی میری حمزہ پر عاشق ہوئی رات کو آکر قید سے رہا کیا سُن چکا ہون قدرت کی بیٹیان نور چکیدگان خاص قدرت صاحبان حسن و جمال فرزندان حمزہ کے ساتھ نکل گیئن کیا غضب ہو کہ قدرت نے سکوت کیا وہ رسم جاری ہوگئی خدا ہون کی بیٹیان مسلمانون پر عاشق ہو رہین یہان بھی وہی تاثیر ہوئی حمزہ کی رہائی کی تدبیر ہوئی اب وہ گلغدار جاکر اپنے باغ مین چھپی ہو ابھی جاکر اُسکو قتل کرتا ہون مین مر دیا ہی یہ بدنامی مجھ سے نہ اُٹھائی جائیگی بڑے بڑے بادشاہون نے نامے بھیجے مشتاق جمال ہوئے مین نے شادی نہ کی کہتا تھا اپنے ہمسر کے ساتھ شادی کرونگا اب شادی کیسی جاکر ٹکڑے اڑاؤنگا نام صنوبر قد معشوقہ گلغدار سُنکر مغرور پھول گیا خیال آیا اس معشوقہ کو اپنے قبضے مین کرون کہا اے پہلوان دوران اے گرشاسپ جہان وہ نازنین یہ حرکت کیا کرتی ساتھ والیون نے ورغلانا ہوگا اب اس خطا کو معاف کرو اُس بیگناہ کے خون سے ہاتھ نہ بھرو یا بدولت کو اپنی فرزندی مین لو میرے ساتھ گٹھ بندھن ہو جائے بھونری پھرے سرہنگ قزاق نے سر جھکا لیا کہا آپ سے کیا انکار ہو آپ کے کہنے سے نہ قتل کرونگا لیکن گرفتار تو کر لاؤن مغرور نے کہا ایسا نہو تم غصے مین قتل کر ڈالو مین بھی ساتھ چلونگا سرہنگ نے کہا بہتر سرہنگ مغرور مع چند رفقا گھوڑے پر سوار ہوئے طرف باغ کے چلے لیکن یہ سوختہ آتش محبت و افروختہ شعلہ جوالہ مودت یعنی ملکہ صنوبر قد فرمانے سے صاحبقران کے باغ مین آئی لیکن مثل بلبل نالان ذرا رمثل سیماب بیقرار سو کنیزین ساتھ بال کھلے ہوئے اشک حسرت آنکھون مین باغ مین ٹہل رہی ہو خفا یت تحت اثر گون و طالع نگون مین مصروف ساتھ والیون سے کہتی ہو صاحبو جاکر خبر لاؤ دیکھو تو میرے وارث پر کیا گذری وہ تو سیدھے سپاہی ہین کیون لالہ غدار تو نے مزاج صاحبقرانی دیکھا ہر چند کہ آزمودہ کار ہین اپنے فراج سے مجبور ناچار ہین حرجس نے کہا قبول کر لیا ہاے میرا کہنا نمانا اگر قید سے رہا ہو گئے ہی چلے آتے یہ بلا کاہے کو نازل ہوتی آخر ایک خواص کو حکم دیا وہ واسطے خبر کے چلی عرصہ قلیل مین واپس آئی لیکن آنکھون سے آنسو جاری ہیں پیٹتی ہوئی ملکہ نے گھبراکر پوچھا کیون بوا یاسمن خیر تو ہو عرض کی واری غضب ہوا مغرور آتشبار جادو رہنے والا طلسم ہوش رُبا کا برا ہے مرد لقا جاتا تھا یہان آکے شریک فراقان ہوا سحر سے صاحبقران زمان کو مع سرداران نامی گرفتار کر لیا آپ کے والد نامدار راضی ہوے کہ آپ کی شادی ساتھ اُس ساحر حرص طینت میمون خصلت کے کر دین آپ کے دیکھنے کو وہ بیحیا آتا ہی آپکے والد نامدار خوشی خوشی ساتھ ہین آپکو دکھائینگے پسند کرائینگے یہ سنکر ہوش ملکہ صنوبر قد کے اُڑ گئے قریب تھا کہ آہ کے ساتھ دم نکلجائے آہ کر کے گر ہی بیہوش ہوگئی دانت بیٹھ گئے لالہ غدار وزیر زادی

پیٹتے لگی کہتی تھی صاحبو ہی ہی میری گلعذار کو کیا ہو گیا کس دام بلا مین فلک نے پھنسایا نام سے غم والم کے
نہ آگاہ تھی کس عیش مین گذرتی تھی دن عید رات شب برات اب کوئی لمحہ آرام نہین یہ کہکے منھ پر منھ رکھکے
آواز دی حضور آنکھین کھولیے وہ بیحیا آیا چاہتے ہین کچھ تدبیر کیجیے ملکہ نے گھبرا کے آنکھ کھولی طرف فلک
کے دیکھکر آواز دی شعر اے فلک با من عجب نقشے غریبی باختی ۔ با مرادم بودم و تو نامرادم ساختی ۔ اسطرح
ملکہ کے روئی سب کے کلیجے پھٹ گئے لالہ غدار نے عرض کی اب اس رونے سے کچھ نہو گا کوئی تدبیر کیجیے ورنہ
آبروریزی بہت قریب ہی ملکہ نے گھبرا کر کہا کیا کرون گلا کاٹ لون اپنی جان دون سواے اسکے کیا چارہ
ہی لالہ غدار نے عرض کی داری کیون جان دیجیے پروردگار جان بچانے والا ہی ابھی آنے مین ہم انکے
چند ساعتین باقی ہین مادیان عربی پر سوار ہو جیے باغ سے نکل چلیے افتان خیزان گرتے پڑتے خضر بیابان
رحمت پروردگار رہبری کرے تا بہ کوہ عقیق پہونچا دے چلکر بادشاہ لشکر اسلام سے ملاقات کیجیے تمام کیفیت
کہیے شاید وہ کچھ تدبیر کرین عیار بھیجین یا اور جو مناسب وقت ہو وہ کرینگے یہ راے لالہ غدار کی سبکو پسند
آئی اُسی وقت مادیان صبا دم تیار کی چالیس کنیزون نے ساتھ دیا نقابین چہرون پر ڈالین پشت کا دروازہ
باغ کا کھولکر اُس پروردۂ مہد ناز و نعم نے بخوف آبروریزی راہ صحرا لی چلتے چلتے ملکہ نے کہا اس باغ مین آگ
لگا دو لالہ غدار نے بارود رکھوا کر آگ لگا دی باغ جلنے لگا ملکہ نے مادیان کو بڑھایا کوترا کیا طرف وادی
ہلاکت کے رخ کیا یہ توحیران و پریشان سمت کوہ عقیق روانہ ہوئین اُن سرگشتگان کوے مصیبت و آوارگان
وادی محنت و بلا کا حال ذکر کیا جائیگا لیکن سرہنگ مغرور آتشبار قریب باغ آکر پہونچے دیکھا باغ
جل رہا ہی دو چار کنیزین جو بھاگ کر نکلی تھین انکو گرفتار کیا اُنسے حال پوچھا اُنھون نے تمام کیفیت بیان
کی مغرور آتشبار جل گیا کہا اے سرہنگ تیری دختر محبت مین حمزہ کے ایسی بیقرار تھی آوارۂ دشت
محنت ہونا قبول کیا فوراً لشکر تیار کرو راہ مین لے لینگے کیا مجال ہی جو نکلجائین قیدیان بلا کو ارابے پر
سوار کیا اسی وقت لشکر تیار ہوا صاحبقران کو مع سرداران نامی و کوہیان جانباز کو عرابون پر سوار
کیا بصد کرو فر مغرور آتشبار تخت پر سوار ہوا سرہنگ نے قزاقون کو ہمراہ لیا فوراً قلعہ سے باہر نکلے
نوبت نقارے بجاتے ہوے چلے لیکن مغرور آتشبار ہر کوہ و دشت مین ملکہ کو تلاش کرتا ہی ابھی تک دستیاب
نہین ہوئین ملکہ ہجران کشیدہ آفت دیدہ بیقرار اشکبار مادیان پر سوار چالیس کنیزین ہمراہ جس طرف
صحراے خارستان پاتی ہی اُسی جانب مادیان کو بڑھاتی ہی واضح راے ناظرین رہے اس نازنین مہ جبین
کی تلاش مین مغرور آتشبار دوا دوی کرتا ہوا آتا ہی چاہتا ہی کسی مقام پر پا جاؤن اُٹھا کر اپنے
قبضہ مین کردن

دو کلمۂ داستان حیرت بیان لشکر صاحبقران و حال بادشاہ حجاجہ و لشکر لقا بیان کیے جاتے ہین

عجب اپنی برگشتہ تقدیر ہی
کمانون کی ابرو مین تاثیر ہی
نظر مین قد یار شمشیر ہی
پلک جسکو سمجھے تھے وہ تیر ہی
جسے زلف کہتے تھے زنجیر ہی

عجب عشق قامت کی تاثیر ہی
مسلسل جنون مین یہ تقریر ہی
گلستان مین سرو چمن تیر ہی
اگر طوق قمری گلوگیر ہی
اگڑی میری ہر آہ زنجیر ہی

تصور بھی تعویذ تسخیر ہی
نئی ضبط قلبی کی تاثیر ہی
یہی وصل جانان کی تدبیر ہی
ادھر رخ پہ گیسو کی زنجیر ہی
ادھر صفحۂ دل پہ تصویر ہی

رقم ہو اگر وصف رخسار کا
دکھا دے قلم کاٹ تلوار کا
عیان صفحہ ہو خط گلزار کا
کٹے عقدہ ابروے دلدار کا
اگر ناخن خامہ شمشیر ہی

بیان سے زیادہ ہی اسکا بیان
عیان ہی عیان ہی عیان ہی عیان
کسی پر نہین حال ہرگز نہان
جسے سب کہین آفتاب جہان
وہی یار خورشید تصویر ہی

مسیحا زمانے مین مشہور ہو
براے خدا ضد نہ اتنی کرو
لیا ہی جو دل میرا راضی ہون لو
مجھے کوس کر ایک بوسہ بھی دو
دعا مین دوا کی یہ تاثیر ہی

جو ہستی مین آئے فنا ہو گئے
بلاؤن مین سب مبتلا ہو گئے
خفا جب سے اہل وفا ہو گئے
جنون مبتلائے بلا ہو گئے
عجب سیر گردون کی تاثیر ہی

نزاکت سے صدمہ ہی رفتار کا
بیان کیا کرون اپنے دلدار کا
نہین بوجھ اٹھتا کبھی ہار کا
مین قیدی ہون اس گلبدن یار کا

جسے عشق پیچان بھی زنجیر ہی

زمانے مین عاشق تو مشہور ہون غضب ہی کہ ہمسے وہ مغرور ہون
کلیجے مین کیونکر نہ ناسور ہون ملین غیر ہم پاس سے دور ہون

اجی اپنی اپنی یہ تقدیر ہی

یہ شہرے ہین عالم مین رفتار کے کہ وارفتہ ہین سرو گلزار کے
سخن مین ہین ہی ہر طلبگار کے حمائل اگر ہاتھ ہون یار کے

پڑے غل کہ گردن مین زنجیر ہی

حسینون مین افضل ہو سب خلق سے رہے دنگ گردون اگر دیکھ لے
زمانے مین مشہور ہین شعبدے ستارے بنائے مہ و مہر کے

وہ تعویذ سر اور یہ زنجیر ہی

بلائین شہنشاہ قیصر کی لو تصدق مین لازم ہی جان اپنی دو
دعا برق کرتا ہی آمین کہو خدایا شفا جلد اختر کو ہو

محب حسن اور شبیر ہی

یہان لشکر اسلام مین بادشاہ جمجاہ شاہزادہ سعد بن قباد حبیب صاحبقران کو عرصہ گذرا
بادشاہ گھبرا گئے جواہر بن عمرو سے فرمایا افسوس کا مقام ہی صاحبقران برائے شکار گئے
تھے ابتک واپس نہ آئے آپ نے کچھ خبر دریافت نہ کی جواہر نے کہا غلام کئی مرتبہ گیا
دور تک تلاش کیا لیکن کہین پتا شہنشاہ گیتی ستان کا نہ ملا غلام پھر جاتا ہی اسی وقت جواہر بن
عمرو بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر برائے تلاش امیر باتوقیر طرف صحرا کے روانہ ہوا دو دن
کامل کوہ و دشت و بیابان مین پھرا تھک کر ایک درہ کوہ مین ٹھہرا اپنی حسرت و مصیبت پر
بہت رویا لیکن عیار طرار خنجر گذار نائب خواجہ عمرو نامدار اپنے کو مخفی کرکے بیٹھا ہی کوئی آئندو روند
پہچان نہ لے جانتا ہی تمام عیاران کے ساحران غدار دشمن لقا پرست رہزن جہان پا ئینگے
قتل کرینگے اس سوچ مین بیٹھا ہی کہ ای جواہر کدھر جاؤن کہان تلاش کرون شاید صاحبقران
پر کوئی افتاد پڑی بندگان شہنشاہی کو تکلیف پہونچی بے سبب تشریف نہ لانا غیر ممکن دل سے
باتین کر رہا ہی دم محبت صاحبقران کا بھر رہا ہی دیکھا سامنے سے گرد اڑی ایک نقابدار
بادلہ پوش بادیان عربی پر سوار چالیس نقابدار پشت پر لیکن حیران سرگردان شتلا ہوے وحشی

جنگل مین دوڑے دوڑے پھرتے ہین قریب درۂ کوہ جو سایہ دیکھا اُسی جانب وہ متوجہ ہوئے وہ نقابدار گھوڑے سے اُترا ساتھ والے بھی کود پڑے چونکہ مقام تنہائی پایا ہو اُس افسر نے نقاب چہرے سے اُلٹی جواہر کی نگاہ پڑی صاف ثابت ہوا لکہ ابر ہٹ گیا ماہ تابان نکل آیا موے سر پریشان سرگشتگی کا نشان گل عارض مرجھائے ہوئے چہرہ چمن زعفران زار کی کیفیت دکھاتا ہو بات کرنے مین غش آتا ہی یقین تھا لڑکھڑا کر گرے ایک مہ جبین نے بڑھکر بغلون مین ہاتھ دیکر کہا للہ اپنے کو سنبھالیے رنج والم کو ٹالیے دیکھیے گل سا چہرہ کمہلا گیا اعضا مثل تار عنکبوت لاغر ہو گئے سکوت جو دل مین رنج و ملال ہو زبان سے کہیے غبار خاطر ناشاد نکلے شاید تسکین حاصل ہو حقیقت مین انتہا کی مصیبت ہی آوارگی دشت آفت الیسی پرورد‌ۂ مہد ناز و نعم پر یہ مصیبت مہینون صورت آسمان کی نہ دیکھی تھی حضور جب صحن باغ مین آتی تھین مصاحبان خیر خواہ آنکھین بچھاتی تھین لیکا یک یہ بیابان نوردی دشت پیمائی آب و دانہ غیر ممکن پانی کو ترس گئے آنکھون سے اشکون کے بادل برس گئے سامنے چشمہ آب ہی سیراب ہو جیے انشاء اللہ نشان جادۂ مقصد ملیگا ہوائے عنایت رب اکبر سے پھر غنچۂ آرزو کھلے گا اس طرح جو ساتھ والیون نے سمجھایا اُس نازنین حوروش پری پیکر نے یہ نگاہ حسرت طرف آسمان کے دیکھا بیساختہ آہ کی زمین تھرا گئی کہا لا الہ غدار کیا کہکے دلکو سمجھاؤن ہمنے اُس شہریار کو قید سے چھوڑایا فلک ناہنجار نے زندان مصیبت مین پھنسایا ہم آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار نہ یار رہے نہ مددگار رہے نہ مونس نہ غمگسار مجبور دنا چار حضرت عشق نے اُس صحراے مصیبت مین لاکر پہونچایا کیونکہ یہ منزل سخت وصعب کٹے گی لشکر اسلام تک کیونکر رسائی ہوگی یہ کہکر یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگی

نظم

مخلصی پائے بلا سے دل مضطر کیونکر
دیکھ کر سینے مین اُتارے تہ خنجر کیونکر
کھینچ شمشیر اگر دل مین ارادہ کچھ ہی
ناتوان جائینگے تیرے لب کوثر کیونکر
جو لکھا صفحۂ قسمت مین و مٹنے کا نہین
دوستی کرتا ہے دم سے دم خنجر کیونکر
ہر رگ تن مین ہو میرے اثر قفا تلیس
ڈوب جاتا ہو رگ جان مین یہ نشتر کیونکر

توڑیے حلقۂ زنجیر مقدر کیونکر
آنکھ اُٹھا دیکھ ذرا جانب خنجر قاتل
دیکھ مرجاتے ہین جانباز ستمگر کیونکر
سر جھکایا نہ کبھی ناصیہ سائی کے لیے
مختصر کیجیے طومار مقدر کیونکر
دھوم آئینۂ رخسار کی سنکر تیرے
مخلصی پائے گا فصاد کا نشتر کیونکر
ساتھ مدت سے ہین سرمایہ سودا میرے

آنکھ جھپکے گی نہ خناق قضا کی ظالم
گھورتا ہی مجھے ہر دیدۂ جوہر کیونکر
گر یہی ضعف رہا فرصت برخز کے بعد
مُنھ دکھائے گا تجھے خضر خادر کیونکر
کیا وفادار جفا پیشہ ہو دیکھو ظالم
چین پلٹنے خاک سکندر کیونکر
دیکھ ہر ہر سر مژگان کا تماشا ظالم
پھینک دون اہل ہنر سے پتھر کیونکر

سنگ دل لکو برے نالون پہ نہ رحم آئیگا
نامہ لیجائے گا تا یار کبوتر کیونکر

موم ہو جائے گا فریاد سے پتھر کیونکر
صدقے اُس قد کے باز دیکھے اُڑ جائے نسیم

آتش گرمی مضمون سے پھنکا جاتا ہوں
دیکھو اکھاڑا ہی علی نے در خیبر کیونکر

ان اشعار کو پڑھکر اس طرح روئی کہ کنیزین بھی بلک بلک کے روئین گلعذاران سمن بر ماہ رخسار ان حور پیکر اپنی مصیبت آب و دانے کی کمی فراجون مین برہی سب کی سب فرش خاک پر بیٹھ گئین اپنے حال مصیبت مآل پر روتی تھین اشکون سے منھ دھوتی تھین افسر کے منھ سے بے اختیار نکل گیا کیون صاحبو ہم تم اپنے اختیار مین ہین اُسپر یہ بیقراری کہو صاحبقران پر کیا گذرتی ہوگی ظالمون نے قید کیا ہوگا قید آہن مین مبتلا دشمن آب و دانہ کاہے کو دینگے کیا کیا ظلم و بدعتین ہو رہی ہونگی زنجیر آہن کی گرانی بجز ظلم ناآشنا کی طغیانی نام صاحبقران جو اس حوروش نے لیا جواہر بن عمرو گھبرا گیا ہرچند کہ حال مصیبت مآل انکا دیکھکر رو رہا تھا لیکن اپنے آقا کا جو نام سُنا سرو ھنا تاب نہ آئی بیقرار ہوکر درۂ کوہ سے نکل آیا کہا کیون ملکۂ عالم ای آوارگان دشت مصیبت و ای فراموش کنندگان منازل عبرت آپ لوگون کا کہان سے آنا ہوا آپ کی باتون سے تیر غم کا نشانہ ہوا مجھسے خوف نہ کیجیے جنکا نام لیا مین اُنکے غلام کا غلام ہون عیار خوش انجام ہون میرے قبلہ و کعبہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار ہین اُنکا غلام خنجر گذار خاص صاحبقران کی تلاش مین نکلا ہون آج تین دن سے صحرائے ہول خیز مین مارا مارا پھرتا ہون آپ کو دیکھکر گھبرا گیا اپنی مصیبت کو بھولا لشکر مین جدا حیرانی پریشانی لقا ایسے ظالم سے مقابلہ بختیارک ایسے مکار کا سامنا ہر وقت خوف جان ہر غرض کیا بیان کرون مگر اسوقت سب کچھ فراموش ہے آپ کے حال سننے کا جوش ہے للہ جلد اپنا نام نامی بتائیے حال گذشتہ مصیبت سُنائیے ملکہ نے جو جواہر بن عمرو کو مہربان پایا یہ بھی ثابت ہوا کہ صاحبقران زمان کا عیار ہے لشکر اسلام کا معین و مددگار ہے بھیا کہکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ای جواہر دالا گہر اے جواہر بن عمرو ای عیار صاحبقران نامور مطلع مصنف سے حال دل پر درد بیان ہو نہین سکتا ؎ جو راز نہان ہے دہ عیان ہو نہین سکتا ؎ دیگر اشعار آبدار

افسوس بہار عیش جہان را قیام نیست
چندے نشان مجاک برابر کہ نام نیست
فہرست روز و شب ہمہ یدم خوش خرامش
پرواز با لبوے چمن ہیچ دام نیست
افتادگی مشاہدۂ پختہ مغزی است

جز گردش زمانہ درین بزم جام نیست
آخر کمال گاہ ترقی تنزل است
ایفائے وعدۂ تو درین صبح و شام نیست
قاضی اگر نگر لبوے قائم کند
بلکہ آن ثمر بشاخ بماند کہ خام نیست

نام و نشان مخواہ بہ عالم کہ گفتہ اند
جز کامش بہ طالع ما ز تمام نیست
مامرغ بر شکستہ گلزار عالم ایم
خون مرا بجلیمہ اش انتقام نیست
آزادگی بہ امن اسیری لمی رسد

درگوشۂ قفس خطر و خوف دام نیست
از فکر زاد و راہ چہ غافل نشستۂ
جائے بآ کہ سید ہد این ہم مدام نیست
سودا بجائے نامہ ہما استخوان برد

مومن ز حور گوید و ترسا ز دخت رز
این منزل خراب محل قیام نیست
می خواست تا بخلوت خاصش نہد قدم
کس را بہ پیش یار مجال قیام نیست

مارا دماغ بحث حلال و حرام نیست
از شیشۂ فلک مطلب جرعۂ این دنی
دامن ادب کشید کہ باشی اذن علم نیست

اسطرح کے اشعار مصیبت خیز ملکہ نے جو پڑھے اور ایسے فقرات قلب سوز زبان معجز بیان سے کہے جواہر بن عمرو نے دست بستہ عرض کی ہم بھی مصیبت جھیلے ہوئے ہین اپنے قبلہ وکعبہ سے عرصہ دراز ہوا جدا ہوئے یاران ہمدم برادر باچشم ہوش ربا مین جاکر ایسے بیٹھے کہ جنکی خبر ملنا دشوار تلاش مین امیر با توقیر کے نکلے ہین صد ہا زخم دل پر کھائے لیکن آپ کے کلمات حسرت آیات نے دل وجگر کو بیقرار کردیا خانۂ جسم غم والم سے بھر دیا اب دل مین تاب باقی نہین ہی کچھ حال خیریت مآل ہمارے آقاے نامدار کا سنایئے مین درۂ کوہ مین بیٹھا سن رہا تھا کہ آپنے کئی بار آقاے نامدار ومولاے قدر شناس کا نام لیا مین نے کئی بار بیقرار ہو کر کلیجہ تھام لیا للہ بتایئے باعث آوارگی کیا ہوا ہمارے آقا کو کس حال مین چھوڑا ملکہ کو شدت غم والم سے کلام کرنے کی تاب نہ تھی لیکن ملکہ لالہ غدار وجملہ ہمراہیان ملکہ نامدار نے تمام کیفیت صاحبقران کی از ابتدا تا انتہا بیان کی آنا مغرور آتشبار جادو کا خوف مین اپنی آبرو کے نکلنا کہتی جاتی ہین اور اس طرح روتی ہین کہ دل سنگ بھی آب ہو سننے والے کا قلب بیتاب ہو جواہر بن عمرو مثل تصویر بتصور خاموش ملکہ نشۂ محبت مین مدہوش لیکن لالہ غدار نے کہا اے یک طرار اے فرزند خواجہ عمرو نامدار اے کلید قفل لشکر اسلام اے مہتر خوش انجام ہم مصیبت زدون کو اپنے لشکر مین پہونچا دو فرزندان صاحبقران کو خبر کردو کہ مغرور آتشبار وسرہنگ فراق قید صاحبقران کو لیے ہوے آتے ہین لڑ بھڑ کر انکو چھوڑا ایسا نہو وہ بیچارا تا بدیار رہو پہنچ جائین سنتے ہین لقا نام صاحبقران کا دشمن ہی نہین معلوم کیا غضب کریگا ہماری ملکہ تین دن سے اس صحراے مصیبت مین آوارہ سرگردان مضطر پریشان آب و دانہ نا ممکن ہوا پانی کبھی ملا کبھی نہ ملا لشکر اسلام مین پہونچ جائین دام مصیبت سے رہا ہون آرام پائین ملکہ یہ سنکر بے اختیار ہو کر بولی کہا صاحب تمکو اپنے آرام کا خیال ہی مجکو صاحبقران کی بیکسی کا ملال ہی دشمنون مین قید صیاد بے درد کے صید اے مہتر تم ہمارا خیال نہ کرو انکی رہائی کی تدبیر مین مصروف ہو ہمین اس دشت مصیبت مین آرام ہی عاشق صادق کا یہی انجام ہی تلوے خاران صحرا کے ہمدرد ہون اس موجۂ ریگ رواں مین ہم بھی گرد برد ہون گریبان چاک کرین خاک منہ پر ملین اس غزال صحراے محبت کی تلاش مین مصروف ہون بیابان نوردی دشت پیمائی کے دقوف ہون اپنی تو یہ کیفیت ہی مصیبت انگیز

حکایت ہی اشعار آبدار

ہم زبگ لاغری سے ہون گل کی شمیم کا
اپنی ہی فوج ہو گئی لشکر غنیم کا
یاد آئی کافرون کو مری آہ سرد کی
قاصد کا ہاتھ ہی ید بیضا کلیم کا
کہتا ہی بات بات پہ کیون جان کھا گئے

طوفان یاد ہی مجھے جھونکا نسیم کا
یاران نو کے واسطے مجھسے خفا ہوے
کیونکر نہ کانپنے لگے شعلہ جحیم کا
واعظ کبھی ملا نہین کوئی صنم سے مین
گویا کہ پک گیا ہی کلیجہ ندیم کا

چھوڑا نہ کچھ بھی سینے مین طغیان اشک نے
تمکو نہین ہی پاس نیاز قدیم کا
ازبسکہ ثبت نامہ ہی سوز تپ دروں
کیا جانون کیا ہی مرتبہ عرش عظیم کا
مومن کبھی کو وہ بے مومن ہی کہ نہین

جو معتقد نہین تری طبع سلیم کا

گرچہ من لیلی اساسم دل چو مجنون در ہواست
بلبل شاگردیم سشد ہمنشین گل بہ باغ
در نہان خونیم ظاہر گرچہ رنگ بنہ ام
دختر شاہیم لیکن رو بہ فقر آوردہ ایم

دیگر

سر بہ صحراے زنم لیکن حیا زنجیر پاست
در محبت کاملم پروانہ ہم شاگرد ماست
رنگ من در من نہان چون رنگ سرخی در حناست
زیب و زینت بس ہمینم نام من زیب النساست

جواہر بن عمرو نے کہا ملکہ حقیقت مین آپ پشت مرکب پر سوار ہو جیے مین آپکو لشکر اسلام مین پہونچاؤن پھر تدبیر رہائی صاحبقران مین مصروف ہون بڑے افسوس کی بات ہی آپ اب ہمارے آقاے نامدار کی ناموس ہین کیون زندگی سے مایوس ہین کل اہالیان لشکر صاحبقران آپ کے واسطے جان دینگے اب آپ کو کون گرفتار کر سکتا ہی لشکر اسلام بہت قریب ہی چشم زدن مین آپ کو پہونچا دونگا اس کہنے پر جواہر کے کنیزون نے چاہا مرکب تیار کرین ملکہ گوشہ دوپٹہ کا منھ پر رکھکر رونے لگی کہا صاحب تمھارا ایسا دل مین کہان سے لاؤن اپنے دل کا حال کیونکر سناؤن جب اس حال سے مین ناموس صاحبقران مین جاؤنگی اُن شاہزادیون کو یہ خبر معلوم ہوگی کہ یہ ہمارے وارث کو گرفتار کرا کے آئی ہی کوئی سبز قدمی کوئی بھن پیری کہیگا سایہ سے میرے وہ بیبیان اعراض کرینگی یہ روے سیاہ اس لائق ہی کہ اُن شاہزادیون کو دکھاؤن اس حال زار سے سامنے زوجات صاحبقران کے جاؤن اب جواہر بن عمرو کو عجب مشکل ہی ملکہ کہتی ہی مین اس ہیئت سے لشکر اسلام مین نجاؤنگی پہاڑ دن سے سر ٹکرا کے مر جاؤنگی جواہر بن عمرو حیران کہ مین کیا کرون یکایک بقدرت پروردگار صحرا سے گرد اڑی جواہر نے دیکھا رستم پیلتن و پیل کن کشندہ فویل ہندی و دویل ہندی شاہزادہ علم شاہ نوجوان فرزند رشید صاحبقران زمان براے شکار صحرا مین آئے تھے شکار گاہ سے پلٹے ہوے آتے ہین ہیلے قراول میر شکار چند سرداران نامدار ہمراہ رکاب مہتر سمک ملداقی عیار طرار نور نگاہ خواجہ عمرو

نامدار با نمامے عیاری سے آراستہ جست وخیز کرتا ہوا آتا ہی جواہر بن عمرو نے جو رستم کو آتے ہوے دیکھا
مثل گل کے شگفتہ ہو گیا ملکہ سے کہا لو ای ملکۂ عالم فرزند رشید صاحبقران زمان آپہونچے نقاب چہرے
پرڈالی تھر تھر کانپنے لگی کہا بھیا جواہر اُنسے میرا حال نہ کہنا کیسی ذلت ورسوائی جگ ہنسائی ہوی اپنے
دل مین کیا کہینگے کہ یہ بد نصیب ہمارے والد کے فراق مین صحرا الصحرا پھرتی ہی بدبخت نے ہمارے والد کو قید
کرادیا جواہر نے کہا ای ملکۂ عالم یہ فرزندان صاحبقران سعادتمند سلیس لئیق آپ کو خاطر خواہ آنکھون
سے لگائینگے پلکون سے جاروب کشی کرینگے یہ کہکے جواہر بن عمرو آگے بڑھا سمک یلداقی کو آواز دی سمک نے
پلٹ کے دیکھا جواہر بن عمرو حیران ومضطر آتا ہی علم شاہ نے بھی مرکب کو روکا جواہر قریب آیا تمام کیفیت
گرفتاری صاحبقران بیان کی کہا حضور اُترین ملکہ سے ملاقات کرین بارگاہ استادکرائیے نام ملکہ سنکر
رستم دوڑے سمک یلداقی سے کہا جلد بارگاہ استادکرو اُسی وقت خیمے بارگاہ مین استادہ ہوئے رستم
یکہ وتنہا قریب درۂ کوہ آئے ملکہ شرم سے گڑگئی سر جھکالیا علم شاہ نے جھک کر سلام کیا ملکہ نے بلائین لین
علم شاہ نے کہا اماں جان بسم اللہ بارگاہ مین چلیے ابھی جاکر قبلہ وکعبہ کو رہا کرتا ہون یا اپنی جان
دونگا حضور نہ گھبرائیں آپنے ہمارے بزرگون کی آبرو بچائی ملکہ کچھ جواب نہ دے سکی علم شاہ نے قناتین
حائل کراکے ملکہ کو لاکر خیمے مین داخل کیا ایک ایک کنیز کو بہ محبت خیمے مین لاکر پہونچایا جب ملکہ خیمہ مین
داخل ہوچکین علم شاہ نے سلاح جنگ ذات پر آراستہ کیے سمک یلداقی سے کہا بڑھکر دیکھو تو سرہنگ فراق
دسغر ودد آتشبار کہاں ہیں کہ نجار کس طرف سے آتا ہی ایسا نہو لشکر تھا مین پہونچ جاے سمک و جواہر نے عرض
کی آقاے نامدار ملکہ کو لیکر لشکر مین چلیے غلام خبر لائینگے مقدمۂ ساحران ہی عیاری کر کے صاحبقران
کو چھوڑا لائینگے رستم نے کہا مدد سواے خدا کے ہم کسی کی نہین چاہتے بادشاہ جمجاہ فرمائینگے مقدمۂ سحر و
ساحری تھا ڈر گئے اپنے ساتھ حملہ سردارون کو پھنسایا خود جاکر کیون نہ رہا کیا یہ فرما کر اشارہ کیا
اعلی گرد فرنگی دمالا گرد فرنگی سپہ سالار کا گزار حاضر ہین کہا لشکر تیار کروان دونون خیرخواہان لیعقوب
نے عرض کی حضور براے شکار تشریف لائے تھے لشکر بہت کم ساتھ ہی حقیقت مین عیار سچ کہتے ہین یہ
کام انتظام سے ہوگا ساحرون سے لڑائی باعث خرابی ہی رستم نے منھ پھیر لیا ملکہ صنوبر قد خیمے سے
دیکھ رہی ہی کہ فرزند رشید صاحبقران زمان عیارون پر غصہ کر رہے ہین کہ جلد خبر لاؤ دیکھو وہ بیچارا
کدھر سے آتا ہی ملکہ صنوبر قد ساتھ والیون سے کہتی ہی تمنے شوکت ولیاقت فرزند صاحبقران کو
دیکھا کہ کس اعزاز واکرام سے مجکو لائے کس لطف سے ملے اُنکی کنیزون سے میرا رتبہ کمتر ہی لیکن اپنے
بزرگ کا پاس کیا مین شرم سے مری جاتی ہون کیونکر سامنے اُنکے بات کرون جی چاہتا ہی پاس بلاکر

کہون ای شیر بیشۂ صاحبقرانی حقیقت مین عیار سچ کہتے ہین ساحرون سے مقابلہ بے سمجھے کرنا مناسب
نہین ہی ایک ماش کے دانے مین بہادر کو بیکار کرتے ہین ایسون سے بے سمجھے لڑنا عقل سے بعید ہی
عیار جاکر عیاری کرین اُن دغابازون کو مکر سے مارین کنیزین کہتی ہین عرض و معروض کا چارہ نہین
لیکن ماشاء اللہ حقیقت مین اپنے وقت کے رستم ہین اپنے باپ کا حال سُنکر کسقدر برہم ہین لیکن رستم
پشت مرکب پر سوار پانچہزار جوان تیار قصد ہی کہ بڑھون لیکن اعلی گُرد سے کہا تم اس مقام پر ٹھہرو ہماری والدۂ
ماجدہ کی حفاظت کرو یا طرف لشکر کے لیکر چلے جاؤ اعلی گُرد نے دست بستہ عرض کی کیونکر ممکن ہی کہ
غلام ایسے وقت مین ساتھ چھوڑے چند کس ہمراہ کرکے محافہ ملکہ کا طرف لشکر کے روانہ کرتا ہون مگر مین
اسوقت مین ساتھ نہ چھوڑونگا علم شاہ نے فرمایا ای پہلوان سعادت نشان ہمارے ہمراہ رہنے سے
حفاظت ناموس صاحبقرانی نہایت مناسب ہی اعلی گُرد نے کہا غلام ان باتون کو نہ مانے گا فوج
اس قدر قلیل ساحرون سے مقابلہ کیونکر دل ہمارا قبول کرے علم شاہ نے کہا آپ سب صاحب اس
مقام پر ٹھہرین مین یکہ و تنہا جاؤنگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی نشان آمد ساحران ظاہر ہوئے
جواہر بن عمرو نے کہا لیجیے شہریار دہ بیجیا آ پہونچے سمک یلداقی سے جواہر نے اشارہ کیا تم اپنے کو
بہ تعجیل لشکر اسلام مین پہونچاؤ بادشاہ جمجاہ سے خبر کرو یہ سُنتے ہی سمک یلداقی طرف لشکر اسلام
کے چلا جواہر بن عمرو اپنی فکر مین مصروف ہوا رستم نے پٹری جمائی وہان مغرور آتشبار و سرہنگ
قزاق مع فیصا صاحبقرانی آتے ہین دور سے دیکھا کچھ خیمے استادہ ہین چند جوانان صف شکن مسلح
مکمل پرے جمائے کھڑے ہین مغرور نے سرہنگ سے کہا ہرکارے کو بھیجو دیکھو یہ لوگ کون ہین ایک
قزاق گھوڑے کو جمکاکے بڑھا لشکر رستم کے قریب آیا پکارکر آواز دی ہمارا آقا سرہنگ قزاق
و مغرور آتشبار جادو دریافت کرتا ہی تمھارے افسر کا کیا نام ہی اس صحرا مین ٹھہرنے سے کیا
کام ہی رستم نے للکارکر آواز دی جاکر کہدے قالبش را دراح کفاران ملک ملوت ساحران فرزند
رشید صاحبقران زمان علم شاہ نوجوان تیری جستجو مین موجود ہین بہتر یہ ہی کہ غاشیۂ حکم کو دوش ہوش
پر رکھکر مانند غلامان حلقہ بگوش در دولت پر آکے حاضر ہو مکاری کو ترک کرو ورنہ ہم خود آتے ہین سزا
اس مکاری کی دینگے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑین گے سوار یہ سُنکر بھاگا ملکہ تو آمد ساحران دیکھکر خیمے
مین مثل بید کانپ رہی ہی کہا لو صاحب وہ ملعون ساحران غدار مکار ناہنجار قزاق لوٹیرے سب
آپہونچے یہ شیر یکہ و تنہا لیکن ای لالہ غدار دیکھو وہ بیجیا سب کے سب چلے آتے ہین انکو ذرا امتیاز نہین
ہائے میرا کیا پاس ہی خیمے کا انتظام کر رہے ہین سردارون سے یہی مار رکھا دہی ہی ماد مہربان کو بچاؤ مجھ

سوختہ بخت کو جلد موت آئے خدا اس کشاکش سے بچائے وہ بیجیا سحر سے گرفتار کرنے کا قصد کرے گا
یہ مکاری غداری کیا جانین دیکھیے کیا انجام ہوتا ہے ارے ہرے خدا میرے پاس بلا لو مین سفیری کرون
سمجھا دون کہ ان ساحرون سے مقابلہ نہ کرو کنیزین کہتی ہین واری شیر بھپر گیا اب بے شکار کیے
نہ پلٹے گا بیان تو یہ کلام ہے لیکن سمک یلداقی بھاگا ہوا مثل باد صرصر لشکر اسلام مین پہونچا دارای
ہند لندھور بن سعدان جانشین صاحبقران طرف بارگاہ سلیمانی کے جاتے ہین دونون
فرزند شیر دلیر قوت بازو زینت پہلو جنگ دیدہ کار آزمودہ شاہزادہ ارشیون پرنزاد و فرہاد و خاقان
ایک صرفی پشت پر ایک جانب عادل شیر دل و فاضل شیر دل وپہلوان اور نامی وپہلوان
گورنگ منظر شاہ یمنی و گوجر ملک دکھنی و فرخ شاہ دولت آبادی ہمراہ دارای ہند لندھور
بن سعدان چلے آتے ہین کہ سامنے سے دیکھا سمک یلداقی بدحواس آتا ہے لندھور نے پکار کر
آواز دی بھتر صاحب خیر تو ہے سمک یلداقی نے بڑھکر عرض کی اے جانشین صاحبقران امیر
با توقیر قید ہوگئے ساحران غدار فراقان ناہنجار مقید کرکے طرف لشکر لقا کے لاتے ہین رستم خکار سے
آتے تھے مقابلہ لشکر کفار سے ہوا چاہتا ہے کیا عجب ہے لڑائی شروع ہوگئی ہو مین جاکر بادشاہ سے خبر
کرون یہ سنتے ہی لندھور بن سعدان پشت مرکب شبرنگ تازی پر سوار ہوئے ہندیون نے
تبھون پر ہاتھ ڈالا کاٹھیان ٹرنے لگین لیکن لندھور بن سعدان سب سے آگے بڑھکر روانہ ہوا
سمک یلداقی طرف بارگاہ سلیمانی کے چلا قضاے کار ہر کارہ ہاے لشکر لقا وسواس و خناس
دخوشامد و در آمد لشکر اسلام مین موجود تھے یہ خبر دریافت کرکے بھاگے لقا اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا آتھ دیکھ
رہا ہے سلیمان عنبرین موے کوہی و نگل شوکت پر تمام دربار کافران پر دغا سے معمور عہد شیطنت
پر خواجہ گراز الدین ملک بختیارک شوم کافر بیدین بیٹھا ہوا مسخرہ پن کر رہا ہے کہتا ہے یا خداوند
کوئی تقدیر تو کیجیے لشکر اسلام کو شکست دیجیے عرصے سے کوئی ساحر افراسیاب جادو نے نہین بھیجا کہ ذرا لشکر
مین چل پہل ہوتی لیکن یقین کامل ہے ہمارے مرشد رہبر کامل نے افراسیاب جادو کا دم ناک مین کر دیا
ہوگا یہ ہم سن چکے کہ اسد نامدار کو گنبد نور سے رہا کرلیا اب لوح بھی حاصل کر لینگے افراسیاب کو قتل
کرینگے ہوش رُبا کا اب بچنا دشوار تدبیر تقریر بالکل بیکار سلیمان عنبرین موے کوہی نے جواب دیا
ملک جی آپ طلسم ہوش رُبا سے بخوبی نہین واقف ہین طلسم وسیع افراسیاب ساحر بے نظیر بشیر وزیر
خوش تدبیر اس پر غالب آنا دشوار عمرو ہزار کد و کاوش کریگا لوح طلسمی دستیاب نہوگی بختیارک کہتا
ہے میرے پیر مرشد کا قدم گیا اسد شیر دل جاکر جم گیا اب بدون قتل افراسیاب یہ لوگ واپس نہونگے

یہ ذکر تھا کہ چارون ہرکارے سامنے آکر ہوپہنچے ہاتھ اُٹھا کر یہ دعا دی **قطعہ**

ای فخر جہانبانی وفا ساقط از و	گوہر بدہن داری ورا ساقط از و
روزان وشبان زحق تعالےٰ خواہم	مرکب وہدت خدا و با ساقط از و

بختیارک نے کہا بیش باد کہو بھائی کیا خوشخبری لائے ہرکارون نے عرض کی ابھی خبر آئی ہو کوئی ساحر مغرور آتشبار سردار سرہنگ **فراق صاحبقران** کو قید کرکے آپ کی خدمت مین لاتے تھے سب سردار برائے رہائی **صاحبقران** جاتے ہین **علم شاہ** نے وہان گھیرا لڑائی ہو رہی ہو گی یہ خبر فرحت اثر سُنکر **لقا** پھول گیا قہقہہ مار کر ہنسا کہا اے بندگان من دیدی قدرت مرا من چہ تقدیر کردہ ام چپکے چپکے تقدیر کرکے **قدرت** نے **حمزہ** کو قید کرا دیا قدرت چلکے یدِ قدرت سے مسلمانون کو قتل کرینگے آج میدان لاشون سے بھر دینگے یہ کہکے اُٹھا چونسٹھ ہاتھی زنجیرہ بند ہوئے تخت اُسپر کسا گیا لشکر مین قرنا ہوئی **سلیمان عنبرین مو** کوہی مسلح ہوکر گینڈے پر سوار ہوا سترہ سو نقارے پر چوب پڑی زمین تھرا گئی **زمرد شاہ باختری** مع بائیس۲۲ لاکھ فوج کے چلا عیاران لشکر اسلام لشکر لقا مین ہر وقت موجود رہتے ہین خبرین دریافت کرکے ہو پہنچے گذارش کیا کہ لندھور بن سعدان تو آگے چل چکے ہین نکے روانہ ہونے سے لشکر مین تہلکہ پڑ گیا جسنے سُنا ڈیڑھ ہتھی بغل مین دبا لی گھوڑے پر سوار ہو چلے **سماک یلداقی** بارگاہ سلیمانی مین حاضر ہوا بادشاہ جمجاہ سے کیفیت عرض کر رہا ہی کہ **صاحبقران** عالم مان قید ہوگئے ساحرون سے مقابلہ ہی رستم یکہ و تنہا ہین فراح سے انکے حضور نجیبی ماہرین آتش خوئی کے رنگ ظاہر ہین انکو کون روک سکتا ہی یقین کامل ہی جا پڑے ہون لشکر ساحران غدار سے تلوار چل رہی ہوگی مغرور آتشبار ساحر زبردست فرستادہ **افراسیاب** اُسکے سامنے جرأت کا کیا کام غلام نے منع کیا میرا کہنا نہین مانا **سماک یلداقی** عرض کر رہا ہی بادشاہ پریشان کہ نقارہ ہائے رزمی کی صدا کان مین آئی گھبرا کر سر اُٹھایا فرمایا دیکھو یہ غلغلہ کیسا ہی نقارے کیسے بجتے ہین کہ ہرکارے آکر ہو پہنچے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی دست بستہ عرض کی ای شہریار **زمرد شاہ باختری** کو خبر معلوم ہوئی کہ **صاحبقران** زمان قید ہوئے **مغرور آتشبار** ساحر آتا ہو بائیس لاکھ فوج سے **لقا** سوار ہوا برائے رد ساحر خود جاتا ہی یہ سُنکر بادشاہ تلوار ٹیک کر اُٹھے بیرون بارگاہ آئے پشت مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے اب کون ٹھہر سکتا ہی پانچہزار پانچ سو پچپن سردار تاجدار بارہ سو جوانان فرنگی تیرہ سو جوانان ترکی عقب مین شہنشاہ گیتی ستان کے لیکن خبر اپنے قبلہ و کعبہ کی سُنکر شاہزادہ **قاسم** نوجوان پشت مرکب شبرنگ پر سوار ہوئے گھوڑے کو کوڑا کیا سب سے پیشتر **قاسم** نکل گئے ایک جانب سے گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان قبلۂ مسلمانان بہرام زندہ زمرد

بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران نورالدہر بن بدیع الزمان کل فرزندان صاحبقران زمان بیقرار ہوکے چلے لیکن دارائے ہند لندھور بن سعدان سب سے پیشتر چلے تھے دو کوس لشکر سے نکلے ہین عقب ہین جوانان ہندی چاہتے ہین طرف رستم کے جائین کہ دیکھا زمرد شاہ باختری تخت پر سوار مع فوج کوہیان مع لشکر سنجان و باختر لعبد کروفر ہمراہ روا روی کرتا ہوا جاتا ہی شحتیارک کی جو لندھور پر نگاہ پڑی کہا یا خداوند یہ ہندی براے مدد علم شاہ جاتا ہی نہین اسکو گھیر لو جانے نہ پائے سلیمان عنبرین موے کوہی نعرہ کرکے لندھور پر جا پڑا ہر چند لندھور نے چاہا اگر بھڑ کر نکلجاؤن اپنے کو وہان پہونچاؤن جہان صاحبقران ہان قید مین ہین لیکن لشکر لقا نے چار جانب سے گھیر لیا لندھور مجبور نعرہ کرکے جا پڑا نعرہ لندھور

جزیرہ ہاے دریا را اگر فتم تا بہ ہندستان
منم صاحب عمرو و جانشین حمزہ درگردان

دیگر

اگر نام نمیدانی منم لندھور بن سعدان
شہ ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان

چونکہ فوج لقا کے ساتھ بے انتہا ہی لندھور بن سعدان کا نکلنا دشوار ہوا جسقدر ہندی آکے شریک اپنے آقا کے ہوئے لیکن جوانان ہندی وضع دار صف شکن تیغزن خانہ جنگیان لڑ رہے ہوے چہرون پر زخم بار خود سے سر آگاہ نہین زرہ کا پہننا بیکار جانتے ہین دریاے جرات کے نہنگ آمادۂ جنگ مکمل کے انگرکھے جسم مین سینون پر تلوارین کھانے والے کلاہین چھوٹی سر پر گھونگر والے بال بالاے دوش نشۂ جرات سے مدہوش اگر کسی کوہی نے نیزہ مارا سینہ کو توڑ کر پار گزرا کوہی بڑے قد کے جوان فیل پیکر ہکہ مارا نیزے پر بلند کیا مگر وہ جوان جانباز مردون مین سرفراز مرنے کو سعادت ابدی جانتے ہین سنان نیزہ پر جا کر ہکہ مارا چھڑ نیزے کی جسم سے پار گزری اس طرح اپنے کو برابر دشمن کے پہونچایا پلٹ کے قرولی ماری حریف نیچے آپ اوپر اس طرح جوانان شیر دل کوہیان رد بہ خصال سے لڑ رہے ہین جانبازی سر فروشی کر رہے ہین جان دینے پر مرتے ہین جو قتل ہوکر گرا تڑپتے تڑپتے آواز دی شکر پروردگار نمک غوار نمک سے اپنے آقاے نامدار کے ادا ہوا اپنے مالک پر فدا ہوا لاشے جا بجا تڑپنے لگے ہزارہا ہندی کام آیا لندھور دریاے فوج لقا مین غوطے مار رہے ہین کافرون کو للکار رہے ہین لقین ہی لندھور کو کہ اس دریاے فوج لقا سے نکلنا دشوار ہوا افسوس اپنے آقا نے امداد تک نہ پہونچے دام فوج کوہیان مین پھنسے ہر چند کدوکاوش کرتے ہین لیکن فوج کے بلوے نقیب آوازین لگاتے پھرتے ہین نعرے کرکے کیتون کے ٹنگر جوانان صف شکن فوج دشمن پر جا پڑتے ہین ہزارہا سر کٹ کٹ کر گر گئے عین گرمی جنگ ہی طبل سکندری پر چوب پڑی گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا بادشاہ جمجاہ مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی گھوڑے کو بڑھائے ہوئے گرد تاجداران جلیل لشکر ظفر اثر

کے کفیل نوبت نقارے بجتے ہوئے سامنے سے ظاہر ہوئے بختیارک نے آواز دی دیکھو یارو بادشاہ اسلام کل لشکر لے کر طرف مغرور آتشبار جادو کے جاتے ہین انکو بھی اسی مقام پر روک لو ای کوہیان صف شکن سرداران اسلام کو ٹوک لو یہان سے بڑھنے نہ دو بادشاہ جمجاہ نے بھی دیکھا لشکر ہندوستان پر آفت برپا ہی ہزارہا جوان قتل ہوے لندھور بن سعدان زخمدار لیکن لڑائی مین مصروف ہنگامہ گیر و دار بلند اہالیان ہندوستان دردمند بادشاہ جمجاہ کو تاب نہ آئی مرکب کو بڑھایا نعرہ شیرانہ کیا نعرہ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم | بہار گلستان کاؤس و جم
منم صف شکن صاحب عز و جاہ | ایل ناموس عالم پناہ

کل سردار سات سو تاجدار تلوارین کھینچکر لشکر لقا پر جا پڑے دونون لشکر مثل آب شور و شیرین یا مثل نور و ظلمت آپس مین ملگئے برق شمشیر چمکی ڈھالین ملکر اٹھین گھٹا گھنگھور چھا گئی سر نہنگان بحر جرات مثل دلون کے زمین پر گرے دریاے خون جاری ابر تیغ برس رہا ہی دریاے خون کی طغیانی کشتی حیات مردان عالم طوفانی شعر دو لشکر ز لشکر در آمیختہ ؂ قیامت ز گیتی رشد انگیختہ نظم

چلے غول کے غول و رغٹ کے غٹ
پیادون سے کلے بہ کلے ہوئے
فلک کا ہوا ابر غبار آئینہ
نیستان سے بھی بڑھ کے کچھ نیزہ دار
ہوا سامنا تیر چلنے لگے

گئے موسن دگبر باہم لپٹ
لگے پٹنے سر دامہ و ڈھول
تھا حیرت کے عالم مین چار آئینہ
وہ رستم لڑائی بھڑائی مین تھے
نیامون سے خنجر نکلنے لگے

سوارون کے اک سمت بیے ہوے
دیے سر کے بال اپنے علمون نے کھول
ہزارون زرہ پوش خنجر گزار
وہ سہراب جنگ آزمائی مین تھے

بادشاہ جمجاہ مع سات سو تاجداران عالی وقار مصروف کارزار جابجا ہین صفون کو توڑ کر نکلنا مین لیکن کوہیون نے صفین باندھی ہین لوہے کی دیوارین حائل اگر ایک صف توڑی دوسری صف قائم ہوگئی یہ تو سب اس مقام پر لڑائی مین مصروف ہین لیکن رستم پیلتن آمادہ کھڑے ہین جیسے ہی لشکر ساحران قریب آیا پانچ ہزار جوانون سے لشکر مغرور آتشبار و فراقان ناہنجار پر جا پڑے نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ علم شاہ نوجوان

ارشد اولاد امیر عرب | کہ بر تخت فرزدق فگند شور
منم علم شاہ رومی شیر فیل زور | لقب دیگر علم شاہ چو رستم

اعلی گرد فرنگی دما لا گرد فرنگی ہاں ہاں کرتے رہے کہ ای شہریار لشکر ساحران ہی فوج بے پایان ہی یہ کب مانتے ہین فوج ساحر و غیر ساحر کو یکسان جانتے ہین پہلے حلے ہین فرنگیون نے تیر مارے نیزے چلے کئی سو ساحر مر کر گرے کئی ساحران زبردست رستم نے مارے اندھیرا ہو گیا ملکہ پردے سے دیکھ رہی ہی سر پیٹتی ہی دعائین مانگ رہی ہی خداوندا فرزند صاحبقران زمان کو بچانا خدانخواستہ اگر اُسکے دشمنون پر کوئی

زوال آیا کہنے والے مجھ بدنصیب کو کیا کہین گے ہنگامۂ ساحران دیکھکر کنیزین بھاگنے لگین بلکہ حیران
حیران ایک ایک کو دیکھتی ہے مضطر و بدحواس کہتی ہے ہاے مین کدھر نکلجاؤن کیونکر میدان کارزار مین
جا کر اپنی جان قدمون پر صاحبقران زمان کے نثار کرون رستم نوجوان کو نیزہ و تیر سے بچاؤن لیکن رستم نے
جب ہزار دو ہزار جادوگر مارے مرنے سے ساحرون کے تمام میدان تیرہ و تار کافرون کو انتشار قریب تھا
بھاگ نکلین مغرور آتشبار صف سے آگے بڑھا ساحرون کو آواز دی او نامردو کہان جاتے ہو ادھر آؤ
افراسیاب کو جا کر کیا مُنھ دکھاؤگے وہ بادشاہ جابر و قاہر تمھارے زن و عیال کو قتل کرے گا
ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑے گا ذلیل و رسوا ہو کر مارے جاؤگے کیونکر جان بچاؤگے یہ کہتا ہوا آگے بڑھا
اُسکے للکارنے سے ساحر بھی ٹھہرے پلٹ پڑے سحر کرنے لگے شعلہ جادو وزیر اُسکا ساحرون کو گرما کے بڑھا
بڑھتے ہی علم شاہ پر سحر کیا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا شعلہ جادو نے بھڑک کر فراقون کو آواز دی او
نامردو اب ان سب کو مار لو مین نے ہاتھ پاؤن بیکار کردیے اب بھی نہ قتل کرسکو تو بڑے غضب کی
بات ہے دیکھو تو مسلمانون کا کیا حال ہے حیران و پریشان مضطر و ششدر گھوڑے بدلگامیان کر رہے ہین
ہاتھ بیکار لیکن پاؤن ثابت قدمی مین استوار حقیقت مین یہ لوگ بڑے جانباز و سرفروش ہین اس
بیہوشی مین بھی جرات کے ہوش ہین ایک ایک نہنگ محیط دلاوری گوہر بے بہاے قلزم صفدری لیکن
سحر مین دخل نہین رکھتے ہین موت کے مزے چکھتے ہین یہ سُنکر فوج فراقان نے بلوہ کیا جو جو سپاہی بیچارے
بیکار تھے اُس بیکسی بے بسی مین انکو قتل کرنے لگے رستم بہ نگاہ یاس دیکھ رہے ہین کہ ساتھ والون پر
قیامت برپا گھوڑا انکو لیے دوڑا دوڑا پھرتا ہے ران پشت مرکب پر نہین جمتی لگام ہاتھ سے چھوٹی جاتی
ہے سحر سے شعلہ جادو کے آگ برسنے لگی تیغہ کھینچکر طرف علم شاہ کے چلا کہتا ہوا کہ پسر حمزہ کو خود
قتل کرونگا ہمارے ساتھ والے سب نامرد ہین مسلمان سرخرو اُنکے چہرے زرد ہین جوانان صف شکن
نے دیکھا شعلہ جادو ہمارے آقا کو قتل کرنے آتا ہے گرتے پڑتے قریب اپنے آقاے نامدار کے آئے
سینے سپر کردیے سنان نیزہ سے سینے ملائے دم شمشیر پر گلے رکھتے تھے چاہتے تھے ہم قتل ہون و حردان
صاحبقران کو بچا دین ادھر صاحبقران پہلو مین ممتاز کوہی ایک جانب مقبل بہرام سب
مسلسل و مطوق اژدہون سے یہ معرکۂ مصیبت خیز دیکھ رہے ہین زنجیرین ہلاتے ہین لیکن صاحبقران
مضطر پریشان حال نور نظر دیکھکر گھبرائے بیقرار ہوکے دعا کی خداوندا میرے رستم کو بچانا یکایک دشت
سے گرد اٹھی دیکھا آگے آگے شاہزادۂ خاور سپاہ قاسم نوجوان نبیرۂ صاحبقران پشت پر بارہ ہزار
جوان یاقوت پوش بصد جوش و خروش آکر پہونچے قاسم نوجوان نے بڑھکر نعرۂ شیرانہ کیا نعرہ قاسم نوجوان

آفتاب مشرق دین پروری	شہسوار لال پوش خاوری	دیگر ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ	زخم تیغ برابر و نیزہ بماہ
زآب دم تیغ شستم زمین	ہمہ باختر شد بزیر نگین	لیکن دور سے دیکھا قبلہ و کعبہ پر ہجوم ساحران بلوۂ	

فزاقان ایک ساحر چاہتا ہے رستم کو قتل کرے دن رفقا جان دے رہے ہین قاسم نوجوان نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر کو جوڑا شعلہ جادو کو تاکا جیسے ہی اُسنے چاہا کہ علم شاہ پر ہاتھ تلوار کا مارے قاسم نوجوان نے تاک کر تیر مارا سینہ پر بیحیا کے ٹپرا پشت کو توڑ کر پار گذرا شعلہ جادو اُلٹ گیا زمین پر گرا ناری کالا شہ جلنے لگا شجر بغض و حسد سے یہ ثمر حاصل ہوا تڑپ تڑپ کے جہنم واصل ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من شعلہ جادو بود قاسم تلوار کھینچکر لشکر کفار پر جا پڑا رستم نے بھی سحر شعلہ سے رہائی پائی قاسم نے تیر دن کی بوچھار کی بہت سے کافر تلوار سے بیدم کیے جوہر شمشیر بران دکھائے طبقے زمین کے ہلا دیے لیکن مغرور کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا کہ باپ بیٹون نے قیامت برپا کی شعلہ کو مار ڈالا بس جوش مین بڑھا دن قلیل باقی ہے بڑھ کر سحر کیا مصاحب افراسیاب سحر و ساحری مین لاجواب ایک ہی سحر مین علم شاہ و قاسم بیہوش ہو کر گرے دوسرا گولہ مارا ساتھ والون پر آگ برسنے لگی کہین بجلی گری کہین رعد گرجا کوئی تھرا کر گھوڑے سے گرا کسی نے گھبرا کر خود اپنا گلا کاٹ لیا نیزہ دار مضطر بیقرار مثل چوب خشک خاموش بعضے مدہوش دو گھڑی کے عرصہ مین اُسنے سب کو گرفتار کر لیا اُسی طرح علم شاہ و قاسم کو مع فوج بیہوش پڑا رہنے دیا کہا بدولت کو اسوقت فرصت کم ہے فراج برہم ہے چلو پڑاؤ پر قبضہ کرو ہرکارہ اس بیحیا کو خبر دے چکا ہے حضور ملکہ صنوبر قد بارگاہ مین داخل ہین علم شاہ فرزند امیر عالیجاہ نے بڑی خاطر و مدارات سے اُتارا خیمے مین داخل کیا چلکر ملکہ سے ملاقات کیجیے مغرور آتشبار نے لشکر کو اُسی مقام پر اُتارا سر ہنگ فراق کو اپنے پاس بلایا کہا آپ میرے بزرگ ہین آپ تشریف خیمہ ملکہ مین لیجائیے صاحبزادی کو سمجھا کر ما بدولت کی بارگاہ مین لائیے میرے قہر و غضب سے ڈرائیے یہی فرمائیے کہ مغرور آتشبار اب ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑیگا صبح کو حمزہ و فرزندان حمزہ کو اسی میدان مین جلا دیگا دیکھو دم بھر مین علم شاہ و قاسم کو بیہوش کر کے ڈال دیا فوج والے بھی اُسکے بیکار پڑے ہین گھوڑے بھی کوتل دوڑتے پھرتے ہین بس حکم سے ایسے زبردست کے گردن تابی کرنا خون سے اپنے ہاتھ بھرنا ہے یہ بھی سمجھا دینا کہ ہوش رُبا مین اتنا بڑا ساحر نہین ہے افراسیاب جادو نے کل اقلیم کا حاکم کیا در بند ہاے طلسم کا ناظم کیا تم ہوش رُبا کی بادشاہزادی کہلاؤگی سر ہنگ فراق نے کہا مین ابھی جا کر سمجھاتا ہون حضور بارگاہ مین جلوہ فرما ہون لباس تبدیل کرین پوشاک فاخرہ پہنین اسباب عیش و نشاط بھی مہیا ہو جاے مین بخوبی سمجھا کے لاؤنگا کسی بات مین آپ سے

انکار نہ کرینگی مغرور آتشبار ان باتون پر سرہنگ کی بھول گیا نانا جان کہکر گلے سے لگالیا سرہنگ قزاق مغرور کو بارگاہ مین ٹھہراکر طرف خیمہ ملکہ کے چلا تمام ساحرون نے خیمہ ہائے علم شاہ قبضے مین کرلیے قزاق گرد خیمہ ملکہ کے اُترے ہین ایک امرا ور واضح رائے عالی ہو لشکر اسلام و لشکر لقا سے چار پہر دن تلوار چلی اہل اسلام نے دریائے خون بہادیے سلیمان عنبر مین موے کوہی ہاتھ سے بادشاہ کے زخمی ہوا قریب شام بختیارک نے طبل بازگشت بجوادیا ادھر بھی سب سردار انتہا کے زخمی ہوئے تھے بادشاہ سب کو ساتھ لیکر داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے زخم وزریان ہوئے لیکن بادشاہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے عیارون سے کہا جاکر علم شاہ کی خبر لاؤ ہمین لقا ملعون نے وہانتک نچلانے دیا سردار انتہا کے زخمدار ہین اب یہان سے قدم بڑھانا دشوار لشکر لقا مقابلے مین اترا ہے آپ لوگ رات ہی کو خبر لائیے مین انتظار مین جاگ رہا ہون گلباد عراقی وکلباد عراقی جہتر ابو الفتح صفہانی و عمران خطائی و نیزک خطائی وغیرہ چالیس پچاس عیار برائے خبر علم شاہ نامدار بانداز عیاری سے آراستہ ہوکر چلے دوسرا مقدمہ راز و نیاز ناظرین پر واضح ہو کہ جسوقت سے لڑائی کا ذکر تحریر ہوا جواہر بن عمرو کا حال نہ معلوم ہوا کہ کہان گیا نائب خواجہ عمرو جہتروالا گہر عیار طرار قرابہ خنجر گزار یہ کیونکر عرض کرون کہ جان بچاکر بھاگ گیا یقین کامل ہے کسی کار ضروری مین مصروف ہو بلکہ عیاری کرنے کا وقوف ہونا ظرین پر واضح ہوگا اس مقام پر تحریر کرنا مناسب وقت نہین ہرچند کہ نیاز مند نے کتاب تحریر کی مگر کتاب کو قاعدہ اشتیاق سے معمور کردیا کتاب نادر کو عیاریہائے لطیف سے بھردیا پس ملحوظ رہے کہ جواہر کا ذکر آئیگا جب سرہنگ مغرور سے رخصت ہوا طرف خیمہ ملکہ کے چلا مغرور آتشبار بھر گھبراکر خیمے سے نکل آیا پکار کر کہا کہ ابا جان ٹھہر جائیے دیکھیے مین لباس تبدیل کرآیا سرہنگ نے پلٹ کر دیکھا مغرور آتشبار دولہا بنکر نکلا ہے سیہ رونے ڈاڑھی مین وسمہ لگایا مہندی بھی جلدی جلدی ہاتھون مین مل لی تاج سر پر قبائے اطلس آسین گوٹہ پٹھہ لگا ہوا بڑے آن بان سے گتھے یاقوت احمر کے موتیون کے مالے پہنکر نکلے ہین ایک رومال منہ پر رکھے ہوئے خدمتگار پشت پر چنگیر مین پھولون کا گہنا لیے ہوئے ساتھ ایک کے ہاتھ مین سہرہ زرتار کا پھولون کی بدھیان عطر کی شیشیان سرہنگ دیکھ کے شرما گیا مگر خوشی یہ ہے کہ انکا سسرا کہلاؤنگا کہا اچھا بیٹا تم بھی ساتھ چلو اپنی دولہن کو سمجھانا تم سے پردہ کیا ہے مغرور بھی ساتھ چلا گیا آگے آگے سرہنگ عقب مین میان مغرور خدمتگار دور دور مصاحبون نے مبارکباد کہی مغرور نے ہین ہین کرکے سب کو سلام کیا کہا آپ سب صاحبون کی عنایت دو چار ظریف شاعران لطیف بھی ساتھ ہین پھبتیان کہہ رہے ہین کوئی کہتا ہے ناچ

کیا خوشنما ہی ایک کہتا ہی ہمارا آقا کیا خوب دولھا بنا ہی ایک کہتا ہی جلد امید بر آئی نانا نواسی کو گود مین اُٹھا لائے بعضے کہتے ہین کیا اتفاق ہین دولھا کا باپ قرمساق ہی کس طرح دولھا سیان جاتے ہین کنجڑے کبڑیون کو حجاب آتے ہین جب قریب خیمۂ ملکہ صنوبر قد یہ سب بجا پہونچے سر ہنگ نے چاہا اندر جاے مغرور آتشبار نے کہا سنیے کچھ آواز آتی ہی حقیقت مین جس وقت سے خیمے پر لاشہ مغرور کا پہرا ہوا ملکہ صنوبر قد انتہا کی بیقرار کنیزین خوف کے مارے بھاگ گئین جان بچا کر جا بجا چھپین یکہ و تنہا بیچ خیمہ مین وہ ماہ تابان یعنی ملکہ صنوبر قد حیران و پریشان مضطر و ششدر بلک بلک کے رو رہی ہی کنیزون کے نام لیکر پکار رہی ہی کہ صاحبو تم کیون جدا ہوئین جو گذرتی ہماری جان پر گذرتی افسوس ہی اس وقت مین تمنے بھی ساتھ چھوڑا دیکھیے ہمارا جنازہ کون اُٹھائیگا سو صاحبو قران کے اگر کوئی ہمکو ہاتھ لگائیگا ہمکو مردہ پائیگا بہت پچھتائیگا اس خوشی مین اس خیمے کو پڑھ رہی ہی خمسہ

سمجھا بیکس کوئی پھر ہوگا بھلا میرے بعد — جسکا دل یون ہو غم و درد کی جا میرے بعد
دیکھ لینا یہ تم اے اہل وفا میرے بعد — بیکسی ہی نے نہ دنیا کو تجا میرے بعد
غم بھی مرقد پہ مرے بیٹھ رہا میرے بعد

وقت آباد جہان چھوڑ گیا جب مجنون — رونق سلسلہ عشق ہوا مین مخزون
قصد ہی مین تو سوے ملک عدم راہی ہون — تیز رکھنا سر ہر خار کو اے دشت جنون
شاید آجاے کوئی آبلہ پا میرے بعد

دردمندان محبت کا عجب عالم ہی — سمجھے یہ راز وہی عشق سے جو محرم ہی
کیا کہون نزع مین کیون چشم مری پرنم ہی — اپنے مرنے کا مجھے غم نہین پر یہ غم ہی
کون ہوگا ہدف تیر بلا میرے بعد

عالم عشق مین یکسان ہی فنا اور لقا — ہی جو ہستی مین بہم ربط وہی بعد فنا
عشق وہ شی ہی کہ دکھلاے جو اعجاز اپنا — کیا عجب مرقد لیلی سے جو نکلے یہ صدا
میرے مجنون ترا کیا حال ہوا میرے بعد

طبع مایوس تھی گلشن کی ہواے میری — گشت گلزار کی خواہش تھی خدا سے میری
نہ کھلا باب اثر آہ رسا سے میری — مین نے زندان مین دی جان بلا سے میری
باغ عالم مین رہی گو کہ قضا میرے بعد

اے غم و درد رہو تم مرے دل مین ساکن — ہون جدا تمسے بن اللہ نہ دکھلاے وہ دن

ایک دن چین نہین ہم مرے دلکو تم بن — اتنو کرتے ہو بہت لطف و کرم تم لیکن
بھول جانا نہ مجھے بہر خدا میرے بعد

خوبرویون سے ہی کچھ جی کا لگانا ہی خطا — چاہیے یہ کہ نہ لے کوئی کبھی نام وفا
جاے عبرت ہی کہ جی جسکے لیے مین نے دیا — بسکہ باعث تھا مین اُس شوخ کی بدنامی کا
سجدۂ شکر ادا اُسنے کیا میرے بعد

زندگی مین نے وفا ہی مین بسر کی پیارے — ای خبر تم نے نہ مجھ خستہ جگر کی پیارے
حال پہ میرے نہ کو آج نظر کی پیارے — جیتے جی قدر بشر کی نہین ہوتی پیارے
یاد آئے گی تمھین میری وفا میرے بعد

ضبط گریہ کا نہین بسکہ مجھے ایک نفس — ابر ہر لحظہ مری چشم کا جاتا ہی برس
گلشن دہر مری ذات سے شاداب ہی بس — اُٹھ گیا مین جو جہان گذران سے تو ہوس
خاک چھانے گی بہت باد صبا میرے بعد

یہ اشعار پڑھکر ملکہ رو رہی تھی سرہنگ دمغرور کے کان مین یہ آواز آئی سرہنگ نے مغرور سے کہا آپ ذرا ٹھہر جائیے دیکھیے وہ گیسو بریدہ ننگ خاندان واسطے صاحبقران کے رو رہی ہی اشعار مضمون فراق پڑھتی ہی مغرور دو طعانچے ہوے دروازے پر ٹہلنے لگے سرہنگ بلا تکلف اندر خیمے کے آیا دیکھا ملکہ صنوبر قد آنکھین سرخ موے سر سراسر پریشان بصورت آئینہ حیران فرش خاک پر بیٹھی رو رہی ہی باپ کو دیکھکے آنسو پونچھ ڈالے خوف سے کانپنے لگی جھک کر سلام کیا سرہنگ نے سر سینے سے لگا لیا کہا ای نور نظر جو کچھ تمنے کیا وہ مقدمہ گذر گیا ہم سمجھے کنیزون نے تمکو بہکا کے اس حال کو پہونچایا حمزہ بیچارہ کیا ہی مین نے ایسا عمدہ شوہر تمھارے واسطے تجویز کیا مصاحب شہنشاہ ہوش رُبا سحر و ساحری مین یکتا جس نے چشم زدن مین حمزہ کو گرفتار کر لیا لڑائی مین علم شاہ دقاسم ایسے نوجوان کو بیکار کر دیا سب مثل مردے کے بیہوش پڑے ہین وہ بیچارہ خود دو طعانچے کھایا ہی اشتیاق مین تمھاری ملاقات کے در خیمہ پر ٹہل رہا ہی اول تو حمزہ مسلمان غیر کفو غیر ملت غیر مذہب دشمن افراسیاب علاوہ ازین چار پہر اسکی حیات مین باقی ہین صبح کو بذلت و رسوائی قتل ہو جائیگا بعزت و آبرو تمکو طلسم ہوش رُبا مین لیجائیگا سحر سکھائے گا مصاحبان افراسیاب مین نام لکھا جائیگا صحبت مین ملکہ حیرت جادو کی رہوگی زیور جواہرات کا ملیگا افراسیاب ایک شہر کا حاکم کر دیگا وہان تمہرخ و بہار کو قتل کرنا شہنشاہ خوش ہونگے اسطرح سمجھا کے جو سرہنگ نے بیٹی سے کہا صنوبر قد باپ کے گلے سے لپٹ کر رونے لگی کہا مین حیران ہون کہ یہان تک

کیونکہ آئی لونڈیان سمجھا کے یہان تک نکال لائین کہتی تھین کسی شہر مین چلیے وہان ایک کمرہ کرایہ کو
لینگے اُسپر ہم آپ بیٹھین گے بڑے بڑے امیر بادشاہزادے آپکے جمال کے مشتاق رہینگے ایک ایک
آشنا ہم لوگ بھی کر لین گے ناچ گانا سیکھین گے جس محفل مین مجرا کرنے جائینگے لاکھون روپے مل بیٹھے مین
پائینگے حضور مین کمبخت بدنصیب اُسکے مطلب کو نہ سمجھی یہان لاکر پسر حمزہ کے حوالے کیا وہ نگوڑا اسکو گھور گھور
کے دیکھتا تھا بڑی خیر ہوئی کہ آپ آگئے ورنہ نہین معلوم کیا کرتا حمزہ سے مجھے کیا کام آپ جو حکم دیجیے
مین بجا لاؤن لیکن آپ خفا ہوتے ہون تو ایک بات کہون ذرا ایک نگاہ اپنے دولہا کو دیکھ لون صورت اچھی
ہوا اگر صورت بھی بری ہو تو روپیہ والا ہو سرہنگ نے کہا بیٹیا بادشاہ ہے صورت مین بھی حسین ہین سن ولا
زیادہ ہو آؤ تم اپنی آنکھون سے دیکھ لو بڑی بات یہ ہے کہ تمھارے نام پر مرتا ہے جواہرات کے صندوقچے
ابھی سے ساتھ لایا ہے تمھاری خدمت مین پیشکش کرے گا بڑے مرتبے حاصل ہونگے یہ کہکے ہاتھ تھاما
خیمے مین روزن کیا کہا دیکھو بیٹیا دولہا بنا کھڑا ہے جیسے ہی ملکہ صنوبر قد کی سراپا پر مغرور کے نگاہ پڑی
سرہنگ نے دیکھا ملکہ پسینے پسینے ہوگئی شرما کے سر جھکا لیا سرہنگ نے کہا کہو بیٹیا پسند کیا صنوبر نے کچھ جواب دیا
سرہنگ خوشی خوشی باہر آیا کہا حضور دیکھیے مفصل حال کہا کنیزین اسکو بہکا کے نکال لائین حرامزادیون
نے یہ تجویز کیا تھا کہ کمرے پر بٹھائین گے شفتلین ناکہ بیٹھین مین نے آپکا جمال آفتاب مثال دکھلایا
پسینے پسینے ہوگئی حضور کیا کہون مین تو جانتا ہون آپ پر عاشق ہوگئی اب مین نے سب طرح سمجھا دیا
تشریف لیجائیے ہم خوب جانتے ہین میان بی بی ایک ہو جائینگے ہم بیچ والون کو کون پوچھے گا حضور
ہمسے وعدہ پختہ کر لیجیے منصب جاگیر ملے یہ جانبازی چھوٹ جاے جب کسی کو لوٹنے جاتے ہین جان پر بنتی ہے
روپیہ بڑی مشکل سے دیتے ہین لڑائیان پڑتی ہین تب لوٹ کے لاتے ہین مغرور نے کہا ابا جان آپنے ایسی چیز
مجھکو دی بھلا مین آپ کو بھولونگا عمر بھر تابعداری کرونگا ملک و مال سب آپ پر نثار ہے اب حضور باہر
ٹھہرین مین اندر جاتا ہون بلکہ آپ اپنی بارگاہ مین چلیے مین صبح کو حاضر ہونگا سرہنگ تو روانہ ہوا
چند مصاحب براے حفاظت دروازے پر ٹھہرے مغرور پھولا ہوا ہار پھول بہت سے ہاتھ مین لیے ہوے اندر
بارگاہ کے آیا بیچ خیمہ مین اُس ماہ تابان کو دیکھا سر جھکائے ہوئے بیٹھی ہے کنکھیون سے دیکھ رہی تھی مغرور
کو دیکھکر اٹھ کھڑی ہوئی براے تسلیم مثل ہلال شب اول خم ہوئی زبان سے کچھ نہ کہا مسند کی جانب اشارہ
کیا مغرور مر گیا چاہا لپٹ جاؤن گلے مین ہاتھ ڈال دون بلکہ ہٹ کر بیٹھی کہا دیکھو صاحب گنوارون کی
حرکتین میرے ساتھ نہ کرنا مجھے یہ باتین نہین پسند آتین ابا جان سمجھا گئے ہین کچھ نہین کہہ سکتی سب طرح کا
تمکو اختیار ہے مگر چھری تلے دم لو آدمی کی طرح بیٹھو مغرور مسند پہ آکر بیٹھا باہر دوڑ کر گیا ملازمون سے

گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی طلب کین مصاحبون نے پوچھا کیسے حضور کیا معاملہ ہے مغرور نے کہا وہ خود مرتی ہے ما بدولت کو دیکھکر بیقرار ہوگئی اب جاکے شراب پلاکے مطلب حاصل کرونگا تم سب قیدیون سے ہوشیار رہنا میرے سحر مین مبتلا ہین سب بیہوش پڑے ہین میرے سوا کوئی ہوشیار نہین کرسکتا ما بدولت اب صبح کو تشریف لائینگے جام بادۂ وصل سے سیراب ہوئنگے خوب مزے اُڑینگے نازنین حسین مہ جبین غنچہ دہن ٹیڑھی لکھی لئیق شفیق ہے کیا جوڑ ملی ہے ابھی کمسن الھڑپنے کے دن بیباک چست و چالاک جو نازنخرہ کریگی مین اُٹھاؤنگا جان تک اپنی نثار کرونگا سب نے کہا حضور شکر یہ سامری و جمشید واجب لازم ہے معشوق پریچہرہ دستیاب ہوئی مغرور نے کہا ایسا کارنمایان مین نے کیا جسکا معاوضہ یہ ملا اب مین بادۂ محبت سے سرشار ہون وہ صورت دیکھی تیر مژگان تو دل کو توڑ کر نکلگئے تابش آتش رخسار نے کلیجہ کو جلا دیا اب آپ سب صاحب اپنے اپنے مقام پر جائین رات کم باقی ہے مصاحب اپنے مقام پر گئے دو گلابیان شراب کی ایک کشتی کباب کی مغرور لیکر اندر آیا ملکہ نے جو شراب دیکھی کھڑی ہوگئی ٹپے پڑھ لیے ایک طمانچہ مارا ڈھیلے ہاتھ کا طمانچہ جو پڑا تڑاقے کی آواز ہوئی کہا کیون نگوڑے یہ شراب کیون لایا شراب پی کر دھما چوکڑی مچائیگا ایسی باتین میرے ساتھ نہ کرنا مین تمھارے پاس نہ سوؤنگی تمھارے تیور برے معلوم ہوتے ہین مین شراب نہ پیونگی نہ تمھین پینے دونگی اور طرح پر ہاتھ لگاؤگے تو اپنی جان اور تمھاری جان ایک کردونگی سمجھے تیری بوٹیان کاٹ کر چیل کوونکو دونگی کمبخت میری جان لینے کا سامان کیا ہے خیال کرکے دیکھ تیری نواسی معلوم ہوتی ہون یہ کہکے دونون گلابیان شراب کی چھین لین اپنے دامن کے نیچے چھپائین مغرور ان حرکات پر مرگیا ہاتھ جوڑنے لگا کہا ملکہ مین تمھارا غلام ہون محبت مین بدنام ہون قدمبوسی تو حاصل ہو ملکہ صنوبر قد نے کہا کہ اس حسرت مین تم ہمیشہ رہوگے جفائین سہوگے خبردار مجھکو ہاتھ نہ لگانا قریب نہ آنا یہان تو عاشق و معشوق مین یہ باتین لیکن زہرہ باختری جب لڑائی سے پلٹا بارگاہ مین آکر آتش بجتیار رک نے چپکے سے کہا یا خداوند ابھی مجکو ہرکارے نے خبر دی کل لشکر تو آپ نے یہان روک لیا قاسم و علمشاہ وہان جاکر لڑے مغرور نے سب کو پکڑ لیا یقین ہے آپکے حکم کا مشتاق ہو راعی ہی کو یہان سے کوچ کیجیے مغرور سے کہکر مسلمانون کو قتل کرائیے اور مغرور کو ساتھ لیکر ان سب کو گرفتار کرائیے بڑا خوف تو حمزہ کا ہے اگر حمزہ قتل ہوگیا کوئی مغرور کے ہاتھ سے نہ بچے گا لقا نے اُسی وقت کوچ کردیا لشکرین کھر بندی ہوئی کہا چپکے چپکے نکل چلو اہل اسلام کو خبر نہونے پاوے ورنہ بادشاہ لشکر اسلام آکر سدراہ ہونگے رات کو تلوار چلیگی مطلب دلی حاصل نہوگا تمام سیہ روائش شب تیرہ و تار مین طرف لشکر مغرور آتشبار کے چلے عیاران اسلام برائے خبر نکلے تھے جنگل مین بھٹکتے پھرتے تھے ان سب نے دیکھا لقا مع لشکر جاتا ہے

آپسمین کہا لو یار وغضب ہوا لشکر اسلام کو لقا دھوکا دے کر چلا جا کر مغرور آتشبار کو بھڑکائیگا
تنجتیارک آگ لگائیگا ایسا نہو صاحبقران کو قتل کر ڈالین چلکر بادشاہ کو خبر کرنا واجب لازم ہی
رات پہر بھر پچھلی باقی ہی عیار پہنچے بادشاہ بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے تھے سردارون کی زخم دوزی کرائی
ایک ایک کی خبر لے رہے تھے پٹیان مرہم سلیمانی کی زخمون پر چڑھائین مشتاق تھے کہ دیکھین سرکار سے
کیا خبر لیکر آتے ہین کہ کلباد عراقی وغیرہ گھبرائے ہوئے آئے عرض کی اے شہنشاہ گیتی ستان لقا لشکر
کو تیار کر کے طرف لشکر مغرور کے گیا غلامون نے یہ بھی خبر پائی قاسم وعلم شاہ کو مغرور نے سحر کر کے
پکڑ لیا صاحبقران بیشتر سے قید ہین ایسا نہو تنجتیارک جا کے دشمنان صاحبقران کو قتل کرائے
بادشاہ متفکر گھبرا گئے فرمایا کیا مشکل ہو سب سردار زخمدار بہت سے انمین ایسے ہین کہ پشت مرکب پر
سوار ہونے کے لائق نہین ہین لیکن ان سب کو خدا کے سپرد کیا یہ فرمایا اور اُٹھے پشت مرکب پر سوار ہوئے
چند تاجدار چند سردار ساٹھ ستر ہزار جوان ہمراہ لیکر چلے لقا لشکر کو لیے جاتا ہی تنجتیارک ترغیب
دے رہا ہی یا خداوند چلتے ہی مغرور سے فرمائیگا ہمنے تجکو طرۂ پیغمبری عطا کیا لیکن شب ہی کو تو صاحبقران
کو قتل کر ڈال جتنے سردار ساتھ ہین سب کو چلتے ہی تہ تیغ کیجیے لقا خوشی خوشی جاتا ہی اب صنوبر قد
کا حال سنیے مغرور باتون پر مرا جاتا ہی صنوبر قد کے ناز وکرشمے کبھی مسکرانا کبھی ابرو پر بل آنا
کبھی دھول ماردی مغرور کا تاج گرا پھر آپ ہی تاج اُٹھا کر سر پر رکھا پتلے پتلے ہاتھ باندھ کے
عرض کی کیون نانا جان ناگوار تو نہین ہوا ایک دھول اور لگائین لو ایک تم بھی لگا لو بدلا ہو جائے
کبھی بال پکڑ لیے کہا کیون نانا جان داڑھی پکڑ کے لٹک جاؤن کل اسکو منڈوا ڈالنا ایسا نہو کوئی
بچھو اسمین بیٹھا ہو گھاس پھوس کا کیا کام مغرور خوش ہوتا ہی کہتا ہی ملکہ خبردار شراب تو دو کہا
حرامزادے تو قسم کھا مجکو ہاتھ نہ لگانا مغرور بولا رات بہت کم باقی ہی اسوقت صنوبر قد نے
اپنے دست نگارین سے جام لبریز کیا کہا پی لے لیکن اسمین زہر ملا ہی خوشی مین آکر مغرور نے دونون
ہاتھ بڑھا دیے لبون سے لگا کے پینے لگا صنوبر قد نے کہا زہر مار دیکھ مسخرے سم صاف صاف کہ چکے
کہنا ہمارا نہین مانتا کلیجہ کٹ کے نکلجائیگا مغرور خوشی مین آکر پی گیا پیتے ہی گھبرا گیا کہا ملکہ میرے کلیجہ
مین آگ لگ گئی شراب مین کیا تھا ملکہ نے کہا مین نے تو بتلا دیا بارے شراب نوش کی تھی ذرا اُٹھکر ٹہل مغرور
گھبرا کر اُٹھا چاہا صحن بارگاہ مین جاؤن لڑکھڑا کے منہ کے بل گرا ملکہ نے جھپٹ کر نعرہ کیا اور دیکھا ہمنے عیار
نامور جواہر بن عمرو جب ہنگامہ لڑائی کا ہوا تھا تب رستے مین آکر ملکہ کو بیہوش کیا گوشے مین چھپا دیا
آپ بصورت صنوبر قد بیٹھ رہا تھا جانتا تھا کہ انجام یہی ہوگا سحر مین ارتم کی رتمی کھپیا جیلگی مردود

گرفتار ہو جائینگے آخر یہ بجیا میرے پاس ضرور آئیگا تب اُسکو مارونگا جھلایا ہوا تھا ضبط نہو سکا نیمچہ مارا
مغرور کے دو ٹکڑے ہوئے شعلہ بھڑکے لاشہ تڑپا جواہر نعرہ کرتا ہوا باہر نکلا دیکھا ستارۂ سحری چمک چکا
ہی شہنشاہ زرین پوش مہر تاباں کی آمد بصد شد و مد شہنشاہ انجم سپاہ نے شکست کھائی ہی فوج ثابت و
سیارگان مین تہلکہ تارے بھاگے جاتے ہین بعض جھلملاتے ہین جلاد فلک کو جوش و خروش نیر اعظم تیغہ مہر
بردوش علم شاہ و قاسم کو مرتے ہی مغرور کے ہوش آیا گھوڑے کوتل پھر رہے تھے فوراً اُنپر سوار ہو ہوے
لشکر کفار پر جا پڑے جواہر بن عمرو ایک جادوگر کی شکل بنکر طرف قیدخانے کے دوڑا جب
قریب قیدخانے کے آیا جہان صاحبقران قید ہین نگہبانون نے پوچھا میان ساحر صاحب
پھر تو ہی جواہر نے کہا اندھے ہو تمھین کیا سوجھتا ہی دیکھو آگ برس رہی ہی فرزندان حمزہ کو ہوش آگیا
شاید کسی نے ہمارے افسر کو مارا مین جا کر حمزہ کو قتل کر ڈالون یہ کہکے قیدخانے مین گھسا صاحبقران
سر نگون بیٹھے تھے مغرور چو مرا ہوش درست ہوئے جواہر نے آتے ہی ہتھکڑی پر نیمچہ مارا کہا حضور جلدی
اُٹھیے مین نے مغرور کو مارا قاسم و علم شاہ لڑ رہے ہین ساحرون کا بلوہ ہوگا صاحبقران نے
اُٹھتے اُٹھتے قید کو توڑا ہمتا ز کوہی و بہرام گرد بن خاقان چین و مقبل وفادار بھی اپنے اپنے
مقام سے اُٹھے یہ سب اُسی بجیا کے سحر مین مبتلا تھے بیرون قیدخانہ آئے ساحرون نے جو صاحبقران
کو آتے دیکھا لینا لینا کہکر اُٹھے گویے ترنج تاریخ چلنے لگے صاحبقران نے ایک ساحر کو مار کر تلوار لی
ہمتاز نے دو چار کو چیر کے پھینکدیا پھر امیر نے کئی ساحر مارے مقبل سہم کر گوشے مین آیا کمان کیانی
دوش سے اُتاری خطاکارون پر تیرون کی بوچھار کردی لیکن میان سرہنگ مغرور کو خیمے مین پہونچا کر
اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھے سردارون نے پوچھا کیسے حضور ملکہ نے مغرور کو قبول کیا سرہنگ نے کہا ایسا
ساحر زبردست افراسیاب کا مصاحب کیونکر نہ قبول کرتی بھائیو وہ تو دیکھتے ہی عاشق ہوگئی عاشق
و معشوق ایک جگہ بیٹھے ہونگے راز و نیاز کی باتین ہو رہی ہونگی ساتھ والون نے شرما کے سر جھکا لیے آپس مین
اشارے کرتے ہین کیا بیغیرت ہی ہم تو جانتے تھے بہادر قزاق ہی لیکن حال کھلا پورا قرمساق ہی کیا خوشی
خوشی ساتھ لے کر گیا اب کیا پھولے بیٹھے ہین کیا اچھی بات بیان کر رہے ہین ایک نے کہا ہم تو اسکی رفاقت
چھوڑ دینگے ہم سپاہی کے طرفدار ہین مکار غدار نہین ہین اُنھون نے دھرم سپاہگری کا ڈبو دیا آبرو کو
کھو دیا سرہنگ کہہ رہا ہی بھائیو اب اپنے داماد سے کہکے تم سب کو جادو سحر تعلیم کرا دونگا بڑا مرتبہ پاؤ گے یکایک
نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی زمین تھرائی گھبرا کے باہر نکل آیا دیکھا وہ خیمہ جل رہا ہی علم شاہ و قاسم
سرگرم جنگ دریائے جرأت کے نہنگ ایک طرف صاحبقران لڑ رہے ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ساحرون نے

جو یہ ہنگامہ دیکھا گھبرا کے اپنے اپنے مقام سے اُٹھے آواز کان مین آئی کشتی مرا نام من مغرور آتشبار بود ہوش حواس اُڑ گئے غل مچاتے ہوئے اُٹھے ارے یارو ہمارے آقا کو کس نے مارا یہ کیسی آواز دردناک آتی ہی دیکھا تلوار برسنے لگی وہ جو سب بیہوش پڑے تھے تلوارین کھینچکر اُٹھے ہین دریاے خون بہا رہے ہین نعرے پر نعرے بلند ہین سر صاحب کو ہی پیٹتا ہوا وڑ اکہتا ہوا یار دمیرے دادا وگو کسنے مارا دم بھر مین کیا قیامت برپا ہو گئی نبی ہوئی سلطنت بگڑ گئی اُسی گیسو بریدہ نے مارا جاکر سرکاٹ لونگا ایسا داماد صاحب اختیار کہان پاؤنگا فراق کو نے کہا اے پہلوان آپ یہ کیا بیہودہ باتین کرتے ہین دادا دادا کہتے آپ کو شرم نہین آتی اچھا ہوا حرامزادہ مارا گیا مہاجن کا قدار سپاہیون کا دشمن ہم ابھی حمزہ سے لڑینگے آپ چوڑیان پہنکر کنارے بیٹھے بیٹی کو لیکر بھاگ جائیے سرہنگ فراق رو رہا ہی کہ یار دجبکا گھر بنکر بگڑ جائے اُسکے دل سے پوچھو تم بے درد کیا جانو بہ قول میر یار علی جان صاحب شعر جسپے بیتی ہو وہ کیا جانے ہی سچ ہی بیدرد کی بلا جانے ٭ فراق ہنسے لیکن تلوارین کھینچکر جا پڑے ساحر بھی گھبرائے ہوے لڑ رہے ہین لیکن حیران کہ یکایک یہ کیا ہوا ہمارے افسر کو کس نے مار لیا انکے سحر سے زمین ہل جاتی ہی کبھی قاسم گرے کبھی علم شاہ بدحواس ہوئے اہالیان فوج مضطر و پریشان لیکن صاحبقران اسم اعظم پڑھکر ساحرون کو قتل کر رہے ہین عجب گرمی جنگ ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی زمرد شاہ باختری تخت پر سوار پشت پر فوج بیشمار بختیارک خواصی مین دور سے جو اُسنے صداے ہاہو سُنی جادوگرون کے مرنے کی آوازین آئین کہا لو خداوند تمھاری تقدیر الٹ گئی صاف معلوم ہوتا ہی رات کو عیاری ہوئی مغرور مارا گیا مگر ابھی ساحر موجود ہین جاکر شریک ہو جیسے ساحرون کو لڑوائیے کیا عجب ہی فتح نصیب ہو لقا نے وہین سے نعرہ کیا اے ساحرو نہ گھبرانا قدرت آ پہونچے نوے ہزار برس پیشتر تقدیر کی تھی کہ مغرور کو غرور تھا اُسکو جہنم مین بھیجین گے تمھارے ہاتھ سے لڑائی فتح کرا دینگے یہ کہکے کل فوج کو حکم دیا ہان صاحبو حمزہ کو مار لو ساحرون نے جو لقا کو دیکھا یا تو جمال کے مشتاق تھے یا صورت نحس کو دیکھکر ہنسنے لگے ایک نے کہا یہ تو پرانا ریچھ ہی ایک نے کہا غول بیابان ذلت و رسوائی ہی ایک نے کہا بھائی یہ مثال ہمکو بہت بھائی ہی قد اسکا سانکھو کا لٹھا ہی ایک نے کہا اُلو کا پٹھا ہی پھبتیان لقا پر ہونے لگین لیکن لشکر لقا بیحد و بے انتہا بھگیلے سجان و باختر کے اول گیدڑ بھبکیان بہت بتاتے ہین بڑے زور و شور سے آتے ہین یہ بھی دیکھا کہ ساحر معین و مددگار ہین اہل اسلام چند سردار ہین علم شاہ و قاسم سحر ساحران سے بیکار اُس حال زار مین مصروف کارزار صاحبقران آمد فوج لقا دیکھکر پریشان ہوئے ممتاز کوہی سے کہا اے برادر اب بلوہ عظیم ہی خدا شر سے اُنکے ہم سبھون کو بچائے علم شاہ و قاسم زخمی ہو چکے ہین ساتھ والے لڑ رہے ہین اس بلوے کو خدا سنبھالے یہ فرماکر پشت اشقر پر ٹہری جمائی دریاے فوج مین

غوطہ مارا انگر ملاحظہ کیا ایک جانب ممتاز کو ہی گھر گیا بہرام پر لاکھون جا پڑے مقبل زخمدار علم شاہ و قاسم سحر ساحران سے مضطر و بیقرار صاحبقران کبھی اسم اعظم پڑھتے ہین علم شاہ و قاسم کو بچاتے ہین تلوار کھینچکر سمت لشکر لقا جاتے ہین اس کشاکش مین صاحبقران بھی زخمی ہوئے عالم یاس مین طرف آسمان کے دیکھا علم شاہ و قاسم نوجوان کے واسطے بیقراری مین بے اختیار پکار اٹھے نظم

تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک | بآستان تو دارند میل دربانی
چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن | کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی

تڑپکے صاحبقران نے دعا کی صحرا سے گرد اٹھی دیکھا بادشاہ حجاج مع لشکر و سپاہ ایک جانب تاجدار چلیل ایک جانب سردار زخمدار لیکن ہمراہ شہنشاہ گیتی ستان چلے آتے ہین بادشاہ نے جو یہ بلوہ دیکھا مرکب خنگ سیاہ قیطاس کو بڑھایا نعرہ کیا فوج لقا پر جا پڑے لندھور و مالک و جمہور جان سوز و طرطوس بہادر شہنشاہ قبرزن و رستم سرزمین مغرب فرامرز عاد مغربی ایک جانب سے نور الدہر بن بدیع الزمان و داراب کشورکشا و صفدر صف شکن شاہزادہ ہاشم تیغزن خورشید بن ہاشم و شاہزادہ اسفندیار شاہ گیلانی و چوگان بن حمزہ و شاہزادہ شیر افگن فرزندان حمزہ صف شکن تلوارین کھینچکر لشکر لقا پر جا پڑے انہون لقا نے دانت نکالدئیے پکار اٹھا بندگان مین دیدی قدرت مرا من چہ تقدیر کردہ ام بادشاہ حجاج لقا کو تاکتے ہوئے آتے ہین صاحبقران ساحرون پر جا پڑے مجمع ساحران مین خوب لڑے اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین کہ ادھر سے سرہنگ فراق پکارتا ہوا اے بھائی جادوگر و حمزہ کو پکڑ لو تمہارے آقا کا رقیب ہی میری بیٹی کو زبردستی قبضے مین کرلیا تم لڑ بھڑ کر اسکو چھین لو جو بڑا افسر ہو اور ساحر نامور ہو اُسی کے ساتھ شادی کرونگا یہ جو صاحبقران نے سُنا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا للکارا او نامرد ازلی و ابدی کیا بیہودہ بکتا ہی تجکو شرم نہین آتی بیٹی کا نام سربازار لیتا ہی سرہنگ نے جو صاحبقران کو آتے ہوئے دیکھا کہ تیغۂ برق مثال ہاتھ مین سر برہنہ لیکن سیکرون افسر قتل کیے ساحرون مین کھلبلی پڑی بھاگتے پھرتے ہین بعض گھبرا کر منہ کے بھل گرتے ہین چاہا بھاگ جاؤن اس شیر کا مقابلہ نہ کرون صاحبقران کب چھوڑتے ہین اشقر کو کوڑا کیا گھوڑا طرارہ بھر کے سامنے آیا سرہنگ فراق نے جب ملک الموت کو قریب پایا ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران کو انتہا کا غصہ تھا تلوار اُسکی تیغۂ عقرب سلیمانی پر کاٹی وار اُس بیحیا کا رد کیا للکار کر غضب آواز دی او بیحیا شعر تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ہمہ شادی از دل فراموش کن گھوڑا گینڈے سے ملا دیا تلوار کا وار کیا سرہنگ نے گھبرا کر سپر کو چہرے کی پناہ کی تیغہ برق تاب چمک کر گرا سپر کے دو ٹکڑے تلوار سر پر گری یا تو قبہ سپر پر چمکی تھی یا زیر تنگ پہونچی زمین کو تلوار نے بوسہ دیا سرہنگ فراق مع گینڈے چار ٹکڑے

ہوا کو ہیون مین بھگدر ہوئی ساحرون نے تلاش کرکے لاش مغرور کی اُٹھائی روتے پیٹتے خاک اُڑاتے طرف طلسم ہوش رُبا کے بھاگے صاحبقران نے بڑھ کر علم فوج کا فران قلم کیا بادشاہ لڑتے ہوے قریب لقا کے پہونچے لقا نے غل مچایا یارو اس بندۂ خاطی کو لینا قدرت کے ساتھ بے ادبی کرتا ہی قدرت رحمدلی سے مجبور ورنہ سنگ سیاہ کردیتے لیکن بادشاہ جمجاہ سروران لقا کو زخمی کرتے ہوئے قریب لقا کے پہونچے لقا نے تیغہ مارا بادشاہ نے تیغہ قمقام پر روکا ام بجاوے سے ہاتھ نکالکر خبردار کہکے ہاتھ مارا لقا کا سر زخمی ہوا پکارا یارو دوڑو فرق قدرت شگافتہ ہوا اگر خون قدرت کا زمین پر گریگا قیامت آجائیگی سب جل جاؤگے سنجانی باختری بیچ مین ٹوٹ پڑے کئی ہزار کافر مارے گئے مگر لقا کو بچا لیا ہوادار پر ڈال لیا فرار پر قرار کیا اہل اسلام مارتے ہوے چلے لشکر لقا بھاگا جاتا ہی سلیمان عنبر مو کو ہی سرپیٹ رہا ہی ارے یارو تھم کر لڑو مسلمان بے ادبی کررہے ہین قدرت ایسی تقدیرین خلاف کردیتے ہین کچھ بن نہین پڑتا یہ جوش جرأت مین اکثر پلٹ پڑتا ہی تھم کے لڑا مگر لاکھون بھاگے جاتے ہین سلیمان عنبر مو کو ہی بدحواس کہ سامنے سے لڑتے بھڑتے رستم پیلتن پہونچے دیکھا سلیمان کو ہیون کو لیے ہوے لڑرہا ہی رستم نعرہ کرکے جا پڑا سلیمان نے ہاتھ مارا تیغہ لنگر دار جوان طاقت دار رستم کا سر زخمی ہوا لیکن زخم کھا کے شیر بپھرا تیغہ کپتان فرنگی کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا ساعد سوہن کا تیغہ دست زبردست سے رستم نے ہاتھ لگایا سلیمان نے سپر فولادی سامنے کی لیکن سپر فولادی کشتی خود کو کاٹ کر تیغہ تا دو ابرو پہونچا سلیمان نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر نکلا رستم نے چاہا دوسرا ہاتھ مارون سر اس خود سر کا کاٹ لون بیچ مین ناصر کو ہی عنصر کو ہی تلوارین پکڑ کے جا پڑے سلیمان کو ہٹایا قاسم نے آکر ناصر کو ہی کو زخمی کیا عنصر کو لندھور نے اُٹھایا کو ہی ٹوٹ پڑے عنصر چھوٹ کر زمین پر گرا کو ہیان نے گود مین لیا اب لشکر لقا کو شکست فاش ہوئی جان بچانے کی تلاش ہوئی سر پر پاؤن رکھ کے بھاگے اہل اسلام پیچھا کیے ہوئے جاتے ہین بختیارک نے دیکھا اب باغ بینا قریب ہی لیکن آج مسلمانون کو بڑا غصہ ہی ایک زندہ نہ بچے گا حکم دیا طبل بازگشت بجوا دیا لشکر علیحدہ ہوے صاحبقران نے اپنے زخمیون کو اُٹھوایا بفتح و فیروزی داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے زخمیون کے علاج ہونے لگے لقا بارگاہ مین آکر بیہوش ہوگیا بعد عرصہ دراز ہوشیار ہوا گھبرا کر کہا قلم دوات لاؤ برائے افراسیاب خانہ خراب نامہ لکھو قہر و غضب قدرت تحریر ہو او بندۂ گنہگار ایسے نالایقون کو بھیجتا ہی مغرور نام کنندۂ جنم قدرت نے اسکو ہاتھ سے مسلمانون کے قتل کرادا الا جلد کسی ساحر معقول کو بھیج ورنہ طلسم کو تیرے درہم و برہم کردونگا عمرو کے ہاتھ سے سب کو قتل کراؤنگا خود

نہین برائے قدمبوسی آتا آج کل قدرت کو بڑا غصہ ہے خوب ثابت ہوا کہ تو بے ادب ہے بہت کچھ واہیات لکھوایا نامہ ملفوف کیا طرف ہوشربا کے روانہ کیا بیان صاحبقران زمان نے بعد کئی دن کے ملکہ صنوبر قد سے عقد کیا مصروف عیش و نشاط ہوئے ان دونون لشکرون کے حال وقت پر تحریر ہونگے

دو کلمۂ داستان حیرت بیان لشکر مہرخ و لشکر ملکہ حیرت و آمد ملکہ حسین سحر ساز دختر ملکہ صنعت سحر ساز و حالات جنگ ملکہ حسین مہ جبین لائق ملاحظہ ناظرین ساقی نامہ

ساقی دریا دلی عیان کر / کشتی مے ناب کی روان کر
بجلی کی چمک شراب دکھلائے / ساقی صفت سحاب دکھلائے

ہو آب شراب مین کچھ فرق / قلقل کی صدا ہو خندہ برق
بادل کی گرج سنائین میخوار / واعظ پہ ہو چھینٹون کی بوچھار

ہو جوش پہ مجر ساغر مل / کشتی شراب کا بندھے پل
کیفیت سحر ایاغ دکھلائے / نشہ مجھے سبز باغ دکھلائے

ہر چیز نگاہ مین ہری ہو / مٹکے کو کدو سے ہمسری ہو
خم سے مے سبز رنگ نکلے / صہبا کے سبو سے ڈینگ نکلے

طوطی مرغ کباب بنجائے / طاؤس بط شراب بنجائے
برسات کا آگیا ہے موسم / عالم مین بہار کا ہے عالم

ہے ابر بہار بر سر جوش / بادل سے فلک ہے بادلہ پوش
گھنگھور گھٹائین چھا رہی ہین / زلفون کا سمان دکھا رہی ہین

خنجر پے دوش ابر ہے برق / بجلی پے گوشوارہ ہے برق
جنبش کا لیے ہے نیشتر باد / ہر رگ ابر تر ہے فصاد

کالے بادل گرج رہے ہین / نقارۂ ابر بج رہے ہین
ہر سمت لپک رہا ہے کوندھا / پیاسا تر ہے اوندھا

بادل جو جھڑی لگا رہے ہین / اشجار جھڑی لگا رہے ہین
تلوار کا باڑھ پر ہے پانی / باغون مین کمر کمر ہے پانی

گردون پہ قلزم زمین ہے / ساحل کا کہین نشان نہین ہے
نارنج و کدو کنول بنے ہین / پھل تیغ دو دم کے پھل رہے ہین

دریاؤن کے پاٹ بڑھ گئے ہین / گردون پہ حباب چڑھ گئے ہین
قطرے سے یم روان دون ہے / دریا کا حباب پر گمان ہے

اس درجہ ہے آب کی روانی / فوارے اچھل رہے ہین پانی
موجین گرداب ہین نظر مین / کشتی کی طرح ہین پل بھنور مین

خشکی کہین نام کو نہین ہے / پانی کے لیے فلک زمین ہے
ہین بلبل و کبک ماہی آب / مرغ آبی بنے ہین سرخاب

مینڈھے پانی مین چل رہے ہین / مینڈھک کی طرح اچھل رہے ہین
بارش کا ہوا ہے طول قصہ / خشکی ہے جہان مین ایک حصہ

رکھتی نہین خاک پر ہوا پانون / ملتی نہین دھوپ کی کہین چھانون
کھلتا نہین چاندنی کہان ہے / غائب ہے کہ عرش پر مکان ہے

سورج کا پتہ نہین جہان مین / گر ہے تو شراب کی دکان مین
گم دہر مین مہر کی کرن ہے / گر ہے بھی تو ساز پیرہن ہے

حیرت ہے کہ ماہ شب کہان ہے / کیا جام شراب ارغوان ہے
زینت تو نہین نباسپر کی / رونق تو نہین بنا ہے سر کی

لوگون کو یہ دھوپ پر یقین ہے / مندر کے سوا کہین نہین ہے
چمکا کرتی ہے روز و شب برق / باقی نہین صبح و شام مین فرق

ہے مطلع مہر مطلع ابر / عاشق کو کیا جنون نے بے صبر
ہر چیز ہری نگاہ مین ہے / گمراہون کا خضر راہ مین ہے

سبزے سے رخ صنم زمین ہے / ہر سو فرش زمردین ہے
شاخ مرجان چمن کی ہے شاخ / شاخ نرگس ہرن کی ہے شاخ

ہم صورت خضر باغبان ہین ۔ ہر حوض مین سبز مچھلیان ہین
رخ پر خط یار بنکے نکلا ۔ دریا مین سوار بنکے نکلا
کوئل کو کی پپیہے بولے ۔ بلبل کو شجر بنے ہنڈولے
گل مارے خوشی کے پھولتے ہین ۔ غنچے شاخون پہ جھولتے ہین
عشاق کو ہجر کی نہین تاب ۔ چشمون کی طرح ہی چشم پر آب
کی بارش ابر نے خرابی ۔ مردم بنے مردمان آبی
اشکون سے ہوئے ہین بادہ ریا ۔ آنکھون ہین ساتھ ساتے ریا
بجلی کی کڑک سر آہ مین ہی ۔ برسات انکی نگاہ مین ہی
بس اے افق حقیر بس کر ۔ نیسان قلم کھلے برس کر
رخ ابر کا فکر نے کیا زرد ۔ برسات کا دونگڑا ہوا گرد

سبزے کو ہوا جو دی نمونے ۔ دکھلائے بہار کے نمونے
زخم دل عاشقان ہرے ہین ۔ دل پھولونکے مثل پان ہرے ہین
ہوبیل انگور کی رسن ہی ۔ تختہ ہر تختہ چمن ہی
سرخاب ملار گارہے ہین ۔ گردون تک پینگ جارہے ہین
رونے پر ایسے ڈٹ گئے ہین ۔ پردے آنکھونکے پھٹ گئے ہین
لاکھ ابر ہین ایک چشم تر ہین ۔ ہین سیکڑون بجلیان جگر مین
پھٹتا نہین ابر اشکباری ۔ گرتی نہین برق بیقراری
کیا بات جو سیل اشک تھم جائے ۔ ممکن نہین تنگ ابر جم جائے
مضمون کے بہائے خوب ریا ۔ کوزے مین سمائے خوب ریا
اشعار نے وہ تڑپ دکھائی ۔ بجلی نادم ہوئی لجائی

چہرہ حسینان گلبدن وگلعذاران غنچہ دہن غنچہ انجمن سامعان مین یون نغمہ سرا ہین یشعر سخن سنج وغواص دریاے ہوش ؛ چنین ریخت گوہر بدامان گوش ؛ جبکہ افراسیاب جادو نے لوح طلسمی سے فراغت پائی ایک ایک سے کہتا پھرتا ہی کہ لوح طلسمی مین نے توڑ ڈالی ٹکڑے اُسکے دریاے قلزم مین پھینکدیے مچھلیان اُس گوہر بے بہا کو نگل گئی ہونگی اب اُسکی ماہیت سے کون آگاہ ہوسکتا ہی حال کما ہی سے اسکو واقفیت نہین کون ایسا نہنگ دریاے جرأت ہوگا کہ اپنی جان دے تا بہ دریاے قلزم پہونچے اگر دستیاب بھی ہو تو کس کام کی کیا طاقت ہی کہ جو لوح کو تلاش کرے حیرت جادو کو حکم ہوا مقابلہ مسلمانان مین لشکر جا کر اتار دو بد دولت بھی کسی سردار زبردست کو براے تنبیہ ملکہ مہرخ وغیرہ روانہ کرینگے یا خود آکر اپنے نام پر طبل جنگی بجوائین گے ایک دن مین سب کا خاتمہ کردونگا یہان تمام اہل اسلام باغ زیور محل نشین سے فرصت پاکر آئے ہین بارگاہ مین سامان عیش ونشاط ہوگا مہتر قران کو بہت بھاری خلعت ملا آپس مین صلاحین ہورہی ہین کہ اب لوح کی کیا تدبیر ہو برق نے خبر دی حیرت جادو نے سر دربار بیٹھکر بمقدمہ لوح یہ جملہ بیان کیا باغبان قدرت نے یہ فرمایا افراسیاب کو سودا ہوا ہی لوح کو کوئی توڑ سکتا ہی لیکن ہان یہ خوب ثابت ہوا کہ کسی ایسے مقام محفوظ پر لوح کو اُسنے رکھا رسائی ہماری دشوار ہوگی لیکن بقوت الٰہی وبتائید فیوض نامتناہی لوح طلسمی دستیاب ہوگی لیکن حقیقت مین خواجہ عمرو نے جو کار نمایان کیے یعنی بشکل حیرت جادو حال لوح طلسمی افراسیاب سے پوچھا اب افراسیاب ایسا دھوکا نہ کھائے گا اپنے ہمزاد سے بھی حال لوح طلسمی نہ لکھے گا خواجہ عمرو نے اسد کو مطمئن کیا کہا بیٹا نہ گھبراؤ اپنا حال دل یاد کرو کہ تم بارہ ہزار

قزاق لیکر بر سر طلسم ہوش ربا چڑھ آئے وہ جوانان صف شکن بھی تھے راہ مین چھوٹے یکہ و تنہا تا بہ شہر نا پرسان پہونچے اکیلے ہی صحرائے حیرت مین قید ہوئے اب اسوقت عنایت پروردگار سے پچاس ملک بلکہ اس سے کچھ زیادہ تمھارے قبضۂ قدرت مین ہین فوج بیشمار سرداران نامدار ارکین طلسم ہوش ربا تمھارے شریک ہوئے اسقدر عظم و شان حاصل ہوا کہ یکایک افراسیاب بھی نہین مٹا سکتا وہ مالک بے نیاز رب کارساز یہ بھی سامان مہیا کر دیگا دامن مراد گلہائے آرزو سے بھر دیگا یہان تو یہ ذکر ہی اسد غازی کو جو بیقرار دیکھا سرداران نامور نے تسکین دی لیکن حیرت جادو آکر داخل بارگاہ ہوئی مصور جادو نے حیرت سے کہا ہمارے نام پر طبل جنگی بجواؤ تصویرین تیار کرتا ہون ایک ہی دن مین سب کا خاتمہ کر دونگا حیرت جادو نے کہا شہزادی آپ باعث برکت صحبت ہین سامری جمشید کے نواسے دشمنون کے خون کے پیاسے صرف آپکی وعا کافی ہی شہنشاہ فرما چکے ہین کہ مقابلہ صہرخ وغیرہ مین اُمرو ابھی طبل جنگ نہ بجوانا کسی ساحر بردست کو روانہ کرینگے وہ ایکدن مین سب کو گرفتار کرے گا لونڈی غلامون کی کیا حقیقت ہی بحکم سامری جمشید سب کچھ ہوسکتا ہی ابھی اشارہ کرون طنابین آسمان کی زمین پر کھنیچ دون دیکھا تھنے کسی طرح امید حصول لوح کی نہ تھی سامری جمشید نے سامان دکھایا مکار جادو لوح لیکر آیا اب شہنشاہ نے دریا مین بھجوا دیا اب بیان طلسم کشا سنئیے کہ یہان یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحرہ حسین آکر پہونچی ملکہ حیرت کو سلام کیا عرضی صنعت سحر ساز کی ہاتھون پر رکھا پیش کی حیرت نے کھولکر پڑھا ملکہ صنعت سحر ساز نے بعد القاب شاہانہ تحریر کیا ہی اے خاتون محل شہنشاہ اے زینت پہلوے عالی جاہ واضح ہو کہ کنیزون نے کئی مرتبہ مسلمانون سے لڑنے کا ارادہ کیا جیسے جیسے سحر تیار رہوئے آپ دیکھ چکی ہین یہ بھی ظاہر ہی کہ ہاتھ سے عیاران اسلام کے مین نے بڑے بڑے رنج اُٹھائے اب اس کنیز نے حال لوح بخوبی دریافت کیا کہ شہنشاہ نے لوح طلسمی کو خاک مین ملا دیا مین تیاری سحر مین مصروف ہون مگر بصد مشقت تمام ایک قصر سحر بنایا ہی تین کوس تک حصار کر دیا ہی بدون حکم ہمارے کوئی تا بہ قصر سحر نہ جا سکے چند باتین ابھی باقی ہین اندر اسی ہفتے کے حاضر ہوکر طبل جنگی بجواؤنگی جو ڈھنگ مین نے تجویز کیا ہی اسطور سے مقابلہ کرونگی حضور ملاحظہ فرمائینگی عیار مکار غدار دامن بھی کنیز کا نہ چھو سکے گا جو کچھ سامان ہوگا بپیش نظر اقدس ہوگا یہ کنیز خیر خواہ عرض رسا ہی کہ ایک ہفتہ لڑائی موقوف رہے طبل جنگی نہ بجوائیے شہنشاہ سے بھی عرض کر چکی فرمان شہنشاہ بنام اس خیر خواہ قدیم کے آگیا کہ تمھین اختیار ہی بس حضور سے بھی اطلاع کی ایک ہفتہ صحبت عیش و طیش مہیا رہے بعد ایک ہفتہ کے کل باغیون کو خار دونگی بی بہار وغیرہ کا مزاج پوچھونگی حیرت جادو عرضی صنعت کی پڑھکر پھول گئی کہا شہزادے

سماعت فرمایا ہماری قوت بازو زینت پہلو ساحران ہوش ربا مین سرفراز ملکہ صنعت سحر ساز
اب دل وجان سے مصروف ہوئی سحر ساحری مرگھٹ پر بیٹھکر تیار کر لیا قہر عالی بنایا اب قصور نہ کریگی
حالات صنعت سے ہم بخوبی آگاہ ہین مقبول بارگاہ ساحری وجمشید راز دار شہنشاہ ہوش ربا
اسم بامسمی سحر مین بےمثل ویکتا نقارے خوشی کے بجنے لگے برق لشکر مین بصورت ساحر موجود تھا نقارے
جو خوشی کے بجے ایک ساحر سے پوچھا اسوقت باعث خوشی کا کیا ہے اُسنے بیان کیا کہ نامہ ملکہ صنعت
کا آیا ہے اسی ہفتے کے اندر آکر مقابلہ کریگی وہ ترکیب کی ہے کہ عیار اُس تک نہ پہونچ سکین گے یہ خبر
وحشت اثر سنکر برق فرنگی بارگاہ مہرخ مین آیا تمام کیفیت سامنے خواجہ عمرو کے بیان کی خواجہ
عمرو کرسی پر جلوہ فرما تھے کہا ابے تجھے ان باتون کی کیا فکر ہے تجھے کس نے کہا تھا کہ تو یہ خبر لیکر اس محفل
عیش وراحت مین غم کا ذکر کیا جب حرامزادی آئیگی دیکھا جائیگا یہ تو بخوبی ظاہر ہے لنکا مین جو سب سے
چھوٹا وہ بھی باون گز کا نہ کہ ملکہ صنعت ہم بخوبی اُس سے ماہر ہین وہ بھی اس حقیر پر تقصیر کو خوب
پہچانتی ہین کئی مرتبہ قبضے مین کیا بچ گئین ابکی حرامزادی کو مار ہی ڈالونگا خبردار تو ایسی ویسی خبر لیکر
نہ آنا یہ فرماکر حکم دیا اسکی گردن مین ہاتھ دو برق کو ہمارے سامنے سے ہٹاؤ برق نے کہا استاد ہم
خود ہی جاتے ہین آپ کیون غصہ فرماتے ہین ملکہ مہرخ نے برق کو اشارہ کیا اسوقت باہر چلے جاؤ
استاد نشے مین ہین برق نے خود ملکہ بہار سے کہا استاد کی بات کا کیا اعتبار عیاری وغیرہ تو کچھ ہو نہین
سکتی باتین بناتے ہین عمرو نے یہ سن لیا کہا کیون بے ہم بڈھے ہوگئے یہ کہکر کوڑا ایکر کے اٹھے برق تڑپکے بھاگا
مہرخ نے خواجہ کا ہاتھ تھام لیا کہ اُستاد جانے دیجیے آپ کا شاگرد ہے بیہودہ بکتا ہے برق تو ٹہلتا ہوا بیرون
لشکر آکر ٹھہرا دیکھا سامنے سے مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو آتا ہے چالاک نے برق کو دیکھا پوچھا
کیون مہتر صاحب اسوقت کس فکر مین کھڑے ہو برق نے کہا اے مہتر والا گہر اُستاد کی عقل مین فتور
آگیا ہر وقت غصے مین رہتے ہین صنعت سحر تیار کر چکی صبح وشام مین آیا چاہتی ہے اسکی فکر واجب لازم
ہے استاد نجانے پائین ہم تم ملکہ حرامزادی کو مارین چالاک نے کہا بھائی برق قبلہ وکعبہ کی باتون
کا خیال نکرنا اُنکا نام ہوگیا بیٹھے باتین بنایا کرتے ہین ٹوک کر عیاری ہو تو کیفیت کھلے آنے دو صنعت
حرامزادی کو ہم تم صلاح کرکے مارینگے قبلہ وکعبہ سے کیا ہوتا ہے اسد غازی اُنکے فرزند ہین
یہان بات خوب بنی ہوئی ہے ہم خوب مٹول چلے ہین ادبخی دو کان پھیکا پکوان دونون نے آپس مین
صلاح کی جانسوز آئے اُنھون نے کہا بھائی ہم بھی تمھارے شریک ہین کہ ضرغام بھی آئے چارون ملکر
صلاح کرنے لگے کہ جنگل سے شیر کے دھاڑنے کی آواز آئی دیکھا صاحب نغدہ گران مہتران تشریف لاتے

ہین قران نے چالاک برق و جانسوز و ضرغام کو دیکھا ہنس ہنس کے کھلا جین کر رہے ہین
قران کو سب نے سلام کیا قران نے پوچھا آج کیا صلاح ہو رہی ہے برق نے کہا خلیفہ صاحب
ہماری شراکت کرو گے استاد بھی یاد کرین کہ برق نے کیا کارنمایان کیا ہر چند ذرا دست چالاک کو
ساتھ لین گے صنعت کے جی چھڑا دینگے قران نے برق کا کان لیا کہا کیون بھورے استاد کو تو ایسا
سمجھا ہے عمر بھر ایڑیان رگڑ رگڑ کے مر جاؤ گے مثل خواجہ عمرو کے ایک عیاری نہ کر سکو گے دیکھا باغ زیور
محمل نشین مین کیا کام کیا عیاری نہ تھی کرامات دکھائی برق و چالاک نے منھ پھلا لیا کہا جی ہان ہوگا
قران نے کہا بھائی مین تمھاری شرکت نہین کرونگا برق نے کہا آپ کو شریک کون کرتا ہے قران
ہنستے ہوئے طرف بارگاہ مہرخ کے چلے یہان ملکہ مہ جبین نے حکم دیا وقت آخر ہے دن قلیل باقی ہے سائبان
زربفتی بیرون بارگاہ آراستہ ہو سب صاحب چلکر وہان تشریف رکھین بموجب ارشاد فیض بنیاد ملکہ عالم
سائبان زربفتی کھنچا تخت پر ملکہ مہ جبین گرد سرداران عالی وقار ساحران نامدار ملکہ مہرخ و بہار و ملکہ
سرخ مو سے کاکلکشا و ملکہ ہلال سحر افگن وغیرہ آکر بیٹھین دنگل شوکت پر شہسوار عرصہ یکہ تازی اسپ
ہین کرب غازی پہلو مین شاہزادہ صندلان صندلی پوش عاشق جمال صندلان ملکہ گوہر جادو
ایک جانب محمل نشین شوہر اسکا لاہوت جادو چھ ساحران نامدار دنگلہاے زرین پر متمکن تنظیم لشکر
اسلام مصاحب شوکت و لیاقت باغبان قدرت سامنے تخت شہنشاہی کے حاضر ہے یہ خبر حیرت کو
پہونچی کہ بیرون بارگاہ مہ جبین نے لشکر آراستہ کیا ہے یہ بھی باہر نکل آئی تخت یاقوتی آراستہ ہوا
بصد شوکت و صولت تخت پر آکے بیٹھی کل وزرا امرا نے چار جانب سے آگے گھیر لیا دورا سردارون
کا بندھا حکم دیا ناچ شروع ہوا رقاصان پری طلعت روبروے تخت حیرت الکہتا ہین مارنے
لگین نشے مین شراب کے حیرت جادو اسکا حسن عابد کش زاہد فریب چہرہ رشک آفتاب زیور
نایاب باتون مین شوخی آتش رخسار کی گرمی سب سردار بہ نگاہ حیرت جمال حیرت کو دیکھ رہے
ہین پانچون عیار بچیان با نہلے عیاری سے آراستہ مثل حواس خمسہ خدمت مین حاضر ہین پانچون عاشق
مزاج شوخ و شنگ اپنے اپنے حسن پر نازان طرز معشوقی مین سرفراز صرصر نے رقاصہ کو اشارہ کیا کوئی
غزل معقول گاؤ اس بت طناز سیمتن گل اندام نے گنگنا کے یہ غزل عاشقانہ موسیقی ہی کی شروع کی غزل

لگائی تھی دل مین اب لگ بیٹھے کسی سے ہم	پر کیا کرین کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم	ہنستے جو دیکھتے ہین کسی کو کسی سے ہم
منھ دیکھ دیکھ روتے ہین کس بیکسی سے ہم	تجھسے نہ بولو تم اسے کیا کہتے ہین بھلا	انصاف کیجے پوچھتے ہین آپ ہی سے ہم
اس کو مین جان دینگے ہدا ہجوم شوق	آج ادر زور کرتے ہین بے طاقتی سے ہم	صاحب نے اس غلام کو آزاد کر دیا

لو بندگی کہ چھوٹ گئے بندگی سے ہم منھ دیکھنے سے پہلے نہ کس دن وہ صاف تھا	بے روئے مثل ابر نہ نکلا غبار دل بیوجہ کیون غبار رکھیں آرسی سے ہم مومن نہون جو ربط رکھیں بدعتی سے ہم	کہتے تھے انکو برق تبسم ہنسی سے ہم بے نام آرزو کا کہ دل سے نکال لین

حیرت جادو نے مسکرا کر کہا کوئی غزل زیب النسا مخفی کی سناؤ صاحبان عصمت و عفت شاہزادیان اُس
پری خلعت کے کلام کو بہت پسند فرماتی ہین گانیوالی تعلیم یافتہ صحبت حیرت پڑھی لکھی ہاتھ بڑھا کے غزل مخفی
صفت حسن و جمال مین شروع کی ہاتھ بڑھا بڑھا کے بتانے لگی بہ الحان اس غزل کو گانے لگی غزل زیب النسا مخفی

تو ای در ملک خوبی صاحب تاج ہمہ زلف تو با زلف پریشان اگر پابند عشقت دل نمی بود ز طوفان سرشک دیدہ مخفی	بہ پابوس تو خوبان جملہ محتاج متاع کفر و دین اگر بتاراج ز اقلیم بدن میکردم اخراج شد آخر در امن بحر مواج	بدست کس نیاید چین زلفت اگر خالی خراج حسن گیری بجون بے گناہان سعی کم کن	رسیدہ پایہ حسنت بمعراج ہنت یوسف مصری بہ باج بکنج دفن چراغ کلم محتاج

ان اشعار کو پڑھکر دامن حیرت کا تھام کے مچلنے لگی

اس طور سے بتایا کہ اہالیان محفل وجد مین تھے حقیقت مین حسن و جمال پر حیرت کے دیکھنے والے فریفتہ تھے گانیوالی
کا زلفین عنبرین حیرت کی جانب اشارہ کر کے پریشانی ثابت کرنا سر جھکا کے ٹھنڈی سانسین بھرنا
محفل مین صدائے آہ یا واہ بلند ہوئی صرصر رفتار سے کہتی ہو حقیقت مین اس وقت یہ گانیوالی کمال
کر رہی ہو لیکن اس نگوڑے ساربان زادے کا گانا ایسا ایسا سُنا ہو کہ کسی کا اب گانا پسند نہین آتا نے بجا کے
کلیجہ نکال لیتا ہو وہان بھی بیرون بارگاہ جلسہ ہو بڑی مصیبت سے بچکر سب آئے ہین یقین ہو عمرو
سے فرمایش ہو سب عمرو کے گانے کے مشتاق ہین شاید نگوڑا نی بجائے چلو بوا صبا رفتار وہان کا
بھی جلسہ دیکھو آئین صبا رفتار نے کہا ہر رنگ مین نگوڑے عیار ہمکو تمکو پہچان لیتے ہین ایسی نگوڑے
باتین بناتے ہین طبیعت پریشان ہوتی ہو ابھی راہ مین مجکو چھتر قران ملگیا تھا ہاے وائے کرنے لگا ہوا
مین نے چاہا نیچے کھینچکر جا پڑون وہ نگوڑا خود ہی سر جھکائے دیتا تھا لیکن حقیقت مین بڑا جری بہادر
عیار ہو اُسکے قدم سے نام عیاری روشن ہو بڑے بڑے ساحرون کو اُسنے مار کس قیامت کا نعرہ چلتا ہو
صرصر نے کہا سب کچھ ہو لیکن عمرو کا شاگرد ہو باغ زیور محل نشین مین میان قران عمرو کو نہ
پہچان سکے جت پٹ ہو گئے صبا رفتار نے کہا آپس مین کبھی بدی ہو گی شمیمہ نقب زن تڑپ کر آگے
بڑھی اُسنے کہا حضور خفا نہون تو مین عرض کرون جسکا عیاری نام ہو وہ برق فرنگی کا کام ہو نام
عمرو کا روشن کرتا ہو مفت مشہور ہو نرے سیاہ نام افسر کا میان عمرو کو بنا کے بٹھا دیا شرارہ سنگ انداز نے
بھڑک کر بولی چھتر ضرغام شیر دل عیار طلسم کشا صاحب شرم و حیا بے مثل و بے نظیر طرار خنجر گذار

لیئق بڑے بڑے کام کرتا ہی شاہین خنگل کشا ہنس پڑی کہا صاحب جانسوز بن عمران عجب عیار نامدار ہی اپنے اپنے عاشقون کی تعریفین کر رہی ہین صرصر نے منھ پھیر لیا کہا یہ سب عمرو کے بتائے ہوئے ہین تمام عالم مین مشہور ہی ایک لاکھ چوراسی ہزار ایک بچہ خواجہ عمرو کا خدمتگزار ہی ایسا کون نامی و نامدار ہی یہ باتین حیرت نے سنین کہا بوا صرصر کیا تکرار ہی کہا حضور عیارون کا ذکر تھا مین نے یہ کہا کہ عمرو سب کا اُستاد ہی یہ سب صاحب اور کچھ فرماتی ہین شاید ایسا ہی ہو مجھے کیا کام حیرت نے سُنکر کہا عمرو کا نام دم سے چالاک کے روشن ہی بڑا عیار پُرفن ہی اسی طرح کے ذکر محفل مین درپیش ہین کہ یکا یک آسمان سے لگا ابر سفید پیدا ہوا رعد کی کرج برق کی تڑپ نہایت تکلف سے چرخ کرتا ہوا قریب لشکر حیرت آکر پہونچا حیرت نے سر اُٹھا کر دیکھا فرمایا شاید کوئی سردار زبردست آتا ہی ابر شق ہوا ہزارون برقین ٹوٹ کر زمین پر گرین وہ خوشبو آئی کہ دماغ جان معطر ہو گیا ملکہ حیرت کی نگاہ بڑی عیار بھی جا بجا بصورت مبدل حاضر ہین دیکھا کئی ہزار کنیزان زرین پوش اپنے اپنے حسن مین یکتا ایک ایک گلعذار ماہ رخسار تخت یاقوت احمر پر ایک شاہزادی مثل ستارہ سحری زیور مین پھولون کے لدی ہوئی چہرہ ماہ تابان پیشانی نور آگین جبین مہ جبین بوٹا سا قد بدھیان گلے کا ہار سرو گلزار سے قد زیبا کو کیا مثال دون وہ ایک آزاد کردہ باغ حسن و خوبی پھولون کی رنگت روبروے عارض انور اُڑی جاتی ہی جسم مین بھینی بو خوشبوے مشک و عنبر شرماتی ہی زلف رسا تا کمر کاکلین چہرے پر آراستہ جیسے ناگنون کا دھوکا جب ہوا سے عارض انور ہلین نور ظلمت کا نقشہ معلوم ہوا بوے زلف معنبر سے سارا میدان بسا ہوا عطر آگین مشک بیز مسلسل معنبر معطر بہ قول شاعر غزل در صفت زلف عنبرین

مین دیکھکر یہ طول نہ کیون ہون فدائے زلف
جز ابتدا نظر مین نہین انتہاے زلف

حسرت ہی رہگئی دل عاشق مین ہاے ہاے
شانہ نے کچھ بیان نہ کیا ماجراے زلف

یارب دراز ہو شب ہجران سے بھی زیاد
رہتی ہی یہ دعا مرے لب پر براے زلف

عاشق کے دل کو فکر دوئی سے نہین فراغ
شانہ بھی سر لگائے ہوئے ہی قفاے زلف

عاشق کو دیکھ دیکھ کے ہوتا ہی پیچ و تاب
ثابت نہین کسی کو ہی کیا مدعاے زلف

سمجھا جو بیقراری خاطر نے انتشار
ہم کہتے کہتے بھول گئے ماجراے زلف

میری بھی داستان کو اسی طرح طول ہی
جس طرح ہی دراز ترا ماجراے زلف

دیتا ہون اپنی جان اگر کیجیے قبول
رکھتا ہون اور کیا جو کھینچ دن بہائے زلف

پائی تمھارے سر پہ جگہ واہ رے نصیب
کیا ان دنون ہی اوج پہ بخت رساے زلف

اللہ رے ضبط عاشق بیچارہ مرگیا
اتنا بھی اُسکے منہ سے نہ نکلا کہ ہائے زلف

سچ ہی ہجوم شوق بھی ہی قہر اے نسیم
کیا کیا بلائین سہتے ہین ہر شب برائے زلف

زلفون کے پیچ و تاب ابروے خمدار رشک ہلال شب عید ہین نزدیک طبع روشندان یہ مثالین بعید ہین خنجر تہون کلیجے پر زخم کھاؤن یا نیچۂ اصفہانی موے ابرو جوہر ہین دندان درج دہان مین رشک گوہر ہین لبون سے معجز نمائی ظاہر آب جاہ ذقن طیب و طاہر نزاکت مین بینظیر وہ حور پیکر پریوش تخت سے اُتری ملکہ حیرت جادو کو تسلیم کی ملکہ حیرت نے ہاتھ پھیلا دیے سر سینہ سے لگا کر فرمایا اے ملکہ حسین سحر ساز صاحب کرشمہ و ناز کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی کنیز نے سُنا کہ آج کل حضور کو بڑے بڑے ملال ہین بی بہار وغیرہ کے بڑے جاہ و جلال ہین سر پیٹنے کی جگہ ہی عضو ردنیا کا خون سفید ہی نہین معلوم انہین کیا بھید ہی بی بہار آپ کی دشمن ہوئین سنتی ہون رنگ مزاج بدل گیا لوح پر بڑی بڑی افتادین پڑین بی بہار صاحب طلسم کشا کو لے پہونچین ذرا مجھے تو بیان کیجیے کیا معرکے گذرے ملکہ نے اپنے پہلو مین کرسی پر جگہ دی کہا بی تم یہ حال سُنکر کیا کروگی سب انتظام ہو چکے دشمنون کی جان کو خوب روچکے اب اُن سب پر بلا نازل ہوا چاہتی ہی تمھاری مادر مہربان ساحران طلسم ہوش رُبا مین ممتاز ملکہ صنعت سحر ساز جا کر مرگھٹ پر ٹھہری ہین قصر سحر بنا کے حصار تیار کیے اب اُنکا نامہ آیا قسم دے کر لکھا ہی کہ اب آپ طبل جنگی نہ بجوائیے مین اندر اسی ہفتے کے آتی ہون باغیون کو مزا چکھا دونگی مثل بادنجان اُبنر آکے گروونگی حسین نے کہا مادر مہربان کئی مرتبہ لڑ چکی ہین یا پہلے ہی مرتبہ قصد کیا ہی حیرت نے ماتھا کوٹ لیا کہا بی بی کیا کہون نگوڑے عیارون نے ناک مین دم کیا ہی ملکہ صنعت نے بڑے بڑے سحر کیے سب سردار عاجز ہوئے کوئی اُنکے سحر کو نہ روک سکا کوکب نے اپنے سردار بھیجے لیکن عیارون نے ایسا ستایا ہر مرتبہ ملکہ نے ملال اُٹھایا اب اسی واسطے انھون نے یہ تدبیر کی ہی کہ عیار مجھ تک نہ آسکین سردارون کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی حسین نے عرض کی اب والدہ کی تکلیف کی کچھ ضرورت نہین ہی حضور میرے نام پر طبل جنگی بجوائین مین سب سے سمجھ لونگی سب سے زیادہ مجھے بی بہار صاحب کا خیال ہی میرے طور کے سحر اختیار کیے ہین بہت پھول گئی ہین باغ بناتی ہین یہ تو سحر ہمارا ایجاد کردہ ہی ہمارے باغ چلکر دیکھیے کیسے کیسے گلہاے رنگارنگ نخلہاے سایہ دار حوضہاے لطیف عندلیبان ظریف تمام باغ پر بہار عروس چمن کے بناؤ جوانان گلشن کے نکھار ایک ایک چمن بے نظیر گل مہتاب رشک ماہ منیر نرگس شہلا آنکھ دکھاتی ہی چشم معشوق شرماتی ہی شراب شبنم کے دو صبا کی مستانہ چال ہر نخل سرسبزی سے نہال بی بہار ایسے سحر کیا جانتی ہین کبھی کوئی باغ بیخزان بنایا کسی

رنگ شعبدہ دکھایا حیرت نے کہا بی بی تم میری وزیرزادی کی صاحبزادی ہو کیا تمکو جھوٹا کرون
بہار نے ایسے ایسے سحر کیے ہزارون کے قلب الٹ دیے سیکڑون نے اپنے گلے کاٹ ڈالے مرشدزادے
ہمارے مصور جادو مثل تصویر خاموش تھے اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے جان دینے پر راضی اگر
افراسیاب نہ آتا تڑپ کے مرجاتے حسین نے مسکرا کر جواب دیا ہان حضور سرکار کی بہن ہین وہ بڑی
پُرفن ہین میدان کارزار مین کیفیت کھل جائیگی جو ہونٹھ ہلانے دون دختر صنعت نہ فرمائیے گا تنکے
جنوا دون بھائی کو بھائی سے لڑوا دون آخر حیرت نے کہا بی بی اپنی بارگاہ مین جا کر بیٹھو مین مناسب
دیکھونگی تو شام کو طبل جنگی بجوا دونگی حسین یہ کہکر اُٹھی اگر حضور شب کو طبل جنگی نہ بجوائین گی تو بندی
عرض معروض وقت سحر بی بہار کو ٹوکونگی ملکہ حیرت خاموش ہو رہی جب حسین جا چکی وزیرزادیون
سے کہا دیکھو صاحبو چھوکری بڑی ضدن ہے اگر کوئی افتاد پڑے تو بی صنعت شکایت کرین کہ
میری صاحبزادی کو نہ روکا وہ اپنے سحر مین بھولی جاتی ہین تو بہار سے مقابلہ کرنے کو کہتی ہین
وزیرزادی نے کہا حضور آپ ایک نامہ بی صنعت کو لکھیے صاف صاف تحریر فرمائیے آپ کی
صاحبزادی بی بہار سے مقابلہ کو کہتی ہین ہمنے لاکھ منع کیا نہین مانا ہمارے کہنے کو خلاف جانا خوب
آگاہ ہو کہ بہار کالا ناگ ہے کسکو اُسنے نہین ڈسا کہان کہان زہر نہین اُگلا تنکے جنوا دینا اُسکا کام
ہے رنگ باغ سحر مین اُسکا نام ہے پس صاحبزادی کو لکھ بھیجیے کہ بدون ہماری اطلاع طبل جنگی بجوانے
کا ارادہ نہ کرین بی بہار سے نہ لڑین اپنی ماکی تحریر دیکھکر آپ تامل کرینگی اس قدر نہ غل کرینگی
حیرت کو یہ بات پسند آئی اسی مضمون مذکور کا نامہ بنام صنعت لکھا گلشن اپنی کنیز کو دیا کہا
گلشن بجو بی صنعت کو زبانی بھی سمجھانا کہ صاحبزادی کو روکین گلشن نامہ لیکر چلی برق کھڑا دیکھ
رہا تھا گلشن کا پیچھا کیا تڑپتا ہوا چلا جب گلشن جنگل مین پہونچی برق فرنگی نے روغن عیاری
کا لگاکے صرصر کی شکل بنکر تیار ہوا آگے بڑھکر سایۂ نخل مین ٹھہرا گلشن بھی پہونچی صرصر کو دیکھکر پکارا
بوا صرصر کہان کھڑی ہو برق نے پلٹ کر کہا حضور حال نہ پوچھیے آٹھ پہر ہجوم نے جینے سے کام ہے
عیارون کی فکر مین نکلی ہون تم کہان چلین برق نے گلشن کو باتون مین لگایا جب گلشن نے منہ
پھیرا حلقے کمند کے گلے مین ڈال دیے حباب بیہوشی مارا گلشن بیہوش ہو کر گری گلشن کو درہ کوہ مین
ڈال دیا رنگ روغن عیاری کا لگا کر بصورت گلشن آراستہ ہوا نامہ پاس سے اسکے لے لیا
صنعت کی طرف سے پشت پر جواب لکھا نور نظر پارۂ جگر طال عمرہٗ بعد دعاے ترقی حسن و جمال اے
ماہ فلک جاہ و جلال اے بدر کامل چرخ افسونگری ای نیر برج ساحری تمہارا حال ہمپر خوب روشن ہے

لیکن بی بی مین قسم کھا چکی ہون مصروف عیش و نشاط رہو طبل جنگی نہ بجواؤ ہم آکر اپنے سامنے بہار سے تمھارا مقابلہ کرائینگے بیشک تم بہار پر غالب آؤ گی لیکن خبردار خبردار لڑنے کا ارادہ نکرنا خوب بڑا ایسا مضمون برق نے لکھا لفظ لفظ سے الفت مادری ٹپکتی تھی اُس کاغذ کو لیکر جھولی مین رکھا طرف بارگاہ حیرت کے چلا بلا تکلف بصورت گلشن لشکر حیرت مین داخل ہوا ہرچند کہ ڈر رہا ہے کہ کہین صرصر نہ آجائے لیکن دل سے کہتا ہے کہ سمجھا جائیگا سینہ سپر کرکے بارگاہ حیرت مین آیا حیرت نے کہا کہو بی گلشن جلدی پلٹ آئین برق نے کہا حضور مین بارگاہ تک نہین گئی جنگل مین شکار کھیل رہی تھین نامہ پڑھکر بہت خفا ہوئین اُسکی پشت پر لکھ تو دیا حیرت نے لیکر پڑھا مضمون مسطور مندرج تھا حیرت بہت خوش ہوئی کہا بوا گلشن یہ نامہ جاکر بی حسین کو دو زبانی بھی خوب سمجھانا کہ بی طبل جنگی بجواؤ گی تو امان جان بہت خفا ہونگی برق نے کہا حضور مین بخوبی سمجھا دونگی حیرت نے نامہ دیا برق بصورت گلشن اکڑتا ہوا طرف بارگاہ حسین کے چلا راہ مین سب نے دیکھا گلشن کنیز ملکہ حیرت کی ایک ایک سے پھکڑ لڑتی ہوئی جاتی ہے کسی کا منھ چڑھا دیا کسی کے چٹکی کاٹ لی کسی کو انگوٹھا دکھایا کسی کو ہنسایا کسی کو رلایا دیکھنے والے پھڑکے جاتے ہین کہ دیکھو حسن پر گلشن کے بہار ہے کیا نازنین قطعدار ہے بلائے روزگار ہے ظالم سینے پر کیا ابھار ہے برق ایک کو گالیان دیتا ہوا کمبخت نگاہون مین کھائے جاتے ہین نگوڑے نظر لگاتے ہین درکور گھورنے والون کی آنکھین پٹم ہوجائین نگوڑے بھڑوے ٹٹولتے پھرین اندھے ہوکے کنوین مین گرین حسین سے کنیزون نے عرض کی بی گلشن آئی ہین ملکہ حیرت نے شاید آپ کی مادر مہربان کو نامہ لکھا تھا جواب آگیا حسین نے کہا آنے دو مین امی جان سے نہین ڈرتی کنیزون نے کہا نہین حضور بزرگونکی بات کا ماننا ضرور ہے گلشن سامنے آئی حسین کو سلام کیا نامہ ہاتھ مین دیا گلشن کو کرسی دی برق بلا تکلف آکر کرسی پر بیٹھا کہا اے ملکہ عالم آپ نے اپنی بارگاہ مین کچھ انتظام نہین کیا ایسا نہو کسی کی صورت بنکے عیار چلے آئین دشمنون کو آزار پہونچائین حسین ہنس پڑی کہا بوا گلشن دیوانی ہوئی ہو یہان نگوڑا عیار آکر کیا کریگا آئیگا تو جوتیان کھائیگا برق نے کہا اچھا حضور نامہ پڑھیے حال کھلجائیگا حسین نامہ پڑھکے بہت جھلائی کہا امی جان کو سودا ہوا ہے مین ضرور بہار سے لڑونگی بی حیرت نے مجھے دبا ڈالا میری مان کا نامہ منگا دیا اب تو مجھے ضد ہوگئی ضرور مسلمانون سے مقابلہ کرونگی برق نے کہا آپ کیون غصہ کرتی ہین آپ کو اختیار ہے جس سے چاہیے لڑیے کسی کو کیا دخل ہے گانا سُنیے حسین نے کہا بوا گلشن تمھین گانا سُننے کا بڑا شوق ہے ہماری عشق بائی کو بلاؤ دیکھو بی گلشن ہماری خواص خاص علم موسیقی مین طاق شہرہ آفاق ہے کنیزین دوڑین ایک نازنین سامنے آئی مسکراتی ہوئی زلفین عارض پر بل کھا رہی ہین نازک مزاج ملکہ حسین سے پوچھا کہ کیا حکم ہے حسین نے کہا بی گلشن کو گانا سُناؤ اُسنے اُسی وقت ساز درست کرایا خوب گائی سب نے تعریف کی لیکن بی گلشن بھولی بیٹھی

ہین کچھ تعریف نہ کی حسین نے کہا کیون بی گلشن ہماری خواص کیسی گاتی گلشن نے کہا حضور بے سُری ہی حسین کو بہت ناگوار ہوا کہا بی گلشن تم بھی کچھ جانتی ہو گلشن نے کہا حضور ہان کچھ آتی ہین بائین شائین کاٹ کے پائے گا نا روتا کسے نہین آتا خواص نے بھی کہا حضور بی گلشن کا گانا سُنیے یہ بڑی سُریلی ہین برق تڑپ کے سامنے حسین کے کھڑا ہوا کہا حضور میں گنگنا کے برق تانین مارنے لگا بجلی چمکنے لگی لہرے اُڑانے لگا ساون گانے لگا کبھی ٹھمریان گائین کبھی بتاتے بتاتے یہ غزل شروع کی غزل

عقل نے الفور یہ دیدار صنم نے کھو دی — وصل کی رات شکایات مین ہمنے کھو دی

کھل کے مرجانے کا پھل پایا یہ الفت چشم — کہ لحد نشتر مژگان صنم نے کھو دی

گرد عصیان سے نہین پاک دل دنیادار — اس نگینے کی جلا نقش درم نے کھو دی

وصل خوش کر نہ سکا چھایا ہی ایسا غم ہجر — تھی جو تریاق کی تاثیر وہ سم نے کھو دی

ایک کاسے پہ کیا سارے جہان کو مہمان — تھی جو کچھ جام کی توقیر وہ جم نے کھو دی

سوجھتا کچھ نہین رونے کے سوا اب مجکو — روشنی آنکھ کی اس درجہ درم نے کھو دی

صدق و کذب ایک سے شاکی ہین بجا کاذب ہے — سچ تو سچ جھوٹ کی بھی قدر قسم نے کھو دی

سیم اور زر کی محبت ہی بتون کی الفت — گوہر دین کی ضیا جبکہ درم نے کھو دی

ای شباب ایک تو پیری مین بھی راحت پائی — تھی تواضع مین جو تکلیف وہ خم نے کھو دی

کس نے کی جان قبول اُس سے جو کہتا ہی کوئی — ہنس کے کہتا ہی وہ بیباک کہ ہمنے کھو دی

ایسی برق نے جو تانین لگائین حسین نے موتیون کا مالا اُتار کر دیا کہا ای گلشن کیا کہنا تمھارے سامنے کون سرسبز ہو سکتا ہی گلشن نے دست بستہ عرض کی حضور دربار مین ملکہ حیرت جادو کے کمال کی بڑی خواہش ہی لاکھون روپیہ اپنے صرف کرتی ہین کامل اگر ہم لوگون کو سکھاتے ہین ہم لوگ بھی کام کرتے کرتے نگاہ مین اُڑا لیتے ہین حضور عمرو عیار جو مشہور ہی اُسنے دربار مین ملکۂ عالم کے آکر عیاری کی ایسا کمال کیا کہ سب کے ہوش اُڑ گئے ایسی معقول ساقی گری کرتا ہی کسی کو باقی نہین چھوڑتا مین نے بھی آنکھون سے دیکھا وہی ڈھنگ اُڑا لیا حسین نے کہا ساقی گری بھی کوئی چیز ہی شراب کا پلانا برق نے کہا نہین حضور بڑے کمال کی بات ہی عیاری کی گھات ہی پیشواز پہنکر ناچتا ہی منھ سے گاتا ہاتھ سے تیا تار سے لاکر شراب پلاتا قطرہ نہ گرے پینے والا راضی ہو جاے مین بھی اسوقت امتحان کرون حسین بہت خوش ہو کہا بوا گلشن اگر دس جام گر پڑین ایک کا بھی انجام بخیر ہو تو انتہا کا کمال ہی برق نے کہا نہین حضور گرے کیو تکر شرط بدکے مین بھی اس کام کو کرونگی حسین نے کہا مین حیرت سے کہکر تمھین مانگ لونگی گلشن

کی وجہ سے بڑی دل لگی رہیگی برق نے کہا ہم آٹھ پہر حاضر ہین خوب آپ کو راضی کرینگے حسین نے پیشواز اپنی منگواکر دی برق نے زیب جسم کی زیور بھی حسین سے مانگ کر پہنا کہا حضور کنجی میخانے کی مجھے دیجیے جب ہم ساقی ہون تو کوئی باقی نہ رہجائے حسین نے خوشی مین آکر کنجی میخانے کی حوالے کردی برق نے بہ تعجیل تمام شراب کو خراب کیا بیہوشی ملائی چند گلابیان آراستہ کرکے بارگاہ مین لایا حسین نے کہا دیکھو صاحب کس سلیقے سے شراب لائی ہے جو نہ پیتا ہو اسکا بھی جی چاہے برق نے پہلے تو ناچنا شروع کیا ایسی گت ناچا اہالیان محفل دنگ ہوگئے ہر خرد و کلان تعریفین کر رہا ہے برق نے اہالیان محفل کو پامال کر ڈالا ناچتے ناچتے جھکا جام بلورین لبریز کیا اٹھاکر سر پر رکھا ٹھوکرین لیتا ہوا چلا اپنے کمال پر نازان یہ ساقی نامہ ورد زبان ساقی نامہ

ساقی سامان طرب کا دکھلا
پشتوازہ ہو صافی مے تر
گھنگھرو قطرے شراب کے ہون
سارنگی ہو شیشۂ مے زر
جو مست ہو تالیان بجائے

مجرا بنت العنب کا دکھلا
محرم کی کٹوریان ہون ساغر
دوڑے چشم کباب کے ہون
ہو سیخ کباب صورت گز
رقص اپنا چھلک کے مے دکھلائے

ہو شیشۂ محل خم مے ناب
غمزہ ہو شراب ناب کا جوش
طبلہ دست سبو بجائے
ساغر کرین چل ترنگ سے ساز
ساغر کرین وجد مست ہو کر

آنکھین جھپکین جائے فرش کمخواب
گھونگھٹ بنے دست زیدہ ہوش
بانگ قلقل ترانے گائے
تیغین ہون مجرے کی ہم آواز
تانین توڑین شکست ہو کر

یہ ساقی نامہ اشعار مستانہ جو برق نے گائے اہالیان محفل کے منھ مین پانی بھر آئے اگر زاہد صد سالہ ہوتا جوش مین قصد کرتا کہ ایک جام پیون ساقی ماہ رخسار کا بوسہ لے لون بلکہ حسین سحر ساز تڑپ رہی ہے کہتی ہے آج گلشن نے محفل کو باغ و بہار کردیا برق فرنگی کا ناز و کرشمے دکھانا تن تن کے تانین لگانا اشعار صفت شراب مین گانا اس مطلع کو کس دھوم سے گایا مطلع

ساقی بنور بادہ برافروز جام ما	مطرب بگو کہ کام جہان شد بکام ما

حسین تڑپتی ہے کہ جلد جام شراب میرے پاس لائے جام پیون انعام مین اسکو کنٹھا یاقوت احمر کا دون برق فرنگی بتلا رہا ہے اہل محفل کو قتل کیے ڈالتا ہے کبھی سینے پر ہاتھ رکھکے سسکیان بھرتا ہے اور ٹھمری شروع کی (جوبن بیتو جائے) لوگون پر چھریان پھر رہی ہین اہالیان دربار حسینون کے خواستگار حاضر ہین جاتے ہین گلشن کو بے بھا گئین اس ناز و کرشمے سے فرنگی نے اسوقت رنگ جمایا کمر مین خنجر لگا ہوا دل مین ہے کہ سارے جلسے کو بیہوش کردون حسین سحر ساز کو قتل کرکے بھاگون صنعت کی کمر ٹوٹ جائیگی ساری کاریگری بھولیگی آج استاد تعریف کرینگے اہل اسلام دم محبت کا ہمارے بھرینگے یہان کوئی عیار صاحب نہ پہونچ سکے اے برق یہ عیاری ہمارا کام ہے اسکا انجام ہے

دل سے باتین کرتا ہوا بوٹی بوٹی پھڑکتی ہوئی سر پر جام شراب زلفون مین پیچ ابرو نے خمدار
ہلتے ہوے سامنے حسین کے پہونچا مسکرا کے کہا ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے حسین
نے دونون ہاتھ بڑھائے جام سر سے برق فرنگی کے لیا برق آنکھین ملائے ہوئے اشعار پڑھ رہا ہے
حسین نے جام ہاتھ مین لیا قصد کیا ہونٹھون سے لگاؤن ارادہ ہی کیا ہے کہ ایک شعلہ بھڑکا
منحرہ پنجہ برائے دستگیری حسین ظاہر ہوا جام پر گرا یعنے تھپڑ مارا جام ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا شعلے نے
آواز دی او حسین کیا کرتی ہے شراب نہ پینا انجام بُرا ہوگا جام تو گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہوا شراب
شعلہ بنکر اڑ گئی حسین نے آواز دی ارے تو کون ہے برق نے دیکھا کہ کار از دست رفتہ تیر از
کمان جستہ خنجر کمر سے کھینچا جا پڑا نعرہ کیا نعرۂ برق فرنگی

مسم برق رفتار و خنجر گزار		مسم یکہ لیکن گران بر ہزار

حسین نے اپنے کو تخت سے گرا دیا خنجر تخت پر پڑا حسین نے ایک دو ہتڑ مارا برق گرا ہان ہان
کہکے چیخنے لگا ملکہ دیکھو مجکو نستانا ملکہ حیرت کی لونڈی ہون حسین نے ایک دانہ ماش کا مارا رنگ
روغن عیاری اڑ گیا اب سب نے دیکھا ایک انگریز پتلون جاکٹ پہنے ہوے زمین پر پڑا ہوا ہے
حسین سر پیٹنے لگی او نگوڑے موئے مونڈی کاٹے غضب کیا میرے دربار مین گھس آیا ابھی قتل کر دو
حرامزادے کو برق نے ہاتھ باندھکر کہا ملکہ مجھ سے خطا ہوئی معاف فرمائیے اب کبھی ایسی حرکت
نہ کرونگا لیکن انصاف کیجیے کیسی عمدہ عیاری کی ہین صرف آپکا امتحان کرتا تھا کہ حضور ذخر ملکہ صنعت
صاحب لیاقت و شوکت ہین ضرور مجھکو پہچانین گی ملکہ کی نوکری کرونگا ملکہ چہرخ و بہار نے میری
بڑی ناقدری کی بارگاہ سے نکالدیا بھوکون مرتا ہون آپ مجکو نوکر رکھیے مین ابھی جاکر چہرخ و بہار کا
سر کاٹ لاؤنگا اسد کو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا مین نے آپ کی مان پر بھی بڑی بڑی عیاریان
کین جب اول مین رہ آئی ہین سالار جادو بیش رو لشکر کا صندوقچہ سحر لیکر مین ہی بھاگا پھر
بڑھیا بنکر سالار کو مارا آپ مجکو نوکر رکھکے اپنی مان کے پاس بھیجدیجیے آپ کی مان کے پاس رہونگا پانون
دبایا کرونگا آپ کو انکو دونون کو راضی کر دونگا کنیزین لگین پیٹنے داری اس نگوڑے جعلساز کو
قتل کیجیے دیکھیے نگوڑے نے کیا رنگ جما لیا ذرا خوف نہ آیا حسین یہ حال حیرت مآل دیکھکر سن ہو گئی
حیران حیران برق کو دیکھ رہی ہے برق باتین بنائے جاتا ہے کہتا ہے حضور کچھ فرمائیے سحر مجھپر سے
اٹھا لیجیے میرے پانون ٹوٹے جاتے ہین حسین نے کہا بھلا مکار اب مین تجھکو چھوڑ دونگی جلا جلا کے
مار دونگی مین نہ کسی سے لڑسی نہ بھڑی تو نے مجھپر عیاری کی برق نے کہا حضور ہم لوگون کا یہی دستور ہے

میرا کیا قصور ہی شعلہ جادو مصاحب حسین بھڑک اُٹھی کہا واری آپ کیون اس نگوڑے سے زبان
لڑاتی ہین دیکھیے کیسا بڑ بڑ باتین بناتا ہی اپنے حقوق جتاتا ہی کہتا ہی مین نے سالار جادو کو مارا اچھا
کام کیا مین ابھی اسکو قتل کراتی ہون میرے مقدمہ مین آپ دخل نہ دیجیے اگر یہ زندہ بچ گیا اور عیارون
کو حوصلہ ہوگا ابھی سر کاٹکر اسکا نخل مین لٹکا دیا جاے لاشہ تشہیر ہو سب عیار آگاہ ہوجائین آپکے
لشکر کی جانب مُنھ کرکے نہ سوئین نگوڑے اپنی جان کو روئین یہ کہکر آواز دی جلاد کو بلاؤ برق نے جو
دیکھا بی شعلہ رخسار بہت گرم ہین جب تو برق بلٹا کہا بی شعلہ رخسار تمھاری قضا آگئی مجھکو بے وارث
نہ جانیے گا ایک لاکھ چوراسی ہزار بھائیون کا بھائی ہون خدا استاد کو سلامت رکھے اگر میرا ایک مو جسم
کم ہوا تمام دربار کو خون سے لال کردینگے تمھارے لشکر بھر کو پامال کردینگے اور تمھارے دربار مین کیا مین
اکیلا آیا ہون چالیس بھائی میرے داخل ہین کوئی چوبدار کوئی حاجب کوئی دربان کوئی کنیز بنکر آیا
ہی کوئی وارد غہ دم بھر مین تمھاری بارگاہ اُلٹتے ہین خلیفہ مہتر قران نے نقب لگائی ہی فتیلے کو آگ دیا
چاہتے ہین ذرا جان بچاؤ اسی مین خیر ہی کہ مجھکو چھوڑ دو ابھی بارگاہ اُڑیگی سب جلکر رہجائینگے مالک تو
ہماری کچھ نہین کہتی وہ تو قدردان ہین آپ جلاد کو بلاتی ہین اچھا بلائیے شعلہ رخسار کانپی کہا حضور
بلا سے اسکو چھوڑ دیجیے زمین کا انتظام کیجیے حقیقت مین ایک ساحر فولاد بہیوشی خوار آیا تھا بارہ
تیلے روئین تن اُسکے ساتھ تھے سرداران اسلام کو گرفتار کرکے لے گیا تھا مشہور ہی مہتر قران نے
نقب لگا کر اُسکو اُڑا دیا حضور ایسا نہو یہان بھی کوئی زوال آوے یے لڑے بھڑے تو یہ حال ہی
حسین نے کہا بیٹھ کنارے نگوڑے عیار کیا کرسکتے ہین دم بھر مین سب کو دیوانہ بناکے مارونگی چرخ
دبہار کو سر میدان للکارونگی جلد بلاؤ جلاد کو دیکھون تو یہ نگوڑے کیا کرتے ہین حسین کا غصہ سے
چہرہ سُرخ ہوگیا جلاد تلوار کھینچکر آیا دست بستہ عرض کی کیا حکم ہی حسین نے کہا برق کو قتل کر برق
بہت چیخا دیکھو ملکہ بُرا کرتی ہو میرا قتل کرنا اچھا نہین ہی کبھی پکارتا ہی خلیفہ مہتر قران آگ بدن
نقب اُڑاؤ بھائی جالاک دوڑو یہ حرافزادی مجھکو قتل کرتی ہی دربار مین حسین کم ٹلہ ہی بغضبناک
گھبراکر بارگاہ سے نکل گئین ایک کہتی ہی بوا مجھے گرمی معلوم ہوتی ہی ایک کہتی ہی دیکھو زمین کی مٹی
کھسکی آفت برپا ہوا چاہتی ہی بوا نکل چلو جان بچاکے نل چلو اپنی جان ہی تو جہان ہی عیارون کے
پھندے سے خدا بچاے یا تو نگوڑا معشوق بنا ہوا تھا اب جلادی کی باتین کرتا ہی اپنے بھائیون کو پکار
رہا ہی بصورت مبدل آئے ہونگے حسین نے جو یہ ہنگامہ سُنا کنیزون کو گھرکا ایک ایک کو جھڑک دیا کہا
حرافزادیو کچھ دیوانی ہوئی ہو زمین آسمان سحر بند کردون کیا کوئی عیاری کرسکتا ہی میری غفلت مین

چلا آیا کل صبح کو دیکھنا میدان فربلبہ قصابان نباد ونگی مع طلسم کشا مہرخ و بہار وغیرہ کو نہ قتل کیا تو نام اپنا ملکہ حسین سحر ساز نہ پایا مین اُسکے ڈراتے سے ڈرونگی جو دل مین آئیگا وہی کرونگی اب تو کنیزین خاموش ہوئین جلاد نے برق کو کھینچ گردن پر کوے کا خط دیا آواز دی اے ملکہ عالم حکم اول ہے سمجھکر فرمایئے قتل کرنا میرا کام ہے جلانا میرا کام نہین ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرونگا تیغہ باڑھدار بازو پر قوت پر اب اسکے قتل مین کیا دیر ہے حسین نے کہا ہم نے خوب سمجھ لیا حکم اول دیا جلد قتل کر اب برق گھبرایا چہار جانب گھبرا کر دیکھنے لگا موت شباب کی آنکھون کے سامنے آئی پکار اُٹھا اے کریم قتل سے بچانے بلائے ناگہانی سے نجات دے نظم

تجھے فضل کرتے نہین لگتی بار نہو تجھ سے مایوس امیدوار کوئی کیونکہ محروم رحمت سے ہو

کہ آیا ہے قران مین لاتقنطوا عصیان کے حجاب سے مغفر دے دامن گل آرزو سے بھر دے

قطعہ

شاہا ز کرم بر من درویش نگر بر حال من خستہ و دلریش نگر

ہر چند نیم لائق بخشایش تو بر من منگر بر کرم خویش نگر

حسین سحر ساز چاہتی ہے کہ حکم ثانی دے کہ دربارگاہ پر ہلڑ ہوا کنیزون نے بڑھکر عرض کی حضور ملکہ صبا رفتار کمند انداز آتی ہین شاید ملکہ حیرت جادو کو خبر ہوگئی زوجہ شہنشاہ کو آپ کا بڑا خیال ہے حسین نے کہا وہ ہماری مالک ہین گو دین ہمکو پالا ہے مادر مہربان سے انکا مرتبہ زیادہ ہے صبا رفتار کو بلالو سب نے دیکھا صبا رفتار آئی بانہاے عیاری سے آراستہ بڑھکر حسین کی سر سے پاتک بلائین لین ترقی عمر و دولت کی دعائین دین دست بستہ عرض کی حضور ملکہ عالم کو خبر ہوچکی کہ برق نے عیاری کی مگر آپ نے خوب پہچانا بڑی تعریفین کر رہی ہین لیکن فرمایا ہے کہ بی بی تم نہ اسکو قتل کرو ہمارے پاس بھیجدو ہم ابھی اسکو خدمت مین شہنشاہ کی روانہ کردینگے شہنشاہ کو اختیار ہے یقین کامل ہے وہ اسکو طلسم باطن مین قید کرینگے کتاب سامری مین صاف لکھا ہے جہان انکے خون کا قطرہ گریگا وہ زمین آباد نہوگی تمھارے سامنے ایسون کا قتل ہونا بہتر نہین تم نام خدا ابھی کمسن کو رائیدہ ایسی باتین مناسب نہین حسین نے سر جھکا لیا کہا بی صبا رفتار لیجاؤ مگر حضور سے عرض کرنا اب میرے نام پر ضرور طبل جنگی بجوایئے بیٹھے بیٹھے ان نگوڑون نے ستایا اب مین کسی کا کہنا نہ مانونگی بہار سے لڑنے کی بڑی ہوس ہے صبا رفتار نے بڑھکر برق مشکین باندھین کہا حضور سحر اپنا اُتار لیجیے حسین نے سحر اُتارا صبا رفتار نے پشتارہ برق کا اُٹھایا سلام کر کے چلی صاف لیکر نکل گئی کنارے پر لشکر کے آکر صبا رفتار نے میان برق کو کھولا کہا بھائی برق سلام منم مہتر چالاک بن عمرو برق گلے سے لپٹ گیا

کہا مرشدزادے بڑا کام کیا مگر یہ حرافزادی بڑی ہوشیار ہی اسکا قتل ہونا بہت دشوار ہی چالاک
نے کہا انشاء اللہ اور طور سے اسکو مارینگے پیچھا اسکا نہین چھوڑینگے حسین تخت پر بیٹھی تھی کہ خبر
پہونچی ملکہ حیرت جادو تشریف لائی ہین حسین واسطے استقبال کے اٹھی حیرت کو جھک کر سلام
کیا لاکر تخت پر بیٹھایا دست بستہ عرض کی حضور برق فرنگی کو قید کیا حیرت نے کہا کیا برق
حسین نے کہا ابھی صبا رفتار آئی قیدی کو لیگئی حیرت نے کہا بی مین کیا جانون مین نے جوش محبت
مین تمھاری مان کو نامہ لکھا گلشن جواب لائی مین نے اُسکو تمھارے پاس روانہ کردیا کہ نوشتہ اپنی
مادر مہربان کا دیکھو طبل جنگی نہ بجوائو حسین نے کہا حضور وہ گلشن خواص نہ تھی برق فرنگی گلشن
بنکر آیا نیا گل کھلایا لنگوڑا ناچا گایا شراب بیہوشی ملاکر مجھے دی آپ کی عنایت سے مین انتظام کرچکی
تھی شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی مین نے گرفتار کیا بہت دھمکاتا تھا ڈراتا تھا مین نے جلاد کو بلایا کہ
صبا رفتار آئی ابھی تو پشتارہ باندھکر لیگئی حیرت نے کہا بی عجب بات ہی عیاری نہین کرامات ہی
دوسرا اُسکا بھائی صبا رفتار بنکر لے گیا ہوگا سالہا سال ہوے یہی رنگ دیکھتے دیکھتے آنکھین پتھرا
گئین اب تو حسین کے ہوش اُڑگئے حیرت نے کہا گلشن کو تلاش کرو وہان گلشن کو عیارون نے
بیدار کیا گلشن روتی پیٹتی آئی حیرت نے پوچھا ارے تو کہان تھی کہا حضور کسی نے ننگا کرکے مجھے
درہ کوہ مین ڈالدیا ایک گنوار کی دھوتی مانگ کر باندھی حیرت نے شرما کر سر جھکا لیا حسین کو
اور زیادہ غصہ آیا کہا ملکہ عالم واسطہ سامری جمشید کا اب میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے اب تیغ تنہا کی
مجھکو بیٹھے بیٹھے اس بیدرد فرنگی نے ستایا اب مجھے تاب نہین ہی حضور دخل نہ دین میدان جنگ مین
تماشا دیکھین دیکھیے کیا گل پھولتے ہین بی بہار سے لڑنے کی مجھے بڑی ہوس ہی جبتک مادر مہربان
آئین ان سب کا خاتمہ ہو اُنکو تکلیف نہو ان ایسے نالائقون کے واسطے اسقدر مشقت کی ہی عرش معلا
پر مکان بنوایا حیرت نے کہا ای نور نظر عیارون نے سب کا ناک مین دم کردیا ہی جہان گنبد دھم وہان بھی
نہ پہونچے یہ لنگوڑے وہان پہونچ جاتے ہین اسی واسطے ملکہ صنعت نے یہ مشقت اپنے اوپر گوارا کی
تم اتنا احسان کرو تا آنے ملکہ صنعت کے طبل جنگی نہ بجوائو حسین نے عرض کی حضور آپ نہ فرمائین کتنے
اسوقت بڑے انتشار مین ہم بے تڑپے پھڑے اس لنگوڑے مونڈی کاٹے نے آکر قیامت برپا کی اگر مین نے
تدبیر نہ کی ہوتی خاتمہ ہوا تھا تمام اہل دربار کو تسخیر کر لیا اگر حضور ملاحظہ فرماتین تمام دنیا کے گانیوالون
کا نطفہ نگاہ سے گرجاتا حیرت نے کہا بی مین سالہا سال گذرے یہ مصیبت جھیلتے دھن اژدر مین اپنے
کو گرتے ہین برسون سے یہ مصیبت اٹھاتے ہین کوئی صاحب ایسے نہین باقی ہین جنپر عیاری نہوئی ہو دے

شہنشاہ طلسم ہوش رُبا افراسیاب جادو جسکا عدیل و نظیر زمانے مین نہین ہی اُسپر عیاریان کین
سار بان زادے نے کئی مرتبہ شہنشاہ کو بیہوش کیا اُنکی بدعت سے کوئی صاحب باقی نہین ہین مرشد زادے
کو توچُھتا بنایا حسین نے کہا حضور جو کچھ ان مکارون نے کیا اُسکا بدلہ یہی ہی کہ چن چنکے اُنکو قتل کرنا
چاہیے اور برق و چالاک کو تو مین ابھی بلاتی ہون حیرت جادو نے کہا بیٹا ہمین جہانتک سمجھانا تھا
ہم سمجھا چکے ہم جانتے ہین تم ہمکو صنعت سے شرمندہ کروگی وہ اگر ہماری دامنگیر ہوگی یہی تقریر
ہوگی کہ آپ نے چھوکری کا کہنا کیون مانا یہ کہکر حیرت جادو اُٹھی چلتے چلتے بہت سمجھایا حسین نے کچھ
جواب نہ دیا حیرت اپنے دربار مین آئی وزیرزادیون سے کہا خدا خیر کرے بی حسین سحر ساز بیڈھب
بگڑی ہین برق نے مار لیا ہوتا مگر خیر یہ تھی کہ نگہبانی اپنی کر چلی تھین برق کو پکڑ لیا صبا رفتار
بنکر چالاک آیا چھڑا لے گیا اب بگڑی بیٹھی ہین کہ برق اور چالاک کو مارونگی اہل اسلام سے لڑونگی
یہ ذکر تھا کہ صرصر شمشیر زن آئی حیرت نے کہا صرصر تمنے سُنا حسین دختر صنعت تشریف لائی
ہین پہونچتے ہی اُنکے میان برق جا پہونچے چالاک بھی دیکھ رہے تھے ان نگوڑے عیارون مین
بڑا میل ہی عیاری کرنا اُنکا کھیل ہی برق پکڑے گئے چالاک چھڑا لیگئے ذرا تم دربار مین حسین کے
جاؤ چھوکری کو سمجھاؤ کہ واسطہ سامری جمشید کا اس جھگڑے مین نہ پڑو عیارون کا پیچھا نہ کرو ع۔
رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت :: صرصر نے کہا مین ابھی جا کر سمجھاتی ہون صرصر تو یہان سے چلی
حسین غصے مین بیٹھی کانپ رہی ہی کہتی ہی ابھی ایک سحر بنا کے بھیجونگی چالاک و برق کو
گرفتار کراکے قتل کرونگی لیکن برق و چالاک لشکر اسلام مین پہونچے خواجہ صحبت مین مہرخ کے
بیٹھے ہین کہ چرند و پرند پہونچے خواجہ کو پرچۂ اخبار دیا کہ حضور برق و چالاک نے اس طرح عیاری کی
برق نے گلشن بنکر تری بہار دکھائی خوب گل پھولا خوب رنگ جمایا کئی ہزار روپیہ کی پشواز لی زیور
بھی کچھ لیا مگر پکڑا گیا چالاک نے بشکل صبا رفتار رہا کیا بس خواجہ کو ڈرا لیکر اُٹھے ملکہ مہرخ نے کہا
حضور کہان بڑی خوشی کی بات ہی آپ کے فرزند نے کس غرے سے آپ کے شاگرد کو بچا لیا عمرو نے کہا
آپ کیا جانیے یہ لونڈے عیاری کرکے کام کو خراب کرتے ہین اب اسکو بھڑکا دیا ہم رات کو جاتے
گرفتار کر لاتے اب وہ حفاظت کریگی ہماری جان پر بنے گی یہ سب صاحب بیان کرتے ہین کہ وہ
ساحرہ بڑی زبردست ہی کل کمال صنعت کی حاکم ہی اقلیم افسونگری کی ناظم ہی بس اب اُسپر عیاری
کیونکر ہوسکے گی خواجہ یہ کر رہے تھے کہ برق و چالاک خوش خوش آئے برق نے کہا اُستاد
آپ کے اقبال سے دربار مین حسین کے جا کر عیاری کی ایک پشواز پائی ہی وہ حاضر ہی عمرو نے

اُٹھکر گلے سے لگا لیا کہا بیٹا خدا تمکو سلامت رکھے عصائے ضعیفی ہو جاتے ہو کہ بوڑھا اُستاد انتہا کا
فیاض ہے چار پیسے پیدا کرنے سے عاجز ہو چکا مستحق دروازے پر موجود رہتے ہین لاؤ بیٹا نکالو برق نے
خوشی خوشی پشواز نکالی خواجہ نے لیتے ہی نذر زنبیل کی اب برق کا ہاتھ تھاما کہا وہ زیور تو لاؤ ہے
برق نے کہا استاد اور کچھ نہین ملا عمرو نے کہا ابے بھورے بڑا تو مکار ہے مجھکو پہلے ہی خبر ہو پہنچ چکی
یہ ٹری لگی پشواز تو دیدی نقدی اپنے پاس رکھی مین دربار مین اُسکے موجود تھا دیکھ رہا تھا سب
چیزین گن چکا ہون طوق جڑاؤ ہو کڑے ہیرے کے ہین اور بہت سی چیزین جنکی فرد میرے پاس لکھی رکھی
ہے آپ تلائیے کہ کیا کیا چیز ہے ای فرزند سب چیزین نکالو مین کیا نے لونگا اسکی سب کی جمع قائم کرکے
روپیہ نقد تمھاری زوجہ کے پاس بھیجدون لڑکے بالون کی شادی مین کام آئیگا بھلا برق ایسے نقدون
کو کب مانتا ہے اسنے کہا اُستاد جو مین نے پایا تھا وہ حاضر کر دیا جب تو خواجہ بگڑے کہا بچہ مارے کوڑون
کے کھال گرا دونگا اور تمھاری مشکین باندھکر حسین کے پاس لیجاؤنگا کہونگا کہ اسکو قتل کیجیے
برق نے کہا آپ کو اختیار ہے غلام مجبور ہے نا چار ہے جو لایا تھا وہ حاضر کیا لاکھ خواجہ چیخے چلے مگر برق
نے زیور نہ نکالا تب خواجہ نے اسکی گردن مین ہاتھ دیکر نکال دیا برق نے کہا اُستاد ہم خود جاتے ہین
یہ کہکر برق تو باہر نکل گیا خواجہ عمرو غصے مین طرف لشکر حسین کے چلے خدمتگار بنکے لشکر حسین
مین داخل ہوئے برق نے دیکھا اُستاد غصے مین آئے ہین یہ بھی ایک جادوگر کی شکل بنکر لشکر صنعتاین
آکر ٹھہرا خواجہ دروازے پر ٹہلنے لگے دیکھا ایک کنیز شوخ و شنگ نوجوان ہنستی ہوئی نکلی آپ ہی آپ ہنسی کے
مارے لوٹی جاتی ہے ایک نے کہا بی سوسن آتی ہین سب کا منھ چڑھائینگی بڑی طرار ہین عمرو خدمتگار نوجوان
کی شکل بناکر ٹھہرا تھا آنتا ہوا سامنے بی سوسن کے آیا سوسن نے منھ چڑھایا عمرو نے انگوٹھا دکھایا سوسن
کی زبان درازی تو مشہور ہے بکتی ہوئی بڑھی کہا کیون نگوڑے خدمتگار انگوٹھا کیسا دکھایا عمرو بولا بی سوسن
تم نے منھ کیون چڑھایا سوسن نے کہا میری یہی عادت ہے عمرو نے کہا ہمارے مزاج کی بھی یہی کیفیت ہے
بی سوسن تم سمجھی نہین مین نے انگوٹھے سے اشارہ کیا سوانگ والے آئے ہین چلیے انکا تماشا دیکھو کیا
کیا لاگین کر رہے ہین سیف نگل گئے تم اتنی نہ نگل سکوگی سوسن بولی کیون رے حرکت بازی کرتا ہے
عمرو نے کہا تم تو ناحق خفا ہوتی ہو ذرا کنارے آؤ تمکو سمجھا دین اور اشارے سے تم پر جان جاتی ہے
ایک بات کہین گے تمکو ماننے نہ ماننے کا اختیار ہے اب تو بی سوسن ساتھ ہوئین عمرو نے جیب سے نکالکر
اشرفی دکھائی تو بی سوسن قدم اُٹھائے چلین عمرو آگے بڑھا نخل کے سایہ مین آکر ٹھہری بی سوسن
کہتی ہوئی آئین ارے کیا کہتا ہے جنگل مین مجھے کیون لایا ہے عمرو نے کہا جان جہان ایک بات تو سنو

حسین

سوسن قریب آئین مگر ہنسی کے مارے لوٹی جاتی ہین کہتی جاتی ہین ارے دیکھ کوئی آنہ جاے
ادھر سے راستہ ہے میری جیٹھانی کا لڑکا سپاہیون مین نوکر ہے وہ کہین نہ آجاے ارے
تجھکو مار ڈالیگا بڑا خونی جنونی ہے ہمیشہ تلوار کھینچے پھرتا ہے عمرو نے کہا یہ ہتھیار تو دیکھو سوسن
نے ایک دوہتڑ مارا کہا نگوڑے ہتھیار کیا کیا مجھے ذبح کریگا عمرو نے کہا دیکھو جنگل سے کوئی آتا ہے
جیسے ہی سوسن پلٹی عمرو نے حلقے کمند کے مارے حباب مارا سوسن کو بیہوش کرکے کنارے ڈالدیا
کپڑے اُسکے اُتار لیے اُسی کی شکل بنکر بارگاہ مین ملکہ حسین کی آئے پشت پر حسین کے مگس رانی
کرنے لگے اب خواجہ فکر مین ہین کہ مین کوئی عیاری کرون کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا اور صرصر شمشیر زن
تنتی ہوئی آئین حسین کو جھک کر سلام کیا حسین غصے مین بیٹھی ہے صرصر نے سلام کرکے سر اُٹھایا
دیکھا عمرو سوسن بنا ہوا پشت پر ملکہ کے کھڑا ہے مکھی مل کے باتین کر رہا ہے چاہتی ہے کہے کہ حضور
عمرو کھڑا ہے عمرو گھبرایا کہ یہ حرامزادی آپہونچی پہچان گئی ہے فوراً بتادیگی بس عمرو نے کہا اے ملکہ
عالم دیکھیے ساربان زادہ صرصر بنکر آیا ہے صرصر گھبرا کر پیچھے ہٹی حسین نے کہا لینا نگوڑے موے عمرو
عیار کو کنیزین دوڑین صرصر نے چاہا بھاگ کر نکلجاؤن لونڈیان چہار طرف سے ٹوٹ پڑین صرصر نے
کسی کو حباب بیہوشی مارکے بیہوش کردیا کسی پر حلقہ کمند مارا دو چار کنیزین تڑپنے لگین دو چار بیہوش
ہوگئین عمرو نے کہا دیکھیے ساربان زادہ لڑ بھڑ کے نکل جانا چاہتا ہے حسین نے ہاتھ سے اشارہ کیا آتش
کا دانہ پھینک مارا صرصر پردے کے پاس پہونچ چکی تھی لڑکھڑا کے گری کنیزون نے پکڑ لیا اب صرصر
چیخی اے ملکہ دوہائی ہے ساربان زادہ سوسن بنا ہوا آپ کی پشت پر کھڑا ہے مین ملکہ حیرت کی عیار
بیچی ہون عمرو نے سر جھکا کر کہا مجھکو پہچان لیجیے نگوڑا مجھکو عمرو بناتا ہے مین پُرانی کنیز ہون یہ حضور
جانتی ہین کہ ہمیشہ سے بدتمیز ہون سوسن نام البتہ زبان دراز ہون لیکن آپ کی کنیزون مین سرفراز
ہون یہ نگوڑا مجھپر تہمت لیتا ہے کڑھائی منگوا کر چڑھائیے مین گولہ اُٹھاؤنگی نہین واری مجھے آزاد کر دیجیے
مجھے مردوا بناتا ہے ادھر صرصر پر مار پڑنے لگی کنیزین کہتی ہین کیون موے نگوڑے مونڈی کاٹے تیرا شاگرد
برق پہلے گلشن بنکر آیا تیرا بیٹا صبا رفتار بنکر پہونچا اب تو صرصر بنکر آیا ہے اپنی ہوا باندھتا ہے صرصر
غل مچاتی ہے اے بی بی مجھکو بچائیے دیکھیے لونڈیان مجھے مارتی ہین عمرو نے دیکھا کہ معشوقہ پر مار پڑتی ہے
دل بیقرار ہو گیا ہان ہان کرکے بچانے لگے اشارے مین کہا کیون جان جہان آج تمھاری ناک کٹوا ڈالون
مگر مشہور رہیگا عمرو کی جورو نکٹی ہے لوگ کہینگے نکٹی آئی نکٹی آئی مین شرما جاؤنگا صرصر اپنی جان سے
تنگ تھی کہ دروازے سے ایک جادوگر آیا اُسنے بھی دیکھتے ہی کہا کہ ہان صرصر نہین عمرو ہے یہ کہکے چھری

لیکر چلا کہ اسکی ناک کاٹ لونگا صرصر گھبرائی یہ کون صاحب آئے سر اٹھا کر دیکھا کہ بھوریا جادوگر بنا
کھڑا ہی گھبرا گئی عمرو نے برق کو پہچانا برق نے اشارہ کیا کہ اُستاد اب اُس اسباب کا ذکر نہ کیجیے گا معاف
فرمائیے ورنہ حسین سے کہدونگا کہ خواجہ سوسن بنے کھڑے ہین عمرو نے آنکھین نیلی پیلی کرکے کہا بے
تیری شامتین آئی ہین تمھارے باپ سے لونگا کہو تو تمکو خود جوتیان کھلواؤن حسین سے کہدے یہ بھی
حوصلہ باقی نہ رہجائے صرصر نے یہ باتین سُنکر کہا بی حسین واسطے سامری جمشید کا گرم پانی منگاؤ
اور عمرو کا شاگرد بھوریا بھی آگیا یہ جادوگر بنا کھڑا ہی برق نے قہقہہ مار کے کہا واہ رے عمرو
سبحان اللہ مجھکو برق فرنگی بتاتا ہی حضور دوہائی ہی سرکار کی میرے لڑکے کے اُسنے کپڑے
اُتار لیے تھے حسین نے کہا میان ساحر تم کہان رہتے ہو کہا یہ سامنے اُجاڑ گاؤن ٹبرا آباد ہی مین
وہان کا ٹھاکر ہون میرا لڑکا پانچ برس کا کھیلنے نکلا تھا اُسنے یہی صورت بنکے کپڑے اُسکے اُتار لیے
ہم دوڑے مگر اسکو نہ پایا یہ ہوا کا خواص رکھتا ہی جبھی تو بصورت صرصر بنتا ہی ہمارے گاؤن کا
گوڑیت ہی اُسنے بھی دھر پچا کیا تھا اُسکی جورو زیور پہنے ہوئے نکلی اس ساربان زادے نے اُسکی ہنسلی
اُتار لی ہم خوب پہچانتے ہین یہ ٹبرا بادی چور ہی ہمین دیجیے ہم لیجائین جاکے اسکو چھینچ باندھینگے پیچھے
اسکے سولی کبھی بنائینگے پانی چھڑک کر مارینگے اب حسین اور زیادہ گھبرائی کہ ایک چوبدار آیا گوٹے دار
پگڑی باندھے ہوئے بہت معقول چکن چنی ہوئی مشروع کا پاجامہ بھاری جوتا ملکہ حسین کو سلام کیا کہا
حضور مین ملکہ حیرت کا فرد ہا ہون میرا عصا لیکر یہ بھاگ گیا تھا کئی مہینے مین نوکری سے معطل رہا اب
مین نے مہاجن سے قرض لیکر عصا بنایا تب نوکری ملی صرصر نے آنکھ ملائی دیکھا تو میان چالاک بن عمرو
ہین عمرو نے بھی پہچانا کہا میان مرد ہے خدا اسکو سلامت رکھے ہین بیچاری ملکہ کی لونڈی خدمت
کرنے والی مجھکو عمرو بتاتا ہی بھلا مین عمرو ہون مرد ہے نے کہا نہین صاحب تم بیچاری کونے کی
بیٹھنے والی تم مکر و فریب کو کیا جانو اے ملکہ حسین بی سوسن بڑی نیک ہین اس ساربان زادے کو
ہمین دیجیے ہم عصا اُنسے لینگے اب حسین گھبرائی کہ مین کیا کرون صرصر تو کہتی ہی کہ عمرو سوسن بنا ہی
زمیندار برق فرنگی چوبدار چالاک ہی اور وہ دونون گواہیان دیتے ہین کہ یہ صرصر نہین عمرو
ہی آخر مین صرصر نے کہا اے ملکہ عالم اگر حضور توجہ فرمائینگی تو مرد عورت کی شناخت ہوجائیگی یہ تینون
نگوڑے عیار مکار چیلا زجمع ہین مجھکو ذلیل کراتے ہین یہان تو یہ جھگڑا ہی چوبدار زمیندار بی سوسن
صرصر کو گھیرے ہوئے ہین جانون جا رہی ہو حسین خاموش حیرت کا جوش کہ مین کیا کرون
کس مصیبت مین پھنسی ہون ایسا نہو کوئی بیگناہ قتل ہوجائے حیرت جادو دامنگیر ہونگی لیکن ایک

کنیز ملکہ حیرت جادو کی کسی کام کو آئی تھی یہ حال دیکھکر بھاگی ملکہ حیرت سے جاکر کہا
حضور صرصر بڑی مصیبت مین پھنسی ہے نہین معلوم صرصر ہے یا عمرو ہے حسین نے اسکو سحر سے پکڑا
ایک زمیندار ایک چوبدار ایک کنیز سوسن نامے یہ تینون گواہیان دے رہے ہین کہ یہ حقیقت
مین صرصر نہین عمرو ہے صرصر کہتی ہے یہ تینون عمرو و چالاک و برق ہین حضور صورتون مین
بڑے فرق ہین آپ جلدی چلیے اگر صرصر ہو تو بچا لیجیے سب کو بچا دیجیے لیکن جو سب کا افسر ہے
اسکو پکڑ لیجیے سزا دیجیے حیرت نے کہا تو سچ کہتی ہے عیار کے جھگڑے کو مین کمبخت کیا سمجھونگی مگر بڑا
غضب ہوا صرصر کو مین نے بھیجا تھا دیکھیے حسین کی جان کیونکر بچتی ہے عیارون نے گھیر لیا
سامری و جمشید اسکی جان بچائین یہ کہکے اٹھی طرف بارگاہ حسین کے چلی یہان بارگاہ حسین
مین ہنگامہ صرصر نوبت بجان و کارد بر استخوان زندگی سے بیزار مجبور و ناچار انتہا کی مجبوری ہے
کہتی ہے حضور ایک کنیز کو حکم دیجیے گرم پانی لاکر میرا انکا منھ دھولائے حضور یہ حال کھل جائے حسین
مصاحبون سے کہتی ہے صاحبو مین کیا کرون سوسن کی چرب زبانی زمیندار صاحب کی نئی کہانی چوبدار کا
نیا قصہ اپنے مضمون کا حصہ مین کسکو معقول کرون کسکو سزا دون ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی حضور یہ
ہنگامہ سنکر خاتون محل شہنشاہ ملکہ حیرت عالیجاہ تشریف لاتی ہین اب فیصلہ ہوجائیگا وہ ان مکارون
کو خوب پہچانتی ہین یہ سنکر برق تڑپے چالاک عصا سنبھالکر پیچھے ہٹے سوسن یعنی عمرو نے کہا اے ملکہ
عالم آپ کنارے آئیے مین مفصل آپ سے عرض کرون پردہ کا ہے اور کہون حسین چند قدم پیچھے ہٹی سر
جھکایا کہا بولو سوسن بیان کرو میرے کان مین کہو جیسے ہی حسین نے سر جھکایا عمرو نے تاج سر حسین سے
لیا ایک دولتی ماری ادھر برق نے ایک جادوگرنی کے خنجر مارا چالاک نے عصا اٹھاکر ایک ساحر کو
مارا اسکا سر پھٹ گیا بارگاہ مین اندھیرا ہوا حسین منھ کے بھل زمین پر گری تینون عیار نعرے کرتے
ہوئے نکل گئے حیرت آکے پہونچی دیکھا گیر و دار کی صدا بلند حیرت گھبرا گئی کہ یہ کیا معرکہ ہے وزیرزادیون سے
کہا سامری جمشید خیر کرین معلوم ہوتا ہے عیار مار پیٹ کر نکلگئے صرصر کی جان بچ گئی ہو تو بڑی بات ہے
یہان حسین غصے مین اٹھی ہے صرصر اسی طرح پڑی تڑپ رہی ہے کہ حیرت آکر پہونچی صرصر چیخی ملکہ عالم
دہائی ہے بی حسین نے میرا یہ حال کیا برق نالایق میری ناک کاٹے لیتا تھا مین یہان آنکر بڑی بلا
مین پھنسی حیرت نے آتے ہی صرصر کو سحر سے رہا کیا حسین روتی ہوئی دوڑی کہا حضور دیکھیے ساربان ادم
میرا تاج لے گیا محتاج کر گیا حیرت نے مسکرا کے سر جھکا لیا صرصر روتی ہوئی اٹھی کہا حضور آج تو مجھ
بلوہ تھا آپ نہ آتین تو میری جان نہ بچتی آپ ہی کی خبر سنکر نگوڑے تینون بھاگ گئے حیرت کو ستا

آگیا جواب دیا کہ صاحبو بڑے غضب کی بات ہی یہ نگوڑے ہر وقت بارگاہ مین گھس آتے ہین ہمارا
کہنا آپ لوگ نہین مانتین آخر اُس نہ ماننے کا انجام دیکھا حسین نے کہا حضور اب آپ جائیے
مجھے نالایقون نے سر دربار ذلیل کیا مین اب نہ مانونگی حیرت نے کہا دیکھو بی بی جتنے پھر وہی باتین
نکالین واسطہ ساحری کا اپنی مان کو آجانے دو اُنکے سامنے چاہنا لڑنا یا جیسا حکم دین وہ کرنا کیسے
لیے بڑی رسوائی ہی جگ ہنسائی ہو حسین نے نیچہ کھینچکر گلے پر رکھ لیا کہا حضور اب کچھ نہ کہین حیرت
غصے مین چلی حسین آکر تخت پر بیٹھی کنیزین گرد خاموش غصے سے چہرہ سرخ کسی سے کلام نہین کرتی یہان
عیاران اسلام آکر دربار مہرخ مین پہونچے ملکہ مہرخ کو پہلے ہی پرچہ اخبار گذرا کہ حسین کا تاج خواجہ
اُتار لائے اسد نے پوچھا نانا جان تاج ہم دیکھین عمرو نے کہا او دیوانے تجھے بھی یہی فکر رہتی ہی ہرکارے
چھوٹے ہین کوئی کسی کا تاج اُتار سکتا ہی تدبیرین عیاری کے گئے تھے دہن بڑی برق وچالاک بگاڑ آئے
وہ ہوشیار ہوگئی ملکہ مہ جبین نے کہا حضور آپ ہوشیار رہین حسین آپ کی دشمن ہوگئی ہی عمرو نے کہا مین
اُسکے باپ کا دشمن ہون یہ کہکے عمرو باہر نکلا خیال مین گذرا گھڑی دو گھڑی کو ٹل جائیے بارگاہ مین ٹھہرنا
بہتر نہین ہی عمرو دل سے یہ باتین کرتا ہوا کنارے پر لشکر کے آیا یہان حسین جو رنجیدہ بیٹھی آبشار جادو
اُسکے لشکر کا سپہ سالار جوش وخروش مین سامنے آیا کہا حضور غلام کو بڑا قلق ہی حضور کا تاج عمرو لیگیا
اگر حکم ہو دریا دلی دکھاؤن ساربان زادے کی آبرو مٹاؤن کشتی حیات کو ڈبو دون دام گرداب قہر وغضب
مین پھنساؤن حسین نے کچھ جواب نہ دیا مگر آبشار جادو نے دونون پاؤن زمین مین مارے مثل قطرۂ آب
جذب ہوگیا اپنی موج مین زمین کو کاٹتا ہوا چلا حسین نے خوش ہوکر کہا دیکھو چچا جان کو غصہ آیا جاتے ہی
عمرو کو مار ڈالینگے حسین سحر ساز تو بھولی بیٹھی ہی خواجہ عمرو کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوئے فرما رہے ہین برق
کہان گیا دیکھیے گنوار سنکر گیا تھا جس جادوگرنی کو مارا اُسکی انگوٹھیان اُتار لایا ہی ڈھونڈھ کے اُسکو لاؤ
گرد اکثر ساحر کھڑے ہین ایک جانب سے شاہزادہ شکیل جادو قریب خواجہ کے کھڑا ہوا عرض کرتا ہی
اُستاد جانے دیجیے وہ بھورا یا بڑا فیلیا ہی آئیگا ہم انگوٹھیان دلوا دینگے خواجہ فرماتے ہین آپ لوگ
میرے شاگرد کے مقدمہ مین دخل نہ دیا کیجیے ہوشرُبا مین آکر اس انگریز نے بڑا روپیہ جمع کیا ہی بنک گھر مین
بھیجدیتا ہی نوٹ بنوا رہا ہی ولایت چلا جائیگا وہان بیٹھکر فرے اُڑائیگا یہ باتین تھین کہ یکایک زمین شق
ہوئی سب نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام کریہ منظر زمین سے پیدا ہوا عمرو کو دیکھا للکارا کہ او ساربان زادے
ملکہ حسین کے سر سے تو نے تاج اُتار لیا کچھ خوف نہ آیا یہ کہکے ایک گولہ لشکر پر مارا اندھیرا ہوگیا شکیل
جب تک سحر دفع کرے عمرو کی کمر مین آبشار جادو نے پنجہ دیا اُڑا لشکر مین ہلڑ ہوا ایک جادوگر آیا تھا

خواجہ عمرو کو اُٹھا کرلے گیا شکیل نے دیکھا کئی ساحر جل گئے یہ خبر لشکر مین مشتہر ہوئی خواجہ عمرو
کو ایک ساحر نے گرفتار کیا اسد غازی بیقرار ہوکر بارگاہ سے نکل آئے فرمایا مرکب ہمارا تیار کرو
ایسا نہو نانا جان قتل ہوجائین مین روے سیاہ کسی کو کیونکر دکھاؤنگا ملکہ مہ جبین بھی رونے لگی ملکہ
مہرخ و بہار سب سردار بارگاہ سے نکل آئے عجب طرح کا لشکر مین ہنگامہ ہوا خرد کلان ادنیٰ اعلیٰ
از پیر تا جوان سب کی زبان پر یہی جاری تھا کہ خواجہ ابھی عیاری کرکے آئے تھے دختر صنعت کو بڑی
ذلت دی ایسا نہو قتل کرڈالے سب سردار آمادہ ہوئے ابھی جاتے ہین یا جان دینگے یا خواجہ کو
چھڑائینگے چالاک و برق آئے آکر سب کو مطمئن کیا کہا صاحبو کوئی صاحب جانے کا ارادہ نہ کرین ہم
پہلے جاکر خبر لے آئین فوراً آکر عرض کرینگے یہ کہکر دونون عیار بھاگے طرف لشکر حیرت کے چلے لیکن
آبشار جادو عمرو کو لیکر نکلا سوچا اگر سیدھا لشکر حسین مین جاؤنگا سرداران اسلام پیچھا کرینگے صحرا
کی طرف نکل گیا کہ دو چار کوس بڑھکر پلٹونگا لشکر مین ملکہ کے پہونچ جاؤنگا یہان حسین سحر ساز بیٹھی
ہی کہ ہرکارون نے خبر دی حضور آپ کے عم نامدار آبشار جادو جا پہونچے عمرو کو پکڑ لیا کوئی کچھ نہ کرسکا
طرف صحرا کے گئے ہین لیکر آتے ہونگے حسین یا تو ملکہ بیٹھی تھی یا ہنس پڑین کہا صاحبو عم نامدار نے بڑا کام کیا
اب ساربان زادے کو قتل کرکے دل ٹھنڈا کرونگی کنیزین کہ رہی ہین حضور آتے ہی قتل کیجیے ایک لمحہ
توقف نہ فرمائیے نہین تو سرداران اسلام بڑا فساد برپا کرینگے سُنا ہے عمرو کے سب پر احسان ہین جو جہان قید
ہوا عمرو نے عیاری کرکے اُسکو رہا کیا وہ سب عمرو کے ممنون و مشکور ہین حسین کہتی ہو اُنکے عقل کے قصور
ہین یہان کیا آسکتے ہین ہین تو عیارون سے ڈری جعلسازون کو کوئی کیونکر پہچانے سردار جو کوئی آئے گا
سحر و ساحری مین مقابلہ ہوگا کیفیت کھل جائیگی بڑا دعوی تو محکوبی بہار سے ہے لوگ کہتے ہین کہ بہار کا
کوئی مثل و نظیر نہین ہے دیکھنا دیوانہ بنا دونگی اسم سحر نہ پڑھ سکین یہان کے سب سردار ڈرتے ہین مجھے
کیا خوف کسی کا کیا ڈر مین شہنشاہ کی ملازم نہین ہون اپنی مان کی محبت مین چلی آئی جو دل مین آئیگا وہ
کرونگی یہی طالب ہون کہ نام ہو نیک انجام ہو مادر مہربان آکر فرمائین میری بیٹی نے لڑائی فتح کی
ذرا صاحبو بڑھکر دیکھو چچا جان وہان سے تو کے نکلے یہان ابھی تک نہین آئے کنیزون نے کہا حضور
ساحرون سے لڑائی ہوئی ہوگی لڑ بھڑ کر آئینگے اور بھی دس بیس کا سر لائینگے یہان تو یہ باتین ہورہی ہین
لیکن آبشار جادو عمرو کو لیکر طرف صحرا کے نکل گیا تین چار کوس پر آکے ایک مقام پر ٹھہرا عمرو بیہوش
و بدہوش تھا ٹھہر کر مشکین باندھنے لگا عمرو نے گڑگڑا کر کہا میان ساحر صاحب تسلیم عرض ہے مجھے آپ
کہان لیے جاتے ہین آبشار نے کہا بھلا ساربان زادے یہ دن تجھکو یاد نہ تھا پہچا کر تجھکو دار پر کھینچین گے

اتنے بڑے رئیس اعلیٰ ملکہ حسین سحر ساز دختر وزیر اعظم اُسکے دربار مین یہ ہنگامہ ڈال دیا دل نازک پہ صدمہ پہونچا عمرو نے کہا کہ حضور مین اس لائق ہون غریب محتاج مجھے آپ کیا سمجھے آبشار نے کہا تو سارہبان زادہ عمرو عیار ہے جب تو خواجہ بہت ہنسے کہا واہ واہ حضور عمرو عیار کسیا مین تو سمجھ ہون گویا آپ کا گدائی کو نکلا تھا میری سارنگی بجی وہین رہگئی یہ کہکے خواجہ گنگنائے تعریف مین اُس جادوگر کے دو تین شعر نظم کرکے گائے اب تو آبشار گھبرایا عمرو کو اسنے کبھی بصورت اصلی دیکھا نہین تھا سوچنے لگا کہ اسکو آبشار بڑی خیر ہوئی دربار مین ملکہ کے بڑی ہنسی ہوتی لوگ کہتے گئے تھے عمرو کو پکڑنے دھن مین گوّیے کو پکڑ لائے ہین کیا جواب دیتا بہت شرمندہ ہوتا پھر جی مین کہتا ہے لیکن یہ دھوکا نہ دیتا ہو عمرو نے دیکھا اب اسکے تیور پر بل پڑے کہا حضور آپکو میری بات کا یقین نہین آتا کل رات کو دربار مین ملکہ حیرت جادو کے جلسہ تھا بھائی مشتری کے ساتھ مین بھی گیا تھا بہت انعام و اکرام ملا بانٹے مین جھگڑا پڑا کئی ہزار روپیہ جمع تھے ملکہ حیرت جادو تک خبر پہونچی کہ سب ڈھاڑی لڑے مرتے ہین ہمکو سب کو بلوایا اپنے منشی کو بٹھاکر حساب بنوایا ہماری قوم کے ایسے حرامزادے ڈوم ڈھاڑی اسپر بھی لڑنے لگے آخر یہ ٹھہری کہ ملکہ عالم اس حساب پر مہر کردین تو حضور میرے پاس وہ کاغذ مُہری موجود ہے اُسمین دوا نجی چونی سب کے حصے انعام و اکرام ملنا سب عام کھانس لکھا ہوا ہے اُسکو ملاحظہ کرلیجیے شہنشاہ کی سرکار سے جاگیرین ملی ہین اُسکے فرمان موجود ہین اُسکو حضور ملاحظہ کرین ہم کوئی شہدے لچے نہین ہین حضور گانون مین چلے چلیے بنیے بقال سب ہماری آبرو کی تصدیق کرینگے اول تو جب ہمارے محلے مین پہونچیے گا سارنگی طبلے مجیرے کی آواز کان مین آئیگی آپ جان جائینگے راگ ڈھاڑیون کا محلہ ہے اور جو حضور مجھپر کچھ زوال آئیگا سو بھائیون کا بھائی ہون کوس کوس کے سب کہا جائینگے ننھے ننھے بچے میرے تڑپین گے ای حضور شبو ڈومنی میری جورو ہے سب ٹیسون ایر دن بن جاتی ہے کیسی عمدہ گاتی ہے حضور میرا نام تان توڑ خان شبو ڈومنی کا میان دس قدم چلے چلیے حضور آپ سے پردہ کیا ہے دو چیزین سُن لیجیے آپ کی لونڈی نے دو چھوکریان تیار کی ہین وہ بھی حضور خوب ناچتی ہین گھنٹہ بھر وہان بیٹھیے گا ناسُنیے سیرین نفیس ہے حضور خالی نہ بیٹھین گے ایک گلوری کھاکے چلے آئیے گا آبشار گھبرا گیا کہا اچھا میان تان توڑ خان اپنے گھر پر مجھے لیچلیے کہا حضور آپ کے تیور مجھے بُرے معلوم ہوتے ہین اپنی جورو کو آپ کے سامنے نہین کرونگا پردے مین بٹھلاؤ گا ئیگی آپ مجھکو بُرے تماشبین معلوم ہوتے ہین جس وقت سے مین نے جورو کا نام لیا ہے آپ بیچین ہورہے ہین اُس محلے مین اور دو چار گھر ایسے ہین مین اُنکو بلوا دونگا گانا بھی

سینئے فرے بھی اُڑائیے آبشار نے سحر عمرو پر سے اُتار سحر اُترتے ہی خواجہ اُچکنے لگے کودنے لگے کہا میان آبشار اب تمھاری موت آئی کہا میان تان توڑخان یہ تم نے کیا کہا عمرو نے کہا حضور مین نے یہ بات کبھی کہ جب گا نیوالیون کے محلے مین جائیے گا مثل مشہور ہی ڈومنی کا یار سدا خوار کپڑے تک آپ کے بکوائینگی لیکن فرے ترے ملین گے اب ٹپر پٹر باتین کرتے ہوئے آبشار کو لگا کر لیچلے پوچھتے ہین کیون حضور کوئی دو چار روپے بھی پاس ہین نہین ہین اپنا لوٹا پتیلی رہن رکھکرے آؤن اب تو میرے آپکے یارانہ ہوا ایسے ایسے تماشے دکھاؤنگا آپ کو خوب راضی کرونگا آبشار نے کہا روپے تو نقد میرے پاس نہین ہین یہ موتیون کا مالا ہی کہا اچھا حضور چھوٹے صراف کے یہان گرو رکھا دینگے آبشار نے کہا یہ مالا ملکہ حسین کا دیکھا ہوا ہی عمرو نے کہا حضور اب اسکا بچنا دشوار ہی ڈومنیان سر سہلا ئینگی بھیجا کھا ئینگی ننگے ہوکے وہان سے آؤ گے لیکن مین تو موجود ہون اپنی پُرانی دھوتی بندھوا دونگا ننگا آپ کو گھر نہ جانے دونگا لیکن یار تم بڑے طرار معلوم ہوتے ہو تم خود اُنکا دوپٹہ پایجامہ بکوا لوگے ہماری ڈومنیون کا محلہ لٹ جائیگا اپنی چاہت اُنپر نہ ظاہر کرنا میان آبشار خوش مونچھون پر تاؤ پھیرتے ہوئے ساتھ ساتھ عمرو کے چلے جاتے ہین سو قدم چلے ہونگے کہ عمرو جھجک کے رُکا کہا لو میان آبشار ڈومنیون کا غول آتا ہی پاخانہ پھرنے کو نکلی ہین ایک ایک کو دیکھو گھبرا کے آبشار نے منھ پھیرا عمرو نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے فرمایا ابے اپنے باپ کو اب پہچانا نعرۂ عمرو

عمرو دم کہ کلہ از سر قیصر ببرم
رنگ از رخ نجتک بد اختر ببرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم

جھٹکا مارا آبشار منھ کے بھل زمین پر گرا اچھا بار کے بیہوش کیا سب کپڑے اُتار لیے چھاتی پر چڑھکے خنجر سے حلال کیا ہنگامہ برپا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من آبشار جادو بود چند ساحران لشکر حیرت ادھر آنکلے تھے یہ صدا سنکر دوڑے خواجہ تو ایک جانب بھاگے جادوگرون نے آکر دیکھا مصاحب حسین کا لاشہ تڑپ رہا ہی گھبرائے کہ یا رو اسکو کسنے مار ڈالا ہی لیکن اپنے ہم مذہب کا لاشہ یہان جنگل مین نہ ہے لاشہ اُٹھا کر روتے پیٹتے طرف حسین کے روانہ ہوئے خواجہ اپنے لشکر کی جانب جاتے ہین

دو کلمہ داستان حیرت بیان حسین سحر ساز لاشہ آبشار کا دیکھکر طبل جنگی بجوانا و دیگر حالات متعلق داستان بیان کیے جاتے ہین جمہ

پیچ کرتے ہین نئے ناز سے چلنے والے
آفت جان ہین یہ دل پانو کنیے ملنے والے
مار ڈالینگے سر شام سے نکلنے والے
سانپ کا زہر وہ گیسو ہین گلنے والے
آہوے چشم چھلاوے کو ہین چھلنے والے

بھول جانے سے ترے ہم ور دبیداد رہے
آرزو ویسکے چلے دہر ہین ناشاد رہے
مرنے والے جئیں کوچہ ترا آباد رہے
کشتہ ہم بھی تری نیرنگی کے ہین یاد رہے

او زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

پوچھتے ہین مجھے شام وسحر اتنا تو ہوا
در پہ حاضر رہون مد نظر اتنا تو ہوا
شجر عشق سے حاصل ثمر اتنا تو ہوا
کشش عشق ہین بارے اثر اتنا تو ہوا

پھر کھڑے ہوگئے منھ پھیر کے چلنے والے

رات کو یار کے آنے کی تمنا کی ہو
اک تڑپ یہ بھی ہمارے دل شیدا کی ہو
گرمیان تھر کی ہین نور کی جالا کی ہو
حسن نے روشنی خورشید کی پیدا کی ہو

شب کو باہر نہین وہ گھر سے نکلنے والے

نظر بد سے ذرا چاند سی صورت کو بچاؤ
غازہ مل ملکے نہ دل ہر کس و ناکس کا لبھاؤ
سنو اک خوشخبری منھ تو ذرا آگے لاؤ
آئنہ رکھکے کیا ہو جو کبھی تمنے بناؤ

خاک مین مل گئے ہین دیکھکے جلنے والے

جسنے سونگھی نہین خوشبوے سر زلف دراز
وہ پریشانی خاطر سے رہینگے ناساز
ہم تو مانند حنا زیر قدم ہین ممتاز
پانون تک تیرے جو پہونچے نہین اہمایہ ناز

کف افسوس وہی ہاتھ ہین ملنے والے

دشت گردی کے کوئی پوچھلے ہمسے انداز
لاکھ منزل ہو کڑی سو ہون نشیب و فراز
جان برسون سے لڑاتے ہین مسافر جانباز
گوش زد ہو تو کہین کوس سفر کی آواز

چل کھڑے ہونگے کمر باندھکے چلنے والے

یاد بالون کی کبھی ہو تو کبھی گالون کی
آنکھ کے تل کی محبت ہو کبھی خالون کی
ہمنشین تجکو خبر کیا ہو مرے حالون کی
یہی سوزش یہی گرمی ہو اگر نالون کی

صورت موم ہین فولاد پگھلنے والے

سامنے آنکھونکے صحرا کی فضا ہو ہر صبح
اتحاد گل و بلبل کا فزا ہو ہر صبح
بار ور نخل ہین سب شکر خدا ہو ہر صبح
باغ عالم مین یہی اپنی دعا ہو ہر صبح

رہین سرسبز شجر پھولنے پھلنے والے

کوچہ عشق و محبت ہو بلا خیز مقام
اسکے آغاز کا اب تک نہ کھلا کچھ انجام

بیٹھتے اُٹھتے پہونچ جائینگے ہم تو تا شام
اُنسے کہدو جو زمین پر نہین رکھتے دو گام
گر بھی پڑتے ہین بہت دوڑ کے چلنے والے

واہ رے دورِ ہوس دورسے دل گھبراتا
حسن کا ذکر کہین سے نہین لب پر آتا
دردِ الفت نہین افسوس کسی کو بھاتا
نعمتِ عشق کا راغب نہین کوئی پاتا
مر گئے کیا غم و غصّے کے نگلنے والے

راتدن ہجر کے صدمے ہین بہت دلپہ سہے
دونون اُبلے ہوئے دریا تھے کہ دنرات بہے
یار بیرحم ہوا حوال مرا کون کہے
اشک باقی جو نہ آنکھو نہین ہے تو نہ رہے
جگر و دل مین لہو ہو کے نکلنے والے

کیا کرون تیری صفت و ثنا اے آتش
عرض کرتا ہے ذکی سن لے فدا اے آتش
قلب آتش نفسون کا نہ جلا اے آتش
بس قلم صفحہ ہستی سے اُٹھا اے آتش
ڈھل چکے شعر جو تھے فکر سے ڈھلنے والے

قطعہ

مغنی فغانے کہ آمد بجان
درین پردہ آواز نالم چو نے
درین زیر نہ پردۂ آسمان
با حوال جسم یا با حوال کے

ملکہ حسین سحر ساز شگفتہ بیٹھی ہے گلعذاران سرو قد سمن پیکران خوشرو لجعد شد دبدگرد اُس ماہ آسمان خوبی کے جمع ہین بھی ہلڑ ہے کہ آبشار نے جاکر عمرو کو گرفتار کیا لیکر آتا ہوگا عرصہ کیون ہوا کسی نے کہا حضور کہین لڑائی پڑ گئی کسی نے کہا وہ بڑے بدفراج ہین سب عیارون کو پکڑ کر لائینگے آپ کے ساتھ جس جسنے بے ادبی کی ہے سب کو سزا کامل دینگے چالاک برق کو ڈھونڈھتے ہونگے حسین نے کہا اسوقت میرا خود بخود دل گھبرایا صاحبون ذرا آگے بڑھکر دیکھو تو میرے خیر خواہ سپہ سالار پر کیا گذری یہ کہکر خود اُٹھی دروازے پر آکے ٹہلنے لگی ملکہ حیرت کو خبر پہونچی کہ حسین سحر ساز نے اپنے سپہ سالار کو برائے گرفتاری عمرو روانہ کیا ہے یہ تو خوب جھیلے ہوئے ہین مسکرا کر کہا اور ایک کی جان لی جو کوئی برائے گرفتاری عمرو گیا ہوگا وہ بھلا زندہ پلٹ کر آئیگا وزیرزادی سے کہا جاؤ دیکھو تو کیا رنگ ہے حسین سے کہنا کہ دیکھو بی بی میری بات مانو زیادہ بیان سرکشی نہ کرو عیارون سے جان بچنا دشوار ہے وزیرزادی یہ سنکر چلی دیکھا حسین دروازے پر کھڑی ہین گرد کنیزین انیسین جلیسین مگر متردد و متوحش وزیرزادی نے سلام کیا کہا کیون حضور خیر تو ہے ملکہ عالم فرماتی ہین کہ عیارون کے واسطے زیادہ کوشش نہ کیجیے حسین نے

غصہ مین کچھ جواب نہ دیا کنیزون نے کہا ہماری بی بی کے سپہ سالار صاحب میان آبشار جادو عمرو کو
گرفتار کر چلے بابا قتل کیا ہوگا اور عیارون کو ڈھونڈھ رہے ہونگے ہماری بی بی جو بات کہتی ہین وہی
کرتی ہین اب مسلمانون کی جان بچنا دشوار ہے خاتون محل شہنشاہ کا گھبرانا بیکار ہے یہ باتین تھین کہ رونے
پیٹنے کی صدا آئی دیکھا چند جادوگر ایک لاش لیے ہوئے چلے آتے ہین حسین نے گھبرا کر پوچھا صاحبو یہ
کسکی لاش ہے سب نے کہا آپ کے سپہ سالار آبشار جادو جنگل مین مرے ہوئے پڑے تھے ہم لاش اُٹھا
لائے یہ سنتے ہی حسین نے مُنھ پیٹ لیا کہا ارے یہ تو بتلاؤ میرے چچا کو کس نے مارا جادوگرون نے کہا
حضور ہمنے قاتل کو نہین دیکھا لاشہ پڑا تھا کنیزان حیرت نے کہا ہم سے پوچھیے عمرو نے قتل کیا ہوگا وہ
لنگوٹا کپڑے بھی اُتار لیتا ہے ننگ خاندان قزاقون کا استاد بانی بنائے ظلم و بیداد یہ سُنکر حسین غصے
مین کانپنے لگی کہا جاکر سب مسلمانون کو مارونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی میرے سپہ سالار کو مارا یہ کہکے
اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی نفیر سحر بجائی بارہ ہزار جادوگر نیان سلح جران
زبردست حربہ ہاے سحر سے آراستہ ہوکر سامنے آئے نوبت نقارے بجنے لگے زمین تھرائی حیرت بیٹھے بیٹھے
گھبرائی کہا صاحبو دیکھو یہ کیا بلا نازل ہوئی نفیر سحر کیون بجی کنیزون نے بڑھکر عرض کی حضور حسین نے
آبشار جادو کو بھیجا تھا شاید اُسنے جاکر عمرو کو پکڑا نہین معلوم کس نے اُسکو قتل کیا لاشہ اُسکا دیکھکر
جھلائی ہے لشکر تیار کیا بر سر مسلمانان جاتی ہے لشکر تیار ہوگیا حیرت جادو گھبرا کے دوڑی باہر آکے دیکھا
حسین سحر ساز طاؤس پر سوار ہو چکی لشکر تیار ہوگیا علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے حسین کا قصد
ہے کہ طاؤس اُڑاؤن لشکر مسلمانان پر جا پڑون حیرت نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا کہا بی بی تمنے کلیجہ خون کر دیا
جس قدر ہم سمجھاتے ہین ضد بڑھتی جاتی ہے ذلت اُٹھائی صرصر کی جان لی ہوتی ایسا سحر کیا ابتک اُسکی
کمر مین درد ہے آبشار کی جان و آبرو پر بنی اب اسوقت خود جاتی ہو کیا مسلمانون کو حلوا سمجھی ہو تمام
اراکین طلسم ہوش رُبا وہان موجود ہین ملکہ مہرخ و بہار و ملکہ سرخ موے کا کلکشا و ملکہ ہلال سحر افگن
و باغبان قدرت وغیرہ کس کس کا نام لون ہاے کس کا کس کا پتہ بتاؤن اب وہ لوگ افراسیاب سے
مقابلہ کرتے ہین تمنے کھیل سمجھا ہے اور بے قاعدے جاتی ہو بطور مغلوبہ اگر ایسا ہی منظور ہے تامل کرو شام
کو طبل جنگی بجواؤ صبح کو میدان کارزار مین جاؤ فرداً فرداً مقابلہ ہو تمکو سحر کا لطف ملے گا ہنگامے مین
کیا کیفیت ظاہر ہوگی اور مغلوبہ کے وہ لوگ اُستاد ہین سیکڑون شکستین کھائین ہمیشہ ٹڈ بھڑ کر انھی جائین
بچائین عین گرمی جنگ مین عیاری ہوتی ہے انکے معاملات مین آفتاب عقل کو زوال ہے سب صاحبان
جاہ و جلال جیسا شہنشاہ نے کیا لونڈی غلامون کو سر چڑھایا ویسا ہی مزہ پایا سب کو سحر بتا بتا کے

کامل کردیا خانۂ دل ہر ایک کا خزانۂ افسونگری سے بھر دیا اب وہ برابر سے جواب دیتے ہین ہمکو مشکل پڑرہی ہی ایک ایک کنیز اُنکی بڑھ بڑھکے لڑتی ہی کس کسکو جواب دوگی ایک ایک پرکالۂ آتش یک ایک سرکش اس طرح جو حیرت جادو نے سمجھایا حسین رونے لگی کہا حضور میرے دلکو بڑا قلق ہی میرا قوت بازو مارا گیا لشکر میرا بے سردار ہو گیا اگر بدلہ نہ لونگی ملازم کہین گے سحر کس دن کے واسطے سیکھا تھا رفیق کو لڑنے کے لیے بھیج دیا یہ تو ناممکن ہی کہ مقابلہ و مجادلہ نہ کرون لیکن شب کو طبل جنگی بجواؤنگی صبح کو میدان کارزار مین ضرور جاؤنگی بڑی مشکل سے حیرت نے سمجھا کے لشکر کی کمر کھلوائی حسین غصے مین بل کرتی ہوئی اکڑتی ہوئی کانپ رہی ہی حیرت جادو واپس ہو کر اپنی بارگاہ مین آئی کہا صاحبو مجھکو سب طرح مشکل ہی شہنشاہ بھی فرمائینگے تمنے نہ سمجھایا بی صنعت سحر ساز دفتر شکایت کے کھولینگی کہ ہماری صاحبزادی کو نہ بچایا کیون لڑنے دیا صاحبزادی بچاری انجھر یاد کر کے سامری جمشید کی بھی حقیقت نہین جانتی ہین ایسے سخن ناشنو کو کون سمجھائے میرے خیال مین یہ آتا ہی کہ شہنشاہ کو اطلاع کرون شاید وہ کچھ لکھ بھیجین چھوکری مان جائے شہنشاہ نے جسدن سے لوح کا انتظام کیا جو نامہ آیا یہی مضمون تحریر فرمایا کہ ہم سمجھکر کسی ساحر زبردست کو روانہ کرینگے مین نے سُنا ہی زرال جادو بادشاہ قلعۂ تخت الشعاع کو طلب فرمایا تھا رازونیاز حجرۂ بلا دریافت کیا ثابت ہوا حجرۂ ادل کا مالک مشعل جادو مصاحب سامری حاکم اقلیم افسونگری لیکن بلانے مین ایسی شرطین سخت ہین کہ شہنشاہ نے قبول نہین فرمایا راز دار زرال جادو ہی خود شہنشاہ وہان تشریف لیجائینگے ضرور کسی تدبیر سے مشعل جادو کو لائینگے مشعل جادو آتے ہی سب کو جلادیگا اسکو کوئی قتل نہین کر سکتا محبت سامری مین اُسنے اپنے کو دفن کرا دیا خداوندون سے مل گیا ہمارے شہنشاہ کی دائی امان ملکہ تاریک شکل کش خود فرماتی ہین کہ مین چلکر مسلمانون کو قتل کرون جیر بیجا کہ سب کو کھا جاؤن مگر اُنکا تشریف لانا قاعدہ طلسم کے خلاف ہی اسوجہ سے اُنکو نہین لاتے حیرت جادو تو ان باتون مین مصروف ہی مشیرون نے عرض کی آپ ملکہ صنعت کو لکھ بھیجین کہ صاحبزادی پر عیارون نے بلوہ کیا وہ مسلمانون سے کل ضرور لڑینگی آپ خود تشریف لائیے صاحبزادی کو روکیے حیرت نے کہا مین نے تو پہلے ہی نامہ لکھا تھا ہوئے برق نے اُسکو روک لیا نہ جانے دیا ایسا نہو کوئی اور افتاد پڑے سب نے کہا ساحر تیز رو روانہ کیجیے حکم دیجیے کہ راہ مین نہ ٹھہرے صنعت کے ہاتھ مین جا کر نامہ دے وہ آ کے روکین گی یہ رائے حیرت کو پسند آئی نامہ لکھا سب حال گذشتہ مندرج کیا طیران جادو کو دیا تاکید کردی کہ خبردار راہ مین نہ ٹھہرنا طیران نے کہا حضور خوف عیاران سے میرے خود ہوش اُڑتے ہین بیچ مین کہین نہ ٹھہرونگا نامہ

لیکر طیران ادھر روانہ ہوا لیکن حسین سحر ساز بصد عشوہ و ناز تخت پر آکے بیٹھی یکایک
لیلائے شب نے زلف عنبرین کھولی مجلس ماہ بصد عز و جاہ دشت نجد فلک پر مصروف جستجوے معشوق
ہوا حسین سحر ساز نے حکم دیا طبل جنگی بجے ہوم خانہ آراستہ ہو ہم برائے قتل مسلمانان سحر تیار کرینگے
اُسی وقت نقارۂ زرمی پر چوب پڑی چرند و پرند ہرکارے لشکر اسلام کے فوج حسین مین موجود
تھے خبرین لیکر بھاگے یہان ملکہ جبین سریر جہانبانی پر اسد نامور بصد سطوت و صولت و تُنگل
یاقوت نگار پر گرد سرداران نامی ساحران گرامی جلوہ فرما مہر سپہر عیاری آبشار کو مار کر تشریف
لائے ہین ملکہ مہرُخ نے خبر سُنکر خلعت فاخرہ مرحمت کیا مرغ زرین بنے ہوے بیٹھے ہین جہک رہے
ہین ایک جانب مہتر برق و چالاک و ضرغام و مہتر قران و جانسوز بصد شوکت و شان
حاضر دربار ہین ذکر لشکر حسین ہو رہا ہی ملکہ مہرخ فرماتی ہین صاحبو اُس چھوکری کا دعوی بیجا
نہین ہی صنعت نے اپنا ہمسر کر دیا ہی صندوق سینہ کو نقد ساحری سے بھر دیا ہی خوب خوب سحر
کریگی یہ ذکر ہو رہے تھے کہ جوڑیان ہرکارون کی آکر پہنچین ہاتھ اُٹھا کر دعاؤ ثناے بادشاہی بجا لائے نظم

اے شہ داد گر اے خسرو انصاف پرست
برق آئینہ ہو اور سنگ سیہ ہو ابرق
ابر ہی گرچہ مثال نمد نمدیدہ
آگ لگجانے مین جو پڑا اسکے نہو وے مطلق

اللہ اللہ رے عدالت کا ترے نظم و نسق
مشتری بھی تری شطرنج کا اک مہرہ ہی
گر تری برق غضب جھاڑ دے اسپر چقمق
ہووے ہر سال مبارک تجھے عیش و شادی

پر تو افگن ہو اگر روشنی طبع تری
آفتاب ایک ترے گنجفہ کا گر ہو ورق
تو شتابے بھی جل اُٹھے زیادہ وہ شتاب
اور دشمن کو رہے تیرے صد ارنج و قلق

شہریار عالم کی عمر دراز ہو حسین سحر ساز نے ملکہ حیرت کا کہنا نہ مانا طبل جنگی بجوا دیا لیکن اُسکا قصد ہی
ملکہ بہار جادو سے مقابلہ کرے اپنے سحر پر بہت پھولی ہوئی ہی ملکہ بہار جادو نے مُسکرا کر عرض کی حضور
اپنی کنیز کے نام پر طبل جنگی بجوائین حضور کے اقبال سے اگر تنکے چنوا کر نہ مارا تو نام اپنا ملکہ بہار جادو
نہ پایا ہرچند ملکہ مہرخ نے کہا عام طور پر طبل جنگی بجے بہار نے نہ مانا ملکہ بہار جادو کے نام پر طبل جنگی
بجا بہار نے اُسوقت کنیزون کو حکم دیا ہمارے خیمہ مین اسباب سحر جمع کرو اُسی وقت ملکہ نسرین عذار
غنچہ دہن گل عذار نارنجی پوش ملمن عذار سبکدوش اپنے اپنے مقام سے اُٹھین چمنستان مین آکر گلچینی
کرنے لگین گلدستہ ہاے گل بصد تجمل درست کیے رشتۂ جان سے انکو باندھا بہار جادو بروقت برخاست اپنے
اپنے خیمہ مین آئین دیکھا کنیزان رنگین مزاج سرو قد غنچہ دہن حاضر ہین بیچ مین چوکی سنگ مرمر سفید کی حوض
مین آب صاف و شفاف حلو بہار نے غسل کیا ایک ساری آب دان کی باندھی صاف ثابت تھا کہ جسم نور کو نور
کے سانچے مین ڈھالا ہی یا برج نور مین ماہ تابان کا گذر ہوا بالون کو نچوڑا ابر تیرہ دستار سے موتی برسنے لگے گرد تمکنین

آگئین اب ملکہ بہار نے غنچہ دہن وا کیا اسم سحر رنگین پڑھا پھول برسے غنچے چٹکنے لگے گلدستہ آراستہ ہوے کبھی مینھ برسایا باغ سحر کے پھول کھلے چمن ہاے طولانی در دولت پر آراستہ ہین نخل جھومے بہت سے چمن ہاے طولانی تیار کیے جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری باہر آکر ملکہ بہار نے میدان کارزار مین پھول پھیلا دیے درختون مین پھولون کی بدھیان لٹکا دین یہ سامان کرکے ملکہ بہار جادو پلٹین بستر ناز پر آکر آرام فرمایا کنیزین خدمتگذاری مین مصروف ہوئین لیکن حسین سحر ساز طبل جنگی بجوا کر اُٹھی کنیزدن نے آکر خبر دی حضور بہار نے اپنے نام پر طبل جنگی بجوا دیا اسکے بھی باغ حسن مین بہار ہو آپ ایسی گل پیرہن سے آمادہ کارزار ہی یہ سُنکر حسین سحر ساز ہوم خانے مین آئی اُسنے بھی خوب خوب سحر تیار کیے لیکن عیارون سے ایسا خائف ہوئی تھی گرد خیمے کے حصار سحر کیا چار اژدہے بنا کر بٹھا دیے وہ اژدہے قلابہ آتشین منھ سے چھوڑنے لگے عیاران لشکر اسلام اس فکر مین نکلے کہ چلکر حسین کو مارین جب سامنے بارگاہ حسین کے آئے دیکھا چار اژدہے بیٹھے ہین جو اندر بارگاہ کے جانے کا قصد کرتا ہو اژدہے مُنھ پھیلا کر دوڑتے ہین پھر بھر کال گرد خیمۂ حسین کے چرخ مارا راستہ جانے کا نہ ملا ناچار پلٹے ناگاہ باغ فلک مین گل خورشید پھولا گلہاے سیارگان مرجھاے شاخ کہکشان پھولی پھلی نسیم سحر مستانہ وار چلی لشکرون مین تیاریان ہونے لگین ملکہ حیرت بارگاہ سے برآمد ہوئی ایک بلندی پر تخت اپنا بچھوایا براے تماشاے آمد لشکر اسلام نگاہ اُٹھائی دیکھا لشکر ظفر اثر اسد نامور کی آمد شروع ہوئی سب سے پہلے شاہزادہ خورشید زرین سحر ساٹھ ہزار ساحران نامدار سے آکر پہونچا مرکب بادرفتار سے کود پڑا ساحرون کو قاعدے سے جمانے لگا جو سردار آیا میمنہ میسرہ کے طور پر حکم دیا یکایک حیرت نے دیکھا ہزبر بیشۂ جرائت یکہ تاز میدان جلالت اسد نامدار پشت مرکب بادرفتار پر سوار پہلو مین صندلان صندلی پوش مع ساٹھ ہزار جوانان صندلی پوشان بصد عظم و شان چالیس قدم آگے بڑھکر زیر سایۂ علم شیر پیکر یہ نامور ٹھہرا قلب سپاہ مین تخت مہ جبین جلالت آئین چالیس مشیر چالیس وزیر گرد تمام سرداران ذیہوش پشت پر کنیزین زرین پوش جب یہ سب آچکے آمد بہار جادو کی شروع ہوئی طاؤس زرین بال پر سوار پھولون مین لدی ہوئی عروس شب اول بنی ہوئی پشت پر کنیزان ماہر و حسین خوشنخود دف ودایرے بجاتی ہوئی رنگ کی پچکاریان چل رہین اشعار بہار یہ گاتی ہوئین شعر مصنف آج بیلا بٹ رہا ہو خوش ہو بلبل باغ مین ٭ شاخہاے گل نثاتی ہین زر گل باغ مین ٭ ادھر سے آمد حسین سحر ساز بصد سوز و گداز شعلے بھڑکتے ہوکے لکۂ ابر کڑکتے ہوئے حسین ایک مرغ زرین پر سوار یہ بھی گلدستے بہت سے ساتھ لائی ہی

حسُن مین بے مثال اول ملکہ حیرت کو سلام کیا صفین جانبین آراستگی میدان کارزار ہوئی نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے حسین نے اپنے مرغ زرین کو بڑھایا حیرت جادو سے اجازت چاہی حیرت نے سر جُھکا کر کہا بی جاؤ تمھین پو تے دوسو خداوند ون کے سپرد کیا نقابتھا نگہبان ہی لیکن بہت سمجھ بوجھ کے بہار سے مقابلہ کرنا حسین نے کہا حضور ملاحظ فرمائینگی ابھی مشکین باندھکر لاتی ہون بڑھیان پھولون کی بی بہار نے ہاتھون مین لئے ہین یہی ہتکڑیان بنجائیگی حیرت نے کچھ جواب نہ دیا حسین سحر ساز اپنے مرغ زرین کو اُڑا کر میدان کارزار مین آئی عجائب غرائب سحر کے دکھائے پہلے سے بہت معقول پھول برسائے آواز دی بی بہار صاحب آئیے ذرا ہم سے چار آنکھین کیجیے دیکھیے تو کیا لطف ملتا ہی دیکھین کسکا غنچۂ آرزو کھلتا ہی بہار گلعذار نے طاؤس کو صف سے نکالا آکر پایۂ تخت ملکہ مہ جبین کو بوسہ دیا دست بستہ عرض کی ای سرو حدیقۂ کامرانی وای رنگ وبوے گلزار جہانبانی اجازت میدان مرحمت ہو ملکہ مہ جبین نے خالہ امان کہکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا حضور صدہا ملازم آپ کے موجود ہین وہ جا کر اس مغرور کو جواب دینگے آپ تامل فرمائیے ملکہ بہار نے عرض کی حضور آپ کے جد عالی تبار صاحبقران نامدار کا قانون ہی جو جسکا نام لیکر پکارے وہی میدان کارزار مین نکلے ملکہ مہ جبین نے کہا آپ کو حافظ حقیقی کے سپرد کیا ہمیشہ باغ حسُن مین بہار رہے باد خزان کا جھونکا نہ چلے ملکہ بہار نے طاؤس بڑھایا اسد غازی کو سلام کرکے میدان کارزار مین پہنچین حسین سحر ساز نے جو ملکہ بہار کو آتے دیکھا للکار کر گلدستہ اُٹھایا ملکہ بہار نے گلے سے بدھی اُتاری پہلے گلدستہ حسین کا چلا بہار نے بدھی طرہ پھینکا سب نے دیکھا ابر تیرہ و تار گھر کر آسمان پر آیا جھونکے ہواے سرد کے چلے ابر سے بارش پھولون کی ہونے لگی سحر بہار و سحر حسین سے ہزارون طائران زمزمہ سرا پیدا ہوے پرسے پر ملائے ہوئے زمزمہ سرا ہوئے اُسوقت میدان کارزار مین عجب کیفیت تھی بہار نے پھول برسائے حسین نے دہنک دی ٹھنڈی ہوا چلی چشمے موج مارنے لگے غبارہ زر نے میدان کو گھیر لیا سب کی نگاہون سے حسین و بہار چھپ گئین ابر تیرہ و تار نابود ہوا ایک باغ بیدر کا بنکر تیار ہوا اُسمین چمن ہاے طولانی گلہاے رنگارنگ شگوفہ ہاے بوقلمون سرو شمشاد پابندی سے آزاد جوانان چمن شادان و فرحان غنچون کی چٹک پھولون کی مہک باغ پرجوش بہار عروس چمن کی زیبائی شاخون کی رعنائی ہر نخل پر ہزار ہا عندلیبان خوشنوا الصد ناز و ادا ان اشعار آبدار کو پھول پھول کر گا رہی ہین اشعار رنگین

ہی آج جو یون خوشنما نور سحر برنگ شفق		پرتو ہی کس خورشید کا نور سحر رنگ شفق

یہ جوشِ نسترین و سمن یہ لالۂ و گل کا چمن
ہر سرو قد غنچہ دہن زیب چمن شان چمن
افشان جبین پر سر بسر مہتاب و انجم جلوہ گر
لب پر تبسم ہی کہ ہی جوشِ بہار موج گل
ہر مجمع پیر و جوان اک طرفہ مشرق ہی کہ وان
جام بلورین مین ہی یون عکس شراب لالہ گون
حسنِ گل مہتاب نے جوشِ گل سیراب نے
دیکھے چمن مین برگ گل آلودۂ شبنم جو گل
ہی شوق کو بالیدگی ہی ربط کو چسپیدگی
ساقی مۓ عشرت سے بھر ساغر کہ ہی اس رنگ پر

گلشن مین گویا چھا گیا نور سحر رنگ شفق
ہر سیم بر گلگون قبا نور سحر رنگ شفق
اور گورے ہاتھون مین حنا نور سحر رنگ شفق
دندان پان خوردہ ہین یا نور سحر رنگ شفق
روشن دل و رنگین ادا نورِ سحر رنگ شفق
ہو جیسے کیفیت فزا نور سحر رنگ شفق
کیا باغ مین چمکا دیا نور سحر رنگ شفق
خجلت سے پانی ہو گیا نور سحر رنگ شفق
کس رنگ ہون ملکر جدا نور سحر رنگ شفق
آب و ہوا ے جانفزا نور سحر رنگ شفق

عرصۂ دراز تک صدائین عندلیبان خوشنوائے دین و رود دیوار پست اس باغ نگارین مین بہار کا بند و بست اُس حدیقۂ نگارین مین صدہا نازنینان گلبدن خرامان پھر رہی ہین لیکن بہار حسین کا نشان نہین معلوم ہوتا اس رنگ سحر سازی و نیرنگ بازی و افسون طرازی کو دیکھکر ملکہ حیرت و مہرخ دجادمین ہین ہر ایک حیران کہ بہار و حسین یہ باغ بہشت آئین بناکر کہان مخفی ہوئین سب کی نگاہ اُسی جانب ہی ہر خورد و کلان اس تماشا دیکھنے کا طالب ہی یکایک گوشۂ باغ سے دف و دایرے کی آواز بلند ملکہ مہرخ وغیرہ دیکھنے لگین سب کی نگاہین اُٹھ گئین دیکھا آگے ملکہ بہار گلعذار پشت پر چند نازنینان مہ جبین زرد ٹہ سارنگی کا بلند پائین کی لگگ آسمان کو پہونچ رہی ہی سب ساز آپہین ساز کیے ہوئے ایک غارتگر ہوش بصد جوش و خروش سازندون کے آگے رقص کرتی ہوئی دریایین پھولون کے غوطہ زن نازنین پُرفن خوش الحان غنچہ دہان سیم بر قمر پیکر اس غزل کی تانین مارتی ہوئی چلی آتی ہی

غزل

جان ستم رسیدۂ من داد خواہ دل
دل جرم چشم گوید و چشم گناہ دل
دل گشت ناتوان و ندارم درو نظر
صاحبدلان چو سیر کنند از نگاہ دل
یکشب اگر بہ بزم خودم جا دہی چو شمع

دل آنچہ کردہ است بجان من گواہ دل
یارب بدر رود بے اثری نالہ جرس
جز نوک خنجر قرہ اش تکیہ گاہ دل
اے شیخ گر بسوے حرم میروی چہ سود
روشن شود بجان تو روزِ سیاہ دل

بستانم از کراین دو عدو خونبہاے جان
گر دید بہر قافلۂ اشک آہِ دل
در برگ ہر گلے یہ چمن نگ حسن او وست
با صاحب حرم نہ رسی جز براہ دل
دلدار حرف ناشنو و خلق سوی دست

باشد اگر صلاح روم در پناہ دل	سودا بگو کجا بروم من ز دست دل	گوئیم در جہان بہ کہ حال تباہ دل

اس رنگ سے یہ نازنین تانین مار رہی ہو کہ نرگس شہلا نے آنکھین کھولدین گل ہمہ تن گوش عندلیبان
خوشنوا مدہوش شمشاد پا بگل ایک سو شور عنادل سنبل کو پیچ و تاب سوسن کو کلام کرنے مین حجاب اُسی
جوش و خروش مین ملکہ بہار نے دستک دیکر آواز دی اے حسین سحر ساز بوے گل بنکر کب تک اس
باغ مین چھپے گی دیکھو تو یہ گل اندام کیا کیا غزلین گاتی ہو کیا خوب بتاتی ہو آؤ یہ اشعار آبدار سُن لو
یہ صحبت یادگار ہو چار دن کو باغ مین بہار ہو تر و تازگی گل و لالہ دیکھ لو آکے باغ کی سیر کرو گا نا سُنو
ہم تمھاری ملاقات کے مشتاق ہین حقیقت مین آپ علم افسونگری مین طاق ہین کسکی مجال ہو جو تم سے
آنکھ ملائے دیدہ بازی مین نرگس کی آنکھ جھپکاتی ہو آگے سوسن کی زبان درازیان دیکھو وقت وداع
عروس چمن ہو آتش گل شعلہ زن ہو لالے کے دل پر داغ گل چین و باغبان باغ باغ ملکہ بہار نے
غنچہ دہن سے گل کلام اس حسن و خوبی سے پیشکش کیے جوانان چمن اکڑنے لگے حیرت جادو نے کہا یارو
بہار نے غضب کا سحر کیا سحر حسین کا رنگ مٹا دیکھو اب حسین آیا چاہتی ہو دیکھین کیا رنگ لاتی ہو
سب اُسی جانب نگران بصورت آئینہ حیران مثل گیسو پریشان یکایک دوسرے گوشۂ باغ سے روشنی
ظاہر ہوئی سب نے دیکھا حسین سحر ساز آگے آگے پشت پر چار سو نازنینان گلگون پوش لیکن گل عارض
دمکائے ہوئے سناٹے مین نمایان ہوئی بہار کو جھک کر سلام کیا پوچھا ملکہ عالم کیون مجھے بلایا باغ مین
آج نیا گل کھلا آپ باغ کی مالک ہین کہیے مثل بوے گل بسین حکم دیجیے چمن سے باہر نکل جاؤن بہار نے
کہا تمکو کیا خوف و خطر ہو باغ مین آنے کا یہی ثمر ہو تلوار کھینچو تب ہمین تمھاری محبت کا یقین آئے دیکھو
شرمندہ نہو نا ہنسی مین نہ رونا یہ سُنتے ہی حسین سحر ساز نے کمر سے نیمچہ کھینچا چار سو کنیزون نے خنجر کمر سے
نکالے حسین نے جھوم کر قصد کیا نیمچہ گلوے نازک پر رکھے حیرت چیخی صاحبو غضب ہوا رنگ سحر بہار
جم گیا حسین گلا کاٹا چاہتی ہو یہ کہکر ایک دستک دی اے طیران جلد حسین سحر ساز کو بچا رنگ
سحر بہار مٹا دیکھا تو آسمان سے ایک طائر پیدا ہوا پر مارتا ہوا سر پر حسین کے پہونچا ایک چیخ ماری
او حسین ہوشیار ہو خواب غفلت سے بیدار ہو یہ کہکے ایک چیخ ماری طائر کے منہ سے شعلہ نکلا جلکر خاک
ہوا وہ خاک سر پر حسین کے گری حسین کو ہوش آیا ہوش آتے ہی ایک گولہ نکالکر باغ پر مارا باغ جلنے
لگا غنچون نے زبان بند کی آتش گل بھڑکی عندلیبان خوشنوا ایسی بھولین کہ زمزمہ سرائی بھولین گیسوے
سنبل کو پریشانی نرگس پر حیرانی ہر ایک چشمے سے خون اُبلا حباب چشم گریان بنگئے آہ آتشبار سے بلبلون
کے کلیجے چھن گئے یا تو وہ باغ پُر بہار تھا جھونکا ہواے خزان کا چلا چشم زدن مین سناٹا ہو گیا غبار

بلند ہوا سب نے دیکھا بہار ایک صحرا مین کھڑی ہی گل بوٹے جلے پڑے ہین نخل خشک ہوا ہے گرم چل
رہی ہی شاخ نخل آرزو جل رہی ہی وہ جو کنیزین بہار کے ساتھ تھین گل عارض اُنکے مرجھائے مثل
برگ خزاندیدہ زمین مین گر پڑین اور حسین للکارتی ہوئی جاتی ہی بہار نے آواز دی او چھوکری
حیرت نے تجکو بچا لیا وہ جورو افراسیاب جادو کی ہی ہزار ہا رنگ اسکے قبضے مین ہین گلا کاٹنے پر
آمادہ تھی اُسنے طائر ساحری بھیجکر بچا لیا حسین جو شرمائی فوج کی طرف دیکھا ڈیڑھ لاکھ ساحر لیکر آئی
ہی سب ساحر گوپے تیغ ناچیخ ہاتھ مین سنبھالکر دوڑ پڑے حیرت نے اب بھی پکار کر کہا کہ ای حسین بس پلٹ آؤ نہ
مقابلہ کرو امتحان ہو چکا یہ بہار بلاے روزگار ہی اسکے چمن کا ہر ایک پھول خار ہی جب آمادہ کارزار ہوتی
ہی زمین سحر مین لب بوتی ہی خدا اسکے رنگ سحر سے بچائے ہزارون کے اسنے گلے کٹوا ڈالے شہنشاہ کو بڑے
بڑے رنج دیے حسین نے کچھ جواب نہ دیا بہار وہان سے آگے بڑھی اُس مقام خزان کو چھوڑا لشکر کو
اُسکے آتے ہوئے دیکھا مثل باد خزان باغیون پر جا پڑی ادھر سے ملکہ سرخ موے کاکلشا کنیزان
بہار ایک جانب سے ملکہ چہرخ نے فوج کو اشارہ کیا ساحران نامی سرداران گرامی بہار کے نام پر جان
دیتے ہین اسباب سحر لیکر بڑھے حیرت نے دیکھا غضب ہوا یہ سردار ملکہ حسین کو مار ڈالین گے اُسنے
بھی لشکر کو حکم دیا مصور جادو فوج کو لیکر بڑھا ملکہ چہرخ نے للکارا او مصور تو بڑا بچہا ہی ہمیشہ جوتیان کھاتا
ہی پھر لڑنے آتا ہی ایک جانب سے خورشید زرین سحر کا حدت آفتاب کی دکھائی مصور نے بھی تصویرین
نکالین جب مقراض سے تصویرون کو کاٹا گئی سو کے سر کٹ کر گر پڑے بہار نے پلٹ کر دیکھا مصور نے
تہلکہ ڈال دیا پامال کرتا ہوا جاتا ہی حقیقت مین اُسکے سحر سے ساحرون کا قلب تھراتا ہی بہار نے چاہا
طرف مصور کے پلٹون کر دیکھا حسین بصد جوش و خروش سحر کرتی ہوئی چلی آتی ہی باغبان قدرت
مصور پر جا پڑا بہار و حسین سے سحر ہونے لگے حیرت ہر مرتبہ بیچ مین آجاتی ہی حسین کو بچاتی ہی منتین
کر رہی ہی ارے بہار سے نہ مقابلہ کر حسین کہتی ہی حضور بے بہار کے قتل کیے ہوئے مین نہ پلٹونگی لیکن
حیرت نے پلٹ پلٹ کر دیکھا مصور سحر کرتا ہوا جاتا تھا صورت نگار تخت پر سوار مانی و بہزاد
نقاش و قلم کش یہ بھی سحر کر رہے ہین تصویرین کھینچ کھینچ کر مصور کو دیتے جاتے ہین کئی ہزار آدمی
اُسنے بیدردی سے قتل کیے اُدھر سے ٹڑی بڑھتی ملکہ زیور محمل نشین آتی ہی صورت نگار نے اُسپر گولہ
مارا زیور ہنسی پکار کر کہا بی صورت نگار تمنے بھی سحر سیکھا یہ کیلے ہم اٹھا کے گولہ مارا تخت صورت نگار کا
ٹکڑے ٹکڑے برق تڑپ کر گری سر زخمی ہوا کنیزان صورت نگار پر زیور جا پڑی بی صورت نگار کی
پردہ پوشی نہ ہوئی زیور محمل نشین نے سیکڑون کو دیوانہ بنا دیا دشت نجد کا رنگ دکھا دیا حسین پر جا پڑی

اُس صف کو ویران کیا ملازمان صورت نگار کو پھوک نے یا کسی پر تیور ڈالے نگاہ سے برق چمکائی کسی پر بجلی اُتار کر پھینک ماری ابر تیرہ و تار ظاہر ہوا موسلا دھار پانی برسا سیکڑوں غرق دریائے لعنت ہوئے کبھی ہاتھ سے کڑا اُتار کر پھینکدیا صدہا کے گلے مین طوق و زنجیر پڑ گیا نفس در قفس بیچیدہ زنجیرین پہنے ہوئے غل کرتے تھے سر ٹکرا ٹکرا کے مرتے تھے خانۂ زنجیر سے نکلنا دشوار تھا دانۂ زنجیر زہرہ مار تھا حیرت نے پلٹ کر دیکھا زیور محمل نشین نے تہلکہ ڈال دیا ہزارون کو قتل کیا کیا لطف سے سحر کر رہی ہے پلٹ کر وزیرزادیون سے کہا کیا کیا ساحر ہماری طرف کے شریک باغبان ہوے دیکھو آثار سحر زیور سے قیامت کے آثار عیان ہوئے مین خود بڑھکر لڑونگی کس کس کو روؤن کس کس کو ٹوکون مین چاہتی ہون اس چھوکری کو بچالون وہ نہین مانتی یہ کہکر طرف زیور کے پلٹی تھی کہ سامنے سے باغبان کا نعرہ ہوا حیرت سے سحر چلنے لگا صورت نگار کو جو مصور نے زخمی دیکھا جوروکی مدد کو بڑھا پکارتا ہوا ہی ہی بی بی یہ کیا غضب ہوا سر تمھارا کس نے زخمی کیا اُسکو زندہ نہ چھوڑونگا صورت نگار نے کہا صاحب زیور نے سیکڑون کو مجنون بنا دیا میان تم اُسکے سامنے نجانا لیلی زلف کھلی ہے اندھیرا چھا گیا سیکڑون دیوانہ وار سر ٹکرا رہے ہین خود جلالت آئین نگاہین سحر کی بھری ہوئین مصور نے کہا بی بی تمھارا بدلا ضرور لونگا زیور کی نگاہ بڑی للکارا او مصور شہنشاہ داور کو دعا دے تجکو یہ دن نصیب ہوا کنارے دریا کے پڑا رہتا تھا نہانے والے جو آتے تھے پاؤ بھرا ناج دیتے تھے اُسمین تیری بسر ہوتی تھی شہنشاہ داؤد نے دیکھا یہ لونڈی بچہ بدنام کرتا ہے جاگیر وغیرہ دیدی تجکو بازار رس کیا آج ہم لوگون سے مقابلہ کرتا ہے تصویر کھینچ دیکھ تو کیا نقشہ ہے مصور نے تصویر زیور جھولی سے نکالی زیور کی جانب پھینکی زیور نے کڑی نگاہ ڈالی تصویر جلی خاک ہو کر زمین پر گری غبار زرد بلند ہوا اُس غبار سے ایک زنگی سیاہ رو پیدا ہوا خم مار کے سامنے مصور کے آیا للکار کر آواز دی کیون بے لونڈے ہمارے مالک سے لڑتا ہے آمجھسے تو مقابلہ کر مصور نے موقلم پھینک مارا زیور نے اُسکو قلم کیا لیکن زنگی برابر مصور کے پہونچا کئی سحر مصور نے کیے پیالیان رنگ کی زنگی پر پھینکین زنگی دریاے خون مین نہا گیا لیکن نزر کا مصور پر جا پڑا اب مصور نے تیغۂ سحر مارا زنگی نے کلائی پکڑکے تیغہ چھین لیا گریبان مین ہاتھ ڈالا مصور سے کشتی ہونے لگی زنگی نے تیسرے پیچ مین کمر مین ہاتھ ڈالکے اُٹھا لیا زیور کی جانب متوجہ ہوا حضور کیا حکم ہوتا ہے زیور نے کہا بس اس بے ایمان کو لیجا کر چمن سحر مین قید کر زنگی ہاتھ پر مصور کو چرخ دیتا ہوا لشکر سے نکلا صحرائے ہولناک کا راستہ لیا مانی و بہزاد وغیرہ چیخنے لگے دوڑے ہوے سامنے حیرت کے آئے حیرت جادو دماغ باغبان قدرت سے لڑ رہی تھی اُسنے باغبان کو زخمی کیا کہ ایک جانب غل ہوا دیکھا مصاحبان

مصور روتے پیٹتے آتے ہین حیرت نے پوچھا کیا ہوا عرض کی ملاحظہ فرمائیے حیرت جادو نے دیکھا مصور کا لباس پارہ پارہ منکا ڈھلا ہوا ایک زنگی دوش پر لادے ہوئے لیے جاتا ہی صورت نگار رخسار کھڑی پیٹ رہی ہی حیرت گھبرائی پکار کر کہا مرشدزادے ہم سب کو ذلیل کرتے ہین یہ کہکے غول سے نکلی للکارا او زنگی سیاہ رو کہان جاتا ہی اُس زنگی نے جواب بھی نہ دیا حیرت نے دیکھا صحراے ریگستان کو طی کر چکا ہی نخلستان مین جاکر غائب ہو جائیگا پھر اسکو کون پائیگا ایک گولہ اٹھاکر طرف آسمان کے پھینکا آواز دی ای غلام ساحری مرشدزادے کو بچالے سب نے دیکھا صحرا سے ایک فولادی تپلہ پیدا ہوا تیغہ کھینچا ہوا ہاتھ مین جست و خیز کرتا ہوا قریب اُس زنگی کے پہونچا زنگی نے جو فولادی تپلہ دیکھا مصور کو ہاتھ سے ڈال دیا تیغہ کھینچکر تپلے پر جا پڑا جی داری کر کے ہاتھ تلوار کا مارا تپلے نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے مین سے ہاتھ نکالکر سر کو بتایا کمر پر ہاتھ مارا زنگی کے دو ٹکڑے ہوے جلکر خاک ہوا مصور کو اُس بیہوشی مین تپلے نے اُٹھالیا کاندھے پر ڈالکر لے بھاگا آسمان پر جاکر غائب ہوگیا صورت نگار نے گھبرا کر کہا بی بی یہ کیا ہوا حیرت نے کہا نہ گھبراؤ مرشدزادے سحر مین زیور محمل نشین کے مبتلا تھے مین نے صدمۂ عظیم اٹھایا کئی سو کوس سے غلام ساحری کو بلایا اُسنے زنگی کو مارا مرشدزادے کو پاس افراسیاب جادو کے لیجائیگا وہ آب دمیدہ سحر کے چھینٹے دینگے تب انکی آبرو بچیگی زیور محمل نشین نے پکار کر کہا ای حیرت شرم نہ آئی یہ تمھارے مرشدزادے ہین شیرۂ خداوندگار کے ہین ذرا سے شعبدے مین چت ہوگئے کچھ نہ بن پڑا آخر تمنے انکا ہاتھ تھاما کیا عمدہ مذہب ہی حیرت جادو طرف زیور محمل نشین کے چلی فوجین ہلی ہوئی ہین سحر ہو رہے ہین آگ برس رہی ہی صدہا آتش سحر مین جلے ہزار دن پانی سے ٹھنڈے ہوئے نقیب مذمت دنیا مین یہ اشعار پڑھ رہے ہین

نظم

سمجھ نہ دنیا کو گھر خوشی کا کہ اسمین لاکھون طرح کا غم ہی	سنبھل کے لازم ہی پانون رکھنا کہ اسمین ٹھوکر قدم قدم ہی
رہا نہ کوئی نہ یان رہیگا سبھون کو چلنا وہان پڑیگا	کوئی ہی آگے کوئی ہی پیچھے ہر ایک دان رہرو عدم ہی
یہ چند روزہ ہی دار فانی حباب آسا ہی زندگانی	کبھی ہی رنج اور کبھی ہی راحت نیا چلن اسکا دمبدم ہی
یہان نہ دارا نہ ہی سکندر نہ ہی فریدون یہان نہ جم ہی	مسافرانہ لگے ہوا ٹھو مقام فردوس ہی ارم ہی کو
لباس آرایش و تنعم یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے	نکل گئی روح جب بدن سے تو پھر کہان ناز اور نعم ہی

نقیبون نے جو یہ اشعار پڑھے ناپائداری عالم فانی آنکھون کے نیچے پھر گئی لذت حیات دو روزہ آنکھون سے گر گئی آج حیرت جادو کو بڑی مشکل پڑی ہی تڑپتی پھرتی ہی ہر ایک سردار سے مقابلہ کیا ناگاہ سر اُٹھاکر دیکھا شہسوار عرصۂ یکتازی اسد بن کرب غازی غیرانہ رستانہ فوج ساحران مین گھس رہا ہی

صندلان صندلی پوش مصروف جان نثاری ملکہ گوہر جادو عاشق صندلان صندلی پوش
رکاب اسد نامدار پر ہاتھ رکھے ہوئے سحر ساحرون کا دفع کر رہی ہی ایک جانب شاہزادہ شکیل فرزند
دلبند ملکہ مہرخ سحر کر رہا ہی جب کسی نے سحر کیا اسد غازی کا گھوڑا بھڑکا اُس ساحر نے چاہا طلسم کشا
کو بڑھکر گرفتار کرون شکیل نے بڑھ کر سحر دفع کیا اُس ساحر کو مارا کسی ساحر کو گوہر جادو نے للکارا
یہ جانباز سرفروش قریب اسد نامدار کے کسی ساحر کو نہین آنے دیتے سینہ سپر کیے لڑ رہے ہین ملکہ
حیرت جادو نے جو یہ رنگ دیکھا جی مین کہتی ہی ای حیرت کوئی تحفہ اس جوان کے پاس نہین ہی
آسیر یہ جرائت وشوکت دریاے فوج ساحران مین غوطے مار رہا ہی کسی کو تیر سے مارا کسی کو نیزے پر
اُٹھا لیا کسی پر ہاتھ تلوار کا مارا کسی پہ گرز گران ہنگ آسمان رنگ ہشت پہلو کا وار کیا جسپر گرز پڑ گیا پڑا اُٹھا
ہوکر رہگیا جی مین سوچی کہ آج چراغ مسلمانان گل کر دون اسد نامدار کو بڑھکر مارون یہ سوچ کر اسطرف
سحر کرتی ہوئی چلی اسکا سحر قیامت ہی کون روک سکتا ہی چہرہ پر عتاب زلفین عنبرین کو پیچ و تاب
پیچون سے عارض گرمی آتش سحر سے کمہلائے ہوئے خون کے قطرے جسم پر سارا دوپٹہ افشانی معلوم ہوتا ہی اول
اول گوہر جادو نے بڑھکر مقابلہ کیا حیرت نے للکارا بی گوہر جادو تم کیون اپنی آبرو کے پیچھے پڑی
ہو کبھی کسی ساحر سے لڑی ہو یہ تقریر مسلسل حیرت کی سُنکر گوہر نے بڑھکر سحر کیا حیرت نے ابرو ہلائے
خنجر چمک کر گرا گوہر کے گلے کا ہار ہوا ہر چند کہ اُسنے خنجر کو توڑا لیکن شانہ نشانہ ہوا شکیل جادو بر مطلب
کو حیرت کے سمجھ گیا کہ یہ اسد کی فکر مین آتی ہی یہ شیر دلیر ہین اس روباہ صفت سے کیا منہ پھیر لینگے
غضب ہوا نعرہ کرکے شکیل جادو جا پڑا گوہر جادو کو بچایا خود سحر کرنے لگا کئی سحر کیے حیرت کب مانتی
ہی کڑی نگاہ ڈالی چھریان چل گئین برق گری سر شکیل کا زخمی کیا دور سے یہ ساحرون نے دیکھا کہ حیرت
اسد نامدار پر جاتی ہی اسد نامدار خود نعرہ کرکے چلا ہی شرخ موے کا کلکشا وغیرہ بھی چلین بلا زبان
حیرت نے بلوہ کیا اُس مقام پر گویون کے دناٹے ترہج سحر کے سناٹے کہین آگ برسی کہین دریا لہرایا
کہین تیرون کی بوچھار کہین برق شمشیر چمکی کہین کمانون کی کڑک شعلہ ہاے آتش کی بھڑک گھوڑے
کوتل بھاگتے پھرتے ہین سوار رکیبون سے گرتے ہین پیدل پرے جمائے ہوے مرنے پر آمادہ کمر چست ارادے
درست ایک کو ایک کی شرم دریاے آتش مین کود پڑنے پر سرگرم لاکھون کا کھیت ہوا حیرت بھی چاہتی
ہی کہ ان سبکو ہٹا کر اسد غازی پر گردن پنجہ کمر مین دے کر لے نکلون اُس مقام پر انتہا کی تلوار چلی
سحر سے زمین کانپ گئی خون کی ندی بہی سردار تو اس جانب متوجہ ہوئے ملکہ حسین سحر ساز نے جو
مہلت پائی بہار کو للکارا بہار نے قصد کیا تھا کہ مین براے مدد اسد نامدار جاؤن دور سے دیکھ رہی تھی

کہ سب سردار اُسی مقام پر مصروف جنگ وجدل ہین حیرت جادو کی زلفین عنبرین پر بل ہین کہ آواز آئی ای بہار کہان جاتی ہو منم ملکہ حسین سحر ساز تونے سر میدان مجکو ذلیل کیا ہین اب کیا تجھے زندہ چھوڑونگی ملکہ بہار نے پلٹ کر طرف ملکہ حسین سحر ساز کے دیکھا کہا جادو رہو کیون شامتین آئی ہین حیرت جادو نے تجکو بچا لیا اس مجمع مین چل سب سحر کے امتحان ہین حیرت جادو طلسم کشا کا قصد کر رہی ہو دیکھ ہمارے سردار کیا جانبازی کر رہے ہین بادشاہ طلسم ہوش رُبا کی جور و سے سرگرم کارزار ہین اہالیان طلسم ہوش رُبا مکار و غدار ہین زمانے مین ہر ذرا انقلاب ہو زلف لیلاے شب کو پیچ و تاب ہو بہ قول شاعر نظم

نہ غافل رہ زمانے سے بسر یہجا ہشیاری
کہ خواب پاسبان ہو گرگ کے طالع کی بیداری
یہ آنکھین جون صدف کب بر نیسان پر نظر رکھین
عطا اُسکی نہ باندھین گانٹھ جو دریا کہین جاری
نہین روشندلون کو وسعت روزی زمانہ مین
کرمہ کو نان گاہے پاؤگے آدھی گہے ساری
ہوا زاہد کو عشق خوش لبان پیری کے عالم مین
پڑی ہو آتش یاقوت سے پنبہ مین چنگاری
نہ رکھا داغ دل نے تن بدن میرے سے کچھ مجھ مین
بغل کے چور کی جیون شمع کب تک ہو خبرداری
مدار زخمی تیغ زبان کو نفع کیا تجھ سے
نہین مرہم پذیرائی یار جسدم زخم ہو کاری
شہید رسم ملک عشق ہون سودا کہ لیتے ہین
جان جرم نگہ پر نقد جان و دل گنہگاری

ان کلمات کو سنکر حسین سحر ساز اور زیادہ جھلائی کہا ناصح نہ بنو کچھ سحر کرو کمال دکھاؤ لڑائی سے منھ نہ چھپاؤ فوجین آپسمین مل گئین کنیزان بہار نے بڑھکر پچکاریان مارین کئی ہزار کنیزان حسین سحر ساز جل گئین حسین سحر ساز نے گولہ نکالکر فوج بہار پر مارا اُن پانچ کنیزون کے سر پھٹے جب تو ملکہ بہار کو تاب نہ آئی آواز دی کہ او حسین سحر ساز تیری قضا لے کر آئی ہو یہ کہکر بی بہار گلدستہ تھام کر بڑھین لیکن دیکھا جس رنگ مین مین نے اسکو پھنسایا تھا اُس پہلو پر اب نہین آتی کئی گلدستے بہار نے مارے حسین سحر ساز نے پھول نہ برسنے دیے طائران زمزمہ سرا کی زبان بند کر دی صدہا طائرون کو کباب کرکے گرا دیا صدہا نخل جلائے آگ برساتی ہوئی ملکہ بہار پر جاتی ہو آتش خوئی شعلہ مزاجی دکھاتی ہو ادھر دور سے حیرت جادو نے دیکھا ہوا سے سرو عیسی دم مسیح نفس آئی ارے کیلئے پلٹی دیکھا بہار و ملکہ حسین سحر ساز سے سامنا پڑگیا یا تو تدبیر گرفتاری اسد نامدار مین لڑ رہی تھی نعرہ کرنے لگی ای حسین خبردار میرے پاس چلی آ اُس سرو گلزار ظلم و بدعت سے مقابلہ نہ کر حسین اور زیادہ گرما گئی نیمچہ کھینچکر بہار پر جا پڑی حیرت نے دیکھا دونون مین نیمچہ چلنے لگا بہار نے دیکھا چوٹ نہین کھاتی جب

حسین نے ہاتھ مارا ہزارہا شعلہ ہاے آتش نے بہار کو گھیرا بہار مثل بوے گل اوس باغ آتش بہار
سے نکلتی ہی شاخ تمناے حسین جلتی ہی جب دس پانچ وار اُسنے کیے سپر بھی کئی مرتبہ بہار کی کٹی ابکی
جھپٹ کر جو نیمچہ حسین نے مارا بہار نے بجاے سپر گلدستہ اُٹھا دیا گلدستہ کٹا بوے غش آئی حسین
جھومی بس بہار ماہ رخسار نے نیمچہ ہلالی نیام انتقام سے کھینچا چمک کے ہاتھ مارا حسین نے سپر کو اُٹھا دیا
لیکن مبہوت ہو چلی ہی نیمچہ پڑا سپر کے دو ٹکڑے جنیوے کا ہاتھ پڑا ایک ہاتھ اور سر تن سے قلم ہو کر
حسین کا زمین پر گرا غبار سیاہ بلند ہوا حیرت نے گریبان پھاڑ ڈالا بہار نے جھوم کر نعرہ کیا منم
بہار گلعذار طائرون نے زمزمہ سرائی کی لیکن آندھی سیاہ اُٹھی آواز آنے لگی کشتی مرا نام حسین
سحر ساز بود کنیزون نے بہار کو گھیرا بہار نے مارے گلدستون کے ستھراؤ کر دیا یہان تو یہ ہنگامہ
بپا ہی یعنی لاشہ حسین تڑپ رہا ہی سنگ باری برف باری ہو رہی ہوا ہا لیان فوج حسین چاہتے
ہین گھیر کر بہار کو مارین بہار مثل برق تڑپ رہی ہی

دو کلمے داستان صنعت سحر ساز اشعار عبرت آثار کے بیان ہوتے ہین

اس گلستانِ جہان مین کیا گل عبرت نہین — سیر کے قابل ہی یہ پر سیر کی فرصت نہین
علم جسکا عشق اور جسکا عمل وحشت نہین — وہ فلاطون ہو تو ابھی قابلِ صحبت نہین
خواہ پھرتا ہو فلک اور خواہ پھرتی ہو زمین — پر ہمارے واسطے یان منزلِ راحت نہین
بسمل تیغ محبت کا لب ہر زخم دل — ہوتا واہے شور و واویلا و واحسرت نہین
منہ مین گر پانی چوادے یار اپنے ہاتھ سے — مرگ کی تلخی سے شیرین تر کوئی شربت نہین
ہی نوشتے مین ترے بیمار کے صحت کہان — جسکے نسخے مین دوا کی لفظ کو صحت نہین
کھاکے زخم تیغ قاتل جو بجا لائے نہ شکر — کوئی بھی اُس سے زیادہ کافر نعمت نہین
خاک ہوکر بھی فلک کے ہاتھ سے ہمکو قرار — ایک ساعت مثل ریگ شیشۂ ساعت نہین
خانۂ ہستی کا اپنے صحن ہو دشت عدم — روز گر کیجیے چہل قدمی مگر فرصت نہین
میری وحشت پاؤن پھیلائے تو پھر دونون جہان — ہون اگر اک عرصۂ میدان تو کچھ وسعت نہین
ایک دل ورہین پہ اتنے بار غم اللہ رے — اور اس طاقت پہ ایسا کوئی بیطاقت نہین
ذوق مصور صنمکدے مین ہین ہزارون صورتین — کوئی صورت اپنے صورتگر کی بے صورت نہین

ذکر کر چکا ہون حیرت جادو نے رات ہی کو براے صنعت سحر ساز نامہ لکھا تھا صنعت سحر ساز
مرگھٹ پر قصر سحر بناتے ہین مصروف ہی پلٹ کر بارگاہ مین آئی ظلمات سے کہا دو دن کی مشقت اور

باقی ہے دیکھو تو کس طور سے ہم مسلمانوں سے لڑتے ہین عیارون کی کیا مجال جو ہم تک آسکین
خاک مین ملادونگی ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگی کہ آسمان پر برق چمکی طیران جادو نے آکر نامہ
ہاتھ مین صنعت کے دیا طیران جادو کو دیکھکر صنعت کے ہوش اُڑگئے گھبراکے پوچھا طیران خیر تو ہے
مین ملکہ حیرت کو سب کیفیت اپنی لکھ چکی ہون ایک لمحہ کی مجکو فرصت نہین طیران جادو نے کہا نامہ
تو پڑھیے سب کیفیت ظاہر ہوجائیگی صنعت نے گھبراکر نامہ کھولا تمام کیفیت آمد حسین سحر ساز
وعیاری عیاران اسلام در آمادگی حسین سحر ساز برائے جنگ بہار سب حیرت نے لفظاً لفظاً لکھا تھا
صنعت سحر ساز پڑھتے ہی تھراگئی کہا لو صاحبو چھوکری لشکر اسلام پر جا پڑی وہ ایک ضدن ہے کسی کا
کہنا نہ مانے گی یہ کہکر اسی طرح غصے مین اُٹھی سحر کرکے ملبند ہوئی ملکہ ظلمات و ملکہ گیسو کشا نے پکار کر کہا حضور
لشکر کو لائین صنعت سحر ساز نے کچھ جواب نہ دیا پیچھے صنعت کے چار سو سردار چلے صنعت نے لاکھ جلدی
کی پانچ کوس لشکر اسلام باقی تھا کہ آندھی سیاہ چلی سنگ باری برف باری کو صنعت سحر ساز نے دیکھا
کان مین آواز آئی کشتی درا نام من حسین سحر ساز بود ولیٹ کر ظلمات سے کہا لو صاحبو غضب ہوا
ہائے مین لٹ گئی یہ کہکر مثل شعلۂ جوالہ کڑکی اسوقت پہونچی جس طرح تحریر کرچکا ہون لاشہ حسین تڑپ
رہا ہے کنیزون نے بہار کو گھیرا بہار نے پھول برسادیے گرد لاشہ حسین ہزارون کنیزون کے
لاشے پڑے ہین صنعت نے وہین سے نعرہ کیا ای ملکہ حیرت خوب رفاقت کا ہمکو مزا ملا اس گلعذار
کا غنچۂ آرزو نہ کھلا ہائے آپنے بھی نہ روکا ملکہ تو مثل آئینہ حیران مثل زلف پریشان اتنا جواب دیا
کہ اے صنعت مین ناچار تھی میرا کہنا صاحبزادی نے نہ مانا مین نے بہت کوشش کی قضا نے اسکا
دامن نہ چھوڑا صنعت نے کہا تو حضور تہین معاوضۂ خون حسین مین آگ لگادونگی یہ کہکر ملکہ
صنعت سحر ساز لشکر اسلام پر گری جھولی سے روئی کا گالا نکالا خون پر روئی دکھائی چند قطرے پانی
کے اُس پر ڈالے اُٹھا کر پھینکا لکۂ ابر سیاہ آسمان پر گھر آیا بوندیان پڑنے لگین جسپر ایک قطرہ پڑا جل گیا
کئی ہزار ساحر سحر صنعت سے جلے اُسی حال پر ملال مین جھومتی ہوئی سامنے ملکہ بہار کے آئی کہا او
بہار ایسی سرو قد گلعذار غنچہ دہن کو مار اتجکو کچھ ہمارا خوف نہ آیا بہار نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہے کیا
لڑائی مین پان پھول بٹتے ہین جبکا حربہ چل گیا صنعت نے کہا اچھا اب کیفیت کھلجائیگی بہار
سے اور صنعت سحر ساز سے خوب خوب سحر چلے سب نے دیکھا باغبان قدرت وغیرہ نے وہ
لکۂ ابر مٹایا لیکن صنعت بہار جادو پر جا پڑی بہار نے نیمچہ سحر مارا صنعت سحر ساز نے سر آگے
بڑھادیا بہار اس اسرار سے آگاہ نہ تھی نیمچۂ بہار نے تاج صنعت کا تا سر پراوچھا ساز خم آیا

سر سے فوارہ خون کا نکلا قطرہ ہائے خونِ صنعت بہار پر پڑے بہار پھرا کے زمین پر گری تڑپنے لگی صنعت نے کچھ ماش کے دانے پھینکے بہار جادو ایک عندلیب خوشنوا کی صورت بنگئی صنعت نے دام سحر بچھایا تھا اُس طائر زیرک کو پھنسایا یعنی بہار کو اُس قفس آہنی مین بند کیا لاشہ حسین کا اُٹھایا ظلمات و گیسو کشا وغیرہ بھی ہوبچ چلی تھین قفس بہار ظلمات کو دیا حسین کا لاشہ لیکر اژدر پر ڈالا پکار کر آواز دی کہ بی جہرخ دیکھو تو کیا غضب برپا کرتی ہون سب کو تڑپا تڑپا کے نہ مارا تو مجکو صنعت سحر ساز نہ کہنا ہرچند سرداران اسلام نے صنعت کو روکا لیکن صنعت کسی کے روکے سے نہ رُکی مثل شعلۂ جوالہ بلند ہوئی لڑتی بھڑتی نکل گئی صدہا کو قتل کر گئی بہار کو عندلیب خوشنوا بنا کر لیگئی ملکہ حیرت جادو نے طبل بازگشت بجوا دیا اہل اسلام پلٹے لیکن بہار کا بڑا قلق ہوا بارگاہ مین آکر ملکہ جہرخ ہوبچین خواجہ عمرو بھی آئے ملکہ جہرُرخ نے کہا تو خواجہ صنعت سحر ساز سے بگڑی اُلجھی حسین کو بہار نے مارا لیکن بہار کو صنعت گرفتار کر لیگئی عیارون کو بھی سناٹا آگیا خواجہ عمرو نے کہا مین جا کر خبر لاتا ہون عمرو بیقرار ہو کے بھاگا بارہ کوس راستہ طے کر کے پہاڑ پر آ کے نگاہ اُٹھائی دیکھا مرگھٹ پر صنعت نے ایک قصر عالی بنایا ہے تین لاکھ فوج فروکش ہے ایک سمت ایک مکان بہ طور زندان خانہ آراستہ کیا ہے اُس مین لوہے کی سلاخین لگائی ہین عمرو نے دیکھا صنعت نے بہار کو بہ صورت عندلیب اُسی مکان مین چھوڑ دیا بہار اُس مکان مین جا کر تڑپنے لگی سلاخہائے آہن سے بہار سر ٹکراتی ہے لیکن وہ نہین ٹوٹتین اور گرد لشکر صنعت ایک لکیر معلوم ہوتی ہے خواجہ عمرو گھبرائے کہ اس نشان سے کچھ مراد ہے پہاڑ سے اُترے قصد ہوا داخل لشکر ہون دل دھڑکا خواجہ عمرو نے ایک انگوٹھی اُتار کے لکیر کے اُس پار پھینکی مسافر کی شکل بنکر دور کھڑے ہوئے ایک گھسیارہ گٹھا گھاس کا لیے ہوئے آتا تھا عمرو نے کہا بھیا گھسیارے گٹھا یہان رکھدو ایک کام ہمارا کر دو وہ انگوٹھی ہماری پڑی ہے اُٹھا کے لاؤ ہمین دے دو ایک روپیہ ہمسے لو پھر جا کے اپنی گھاس بیچنا بال بچون مین چین کرنا اس روپیہ کی مٹھائی کھانا گھسیارے نے دیکھا میان بڑے بھولے ہین جلدی سے گٹھا اُتار کر سر سے رکھدیا کہا حضور روپیہ لائیے خواجہ عمرو نے کہا بھائی انگوٹھی ہماری ہمین لا کر دو ہمارے پاؤن مین درد ہے اسوجہ سے وہانتک نہین جا سکتے روپیہ نکال کر دکھا دیا گھسیارے کے مُنہ مین پانی بھر آیا بیقرار ہو کے جیسے ہی لکیر کے پاس پہونچا وہ حصار سحر تھا دھم سے لڑکھڑا کے گرا عمرو نے دور سے دیکھا ملازمان صنعت آئے اُس گھسیارے کو گرفتار کر کے لیگئے خواجہ عمرو وہان سے بھاگے سامنے صنعت کے جب گھسیارے کو لیگئے صنعت سحر ساز نے کہا ارے تو کون ہے کیون ادھر آیا گھسیارے نے کہا ایک میان نے روپیہ دینے کو کہا تھا مین جو ہیان آیا گر پڑا صنعت ڈری

کہ کوئی عیار نہو یہان گھسیارے نہلائے گئے مار پڑی دہائی دینے لگا کہا گستیان اب کبھی نہ ادھر آؤنگا
سوائے گھاس کھودنے کے اور کوئی مزدوری نہ کرونگا صنعت نے اوراق جمشیدی مین دیکھا معلوم ہوا
عمرو اسکو دم دیکر پھنسا گیا صنعت نے کہا صاحبو سُنا تمنے ساربان زادہ آیا تھا گھسیارے کو پھنسوا کر
چلا گیا مین سمجھی تھی عیار دھوکے مین چلے آئین گے یہان دھرے جائینگے لیکن ساربان زادہ ارسطو فطرت
لقمان حکمت ہی لاشہ حسین کا جلوایا ظلمات جادو سے کہا تم خدمت مین ملکہ حیرت کی جاؤ کہنا
حضور طبل جنگی بجوائین مین وقت پر چند ساحر لیکر آؤنگی فردا فردا سردارون کو گرفتار کرونگی ظلمات
جادو بموجب حکم ملکہ صنعت سحر ساز طاؤس پر سوار ہو کر چلی یہان خواجہ عمرو بارگاہ ملکہ مہرخ مین
آئے سب واسطے بہار کے مکدر ہو رہے ہین خواجہ عمرو جو آئے سب شگفتہ ہو گئے کہ کوئی صورت رہائی
بہار نکالی ہوگی عمرو نے بے اختیار رو دیا کہا اے سرداران نامی بہار کی اب رہائی دشوار ہی صنعت
سحر ساز نے گرد اپنے لشکر کے حصار سحر کیا ہی اندر لشکر صنعت کے کوئی نہین جا سکتا خدا نے مجھکو بچایا
ایک گھسیارے کو گرفتار کرا کے چلا آیا تمام کیفیت عمرو نے سامنے سردارون کے عیارون کے بیان کردی
اور عمرو نے پکار کر کہدیا کہ خبردار کوئی قصد جانے کا نہ کرے جو جائیگا حصار سحر مین پھنسے گا تمام سردارون
کو سناٹا آگیا ملکہ مہرخ نے کہا پروردگار بدعت صنعت سے بچائے یہ اُسنے بڑا صدمہ عظیم اُٹھایا حسین
کا قتل ہونا بڑا غضب ہوا سحر مین وہ ہمیشہ سے کامل ہی اسمائے افسونگری کی عامل ہی یہان تو یہ
چرچے ہو رہے ہین لیکن برق چمک کر نکلا کہ بارگاہ ملکہ حیرت سے خبر لاؤن کوئی تدبیر پہ صنعت سحر ساز
پہونچنے کی نکالون یہ سوچتا ہوا حیران و پریشان مضطر بیقرار ایک ساحر کی شکل بنکر طرف لشکر ملکہ
حیرت جادو کے روانہ ہوا لیکن دل سے کتا ہی انجام بخیر ہو

دو کلمہ داستان حیرت بیان افراسیاب کہ باغ سیب مین داخل ہی بیان ہوتے ہین

یہ عذر امتحان جذب دل کیسا نکل آیا — مین الزام اسکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا
نہ شادی مرگ ہو کیونکہ ہو مژدہ قتل دشمن کا — کہ ہر گھر مین لیے شمشیر وہ روتا نکل آیا
ستم ای گرمی ضبط فغان و آہ چھاتی پر — کبھی بس پڑ گیا چھالا کبھی پھوڑا نکل آیا
کیا زنجیر مجکو چارہ گرنے کس جنون مین جب — عدو کے قتل کو وہ شوخ بے پردا نکل آیا
نکل آیا اگر آنسو تو ظالم مت نکال آنکھین — سُنا معذور ہی مضطر نکل آیا نکل آیا
ہمارے خونبہا کا غیر سے دعوی ہی قاتل کو — یہ بعد انفعال اب اور ہی جھگڑا نکل آیا
کوئی تیر اُسکا دل مین رہگیا ہی کیا کہ آنکھون سے — ابھی رونے مین اک پیکان کا ٹکڑا نکل آیا

دم بسمل یہ کسکے خوف سے ہم پی گئے آنسو	کہ ہر زخم بدن سے خون کا دریا نکل آیا
خدنگ یار کے ہمراہ نکلی جان سینے سے	یہی ارمان اک مدت سے جی مین تھا نکل آیا
بہت نازان ہی تو اے قیس وحشت پر دکھا دونگا	کتابون مین کہین قصہ جو مومن کا نکل آیا

افراسیاب داخل باغ سیب ہی لوح کا انتظام کرکے بہت خوش ہوا کہ آسمان سے برق چمکی دیکھا پتلہ فولادی مرشدزادے کو گودمین لیے آتا ہی افراسیاب نے کہا سامری جمشید خیر کرین پتلے نے لاکر مصور کو پہونچایا افراسیاب نے کہا اے غلام سامری خیر تو ہو مرشدزادے کس بلا مین تھے جب تم پہونچے پتلہ نے دست بستہ عرض کی زنگی سحر ملکہ زرکو محمل نشین مرشدزادے کو لیے بھاگا جاتا تھا ملکہ عالم نے مجکو پکارا مین وقت پر پہونچا زنگی سیہ رو کو مارا مرشدزادے کو لیکر نکل آیا وہان میدان مین لڑائی ہو رہی ہی یہ کہکے پتلہ رخصت ہوگیا افراسیاب نے مصور کو ہوشیار کیا مصور کی آنکھ کھلی گھبرائے ہوئے تھے افراسیاب سے لپٹ گئے کہا اے شہنشاہ مین بہت ذلیل ہوا زرپور نے مجکو بہت ستایا افراسیاب نے کہا مرشدزادے نہ گھبرایئے آپ اگر سنبھل کر سحر کرین کوئی دنیا مین آپکا مثل ہو آپ کے بزرگون نے سب کچھ تعلیم کیا ہی ایک دن تو سحر سامری صرف کیجیے مصور نے کہا شہنشاہ ما بدولت گھبرا جاتے ہین بڑی خیر یہ ہوتی ہو کہ جورو ہماری ہمکو سنبھال لیتی ہو بڑی محبت رکھتی ہو صبح کو دودھ پلاتی ہو سردی مین مچھلی کے سر کا شوربا پلاتی ہو مجھ مین بڑی طاقت آجاتی ہو افراسیاب ہنسنے لگا کہا مرشدزادے تم ایسے نہوتے تو مذہب کی کاہے کو خرابی ہوتی اب مفصل بتایئے مقابلہ کس سے پڑا ہو مصور نے تمام کیفیت حسین ظاہر کی کہا حضور بہار سے اُس سے مقابلہ پڑا ہی نام بہار سُنکر رنگ اُڑ گیا افراسیاب متغیر ہوگیا کہا غضب ہوا بہار سے بچنا اُسکا دشوار ہی فوراً صرصر کو بھیجا کہا اے صرصر جلد جاکر خبر حسین سحر ساز کی لاؤ بہار سے مقابلہ مین کیا گذری صرصر نے کہا کنیز ابھی جاتی ہو مفصل خبر لیکر آؤنگی صرصر نے بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے قصد کیا کہ چلون کہ ایک جادوگر نامہ حیرت کا لیے ہوے آیا ہاتھ مین افراسیاب کے دیا افراسیاب نے پڑھتے ہی منھ بنایا مصاحبون نے پوچھا شہنشاہ خیر تو ہی افراسیاب نے کہا بڑا غضب ہوا حسین قتل ہوگئی دوسرا غضب یہ ہوا کہ بہار کو صنعت گرفتار کرکے لیگئی بڑی بدعت سے قید کیا اب آمادہ حرب و پیکار ہو سب سامان تیار ہو صرصر سے کہا تامل کرو خبر با بدولت کو معلوم ہوئی مجکو یہ منظور تھا کہ چند عرصے مقابلہ نہو کسی ساحر زبردست کو بُلاکے یہ معاملہ اُسکے سپرد کرونگا وہ ایک دن مین خاتمہ کردیگا حسین نے جاتے ہی بگڑی اُلجھائی آخر قتل ہوئی اب صنعت نے بڑا سامان کیا ہی حقیقت مین وہ بلاے روزگار ہو لیکن حیرت کو سمجھا دیا جاے کہ

مقدمہ مین صنعت کے تم دخل نہ دو دیکھو اُسنے کیا گذرتی ہی مشیران سلطنت مین ایک ساحر ارجنگ
جادو بیٹھا ہوا ہی اُسنے کہا اے شہنشاہ مجکو حکم ہو مین جاکر ملکہ عالم سے کل کیفیت بہ تصریح عرض کرونگا
افراسیاب نے ارجنگ کو قریب بلایا کہا اے ارجنگ اگر ہو سکے تو اپنے تئین پاس مخمور کے پہونچاؤ
اُس کمبخت کو یہ پیغام دو کہ شہنشاہ نے فرمایا ہی صنعت آمادہ حرب و پیکار ہی سحر و ساحری مین بلاے
روزگار ہی اُسکے مقدمہ مین شہنشاہ نہ دخل دینگے کہ دختر بلند اختر اُسکی قتل ہوئی کیا کیکے سمجھاؤن
پس تم اس زمانے مین نکل آؤ مین تمھاری خطا معاف کرونگا ارجنگ نے کہا مین ضرور تا بہ مخمور
پہونچونگا میرے اُنکے مدت سے رسم و راہ ہی مجکو عم نامدار کہا کرتی تھین ما در مہربان اُنکی ملکہ اسرار جادو
کہ خوف سے حضور کے بھاگ کر نکل گئین جان و آبرو کا خوف ہوا اکثر مہمان بلاتی تھین ہر مقدمہ مین سرفراز
فرماتی تھین مخمور میرا بہت لحاظ کرتی ہی مین بہت اچھی طرح سمجھا دونگا اپنے ساتھ خدمت مین حضور کے
لے آؤنگا یہ بھی واضح رہے اگر میرا کہنا نہ مانے گی مین گردن پکڑ کے لاؤنگا بہت بُری طرح پیش آؤنگا
افراسیاب نے کہا اے ارجنگ کیا کہون جو کچھ فراق مخمور مین میرا حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی راتون
کی نیند جاتی رہی لطف زیست نہ رہا جسوقت تنہائی مین ملاقات ہو جاے میری جانب سے عرض کرنا
اے محبوب جانی واے یار جاودانی **نظم**

آنانکہ بدست تو دل زار فروشند
عشاق ز جنس دل اگر عار فروشند
عولت نہ گزیند چہ کند شیخ کہ رندان
ہر خار بنرخ گل و گلزار فروشند
مایوس ز اقرار مشو دل کہ خریدار
باللہ کہ صاحب چہ قدر بار فروشند

صبر و خرد و دین ہمہ یکبار فروشند
ما صورت وا دستۂ دل چہ بگوئیم
تاکندہ ز تن خرقہ ببازار فروشند
اندیشہ ز کالاے وکالین بیان کن
چسپان چہ شود جنس بہ انکار فروشند

اگر جور تو انیست بجانت کہ دگر بار
چون مرغ اسیرے کہ ببازار فروشند
گر لذت درد کف پا را کنم اظہار
اینہا ہمہ یکدست خریدار فروشند
ازخوبی سودا چو زدم حرف بفرمود

ارجنگ جادو نے کہا شہنشاہ آپ ایسے کلمات نہ فرمائین مخمور
میرے کہنے سے گردن تابی نہ کریگی مین خواہ بخوشی خواہ بنا راضی حضور تک اُسکو لے آؤنگا افراسیاب
نے کہا اگر مجھ تک آجائے مین سب نشیب و فراز اُسکو سمجھا دون کہ اب ان سب باغیون کا بچنا دشوار ہی
صنعت سحر ساز نے وہ سامان کیا ہی کہ دفعیہ جسکا ناممکن ارجنگ نے کہا غلام فوراً جاتا ہی حضور
یہین تشریف رکھین مین مخمور کو لایا یہ کہکے ارجنگ جادو طرف لشکر اسلام کے چلا جب قریب لشکر
اسلام پہونچا سحر سے اپنی صورت تبدیل کی ایک ساحر غریب کی شکل بنا داخل لشکر اسلام ہوا اُسوقت
ملکہ مخمور سرخ چشم اپنی بارگاہ مین تشریف لائی ہی انیس جلیسین جمع ہین گرفتاری بہار کا ذکر

ہو رہا ہی ملکہ مخمور نے فرمایا صاحبو مقام خوف وخطر ہی صنعت سحر ساز کے سحر سے ہر ایک کیواسطے
ضرر ہی بہار کے گرفتار ہونے نے دل کو بیقرار کر دیا کس حسرت و یاس سے گرفتار کرکے لیگئی مین نے
قصد کیا لیکن اُس ملعونہ تک نہ پہونچی کس مصیبت مین بہار کو گرفتار کیا لشکر مین بہار کا کوئی ہمسر
نہین ہی جب اسکے واسطے یہ کیفیت گذری تو وائے برحال دیگران کون اُس سے ہمسری کریگا اس
زمانے مین اُسنے سحر کو بہت زور دیا کئی مہینے سے مرگھٹ پر سحر جگا رہی ہی ہم لوگون کو ایک لمحہ لڑائی سے
فرصت نہین حصول کمال کی مہلت نہین اے گل اندام دل گھبراتا ہی جی مین ہی جا کر ایک نظر شاہزادہ
نورالدہر بن بدیع الزمان کو دیکھ آئین اُس جری بہادر کو یہان کی کیفیت سنائین گل اندام
نے کہا حضور راہ کوہ عقیق بند ہی اُسی صحرا کی جانب صنعت نے قصر سحر بنایا ہی آٹھ پہر نگداشت مین
مصروف ہی کنیز ایک کار ضروری کو گئی تھی اپنی آنکھون سے دیکھا پانچ کوس کے گرد مین اُسنے حصار سحر کیا
ہی راہ گیر تک راستہ نہین چلسکتا صدہا بندگان خدا ہلاک ہوئے کئی قریہ اُسنے غصہ مین پھونک دیے یہ سنکر ملکہ نے
آہ کی کہا اے گل اندام عاشقان صادق کو ہر وقت نظارۂ جمال محبوب نصیب ہی منزل دور و دراز تصور سے
بہت قریب ہی بقول شاعر فرد منزلون ہی یہان سے خانۂ یار ٭ شوق کہتا ہی دو قدم بھی نہین ٭ دیگر

سینہ پہ نقش رخ روشن بنائین گے
ابرو کو تیرے شاخ نشیمن بنائین گے
نالان بتون کے جور سے ہون کہ بعد مرگ
زنار اسے گلے کا برہمن بنائین گے
سیکھین گے خود سنبر سے ہم بھی کوئی فسون
نقاش بھی جھکی ہوئی گردن بنائین گے
کچھ رنگ لائینگے جو وہ مہندی لگانے مین
مدفن کو اپنے ہیرے کی معدن بنائین گے
چھائین گے خاک وادی وحشت کی اے قلق

دل کو چراغ وادی ایمن بنائین گے
رکھین گے دل مین یاد دہان میان یار
ناقوس ہڈیون کے برہمن بجائین گے
وہ مے پرست ہون کہ پس مرگ بادہ خوار
گر آپ یار زلف کو رہزن بنائین گے
دکھلا کے دانت اپنے جلائینگے خوب بیا
گل سے دہن کو غنچۂ سوسن بنائین گے
داؤد سان جو کہائینگے مدفن مین معجزے
کانٹون سے اپنے پانون مین ذرہ بنائینگے

فرغ نگہ کے واسطے مسکن بنائین گے
سینے کو راز غیب کا مخزن بنائین گے
ڈورا ملا جو اس بت قاتل کی تیغ کا
شیشے کا میرے گنبد مدفن بنائین گے
واقف اگر وہ ہونگے مرے شوق قتل کے
اسطرح موتیون کا وہ منجن بنائین گے
بعد فنا تصور دندان یار سے
آہن کو موم موم کو آہن بنائینگے
گل اندام نے اشک حسرت مخمور

کے پاک کیے عرض کی حضور رحمت پروردگار سے مایوس نہو جیسے کیسی کیسی مشکلین پڑین سب آسان
ہوئین اسپر بھی پروردگار فتحیاب کریگا بعد فتح اس لڑائی کے خداوند کریم سامان حصول لوح کریگا
کوہ عقیق پر چلکر شاہزادۂ نورالدہر کو خوشخبری سُنائیے گا کہ اے شہریار مبارک ہو اسد غازی
کو لوح ملگئی اب تدبیر فتح طلسم ہوگی اوّل تو یقین یہ ہی کہ خود صاحبقران تشریف لائینگے اُنکے

ساتھ شاہزادۂ والا قدر بھی آئینگے یہ ذکر تھا کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی کہ ایک ساحر دروازے پر حاضر ہی کہتا ہی ملکۂ عالم سے کچھ عرض کرونگا مخمور نے کہا بلالو ارژنگ نے آکر سلام کیا ملکہ مخمور سمجھی کوئی سائل ہو کچھ طلب کریگا ارژنگ صورت بدلے ہوئے تھا ملکہ مخمور نے خلق پیش آئین اُسنے کہا مین کچھ تخلیہ مین عرض کرونگا کچھ خیرخواہی منظور ہی خبر فرحت و سرور ہی ملکہ نے کنیزون کو ہٹا دیا جب تنہا ہوئی تو ارژنگ نے کہا ملکۂ عالم آپ نے مجکو پہچانا مخمور نے کہا مین نہین آگاہ ہوئی کہا اے نور نظر ارژنگ جادو میرا نام ہی مشیر سلطنت شہنشاہ طلسم ہوشربا مخمور نے گھبراکر کہا اے ارژنگ تم نے غضب کیا بلا تکلف میری بارگاہ مین چلے آئے اگر خواجہ عمرو کو خبر ہو جاے تو تمھارے واسطے خرابی ہی لیکن جلد کہو کسواسطے آئے ہو کیا مطلب ہی تا برو میری بارگاہ سے چلے جائیے ارژنگ نے کہا اے مخمور تمھاری مادر مہربان مجکو بھائی کہتی تھین ملکہ بشیر جادو تمھاری خالہ اُن کہ جو لشکر اسلام مین موجود ہین وہ بھی ہمیشہ ہماری صلاح سے کام کرتی تھین تم ابھی صاحبزادی ہو جو دل مین آیا کر بیٹھین دیکھا تمنے افراسیاب جادو نے کیا انتظام کیا لوح طلسمی کو توڑ ڈالا ٹکڑے تک اُسکے دریاے قلزم مین پھکوا دیے ملکہ صنعت نے یہ انتظام کیا مرگھٹ پردہ سحر بنا یا کہ جسکا سامری جمشید بھی نہین دفع کر سکتے افراسیاب کو نامہ ملکہ صنعت کا پہونچا کہ اس ہفتے مین سب کو قتل کرونگی مجھے تو تمھارے نام سے ایک محبت ہی مین گھبرا گیا شہنشاہ سے عذر کیا ملکہ مخمور کی خطا معاف کیجیے شہنشاہ نے کہا تمھاری خاطر منظور ہی جاؤ مخمور کو بلا لاؤ ہم کچھ نہ کہین گے اسی طرح ملک و مال عطا کرینگے مصاحب خاص ہمدم با اختصاص سمجھین گے پس چلیے مین شہنشاہ سے خطا معاف کرا چکا اسی وقت تاج و تخت عطا ہوگا یہ سُنکر غصہ سے چہرہ مخمور کا سرخ ہو گیا کہا اے ارژنگ تو نے بہت بُرا کیا کہ میرا ذکر سامنے افراسیاب خانہ خراب کے کیا اُس بیحیا سے مجھے کیا کام بس آپ تشریف لیجایئے ورنہ ابھی مشکین باندھکے سامنے مہ جبین کے لیجاؤنگی صنعت کیا حرامزادی مکارہ ہی وہ کیا قتل کریگی فتح و شکست پروردگار کے اختیار ہی بندہ مجبور دنا چار ہی یہ باتین کسی احمق سے جاکر کرو کہ لوح طلسمی کو توڑ ڈالا دریاے قلزم مین پھکوا دیا کیا مجال افراسیاب کی لوح طلسمی کو توڑ سکے اگر لوح توڑ ڈالتا طلسم ہوشربا مین آگ لگجاتی انشاء اللہ لوح طلسمی حاصل کرینگے ہم تجھے سمجھاتے ہین کہ سامری جمشید پر لعنت کر خدمت مین عمرو کی تجکو لے چلین بارگاہ آسمان جاہ مین جگہ ملے تمھاری کتاب مین صاف لکھا ہی اسد تاجدار طلسم کشا ہی قاتل افراسیاب جری لاجواب وہ ضرور افراسیاب کو قتل کریگا یہ ہم بھی جانتے ہین کہ افراسیاب نے لوح کو چھپا یا کسی بڑے مقام محفوظ پر رکھا مگر دانندۂ راز و رموز علیم خداوند

لا رہی ہر مقام کا نشان تعلیم کرے گا تکیہ پروردگار پر ہی نبیرۂ صاحبقران نامور ہو آمد سرداران صاحبقران سے زمین تھرائیگی ساحران ہوش رُبا کو پناہ نہ ملیگی چل مین تیری خطا معاف کرا دون دربار اسد مین ہمکو سب طرح کا اختیار ہی ارجنگ کلام شوکت نظام ملکہ مخمور سے تھرا گیا کلیجہ منھ کو آ گیا گھبرا کے اُٹھا کہا بہت اچھا مین جاتا ہون آپ غصہ نہ کیجیے مین افراسیاب سے کہکر چلا آؤنگا آپ کی اطاعت کرونگا اسوقت مجھے فرصت نہین ہی ملکہ مخمور نے کہا نکلجا تم ایسے نامرد کی شراکت کی ہمکو ضرورت نہین ہی ارجنگ اُٹھا بندگی بندگی کہتا ہوا نکل کے بھاگا ملکہ مخمور اُٹھکر دربار مین آئین خیال مین آیا ایسی مہمل بات کا سامنے خواجہ کے کیا ذکر کرون لیکن ارجنگ ملعون لشکر سے نکلکر ایک نخل کے سایہ مین ٹھہرا سوچا کہ مین تو افراسیاب سے وعدہ کر کے آیا تھا کہ مخمور کو ضرور لاؤنگا اب جو خالی ہاتھ جاؤنگا افراسیاب آزردہ ہوگا یہین ٹھہرون رات کو تدبیر کرون یہ ملعون جانور بنکر ایک نخل پر بیٹھ رہا یہان ملکہ مخمور نے بعد برخاست دربار اپنی بارگاہ کا قصد کیا ارجنگ سایۂ شاخ نخل مین چھپا دیکھا کیا جب اُسنے دیکھا پہر رات باقی رہی سحر کرنا شروع کیا نگہبان دردولت مخمور سحر سے اُس ملعون کے بیہوش ہوئے اب یہ نخل سے اُترا اندر بارگاہ ملکہ مخمور کے آیا دیکھا شمع ہاے مومی و کافوری روشن ہین بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ و پیراستہ ہی ملکہ مخمور آرام فرمار ہی ہین چار کنیزین جو چھپر اس ہین انہوں نے یہان بھی سحر کیا کنیزون کو بیہوش کر کے قریب چھپرکھٹ کے آیا دوشالہ چہرۂ زیبا سے ہٹایا سحر کرنے لگا خوب سحر ملکہ پر کر کے جب سمجھا بیہوش ہو گئی ہوگی بغل مین دبایا بلند پرواز ی کر کے اُڑا قبہ بارگاہ مخمور کو توڑ کر نکلا طرف صحرا کے چلا دردولت ملکہ مہ جبین پر ملکہ سُرخ موے کا کلکشا براے نگہبانی حاضر تھین دور سے نگاہ پڑی بارگاہ ملکہ مخمور پر ایک شرارہ چمکا گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھی آواز دی کوئی حاضر ہی شاہزادہ شکیل جادو نور نگاہ ملکہ مہرخ گھوڑے پر سوار حفاظت بارگاہ اسد نامدار مین مصروف تھا آواز دی کیون حضور کیا ہی سرخ مو نے آواز دی شکیل ہمارے پاس آؤ جب یہ حاضر ہوا ملکہ سرخ مو نے فرمایا اے نور نظر مین یہان سے اُٹھ نہین سکتی بارگاہ مخمور پر ایک شرارہ چمکا میرے دلکو خوف پیدا ہوا ذرا بڑھکر دیکھو تو خیر تو ہی شکیل چلا سامنے دوکان حلوائی کی تھی شکیل نے دیکھا ایک شہدا غرقی باندھے پڑا ہی آپ ہی آپ بڑبڑا رہا ہی کہتا ہی جان مال سب ہار گئے لیکن کیا خوف ہی جسدن ہمارا رنگ آ جائے گا سلطنتین جیت لین گے رنگ نہ کھیلے تو ہم کیا کرین ہم تو رنگباز ہین جواریون مین ممتاز ہین ہمارا موقع آئے تو جان بدین شکیل یہ سنکر ہنس پڑا کہا میان شہدے صاحب کیا ہوا شہدے نے کہا حضور کچھ نہین شہدے ہین فکستہ حال تو نہین ہین جوے کے واسطے شہدے ہوے آپ کون

ہین کہان جاتے ہین شکیل ہنس پڑا کہا تجھے کیا بتائین شہدے نے کہا ہمین نہ بتاؤگے تو بہت خراب
ہوگے شکیل کو غصہ آیا چاہا ایک ٹھوکر مارون ہلی کمر ٹوٹ جائے شہد اجھاڑ پونچھ کر اُٹھ کھڑا ہوا کہا
ابے اک کل مارون نزلہ جھاڑ دون یہ شاہزادۂ مہرُخ کا بیٹا ایسے کلمات محل کا ہیلو کبھی گوش زد ہوئے
تھے قبضے پر ہاتھ ڈالا شہدے نے ہاتھ بڑھایا کہ کان پکڑ کے اینٹھ دون اور کہا اپنے بیگانے کو پہچانا نہین
اب جو شکیل کی نگاہ پڑی آنکھون سے پہچانا خواجہ عمرو ہین شکیل لپٹ گیا کہا حضور معاف فرمائیگا
آپ کے فقرے قیامت کے ہین خدا کی عنایت سے خیمے بارگاہ مین موجود ہین آپ اسطرح دو کان مین
حلوائی کی پڑے ہوئے ہین عمرو نے کہا ای شکیل بعدیل تمام عالم میرا دشمن افراسیاب رہزن اگر اسطرح
بسر نہ کرتا اب تک جان نہ بچتی شکیل نے کہا حضور برائے خبر ملکہ مخمور جاتا ہون ملکہ مہرُخ ہوے
کا کلکشا نے خبر دی کہ ابھی ایک شعلہ دہان بھڑکا فرمایا کہ جاکے خبر لو یہ سُنکر عمرو گھبرا گیا شکیل کے ساتھ
ہو لیا بارگاہ مخمور پر آکے دیکھا پہلے تو باعث خرابی یہی ہی کہ سب کنیزین دروازے پر بیہوش پڑی
ہین عمرو نے کہا ای شکیل غضب ہوا مخمور کو کوئی لے گیا شکیل نے پڑھکر باران سحر برسایا کنیزین بیدار
ہوئین اندر بارگاہ کے آکر دیکھا پلنگ خالی پڑا ہوا ہی قبۂ بارگاہ شکست چند دانے ماش کے پڑے ہوے
ہین عمرو نے چہار جانب دیکھا کہا یہ عیار بچی کا کام نہین ہی کوئی ساحر لے گیا جاؤ تم لشکر مین ٹھہرو مین
بڑھکر خبر لیتا ہون شکیل نے کہا کیونکر ممکن ہی کہ مین حضور کو یکہ و تنہا جانے دون مین بھی ساتھ چلونگا
عمرو نے کہا اچھا الگ الگ آؤ شکیل پر پرواز پیدا کرکے اُڑتا ہوا چلا خواجہ عمرو نے جلدی مین صورت
بدلی طرف صحرا کے چلے لیکن ارچنگ جادو ملکہ مخمور کو بغل مین دبائے ہوے طرف صحرا کے چلا لشکر اسلام
مین تین پہر کامل پھرا کیا جاہ و جلال سرداران لشکر کا دیکھا دل سے کہتا ہوا لیا انہو سردار تیرا پیچھا
کرین مین یکہ و تنہا وہان لاکھون ساحر ہین سب زبردست بے مثل و بے نظیر ہین ایک ساحر حقیر اُنسے
مقابلہ نہ کر سکونگا ملجاے تو فوج ساتھ لے لون اس خیال مین چہار جانب دیکھتا ہوا جاتا ہی صبح بخوبی ہو چکی
نیر اعظم بلند ہوا دور سے دیکھا ایک بارگاہ صحرا مین استادہ ہی ہزار ہا جادوگر اُترے ہوے ہین قضائے کار
ارچنگ کا بھائی خرچنگ جادو واسطے شکار کے صحرا مین آیا تھا لشکر اپنے بھائی کا ارچنگ نے
پہچانا یہ تدبیر بہت بھائی آسمان سے اُتر آیا خرچنگ کو خبر ہو پہنچی آپ کے بھائی صاحب آتے ہین
بارگاہ سے نکل آیا جھک کر سلام کیا کہا بھائی صاحب خیر تو ہی ارچنگ نے کہا ای برادر مین لشکر
طلسم کشا مین گیا تھا مخمور کو گرفتار کرکے لایا ہون یہ معشوقہ شہنشاہ ہی شہنشاہ کو جو بیقرار پایا برائے
خیرخواہی آیا اُسکو گرفتار کیا لیکن یقین کامل ہی سرداران اسلام میری تلاش مین چلے ہون تمھارا

لشکر دیکھکر مین ٹھہر گیا جلد لشکر تیار کرو اس دشمن شہنشاہ کو ارا بے پر ڈال لو باغ سیب مین
لے چلو بے حد انعام و اکرام ملے گا خرچنگ نے کہا ٹھہر جاؤ چہرے پر تمھارے اُداسی معلوم ہوتی ہے
ایک دو جام شراب کے پیو ہوش و حواس درست کرو سرداران اسلام کی کیا لیاقت ہے اگر آ جائین تو
جلا کر خاک کر دون انکی کیا حقیقت ہے بھائی کو بھائی نے تسکین دی مخمور کو لا کر بارگاہ مین بٹھایا
آپ دنگل پر خرچنگ ایک جانب ملکہ مخمور کی آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل و مطوق پایا سامنے ارچنگ
و خرچنگ دونون نامرد شراب پی رہے ہین ارچنگ نے جو دیکھا ملکہ مخمور کی آنکھ کھلی پکار کر
آواز دی کیون مخمور بدولت نے جو کہا تھا وہی کیا تجکو گرفتار کر لایا اب خدمت شہنشاہ مین لیے چلتا
ہون میری راے پر کام کرو مین چلکر قدمون پر گروا دونگا ورنہ افراسیاب آتش قہر و غضب مین
پھونک دیگا مخمور کی زبان مین سوزن تھا ضبط کر کے اشارہ کیا اونامرد مکر سے گرفتار کر کے لایا اسپر
ناز کرتا ہے زبان سے سوزن نکلجاے تو مزہ دکھادون ارچنگ نے کہا اب سوزن زبان سے شہنشاہ
نکالین گے معلوم ہوا قضا دامنگیر ہے وہان تمھارے قتل کی تدبیر ہے مخمور نے کچھ جواب نہ دیا عالم یاس
مین سر کو جھکا لیا خرچنگ نے لشکر کی تیاری کا حکم دیا لیکن یہ بھی کہتا جاتا ہے اے برادر ارچنگ
جلدی کیا ہے پہر دو پہر مین چلین گے قیدی ہمارے قبضے مین ہے پھر کیا خوف ہے ارچنگ کہتا ہے بھائی میرا
دل کانپ رہا ہے اسکے مددگار آتے ہونگے انکے حمایتی بہت ہین خرچنگ نے کہا کیا خوف ہے ہم کیا کسی
سے پایہ کمی کا رکھتے ہین یہ باتین ہو رہی تھین کہ لشکر مین ہلڑ ہوا ملکہ صرصر شمشیر زن آتی ہین ارچنگ
نے کہا اے برادر شہنشاہ نے مجکو روانہ تو کر دیا تھا لیکن بیقرار تھے عیار کسی کو بھیجا ہوگا جلد بلاؤ پکار
کے کہو کہ اے ملکہ صرصر ارچنگ جادو یہان موجود ہین ملکہ مخمور کو گرفتار کر کے لائے ہین لوگون
نے آواز دی ملکہ صرصر لشکر مین آئین جسکی نگاہ پڑی جمال بیمثال صرصر دیکھکر عاشق ہو گیا بانکی
وضع طرار فرار سایہ سے اپنے رم کرتی ہوئی زلفین چہرے پر بل کمر پر کھائے ہین پیچھے کمر مین شلنگین لگاتی ہوئی
چلی آتی ہے سردار حیران حیران جمال بیمثال صرصر شمشیر زن دیکھنے لگے صرصر شمشیر زن نے کہا تم
دیکھنے والون کے دیدے پھوٹین گھٹنے ٹوٹین اندھے ہو جاؤ ٹٹولتے پھرو کیسے کمبخت نگاہین ڈالتے ہین
میرا دل دھڑکتا ہے دیکھو نینڈا پھیکا ہو گیا نظرین انکی کھائے جاتی ہین ان کلمات کو سنکر ہر ایک نے
کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا کہا ملکہ سلامت رہو صرصر نے کہا تم سب مردہ ہم تمھاری بھبی کھائین تمھارے پھول
اُٹھائین کوئی بلائین لیتا ہے کوئی ترقی حسن و جمال کی دعائین دیتا ہے صرصر آوازے سب پر پھبکتی
ہوئی پردہ اُٹھا کے بارگاہ مین آئی دیکھا ملکہ مخمور بزنجیر قید سحر مین مسلسل و مطوق زبان مین سوزن

ارخنگ وخرچنگ شراب پی رہے ہین ارچنگ نے کہا اے صرصر کیونکر آنے کا اتفاق ہوا
صرصر نے پوچھا تم بتاؤ شہنشاہ سے کیا کہکے آئے تھے مخمور کو راضی بھی کیا ارچنگ نے کہا اس آہوے
وحشی کا رام ہونا دشوار ہے اسکو تو شہنشاہ کے نام سے نفرت ہے ذکر سے شہنشاہ کے لعن وطعن کرتی ہے
مسلمانون کے نام پر مرتی ہے لیکن ہین گرفتار کر لایا اب شہنشاہ کو اختیار ہے خواہ قتل کرین خواہ بخشین
ملکہ صرصر نے کہا میان ارچنگ یہ انکے نخرے غمزے ہین جب عاشق کو دیکھین گی بھول جائینگی ہمارے
تمھارے سامنے انکار ہے جس وقت شہنشاہ فرمائینگے تم ہو نائب طلسم ہوش ربا کیا اپنے ہوش مین نہ رہینگی
قدمون پر گر پڑینگی یہ کہکے ارخنگ جادو کے چٹکی لی کہا کیون جی تمنے بڑا غضب کیا لشکر اہل اسلام
مین گھس پڑے بڑے بڑے وہان جلاد موجود ہین اگر تم کو قتل کر ڈالتے مین کدھر کی ہوتی جسوقت سے
مین نے سنا میان ارچنگ گئے ہین گھبرا کر لشکر مسلمانان مین گئی جنگل جنگل ڈھونڈھتی پھرتی ہون
ایک ایک سے پوچھتی پھرتی تھی ہمارے شہنشاہ کے صاحب کو تو نہین دیکھا یہان جب آئی تب قلب نے
تسکین پائی شکر ہے سامری جمشید کا کہ تمکو خیر وعافیت سے دیکھا ان باتون کو سنکر ارخنگ مرگیا سمجھا
کہ صرصر مجھپر عاشق ہے کہا بی صرصر میرا کوئی کیا کر سکتا تھا کسی کی کیا مجال ہے کہ مجھسے آنکھ ملائے کسی
سردارون نے گھیرا سب سے لڑبھڑکے نکلا بی مخمور کو نہ چھوڑا یہان تک کشان کشان لایا اب یہان صحبت
مین بیٹھو دو چار جام شراب نوش کرو یہ بارگاہ ہمارے بھائی کی ہے شام کو چلین گے گرمی کی فصل ہے
لون چل رہی ہے صرصر نے مسکرا کر کہا ہم تم ایک ہی خیمہ مین آرام کرینگے اس شرط پر ٹھہرتے ہین خس کی ٹٹیون
مین تخلیہ ہو جائے گا تنہائی مین ہم تم کچھ صلاح بھی کرینگے اب تو ارخنگ آپ مین نہ رہا جلدی اپنے
مقام سے اٹھا کہا مین جا کر خیمے استادہ کراتا ہون سب طرح کا سامان مہیا ہوگا جب ارخنگ گیا
وہان جا کر خیمے استادہ کرانے لگا گلدستے چنے چھپر کھٹ آراستہ کیا اسباب عیش ونشاط مہیا ہوا جب
ارچنگ محفل سے جا چکا تب صرصر طرف خرچنگ کے متوجہ ہوئی کہا کیون صاحب یہ تمھارے
چھوٹے بھائی ہین کہ بڑے خرچنگ نے کہا میرا چھوٹا بھائی ہے صرصر نے مسکرا کر کہا صاحب تم انکی
عزت بڑھاتے ہو اپنا بھائی بناتے ہو تم شاہزادے معلوم ہوتے ہو انکی صورت پر تو صاف ظاہر ہے
کوئی لونڈی باندی گھر مین ہوگی والد آپکے اس سے مخاطب ہوے ہونگے یہ انکے بطن سے ہین
تمھاری چاند سی صورت انکی کچھ حرکتین بھی خلاف ہین آج تو آپکو دیکھکر دل بحال ہو گیا خرچنگ نے
کہا ملکہ اپنے گھر کی بات کیا کہین بس یہی کافی ہے کہ ہمارا بھائی ہے صرصر نے کہا آپ بڑے جلیل ہین
دربار مین شہنشاہ کے چلیے شہنشاہ کا یہ دستور ہے کہ خوبصورت جوانون کو بہت پسند کرتے ہین چلتے ہی

تمکو مصاحبون مین درج فرمائینگے تمھارا اجرا مرتبہ بڑھائینگے صاحب تم نے سُنا ہوگا ایک وزیر کم ہوگیا
یعنی باغبان قدرت شریک مسلمانان ہوا شہنشاہ نے مجھسے فرمایا تھا اے صرصر تم بڑی جوہر شناس
ہو ہمارے واسطے باغبان سے بہتر وزیر ڈھونڈھکر لاؤ مین چھینون سے تلاش کرتی تھی کوئی نگاہ
مین نہ جچا آج البتہ تمکو دیکھکر خیال آگیا کہ شہنشاہ بہت پسند فرمائینگے مجھ سے بھی خوش ہونگے عرض
کرونگی جیساکہ وزیر آپ چاہتے تھے ویسا ہی لائی بلکہ ایک کام کرو مخمور کو بھی تمھین لے چلو میان رخچیک
سے کچھ فقرہ کردو ویکین ہمکو نہ فراموش کرنا کہ وزیر بن بیٹھو ہماری بات بھی نہ پوچھو ہمکو بڑا قلق ہوگا
کیا کہون جسوقت سے تمکو دیکھا نگوڑا دل تڑپا جاتا ہی کوئی اس دل خانہ خراب سے پوچھے ارے کمبخت
ناحق کو پھسل گیا تم شاہزادے مین بیچاری مین روپیہ کی عیار پرچی بھلا مجھے کاہے کو قبول فرمائیے گا
خرچنگ کے بند قبا ٹوٹنے لگے فرط وزارت سنکر جھومنے لگا صرصر نے جونگاہین ڈالین ٹھنڈی سانسین
بھرین محبت آمیز باتین کہین خرچنگ گڑگڑانے لگا کہا ملکہ صرصر مین تو غلام ہون صرصر نے کہا غلام
کی جان کو آگ لگے پہلے یہ بتلاؤ نگاہ ملتے ہی تمنے کیا کردیا کیا کہون میرا دل کیا چاہتا ہی کچھ زبان سے
نکل نہین سکتا دل ہی مزے اٹھاتا ہی مگر تمھارے بھائی صاحب مجکو دیکھکر بہت بلبلاتے ہین فرماتے ہین
کہ مین خیمہ استاد کو جاتا ہون آج دوپہر کو یہین رہو مین نے ہرچند کہا اپنا منھ تو بنواؤ مخمور کو جو گرفتار
کرکے لائے ہین اپنے ہوش مین نہین ہین اور صاحب مین صاف کہون چاہو مجکو بیعزت کہو میری تو تمیز
جان جاتی ہی خرچنگ نے کہا مین تابعدار ہون اُس لونڈی بچے کی کیا حقیقت ہی تمکو ہاتھ لگا سکتا
ہی کہا صاحب وہ بڑے زبردست ہین مجھسے کہتے تھے صاحب میرا کہنا نہ مانوگی تو مین سحر کرونگا دیوانہ
بنادونگا صاحب مین جادو سحر سے ڈرتی ہون کوئی موہنی پڑھین تو مین کیا کرون خرچنگ نے کہا
نالائق کا سر توڑ ڈالون وہ کیا موہنی پڑھیگا اُنکے تو دونا لائق کو ہمارے سامنے سحر کیا کرسکتا ہی کہا
صاحب جو کچھ کرنا سمجھ کر کرنا ایسا نہو وہ نگوڑا لونڈی بچہ تم پر سحر کرے نگوڑا قصائی کاٹتا ہو ایسا نہو تمھارے
لیے کچھ خرابی ہو مین کدھر کی نہ رہونگی مجھے تو سب طرح مشکل ہی مگر کیا کرون دل پر جو گذرتی ضبط
نہوسکا تم سے کہدیا مین تم سے سب طرح راضی ہون یہان سے بھاگ چلو لیکن یہ لونڈی بچہ پیچھا کرے گا
مجکو تمکو ڈھونڈھیگا وہ آدمین اُنکو بسہولیت سمجھا دو کہ مجکو عہدۂ وزارت ملا میرے مقدمہ مین دخل ندو
صرصر کو ہاتھ نہ لگاؤ اجی صاف صاف کہدو کہ ہماری بی بی ہی مین کیون چھپاؤن مین کیا کسی کی لونڈی
باندی ہون افراسیاب بھی کچھ ٹرائین یا ترائین مین اُنسے بھی نہین ڈرتی نوکری پیشہ ہون
جی چاہا کی جی چاہا نہ کی یہ بیچاپے کس قطار مین کس شمار مین ہین مین سربازار کہدونگی میان خرچنگ سے

راضی ہون میرے مزاج مین کسی کو کیا دخل ہی خرچنگ نے کہا ملکہ نہ گھبراؤ اس لونڈی بچے کو آنے دو
مین سمجھ بوجھ لونگا یہ کہکے مصاحبون کی جانب پلٹا کہا صاحبو تم نے سُنا میان ارچنگ جو مجھسے ٹرائین
تم لوگ چارطرف سے ٹوٹ پڑنا سحر نہ کرنے دینا مخمور کو ہم لیکر خدمت مین شاہ کی جاینگے ہمین عہدۂ وزارت
ملیگا تم سبکو عہدہ ہاے جلیل دونگا سبھون نے کہا حضور اُنکی کیا حقیقت ہی آپکا بھائی جانکر ہمنے بارگاہ
مین آنے دیا ابھی گھسیٹے گردن مین ہاتھ دیکر باہر نکال دین خرچنگ نے کہا آنے تو دو نار اض عورت پر ہاتھ
ڈالنے کا ارادہ کرتے ہین وہ ہمسے راضی ہی انکو کیا دخل یہ باتین تھین کہ میان ارچنگ خیمہ آراستہ کرکے
تنتنے ہوئے آئے آتے ہی پکارا بی صرصر ذرا یہان آنا مجھے تم سے کچھ کہنا ہی صرصر نے کچھ جواب دیا خرچنگ نے
کہا بھائی یہان آؤ اک بات تو سُنو صرصر کو وہان کہان بلاتے ہو ہوا کا وہان کیا کام ہی ارچنگ نے کہا
بھائی صاحب تمھین کیا دخل ہی مین تنہائی مین اُنسے کچھ کہونگا خرچنگ نے کہا بات تو سُن لو ارچنگ
خوشی خوشی سامنے آیا کہا بھائی صاحب تمھین نہین معلوم مین تنہائی مین صرصر سے کچھ باتین کرونگا خرچنگ
نے کہا تمھین نہین معلوم ہمارے پاس نامہ شاہنشاہ کا آگیا ہی ہمکو عہدۂ وزارت ملا تمکو شاہنشاہ نے معزول
کیا تم جاکر گھر مین ٹھہرو شب کو آکر تم سے سب کیفیت مفصل بیان کرینگے سب حال تمپر ظاہر ہو جائیگا
اسوقت اسی مین بہتر ہی کہ چُپکے یہان سے چلے جاؤ تکرار نہ بڑھاؤ ارچنگ نے کہا تم مخمور کے لیجانے والے
کون ہو مین رات بھر لشکر مسلمانان مین رہا اپنی جان شائی تم یہ کیسی باتین کہتے ہو کیسا نامہ کیسا پیام
وزارت کیسی مین مشیر شہنشاہ عالیجاہ ہون ابھی جو مین شہنشاہ سے کہدون طلسم ہوشربا سے نکلوا دیے
جاؤ میری وجہ سے پوچھے جاتے ہو اسوقت کچھ شراب کا نشہ زیادہ ہو گیا خرچنگ نے کہا بے کچھ تیری
شامت آئی ہی وزیر شاہنشاہ سے زبان لڑاتا ہی ابھی گردن مین ہاتھ دلواؤنگا ارچنگ نے کہا مین
مصاحب شاہنشاہ ہون مارے جوتیون کے سر توڑ ڈالونگا بیٹھے بٹھے تجھے کیا ہو گیا ہی کیون بلبلاتا ہی صرصر
میری معشوقہ مجھسے اُسنے وعدہ کیا مین سامان مہیا کرکے آیا ہون مخمور کی قید مین لیجاؤنگا تم ایسے لشکر مین
جاتے ایسی جوتیان پڑتین کہ سر مین ایک بال نہ رہتا ما بدولت گئے لڑے بھڑے جان لشکر اسلام کو گرفتار کرلائے
صرف گھڑی بھر کو یہان ٹھہر گیا فوج کے بھروسے پر یہ باتین کرتا ہی وزارت تم ایسے گدھون کو ملیگی خرچنگ
تیغہ پکڑکے اُٹھا صرصر سر جھکائے بیٹھی ہین کچھ نہین بولتین خرچنگ تیغہ کھینچکر جو اُٹھا ارچنگ نے گولہ
نکالا کہا کھینچکر مارون کہ سر پھٹ جاے ہمارے سامنے تیغہ کھینچتا ہی خرچنگ نے دیکھا کہ یہ ساحر زبردست ہی
گولہ اسکا چلا تو غضب ہو جائیگا سرداروں کو آواز دی کہ لینا اِس نالائق کو جبتک ارچنگ سحر
پڑھے چالیس پچاس ساحر چار جانب سے ٹوٹ پڑے ایک ہاتھ مین چار چار لپٹ گئے دس پانچ نے منہ پر

ہاتھ رکھ دیا کہ سحر نہ کرنے پائے خرجنگ نے دیکھا کہ ساحرون نے اُسکو پکڑا تڑپ رہا ہے ایسا نہو نکلجائے جلدی مین ہاتھ تلوار کا مارا ارجنگ سحر نہ کرسکا سر کٹ کر بیچیا کا زمین پر گرا اندھیرا چھا گیا زمین کانپی آواز آئی کشتی مرا نام من ارجنگ جادو بود خرجنگ نے کہا لاشہ اس بیچیا کا پھینکدو صرصر اُٹھکر ہاتھون سے لپٹ گئی کہا صاحب کیا کہنا کیا ہاتھ مارا ایک ہی ہاتھ مین سر گوڑے کا اُڑگیا مگر تمھاری جرائت کے صدقے تلوار سے خون پونچھو ذری سا خون چکھ لو ایسا نہو خون اس خود سر کا سر پر سوار ہو مگر میان مین تمھارے غصے سے اسوقت ڈر گئی بڑے خونی جنونی ہو مین سمجھی تھی باتون مین سمجھادوگے تم نے مار ہی ڈالا خرجنگ نے کہا اے جانِ جہان واے آرام دل مشتاقان یہ کیا بیچیا تھا لاکھون سے مین لڑا ہون جسوقت مجھکو عہدۂ وزارت ملے گا ایک ہی دن مین سب مسلمانون کا خاتمہ کردونگا باغبان وغیرہ مجھ سے کیا مقابلہ کرینگے کیا سحر کرسکینگے لیکن اسوقت تیری محبت نے بیقرار کیا اب آرام سے بیٹھو قید ملکہ مخمور لیکر چلینگے صرصر نے کہا صاحب ہمین اداب عمر کو چاہین کیا غنچہ سربستہ آرزو کھلا نظم

بیٹھ رہتے نہ ملی ایسی کوئی جا دلچسپ
ساقیا دے کوئی پیمانۂ صہبا دلچسپ
جائے آرام زمین کو تو نہ پایا افسوس
ڈھونڈھتے ہے او رہی مسکن کوئی اچھا دلچسپ
دام گیسو سے تمنائے رہائی ہے خطا
کیا بنائے ہین خدا نے ترے اعضا دلچسپ
کر دیا محفل خاموش نے افسردہ مزاج
اسطرح سے ہو کہا عقد ثریا دلچسپ
کم پریشانی خاطر نہوئی صد افسوس
کیا نہین خانۂ زنجیر ہمارا دلچسپ
جائے دل سینے مین آئینہ نے رکھا اسکو
خوب ہی آج تو ہے رنگ مصلا دلچسپ
خیر ترے نقشۂ تصویر ہزارون دیکھے
کر نہین اس سے زیادہ کوئی نقشا دلچسپ

نہ لگا جی کہ نہ تھا سبزۂ صحرا دلچسپ
بڑھگئے آہ و فغان ورد ہاتے آگے
ہان مگر سنتے ہین ہے عالم بالا دلچسپ
بن تری چشم فسون خیز سے نسبت کیا دون
ہے دلا دیز بلا وہ مجھے سودا دلچسپ
جا بجا مسکن یاران فنا دوست ملا
ساقیا اٹھ گئے دورے مئے مینا دلچسپ
اس جفا کے بھی تصدق کہ تسلی بخشے
تھا اُٹھا داغ دروں سے کوئی شعلا دلچسپ
جان جاتی ہے ترے عاشق شیدائی کی
بسکہ تھا پارۂ عکس رُخ زیبا دلچسپ
نقش دل مانی و بہزاد نے اسکو سمجھا
وائے آنکھ نہ پایا کوئی آئنا دلچسپ

تنگ آئے ہین بہت خاطر برہم سے ہم
نظر آیا نہ مگر عرش معلےٰ دلچسپ
کچھ تسلی نہوئی گلشن ایجاد سے آہ
آنکھ رکھتی نہین کچھ نرگس شہلا دلچسپ
سر سے پا تک نظر آتا ہے ہر اک شعلہ نور
نظر آتا ہے عدم کا مجھے رستا دلچسپ
لطف بوندون مین پسینے کی جو ہے عارض پر
ظلم بھی ہو تو کوئی اے ستم آرا دلچسپ
ہوس سیر چمن کا ہے بیان کس کو دماغ
کسقدر ہے تری زنجیر مطلا دلچسپ
جا بجا ہین مئے گلرنگ کے چھینٹے زاہد
کسقدر تھا تری تصویر کا نقشا دلچسپ
سرگذشت اپنی سُنا روز اسی طرح نسیم

یہ اشعار آبدار معشوقہ گلعذار نے جو اپنی رنگین بیانی سے پڑھے خرجنگ مثل گدھے کے بھول گیا دست درازی کرنے لگا صرصر نے اُلٹا ہاتھ مارا کہا گھوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہے

الگ رہ اپنے ہوش سے باہر نہو بس جاؤ چلتے پھرتے نظر آؤ لو قدرت لات و منات کی ہم اپنر مرتے
ہیں نگوڑا غول مجہول پر انا چنڈول اپنی صورت تو بنواؤ ہوش مین آؤ لو ہم پر بھی دست اندازی
کرتے ہین ابھی جاکر شاہنشاہ کو خبر کرو و نگی مشکیں باندھی جائینگی ٹنڈیان کسی جائینگی تمھاری جروا بیٹیا
بکچا ہی جائینگی میری بالپوش کو بھی خبر نہ ہو گی تم نے بھائی کو کیون مار ڈالا تم سے تو ڈرنا چاہیے یہ بات
مجھکو نہ بھائی تیری محبت مین بڑی رسوائی ہو لیکن کیا کرون دل خانہ خراب نہین مانتا جلسہ آراستہ
کر گھڑی دو گھڑی بیٹھین باتین کرین اور باتین بھی ہو جائینگی کیا اسی بات کا بھوکا ہی ہنسنا بولنا بڑی بات
ہو ارے نگوڑے تجکو محبت نہین بھتی شیطان کو بٹھے چڑھکر پکارتا ہی مجھے تیری آنکھون سے ہول آتا ہو
تو چوتھے دن چھوڑ دیگا مین بدنام ہو جاؤنگی خرجنگ ہاتھ باندھنے لگا کہا ملکہ عمر بھر مین بناہونگا کبھی
گردن تابی نہ کرونگا صرصر نے کہا صاحب نہین ابھی تو تم سیدھے رہو گے جب عہدۂ وزارت ملے گا
تب آپ سے باہر ہو جاؤ گے ہمسے آنکھ نہ ملاؤگے مین صاف کہون وزارت کے لائق ہو ساحرون مین
فائق ہو شاہنشاہ بہت عزیز کرینگے دم بھر ساتھ نہ چھوڑینگے خرجنگ ان باتون کو سنکر ڈرا جاتا ہی مقام
صدر پر آکر بیٹھا ملکہ صرصر کرسی پر جلوہ فرما ہوئین ساقی بچے سے کہا کباب و شراب لاؤ مخمور سامنے
بیٹھی یہ سب معاملے دیکھ رہی ہی حیران ہی خداوندا کس بلا مین پھنسی گرفتار کرکے وہ بیجا لا یا اب اس
گدھے کا قبضہ ہوا لیکن آج صرصر کیسی باتین کرتی ہی اسکی تو عفت و عصمت مشہور رہی شاید ہمارے
استاد نامدار تو نہین آپہونچے ای مخمور یہ تو ناممکن ہی کہ کوئی ہماری فکر نہ کرے ضرور خواجہ عمرو چلے
ہونگے اسد نامدار کو بھی ضرور خبر ہوئی ہو گی ہمارے شہریار کو کیونکر گوارا ہو گا ضرور عیارون کو حکم
ہوا ہو گا عیار تلاش کرتے ہونگے سردار چلے ہونگے ضرور ہمکو ڈھونڈھتے ہونگے صرصر کا حال کیونکر کھلے
آج اسکی باتون نے بہت بیچین کیا عورت کو اس قدر چھیلا پن نہ چاہیے یا عاشق ہوئی یہ نگوڑا ایسا کیا ہی عمرو
اسپر مرتا ہی کانے مین کامل عیاری مین بیمثل کیونکر اس بیحیا کی جانب متوجہ ہوئی ای مخمور زمین شق ہو مین
سما جاؤن ان جھگڑون کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھون اگر خدانخواستہ یہ خبر شاہزادۂ نور الدہر کو پہونچی
کیسے بیقرار ہونگے یقین ہی دشمن اپنے کو ہلاک کرین دیکھیے اب یہان سے رہائی کیونکر ہو اگر خدانخواستہ
افراسیاب کے سامنے پہونچگئی فوراً قتل کریگا ہم لوگون سے جلا ہوا ہی ایسے خیالات مین آنکھون سے اشک
حسرت جاری ہوے روتے روتے ہچکی لگ گئی لیکن صرصر شمشیر زن باتین کرتے کرتے طرف ملکہ مخمور کے
متوجہ ہوئی کہا بی بی تمھین کیا منظور ہی شاہنشاہ سے دشمنی کرنا سراسر عقل کا قصور ہی ہمارے میان
خرجنگ وزیر اعظم چلکر تمھاری خطا معاف کرا دینگے اب عذر نہ کرنا جان کا خوف نہ کرو انکے سبب سے

شہنشاہ کچھ نہ کہہ سکین گے باغیون کی محبت مین تمکو کیا ملا خیر جو گذرا سو گذرا اب راہ پر آؤ سامری جمشید
کو سجدہ کرو یہ سُنکر ملکہ مخمور کو بہت ناگوار ہوا زبان مین لکنت ضبط کرکے جواب دیا او صرصر کیچہ
تیری شامت آئی ہی کسی کو وزیر کسی کو بادشاہ بناتی ہی ہمارے طریقے سے تو بخوبی آگاہ ہی ہمسے کلام
نہ کر اگر تیرا اختیار ہی جلاد کو بلا اور نہین جہان جی چاہے وہان لیچل ہم سوال و جواب کر لین گے
سامری و جمشید پر لعنت کر چکے اب اُنکو کیا سجدہ کرینگے صرصر نے کہا آپکی قضا آئی ہی افراسیاب ضرور
قتل کریگا ملکہ مخمور نے جواب دیا تم نہ ہمکو بچانا تم سے کوئی فریاد نہ کریگا بس صرصر نے خنجر لیکر اُٹھی کہا ای مخمور
ہمسے زبان لڑاتی ہو ابھی ہم تمکو قتل کرینگے خرجنگ نے منع بھی کیا ملکہ شیشہ شراب پیو ہم قتل کرینگے یا
سامنے شاہنشاہ کے لیجائینگے صرصر چمک کر سامنے ملکہ مخمور کے آئی بائین آنکھ کا تل دکھایا ملکہ مخمور نے خواجہ
عمرو پہچانا مثل گل کے شگفتہ ہوگئی عمرو نے اشارہ کیا لڑ بھڑ کر نکلجاؤ گی اس بچیا کو قتل کر سکو گی زبان بیچ
سوزن نکالو ملکہ مخمور نے اشارے سے جواب دیا آپ کا اقبال قتل کریگا اس ملعون کی کیا حقیقت ہی
بس اُسی وقت صرصر نقلی یعنے خواجہ عمرو نے قتل کرنیکے حیلے سے سوزن زبان سے ملکہ مخمور کے نکال لیا

اور نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو
بباغ دین زکرش آبیاری
عمرو آن شاہ عیاران عیار

کزان اُستاد عیاران عالم
جہان سرہنگ در خنجر گذاری

سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلاے جان کفار

خرجنگ گھبرایا کہ یہ کیا قیامت برپا ہوئی سوزن نکلتے ہی ملکہ مخمور
تڑپکر اُٹھی خرجنگ نے آواز دی لینا گنہگار جانے نپاوے ساربان زادے نے بڑا مکر کیا میرے بھائی کو
میرے ہاتھ سے قتل کرایا بارہ ہزار ساحران غدار ملکہ مخمور نامدار پر دوڑ پڑے ہر طرف سے سحر ہونے لگے
خواجہ عمرو تو لوٹنے مین اسباب محفل کے مصروف ہوے چوگھوڑے چنگیر دان عطر دان پاندان خاصدان
محفل کے سب اُٹھالیے مگر مخمور نے دیکھا بارہ ہزار ساحرون کا بلوہ ہوا ہر سمت سے صداے بگیر و بند
بلند ہوئی مخمور بلوۂ عام مین لڑ رہی ہی جسکو دانہ یاقوت احمر کا مارا وہ زرد رو خون مُنہ سے اُگلنے لگا
جسم مثل سرو چراغان جلنے لگا کبھی زیور سے سحر کرتی ہی انگوٹھیان اُتار کر پھینک مارین کسی کا سر پھٹا کسی
کا ہاتھ ٹوٹا کسی پر برق بنکر گری کشت حیات کو اُسکے جلایا خرجنگ جادو سحر ملکہ مخمور کو دیکھکر گھبرایا
لاکھون مین یکہ و تنہا یہ لڑ چکی ہی بارہ ہزار ساحرون کی کیا حقیقت جانتی ہی دم بھر مین بارہ ہزار کو
رول لیا افسران فوج کو تاک تاک کے مارنا شروع کیا جب افسر کو قتل کیا فوج کے پیر اُٹھے خرجنگ
ترغیب دے رہا ہی ارے یارو اسکو گرفتار کرلو ساحر ہر مرتبہ بلوہ کرتے ہین مخمور نے ستھراؤ کر دیا دریا خون کا
بہا دیا خواجہ عمرو کبھی گلیم اُتار کر لشکر ساحران پر جا پڑتے ہین جادوگر کی صورت بنائی جس کسی ساحر کو

تاکا کر زیور پہنے ہوے لڑ رہی ہی خواجہ نے اُسکو للکارا اُسنے گورم اُٹھایا چلی سحر کرنے خواجہ نے ترنج کھینچ مارا
وہ سمجھی ترنج سحر ہی اسم سحر پڑھکر ہاتھ مارا ترنج ٹوٹا چند قطرے پانی کے نکلے چھینٹین اُسکے مُنھ پر پڑین
بیہوش ہوکے زمین پر گری عمرو نے قریب آکے خنجر مارا اُسکا خاتمہ ہوا عمرو نے زیور و لباس اُتار لیا
ننگ خاندان کو برہنہ کرکے ڈالدیا پھر بھاگ کر گلیم اوڑھ لی اسطرح کئی ساحرون کو مارا قتل کرنے کے
علاوہ مال لوٹنے کی بڑی خوشی ہی کسی ساحر کی پگڑی اُتار لی مردون کی کمرین ٹٹولتے پھرتے ہین ہرچند
مخمور چاہتی ہی خر جنگ کو بڑھکر مارون نامرد کو للکارون لیکن وہ دور سے سحر کرتا ہی قریب ملکہ
مخمور نہین آتا غل مچاتا ہی یارو تم کیسے نامرد ہو ایک عورت کو نہین پکڑ سکتے لبعضے گستاخ جواب دیتے
ہین حضور آپ سے زیادہ ہم نہین ہین ذرا آگے تو بڑھیے مقابلہ کیجیے ہم بھی حاضر ہین آپ کے حالات کے
ناظر ہین دور سے سحر کرتے ہین قریب جانا مناسب نہین ایسی شیر زن سے مقابلہ آسان ہی دم بھر مین ہزارون
کو مارا زمین کانپ رہی ہی سب کو مار کر نکل جائیگی بہتر یہ ہی بھاگ چلیے خوب معشوقہ صرصر کو بنایا کیا ہوا
باندھی اب آندھی سحر کی اُٹھی ہی صرصر کو بلائیے جان بچائیے یہ سُنکر خر جنگ جھلاتا ہی کہتا ہی یارو تمکو
کس دن کے واسطے نوکر رکھا تھا آگے بڑھو سحر کرو جھونٹے پکڑ کے مخمور کو ہمارے سامنے لاؤ مسخرے پن کی
باتین نہ بناؤ ہمکو بہت ناگوار ہوتا ہی ہمین شرم آتی ہی عورت کو کیا گرفتار کرین ساحر ہنستے ہین صفون
مین غلغلہ ہی واہ رے عمرو تیرا کیا کہنا خوب میان خر جنگ کو گدھا بنایا بھائی کو انکے پہلے قتل کرایا
خوب رنگ جمایا اب خوشی بھی کہ وصل حاصل کرونگا عشق مین یہ بلا نازل ہوئی عمرو نے ملکہ مخمور کو خوب رہا

کیا اب جان بچانا مشکل ہوا بقول شاعر رباعی

ہر لحظہ جینا امید تر ہوتا ہون	بیفائدہ رو رو کے مین جی کھوتا ہون	قسمت مین شب و روز لکھا ہی رونا	قسمت کے لکھے کو رات دن روتا ہون

اب میان خر جنگ سر پیٹین تقدیر کے لکھے کو روئین قضا نے کار مخمور مصروف جنگ ہی اور ساحرون کا
بلوہ ہزارون کو کیونکر قتل کرے تا بہ خر جنگ کیونکر ہوپنچے کہ یکایک آسمان پر برق چمکی شاہزادہ شکیل
جادو تلاش مین ملکہ مخمور کے چلا تھا صحرا مین ڈھونڈھتا پھرتا تھا کان مین آواز ساحرون کے مرنے کی آئی
طرف صحرا کے متوجہ ہوا دیکھا مخمور لڑ رہی ہی ہزارون ساحرون نے گھیرا ہی خواجہ عمرو کے بھی نعرے کی آواز
آتی ہی مخمور نے زمین ہلادی ہی دیکھتے ہی شکیل اس معرکے کو نعرہ کرکے گرا منم شاہزادہ شکیل بعدیل
ملکہ عالم نہ گھبرائیے گا غلام آپ کا آپہونچا گرتے گرتے دن سے گولہ مارا دس پانچ کے سر پھٹے ساحر دہائی
دینے لگے لو صاحبو غضب ہوا ایک کو تو جواب دے نہ سکتے تھے کہ دوسرا آپہونچا یہ وہ قیامت کے ساحر
ہین جو افراسیاب سے اڑین مُنھ نہ پھیرین اب بڑی مشکل ہوئی اب ملکہ مخمور نے جو دیکھا شکیل جادو

نے آکر ہنگامے کو روکا مخمور نے خرچنگ کو تاکا رنگ جنگ مغلوبہ سے خوب ماہر ہی جانتی ہی بدون قتل
افسر لڑائی کا فتح ہونا دشوار سحر کرتی ہوئی طرف خرچنگ جادو کے چلی شکیل نے مجمع کو روکا مخمور نے
آگ برسائی شکیل نے دریائے سحر جاری کیا صدہا ٹھنڈے ہوئے مخمور نے دانہ یاقوت احمر کا مارا شکیل
تلوار کھینچکر لڑا مخمور نے سینک کی کمان بنا کر تیر مارے سیکڑون کے سینے مشبک ہوئے خطا کار سہمے مثل تیر کے
بھاگے پلے پر جا کے ٹھہرے گوشہ ڈھونڈھتے تھے اپنی خطا کاری پر نادم بھاگنے کے عازم شکیل پامال
کر رہا ہی گچھا پیکان کا مارا بجائے قطرہ ہائے آب تیر دلدوز برسنے لگے مخمور لڑ بھڑ کر سامنے خرچنگ
کے پہونچی خرچنگ کی نگاہ پڑی کس آن بان سے مخمور لڑتی بھڑتی چلی آتی ہی خیمچہ سحر ہاتھ مین گاتی دوپٹے
کی بندھی ہوئی چہرہ آفتاب عالمتاب حسن وجمال مین انتخاب یہ بیچارا گھبرا گیا مخمور نے للکارا او نامرد
کہان جاتا ہی صرصر تیری معشوقہ کہان گئی اب عروس مرگ سے ہمکنار ہو زیادہ مضطر و بیقرار ہو
خرچنگ نے گولۂ سحر مارا مخمور نے نگاہ سحر آگین ڈالی گولہ پھٹکر اسی کی فوج پر گرا کئی سو ناری
واصل جہنم ہوئے اہالیان فوج کے مزاج برہم ہوئے آواز دی حضور کیا کھا گا ندو ہاٹھی اپنی فوج کو
مارے خرچنگ جھلایا ساتھ والون نے بھی گرمایا طعن و تشنیع سے شرمایا تیغہ سحر کھینچکر جا پڑا ہاتھ تیغہ
کا لگایا ملکہ مخمور نے سپر سحر کو اٹھایا وار اسکا روکا خبردار کہکے نیمچہ ہلالی اس ماہ آسمان خوبی نے کھینچا
قریب جا کر خبردار کہکے چمک کے ہاتھ مارا اس روسیاہ نے چاہا بھاگون دام اجل مین گرفتار ہو چکا موت
پاؤن تھامے ہی کب ٹل سکتا ہی دام اجل سے کہان نکل سکتا ہی نیمچہ سر پر گرا سراسر کھلے جبڑے کو کاٹا
صندوق سینہ سے مانند سیماب تڑپکے نیمچہ گذرا شرمگاہ کے پھاٹک کو ویران کیا خرچنگ کے دو ٹکڑے ہوئے
مخمور نے نعرہ کیا وہ مارا شعلہ بھڑکا ساحر زبردست تھا زنے کی اسکے علامت بلند ہوئی آواز آئی کشتی مرا
نام من خرچنگ جادو بود اب مخمور و شکیل فوج خرچنگ سے لڑنے لگے فوج بھاگی جاتی ہی یہ
دونون قتل کرتے ہوئے جاتے ہین قضائے کار ملکہ صنعت سحر ساز نے درگھٹ پر جو قصر بنایا ہی جہان
یہ معرکہ پڑا صرف ایک کوہ درمیان مین تھا اسوقت بالائے قصر ملکہ صنعت سحر ساز بیٹھی ہوئی
سحر تیار کر رہی تھی کہ صدائے ہائے ہو کان مین آئی گھبرا کر سر اٹھایا کہا ارے یارو کہان پر لڑائی ہو رہی
ہی طلسم ہوش ربا مین غدر پڑ گیا مسلمانون نے کہین قیامت برپا کی یا عیارون کی عیاری ہوئی یہ کہکر
اپنے مقام پر سے اٹھی طاؤس پر سوار ہوئی سحر کیا طاؤس اڑتا ہوا چلا بلند ہو کر نگاہ ڈالی دیکھا
ایک لشکر بھاگا جاتا ہی دو ساحران زبردست سحر کرتے ہوئے لشکر کو بھگاتے ہوئے جاتے ہین تمام صحرا خون
سے لالہ زار بنا ہوا ہی دو کوس تک لاشے ہی لاشے معلوم ہوتے ہین بارگاہین سرنگون ہر سمت جوش

دریاے خون ملکہ صنعت سحر ساز حیران ہو کہ یہ کسنے سب کو قتل کیا اب جو نگاہ ڈالی شکیل و مخمور
کو پہچانا آنکھون مین خون اُتر آیا وہین سے نعرہ کیا او شکیل کیا بے ادبی کرتا ہی ملازم شاہنشاہی پر
یہ ظلم و بدعت شکیل نے دیکھا کہ صنعت مثل شعلہ جوالہ کے آتی ہی گولہ مارا صنعت بھلا اسکے سحر کو
کب مانتی ہی ایک چٹکی ماری گولہ پھٹکر زمین پر گرا گرتے گرتے ایک دو ہتڑ مارا غبار بلند ہوا شکیل جا دو
چرخ کھاکر گرا صنعت نے ایک دستک دی ایک ساحر سیہ فام قفس آہنی لیے ہوے پیدا ہوا صنعت
نے خاک جھولی سے نکالی شکیل پر ڈالدی شکیل نے غلطاک ماری اک باز کی صورت بنگیا صنعت نے پکڑکے
قفس مین بند کیا وہ قفس ساحر سیہ فام کو دیا آپ غصہ مین طرف مخمور کے چلی مخمور نے پلٹ کر دیکھا شکیل گرفتار
ہوا ساحر سیہ فام قفس لیے ہوے جاتا ہی مخمور کو تاب نہ آئی للکارا او دیچیا کہان جاتا ہی قفس مین شکیل کا تڑپنا
دیکھکر طائر روح مخمور قفس جسم خاکی مین پھڑکا چاہا ساحر پر جا پڑے شکیل کو رہا کرے مگر ملکہ صنعت سحر ساز
بقہر و غضب تمام طرف ملکہ مخمور کے پلٹی کہا بی مخمور ادھر کہان جاتی ہو تمنے شاہنشاہ پر بدعت کی بڑے
بڑے ساحر مارے اب مین کل سامان کر چکی میرے ہاتھ سے ایک زندہ نہ بچے گا تمھارے واسطے مرگھٹ پر سحر تیار
کیا ایک ہفتے سے آب و دانہ ترک ہی مخمور نے دانہ یاقوت احمر کا مارا اگر ملکہ صنعت تو سحر کامل تیار کر چکی دانے
کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کبھی سحر ملکہ مخمور نے کیے لیکن صنعت پر تاثیر نہوے مثل شعلہ جوالہ سامنے مخمور کے آئی ایک
دو ہتڑ زمین پر مارا وہی غبار زرد اٹھا مخمور اسکو دیکھتے ہی بیہوش ہوئی مخمور کو بشکل قمری بناکے دوسرے
قفس مین بند کیا دونون قفس اُس ساحر نے اُٹھا لیے عمرو گلیم اوڑھے یہ سب معرکہ دیکھ رہا ہی تعاقب مین
صنعت کے چلا صنعت خرامان خرامان طرف مرگھٹ کے جاتی ہی درہ کوہ سے باہر نکلی عمرو نے دیکھا
سامنے وہی مقام ہی اب قصر سحر کو اور زیادہ صنعت سحر ساز نے رونق دی ہی دونون قفس لیکر حصار
مین داخل ہوگئی وہ جو قید خانہ براے سرداران اسد تیار کیا ہی باز و قمری کو اُسی مین چھوڑ دیا آپ قصر
مین جا بیٹھی مصروف عیش و نشاط ہوئی عمرو حال حصار سے بخوبی آگاہ ہو چکا ہی اُسپر بھی کئی راہ گیرون
کو وہم دیکر بھیجا جو لکیر کے پاس پہونچا لکیر کا فقیر ہوا عمرو ناچار گریان و نالان پلٹا لشکر اسلام مین آیا دربار
مین سب سردار موجود ہین جانسوز نے خبر دی ہی کہ مخمور کو کوئی ساحر چرالے گیا ہی شاہزادہ شکیل و خواجہ
عمرو براے جستجو تشریف لے گئے ہین ملکہ مہرخ گھبرا رہی ہین کہ خبر پہونچی کہ خواجہ عمرو تشریف لاتے ہین
سب سردار دوڑ پڑے ہاتھون ہاتھ خواجہ کو لیکر دربار مین آئے ملکہ مہرخ نے دیکھا عمرو گرد و غبار مین
اٹا ہوا لباس پھٹا ہوا نہایت پریشان ہی اسد نامدار نے پوچھا نانا جان خیر تو ہی ملکہ مخمور رنجور کا نتیجہ بتا
سکا عمرو نے تمام کیفیت بیان کی کہ اول ارچنگ جادو مخمور کو لے گیا تھا مین بصورت ملکہ صرصر گیا ارچنگ

کو ہاتھ سے خرچنگ کے قتل کرایا مخمور کو رہا کیا شکیل بھی عقب مین پہونچا اس زور وشور سے ملکہ
مخمور نے خرچنگ کو مارا لیکن عین وقت پر صنعت سحرساز آگئی شکیل و مخمور کو آتے ہی گرفتار
کرلیا مین اُنکی جستجو مین گیا کئی راہ گیر بھیجے لیکن اندر نہ جاسکے حصار کامل ہی کوئی جا نہین سکتا باغبان
قدرت نے کہا کہ صنعت سحرساز کا سحر کامل تیار ہوگیا ہی خدا اُسکے شر سے بچائے اب صنعت پر
غالب آنا دشوار ہی برائے ملکہ مخمور وشکیل بارگاہ مین شور گریہ وزاری بلند ہوا سب عیار حاضر ہوے
عمرو نے پکار کر کہا کہ یارو تیا صنعت ہو پہنچنے کی اب کوئی تدبیر نہین یہان کہین ملجائیگی تو بچہ قابض
ہوگا اندر حصار سحر کے کوئی نہ جاسکے گا چالاک نے برق کی جانب دیکھا آپسین اشارے ہوے مقبلہ و
کعبہ کو کہنے دو جس دن مزاج مین آئیگا حصار سحر مین چلے جائینگے صنعت خود بلالیگی یہ بھی مجال ہی کہ
اندر حصار کے ہم نہ جاسکین چلو چلکے بارگاہ ملکہ حیرت جادو سے خبر لائین دیکھین وہان کیا رنگ ہی
برق و چالاک آپسین صلاح کرکے چلے باغبان قدرت بھی پریشان اُٹھا کنارے
لشکر کے ٹھہرا فکر کر رہا ہی کہ انجام کیا ہوگا انکو تو اس حال مین چھوڑیے لیکن برق و چالاک بصورت
ساحران دربار مین حیرت کے آئے ایک جانب ٹھہرے ملکہ حیرت جادو تخت پر بیٹھی ہی ہرکارون نے
خبر حرف بحرف آکر بیان کی کہ شکیل و مخمور بھی گرفتار ہوے ملکہ صنعت سحرساز پکڑکر دونون کو
لیگئی بارگاہ مہرخ مین سب کو انتشار ہی ملکہ حیرت نے کہا ابھی کمبختون کا غرور نہین جاتا ملکہ مہرخ
سُرخ مو وغیرہ رومال سے ہاتھ باندھکر چلی آئین خطا معاف کرا دونگی اب صنعت کے دام تزویر
سے بچنا بہت دشوار ہی بڑا کمال یہ ہی کہ جو اپنے کو عیارون سے بچائیگا ہمراہیان عمرو پر غالب آجائیگا
اُسنے عیارون کا انتظام کرلیا اب اُسکا کوئی کچھ نہین کرسکتا یہ ذکر تھا کہ ظلمات جادو فرستادہ ملکہ
صنعت آکر پہونچی حیرت جادو کو سلام کیا صنعت کا نامہ ہاتھ مین حیرت کے دیا کہا حضور ملکہ
عالم نے فرمایا ہی جو گذرا وہ تو معلوم ہوا ہوگا آپ طبل جنگی بجوائیے گا عین وقت پر آجاؤنگی مسلمانون
کو مزا سرکشی کا چکھاؤنگی حیرت نے نامہ پڑھا اُسپر جواب لکھ دیا کہ جو تم نے کہا اسی طرح کاربند ہونگی
سب تمھاری اعانت کو موجود ہین تمھارے حالات کی خبر شاہنشاہ کو بھی ہوئی ظلمات جادو
جواب لیکے چلی برق و چالاک نے پیچھا کیا جب لشکر سے ظلمات نکلی صرصر و صبا رفتار کی شکل
بنکر یہ دونون عیار دوڑے پکارا بی ظلمات ٹھہر جاؤ ظلمات پلٹ پڑی دیکھا صرصر و صبا رفتار
پکارتی ہوئی آتی ہین سمجھی شاید ملکہ حیرت نے کچھ اور فرمایا ہوگا ظلمات ٹھہر گئی ایک طرف
چالاک آیا ایک طرف برق تڑپ کے پہونچا خیال ہی کہ دو چار باتین کرین حلقہ ہائے کمند مارکے گرفتار

کرین ادھر سے صرصر شمشیر زن آتی تھی اُسنے دور سے دیکھا میری شکل اور صبا رفتار کی صورت بیر
دو عیاران اسلام وزیرزادی سے ملکہ صنعت جادو کی باتین کررہے ہین گرفتار کرنے کی فکر
ہو صرصر نے دور سے آواز دی اے ملکہ ظلمات ہوشیار ہو جاؤ یہ دونون عیاران لشکر اسد
تمھاری فکر گرفتاری مین آئے ہین برق و چالاک دونون بھاگے چالاک توجست کرکے
ایک درۂ کوہ مین مخفی ہوا برق نے چاہا مین تڑپ کے نکل جاؤن ظلمات نے سحر کیا برق
زمین پر گرا ماش کا دانہ مارا رنگ وعن عیاری کا اُڑ گیا صرصر نے کہا اے ظلمات اس بجھو رہے کو
لیتی جاؤ چلو مین ملکہ بہار کے قید کرو برق نے پکار کر کہا اُستانی جس قدر بدعتین چاہو کرلو
انجام بہت بُرا ہے اُستاد گھوڑے کا دانہ دلوا کر باڑ ڈالین گے ہمین لوگ کام آوینگے اُستاد
جی دونون یہ بڑی بدعت کرتے ہین مکان مین قفل دیکے چلے جاتے ہین آگ کا چراغ جلانے کو
میسر نہین ہوتی ہم ہی کام آوینگے دڑی کے پان میسر نہونگے صرصر نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے اے ظلمات
خبردار اسکو رہا نہ کرنا ظلمات نے آکر کرین پنجہ دیا ظلمات لیکر اڑی چالاک بھاگا کہ مین جاکر
کسی سردار سے خبر کرون کہ برق گرفتار ہوگیا اگرنا صنعت پہونچ گیا پھر رہائی برق کی دشوار
ہوگی ہمارہ جگت ٹوٹا بازی ہاتھ سے گئی رنگ بدرنگ سب خراب ہوا انجمن اُٹھنا دشوار ہوگا
ہمارا پیادہ قید ہوا پیادہ بھی وہ پیادہ کہ جو بادشاہ کو گھسکر مارتا تھا اب بازی مات ہوئی بہت نون
دو بارہ پھینلی داؤن سخت ہے رنگ متغیر ہوا دل سے یہ منصوبے کرتا ہوا قریب لشکر آیا تھا
باغبان قدرت ایک نخل کے سایہ مین کھڑا تھا دیکھا چالاک بدحواس آتا ہے پکار کے
پوچھا کیون بہتر والا گھر خیر تو ہے چالاک نے کہا اے باغبان قدرت بڑا غضب ہوا مین اور
برق ظلمات جادو وزیرزادی ماہ صنعت سحرساز کو گرفتار کرنے چلا لیکن استانی صاحبہ
آگئین انھون نے فتور برپا کیا مین تو بچا برق بیچارہ قید ہوگیا وہ سامنے ظلمات لیے ہوئے
جاتی ہے بس باغبان قدرت جھپٹا دیکھا ظلمات جاتی ہے للکارا او ظلمات برق کو
چھوڑ دے ظلمات نے جو باغبان قدرت کو آتے دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا باغبان
نے گیند پھولون کا مارا ہاتھ پر ظلمات کے بڑا معلوم ہوا کسی نے شعلہ آتش رکھ دیا اُف کہکے برق
کو چھوڑا باغبان نے جھپٹکر برق کو ہاتھون پر روکا زمین پر قائم کیا ظلمات کڑک کے غصہ مین
باغبان پر گری باغبان نے برق کو بچا یا سینہ سپر کردیا برق تو بھاگ کر نکل گیا باغبان اور
ظلمات سے سحر چلنے لگا باغبان قدرت وزیر اعظم دستور معظم افراسیاب ہے سحر و ساحری مین

انتخاب ہے ظلمات کو زخمی کیا قریب تھا کہ گرفتار کرے یا قتل کر ڈالے کہ شبگیر جادو کوتوال شہر
ناپرسان چار ہزار جادوگرون سے برلے شکار آیا تھا اُسنے جو شعلے بھڑکتے دیکھے ادھر متوجہ ہوا اُسوقت
آکر پہونچا کہ باغبان نے ظلمات کو زخمی کیا تھا ظلمات چاہتی ہے بھاگ جاؤن جان بچاکے نکل جاؤن
باغبان تیغہ کھینچکر سر پر پہونچا ہے شبگیر نے پہچانا دیکھا وزیرزادی صنعت کی قتل ہوا چاہتی ہے زمین
سے نعرہ کیا او باغبان خبردار کیا کرتا ہے ہمسر شبگیر جادو شہنشاہ کے ساتھ نمکحرامی کی مسلمانون کا
شریک ہوا باغبان نے پلٹ کر جو شبگیر کوتوال کو دیکھا کہا او بیحیا جعلساز چوٹٹے جواریون کا
افسر ہے ہم لوگون سے مقابلہ کریگا لیکن شبگیر نے کل فوج کو اشارہ کیا گولے ترنج مارتے ہوئے چار ہزار
ساحر بڑھے باغبان کو گھیر لیا باغبان مثل فیل مست بڑھا ساحرون کو پامال کرتا ہوا چلا کسی کو ٹانگین
پکڑ کے چیر ڈالا کسی پر ادھر سپر کی لگادی دو دو کے سر پھٹ گئے ظلمات و شبگیر دونون باغبان
پر سحر کرتے ہین باغبان انکے سحر کو کب مانتا ہے دونون کے سحر کو دفع کرتا ہوا مثل شیر خشم آلود اُن
روباہ خصلتون سے لڑ رہا ہے کئی سو ساحر مار کر ڈال دیے شبگیر کو ہر مرتبہ آواز دیتا ہے کوتوال صاحب
آپ آئیے گرفتار کیجیے ان غریبون کو کیون قتل کراتے ہین اب شبگیر جادو گھبرایا دیکھا کئی سو
ساحر قتل ہوے باغبان فکار کھیل رہا ہے شبگیر چاہتا ہے نکل جاؤن باغبان نے کہا او بیحیا
تو کہان جائیگا شکار کو ہمارے بچا دیا اُسکو اور تجھکو دونون کو قتل کرونگا یہ کہتا ہوا برابر شبگیر کے پہونچا
اُسنے گھوڑا بھڑکایا باغبان نے ہاتھ جھکایا برق گری چارون پیر گھوڑے کے اُڑ گئے شبگیر زمین پر گرا
جب باغبان قریب آگیا تہر درویش بچان درویش ہاتھ تلوار کا مارا باغبان نے کلائی پر ہاتھ
ڈالکے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھایا زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ کے سر اُس خودسر کا قلعہ جسم
سے کھینچ لیا لاشہ شبگیر تڑپا آواز آئی کشتی مرا نام من شبگیر جادو بود ہمراہیان شبگیر بھاگے ظلمات
نے بھی فرار پر قرار کیا چالاک و برق درۂ کوہ سے دیکھ رہے ہین باغبان اُن سب کو روندتا ہوا
جاتا ہے چاہتا ہے ظلمات کو مارون یا گرفتار کرون صنعت کے قلب کو صدمہ پہونچے بیچ مین ہزارون
ساحر آجاتے ہین پھر ظلمات بچتی ہے جب ظلمات جادو کو عرصہ ہوا ملکہ صنعت سحر ساز نے
گیسو کشا سے کہا مین نے ظلمات کو خدمت مین ملکہ حیرت کی بھیجا تھا کہ دو باتین لکھکر چلی آوے کیا
سبب ہوا جو اب تک نہین آئی گیسو کشا نے کہا واری ملکہ حیرت کے لشکر کے نام سے دل کانپتا ہے
ہر وقت لنگوٹے عیار وہان موجود رہتے ہین ذرا اوراق سابق ملاحظہ فرمائیے ہماری ساتھ والی
پر کوئی افتاد نہ پڑی ہو لنگوٹے عیارون نے نہ گھیر لیا ہو وہان تو دن بھر مین سیکڑون مارے جاتے

ہین صنعت نے اوراق سامری کو اُٹھاکر دیکھا زانو پر ہاتھ مارا کہا او گیسو کشا غضب ہوا ظلمات سے اور باغبان سے لڑائی ہو رہی ہو زخمی ہو چکی ہو یہ کہکر فوراً طاؤس سحر پر سوار ہوئی اسطرف چلی اُسوقت آکر پہونچی کہ باغبان شبگیر جادو کو قتل کر چکا فوج کو پامال کر رہا ہو کہ آسمان سے نعرہ ہوا سنم ملکہ صنعت سحر ساز آہی باغبان شعبدہ باز عرصہ دراز تک مزے اڑا چکے لڑکون کا گھروندا بنا چکے بادشاہ امیر وزیر سب بنگئے افراسیاب ایسے بادشاہ کو چھوڑا ایسے قدر شناس کی محبت سے مُنھ موڑا باغبان نے کہا او صنعت او گیسو بریدہ کیا بیہودہ بکتی ہو افراسیاب کے برابر کون نا قدر ہی اسی وجہ سے اسکے ملک مین غدر ہی ہر مرد سپاہی کی دل شکنی کرتا ہو بدزبان نا قدر شناس وہ کیا ہنر فا کو پہچانتا ہو کیا قدر مردان عالم جانتا ہو پاجی پرست صاحبان لیاقت کا دشمن اہل ہنر کا رہزن اپنی تو یہ کیفیت ہو بقول شاعر

نظم

دل جسمین فروشندۂ بازار ہنر ہی	دیکھو تو کہین کوئی خریدار ہنر ہی	نا قدر شناسی سے خلائق کی جہانمین
جسکو ہنر آیا اُسے انکار ہنر ہی	آیا نہ ہنر وہ کہ بھر ین جسمے گئے بخت	اِس عاصی کو مدت سے سروکار ہنر ہی
عاشق جو ہنر پر ہو ہنر اُسکا ہو عاشق	دلبر ہو ہنر جسکا وہ دلدار ہنر ہی	کہیے کو نہ پوچھو مین ہنرمند جو ہوتے
اے شیخ یہ بندہ تو پرستار ہنر ہی	اظہار ہنر دان نہ کرون ہونہ جہان قدر	دل اہل ہنر کا ہو سو غمخوار ہنر ہی
روکا ہو تغافل نے ترے مجھکو تہ دام	صیاد ترا صید گرفتار ہنر ہی	دیکھی نہ ہنر کی بھی بہت قدر جہان مین
اے وائے بران دل جو طلبگار ہنر ہی	رنگین سخنی اُسکی نے وہ خلق کو موہا	سودا یہ مگر طوطی گلزار ہنر ہی

صنعت نے جواب دیا آپ تُو بڑے ذی کمال ہین صاحب جاہ و جلال ہین اب اُسی نا قدر کا سامنا ہو مشکین باندھکر لیجاؤنگی قدمون پر اُسکے ناک رگڑواؤنگی تم سمجھے تھے مین نے ذلتین اُٹھائین غافل ہو کر بیٹھ رہونگی تین مہینے تک عیش و راحت کو ترک کیا سحر کامل تیار کیا اب سامری و جمشید بھی میرا مقابلہ نہین کر سکتے صفین اُلٹ دونگی یہ کہکر زمین پر گری ظلمات کو پشت پر لیا باغبان پر سحر کرنے لگی باغبان اور صنعت کے سحر سے زمین کانپی فلک پیر چرخ مین صد ہا نخل صحرا کے جل گئے طائر کباب ہوے ذرے زمین کے مثل چنگاریون کے اُڑتے تھے جب سحر باغبان نے کیا صنعت شعلۂ آتش مین چھپ گئی لیکن مثل برق تڑپ کے نکلی باغبان پر سحر کیا دریانے باغبان کو گھیرا یہ نہنگ بجرأت اُسمین کود پڑا شعلۂ جوالہ بنکر دریا کو مٹا دیا پانی کو خاک مین ملا دیا تمام لشکر والے بھاگ گئے ظلمات دور سے دیکھ رہی ہو ہوش و حواس پراگندہ دل سے کہتی ہو آج ملکہ عالم ہاتھ سے باغبان کے کیونکر بچتی ہین بلا کے سحر ہو رہے ہین کسکی مجال ہو جو انکے بیچ مین جائے سامنے انکے زبان بلا ئے دونون

شہنشاہ اقلیم ساحری دونون کامل و اکمل علم افسونگری نہ اُسکا مثل نہ اُسکا نظیر جنگ مین دونون مصروف سحر و ساحری آمادہ نیرنگ بازی جو سحر صنعت نے کیا باغبان قدرت کو دفعیہ مشکل ہوا جب باغبان سنبھلا صنعت پر برق گری صنعت غرق زمین ہو کر بچی خاک اُڑاتی ہوئی زمین سے نکلی تین مہینے سے برابر آٹھ پہر اُسی فکر مین رہی کہ سحر ہائے نو تیار کرون جانتی تھی کہ بڑے بڑے ساحرون سے مقابلہ پڑیگا تمام ارکین طلسم ہوش رُبا شریک عمرو ہو گئے ہین ایک ایک تعلیم کردہ افراسیاب سحر و ساحری مین انتخاب ہے وہی حال ملکہ صنعت نے دیکھا کہ باغبان نے دھوین اُڑا دیے طبقے زمین کے ہلا دیے صنعت کو جان بچانا مشکل ہوئی ایک مقام پر صنعت نے غصے مین آکر نیچہ کھینچا باغبان طرف صحرا کے اشارہ کرتا ہوا ایک طائر آکر دم شمشیر صنعت پر گلا رکھدیتا ہے گلا کٹوا کر باغبان کو بچاتا ہے جب باغبان نے ہاتھ مارا صنعت نے یا سامری کہکے آواز دی زاغ و زغن درختون سے گرتے ہین پرون کا سر پر صنعت کے سایہ کرتے ہین کئی زاغ سیاہ ذبح ہوے ایک مقام پر باغبان نے للکارا تیغہ مارا اک زاغ سیاہ نخل سے اُترا چاہتا تھا سر پر صنعت کے سایہ کرے باغبان نے مُنھ سے اُف کیا شعلہ آتش نکلا زاغ جل گیا اب تیغہ سر پر صنعت سحر ساز کے پڑا قریب تھا کہ دو ٹکڑے ہون صنعت نے یا سامری کہکے اپنے کو زمین پر گرایا تیغہ سر سے نکلا لیکن چادر خون کی چہرے پر پڑی باغبان نے سایہ مین تلوار کے صنعت کو لیا چاہا ہاتھ مارون سراس ملعونہ کا اڑا دون اُسوقت صنعت نے گھبرا کر جھولی مین ہاتھ ڈالا ڈیا خاک قبر جمشید کی نکالی گھبرا کھودی خاک اُڑی باغبان بیہوش ہو کے گرا صنعت نے بہ تعجیل سحر کیا باغبان غلطاک مار کر ایک عقاب کی شکل بنکر تیار ہوا فوراً باغبان کو بصورت عقاب قفس مین بند کیا دوپٹہ پھاڑ کر سر کو باندھا لڑکھڑاتی ہوئی چلی چاہا تخت سحر تیار کرون اُسپر بیٹھکر جاؤن کہ سامنے بونڈلا گرد کا اُڑا دیکھا صرصر شمشیر زن آتی ہے پکارتی ہوئی اے ملکہ صنعت چلو تمکو ملکہ حیرت بلاتی ہین تم نے صدمۂ عظیم اُٹھایا ملکہ کو خبر ہو گئی اگر تامل کرو گی وہ خود چلی آئینگی صنعت اسوقت مبہوت ہو رہی ہے اتنا جواب دیا کہ اے صرصر اسوقت میرا جانا ممکن نہین ہے صرصر پاس آگئی کہا دیکھیے ملکہ حیرت خود آتی ہین صنعت اُدھر پلٹی صرصر نے کمند ماری نعرہ کیا منم مہتر برق فرنگی ارے کہکے صنعت پلٹی برق نے تڑاق سے حباب مارا صنعت دھم سے گری برق نیچہ بلا کے جھپٹا کہ سر کاٹ لون باغبان کا بصورت عقاب گھبرانا اشارون سے صاف ظاہر ہے کہ مجبور ونا چار ہون اے برق جلد اسکو قتل کر ہم بلا مین مبتلا ہین برق حال زار باغبان

دیکھکر تڑپ گیا کہا ابھی اس گیسو بریدہ کا سر کاٹے لیتا ہون سرکشی کی سزا دیتا ہون چونکہ انقلاب ہو
ستارہ اہل اسلام کا گردش مین ہی قضاے کار ظلمات جادو زخمی ہوکر ایا نخل کے نیچے گر پڑی تھی
تڑپ رہی تھی جب اُسنے دور سے دیکھا کہ باغبان گرفتار ہو گیا بہ شکل شاخ نخل پر ہاتھ رکھکر
اُٹھی اب جو نگاہ اُٹھا کر دیکھا صنعت چت پڑی ہی برق فرنگی تیغہ لیے ہوے چاہتا ہی کہ
سر کاٹ لون ظلمات بیقرار ہوگئی وہین سے نعرہ کیا او بھوربے کیا کرتا ہی خبردار دست خود را نگہدار ما
ہم رسیدیم برق نے جو پلٹ کر ظلمات کو دیکھا آنکھون مین اندھیرا آ گیا دیکھا کہ گولہ اُسکے ہاتھ مین
ہی سحر کیا چاہتی ہی کچھ نہ بن پڑا تڑپ کے بھاگا ظلمات گرتی پڑتی قریب ملکہ صنعت کے آئی حلقے
کمند کے گلے سے نکالے پانی چھڑک کے ہوشیار کیا صنعت گھبرائی ہوئی اُٹھی کہا ظلمات تمہارا کام
کیا اسوقت تونے بچا لیا مین اپنے ہوش مین نہین ہون جلد مجھکو نیچل برابر کے ساحر سے مقابلہ پڑا باغبان
نے دل ہلا دیا مین ہی ایسی زبردست تھی کہ بچی باغبان کا کوئی کیا طلسم ہوش رُبا مین جواب دینے
والا ہی اگر مین تین مہینے مین ایسے سحر ہاے کامل تیار نہ کرتی آج بچنا دشوار تھا ظلمات نے فوراً تخت
سحر تیار کیا ملکہ صنعت کو ہاتھ تھام کر تخت پر سوار کیا قفس باغبان قدرت کا آگے رکھ لیا تخت
اُڑا یا طرف مرگھٹ کے تخت اُڑاتی ہوئی چلی برق و چالاک نے پیچھا کیا چشم زدن مین تخت داخل حصار
ہوا برق بیقرار ہوا کہا بھائی چالاک تم ٹھہرو مین قریب قصر جاتا ہون انشاءاللہ قصور نہ کرونگا
چالاک نے کہا ای برادر قبلہ و کعبہ نے فرمایا تھا کہ صنعت سحر ساز نے حصار سحر کیا ہی جو جاتا ہی
بیہوش ہوکر گر پڑتا ہی اُسکا تو امتحان کرو برق نے چالاک کو کنارے ٹھہرایا آپ جاکر ایک
گنوار کو لایا ایک تانبے کا روپیہ دیا کہا یہ سامنے بوٹی لگی ہی توڑ لا جیسے ہی وہ گنوار قریب لکیر
پہونچا لڑکھڑا کے گرا ملازمان صنعت مشکین باندھکر لے گئے اب برق و چالاک ناچار ہوے
روتے پیٹتے لشکر مین آئے یہان ملکہ مہرخ نے خبر پائی کہ باغبان براے رہائی برق گیا ہی پریشان
ہو رہی ہی کہ چند دیرند نے بڑھکر عرض کی برق و چالاک آتے ہین ملکہ مہرخ نے کہا جلد بلاؤ
دربار مین سب سردار بیٹھے ہین اسد نامدار خاموش ملکہ مہ جبین کو قلق بہار کا دربار مین سنونا
سناٹا پڑا ہوا ہی ہر گلعذار کا رنگ رو متغیر ہر سرو قد متردد و متحیر سرخ مو پریشان برق لامع
تڑپ رہی ہی ملکہ مہرخ کے منہ پر ہوائیان خواجہ عمرو سر جھکائے بیٹھے ہین اسد کو انتشار ہر خرد و کلان
بیقرار اُسوقت برق و چالاک آئے ملکہ مہرخ نے کہا ای مہتر والا گہر کیا معرکہ گذرا باغبان قدرت
کہان ہین چالاک و برق رونے لگے کہا ای ملکہ عالم کیا عرض کرین فلک بر سر گردش ہی بیکار کدو کاوش

ہی آج باغبان قدرت ایسا لڑا کہ اگر افراسیاب ہوتا دنگ ہو جاتا معلت نپاتا آخر ناچار ہو کر صنعت سحر ساز نے اُس صاحب شوکت و لیاقت کو خاک قبر جمشید سے بیہوش کر کے سحر کیا عقاب بنا یا پھر قفس آہنی مین بند کر کے لیگئی چالاک نے کہا بھائی برق نے اُسوقت بھی عیاری کی ملکہ صنعت کو بیہوش کیا ظلمات نے اندھیر مچایا بہر نوع باغبان قدرت گرفتار پنجۂ تقدیر ہوا کوئی فکر ہماری چل نسکی ناچار ہو کے پلٹ آئے خواجہ عمرو نے کہا میان برق صنعت سحر ساز کا جاسلا کہ کا لشکر ہو وہان جا کر عیاری نکی تمھارے دوست میان چالاک بھی ساتھ تھے برق نے کہا اُستاد آپ کے اقبال سے آج نہین گئے کل جائینگے عمرو نے کہا پہلے تدبیر تو بتاؤ چالاک نے کہا آپ سے کیا عرض کرین وقت پر تدبیر و تحریر سب ہو جائیگی تا بہ ملکہ صنعت جائینگے آپ کے اقبال سے صنعت کو مارینگے ملکہ بہار و باغبان قدرت و شاہزادۂ شکیل و ملکہ مخمور قید ہون ہم جا کر نہ پہونچین ایسے سرداران نہتن کی رہائی کی فکر نہ کرین ملکہ مہ جبین الماس پوش سریر جہانبانی پر جلوہ فرما شاہزادہ اسد نامدار نے قبضے پر ہاتھ ڈالکر فرمایا کہ اب لوگ تامل فرمائین انشاء اللہ جب تلوار مردان عالم کی کھنچیگی حصار سحر دم بھر مین برطرف ہو جائیگا یہ کہکر صندلان صندلی پوش کی جانب دیکھا سرداران نامی و پہلوانان گرامی قبضون پر ہاتھ ڈالکر جھومنے لگے قبضۂ شمشیر بے نظیر چومنے لگے ایک ایک کا جوش جرأت مین چہرہ سرخ ہو گیا رنگ جرأت ٹپکنے لگا اسد نامدار تلوار کو ٹیک کر اُٹھا صندلان نے آواز دی مرکب شہریار کا تیار کرو مردان عالم کے گھوڑون پر کاٹھیان پڑ جائین چلکر لشکر صنعت سے لڑین معرکے پڑین خون کے دریا بہادین لشکر ساحران تہ و بالا کرین حیلۂ سحر و ساحری شکست ہو کوتوالی تیغہ جو ہر دار کا بند و بست ہو اسد جو تلوار ٹیک کر اُٹھے ساٹھ ہزار جوانان صندلی پوش بصد جوش و خروش اسد کے عقب مین بسم اللہ کہکر بڑھے ساحران بارگاہ کے رنگ رو متغیر ہوے ملکہ مہ جبین کے کلیجے پر چھریان پھر مین بے اختیار روتی ہوئی تخت سے اُٹھین دامن اسد نامدار کا تھام لیا عرض کی اے شہریار وہان سحر و ساحری کا مقدمہ ہے سنا آپ نے کہ باغبان قدرت ایسا ساحر زبردست گرفتار پنجۂ تقدیر ہوا کسی کا کچھ زور نہ چلا آپ قصد نہ کرین اگر یہی ارادہ ہے کنیز کو ایک ہاتھ لگا دین مجھے زندگی کی آرزو نہین ہے سبکدوش کیجیے یا اپنے ہمراہ لیجیے آپ کے سامنے پہلے کنیز کا خاتمہ ہو یہی آرزو ہے کہ جنازے کو میرے حضور کاندھا دین گور مین اپنے دست حق پرست سے سلائین بالین قبر بیٹھکر تلقین پڑھین میری نجات ہو جائے روح گوشۂ قبر مین راحت پائے بقول شاعر نظم

صاف طینت کو کدورت ہے بدن کی خواہش	روح مین وہ ہون نہین ہے جسے تن کی خواہش

جو کہ معدوم ہین انکی ہے طلب لا حاصل — نہ کمر کی ہے تمنا نہ دہن کی خواہش

تو مصیبت ہون تری الفت دیرین سے روز — تازگی پر ہے مرے داغ کہن کی خواہش

پڑ گئے دید گلستان کے ابھی سے لالے — رنگ دکھلانے لگی سیر چمن کی خواہش

اسقدر ہمکو غرض دوست ملے غربت مین — کہ نہین صحبت یاران وطن کی خواہش

آرزوے سخن چند ہے تجھسے قاتل — اسلیے ہے مرے زخمون کو دہن کی خواہش

کم نہین گوہر غلطان سے ہمارے آنسو — اے دل زار نہ کر دُرّ عدن کی خواہش

داغ ہین دل مین نہین سیر گلستان کی ہوس — باغبان تجھکو مبارک ہو چمن کی خواہش

صورت اشک سفر کردہ ہون آوارہ مزاج — نہ پھر آنے کی ہوس ہے نہ وطن کی خواہش

ناتوانی سے ہون مثل کمر یار نہان — میری وحشت کو نہین طوق و رسن کی خواہش

سلسلہ رشتۂ گیسو سے ہوا ہے اپنا — تو اسیری مین ہوئی دام کہن کی خواہش

بیخبر ہین ہوس دید مین تیرے ہر دم — روح سے کام نہ رکھتے ہین بدن کی خواہش

پاک ہین قاقم و سنجاب سے خاکستر پوش — خاکسارون کو نہین زیب بدن کی خواہش

خوب لپٹا ہے لحد سے پس مردن لاشہ — جس طرح ہوتی ہے دولہا کو دلہن کی خواہش

دار فانی سے ہے افسردہ مزاجی حاصل — سبزۂ دبغت نہ گلزار وطن کی خواہش

غش پہ غش آتے ہین کچھ چاہتی ہے قوت روح — کیون نہ ایجان ہو مجھے سیب ذقن کی خواہش

ہو چلے دشت کے چکر مجھے گھر یاد آیا — شام غربت کو ہوئی صبح وطن کی خواہش

یاد آئی مجھے ایذا طلبی کی خواہش — پھر طبیعت کو ہوئی رنج و محن کی خواہش

فائدہ کیا ہے بہت ہرزہ کلامی سے نسیم — کیجیے اور طرف حسن سخن کی خواہش

اسوقت دربار مین شور گریہ و زاری بلند ہوا ملکہ مہرخ نے بڑھکر بلائین لین عرض کی اے شہریار آپ کی جرأت پر کوئی طعن و تشنیع کرسکتا ہے آپ تو نگاہ فراش راہ دین اسلام صف شکن تیغ زن جرار نامی و نامدار سرکوب کافران کشندۂ ساحران گل گلزار لیاقت سرو حدیقہ سخاوت عندلیب خوشنواے بوستان امارت شاخ تمناے ریاض شوکت و جلالت مین کسکی مجال ہے کہ آپ کے سامنے نام جرأت لے مگر حضور کی بھی تیغ آزمائی کا وقت آئیگا کوئی ساتھ نہ دے سکیگا حضور صرف تنہا ہونگے آپ کا پروردگار آپ کے ہمراہ ہوگا ہمزاد تک جدائی قبول کریگا کیا مجال کیا طاقت ہے کہ ہم مین سے کوئی حضور کا ساتھ دے یعنے جب لوح طلسمی سرکار دولت مدار کو ملے غنچۂ آرزو کھلے

لاکھون مین آپ اکیلے ہونگے فوج ضلالت کے ریلے ہونگے امتحان تیغ زنی صف شکنی ہو جائیگا اُن
مقامات کے خیال مین قلب رستم و اسفندیار تھرائیگا ابھی آپ ایسا قصد نکرین وادی ہلاکت مین
قدم نہ دھرین اگر اُن نامردون کا زور چل جائے حضور کو گرفتار کرلین یا خدانخواستہ کوئی صدمہ
جسم نازک پر پہونچائین افراسیاب کو عید ہو فوراً دشمنون کو قتل کرے اب تو ہم آپ کو مثل پتلی
کے پردہ ہاے چشم مین چھپائینگے خیر خواہان دولت کا عرض کرنا ظاہر ہوگا تمام سردار قدمون سے
اسد نامدار کے لپٹ گئے ملکہ مہ جبین کی بیتابی پر سب رونے لگے ساحرون نے بڑھکر یہ بھی عرض
کی اگر حضور بارگاہ سے قدم باہر نکالین گے ہم اپنے اپنے سر کاٹکر قدم اقدس پر نثار کرونگے بخوبی
جانتے ہین کہ بالکل بیکار رہین اس طرح سے جو سب سردارون نے یک زبان ہوکر سمجھایا تلوارین
کھینچ کھینچکر اپنے اپنے گلون پر رکھ لین اسد نے سر جھکا لیا فرمایا آپ لوگون نے اس غربت مین میرا
ساتھ دیا مین حقوق جانبازی و سرفروشی ادا نہین کرسکتا لیکن باغبان وبہار کا نہایت قلق
ہے سب نے دست بستہ عرض کی خدا حضور کو سلامت باکرامت رکھے ایسی قدردانی فرمائی کہ
افراسیاب کا ساتھ چھوڑ دیا سب نے سمجھا کر اسد نامدار کو بٹھایا مگر صرصر نے یہ خبر ملکہ حیرت
جادو کو پہونچائی کہ باغبان قدرت کو ملکہ صنعت سحر ساز گرفتار کرکے لیگئی حیرت
جادو نے بڑی خوشی کی کہ افراسیاب کا نامہ پہونچا مرقوم تھا کہ اے ملکہ عالم اب مسلمانون پر
آفت نازل ہوئی ما بدولت کو تسکین دل ہوئی ملکہ مخمور و ملکہ بہار و شکیل و باغبان گرفتار
ہوے اب تم مقدمہ مین ملکہ صنعت کے دخل نہ دینا جسکو چاہے قتل کرے یا بخشے اُسنے اب
ایسا سامان تیار کیا کہ اُسپر غالب آنا اہل اسلام کا دشوار ہے عرضی اُسکی ہمارے پاس آئی ملاحظ
سے معلوم ہوا ارجنگ و خرچنگ جادو واصل جہنم ہوے دونون بھیا بد باطن تھے خرچنگ
نے ارجنگ کو مارا خرچنگ کو ملکہ مخمور نے قتل کیا عین وقت پر آکر مخمور کو قوت بازوے ما بدولت
نے گرفتار کرلیا اب شامت باغبان قدرت کی بھی آئی کوتوال شہر ناپرسانکو مارا لہذا طبل جنگی
بجواؤ کیا عجب ہے کہ ما بدولت بھی اگر مہلت پائین براے سیر و تماشا تشریف لائین دوسرا امر اور
واضح ہو کہ اس زمانے مین بعد سال بھر کے قلعۂ تخت الشعاع مین جشن ہوتا ہے زال جادو خیرخواہ
ما بدولت وہان کا بادشاہ جلیل راز و نیاز حجرۂ ہفت بلا مین کفیل وہان بھی شرکت ضرور ہے ایسے
جلسے مین شریک نہونا باعث فتور ہے نام حجرۂ ہفت بلا کا پڑھکر حیرت سر پیٹنے لگی کہا صبا جبو
جب نام اہالیان حجرۂ ہفت بلا کا آتا ہے میرا قلب تھراتا ہے بخوبی مجھکو یاد ہے کہ ایک مرتبہ برلے ملاقات

ملکہ تاریک شکل کش جنکا ہمارے شاہنشاہ نے دودھ پیا ہی بر سر گنبد سیاہ لے گئے تھے مین نے جو دائی امان کی کالی کالی صورت دیکھی بیہوش ہو گئی آج تک وہ صورت نحس انکی آنکھون کے سامنے پھرتی ہی یہ باتین بقین کر دوسرا چیلہ ملکہ صنعت کا نامہ لیکر پہونچا اُسمین یہ مضمون تھا کہ اب مین کسی اپنے ملازم کو آپ کی خدمت مین نہ بھیجونگی بی ظلمات کو بھیجا جو ان پر گذرا وہ حضور پر واضح ہوا ہوگا کل سر میدان آکر مسلمانون سے مقابلہ کرونگی یہان تو مین نے حصار سحر تیار کیا ہی کہ عیار نہ آسکین برائے میدان کارزار یہ انتظام ہی کہ بارہ ہزار آدمی اپنے ہمراہ لیکر آؤنگی جس مقام پر ٹھہرونگی اتنی زمین بھی سحر سے محفوظ کرونگی تاکہ کوئی عیار ملکر میرے لشکر مین نہ چلا آئے چند ساعت مقابلہ مین بسر کرونگی سردار لشکر اسلام مین بہت مین اندر ایک ہفتے کے کل کا خاتمہ ہوگا اگر حضور طبل جنگی بجوائین عین وقت پر مین آجاؤنگی حضور دربار گاہ سے ملاحظہ فرمائین حیرت نے اُسی وقت چیلے کو جواب نامہ دیکر رخصت کیا ناگاہ آفتاب عالمتاب لرزان و ترسان آشیان مغرب مین جاکر چھپا عامل باعمل واقع افسون ساحران پرو غل خوانندہ سماء پرتاثیر یعنی ماہ عالمگیر موکلان ثابت و سیارگان کو ہمراہ لیکر برائے تسخیر ممالک گیتی تسبیح انجم ہاتھ مین اوراد و وظیفہ مین مصروف ہوا ملکہ حیرت جادو نے حکم دیا نام پر ملکہ صنعت کے طبل جنگی بجے اُسوقت لشکر ملکہ حیرت سے صدائے طبل جنگی بلند ہوئی چرند و پرند ہرکارے لشکر اسلام کے خبرین لیکر چلے یہان بارگاہ آسمان جاہ مین وہی ذکر درپیش ہی سرداران مقید کا پس و پیش ہی یہی انتشار ہی کہ دیکھین فلک کیا دکھاتا ہی یکایک ہرکارے سامنے سے حاضر ہوے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھاکر دعا و ثنا ء پادشاہی بجا لائے

نظم

خسروا جلوہ ترا وہ طرب افزاے جہان
سعد ذابح بھی کرے ایسا چھری کو بران
تو جو ہو حامی اسلام تو بتخانے مین
بھرتا بان کبھی ظاہر ہی کبھی ہی پنہان
اور گر بھی ہو تو خوش آپ ہی تیغ بھی دیکھکے دور

کہ تجھے دیکھکے ہو عید بھی قربان قربان
گاؤ گردون فقط خوف سے اُسدم کانپے
بت کرے قصد نماز اور کہے ناقوس اذان
قطرہ افشان ہو اگر تیرا سحاب ہمت
طرفۃ العین مین ہو کاہ ربا کوہ گران

حکم دے تو جو تھا واسطے قربانی کے
بلکہ ہو زیر زمین گاؤ زمین بھی لرزان
نیر جاہ شب و روز ترا جلوہ فروز
سیپ کے پیٹ مین گوہر بحر سے نکلے مرجان
شاہنشاہ گیتی ستان کی عمر دراز ہو

دولت شاد دشمن پامال حیرت جادو نے بنام ملکہ صنعت طبل جنگی بجوایا ہی خبر مشہور ہی کہ بوقت سحر بعد کروفر صنعت سحر ساز لشکر ساحران لیکر برائے مقابلہ سرکار دولتمدار آئیگی ملکہ مہرخ کو سناٹا آگیا مگر ضبط کرکے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے برائے نوازش نقارہ رزمیہ حکم دیکر ملکہ مہرخ اُٹھین تخلیہ مین تشریف لائین صندلان صندلی پوش کو بلایا کہا

اے شیر بیشۂ جرأت واے جان نثار اسد باشوکت ہم جانتے ہین کہ تم جان نثار، سردار نامدار ہو جہان
اسد عالیوقار کا پسینہ گریگا خون کا دریا بہاؤ گے لیکن بقول شیخ سعدی شعر نہ ہر جاے مرکب
توان تاختن ÷ کہ جاہا سپر باید انداختن ÷ تمھارے آقاے نامدار شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت
مین سحر و ساحری وہ شی ہی کہ ایک ماش کے دانے مین اگر رستم ہو بیکار ہو جائے ایک غلام کے ہاتھ سے امان
نپائے جب ہاتھ پانؤن بیکار ہوے اگر دل مین جرأت ہی تو کیا بنتی کل کیفیت سنی کہ صنعت سحر ساز
نے سحر کامل تیار کر لیا ہم سبھون سے کل مقابلہ ہی لشکر مین سب ساحر ہین لڑینگے بھڑینگے جہان تک
ہو سکیگا دشمن کو پامال کرینگے اگر خدانخواستہ شکست فاش ہوئی جان بچانے کی تلاش ہوئی ہر طرح بھاگ کر
نکل جائینگے کوئی اپنے کو جانور بنائیگا کوئی پر پرواز پیدا کر کے اُڑ جائیگا لیکن تمھارے آقاے نامدار سحر و
ساحری مین ایک لفظ نہین جانتے سحر کرنا انکے مذہب مین حرام ہی تلوار کے دھنی دل کے غنی اگر دریاے
آتش ہو جا پڑین اگر خدانخواستہ صنعت سحر ساز زبردست انداز ہوئی اکی مرتبہ اگر گرفتار ہوے
یا درکھنا افراسیاب زندہ نہ چھوڑیگا جس روز سے گنبد نور سے رہا ہوے افراسیاب بوٹیاں
کاٹتا ہی کہ مین نے قتل مین کیون عرصہ کیا پھر اگر ہم سب ملکر اپنی جان دینگے تو کیا پھل پائینگے پس مناسب
ہی کہ اپنے آقاے نامدار کو ترغیب شکار دیکر کسی صحراے پر فضا مین لیجاؤ دو چار روز وہان بسر کرو لشکر مین
نہ آنے دو اگر خدا نے فضل کیا ہمکو فتح حاصل ہوئی عیاران لشکر جا کر تمکو اطلاع کرینگے اگر یہ خبر سُن لینا کہ ہم
لوگ کام آئے تقاضاے خیر خواہی یہ ہی کہ اپنے آقا کو لیکر طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے نکل جانا
لشکر مین صاحبقران زمان کے پہونچنا ہم سبھون کی جانب سے آداب و تسلیمات عرض کرنا کہنا کہ ان
جانبازون کو اجل نے مہلت نہ دی کہ قدم بوسی سے مشرف ہوتین اب معاوضہ خون کا اپنے جان نثارون کے
افراسیاب سے لیجیے گا ان کلمات حسرت آیات ملکہ مہرخ پر صندلان بیقرار ہو کر رویا مثل مرغ بسمل
تڑپا عرض کی اے بادشاہ لشکر اسلام اے ملکہ خوش انجام اسد نامدار وہ دلیر ہی جب اس راز سے واقف
ہو گا مجھکو نظرون سے گرا دیگا لیکن چونکہ مقدمۂ جان ہی کوشش مجھپر واجب و لازم ہی انشاء اللہ
قبل از نماز سحر براے شکار طرف صحرا کے لیجاؤنگا ملکہ مہرخ اُٹھکر دربار مین آئین دربار برخاست ہوا
ساحران نامی اپنے اپنے خیمے مین آئے سحر کی تیاری مین مصروف ہوے مگر صندلان صندلی پوش
خدمت مین اسد نامدار کے حاضر ہوا عرض کی اے شہریار ابھی ہرکارون نے خبر دی کہ یہان سے
قریب ایک صحرا پُربہار ہی وہان بیحساب شکار ہی چلکر شکار کھیلیے عمرو نے بھی آکر اسد کو سمجھایا کہ اے
نور نظر ابھی لڑائی معطل ہی تم واسطے دو چار دن کے شکار کھیل آؤ مین براے رہائی باغبان و

بہار جاتا ہون سب سردار مشورۂ فکر بوح مین مصروف ہین دربار بھی موقوف رہیگا قریب قریب شکار کھیلنا انشاء اللہ بعد رہائی باغبان و بہار شوکت ملا الکلام طرف دریاے نیل کے سفر ہوگا جرائت وشوکت کا تمھاری امتحان قریب دریاے نیل لیا جائیگا اب لشکر مین فی الحال تمھاری کچھ ضرورت نہین ہی اس طرح پر جو خواجہ عمرو نے اسد نامدار کو سمجھایا خیال مین آیا بزرگ ہین جو فرماتے ہین وہی مناسب ہوگا اسد نامدار نے اُسی وقت صندلان صندلی پوش کو حکم دیا پھر رات ا رہے سے سامان شکار تیار ہو سرداران صف شکن تیغ زن نام سے صحرا کے باغ باغ ہوئے غم و الم سے فراغ ہوے اُسی وقت تیاریان ہونے لگین پہر رات رہے عمرو نے اپنے سامنے اسد کو پشت مرکب پر سوار کرایا صندلان صندلی پوش کو مع اسباب شکار ہمراہ کر کے طرف صحراے سبزہ زار کے روانہ کیا کنارے تک لشکر کے خود خواجہ پہونچانے آئے ملکہ مہرخ وغیرہ بھی براے رخصت حاضر ہوئی ہین ہر ایک کو یہی خیال ہی کہ دیکھیے آیندہ اپنے آقاے نامدار سے زندگی مین ملین گے یا اب عدم مین ملاقات ہوگی جوش دریاے اشک چشمہ چشم سے ظاہر ہوتا ہی لیکن آنسوؤن کو پی جاتی ہین ہر چند ملکہ مہرخ نے ضبط کیا نہو سکا گرد اسد نامدار پھرنے لگی بلائین لینے لگی ترقی عمرو دولت کی دعائین دین کچھ کلمات حسرت آیات بھی زبان سے نکالے اسوقت اسد نامدار نے مادر مہربان کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا اے مادر مہربان مجھپر آپ کے بڑے بڑے احسان ہین آپکا مرتبہ مثل ملکہ زبیدہ شیر گیر ہی آپکا رنگ رو کیون متغیر ہی آپ مفصل فرمائیے مین شکار کو نہ جاؤنگا ملکہ مہرخ نے ضبط کر کے عرض کی اے شہریار براے شکار آپکا جانا واجب و لازم ہی کنیز اپنی بے اختیاری سے نادم ہی کچھ خدمتگزاری نہو سکی اسکا خیال ہی یہی ملال ہی انسان کی زندگی کی کیا حقیقت ہی حباب لب دریا سے مثال بقول سعدی ہر نفسے کہ فرو میرود ممد حیات و چون بر می آید مفرح ذات اگر یہ دم نہ آیا رشتۂ حیات منقطع ہوا اکثر کنیز کو عوارضات درپیش رہتے ہین خیال حیات دو روزہ پر بس و پیش رہتے ہین اگر کنیز کا عقب مین حضور کے انتقال ہوا امیدوار ہون فوراً تشریف لائیے گا اپنے سامنے جنازہ اُٹھوائیے گا کہ کنیز کا انجام بخیر ہو باغ دنیا کو چھوڑ کر بہشت عنبر سرشت کی سیر ہو اسد نامدار کی بھی آنکھون سے اشک حسرت ٹپکنے کہا اے مادر مہربان انشاء اللہ تعالیٰ پروردگار آپ کو حیات طولانی عطا فرمائیگا افراسیاب آپ کے سامنے مارا جائیگا آپ تخت سلطنت طلسم ہوش رُبا پر جلوہ فرما ہونگی نانا جان کی ملاقات سے آپ مشرف ہونگی قبلہ و کعبہ قبۂ دین ستون اسلام کرب ذوی الاحتشام نظر کردۂ بزرگان دین آپ کی سرپرستی فرمائینگے آپ کو ہمراہ

لیکر قلعۂ ذوالامان حصار مین سامنے مادر مہربان کے لیے جائینگے بزرگ محلات زلزلۂ قاف ملکہ مہر گہر تاجدار
کی بصد شوکت و وقار زیارت فرمایئے گا ایک ایک شاہزادی آپ سے ملے گی جدہ ہماری ماہ اندر ہی
سے آپکی تعریفین کرینگی فرمائینگی کہتے ہمارے نور نظر کا ساتھ دیا پروردگار تمہاری لیاقت کو ترقی
دے سب صاحب آپکے نام سے آگاہ ہو گئے ہین سب آپکی ترقی عمر و مین دعائین کرتے ہونگے غازیون
کی دعا بیکار نہو گی آپ ضرور فتح طلسم ہوشربا ملاحظہ فرمائینگی ملکہ مہرخ فرمانے سے اسد نامدار کے
باغ باغ ہو گئین رنج و ملال دل سے دفع ہوا کہا بسم اللہ برائے شکار تشریف لیجایئے یہ کہکے
رکاب سعادت انتساب سے ہاتھ ہٹایا اسد نامدار نے اشک حسرت پاک کرکے مرکب باد رفتار
کو طرف صحرائے سبزہ زار کے بڑھایا سواری اسد کی مثل باد بہاری روانہ ہوئی خواجہ عمرو و سرداران
نامور روتے ہوئے پلٹے بارگاہ مین پہونچے دیکھا رات قلیل باقی ہے لشکر جبل خیل ذیل ذیل طرف
میدان کارزار کے روانہ ہو رہے ہین یکایک ملکہ مہ جبین لباس پوش برآمد ہوئین ملکہ مہرخ سے
پوچھا نانی امان طلسم کشا آج برآمد نہین ہوئے محل مین لالان خون قبا کے تشریف لیگئے تھے
تشریف نہین لائے ملکہ مہرخ نے روکر جواب دیا بی بی ہم رات بھر جاگے ہین تمہارے وارث کو انتہا
کا سمجھایا برائے شکار روانہ کردیا صنعت سحر ساز فسون ساز ایسی مکارہ غدار کی آمد ہے خیال
ہوا ایسا نہو گرمی جنگ مین انکے دشمنون کو گرفتار کرلے پھر ہمارا کچھ زور نہ چلیگا ہم ایسے اگر ہزار دو ہزار
قتل ہو جائینگے جان نثاران دیگر مقابلہ کرینگے لڑائی کا خاتمہ نہو گا اگر انکے دشمنون پر کچھ گذر گئی پھر
صفوف فوج کا جمنا لشکر ظفر اثر کا ٹہرا رہنا دشوار ہوگا اسواسطے انکو ٹال دیا کسی طرح نجاتے تھے
بروقت رخصت مجھکو جوش رقت ہوا خدا انکو سلامت رکھے رحم دل ہین مجھکو سمجھانے لگے اپنے بزرگون کا
نام لیا کہ وہ سب تمہارے واسطے دعا کرتے ہونگے مین نے ضبط کرکے رخصت کیا یہ سُنکر ملکہ
مہ جبین بے اختیار رونے لگین عرض کی نانی امان آپ نے بہت مناسب کیا کیا کہون خبر فراق سُنکر
قلب اُلٹ گیا کلیجہ پھٹ گیا جی چاہتا ہے فقیر بنکر ہمراہ رکاب سعادت انتساب رہون ہزارون جفائین
سہون لیکن فراق نصیب نہو قلب مین بار فراق اُٹھانے کی طاقت نہین رہی ایسے کلمات مصیبت
آیات کہکر بیقرار ہوکے زار زار مثل ابر نوبہار رونے مین یہ اشعار زیب النسا مخفی زبان پر جاری ہوئے نظم

ز شمع بخت خواہم نی مہر ہمگنان را
فرصت شمر غنیمت دیدار دوستان را
خورشید حسن ہر جا طالع شود زاول

خواہم کشم بیک سو از مردمان عنان را
گر وصل گل بہ بلبل آسان شود میسر
سازد ز زلف سنبل تو تیہ سایبان را

تا چشم باز کردہ صحبت وجود عشق است
صد خار بودہ باشد در پا چو باغبان را
تا چند با محبت بیدل توان آرام

یا سحر عاقبتی کن بیدر د ناتوان را	در چشم اہل بینش اصلا تفاوتے نیست	در فصل نو بہاران ور زنگ خزان را
آمد برون ز گوشت این پیسہ ہائے غفلت	در درس نکتہ سنجان ز کام کش زبان را	در راہ عشق مجنون باید گذشت از جان
نبود کنار دریا دریائے بیکران را	تحقیقی بہ دام محنت گشتم اسیر آخر	چون مرغ ناز پرورم گردہ آشیان را

اُسوقت بارگاہ مین شور گریۂ وزاری بلند ہوا ملکہ لالان خون قبا بھی بارگاہ سے نکل آئین دیکھا ملکہ مہ جبین رو رہی ہی لالان خون قبا نے ہمشیرہ صاحبہ کہکے گلے مین ہاتھ ڈالدیئے پوچھا خیر تو ہی ملکہ مہ جبین نے فرمایا آپ محل مین جاکر آرام فرمائین شہریار برائے شکار تشریف لے گئے ہم برائے مقابلۂ ملکہ صنعت سحر ساز جاتے ہین اگر زندہ پلٹیے پھر آپ سے ملین گے ہمارے نام کے بھی سب دشمن ہین حضور بخوبی آگاہ ہین یہ سُنکر ملکہ لالان خون قبا نے گھبرا کر کہا آپ سب صاحبون کی رائے مین ہمکو کیا دخل ہی ہمتو بالکل بیکار محبوس ہنا جا ہین آپ سب صاحبون کے واسطے دعا کیا کرتے ہین خدا فتح و نصرت نصیب کرے ملکہ مہرخ نے سمجھا کر ملکہ لالان خون قبا کو محل مین پہونچایا ملکہ مہ جبین الماس پوش تخت پر سوار ہوئین ملکہ مہرخ نے پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا ایک جانب ملکہ زیور محمل نشین ولاہوت جادو و اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن و لرزان و زلزلہ و گلزار چشم و زیور چشم وغیرہ سب نے تخت شاہنشاہی گھیر لیا آمادۂ مرگ و مہیائے قضا طرف میدان کارزار کے روانہ ہوئے عیاران لشکر اسلام لرزان و ترسان مضطر و بیقرار بخوف ملکہ صنعت طرف صحرا کے نکل گئے صورتین بدلکر ٹھہرے دوسری جانب سے ملکہ حیرت جادو نے ٹیکرے کے اوپر تخت بچھوایا وزیرزادیان شاہزادیان گرد آنکر ٹھہرین فوج نے پشت پر صف آرائی کی انتظار آمد ملکہ صنعت سحر ساز مین سب طرف صحرا کے دیکھ رہے ہین خواجہ عمر بھی جنگل مین ایک گنوار کی شکل بنے ہوئے دیکھ رہے ہین کہ یکایک صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا ملکہ صنعت سحر ساز تخت پر سوار پہلوے تخت مین طاؤس زرین بال اُسپر کاٹھی کسی ہوئی دوسرے پہلو مین اک اژدر آتش فشان اُسپر کاٹھہ کسا ہوا اُسین اسباب سحر گرد بارہ ہزار ساحران غدار لیکن سب سوار کوئی پیدل ہمراہ نہین ہی اسی خیال سے سوار ہمراہ کہ عیاران لشکر اسلام کسی کی شکل بنکر ہمراہ نہ چلے آئین اب حصو کا نہ کھائین ایک جانب ملکہ ظلمات جادو دوسری جانب ملکہ گیسو کشا سب چاق و چوبند اسباب سحر سے آراستہ لباس حرب و ضرب سے پیراستہ اسقدر جلدی صنعت لشکر کو لیکر پہونچی کہ آنکھین سب کی جھپک گئین بیچ مین میدان چھوڑ کر لشکر اپنا ایک جانب ٹھہرایا تخت سے اُترکر گرد اُن بارہ ہزار سواران کے حصار سحر درست کیا اس خیال سے کہ میدان کارزار مین جاؤن سرداروں سے مقابلہ کرون اتنے عرصے مین ایسا نہو کوئی عیار مکار آکر شریک لشکر ہوجاتے تا بہ مرگ

پہونچے ایسے ایسے صنعت نے انتظام کیے کہ عیارون کا قریب آنا نہایت دشوار ہے ظلمات و گیسو کشا
کو نگہبان قرار دیا کہا خبردار ہم میدان کارزار مین جا کر مقابلہ کرینگے کوئی ساحر غیر آیند و روند راہ گیر
وغیرہ کو اپنے لشکر کے قریب آنے نہ دینا ظلمات جادو و ملکہ گیسو کشا تو اس اہتمام مین مصروف ہین
اُسنے اپنے طاؤس کو بڑھایا اول سامنے ملکہ حیرت جادو کے آئی سلام کیا عرض کی اے ملکۂ عالم دائے
تمہارا تون محل شاہنشاہ محترم اجازت میدان دیجیے حضور نے خبر سُنی کہ میان باغبان قدرت کو بھی
مین نے گرفتار کیا جانور بنا کر زندان خانے مین چھوڑ آئی عیارون کے لیے بھی بخوبی انتظام ہوگیا
ہم امیدوار ہین اب تلک کوئی عیار صاحب ہمارے لشکر مین برائے عیاری تشریف نہ لائے بڑے
حیف کی بات ہے کہ عیاران اسلام کو تو بڑے بڑے دعوے تھے خواجہ عمرو کا قول ہے کہ ہم ہوا بنکر
آسمان پر جاتے ہین قطرۂ آب بنکر زمین مین جذب ہوتے ہین لیکن پھر عیاری نہ ہوئی دیکھا حضور
نے کنیز نے کیا انتظام کیا ملکہ حیرت نے صنعت سحر ساز کی بہت تعریفین کین کہا اے صنعت
حقیقت مین تو نے ایسا انتظام کیا کسی سے نہ ہوسکے گا عرض کی کئی مرتبہ سامان کیے بڑے بڑے دعوے
کہائے صاف ثابت ہوا عیارون کا انتظام واجب و لازم ہے سر دار سب کے بھاگے ہین جب
قصد کیا گرفتار کر لیا آج جانبازی کنیز کی ملاحظہ ہو حیرت نے کہا جاؤ تمکو خداوند لقا کے سپرد کیا
صنعت نے طاؤس بڑھا میدان کارزار مین آ کر نعرہ کیا اے فرقہ خدا پرستان جسکو تمنائے مرگ ہو
نکل کر مقابلہ کرے لیکن صنعت نے دیکھا صف لشکر پر اسد نامور نہین ہے سمجھ گئی کہین اسکو چھپا یا
ہے صنعت چشم زدن مین پیدا کرونگی پہلے ان سرکشون کی فکر واجب و لازم ہے جیسے ہی صنعت نے
نسیب و دی اول ملکہ سرخ موے کاکل کشا حسین و رعنا اپنے طاؤس سے کود کی سامنے تخت
ملکہ مہ جبین کے حاضر ہوئی اجازت طلب کی ملکہ مہ جبین کو شدت گریہ سے کلام کرنے کا
یارا نہ باقی تھا طرف آسمان کے اشارہ کیا یہ کنایہ تھا کہ خدا کے سپرد کیا وہ حافظ و نگہبان ہے
اُسی کی قوت و توانائی پر اطمینان ہے ملکہ سرخ موے کاکل کشا ملکہ مہرخ وغیرہ سے بغلگیر
ہو کر شادان و فرحان طرف میدان کارزار کے روانہ ہوئی صنعت نے سرخ مو کو جو آتے دیکھا
آواز دی اے سرخ موے کاکل کشا تو نے مجھکو پہچانا مین ملکہ صنعت سحر ساز قوت بازوے
شہنشاہ طلسم ہوش ربا ہون ملکہ سرخ مو کیون اپنے کو دام مصیبت مین پھنساتی ہے اب میرے
ہاتھ سے رہائی دشوار ہے عیارون کو بھیجو اگر عیاری کرین جنکے بھروسے پر سلطنت قرار پائی لڑکے تا
کے گھر وندے بنے مشیر وزیر قرار پائے ایک ہفتہ گذرا بہار کو گرفتار کر کے مین لے گئی خواجہ سلامت

ایک لمحہ بھر اپنے سردار کو قید نہ رہنے دیتے تھے اب کیا ہوا جو ہمارے کو رہا نہ کیا سرخ مو نے آواز دی کیا بیہودہ بکتی ہی اگر قضا ہی ہماری آچکی ہی تو ہیبت سرنی پیچم زشمشیر حبیب ؎ ہرچہ آید بر سر من یا نصیب مرنے سے ڈرنا کیا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر اب ہم افراسیاب کی کیا اطاعت کرینگے جام بادۂ دین اسلام ملت بیضا سے مست ہین شکر ہی کہ یزدان پرست ہین یہ سنکر صنعت نے دکھلانے کو گولہ پھینکا سرخ مو نے کاٹا دو چار سحر ظاہری رد و بدل ہوے صنعت غصے مین جا پڑی وہ سحر کا ٹل سکا یعنے یا سامری کہکر زمین پر دوہتڑ مارا سرخ مو زمین پہ گری بیہوش ہوئی ملکہ ظلمات نے بڑھکر قفس آہنی پیش کیا ملکہ سرخ مو کو صنعت سحر ساز نے طائر بناکر قفس مین بند کیا مثل طائر تو گرفتار قفس سحر مین یہ کلغدار تڑپی سر ٹکرانے لگی شاہزادہ خورشید زرین سحر واسطے مقابلے کے نکلا کیا تڑپ کے چمک کے صنعت پر گرا لیکن صنعت پر تاثیر نہوئی سحر آخر مین صنعت نے یہ اندھیر کیا شاہزادہ خورشید زرین سحر بھی ٹکرا کر گرا صنعت سحر ساز نے طائر بناکر اسکو بھی قفس آہنی مین بند کیا ظلمات کے سپرد کیا استادان سخنور نے اس داستان حیرت بیان کو بصد شد و مد یون تحریر فرمایا ہی کہ آج دوپہر تک صنعت نے گیارہ سردار نامی و گرامی سحر کرکے گرفتار کیئے اسی طرح طائر بنائے سب قفس اپنے ہمراہ لیے بعد زوال تیر اعظم بصد کبر و نخوت ملکہ صنعت نے نعرہ کیا اے ملکہ مہرخ ایک ہفتے کی مہلت دیتی ہون سحر ماہ دولت کا تم نے ملاحظہ کیا اندر اس ایک ہفتے کے آپس مین صلاح کرکے معرفت ملکہ حیرت ظل اللہ شاہنشاہ عالیجاہ تدبیر اصلاح کرو اگر اسکے خلاف ہوا سجاہ و جلال خداوندی ایکی مرتبہ آکر اگر کل کا یہی حال نہ کیا تو مجھکو ملکہ صنعت سحر ساز نہ کہنا یہ کہکر باگ کو منعطف کیا اپنے لشکر مین آکر طبل تخت اڑاتی ہوئی جاہ و جلال دکھاتی ہوئی کلمات کبر و نخوت زبان پر بصد کر و فر طرف در گھٹ کے روانہ ہوئی مہتر برق و چالاک وغیرہ چھپتے مسافرینکے قصد ہوا اسکے لشکر مین ملجائین ٹرا و پرا اپنے کو پہونچائین وہان جاکر عیاری کرین اپنے سرداران ذی وقار کو قید سے چھڑائین لیکن ملکہ صنعت سحر ساز پشت و پہلو سے ہوشیار دور سے دیکھا کہ ایک مسافر آتا ہی آواز دی او آنے والے سایہ مین ہمارے لشکر کے نہ آنا یہ کہکے گولہ اٹھایا کہا او مسافر سامنے سے ہٹ جا اپنی جان کو بچا ورنہ گولہ پڑتا ہی تجھ ایسے دس ہزار مار ڈالونگی کوئی دامنگیر نہوگا منم ملکہ صنعت سحر ساز وزیر اعظم افراسیاب سرکوب مسلمانان آخو بیچارہ برق فرنگی بھاگا درۂ کوہ مین چالاک جانسوز و ضرغام موجود تھے انسے حال کہا چالاک نے کہا مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہو بھائی اب کیونکر عیاری کرین وہ ملعونہ تو اپنے قریب نہین آنے دیتی برق نے کہا اے مہتر والا گہر اول مین استاد نے اس قدر عیاریان اسپر کین کہ وہ ہوشیار ہوگئی اب اسکو اپنا سایہ بھی عیار معلوم ہوتا ہی ہمزاد کی قربت

بھی نہین چاہتی یہ باتین کر رہے تھے کہ اسی درۂ کوہ کے سامنے سے لشکر صنعت گزرا جانسوز و ضرغام نے اپنی آنکھون سے دیکھا کئی ساحر صنعت نے سحر کر کے قتل کیے جو سامنے آگیا اُسکو گولہ مارا دور تک عیارون نے پیچھا کیا لیکن صنعت کو غافل نہ پایا حیران و پریشان دیکھا کیے صنعت نے اندر حصار سحر کے داخلہ کیا زندان مصیبت مین سرداران مذکور کو بند کیا عیار روتے پیٹتے پلٹے لشکر مین آئے تمام کیفیت مہرخ سے بیان کی خواجہ نے کہا حصار سحر مین جانا بہت مشکل ہے چالاک نے کہا کل انشاء اللہ اندر حصار کے جا کر صنعت کو مار ڈالین گے یہ کہکر چالاک و برق و جانسوز و ضرغام شیر دل آپس مین صلاح کر کے واسطے عیاری کے روانہ ہوتے ہین ذکر عیاری چالاک و خواجہ عمرو مہتر قران انشاء اللہ جلد ششم مین تحریر کرونگا حصۂ دوم جلد پنجم کو اس مقام پر تمام کیا الحمد للہ کہ یہ کیفیت انجام ہوا

اشعار مصنف بہ مضمون ختم حصۂ دوم جلد پنجم و نشان آغاز جلد ششم

قمر شکر خلاق کون و مکان
منور کن بزم قصر زمین
ہون آگاہ اس بات سے ناظرین
ہو واضح کہ اس جلد پنجم کے بعد
فلک در پئے ظلم بیکار ہے
نکلتے ہین عیار بھی فکر مین
کمیت قلم کی ہین طراریان
کہ کھل جائینگے حجرہ ہائے بلا
یہی صاف تقدیر کا پھیر ہے
عدو سرکشی پر ہے اسکو ٹوک
نہ شاعر ہون مین ورنہ نثار ہون
خطا پر خطا کے غالب ہوئی

نگار ندۂ جزو نہ آسمان
بتائید و لطف جان آفرین
یہ ہے حصۂ دیگر پنجمین
ہوا مہر مضمون نو کا طلوع
کہ صنعت سے در پیش پیکار ہے
کیے خوب صنعت نے سامان سحر
عمرو کی ہون تحریر عیاریان
عنایت پر اُسکی رہے دل غنی
کہ تاریک کا سحر اندھیر ہے
ہر اک سے ہے یہ التماس اے قمر
حقیر و ذلیل دگہنگار ہون
بشر ہون بشر ہون بشر ہون بشر

فروزندۂ شمع مہر مبین
ہوئی ختم جلد فصاحت قرین
بروز سعید و بہ اوقات سعد
چھٹی جلد کی اس جگہ سے شروع
ہین سردار مہرخ اسی ذکر مین
بنے قصر افسون و ایوان سحر
در بدعت و ظلم وا ہوئے گا
کہ مشعل بھی دکھلائیگا روشنی
قمر توسن کلک کی باگ روک
چھپائین مرے عیب کو سر بسر
مری عیب پوشی مناسب ہوئی
خطا یم بہ پوشند اہل ہنر

الحمد للہ کہ حصۂ دوم جلد پنجم کا بعون اللہ تعالی تمام ہوا

واضح رائے ناظرین والامقام ومشتاقانِ خوش انجام ہو کہ یہ حصۂ دوم جلد پنجم اس مقام پر ختم ہوا کہ لشکر
ظفر اثر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان نے کوہ عقیق گلزار سلیمانی
پر مقابلہ لقاے بےبقا فروکش ہے لقا نے نامہ براے طلب مدد بسمت افراسیاب روانہ کیا ہے
ابھی کوئی ساحر افراسیاب نے نہین بھیجا تھا قدروح وروان قاسم عالیشان ایرج نوجوان مع ملکہ
انجم ماہ رخسار وملکہ شیشہ مہ نوش وشاہزادہ صیقل آئینہ دار مع فوج جرار سمت ہوش ربا
روانہ ہوئے ہین بہ پہنچنا انکا بھی گوش گذار ہوگا اور طلسم ہوش ربا مین ہنگامۂ عظیم برپا ہے یعنی ملکہ صنعت
سحر ساز نے ہر گھنٹ پر سحر سے ایک مکان عالیشان بنایا ہے چند سرداران مہرخ قید کر چکی ہے ہفتے کی
مہلت دی ہے چالاک وجانسوز وضرغام و برق فلک عیاری مین چل چکے ہین کہ جا کر کسی تدبیر
سے اندر حصار سحر کے پہونچین سرداران نامی کو رہا کرین افراسیاب جادو باغ سیب مین داخل
ہے صنعت کو نامہ لکھ بھیجا ہے کہ قتل وغارت مسلمانان مین تمکو اختیار ہونا بدولت بھی وقت پر آپہونچینگے
صنعت سحر ساز نے سرداران نامی وگرامی کو ملکہ مہرخ کے قید کیا ہے اول عیاری مہتر برق و
چالاک وجانسوز وضرغام مردہ بنکے اندر حصار سحر کے پہونچنا آخر مین پہچانے جانا اور گرفتاری
عیاران مذکور پھر بڑی دھوم سے عیاری خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کی دولہا بنکے برات لیکر بشکل
فرزند نامدار جادو ناظم طلسم ہوش ربا جانا اندر حصار سحر صنعت سحر ساز کے اور ہمراہ ہونا
مہتر قران کا بشکل سرفروش جادو پہونچنا تا بہ قصر ملکہ صنعت حیلے سے نذر دینے کے او قتل کرنا
ملکہ صنعت سحر ساز کو رہائی جملہ سرداران او جنگ عظیم برپا ہونا بعد اسکے ہجوم بلاے اول کا
کھلنا اور آمد مشعل جادو وعیاری خواجہ عمرو و سحر کوکب اور لڑنا مشعل جادو کا اور
روح قبض ہونا جملہ سرداروں کی وعیاری خواجہ عمرو وذکر قتل مشعل جادو وبربادی کنیزان ساحری
بر سر کوہ زبرجدی متعلق آفات چہار دست وذکر آمد نیرنگ گیرنگ برادران حیرت و
سوسن زبان دراز دایۂ ملکہ حیرت وعیاری خواجہ عمرو وآمد ملکہ تاریک صورت کش ودیگر
حالات حجرہ ہاے بلا وجنگ ایرج کہ سمت طلسم ہوش ربا چلے ہین ونیز حالات جنگ صاحبقرانیان
وساحران افراسیاب لشکر زہرہ شاہ باختری ودیگر حالات جلد ششم ہوش ربا بشرط
حیات انشاء اللہ تعالی لفظاً لفظاً تحریر ہونگے حالات حجرہ ہاے بلا ودیگر داستانہاے دلچسپ رنگین
اس جلد ششم کی لائق ملاحظہ ناظرین والاتمکین ہونگی حقیر سراپا تقصیر اسکے شایع ہونے مین بہت
جلدی کر رہا ہے البتہ بعض امورات جو اختیار راقم سے باہر ہین اُن مین مجبور وناچار ہے لیکن بہت جلد

انشاء اللہ تا بہ جلد ہفتم تحریر کرکے ملاحظۂ مشتاقان والا مقام میں پیش کریگا یہ بھی واضح رہے کہ اس زمانے میں بعد سال بھر کے قلعہ تحت الشعاع میں جہان کا حاکم زال جادو ہے ایک جلسہ ہوتا ہے تمام ساحران نامی و نامور طلسم ہوش ربا کے قلعۂ مذکور پر جاکر جمع ہوتے ہیں زال نے افراسیاب کو بھی نامہ لکھا ہے کہ اس سال شاہنشاہ بھی تشریف لائیں بمقدمہ مشعل جادو حاکم حجرہ بلائے اول ایک انجمن مشاورت منعقد ہوگی شروط گھولنے حجرہ بلائے آپ سے عرض کرونگا اگر ان شرائط کو بجا لائیے گا ضرور مشعل جادو پہلو نشین ساہری جو دو برس سے محبت ساہری و خجستہ میں ایک حجرہ بنا کر بہشت میں اپنے کو دفن کرا چکا ہے تشریف لائیے گا پس اسکا آنا باعث افتخار بادشاہ طلسم ہوش ربا ہوگا ان مضامین خجستہ آئین کا ناظرین کو خیال ہے کہ کل مقدمات کو انشاء اللہ بشرط حیات جلد ششم میں لفظاً لفظاً تحریر کرونگا فقط والسلام والاکرام

قطعہ تاریخ مصنف جلد پنجم طلسم ہوش ربا

طبع گشت چو نسخۂ بے مثیل / متفکر شدم چو در دل خود
واقع پنجم و فکر و حزن و ملال / آمد از من برائے مصرعۂ سال
نظم این رشک نظم فردوسی / این ندا آمد از لب احباب
نثر این بہ ز بوستان خیال / گلشن بے خزان علم و کمال

قطعہ تاریخ جلیدہ کلک جواہر سلک جناب نواب میرزا محمد علی خان صاحب نبیرہ نواب آصف الدولہ بہادر مرحوم و مغفور نور اللہ مرقدہ متخلص بہ محمد

حبذا ہے کاشف رمز طلسم دلکشا / خوش بیان و خوش کلام و خوش خصال و خوش سیر
جب بیان ہوتا ہے یہ افسانۂ حسرت فزا / فکر سال عیسوی دل میں ہوئی المختصر
مرحبا منشی ملقب احمد حسین نامور / واہ کیا تصنیف کی ہے یہ کتاب لاجواب
ہوش میں ہوش آگئے سمجھیں یہ طرفہ ہے اثر / ہے محمد لکھدیا یہ مصرعۂ تاریخ طبع
داستان گوئے امیر حمزہ صاحبقران / جمع ہیں جسمیں مضامین خیالی سر بسر
طبع جب ہونے لگی یہ داستان بوستان / پاک ہے جو رخزان سے یہ گلستان قمر
۱۸۹۱ء

قطعہ تاریخ ایضاً جناب نواب صاحب ممدوح

طبع چون شد طلسم ہوش ربا / شد مطبوع طبع اہل مذاق
منشی فکر با بہ سال نوشت / شاہد فکر و شہرۂ آفاق
۱۳۰۸ھ

قطعہ تاریخ دوست صادق محب واثق جناب سلطان علی خان صاحب متخلص بہ جعفر شاگرد جناب سید ضامن علی صاحب متخلص بہ جلال

ہو جاتے ہیں گم ہوش بشر کے اسے سنکر / بیجا نہیں نام اسکا اگر ہوش ربا ہے
ہاتھوں میں بصد شوق لیے نقد دل و جان / ہر فرد بشر اسکا خریدار ہوا ہے
غش ہوتے ہیں ساحر بھی اس طرز بیان پر / یہ طرز بیان سحر ہے اعجاز ہے کیا ہے
تاریخ کی تھی فکر کہ ہاتف نے پکارا / کیا ہوش ربا شہرۂ آفاق لکھا ہے
۱۳۰۸ھ

قطعہ تاریخ ریختۂ کلک گہر سلک شاعر نازک خیال شیرین سعادت پناہ نجابت دستگاہ صاحب توقیر جناب میر علی جعفر صاحب متخلص بہ کیشر

احمد حسین منشی ذی اقتدار ہین
یکتا ہین نظم و نثر کے فن مین وہ خوش بیان
سعدی و انوری و ظہوری کا ہے یہ قول
حاسد کی مدآہ سے طبع روان ہو تیز
دفتر نہین جواہر مضمون کا ہے یہ گنج
شیرانہ ہے اسد کی لڑائی کسی جگہ
آمد ہے اس طرح کہین افراسیاب کی
نازان ہے اپنی چادر نیلی پہ چرخ پیر
آمد کہین ہے کوکب روشنضمیر کی
عیاریان عمرو کی دکھائی ہین فطرتین
یون فکر طبع سال مین دل نے کہا کیشر

لکھا طلسم ہوش رُبا عاشقانہ ہے
عالم مین اُنکی مدح و ثنا غائبانہ ہے
اس رنگ خاص مین تو قمر اب یگانہ ہے
انکے سمند فکر کو یہ تازیانہ ہے
قارون کی کب بساط مین ایسا خزانہ ہے
بالکل کہین یہ سحر کا سب کارخانہ ہے
جادو کا تخت دوش صبا پر روانہ ہے
یاران ہفت رنگ کا اک شامیانہ ہے
بّران سحر سازی کے فن مین یگانہ ہے
ساحر بھی تیر مکر کا انکے نشانہ ہے
اب تو جہان مین ہوش رُبا یہ فسانہ ہے
۱۳۰۸

قطعہ تاریخ جناب منشی لچھمن پرشاد صاحب متخلص بہ صدر

کیا ہے اسکو جناب قمر نے خوب رقم
یہ کلک صدر نے تاریخ طبع کی لکھی

طلسم ہوش رُبا ہے طلسم ہوش رُبا
جدید خوب چھپا ہے طلسم ہوش رُبا
۱۳۰۸

قطعہ تاریخ جناب منشی بھگوتی پرشاد صاحب متخلص بہ روش

رقم نمود چہ خوش داستان جناب قمر
ز روے بام فلک اے روش ندا آمد

بہ نثر اہل کمال است و خوش بیان شاعر
طلسم ہوش رُبا طبع شد بہ دنیا در
۱۳۰۸

تقریظ ریختۂ کلک جواہر سلک جناب منشی متھرا پرشاد صاحب متخلص بہ فہیم شعر

تماشا دیکھیے مدت سے جس یوسف کا شہرہ تھا
وہ مضمون نکلے آج آیا ہے بازار معانی مین

تفسیر خوانان مصحف تہذیب اخلاق و سبحہ گردان تسبیح رفق و وفاق کدھر ہین ادھر آئین چشم انصاف بین مین جواہر شناسی کی عینک لگائین دیکھین آج تجلی گاہ معانی و شبستان سخندانی کس شمع جہان افروز و شعلہ تاریکی سوز سے بعینہ طور پر نور کلیم اللہ ہے۔ وادی ایمن بلند پروازی و سینائے انشا پردازی کس آتش فروز جمال نازک خیالی تجلی بخش شمع شیرین مقالی کی تجلی گاہ ہے۔ واہ واہ کیا قدرت رب قدیر ہے کہ

دبیر عطارد نظیر نے اعجاز فکر سے اپنے ہاتھ کو ید بیضا بنایا شاخ قلم کو شاخ نخل طور کے قلم سے بڑھایا ہی۔ نقاط کل شمع میدان کا چراغ گل کرتے ہین آندھی پائے جاتے ہین۔ حروف زبان قلم سے نکلکر صفحۂ قرطاس پر آتے آتے کاف و نون بنجاتے ہین خامۂ معجز بیان عصائے حضرت موسی کا اعجاز دکھاتا ہی سطور عبارت کو اثر دہائے کلیم اللہ کی صورت بناتا ہی یہ آواز قرأت زبان قاری سے نکلکر بانگ لن ترانی کو مات کرتی ہی۔ صدائے مرحبا لب سامع پر ندائے ارنی کا بہروپ بھرتی ہی پیشانی قرطاس پر الف اللہ ہی یا وادی ایمن مین شمع میدان۔ عبارت مین حروف مد ورہین یا حضرت موسیٰ کی چشم حیران سبحان اللہ کیا کتاب لاجواب و نسخۂ انتخاب ہی جسکی خوبی کا ڈنکا اساتذۂ ماضی کو آغوش لحد مین سونے نہین دیتا حروف ہین یا آئینہ حلب نازک خیالی الفاظ ہین یا لعل یمن رنگین مقالی جملے لآلی فصاحت کے عدن۔ فقرے غزالان مطالب کے ختن مصرع گلہائے متانت کے گلزار۔ اشعار مشک ذہانت کے تاتار سطور تیغ جادو نگاری کی اصفہان ہی بحور حسینان مضمون آفرین کے مقابل ید بیضا ہی۔ آفرین منشی آسمان شیرین بیانی۔ سر دفتر جریدۂ سخندانی صاحب فضل و ہنر جناب منشی احمد حسین قمر جیفون نے اس قصۂ عجیب و غریب بحر ناپیدا کنار کو کوزۂ ترتیب و تنظیم مین بند کرکے سحر سازان مضامین آفرین کو کرشمۂ لیاقت دکھایا بارک اللہ کیا نسخۂ جواہر نگار ہی یا مصحف رخسار حسینان صحیفۂ نادر روزگار ہی یا رحل نظر کا قرآن ہر حرف نقش و نگار گلستان پر حرف رکھکر نقش فروغ جگانیوالا۔ ہر نقطہ خال روئے حسینان کو بے نقط سُناکر اپنی خوبی کو نقطۂ انتخاب بنانے والا جملے جملہ محاسن نثاری کا آئینہ بنکر عبارت جلالی کو درست کرنے والے فقرے کل خوبیون پر نازان ہوکر فقرات واعظ پر فقرے چست کرنے والے نثر کی صفت مین نثرائے فلک عاری نظم معلےٰ پر نظم پروین ہزار جان سے واری مصرعے مصراع ہلالی کو گرد کرنیوالے اشعار مطلع خورشید کا رنگ زرد کرنے والے۔ بندون کی ردیف مین زبان عطارد بند۔ رباعیان مصنف رباعی اربعۂ عناصر کو دل پسند۔ قافیہ ناہید و خورشید کا قافیہ تنگ کرنے مین برق۔ ردیفون کو چمکنے مین خورشید کی طرح دعوائے انا الشرق ہی۔ اب ہم اس تقریظ کو ختم کرکے دعا کرتے ہین کہ رب معبود واجب الوجود اس کتاب کو سرمۂ چشم اہل فن اور اسکی ہر جلد کو ہم شیرازۂ جلد زبان اہل سخن بناکے مصنف نازک خیال و ناشر ناصری مثال کو صلۂ خیالات عمیم و اجر کوشش ترتیب و تنظیم دے

آمین ثم آمین

خاتمۃ الطبع از طرف مصنف شعر

جگر کی آگ بجھے جلد جس سے وہ شے لا	لگا کے برف مین ساقی صراحی مے لا

اس حقیر ہیچمدان کی شرخوانی وداستان سرائی تمام شہر مین زبان زد خاص و عام ہو رہی ہی تمام رئیسان عظام و شاہزادگان والا مقام بہ عنایت رب الانام بہ تعریف تمام ماہر ہین اس نیازمند نے بعنایت رب اکبر بعبارت سلیس و اشعار نفیس انشاپردازی کے ساتھ اس حصۂ دوم کو لکھا اب یہ خوشہ چین شائقین ناظرین باتمکین سے امیدوار ہی کہ میری خطائین دامن لطف سے چھپا کر قلم اصلاح سے درست فرمائین

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

بخدمت ارباب ذوق و شوق التماس ہی کہ داستان امیر حمزۂ صاحبقران ایک عجیب داستان ہردلعزیز اور ضخیم ہی جسکے معائنہ کا ایک عالم مشتاق تھا مگر بوجہ نایابی کے علی العموم ہر شخص اسکے مطالعہ سے محروم و مغموم تھا۔ کارخانہ نے اس امر بزرگ کا انصرام اپنے ذمہ لے لیا اور اس پوری داستان کے ترجمہ و طبع کا انتظام کرلیا۔ اس داستان عظیم الشان کے آٹھ دفتر ہین دفتر اول نوشیروان نامہ دو جلد مین دفتر دوم کوچک باختر ایک جلد مین دفتر سوم بالا باختر ایک جلد مین دفتر چہارم ایرج نامہ دو جلد مین دفتر پنجم طلسم ہوش رُبا سات جلد مین دفتر ششم صندلی نامہ ایک جلد مین دفتر ہفتم تورج نامہ دو جلد مین دفتر ہشتم لعل نامہ ایک جلد مین منجملہ انکے نوشیروان نامہ جلد اول اور کوچک باختر اور ایرج نامہ جلد اول چھپکر تیار ہی اور برابر فروخت ہو رہا ہی۔ اور نوشیروان نامہ جلد دوم اور بالا باختر اور ایرج نامہ جلد دوم قریب الاختتام ہی اور باقی ہرسہ دفتر صندلی نامہ و تورج نامہ و لعل نامہ کے بھی ترجمہ ہونے کا اہتمام ہو رہا ہی۔ اور دفتر پنجم طلسم ہوش رُبا کی ساتون جلدین جنکی اول چار جلد کا ترجمہ ماہر ہمہ دان منشی محمد حسین جاہ مرحوم نے اور آخری تین جلد کا ترجمہ استاد داستانگویان منشی احمد حسین قمر مرحوم نے از جانب مطبع فرمایا تھا۔ داستان کے ذوق سلیم سے تھوڑے ہی عرصہ مین ہاتھون ہاتھ فروخت ہوگئین اور نوبت طبع چہارم کی آئی چنانچہ طلسم ہوش رُبا کی جلد پنجم کا حصۂ دوم مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین حسب ایماء مالکان مطبع و باہتمام کیسریداس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ بار چہارم ماہ مارچ ۱۹۲۳ء طبع ہوکر پسند عالم ہوا

اعلان حق تالیف اس ترجمہ کا بحق نولکشور پریس محفوظ ہی

کتاب	قیمت
بوستان خیال - (جلد دوم)	۸/
؍؍ (جلد سوم)	للعہ
؍؍ (جلد چہارم)	لعہ/
؍؍ (جلد پنجم)	۸/
؍؍ (جلد ششم)	۸/
؍؍ (جلد ہفتم)	۸/
؍؍ (جلد ہشتم)	۸/
؍؍ (جلد نہم)	للعہ
سوانحعمری عمرو عیار. نہایت دلچسپ قصہ ہے	۸/
جادوۂ تسخیر ہم رنگ فسانہ عجائب	۱۲/
سنگھاسن بتیسی	۴/
گل بکاولی	۳/
قصہ گل وصنوبر	۲/
قصہ اگر گل -	۴/
ایک روسی زمیندار کا قصہ	۶/
سیر مقبول	۱۲/
لطائف ہندی. نہایت دلچسپ لطیفے	۲/
فسانہ معقول	۱/

دلچسپ ناول

مسٹر رینالڈ کے ناولوں کے ترجمے

کتاب	قیمت
فسانہ الروین ولیلی	۱۲/
فریب حسن	۱۲/
فسانہ سوزن عشق	۱۲/
فسانۂ لارنس ورودتھ	۱۲/
فسانہ حسرت وصل	۵/
مارگریٹ	۶/
روز ایمبرٹ	للعہ
ناول اسرار	۸/
دیگر ونیڈا	۱۲/
شام جوانی حصہ اول	۸/
حصہ دوم	۹/
دھوکا یا طلسمی فانوس -	۲/

دیگر مصنفوں کے انگریزی ناولوں کے ترجمے

کتاب	قیمت
تسخیر	۵/
خون ناحق	۶/
شاہد طرار	۸/
طلسم خیالات	۱۱/
ثمرۂ نیکی	للعہ
قصۂ حاجی بابا اصفہانی	۸/
کرشمۂ تقدیر	۷/
لال کپتان	۵/
نیرنگ فرنگ	۱۴/
شمشیر جفا	۸/
سیتا	۸/
ہنگامۂ عشق	۷/

ناول ترجمہ سید وجاہت حسین

کتاب	قیمت
خوبی قسمت	۱۱/
بوالہوس	۱۲/
جوش خون	۱۴/
چابک سوار معشوقہ	۱۲/
بادشاہ سلامت	۱۵/
خلق مجسم	۱۴/
حور عین کامل ہر دو حصہ	۱۳/

متفرق ناولوں کے ترجمے

کتاب	قیمت
تگ ٹم	۹/
الو کی دم فاختہ	۵/
کلجگ کی کھونٹی	۵/

الف لیلہ دنیا زاد لیطر ز ناول ۱۲ر
معشوقۂ فرنگ ۵ر
اسرار ہند ۹ر
منارۂ قیصری ۱۰ر
مجموعۂ افسانہ دلپذیر ۸ر

بنگالی ناولوں کے ترجمے

بنگالی دولھن ۱۰ر
پرتاب ۱۰ر
روہنی ۸ر
مار آستین ۸ر
مرالنی ۸ر

اوریجنل ناول

حیران خانم ۴ر
خوش نصیب ۶ر
خواتین ملازمہ مستورات کیواسطے
نہایت ہی نصیحت آموز ناول ہے ۸ر
جام زہر ۱۰ر
راز عشق ۹ر

طویلہ کی بلا بندر کے سر ۲ر
طلسم شرر عرف گلاب کنور ۱۲ر
عیاروں کا عیار ۸ر
فریب نیرنگ ۴ر
مفید خاص و عام ۱۴ر
ناشاد ۷ر
نئی نویلی ۳ر
نئے نگر ۵ر
وقائع نادری ۵ر
ہم خرما و ہم ثواب ۵ر
شمس و قمر ۲ر
خواب کلکتہ حصہ سوم چہارم ۱۲ر
سبز باغ ۵ر
التمش ۴ر
سندر شانتا کامل چہار حصہ ۵ر
بزم اکبری ہر دو حصہ ۱۴ر
مکاری کا پتلہ ۱۰ر
جفا و وفا ۱۰ر
دلچسپ حصہ اول ۴ر
بلاس کماری ۱۳ر

پھول وتی عرف سندر شانتا ۱۴ر
دربار اودھ حصہ دوم ۸ر
حجاب عصمت پردہ کے متعلق نہایت
دلچسپ بحث ۳ر
کرشن کانتا ہر دو حصہ ۳ر
شوکت آرا بیگم حصہ اول و دوم
مجلد کاغذ گندہ ۵ر
" بلا جلد کاغذ معمولی ہے
حصہ سوم مجلد کاغذ گندہ ۵ر
" بلا جلد کاغذ سمی ہے
ملا زاغلول ۸ر
خاتون اودھ ۱۰ر
منصور و منیزہ ۶ر
ویر پرتاب ۸ر
لال چین ۱۰ر
فرمان قضا ۸ر
عائشہ بیگم ۱۰ر
سیف کمال ۴ر
حامد محمود ۸ر
تلاش حق ۸ر

المشتہر

مینجر نولکشور پریس صیغہ بکڈپو حضرتگنج لکھنؤ

اعلان۔ حق تالیف اس کتاب کا بحق مطبع اودھ اخبار محفوظ ہے۔